وفضیلة

یعنی غلول کہتی ہین غنیمت کی مال مین سی کچہ چرانی کو

فی بیان سبق رحمة الله وغلبتها علی غضبه وماهیتهما المجلس الحادی والتسعون فی بیان

رحمت الٰہی کی سبقت اور غلبہ کی بیان مین غضب پر اور دونو کی حقیقت مجلس اکانوین اس بیان مین

ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم المجلس الثانی والتسعون فی بیان عدم المواخذة

کہ شیطان پہرتا ہی انسان مین بجای خون کی مجلس بانوین اس بیان مین کہ وسوسکا مواخذہ

بالوسوسة مالم تعمل بها او تتکلم المجلس الثالث والتسعون فی بیان ان للشیطان لمة

نہین جبتک اوسپر عمل نکری یا موںہ سی نکہی ۔ مجلس ترانوین اس بیان مین کہ شیطان کو قرب ہوتا ہی

بابن ادم وللملك لمة له المجلس الرابع والتسعون فی بیان ظهر الاسلام غریبا وسیعود

بنی آدم کی ساتہہ اور فرشتہ کو قرب ہوتا ہی مجلس چورانوین اس بیان مین کہ اسلام پیدا ہوا تہا غریب اور پہر ہوجاویگا

غریبا کما ظهر المجلس الخامس والتسعون فی بیان نعمة الصحة والفراغ وبیان مغبونیة

غریب جیسا ظاہر ہوا تہا مجلس پچانوین بیان مین نعمت تندرستی اور فراغت کی اور غبن مین ہونی

صاحبهما المجلس السادس والتسعون فی بیان نهی من اکل ما فیه رائحة کریهة من دخول المسجد

صحیح وفارغ کی مجلس چہیانوین اس بیان مین کہ جو شخص کہاوی ایسی چیز جس مین بدبو ہووی تو مسجد مین نجاوی

المجلس السابع والتسعون فی بیان لزوم ترك ما لا یعنیه من القول والفعل المجلس الثامن

مجلس ستانوین اس بیان مین کہ لازم ہی ترک بیفائدہ قول اور فعل کا مجلس اٹہانوین

والتسعون فی بیان الوصیة فی حق النساء حال المعاشرة بهن المجلس التاسع والتسعون

بیچ بیان وصیت کی عورتون کی حق مین اور اونکی ساتہہ گذران کی حالت مجلس ننانوین

فی بیان تحقیق قوله علیه السلام استوصوا بالنساء خیرا الی اخره المجلس المائة فی بیان لزوم

حضرت صلی الله علیه وسلم کی قول کی تحقیق مین کہ استوصوا الخ مجلس سوین اس بیان مین کہ لازم ہی

رعایة حق الزوج علی زوجته وبیان الوعید عند عدمها المجلس الاول فی بیان تمثیل من

حق شناسی اپنی خاوند کی بی بی کو اور بیان سزا کا جب کہ یہہ نہووی پہلی مجلس بیچ مثال بیان کرنی اوس شخصکی

یذکر ربه ومن لم یذکره بالحی والمیت وفی بیان معرفة ذکر الله تعالی قال رسول

کہ اپنی رب کی یاد کرتا ہی اور جو اوسکی یاد نہین کرتا ساتہہ زندہ اور مردہ کی اور بیان مین ذکر الله کی فرمایا رسول

الله صلی الله علیه وسلم مثل الذی یذکر ربه والذی لا یذکر ربه کمثل الحی والمیت هذا الحدیث

خدا صلی الله علیه وسلم نی حال اوس شخصکا کہ ربکی یاد کرتا ہی اور اوس شخصکا جو اپنی رب کی یاد نہین کرتا جیسی زندہ اور مردہ یہہ حدیث

من صحاح المصابیح رواه ابو موسی الاشعری فانه علیه السلام جعل فیه الذاکر مثل الحی مع

مصابیح کی صحاح مین ہی ابوموسی اشعری کی روایت سی سو پیغمبر صلی الله علیه وسلم نی اسمین یاد کرنیوالی کو مانند زندہ کی ٹہرایا باوجودیکہ

کونه حیا لان المراد بالحی من له حیوة حقیقیة ابدیة وهی انما تحصل بذکر الله تعالی لان

وہ زندہ ہی ہوتا ہی اسلئی کہ زندہ سی وہ مراد ہی جسکو حقیقی اور دائمی زندگی حاصل ہی اور ایسی زندگی بجز یاد الٰہی کی حاصل نہین ہوتی کیونکہ یہہ

الذکر یحیی قلوب الذاکرین ویوجب لهم الاستعداد لمعرفة رب العالمین والوصول الی الحیوة الابدیة

ذکر ذاکرین کا دلون کو زندہ کردیتا ہی اور بالضرور اونکی لئی سامان رب العالمین کی معرفت کا تیار کرتا ہی اور بہشت کی حیات ابدی کی لایق بنا دیتا ہی

فی دار النعیم ومن کان خالیا عن الذکر فهو بمنزلة المیت لکونه خالیا عما یحیی قلبه وعما یوجب

اور جو شخص یاد الٰہی نہین کرتا وہ مردہ کی مانند ہی کیونکہ وہ اوس بات سی خالی ہی جس سی دل زندہ ہوئی اور خدا کی

له المعرفة والحيوة الابدية لان شرف الانسان وفضيلته التي بها فاق جميع اصناف الخلق
معرفت اور دائمی زندگی پیدا ہو کیونکہ انسان کی شرافت اور فضیلت جسی تمام اقسام مخلوقات پر فائق ہو رہا ہی

ليس الا باستعداده لمعرفة الله تعالى وانما الستعداد لمعرفة الله تعالى بقلبه لا بجارحة من
بجز استعداد معرفت الہی کی نہیں ہی اور استعداد معرفت الہی کی دل ہی سی علاقہ رکہتی ہی ہاتہہ پانو وغیرہ

جوارحه بل الجوارح له اتباع وخدم يستخدمها استخدام الملك للرعايا ويستعملها استعمال
اعضاء سی کچھ علاقہ نہین بلکہ تمام اعضاء دل کی تابع اور خدمت گذار ہین دل ان اعضاء سی اسطور کام لیتا ہی جیسی بادشاہ رعیت سی اور ایسی برتتا ہی

السيد للعبيد وهو انما يطمئن بذكر الله تعالى كما قال الله تعالى الا بذكر الله تطمئن
جیسی مولی غلامون کو اور دل کو طمانینت صرف یاد الہی سی ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی یاد رہی اللہ ہی کی یاد سی دل چین پاتی ہین

القلوب وافضل الذكر على ما ورد في الحديث لا اله الا الله فلا بد للعبد المكلف ان يشتغل
اور سب سی بہتر ذکر موافق مضمون حدیث کی لا الہ الا اللہ ہی اب بندہ مکلف کی لئی ضرور ہی کہ اس ذکر مین

بهذا الذكر حتى يطمئن قلبه ويستعد لمعرفة الله تعالى لكن قبل اشتغاله به يجب عليه
مشغول رہی تاکہ اوسکا دل اطمینان پکڑی اور معرفت الہی کی استعداد حاصل کری لیکن اس شغل سی پہلی اوسپر واجب ہی

ان يحصل من علم الكلام ما يصح به اعتقاده على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز
کہ اتنا علم عقاید سیکہی جس سی اسکا اعتقاد موافق اہل سنت وجماعت کی ٹہیک ہو جاوی اور

به عن شبه المبتدعة لان القلب ما دام مكدرا بظلمة البدعة الاعتقادية لا يبدو انوار
اہل بدعات کی شبہات سی بچ جاوی کیونکہ جبتک دل اعتقادی بدعت کی تاریکی مین مکدر رہتا ہی تو اوسمین طاعت کی روشنی نہین چمکتی

الطاعات ويجب عليه ايضا ان يحصل من علم الفقه ما يصح به اعماله على وفق الشريعة المطهرة
اور اوسپر یہہ بہی واجب ہی کہ اتنا علم فقہ بہی سیکہہ لی جس سی اوسکی اعمال موافق شریعت پاک کی صحیح اور

والا فالتقدم لمعالي الامور قبل اتقان وصولها وضبط طرقها عجلة شيطانية وشهوة نفسانية
اور نہین تو بڑی کام کر بیٹہنا بغیر محکم کرنی اصول کی اور ٹہیک دریافت کرنی طریقون کی شیطانی جہپٹ اور نفسانی شہوت مین

توجب لصاحبها الفضيحة في الدنيا والاخرة اذ قد يغتر صاحبها بالتخيلات النفسانية
داخل ہی جو ایسی شخص کو دنیا اور اخرت دونو مین ذلیل کر چھوڑتی ہی اس لئی کہ ایسا جاہل کبہی فریب مین آکر نادانی سی خیالات نفسانی

والتلبيسات الشيطانية ويظنها كرامات وهي في الحقيقة استدراج وزيادة له في انواع
اور شبہات شیطانی کو کرامت تصور کر لیتا ہی اور اصل مین وہ استدراج ہوتا ہی اور اوسکی حق مین طرح طرح کی

الضلالات لان من اشتغل بالذكر والرياضة قبل ان يحصل من علم الكلام ما يصح به الاعتقاد
گمراہی زیادہ ہوتی ہی کیونکہ جو شخص شغل ذکر اور ریاضت کا اختیار کرتا ہی بدون سیکہی علم عقاید کی کہ جتنی مین اوسکا اعتقاد

على مذهب اهل السنة والجماعة وما يحترز به عن شبه المبتدعة ومن علم الفقه ما يصح
اہل سنت وجماعت کی مذہب پر صحیح ہو جاوی اور بدعتیون کی شبہات سی بچ جاوی اور بدون سیکہی علم فقہ کی جتنی مین

به اعماله على وفق الشريعة المطهرة لا يبعد ان يقع له كشف حسي لبعض الاشياء او امر خارق
اوسکی اعمال مطابق شریعت پاک کی صحیح اور درست ہو جاوین تو کیا بعید ہی کہ اوسکو بعضی محسوسات کا کشف ہونی لگی یا کوئی بات کرامت کی سی

من خوارق العادات بمقتضى الرياضة او اراءة الشيطان كما حكي كثير من ذلك عن بعض الكفرة
خلاف عادات مین سی ریاضت کی موافق یا شیطانی دکہی سی ہو جاوی چنانچہ ایسی بہت کہانیان بعضی کفار

الرياضة بين جهلة انه ولاية وكرامة وهو في الحقيقة مكر واستدراج لا كرامة ولا ولاية

ریاضت مشق کی مشہور ہین پہر یہہ نادان خیال کرتا ہی کہ یہہ ولایت اور کرامت ہی اور اصل مین وہ مکر اور استدراج ہوتا ہی کرامت نہی اور نہ ولایت

لانه قد يحصل الكشف والامر الخارق لبعض الرهبان وغيرهم ممن يعتنون بزيادة الرياضات

اسلئی کہ کشف اور امر خارق کبہی کبہی بعضی ایسی راہب وغیرہ کی بہی ہوجاتا ہی جو بڑی ریاضت اختیار کرتی ہین

مع فساد العمل والاعتقاد ولا اعتداد به لانه تعالى قد جعل الرياضة سببا لتصفية

باوجودیکہ اونکی عمل اور اعتقاد فاسد ہوتی ہین پہر اسکا کیا اعتبار ہی اسلئی کہ اللہ تعالی بیشک ریاضت سی دلون کو ایسا صاف کردیتا ہی

القلوب بحيث يوصل بها الى الكشف ونحوه من الخوارق ولا يدل ذلك على رضائه تعالى

کہ جس سی کشف اور کشف کی مانند اور خوارق ہونی لگتی ہین اور اس سی اللہ تعالی کی یقینی رضامندی

بذلك السبب البتة ومن المعلوم قطعا ان الخوارق ليست مختصة بالمعجزة والكرامة

اوس سبب پر معلوم نہین ہوتی اور یہہ بات یقینی معلوم ہی کہ خوارق کو کچہہ معجزہ اور کرامت ہی سی خصوصیت نہین ہی

بل قد تكون استدراجا ايضا فمتى صدرت ممن فيه خلل عملي او اعتقادي يحكم بكونها

بلکہ بعضی وقت استدراج بہی ہوتا ہی پہر اگر یہہ امر خارق ایسی شخص سی پیدا ہووی جسکا عمل یا اعتقاد باطل ہی تو وہ

استدراجا لا كرامة لان الكرامة ظهور امر خارق للعادة على يد عبد صالح ظاهر صلاحه

استدراج ہی سمجہا جاویگا کرامت نہین ہوگی کیونکہ کرامت تو وہ ہی کہ امر عادت کی خلاف ایسی صالح آدمی کی ہاتہہ سی ہو جسکی نیک کرداری ظاہر ہو رہی ہو

وهذا القيد الاخير للاحتراز عن الاستدراج وهو ظهور امر خارق للعادة على يد الاشقياء

اور یہہ پچہلی قید استدراج سی احتراز کی لئی ہی کیونکہ استدراج وہ ہوتا ہی کہ امر خارق عادت اشقیا کی ہاتہہ پر پیدا ہو

كالدجال وفرعون والجهلة الضالين المضلين فان الخوارق كما تظهر على يد الاتقياء تظهر

جیسی دجال اور فرعون اور گمراہ جہال اور گمراہ کرنیوالی کیونکہ خوارق جیسی پرہیزگارون کی ہاتہہ پر ہوتی ہین

على يد الاشقياء ايضا فما يظهر من ذلك على يد من كان تحت سياسة الشرع يصير

اشقیا کی بہی ہاتہہ پر ہوجاتی ہین سو جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتہہ پر ظاہر ہو جو شرعی حکومت کا مطیع ہی تو

سببا لمزيد مجاهدته في عبادته وما يظهر من ذلك على يد من لم يكن تحت سياسة الشرع

اوسکی مجاہدہ عبادت کو زیادہ بڑہاویگا اور جو امر خارق ایسی شخص کی ہاتہہ پر پیدا ہو جو شرعی حکومت کا مطیع نہین

يصير سببا لمزيد بعده وغروره ولا يزال الشيطان يغويه حتى يخلع ربقة الاسلام

تو اوسکو اور بہی دوری اور غرور بڑہیگا اور شیطان ہمیشہ اوسکو بہکاتا رہیگا آخرکو اسلام کی رسی اوسکی گردن مین سی نکال کر

من عنقه بانكار الحدود والاحكام والحلال والحرام فعلى هذا يجب على العبد الذاكر

حدود اور احکام اور حلال اور حرام کا منکر بناویگا اسلئی بندہ ذاکر کو یہہ واجب ہی

ان يجعل جميع اعماله موافقا لاحكام الشرع ما دام حيا عاقلا ولا يجوز له ان يعمل عملا مخالفا

کہ اپنی تمام اعمال جبتک ہوش حواس مین ہی احکام شرعی کی موافق رکہی اور اوسکو یہہ جایز نہین ہی کہ کبہی بہی کسی وقت کوئی عمل

للاحكام الشرع في وقت من الاوقات واحكام الشرع على قسمين قسم يتعلق بالظاهر وهو البدن

احکام شرعی کی مخالف عمل میں لاوی اور شرع کی احکام دو قسم پر ہین ایک وہ قسم جو ظاہر یعنی بدن سی علاقہ رکہتی ہین

وقسم يتعلق بالباطن وهو القلب وكل واحد من القسمين على نوعين احدهما يجب فيه الفعل

اور ایک قسم وہ جو باطن یعنی دل سی علاقہ رکہتی ہین اور یہہ دونو قسمین دو طرح کی ہین ایک وہ جسکا کرنا واجب ہی

والآخر یجب فیه الترك فجملة احکام الشرع اربعة فمن النوع الذی یتعلق بالظاهر ویجب

دوسری وہ جسکا ترک واجب ہی پس تمام احکام شرعی چار طرح کی ہوئی پہر وہ قسم جو بدن سی متعلق اور اوسکا عمل مین لانا واجب ہی

فیه الفعل التکلم بکلمتی الشهادة واقامة الصلوة وایتاء الزکوة وصوم رمضان وحج

دونو کلمی شہادت کی پڑہنی اور نماز قایم رکہنی اور زکوٰۃ ادا کرنی اور رمضان کی روزی اور

البیت وجهاد الکفار والامر بالمعروف والنهی عن المنکر وغیر ذلك من الفرائض والواجبات

کعبہ کا حج اور کفار پر جہاد اور نیک بات بیان کرنی اور بدی سی روکنا اور سوا اسکی اور فرائض اور واجبات

ومن النوع الذی یتعلق بالظاهر ویجب الترك القتل والزنا واللواطة والسرقة وشرب الخمر

اور وہ قسم جو بدن سی متعلق اور اوسکا ترک واجب ہی خون ریزی اور بدکاری اور اغلام اور چوری اور شراب خواری

والغیبة والنمیمة والکذب والنظر الی ما حرم نظره واستماع ما حرم استماعه وغیر ذلك من

اور غیبت اور سخن چینی اور جہوٹہ بولنا اور دیکہنا ایسی چیز کا جسکا دیکہنا حرام ہی اور ایسی آواز سنی جسکا سننا حرام ہی اور سوا اسکی

المحرمات والمکروهات ومن النوع الذی یتعلق بالباطن ویجب فیه الفعل التوبة والاخلاص

اور محرمات اور مکروہات اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور عمل کرنا واجب ہی توبہ اور اخلاص

والتوکل والصبر والشکر والخوف والرجاء وغیر ذلك من الاخلاق الحمیدة والخصال الجمیلة

اور توکل اور صبر اور شکر اور خوف اور امیدواری اور سوا اسکی اور نیک عادتین اور پسندیدہ خصلتین

ومن النوع الذی یتعلق بالباطن ویجب فیه الترك الکبر والعجب والریاء والحسد وغیر ذلك

اور وہ قسم جو دل سی متعلق اور ترک واجب ہی تکبر اور خود پسندی اور ریا یعنی دکہلاوا اور حسد اور سوا اسکی

من الاخلاق الذمیمة والخصال القبیحة فمن خالف حکما واحدا من هذه الاحکام الاربعة

اور بدخوئیاں اور قبیح خصلتین سو جو شخص خلاف کری کسی ایک حکم کا ان چارون حکمون مین سی

عصی الله تعالی واستحق عذابه فلا یکون من اهل الولایة والکرامة وبعض الناس فی هذا

وہ خدا کا نافرمان ہی اور اوسکی عذاب کا سزاوار وہ ولی اور کرامت والا کب ہوسکتا ہی اور بعضی لوگ اس

الزمان یدخلون الخلوة ثلثة ایام او اکثر ثم یخرجون منها واذا فعلوا ذلك مرة او مرتین

زمانی مین تین دن کا یا زیادہ کا چلہ کہینچ کر پہر فارغ ہوجاتی ہین اور جب ایک بار دو بار چلہ کرچکی

یدعون نیل الاحوال والوصول الی مقامات الرجال مع انهم یرتکبون ما یخالف الشرع الشریف

تو دعوی کرنی لگی کہ ہمکو سب حالات کہل گئی اور عمدہ لوگون کا درجہ پالیا باوجودیکہ شرع شریف کی مخالفت کئی جاتی ہین

واذا انکر علیهم ما ارتکبوه یقولون حرمة ذلك فی العلم الظاهر وانا اصحاب العلم الباطن وانه

اور جب اونسی اونکی اعمال کی برائی بیان کرو تو کہنی لگتی ہین میان یہہ علم ظاہر مین حرام ہی اور ہم تو باطنی علم والی ہین سو یہہ امر

حلال فیه وان الوصول الی الله تعالی لا یکون الا برفض العلم الظاهر وانکم تاخذون من

اوس علم مین حلال ہی اور قربت الہی بدون چہوڑنی علم ظاہری کی نہین ملتی تم

الکتاب والسنة وانا بالخلوة وهمة الشیخ نصل الی الله تعالی فینکشف لنا العلوم فلا نحتاج

قرآن اور حدیث سی فائدہ لیتی ہو اور ہم چلہ اور پیر کی مدت سی خدا کی درگاہ مین جاتی ہین پہر ہم پر سب علوم کہل جاتی ہین ہمکو

الی مطالعة الکتاب والقراءة علی الاستاذ واذا صدر منا مکروه او حرام ننهی عنه فی المنام

کتابون کی مطالعہ کی اور استاد سی پڑہنی کی کچہہ حاجت نہین ہی اور ہم سی جب کوئی مکروہ یا حرام عمل مین آجاتا ہی تو خواب مین ہمکو ممانعت ہوجاتی ہی

فنعرف الحلال والحرام وما قلتم انه حرام لم ننه عنه فی المنام فعلمنا انه لیس بحرام

سو ہم حلال اور حرام کو سمجھہ لیتی ہین اب جسکو تم حرام بتاتی ہو ہمکو اوس سی خواب مین منع نہین کیا سو ہمنی جان لیا کہ یہہ حرام نہین ہی

ونحو ذلك من الترهات التی کلها الحاد وضلال اذ فیه ازدراء للملة الحنیفیة والشریعة

اور اسیطرح کی خرافات باتین جو سراسر الحاد اور گمراہی کی ہین بکتی ہین کیونکہ اسمین ملت حنفی اور شریعت نبوی

النبویة وعدم الاعتماد علی الکتاب والسنة واجماع الامة فالواجب علی کل من سمع

کی حقارت ہی اور بی اعتمادی قرآن وحدیث اور اجماع امت کی سو واجب ہی اوسپر جو ایسی باطل گفتگو سنی

امثال تلك الاقاویل الباطلة الانکار علی قائله والجزم ببطلان کلامه بلا شك ولا تردد

کہ بلاشک اور بی تردد اور بغیر توقف قائل کی اس کلام کو بیہودہ واہیات سمجھی

ولا توقف والا فهو یکون من جملتهم ویحکم علیه بالزندقة فانهم لما کانوا فی الاعتقاد

اور نہین تو وہ بہی اوسی گروہ مین داخل ہی اور اوسپر حکم کفر کا ہوگا کیونکہ ان لوگونکا اعتقاد جب

بهذه المرتبة کان بینهم وبین الشیطان مناسبة فیریهم فی بعض الازمان اشیاء

اس نوبت کو پہنچا تو انمین اور شیطان مین ایک رابطہ پیدا ہوگیا پہر وہ شیطان اونکو بعضی دفعہ کچہہ تجلی وغیرہ دکہادیتا ہی

من الانوار وغیرها فیغترون بها ویظنون انهم محسنون وعند الله مکرمون ولا یعلمون

پس یہہ قوم دہوکہا کہا کر یہہ خیال کرتی ہین کہ ہم کیا خوب عمل کرتی ہین اور خدا کی نزدیک ہم عزت والی ہین اور یہہ خبر نہین

ان الشیطان لا یزال یحسن لاهل الخلوة وارباب الریاضة ان یعملوا بخواجسهم ورؤیاهم

کہ شیطان ہمیشہ اہل خلوت اور ریاضت کی نظر وہمین یون پکادیتا ہی کہ اپنی توہمات اور خوابون کی موافق

من غیر تحکیم الشرع فیها فیقولون القلب اذا کان محفوظا مع الله تعالی یکون خواطره

بدون موافقت شرع کی عمل کیا کرین پہر یہہ کہتی ہین کہ دل جب اللہ کی طرف سی محفوظ ہوتا ہی تو اوسکی سب خطرات خطا سی

معصومة عن الخطاء وهذا من اعظم کید العدو فیهم لان الخواطر ثلثة انواع رحمانیة

بچی ہوئی ہوتی ہین اور یہہ اونکی حق مین دشمن کا بڑا ہی دہوکہا ہی کیونکہ خطرات تین طرح کی ہوتی ہین رحمانی

وشیطانیة ونفسانیة فلو بلغ الانسان ما بلغ من الریاضة والمجاهدة فمعه شیطانه

اور شیطانی اور نفسانی پہر انسان کیسی ہی ریاضت اور مجاہدہ کیا کری پر شیطان

ونفسه لا یفارقانه الی الموت والشیطان یجری منه مجری الدم والعصمة لیست

اور نفس اوسکی ساتہہ ہی رہتی ہین مرتی دم تک جدا نہین ہوتی اور شیطان اوسمین ایسی پہرتا ہی جیسی بدن مین خون اور عصمت صرف

الا للرسل الذین هم وسائط بین الله تعالی وبین خلقه فی تبلیغ امره ونهیه ووعده

انبیا صلوات اللہ علیہم کا خاصہ ہی جو کہ درمیان پاک پروردگار اور اوسکی خلقت کی واسطہ ہین واسطی پہنچا دینی امر اور نہی اور جزا

ووعیده ومن عداهم لیس بمعصوم ومن ظن انه یستغنی عما جاء به الرسول بما یلقی

اور سزا اور سواء انبیاء کی کوئی معصوم نہین ہی اب جو شخص یہہ خیال کری کہ مجہکو احکام نبوی کی کچہہ حاجت نہین مجہکو وہ ہی کافی ہی

فی قلبه من الخواطر فهو من اعظم الناس کفرا لان ما یلقی فی القلب یحتمل ان یکون من

جو دل مین خطرات آتی ہین سو وہ بڑا ہی کافر ہی اسلئی کہ دل مین جو خطرہ آتا ہی تو شاید کہ

القاء النفس او الشیطان فلا عبرة به ولا التفات الیه حتی یعرض علی ما جاء به الرسول

وہ نفس یا شیطان کی طرف سی آیا ہو پہر اوسکا کیا اعتبار ہی اور نہ اودہر توجہ کہ احکام نبوی کی مقابل ہو سکی

ويشهد له بالموافقة اذ ليس كل ما يراه الانسان في النوم او اليقظة صحيحا بل قد تكون بعضه
اور اوسکی لئی موافقت کا شاہد چاہئی کیونکہ آدمی جو جو خواب یا بیداری مین معلوم کرتا ہی وہ سب درست نہین ہو اکرتا بلکہ بعضی
من الخواطر النفسانية وبعضه من الوساوس الشيطانية وبعضه من الله تعالى بالهام
خطرات نفسانی ہی وبعضی وسوسہ شیطانی ہوتی ہین اور بعضی اللہ کی طرف سی بواسطہ
ملك الرؤيا فلابد من التميز بين هذه الثلثة ليعلم ان ما يراه من اى نوع هو فاذا تعين
فرشتہ خواب کی بہی ہوتی ہین پہر ان تینون مین تمیز کرنی ضرور چاہئی جس سی معلوم ہو کہ یہہ خطرہ کس قسم کا ہی جب یہہ ثابت ہو جاوی
انه من الله تعالى فلابد من عالم يعلم المراد منه فان المراد منه ان كان ظاهرا لايحتاج
کہ اللہ کی طرف سی ہی تب ایسا عالم چاہئی کہ اوسکی مراد کو سمجہی کیونکہ اوسکی مراد اگر ظاہر ہی تو
الى التاويل بل انما يحتاج الى التنبيه وان كان غير ظاهر يحتاج الى التاويل فيأول بتاويل
تاویل کی کچہہ حاجت نہین بلکہ صرف تنبیہ کی حاجت ہی اور اگر مراد ظاہر نہین ہی تو تاویل کی حاجت ہی پہر صحیح تاویل کرنی چاہئی
صحيح كما ان الكتاب والسنة لاشبهة في كونهما من الله تعالى ورسوله لكن المراد منهما
چنانچہ قرآن اور حدیث بلاشبہ اللہ اور رسول کی کلام ہین پر اونکی مراد
قد يكون ظاهرا فلا يحتاج الى التاويل وقد يكون غير ظاهر فيحتاج الى التاويل وقد صرح
بعضی جگہہ ایسی ظاہر ہوتی ہی کہ تاویل کی کچہہ حاجت نہین ہوتی اور بعضی جگہہ مراد ظاہر نہین ہوتی تو وہان تاویل کی حاجت پڑتی ہی اور
العلماء بان الالهام وكذلك الرؤيا في المنام ليس شئ منهما من اسباب المعرفة بالاحكام
علماء صاف کہہ چکی ہین کہ الہام اور ایسی ہی نیند کی خواب ان دونو سی معرفت احکام کی حاصل نہین ہوتی
خصوصا اذا خالف كل منهما كتاب الله وسنة رسوله عليه الصلوة والسلام فان عمر
علی الخصوص جبکہ یہہ دونو کتاب اللہ اور سنت رسول سی برخلاف ہون حضرت عمر
بن الخطاب رضي الله عنه مع كونه سيد الملهمين والمحدثين كان اذا وقع في قلبه الخواطر لايلتفت
بن الخطاب رضی اللہ عنہ باوجودیکہ اہل الہام اور محدثین کی پیشوا تہی تو بہی جب اونکی دل پر کوئی خطرہ آتا تو اوسپر توجہ
اليها ولايحكم بها ولا يعمل بها حتى يعرضها على الكتاب والسنة فهؤلاء الجهلة قد يرى
نکرتی اور نہ اوسپر یقین کرتی اور نہ اوسکی موافق عمل کرتی جب تک اوسکو کتاب اور سنت کی مطابق نکرلیتی اور یہہ جہال جب
احدهما ادنى شئ فيحكم فيه خاطره على الكتاب والسنة ولايلتفت اليهما والمحققون من
کوئی ادنی بات معلوم کرتی ہین تو اوسہی پر اپنی خطرات کو بکالیتی ہین اور کتاب اور سنت کیطرف کچہہ توجہ نہین کرتی اور طریقت کی محقق
علماء الطريقة قد تمسكوا بالكتاب والسنة ووزنوا بهما افعالهم ومجاهداتهم ومكاشفاتهم
علماء کتاب اور سنت ہی سی سند لیتی تہی اور اپنی افعال اور مجاہدہ اور مکاشفات کو انسی تول کر پورا کرتی تہی
فما وجدوه غير موزون بهذين الميزانين وغير ثابت بهذين الشاهدين لم يعتبروه ولم يلتفتوا
پہر جس عمل کو ان دونو ترازو یعنی کتاب سنت مین کم وزن پایا اور ان دونو شاہد عدل کی گواہی سی ثابت نہوا تو اوسکا اعتبار نہین
اليه قال ابو سليمان الداراني ربما يقع في قلبي نكتة من نكتة القوم فلا اقبلها الا بشاهدين عدلين
ابوسلیمان دارانی فرماتی ہین ایک نکتہ اس قوم کی نکات مین سی اکثر میری دل مین آتا ہی سو مین اوسکو بدون گواہی دو شاہد عدل
من الكتاب والسنة وقال ابو سعيد الخراز كل باطن يخالفه الظاهر فهو باطل وقال ابو حفص
کتاب اور سنت کی نہین مانتا اور ابوسعید خراز کہتی ہین جو الہام ظاہر شرع کی برخلاف ہو سو وہ باطل ہی اور ابوحفص کبیر فرماتی ہین

الکبیر من لم یزن افعالہ واقوالہ واحوالہ بمیزان الکتاب والسنۃ ولم یتہم خواطرہ فلا تعدوہ
جو شخص اپنی افعال اور اقوال اور احوال کو کتاب اور سنت کی ترازو میں نہ تولی اور اپنی دلکی خطروں کو بیجا نہ جانی تو اوسکو
فی دیوان الرجال وقال ابو یزید البسطامی لو نظرتم الی رجل اعطی انواعا من الکرامات حتی تربع
مردوں میں شمار مت کرو۔ اور ابو یزید بسطامی فرماتی ہیں اگر تم ایک شخص کی طرح طرح کی کرامتیں دیکھو اتنا کہ وہ ادہر میں
فی الھواء او مشی علی الماء فلا تغتروا بہ حتی تنظروا کیف تجدونہ عند الامر والنھی وحفظ
پالتھی مارے بیٹھا ہو یا پانی پر پہرتا ہو تو بہی اوسکی فریب میں نہ آؤ جبتک یہہ نہ جانچ لو کہ امر اور نہی اور حفظ
الحدود واداء احکام الشریعۃ وقال الجنید البغدادی الطرق الی اللہ تعالی بعدد انفاس
حدود اور احکام شرعی میں کیسا ہی اور جنید بغدادی فرماتی ہیں اللہ کی ہاں کی رستی اتنی ہیں جتنی نفوس
الخلائق وکلھا مسدودۃ علی الخلق الا علی من اقتفی اثر الرسول وحکی انہ افتی بقتل الحلاج
خلقت کی اور وہ سب خلقت پر بند ہیں بجز اوسکی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کری اور کہتی ہیں کہ جنید نی حلاج کی قتل کا
لاجل ما صدر عنہ من قولہ انا الحق فانظر ایھا العاقل الطالب للحق ان ھؤلاء الکرام مع
فتوی انا الحق کی کہنی پر دیا تہا اب ای ہوشیار حق کی طالب دیکہہ تو کہ ان تمام بزرگوں نی با
کونھم عظماء مشائخ الطریقۃ وکبراء ارباب الحقیقۃ قد تمسکوا بالشریعۃ ولم یخالفوھا
وجودیکہ طریقت کی بڑی بڑی مشایخ اور حقیقت کی بڑی بڑی بزرگ لوگ ہیں کیسا شریعت سی تمسک کیا اور کسی بات میں
فی شئ اصلا فعلی ھذا یجب علی العبد المشتغل بالذکر ان یتمسک بالشریعۃ فی جمیع اقوالہ
اصلا مخالفت نہیں کی باین لحاظ شخص ذاکر شاغل پر واجب ہی کہ اپنی تمام اقوال اور افعال اور احوال میں شریعت سی تمسک
وافعالہ واحوالہ ولا یخالفھا فی شئ اصلا لکن ینبغی ان یعلم ان المؤثر النافع من الذکر ھو الذکر
کیا کریں اور شریعت کی اصلا مخالفت نکیا کریں لیکن یہہ بہی سمجہہ لینا چاہئی کہ ذکر موثر اور مفید وہ ہی جو
علی الدوام مع حضور القلب فاما الذکر مع ذھول القلب فھو قلیل الجدوی لان للذکر
ہمیشہ اور دائمی دلکی توجہ سی ہو اور جو ذکر دلکی غفلت کی ساتہہ ہوتا ہی وہ فائدہ خوب نہیں دیتا کیونکہ ذکر کا
اولا واخرا اولہ یوجب الانس والحب واخرہ یوجبہ الانس والحب والمطلوب ذلک الانس
ایک ابتدا ہی اور ایک انتہا ابتدا میں ذکر سی محبت اور انس ہوتا ہی اور انتہا میں ذکر کو انس اور محبت پیدا ہوجاتی ہی اور مقصود یہہ ہی انس
والحب لان الذاکر فی ابتداء امرہ یکون متکلفا فی صرف قلبہ عن الوساوس الی ذکر اللہ تعالی
اور محبت ہوتی ہی کیونکہ ذاکر اول حال میں تو اپنی دل کو بزور و تکلف وسوسوں سی ہٹاکر ذکر کی طرف لگاتا ہی
فان وفق للمداومۃ انس بہ وانغرس فی قلبہ حب المذکور وصار مضطرا الی کثرۃ ذکرہ
پہر اگر اوسکو مداومت کی توفیق ہوئی تو اوسی مانوس ہوجاتا ہی اور اوسکی دلمیں وہ محبت جڑ پکڑ لیتی ہی اور کثرت ذکر کی طرف بیقرار ہوجاتا ہی
بحیث لا یصبر عنہ لان من احب شیئا اکثر ذکرہ ومن اکثر ذکر شئ ولو تکلفا یقع فی
ایسا کہ ذرہ صبر نہیں آتا۔ کیونکہ جو شخص کسی شئ کو محبوب رکہتا ہی تو اوسکا ذکر بہت کیا کرتا ہی اور جو شخص کسی شئ کا ذکر بہت کرتا ہی اگرچہ تکلف سی ہو
قلبہ حبہ والحاصل ان اول الذکر یکون بالتکلف الی ان یثمر الانس بالمذکور والحب لہ ثم
اوسکی دلمیں محبوب ہوجاتی ہی حاصل یہہ ہی کہ ابتدا میں ذکر تکلیف سی ہوتا ہی آخر کو ایسا مانوس اور محبوب ہوجاتا ہی کہ
یمتنع الصبر عنہ فیصیر الموجب موجبا والثمر مثمرا ثم اذا حصل للذاکر الانس بذکر اللہ تعالی
اوس سی صبر دشوار ہوجاتا ہی پہر تو بالعکس یعنی عاشق معشوق ہوجاتا ہی اور طالب مطلوب پہر جب ذاکر کو یاد الٰہی سی محبت ہوجاتی ہی

ینقطع عن غیر اللہ ویجد کمال فائدتہ بعد الموت لانہ یفارق ماسوی اللہ تعالی عند الموت
تو غیر اللہ سی الگ ہو جاتا ہی اور اوسکا کامل فائدہ موت کی بعد حاصل ہوتا ہی کیونکہ مرتی دم تمام ماسوی اللہ سی الگ ہو جاتا ہی
ولا یبقی معہ فی القبر اھل ولا مال وانما یبقی معہ فیہ ذکر اللہ تعالی فان کان قد انس بہ
اور اوسکی ساتھہ گور مین نہ اہل ہوتا ہی اور نہ مال وہان صرف وہ ذکر ہی باقی رہ جاتا ہی سو اگر یہہ ذاکر اوسکی مانوس تھا
یتمتع بہ ویتلذذ بانقطاع العوائق الصارفۃ عنہ لان ضرورات الحاجات کانت تصدہ
تو فائدہ دیکھیگا اور مزہ پاویگا کہ وہ تعلقات جو ذکر اللہ سی باز رکھتی تہی جاتی رہی کیونکہ ضروری کاروبار بیشک ذکر اللہ سی باز رکھتی تہی
عن ذکر اللہ تعالی ولا یبقی بعد الموت عائق فکانہ خلی بینہ وبین محبوبہ وتخلص من
اور موت کی بعد کوئی روکنی والا باقی نہین رہتا اب گویا کہ اوسکو محبوب کی ساتھہ خلوت ملی اور ایسی
السجن الذی کان فیہ ممنوعا عما بہ انسہ وبھذا الانس یتلذذ العبد بعد الموت الی ان
قید سی چھوٹ گیا جسمین اپنی محبوب سی روکا جاتا تھا اور اس انس سی موت کی بعد آدمی مزا اوٹھا کر آخر
ینزل فی جوار اللہ تعالی ویترقی من الذکر الی اللقاء ذلا مقصود لہ بقولہ لا الہ الا اللہ
جوار الہی مین جا پہنچتا ہی اور ذکر سی مرتبہ بڑہ کر نوبت دیدار کی ملجاتی ہی کیونکہ غرض تو اوسکو لا الہ الا اللہ کی ذکر سی
سوی اللہ تعالی اذ کل مقصود معبود وکل معبود الہ وبالملازمۃ علی ذکر لا الہ الا اللہ
سوائی اللہ تعالی کی اور کچھہ نہین ہی کیونکہ جو مقصود ہوتا ہی وہ معبود ہی اور جو معبود ہی وہ الہ ہی اور لا الہ الا اللہ کی دائمی ذکر سی
ینتفی جمیع المعبودات الباطلۃ ولذلک فضل علی سائر الاذکار وذکر المطلق فی بعض
تمام باطل معبود جاتی رہتی ہین اسہی واسطی اس ذکر کو تمام اذکار پر فضیلت ہی اور بعضی روایت مین مطلق ذکر مذکور ہی
المواضع وفی بعضھا مقید بالصدق والاخلاص کما روی عن زید بن ارقم انہ علیہ الصلوۃ و
اور بعضی روایت مین صدق اور اخلاص کی قید ہی چنانچہ زید بن ارقم روایت کرتی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ و
السلام قال من قال لا الہ الا اللہ مخلصا دخل الجنۃ ومعنی الاخلاص مساعدۃ الحال
سلم نی فرمایا جسنی لا الہ الا اللہ اخلاص سی کہا وہ بہشت مین داخل ہوا اور اخلاص کی معنی مطابق ہونا حال کا
للمقال فمن قال لا الہ الا اللہ بلسانہ ولم یساعد حالہ لمقالہ لا یکون فیہ شیٔ من
قول سی پہر جسنی لا الہ الا اللہ زبان سی تو کہا اور اسکا حال مطابق قول کی نہوا تو اوسمین ذرہ بہی
الاخلاص فیکون امرہ فی مشیۃ اللہ تعالی ولا یؤمن فی حقہ الخطر

اخلاص نہین ہی اوسکا معاملہ مشیت الہی مین ہی اندیشہ سی صاف نہین ہی

المجلس الثانی

دوسری مجلس

فی بیان فضیلۃ الذکر من کل اعمال البر وبیان اقسامہ

ذکر کی فضیلت مین تمام نیک اعمال سی اور اقسام کی بیان مین

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انبئکم بخیر اعمالکم وازکاھا عند ملیککم وارفعھا فی درجاتکم
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی کہو تو بتادون تمکو ایک بڑا نیک عمل اور مالک کی حضور مین بہت پاکیزہ اور تمہاری درجات کا بلند کرنیوالا
وخیر لکم من انفاق الذھب والورق وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم تضربوا اعناقھم
اور تمہاری حق مین بہتر سونا چاندی اللہ بانٹنی سی اور تمہاری حق مین بہتر جہاد سی کہ دشمن سی مقابلہ کرکی تم اونکی سر کاٹو
ویضربوا اعناقکم قالوا بلی یا رسول اللہ قال ذکر اللہ ھذا الحدیث من حسان المصابیح
اور وہ تمہاری سر کاٹین عرض کیا ہان یا رسول اللہ فرمایا اللہ کا ذکر یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی

رواه ابو الدرداء وانما كان ذكر الله تعالى من سائر العبادات ارفع وخيرا من انفاق الذهب

ابو الدرداء کی روایت سی اور ذکر الله تمام عبادات سی بهتر اور سونا

والفضة وملاقات العدو والمقاتلة معهم لان سائر العبادات وسيلة الى ذكر الله تعالى

چاندی بانٹنی اور جهاد سی خوشتر اسلئی هی که تمام عبادات ذکر الله کا وسیله هین اور اصل هین

وذكر الله تعالى هو المطلوب الاعلى والمقصود الاقصى الا انه ينقسم الى قسمين احدهما

اعلی مطلوب اور عمده مقصود ذکر الله هی هی لیکن اسکی دو قسم هین ایک تو

ذكر باللسان والآخر ذكر بالجنان اما الذكر باللسان فهو ذكر ملفوظ باللسان مسموع بالاذان

ذکر زبانی اور دوسرا ذکر دل سی پهر زبانی ذکر تو صرف زبانی الفاظ هوتی هین کانون سی سنی جاتی هین

يحصل بالحرف والصوت واما الذكر بالجنان فهو غير ملفوظ باللسان ولا مسموع بالاذان

حروف اور آواز سی مرکب هوتی هین اور دل کی ذکر نه تو زبان پر الفاظ آتی هین اور نه کانون سی سنا جاتا هی

بل هو فكر وملاحظة القلب وهو اعلى مراتب الذكر ولا يبعد ان يكون المراد بالذكر ههنا هذا

بلکه وه تفکر اور دل کی سوچ هی اور یهه هی ذکر اعلی مرتبه کا هی اور کیا بعید هی که مراد ذکر سی اسحدیث مین یهه هی

الذكر القلبي الفكري لانه هو الذي له هذه الفضيلة الزائدة على بذل المال والنفس لما

دل کا ذکر اور فکر هو کیونکه جان اور مال دینی پر یهه هی ذکر فایق هی اسواسطی

جاء في الخبر تفكر ساعة خير من عبادة سبعين سنة وهو لا يحصل الا بمداومة العبد

که حدیث مین آیا هی که ایک ساعت کا تفکر ستر برس کی عبادت سی بهتر هی اور ذکر کا یهه رتبه جب حاصل هوتا هی

على الذكر باللسان مع حضور القلب حتى يتمكن الذكر في قلبه ويستولي عليه بحيث يحتاج

که ذاکر لسانی ذکر حضور دل سی بلا ناغه کرتا هی تاکه ذکر اوسکی دل مین جگهه پکڑ جاوی اور اوسپر اتنا غالب هوجاوی که دلکو ذکر سی اور [illegible]

في صرفه عنه الى غيره الى تكلف كما كان في ابتدائه يحتاج في قراره فيه الى تكلف لكن حصوله

طرف پهیرنی مین تکلف کرنا پڑی جیسا که ابتدا حال مین ذکر کی طرف دل لگانی کیواسطی تکلف کرنا پڑتا تها لیکن ذکر دل مین

فيه بهذا الوجه موقوف على معرفة الله تعالى لان من لا يعرف الله تعالى كيف يمكن

ایسا قرار پکڑنا معرفت الهی پر موقوف هی کیونکه جو شخص الله هی کو نهین پهچانتا تو اوسکا ذکر

ذكره بقلبه ولسانه وطريق معرفة الله تعالى من وجهين احدهما طريق اهل النظر

دل اور زبان سی کب کریگا اور طریق معرفت الهی کا دو وجه پر هی ایک طریق مناظره

والاستدلال وثانيهما طريق اهل الرياضة والمجاهدة فالسالكون طريق اهل النظر و

اور برهان کا اور دوسرا طریق اهل ریاضت اور مجاهده کا پهر وه مناظره اور

الاستدلال ان التزموا ملة من ملل الانبياء فهم المتكلمون والا فهم الحكماء المشاءون

برهان والی اگر کسی دین کی سماوی دینون مین سی معتقد هین تو وه متکلم کهلاتی هین اور نهین تو حکماء مشائی هین

وهم قوم من الفلاسفة اختاروا طريق ارسطو وما له من البحث والبرهان ولم يكونوا

یهه مشائی فلاسفه مین سی ایک قوم هی جنهون نی ارسطو کی وضع پر بحث و برهان اختیار کرکهی کا یهه لوگ

من اهل الايمان والسالكون طريق اهل الرياضة والمجاهدة ان وافقوا في رياضتهم

صاحب ایمان نهین هین اور ریاضت اور مجاهده والی اگر موافق احکام شریعت کی ریاضت

وبمجاهداتهم احكام الشريعة فهم الصوفية المتشرعون والا فهم الحكماء الاشراقيون وهم
اور مجاہدہ کرتی ہین تو وہ صوفی باشرع ہین نہین تو حکماء اشراقی ہین اشراقی بہی

قوم من الفلاسفة اختاروا طريق افلاطون وما له من الكشف والعيان ولم يكونوا من
ایک قوم فلاسفہ کی ہی جنہون نی طریق افلاطون کشف اور عیان کا اختیار کیا ہی یہہ لوگ بہی

اهل الايمان فعلى هذا يكون لكل طريق طائفتان فيكون المؤمنون العارفون بالله قسمين
صاحب ایمان نہین ہین اس بیان کی موافق ہریک طریقہ مین دو طرح کی لوگ ہین سو مؤمن عارف باللہ دو قسم کی ہوئی

احدهما اهل الاستدلال والبرهان وثانيهما اهل المشاهدة والعيان لان عرفانهم به تعالى
ایک استدلال اور برہان والی اور دوسری مشاہدہ اور عیان والی اسلئی کہ معرفت الٰہی

ان كان بالاستدلال بالدلائل العقلية والنقلية فهم من اهل العلم الظاهر والبرهان
اگر دلائل عقلی اور نقلی کی واسطہ سی حاصل کی ہی تو وہ علم ظاہر اور برہان والی ہین

وان كان عرفانهم به تعالى بالمشاهدة بعين البصيرة فهم من اهل العلم الباطن والعيان
اور اگر معرفت الٰہی چشم بصیرت کی مشاہدہ سی حاصل کی ہی تو وہ علم باطنی اور عیان والی ہین

وحاصل الطريق الاول الاستكمال بالقوة النظرية والترقي في مراتبها ومحصول الطريق الثاني الاستكمال بالقوة
اور طریق اول کا فائدہ تو قوت نظری کی امداد سی کمال حاصل کرنا اور اوسکی درجات مین ترقی کرنی اور خلاصہ دوسری طریق کا قوت عملی کی زور سی کامل ہونا

العملية والترقي في درجاتها فهذه هي الكرامة الحقيقية التي تظهر من اولياء الله تعالى اذ غاية الكرامة
اور اوسکی درجات مین ترقی کرنی اور کرامت حقیقی یہہ ہی ہوتی ہی جو اولیاء اللہ سی ظاہر ہوا کرتی ہی کیونکہ انجام کرامت کا تو

حصول الاستقامة والوصول الى كمالها والله تعالى لم يعط العبد من الكرامة مثل ان يعينه
یہہ ہی راستی کا حاصل ہونا اور کمال پورا کرنا ہی اور اللہ تعالی نی کسی بندہ کو اس سی بہتر کرامت نہین دی کہ تقوی

على ما يحبه ويرضاه من التقوى والاستقامة واما الكرامة بمعنى ظهور امر خارق للعادة فلا عبرة
اور استقامت پر اپنی مرضی اور خواہش کی موافق اعانت فرماوی اور رہی وہ کرامت کہ امور خلاف عادت ظاہر ہوجایا کرین سو

به عند المحققين من اولياء الله تعالى لظهوره من الكفرة المرتاضين وغيرهم من اهل الرياضة
محقق اولیاء اللہ کی نزدیک اسکا کچہہ اعتبار نہین ہی کیونکہ ایسی امور تو کفار ریاضت کیش وغیرہ سی جو ریاضت کیا کرتی ہین ہوجاتی ہین جنکی نہ عمل ٹہیک ہی

مع فساد العمل والاعتقاد وسبب ذلك على ما ذكره بعض المدققين انه تعالى قد وضع اسبابا واناط بها
اور نہ اعتقاد درست ہوتا ہی اور اسکا سبب موافق بیان بعضی مدققین کی یہہ ہی کہ اللہ تعالی اسباب پیدا کر کی اونکی ساتہہ

مسبباتها واجرى عادته ان لا يتخلف مسبب عن سببه كالاحتراق عند النار ومن جملة
مسببات متعلق کر دیتی ہین اور عادت یون جاری رکہی ہی کہ کوئی مسبب اپنی سبب سی جدا نہووی ساتہہ ہی رہی جیسی جلانا آگ کی ساتہہ ہی

ذلك الرياضة فانه تعالى جعلها سببا لتصفية القلوب واناطها بها بحيث يوصل بها الى
ایسی ہی ریاضت ایک سبب ہی کہ اوسکو اللہ تعالی نی صفاء قلب کا سبب بنایا ہی اور اوسی یہہ متعلق کر دیا ہی

الكشف ونحوه من الخوارق ولا يدل ذلك على رضائه تعالى بذلك السبب الذي هو الرياضة
کہ کشف وغیرہ خوارق پیدا ہوجایا کرین پر اس کشف وغیرہ سی رضامندی اللہ تعالی کی اس ریاضت پر ثابت نہین ہوتی

اذ من المعلوم قطعا ان الخوارق ليست مقتصرة على المعجزة والكرامة بل قد تكون استدراجا
کیونکہ یقینی معلوم ہی کہ خوارق کو معجزہ اور کرامت سی کچہہ خصوصیت نہین ہی بلکہ بعضی اوقات استدراج ہی ہوتا ہی

ایضا

ایضا فمتی صدرت ممن ادخل فی عمله واعتقاده یحکم بکونه استدراجا لان الکرامة ظهور امر خارق
پھر اگر ایسی شخص سی پیدا ہووی کہ جسکی عمل اور اعتقاد مین خلل ہی تو استدراج ہی کہلاویگا کیونکہ کرامت تو ایسی مرد صالح کی ہاتھ پر
للعادة علی ید عبد صالح ظاہر صلاحه وبهذا القید الاخیر یخرج الاستدراج لانه ظهور امر خارق
پیدا ہوتی ہی جسکا تقوی ظاہر ہووی اور اس پچھلی قید سی استدراج الگ ہوگیا کیونکہ استدراج وہ خارق
للعادة علی ید الاشقیاء کالدجال وفرعون والجهلة الضالین المضلین فان الخوارق کما تقع من الاتقیاء
عادت ہوتا ہی جو اشقیا کی ہاتھ پر ہووی جیسی دجال اور فرعون اور گمراہ جاہل اور گمراہ کرنیوالی بیشک خوارق جیسی اتقیا سی ہوتی ہین
تقع من الاشقیاء فما یظهر من ذلك علی ید من کان تحت سیاسة الشرع یعتبر سببا لمزید مجاهدته فی عبادته
اشقیا سی بھی ہوتی ہین پھر جو خوارق ایسی شخص سی ہون جو شرع کا مطیع ہی تو باعث زیادت عبادت اور مجاہدہ کا ہوگا
وما یظهر من ذلك علی ید من لم یکن تحت سیاسة الشرع یصیر سببا لمزید بعده
اور جو خوارق ایسی شخص سی ہون جو شرع کا مطیع نہین ہی تو شرع سی اور دور ہوتا جاویگا
ولا یزال الشیطان یغویه حتی یخلع ربقة الاسلام من عنقه بانکار الحدود والاحکام
اور شیطان اوسکو بہکاتا رہیگا آخر اسلام کی رسی اوسکی گردن مین سی نکال کر حدود اور احکام
والحلال والحرام وهذا قال ابو یزید البسطامی لو ان رجلا مشی علی الماء او تربع فی الهواء فلا
اور حلال اور حرام کا منکر کر چھوڑیگا اور اسیلیئے ابو یزید بسطامی فرماتی ہین اگر کوئی شخص پانی پر رستہ چلی یا او ہوا مین چار زانو بیٹھی تو
تغتروا به حتی تنظروا کیف تجدونه فی الامر والنهی ومراعات الشریعة وقیل له فلان
بھی اوسکی فریب مین نہ آؤ جبتک اوسکو امر و نہی اور رعایت شرعی مین نہ جانچ لو کسینی اونسی عرض کیا فلانا
یمر فی لیلة الی مکة فقال الشیطان یمر فی لحظة من المشرق الی المغرب وهو فی لعنة الله تعالی
ایک رات مین مکہ چلا جاتا ہی آپ نی فرمایا شیطان لحظہ بھر مین مشرق سی مغرب تک چلا جاتا ہی پھر بھی وہ ملعون ہی
فعلی هذا کل من یظهر فیه شئ من الخوارق لا یجوز ان یظن انه من اولیاء الله تعالی لانه
اس بیان کی موافق جس شخص سی کچھہ خوارق ظاہر ہوا کرین تو اوسکو اولیاء الله مین سی تصور کرلینا نہین چاہئی کیونکہ
لما یجوز ان یکون من اولیاء الله تعالی یجوز ان یکون من اعداء الله تعالی لاحتمال کون ظهورها
خوارق تو جیسی اولیا سی ہوتی ہین ویسی ہی کفار دشمنان خدا سی بھی ہوتی ہین شاید کہ یہہ
فیه بمقتضی الریاضة او اراءة الشیطان فان الشیطان یخیل للانسان الامور بخلاف ما هی
بباعث ریاضت اور شیطانی دہوکی کی ہوا ہو کیونکہ شیطان امور غیر واقعی انسان کو دکھا دیتا ہی
علیه ویریه الاشیاء الباطلة فی صورة الحق فمنهم من یاتیهم بعض الاشخاص فیخاطبهم
اور امر باطل کو حق کی صورت مین بنا دیتا ہی بعضی ایسی شخص ہین کہ اونکی پاس انسان کی صورت بن کر باتین کرتا ہی
ویتمثل لهم ویظنونها ملائکة وهی الجن والشیاطین وکان اول من ظهر له من هؤلاء
وہ اوسکو فرشتہ خیال کرتی ہین اور حقیقت مین وہ جن یا شیاطین ہوتی ہین پہلی پہل اسلام مین ایسا شخص
فی الاسلام المختار ابن ابی عبد الله الثقفی الذی اخبر به النبی علیه الصلوة والسلام فی الحدیث
مختار ابن عبد الله ثقفی ہوا ہی جسکی خبر نبی صلی الله علیه وسلم سی صحیح حدیث مین
الصحیح وقال سیکون فی ثقیف کذاب وقیل لابن عمر وابن عباس ان المختار یزعم
ثابت ہوئی ہی آپ نی فرمایا ہی نزدیک ہی کہ ثقیف مین ایک جھوٹا پیدا ہوگا کسی نی ابن عمر اور ابن عباس سی عرض کیا کہ مختار یہہ کہتا ہی

انه ينزل عليه فقال لا صدق قال الله تعالى ان الشيطين ليوحون الى اوليئهم ليجادلوكم
کہ مجھ پر وحی آتی ہی جواب دیا جھوٹا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی اور شیطان دلمیں ڈالتی ہیں اپنی دوستوں کی کہ تمسی جھگڑا کریں
وقال الله تعالى هل انبئكم على من تنزل الشيطين تنزل على كل افاك اثيم وكثير ممن ينسب
اور فرمایا اللہ تعالی نی میں بتاؤں تمکو کسپر اوترتی ہیں شیاطین اوترتی ہیں ہر جھوٹی گنہگار پر اور بہت لوگ
الى الاسلام في الظاهر وهو برئ منه في الباطن يكون له نصيب من هذه الاحوال الشيطانية
ظاہر کی مسلمان اور باطن میں اسلام سی بی بہرہ ہیں کہ اونکو ایسی ایسی شیطانی حالات میں سی
بحسب موالاته للشيطان ومعاداته للرحمن ويصير فتنة بين الانام وبعضهم وان كانوا
موافق اختلاط شیطانی اور عداوت رحمانی کی حصہ ملا ہی اور خلقت کو فتنہ میں مبتلا کرتی ہیں اور بعضی شخص اگرچہ
صادقين في معاملتهم وكان لهم عبادة واجتهاد في العمل لكنهم لقلة علمهم بحقائق الايمان
اپنی معاملہ میں سچی ہیں اور عبادت اور مجاہدہ عملی بھی کرتی ہیں لیکن چونکہ حقایق ایمانی سی کم واقف ہیں
وعدم تمييزهم ما هو من احوال الشيطان وامور الرحمن يلتبس عليهم الامر ويقعون في شبكة
اور حالات شیطانی اور امور رحمانی میں فرق نہیں کرسکتی لاچار اونپر وہ لطیفہ پوشیدہ رہ جاتا ہی اور شیطان کی جال میں پھنسکر
الشيطان ويدعون كشفا يناقض العقل والشرع ويقولون قد ثبت عندنا في الكشف
ایسی کشف کا دعوی کرنی لگتی ہیں جو نہ عقل میں آوی اور شرع کی برخلاف ہو وہ کہتی ہیں کہ ہمکو کشف میں وہ امر ثابت ہوا ہی
ما يناقض صريح العقل والشرع وهم قوم لا يتعمدون الكذب لكن يخيل اليهم اشياء يتفق
جو عقل اور شرع سی صاف مخالف ہی یہہ وہ لوگ ہیں جو عمدا جھوٹھ نہیں بولتی پر اونکی خیالات میں وہ چیزیں آتی ہیں
وجودها في الخارج ويظنونها من كرامات الصالحين ولا يعرفون انها من تلبيسات الشياطين
جو خارج میں نادر الوجود میں گاہی گاہی ہوتی ہیں اونکو صلحا کی کرامات سمجھ لیتی ہیں اور یہہ نہیں سمجھتی کہ یہہ شیطانوں کی دغابازیاں ہیں
فان كثيرا من الناس يظنون انهم من اولياء الله تعالى وهم ليسوا من اولياء الله تعالى بل هم
بیشک اکثر لوگ یوں گمان کرلیتی ہیں کہ وہ اولیاء اللہ ہیں اور وہ اولیاء اللہ نہیں ہوتی بلکہ
من اولياء الشيطن فان اولياء الله تعالى هم الذين وصفهم الله تعالى في كتابه وقال الا ان
شیطان کی دوست ہوتی کیونکہ اولیاء اللہ تو وہ لوگ ہوتی ہیں جنکی اللہ تعالی نی اپنی کتاب میں یہہ تعریف کی ہی فرمایا ہی جو لوگ
اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون الذين امنوا وكانوا يتقون وقال في اية اخرى ان
اللہ کی دوست ہوتی ہیں نہ ڈر ہی اونپر نہ وہ غم کہاویں جو لوگ ایمان لائی اور پرہیزگاری کرتی رہی اور ایک اور آیت میں فرمایا نہیں ہیں
اولياءه الا المتقون فبين سبحانه وتعالى في هاتين الايتين ان اولياءه هم المتقون وليس
دوست اوسکی سوای پرہیزگاروں کی سو اللہ سبحانہ تعالی نی ان دونوں آیتوں میں بیان فرمادیا کہ اوسکی اولیاء پرہیزگار ہوتی ہیں اور
لهم في الظاهر من الامور المباحة شئ يتميزون به عن الناس فلا يتميزون بلباس دون لباس
ظاہر میں مباح چیزوں میں سی کوئی ایسا نشان نہیں ہی جس سی فرق کرکر اور لوگوں سی الگ پہچان لیں نہ کوئی ایسا خاص لباس ہی جب سب لباس
اذا كان كلا منهما مباحا بل يوجدون في جميع اصناف امة محمد اذا لم يكونوا من اهل البدعة
مباح ہوویں بلکہ وہ لوگ یعنی اولیا امت محمدی کی تمام اقسام میں ہوتی ہیں اگر بدعتی
والفجور وليس من شرط الولي ان يكون معصوما بحيث لا يغلط ولا يخطئ وهذا لا يجوز
و بدکار نہوں اور ولی کی شرط کچھ معصومیت نہیں ہی کہ اوسی کہیں نہ غلطی ہو نہ خطا اور ایسی اوسکو یہہ جائز نہیں ہی

له ان یعتمد علی ما یلقی الیه فی قلبه ولا علی ما یقع له مما یراه الهاما او خطابا من الحق بل یجب

کہ جو اوسکی دل پر خطرہ گذری یا جو اوسکو بطور الہام کی معلوم ہو یا حق کی طرف سی خطاب ہو اوسپر اعتماد کر لیا کری بلکہ

علیه ان یعرض ذلك كله علی ما جاء به النبی علیه الصلوة والسلام فان وافقه یقبله

واجب ہی کہ اوس تمام کو احکام شرعی سی مطابق کری پہر جو موافق نکلی اوسکو تسلیم کری

وان خالفه لا یقبله وان لم یعلم انه موافق او مخالف یتوقف فیه والناس فی هذا الباب

اور جو مخالف ہو اوسکو رد کری اور اگر موافق اور مخالف کچہہ معلوم نہو تو اوسمین توقف کری اور اس باب مین اکثر لوگ غلطی کہا جاتی ہین

یغلطون كثیرا ویظنون فی شخص انه ولی ویعتقدون ان الولی یقبل منه كل ما یقول

بعضی شخصکو ولی قرار دیکر یہہ اعتقاد کر لیتی ہین کہ ولی کا کہا سنا سب مقبول ہی اور کیا کرایا سب

یُسلم الیه فی كل ما یفعل وان خالف الكتاب والسنة ویوافقون ذلك الشخص ویخالفون ما

مسلم ہی اگرچہ قرآن و حدیث سی مخالف ہو اگر یہہ اوس شخصکی تو مطیع ہوجاتی ہین اور

بعث الله به رسوله الذی فرض علی جمیع الخلق تصدیقه فیما اخبر وطاعته فیما امر فیجرهم

رسول کی ارشادات سی خلاف کرتی ہین جسکی خبر کی تصدیق اور حکم کی اطاعت تمام عالم پر فرض ہوچکی ہی پہر اوسکو

مخالفتهم للرسول وموافقتهم لذلك الشخص اولا الی البدعة والعصیان واخرا الی الكفر والطغیان

رسول کی مخالفت اور اوس ولی موہوم کی موافقت پہلی تو بدعت اور نافرمانی کی طرف کہینچ لیجاتی ہی اور آخرکو نوبت کفر اور سرکشی کی پہونچتی ہی

ویكونون من الذین قال الله تعالی فیهم ویوم یعض الظالم علی یدیه یقول یلیتنی اتخذت مع

پہر وہی لوگ ہوجاتی ہین جنکی حق مین اللہ تعالی یہہ ارشاد فرماتا ہی اور جسدن کاٹ کاٹ کہاویگا گنہگار اپنی ہاتہہ کہیگا کسیطرح مین نی پکڑی ہوتی

الرسول سبیلا یویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا لقد اضلنی عن الذكر بعد اذ جاءنی وكان

رسول کی ساتہہ راہ ای خرابی میری کہین نہ پکڑی ہوتی مین نی فلانی کی دوستی بہکا دیا مجکو نصیحت سی جب کہ مجہہ تک آچکی اور ہی

الشیطن للانسان خذولا بل یكونون مشابهین للنصاری الذین قال الله تعالی فیهم اتخذوا

شیطان آدمی کو دغا دینی والا بلکہ وہ لوگ نصاری کی مثال ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی ٹہرایا

احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله قال عدی بن حاتم للنبی علیه الصلوة والسلام ما عبدوهم

اپنی عالمون اور درویشون کو خدا سوا اللہ کی عدی بن حاتم نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا نصاری عبادت تو نہین کرتی

فقال النبی علیه الصلوة والسلام اطاعوهم فمن اطاع احدا فیما لم یاذن به الله تعالی فقد عبده

سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی جواب مین فرمایا نصاری انکی اطاعت کی اور جس شخصنی برخلاف حکم الہی کی کسیکی اطاعت کی اوسنی اوسکی عبادت کی

واتخذه ربا فاذن كل من خالف شیئا مما جاء به الرسول مقلدا فی ذلك لمن یظن انه ولی وان الولی

اور اوسکو اپنا رب بنایا سو اب جسنی شرع کا کچہہ بہی خلاف کیا کسیکی پیروی کی لحاظ سی ولی جان کر اس وہم سی کہ ولی کی کہی اور کئی کا

لا یخالف فی شیء مما یصدر عنه من الاقوال والافعال فهو ضال وعمدة هؤلاء فی ذلك انهم یرون

خلاف نہین ہوسکتا وہ بڑا گمراہ ہی اور بڑا تعجب یہہ ہی کہ یہہ لوگ بعضی اوقات

قد یقع من شخص مكاشفة فی بعض الحالات او شیء من خوارق العادات مثل ان یطیر فی الهواء او یمشی

کسی شخص سی بعضی حالات مکاشفہ یا کوئی خارق عادت دیکہتی ہین جیسی ہوا مین اوڑنا یا

علی الماء ویخبرهم بحال غائبهم او بما سرق لهم او غیر ذلك ویستدلون بهذه الامور علی ولایته

پانی پر چلنا یا غیب کی خبر بتانی یا چور کا بتا دینا اور اور سوا اسکی اور ایسی باتون سی اوسکو ولی سمجہہ کر

ولا يجوّزون مخالفته مع ان تلك الامور وامثالها قد توجد في شخص لا يطهر الطهارة الشرعية

اونکی مخالفت جایز نہین جانتی باوجودیکہ ایسی ایسی باتین کبھی ایسی شخص سی ہوجاتی ہین جسکو استنجا کرنیکا شعور نہین ہوتا

ولا ينظف النظافة الدينية وقد روى انه عليه السلام قال ان الله نظيف يحب النظافة

اور نہ موافق دین مذہب کی پاک ہوتا ہی اور حال یہہ ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی یہہ روایت ہی کہ اللہ پاکیزہ ہی دوست رکھتا ہی پاکیزگی کو

وفي حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال ان الله طيب لا يقبل الا طيبا وذلك الشخص

اور ایک روایت مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ نی فرمایا اللہ پاک ہی سوای پاکی کی قبول نہین کرتا اور وہ شخص ولی موہوم

لا يغتسل ولا يتوضا ولا يصلي الصلوة المكتوبة بل يكون ملابسا للنجاسات ومعاشر الكلاب

نہ تو نہاتی اور نہ کبھی منہہ دہوئی اور نہ کبھی فرض نماز اداکری بلکہ نجاست مین لتہڑا ہوا اور کتون مین ملاجلا

ويأوي المزابل والمواضع النجسة التي يحبها الجن والشياطين فكيف يكون وليا فان الولي على ما

اور کوڑی وغیرہ نجس مکانات مین پڑا ہوا جیسی سوای جن اور شیاطین کی کوئی پسند نہ کری بہلا وہ شخص کیونکر ولی ہوسکتا ہی ولی تو موافق

ذكر في الكتب الكلامية هو العارف بالله وصفاته المواظب على الطاعات المجتنب عن المعاصي

مضمون کتب عقائد کی وہ ہی جو خدا کو اور اوسکی صفات کو جانی مدامی عبادت کری اور گناہون

والمحرمات المعرض عن الانهماك في اللذات والشهوات لا الملابس للنجاسات ولا المعاشر للكلاب

اور محرمات سی بچتا رہی لذات اور شہوات سی نفرت کری ولی وہ نہین ہی جو نجاسات مین بہرا کتون مین ملاجلا رہی

ولا التارك للصلوة وسائر العبادات ولا المجنون المعدوم العقل المكشوف العورة العاري عن

اور بی نماز اور بی عبادت اور نہ سڑی بیہوش بی ستر ننگ دھڑنگ بدن پر کپڑا

الثياب وبسبب عدم التمييز بين اولياء الله تعالى والمتشبهين بهم من اولياء الشيطان وقع

نہ لتّا اور چونکہ اولیاء اللہ اور اولیاء شیطان مین تمیز اور فرق نہین کرتی اسلئی ایک عالم

الناس في البلاء فحسبوا كل خارق كرامة وولاية ولم يفرقوا بين كرامات الاولياء وما يشبهها من

اس بلا مین مبتلا ہی کہ ہر خارق کو کرامت اور ولایت سمجھ لیا ہی اور اولیاء کی کرامت اور اوسکی مثل

الاحوال الشيطانية ولا بد من فرق بينهما لئلا يقع الناس في البلاء وهو ان كرامات الاولياء

شیطانی احوال مین فرق نہین سمجھا اور ان دونو مین امتیاز اور فرق کرنا ضرور ہی تاکہ خلق بلا مین نہ آوی اور فرق یہہ ہی کہ اولیاء کی کرامت

سببها الايمان والتقوى على ما فهم من قوله تعالى الا ان اولياء الله لا خوف عليهم ولا هم يحزنون

ایمان اور پرہیزگاری سی ظاہر ہوتی ہی چنانچہ اس آیت سی معلوم ہوتا ہی دیکہو جو لوگ اللہ کی دوست ہین نہ ڈر ہی اونپر اور نہ وہ غم کہاوین

الذين امنوا وكانوا يتقون واما احوال الشيطانية فسببها ارتكاب ما نهى الله تعالى ورسوله

جو لوگ ایمان لائی اور پرہیز کرتی رہی اور شیطانی احوال بسبب اختیار کرنی خلاف خدا اور رسول کی ہوتی ہین

فان الخوارق اذا كانت لا تحصل الا بما يحبه الشيطان من امور التي فيها الشرك او الظلم او فعل

کیونکہ خوارق جب بدون عمل امور محبوبہ شیطانی کی جسمین شرک اور ظلم اور

الفواحش فهي من الاحوال الشيطانية لا من الكرامات الرحمانية فان اولياء الله تعالى هم المؤمنون

فحش ہوتا ہی نہو سکی تو وہ بیشک حالات شیطانی ہین کرامات رحمانی نہین ہی اسلئی کہ اولیاء تو مؤمن

المتقون العارفون بالله المقتدون برسوله فيفعلون ما امر وينتهون عما زجر ولهم كرامات و

متقی عارف باللہ رسول مقبول کی امر کی تابع اور نہی سی بیزار رہوتی ہین انہین ہی کرامت ہوتی ہی اور

کراماتہم حجة فی الدین حیث یکون حصولها ببرکة اتباع رسول رب العلمین وهی فی الحقیقة
یہہ بہی کرامت دین کی حجت ہی کیونکہ رسول رب العالمین کی اتباع کی برکت سی حاصل ہوتی ہی اور یہہ ہی کرامت حقیقت
یکون من معجزاته علیه الصلوة والسلام بخلاف احوال الشیطانیة فانها انما تحصل باتباع
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہی برخلاف شیطانی حالات کی سو یہہ جن اور شیاطین کی اتباع سی
الجن والشیاطین کما حصلت لکثیر ممن حکیت عنهم هذه الاحوال منهم عبد الله بن صیاد
ہوتی ہین چنانچہ یہہ حالات بہت شخصون سی ظاہر ہوئی ہین انہین سی ایک عبد اللہ بن صیاد ہی
الذی ظهر فی زمن النبی صلی الله علیه وسلم وظن بعض الصحابة انه الدجال وتوقف النبی
جو نبی صلی اللہ علیہ کی زمانہ مین تہا بعضی صحابہ نی اوسکو دجال خیال کیا تہا اور نبی
علیه الصلوة والسلام فی امره حتی تبین له انه لیس الدجال وانما هو من جنس الکهان والکهان یکون
صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکی حال مین توقف فرمایا آخر معلوم ہوا کہ دجال نہین ہی کاہن ہی اور کاہنون مین سی
لاحدهم قرین من الجن یخبره بکثیر من المغیبات مما یسترقه من السمع مع خلط الصدق بالکذب
کسیکا یار جن ہوتا ہی اکثر چوری چوری سنکر کچہہ سچ کچہہ جہوٹ ملاکر غیب کی خبرین بتایا کرتا ہی
ومنهم الاسود بن العنسی الذی ادعی النبوة وکان له من الجن من یخبره ببعض الامور الغائبة فلما
اور ایک اسود بن العنسی جسنی نبوت کا دعوی کیا اوسکی پاس بہی ایک جن تہا بعضی خبرین غیب کی اوسکو بتا دیتا تہا جب
قاتله المسلمون لیقتلوه خافوا من الشیاطین ان یخبروه بما یقولون فیه حتی اعانت علیه امراته
مسلمان اوسکی قتل کی لئی مقابلہ پر گئی تو شیاطین سی یہہ خوف ہوا کہ یہان کی گفتگو سی اوسکو مطلع نکردین آخر اوسکی جورو کو
حین تبین لها کفره فقتلوه ومنهم مسیلمة الکذاب الذی کان معه من الجن من یخبره من
جب معلوم ہوا کہ یہہ کافر ہی تو اوسنی مدد کی تب اوسکو قتل کیا اور ایک مسیلمة الکذاب ہی اسکی پاس بہی ایک جن تہا جو پوشیدہ باتین اوسکو
المخفیات ویعینه علی بعض الحاجات ومنهم الحارث الدمشقی الذی خرج بالشام فی زمن عبد الملك
جنا دیتا تہا اور اوسکی بعضی حاجات روا کر دیتا تہا اور ایک حارث دمشقی جو شام کی ملک مین عبد الملک بن مروان کی عہد مین ظاہر ہوکر
بن مروان وادعی النبوة وکان شیطانه یخرج رجله من القید ویمنع السلاح ان ینفذ فیه وکا
نبوت کا دعوی کیا اسکا یار شیطان پانوٴن سی زنجیر الگ کر دیتا تہا اور کوئی ہتہیار اوسکی بدن پر اثر نکرتا تہا اور
یری الناس اشخاصا رکبانا فی الهواء ویقول هی الملئکة وانما هی الجن والشیاطین فلما امسکه
ہوا مین سوار دکہا کر کہتا یہہ فرشتی ہین اور حقیقت مین وہ جن اور شیاطین ہوتی تہی جب اوسکو
المسلمون لیقتلوه طعنه رجل بالرمح ولم ینفذ فیه الرمح فقال له عبد الملك انك لم تسم الله تعالی
مسلمانون نی قتل کی لئی گرفتار کیا تو ایک شخص اوسکی برچہی ماری ذرہ بہی اثر نکیا تب عبد الملک نی کہا تو نی بسم اللہ پڑہ کر نہ ماری
فسمی الله تعالی فطعنه فقتله ومن غیر هؤلاء المذکورین من یحمله شیطانه عشیة عرفة الی
پہر اوسنی بسم اللہ پڑہ کر ماری تو ایک کوچہ مین مار ڈالا اور ان طائفہ مذکور کی سوا ایک اور شخص تہا کہ شیطان اوسکو شب عرفہ کو
عرفات ولا یحج الحج الشرعی الذی امر الله ورسوله به حیث لا یحرم عند المیقات ولا یلبی فیها
عرفات پر پہنچا دیتا تہا پہر وہ شخص موافق شرع کی جسطور خدا اور رسول کا حکم ادا نہین کرتا تہا کیونکہ نہ تو میقات پر سی احرام باندہتا اور نہ لبیک پکارتا
ولا یقف بمزدلفة ولا یطوف بالبیت ولا یسعی بین الصفا والمروة ولا یرمی الجمار بل یقف بثیابه ثم
اور نہ مزدلفہ پر وقوف کرتا نہ بیت اللہ کا طواف کرتا اور نہ صفا مروہ کی بیچ مین سعی کرتا اور نہ رمی جمار کرتا بلکہ تہوڑا سا توقف کرکر

یرجع من لیلته وهو بصیر کمن یحضر الجمعة ویصلی بلا وضوء ومنهم من یستغیث بالمخلوق
اوسیہی شب مین پہرکر چلا آتا اوسکا حال ایسا تہا جیسی کوئی جمعہ مین توجاوی پر نماز بی وضو پڑہی اور بعضی وہ لوگ ہین جو مخلوق سی

سواء کان المخلوق حیا او میتا او مسلما او غیر مسلم ویتصور الشیطان بصورته ویقضی
زندہ ہو یا مردہ مسلمان ہو یا کافر مدد مانگتی ہین پہر شیطان اوسکی صورت بنکر مستغیث کا کام پورا کردیتا ہی

حاجة من یستغیث به فیظن تلك المسلمین انه من استغاث به ولیس کما ظن بل انما هو
اب مسلمانونکو اس شبہہ مین ڈالتا ہی کہ یہہ وہ شخص ہی جس سی مین نی حاجت چاہی تہی اوسکا یہہ خیال باطل ہوتا ہی بلکہ وہ

الشیطان اضله لما اشرك بالله فان الشیطان یضل بنی ادم بحسب قدرته فانه اذا اعانهم
شیطان گمراہ کرنیوالا ہی جب اوسنی اللہ کا شریک پیدا کیا کیونکہ شیطان تو بنی آدم کو جہان تک بن آوی راہ سی بہکاتا ہی پہر شیطان جب اونکی

علی مقاصدهم فهو یضرهم اضعاف ما ینفعهم فان من کان منتسبا الی الاسلام اذا استغاث
مقصد پوری کرتا ہی تو اوسی زیادہ تر نقصان پہنچادیتا ہی پہر جو شخص مسلمان ہوکر

بمن یحسن به الظن من شیوخ المسلمین یجیء الیه الشیطان فی صورة ذلك الشیخ فان الشیطان
اپنی پیر مسلم معتقد فیہ سی فریاد کرتا ہی تو شیطان اوس پیر کی صورت بدل کر اوسکی پاس آتا ہی کیونکہ شیطان تو

کثیرا ما یجیء علی صورة الصالحین ولا یقدر ان یتمثل بصورة رسول رب العالمین ثم ان ذلك
اکثر صلحاء کی صورت بدل لیتا ہی ہان پر یہہ قدرت نہین ہی کہ رسول رب العالمین کی صورت بدل سکی پہر وہ

الشیخ المستغاث به ان کان ممن له علم لا یخبره الشیطان باقوال اصحابه المستغیثین به
پیر جسسی فریاد کی تہی اگر صاحب علم ہوتا ہی تو شیطان اوسی مرید فریاد کرنیوالی کا حال بیان نہین کرتا

وان کان ممن لا علم له یخبره باقوالهم وینقل الیهم کلامه فیظن اولئك الجهلة ان الشیخ سمع
اور اگر بی علم ہوتا ہی تو اوسی حال کہدیتا ہی اور بعینہ کلام نقل کردیتا ہی وہ جہال مریدیون سمجہتی ہین کہ ہماری پیر نی اتنی دور سی

اصواتهم واجابهم مع بعد المسافة ولیس کذلك بل انما هو بتوسط الشیطان وقد روی عن
ہماری بات سنکر جواب دیا اور حقیقت مین یہہ سب غلط ہی بلکہ یہہ بواسطہ شیطان کی ہی چنانچہ

بعض المشائخ الذین قد جری لهم مثل ذلك بصورة المکاشفة والمخاطبة انه قال یری لی شیء براق
بعضی مشایخ سی کہ اونکو ایسا معاملہ مکاشفہ اور مخاطبہ کی صورت مین پیش آیا روایت ہی وہ کہتی ہین کہ مجکو کوئی چمکتی چیز

مثل الماء او الزجاج ویمثل لی فیه ما یطلب منی من الاخبار فاخبر الناس به وبهذا الوجه
جیسی پانی یا شیشہ نظر آتا ہی اوسکی اندر جو چیز مجہی مطلوب ہوتی ہی منقش ہوجاتی ہی سو مین لوگون کو بتادیتا ہون اور اسی طور

یصل الی کلام من یستغیث بی من اصحابی فاجیبه فیصل الیه جوابی وکثیر من هذه
مرید مستغیث کی بات مجہہ تک آجاتی ہی اور مین جو جواب دیتا ہون تو اوس مرید کو معلوم ہوجاتا ہی ایسی ایسی

الخوارق یحصل لکثیر من الشیوخ الذین لا یعلمون الکتاب والسنة ولا یعملون بهما فان
خوارق اکثر مشایخ کو جو کتاب سنت سی ناواقف ہوتی ہین اور نہ اون پر عمل کرتی ہین پیش آتی ہین کیونکہ

الشیطان کثیرا ما یلعب بالناس ویریهم الاشیاء الباطلة فی صورة الحق فمن کان بصیر الحقائق
شیطان بنی آدم سی اکثر ایسی ہی کہلاریان کرتا ہی اور باطل کو حق کی صورت مین بنا کر دکہا دیتا ہی پہر جو شخص حقایق ایمان سی

الایمان وخبیرا بشرائع الاسلام یعلم انه من مکر الشیطان ویستعیذ بالله تعالی عنه
واقف اور اسلامی احکام سی آگاہ ہوتا ہی وہ جانتا ہی کہ یہہ سب شیطان کا مکر ہی اور خدا سی پناہ مانگتا ہی

ومن لم یکن من اهل المعرفة والیقین یغتر به ویکون من الهالکین واعظم ما یقوی به
اور جو شخص صاحب معرفت اور اہل یقین نہیں ہی تو بہک کر ہلاک ہوتا ہی اور جس بات سی یہہ شیطانی حالات مضبوط اور

الاحوال الشیطانیة سماع الغناء اذ هو سماع المشرکین الذین قال الله تعالی فی حقهم وما
راسخ ہوجاتی ہین وہ غنا کا مشغلہ ہی کیونکہ سماع اون مشرکین کا کام ہی جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی اور

کان صلاتهم عند البیت الا مکاء وتصدیة قال ابن عباس وغیره من السلف التصدیة
اونکی نماز کچھہ نہ تہی کعبہ کی پاس مگر سیٹیان اور تالی بجانی ابن عباس وغیرہ متقدمین فرماتی ہین تصدیہ کی معنی

التصفیق بالید والمکاء الصفیر وکان هذا مما اتخذه المشرکون عبادة فمن یؤثر سماع
تالی بجانی ہاتہہ سی اور مکاء کی معنی سیٹی مشرکون نی یہہ عبادت مقرر کررکہی تہی پس ایسی راگ سننا اختیار کیا

الغناء فهذا من علامة کونه من اولیاء الشیطان لا من اولیاء الرحمن اذ لم یجتمع النبی
تو یہہ نشانی اولیاء شیطان کی ہی اولیاء رحمان کی نہین کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ

علیه السلام واصحابه علی استماع الغناء قط بل جمیع الصحابة والتابعین وسائر اکابر ائمة
وسلم کو اور صحابہ کو کبہی غنا سننی کا اتفاق نہین ہوا بلکہ تمام صحابہ اور تابعین اور تمام اکابر ائمہ

الدین لم یجعلوا هذا طریقا الی الله تعالی ولم یعدوه من القرب والطاعات بل عدوه من
دین مین سی کسینی غنا کو طریق اللہ کا نہین ٹہرایا اور اسکو تقرب اور عبادت مین شمار نہین کیا بلکہ

البدعة والمنکرات حتی قال ابن مسعود الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل فمن
بدعت اور گناہون مین داخل کیا ہی چنانچہ ابن مسعود نی فرمایا ہی کہ غنا نفاق کو دلکی اندر ایسا اگاتا ہی جیسی پانی ترکاری کو پہر جو شخص

کان من اهل المعرفة التی هی کمال الولایة یعرف ان للشیطان فیه نصیبا وافرا ومن کان من
اہل معرفت کامل ولایت والا ہی وہ جانتا ہی کہ اسمین شیطان کا بڑا حصہ ہی اور جو شخص

المعرفة ابعد یکون فیه نصیب الشیطان اکثر فانه بمنزلة الخمر یؤثر فی النفوس اکثر من
معرفت سی دور ہی اوسمین اور بہی بڑا حصہ ہی کیونکہ غنا بمنزلہ شراب کی ہی نفوس کی اندر شراب سی زیادہ

تاثیر الخمر ولهذا اذا قوی سکر اهله ینزل الیهم الشیطان ویتکلم علی السنة بعضهم ویحمل
تاثیر کرتا ہی اسہیلئی غنا سنکر جب نشہ مین مست ہوجاتی ہین تو اونپر شیطان آچڑہتا ہی بعضی کی زبانسی بولنی لگتا ہی اور کسیکو

بعضهم فی الهواء ویظن الجهال ان هذا من کرامات الاولیاء ولیس کذلك بل انما هو من
ادہر مین اوٹہائی پہرتا ہی جاہل سمجہتی ہین کہ یہہ اولیاء کی کرامت ہی یون نہین بلکہ شیطانی

الاحوال الشیطانیة ولذلك اذا قرئ هناك ما یطرد الشیطان مثل آیة الکرسی وغیرها
حالات ہین اسہیلئی اگر اوسوقت وہان وہ پڑہو جسی شیطان بہاگ جاتا ہی جیسی آیة الکرسی وغیرہ

ینصرف عنه فیسقط کما جری ذلك لغیر واحد فان التوحید یطرد الشیطان حتی حکی ان بعضهم
تو شیطان بہاگ جاتا ہی اور وہ شخص گر پڑتا ہی چنانچہ بہت لوگون کو ایسا اتفاق ہوا ہی کیونکہ توحید شیطان کو بہکا دیتی ہی کہتی ہین کہ ایک شخص کو

حمل فی الهواء فقال لا اله الا الله فسقط فلما کان الخوارق کثیرا ما ینقص بها درجة الرجل کان
ادہر مین اوٹہا لیا اوسکی زبان سی لا الہ الا اللہ نکلا وہ تڑنت گر پڑا اور چونکہ ایسی خوارق سی اکثر درجہ آدمی کا پست ہوجاتا ہی

کثیر من الصالحین یفر منها ویستغفر الله ویتوب الیه کما یستغفر من الذنوب ویتوب
تو اکثر صلحاء اس سی گریز اور اللہ سی ایسی استغفار اور توبہ کرتی ہین جیسی کوئی گناہوسی توبہ اور استغفار کرتا ہی

عنها وقد كان تعرض على بعضهم فيسال زوالها والمشائخ كلهم كانوا ينفرون المريدين السالكين
اور بعضون کو جو ایسی حالت پیش آئی تو انہون نی دعا کی کہ یہہ سب موقوف ہو جاوی اور تمام مشائخ اپنی مریدون کو ان خوارق سی

غاية التنفير من الميل اليها فان السالك القاصد لروية الاشياء وحصول الخوارق واقع في
کمال نفرت دلاتی رہی ہین کیونکہ جو سالک ارادہ غیب دانی وغیرہ خوارق کا رکھتا ہی وہ

شبكة الشيطان فاللازم له ان يخلص نفسه من الميل اليها اذ لا طائل تحتها بل اذا وقعت
شیطان کی جال مین پھنستا ہی پس لازم ہی کہ اس آرزو سی اپنی دلکو بچاوی کیونکہ اسمین کوئی فائدہ نہین ہی بلکہ اوسکو اگر یہہ حالت

له بلا طلب منه يخاف عليه الاستدراج ولهذا قال بعض الكبار اذا دخل سالك في بستان
بلا طلب پیش آوی تو استدراج کا اندیشہ ہی اور اسیلئی بعضی بزرگون نی فرمایا ہی جب کوئی سالک باغ مین جاوی

وقالت طيور اشجار ذلك البستان بالسنة فصيحة السلام عليك يا ولي الله فان لم يتفطن
اور اوس باغ کی درختون پرسی جانور صاف زبان سی یہہ کہین السلام علیک یا ولی اللہ پھر وہ اوسکو مکر نہ سمجھی

انه مكر به فقد مكر ولم يشعر وهذا التنفير من المشائخ عند ظنهم انها كرامات فكيف اذا تعين كونها من
تو بی خبر فریب مین آگیا اور مشائخ کی یہہ روک ٹوک تب ہی کہ اسکو کرامات جانتی ہون اور اگر یہہ ثابت ہووی

الجن والشياطين وكثير من الناس لا يعرفون انها من الجن والشياطين بل يظنون انها من كرامات الصالحين فيفتتنون بها ويكونون
کہ جن اور شیاطین کی طرف سی ہی پھر تو کیسی بہوک نہو گی اور بہت لوگ یہہ نہین جانتی کہ یہہ جن اور شیطان کی طرف سی ہی بلکہ اوسکو صلحاء کی کرامت جان کر فتنہ مین پھنستی ہین اور

من الخاسرين ولا يعلمون ان الكرامة الحقيقية انما هو حصول الاستقامة والوصول الى كمالها
وبال اوٹھاتی ہین اور حقیقی کرامت سی واقف نہین ہوتی کہ وہ استقامت کا حاصل کرنا اور کمال کا پیدا کرنا ہی

ومرجعها الى امرين صحة الايمان بالله تعالى واتباع ما جاء به من رسول ظاهرا وباطنا فالواجب
اور اوسکی بنا دو چیز پر ہی ایک تو صحت ایمان کی اللہ پر دوسری رسول کا اتباع ظاہر و باطن سی سو آدمی کو لازم ہی

على العبد ان لا يحرص الا عليهما ولا يكون له همة الا في الوصول اليهما واما الكرامة بمعنى ظهور امر
کہ سوای ان دو چیز کی اور کچھ خواہش نہ کری اور اپنی ہمت صرف انہین کی پیدا کرنی مین صرف کری رہی کرامت یعنی خرق عادت

خارق للعادة فلا عبرة لها بل هي حيض الرجال وليس من لا يحصل له شيء منها اقل مرتبة ممن يحصل له شيء منها
سو اوسکا کچھ اعتبار نہین ہی بلکہ وہ مردون کا حیض ہی اور جسکو ذرہ برابر بھی امر خارق حاصل نہو وہ ہرگز مرتبہ مین کم نہین بڑا ہی کہ جسکو

بل هو افضل واولى اذ لا يحتاج اليها الا من كان ضعيف اليقين فانه اذا حصل له شيء منها يقوى يقينه واما من كان
بلکہ وہ ہی شخص افضل و اولی ہوتا ہی اس لئی کہ امور خارق کا وہ ہی شخص آرزو مند ہوتا ہی جسکو یقین کامل نہین ہوتا تاکہ اس وسیلہ سی اوسکا یقین قوی ہو جاوی اور جو شخص

كامل اليقين فلا يلتفت اليها لاستغنائه عنها ولذلك كانت الخوارق في التابعين اكثر مما كانت
کامل یقین والی ہین اونکو اودھر توجہ نہین ہوتی اونکو کیا حاجت ہی اسی لئی طبقہ تابعین مین بنسبت صحابہ کی خوارق اکثر ہوتی تہی

في الصحابة

المجلس الثالث في فضيلة الايمان ومن امن مطلقا

قال رسول الله
تیسری مجلس ایمان اور مطلق مؤمن کی فضیلت مین فرمایا رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم ان اهل الجنة يتراءون اهل الغرف من فوقهم كما تتراءون الكوكب الدري
صلی اللہ علیہ وسلم نی بیشک اہل جنت کو نظر آویگی غرفہ والی اوپر سی جیسا چمکتا ستارہ

الغابر في الافق من المشرق او المغرب ليتفاضل ما بينهم قالوا يا رسول الله تلك منازل الانبياء لا يبلغها
انتہا کنارہ مشرق یا انتہا کنارہ مغرب مین تاکہ فضیلت معلوم ہو جاوی جو انمین ہی عرض کیا یا رسول اللہ یہہ درجی سوای انبیا کی اور کون پا سکتا ہی

غيرهم

غیرہم قال بلی والذی نفسی بیدہ رجال امنوا باللہ وصدقوا المرسلین ھذا الحدیث من صحاح

فرمایا کیون نہین قسم ہی اوس ذات کی جسکی قبضہ مین میری جان ہی وہ لوگ ہین جو اللہ پر ایمان لائی اور رسولون کی تصدیق کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح

المصابیح رواہ ابو سعید ومعناہ ان اھل الجنة ینظرون الی اصحاب المنازل الرفیعة العالیة من

حدیثون مین ہی ابو سعید کی روایت سی مراد یہہ ہی کہ اہل جنت دیکہین گی بلند مرتبہ والون کو

فوقہم کما تنظرون انتم الی الکواکب المضیئة الباقی فی الافق من جہة المشرق او المغرب بعد انتشار

اوپر سی جیسی تم دیکہتی ہو چمکتا ستارہ انتہا کنارہ مشرق یا مغرب مین جب صبح کہل جاتی ہی

الصبح لتزاید درجاتہم علی غیرہم فانہ علیہ الصلوة والسلام لما بین مراتبہم بہذا الوجہ قال

بسبب بلندی مرتبہ کی غیرون پر جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی اونکا ایسا مرتبہ بیان فرمایا

الحاضرون من الصحابة یا رسول اللہ تلک الغرف منازل الانبیاء لا یبلغہا غیرہم فاجاب بان

تو صحابہ نی جو وہان موجود تہی عرض کیا یا رسول اللہ یہہ مراتب انبیاؤن کی ہون گی جنکو اور کوئی نہین پا سکتا سو جواب دیا

تلک المنازل یبلغہا رجال امنوا باللہ وصدقوا المرسلین لان بلی لایجاب النفی وانما قرنت

یہہ اون لوگون کی مراتب ہین جو اللہ پر ایمان لائی اور رسولون کی تصدیق کی کیونکہ لفظ بلی نفی کو مثبت کردیتا ہی اور قسم اوسکی

بالقسم لاستبعاد السامعین وصول المؤمنین منازل الانبیاء وفیہ اشارة الی ان الواصلین

یاد فرمائی کہ وہ لوگ بہت بعید جانتی تہی کہ مؤمنون کو انبیا کا مرتبہ میسر ہو اور اسمین یہہ اشارہ ہی کہ

الی منازل الانبیاء ھم المؤمنون من ھذہ الامة لان تصدیق جمیع الرسل انما وقع منہم لا ممن

انبیا کا درجہ وہ لوگ پاوینگی جو اس امت کی مؤمن ہین کیونکہ تمام انبیاء کی تصدیق اسی امت مین پائی جاتی ہی جو

مضی قبلہم وعلم من ھذا ان الایمان باللہ الذی اتصف بہ المؤمنون من ھذہ الامة مرکب من

پہلی گذر گئی اونسی نہین ہوئی اس سی معلوم ہوا کہ اللہ پر ایمان جو اس امت کی مؤمنین کی صفت ہی

جزئین الاول الایمان باللہ تعالی والثانی الایمان بجمیع الرسل والمراد من الایمان باللہ تعالی العلم

دو جز سی مرکب ہی اول ایمان اللہ پر دوسری ایمان تمام انبیا پر اور اللہ پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی کہ یقین کری

لوجودہ وقدمہ وکونہ واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة وسائر ما یلیق بہ من

اللہ موجود ہی اور قدیم اور واحد اور قدرت والا اور ارادہ والا اور علیم اور حی اور اور جو صفات اوسکو

الصفات فان العلم بوجودہ تعالی وان کان ثابتا فی فطرة بنی ادم من مبدا خلقتہم بمقتضی قولہ تعالی

سزاوار ہین اور علم وجود الہی کا اگرچہ بنی آدم کی طبایع مین ابتداء پیدایش سی ثابت ہوتا ہی جیسی مضمون آیت

فطرة اللہ التی فطر الناس علیہا لکنہ تعالی قد ارشدہم الی وجودہ بایات منہا قولہ تعالی ان فی خلق

یہہ تراش اللہ کی جسپر تراشا لوگون کو پر تو بہی اللہ تعالی نی اپنی وجود کی طرف کئی آیتون مین راہ بتائی ہی ایک یہہ تحقیق

السموت والارض واختلاف الیل والنہار لایت وقولہ تعالی افرءیتم ما تمنون ءانتم تخلقونہ ام نحن

آسمانون اور زمین کا بنانا اور رات اور دن کا بدلتی آنا البتہ نشانیان ہین اور ایک یہہ بہلا دیکہو جو پانی ٹپکاتی ہو اب تم اوسکو بناتی ہو یا ہم

الخالقون وقولہ تعالی افرءیتم ما تحرثون ءانتم تزرعونہ ام نحن الزارعون وقولہ تعالی افرءیتم

بنانیوالی ہین اور یہہ بہلا دیکہو جو بوتی ہو کیا تم اوسکو کرتی ہو کہیتی یا ہم ہین کہیتی کرنیوالی اور یہہ بہلا دیکہو تو

الماء الذی تشربون ءانتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون وقولہ تعالی افرءیتم النار التی تورون ءانتم انشاتم

پانی جو پیتی ہو کیا تمنی اوتارا اوسکو بادل سی یا ہم ہین اوتارنیوالی اور یہہ بہلا دیکہو تو جو آگ سلگاتی ہو کیا تمنی اوٹہایا

شجرتها ام نحن المنشئون وغیرها من الآیات التی تدل علی وجوده تعالی فان من یتامل
اوسکا درخت یا ہمین اوٹھانیوالی اور سوا انکی اور بہت آیتین ہین جو وجود الٰہی پر دلالت کرتی ہین بیشک جو شخص ان آیات کی
مضمون هذه الآیات ویدبر فکره فیما ذکر فیها من خلق السموت والارض وما فیها من عجائب المخلوقات
مضمون مین یعنی آسمان اور زمین کی پیدایش اور جو جو اوسکی اندر عجیب عجیب مخلوقات ہین غور اور تامل کری وہ خود بخود یقین کریگا
یضطر الی الحکم بان هذه الامور لا یستغنی شیء منها عن صانع یوجده ویدبره وعلی هذا الاعتقاد
کہ یہہ تمام اشیا صانع پیدا کرنیوالی اور مدبر سی بی پرواہ نہین ہین بلکہ محتاج ہین کہ پیدا کر کر آراستہ کری اور تمام بنی آدم کہا مسلم کیا
جمیع الناس کما یدل علیه قوله تعالی ولئن سالتهم من خلق السموت والارض لیقولن الله وانما کفر
یہہ ہی اعتقاد رکہتی ہین چنانچہ اس آیت سی ثابت ہی اور جو تو پوچھی اونسی کسنی بنائی آسمان اور زمین تو کہینگی اللہ نی پہر
من کفر بالاشراك ولذلك کان شان الانبیاء دعوة الخلق الی التوحید لیقولوا لا اله الا الله لا
جو لوگ کافر ہو گئی ہین وہ شرک کی شامت سی ہین اسیلئی تمام انبیا علیہم السلام توحید کی طرف دعوت کرتی تہی تاکہ لا الہ الا اللہ کی قائل ہون
الی ان یقول للعالم اله فاذن فی فطرة الانسان ودلالة آیات القران ما یغنی عن اقامة البرهان
یہہ نہین سکہاتی تہی کہ یہہ کہا کرو عالم کا معبود ہی اب طبیعت انسانی اور دلالت آیات قرآنی نی وجود الٰہی پر برہان قایم کرنی کی کچہہ ضرورت نہین رکہی
علی وجوده تعالی لکن العلماء بینوا لاثبات وجوده تعالی دلیلا عقلیا وقالوا الدلیل علی وجوده تعالی
لیکن علماء نی تو بہی واسطی اثبات وجود الٰہی کی عقلی دلیل بیان کی ہی کہتی ہین کہ دلیل وجود الٰہی کی یہہ ہی
حدوث العالم فبیان حدوثه انه اعیان واعراض والمراد بالاعیان الاجرام القائمة بذواتها
حدوث عالم کا ہی پہر حدوث یون معلوم ہوا کہ عالم یا اعیان ہین یا اعراض اعیان سی مراد اجسام ہین جو بذات خود قایم ہین
والمراد بالاعراض الصفات التی لا تقوم بذواتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا تنفك عنها وکل منهما
اور اعراض سی مراد صفات ہین جو اپنی ذات مین آپ قایم نہین رہ سکہتین بلکہ اجسام کی سہارہ سی اور اجسام کو لازم مین کبہی الگ نہین ہوتی اور یہہ سب
حادث اما الاعراض فحدوث بعضها یعلم بالمشاهدة کالحرکة بعد السکون والضوء بعد الظلمة
حادث ہین اعراض مین سی بعضی کا حدوث تو مشاہدہ سی معلوم ہوتا ہی جیسی حرکت بعد سکون کی اور اوجالا بعد اندہیری کی
والسواد بعد البیاض وحدوث بعضها یعلم بالدلیل وهو طریان العدم کما فی اضداد ما ذکروا اما الاجرام
اور سیاہی بعد سفیدی کی اور بعضی کا حدوث دلیل سی معلوم ہوتا ہی یعنی عدم کا آجانا جیسی ان مذکورات کی ضدون پر اور اجسام کی
فدلیل حدوثها انها لا یخلو عن الحوادث وکل ما لا یخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم خلوها عن
حدوث کی یہہ دلیل ہی کہ اجسام حوادث سی کبہی خالی نہین ہوتی اور جو شئی حوادث سی خالی نہو وہ بہی حادث ہوتی ہی اور اجسام کا حوادث سی خالی ہونا
الحوادث فلانها لا تخلو عن الحرکة والسکون وهو ظاهر مدرك بالبدیهة والاضطرار فلا یحتاج فیه
یون ثابت ہی کہ اجسام حرکت اور سکون سی خالی نہین ہوتی اتنا تو ظاہر ہی خود بخود معلوم ہوتا ہی اوسمین کچہہ تکرار اور تامل کی حاجت نہین
الی تامل وافتکار فان من عقل جسما لا ساکنا ولا متحرکا کان عن نهج العقل ناکبا ولمتن الجهل راکبا
کیونکہ جو شخص ایک ایسا جسم خیال کری کہ نہ متحرک ہو نہ ساکن تو وہ شخص عقل کی رستہ سی گمراہ ہی اور جہالت کی پشت پر سوار
والحرکة والسکون حادثان یدل علی حدوثهما تعاقبهما وانقضاء کل منهما عند وجود الاخر وذلك
اور حرکت اور سکون دونو حادث ہین انکی حدوث پر انکا آگی پیچہی پیدا ہونا دلالت کرتا ہی اور جب ایک پیدا ہوتا ہی تو دوسرا فنا ہو جاتا ہی
مشاهد فی بعض الاجرام وما لم یشاهد فیه ذلك فما من ساکن الا والعقل یقتضی بجواز حرکته وما من
یعنی حرکت سی سکون اور سکون سی حرکت فنا ہوتی ہی یہہ حال بعضی اجسام مین تو مشاہدہ ہوتا ہی اور جہان نہین ہی تو یہہ کہہ سکتی ہین کہ ہر ساکن باعتبار تجویز عقل کی متحرک ہو

متحرك الا والعقل يقتضي بجواز سكونه فالطاري منهما حادث بطريانه والسابق حادث اذ لو كان
اور ہر متحرک باعتبار تجویز عقل کی ساکن ہوسکتا ہی کیونکہ اب پیدا ہوا اب نو پیدا تو حادث ہی اور موجود سابق بھی حادث ہی کیونکہ اگر

قديما لاستحال عدمه واما كون ما لا يخلو عن الحوادث حادثا فلانه لو لم يكن حادثا لكان قديما
قدیم ہوتا تو اوسپر عدم ہرگز نہ آتا اور جو شی حوادث سی خالی نہو اوسکی حدوث کی یہہ دلیل ہی کہ اگر وہ حادث نہوگا تو بیشک قدیم

ثابتا في الازل فيلزم ثبوت الحادث في الازل وهو محال اذ يلزم ان يكون قبل كل حادث حوادث مرتبة
اور ازل مین ثابت ہوگا اس سی لازم آتا ہی کہ حادث یعنی حرکت اور سکون ازل مین ثابت ہو اور یہہ امر محال ہی کیونکہ اس سی یہہ لازم آتا ہی کہ ہر حادث سی پہلی بی انتہا حوادث

لا اول لها كما يقول الفلاسفة في حركات الافلاك واشخاص الحيوانات وغيرهما فانهم ومن تبعهم
جنکا ابتدا نہ پایا جاوی موجود ہوں جیسی فلاسفہ حرکات فلک اور اشخاص حیوانات وغیرہ مین قائل ہوئی ہین فلاسفہ اور جو نام کی مسلمان

ممن ينسب نفسه الى الاسلام وليس له منه نصيب قالوا ان العالم العلوي قديم بذاته وصفاته
اونکی تابع ہین اور اسلام سی بی نصیب وہ کہتی ہین کہ عالم سماوی اپنی ذات اور صفات مین

الا الحركات فانها حادثة باشخاصها قديمة بانواعها فلا حركة الا وقبلها حركة لا الى اول واما العالم
سواء حرکات کی قدیم ہی حرکات جزئی البتہ حادث ہین اور کلی قدیم ہین یعنی ہر حرکت سی پہلی حرکت ہی بی انتہا اور عالم

السفلي الذي هو عالم الكون والفساد وهو ما تحت فلك القمر فقالوا ان هيولاه قديمة وكل ما فيه من
سفلی کہ عالم کون اور فساد کہلاتا ہی اور فلک قمر کی نیچی ہی . سو اوسمین یہہ کہتی ہین کہ اسکا مادہ اور اصل قدیم ہی اور اسکی

الصور والاعراض حادثة باشخاصها قديمة بانواعها فلا ولد الا من والد ولا بيضة الا من دجاجة
صور اور اعراض جزئی سب حادث ہین اور کلی نوعی قدیم ہین پس جو بیٹا ہی سو باپ سی ہی اور جو انڈا ہی سو مرغی سی ہی

ولا دجاجة الا من بيضة ولا زرع الا من بزر وهكذا الى غير النهاية فيلزم على قولهم ان يوجد حوادث
اور جو مرغی ہی سو انڈی سی ہی اور جو نبات ہی سو بیج سی ہی ایسی ہی غیر نہایت تک اب اونکی قول کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ ایسی حوادث موجود

لا اول لها اذ ما من حادث على قولهم الا وقبله حادث لا الى اول وعلى تقدير وجود حوادث لا اول لها
جنکا ابتدا نہو کیونکہ اسکی موافق ہر حادث سی پہلی حادث ہوگا جسکا ابتدا نہ ملی اور جب حوادث غیر متناہی ہوئی

يلزم ان يكون قبل كل حادث من حركات الافلاك واشخاص الحيوانات وغيرهما حوادث مرتبة
تو ہر ہر حرکت فلکی سی اور ہر ہر حیوان وغیرہ سی پہلی حوادث غیر متناہی بترتیب موجود ہونگی جسکا

لا اول لها فما لم ينقض تلك الحوادث بجملتها لا تنتهي النوبة الى وجود الحادث الحاضر لان الحركة
ابتدا نہین پہر جب وہ تمام حوادث بالکل نگذر چکین گی نوبت حادث حاضر حال کی وجود کی نہین آویگی اسواسطی کہ حرکت

اليومية وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وكذلك الحركة التي قبلها وجودها مشروط بمثل ذلك
یومیہ مثلا آج کی جب ہوسکتی ہی کہ اوس سی پہلی کی تمام حرکتین گذر لین اور ایسی وہ حرکت جو اوس سی پہلی کی ہی یعنی کل کی جب ہوسکتی ہی کہ اوس سی پہلی کی سب گذر لین

وهلم جرا وانقضاء ما لا اول له محال بيانه انك اذا لاحظت الحادث الحاضر ثم انتقلت الى ما قبله
اور اسطرح ہر ہر حرکت اور تمام ہوچکنا غیر متناہی کا محال ہی تفصیل یہہ ہی جب تو حادث حاضر کو غور کری پہر اوسکی ماقبل کو

ولاحظته وهلم جرا على الترتيب لا يفضي الى نهاية حتى تجد طريقا الى وجود الحادث الحاضر فيلزم ان
لحاظ کری اور اسیطرح اوس سی پہلی کو ترتیب وار تو ایسی نہایت نہ ملیگی کہ کوئی طور حادث حاضر کی وجود کا ہووی اس سی لازم آتا ہی

يكون وجود الحادث الحاضر محالا لكن وجود الحادث الحاضر ثابت فيبطل وجود حوادث لا اول لها
کہ حادث حاضر کا وجود محال ہی لیکن حادث حاضر کا وجود تو ثابت ہی پس وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہی

فاذا بطل وجود حوادث لا اول لها یبطل کون ما لا یخلو عن الحوادث قدیما ثابتا فی الازل فاذا بطل کونہ
پھر جب وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہوا تو ان اشیاء کا جو حوادث سے خالی نہیں ہیں قدیم اور ازلی ہونا بھی باطل ہے پھر جب ان اشیاء کا

قدیما ثابتا فی الازل یثبت کونہ حادثا فاذا ثبت کونہ حادثا ثبت کون العالم بجمیع اجزائہ من
قدیم اور ازلی ہونا باطل ہوا تو حادث ہونا ثابت ہوا پھر جب وہ حادث ہوئی تو یہہ ثابت ہوا کہ عالم کی تمام اجزاء

السموات وما فیہا ومن الارض وما علیہا حادثا محتاجا الی محدث یخرجہ من العدم الی الوجود وذلک
آسمان اور جو جو اوسکی اندر ہی اور زمین اور جو جو اوسکی اوپر ہی سب حادث اور پیدا کرنیوالی کی محتاج ہیں کہ نیست سے موجود کری اور وہ

المحدث یلزم ان یکون قدیما واحدا متصفا بالقدرۃ والارادۃ والعلم والحیوۃ لانہ لو لم یکن قدیما
پیدا کرنیوالا ضرور ہی کہ قدیم واحد قدیر صاحب ارادہ علم والا حی ہو اس لئے کہ اگر قدیم نہووے

بل کان حادثا لکان محتاجا الی محدث فیلزم الدور او التسلسل الذی ہو وجود حوادث لا اول لہا
بلکہ حادث ہو تو وہ اپنی محدث کا محتاج ہوگا پھر دور لازم آویگا یا تسلسل کہ وہ وجود حوادث غیر متناہی کا ہی

وکلاہما محالان ولو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بینہما التمانع المقتضی لعدم وجود العالم
اور یہہ دونو محال ہیں اور اگر واحد نہو وی بلکہ ایک سی زیادہ کئی ہوں تو اونمیں جھگڑا اور روک ٹوک واقع ہوگی جسی وجود عالم کا معدوم رہی

ولو لم یکن متصفا بالقدرۃ والارادۃ والعلم والحیوۃ لکان عاجزا عن ایجاد شیء من العالم لان
اور اگر قدیر اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو بیشک عالم کی پیدا کرنی میں عاجز ہوویگا کیونکہ

الایجاد اثر القدرۃ وتاثیر القدرۃ فی شیء من الاشیاء یقتضی ارادۃ ذلک الشیء وارادۃ ذلک الشیء یقتضی
ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شی میں جب ہوتا ہی تب اوسکا ارادہ کری اور ارادہ اوس شی کا

العلم بہ لان القصد الی ایجاد شیء مع عدم العلم بہ محال والاتصاف بہذہ الصفات الثلثۃ یقتضی
اوسکی علم پر موقوف ہی کیونکہ ایجاد کرنا کسی شی کا بغیر جانی بوجھی محال ہی اور یہہ تینوں صفات بدون حیات کی نہیں ہوسکتیں

الحیوۃ لکونہا شرطا فیہا فعلی ہذا یکون وجود العالم بل وجود کل ذرۃ من ذراتہ دلیلا قاطعا علی وجودہ تعالی
اسلئے کہ حیات انھیں شرط ہی اب اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ذرہ کا وجود یقینی دلیل ہی وجود الہی

وکونہ قدیما واحدا متصفا بہذہ الصفات الاربع ولہذا کان بعض اہل النظر یقولون استدلالا
اور قدم اور وحدت پر کہ ان چاروں صفات سی موصوف ہی اسیلئے بعضی اہل نظر اثر سی مؤثر پر استدلال جارکر

بالاثر علی المؤثر ما رأینا شیئا الا ورأینا اللہ بعدہ فان کل ذرۃ من ذرات الکائنات من حیث حدوثہا
یہہ کہتی ہیں کہ ہمنی جب کسی چیز کو دیکھا فورًا اوسکی بعد اللہ کو دیکھا کیونکہ ہر ہر ذرہ کائنات کا باعتبار حدوث کی

وافتقارہا الی من یوجدہا لا تزال تتکلم بکلام لا حرف فیہ ولا صوت ان لہا موجدا قدیما واحدا
موجد کا محتاج ہوکر ہمیشہ زبان حال سی جسمیں نہ حرف ہی اور نہ آواز یہہ کہتا ہی کہ میرا موجد ہی قدیم واحد

متصفا بالقدرۃ والارادۃ والعلم والحیوۃ وسائر ما یلیق بہ من الصفات یسمع کلامہا السامعون
قدرت والا ارادہ والا علیم حی تمام سزاوار صفات والا یہہ کلام سب سماعت والی سمجھتی ہیں

ولا یسمعہ الذین ہم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی یسمع بہ کلام لیس بحرف ولا
اور وہ نہیں سنتی جو سمجھہ سی بیکار ہیں اور سماعت سی مراد باطنی سماعت ہی جسی وہ کلام سنی جاتی ہی جسمیں نہ حرف ہو اور نہ

صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاہر الذی لا یسمع غیر الاصوات وتتشارک فیہ البہائم الانسان
آواز عربی ہو نہ عجمی ظاہری سماعت مراد نہیں ہی جسی سواء آواز کی کچھہ نہیں معلوم ہوتا اور اسمیں بہایم بھی انسان کی شریک ہیں

اذ لا قدر لشیء تشارک فیه البهائم الانسان والحاصل ان المکلف لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل الا
اسلئی کہ اوس چیز کی کیا عزت ہی جسمین بہایم اور انسان یکسان ہون حاصل یہہ ہی کہ انسان بزور عقل صفات الٰہی مین سی وہ ہی دریافت کرسکتا ہی

ما دل علیه افعاله فما لم یدل علیه افعاله کالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی
جسپر اللہ کی افعال دلالت کرتی ہین اور جن صفات پر افعال دلالت نہین کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات

تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها
کبھی دلیل عقلی سی ثابت کرتی ہین اور کبھی دلیل نقلی سی دلیل عقلی اون صفات کی ثبوت کی تو یہہ ہی کہ یہہ یعنی سمع اور بصر اور کلام کمال کی صفتین ہین اور انکی ضدین

صفات نقصان واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب
نقصان کی صفتین ہین اور اللہ تعالی کا صفات کمال سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی بری ہونا واجب ہی پس

اتصافه تعالی بتلک الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالنقل فهو ان الشرع قد
اب موصوف ہونا اللہ تعالی کا ان صفات سی واجب ہوا اور استدلال نقلی انکی ثبوت پر یہہ ہی کہ شرع یعنی کتاب وسنت

ورد بثبوتها له تعالی فوجب القطع بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل
انکی ثبوت پر ناطق ہی سو اب انکا ثابت ماننا واجب ہوا اور اس باب مین نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی

لان تلک الصفات لا تتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته تعالی
کیونکہ ان صفات پر افعال الٰہی موقوف نہین ہین تاکہ افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور اللہ کی ذات

لم یکن معلوما لاحد حتی یعلم انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها بحیث لو لم یتصف بها یلزم
کسیکو معلوم نہین ہی تاکہ یہہ معلوم ہووی کہ یہہ صفات اوسکی حق مین صفات کمال ہین انکا ثبوت ضروری ہی نہین تو

ان یتصف باضدادها وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشیء بالنسبة
انکی ضدین لازم آدینگی اور یہہ جو کہتی ہین کہ یہہ صفات کمال ہین تو کمال البتہ ہماری حق مین ہی اور ہماری حق مین کمال ہونی سی کیا ضرورہی کہ نسبت

الینا کمالا ان یکون کمالا فی حقه تعالی الا تری ان اللذة والالم مع کونهما کمالا بالنسبة الینا ممتنعان
ذات الٰہی کی بھی کمال ہو کیا تجکو معلوم نہین کہ لذت اور الم ہماری حق مین کمال ہین اور اللہ تعالی کی نسبت ممتنع ہین

علی الله تعالی لکونهما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات تلک الصفات له تعالی التمسک
کیونکہ یہہ اجسام کی اوصاف ہین اس بیان کی موافق لازم ہی کہ ان صفات کی اثبات کی لئی دستاویز

بالنقل عن الانبیاء الذین تثبت نبوة کل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق عبدی
انبیاء علیہم السلام سی نقل کیجاوی جنکی نبوت ایسی معجزہ سی ثابت ہی جو قایم مقام اس ارشاد الٰہی کی ہو کہ میرا بندہ

فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی
جو میری طرف سی احکام پہنچاتا ہی سب سچ مین برابر ہی کہ وہ تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا سکوت سی ہو کیونکہ معجزہ اللہ تعالی کی طرف سی

لرسوله لکونها فعلا من افعاله خارقا للعادة منزلا منزلة صریح القول فی تصدیق رسوله فی دعوی
رسول کی حق مین فعلی تصدیق ہی اسلئی کہ معجزہ کوئی فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف اور صریح رسالت کی دعوی مین رسول کی

الرسالة فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی یده عند ادعائه الرسالة صار کانه قال صدق
تصدیق کرتا ہی کیونکہ اللہ تعالی نی جب کوئی امر خارق رسول کی ہاتہ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا تو یہہ ایسا ہی کہ فرما دیا

رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته قال العلماء مثال ذلک ان رجلا
میرا رسول سچا ہی میری طرف سی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی ہو یا سکوت سی ہو علماء نی اسکی یہہ مثال بیان کی ہی جیسی کوئی شخص

اذا قام فی مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا من التكاليف
بادشاہ کی دربار مین ایک جماعت کی سامنی یون کہی کہ مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون تمہاری حق مین فلانی فلانی حکم جاری کرنیکو بہیجا ہی

فطلبوا منه الحجة تدل على صدقه فقال اية صدقي اني اطلب من الملك ان يخالف عادته ويقوم
پہر اس جماعت نی تصدیق کی لئی اوسی حجت طلب کی اوس شخص نی جواب دیا میری صدق کی یہہ نشانی ہی کہ مین بادشاہ سی کہتا ہون کہ اپنی خلاف عادت

من مقامه ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا ريب ان ذلك الفعل من الملك
اپنی جگہہ سی تین بار کہڑا ہوجا اور بیٹہہ جا پہر بادشاہ نی اوسکی کہنی سی وہ ہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہی

قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عني ومفيد للعلم الضروري بصدقه لمن شاهد
جیسی زبانسی کہدیا کہ یہہ شخص سچہ کہتا ہی میری طرف سی جو جو حکم بیان کری اور بادشاہ سی جسنی یہہ کام مشاہدہ کیا تو اوسکو ایسا یقینی علم

ذلك الفعل من الملك ولمن لم يشاهده بل وصل اليه خبره بالتواتر ولا شك ان هذا المثال مطابق
حاصل ہو اکہ جسمین دلیل کی کچہہ حاجت نہین ہی جسکو دیکہنی کا اتفاق نہین ہوا بلکہ اوسنی بہت آدمیون سی بالتواتر یہہ حال سنا اوسکو بہی اور بیشک یہہ مثال

لحال الرسل عليهم الصلوة والسلام فی افادة معجزاتهم العلم الضروري بصدقهم لمن شاهدها ولمن
انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی حال سی مطابق ہی کہ اونکی معجزہ سی بہی دیکہنی والون کو اور

لم يشاهدها بل وصل اليه خبرها بالتواتر اذا عرفت هذا فاعلم ان كل من امن بالله وصدق المرسلين
تواتر سی سننی والون کو علم بدیہی یقینی حاصل ہوتا ہی جب تو یہہ سمجہہ چکا تو یاد رکہہ کہ جو شخص اللہ پر ایمان لاکر اور نبیون کی تصدیق کرکر

اذا اراد ان يكون من اهل الغرف لا بد له ان يشتغل بالطاعات ويحترز عن السيئات لان الايمان وحده
یہہ آرزو کری کہ اہل غُرَف مین داخل ہو تو اوسکو ضرور ہی کہ عبادت مین مشغول اور ممنوعات سی بچتا رہی اسلئی کہ نرا ایمان

وان كان ينجيه من العذاب المؤبد لكن لا يكفيه في الفوز بالدرجات بل لا بد له من ضم العمل
اگرچہ دائمی عذاب سی نجات دیگا پر حصول درجات کی لئی کافی نہین ہی بلکہ اوسکی ساتہہ نیک اعمال بہی چاہیین

الصالح اليه كما يدل عليه ايات القران من جملتها قوله تعالى وما اموالكم ولا اولادكم بالتي تقربكم
چنانچہ کئی آیات قرآنی سی معلوم ہوتا ہی منجملہ اونکی ایک یہہ آیت ہی اور تمہاری مال اور تمہاری اولاد ایسی نہین کہ نزدیک کردی

عندنا زلفى الا من امن وعمل صالحا فاولئك لهم جزاء الضعف بما عملوا وهم في الغرفات امنون فدلت الاية
ہماری پاس تمہارا درجہ پر جو کوئی یقین لایا اور بہلا کام کیا سو اونکو ہی بدلا دونا اونکی کئی پر اور وہ جہروکون مین بیٹہی ہین خاطر جمع سی اس آیت سی معلوم ہوا

على ان العمل الصالح لكونه اقبالا على الله تعالى واشتغالا بطاعته يقرب العبد الى الله تعالى واما الاموال
کہ عمل صالح کہ اللہ کی طرف متوجہ ہونا اور اوسکی طاعت کا شغل ہی بندہ کو اللہ تعالی سی نزدیک کردیتا ہی رہی مال

والاولاد فلكون كل منهما يشغل الانسان عن الله تعالى لا يقرب احدا الى الله تعالى الا المؤمنين
اور اولاد کہ انسان کو اللہ تعالی سی غافل کرتی ہین کسیکو خدا سی نزدیک نہین کرتی بجز صلحاء مؤمنین کی

الصالحين الذين ينفقون اموالهم في سبيل الله ويعلمون اولادهم الخير ويربونهم على الصلاح فانهم
جو اپنا مال خدا کی رستہ مین خرچ کرتی ہین اور اپنی اولاد کو نیک عمل سکہاتی ہین اور نیک اطوار پر پرورش کرتی ہین ایسی لوگون کی لئی

باتصافهم بما ذكر يكون لهم جزاء الضعف بان يضاعف حسناتهم ويكون الواحدة عشرا فما فوقها وهم في غرفات
جوان اوصاف سی موصوف ہین دونا ثواب ہی اسطور کہ اونکی حسنات بڑہتی ہین ایک سی دس گونہ ہوتی ہین اور اوس سی بہی زیادہ وہی لوگ

الجنة امنون من جميع المكاره بما عملوا من الصلحت يسرنا الله تعالى بلطفه وكرمه المجلس الرابع
اعمال صالحہ کی سبب غرفات مین تمام مکروہات سی بچی رہینگی الہی اپنی لطف وکرم سی ہمپر آسان کر چوتہی مجلس

فی لزوم محبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادۃ من والدہ وولدہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت زیادہ تر لازم کرنیمیں باپ اور اولاد

والناس اجمعین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ

اور تمام لوگون سی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مؤمن نہین ہوویگا کوئی تم مین سی جبتک ہون مین اوسکو محبوب تر

من والدہ وولدہ والناس اجمعین ھذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ انس ولیس المراد بالحب ھھنا

اوسکی باپ اور اولاد اور تمام لوگونسی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی انس کی روایت سی اور محبت سی مراد اسجگہہ

الحب الطبیعی التابع للشہوات النفسانیۃ لانہ خارج عن حد الاختیار فلا یواخذ بہ الانسان

محبت طبعی نہین ہی جو شہوت نفسا کی تابع ہوا کرتی ہی کیونکہ یہہ محبت اختیاری نہین ہوتی سو بی اختیاری مین انسان کی کچہہ پکڑ نہین ہی

لقولہ تعالی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا بل المراد بہ الحب العقلی الاختیاری الذی ھو ایثار ما یقتضی

خدا فرماتا ہی تکلیف نہین دیتا اللہ کسیکو مگر جتنا اوس سی ہو سکی بلکہ عقلی اختیاری محبت مراد ہی یعنی اختیار کرنا اوس امر کا جسکو

العقل رجحانہ ویستدعی اختیارہ وان کان علی خلاف الطبع الا تری ان المریض یکرہ الدواء المر وینفر

عقل غالب سمجہی اور اوسکی اختیار کو پسند کری اگرچہ طبیعت کی برخلاف ہو تو جانتا نہین کہ بیمار کو کڑوی دوا سی نفرت ہوتی ہی

عنہ طبعہ ومع ذلک یمیل الیہ باختیارہ ویقصد تناولہ بمقتضی عقلہ لعلمہ وظنہ ان صحتہ

اور اوسکی طبیعت کچہ بری لگتی ہی پہر بہی باختیار خود اپنی عقل سی یہہ سمجہہ کر کہ میری صحت اسہی مین ہی خواہش کر کر پیتا ہی

فیہ وکذلک المؤمن اذا علم ان الرسول لا یامر ولا ینھی الا بما فیہ صلاحہ فی الدنیا والاخرۃ

ایسی ہی مؤمن مسلمان جب یہہ جان لیتا ہی کہ رسول وہ ہی فرماتا ہی جسمین دین دنیا کی بہلائی ہی

یرجح جانب الرسول علی جمیع الناس فیمتثل امرہ ویجتنب نہیہ وھذا مما لا یحصل الایمان الا بہ

پہر خواہ مخواہ تمام لوگون پر رسول کی جانب غالب رکہہ کر اوسکی امر کی اطاعت اور نہی سی نفرت کرتا ہی اور یہہ تو اتنا امر ہی کہ جس بغیر ایمان ثابت نہین ہوتا

لان الایمان وان کان فی اللغۃ بمعنی التصدیق مطلقا لکنہ فی الشریعۃ بمعنی التصدیق مقیدا

اس لئی کہ ایمان اگرچہ لغت مین مطلق تصدیق کو کہتی ہین پر شریعت مین مطلق تصدیق نہین ہی

بامر مخصوص وھو تصدیق الرسول فی جمیع ما علم ضرورۃ انہ من دینہ علیہ الصلوۃ والسلام

بلکہ خاص تصدیق ہی یعنی رسول کی تصدیق تمام دینی ضروریات مین

والمعتبر فی التصدیق الیقین والیقین لفظ مشترک یطلق علی المعنیین احدھما عدم الشک فکل علم

اور تصدیق مین یقین معتبر ہی اور یقین مشترک لفظ ہی اسکی دو معنی ہین ایک تو شک نہونا سو جو علم

یکن فیہ شک فھو یقین وعلی ھذا المعنی لا یوصف الیقین بالقوۃ والضعف لعدم التفاوت

مشکوک نہو وہ یقینی ہوتا ہی اس اعتبار سی یقین قوی اور ضعیف نہین ہوتا کیونکہ شک کی نفی مین کچہہ تفاوت نہین

فی نفی الشک فمن کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من الشک فی شیء مما علم ضرورۃ انہ من دینہ علیہ السلام

ہی پہر جس شخصکی دلمین ذرہ بہر بہی شک ہووی بہ نسبت دینی ضروریات کی

لا یکون مؤمنا البتۃ بل لا بد فیہ من یقین ھذا المعنی لیحصل لہ المحبۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم

وہ ہرگز مؤمن نہین بلکہ ان ضروریات کا یقین ہونا ضرور چاہئی تاکہ اوسکو نبی کی محبت حاصل ہووی

ویمتثل امرہ ویجتنب نہیہ لکن قد یجعل الظن الغالب الذی لا یخطر معہ احتمال النقیض

اور اوسکی امر کی اطاعت اور نہی سی نفرت کری لیکن بعضی وقت ایسی ظن غالب کو بہی جسکی ساتہہ احتمال نقیض کا دلمین نہ آوی

شیئا الا رایناالله بعدہ فان کل ذرۃ من ذرات العالم لکونہا حادثۃ مفتقرۃ الی من یحدثہا لا تزال
جب کسی چیز کو دیکہا تو فورًا اوسکی بعد الله کو دیکہا کیونکہ عالم کا ہر ہر ذرہ باعتبار حدوث کی اپنی موجد کا محتاج ہی ہمیشہ زبان حال سی
تنطق بکلام لا حرف فیہ ولا صوت ان لہا موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرۃ والارادۃ والعلم و
یہہ کلام جسمین نہ حرف ہی نہ آواز بولتا ہی کہ ہمارا موجد ہی قدیم یگانہ قدرت والا صاحب ارادہ علیم
الحیوۃ وسائر ما یلیق بہ من الصفات یسمع کلامہا السامعون ولا یسمعہ الذین ہم عن السمع لمعزولون
حی اور تمام سزاوار صفات والا اور اونکی یہہ کلام سمجہنی والی سب سنتی ہین وہ لوگ نہین سنتی جو سمجہہ سی بیکار ہین
والمراد من السمع الباطن الذی یسمع بہ کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاہر
اور سماعت سی مراد باطنی سماعت ہی جس سی وہ کلام سنی جاتی ہی کہ نہ حرف ہو اور نہ آواز اور نہ عربی ہو نہ عجمی سماعت ظاہری مراد نہین ہی
الذی لا یسمع بہ الا الاصوات وتشارک فیہ البہائم الانسان اذ لا قدر لشئ تشارک فیہ البہائم
جسی سوای آواز کی کچہہ نہین معلوم ہوتا اور اوسمین بہایم بہی شریک ہین انسان کی کیونکہ اوسچیز کی کیا عزت ہی جسمین بہایم اور انسان برابر ہون
الانسان والحاصل ان العقل لا یعرف من صفاتہ تعالی الا ما یدل علیہ افعالہ واما ما لا یدل
حاصل یہہ ہی کہ عقل صفات الٰہی مین سی وہ ہی دریافت کر سکتی ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور جس صفت پر
علیہ افعالہ کالسمع والبصر والکلام فیستدل علی ثبوتہا لہ تعالی تارۃ بالعقل وتارۃ بالنقل اما وجہ
اوسکی افعال دلالت نہین کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام ایسی صفات کبہی تو عقلی دلیل سی ثابت کرتی ہین اور کبہی نقلی دلیل سی
الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی بالعقل فہو انہا صفات کمال واضدادہا صفات نقصان
عقلی دلیل اونکی ثبوت پر تو یہہ ہی کہ سمع اور بصر اور کلام کمال کی صفتین ہین اور انکی ضدین نقصان کی صفتین ہین
واتصافہ تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافہ بصفات النقصان واجب فوجب اتصافہ تعالی
اور الله تعالی کا صفات کمال سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی بری ہونا واجب ہی اب الله تعالی کا
بتلک الصفات واما وجہ الاستدلال علی ثبوتہا لہ تعالی بالنقل فہو ان الشرع قد صرح بثبوتہا
ان صفات سی موصوف ہونا واجب ہوا اور نقلی دلیل انکی ثبوت پر یہہ ہی کہ شرع یعنی کتاب وسنت سی یہہ صفات صاف ثابت ہین
لہ تعالی فوجب القطع بثبوتہا لہ تعالی ودلیل النقل فی ہذہ المسئلۃ اولی من دلیل العقل لان تلک
اب اونکو ثابت ماننا واجب ہی اور اس باب مین نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی کیونکہ ان
الصفات لا تتوقف علیہا افعالہ تعالی حتی یستدل بہا علی ثبوتہا لہ تعالی وذاتہ لم یکن معلوما
صفات پر افعال تو موقوف نہین ہین تاکہ افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور ذات الٰہی کسیکو معلوم نہین ہی
للبشر حتی یعلم انہا فی حقہ تعالی کمال یجب اتصافہ بہا بحیث لو لم یتصف بہا یلزم ان یتصف
تاکہ یہہ معلوم ہو وی کہ یہہ صفات اوسکی حقمین صفات کمال ہین انکا ثبوت واجب ہی نہین تو انکی ضدین لازم آوینگی
باضدادہا وما ذکر من کونہا کمالا انما ہو بالاضافۃ الینا ولا یلزم من کون الشئ بالاضافۃ الینا
اور یہہ صفات ہماری حق مین البتہ کمال کی ہین اور ہماری حق مین کمال ہونی سی لازم نہین آتا
کمالا ان یکون فی حقہ تعالی کمالا الا تری ان اللذۃ والالم مع کونہما بالاضافۃ الینا کمالا ممتنعان
کہ الله کی واسطی بہی کمال کی ہون کیا تجکو معلوم نہین کہ لذت اور الم باوجودیکہ ہماری حق مین کمال ہین
علی الله تعالی لکونہما من عوارض الاجسام فعلی ہذا یلزم فی اثبات تلک الصفات لہ تعالی
الله تعالی کی نسبت ممتنع ہین کیونکہ اجسام کی صفات ہین اس بیان کی موافق ضرور ہی کہ ان صفات کی ثبوت کی لئی

التمسك بقول الرسول الذی ثبت رسالته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق عبدی
دست آویز ایسی رسول کی قول سی لیجاوی جسکی رسالت معجزہ سی ثابت ہوئی ہو جو قایم مقام اس ارشاد الٰہی کی ہو میرا بندہ
فی كل ما يبلغ عنی سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته لان المعجزة تصديق فعلی من الله تعالى
جو میری طرف سی احکام بتاتا ہی سب سچے ہین برابر ہی کہ وہ بتانا قول سی ہو یا فعل سی یا چپ رہنی سی، کیونکہ معجزہ اللہ کی طرف سی رسول کی حق مین فعلی تصدیق
لرسوله لكونها فعلا من افعاله تعالى خارقا للعادة منزلا منزلة صريح القول فی تصديق رسوله
ہوتی ہی اسلئی کہ معجزہ خدا کی طرف سی ایک فعل عادت کی خلاف ہوتا ہی گویا صاف وصریح رسالت کی دعوی مین رسول کی تصدیق کرتا ہی
فی دعوى الرسالة فانه تعالى لما خلق امرا خارقا للعادة على يد رسوله عند ادعائه الرسالة
کیونکہ اللہ تعالی نی جب ایک امر خارق رسول کی ہاتھ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا
صار كانه قال صدق رسولی فی كل ما يبلغ عنی سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته
تو یہہ ایسا ہی کہ فرما دیا میرا رسول سچا ہی میری طرف سی جو بیان کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی یا سکوت سی
قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اذا قام فی مجلس الملك بحضر جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی
علماء نی اسکی مثال یہہ بیان کی ہی کہ کوئی شخص بادشاہ کی دربار مین ایک جماعت کی سامنی یہہ بیان کری کہ مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون مجکو
اليكم بكذا وكذا من التكاليف فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقی انی اطلب
تمہاری حق مین فلانی فلانی حکم جاری کرنیکو بہیجا ہی اوس جماعت نی تصدیق کی لئی اوس سی حجت طلب کی اوسنی جواب دیا میری صدق کی یہہ نشانی ہی کہ مین
من الملك ان يخالف عادته ويقوم من مقامه ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه
بادشاہ کو کہتا ہون کہ اپنی عادت کی برخلاف اپنی مقام سی تین بار کہڑا ہو جا اور بیٹھ جا پہر بادشاہ اوسکی کہنی سی اوٹھا بیٹھا
فلا ريب ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی كل ما يبلغ عنی ومفيد
اب بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہی جیسی زبانی کہدیا کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی میری طرف سی جو جو حکم بیان کری اور بادشاہ کی
للعلم الضروری بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم يشاهده بل وصل اليه خبره
جسنی یہہ حال مشاہدہ کیا اوسکو ایسا علم یقینی حاصل ہو کہ جسمین حاجت دلیل کی نہین اور جسکو دیکہنی کا اتفاق نہین ہوا بلکہ اوسنی متواتر بہت آدمیون سی
بالتواتر ولا شك ان هذا المثال موافق لحال الرسول فی افادة معجزته العلم الضروری بصدقه لمن
سنا اوسکو بہی اور بیشک یہہ مثال رسول علیہ السلام کی حال سی مطابق ہی کہ اونکی معجزہ سنی یا دیکہنی والون کو
شاهدها ولمن لم يشاهدها بل وصل اليه خبرها بالتواتر والمعنى الثانی لليقين ان لا يلتفت
اور تواتر سی سنی والون کو علم بدیہی یقینی حاصل ہوتا ہی اور یقین کی دوسری معنی یہہ ہین کہ شک کی نہونی کا کچہہ دہیان نہو
الى عدم الشك بل الى استيلائه وغلبته على القلب بحيث يصير هو المتصرف فيه بالتحريض والمنع
بلکہ یقین کا غلبہ اور تصرف دل پر اتنا ہو کہ تمام دل کی لگاؤ اور ممانعت مین اوسہی کا تصرف ہو
على هذا المعنى يوصف اليقين بالقوة والضعف حتى يقال لمن لا يستعد للموت فلان ضعيف
ان معنون کی لحاظ سی یقین قوی اور ضعیف ہوسکتا ہی ایسا کہ جو شخص موت کی سامان مین غفلت کری تو اوسکو موت کا ضعیف
اليقين بالموت مع عدم شكه فيه اذ لا ريب فی كون الناس سواء فی القطع بالموت وعدم الشك
الیقین کہتی ہین باوجودیکہ موت مین اصلا شک نہین ہی کیونکہ موت کی یقینی اور بیشک ہونی مین تمام بنی آدم برابر ہین
فيه لكن فيهم من لا يلتفت اليه ولا يستعد له كانه لا يؤمن به ومنهم من يستولی خوفه
پر بعضی اوسکی طرف کچہہ توجہ نہین کرتی اور نہ اوسکا کچہہ سامان کرتی ہین گویا وہ لوگ موت کا یقین نہین کرتی اور بعضی ایسی ہین جنکی دل پر موت کا خوف

على قلبه ويستغرق همه بالاستعداد له ولا يغادر فيه متسعا لغيره كما هو شان من يخاف عن
ایسا غالب ہوتا ہی اور اوسکی ہمت موت کی تیاری مین ایسی لگتی ہی کہ اوسکی دل مین کسی چیز کی اصلا گنجایش نہین رہتی بہہ حال اون لوگون کا ہی جو دوزخ سی
النار ويرجو الدخول في دار القرار فعلى هذا يلزم للعاقل ان يصرف العناية الى تحصيل اليقين بالمعنيين جميعا
ڈرتی ہین اور بہشت مین جانی کی آرزو کرتی ہین اس بیان کی موافق ہر عاقل کو لازم ہی کہ ہمت اودہر لگاوی کہ یقین باعتبار دونو معنون کی حاصل ہو
وهما نفي الشك عن النفس اولا ثم تسليط اليقين عليها ثانيا لكن ينبغي ان يعلم ان نفي الشك
یعنی پہلی نفس مین سی شک جاتا رہی پہر آخر کو یقین غالب آجاوی لیکن سمجہنا چاہئی کہ شک کا رفع ہونا
وتسليط اليقين لا يحصل الا بعد معرفة متعلقاته ومجاريه وهي المعلومات التي جاء بها النبي
اور یقین کا غالب آنا بدون معرفت متعلقات اور ٹہکانون کی نہین ہوتا یعنی وہ معلومات جو نبی صلی اللہ
عليه الصلوة والسلام من عند الله تعالى فمن صدق بها فهو مؤمن ومع هذا الايمان ان انتفى
علیہ وسلم خدا کی طرف سی لائی ہین پہر جسنی اونکی تصدیق کی وہ مؤمن ہی اور باوجود اس ایمان کی اگر
عن قلبه امكان الشك فهو موقن بالمعنى الاول وان غلب على قلبه فهو موقن بالمعنى الثاني وبه
اوسکی دل مین سی احتمال شک بہی جاتا رہی تو وہ موقن ہی یعنی پہلی معنی یقین کی حاصل ہوئی اور اگر اوسکی دل پر غلبہ ہوگیا تو موقن باعتبار دوسری معنون کی ہوا
يحصل الامتثال بالاوامر والاجتناب عن النواهي فان من غلب على قلبه ان من يعمل مثقال
اوامر کی الطاعت اور منہیات سی اجتناب اسہی سی ہوتا ہی کیونکہ جسکی دل پر پرتوہ اس آیت کا چہاتا ہی سو جسنی ذرہ بہر
ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره وتيقن ان نسبة الطاعات الى الثواب كنسبة الطعام
بہلائی کی وہ دیکہ لیگا اور جسنی ذرہ بہر برائی کی وہ دیکہ لیگا اور اوسکو یہہ مرتبہ یقین کا ملا کہ طاعات بہ نسبت ثواب کی ایسی ہین جیسی کہانا
الى الشبع لاشك انه كما يحرص على تحصيل الطعام للشبع ويحفظ قليله وكثيره كذلك يحرص على
واسطی شکم سیری کی تو بیشک وہ جیسی طعام کی حرص کرتا ہی پیٹ بہرنی کی واسطی اور اوسکا قلیل اور کثیر محفوظ رکہتا ہی ایسی ہی
تحصيل الطاعات للثواب ويحفظ قليلها وكثيرها ومن تحقق له ان نسبة المعاصي الى العقاب
طاعات کو واسطی ثواب کی حاصل کریگا اور قلیل اور کثیر کو نگاہ رکہیگا اور جسکو یہہ ثابت ہوا کہ نافرمانی بہ نسبت عذاب کی ایسی ہی
كنسبة السموم الى الهلاك لاشك انه كما يجتنب عن قليل السم وكثيره خوفا عن الهلاك كذلك
جیسی زہر واسطی ہلاک کی تو بیشک وہ جیسی زہر کی قلیل اور کثیر سی موت کی ڈر کا مارا بچتا ہی ایسی ہی
يجتنب عن قليل الذنوب وكثيرها وكبيرها وصغيرها خوفا من العقاب فان سبب ارتكاب المعاصي
نافرمانی کی قلیل اور کثیر سی اور صغیرہ اور کبیرہ سی عذاب کی ڈر کا مارا بچیگا کیونکہ باعث معاصی
والفجور ليس الا بسبب فساد العلم فان من علم ما في المعاصي من المضرة حقيقة العلم لا يؤثرها الا ترى
اور فجور کی اختیار کرنی پر سوای فساد علم کی اور کچہ نہین ہی اسلئی کہ معاصی کی مضرت جسکو حق الیقین کی مرتبہ مین ثابت ہی وہ معاصی کو کبہی نہین اختیار
ان من علم من طعام لذيذ انه مسموم لا يقدم على تناوله فيعلم من هذا ان الايمان الحقيقي هو
کہانا کیسا ہی مزہ دار لذیذ ہو جب معلوم ہو کہ اسمین زہر ملا ہی تو کبہی نہین کہائیگا اب معلوم ہوا کہ حقیقی ایمان وہ
الايمان الذي يحمل صاحبه على فعل ما ينفعه في الاخرة وعلى ترك ما يضر فيها فاذا لم يفعل ما ينفعه
ہوتا ہی جو مؤمن کو اوس کام کی رغبت دی جسنی آخرت مین نفع ہو اور اوس کام سی روکی جو آخرت مین ضرر دی پہر اگر ایسی نافع کو عمل مین نہ لاوی
فيها ولم يترك ما يضره فيها لا يكون ايمانه حقيقيا بل لسانيا لا قلبيا فان المؤمن بالنار حقيقة الايمان
اور ایسی مضر کو نہ چہوڑی تو وہ حقیقی مؤمن نہین ہی بلکہ صرف زبانی ہی دلی نہین ہی کیونکہ دوزخ کا ایسا حقیقی مؤمن

حقیقی

حتی کانه یریها لایسلک طریقها الموصل الیها فضلا عن السعی فی تحصیل دخولها وان المؤمن بالجنة حقیقة الایمان

گویا دوزخ سامنی نظر آتا ہی اوسکی رستہ بھی جو دوزخ مین گرادی ۔ کبھی نہین چلیگا چہ جای کہ اوسکی وصول مین کوشش کری ایسی ہی ایسا حقیقی مومن جنت کا

حتی کانه یریها لایترک طلبها بل یسعی فی تحصیل دخولها وهذا امر یجده الانسان فی نفسه عند سعیه

گویا جنت سامنی نظر آتا ہی اوسکی طلب مین کبھی قصور نکریگا بلکہ اوسکی دخول کی کوشش کریگا اور یہہ بات ہر شخص اپنی دلمین جانتا ہی

فی امور الدنیا فی دفع ما یضره وجلب ما ینفعه یسرنا الله من الاعمال ما یوافق رضاه

جب امور دنیاوی مین مضر باتونسی کیسا اجتناب اور مفید باتون مین کیسی کوشش کرتا ہی اللہ تعالی ہمپر وہ کام آسان کری جو اوسکی رضا کی موافق ہین

المجلس الخامس

پانچوین مجلس

فی لزوم الایمان بما جاء به النبی صلی الله علیه وسلم ولا یجوز المخالفة فیه

ایمان کی لازم ہونی مین اون احکام پر جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم لای ہین اور اونکی مخالفت جایز نہین

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم والذی نفس محمد بیده لا یسمع بی

فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی قسم ہی اوس ذات کی جسکی قبضہ مین محمدؐ کی جان ہی جو سنیگا میری

احد من هذه الامة یهودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یؤمن بما ارسلت به الا کان من اصحاب

نبوت کو اس امت مین سی کوئی یہودی ہو یا نصرانی پہر وہ مری اس حال پر کہ ایمان نہ لایا ہو میری شریعت پر وہ دوزخی ہوگا

النار هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة ولیس المراد بالامة ههنا امة الاجابة بدلیل

یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور امت سی مراد اسجکہہ امت اجابت یعنی اہل اسلام نہین ہی اس لئی

کون الیهودی والنصرانی مذکورا فیه بل المراد بها امة الدعوة فعلی هذا یدخل فیه جمیع اهل الملل

کہ اس حدیث مین یہودی اور نصرانی کا بہی ذکر ہی بلکہ مراد تمام امت دعوت ہی اس تقریر پر اس امت مین تمام باطل مذاہب والی بہی داخل ہین

الباطلة وتخصیص الیهود والنصاری بالذکر لیعلم انهما مع کونهما اهلی کتاب وصاحبی شریعة

اور یہود اور نصاری کا خاص جو نام لیا تو اسلئی کہ یہہ دونو اہل کتاب اور صاحب شریعت ہوکر

اذا کانا من اهل النار بترک الایمان بما جاء به النبی علیه الصلوة والسلام فغیرهما ممن لم یکن له کتاب

جب شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانی سی دوزخی ہوی تو باقی جن کی پاس نہ کتاب ہی

ولا شریعة اولی بذلک فکانه علیه الصلوة والسلام قال اقسم بالله الذی نفسی بقدرته

اور نہ شریعت بطریق اولی دوزخی ہونگی تو گویا نبی علیہ السلام نی یہہ فرمایا کہ قسم ہی اوسکی جسکی قبضہ مین میری جان ہی

ان کل من یسمع بنبوتی ولا یؤمن بما جئت به من عند الله تعالی حتی یموت یکون من اهل النار

کہ بیشک جو جو میری نبوت کو سنیگا اور میری شریعت پر مرتی دم تک ایمان نہ لائیگا تو وہ دوزخی ہوگا

ویعلم منه ان الایمان وان کان فی اللغة بمعنی التصدیق مطلقا لکنه فی الشریعة تصدیق الرسول

اور اس سی معلوم ہوتا ہی کہ ایمان اگرچہ لغت مین مطلق تصدیق کو کہتی ہین پر شرع مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کو

فی کل ما علم ضرورة انه جاء به من عند الله واشتهر کونه من دینه علیه الصلوة والسلام بحیث

کہتی ہین ہر ایک احکام من جو صاف معلوم ہوئی ہین کہ یہہ احکام خدا کی طرف سی لائی ہین اور دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین ٹہر چکی ہین ایسا کہ

یعلم کل احد من غیر افتقار فی معرفته الی الاستدلال اصلا لا بدلیل العقل ولا بدلیل النقل وان کان

ہر شخص بدون استدلال کی سمجہہ لی غایت ظہور سی نہ عقلی دلیل کی حاجت ہو نہ نقلی دلیل کی اگرچہ

فی نفسه یتوقف معرفته علی الاستدلال علیه بدلیل من دلیلی العقل والنقل کوجود الصانع

نفس الامر مین اوسکی معرفت عقلی یا نقلی دلیل پر موقوف ہو جیسی صانع کا وجود

ووجوب الصلوة وحرمة الخمر واحوال الاخرة فان كل واحد منها وان كان في نفسه يتوقف

اور نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال ان مطالب کی معرفت اگرچہ نفس الامر مین

معرفته على الاستدلال عليه اما بدليل العقل كوجود البارى تعالى وصفاته او بدليل النقل

استدلال پر موقوف ہی یا تو عقلی دلیل پر جیسی باری تعالی کا وجود اور اوسکی صفات یا نقلی دلیل پر

كوجوب الصلوة وحرمة الخمر واحوال الاخرة لكن كونه من دينه عليه الصلوة والسلام

جیسی نماز کا وجوب اور شراب کی حرمت اور آخرت کی احوال لیکن ہریک کو صاف معلوم ہی کہ یہہ دینی احکام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین

معلوم بالضرورة لكل احد من غير احتياج في معرفته الى الاستدلال عليه بدليل ويكفي

اسکی معرفت مین اصلا کسی دلیل کی حاجت نہین ہی اور جو احکام

الاجمال فيما يلاحظ اجمالا ويشترط التفصيل فيما يلاحظ تفصيلا حتى ان من لم يصدق بوجوب

مجمل لحاظ کئی جاتی ہین وہان اجمال کفایت کرتا ہی اور جہان ملاحظہ تفصیلی چاہئی وہان تفصیل شرط ہی اتنا کہ سوال کی وقت جو شخص وجوب

الصلوة عند السوال عنها وبحرمة الخمر عند السوال عنها لا يكون مؤمنا بل يكون كافرا لكون

نماز اور حرمت شراب کی تصدیق نکری وہ مؤمن نہین ہی بلکہ کافر ہوویگا کیونکہ

كل منهما مما علم بالتواتر انه من دينه عليه الصلوة والسلام والحاصل ان من اراد ان

یہہ دونو حکم تواتر سی معلوم ہوچکی ہین کہ دین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سی ہین اور حاصل یہہ ہی کہ جو شخص ایمان لایا چاہئی

يكون مؤمنا وقال بلسانه لا اله الا الله محمد رسول الله وصدق معناه بقلبه يكون مؤمنا

اور اپنی زبان سی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہی اور دلسی اسکی معنون کی تصدیق کری وہ مؤمن ہوجاتا ہی

وان لم يعرف الفرائض والمحرمات ثم اذا قيل لهم الصلوات الخمس في كل يوم وليلة فرض عليك فان

اگرچہ اوسکو فرایض اور محرمات معلوم نہون پھر اگر اوسی کہا جاوی کہ ہر رات دن مین پانچ نمازین تجہہ پر فرض ہین پھر اگر

صدقها وقبلها يكون ثابتا على ايمانه وان انكرها ولم يقبلها يكون خارجا عن الايمان وكذلك

اوسنی اوسکی تصدیق کی اور مان لیا تو وہ اپنی ایمان پر ثابت رہا اور اگر انکار کیا اور نہ مانا تو ایمان سی خارج ہوا اور ایسی ہی

سائر الفرائض والمحرمات الثابتة بدليل قطعي من الكتاب والسنة واجماع الامة وان اشكل

اور تمام فرایض اور محرمات جو دلیل قطعی کتاب اور سنت اور اجماع امت سی ثابت ہوچکی ہین اور اگر

عليه مسئلة من مسائل الايمان يجب عليه في الحال ان يعتقد على الاجمال ما هو الصواب عند الله تعالى

کوئی مسئلہ ایمان کی مسائل ہین سی اوسپر مشتبہ ہوجاوی تو اوسپر بالفعل تو یہہ واجب ہی کہ مجمل یہہ اعتقاد کری کہ جو اللہ کی نزدیک

بان يقول اعتقدت ما هو الصواب عند الله تعالى وهذا القدر يكفي الى ان يجد عالما يعلم مسائل

حق ہی مین نی قبول کیا اور زبانسی کہی کہ جو اللہ کی نزدیک حق ہی وہ مین نی مانا مجملا اتنا اعتقاد تب تک کفایت کرتا ہی کہ کوئی عالم دینی مسائل کا میسر آوی

الايمان فيسأله عما اشكل عليه ولا يجوز له تاخير الطلب لقوله تعالى فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

اور سکہا دی پھر اوس سی وہ مسئلہ مشتبہ پوچہہ لی اور جایز نہین کہ اوسکی تلاش مین تاخیر کری کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی پوچہہ لو یاد رکہنی والون سی اگر تم نہین جانتی ہو

ولا يكون معذورا بالتوقف فيما اشكل عليه بل يكون كافرا بالتوقف ان كان ما اشكل عليه من ضروريات

اور اوس مسئلہ مشتبہ مین توقف کی باب مین معذور نہین ہوگا بلکہ اگر وہ مسئلہ ضروریات دینی سی ہی تو عمدا توقف کرلی سی کافر ہوجاویگا

الدين لان التوقف في المؤمن به يمنع التصديق فيكون كفرا مثلا من اشكل عليه وحدانية الله تعالى

کیونکہ توقف کرنا ایمان کی بات مین تصدیق مین خلل پیدا کرتا ہی سو یہہ کفر ہی مثلا کسی شخصکو اللہ کی وحدانیت مین

اوقدرته

او قدرته علی شیء او علمه بکل شیء من الکلیات والجزئیات او حشر الاجساد او حدوث العالم

یا اوسکی قدرت مین کسی شی پر یا اوسکی علم مین تمام کلیات اور جزئیات پر یا ابدان کی پیدا ہونی مین بعد مرنی کی یا عالم کی حادث ہونی مین

او نحو ذلك فقال اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالی یثبت ایمانه الاجمالی لوجود التسلیم والقبول

یا ایسی ہی کسی اور بات مین شبہ واقع ہوا پہر یہہ قایل ہوا جو خدا کی نزدیک حق ہی مین نی مانا تو اوسکا اجمالی ایمان ثابت رہیگا کیونکہ اجمالی قبولیت اور تسلیم موجود ہی

اجمالا لکن ان لم یسأل عما اشکل علیه من هذه المذکورات بل انه اخر الطلب او لم یطلب اصلا

لیکن اگر دینی اوس مشتبہ مسئلہ کو ان مذکورات مین سی ڈال رکہا دریافت مین پوچھا یا کبھی بہی نہ پوچھا تو انتہی تسلیم

لا یبقی مؤمنا بقوله اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالی بل یکون کافرا بترك السؤال و

اجمالی سی کہ جو خدا کی نزدیک حق ہی وہ مین نی مانا مؤمن نہین رہیگا بلکہ بسبب ترک سوال اور

الطلب لان هذه المذکورات من ضروریات الدین یعلمها کل عاقل نشأ بین المؤمنین والحاصل

تلاش کی کافر ہجاویگا کیونکہ یہہ تمام مذکورات ضروریات دین سی ہین انکو ہر ایک عاقل جو مسلمانون مین پیدا ہوا ہی جانتا ہی خلاصہ یہہ ہی

ان من اشکل علیه کون اله العالم واحدا او متعددا ولم یمل قلبه الی واحد منهما یجب علیه

کہ جس شخص پر یہہ مسئلہ مشتبہ ہوجاوی کہ پروردگار عالم کا ایک ہی یا کئی ہین اور اوسکی دل مین کوئی ایک جانب راسخ نہو تو اوسپر واجب ہی

ان یقول فی الحال اعتقدت ما هو الحق عند الله تعالی ثم یجب علیه الطلب والسؤال بلا توقف

کہ فورًا یہہ کہی مین نی مانا جو اللہ کی نزدیک حق ہی پہر اوسپر بلا توقف تلاش اور دریافت کرنا واجب ہی

ولا تاخیر حتی لو اخر الطلب او ترکه ولم یعتقد کون اله العالم واحدا لا یکون مؤمنا بل یکون

اتنا کہ اگر اسنی اس تلاش کو ڈال رکہا یا چہوڑ دیا اور پروردگار عالم کو واحد نہ جانا تو مؤمن نہو گا بلکہ کافر ہوگا

کافرا وکذا من توقف فی یوم القیمة او فی الجنة او فی النار او فی المیزان او فی الحساب او فی الصراط

ایسی ہی جو شخص قیامت کی دن یا بہشت یا دوزخ یا میزان یا حساب یا پل صراط

او فی الصحائف التی کتب فیها اعمال العباد او فی شفاعة الشافعین لا یکون مؤمنا بل یکون کافرا

یا نامۂ اعمال جسمین بندون کی اعمال لکہی جاتی ہین یا شفاعت شافعین مین توقف کری مؤمن نہین ہوتا بلکہ کافر ہوتا ہی

لان التوقف والتردد ینافی التصدیق المفسر به الایمان وتحقیقه ان الایمان فی اللغة التصدیق وهو

اسلئی کہ توقف اور سوچ بچار اوس تصدیق کی برخلاف ہی جسکو ایمان کہتی ہین اسکی تحقیق یہہ ہی کہ ایمان لغت مین تصدیق کو کہتی ہین اور وہ

اذعان حکم المخبر وقبوله وجعله صادقا بعد العلم بصدقه ولم ینقل فی الشرع الی معنی اخر بدلیل

بیقین کر کر مان لینا مخبر کی حکم کا اور اوس مخبر کو سچا جان کر سچا ٹہرانا اور شرع مین تصدیق کو اس معنی سی اور معنی کی طرف نقل نہین کیا دلیل یہہ ہی

انه علیه الصلوة والسلام خاطب العرب به وامتثل منهم من امتثل من غیر استفسار ولا

کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی عرب سی گفتگو مین تصدیق طلب کی اور جو اونمین سی مطیع ہوا تو اوسنی تصدیق کی نہ معنی پوچہی نہ

افتقار الی بیان الا بحسب المتعلق وهو ما یجب الایمان به فبینه علیه الصلوة والسلام وفصله

بیان طلب کیا ہان متعلق کا فرق ہوتا ہی یعنی جسپر ایمان لانا چاہی سو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی اوسکو بیان فرمایا اور کچہہ تفصیل کی

بعض التفصیل حین جاءه جبرئیل علیه السلام علی صورة رجل غریب وسأله عن الایمان فقال یا محمد اخبرنی

جب کہ جبریل علیہ السلام نی ایک مرد مسافر کی صورت مین آکر ایمان کو دریافت کیا عرض کیا یا محمد بتاؤ

عن الایمان فقال علیه الصلوة والسلام الایمان ان تؤمن بالله وملئکته وکتبه ورسله الی اخر الحدیث

ایمان کیا ہی آپ نی فرمایا ایمان یہہ ہی کہ تو یقین کری اللہ کا اور اوسکی فرشتون کا اور کتابون کا اور رسولون کا آخر حدیث تک

فانه علیه الصلوة والسلام بین فیه معنی الایمان بهذا اللفظ تعویلا علی ظهور معناه عندهم

سو رسول صلی الله علیه وسلم نے ایمان کو ان الفاظ سے بیان فرمایا اس بہروسے پر کہ اسکے معنوں کو وہ خوب جانتے ہیں

ثم قال هذا جبرئیل اتاکم یعلمکم دینکم فلو کان الایمان نقل الی معنی غیر التصدیق تبین نقله

پہر آپ نے فرمایا یہہ جبریل تہا تمکو دین سکہانے آیا تہا پس اگر ایمان کے معنی سوای تصدیق کے اور کچہہ منقول ہوتی تو وہ مشہور ہوتی

کما تبین نقل الصلوة والزکوة ونحوهما والا لکان هذا خطابا لهم بما لم یفهموه ولما صح ان یکون تعلیما لهم

جیسے منقول معنی صلوة اور زکوة وغیرہ کے مشہور ہیں اور نہیں تو یہہ ارشاد اس امر کا ہوتا جسکو وہ نہیں سمجہتے اور یہہ تعلیم کب ہوتی

ولما صح امتثالهم من غیر استفسار فظهر ان الایمان لم یعتبر فیه شرعا الا الخصوص باعتبار

اور وہ لوگ بغیر پوچہے کیونکر مان لیتے اب ظاہر ہوگیا کہ ایمان میں باعتبار شرع کے لغوی معنوں میں یعنی تصدیق میں صرف خصوصیات

متعلقه بعد ما ارید به التصدیق بالمعنی اللغوی وهو ما یعبر عنه فی الفارسیة بگرویدن وفی الترکیة

متعلقات کی ہی معتبر ہیں جسکو فارسی میں گرویدن اور ترکی میں

بانانمق ثم التصدیق من ضرورته المعرفة والیقین فعلی هذا لا یتحقق تصدیق الرسول الا بعد

بانانمق کہتے ہیں پہر تصدیق میں معرفت اور یقین ضرور چاہیے اسکے موافق رسول کی تصدیق ثابت نہوگی

اثبات رسالته بالمعجزة الدالة علی صدقه ودلالة المعجزة علی صدقه تتوقف علی العلم بکون المعجزة

جبتک اوسکی رسالت معجزہ سے جو اوسکی صداقت پر دلالت کرتا ہو ثابت نہولی اور معجزہ کی دلالت رسول کی صداقت پر اس علم پر موقوف ہے کہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالی خارق للعادة اظهره علی ید رسوله عند ادعائه الرسالة تصدیقا له فانه تعالی

ایک فعل ہے افعال الہی سے عادت کی برخلاف کہ اوسکو الله تعالی رسول صلی الله علیه وسلم کی ہاتہہ پر وقت دعوی رسالت کی تصدیق کی واسطے ظاہر کرتا ہے سو الله تعالی

باظهار المعجزة علی یده صار کانه قال صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله

یہہ معجزہ رسول کی ہاتہہ پر ظاہر کرکر گویا یہہ فرماتا ہے میرا رسول سچا ہے تمام احکام میں جو میری طرف سے پہنچاوے برابر ہے کہ وہ تبلیغ قول سے ہو یا فعل سے

او سکوته وقد مثل العلماء ذلک بشخص قام فی مجلس ملک بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملک بعثنی

یا سکوت سے علماء نے اسکی یہہ مثال بیان کی ہے مثلا ایک شخص بادشاہ کی دربار میں ایک جماعت کی سامنے کہڑا ہو کر کہے کہ میں اس بادشاہ کا ایلچی ہوں مجکو

الیکم بکذا وکذا من التکالیف فطلبوا منه حجة تدل علی صدقه فقال آیة صدقی انی اطلب من

تمہارے حق میں فلانا فلانا حکم دیا ہے پہر اوس جماعت نے اوسے صداقت کی سند طلب کی اوسنے کہا میری صداقت کی یہہ نشانی ہے کہ میں بادشاہ سے کہتا ہوں

الملک ان یخالف عادته یقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات ففعل الملک ذلک بطلبه فلا شک ان

کہ برخلاف اپنی عادت کی میری کہنے سے تین بار اوٹہے اور بیٹہے پہر بادشاہ نے اوسکی کہنے سے وہ ہی کیا تو بیشک

ذلک الفعل من الملک قائم مقام قوله صدق هذا الشخص فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم الضروری

بادشاہ کی یہہ حرکت ایسی ہے جیسے اوسنے یہہ کہا کہ یہہ شخص جو میری طرف سے بیان کرتا ہے سب سچ ہے اسے اوسکی صداقت کا بدیہی علم حاصل ہوگا

بصدقه لمن شاهد ذلک الفعل من الملک ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره بالتواتر ولا ریب ان

اونکو جنہوں نے بادشاہ سے یہہ حرکت اپنی آنکہوں دیکہی اور جس شخص نے نہیں دیکہا اوسکو اور لوگوں سے سنتے سنتے حاصل ہوگا اور بیشک

هذا المثال مطابق لحال الرسول علیه الصلوة والسلام فی افادة معجزته العلم الضروری بصدقه

یہہ مثال رسول علیه الصلوة والسلام کی حال سے مطابق ہے کہ معجزہ دیکہنے والوں کو صداقت کا یقینی علم حاصل ہوتا ہے

لمن شاهدها ولمن لم یشاهدها بل وصل الیه خبرها بالتواتر وقد وصل الینا بالتواتر

اور جو نہ دیکہے گا اوسکو تواتر سے سنکر حاصل ہوگا اور ہمکو تواتر سے یہہ خبر آچکی ہے

انه

انه عليه الصلوة والسلام ادعى النبوة واظهر المعجزة حتى جرى ذلك مجرى الشمس في الظهور فوجب
کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعوی کیا اور معجزہ ایسا ظاہر کیا کہ آفتاب کی مانند روشن ہے

علينا تصديقه في جميع ما جاء به من عند الله تعالى من الاحكام التكليفية التي هي وجوب الواجبات
پہر اونکی تصدیق تمام احکام تکلیفی مین جو جو خدا کی طرف سے لائے ہین واجب ہے اور وہ احکام یہہ ہین واجبات کا واجب ہونا

وندب المندوبات واباحة المباحات وحرمة المحرمات وكراهة المكروهات ومنه امور الاخرة التي اول
اور مندوبات کا ندب اور مباحات کی اباحت اور محرمات کی حرمت اور مکروہات کی کراہیت اور بعضی انہین امور اخروی ہین جنکی

منزل من منازلها القبر واحياء الميت فيه وسوال منكر ونكير ثم كونه اما روضة من رياض الجنة
منزلون مین سے پہلی منزل قبر ہے اور اوسمین مردہ کا جینا اور منکر نکیر کا سوال پہر وہ قبر یا چمن ہے جنت کے باغ کا

او حفرة من حفر النار ثم البعث منه يوم القيمة الى العرصات ثم اعطاء الكتب التي كتب فيها اعمال
یا گڑہا ہے دوزخ مین کا پہر وہانسے قیامت کے دن محشر کے میدان مین جانا پہر نامۂ اعمال کا دینا جسمین تمام عمل بندون کے لکہے ہوئی

العباد فيؤتى كتاب بعضهم بيمينه وكتاب بعضهم بشماله او من وراء ظهره ثم الحساب ثم نصب
ہونگی پہر کسیکو دہنی ہاتہہ مین دیا جاویگا اور کسیکو بائین ہاتہہ مین یا پس پشت سے پہر حساب کا ہونا پہر

الميزان لوزن الاعمال فمن ثقلت حسناته وخفت سيأته فهو في عيشة راضية ومن خفت
ترازو کہڑی کرنی اعمال تولنی کی لئے پہر جسکی نیکیان بہاری یعنی زیادہ اور گناہ ہلکی یعنی کمتر ہونگی وہ تو اچہی چین مین رہا اور جسکی نیکیان کمتر

حسناته وثقلت سيأته فامه هاوية ثم وضع الصراط على متن جهنم لمرور الناس عليه فيمر بعضهم
اور گناہ زیادہ ہوئی تو اوسکا ٹہکانا گڑہا ہے پہر دوزخ کی اوپر صراط کا تان دینا آدمیون کی چلنی کی لئے پہر کوئی تو

كالبرق الخاطف وبعضهم كالريح العاصف وبعضهم كالفرس الجواد وبعضهم يعدو عدوا وبعضهم يمشي
مثل چمکتی بجلی کی اور کوئی مانند تند ہوا کی اور کوئی مثل دوڑنی گہوڑی کی اور کوئی دوڑتا ہوا اور کوئی لپکتا ہوا

مشيا وبعضهم يحبو حبوا وبعضهم يسقط الى النار ويتلقونه الزبانية بالسلاسل والاغلال نسأل الله تعالى
اور کوئی گہسٹتا ہوا جاویگا اور کوئی دوزخ مین گر پڑیگا اور دوزخ کی موکل اوسکو ترت زنجیرون اور طوق مین قید کر لینگی الہی ہمکو

ان يحفظنا من جميع هذه الاهوال وقد تبين جميع ما ذكر ان تصديق الرسول عليه الصلوة والسلام لم يتحقق
ان تمام ہولون سے محفوظ رکہیو اس تمام تقریر سے ظاہر ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق

الا بعد اثبات رسالته بالمعجزة الدالة على صدقه ودلالة المعجزة على صدقه تتوقف على العلم بكون تلك المعجزة
بدون ثبوت رسالت کی معجزہ سے جو اونکی صدق پر دلالت کرتا ہو متحقق نہین ہوتی اور معجزہ کی دلالت اونکی صدق پر اس علم پر موقوف ہے کہ یہہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالى والعلم بكونها فعلا من افعاله تتوقف على العلم بوجوده تعالى وكونه قديما واحدا
ایک فعل ہے افعال الہی سے اور معجزہ کا فعل ہونا افعال الہی سے اس علم پر موقوف ہے کہ اللہ تعالی موجود قدیم واحد

متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة لانها لكونها فعلا من افعاله تعالى يتوقف وجودها على وجوده
قدرت والا ارادہ والا علیم حی ہے کیونکہ معجزہ جب فعل ٹہرا افعال الہی سے تو بیشک اوسکا عمل مین آنا وجود الہی

وكونه موصوفا بهذه الصفات والعلم بوجوده تعالى لا يمكن ان يحصل بالحس لانه تعالى ليس محسوسا كالشمس
اور ان تمام صفات پر موقوف ہوگا اور علم وجود باری تعالی کا حواس کے وسیلہ سے حاصل ہونا ممکن نہین ہے کیونکہ اللہ تعالی آفتاب اور مہتاب کی طرح

والقمر حتى يعلم وجوده بالحس وليس العلم بوجوده ضروريا كالعلم بكون الاثنين اكثر من الواحد حتى يعلم
تو محسوس نہین ہے جو حواس کی وسیلہ سے معلوم ہو جاوے اور نہ علم وجود الہی کا ایسا بدیہی ہے کہ جیسا ہم دو کو ایک سے بڑہتی جانتی ہین تاکہ بداہت سے

وجوده بالبداية بل انما يعلم وجوده بالاستدلال من المصنوع الى الصانع ومن الاثر الى المؤثر كما روى ان

معلوم ہوجاوی اب بجز استدلال کی مصنوع سی صانع پر اور اثر سی مؤثر پر کوئی طریق نہین ہی چنانچہ روایت ہی

اعرابيا سئل عن الدليل الدال على وجوده تعالى فقال البعرة تدل على البعير والروث على الحمير واثار الاقدام

کہ ایک اعرابی سی ایسی دلیل پوچہی جس سی وجود الٰہی ثابت ہوجاوی اوسنی جواب دیا کہ مینگنی اونٹ پر اور لید گدہی پر اور پانؤن کا نشان

على المسير افلا تدل سماء ذات ابراج وارض ذات فجاج وبحار ذات امواج على الصانع القدير وروى ان ابا

چلنی والی پر دلالت کرتا ہی پہر کیا برجون والا آسمان اور رستون والی زمین اور موج مارتا دریا صانع قدیر پر دلالت نہین کرتی اور روایت ہی کہ

حنيفة كان سيفا حادا على الدهرية وكانوا ينتهضون الفرصة ليقتلوه فبينما هو قاعد فى المسجد يوما

امام ابوحنیفہ دہریون کی حق مین مثل تیز تلوار کی تہی اور دہریہ اونکی قتل کی لئی فرصت کی تاک مین رہتی تہی ایک روز امام صاحب تنہا مسجد مین بیٹہی تہی

وحده اذ هجم عليه جماعة منهم بسيوف مسلولة فهموا بقتله فقال لهم اجيبونى عن مسئلة ثم افعلوا

ناگاہ دہریون کا غول ننگی تلوارین کہینچکر قتل کی لئی چڑہ آیا امام صاحب نی کہا میری ایک بات کا جواب دیدو پہر جو چاہو

ما شئتم فقالوا اما مسئلتك فقال لهم ما تقولون فى رجل يقول انى رايت سفينة مشحونة بالاحمال

سو کرنا بولی وہ کیا بات ہی امام نی کہا کیا کہتی ہو ایسی شخص کو جو یہہ کہتا ہی مین نی ایک کشتی مال اسباب کی بہری ہوئی دیکہی ہی

مملوة بالاثقال قد احتوشتها فى لجة البحر امواج متلاطمة ورياح مختلفة وهى من بينها تجرى مستوية

کہ دریا کی اندر موجون کا طپانچہ اور مختلف ہواؤن کا صدمہ اوسپر پڑتا ہی اور وہ کشتی

من غير ملاح يجريها ولا مدبر يدبر امرها هل يجوز هذا فى العقل قالوا لا هذا شئ لا يقبله العقل فقال

بدون ملاح کی جو تدبیر سی اوسکی خبرداری کری برابر بی کہٹکا چلی جاتی تہی آیا یہہ بات عقل کی نزدیک ہوسکتی ہی وہ بولی اس بات کو عقل قبول نہین کرتی پہر

الامام ابو حنيفة يا سبحان الله اذا لم يجز فى العقل ان تجرى سفينة مستوية من غير ملاح

امام صاحب نی کہا سبحان اللہ جب ایک کشتی عقل کی نزدیک بدون ملاح کی

يدبر امرها فى جريانها فكيف يجوز فى العقل قيام هذه الدنيا على اختلاف احوالها وتغير اعمالها

جو تدبیر سی لی چلی برابر سیدہی درست نہین چل سکتی تو کیونکر عقل یہہ قبول کرتی ہی کہ دنیا جسکی احوال مختلف اور اعمال متفرق

وسعة اطرافها وتباين اكنافها من غير صانع يدبر امرها وحافظ يحفظ حالها فلما سمعوا كلامه

اطراف وسیع کنارے الگ الگ بغیر صانع کی جو اوسکی حال کو سنبہالی اور حفاظت کری قایم رہی یہہ کلام سنتی ہی

بكوا جميعا فقالوا صدقت واغمدوا سيوفهم وتابوا واسلموا بين يديه وروى ان بعض الزنادقة انكر الصانع

سب کی سب روئی اور بولی آپ سچ فرماتی ہین اور اپنی تلوارین میان کرلین اور توبہ کرکر اونکی سامنی مسلمان ہوگئی اور روایت ہی کہ کسی زندیق نی

عند جعفر الصادق فقال له جعفر هل ركبت البحر قال نعم قال هل رايت اهواله قال نعم قال هاجت

حضرت جعفر صادق کی آگی خدا کا انکار کیا حضرت جعفر نی فرمایا تو نی دریا کا سفر بہی کیا ہی بولا ہان پہر فرمایا اوس سفر کی سختیان بہی بہگتی ہین بولا ہان

يوما رياح هائلة فكسرت السفينة واغرقت الملاحين فتعلقت بلوح ثم ذهب عنى ذلك

ایک روز ایسی تند آندہی چلی کہ کشتی ٹوٹ گئی اور ملاح ڈوب گئی مین ایک تختہ پر چمٹا رہ گیا پہر وہ تختہ بہی چہوٹ گیا

اللوح وانا مدفوع فى تلاطم الامواج حتى وقعت الى الساحل فقال جعفر كان اعتمادك اولا على السفينة

اور مین موجون مین غوطہ کہاتا ہوا کنارہ جا لگا حضرت جعفر نی فرمایا تجہکو پہلی تو کشتی

مع الملاح ثم على اللوح بانه ينجيك فلما ذهبت عنك تلك الاشياء هل اسلمت نفسك الى الهلاك

اور ملاح پر بہروسا تہا پہر اوس تختہ پر بہروسا کہ یہہ بچالیگا پہر جب تیری ہاتہہ سی یہہ سب چیزین چہوٹ گئین تو بول کیا تو نی اپنی جان موت کی حوالہ کی تہی

ام کنت ترجو سلامة بعدُ قال بل رجوتُ السلامة قال ممن کنت ترجوها فسکت الرجل فقال جعفر
یا پہر بہی نجات کی امید باقی تہی بولا نجات کی امید باقی تہی فرمایا پہر امید کس سی تہی اب وہ زندیق چپ ہورہا پہر امام جعفر نی فرمایا

ان الصانع هو الذی ترجوه فی ذلك الوقت من غیر شعورك به وهو الذی انجاك من الغرق فلما
وہ ہی ہی خدا جسی تو اوسوقت بہی نجات کی امید رکہتا تہا گو تجکو معلوم نہتا اور اوسہی نی تجکو ڈوبنی سی بچایا جب

سمع ذلك الرجل هذا الکلام منه قبله بقلبه فاسلم بین یدیه فقد علم من هذا ان طریق معرفة
اوس شخص نی یہہ بات سنی دل سی مان اوٹہا اور اونکی سامنی مسلمان ہوگیا اس سی معلوم ہوا کہ معرفت الٰہی کا طریق

الله تعالی بالاستدلال الذی هو النظر فی الدلیل فیکون النظر واجبا لانه تعالی امر به فقال
استدلال ہی ہی یعنی دلیل مین غور کرنا سو نظر کرنا واجب ہی کیونکہ اللہ تعالی کا یہہ حکم ہی

قل انظروا ماذا فی السموٰت والارض فمن ترکه یکون آثما لانه تعالی اعطی الانسان نعمة العقل
تو کہہ نظر کرو کیا ہی آسمانون مین اور زمین مین پہر جو شخص استدلال نکری وہ گنہگار ہوگا کیونکہ اللہ تعالی نی انسان کو عقل کی نعمت اسہی لئی دی ہی

لیستدل به علی وجوده تعالی وقِدَمِهِ ووحدته وسائر صفاته التی تدل علیها افعاله وهی القدرة و
کہ وجود الٰہی پر اور اوسکی قدم اور وحدت اور تمام اوصاف پر جو افعال الٰہی سی ثابت ہوتی ہین یعنی قدرت اور

الارادة والعلم والحیوة فاذا لم یستدل به لایکون مؤدیا شکر نعمة العقل فیکون آثما فان لم یغفر
ارادہ اور علم اور حیات استدلال کیا کری پہر جب استدلال نہ کیا تو اوسنی عقل کی نعمت کا شکر ادا نکیا سو یہہ شخص گنہگار ہوگا اگر اوسکو اللہ نہ بخشی

الله له فانه وان کان عاقبته الجنة لکن بعد ان یعذب بقدر ذنبه فعلی هذا یجب علی کل مؤمن
تو اختیار ہی یہہ شخص اگرچہ اوسکا انجام بہشت ہی پر گناہ کی موافق عذاب بہگت کر اب اس تقریر کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی

ان یعتنی فی معرفة الله تعالی ومعرفة ما یجب علیه اعتقاده بالنظر والاستدلال حتی یخرج
کہ معرفت الٰہی اور تمام اعتقادی امور مین نظر اور استدلال کیا کری تاکہ اہل تقلید سی

من التقلید ویکون من اهل الیقین لان المقلد لا یقین له اصلا لانه هو الذی لم یتفکر فی خلق
نکل کر اہل یقین مین داخل ہوجاوی کیونکہ مقلد کو یقین کا مرتبہ کبہی حاصل نہین ہوتا کیونکہ مقلد تو وہ ہوتا ہی جو

السموٰت والارض واختلاف اللیل والنهار حتی یعرف خالقه وسائر ما یجب علیه اعتقاده بل اخبره
آسمانون اور زمین کی پیدایش اور رات دن کی اختلاف مین غور اور فکر نہین کرتا تاکہ اپنی خالق کو اور تمام اعتقادی امور کو دریافت کری بلکہ اوسکو

احدٌ بها وصدقه فیها ففی صحة ایمانه اختلاف بین العلماء واما الذین نشأوا فی دار الاسلام وسمعوا
کسینی کچہہ بتا دیا اوسنی تسلیم کرلیا سو ایسی شخص کی ایمان مین علماء اختلاف کرتی ہین کہ صحیح ہی یا نہین اور جو لوگ دار اسلام مین پیدا ہوی ہین اور

معجزات النبی علیه الصلوة والسلام وتفکروا فی خلق السموٰت والارض واختلاف اللیل والنهار فلا اختلاف
معجزات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتی ہین اور آسمانون اور زمین کی پیدایش اور رات دن کی اختلاف مین فکر کرتی ہین سو

فی صحة ایمانهم لکونهم من اهل النظر والاستدلال ولا یشترط الاقتدار علی التقریر والتحریر ومجادلة
اونکی ایمان مین اصلا اختلاف نہین ہی کیونکہ وہ لوگ نظر اور استدلال والی ہین اور تقریر اور تحریر اور

الخصوم ودفع شبهاتهم
بی دین کی ساتہہ مناظرہ کرنا اور اونکا شبہ دفع کرنا کچہہ شرط نہین ہی

المجلس السادس فی بیان من رضی بالله ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی الله علیه وسلم نبیا ذاق طعم الایمان
چہٹی مجلس اس بیان مین کہ جو خوش ہو اللہ کو رب مان کر اور اسلام کو دین جان کر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سمجہہ کر اوسنی ایمان کا مزہ چکہا

قال رسول
فرمایا رسول

الله صلى الله عليه وسلم ذاق طعم الايمان من رضي بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد رسولا هذا
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کا مزہ اوس شخص نے چکھا جسنے خوشی سے مان لیا اللہ کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول یہہ
الحديث من صحاح المصابيح رواه العباس بن عبد المطلب ومعناه ان من اطمئن قلبه بكون
حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں مین ہی عباس بن عبد المطلب کی روایت سے اسکی معنی یہہ ہین کہ جسکی دل مین طمانیت ہوگئی خدا کی
الله تعالى ربه ولم يطلب ربا غيره واكتفى بكون الاسلام دينه ولم يطلب دينا غيره وقنع بكون محمد
ربوبیت پر اور سوا اوسکی دوسرا رب تلاش نکری اور اسلام کو دین کافی جان کر دوسرا دین تلاش نکریا اور رسالت محمدی
صلى الله عليه وسلم رسوله ولم يطلب رسولا غيره يتحقق فيه الايمان ومن لم يرض بواحد منها لا
صلی اللہ علیہ وسلم پر قناعت کرکر دوسرا رسول تلاش نکری ایسی شخص مین ایمان متحقق ہوتا ہی اور جو شخص ان امور مین سے کسی ایک پر بہی
يوجد فيه الايمان لان الايمان في الشريعة هو التصديق بالمعنى اللغوي وهو اذعان حكم المخبر وقبوله
راضی نہوگا اوسمین ایمان کا پتا نہین کیونکہ شریعت مین ایمان سے مراد تصدیق باعتبار معنی لغت کی ہی یعنی مخبر کی حکم کا یقین کرنا اور مان لینا
وجعله صادقا بعد العلم بصدقه لا مجرد العلم بصدقه اذ يلزم ان يكون كل عالم بصدق النبي عليه
اور اوسکو سچا جان کر صادق ٹہرانا نرا علم صداقت کا مراد نہین ہی نہین توجکو علم صداقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا کری
الصلوة والسلام مؤمنا وليس كذلك لان كثيرا من الكفار لم يؤمنوا به مع كونهم عالمين بصدقه
وہ مؤمن ہوا کری اور یہہ امر غلط ہی اسلئے کہ اکثر کفار جیسی یہود ایمان نہین لائی اور نبی کو سچا جانتی تہی
كما يدل عليه قوله تعالى في حق بعض الكفرة والذين اتيناهم الكتب يعرفونه كما يعرفون ابناءهم فدل
چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد جو بعضی کفار کی حق مین نازل ہوا ہی اس دعوی پر دلالت کرتا ہی جنکو دی ہمنی کتاب وہ جانتی ہین اوسکو جیسی جانتی ہین اپنی بیٹون کو
النص على ان التصديق ليس بمجرد العلم بل هو اذعان لما علم وقبوله له بترك الجحود والعناد وبناء الاعمال
اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ تصدیق صرف علم نہین ہی بلکہ تصدیق کیا ہی یقین کرنا احکام معلومہ کا اور مان لینا انکار اور مخالفت چہوڑکر اور اسہی پر اعمال
عليه وهذا امر زائد على العلم لا يحصل في الغالب الا بعد العلم والعلم هو الجزم المطابق لما في نفس الامر
کی بنا ہی اور یہہ امر علم سے جدا ہی اکثر اوقات یہہ امر بعد حصول علم کی ہوتا ہی اور علم کیا ہی یقین کرنا نفس الامر کی مطابق
بشرط ان يحصل ذلك الجزم بسبب واما الجزم الحاصل بغير سبب فليس بعلم بل هو اعتقاد وتحقيق
بشرطیکہ وہ یقین کسی دلیل سے حاصل ہوا ہو اور جو یقین کہ بی دلیل حاصل ہوتا ہی اوسکو علم نہین کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی اسکی تحقیق
ذلك على ما ذكره الامام التنوسي ان الحكم الحادث ينشأ عن امور خمسة علم واعتقاد وظن ووهم
موافق تقریر امام تنوسی کی یہہ ہی کہ حکم یعنی کوئی چیز مبتدا کو ثابت کرنی یا خبر مبتدا سے نفی کرنی پانچ طرح پر ہوتا ہی علم اور اعتقاد اور ظن اور وہم
وشك لان الحاكم بامر على امر ثبوتا او نفيا اما ان يجد في نفسه جزما بذلك الحكم او لا والاول الذي
اور شک کیونکہ حکم کرنیوالا کسی خبر کا مبتدا پر باعتبار ثبوت کی ہو یا نفی کی یا تو اوسکی دل مین اوس حکم کا یقین جزمی ہی یا نہین ہی پہلی صورت مین
هو وجود الجزم ان كان بسبب من ضرورة او برهان فهو علم ويسمى معرفة ويقينا ايضا وان كان بغير
یعنی اگر یقین کامل ہو اگر وہ اقسام بداہت سے حاصل ہوا ہی جیسی محسوسات کا یا دلیل سے حاصل ہوا تو ان دونو صورت مین یہہ حکم علم ہی اور اوسکو معرفت اور یقین بہی کہتی
سبب بل بتقليد محض فهو اعتقاد والثاني الذي هو عدم وجود الجزم ان كان راجحا على مقابله فهو ظن
دلیل سے حاصل نہین ہوا بلکہ صرف تقلید سے تو وہ اعتقاد کہلاتا ہی اور دوسری صورت مین یعنی اوسکی دل مین یقین کامل نہین تو وہ حکم ثبوت کا یا نفی کا اگر اپنی مقابل پر غالب ہی
وان كان مرجوحا فهو وهم وان كان مساويا فهو شك فالايمان ان حصل من الاقسام الثلثة الاخيرة
اور اگر مغلوب ہی تو وہم ہی اور اگر برابر ہی تو شک ہی اب ایمان اگر ان تین پچہلی قسم سے حاصل ہوا ہی جو سوا یقین کامل کی ہین

لغير

لغیر الجزم وهی الظن والوهم والشك فالاجماع علی بطلانه وان حصل من القسم الاول من قسمی الجزم بهو
یعنی ظن اور وہم اور شک تو یہہ بالاتفاق باطل ہی اور اگر پہلی قسم جزم کی دو نو قسم سی یعنی بہ بداہت یا بدلیل حاصل ہو جو

العلم والمعرفة فالاجماع علی صحته فاما القسم الثانی من القسم الجزم وهو الاعتقاد فینقسم الی قسمین احدهما مطابق لما فی نفس الامر ویسمی اعتقادا صحیحا کاعتقاد
علم اور معرفت ہی تو بالاتفاق صحیح ہی اور جزم کی دوسری قسم جو اعتقاد ہی اوسکی دو قسم ہین ایک تو نفس الامر کی مطابق یہہ تو اعتقاد صحیح کہلاتا ہی جیسی

عامة المؤمنین المقلدین لائمة الدین والثانی غیر مطابق لما فی نفس الامر ویسمی اعتقادا فاسدا وجهلا مرکبا
عام مسلمانون کا اعتقاد جو ائمہ دین کی مقلد ہین اور دوسرا نفس الامر کی برخلاف اسکو اعتقاد فاسد اور جہل مرکب کہتی ہین

کاعتقاد کافة الکفرین المقلدین لائمة الکفر فالفاسد اجمعوا علی کفر صاحبه وکونه مخلدا فی النار
جیسی تمام کفار کا اعتقاد جو کفر کی پیشواؤن کی مقلد ہین پس فاسد اعتقاد والا بالاتفاق کافر اور قدیم کو دوزخی ہی

واختلفوا فی الاعتقاد الصحیح الذی یحصل بمحض التقلید والصحیح ان صاحبه یکون مؤمنا لکنه یکون
اور اختلاف ہی صحیح اعتقاد مین جو نری تقلید ہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ ایسی اعتقاد والا مؤمن ہوتا ہی پر وہ

عاصیا بترك النظر والاستدلال فیبقی فی مشیة الله تعالی ان شاء یعفو عنه ویدخله الجنة بلا عذاب
نظر اور استدلال کی ترک کرنی سی گنہگار ہوتا ہی پس یہہ اللہ تعالی کی مشیت مین ہی چاہی معاف کرکر بلا عذاب جنت مین داخل کری

وان شاء یعذبه بقدر ذنبه ثم یدخله الجنة فعلی هذا یجب علی کل مؤمن ان یتعلم کل مسئلة من
اور چاہی گناہ کی موافق عذاب دی پہر جنت مین داخل کری اس بیان کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ اعتقادی ہر ہر مسئلہ ایمان کا

مسائل عقائد الایمان بدلیل واحد حتی یکون فی دینه علی بصیرة لان العقائد الحاصلة بالتقلید
ایک ہی دلیل سی سیکہی تاکہ اپنی دین مین صاحب بصیرت ہو کیونکہ جو عقاید تقلید سی حاصل ہوتی ہین

یخشی علی صاحبها الشك عند عروض الشبهات فان التصمیم علی العقائد من غیر تحصیلها بالدلیل
اوسمین یہہ خوف ہی کہ اگر کچہہ شبہات پیش آوین تو مقلد کو شک پیدا نہ ہو جاوی کیونکہ تصمیم عقائد کی بدون دلایل کی جب ذرہ بہر شبہہ پیش آوی

لا یا من صاحبها من زوالها عند عروض ادنی شبهة وعلی تقدیر ان یقابل ذلك الشك والزوال
تو یقین نہین ہی کہ زوال سی بچی اور یہہ مانا کہ شک اور زوال کی مقابلہ مین

بالتصمیم اللسانی فانی ینفعه والقلب الذی هو محل الایمان متحیر یقول لا ادری فیدخل فی زمرة
تصمیم زبانی عمل مین آوی پر کیا فائدہ جس حالین کہ دل جو ایمان کا گہر ہی حیران ہو کر یہہ کہی مین کیا جانو پہر تو منافقین کی زمرہ مین داخل

المنافقین الذین یقولون بافواههم ما لیس فی قلوبهم ولذلك قیل النفاق نوعان احدهما نفاق یعرفه
جو منہہ سی ایسی باتین بنایا کرتی ہین جو اونکی دلین نہین ہوتی اسہی لئی کہتی ہین کہ نفاق کی دو قسم ہین ایک تو وہ نفاق جو منافق

صاحبه من نفسه وهو نفاق الذین یظهرون الاسلام بین الناس ویضمرون الکفر فی قلوبهم کنفاق الذین
بہی دلمین سمجہتا ہی یہہ نفاق اون شخصون کا ہی جو ظاہر مین اوگون کی سامنی اسلام ظاہر کرتی ہین اور دلمین کفر چہپا رکہتی ہین جیسی نفاق اونکا

کانوا فی عهد النبی علیه الصلوة والسلام ومن فی معناهم من الزنادقة والملاحدة والثانی نفاق لا یعرفه
جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد مین تہی اور اور زندیق اور ملحد اونکی مثل دوسرا وہ نفاق ہی کہ اوسکو

صاحبه من نفسه وهو نفاق الذین یولدون بین المؤمنین فیسمعون منهم کلمات الایمان فیقولون
منافق دلمین تمیز نہین کرتا یہہ اونکا نفاق ہی جو مسلمانون مین پیدا ہوتی ہین پہر اونسی ایمان کی باتین سن سنا کر جیسی سنی

مثل ما سمعوا اتباعا وتقلیدا حتی انهم لو ولدوا بین الیهود والنصری لقالوا مثل قولهم ولفعلوا مثل
ویسی ہی تقلیداً بولنی لگی اتنا کہ اگر اتفاقا یہود یا نصاری مین پیدا ہوتی تو اونکی سی کہا کرتی اور ویسا ہی کیا کرتی

فعلهم اتباعا وتقلیدا من غیر ان یلاحظوا من ای شیء خلقوا ولای شیء خلقوا لیعرفوا خالقهم وما امرهم به
یہہ لحاظ نہین ہوتا کہ ہم کہان سی پیدا ہوئی اور کس لئی پیدا ہوئی تاکہ اپنی خالق کو جانی اور اوسکی امر

وما نهاهم عنه بانزال الکتب وارسال الرسل فیکونون من الذین یقولون اذا ماتوا ووضعوا فی القبر
اور نہی کو جو بواسطہ انزال کتب اور ارسال رسل بہیجی ہین پہچانی پہر وہ اون لوگون مین ہین کہ جب ، مرکر قبر مین جاوینگی

وسالهم منکر ونکیر لا ندری سمعنا الناس یقولون قولا فقلناه فانهم اذا اتاهم الملکان فی القبر ینطقون
اور منکر نکیر اونسی سوال کرینگی تو جواب دینگی ہم کچہہ نہین جانتی ہم تو جو اورونسی سنتی تہی وہ ہی ہم بہی کہتی تہی کیونکہ انکی پاس گور مین جب دو فرشتی آوینگی

بما عندهم من غیر زیادة ولا نقصان لان الانسان فی ذلك المحل لا یترك کما فی الدنیا ان یتکلم بما لیس فی
تو بی کم وکاست وہی بول اوٹہین گی جو دلین تہا اسلئی کہ انسان گور مین ایسا مختار نہوگا جیسا دنیا مین تہا کہ زبان پر کچہہ اور اور دلمین کچہہ

قلبه بل ان کان عالما بالحق ینطق به وان کان شاکا فیه غیر عالم به یقول لا ادری کما کان یقول بقلبه
بلکہ اگر حق جانتا تہا تو ویسا ہی کہیگا اور اگر اوسکو شک تہا تو کہیگا مین نہین جانتا جیسی کہ جیتی جی دلمین کہتا تہا

فی حال حیوته لا ادری وقد روی انه علیه السلام قال اذا کان یوم القیمة ینادی مناد من کان یعبد
مین نہین جانتا اور روایت ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی قیامت کی دن منادی پکاریگا جو شخص جسکو پوجتا تہا

شیئا فلیتبعه فمن عبد الشمس اتبعها ومن عبد القبر اتبعه ومن عبد الطواغیت اتبعها فیبقی هذه الامة
اب اوسکی ساتہہ رہی پہر جو آفتاب کی پوجا کرتا تہا اوسکی ساتہہ ہوگا اور جو گور پوجتا تہا گور کی ساتہہ ہوگا اور جو بتون کی پوجا کرتا تہا اونکی ساتہہ ہوگا پہر یہہ امت

وفیهم منافقوهم والمراد بالمنافقین فی هذا الحدیث لیس الذین عبدوا الاصنام فی منازلهم سرا واظهروا للناس
معہ اپنی منافقون کی باقی رہ جاویگی منافق سی مراد اسحدیث مین وہ لوگ نہین ہین جو اپنی گہرونکی اندر پوشیدہ بت پرستی کرتی تہی اور مسلمانون کی

الاسلام فانهم یتبعون الطواغیت بمن اتبعها لانهم کانوا یعبدونها فیذهبون فی جهنم معها بل المراد بهم
سامنی اسلام ظاہر کرتی تہی یہہ لوگ تو بتون کی ساتہہ ہونگی کیونکہ یہہ تو بتون کو پوجتی تہی سو اونکی ساتہہ دوزخ مین جاوینگی بلکہ منافق سی مراد

الذین کان الریب فی قلوبهم وهم لا یعرفون ذلك لغلبة التقلید علیهم فان اکثر العوام بل کثیر ممن کان
وہ لوگ ہین جنکی دلمین تردد تہا اور تقلید کی غلبہ سی اوسکو نہ سمجہی بیشک اکثر عوام بلکہ اس زمانہ مین اکثر ایسی شخص

فی شکل العلماء فی هذا الزمان لا یعرف حال نفسه فیظن انه فی درجة المعرفة والیقین مع انه لم ینفق ایمانه
جو علماء کی صورت مین ہین اپنی حال سی خبردار نہین ہین وہ یہہ سمجہتی ہین کہ ہمکو مرتبہ معرفت اور یقین کا حاصل ہورہا ہی اور اصل مین ایمان

ولو بدرجة التقلید بل بعض المقلدین ینطق بکلمتی الایمان من غیر ان یعرف معناهما ولا ان یمیز بین
اگرچہ تقلید کی درجہ کا ہو بلکہ بعضی مقلد دونو کلمی ایمان کی زبان سی تو پڑہتی ہین پر اونکی معنون سی واقف نہین ہین اور نہ اللہ مین

الله ورسوله لان اکثر الناس فی هذا الزمان لیسوا فی درجة الاعتقاد التقلیدی الصحیح المطابق بل هم
اور اوسکی رسول مین تمیز کرتی ہین کیونکہ اس زمانہ کی اکثر لوگون کو درجہ تقلیدی اعتقاد کا جو صحیح اور مطابق ہوئی حاصل نہین ہی بلکہ اونکو

فی درجة الاعتقاد التقلیدی الفاسد الغیر المطابق لما فی نفس الامر وما ذلك الا لاندراس العلماء الراسخین
تقلیدی فاسد اعتقاد کا درجہ برخلاف نفس الامر کی حاصل ہی اور یہہ تمام خرابی اسکی ہی کہ علماء جنکا علم راسخ تہا

فی العلم وکثرة الضالین المضلین من الدجاجلة الذین ینتمون الی التصوف لقطع طریق الدین علی المسلمین
ہوچکی اور خود گمراہ اور گمراہ کرنیوالی دجال صفت متصوف بن کر بہت پہیل گئی شیطانی جال بچہا کر دین کی مسلمانون پر

بنصب حبائل الشیاطین لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون
رہ زنی کرتی ہین چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ آخر زمانہ مین دجال کی مانند جہوٹی پیدا ہونگی

یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباءکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم فانہ

ایسی حدیثین روایت کرینگی کہ نہ تمنی سنی اور نہ تمہاری باپ دادانی سو تم دور رہو انسی اور دور رکہو انکو اپنی سی ایسا نہو کہ تمکو گمراہ اور فتنہ مین مبتلا کردین

علیہ السلام بین فی ھذا الحدیث ان جماعۃ من اھل المکر والتلبیس یخرجون فی اخر الزمان

اس حدیث مین رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی یہہ بیان فرمایا کہ آخر زمانہ مین جماعت مکار اور فریب باز

بزی العلماء والمشائخ ویقولون للناس نحن علماء ومشایخ نعلمکم دینکم ونرشدکم الی

علماء اور مشایخ کی وضع پر پیدا ہونگی کہینگی کہ ہم عالم اور شیخ وقت ہین ہم تمکو دین سکہاتی ہین اور راہ حق بتاتی ہین

الحق وھم کذابون یحدثونکم بالاحادیث الکاذبۃ یعلمونکم اعتقادات فاسدۃ ویبتدعون

اور اصل مین جہوٹی ہونگی اور وضعی حدیثین روایت کرینگی اور فاسد عقیدی تمکو سکہاوینگی اور نئی باطل

لکم احکاما باطلۃ فاحذروا عنھم ولا تقربوا منھم کیلا یضلونکم ولا یوقعونکم فی الفتنۃ فعلی

احکام تمہاری لئی گڑہ دینگی سو انسی بچو اونکی پاس نہ جاؤ مبادا تمکو گمراہ کردین اور فتنہ مین نہ پہنسا دین اس

ھذا کل من لم یجاھد نفسہ فی ھذا الزمان لتعلم علم الایمان یموت علی انواع البدع والکفریات

مضمون کی موافق جو شخص اس زمانہ مین علم دین کیواسطی جان سی کوشش نکریگا تو وہ بیخبر طریق بدعت اور کفریات پر مریگا

وھو لا یشعر بھا ویکون من الذین یقولون یوم القیمۃ ما حکی اللہ تعالی عنھم بقولہ یوم یقول

اور اوس زمرہ مین داخل ہوگا جنکی قول کی قیامت کی دن اللہ جل شانہ حکایت کرتا ہی جسدن کہینگی

الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُوْرِكُمْ فانھم یقولون ذلک لکونھم

منافق مرد اور عورتین ایمان والون کو ٹہرو ہم بہی لیلین تمہاری روشنی سی سو یہہ لوگ یہہ ہی کہینگی کیونکہ یہہ

مشاۃ وکون المؤمنین علی رکاب تسرع بھم الی الجنۃ ونورھم بین ایدیھم وبایمانھم کما قال اللہ تعالی

پیادہ پا ہونگی اور مؤمنین گہوڑون پر سوار کہ دوڑی جنت مین لئی جاتی ہونگی اور اونکی سامنی اور داہنی روشنی ہوگی چنانچہ اللہ

یوم تری المؤمنین والمؤمنت یسعی نورھم بین ایدیھم وبایمانھم واختلف فی ذلک النور فقیل

جسدن تو دیکہی ایمان والی مرد اور عورتون کو دوڑی چلتی ہی اونکی روشنی اونکی آگی اور اونکی داہنی اور اختلاف ہی اوس نور مین کوئی کہتا ہی

المراد بہ الضیاء الذی یستضیئون بہ علی الصراط علی ما روی عن ابن مسعود رض انہ قال یؤتون

نور سی مراد روشنی ہی جسّی صراط پر روشنی ہوجاویگی ابن مسعود سی یہہ روایت ہی یہہ کہتی ہین کہ اونکو

نورھم علی قدر اعمالھم فمنھم من یؤتی نورھم کالنخلۃ ومنھم من یؤتی نورہ کالرجل القائم وادناھم

اعمال کی موافق روشنی ملی گی بعضون کو برابر کہجور کی درخت کی اور بعضون کو بمقدار قد آدم اور کم سی کم

نوراً من یکون نورہ علی ابھام رجلہ ینطفی تارۃ ویلمع اخری وقیل المراد بہ معرفۃ اللہ تعالی

نور مین وہ ہوگا کہ اوسکی پاؤن کی انگوٹہی پر روشنی ہوگی کبہی چمکتی کبہی بجہی ہوئی اور کوئی کہتا ہی نور سی مراد اللہ تعالی کی معرفت ہی

فمقادیر الانوار یوم القیمۃ علی حسب مقادیر المعارف الالھیۃ المکتسبۃ فی الدنیا فلا نور

پہر قیامت کی دن روشنی باندازہ معارف الہی کی ہوگی جسقدر دنیا مین حاصل کی ہوگی سو

فی عرصۃ القیمۃ الا نور الایمان والطاعات التی اکتسب فی الدنیا باستعمال الالات البدنیۃ والقوی

قیامت کی میدان مین سوا نور ایمان اور عبادت کی جو دنیا مین بوسیلہ اعضاء بدنی اور قوای

الجسمانیۃ من الحواس الظاھرۃ والباطنۃ لتحصیل المعارف الربانیۃ فکل احد یعطی من النور یوم

جسمانی یعنی حواس ظاہر و باطن کی معارف ربانی حاصل کئی ہونگی کوئی اور نور نہین ہوگا پہر ہر ایک کو قیامت کی دن اتنا نور دیا جاویگا

الحدید

القیمة مقدار ما اکتسبه فی الدنیا من المعارف الیقینیة ومن لم یکتسب فی الدنیا شیئا من المعارف

جتنی اوسنی دنیا میں یقینی معارف حاصل کی ہونگی اور جسنی دینی معارف میں سی کچھہ حاصل نکیا ہوگا

الدینیة یبقی یوم القیمة فی ظلمة بلا نور علی ما روی عن ابی امامة انه قال یغشی الناس یوم القیمة

تو وہ قیامت کی دن اندھیری میں بی نور رہ جاویگا چنانچہ ابو امامہ سی روایت ہی وہ کہتی ہیں قیامت کی روز لوگوں کو

ظلمة شدیدة ثم یقسم النور بینهم فیعطی کل مؤمن نوره بقدر علمه بالله تعالی وعلمه له ویترك

تاریک اندھیرا ڈھانپ لیگا پھر اونمیں نور تقسیم ہوگا سو ہر مؤمن کو بقدر معارف الٰہیہ کی نور ملیگا اور جو اللہ کی علم میں ہوگا اور

الکافر والمنافق فی ظلمة لا یعطیان شیئا من النور بل یحال بینهما وبین المؤمنین بان یضرب بینهم

کافر اور منافق تاریک اندھیری میں رہجا دینگی کچھہ نور نہ ملیگا بلکہ اونکی اور مؤمنین کی بیچ میں

سور دون جسر جهنم وفی الایة السابقة اشارة الی ان المراد بالمنفقین المذکورین فیها هم الشاکون

ایک دیوار جسر جہنم سی وری فاصل ہوجاویگی اور پہلی آیت میں یہہ اشارہ ہی کہ منافقین سی مراد وہ لوگ ہیں جو شک اور تردد میں گرفتار

المرتابون الذین یصلون فی المساجد ویدخلون مع اهل الایمان فی مداخل الاسلام ولذلك قال الله تعالی

اور مسجدوں میں نماز ادا کرتی تہی اور ایمان والوں کی ساتھہ اسلامی مکانات میں آتی جاتی تہی اسہی لئی اللہ تعالی فرماتا ہی

ینادونهم الم نکن معکم قالوا بلی ولکنکم فتنتم انفسکم وتربصتم وارتبتم وغرتکم الامانی حتی جاء

یہہ اونکو پکاریںگی کیا ہم نہ تہی تمہاری ساتھہ وہ کہینگی البتہ پر تمنی بچلا دیا آپ کو اور راہ دیکہتی رہی اور دہوکی میں پڑی اور بہکی امیدوں پر آخر آگیا

امر الله وغرکم بالله الغرور فدلت الایة علی انهم لم یعبدوا صنما بل کانوا مع المؤمنین لکن لم یکونوا

حکم اللہ کا اور تمکو بہکا دیا اللہ کی نام سی دغاباز نی سو یہہ آیت دلالت کرتی ہی کہ وہ لوگ بت پرست نہیں تہی بلکہ مؤمنین کی ہمراہ رہتی تہی پر انہوں نی

عارفین بما وجب علیهم معرفته حتی جاءهم امر الله الذی هو الموت فقال لهم یوم القیمة فالیوم

جو اونپر واجب تہا وہ معرفت الٰہی حاصل نکی آخر حکم الٰہی یعنی موت آگئی اونکو قیامت کی دن یہہ حکم ہوگا سو آج

لا یؤخذ منکم فدیة ولا من الذین کفروا ماواکم النار هی مولکم وبئس المصیر فاذا کان کذلك ینبغی

تمسی نہیں قبول فدیہ اور نہ کافروں سی تمہارا ٹھکانا دوزخ ہی وہ ہی تمہارا رفیق ہی اور بری بازگشت پس جب مراد یہہ ہوئی تو

للمؤمن المقلد ان لا یفتر ویستدل بقوة تصمیمه وکثرة عبادته انه علی الحق لتوجه النقض علیه

مقلد مؤمن کو لایق ہی کہ ہرگز سستی نکری اور نہ اپنی تصمیم کی قوت اور کثرت عبادت سی یہہ استدلال کری کہ میں حق پر ہوں کیونکہ اسپر یہہ اعتراض ہوگا

بتصمیم الیهود والنصاری علی اباطیلهم تقلیدا لابائهم الضالین المضلین فان تصمیم المقلد علی کون

کہ یہود اور نصاری بہی جہوٹھی باتوں پر اپنی باپ دادا ضالین مضلین کی تقلید سی جم رہی ہیں اس لئی کہ مقلد کی تصمیم کسی

شئ حقا وعدم رجوعه عنه ولو نشر بالمناشیر لا یدل علی کونه فی دینه علی بصیرة لان جزمه

شی کی حقیقت پر اور اوسی نہ ٹلنا اگرچہ آرہ سی چیرا جاوی یہہ دلالت نہیں کرتی کہ وہ اپنی دین میں بصیرت پر ہی کیونکہ اوسکا جزم

وتصمیمه علی کون شئ حقا لیس من حیث معرفته بکونه حقا بل من حیث نشاته بین قوم یدینون

اور تصمیم کسی شی کی حقیقت کا باعتبار معرفت یقینی حقیقت کی نہیں ہی بلکہ اس سبب سی ہی کہ وہ ایسی قوم میں پیدا ہوا ہی کہ وہ اوس شی کو

به وللنشاة والمخالطة اثر عظیم فی تصمیم کون شئ حقا سواء کان حقا او لم یکن الا تری ان مثل هذا

اور سبب الیس اور ملاپ کو اشیا کی حقیقت میں بڑا اثر ہوتا ہی برابر ہی کہ وہ حق ہو یا ناحق دیکہو ایسی ایسی

التصمیم یوجد عامة من ذوی الجهل المرکب کالیهود والنصاری ولهذا قال بعض العلماء من جزم فی

تصمیم تمام جہل مرکبوں میں ہوتی ہی جیسی یہود اور نصاری اسہیلئی بعضی علماء کہتی ہیں جو شخص

قلبه بكون شئ حقا ولم يدر لذلك الجزم سببا خاصا يرجع اليه فليس له في دينه بصيرة
اپنی دلمین کسی شی کو حق یقین کرلی اور اوس یقین کی ایسی خاص دلیل معلوم نہو جسکی طرف رجوع کرین تو اوسکو دین کی اندر بصیرت نہین ہی

اذ لا ملازمة بين الجزم الاعتقادي وكون ما جزم به حقا فاذا لم يكن بينهما ملازمة يجب عليه ان
کیونکہ اس اعتقادی یقین مین اور اوس شی کی حقیقت مین کوئی علاقہ نہین ہی جب اون دونوں مین علاقہ نہوا تو پہر اوسپر واجب ہی کہ

ياتي بما يكون به بينهما ملازمة ليتميز ما كان عليه من الدين اهو حق ام لا حتى يكون في دينه على
اون دونوں مین علاقہ پیدا کری تاکہ اوسکو یہہ تمیز ہو کہ آیا میرا دین حق ہی یا نہین تاکہ اوسکو دین کی

بصيرة وانما يحصل ذلك بالنظر الصحيح بالبراهين لا بالضرورة اذ قد جرت عادة الله تعالى
بصیرت پیدا ہو اور یہہ تمیز بجز نظر صحیح اور برہان کی بداہت سی نہین ہوتی کیونکہ عادت الٰہی یون جاری ہی

ان يحصل بالبرهان لا بالضرورة اذ لو كان حصوله بالضرورة لادركه جميع العقلاء ويكفي في
کہ دلایل سی ہو بداہت سی نہو اگر یہہ تمیز بداہت سی حاصل ہوا کرتی تو تمام عقلا حاصل کر لیا کرتی اور مکلف کو

خروج المكلف من التقليد الدليل الجملي الذي يحصل له به في الجملة العلم والطمانينة بعقائد
تقلید سی پاک ہونی مین مجمل دلیل بہی کافی ہی جسی کچھہ علم اور طمانیت عقاید ایمان مین حاصل ہوجاوی

الايمان بحيث لا يقول بقلبه لا ادري سمعت الناس يقولون قولا فقلته ولا يشترط القدرة على
اتنا کہ اپنی دل مین یون نہ کہی کہ مین نہین جانتا لوگونسی جو بات سنتا رہا وہی مین بہی کہتا رہا اور یہہ شرط نہین ہی کہ اوس دلیل کو

ترتيبه على الوجه الذي يرتبه العلماء ولا القدرة على دفع الشبهة الواردة عليه من جهة المبتدع
علماء کی طور پہ موافق قواعد منطقی کی مرتب کری اور نہ یہہ شرط ہی کہ بدعتیونکی شبہات دفع کرنیکی استعداد ہو

ولا القدرة على التعبير عنه بل اذا فهمه بحيث يخرج به عن التقليد فهو عارف وان لم يقدر ان
اور نہ یہہ شرط ہی کہ اوسکو صاف بیان کری بلکہ جب اوسکو اتنا سمجھہ لیا کہ تقلید سی پاک ہوجاوی تو پہر وہ عارف ہی اگرچہ اوس مجمل دلیل کو

يعبر عما في ضميره من ذلك الدليل الجملي ولا ان يرد شبهة يوردها مبتدع عليه لان كثيرا من
دل سی زبان پر نہ لاسکی اور نہ یہہ شرط ہی کہ بدعتی جو شبہات وارد کرین رد کیا کری کیونکہ اکثر

العلماء يعجزون عن التعبير عما في ضمائرهم من العلوم المحققة عندهم فكيف بالعامة والحاصل
علماء اپنی حقیقی علوم کو بیان کرنی سی عاجز ہوا کرتی ہین پہر عوام کی تو کیا اصل ہی حاصل یہہ ہی

ان من اراد ان يعلم قدر نفسه من عقائد الايمان هل هو في مرتبة المعرفة ام في مرتبة التقليد
کہ جو شخص اپنا حال معلوم کیا چاہی کہ عقاید ایمانی مین آیا مجھکو مرتبہ معرفت کا ہی یا ابہی مرتبہ تقلید مین ہون اور آیا مین اپنی عقاید مین

وهل هو مصيب في عقائده ام غير مصيب فيها يلزمه ان يسئل عن حقيقة المعرفة وعن حقيقة
صواب پر ہون یا خطا پر تو اوسکو لازم ہی کہ معرفت کی حقیقت اور تقلید کی حقیقت

التقليد ليميز احدهما عن الاخر ويعلم ايهما حاصل له فالمعرفة هي الجزم الموافق لما عند الله تعالى
دریافت کری تاکہ ایک کو دوسری سی تمیز کری اور جان لی کہ مجکو دونون مین سی کیا حاصل ہی سو معرفت تو یقین کرنا موافق حکم الٰہی کی

بشرط ان يحصل ذلك الجزم بدليل واما الجزم الحاصل بغير دليل فلا يسمى معرفة بل يسمى اعتقادا
بشرطیکہ وہ یقین دلیل سی حاصل ہوا ہو اور جو یقین بی دلیل حاصل ہوا ہو تو اوسکو معرفت نہین کہتی بلکہ وہ اعتقاد کہلاتا ہی

سواء كان موافقا لما عند الله تعالى او لم يكن والتقليد هو الجزم بقول الغير من غير دليل سواء كان
برابر ہی کہ موافق علم الٰہی کی ہو یا نہو اور تقلید یقین کرنا غیر کی کہنی سی بلا دلیل برابر ہی

حقا او باطلا فالمقلد لا معرفة عنده وانما عنده الجزم بقول الغير خاصة سواء كان حقا او باطلا

کہ حق ہو یا باطل سو مقلد کو معرفت کبھی نہیں ہوتی اوسکو صرف یقین غیر کی کہنی کا ہوتا ہی برابر ہی کہ حق ہو یا باطل

فمن علم هاتين الحقيقتين ثم نظر الى ضميره ايهما حاصل له فيه فانه يعرف ما هو الحاصل له منهما

اب جو شخص ان دونو حقیقت کو سمجھی پھر اپنی دلمین سوچی تو جان لیگا کہ اوسکو دونوں مین سی کونسا مرتبہ حاصل ہی

فان كان الحاصل له منهما هو التقليد لا المعرفة يجب عليه اولا اقامة البرهان لتحصيل المعرفة

پس اگر اوسکو مرتبہ تقلید کا ہی معرفت کا مرتبہ نہین ہی تو اوسپر واجب ہی کہ پہلی دلیل قایم کری تاکہ معرفت ایمانی

في عقائد الايمان وثانيا البحث عن العقائد الصحيحة حتى يعلم هل كان مصيبا في عقائده ام

عقائد کی حاصل ہو پھر صحیح صحیح عقاید کی بحث کری تاکہ معلوم ہو کہ اپنی عقاید مین حق پر تہا یا نہین

لم يكن فان وجد نفسه على الصواب فيها يشكر الله تعالى على هذه النعمة العظيمة التي لا يكافيها

پہر اگر وہ اپنی آپ کو صواب پر پاوی تو اس نعمت عظیمہ پر جسکی برابر کوئی دنیا کی متاع نہین ہی شکر اللہ تعالی کا ادا کری

من متاع الدنيا وان لم يجدها على الصواب فيها يفترض عليه ان يسعى في تصحيح اعتقاده بالبرهان

اور اگر صواب پر نہ پاوی تو اوسپر فرض ہی کہ واسطی صحت عقاید کی دلایل مین کوشش کری

حتى يحصل له النجاة من عذاب النار والدخول في دار القرار يسرنا الله تعالى بفضله المجلس السابع

تاکہ اوسکو دوزخ کی عذاب سی نجات ملی اور بہشت مین جانا میسر ہو الٰہی اپنی فضل سی ہمپر آسان کر ساتوین مجلس

في بيان مؤمن به وبيان لزوم الايمان به اجمالا على الاصح وتفصيلا

ادن چیزون کی بیان مین جن پر ایمان لانا چاہئی اور اون پر ایمان مجملا لازم ہی موافق مذہب اصح کی اور تفصیلا

عند البعض قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لجبرئيل عليه السلام حين جاءه على

بعض کی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی جبریل سی فرمایا جب اونکی پاس

صورة رجل غريب وسئله عن الايمان الايمان ان تؤمن بالله وملئكته وكتبه ورسله واليوم

ایک مرد مسافر کی صورت مین آئی اور پوچھا ایمان کیا ہی ایمان یہہ ہی کہ تو ایمان لاوی اللہ پر اور اوسکی فرشتون اور کتابون اور رسولون پر اور قیامت کی

الآخر وتؤمن بالقدر خيره وشره هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه عمر بن الخطاب وهو

دن پر اور تو یقین کری نیک و بد کی تقدیر کا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی عمر بن الخطاب کی روایت سی اس حدیث مین

جامع لاصول الدين وما يصح الاعتقاد عليه فان الاصل في الاعتقاد معرفة المبدأ والمعاد وانما

تمام اصول دین کی اور جس جس پر اعتقاد کرنا چاہئی سب مذکور ہین البتہ اصل تمام اعتقادیات مین مبدا اور معاد کی معرفت ہی اور

ذكرت الملئكة وما عطف عليه ليتوصل الى معرفة المعاد لان معرفة المبدأ تقتضيها العقول

ملائکہ کا جو معہ معطوفات کی ذکر ہی تو واسطی معرفت معاد کی ہی اسلئی کہ مبداء کی معرفت کو تو سلیم عقلین پا لیتی ہین

السليمة لكونها ثابتة في فطرة بني ادم من مبدأ خلقتهم بمقتضى قوله تعالى فطرة الله التي

اسلئی کہ بنی آدم کی اصل فطرت مین ابتداء پیدایش سی ثابت ہی موافق قول اللہ تعالی کی تراش اللہ کی جسپر

فطر الناس عليها واما معرفة المعاد فلا استعداد له فلا سبيل اليها الا بتوفيق من الله تعالى

کہ تراشا آدمیون کو اور رہی معرفت معاد کی اور اوسکا سامان سو اوسکا کوئی راہ نہین ہی بجز توفیق الٰہی کی

بواسطة الانبياء الذين وصل اليهم علم ذلك بارسال الرسل من الملئكة بانزال الكتب فلذلك

بوسیلہ انبیا علیہم السلام کی جنکو اوسکا علم بواسطہ فرشتون کی اور بوسیلہ کتب منزلہ کی حاصل ہوا ہی اسی لئی یہہ

دخل جميع ذلك في مفهوم الايمان وذكر كله في هذه الحديث فلا بد لطالب معنا بصر لاستكشاف
بسبب ایمان کی مفهوم مین داخل ہین اوراس حدیث مین سب مذکور ہین سوجو اسکی معنی کا طالب ہو اوسکو ضروری ہی کہ حقیقت
عن حقيقة معنى الايمان بهذه الاشياء الستة المذكورة فيه ليكون في دينه على بصيرة
ایمان کی ان چہوں اشیاء مذکورہ کی تفصیل سی دریافت کری تاکہ دین مین بصیرت ہو
الاول مما يجب الايمان به الايمان بالله تعالى والمراد من الايمان به تعالى العلم بوجوده وقدمه وكونه
اول ایمان اللہ پر واجب ہی اور اللہ پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی کہ اللہ کو موجود اور قدیم اور
واحدا ومتصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وسائر ما يليق به من الصفات لكن العلم
واحد اور صاحب قدرت اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی اور تمام صفات لائقہ سی موصوف جانی لیکن اوسکی
بوجوده لا يمكن ان يحصل بالحس لانه تعالى ليس محسوسا كالشمس والقمر حتى يمكن العلم بوجوده
وجود کا علم حواس سی حاصل ہونا ممکن نہین کیونکہ اللہ تعالی مانند آفتاب اور مہتاب کی نظر نہین آتا تاکہ اوسکا وجود حواس کی وسیلی سی
بالحس وليس العلم بوجوده ضروريا كالعلم بكون الاثنين اكثر من الواحد حتى يعلم وجوده بالضرورة
معلوم ہوجاوی اور نہ علم اوسکی وجود کا ایسا بدیہی ہی جیسا دو کا عدد ایک سی زیادہ ہی تاکہ اوسکا علم بالبداہت خود بخود آجاوی
بل انما يعلم وجوده تعالى بالدليل وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثا يحتاج الى محدث
بلکہ علم اوسکی وجود کا دلیل سی حاصل ہوتا ہی اور دلیل عالم کا وجود ہی کیونکہ عالم حادث ہونی کی سبب پیدا کرنیوالی کا محتاج ہوکر
يدل على ان له محدثا وذلك المحدث لابد ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم
دلالت کرتا ہی کہ اوسکا کوئی پیدا کرنیوالا ہی اور وہ پیدا کرنیوالا بالضرور قدیم قدرت والا ارادہ والا علیم
والحيوة لانه لو لم يكن قديما بل كان حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور او التسلسل وكلاهما
اور حی ہونا چاہئی اسواسطی کہ اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو پہر وہ خود محدث کا محتاج ہوگا اور ... دور یا تسلسل ... اور یہہ دونو
محال ولو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد لوقع بينهما التمانع المفضي الى ...
محال ہین اور اگر واحد نہووی بلکہ کئی ہوں تو آپسمین روک ٹوک واقع ہوگی جس سی عالم کا ...
ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة والحيوة والعلم لكان عاجزا عن ايجاد شيء من العالم لان
اور اگر قدیر اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم نہووی تو البتہ عاجز ہوگا کہ عالم میں سے کوئی شی بہی پیدا نہ کرسکی اسلئی
الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شيء من الاشياء يقتضي ارادة ذلك الشيء وارادة ذلك الشيء
کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کی تاثیر کسی شی مین بدون ارادہ اوس شی کی نہین ہوسکتی اور ارادہ اوس شی کا
يقتضي العلم به لان القصد الى ايجاد شيء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث
بدون علم کی نہین ہوسکتا اسلئی کہ پیدا کرنا کسی شی کا بی جانی بوجہی محال ہی اور یہہ تینوں صفتیں بدون
يقتضي الحيوة لكونها شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قطعيا
حیات کی نہین ہوسکتین اسلئی کہ حیات انہین شرط ہی اس بیان کی موافق عالم کا وجود بلکہ ہر ہر ذرہ کا وجود یقینی دلیل ہی
على وجوده تعالى وقدمه وكونه واحدا ومتصفا بهذه الصفات الاربع اذ لا يعرف من صفاته تعالى
اوسکی وجود اور قدم اور وحدت پر اور ان چاروں صفات سی موصوف ہونی پر اس لئی کہ اوسکی صفات
بالعقل الا ما يتوقف عليه افعاله واما ما لا يتوقف عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فيجوز ان
عقل سی وہ ہی معلوم ہوسکتی ہین جن پر صدور افعال موقوف ہین اور جن پر افعال موقوف نہین جیسی سمع اور بصر اور کلام ... جائز ہی

یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی
کہ انکی ثبوت پر کبہی عقلی دلیل قایم کرین اور کبہی نقلی دلیل عقلی انکی ثبوت کی تو یہہ ہی
بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها صفات النقصان واتصافه تعالی بصفات الکمال
کہ یہہ صفتین کمال کی ہین اور انکی ضدین صفتین نقصان کی ہین اور اللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کمال سی
وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی بتلك الصفات واما وجه
اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی اس سی لازم آیا کہ اللہ تعالی ان صفات سی موصوف ہو اور
الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالی فوجب القطع بثبوتها
نقلی دلیل انکی ثبوت کی یہہ ہی کہ شرع سی ان صفات کا ثبوت ثابت ہی سو انکی ثبوت کا یقین کرنا واجب ہی
له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة اولی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا یتوقف علیها
اور اس مسئلہ مین نقلی دلیل عقلی دلیل سی بہتر ہی اس لئی کہ ان صفات پر افعال الٰہی موقوف نہین ہین
افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها له تعالی وذاته تعالی لم یکن معلوما لاحد حتی یعلم
تاکہ اون افعال سی ان صفات کو ثابت کرین اور ذات الٰہی کسیکو معلوم نہین ہی جس سی یہہ معلوم ہو
انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها بحیث لو لم یتصف بها یلزم ان یتصف باضدادها
کہ یہہ صفات بہ نسبت ذات الٰہی کی کمال کی ہین اللہ کا موصوف ہونا ضرور ہی ایسا کہ اگر ان صفات سی موصوف نہو گا تو انکی اضداد پیدا ہونگی
وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم من کون الشئ بالنسبة الینا کمالا ان یکون
اور ان صفات کو کمال جو کہتی ہو تو یہہ ہماری حق مین ہین اور ہماری حق مین کمال ہونی سی لازم نہین آتا کہ
فی حقه تعالی کمالا والثانی مما یجب الایمان به الایمان بالملئکة والمراد من الایمان بها العلم
اللہ کی ذات مین کمال ہون دوسری جسپر ایمان لانا چاہئی ملائکہ ہین اور ملائکہ پر ایمان لانی سی یہہ مراد ہی
بوجودها لکن لا سبیل الی اثبات وجودها بدلیل العقل بل هو مما انعقد علیه الاجماع ونطق به
کہ ملائکہ کو موجود جانی پر انکا وجود عقلی دلیل سی کسی راہ ثابت نہین ہوتا بلکہ انکی وجود پر اجماع ہو چکا ہی اور
الکتاب والسنة فان ظاهر الکتاب والسنة یدل علی وجودهم وکونهم اجساما لطیفة نورانیة
کتاب اور سنت سی ثابت ہی بیشک ظاہر معنی کتاب اور سنت کی یہہ ہی دلالت کرتی ہین کہ فرشتی موجود ہین لطیف اور نورانی جسم
کاملة فی العلم قادرة علی الافعال الشاقة وعلی التشکل باشکال مختلفة ولا یوصفون بالذکورة
علم مین کامل دشوار سی دشوار کار کر سکتی ہین اور مختلف صورتین بدل سکتی ہین اور نہ نر ہین
ولا انوثة شانهم الطاعات ومسکنهم السموات وهم رسل الله علی انبیائه وامناؤه علی وحیه
اور نہ مادہ شغل اونکا عبادت اور مکان اونکا آسمان اور وہ ہی اللہ کی طرف سی انبیاء کی پاس بہیجی ہوئی آتی ہین اور وحی پر امین ہین
فمن ثبت تعیینه باسمه کجبرئیل ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل یجب الایمان به تفصیلا ومن
اور جن فرشتون کی تعیین نام سی ثابت ہی جیسی جرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل اون پر تفصیلی ایمان واجب ہی اور
لم یعرف اسمه یجب الایمان به اجمالا والثالث مما یجب الایمان به الایمان بالکتب والمراد من الایمان
جنکا نام معلوم نہین اون پر اجمالی ایمان واجب ہی اور تیسری شی جسپر ایمان واجب ہی کتابین ہین اور کتابون پر ایمان لانی سی یہہ مراد
بها العلم بکونها کلام الله تعالی انزل علی انبیائه وجملتها مائة واربعة کتب انزل منها علی آدم علیه السلام
کہ یقین کری کہ خدا کا کلام ہی اپنی انبیاء پہ نازل کیا ہی اور تمام کتابین ایک سو چار ہین اونمین سی حضرت آدم پہ

عشر صحائف وعلى شيث عليه السلام خمسون صحيفة وعلى ادريس ثلثون صحيفة وعلى ابرهيم
دس صحیفہ نازل ہوئی اور حضرت شیث پر پچاس اور حضرت ادریس پر تیس اور حضرت ابراہیم پر
عليه السلام عشر صحائف وعلى موسى عليه السلام التورىة وعلى داود عليه السلام الزبور وعلى
علیہ السلام پر دس اور حضرت موسی علیہ السلام پر توریت اور حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور اور
عيسى عليه السلام الانجيل وعلى محمد عليه الصلوة والسلام القران فما ثبت تعينه باسمه يجب
حضرت عیسی علیہ السلام پر انجیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اور جس کتاب کی تعیین نام سی ثابت ہی
الايمان به تفصيلا وما لم يعرف اسمه يجب الايمان به اجمالا والرابع مما يجب الايمان به الايمان
تو اوسپر تفصیلی ایمان واجب ہی اور جسکی تعیین نام سی نہین ہی اوسپر اجمالی ایمان واجب ہی اور چوتھی جسپر ایمان لانا واجب ہی
بالرسل والمراد من الايمان بهم العلم بكونهم صادقين فيما اخبروا به عن الله فانه تعالى بعثهم
رسول ہین اور مراد رسولون پر ایمان لانی سی یہہ ہی کہ یقین کری کہ وہ اپنی اپنی خبرون مین جو خدا کی طرف سی لائی ہین سچی ہین بیشک اونکو اللہ تعالی نی
الى عباده ليبلغوهم امره ونهيه ووعده ووعيده وايدهم بالمعجزات الدالة على صدقهم اولهم
اپنی بندون کی پاس بہیجا تاکہ اوسکا امر اور نہی اور وعدہ اور وعید پہنچا دین اور معجزات سی اونکی مدد کی جو اونکی صداقت پر دلالت کرتی ہین سب اول نبی
ادم عليه السلام واخرهم محمد عليه الصلوة والسلام ولم يبين فى القران عددهم كم هم بل المذكور
آدم علیہ السلام ہین اور سب سی آخر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مین اونکی گنتی نہین ہی کتنی ہین بلکہ قرآن مین
فيه منهم باسمه العلم على ما ذكره بعض المفسرين ثمانية وعشرون وهم ادم وادريس ونوح وهود
نام معین لیکر بعض مفسرین کی قول کی موافق اٹھائیس کا ذکر ہی وہ یہہ ہین آدم اور ادریس اور نوح اور ہود
وصالح وابرهيم واسمعيل واسحق ويعقوب ويوسف ولوط وموسى وهرون وشعيب وزكريا
اور صالح اور ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور یوسف اور لوط اور موسی اور ہارون اور شعیب اور زکریا
ويحيى وعيسى وداود وسليمن والياس واليسع وذا الكفل وايوب ويونس ومحمد وذو القرنين وعزير
اور یحیی اور عیسی اور داؤد اور سلیمان اور الیاس اور الیسع اور ذالکفل اور ایوب اور یونس اور محمد اور ذو القرنین اور عزیر
ولقمن على القول بنبوة هذه الثلثة الاخيرة صلوات الله وسلامه عليهم اجمعين قال بعض
اور لقمان بموجب قول ان تینون کی نبوت کی جو آخر مین ہین رحمت اللہ کی اور سلام ان سب پر بعضی
العلماء يجب على المؤمن ان يعلم صبيانه ونسائه وخدمه اسماء الانبياء الذين ذكرهم الله تعالى فى
علماء کہتی ہین کہ ہر مؤمن پر واجب ہی کہ اپنی بچون اور عورتون اور غلامون کو ان انبیا کا نام جنکا ذکر اللہ تعالی نی
كتبه حتى يؤمنوا بهم ويصدقوا بجميعهم ولا يظنوا ان الواجب عليهم الايمان بمحمد عليه الصلوة والسلام
اپنی کتاب مین کیا ہی سکہا دی تاکہ وہ ان سب پر ایمان لادین اور سب کی تصدیق کرین اور یہہ خیال نہ کرین کہ ایمان صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا واجب ہی
فقط لا غير فان الايمان بجميع الانبياء سواء ذكر اسمه فى القران او لم يذكر واجب على المكلف فمن
اور کا نہین کیونکہ ایمان تمام انبیا پر لانا قرآن مین اونکا نام مذکور ہو یا نہو مکلف پر واجب ہی پہر جسکی
ثبت تعيينه باسمه يجب الايمان به تفصيلا ومن لم يعرف اسمه يجب الايمان به اجمالا والخامس
تعیین نام سی ہوگئی ہی اوسپر تفصیلی ایمان لانا چاہی اور جسکا نام معلوم نہین اوسپر اجمالی ایمان لانا چاہی اور پانچوین شی
مما يجب الايمان به الايمان باليوم الاخر والمراد من الايمان به العلم بما يكون فيه من احوال
جسپر ایمان لانا واجب ہی قیامت کا دن ہی اور قیامت کی دن پر ایمان لانی سی مراد ہی یقین کرنا اون حالات

الاخرة التي اول منزل من منازلها القبر واحياء الميت فيه وسوال منكر ونكير وهما ملكان
اخروی کا جو اوس روز گذریگی جسکی منزلون مین سی پہلی منزل قبر ہی اور اوسمین زندہ کرنا مردہ کا اور سوال منکر نکیر کا اور یہہ دونو فرشتی ہین

مهيبان يقعدان العبد في قبره ويسألانه عن ربه وعن دينه وعن نبيه ويقولان له من
ہیبت ناک صورت قبر مین مردہ کو بہٹھا کر اوس سی پوچھتی ہین پروردگار کو اور دین کو اور نبی کو اور اوس سی کہینگی کون ہی

ربك وما دينك ومن نبيك وسوالهما اول فتنة بعد الموت فمن وفق الى الجواب يكون قبره
تیرا رب اور کیا ہی تیرا دین اور کون ہی تیرا نبی اور اولکا یہہ سوال موت کی بعد پہلا فتنہ ہی سو جسکو جواب کی توفیق ہوئی تو اوسکی گور

روضة من رياض الجنة ومن لم يوفق الى الجواب يكون قبره حفرة من حفر
ایک چمن ہی بہشت مین کا اور جسکو جواب کی توفیق نہوئی تو اوسکی گور ایک گڑہا ہوگا دوزخ مین کا

النار ثم اذا بعث الناس من قبورهم الى الموقف قاموا فيه
پہر جب بنی آدم کو قبرون مین سی اوٹھا کر موقف مین لیجائین گی اور وہ اوسجگہہ کہڑی رہینگی

ماشاء الله حفاة عراة واذا جاء وقت الحساب يؤمر بالكتب التي كتبها الكرام الكاتبون لان
جسقدر مرضی اللہ کی ہوگی ننگی پانو ننگی بدن اور جب وقت حساب کا ہوگا تو حکم ہوگا اعمال نامی دینی کا جو کرام کاتبین نی لکھہ رکہی ہین اسلئی

الناس اذا بعثوا من قبورهم لا يكونون ذاكرين لاعمالهم فيؤتون كتبهم ليقفوا على اعمالهم فمنهم من
کہ بنی آدم جب اپنی اپنی قبرون مین سی اوٹھائی جاوینگی تو اونکو اپنی اعمال کچہہ یاد نہون گی اسواسطی اونکو نامۂ اعمال دئی جاوینگی تاکہ اپنی اعمال سی خبردار ہوجاوین

يؤتى كتابه بيمينه وهو من السعداء لان اخذ الكتب باليمين علامة دخول الجنة وعدم الخلود
نامۂ اعمال داہنی ہاتہہ مین ملینگی وہ تو سعید ہون گی کیونکہ نامۂ اعمال کا داہنی ہاتہہ مین لینا بہشت مین جانی کی اور دوزخ مین ہمیشہ کو

في النار ومنهم من يؤتى كتابه بشماله او من وراء ظهره وهو من الاشقياء فاذا وقف الناس
رہنی کی نشانی ہی اور بعضون کو نامۂ اعمال بائین ہاتہہ مین ملینگی یا پس پشت کی طرف سی اور وہ شقی ہونگی جب بنی آدم اپنی احوال سی خبردار

على اعمالهم يحاسبون بها فاذا انقضى الحساب ينصب الميزان لوزن الاعمال اذ بالحساب
ہوجاوینگی تو پہر اونسی حساب ہوگا پہر جب حساب ہوچکیگا تو اعمال تولنی کیواسطی ترازو قایم کی جاوی گی اسلئی کہ حساب سی

يعلم العبد ما هو المقبول من الاعمال الصالحة وما هو المردود منها وما هو المغفور من الاعمال
معلوم ہوگا بنی آدم کو کہ نیک عملون مین سی کونسا مقبول ہی اور کونسا مردود ہی اور کونسا اعمال بد مین سی معاف ہوا

السيئة وما هو المواخذ بها وبالوزن يطلع على ما يتوجه اليه من الثواب والعقاب ويعلم مقدار
اور کونسی پر سزا ہوگی اور تولنی سی معلوم ہوگا کہ عذاب ... اور کس پر عذاب ہوگا اور معلوم ہوگا اندازہ

ثواب المقبول من الاعمال الصالحة ومقدار عقاب المواخذ من الاعمال السيئة ولذلك يكون
ثواب کا اعمال نیک مین سی مقبول کا اور اندازہ عذاب کا اعمال بد مین سی قابل دارگیر کا اسی لئی

بعد الحساب نصب الميزان وقد ورد في الميزان حديث ان كفتيه من نور واخرى من ظلمة فالكفة
میزان بعد حساب کی قایم ہوگی اور حدیث مین مذکور ہی کہ ترازو کا ایک پلڑا نور کا ہوگا اور دوسرا اندہیر کا یعنی سیاہ لیس وہ

النيرة للحسنات والكفة المظلمة للسيئات والناس في الاخرة على ما قال علماءنا ثلثة اصناف
روشن پلڑا واسطی نیکیون کی ہی اور سیاہ پلڑا واسطی بدیون کی اور بنی آدم آخرت مین موافق قول ہماری علماء کی تین قسم ہونگی

كفار ومتقون ومخلطون اما الكفار فيوضع كفرهم في الكفة المظلمة فلا يوجد لهم حسنة حتى
نری کفار بد اور نری متقی پرہیزگار اور ملی جلی پہر کفار کا کفر سیاہ پلڑی مین رکہا جاویگا اور کوئی عمل نیک اونکا نہوگا

توضع فی الکفۃ الاخری فتبقی فارغۃ فترفع لفراغها وخلوها عن الخیر فیامر اللہ تعالی بہم الی
پلڑی مین رکہا جاوی | ناچار وہ خالی رہ جاویگا پہر ادہر کہڑا ہوگا ہلکا اور عمل نیک سی خالی ہوکر | تب حکم ہوگا اللہ تعالی کا

النار واما المتقون فہم الذین لا کبائر لہم فتوضع حسناتہم فی الکفۃ النیرۃ وصغائرہم ان کانت
ونکی حق مین دوزخکا اور پرہیزگار شخص جس سی گناہ کبیرہ نہین ہوئی اونکی حسنات | روشن پلڑہ مین رکہی جاوینگی اور اونکی گناہ صغیرہ اگر

لہم الصغائر فی الکفۃ الاخری فلا یجعل اللہ تعالی لتلک الصغائر وزنا وتثقل الکفۃ النیرۃ حتی
بالفرض ہون گی تو دوسری پلڑہ مین | سو اللہ تعالی اون صغائر کو ہلکا بی وزن کردیگا | اور وہ روشن پلڑہ ایسا بہاری ہوجاویگا

لا تبرح من مکانہ وترفع الکفۃ المظلمۃ ارتفاع الفارغ الخالی واما المخلطون وہم الذین ارتکبوا
کہ اپنی جگہہ سی نہین اُبہریگا | اور سیاہ پلڑہ ایسا بلند ہوجاویگا جیسی ہلکا خالی ہو | اور مؤمن گنہگار شخص جو کہ | کبیرہ گناہ کرتی ہی

الکبائر ولم یتوبوا عنہا فتوضع حسناتہم فی الکفۃ النیرۃ وسیاتہم فی الکفۃ المظلمۃ فیکون
اور توبہ نکی | سو اونکی حسنات تو روشن پلڑہ مین رکہی جاوینگی | اور اونکی اعمال بد سیاہ پلڑی مین | تو جو

لکبائرہم ثقل فمن کانت حسناتہ اثقل ولو بصؤابۃ یدخل الجنۃ ومن کانت سیاتہم اثقل و
اونکی کبایر مین بوجہہ ہوویگا سو جسکی حسنات بوجہل ہون گی | اگرچہ لیکہہ کی برابر | وہ بہشت مین جاوینگی | اور جسکی بدیان بوجہل ہونگی

لو بصؤابۃ یدخل النار الا ان یعفو اللہ تعالی لان مذہب اہل الحق ان العبد اذا اتی بطاعات
اگرچہ لیکہہ کی برابر وہ دوزخ مین جاویگا یا اللہ معاف فرماوی | کیونکہ مذہب اہل حق کا | یہہ ہی | کہ بندہ | اگر عبادات

کامثال الجبال ثم کانت لہ مخالفۃ واحدۃ فہو فی مشیۃ اللہ تعالی ان شاء یعاقبہ علیہا ثم
پہاڑ کی برابر اداکری | پہر اوسکی اعمال مین کوئی گناہ بہی ہو | تو وہ مشیت الہی مین ہی | اگر چاہی اوس گناہ پر عذاب دیکر پہر

یعطیہ ثواب طاعاتہ وان شاء یغفرہا لہ ولا یعاقبہ علیہا ہذا اذا کانت الکبائر فیما بینہ وبین
اوسکو ثواب عبادات کا عطاکری | اور اگر چاہی معاف کردی | اور کچہہ عذاب نکری | یہہ کیفیت جب ہی کہ وہ کبایر حقوق الہی ہون

اللہ تعالی واما اذا کانت علیہ تبعات وکانت لہ حسنات کثیرۃ فبقدر جزاء التبعات ینقص
اور اگر اوسکی ذمہ پر | حقوق العباد ہون اور اوسکی حسنات کثرت سی ہون | تو پہر موافق مقدار بدلہ حقوق عباد کی

من ثواب حسناتہ فاذا لم یبق لہ حسنۃ لکثرۃ ما علیہ من التبعات یحمل علیہ من اوزار من ظلمہ
ثواب حسنات کا کہٹایا جاویگا پہر جب اوسکی پاس کوئی حسنہ نہ بچیگا | بسبب کثرت حقوق عباد کی | تو اوسپر مظلومون کا بوجہہ ڈالا جاویگا

ثم یعذب علی الجمیع اذ قیل لو کان لرجل ثواب سبعین نبیا ولہ خصم واحد بنصف دانق لا یدخل
پہر سب کی بدلہ عذاب کہینچیگا | اسلئی کہ کہتی ہین اگر | ایک شخص کی پاس ستر نبیون کا سا ثواب ہو اور اوسکا ایک مدعی ہو | آدہی دانق کا تو وہ بہشت مین

الجنۃ حتی یرضی خصمہ وقیل یوخذ بدانق قسط سبعمائۃ صلوۃ مقبولۃ فتعطی للخصم ذکر القشیری
نہین جاسکتا بدون راضی کئی مدعی کی | اور کہتی ہین لیا جاویگا بعوض ایک دانق کی ثواب ستر | مقبول نمازون کا | پہر اوس مدعی کو دیدینگی | قشیری نی

فی التحبیر اذا تقرر ہذا فالصنفان الاولان ہما المذکوران فی القرآن لانہ تعالی لم یذکر فی ایات الوزن
تحبیر مین ذکر کیا جب یہہ بات ٹہرچکی تو دونو پہلی قسمین | وہ ہی قرآن مین مذکور ہین | اسلئی کہ اللہ تعالی نی نہین ذکر کیا | وزن کی آیتون مین

الا من ثقلت موازینہ ومن خفت موازینہ وقطع لمن ثقلت موازینہ بکونہ من المفلحین
سوا اوسکی جو بوجہل ہون وزن اوسکی اور جو ہلکی ہون وزن اوسکی | اور حکم کردیا جسکی وزن بوجہل ہون | کہ سعادتمند وہی ہی

وفی العیشۃ الراضیۃ ولمن خفت موازینہ بخلودہ فی النار بعد ان وصفہ بالکفر وبقی الذین
اور آرام پسندیدہ مین ہی | اور جسکی وزن ہلکی ہون کہ ہمیشہ کو دوزخی ہی | بعد اسکی کہ بیان کیا اوسکا کفر | اور باقی رہی وہ لوگ

یؤخذ بدانق قسط سبعمائۃ صلوۃ مقبولۃ

خلطوا عملا صالحا واخر سیئا فبینهم النبی علیه السلام حیثما ذکرانفا ثم ینصب الصراط علی جهنم
جنہوں نی اعمال نیک اور بد کو ملادیا سو اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی بیان کیا ابہی ذکر آچکا پہر صراط کو دوزخ کی اوپر تان دینگی

قال بعض العلماء یکون طرفه الاول فی ارض القیمة وطرفه الاخر فی ارض الجنة وارض القیمة تکون
بعضی علماء یہہ کہتی ہین کہ اوسکا پہلا سرا قیامت کی میدان مین ہوگا اور دوسرا سرا بہشت کی زمین مین ہوگا اور قیامت کا میدان

علی النار ویکون اجتماع الخلائق باسرهم علیها وتفور النار حتی تعلو من جوانبها وتحیط باهل المحشر
دوزخ کی اوپر ہوگا اور انبوہ تمام خلقت کا اوسی جگہہ ہوگا اور جوش مین آویگی آگ اتنا کہ اوبہر جاویگی ہرطرف سی اور گہیر لیگی اہل محشر کو

حتی لا یبقی للجنة طریق الا الصراط فلا یکون الذهاب الی الجنة الا علی الصراط وقد ورد فی الحدیث
اتنا کہ جنت مین جانیکا کوئی راستہ نہ بچیگا سوای صراط کی سو کوئی صورت جنت مین جانیکی نہوگی سوائی طریہ کو اور حدیث مین آیا ہی

انه ادق من الشعر واحد من السیف ویجوزه الناس بقدر اعمالهم یجوز بعضهم کالبرق الخاطف وبعضهم
کہ صراط بال سی زیادہ باریک ہی اور تلوار سی زیادہ تیز اوسپر کو لوگ گذرینگی اپنی اپنی اعمال کی موافق بعضی ایسی گذر جاوینگی جیسی چمک بجلی کی اور بعضی

کالریح العاصف وبعضهم کالفرس الجواد وبعضهم یعدو عدوا وبعضهم یمشی مشیا حتی یکون اخر
مانند آندہی تند کی اور بعضی مانند تیزرو گہوڑی کی اور بعضی خوب دوڑتی ہوں گی اور بعضی چیپی ہوئی جاتی ہوں گی ایسا کہ سب سی پچہلا

من یجوزه یحبو حبوا فیقول یا رب ابطات بی فیقول الرب تعالی لم ابطئ بك انما ابطئ بك عملك وبعضهم
جاویگا گہسٹتا ہوا یہہ عرض کریگا یارب تو نی مجہکو دیر لگادی پہر اللہ تعالی فرماویگا مین نی تجہکو دیر نہین لگائی تجہکو تیری اعمال نی دیر لگائی اور بعضی

یجر رجلاه ویتعلق یداه وبعضهم یسقط علی وجهه الی جهة النار ویتلقونه الزبانیة بالسلاسل
اپنی پانو کہیچتی ہوں گی دونو ہاتہوں سی پکڑی ہوی اور بعضی منہہ کی بل دوزخ کی اندر گرپڑین گی اور دوزخ کی موکل اوسکو زنجیر

والاغلال ویقولون له اما نهیت عن کسب الاوزار اما حذرت من عذاب النار فتفکر یا مسکین اذا
اور طوق مین جکڑ لینگی اور اوسی کہینگی کیا تجکو کسینی منع نہین کیا تہا اعمال بد سی کیا تجہکو ڈرایا نہین تہا دوزخ کی عذاب سی اب تصور کرلی او مسکین جب

نظرت الی جهنم وانت علی الصراط مع ضعف حالك وثقل اوزارك علی ظهرك والخلائق بین یدیك
تو نظر کریگا دوزخ کی طرف اور تو صراط کی اوپر ہوگا حالت تیری ناتوان اور بوجہہ گناہوں کا تیری کمر پہ اور تمام خلق تیری سامنی

کیف یتزلون وینکبون فتعلو رجلهم وتسفل رءوسهم الی جهة النار ومما یکون فی الیوم الاخر من احوال الاخرة
کیونکر اوترین گی اور گرینگی پہر پانو اوپر کو ہوجاوینگی اور سر نیچی کو دوزخ کی طرف اور منجملہ حالات اخروی کی جو قیامت کی دن پیش آویگا

الشرب من الحوض فان لکل نبی حوضا یشرب منه مع امته وحوض نبینا علیه الصلوة والسلام اکبر
حوض مین سی پانی پینا ہی ہر ہر نبی کا ایک ایک حوض ہوگا اوسمین سی پانی پیویگا اپنی امت کی ساتہہ اور ہماری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض سب سی بڑا

من غیره متسع الجوانب والزوایا مقدار مسیرة شهر کما روی عن عبد الله عمرو بن العاص انه علیه
ہوگا کہلی ہوی کناری اور کونی بمقدار سفر ایک مہینی کی چنانچہ روایت ہی عبداللہ بن عمرو بن عاص سی کہ فرمایا

الصلوة والسلام قال حوضی مسیرة شهر وزوایاه سواء وماءه ابیض من اللبن واحلی من العسل و
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی میرا حوض برابر سفر ایک مہینہ کی ہی کونی اوسکی برابر یعنی قائمہ ہین اور اوسکا پانی دودہ سی زیادہ سفید اور شہد سی زیادہ شیرین

ریحه اطیب من المسك وکیزانه کنجوم السماء من یشرب منه فلا یظما ابدا فقد دل هذا الحدیث
اور اوسکی خوشبو مشک سی زیادہ پاکیزہ اور اوسکی آبخورہ برابر گنتی آسمان کی ستاروں کی جسنی اوسمین سی پیا کبہی پیاسا نہوگا یہہ حدیث دلالت کرتی ہی

علی ان من شرب منه لا یعذب بالعطش ابدا لکن یزاد عنه من بدل وغیر لما روی عن سهل بن
کہ جسنی اوسمین سی پانی پیا اوسکو عذاب پیاس کا کبہی نہودیگا لیکن ہٹادئی جاوینگی حوض پر سی وہ لوگ جنہوں نی دین کو بدلا اور بدعت پیدا کی اسلئی کہ روایت ہی سہل

سعد انه عليه الصلوة والسلام قال انا فرطكم على الحوض من مر علىّ يشرب ومن شرب لا يظمأ ابدا
سعد سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں تمہارا میر منزل ہوں حوض پر جو شخص میری تک آویگا سو پیویگا اور جو شخص پیویگا کبھی پیاسا نہوگا

ليردن علىّ اقوام اعرفهم ويعرفونني ثم يحال بيني وبينهم فاقول انهم مني فيقال لا تدري ما احدثوا
البتہ آوینگی مجھہ تک وہ قوم کہ میں اونکو پہچانونگا وہ مجھے پہچانینگی پھر میری اور اونکی بیچ میں پردہ ہو جائیگا میں کہونگا یہہ تو میری ہی ہیں جواب آویگا آپ کو خبر نہیں انہوں نے

بعدك فاقول سحقا سحقا لمن غيّر بعدي فانه عليه السلام انما يعرف امته في ذلك اليوم لورودهم
بعد آپ کی پھر میں کہونگا دور دور جسنے دین کو بدلا میری بعد پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسی پہچانینگی اپنی امت کو اوس روز کہ وہ آوینگی آپکی پاس

عليه غرا محجلين من اثر الوضوء كما روى عن حذيفة انه عليه السلام قال حوضي لهو اشد بياضا
ہاتھہ منہہ چمکتی ہوئی وضوء کی اثر سے چنانچہ روایت ہے حذیفہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا حوض البتہ بہت سفید ہے۔

من الثلج واحلى من العسل وآنيته اكثر من عدد النجوم واني لاصد الناس عنه كما يصد الرجل ابل
برف سے اور بہت شیرین ہے شہد سے اور اوسکی برتن یعنی کوزہ بہت زیادہ ہیں ستارونکی گنتی سے اور میں البتہ روکونگا غیر لوگوں کو جیسے روکتا ہے کوئی شخص

الناس عن حوضه قالوا يا رسول الله اتعرفنا يومئذ قال نعم لكم سيماء ليست لاحد من الامم
غیر کی اونٹ کو اپنی حوض پر سے پوچھا یا رسول اللہ کیا تم پہچانوگی ہمکو اوس روز فرمایا ہان تمہارا چہرہ ایسی ہونگی جو کسیکی تمام امتوں میں سے نہوگی

تردون علىّ غرا محجلين من اثر الوضوء فهذه الاحاديث قد دلت على كون الحوض يوم القيمة حقا لكن
تم میری پاس آؤگی ہاتھہ منہہ چمکتی ہوئی وضو کی اثر سے ان حدیثوں سے معلوم یہہ ہوا کہ قیامت کی دن حوض حق ہے لیکن

اختلف فيه هل هو قبل الصراط او بعده وهل هو قبل الميزان او بعده فقال بعضهم انه يكون بعد الصراط
اختلاف اسمیں ہے کہ آیا وہ صراط سے پہلی ہے یا صراط کی بعد اور آیا وہ میزان سے پہلی ہیں یا پیچھی سو بعضی کہتی ہیں کہ حوض صراط کی بعد ہوگی

اذ لو كان في الموقف لما ادخل النار من شرب منه لانه عليه السلام قال من شرب منه لا يظمأ ابدا وقد
کیونکہ اگر وہ موقف میں ہوتی تو دوزخ میں کبھی نہ جاتا جو اوسمیں سے پی لیتا اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو اوسمیں سے پیویگا کبھی پیاسا نہوگا اور

ثبت ان بعضا من عصاة المؤمنين يدخلون النار ثم يخرجون منها بسبب الايمان فمتى يكون
بیشک یہہ ثابت ہے کہ بعضی گنہگار مؤمن دوزخ میں ڈالی جاوینگی پھر اوسمیں سے نکلینگی بسبب ایمان کی پھر اونکو پینا کب میسر ہوگا

شربهم منه وهذا القول ليس بصحيح بل الصحيح انه يكون في الموقف قبل الصراط وقبل الميزان لان
اور یہہ قول صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح یہہ ہی ہے کہ حوض موقف میں ہوگا صراط سے پہلی اور میزان سے پہلی اسلئے

الناس يخرجون من قبورهم عطاشا فذلك يقتضي ان يكون الحوض قبلهما وقد روى البخاري عن
کہ بنی آدم قبروں میں سے پیاسے نکلینگی اسی معلوم ہوتا ہے کہ حوض ان دونوں سے پہلی ہوگا اور بخاری نے روایت کی ہے

ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال بينا انا قائم على الحوض اذا زمرة حتى اذا عرفتهم خرج رجل
ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت میں حوض پر کھڑا ہونگا چانچک ایک گروہ پیدا ہوگا ایسا کہ جب میں اونکو پہچانونگا تو

من بيني وبينهم فقال لهم هلم فقلت الى اين قال الى النار والله قلت ما شانهم قال انهم ارتدوا بعدك
میری اور اونکی بیچمیں ایک شخص آجاویگا وہ شخص کہیگا اونسے چلو میں پوچھونگا کدہر کو کہیگا دوزخ میں قسم خدا کی میں کہونگا انکا کیا حال ہے کہیگا یہہ لوگ پھر گئی تہی بعد آپ کی

على ادبارهم قهقرى ثم اذا زمرة حتى اذا عرفتهم خرج رجل من بيني وبينهم فقال لهم هلم فقلت
پس پشت اولٹی پانوون پھر چانچک ایک گروہ ہوگا ایسا کہ جب میں اونکو پہچانونگا پیدا ہوویگا ایک شخص بیچمیں میری اور اونکی وہ اونسی کہیگا چلو میں پوچھونگا

الى اين قال الى النار والله قلت ما شانهم قال انهم ارتدوا على ادبارهم فلا ارى يخلص منهم الا مثل
کدہر کو وہ جواب دیگا دوزخ میں قسم اللہ کی میں کہونگا کیا حال ہے انکا وہ کہیگا یہہ پھر گئی تہی پس پشت اپنی سو معلوم نہیں ہوتا مجھے کہ بچی ہوگی اونمیں سے مگر مانند

ولیس الینا شئ فکیف نذم وکیف نعاقب ثم اجاب بان هذا الوعید من الله تعالی سبب لحصول
ہماری اختیار مین کچہہ بہی نہیں ہی بہلا کہو ہمکو کیون سرزنش ہی اورکیون عذاب ہوتا ہی بہر اسنی یہہ جواب دیا کہ اللہ تعالی کی اس دہمکی سی ہمکو اعتقاد حاصل ہوتا ہی

الاعتقاد فینا وحصول الاعتقاد سبب لهیجان الخوف وهیجان الخوف سبب لترك الشهوات وترك
اور اعتقاد حاصل ہونی سی دل پر خوف الہی خوب طاری ہوتا ہی اور خوف کی جوش سی شہوات نفسانی چہوٹتی ہی اور

الشهوات سبب للوصول الی جوار الله تعالی والله سبحانه وتعالی مسبب الاسباب ومرتبها
شہوات نفسانی کی چہوٹنی سی قرب الہی حاصل ہوگا اور اللہ تعالی ہی تمام اسباب کا بنانیوالا اور آراستہ کرنیوالا ہی

فمن سبق له السعادة فی الازل یتیسر له هذه الاسباب حتی یقوده سلسلتها الی الخیر ومن لم یسبق
پہر جسکو ازل مین سعادت نی جالیا اوسکو یہہ تمام اسباب میسر ہو جاتی ہین آخر کو وہی سلسلہ اوسکو خیر کی طرف کہینچ لیجاتا ہی اور جسکو

له السعادة یکون بعیدا عن سماع کلام الله تعالی وکلام رسوله وکلام العلماء واذا لم یسمع لا یعلم
سعادت حاصل نہوئی تو وہ کلام الہی سنی اور نہ کلام اوسکی رسول کی مانی اور نہ کلام علماء کی قبول کری اور جب اوسنی کچہہ نہ سنا تو بی علم رہا

واذا لم یعلم لا یخاف واذا لم یخف لا یترك الرکون الی الدنیا وشهواتها واذا لم یترك الرکون الی الدنیا
اور جب بی علم ہوا تو پہر کیا خوف ہوگا اور جب کچہہ خوف ہی نہوا تو دنیا کی رغبت اور اوسکی ہوا ہوس کب چہوڑیگا اور جب دنیا کی رغبت

وشهواتها یکون من حزب الشیطان وان جهنم لموعدهم اجمعین المجلس الثامن فی بیان
اور اوسکی ہوا ہوس دلمین سی نہ گئین تو شیطان کی گروہ مین داخل ہوا اور بیشک دوزخ ان سبکا ٹہکانا ہی مجلس آٹہوین بیان مین

من یدخل الجنة ومن لا یدخلها من المطیع للرسول علیه السلام
اون لوگون کی جو بہشت مین جاوینگی اور جو شخص بہشت مین نہین جاوینگی رسول علیہ السلام کی فرمان بردارون

والمخالفة له قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کل امتی یدخلون الجنة الا من ابی قالوا
اور مخالفون مین سی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی میری تمام امت جنت مین داخل ہوگی سوای اوس شخصکی جو منکر ہوا

ومن ابی یا رسول الله قال من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی فقد ابی هذا الحدیث من صحاح
منکر کون ہی یا رسول اللہ فرمایا جسنی میرا کہا مانا وہ جنت مین داخل ہوگا اور جسنی میرا کہا نمانا وہ بیشک منکر ہوا یہہ حدیث مصابیح کی

المصابیح رواه ابو هریرة والمراد بالامة فیه یحتمل ان تکون امة الدعوة فعلی هذا فالابی هو الکافر
صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور مراد امت سی اس حدیث مین شاید کہ امت دعوت ہو اس تقدیر پر منکر کافر ہی ہین

فیکون المعنی ان کل من امن بما جئت به من عند الله تعالی یدخل الجنة اما قبل دخول النار
پہر معنی حدیث کی یہہ ہین کہ جو شخص یقین کری گا احکام کا جو مین اللہ کی طرف سی لایا ہون وہ جنت مین داخل ہوگا یا تو بدون داخل ہونی دوزخ کی

او بعد الخروج منها ومن ابی وامتنع عن الایمان بما جئت به من عند الله تعالی لا یدخل الجنة
یا دوزخ سی نکل کر اور جو شخص منکر ہوا اور باز رہا ایمان سی اون احکام پر جو مین لایا ہون اللہ کی طرف سی تو وہ جنت مین ہرگز نہین جاویگا

اصلا بل یبقی فی النار ابد الاباد ویحتمل ان یکون المراد بالامة امة الاجابة فعلی هذا فالابی هو
بلکہ ہمیشہ کو دوزخ ہی مین پڑا رہیگا اور شاید مراد اس امت سی امت اجابت یعنی اہل اسلام ہون اس تقدیر پر منکر وہ ہین جو

العاصی من امته علیه الصلوة والسلام فیکون المعنی من اطاعنی بعد ما آمن بی وتمسك بسنتی
گنہ مین مبتلا ہین امت نبوی سی صلی اللہ علیہ وسلم اب معنی حدیث کی یہہ ہین جسنی میرا کہا مانا مجہہ پر ایمان لاکر اور میری طریق مسنون پر عمل کیا

وعمل بشریعتی یدخل الجنة ولا یدخل النار اصلا ومن ابی بعدما امن بی وامتنع عن تمسك بسنتی
اور میری شریعت کو برتا وہ جنت مین داخل ہوگا اور دوزخ مین ہرگز نہین جاویگا اور جو منکر ہوا ایمان لاکر اور باز رہا میری سنت کی عمل سی

والعمل بشريعتي واتبع هواه وضل عن سواء السبيل يبقى في مشيئة الله تعالى ان شاء يعفو عنه
اور میری شریعت کی برتنی سی اور پیچہی لگا اپنی ہوا وہوس کی اور بہکا سیدہی راہ سی   تو وہ خدا کی مشیت مین ہی   چاہی اوسکو معاف کر کی

ويدخل الجنة بلا عذاب وان شاء يدخله النار ويعذب به فيها بقدر ذنبه ثم يخرجه منها ويدخله
بلا عذاب جنت مین داخل کری   اور چاہی اوسکو دوزخ مین داخل کری   اور موافق گناہون کی اوسمین عذاب دیکر پہر اوسمین سی نکال کر جنت مین داخل کری

الجنة والحاصل ان من اطاع مولاه وجاهد نفسه وهواه وخالف شيطانه ودنياه يكون
اور حاصل یہہ ہی کہ جسنی اپنی مولی کی اطاعت کی اور مجاہدہ کیا اپنی جان سی اور ہوس سی اور مخالفت کی شیطان   اور دنیا سی   تو

الجنة منزله وماواه ومن تمادى في غيه وعصيانه وارخى في الدنيا زمام طغيانه ووافق
جنت اوسہی کا گہر   اور ٹہکانا ہی   اور جو شخص کہپارہا اپنی کجی   اور نا فرمانی مین   اور ڈہیلی ڈالدی دنیا مین باگ سرکشی کی   اور پیروی کرتا رہا

هواه في لذاته وشهواته يكون النار اولى به اذ قال الله تعالى فاما من طغى واثر الحيوة الدنيا فان
اپنی خواہش کی لذت اور شہوات مین   تو دوزخ اسہیکی لئی سزاوار ہی   اسلئی کہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی سو جسنی شرارت کی اور بہتر سمجہا دنیا کا جینا سو

الجحيم هي الماوى واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هي الماوى وروى عن
دوزخ ہی ہی ٹہکانا   اور جو کوئی ڈرا اپنی رب کی پاس کہڑی ہونی سی اور روکا جی کو چاؤ سی   سو بہشت ہی ٹہکانا   اور روایت ہی

ابي هريرة انه عليه السلام قال لا يدخل النار الا شقي قيل ومن الشقي يا رسول الله قال من لم يعمل
ابو ہریرہ سی کہ رسول علیہ السلام نی فرمایا دوزخ مین کوئی داخل نہوگا   سوای شقی کی کسینی پوچہا شقی کون ہوتا ہی یا رسول اللہ   فرمایا جسنی

لله بطاعة الله ومن لم يترك له معصيته فهو شقي وروى عن شداد بن اوس انه عليه السلام
خدا کی واسطی طاعت نکی اور جسنی اوسکی خوف سی گناہ کو نچہوڑا   وہ شقی ہی   اور روایت ہی   شداد بن اوس سی کہ رسول علیہ السلام نی فرمایا عاقل

قال الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله فانه
وہ ہی جسنی خدا کی واسطی اپنی جان جہکادی اور آخرت کی واسطی عمل کیا   اور عاجز نادان وہ ہی جو اپنی جان سی ہوا وہوس کی پیچہی پڑ رہا   اور اللہ سی بیجا آرزو کی

عليه الصلوة والسلام بين في هذا الحديث ان العاقل من بذل نفسه ويجعلها مطيعة لامر
رسول علیہ الصلوۃ والسلام نی   اس حدیث مین بیان فرمایا   کہ ہوشیار وہ شخص ہی جو خوار کری اپنی جان کو اور اپنی جان کو امر الہی کی تابع بنادی

الله تعالى ويحاسبها في الدنيا قبل ان يحاسب في الاخرة فان وجدها عملت خيرا يشكر الله تعالى
اور اوسکا حساب دنیا مین سمجہ لی   آخرت مین حساب ہونی سی پہلی   پہر اگر معلوم ہو کہ اوسی اعمال خیر عمل مین آئی تو اللہ کا شکر بجا لادی

وان وجدها عملت شرا يستغفر الله تعالى ويتوب اليه ويتاسف على ما ضيع من عمره ويستعد
اور اگر یہہ معلوم ہو کہ اعمال بد کئی ہین تو اللہ سی بخشش طلب کری اور اوسکی طرف رجوع کری اور اپنی عمر کی بربادی پر افسوس کری اور اپنی آخرت کی لئی سامان کری

لعاقبة امره بالتوجه الى صالح عمله والتنصل من سالف زلله والاشتغال بعبادة ربه في جميع احواله
نیک عمل کی طرف متوجہ ہو   اور گذری ہوئی لغزشون سی بیزار ہو   اور اپنی پروردگار کی عبادت کا ہر وقت شغل رکہی

فهذا هو الزاد ليوم المعاد والاحمق من يقصر في امر مولاه ويسعى في تحصيل هواه وهو مع تقصيره
یہہ ہی توشہ   معاد کی دن کا   اور احمق وہ ہی جو اپنی مولی کی کہا ماننی مین قصور اور اپنی خواہش حاصل کرنیمین کوشش کری اور وہ تقصیر پر ہی کہ

في طاعة ربه واتباع شهوات نفسه يتمنى على الله تعالى فهذا هو الغرور لانه تعالى امر ونهى ثم
اپنی رب کی طاعت مین قاصر ہی اور اپنی نفس کی خواہش مین لگا چلا جاتا ہی اللہ سی آرزوئین مانگتا ہی پس غرور یہہ ہی ہی   کیونکہ اللہ تعالی نی امر بہی کیا اور نہی بہی کی پہر

قال وان ليس للانسان الا ما سعى وروى عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال ما من احد يموت
فرمایا اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی جو اوسنی کمایا   اور روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی   فرمایا ایسا کوئی نہین جو مر کر

الا الندم قالوا وما ندامته یارسول الله قال ان کان محسنا ندم ان لا یکون ازداد وان کان
پچھتاوی نہین عرض کیا پچھتاوا کیا ہوگا یارسول الله فرمایا اگر وہ شخص نیکو کار ہی تو پچھتاویگا کہ مینی کیون نہین زیادہ عمل کیا اور اگر

مسیئا ندم ان لا یکون نزع فیا ایها العاقل لا تضیع عمرک فی الغفلة فاجتهد فی تحصیل امتعة
بدکار ہی تو پچھتاویگا کیون نہین باز رہا پس ای شخص ہوشیار غفلت مین اپنی عمر برباد مت کر سامان آخرت کی پیدا کرنی مین کوشش کر

الاخرة قبل ان یجیء یوم لا تقدر علی تحصیلها فی ذلک الیوم فانک عن قریب تعاین ذلک الیوم فتندم
اس سی پہلی کہ وہ دن آپہنچی کہ پہر تجہکو اوس روز حاصل کرنی کی کچہہ طاقت نرہیگی تو ابہی نزدیک اوس دن کو دیکہہ لیگا پہر

علی ما فات من عمرک ولا ینفعک الندم قال الامام الغزالی فی رسالته المسماة بایها الولد انی رایت
غفلت مین عمر برباد کئی ہوئی پر پچھتاویگا اور اس ندامت سی کچہہ فائدہ نہوگا امام غزالی اپنی رسالہ مین ایها الولد جسکا نام ہی کہتی ہین مینی

فی الانجیل ان المیت من ساعة ان یوضع علی الجنازة الی ان یوضع الی شفیر القبر یسئله تعالی
انجیل مین دیکہا ہی کہ مردہ سی اتنی عرصہ مین کہ اوسکو جنازہ پر رکہہ کر قبر کی کنارے پر لیجا کر رکہین الله تعالی اپنی عظمت سی

بعظمته اربعین سؤالا اوله یقول عبدی طهرت منظر الخلق سنین وما طهرت منظری
چالیس سوال پوچہتا ہی پہلی یہہ ہی فرماتا ہی ای میری بندی پاکیزہ کیا تونی اپنی تن بدن کو برسون تک اور میری نظرگاہ کو

ساعة فانه ینظر فی قلبک کل یوم ویقول ما تصنع بغیری وانت محفوف بخیری اما انت اصم
ایکدم پاک نکیا کیونکہ الله تعالی ہر روز تیری دلکی طرف دیکہتا ہی اور فرماتا ہی تو کیا کیا کرتا ہی اورون کی واسطی اور تو گہرا ہوا ہی میری انعام سی کیا تو بہرا ہی

لا تسمع وقد قال ابو سلیمان الدارانی لو لم یبک العاقل فیما بقی من عمره علی فوت ما مضی منه
سنتا نہین ابو سلیمان دارانی کہتی ہین اگر عاقل افسوس سی نہ روئی اپنی بقیہ عمر مین بی عبادت غفلت مین گذری ہوئی عمر پر

فی غیر الطاعة لکان خلیقا ان یحزنه ذلک الی الممات قال الامام الغزالی انما قال هذا لان
تو اوسکو لائق ہی کہ مرتی دم تک اسی غم مین رہی امام غزالی کہتی ہین ابو سلیمان نی یہہ بات اسلئی کہی ہی کہ

العاقل اذا ملک جوهرة نفیسة وضاعت منه فی غیر فائدة یبکی علیها لا محالة فاذا ضاعت
عاقل کو اگر کوئی نفیس جوہر ہاتہہ آجاتا ہی اور پہر وہ اوسکی ہاتہہ سی بی فائدہ جاتا ہی تو بیشک اوسکی غم مین روتا ہی پہر اگر وہ جوہر

منه وصار ضیاعها سببا لهلاکه یکون بکاؤه اشد فکل ساعة من العمر بل کل نفس منه
بی فائدہ گم ہوکر باعث ہو اوس شخص کی تباہی کا تو اور بہی زیادہ تر روتا رہیگا پس ہر ہر ساعت عمر کی بلکہ ہر ہر دم عمر کا

جوهرة نفیسة لا خلف لها ولا بدل لها لانها صالحة لان یوصلک الی سعادة الابد وینقذک
ایک نفیس جوہر ہی جسکا نہ کچہہ عوض ہی اور نہ بدلہ کیونکہ وہ عمر اس قابل ہی کہ تجہکو سعادت ابدی مین پہنچادی اور

من شقاوة السرمد وای جوهر انفس من هذه الجوهرة فاذا ضیعتها فی الغفلة فقد خسرت خسرانا
شقاوت دائمی سی بچادی اور کونسا جوہر اس جوہر سی زیادہ نفیس ہوگا جب تونی اسکو غفلت مین برباد کیا تو تو صاف بڑی ہی ٹوٹی مین

مبینا فاذا صرفتها الی المعصیة فقد هلکت هلاکا مبینا فان کنت لا تبکی علی هذه المعصیة
مبتلا ہوا پہر اگر تونی اوسکو گناہون مین صرف کیا پہر تو ظاہر ہی کہ تو خوب تباہ ہوا پہر اگر تو اس خطا پر افسوس کرکی نہین روتا

فذلک لجهلک فمصیبتک لجهلک اعظم من کل مصیبة لکن الجهل مصیبة لا یعرف صاحبه
تو یہہ تیری جہالت ہی تیری جہالت کی مصیبت تمام مصیبتون سی بدتر ہی لیکن جہالت ایسی مصیبت ہوتی ہی کہ جاہل اوسکو

کونه مصیبة لان نوم الغفلة یحول بینه وبین معرفته والناس نیام فاذا ماتوا انتبهوا
مصیبت نہین سمجہتا کیونکہ خواب غفلت حایل ہوکر نہین سمجہنی دیتی اور آدمی اب تو سوتی ہین جب مرینگی تو جاگین گی

فقو

فعند ذلك ينكشف لكل مفلس افلاسه ولكل مصاب مصيبته فان الناس في الآخرة ينقسمون الى عدة
اور سو وقت ہر مفلس کو اوسکا افلاس کہل جاویگا اور ہر مبتلا کو اوسکی مصیبت معلوم ہوجائیگی بیشک بنی آدم آخرت میں کئی قسم پر ہونگے
اقسام القسم الاول قسم الفائزين وهم الذين قال الله تعالى فيهم فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم
پہلی قسم وہ جو اپنی مراد کو پہنچے وہ وہ لوگ ہیں جنکی حق میں الله تعالى فرماتا ہی سو کسی جیکو معلوم نہیں جو چہپا دہرا ہی انکی واسطی
مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ قال النبي عليه السلام حكاية عن الله تعالى اني اعددت لعبادي
ٹہنڈک انکہوں کی بدلہ اوسکا جو عمل کرتی تہی نبی صلی الله علیه وسلم الله تعالى کی طرف بطور حکایت کی فرماتی ہیں یعنی میں نی اپنی نیک کار بندوں کی واسطی
الصالحين ما لا عين رأت ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر والقسم الثاني قسم الهالكين وهم
وہ سامان تیار کیا ہی جو نہ کسی آنکہہ نی دیکہا اور نہ کانوں نی سنا اور نہ کسی دل پر خطرہ میں گذرا اور دوسری قسم ہالکین کی ہی وہ وہ لوگ ہیں
الذين كذبوا بالحق ولم يصدقوا به فان سعادة الآخرة لا تكون الا في القرب من الله تعالى والنظر اليه
جنہوں نی حق کو جہٹلایا اور اوسکی تصدیق نکی بیشک سعادت آخرت کی بجز قرب الہی اور خدا کی دیدار کی نہیں ہی
وذلك لا يحصل الا بالمعرفة التي يعبر عنها بالايمان والتصديق وهم لما كذبوا بالحق ولم يصدقوا به
اور یہہ مرتبہ بدون معرفت کی جسکو ایمان اور تصدیق کہتی ہیں حاصل نہیں ہوسکتا ان لوگوں نی از بسکہ حق کو جہٹلایا اور تصدیق نکی
كانوا بعيدا عنه وهم عن ربهم يومئذ لمحجوبون وكل محجوب عن ربه يكون هالكا معذبا بنار الفراق
تو اس سعادت سی دور ہونگی اور وہ اپنی رب سی اوس روز البتہ اوٹ میں ہونگی اور جو شخص اپنی رب سی اوٹ میں رہا ہلاک ہوویگا جدائی کی آگ میں
ونار جهنم ابد الاباد والقسم الثالث فيه قسم المعذبين وهم الذين تحلوا باصل الايمان لكنهم قصروا في العمل
اور دوزخ کی آگ میں ہمیشہ کو جلتا رہیگا اور تیسری قسم اسمیں وہ جو عذاب دئی جاوینگی وہ لوگ ہیں جنہوں نی اصل ایمان تو حاصل کیا پر عمل میں جو سزاوار
بمقتضاه فان راس الايمان التوحيد وهو نفي الشرك وهو اعتقاد العبد ان الله تعالى واحد في ذاته وصفاته
ایمان کی تہا کوتاہی کی کیونکہ جزو اعظم ایمان کا توحید ہی یعنی نفی شرک کی اور وہ یہہ ہی کہ آدمی یہہ اعتقاد کری کہ الله تعالى ایک ہی اپنی ذات اور صفات
وافعاله وكل ما يظهر في العالم لا يظهر الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو فعلى هذا
اور افعال میں اور عالم میں جو گذرتا ہی ہرگز نہیں پیدا ہوسکتا بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا کرنی کی اور پرستش کی سوای اوسکی اور کوئی قابل نہیں ہی اس تقریر کی موافق
كل من يقول لا اله الا الله يصير كانه يقول اني اعتقدت انه تعالى واحد في ذاته وصفاته وافعاله
جو شخص زبانسی کہتا ہی لا اله الا الله گویا وہ کہتا ہی میں نی یقین کیا کہ الله تعالى ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال میں
ولا يظهر في العالم شئ الا بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو واني التزمت عبادته
اور عالم میں کوئی امر پیدا نہیں ہوسکتا بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا کرنی کی اور کوئی نہیں سزاوار پرستش کا سوا اوسکی اور میری ذمہ ہی اوسکی عبادت
ولا اعبد الا اياه وبعد هذا الاعتراف كل من اتبع هواه فقد اتخذ الهه هواه وهو موحد بلسانه
اور میں کسیکی عبادت نکرونگا سوای اوسکی اور یہہ اقرار کرکر جو شخص اپنی ہواہوس کی پیچہی پڑی تو اوسنی بیشک اپنا معبود ہواہوس کو ٹہرالیا اب وہ شخص فقط زبانسی
فقط والتوحيد لا يكمل الا بالاستقامة عليه ومن لم يستقم عليه ولو في امر يسير بل اتبع هواه
توحید کا قائل ہی اور توحید بدون استقامت کی پوری نہیں ہوتی اور جو شخص توحید پر قایم نرہی اگرچہ ادنی کار میں بلکہ اپنی ہواہوس کی پیچہی پڑی
ولو في فعل قليل يكون خارجا عن سواء السبيل وذلك نادر في كمال التوحيد ولعدم خلو بشر عن
اگرچہ چہوٹی سی کار میں وہ سیدہی رستہ سی بیراہ ہی اور اسکی کمال توحید کو بٹا لگتا ہی اور اسلیئی کہ اکثر آدمی اوقات کامل توحید پر
ذلك في غالب الامر قال الله تعالى وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا فيكون ورود كل احد على النار متيقنا وانما
قایم نہیں رہتی الله تعالى فرماتا ہی ایسا کوئی نہیں جو اوسپر نگذری پس یقیناً آگ سب کی گذرگاہ ہی

الشك فيمن يخرج منها وقد جاء في بعض الاخبار ما يدل على ان آخر من يخرج منها يخرج بعد سبعة آلاف
شک اسمین ہی کہ کون کرن نجات پاویگا بعضی حدیثون مین ایسا آیا ہی جسی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ سبسی پیچہی دوزخ مین سی نکلنی والا سات ہزار برس کی بعد نکلیگا
سنة وبعضهم يجوز منها كبرق خاطف فلا يكون له فيها لبث وبعضهم يمكث فيها لحظة وبين اللحظة
اور بعضی اوسمین سی ایسی گذر جاوینگی جیسی چمکتی بجلی ایسی شخصکو دوزخ مین ذرہ بہر درنگ نہوگی اور بعضی دوزخ مین لحظہ بہر ٹہرینگی ایک لحظہ سی
وسبعة آلاف سنة درجات متفاوتة من اليوم والاسبوع والشهر والسنة والسنتين وسائر العدد
سات ہزار برس کی اندر اندر بہت سی درجہ متفاوت ہین جیسی ایک دن یا ایک ہفتہ یا ایک مہینہ ایک برس دو برس اور باقی تمام گنتی
واما الاختلاف بالشدة فلا نهاية لاعلاه وادناه التعذيب بالمناقشة في الحساب فان اختلاف عذاب
اور یہ حال سختی کا اوسکی اعلی درجہ کا توکچہہ ٹہکانا نہین اور کم سی کم عذاب حساب کی گرفت ہی سختی سی کیونکہ اختلاف آخرت کی عذاب کا
الآخرة وثوابها بحسب قوة الايمان وضعفه وكثرة الطاعات وقلتها وكثرة الذنوب وقلتها وشواهد
اور ثواب کا موافق ایمان کی قوت اور سستی کی ہی اور باعتبار زیادتی اور کوتاہی عبادات کی اور بلحاظ کثرت اور قلت گناہونکی اور گواہ
هذا في القرآن قوله تعالى اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم اليوم وقوله تعالى وان ليس للانسان الا
اسکی قرآن مین ہین قول اللہ تعالی کا آج بدلا دی جاویگی ہر جان جو جو اوسنی کیا تہا آج ظلم نہین ہی اور قول اللہ تعالی کا اور یہہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہی
ما سعى وقوله تعالى فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره وغير ذلك مما ورد في كتاب
جو کمایا اور قول اللہ تعالی کا سو جسنی ذرہ بہر بہلائی کی وہ دیکہہ لیگا اور جسنی ذرہ بہر برائی کی وہ دیکہہ لیگا اور سواء اسکی جو اور کتاب مجید مین
الله تعالى وسنة رسوله من كون الثواب والعقاب جزاء الاعمال فعلى هذا كل من احكم اصل الايمان
اور سنت رسول یعنی حدیث مین وارد ہی کہ ثواب اور عذاب دونو بدلا کئی کا ہی پس اس بیان کی موافق جسنی اصل ایمان کو درست اور محکم کیا
واحسن جميع الفرائض التي هي الاركان الخمسة للاسلام باتيان كلمتي الشهادة واقامة الصلوة وايتاء الزكوة
اور تمام فرایض اچہی طرح ادا کئی یعنی پانچون رکن اسلام دونو کلمہ شہادت کی پڑہی اور نماز کو قایم رکہی اور زکوۃ ادا کرتا رہا
وصوم رمضان وحج البيت واجتناب الكبائر ولم يصدر منه الاصاغر متفرقة من غير ان يصر عليها
اور روزی رمضان کی رکہی گیا اور حج بیت اللہ کا کیا اور کبیرہ گناہونسی بچتا رہا اور اوسی سواء متفرق صغیرہ بدون اصرار کی یعنی ڈہٹہ جانی کی کوئی عمل مین
وادنى معنى ارتكاب الكبائر والاصرار على الصغائر بمعنى الاكثار فيها سواء كانت من نوع واحد ومن
اور کم سی کم کبیرہ عمل کرنی سی اور صغیرہ پر اصرار کرنیسی مراد یہہ ہی کہ اکثر اوقات اوسمین مبتلا رہی برابر ہی کہ وہ گناہ ایک ہی طرح کا ہو یا
انواع مختلفة يشبه ان يكون عذابه بالمناقشة في الحساب فاذا حوسب ترجح حسناته على سيئاته
کئی طرح کی ہون تو قریب بہ یقین ہی کہ ایسی شخصکا عذاب حساب مین سخت گیری کا ہو پہر جب حساب ہو چکیگا تو اوسکی حسنات کو برائیون پر غلبہ ہو جاویگا
اذ قد جاء في الحديث ان الصلوات الخمس والجمعة الى الجمعة ورمضان الى رمضان مكفرات لما بينهن
اسواسطی کہ حدیث مین آیا ہی کہ بیشک پانچون نمازین اور جمعہ اگلی جمعہ تک اور رمضان اگلی رمضان تک اوتار ڈالتی ہین بیچ کی صغیرہ گناہونکو
سوى الكبائر وكذا اجتناب الكبائر مكفر للصغائر بحكم نص القرآن وهو قوله تعالى ان تجتنبوا كبائر
سوای کبیرہ گناہون کی اور ایسی ہی کبیرہ گناہ سی بچتی رہنا اوتار ڈالتا ہی صغیرون کو قرآن کی صاف حکم سی وہ یہہ قول اللہ تعالی کا ہی اگر تم بچتی رہوگی بڑی عملونسی
ما تنهون عنه نكفر عنكم سيئاتكم واقل درجات التكفير ان يدفع العذاب اذا لم يدفع الحساب
جو تمکو منع ہوئی ہین تو ہم اوتار دینگی تمسی گناہ تمہاری اور کم سی کم درجہ معافی کا یہہ ہی کہ عذاب موقوف ہو اگر حساب موقوف نہو
وكل من هذا حاله يكون ممن ثقلت موازينه فهو في عيشة راضية هذا حال من اجتنب جميع الكبائر
اور ایسی ہی لوگ ہونگی جنکی تولین بہاری ہونگی سو وہ نہایت پسندیدہ آرام مین ہین یہہ حال تو اوسکا ہی جو تمام کبایر سی بچتا رہا

وادی جمیع الفرائض واما من ارتکب بعضا من الکبائر او ترک بعضا من الفرائض فانه ان تاب توبة

اور اوسنی تمام فرایض ادا کئی اور جسنی کچہہ کچہہ کبیرہ گناہ بہی کئی اور کوی کوی فرض بہی ادا نکیا تو ایسی شخص نی اگر کامل توبہ کی

نصوحا قبل قرب الاجل یلتحق ممن لم یرتکب ذنبا لان التائب من الذنب کمن لا ذنب له والثوب المغسول

حالت نزع سی پہلی تو یہہ اونہین شامل ہی جنی کوئی گناہ نہین کیا اسلئی کہ گناہ سی توبہ کرنیوالا ایسا ہی جیسی بی گناہ اور دہویا ہوا کپڑا ایسا ہوتا ہی

کالثوب الذی لم یتوسخ وان لم یتب بل مات قبل التوبة فامره مخطر عند الموت اذ ربما یکون موته علی

جیسی میلا نہین ہوا اور اگر توبہ نہین کی بلکہ توبہ سی پہلی مرگیا تو اوسکی حق مین مرتی وقت کا اندیشہ ہی اسواسطی اکثر اوقات ایسی موت

الاصرار سببا لزوال ایمانه فیختم له بسوء الخاتمة ویبقی فی جهنم ابد الاباد وان لم یختم له سوء الخاتمة

اسرار پر باعث ایمان کی زوال کی ہوجاتی ہی پہر اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور ہمیشہ کو دوزخ مین پڑا رہیگا اور اگر اوسکا خاتمہ بد نہوا

بل مات علی الایمان فان لم یعف الله تعالی یعذب عذابا یزید علی عذاب المناقشة فی الحساب ویکون

بلکہ ایمان سی موا پہر اگر اللہ تعالی نی معاف نکیا تو اوسکو ایسا عذاب ہوگا جو حساب مین سخت گیری کی عذاب سی زیادہ ہو اور

کثرة العقاب من حیث المدة بحسب کثرة الاصرار ومن حیث الشدة بحسب شدة قبح الکبائر ومن حیث

افزایش عذاب کی درازی مدت سی باعتبار زیادتی اصرار کی ہوگی اور افزایش سختی مین باعتبار سختی گناہ کی ہوگی اور

اختلاف النوع بحسب اختلاف انواع المعاصی وعند انقضاء مدة العقاب ینزل فی درجات اصحاب

تبدیل عذاب کی باعتبار تبدیل گناہ کی یعنی جیسا گناہ ویسا ہی عذاب ہوگا اور بعد گذرجانی مدت عذاب کی وہ شخص اونکی مرتبہ مین شامل ہوویگا جنکو

الیمین وفی الخبر ان اخر من یخرج من النار یعطی مثل الدنیا کلها عشرة اضعاف ولا یخرج من النار الا موحد

اعمالنامہ داہنی ہاتہہ مین ملینگی اور حدیث مین ہی کہ سب سی پیچہی جو دوزخ سی باہر آویگا اوسکو تمام دنیا سی دس گونہ زیادہ عنایت ہوگا اور دوزخ مین سی سوا موحد کی

ولیس المراد من الموحد من یقول بلسانه لا اله الا الله فقط لان اللسان من هذا العالم الذی یعبر عنه

کوئی خلاص نہوویگا اور موحد سی مراد وہ شخص نہین ہی جو صرف زبان سی لا اله الا الله کہا کری اسلئی کہ زبان آلہ اس عالم کا ہی جسکو

بعالم الملك والشهادة فلا ینفع النطق به الا فی هذا العالم حیث یدفع سیف المسلمین عن رقبته وایدی

عالم ملک اور شہادت کہتی ہین سو زبانی کلمہ پڑہنی سی صرف اسی عالم مین فائدہ ہوگا اسواسطی کہ تلوار مسلمانون کی اوسکی گردن سی دور رہی گی اور ہاتہہ

الغانمین عن ماله ومدة الرقبة والمال مدة الحیوة واذا لم یبق الرقبة والمال لا ینفع النطق به وانما ینفع الصدق

غنیمت کرنیوالون کا اسکی مال سی الگ رہی گا اور گردن اور مال تو زندگی بہر ہی پہر جب گردن اور مال نرہیگا یعنی بعد موت کی وہ کلمہ پڑہنا کچہہ کام نہ آویگا

فی التوحید وکمال التوحید الاستقامة علی فعل المامورات وترك المنهیات ولا یاتی ذلك الا بغلبة الیقین

توحید مین صرف تصدیق کام آویگی اور کمال توحید کا مامورات کی عمل کرنی پر اور منہیات کی ترک کرنی پر قایم رہنی سی ہی اور یہہ تو بہ ہاصل نہین ہوتی

علی القلب بعد نفی الشك عنه فان من غلب علی ظنه ان من یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة

جبتک دل پر یقین غالب نہو اور شک دل مین سی نجاتا رہی کیونکہ جسکی گمان مین یہہ بات جم گئی کہ جو ذرہ بہر بہلائی کو عمل مین لاویگا وہ دیکہیگا اور جو ذرہ بہر برائی کریگا

شرا یره لا شك ان یحرص علی تحصیل الطاعات ویحفظ قلیلها وکثیرها ویترك الذنوب والسیات

سو دیکہیگا تو بیشک وہ شخص جہانتک بنی عبادت کو حاصل کریگا اور عبادت مین سی تمام چہوٹی اور بڑی کی حفاظت کریگا اور تمام گناہ اور برائیون کو چہوڑیگا

ویجتنب صغیرها وکبیرها وقلیلها وکثیرها وهذا هو الایمان الحقیقی والتوحید الیقینی والناس فی هذا

اور تمام صغیرہ اور کبیرہ سی اور تہوڑی اور بہت سی بچیگا اور یہہ ہی حقیقی ایمان اور یقینی توحید ہی اور آدمی اس توحید کی اندر

التوحید متفاوتون فمنهم من له توحید مثل الجبال ومنهم من له توحید مثل دینار ومنهم من له توحید

مختلف درجہ کی ہین بعضی وہ ہین جنکی توحید برابر پہاڑ کی ہی اور بعضی ایسی ہین جنکی توحید برابر دینار کی ہی اور بعضی ایسی کہ جنکی توحید

مقدار خردلة وذرة فمن فی قلبه مثقال دینار من الایمان فهو اول من یخرج من النار واخر من یخرج
برابر دانه رائی اور ذرہ کی ہی پہر جسکی دل میں ایمان برابر دینار کی ہی وہ سب سی پہلی دوزخ کی اندر سی باہر آویگا اور سب سی پیچہی دوزخ کی

منها من فی قلبه مقدار ذرة من الایمان واکثر ما یدخل الموحدین النار مظالم العباد وقد جاء فی الاثر
اندر سی وہ نکلیگا جسکی دل میں ایمان برابر ذرہ کی ہی اور موحد آدمی اکثر دوزخ میں بسبب حق العباد کی جاوینگی اور حدیث اثر میں آیا ہی

ان العبد لیوقف بین یدی الله تعالی وله حسنات امثال الجبال لو سلمت له لکان من اهل الجنة فیقوم
کہ ایک شخص سامنی اللہ تعالی کی کہڑا ہوگا اور اوسکی حسنات پہاڑ کی برابر ہون گی اگر وہ سب اوسکی لئی بچی رہتین تو بیشک جنتی ہوتا پہر اوسکی

اصحاب المظالم فکان قد سبّ هذا وضرب هذا واستخدم هذا واخذ مال هذا فیقتصّ من حسناته
مدعی کہڑی ہونگی اوستی اوسکو گالی دی تہی اور اوسکو مارا تہا ایک سی خدمت لی تہی کسیکا مال چہین لیا تہا اب ان سبکا بدلہ اوسکی حسنات میں سی

حتی لا یبقی له حسنة فیقول الملئکة یا ربنا قد فنیت حسناته وبقی الطالبون کثیر فیقول الله تعالی
آخر اوسکی پاس کچہہ بہی نہیں بچیگا پہر فرشتی کہینگی یا آلہی اوسکی حسنات تو ہولئی اور مدعی بہت موجود ہیں اللہ تعالی فرماویگا

القوا من سیّاتهم علی سیاته وصکوا له صکا الی النار وکما یهلک الظالم بسیئة غیره بطریق القصاص
اونکی گناہ اسکی ذمہ پر رکہدو اور اوسکی لئی دروازہ دوزخ کا کہول دو اور جیسی ظالم غیرونکی گناہ سی یعنی بدلہ میں مارا جاتا ہی

فکذلک ینجو المظلوم بحسنة الظالم اذ تنقل حسنته الیه عوضا عما ظلم به واذا تقرر هذا فالواجب
ایسی ہی مظلوم ظالم کی حسنات سی بچ جاتا ہی جب ظالم کی حسنات مظالم کی بدلہ میں مظلوم کو ملجاتی ہیں جب یہہ بات ٹہری تو ہر مسلمان پر واجب ہی

علی کل مسلم البدار الی محاسبة نفسه کما روی عن عمر بن الخطاب انه قال حاسبوا انفسکم قبل ان
کہ جلد اپنی ذات کا حساب سمجہہ لی چنانچہ روایت ہی عمر بن الخطاب سی کہ فرماتی ہیں اپنا حساب سمجہہ رکہو پہلی

تحاسبوا وزنوا انفسکم قبل ان توزنوا فانکم ان کنتم تحاسبون انفسکم الیوم وتزنونها للعرض الاکبر
حساب دینی سی اور اپنا کیا تول رکہو پہلی تول دینی سی کیونکہ اگر تم آج اپنا حساب سمجہہ لوگی اور بڑی وقت کی واسطی تول رکہوگی

یکون الحساب علیکم غدا هونا وتعرضون یومئذ ولا تخفی علیکم خافیة وطریق المحاسبة ان
تو کل کو حساب تم پر بہت آسان ہوئیگا اوسدن سب سامنی ہوگا کوئی بات چہپی نرہیگی اور حساب سمجہنی کا یہہ ڈہب ہی

ینظر المرء فی احواله هل علیه شیء من حقوق الله تعالی وحقوق الناس ام لا فیقضی ما فاته من فرائض
کہ آدمی اپنی حال میں غور کری آیا مجہہ پر کوئی حق اللہ یا حق العباد باقی ہی یا نہیں پہر چاہئی کہ ادا کری اگر کوئی فرض

الله تعالی ویرد المظالم حبة حبة ویستحل کل من تعرّض له بیده ولسانه وقلبه بان اساء له الظن
آلہی رہ گیا ہو اور حق العباد کا دانہ دانہ پہیر دی اور معاف کرالی ہر یک سی جسکو ستایا ہو ہاتہہ سی اور زبان سی اور دل سی اسطور کہ اوسکی حق میں بدگانی کی

ویطیب قلوبهم حتی یموت ولم یبق شیء علیه من حقوق الله تعالی وحقوق العباد ویدخل الجنة بغیر
اور اونکا دل خوش کردی آخر ایسی حال میں مری کہ اوسکی ذمہ پر کوئی حق اللہ اور حق العباد باقی نہو اور بہشت میں بی

حساب یسرنا الله بفضله

المجلس التاسع فی لزوم الاتباع للنبی صلی الله علیه

حساب چلا جا آلہی اپنی فضل سی ہمپر آسان کردی نوین مجلس ضروری ہونی میں اتباع نبوی صلی اللہ علیہ

وسلم فیما جاء به وفیه تحقیق

وسلم کی تمام احکام میں جو لای ہیں اور اسمین تحقیق ہی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یؤمن احدکم
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مؤمن نہیں ہرگز کوئی تم میں سی

حتی یکون هواه تبعا لما جئت به هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عبد الله بن عمرو بن العاص
جبتک ہو دی خواہش اوسکی مطابق میری لائی ہوئی کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون میں ہی عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی روایت سی

معناه ان احدکم لایبلغ درجۃ کمال الایمان حتی یخالف ھواہ ویتبع الحق ولا یسلط ھواہ علی الحق
اسکی معنی یہہ ہین کہ البتہ کوئی تم مین سی نہین پاویگا درجہ کمال ایمان کا یہان تک کہ اپنی ہوا ہوس کی خلاف کری اور تابع حق کا ہو اور اپنی ہوا ہوس کو حق پر غالب نہ کردی

بل یکون الحق الذی جئت بہ مسلطا علی الھوی فان من یعمل بھوی نفسہ لایرید نفسہ شیئا الا
بلکہ حق ہی جو مین لایا ہون خواہش پر غالب رہی کیونکہ جو شخص مطابق اپنی خواہش نفسانی کی عمل کیا کری تو پہر اسکا نفس جو خواہش کریگا

یرتکبہ ویخالف مولاہ ویجعل ھواہ الھا لنفسہ کانہ یعبدہ ولھذا قال النبی علیہ السلام ما عُبِدَ تحت
سو عمل کریگا اور اپنی مولی کا مخالف ہوکر اپنی خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا دیگا گویا یہہ اوسکی پرستش کرتا ہی اسیلئی فرمایا ہی نبی صلی اللہ علیہ نی نہین پوجا گیا آسمان کی

السماء الہ ابغض الی اللہ تعالی من الھوی وفی روایۃ ان ابغض الہ عُبِدَ فی الارض عند اللہ تعالی
تلی کوئی معبود جو بدتر ہو نزدیک اللہ تعالی کی ہوا سی اور ایک روایت مین یہہ ہی بیشک بدتر معبود جو پوجا جاتا ہی زمین پر نزدیک اللہ کی

ھو الھوی وفی الحقیقۃ ان من تامل یعلم ان من یعبد الصنم لایعبد الصنم وانما یعبد ھواہ لکون
ہوا ہی اور حقیقت مین جو شخص غور کرکر دیکہی تو جان لی کہ جو آدمی بت کو پوجتا ہی وہ بت کو نہین پوجتا اپنی ہوا کی پرستش کرتا ہی کیونکہ اوسکا

نفسہ مائلۃ الی دین ابائہ فیتبع ذلک المیل الذی یعبر عنہ بالھوی اذ من عادۃ اھل الھوی ان یستحسنوا
دل باپ دادون کی دین پر جہکا ہی سو یہہ شخص اوسی توجہ دلی کی پیچہی لگا ہوا ہی اسی کو ہوا کہتی ہین اسلئی کہ اہل ہوا کی یہہ عادت ہی کہ جو بات اونکی خوشی کی

کلما یوافق ھواھم وان کان جالبا لکل شر ووبال وان یستقبحوا کل ما یخالف ھواھم وان کان جالبا لکل خیر
موافق ہو اوسکو اچہا سمجہین اگرچہ اوسی تمام برائی اور وبال آپڑی اور جو بات اونکی خوشی کی خلاف ہو اوسکو برا سمجہین اگرچہ اوسمین تمام بہلائی

ونوال فالسعید من یخالف ھواہ ویطیع مولاہ والشقی من یتبع ھواہ ویخالف مولاہ ویکون ھالکا
اور خوبی ہو لیس نیکبخت وہ ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی خلاف اور مولی کی اطاعت کری اور بدبخت وہ ہی جو اپنی خواہش نفسانی کی پیچہی مولی کا خلاف کرکر ہلاک

لان من یتبع ھواہ یفعل ما یضرہ ویھلک حالا او مالا وھو لایشعر او یشعر لکن لخفۃ عقلہ یرجح
اسواسطی جو اپنی ہوای نفسانی کا تابع ہوگا تو وہ ہی عمل کریگا جو اوسکی حق مین مضر در دنیا اور آخرت مین ہلاک کردی اور وہ خیال نہین کرتا یا خیال تو کرتا ہی پر بیوقوفی کی

اللذۃ الحاضرۃ التی لابقاء لھا علی العقوبات العظیمۃ التی لانھایۃ لھا ویظن لعمی بصیرتہ وغایۃ حماقتہ
حال کی لذت کو جسکو اصلا قیام نہین ہی اون بڑی بڑی عذابونسی جنکی کچہہ انتہا نہین ہی بہتر جانتا ہی اور یہہ کا اندہا اپنی حماقت سی یہہ گمان کرتا ہی

انہ ظفر بشیء من اللذائذ ولا یعلم ذلک الاحمق انہ یخرج من الدنیا ویری انہ لم یظفر بشیء من اللذائذ
کہ مین نی خوب عیش اوڑائی اور احمق یہہ نہین سمجہتا کہ دنیا سی نکلتی ہی یعنی مرتی ہی دیکہہ لیگا کہ اوسکو کچہہ بہی مزہ حاصل نہوا

اصلا لا من لذائذ الدنیا ولا من لذائذ الاخرۃ بل اتبع ھواہ فیما لیس بشیء لان لذائذ الدنیا عنہ تزول
نہ تو دنیا ہی مین مزا اوٹہایا اور نہ آخرت ہی مین کچہہ عیش پایا بلکہ بیکار نفسانی باتون مین لگا رہا کیونکہ دنیا کا عیش تو جاتا رہیگا

ولذائذ الاخرۃ لیس لہ الیہ الوصول فیبقی فی حسرۃ وندامۃ حین لاینفعہ الندم وقد قال ابن عباس
اور آخرت کا عیش کبہی میسر نہوگا اب صرف حسرت اور ندامت مین مبتلا رہیگا سو اب ندامت سی کیا ہوتا ہی ابن عباس کہتی ہین

ماذکر اللہ الھوی فی القران الا ذمہ فانہ تعالی قال بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَھْوَآءَھُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ وقال وَاِنَّ
کہ اللہ تعالی نی قرآن مین جہان ہوا ہوس کا ذکر کیا ہی سب برائی سی کیا ہی اللہ تعالی نی فرمایا ہی بلکہ چلی ہین یہہ بی انصاف اپنی چاؤ پر بن سمجہی اور کہا اور بہت لوگ

کَثِیْرًا لَّیُضِلُّوْنَ بِاَھْوَآئِھِمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ وقال وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ ھَوٰہُ بِغَیْرِ ھُدًی مِّنَ اللہِ فعلم من
بہکاتی ہین اپنی خیال پر بغیر تحقیق اور کہا اور اوسی زیادہ بہکا کون جو چلی اپنی چاؤ پر بن راہ بتائی اللہ کی

ھذہ الایات ان اتباع الھوی لایکون فی الاکثر الا بغیر علم بالحق فلا بد للمؤمن ان یعرف الحق ویمیزہ عن
ان آیات سی معلوم ہوا کہ ہوا ہوس مین مبتلا ہونا اکثر اوقات بسبب نادانستگی امر حق کی ہوتا ہی سو مرد مؤمن کو لازم ہی کہ امر حق کو دریافت کرکر باطل سی

ماذکر اللہ الھوی فی القران الا ذمہ

الباطل ويعمل بالحق ويختاره على الباطل لان من لم يعرف الحق فهو ضال ومن عرفه واختار عليه
اوسکی تمیز حاصل کری پہر حق پر عمل کری اور باطل پر اوسکو پسند کری کیونکہ جو شخص حق کو نہین پہچانتا وہ گمراہ ہوتا ہی اور جو شخص حق کو تو پہچانی پہر غیر حق کو
غيره فهو مغضوب عليه ومن عرفه واتبعه فهو منعم عليه وقد امرنا الله تعالى ان نسئله فی كل يوم
پسند کری تو اوسپر خدا کا غضب ہوتا ہی اور جو حق کو پہچان کر اوسکی اطاعت کری اوسپر خدا کی رحمت ہی اور ہمکو اللہ کا حکم ہی کہ ہم اوس سی یہہ دعا مانگا کرین ہر دن
وليلة مرات عديدة ان يهدينا صراط الذين انعم عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين وبيّن فی
رات مین کئی کئی بار کہ دکہا ہمکو رستہ اون لوگون کا جن پر تو نی رحمت کی نہ رستہ اون لوگون کا جن پر تو نی غضب فرمایا اور نہ گمراہونکا اور
ضمنه ان اهل السعادة هم الذين عرفوا الحق واتبعوه وكانوا مهتدين وان اهل الشقاوة هم الذين
اسہی کی ضمن مین بیان کیا کہ سعادتمند وہ لوگ ہوتی ہین جنہون نی حق کو پہچان کر اطاعت کی اور راہ رست پایا اور بدبخت وہ لوگ ہین جنہونی
لم يعرفوا الحق بل جهلوه وخرجوا منه وكانوا ضالين او عرفوه وخالفوه ولم يتبعوه بل اتبعوا غيره و
حق کو نہ پہچانا اور جہالت کی ماری حق سی خارج ہوکر گمراہ ہوگئی یا حق کو پہچان کر اوسکا خلاف کیا اور اطاعت نکی بلکہ غیر حق کی اطاعت کی اور
كانوا مغضوبا عليهم وقد ثبت فی الحديث ان المغضوب عليهم اليهود وان الضالين النصرى وانما
اونپر غضب نازل ہوا اور حدیث سی ثابت ہی کہ مغضوب علیہم سی مراد یہود ہین اور ضالین سی مراد نصاری ہین اور کیا وجہ ہی
سمى اليهود بالمغضوب والنصرى بالضالين مع كون كل واحد منهما ضالا ومغضوبا عليهم لكون
کہ یہود مغضوب علیہم ٹہری اور نصاری ضالین ٹہری باوجودیکہ یہہ دونو گمراہ اور سزاوار غضب کی ہین اسہی وجہ سی
كل واحد منهما مختصا بما غلب عليه من الجهل والعناد فان اليهود كانوا امة عناد فخصوا بالغضب
کہ دونو فرقون کو خصوصیت ہی غلبۂ جہل اور عناد سی سو یہودیون مین تو عناد زیادہ تہا وہ تو سزاوار غضب کی ہوئی
والنصرى كانوا امة جهل فخصوا بالضلال ولهذا قال سفيان بن عيينة من فسد من علمائنا
اور نصاری مین جہالت زیادہ تہی وہ گمراہی سی مخصوص ہوئی اسہیلئی سفیان بن عیینہ کہتی ہین کہ ہم مین سی جو عالم ہوکر بگڑجاوی
ففيه شبه من اليهود لان اليهود عرفوا الحق ولم يتبعوه بل عدلوا عنه وكانوا مغضوبا عليهم
تو وہ یہودیونسی ملتا ہی کیونکہ یہودیون نی حق کو پہچان کر اطاعت نکی بلکہ حق سی الگ ہوگئی پہر قابل غضب الٰہی کی ہوگئی
ومن فسد من عبادنا ففيه شبه من النصارى لان النصارى لم يعرفوا الحق بل جهلوه وكانوا
اور ہم مین سی جو عابد بگڑجاوی تو وہ نصرانیونسی ملتا ہی کیونکہ نصرانیون نی حق کو نہین پہچانا بلکہ نادانستہ رہی
ضالين فانه تعالى جعل العبادة سببا للثواب والمعصية سببا للعقاب فمن يرجو الثواب ويخاف
آخر گمراہ ہوئی بیشک اللہ نی عبادۃ کو واسطہ ثواب کا بنایا ہی اور گناہ کو واسطہ عذاب کا بنایا پہر جو شخص آرزو ثواب کی کری اور
العذاب لا بد له ان يعرف العبادة والمعصية ليشتغل بالاولى ويصل الى الثواب ويحترز عن الثانية
عذاب سی ڈری تو اوسکو لازم ہی کہ عبادت اور معصیت کی حقیقت دریافت کری تاکہ عبادۃ کی شغل سی ثواب پاوی اور گناہ سی پرہیز کرکر
وينجو من العذاب لان من لم يعرفهما ولم يفرق بينهما يضع احدهما مقام الاخرى فيكون من الخاسرين
عذاب سی بچی کیونکہ جو شخص ان دونون سی خوب واقف نہوگا اور دونون مین فرق نہ کریگا تو ایک کو دوسری کی جگہہ برت لیگا پہر اوسکو بڑا ہی خسارہ ہوگا
وذلك لان فی قلب الانسان قوتين قوة العلم وقوة الارادة وهما لا يتعطلان ابدا ولا يحصل
اور یہہ بات اسلئی کہ انسان کی دل مین دو قوتین ہین قوت علم کی اور قوت ارادہ کی اور یہہ دونو کبہی بیکار نہین ہوتی اور انکی بدون
عمل الا بهما سواء كان خيرا او شرا لان من يفعل شيئا سواء كان خيرا او شرا لا يفعله ما لم يرد
کوئی عمل نہین ہوسکتا برابر ہی کہ نیک ہو یا بد ہو اسلئی کہ جو شخص کچہہ کار کرتا ہی برابر ہی کہ بہلا ہو یا برا ہو تو بدون ارادہ کی نہین کرسکتا

ولا يريده ما لم يعلمه فكمال الانسان وصلاحه باستعمال هاتين قوتين فيما ينفعه فى الدارين

اور ارادہ اوسکا بدون علم کی نہین ہوسکتا سو تمام خوبی اور بہلائی آدمی کی ان دونو قوتون کو دارین کی منفعت مین استعمال کرنیسی ہی

ويعينه فى نيل الدولتين فلا بد له من استعمال قوة العلم فى ادراك الحق وتمييزه عن الباطل

اور ان دونو دولتون کی حصول مین مددگار بنانی سی سو آدمی کو چاہیی کہ قوت علمی کو حق الامر کی دریافت کرنی مین استعمال کرکر حق کو باطل سی جدا کری

واستعمال قوة الارادة فى طلب الحق وايثاره على الباطل لانه اذا لم يستعمل قوته العلمية فى معرفة

اور قوت ارادی کو حق کی تلاش مین استعمال کرکر حق کو باطل پہ اختیار کری کیونکہ جب یہہ شخص اپنی قوت علمی کو حق کی پہچان مین استعمال نکریگا

الحق وادراكه فلا جرم انه يستعملها فى معرفة الباطل وما يليق به واذا لم يستعمل قوته الارادية

تو بیشک اوسہی قوت کو باطل کی پہچان مین اور جو اوسکی متعلق ہی استعمال کریگا اور اگر اپنی قوت ارادی کو

فى طلب الحق والعمل به فلا شك انه يستعملها فى طلب الباطل والعمل به ثم ان الانسان مجبول

طلب حق مین اور حق کی عمل مین نہین صرف کریگا تو بیشک اوسکو باطل کی طلب اور اوسکی عمل مین صرف کریگا پہر آدمی کی خلقی عادت ہی

على معرفة صانعه ويقتضى طبعه عبادة خالقه والتقرب اليه بحكم الفطرة التى فطر الناس

کہ اپنی پیدا کرنیوالی کو پہچانی اور اوسکی طبیعت کی خواہش ہی کہ اپنی خالق کی عبادت اور نزدیکی حاصل کری باعتبار اصل پیدایش کی جسپر آدمیون کی پیدایش ہی

عليها لكن لا عبرة بالمعرفة الجبلية والعبادة الطبيعية لانها تكون على مقتضى النفس ومتابعة

پر عادت کی موافق پہچان کا کچہہ اعتبار نہین ہی اور طبیعی عبادت کی کچہہ اصل نہین کیونکہ ایسی عبادت بطور خواہش نفس اور متابعت

هواها فلا يخلو عن شوب الشرك وانما المعتبر المعرفة والعبادة على وفق الشرع لا على وفق الطبع

ہوا ہوس کی ہوتی ہی سو اسمین ملونی شرک کی ضرور ہوتی ہی معرفت اور عبادة وہ ہی معتبر ہی جو شرع کی موافق ہو نہ جو کہ مطابق طبع کی ہو کری

الا ترى ان ابليس كان فى طبعه السجود لربه حتى عبد الله تعالى فيما يروى ثمانين الف سنة

کیا تجہکو معلوم نہین ہی کہ ابلیس بخواہش طبع رب کو سجدہ کرتا تہا ایسا کہ موافق ایک روایت کی اسّی ہزار برس خدا کی عبادت کی

وانتظم بكثرة عبادته فى سلك الملئكة المقربين ثم لما امر بالسجود على خلاف طبعه ابى واستكبر وكان

اور اس عبادت کی برکت سی مقرب فرشتون کی جماعت مین شامل ہوگیا تہا پہر جب اوسکو سجدہ کا حکم اوسکی خلاف طبع ہوا تو انکار کیا اور تکبر کرنی لگا اور

من الكفرين فان من يتبع طبعه وهواه فانه لا يفعل شيئا من المعروفات الا ما يوافق هواه ولا يترك

کافر ہوگیا پس جو شخص اپنی طبیعت اور ہوائ نفسانی کا تابع ہوتا ہی تو وہ حسنات مین سی بہی وہ عمل کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی موافق ہو اور

شيئا من المنكرات الا ما يخالف هواه وقد قال بعض السلف من لم يعمل من الحق الا ما يوافق هواه

منکرات مین سی بہی وہ ہی ترک کرتا ہی جو اوسکی خواہش کی خلاف ہو اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص حق الامر مین سی وہ ہی عمل کری جو اوسکی مرضی کی مطابق

ولم يترك من الباطل الا ما يخالف هواه لا يصل اجرا عمل من الحق ولا ينجو من وزر ما ترك من الباطل

اور باطل مین سی وہ ہی کام چہوڑی جو اوسکی مرضی کی مخالف ہو تو نہ اوسکو حق پر عمل کرنیکا ثواب ملی اور نہ باطل کی ترک کرنی پر گناہ سی بچی

بل يكون هذا سببا لسوء خاتمته وشوم عاقبته فان لسوء الخاتمة اسباب يجب على المؤمن

بلکہ اوسکی یہہ عادت باعث ہوگی خاتمہ بد کا اور انجام بد کا کیونکہ خاتمہ بد کی بہت اسباب ہوتی ہین مؤمن آدمی پہ واجب ہی

ان يحترز عنها منها الفساد فى الاعتقاد وان كان مع كمال الزهد والصلاح فان من كان له فساد

کہ اونسی بچتا رہی اونمین سی ایک اعتقاد کا فساد ہی اگرچہ اوسکی ساتہہ زہد اور صلاح بہی کامل ہوا کری کیونکہ جسکا اعتقاد فاسد ہوتا ہی

فى اعتقاده مع كونه قاطعا متيقنا به له غير ظان انه اخطأ فيه قد ينكشف له فى حال سكرات

باوجودیکہ وہ قطعی اور اوسکو یقینی جانتا ہی اوسکو یہہ گمان نہین ہی کہ مین اسباب مین خطا پر ہون پہر جب نزع کی وقت یہہ ظاہر ہوگا

بطلان ما اعتقده فیظن ان سائر ما اعتقده من الاعتقادات الحقة مثل هذا الاعتقاد باطل
کہ اوسکا یہہ اعتقاد باطل تہا تو اوسکو یہہ خیال ہوگا کہ اوسکی تمام اعتقادات حق ہی مانند اسہی اعتقاد کی باطل ہین
لا اصل له ان لو یکن عنده فرق بین اعتقاد واعتقاد فیکون انکشاف بطلان بعض اعتقاداته
انکی کچہہ اصل بنیاد نہین ہی اگر اوسکو ہر ہر اعتقاد مین فرق حاصل نہین تہا سو اوسکو بعض اعتقاد باطل ظاہر ہوتی ہی
سبب الزوال بقیة اعتقاداته فان خرج روحه فی هذه الحالة قبل ان یتدارك ویعود الی اصل
سب اعتقاد زائل ہو جاوینگی پہر اگر ایسی حالت مین اوسکی جان نکل گئی پہلی اسکی کہ اوسکا تدارک اور تلافی کر کر اصل
الایمان یختم له بالسوء ویخرج من الدنیا بغیر ایمان فیکون من الذین قال الله تعالی فیهم
ایمان حاصل کرلی تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور دنیا سی بی ایمان جاویگا پہر اون لوگون مین داخل ہوگا جنکی حق مین اللہ یہہ فرماتا ہی
وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ وقال فی ایة اخری قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا
اور نظر آیا اونکو اللہ کی طرف سی جو خیال نہین رکہتی تہی اور فرمایا ایک اور آیت مین کہہ ہم بتا دین تمکو کن کی گئی بہت اکارت کام
الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا فان کل من اعتقد
جنکی دوڑ بہٹک رہی ہی دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجہتی ہین کہ خوب بناتی ہین کام بیشک جو شخص کسی شی کو برخلاف واقع
شیئا علی خلاف ما هو علیه اما نظرا برایه وعقله او اخذا ممن هذا حاله فهو واقع فی هذا الخطر ولا
یعنی غلط اعتقاد کرلی یا تو صرف اپنی سمجہہ بوجہہ سی یا کسی اور ایسی ہی شخص سی سن سنا کر تو اوسکی حق مین یہہ ہی اندیشہ ہی اور
یدفعه الزهد والصلاح وانما یدفعه الاعتقاد الصحیح المطابق لکتاب الله تعالی وسنة رسوله
زہد اور صلاح سی یہہ اندیشہ دفع نہین ہوسکتا اس اندیشہ کو وہ ہی اعتقاد دفع کرتا ہی جو صحیح اور کتاب اللہ اور سنت رسول کی مطابق ہو
لان العقائد الدینیة لا یعتد بها الا ما اخذت منهما ومنها الاصرار علی المعاصی فان من له اصرار
اسواسطی کہ عقاید دینی وہ ہی معتبر ہین جو کتاب اور سنت کی مطابق ہوتی ہین اور اونہین اسباب مین سی ایک سبب ہی گناہون پر اڑ جانا بیشک جو شخص
علی المعاصی یحصل فی قلبه الفها وجمیع ما الفه الانسان فی عمره یعود ذکره عند موته فان کان
اڑ جاتا ہی تو اوسکی دلین گناہ کی محبت پیدا ہوجاتی ہی اور انسان کی تمام محبوب چیزین زندگی بہر کی موت کی وقت یاد آتی ہین پس اگر اسکو
میله الی الطاعات اکثر یکون اکثر ما یحضره عند الموت ذکر الطاعات وان کان میله الی المعاصی
رغبت عبادات کی زیادہ ہوگی تو موت کی وقت عبادات بہت یاد آوینگی اور اگر اسکو رغبت گناہون کی
اکثر یکون اکثر ما یحضره عند الموت ذکر المعاصی فربما یغلب علیه حین نزول الموت به قبل التوبة
بہت ہوگی تو مرتی وقت وہ ہی گناہ بہت یاد آوینگی سو اکثر اوقات مرتی وقت توبہ سی پہلی
شهوة من الشهوات ومعصیة من المعاصی فیتقید قلبه بها ویصیر حجابا بینه وبین ربه وسببا
کوئی شہوت شہوات مین سی اور کوئی گناہ گناہون مین سی اوسپر غالب ہوجاتا ہی پہر اوسکا دل اوسہی مین لگا رہ جاتا ہی وہ ہی اوسمین اور اوسکی رب مین پردہ ہو جاتا ہی
لشقاوته فی اخر حیوته لقوله علیه السلام المعاصی برید الکفر والذی لم یرتکب ذنبا اصلا
آخر دم وہ ہی اوسکی شقاوت کا سبب ہوجاتا ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی کہ گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین اور جسنی کبہی کوئی گناہ نہین کیا یا
او ارتکب وتاب فهو بعید عن هذا الخطر واما الذی ارتکب ذنوبا کثیرة حتی کانت اکثر من طاعاته
گناہ تو کیا پہر توبہ کی سو ایسا شخص اس اندیشہ سی الگ ہی اور جو شخص اکثر گناہ کرتا رہا ایسا کہ اوسکی عبادات سی زیادہ ہوگئی
ولو یتب عنها بل کان مصرا علیها فهذا الخطر فی حقه عظیم جدا اذ قد یکون غلبة الالف بها
اور اونسی توبہ بہی نکی بلکہ گناہ ہی مین مبتلا رہا تو اوسکی حق مین اس خطرہ کا اندیشہ ہی اسلئی کہ بعضی وقت بسبب غلبہ محبت کی

سببا الا ان یتمثل فی قلبه صورتها ویقع منه میل الیها ویقبض روحه علیها فیکون سببا لسوء
اوسکی دلمین گناه کی صورت مجسم ہوجاتی ہی اوراس شخصکو اوسکی طرف رغبت آتی ہی اوراسی حالت مین اوسکی جان نکل جاتی ہی یہہ ہی سبب ہوتا ہی اوسکی
خاتمته ویعرف ذلک بمثال وهو ان الانسان لا شک انه یری فی منامه من الاحوال التی الفها طول
خاتمہ بدکا یہہ بات مثال سی خوب سمجہہ مین آتی ہی مثال یہہ ہی کہ آدمی بیشک سوکر خواب مین وہ حالات دیکہا کرتا ہی جو عمر بہر محبوب ہوتی ہین
عمره حتی ان الذی قضی عمره فی العلم یری من الاحوال المتعلقة بالعلم والعلماء والذی قضی عمره
اتنا کہ جسنی اپنی عمر پڑہنی لکہنی مین صرف کی ہی تو وہ وہی حالات دیکہتا ہی جو علم اور علما سی متعلق ہین یعنی دوات قلم کتاب اور جسنی اپنی عمر
فی الخیاطة یری من الاحوال المتعلقة بالخیاطة والخیاط اذ لا یظهر فی حال النوم الا ما حصل له
درزی گری مین کہوئی تو وہ وہی حالات دیکہتا ہی جو درزی گری سی متعلق ہین یعنی گز قینچی اسلئی کہ نیند مین وہ سوجہتا ہی جو بسبب کثرت الفت کی
مناسبة مع قلبه بطول الالف والموت وان کان فوق النوم لکن سکراته وما یتقدمه من
اوسکی دلسی مناسبت رکہتا ہی اور موت اگرچہ نیند سی کہیں برتر ہی پر اوسکی سکرات اور حال جو موت سی پہلی گذرتا ہی
الغشیة قریب من النوم فطول الالف بالمعاصی یقتضی تذکرها عند الموت وعودها فی القلب
جیسی غشی یہہ نیند ہی کی مثال ہوتی ہین اور کثرت الفت کی معاصی سی یہہ ہی چاہتی ہی کہ معاصی موت کی وقت دلمین ہٹ کر یاد آئین
وتمثلها فیه ومیل النفس الیها وان قبض روحه فی تلک الحالة یختم له بالسوء ومنها العدول عن
اور دلمین صورت پکڑین اور نفس کو اودہر رغبت ہو ایسی حالت مین اگر اوسکی جان قبض ہوگئی تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور اون اسباب مین سی ایک سبب یہہ ہی
الاستقامة فان من کان مستقیما فی ابتدائه ثم تغیر عن حاله وخرج مما کان علیه فی ابتدائه یکون
کہ استقامت سی تجاوز کری البتہ جو شخص پہلی تو سیدہا رہا پہر اپنا حال پلٹ کر وہ سیدہا راہ چہوڑ دیا جو ابتدا مین تہا یہہ ہی خاتمہ بد کا
سببا لسوء خاتمته کابلیس الذی کان فی ابتدائه رئیس الملئکة ومعلمهم واشدهم اجتهادا فی العبادة
سبب ہوتا ہی جیسی شیطان کہ پہلی تو تمام فرشتوں کا سردار اور اونکا استاد تہا اور عبادت پر بہت کوشش کیا کرتا
حتی قیل لم یبق فی سبع سمٰوٰت وسبع ارضین موضع شبر الا وهو قد سجد فیه ثم لما امر بالسجود
اتنا کہ کہتی ہین کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین مین ایک بالشت بہر جگہہ اسکی سجدہ سی خالی نہین تہی پہر جب اسکو حکم ہوا آدم علیہ السلام کی
لادم ابی واستکبر وکان من الکفرین وکبلعام بن باعورا الذی اتٰه الله اٰیاته فانسلخ منها بخلوده
سجدہ کا تو انکار کیا اور تکبر کرنی لگا اور کافر ہوگیا اور جیسی بلعام بن باعورا جسکو اللہ تعالی نی اپنی نشانیاں دین پر اوسنی الگ ہوکر ہمیشگی
الی الدنیا واتباع هوٰیه وکان من الغاوین وکبرصیصا العابد الذی قال له الشیطان اکفر فلما کفر
دنیا اور ہوا پرستی کی آرزو کی اور گمراہ ہوگیا اور جیسی برصیصا عابد جب اوسی شیطان نی کہا انکار کر پہر جب وہ منکر ہوا
قال انی بریء منک انی اخاف الله رب العٰلمین فان الشیطان اغراه علی الکفر فلما کفر تبرأ منه مخافة ان یشارکه فی العذاب
تو کہا مین الگ ہون تجہسی مین ڈرتا ہون اللہ سی جو رب ہی ساری جہان کا البتہ شیطان نی اوسکو کفر کی رغبت دلائی جب اوسنی کفر کیا تو اوسی الگ ہوا اس خوف سی کہ ایسا نہو کہ مین بہی اسکی ساتہہ
ولم ینفعه ذلک کما قال الله تعالی فکان عاقبتهما انهما فی النار خالدین فیها وذلک جزٰؤا الظٰلمین ومنها ضعف الایمان فان من کان
اگرچہ اسکی کچہہ اوسکو فائدہ نہوا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر آخر اون دونو کا یہہ ہی کہ وہ دونوں آگ مین سدا رہین گی اور یہہ ہی سزا گنہگاروں کی اور اونہی اسباب مین سی ایمان کی سستی ہی لہٰذا
فی ایمانه ضعف یضعف حب الله تعالی فیه ویقوی حب الدنیا فی قلبه ویستولی علیه بحیث لا یبقی فیه موضع لحب الله تعالی
ایمان مین سستی ہوگی اوسکو محبت الٰہی مین سستی ہوگی اور دنیا کی محبت اوسکی دل مین قوی اور ایسی غالب ہو جائیگی کہ محبت الٰہی کی لئی ذرہ بہر جگہہ باقی نہ رہیگی
الا من حیث حدیث النفس بحیث لا یظهر له اثر فی مخالفة النفس ولا یؤثر فی الکف عن المعاصی
ہاں اگر ہو دی تو مثل خیالات نفسانی کی جسکا اثر نفس کی مقابلہ مین کچہہ بہی ظاہر نہو اور نہ گناہوں سی باز رہنی مین اثر کرکا

ولا فی الحث علی الطاعات فینهمك فی الشهوات وارتکاب السیئات فیتراکم ظلمات الذنوب
اور نہ طاعات کی رغبت ہے پس صرف شہوات میں کہپا رہیگا اور معاصی کرتا رہیگا پہر دل پر تہ پر تہ سیاہی گناہوں کی
علی القلب فلا تزال تطفئ ما فیه من نور الایمان مع ضعفه فاذا جاءت سکرات الموت
چڑہتی جاویگی پہر جسقدر اوسمیں نور ایمان کا ہوگا ضعیف ہوکر بجہتا چلا جاویگا پہر نزع کی وقت
یزداد حب الله تعالی ضعفا فی قلبه لما یری انه یفارق الدنیا وهی محبوبة له وحبها غالب علیه
حب الٰہی میں اور بہی زیادہ دل میں سستی پیدا ہوگی کیونکہ یہہ شخص آپ جانتا ہی کہ دنیا مجہسی چلی اور دنیا چونکہ اوسکی پیاری اور اوسکی محبت اوسپر غالب ہی
لا یرید ترکها ویتالم من فراقها ویری ذلك من الله تعالی فیخشی ان یحصل فی باطنه بغضه تعالی
تو چہوڑنی نہیں چاہتی اوسکی فراق سی رنجیدہ ہوتا ہی اور اس فراق کو خدا کی طرف سی جانتا ہی اب یہہ ڈر ہی کہ اوسکی دل میں بجای حب الٰہی کی بغض نہ پیدا ہوجاوی
بدل الحب وینقلب ذلك الحب الضعیف بغضا فان خرج روحه فی اللحظة التی خطرت فیها هذه
اور وہ تہوڑیسی محبت جو ہی بغض نہوجاوی اگر اوسکی جان ایسی حالت میں کہ جب یہہ خیالات پیش تہی نکل گئی
الخطرة یختم له بالسوء ویهلك هلاکا مؤبدا والسبب المفضی الی هذه الخاتمة حب الدنیا والرکون
تو اوسکا خاتمہ بدہی ہوگا اور ہمیشہ کو جاتا رہا اور باعث اسکا جسی یہہ خاتمہ ہوا دنیا کی محبت اور دنیا کی رغبت
الیها والفرح بها مع ضعف الایمان الموجب لضعف حب الله تعالی وهو الداء العضال قد عم
اور دنیا کی خوشی ہی تسپر سستی ایمان کی جسی محبت الٰہی میں سستی آگئی اور یہہ ہی بیماری سخت ہی جو
اکثر الخلق فان من یغلب علی قلبه عند الموت امر من امور الدنیا ویتمثل ذلك الامر فی قلبه ویستغرقه
تمام خلق کو لگرہی ہی کیونکہ جسکی دل پر مرتی دم کوئی بات دنیا کی چہا جاوی اور وہ ہی بات اوسکی دل میں تصویر کی طرح صورت پکڑکر اوسکو ایسا
حتی لا یبقی لغیره متسع فان خرج روحه فی تلك الحالة یکون راس قلبه منکوسا الی الدنیا ووجهه
کہ غیر کی لئی کچہہ گنجایش نرہی پہر اگر ایسی حالت میں اوسکی جان نکل گئی تو اوسکا دل دنیا ہی کی طرف جہکا ہوا اور اوسکا منہہ دنیا ہی
مصروفا الیها ویحصل بینه وبین ربه حجاب ولا یمکنه ان یکتسب بعد الموت صفة اخری
کیطرف متوجہ رہیگا اور اوسمیں اور اوسکی رب میں پردہ حایل ہوگا اب یہہ طاقت نہین کہ موت کی بعد ایسی صفت حاصل کری
تضاد صفة الغالبة علیه اذ لا تصرف فی القلوب الا باعمال الجوارح وبالموت تبطل الجوارح واعمالها
جسی وہ صفت جاتی رہی جو اوسپر غالب تہی اسواسطی کہ دل پر تصرف بدون اعضاء جسمانی کی نہین ہوسکتا اور مرنی سی اعضاء جسمانی سب باطل اور اونکی اعمال
ولا مطمع فی الرجوع الی الدنیا حتی یمکن التدارك ویبقی فی حسرة وندامة فمن اراد النجاة من هذه
اور اب یہہ بہی توقع نہیں کہ دنیا میں ہٹ کر آویگی تا کہ اوسکا عوض ہوسکی اب سواء حسرت اور ندامت کی کچہہ نہین ہی پس جو شخص اس ہلاکت سی بچا چاہی
الورطة فعلیه بعد اخراج حب الدنیا من قلبه وحفظ جوارحه عن المعاصی وقلبه عن الفکر
تو اوسکو لازم ہی کہ پہلی دنیا کی محبت دلمین سی دور کری اور اپنی اعضا کو گناہوں سی اور اپنی دل کو دنیا کی فکر سی بچاوی
فیها والاحتراز عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها لان ذلك ایضا یؤثر فی قلبه ویصرف فکره الیه
اور دنیا اور اہل دنیا کی دیکہنی سی پرہیز کری کیونکہ یہہ بہی دلمین اثر کرکر اوسکی فکر کو دنیا کی طرف لگا دیتا ہی
ان یواظب علی الطاعات لکونها ثمرة محبة الله تعالی ولا یتصور محبة الله تعالی الا بعد معرفته تعالی
پہر عباوات پر مداومت کری کیونکہ محبت الٰہی کا یہہ ہی ثمرہ ہی اور محبت الٰہی بدون معرفت الٰہی کی نہین ہوسکتی
اذ لا یحب الانسان ما لا یعرفه وانما یحب ما یعرفه فمن عرف الله تعالی وعرف ان جمیع النعم الواصلة
اس لئی کہ آدمی نا معلوم چیز کو محبوب نہین رکہتا محبوب وہ ہی ہوتی ہی جو معلوم ہو پہر جسنی الله کو پہچانا اور یقین کیا کہ تمام نعمتین جو مجہکو ملین

الیه

الیه والی غیره لیس الا منه تعالی لا جرم یحبه فاذا احبه یسعی فی تحصیل مرضاته بالاحتراز

یا اور دلون کو ملین سب اللہ ہی کی عنایت ہی تو خواہ مخواہ اوسکو دوست رکھیگا پہر جب اوسکو اپنا محبوب بنایا

عن الافعال القبیحة والاشتغال بالاعمال الحسنة فعلم من هذا ان المقصود من العلوم والاعمال

تو افعال بد سے پرہیز کرکر اور نیک اعمال مین مشغول ہوکر اوسکی رضامندی حاصل کریگا اسی معلوم ہوا کہ مقصود اصلی علوم اور اعمال سی

معرفة الله تعالی حتی یثمر المعرفة المحبة اذ لا ینبغی لاحد ان یفارق الدنیا الا محبا لله تعالی و

اللہ تعالی کی معرفت ہی تاکہ معرفت سی محبت حاصل ہو کیونکہ بہتر یہہ ہی کہ جو کوئی دنیا سی جدا ہو تو خدا کی محبت مین اور

محبا للقائه فان من احب لقاء الله تعالی احب الله لقاءه ومن قدم علی محبوبه یعظم سروره

اوسکی ملاقات کی شوق مین جدا ہو اسلئی کہ جو شخص خدا کی ملاقات کا مشتاق ہوگا تو خدا اوسکی ملاقات کا مشتاق ہوگا اور جو شخص اپنی محبوب پاس جاتا ہی

بقدر محبته لا محبا للدنیا لانه یفارقها ومن یفارق محبوبه یشتد المه وعذابه فمهما کان

تو اوسکی بقدر محبت کی عزت ہوتی ہی دنیا کی محبت مین جان نددی اسلئی کہ دنیا سی تو جدا ہوتا ہی اور جو شخص اپنی محبوب سی جدا ہوتا ہی تو اوسکو بڑا ہی رنج ہوتا ہی جبتک

الغالب علی القلب حب الولد والمال والمسکن والعقار فهذا رجل جمیع محابه فی الدنیا والدنیا

دلپر محبت اولاد اور مال اور گہر باہر کی غالب ہوتی ہی تو یہہ ایسا شخص ہی کہ اسکی تمام محبوب دنیا مین ہین اور دنیا ہی

جنته فموته خروج من الجنة وحیلولة بینه وبین محبوبه ولا یخفی الم من یحال بینه وبین

اسکی لئی بہشت ہی پس موت اسکو جنت سی نکالتی ہی اور اسکو اسکی محبوب سی دور کرتی ہی اور ظاہر ہی جسکا محبوب چہوٹتا ہی اسکو کیسا رنج والم ہوتا ہی

محبوبه واما اذا لم یکن له محبوب سوی الله تعالی فالدنیا سجنه فموته خروج من السجن ولقی

اور وہ شخص جسکا محبوب سوای ذات الہی کی کوئی نہو تو دنیا اسکی حق مین دوزخ ہی سو اسکی موت گو یا دوزخ سی نکل کر اپنی محبوب سی

محبوبه فهذا اول ما یلقاه کل من یفارق الدنیا عقیب موته من الفرح والالم فضلا عما اعده

ملتا ہی پس یہہ پہلی خوشی اور الم ہی جو دنیا سی مرکر جانی والون کو حاصل ہونیوالا ہی پہر آگی کیا کہنا ہی جو

الله تعالی من النعیم المقیم لعباده الصالحین ومن العذاب الالیم للذین استحبوا الحیوة الدنیا و

اللہ تعالی نی صلحا کی واسطی عیش دائمی اور دنیا کی زندگی اور تازگی پسند کرنیوالون کی واسطی جو

رضوا بها ولم یستعدوا للقاء الله تعالی وحکی ان سلیمن بن عبد الملک لما دخل

اللہ تعالی کی ملاقات کا سامان نکرتی تہی عذاب دردناک تیار کر رکہا ہی بیان کرتی ہین کہ سلیمان بن عبد الملک حج کی ارادہ

المدینة حاجا قال هل بها رجل ادرک عدة من الصحابة قالوا نعم ابو حازم فارسل الیه فلما اتاه

مدینہ شریف مین آیا تو پوچہا یہان کوئی ایسا مرد ہی جسنی کئی صحابہ کو پایا ہو جواب دیا ہان ابو حازم ہی آدمی بہیجکر اوسکو بلایا جب وہ آئی

قال یا ابا حازم ما لنا نکره الموت قال انکم عمرتم الدنیا وخربتم الاخرة فتکرهون الخروج من

تو کہا ای ابو حازم ہمکو موت کیون بری لگتی ہی جواب دیا تمنی دنیا کو آباد کیا ہی اور آخرت کو اوجاڑا ہی سو تم آبادی سی اوجاڑ مین

العمران الی الخراب قال صدقت ثم قال لیت شعری ما لنا عند الله تعالی غدا قال اعرض عملک

جانا برا سمجہتی ہو کہا تو نی سچ کہا پہر پوچہا کاشکی ہمکو معلوم ہوتا کہ کل خدا کی ہان ہمارا کیا حال ہونیوالا ہی جواب دیا اپنی اعمال کو

علی کتاب الله تعالی قال فاین اجده قال فی قوله تعالی اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ قال

قرآن کی مطابق کرکی معلوم کرلی پوچہا کس جا مقابلہ ہوسکتا ہی جواب دیا اس آیت مین بیشک نیک لوگ عیش مین ہین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین پوچہا

فاین رحمة الله قال ان رحمت الله قریب من المحسنین قال لیت شعری کیف العرض علی الله تعالی

پہر رحمت اللہ کی کہان ہوگی جواب دیا بیشک اللہ کی رحمت قریب ہی نیکی والون سی پوچہا کاشکی معلوم ہوتا کہ کل کو کسطور اللہ کی سامنی جانا ہوگا

غدا قال اما المحسن فكالغائب الذي يقدم على اهله واما المسيء فكالآبق يقدم على مولاه فبكى
جواب دیا نیکی والا تو جیسے بچھڑا ہوا اپنی اہل کی پاس آتا ہی اور بدکار جیسے غلام بھاگا ہوا اپنی مولی کی سامنی آتا ہی پہر سلیمان

سليمن حتى علا صوته واشتد بكاؤه ثم قال اوصني قال اياك ان يراك الله حيث نهاك
روپڑا اور آواز بلند ہوئی اور بہت ہی رویا پہر کہا مجکو وصیت کر جواب دیا بچارہ کہ تجکو الله دیکھی ایسی جگہ جہاں سی منع کیا ہی

ويفقدك حيث امرك

المجلس العاشر في بيان الفرق بين المؤمن والمسلم وبين المجاهد والمهاجر

اور نہ دیکھی جس جگہہ امر فرمایا ہی — دسوین مجلس فرق کی بیان مین مؤمن اور مسلم مین اور مجاہد اور مہاجر مین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المؤمن من امنه الناس
فرمایا رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی مؤمن وہ ہی جسکی ہاتہہ سی لوگ

على دمائهم واموالهم والمسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده والمجاهد من جاهد نفسه
اپنی جانین اور مال بچالین اور مسلم وہ ہی کہ مسلمان جسکی زبان اور ہاتہہ سی سلامت بچ رہین اور مجاہد وہ ہی جسنی اپنی جان کو

في طاعة الله تعالى والمهاجر من ترك الخطايا والذنوب هذا الحديث من حسان المصابيح رواه
الله تعالی کی فرمان برداری مین لگایا اور مہاجر وہ ہی جو خطا اور گناہوں کو ترک کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں مین سی ہی

فضالة بن عبيد ومعناه ان المؤمن ليس من يدعي الايمان فقط بل المؤمن الكامل في ايمانه
فضالہ بن عبید کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ مؤمن وہ نہیں ہی جو ایمان کا صرف دعوی کیا کری بلکہ کامل مؤمن اپنی ایمان مین وہ ہی

هو الذي ظهر امانته واستقامته بحيث يكون الناس منه امينا لا يخافونه على سفك دمائهم
جسکی امانت اور استقامت ایسی ظاہر ہووی کہ خلق الله اوسکو امین جان کر یہہ خوف نکرین کہ ہمکو ناحق مار ڈالیگا

واخذ اموالهم ظلما والمسلم ليس من يتكلم بكلمتي الشهادة فقط بل المسلم الكامل في اسلامه
یا لوٹ لیگا اور مسلم وہ نہیں ہی کہ صرف دونو کلمہ شہادت کی پڑہا کری بلکہ کامل مسلمان اپنی اسلام مین

هو الذي لا يؤذي احدا من المسلمين لا بلسانه بالشتم والغيبة والنميمة والبهتان ولا بيده بالضرب
وہ ہی جو کسیکو مسلمانوں مین سی ایذا نہ دی نہ تو اپنی زبان سی گالی گلوزی کرکر اور غیبت کرکر اور سخن چینی کرکر اور تہمت لینی سی اور نہ اپنی ہاتہہ سی مار کر

والقتل واخذ ماله بغير حق وانما خص اليد واللسان بالذكر من بين سائر الاعضاء مع الايذاء
یا قتل سی اور ناحق مال چہین کر اور تمام اعضا مین سی صرف ہاتہہ اور زبان کو کس لئی خاص کر ذکر کیا ہی باوجودیکہ ایذا

كما يكون بهما يكون بغيرهما من الاعضاء كالعين والاذن والرجل اذا نظر الى بيت الغير او استمع
جیسی زبان اور ہاتہہ سی ہوتی ہی ایسی ہی اور اعضا سی بہی ہوتی ہی سوا زبان اور ہاتہہ کی جیسی آنکہہ اور کان اور پاؤں جب جہانکی بیگانہ گہر مین یا کان لگا

قولهما لا يرضاه او دخل ملكه بغير اذنه لان اكثر الايذاء يحصل بهما واما الجمع بينهما فلان
کسی بات پر اوسکی بی مرضی یا جا گہسی اوسکی ملک مین بی اجازت اسلئی ذکر کیا کہ اکثر ایذا انہیں دونو سی ہوتی ہی اور دونو کو جمع اسلئی کیا ہی

كف اليد يحتمل ان يكون بسبب الضعف وعدم القدرة واذا ضم اليه كف اللسان يتعين
کہ ہاتہہ کا روکنا شاید کہ بسبب ناتوانی کی ہو کہ اتنی طاقت نہیں ہی اور جب زبان کو اوسکی ساتہہ روکا تو یہہ مقرر ہوگیا

ان كف اليد كان للاسلام والمجاهد ليس من يقاتل الكفار فقط بل المجاهد الكامل من يقاتل
کہ ہاتہہ کا روکنا اسلام ہی کی جہت سی ہی اور مجاہد وہ نہیں ہی کہ صرف کفار سی جنگ کیا کری بلکہ مجاہد کامل وہ ہی جو اپنی نفس سی جنگ کرکی

نفسه ويحملها على طاعة الله تعالى ويمنعها عن معصيته تعالى لان نفس الانسان اشد عداوة
الله تعالی کی فرمان برداری پر لگادی اور الله کی نافرمانی سی اوسکو روک دی اس لئی کہ نفس انسانی انسان کا کفار کی نسبت زیادہ تر

معه من الکفار لکون الکفار فی بعد مکان منه لا یتفق تلاحقهم به وتقاتلهم معه الا احیانا

دشمن ہوتا ہی اسلئی کہ کفار تو اوس سی دور مسافت پر ہوتی ہین اونسی اتفاقا کبھی کبھی مقابلہ اور مقاتلہ پیش آجاتا ہی

بعد حین واما نفسه فانها ابدا تلازمه وتقاتله وتمنعه عن الخیرات والطاعات وتحمله علی

رہا یہہ نفس یہہ تو ہر وقت اسکی ساتھہ لگا ہوا لڑتا رہتا ہی اور خیرات اور طاعات سی روکی جاتا ہی اور

المعاصی وانواع الفسادات ولاشك ان القتال مع العدو الملازم اهم من القتال مع العدو

گناہ اور طرح طرح کی فساد پر رغبت دئی جاتا ہی اور بیشک جنگ پاس کی دشمن کی دشوار ہوتی ہی جنگ دور کی دشمن سی

البعید یشهد لهذا قوله یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَکُمْ مِّنَ الْکُفَّارِ فانه تعالی امر المؤمنین

یہہ قول اسکا شاہد ہی ای ایمان والو لڑتی جاؤ اپنی نزدیک کی کافروں سی کیونکہ اللہ تعالی مؤمنوں کو

ان یبتدؤا بقتال الکفار الذین کانوا اقرب منهم فاذا فرغوا من الاقرب فلیقاتلوا الابعد والمهاجر

یہہ امر فرماتا ہی کہ پہلی قتال اون کفار سی کرین جو اونسی پاس ہین جب پاس کی کفار سی فارغ ہوجاوین تو دور کی کفار سی لڑین اور مہاجر

لیس من هاجر من مکة الی المدینة قبل فتح مکة فقط حتی تنقطع الهجرة بعد فتح مکة بل الهجرة

وہ ہی نہین ہی جو گہر چہوڑ کر مکہ سی مدینہ کو چلا گیا فتح مکہ سی پہلی پہلی کہ بعد فتح مکہ کی ہجرت ہو چکی بلکہ ہجرت

باقیة الی یوم القیمة لانها انتقال من الکفر الی الایمان ومن دار الحرب الی دار الاسلام ومن

قیامت تک ہوتی رہی گی اسواسطی کہ ہجرت تو یہہ ہی کفر کو چہوڑ کر ایمان حاصل کرنا اور کافروں کی ملک سی مسلمانوں کی ملک مین جانا اور

السیئات الی الحسنات وهذه الاشیاء باقیة مادام التکلیف باقیا فالمهاجر الکامل هو الذی

گناہوں کو چہوڑ کر حسنات پر عمل کرنا اور یہہ امور تو باقی رہینگی جبتک خطاب الٰہی باقی ہی پس کامل مہاجر وہ ہی جو

یترك جمیع ما نهی الله تعالی من المعاصی ویشتغل بما امر الله تعالی من محاسن الاعمال کما جاء

تمام ممنوعات شرعی کو ترک کری کوئی ہی گناہ ہو اور اللہ تعالی کی امر بجالانی مین مشغول رہی کیسا ہی نیک عمل ہو چنانچہ

فی حدیث اخر انه علیه الصلوة والسلام قال المهاجر من هجر ما نهی الله تعالی عنه فانه علیه الصلوة

ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مہاجر وہ ہی جو ترک کری وہ کار جو منع کیا ہی اللہ تعالی نی پس پیغمبر صلی اللہ علیہ

والسلام بیّن فی هذا الحدیث ان الهجرة الکاملة التامة هی هجران الفواحش والمنکرات والجد فی

وسلم نی اسحدیث مین بیان فرمایا کہ پوری اور کامل ہجرت فواحش اور منکرات کی چہوڑنی اور

الطاعات والعبادات لکن ینبغی ان یعلم صحة الطاعات والعبادات موقوفة علی صحة الاعتقاد

طاعت اور عبادت مین کوشش کرنیسی ہوتی ہی لیکن یہہ سمجہنا ضرور چاہئی کہ طاعات اور عبادات کبہی صحیح اور درست نہین ہوتی جبتک اعتقاد درست نہو

لان الایمان اصل والعمل فرع والعبد اذا لم یعرف ما الایمان والهدایة لا یعرف ما الکفر والضلالة

اسواسطی کہ ایمان جڑ ہی اور عمل شاخ اور آدمی کو جب یہہ ہی خبر نہین کہ ایمان اور ہدایت کیا ہوتا ہی تو وہ کیا جانی کہ کفر کیا اور گمراہی کیا ہی

فتارة تجری علی لسانه کلمة التوحید علی طریق الاعتیاد لا بالعلم والاعتقاد وتارة یتلفظ

پہر تو کبہی اوسکی زبان پر کلمہ توحید کا آجاویگا عادت کی موافق بدون علم اور اعتقاد کی اور کبہی کلمہ

بالفاظ الکفر ویدخل فی حیز الارتداد ومن کان فی الاعتقاد بهذه المرتبة لو بقی الف سنة

کفر کا بک دیگا جسسی مرتد ہو جاوی اور جسکا اعتقاد اس درجہ کا ہو تو اگر ہزار برس تک

فی الصوم والصلوة لن ینفعه ذلك الاعتقاد یوم العرض الاکبر ومصیره الی النار ومن زعم انه مسلم

روزہ نماز کیا کریگا تو ہرگز ہرگز یہہ اعتقاد پیشی کی دن کچہہ فائدہ ندیگا آخر ایسی کا انجام آگ ہی اور جو یہہ گمان کری کہ وہ مسلم ہی

ونقاعد من تعلم قدر ما هو فرض عين عليه من عقائد الايمان لا يوجد فيه من الايمان الا
پهرسستی کری سیکهنی مین عقاید ایمان کی جسقدر اوسپر فرض عین هی تو اوسمین ایمان کا صرف دعوی هی دعوی پایا جاتا هی
مجرد الدعوى وهذا النوع من الايمان انما يظهر فائدته في الدنيا حيث لا يوخذ منه الجزية كما
ایسی ایمان کا فائده صرف دنیا هی مین هوتا هی اسلئی که اوسی خراج نهین لیا جاویگا جیسی
توخذ من الكفار لكن يتعذر له الوصول في العقبى الى درجة الابرار فان العبد بمجرد الاتيان بكلمتي
اورکفار سی لیا جاتا هی لیکن اسکو درجه صلحاء کا آخرت مین ملنا بهت دشوار هی کیونکه آدمی صرف کلمه شهادت کا پڑه کر
الشهادة وتقرير الفاظ الايمان على طريق العادة وعد نفسه من المؤمنين من غير فهم معناها
اورعادت کی موافق الفاظ ایمان کی بول کر اوراپنی آپ کو مؤمنین مین شمار کرکر بدون سمجهنی معنون کی
لا يصير مؤمنا بينه وبين الله تعالى حتى يصدق بقلبه جميع شرائعه وينقاد في جميع احكامه
خدا کی علم مین مؤمن نهین هوسکتا یهان تک که اپنی دل سی تمام احکام شرعی کی تصدیق کری اورتمام احکام کا مطیع هووی
ولا يتشكك ولا يتردد في شيء منها ولوجود هذا التصديق والانقياد في القلب علامات منها ان
اورکسی بات مین اصلا شک اورتردد نه آوی اوربهت نشانیان هین که جسی یهه تصدیق اورانقیاد دل مین موجود معلوم هو ایک یهه هی
لا يفرغ عن امر دينه بل يسعى في اصلاحه بتعلمه من اهله والعمل به ومنها ان لا يشق على قلبه
که دین کی معامله سی نکما هوکر نه هوبیٹهی بلکه دین کی درستی مین کوشش کرتا رهی اپنی اهل کو سکهاوی اورعمل کرتا رهی اورایک علامت یهه هی که اوسکی دلپر دشوار نگذری
اذا اخبر عن شيء من امر دينه ولا يتهاون به ولا يتكبر عنه بل يقبله ويطيعه وان كان ذلك الامر
جب امور دینی مین سی کوئی ساحکم سنی اوراوسکو حقیر نه سمجهی اوراوسی گردن کشی نکری بلکه اوسکو مان لی اوراطاعت کری اگرچه وه حکم کیا هی
في غاية الصعوبة والمخبر في غاية الحقارة ومنها ان لا يكون له هواه اميرا والشرع تابعا له بان
سخت دشوار هو اوروه حکم سنانیوالا کیسا هی ذلیل وخوار هو اورایک یهه نشانی هی که اوسکی هوای نفسانی حاکم نهو جاوی اورشرع اوسکی تابع نه بنی اسطور
لا يأخذ من الشرع شيئا الا ما يوافق هواه بل يجب ان يكون له الشرع اميرا وهواه اسيرا له فلا يأخذ
که شرعی احکام مین سی وه هی اختیار کیا کری جو اوسکی مرضی کی موافق هو بلکه واجب هی که شرع هی اوسکی حاکم اوراوسکی هوا وهوس مقید هو پهر
من هواه ومراده شيئا الا باذن الشرع وان كان فيه نقصان المال والجاه والعرض كما اخبر به النبي
اپنی خواهش مین سی بدون اجازت شرع کی کچهه اختیار نه کرسکی اگرچه اسمین مال اورمرتبه کا نقصان هوجا اورعزت بگڑ جاوی چنانچه نبی صلی الله
عليه السلام وقال لا يؤمن احدكم حتى يكون هواه تبعا لما جئت به فاذا وجد في العبد تلك العلامات
علیه وسلم نی خبر دی هی فرمایا که کوئی تم مین سی مؤمن نهوگا جبتک که اوسکی مرضی تابع میری احکام کی نهوجاوی جب آدمی مین یهه علامات موجود هو جاوین
كان مؤمنا حقا وهذا هو الايمان المنجي من العذاب الابدي لكن بشرط التحفظ من جميع ما يهدم هذا
تو وه بیشک مؤمن حقیقی هی اوریهه هی ایمان هی جو عذاب ابدی سی نجات دیتا هی لیکن بشرطیکه بچا رکهی تمام ایسی حالات سی جو اس تصدیق کو
التصديق وينافيه مما يجري على قلبه ولسانه وسائر جوارحه مما يوجب الكفر فان الايمان لا يزول الا
بگاڑ دین اورکهودین وه خطرات دلی اورزبانی اورتمام اعضا کی هین جن جن سی کفر لازم آجاوی کیونکه ایمان بدون کفر کی نهین گم هوتا
بالكفر والكفر ثلثة انواع النوع الاول كفر جهلي وسببه عدم الاصغاء وعدم الالتفات وعدم التامل
اورکفر تین قسم کا هوتا هی پهلی قسم کفر جهلی هوتا هی اوسکا سبب یهه هی نه سننا اورتوجه نکرنی اورغور اورفکر نه کرنا
في الايات والدلائل مثل كفر العوام فان اكثرهم لا يعرفون ما وجب عليهم معرفته من عقائد الايمان
آیات مین اور دلائل مین جیسی کفر عام لوگون کا کیونکه اکثر عوام یهه بهی نهین جانتی که اونپر کون کون سی عقاید ایمانی کا سمجهنا واجب هی

بل بعضهم ينطق بكلمتي الشهادة لكن لا يعرف معناهما ولا يميز بين الله تعالى ورسوله والنوع الثاني
بلکہ بعضی لوگ شہادت کی دونو کلمی تو پڑھتی ہیں پر اونکی معنی نہیں جانتی اور اللہ میں اور اوسکی رسول میں تمیز نہیں کرتی دوسری قسم کفر

كفر جحودي وسببه اما الاستكبار مثل كفر فرعون وملائه او خوف زوال الرياسة وعدم الوصول
انکاری ہوتا ہی اسکا سبب یا تو خود بینی اور تکبر جیسی کفر فرعون اور اوسکی امراء کا یا خوف ریاست کی جاتی رہنی کا اور سرداری میسر نہونی کا

اليها مثل كفر هرقل او خوف الذم والتعيير مثل كفر ابي طالب والنوع الثالث كفر حكمي وهو الذي
جیسی کفر ہرقل کا یا خوف بدنامی کا اور شرم جیسی کفر ابوطالب کا اور تیسری قسم کفر حکمی ہوتا ہی یہہ وہ کفر ہی

جعله الشرع من علامات التكذيب كشد الزنار وسجود الصنم او كان عن استخفاف ما يجب تعظيمه
جسکو شرع نی نشانی تکذیب کی مقرر کی ہی جیسی جنیئو کا گلی میں ڈالنا اور بت کو سجدہ کرنا اور حقارت کرنی اون چیزوں کی جنکی شرع میں تعظیم

كالقاء المصحف في المزبلة واستهزاء العلم والعلماء وما هو من امور الدين او عن استحلال حرام
نعوذ باللہ جیسی مصحف کو کوڑی میں ڈالدینا اور علم اور علماء اور اور امور دینی کا ٹھٹھا کرنا یا حرام لعینہ کو جکی

لعينه وثبت حرمته بدليل قطعي كالزنا وشرب الخمر ومن فعل شيئا من ذلك يحبط جميع اعماله
حرمت دلیل یقینی سی ثابت ہوچکی ہو حلال سمجھنا جیسی زنا اور شراب کا پینا اور جسنی ان مذکورات میں سی کوئی کام کیا اوسکی تمام عمل سوخت ہوجاتی ہیں

الدينية فيلزم تجديد النكاح وتكرار الحج ان كان قادرا بعد التوبة واما غير تلك الذنوب صغيرة
پہر نئی سرسی نکاح کرنا چاہئی اور حج پہر ادا کرنا چاہئی اگر بعد توبہ کی مقدور رکہتا ہو اور سوای ان مذکورات کی باقی گناہ خواہ

كانت او كبيرة فلا يخرج المؤمن بفعلها من الايمان بل يكون فاسقا لكن يخاف عليه امر عظيم
صغیرہ ہوں یا کبیرہ تو مرد مؤمن کسی گناہ کی شامت سی ایمان سی خارج نہیں ہوتا بلکہ فاسق ہوجاتا ہی لیکن اوسپر مرتی دم بڑا اندیشہ ہی

عند النزع ان كان مصرا عليها ولم يتب عنها لما روي انه عليه السلام قال المعاصي بريد الكفر
اگر وہ شخص گناہ پر جم رہا تہا اور توبہ نہیں کی ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہیں

فعلى هذا يجب على كل مؤمن ان يتوب عن الذنوب كلها في الحال لان التوبة عن الذنوب صغيرة كانت
اس حدیث کی موافق ہر مؤمن پر واجب ہی کہ تمام گناہوں سی ابہی فی الحال توبہ کری کیونکہ توبہ کرنا گناہوں سی صغیرہ ہوں

او كبيرة واجبة على الفور اما وجوبها فلقوله تعالى وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ ولقوله تعالى
یا کبیرہ فی الفور ترت واجب ہی وجوب توبہ کا اس آیت سی ثابت ہی توبہ کرو اللہ کی آگی سب ملکر ای ایمان والو اور اس آیت سی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا فانه تعالى قد امر في هاتين الايتين بالتوبة والامر للوجوب
ای ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف صاف دلکی توبہ بیشک اللہ تعالی نی ان دونو آیتوں میں توبہ کا حکم فرمایا اور امر واسطی وجوب کی ہوتا

فيكون التوبة واجبة واما وجوبها على الفور فلئلا يلزم بالتاخير الاصرار المحرم الذي يؤدي الى الهلاك
سو توبہ واجب ہوگئی اور توبہ کا ترت واجب ہونا اسلئی ہی تاکہ تاخیر کرنیسی اصرار حرام نہوجاوی جسکا انجام ہلاکت ہوتا ہی

لما روي عن ابن عباس انه عليه السلام قال هلك المسوفون والمسوف من يقول سوف اتوب وفي حديث
اسلئی کہ روایت ہی ابن عباس رض سی کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی ہلاک ہوئی دیر اور تاخیر کرنیوالی اور مسوف اوسکو کہتی ہیں جو یہہ کہا کری ابھی سکر توبہ کرلونگا اور

اخر انه عليه الصلوة والسلام قال كل بني ادم خطاء وخير الخطائين التوابون فلا بد للمؤمن
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تمام بنی آدم بڑی ہی خطاوار ہیں اور خطاواروں میں سی اچھی وہ ہیں جو بہت توبہ کرتی ہیں پس مؤمن کو

ان يداوم على التوبة ليكون من التوابين فانه تعالى دعا عباده المؤمنين بعد ما اذنبوا الى التوبة
لازم ہی کہ ہمیشہ توبہ کرتا رہی تاکہ ثواب میں داخل ہووی کیونکہ اللہ تعالی نی اپنی مؤمن بندوں کو بعد گناہ کرنی کی توبہ کی ہدایت کی ہی

وامرهم بها وسمّاهم المؤمنين ثم بيّن ما لهم من الكرامة والمغفرة فقال عسى ربّكم ان يكفّر عنكم
اور توبہ کا حکم کیا ہی اور اونکو مؤمن کہکر پکارا ہی پہر بیان فرمایا جو اونکی لئی عزت اور بخشش ہوگی سو فرمایا شاید تمہارا رب اوتاری تمسی تمہاری
سيّاٰتكم ويدخلكم جنّٰتٍ تجري من تحتها الانهٰر وقال فى اٰية اخرى والّذين اذا فعلوا فاحشة
برائیان اور داخل کری تمکو باغون مین جنکی نیچی بہتی نہرین اور فرمایا ایک اور آیت مین اور وہ لوگ جب کر بیٹہین کچہہ کہلا گناہ
او ظلموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن يغفر الذنوب الّا الله ولم يصرّوا على ما
یا برا کرین اپنی حق مین تو یاد کرین اللہ کو اور بخشش مانگی اپنی گناہون کی اور کون ہی گناہ بخشتا سوای اللہ کی اور نہ اڑجاوین اپنی
فعلوا وهم يعلمون اولٰئك جزاؤهم مغفرة من ربّهم وجنّٰت تجري من تحتها الانهٰر خٰلدين
کئی پر جانتی ہوئی اونکی جزا ہی بخشش اونکی رب کی اور باغ جنکی نیچی بہتی نہرین رہ پڑی اونمین
فيها ونعم اجر العٰملين ثم اخبرانه يحبهم لتطهرهم بالتوبة عن انجاس الذنوب فقال ان الله يحبّ
اور خوب مزدوری ہی کام کرنیوالون کی پہر یہہ خبر دی کہ اوسکو پسند ہی کہ اونکو پاک کری توبہ کرا کر گناہون کی نجاست سی سو فرمایا بیشک اللہ کو خوش آتی
التوّابين ويحبّ المتطهّرين فاذا كان كذلك فكيف لا يشتغل المؤمن بالتوبة وكيف ينفك عنها لكن
توبہ کرنیوالی اور خوش آتی ہین ستہرائی والی جب یہہ ٹہرا تو مؤمن ہوکر توبہ کیونکر نکریگا اور توبہ سی کیسی جدا ہوگا لیکن
لها اربعة شروط ان اختل شرط منها لا يتحقق التوبة الاول الندم بالقلب على فعل من الذنوب فى
توبہ کی چار شرطین ہین اگر ایک بہی شرط جاتی رہی گی تو توبہ کا پتا نہین پہلی دل سی شرمندہ ہونا گناہون کی کرنی پر
الماضى والثانى ترك المعصية فى الحال والثالث العزم على ان لا يعود الى مثلها فى الاستقبال والرابع
زمانہ گذشتہ مین دوسری فورًا گناہ کو ترک کرنا تیسری عزم کرنا کہ آیندہ کو پہر کبہی ایسی حرکت نکرون گا چوتہی
ان يكون ذلك خوفا من الله تعالى لا لامر اٰخر فان من ندم على شرب الخمر وتركه لما فيه من الصداع
یہہ کہ تینون امر اللہ تعالی کی خوف سی ہون کسی اور سبب سی نہون کیونکہ اگر کوئی شخص شراب پی کر نادم ہوا اور اوسکو ترک کیا اسلئی کہ اوسی سر درد ہوتا
وزوال العقل والخلل بالمال والعرض لا يكون تائبا شرعا ولا ينال الثواب الموعود للتائبين وكذلك
اور بہکتا ہی اور مال تلف ہوتا ہی اور عزت جاتی ہی تو شرعًا یہہ شخص تائب نہین ہی اور جو ثواب تائب کی واسطی مقرر ہی یہہ نہین پاویگا اور ایسی
من قال بلسانه استغفر الله وقلبه مصر على المعصية فاستغفاره ذلك يحتاج الى استغفار مقا
جسنی زبان سی کہا استغفر اللہ اور دل اوسکا گناہ پر اڑا رہا تو ایسی توبہ سی شرمندہ ہوکر توبہ کرنی چاہئی
بالندم لما روى ان عليا راى رجلا قد فرغ من صلاته وقال سريعا اللهم انى استغفرك واتوب اليك
کیونکہ روایت ہی کہ حضرت علی نی ایک کو دیکہا کہ اوسنی نماز سی فارغ ہوتی ہی جلدی سی یہہ کہا الٰہی مین تجہسی بخشش مانگتا ہون اور تیری طرف رجوع کرتا ہون
فقال على يا هذا ان سرعة اللسان بالاستغفار توبة الكذابين وتوبتك تحتاج الى توبة وعن الحسن
پس حضرت علی نی کہا ای شخص جلدی سی زبان توبہ پر چلانی جہوٹہون کی توبہ ہوتی ہی تیری یہہ توبہ قابل توبہ کی ہی اور حسن
البصرى انه قال استغفارنا يحتاج الى استغفار قال القرطبى هذا قوله فى زمانه فكيف فى هذا الزمان
بصری سی روایت ہی کہ کہتی تہی ہماری توبہ قابل توبہ کرنی کی ہی قرطبی کہتی ہین یہہ قول حسن بصری کا اونکی زمانہ مین ہی پس اس زمانہ کا تو کیا حال کہی
الذى يرى الانسان فيه مكبا على الظلم حريصا عليه ولا يقلع عنه والسبحة فى يده يزعم انه يستغفر
کہ ہم دیکہتی ہین انسان کو کہ حرص کا مارا ظلم پر دہکا چلا جاتا ہی اور ہرگز باز نہین آتا اور تسبیح ہاتہہ مین لی ہوئی ہی اس خیال پر کہ توبہ کریگا
منه وذلك استهزاء منه واستخفاف لما روى انه عليه السلام قال المستغفر باللسان المصر على
اب یہہ ٹہٹہا چہل اور حقارت ہی چنانچہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ زبانی توبہ کرنیوالا گناہ پر لگا ہوا

الذنب

الذنب کالمستهزئ بربه وانما التوبة ان یستغفر بلسانه وینوی بقلبه ان لا یعود الی الذنب اصلا
گویا اپنی رب سی ٹھٹھا کرتا ہی اور توبہ یہہ ہوتی ہی کہ زبان سی بخشش مانگی اور دل سی یہہ نیت کری کہ پہر کبہی نا فرمانی نکرونگا
فاذا فعل ذلک یغفر الله ذنبه وان کان ذنبه عظیما اذ لیس ذنبا اعظم من الکفر وقد قال الله تعالی
جب ایسی توبہ کرتا ہی تو الله تعالی اوسکی خطا بخشدیتا ہی کیسا ہی گناہ ہو کیونکہ کفر سی بڑا کوئی گناہ نہین ہی اور الله کافرون کی حق مین
فی حق اهل الکفر قل للذین کفروا ان ینتهوا یغفر لهم ما قد سلف فما ظنک فیما دونه من المعاصی
یہہ فرماتا ہی تو کہدی کافرون کو اگر باز آوین تو معاف ہوا اونکو جو ہو چکا پہر تو کیا سمجھتا ہی کفر سی کمتر گناہون کو
وقد روی انه علیه السلام قال لو اخطأ احدکم حتی یملأ ما بین السماء والارض ثم تاب تاب الله علیه
اور روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا اگر تم مین سی کوئی شخص اتنی گناہ کری کہ بہر جاوی میدان آسمان اور زمین کا پہر وہ توبہ کری تو الله اوسپر رحمت کرتا ہی
وفی حدیث اٰخر انه علیه الصلوٰة والسلام قال ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله علیه یعنی انه اذا
اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی صلی الله علیه وسلم نی فرمایا کہ بندہ جب خطا کا اقرار کرتا ہی پہر توبہ کرتا ہی تو اوسپر الله تعالی رحمت کرتا ہی مراد یہہ ہی
اقر بکونه مذنبا ثم ندم علی ما فعل من الذنوب وعلی ما اکتسب من السیات وعزم ان لا یعود الی مثله
کہ اپنی تئین خطا وار کہہ کر پہر گناہ کئی ہوی پر اور برائی کمائی ہوی پر شرمندہ ہووی اور آگی کو یہہ عزم کری کہ پہر ایسی حرکت نکرونگا
یقبل الله تعالی توبته ویتجاوز عن سیاته لکن ینبغی ان یعلم ان الذنب علی نوعین ذنب بینه و
تو الله تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اوسکی خطا سی درگذر فرماتا ہی لیکن یہہ سمجھنا چاہئی کہ گناہ دو قسم کی ہوتی ہین ایک تو مرف حقوق آلهی
بین الله تعالی وذنب بینه وبین العباد فالذنب الذی بینه وبین الله تعالی یکفی فیه الاستغفار
دوسری حقوق العباد پہر جو گناہ صرف حقوق الله کی ہین تو اوسمین کفایت کرتی ہی توبہ
باللسان والندم بالقلب والعزم علی ان لا یعود فاذا فعل ذلک لا یبرح من مکانه حتی یغفر له ذنبه
زبان سی اور ندامت دل سی اور یہہ عزم کرنا کہ پہر کبہی نکرونگا جب ایسی توبہ کرچکا تو فورًا اوسی جگہہ اوسکی خطا معاف ہو جاتی ہی
الا ان یکون علیه شئ من فرائض الله تعالی فان الشرع لا یکتفی فیه بمجرد التوبة بل اضاف الی ذلک
ہان اگر اوسکی ذمہ کچہہ فرائض آلهی مین سی بہی ہو تو اس صورت مین شرع نی صرف توبہ پر اکتفا نہین کیا بلکہ اوس توبہ کی ساتہہ
فی البعض قضاء کالصلوٰة والصوم وغیرهما وفی البعض کفارة واما حقوق الادمیین فلا بد من ایصالها
بعضی فرائض کا قضا چاہی جیسی نماز اور روزہ اور بعضی مین کفارہ چاہئی رہی حق العباد اسمین ضرور ہی کہ وہ حق مستحق کی پاس
الی مستحقها فان لم یوجدوا یلزم تصدقها عنهم بنیة ان یکون ودیعة عند الله تعالی یوصلها
پہنچاوی اور اگر وہ مستحق نہ ملین تو لازم ہی کہ اونکو اونکی طرف سی خیرات کردی اس نیت سی کہ الله تعالی یہہ امانت قیامت کی دن
الی اصحابها یوم القیمة فمن لم یجد سبیلا لخروجه عما علیه من التبعات لاعسار فعلیه ان یکثر
انکی مستحق کو پہنچادی اور جو شخص ماری تنگدستی کی کوئی راہ نپاوی حقوق العباد کی ادا کا تو اوسکو یہہ لازم ہی
من الاعمال الصالحات ویستغفر لمن ظلمه من المؤمنین والمؤمنات فی اکثر الاوقات فانه اذا فعل
کہ اعمال صالح بہت کری اور اپنی مظلوموں مؤمن مرد اور مؤمن عورتوں کی لئی اکثر اوقات بخشش کی دعا کیا کری جب یہہ عمل کریگا
کذلک یرجی من فضل الله تعالی ان یرضی خصماءه یوم القیمة بلطفه وکرمه المجلس الحادی عشر
تو الله تعالی کی فضل سی امید ہی کہ قیامت کی دن اسکی مدعیون کو اپنی لطف اور کرم سی راضی کردی گیارہوین مجلس

فی بیان افضل الذکر وافضل الدعاء قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

افضل ذکر اور افضل دعا کی بیان مین فرمایا رسول الله صلی الله علیه وسلم نی

افضل الذکر لا اله الا الله وافضل الدعاء الحمد لله هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه جابر
سب ذکروں میں سے بہتر ہے لا اله الا الله اور سب دعاؤں میں سے بہتر ہے الحمد لله یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سے ہے جابر کی روایت سے
وانما جعل فیه الحمد لله من افضل الدعاء لان الدعاء عبارة عن ذکر العبد ربه وسواله عنه فضله
اور الحمد لله سب دعاؤں سے افضل اسلئے ٹہری کہ دعا اسکو کہتے ہیں کہ بندہ اپنے رب کو یاد کرکر اوس سے فضل کا سوال کرے
ففی الحمد لله هذا المعنی موجود اذ فیه ذکر الرب وطلب المزید لانه راس الشکر والعمدة فیه لقوله الحمد لله راس الشکر ما شکر الله عبد لم یحمده
سو الحمد لله میں یہہ معنی موجود ہیں اسواسطے کہ اسمیں رب کی یاد ہے اور ترقی کی طلب ہے اسلئے کہ الحمد لله اصل ہے شکر میں اور عمدہ ہے اسواسطے فرمایا رسول الله صلی الله علیه وسلم کی
والشکر یستلزم المزید لقوله تعالی لئن شکرتم لازیدنکم فمن قال الحمد لله یصیر کانه سئله عنه
اور شکر سے ترقی ہوا کرتی ہے واسطے فرمودہ الله تعالی کی اگر حق مانوگے تو اور دونگا تمکو پہر جسنے الحمد لله کہا گویا اوسنے الله تعالی سے
تعالی زیادة فضله بعد الثناء علیه واما کون لا اله الا الله من افضل الاذکار فلان فیه معنی لا یوجد
ثنا کرکر فضل کی ترقی طلب کی اور لا اله الا الله جو تمام ذکروں میں افضل ہے تو اسلئے کہ اسمیں وہ معنی ہیں
فی ذکر غیره وبمعرفة ذلك المعنی یحصل للمکلف جمیع ما یجب علیه معرفته فی حقه تعالی وذلك المعنی
جو اور ذکروں میں نہیں پائے جاتے اور ان معنوں کی دریافت کرنے سے مکلف کو حاصل ہوجاتی ہیں جو جو واجب ہے دریافت کرنا بہ نسبت ذات باریتعالی کی اور وہ معنی
اثبات الالوهیة له تعالی ونفیها عما عداه ویندرج فی معنی الالوهیة جمیع ما یجب علی المکلف معرفته
ربوبیت کا ثابت کرنا واسطے الله تعالی کی اور الوہیت کا سلب کرنا ماسوا الله سے اور الوہیت کی معنوں میں تمام باتیں آگئیں جنکا جاننا مکلف کو ضرور ہے
مما یجب فی حقه تعالی وما یستحیل علیه وما یجوز له لان الالوهیة تشتمل علی معنیین احدهما
اوصاف الہی سے جو واجب ہیں اور جو محال ہیں اور جو جایز ہیں الله تعالی کی حق میں اسلئے کہ الوہیت میں دو معنی ہیں ایک تو
استغناؤه تعالی عن جمیع ما سواه والثانی افتقار جمیع ما عداه الیه تعالی فعلی هذا یکون معنی کلمة
الله کا بے نیاز ہونا تمام اپنے ماسواء سے اور دوسرے تمام ماسواء کا محتاج ہونا الله تعالی کی طرف اس تقریر کی موافق معنی کلمہ
التوحید لا مستغنی عن جمیع ما سواه ولا مفتقر الیه جمیع ما عداه الا الله تعالی اما استغناؤه تعالی
توحید کی یہہ ہیں کہ نہیں ہے کوئی بے نیاز تمام ماسواء اپنے سے اور نہیں ہے کوئی محتاج الیه تمام ماسواء اپنے کا سواء الله تعالی کی الله تعالی کی بے نیازی
عن جمیع ما سواه فیوجب له تعالی الوجود والقدم والبقاء اذ لو لم تجب له تعالی هذه الصفات
تمام ماسواء سے جو ہے اسنے واجب ہوا کہ الله تعالی موجود اور قدیم اور باقی ہے اسلئے کہ یہہ صفتیں اگر الله تعالی کو بضرورت ثابت نہو جاویں
لکان محتاجا الی محدث لان انتفاء شیء عن هذه الصفات یستلزم الحدوث وکل حادث مفتقر
تو بیشبہ وہ محدث کا محتاج ہوگا اسواسطے کہ ان صفتوں میں سے جونسی نہوگی تب ہی حدوث لازم آویگا اور ہر حادث محدث کا محتاج
الی محدث وکذا یوجب له تعالی التنزه عن النقائص ویدخل فی التنزه عن النقصان وجوب السمع و
ہوتا ہے اور ایسے ہی واجب ہوا الله تعالی کا بری ہونا نقصان سے اور نقصان سے بری ہونے میں آگئی واجب ہونا سمع اور
البصر والکلام اذ لو لم یجب له تعالی هذه الصفات لکان متصفا بالنقائص ومحتاجا الی من یدفع
بصر اور کلام کا اسلئے کہ الله تعالی کو اگر یہہ صفتیں واجب نہونگی تو البتہ اوسمیں نقصان کی باتیں پائی جائینگی اور محتاج ہوگا ایسے کا جو اوس
عنه تلك النقائص وکذا یوجب له تعالی التنزه عن الاغراض فی افعاله واحکامه اذ لو لم یجب
نقصان کو دور کرے اور ایسے ہی واجب ہوا پاک ہونا الله تعالی کا غرض سے افعال اور احکام میں اسلئے کہ اگر واجب نہو
له تعالی التنزه عن الاغراض لکان محتاجا الی ما یحصل به غرضه وکذا یوجب له تعالی ان لا یجب
الله کا پاک ہونا غرض سے تو بیشک محتاج ہوگا ایسی شئی کا جس سے اوسکی غرض حاصل ہو ایسے ہی ضرور ہوا الله تعالی ذمہ پر کچہہ واجب نہوتا

عليه

علیہ فعل شیٔ من الممکنات ولا ترکہ اذ لو وجب علیہ شیٔ منہما لکان محتاجا الی ذلک الشیٔ
کسی فعل کا ممکنات میں سی کرنا اور نہ کرنا اسلئی کہ اگر واجب ہو اوسکی ذمہ پر کچھہ ان دونوں میں سی تو البتہ محتاج ہوگا اوس شیٔ کا
لیکمل بہ اذ لا یجب لہ تعالی الا ما ہو کمال واما افتقار جمیع ما عداہ الیہ تعالی فیوجب لہ تعالی
تاکہ اوس شیٔ کامل بن جاوی اسواسطی کہ اللہ تعالی کو صفات کمال ہی واجب ہوتی ہیں اور تمام ممکنات ماسوی اللہ کی محتاج ہونی سی اللہ کی طرف واجب ہوا
القدرۃ والارادۃ والعلم والحیوۃ اذ لو لم یجب لہ تعالی ہذہ الصفات لکان عاجزا عن ایجاد شیٔ
اللہ تعالی کا قدیر اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہونا اس لئی کہ یہہ چاروں صفت اگر اللہ تعالی کو واجب نہوں تو وہ تمام ممکنات کی پیدا کرنی سی
من الممکنات وکذا یوجب لہ الوحدانیۃ اذ لو لم یجب لہ تعالی الوحدانیۃ بل کان معہ غیرہ فی
عاجز ہوگا اور ایسی ہی وحدانیت بہی واجب ہوتی ہی اسلئی کہ اگر وحدانیت نہو بلکہ اوسکی ساتہہ ایک اور اللہ سوای اوسکی ہو
الالوہیۃ لم یفتقر الیہ شیٔ من الممکنات للزوم عجزہما ویوخذ من افتقار جمیع ما عداہ الیہ تعالی
تو پہر کوئی شیٔ ممکنات میں سی اوسکی محتاج نہوگی کیونکہ بسبب روک ٹوک کی دونو عاجز ہو جائینگی اور جب تمام ممکنات ماسوی اللہ کی
حدوث العالم باسرہ اذ لو کان شیٔ منہ قدیما لکان مستغنیا عنہ تعالی غیر مفتقر الیہ یوخذ منہ
اوسکی محتاج ہوئیں تو اسی معلوم ہوا کہ عالم تمام حادث ہی اسلئی کہ عالم میں سی کچہہ بہی اگر قدیم ہو تو وہ اللہ تعالی سی بی پرواہ ہوگا اوسکی طرف محتاج نہوگا اور یہہ بہی
ایضا ان لا یؤثر شیٔ من المخلوقات فی اثر ما اذ لو کان فی شیٔ من المخلوقات تاثیر فی اثر ما لکان ذلک الاثر مستغنیا عنہ تعالی غیر مفتقر
معلوم ہوا کہ کسی چیز کو مخلوقات میں کسی امر میں کچھہ اثر نہو اسلئی کہ اگر مخلوقات میں سی کسی شیٔ کو کچہہ اثر مستقل ہوتا تو البتہ وہ اثر اللہ تعالی کا محتاج نہوتا
الیہ فعلی ہذا کل من یقول لا الہ الا اللہ یصیر کانہ یقول لا واجب الوجود الا اللہ تعالی ولا واجب
بلکہ بی نیاز ہوتا اس تقریر کی موافق جو شخص لا الہ الا اللہ پڑہتا ہی گویا کہ وہ یہہ کہتا ہی کوئی واجب الوجود نہیں سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی واجب
القدم والبقاء الا اللہ ولا قادر علی ایجاد الممکنات کلہا الا اللہ ولا عالم بما لا یتناہی من المعلومات
القدیم اور باقی سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی قدرت والا تمام ممکنات کی پیدایش پر سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی دانندہ معلومات بی انتہا کا
الا اللہ ولا منزہ عن جمیع النقائص ولا عن الاغراض فی افعالہ واحکامہ الا اللہ ولا مؤثر فی شیٔ من
سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی بری تمام نقصانوں سی اور نہ غرض سی اپنی افعال اور احکام میں سوای اللہ تعالی کی اور نہ کوئی اثر کرنیوالا کسی شیٔ میں
المخلوقات الا اللہ وعلی ہذا القیاس کل ما وجب فی حقہ تعالی واستحال علیہ وجاز لہ فقد
مخلوقات میں سی سوای اللہ تعالی کی اسیطرح جو جو صفات اللہ تعالی کو واجب ہیں اور جو جو اوسکی حق میں محال ہیں اور جو جو جایز ہیں
ظہر من ہذا ان فہم معنی کلمۃ التوحید یتوقف علی معرفۃ اللہ تعالی ومعرفۃ اللہ تعالی
اس سی ظاہر ہوا کہ کلمہ توحید کی معنوں کو سمجہنا معرفت الہی پر موقوف ہی اور معرفت الہی
لیست ضروریۃ حتی یحصل بالبداہۃ کمعرفۃ کون الواحد نصف الاثنین بل انما تحصل
بدیہی یعنی ظاہر نہیں ہی تاکہ خودبخود معلوم ہوجاوی جیسی ایک کو دو کا آدہا جانتی ہیں بلکہ استدلال سی
بالاستدلال الذی ہو النظر فی الدلیل فیکون النظر واجبا لانہ تعالی امر بہ وقال انظروا ماذا
معلوم ہوسکتا ہی جسکو نظر فی الدلیل کہتی ہیں پس استدلال کرنا واجب ہوا چنانچہ اللہ تعالی نی بہی ارشاد کیا ہی فرمایا دیکہو کیا کیا
فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فمن ترکہ یکون اثما لانہ اعطی الانسان نعمۃ العقل فیستدل بہ علی وجودہ
موجود ہی آسمانوں اور زمین میں پہر جسنی استدلال کو ترک کیا وہ گنہگار ہوگا اسلئی کہ اللہ تعالی نی آدمی کو عقل کی نعمت اسہی واسطی عطا کی ہی کہ اوسکی ذریعہ سی ثابت کری
وقدمہ ووحدتہ وسائر صفاتہ التی تدل علیہا افعالہ وہی القدرۃ والارادۃ والعلم والحیوۃ
اللہ کا وجود اور قدم اور وحدانیت اور تمام وہ صفات جن پر اوسکی افعال دلالت کرتی ہیں اور وہ صفات قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات ہی

فاذا لم یستدل به لایکون مؤدیا شکر نعمة العقل فیکون آثما فیبقی فی مشیة الله تعالی
پہر اگر اسنی اوس عقل سی استدلال نکیا تو اوسنی عقل کی نعمت کا شکر ادا نکیا پس یہہ گنہگار ہوگا پہر مشیت الٰہی مین رہی گا
ان شاء یعفو عنه ویدخله الجنة بلا عذاب وان شاء یعذبه بقدر ذنبه ثم یدخله الجنة
چاہی اسکو معاف کرکر جنت مین بلا عذاب داخل کری اور اگر چاہی اوسکی خطا کی موافق اوسکو عذاب دیکر جنت مین داخل کری
فعلی هذا یجب علی کل مؤمن ان یعتنی فی معرفة الله تعالی حتی تتیسر له فهم معنی کلمة التوحید
اب ہر مؤمن پر واجب ہی کہ معرفت الٰہی مین کوشش کیا کری تاکہ اوسکو سمجہنا کلمہ توحید کی معنون کا سہل ہوجاوی
التی هی ثمن الجنة وسبب الخلاص من العذاب المؤبد وقد نص العلماء علی لزوم فهم معناها
جو کہ جنت کی قیمت اور دائمی عذاب سی رستگاری کا باعث ہی اور علماء صاف کہہ گذری ہین کہ سمجہنا معنون کا لازم ہی
والا لاینتفع بها متلفظها فی الانقاذ من الخلود فی النار اذ لیست فضیلتها بازاء تحریك اللسان
اور نہین تو زبانی پڑہنی سی اصلا فائدہ نہین ہی کہ دائمی آگ کی عذاب سی بچی اسواسطی کہ اوسکی فضیلت زبان ہلانی سی نہین ہوتی ہی
بها من غیر حصول معناها فی القلب بل فضیلتها بازاء حصول معناها فی القلب بسبب
جبتک کہ اوسکی معنی دلمین نہ حاصل ہون بلکہ اوسکی فضیلت یہہ ہی کہ اوسکی معنی بسبب معرفت الٰہی کی دل مین متیقن ہون
معرفة الله تعالی ولیس المراد من معرفة الله تعالی معرفة ذاته لان ذاته تعالی لیست معلومة
اور معرفت الٰہی سی مراد یہہ نہین ہی کہ اوسکی ذات کو دریافت کری اسلئی کہ اوسکی ذات تو بشر کو معلوم نہین ہوسکتی
للبشر بل المراد بها معرفة ما یجب فی حقه تعالی وما یستحیل علیه وما یجوز له لیعلم من
بلکہ معرفت سی یہہ مراد ہی کہ یہہ دریافت کری کہ الله تعالی کی حق مین کیا تو واجب ہی اور کیا محال ہی اور کیا جایز ہی تاکہ دریافت کرلی
ینطق بها ما نفی عن غیره تعالی وما اثبت له فانها مرکبة من نفی واثبات فالمنفی کل فرد من
کلمہ پڑہنی والا کیا وصف نفی کیا چاہی غیر الله سی اور کیا ثابت کیا چاہی الله تعالی کو کیونکہ کلمہ مرکب ہی نفی اور اثبات سی پس نفی کرنا تو ہر ہر فرد
افراد حقیقة الاله سوی الله تعالی والمثبت فرد واحد من تلك الحقیقة وهو الله تعالی ومعنی
معبود حقیقی کا ہی سوای ذات الٰہی کی اور مثبت ایک فرد واحد ہی معبود حقیقی مین سی اور وہ ذات الٰہی ہی اور معنی
الاله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة وهذا المعنی کلی یقبل بحسب مجرد ادراکه ان یصدق
اله کی یہہ ہی ہین کہ واجب الوجود ہو سزاوار عبادت کا اور یہہ معنی کلی ہین کہ صرف باعتبار ادراک کی ہوسکتا ہی کہ بہت افراد پر صادق
علی کثیرین لکن الدلیل القطعی یدل علی استحالة التعدد فیه وکونه خاصا بذات الله تعالی وذلك
آوی پر دلیل قطعی سی معلوم ہوا کہ تعدد اسمین محال ہی اور یہہ صفت خاص ہی ذات الٰہی کو اور وہ
الدلیل وجود العالم فانه لکونه حادثا محتاجا الی محدث یدل علی ان له موجدا قدیما واحدا
دلیل عالم کا وجود ہی بیشک یہہ عالم حادث محدث کا محتاج ہوکر دلالت کرتا ہی کہ اوسکا ایک موجد ہی قدیم واحد
متصفا بالقدرة والارادة والحیوة والعلم لانه لو لم یکن قدیما بل کان حادثا لکان محتاجا الی
اور قدیر اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم اسلئی کہ اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو البتہ محدث کا محتاج ہوگا
محدث فیلزم الدور والتسلسل وکلاهما محال ولو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بینهما
پہر دور یا تسلسل لازم آویگا اور یہہ دو محال ہین اور اگر واحد نہو بلکہ ایک سی زیادہ کئی ہون تو بیشک اونکی آپسمین
التمانع المقتضی لعدم وجود العالم ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لکان
روک ٹوک واقع ہوگی جسی عالم موجود نہوسکی اور اگر قدرت والا اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو بیشک

عاجزاعن ایجاد شئ من العالم لان الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شئ من الاشیاء
عالم مین سی ہر ہر ذرہ کی ایجاد سی عاجز ہوگا سلیئی کہ ایجاد کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہی اور تاثیر قدرت کی کسی شی مین اوس شئ کی ارادہ کرنی پر
یتوقف علی ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ یتوقف علی العلم به لان القصد الی ایجاد شئ
موقوف ہی اور ارادہ اوس شئ کا بدون علم اوس شئ کی نہین ہوسکتا اس لئی ارادہ کسی شئ کی ایجاد کا
مع عدم العلم به محال ولاتصاف بهذه الصفات الثلثة یتوقف علی الحیوة لکونها شرطا فیها
بدون علم اوس شئ کی محال ہی اور یہہ تینون صفتین کب ہوسکتی ہین بدون حیات کی کیونکہ حیات شرط ہی
فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل جزء من اجزائه دلیلا قطعیا علی وجوده تعالی وکونه
اس بیان کی مطابق وجود تمام عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا اوکی اجزا مین سی یقینی دلیل ہی اللہ تعالی کی وجود پر کہ وہ
قدیما واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع المذکورة وعلی استحالة اضدادها ولهذا کان
قدیم اور واحد ہی اور موصوف ہی ان چارون صفات مذکورہ سی اور دلیل ہی اسکی کہ ان صفات کا خلاف محال ہی اسیلئی
بعض اهل التوحید یقولون استدلالا بالاثر علی الموثر ما راینا شیئا الا راینا الله تعالی بعده فان
بعضی اہل توحید اثر سی موثر پر استدلال کرکر یہہ کہتی ہین کہ ہمنی جب کسی شئ کو دیکھا تو اوسکی ساتھہ ہی اللہ تعالی کو دیکھا بیشک
کل جزء من اجزاء العالم لکونه حادثا محتاج الی من یوجده ویربیه لایزال یتکلم بکلام لاحرف فیه
ہر ہر ذرہ عالم کی اجزاء کا چونکہ حادث اور محتاج ہی اپنی پیدا اور پرورش کرنیوالی کا ہمیشہ ایسی کلام سی جسمین نہ حرف ہین
ولاصوت ان له موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة یسمع کلامه
اور نہ آواز یہہ کہتا ہی کہ میرا پیدا کرنیوالا قدیم ہی واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ صاحب علم صاحب حیات تمیز والی
السامعون ولایسمعه الذین هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی یسمع
اوسکی کلام سنتی ہین اور بی تمیز جنکی سمجھہ بیکار ہی نہین سنتی اور سماعت سی مراد سماعت باطنی ہی جسی وہ کلام سنی جاتی ہی
به کلام لیس بحرف ولاصوت ولاعربی ولاعجمی لا السمع الظاهر الذی لایسمع غیر الاصوات وتشارك
جسمین حرف اور آواز نہو اور نہ عربی ہو اور نہ عجمی یہہ سماعت ظاہری مراد نہین ہی جسکی سوا آواز کی کچھہ معلوم ہو اور چوپایہ
فیه البهائم الانسان اذلا قدر لشئ تشارك فیه البهائم الانسان والحاصل ان المکلف لایعرف من
اور انسان اوسمین شریک ہین کیونکہ اوس شئ مین کیا خوبی ہی جسمین چوپایہ اور انسان یکسان ہون حاصل یہہ ہی کہ آدمی مکلف
صفاته تعالی بالعقل الا ما یتوقف علیه افعاله وما لم یتوقف علیه افعاله تعالی کالسمع والبصر
صفات الہی مین سی بزور عقل وہ ہی جان سکتا ہی جن صفات پر افعال موقوف ہین اور جن صفات پر افعال موقوف نہین ہین جیسی سمع اور بصر
والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما الاستدلال بالعقل فهو
اور کلام ان صفات کی ثبوت پر کبہی تو استدلال عقلی کرتی ہین اور کبہی استدلال نقلی استدلال عقلی تو یہہ ہی
انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه
کہ یہہ صفتین کمال کی ہین اور اونکی ضدین صفتین نقصان کی ہین اور اللہ تعالی کا صفات کمالیہ سی موصوف ہونا اور صفات نقصان سی
بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه بتلك الصفات واما الاستدلال بالنقل فهو ان
بری ہونا واجب ہی اس سی لازم آتا ہی کہ اللہ تعالی ان صفات سی موصوف ہو اور استدلال نقلی یہہ ہی کہ
الشرع قد صرح بثبوتها له تعالی فوجب الجزم بثبوتها له تعالی ودلیل النقل فی هذه المسئلة
شرع سی ان صفات کا ثبوت صاف ظاہر ہی پس یقین کرنا انکی ثبوت کا واجب ہوا اور اس مسئلہ مین دلیل نقلی

اولی من دلیل العقل لان تلك الصفات لا یتوقف علیها افعاله تعالی حتی یستدل بها علی ثبوتها
بہتر ہی عقلی دلیل سی اسلئی کہ ان صفات پر افعال الٰہی تو موقوف ہین نہین تاکہ اون افعال سی ان صفات کی ثبوت پر استدلال کیا جائی

له تعالی وذاته لم یکن معلوما لاحد حتی یعلم انها فی حقه تعالی کمال یجب اتصافه بها بحیث
اور اوسکی ذات کسیکو معلوم نہین تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ صفات بہ نسبت ذات الٰہی کی بہی کمالیہ ہین انکا ثبوت ہی چاہئی ہونا ایسا

لو لم یتصف بها یلزم ان یتصف باضدادها وما ذکر من کونها کمالا انما هو بالنسبة الینا ولا یلزم
کہ اگر یہہ صفتین موجود نہون گی تو انکی اضداد موجود ہونگی اور ان صفات کا کمالیہ ہونا جو مذکور ہوا تو وہ ہماری حق مین ہی اور یہہ کچہہ لازم نہین

من کون الشیء بالنسبة الینا کمالا ان یکون فی حقه تعالی کمالا الا تری ان اللذة والالم مع کونهما
کہ جو صفت ہماری حق مین باعث کمال کا ہو تو یہہ نسبت ذات الٰہی کی بہی کمالیہ ہو کیا تجہکو معلوم نہین ہی کہ لذت اور الم باوجودیکہ

بالنسبة الینا کمالا یمتنعان علی الله تعالی لکونهما من عوارض الاجسام فعلی هذا یلزم فی اثبات
ہماری حق مین کمال ہین اسد تعالی پر ممتنع ہین اسواسطی کہ جسمون کی عوارض سی ہین اس بیان کی موافق لازم یہہ ہی کہ

تلك الصفات له تعالی التمسك بالنقل عن الانبیاء الذین ثبت صدق کل واحد منهم و
ان صفات کی باب مین دست آویز نقلی بیان کی جاوی انبیاء علیہم السلام سی کہ صدق ہر ہر کا اور

امانته ونبوته بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالی صدق رسولی فی کل ما یبلغ عنی سواء
امانت اور نبوت ایسی معجزہ سی ثابت ہوچکی ہی جو قایم مقام ارشاد الٰہی کی ہی میرا رسول سچا ہی جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی

کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته لان المعجزة تصدیق فعلی من الله تعالی لرسوله لکونها
کہ تبلیغ بواسطہ قول کی ہو یا فعل کی یا چپ رہنی سی اسلئی کہ معجزہ اسد تعالی کی طرف سی تصدیق فعلی ہی واسطی رسول کی کیونکہ معجزہ

فعلا من افعاله تعالی خارقا للعادة قائما مقام صریح القول فی تصدیق رسوله فی دعوة الرسالة
ایک فعل ہی افعال الٰہی سی خلاف عادت کی قایم مقام صاف ارشاد کی ہی رسول کی تصدیق کی لئی رسالت کی دعوی مین

فانه تعالی لما خلق امرا خارقا للعادة علی یده عند ادعائه الرسالة صار کانه قال صدق رسولی
کیونکہ اسد تعالی نی جب ایک امر خلاف عادت رسول کی ہاتہہ پر رسالت کی دعوی کرنی کی وقت پیدا کیا تو گویا یہہ ارشاد کیا میرا رسول سچا ہی

فی کل ما یبلغ عنی سواء کان تبلیغه بقوله او فعله او سکوته قال العلماء مثال ذلك ان
تمام احکام مین جو میری طرف سی ادا کری برابر ہی کہ وہ تبلیغ رسول کی قولی ہو یا فعلی ہو یا چپ رہنی سی ہو علماء نی اسکی یہہ مثال بیان کی ہی

رجلا اذا قام فی مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثنی الیکم بکذا وکذا
ایک شخص بادشاہ کی مجلس مین ایک جماعت کی روبرو کہڑا ہو کر کہی مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون مجہکو تمہاری پاس فلانا فلانا حکم دیکر بہیجا ہی

من التکالیف وطلبوا منه حجة تدل علی صدقه وقال آیة صدقی انی اطلب من الملك ان
اور وہ جماعت اوسی صداقت کی دلیل طلب کری تب وہ شخص کہی نشان میری صداقت کا یہہ ہی کہ مین بادشاہ سی کہتا ہون کہ

یخالف عادته ویقوم من مقامه ویقعد ثلث مرات وفعل الملك ذلك بطلبه فلا شك
اپنی خلاف عادت اپنی جگہہ سی تین دفعہ کہڑا ہو اور بیٹہہ جاوی پہر وہ بادشاہ اوسکی کہنی سی یہہ کر بیٹہی تو بیشک

ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل فی کل ما یبلغ عنی ومفید للعلم
یہہ کار بادشاہ کا قایم مقام اس قول کی ہی یہہ شخص سچا ہی جو جو حکم میری طرف سی بیان کری اور اسی علم

الضروری بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم یشاهده بل وصل الیه خبره
بدیہی اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی یہہ حرکت بادشاہ کی دیکہیگا اور جو شخص نہ دیکہی گا بلکہ اوسکو تواتر سی یہہ خبر پہنچیگی

بالتواتر ولا ریب ان هذا المثال مطابق لحال الرسل علیہم الصلوۃ والسلام فی افادۃ معجزتہم العلم
اور بیشک یہہ مثال رسل علیہم السلام کی حال سی خوب مطابق ہی کہ اونکی معجزہ سی اونکی
الضروری بصدقہم لمن شاھدھا ولمن لم یشاھدھا بل وصل الیہ خبرھا بالتواتر فاذا ثبت
صداقت کا علم بدیہی حاصل ہوتا ہی دیکہنی والون کو اور جنہون نی نہین دیکہا تواتر سی سنکر جب اونکا صدق ثابت ہو چکا
صدقہم بدلالۃ المعجزۃ وجب تصدیقہم فی کل ما جاءوا بہ من عند اللہ تعالی وافضلہم
معجزہ کی دلالت سی تو واجب ہوئی اونکی تصدیق تمام احکام مین جو اللہ تعالی کی طرف سی لای ہین اور تمام انبیاء مین افضل
نبیّنا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فانہ تعالی قد بعثہ الی اہل الارض کافۃ لیبلغہم امرہ ونہیہ ووعدہ
اور برتر نبی اور صاحب ہمارے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین بیشک اللہ تعالی نی اونکو تمام اہل روی زمین کی طرف بہیجا تا کہ اونکو اللہ کا حکم اور ممانعت اور جزا
ووعیدہ وایدہ بمعجزات کثیرۃ لا احصر لہا لیصدقوہ فوجب علیہم تصدیقہ فی کل ما اخبر
اور سزا پہنچاوین اور اونکی تائید کی بہت معجزات سی جنکا انتہا نہین تا کہ اونکی تصدیق کرین سو واجب ہی اون سب پر تصدیق اونکی تمام خبرون مین
وطاعتہ فی کل ما امر والانتہاء عن کل ما زجر فمن لم یصدقہ فیما اخبر ولم یطعہ فیما امر ولم ینتہ
اور واجب ہی طاعت اونکی تمام حکمون مین اور باز رہنا جس چیز سی ممانعت کرین پہر جو شخص تصدیق نکری اونکی خبرون مین اور طاعت نکری اونکی حکم کی اور باز نرہی
عما زجر یکون من الذین قال اللہ تعالی فیہم فی القراٰن العظیم الذی ہو افضل معجزاتہ اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ
منع کی ہوئی سی تو وہ اون لوگون مین ہی جنکی حق مین اللہ تعالی قرآن شریف مین جو اونکا سب سی بڑا معجزہ ہی فرماتا ہی وہ جیسی چوپایہ
بَلْ ہُمْ اَضَلُّ فانہ تعالی شبہہم بالبہایم فی کون مشاعرہم متوجہۃ الی اسباب الدنیا ومقصورۃ
بلکہ اونسی زیادہ بیراہ اللہ تعالی نی انسان کو چوپایون سی مشابہت دی اسباب مین کہ انکی عقلین دنیا کی مال اسباب کی طرف متوجہ ہین اور دنیا ہی پر
علیہا وعدم التفکر فیما یقرع اذانہم من الایات القراٰنیۃ والاحادیث النبویۃ وعدم الالتفات بہا
ٹہر گئین اور ہرگز تامل نہین ہی اوسمین جو سنتی ہین آیات قرآنی اور احادیث نبوی اور اصلا اودہر توجہ نہین ہی
بل جعلہم اضل منہا لانہا تدرک ما من شانہا ان تدرک من المنافع والمضار وتجہد غایۃ جہدہا
بلکہ اللہ تعالی نی انسان کو چوپایہ سی بیراہ زیادہ کہا کیونکہ چوپایہ تو اپنی حیثیت کی موافق نفع اور ضرر کو پہچان لیتی ہین اور خوب کوشش کرتی ہین
فی جلب ما ینفعہا وسلب ما یضرہا وتنقاد لصاحبہا وتمیز من یحسن الیہا ممن یسیئ الیہا وہؤلاء
اپنی منفعت کی پیدا کرنی مین اور ضرر کی دفع کرنی مین اور اپنی مالک کی اطاعت کرتی ہین اور تمیز کرتی ہین درمیان اونکی جو اونکی ساتہہ احسان کری اور ضرر پہنچاوی
لیسوا کذلک حیث لا یمیزون بین المنافع والمضار ویجتہدون غایۃ جہدہم فی جلب ما یضرہم
ایسی نہین ہین اسلئی کہ اصلا نفع اور ضرر مین فرق نہین کرتی اور ضرر رسان چیز مین مر کہپ کر کوشش کرتی ہین اور منفعت سی الگ بچتی ہین
وسلب ما ینفعہم ولا ینقادون لربہم وخالقہم ورازقہم ولا یعرفون احسانہ الیہم ویقدمون علی
اور اطاعت نہین کرتی اپنی پروردگار اور پیدا کرنیوالی اور روزی دینی والی کی اور نہین سمجہتی کہ اون پر اوسنی کیا کیا احسان کیا اور عذاب
العذاب الالیم ولا یقدمون علی النعیم المقیم ویکونون من الذین قال تعالی فیہم یَعْلَمُوْنَ ظَاہِرًا
دردناک کی طرف دوڑ کر جاتی ہین اور دائمی عیش کی طرف نہین جاتی پہر وہ اون لوگون مین ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی جانتی ہین اوپر اوپر
مِّنَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَہُمْ عَنِ الْاٰخِرَۃِ ہُمْ غٰفِلُوْنَ یعنی انہم یعلمون ظاہرا حقیرا خسیسا من الدنیا
دنیا کا جینا اور وہ لوگ آخرت سی خبر نہین رکہتی یعنی یہہ لوگ یہہ ہی ظاہر کی نکمی اور بیکار دنیا کو خوب جانتی ہین
وہو ما یشاہدونہ من زخارفہا وملاذہا وسائر احوالہا الموافقۃ لشہواتہم الملائمۃ لاہوائہم
وہ یہہ جو کہ اونکو نظر آتا ہی دنیا کی رونق اور لذات اور تمام احوال جو اونکی شہوات کی موافق اور اونکی ہواہوس کی مطابق ہین

وهم غفلون عن الاخرة التي هي المطلب الاعلى والمقصد الاقصى ولا يخطرون ببالهم ولا يتفكرون
اور وہ آخرت سی جو کہ بڑا مطلب ہی اور عین مدعا ہی بالکل غافل ہین اور اونکی دلمین خطرہ نہین آتا اور نہین سوچتی
من احوال الدنيا ما يؤدي الى معرفتها فان العلم بامور الاخرة موقوف على العلم بوجود الباري تعالى
دنیا کی حالات کو اسطور کہ اوس سی آخرت کی معرفت حاصل ہو کیونکہ علم امورات اخروی کا علم وجود باری تعالی
وقدرته وارادته وعلمه وحيوته وذلك العلم لا يحصل الا بالنظر الى المصنوعات والتفكر فيها
اور اوسکی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہی اور یہہ علم نہین حاصل ہوتا بدون غور اور تامل کی مصنوعات مین
والاستدلال بتغيراتها على حدوثها واحتياجها الى موجد قديم واحد متصف بالقدرة و
اور بدون استدلال کی کہ حالات دنیا متغیر ہونی سی حادث ہین اور محتاج ہین طرف پیدا کرنیوالی کی جو قدیم اور واحد صاحب قدرت اور
الارادة والعلم والحيوة وهم قصروا النظر على الظواهر الحسية كالبهائم ولم يتفكروا في عجائب
صاحب ارادہ اور علم اور حیات والا ہی اور بنی آدم نی اپنی نگاہ ظاہر دیکھنی پر چوپایہ کی طرح کوتاہ کی اور اوسکی عجیب صنعت کو
صنعه ليستدلوا بها على وجوده وقدمه وقدرته وارادته وعلمه وحيوته فيعلموا ان ما اخبر به
خیال نہ کیا تاکہ اوسی استدلال ہو اوسکی وجود اور قدم اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر پہر یہہ جانتی کہ جو حدیث مین ہی
من امور الاخرة امور ممكنة يلزم وقوعها وعند وقوعها يكون المكلف فيها بحكم صلاح الاعمال
امورات آخرت مین سی سب ممکن ہین اونکا واقع ہونا ضرور ہی اور جب وہ امور واقع ہونگی تو مکلف باعتبار اعمال نیک
وفسادها فريقين فريق في الجنة وفريق في السعير نسال الله تعالى ان يجعلنا من اهل الجنة مع
اور اعمال بد کی دو قسم ہونگی ایک قسم بہشت مین اور ایک قسم دوزخ مین ہم اللہ سی دعا مانگتی ہین کہ ہمکو جنتی کری ہمراہ
الابرار لا من اهل النار مع الاشرار المجلس الثاني عشر في بيان اسعد الناس بشفاعة
صلحاء کی دوزخی نہ کری ہمراہ بدکارون کی بارہوین مجلس اس بیان مین کہ بڑا سعادتمند آدمی
النبي صلى الله عليه وسلم يوم القيمة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسعد الناس بشفاعتي
قیامت کی دن بسبب شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی بڑا سعادتمند آدمی میری شفاعت سی
يوم القيمة من قال لا اله الا الله خالصا من قلبه هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة
قیامت کی روز وہ ہی جسنی کہا لا الہ الا اللہ صاف دلسی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی
وقريب منه ما روى عن زيد بن ارقم انه عليه الصلوة والسلام قال من قال لا اله الا الله مخلصا دخل الجنة فانه عليه
اور ایسا ہی مضمون ہی جو زید بن ارقم نی روایت کی ہی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی جسنی کہا لا الہ الا اللہ صاف دلسی وہ داخل ہوا جنت مین بیشک
الصلوة والسلام قد شرط لنيل ما وعد في هذين الحديثين ان يكون فيمن قال لا اله الا الله الخلوص
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی شرط کیا ہی واسطی حصول جنت کی جوان دونو حدیثون مین وعدہ کیا ہی کہ لا الہ الا اللہ کہنی والی مین خلوص
والاخلاص ومعنى الخلوص والاخلاص مساعدة الحال للمقال فمن قال لا اله الا الله ولم يساعده
اور اخلاص ہو اور معنی خلوص اور اخلاص کی یہہ ہین کہ اوسکا حال مقال کی مطابق ہو پہر جسنی لا الہ الا اللہ تو کہا اور اوسکا حال مطابق
حاله لمقاله لا يكون فيه شئ من الخلوص والاخلاص وانما يكون فيه من الخلوص والاخلاص
مقال سی نہوا تو اوسمین اخلاص اور خلوص کچہہ نہین ہی اور خلوص اور اخلاص جب ہی ہوتا ہی
اذا منعه هذا القول عن الذنوب وحمله على الطاعات وان لم يمنعه من الذنوب ولم يحمله على
کہ اوسکو یہہ قول گناہون سی باز رکہی اور طاعات کی رغبت دلائی اور اگر اوسکو گناہون سی نہ روکا اور نہ طاعات پر رغبت دلائی

الطاعات لا یکون فیه الخلوص والاخلاص ویخاف ان یکون هذا القول فیه عاریة یسترد منه
تو اوسمین خلوص واخلاص کہان ہی اور اندیشہ یہہ ہی کہ یہہ قول اوسمین بطور عاریت کی ہو پہر چہین نہ جاوی

لان من لم یکن فیه الا اصل الایمان وهو مقصر فی الاعمال ومصر علی الذنوب قریب من ان
کیونکہ جس شخص مین سواى اصل ایمان کی کچہہ نہین ہی اور وہ نیک اعمال مین قصور کرتا رہا اور گناہون پر اڑا رہا کیا بعید ہی کہ

ینقلع شجرة ایمانه اذا صادمته الریاح العاصفة التی هی الوساوس الشیطانیة المحرکة لها لان
درخت ایمان کا جڑ سی اوکہڑ جاوی جب اوسکو تند ہوائین صدمہ پہنچائین کہ وہ وسوسی شیطانی ہین جو اوسکو حرکت دیتی رہتی ہین کیونکہ

کل ایمان لم یثبت فی القلب اصله ولم ینتشر فی الاعضاء فروعه ولم یظهر فیها ثمرة لا تثبت
جسکی ایمان کی جڑ دل مین خوب نہین بیٹہی اور اوسکی ٹہنیان تمام اعضا مین نہین پہیلین اور نہ اوسکو بہی کچہہ پہل لگا ہی

عند ظهور ملک الموت ویخاف علیه الزوال وانما یثبت فی القلب اصل الایمان وانما ینتشر فروعه
تو وہ جب ملک الموت آویگا قایم نہین رہیگا اور اندیشہ زوال کا ہی دل کی اندر ایمان کی جڑ جب خوب بیٹہتی ہی اور اوسکی ٹہنیان

فی الاعضاء وانما یظهر ثمرة فیها اذا سقی بماء الطاعات علی توالی الایام والساعات حتی یرسخ
اعضا کی اندر جب پہیلتی ہین اور پہل ایمان کا جب ہی لگتا ہی کہ طاعات کی پانی سی ہمیشہ ہر وقت رات دن سیراب کرتا ہی تاکہ اوسکی جڑ محکم

ویثبت وینتشر فروعه ویظهر ثمره فهذا امر لا یظهر الا عند الخاتمة واصل ذلک علی ما ثبت
اور ثابت ہوکر اوسکی شاخین پہیلین اور اوسکو پہل لگی یہہ حال وری خاتمہ سی معلوم نہین ہوسکتا اور اصل اسکی جیسی کہ

فی العلوم العقلیة ان تکرار الافعال سبب لحصول الملکة الراسخة فی النفس فمن اصر علی
علوم عقلی مین ثابت ہی یہہ ہی کہ ہر فعل بار بار کرنی کرنی نفس مین خوب کامل ہوجاتا ہی پہر جو شخص گناہون پر

الذنوب یحصل فی قلبه الفها وجمیع ما الفه الانسان فی عمره یعود ذکره عند موته فان کان
اصرار کرتا ہی اوسکی دل مین محبت گناہون کی پیدا ہوجاتی ہی اور انسان کی تمام محبوب چیزین عمر بہر کی موت کی وقت یاد آتی ہین پہر اگر اس شخصکو

میله الی الطاعات اکثر یکون اکثر ما یحضره عند الموت ذکر الطاعات وان کان میله الی المعاصی
رغبت طاعات کی زیادہ تہی تو اکثر اسکو موت کی وقت طاعات یاد آوینگی اور اگر اسکو رغبت گناہون کی

اکثر یکون اکثر ما یحضره عند الموت ذکر المعاصی فربما یقبض روحه عند غلبة شهوة من الشهوات
زیادہ تہی تو پہر موت کی وقت اکثر وہ ہی گناہ یاد آوینگی پس بعضی وقت نزدیک غلبہ کسی شہوت کی شہوتون مین سی

او معصیة من المعاصی فیتقید قلبه بها وتصیر سببا لسوء خاتمته فاما الذی غلبت ذنوبه
یا کسی گناہ کی گناہون مین سی اوسکی جان نکل جاتی ہی اور اوسکا دل اسمین لگا رہتا ہی یہہ ہی سبب اوسکی خاتمہ بد کا ہوجاتا ہی اور جس شخصکی گناہ بہت

وکانت اکثر من طاعاته ولم یتب عنها بل کان مصرا علیها وقلبه فرحا بها فهذا الخطر فی حقه
اور طاعات سی زیادہ ہون اور توبہ کی نہو بلکہ گناہون پر اڑا رہا اور اوسکا دل اسہی مین خوش رہا تو ایسی شخص کی حق مین اسکا

عظیم اذ قد یکون غلبة الالف سببا لان یتمثل صورة معصیة فی قلبه وتمیل الیها نفسه
بڑا اندیشہ ہی اوسواسطی کہ بعضی وقت ماری غلبۂ محبت کی صورت گناہ کی اوسکی دل مین پیدا ہوجاتی ہی اور اوسکا دل اودہر کو مایل ہوتا ہی

ویقبض علیها روحه فذلک هو سوء الخاتمة واما الذی لم یرتکب ذنبا اصلا او ارتکب لکن
اور وہین جان نکل جاتی ہی سو خاتمہ بد یہہ ہی اور جس شخص کوئی ہرگز گناہ نہین کیا یا گناہ توکیا پہر

تاب فهو بعید عن هذا الخطر فعلی هذا یجب علی کل مسلم بعد ما قال لا اله الا الله اداء واجب
توبہ کرلی سو وہ اس اندیشہ سی محفوظ ہی اس بیان کی موافق ہر ہر مسلم پر جو لا اله الا الله کہتی ہین واجب ہی کہ جو طاعات

عليه من الطاعات وحفظ لسانه وسائر اعضائه من السيئات لان كثيرا من الناس يقولون
اونکی ذمہ پر واجب ہی ادا کیا کریں اور اپنی زبان کو اور تمام اعضا کو گناہوں سی بچاوین اسواسطی کہ اکثر لوگ یہہ قول زبانسی کہتی ہین

هذا القول ثم ينزع عنهم في اخر اعمارهم بسبب اعمالهم الخبيثة ويخرجون من الدنيا بغير ايمان
پہراونسی آخر عمر مین بسبب خبیث عملون کی چہوٹ جاتا ہی اور دنیا سی بی ایمان مرتی ہین

واي مصيبة اعظم من هذا ان يكون اسم الرجل في جميع عمره في الدنيا من المؤمنين ثم يموت
اب کونسی مصیبت اس سی بڑی ہوگی کہ ایک شخص کا نام دنیا مین تو عمر بہر مسلمانون مین درج رہا پہر جب موا

ويكون اسمه في الاخرة من الكفرين ليس الحسرة على الذي يخرج من الكنيسة ويدخل في جهنم وانما
تو آخرت مین اوسکا نام کافرون مین درج ہوا افسوس کچہہ اوسکی حال پر نہین ہی جو بتخانہ سی نکل کر دوزخ مین گری

الحسرة على الذي يخرج من المسجد ويطرح في جهنم بسبب اعماله الخبيثة فان الناس في الايمان
افسوس تو بڑا اوسکی حال پر ہی جو مسجد مین سی نکل کر بسبب خبیث اعمال کی جہنم مین جاوی بنی آدم باعتبار ایمان کی

على ضربين منهم من يكون له الايمان عارية يسترد منه ومنهم من يكون له الايمان عطاء
دو قسم کی ہین بعضی ایسی ہین کہ اونکا ایمان عاریت کا ہی پہر چہن جاویگا اور بعضی ایسی ہین کہ ایمان اونکو بخشا ہوا ہی

لا يسترد منه والعلامة في ذلك ان الذي يمنعه الايمان من الذنوب ويحمله على الطاعات
پہر ہرگز نہین چہنیگا اور نشان اسمین یہہ ہی کہ جسکو پاس ایمان کا گناہونسی روکتا ہی اور طاعت کی رغبت دیتا ہی

فالايمان له عطاء لا يسترد منه والذي لا يمنعه الايمان من الذنوب ولا يحمله على الطاعات
تو اوسکا ایمان بخشا ہوا ہی اوسی پہر نہین چہینا جاویگا اور جسکو پاس ایمان کا گناہونسی نہین روکتا اور نہ طاعات پر رغبت دیتا ہی

فالايمان له عارية يسترد منه لان ايمانه لو كان صحيحا خالصا لمنعه من الذنوب ولحمله على
تو اوسکا ایمان عاریت کا ہی وہ چہن جاویگا کیونکہ اگر اوسکا ایمان صحیح اور خالص ہوتا تو بیشک اوسکو گناہونسی روکتا اور طاعت کی رغبت

الطاعات فلما لم يمنعه من الذنوب ولم يحمله على الطاعات علم ان قلبه الذي هو محل الايمان
دیتا پس جب اوسکو گناہونسی روکا اور نہ طاعت پر رغبت دی تو معلوم ہوا کہ اسکا دل جو ایمان کا گہر ہی

مريض فان القلب قد يمرض ويشتد مرضه لكن لا يعرف صاحبه لغلبة الهوى عليه بل قد
بیمار ہی بیشک دل کبہی بیماری مین سخت مبتلا ہوجاتا ہی لیکن اوس شخصکو بسبب غلبہ ہوا ہوس کی معلوم نہین ہوتا بلکہ بعضی وقت

يموت قلبه وهو لا يشعر بموته وعلامة ذلك ان لا يؤلمه جراحات الذنوب فان القلب اذا كان
اوسکا دل مرجاتا ہی اور اوسکو موت کی خبر نہین ہوتی اسکا نشان یہہ ہی کہ دلمین گناہ کی زخم سی الم نہین ہوتا کیونکہ دل جبتک

فيه حيوة يتألم بقدر حيوته من جراحات الذنوب وقد يشعر بمرضه صاحبه لكن لا يتحمل
زندہ رہتا ہی تو اوسکو جتنی اوسمین حیات ہوتی ہی گناہوں کی زخموں سی الم پیدا ہوتا ہی اور کبہی اوس شخصکو دل کی بیماری کی خبر ہوتی ہی پر

مرارة الدواء ولا يصبر عليها فيؤثر بقاء الالم على مشقة الدواء فان دواءه في مخالفة هواه وذلك
کڑوی دوا کی برداشت نہین کرتا اور نہ اوسپر صبر کرتا ہی پہر وہ الم رہتی رہنی دوا کی مشقت مین اثر کرتا ہی کیونکہ اوسکا علاج تو ہوا ہوس کی مخالفت ہی اور یہہ

اصعب شئ على النفس وليس لها شئ انفع من ذلك قال سهل بن عبد الله هواك داؤك فان خالفته
نفس پر بڑا ہی دشوار ہی اور اوسکی حق مین اس سی زیادہ کچہہ مفید نہین ہی سہل بن عبد اللہ کہتی ہین تیری خواہش تیرا مرض ہی اگر تونی اوسکا خلاف کیا

فذلك دواؤك وقال ايضا ترك الهوى مفتاح الجنة لقوله تعالى وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ
تو یہہ ہی تیرا علاج ہی اور یہہ بہی کہا ہی ہوا ہوس کا ترک کرنا جنت کی کنجی ہی واسطی ارشاد الٰہی کی اور جو کوئی ڈرا اپنی رب کی پاس کہڑی ہونی سی

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى فالسعيد من يخالف هواه ويطيع مولاه والشقي
اور روکا جی کو چاؤ سی سو بہشت ہی ہی ٹھکانا پس نیک بخت وہ ہی ہی جو اپنی ہوا ہوس کی مخالفت کرکر اپنی صاحب کی اطاعت کری اور بدبخت

من يتبع هواه ويخالف مولاه فان اتباع الهوى سم قاتل من سموم الدين يفضي الى الهلاك
وہ ہی کہ اپنی ہوا ہوس کی پیچھی لگا ہی اور اپنی صاحب کی مخالفت کری بیشک اطاعت نفس کی زہر قاتل ہی دین کی زہروں میں سی ہمیشہ کی واسطی مار ڈالتا ہی

الابدى يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ فالخائف من الهلاك في هذه
جس دن نہ کام آوی کوئی مال نہ بیٹی مگر جو کوئی آیا اللہ پاس لیکر دل چنگا پس جو شخص ڈرتا ہی موت سی اس

الدنيا الفانية فاذا كان يجب عليه في كل حال الاحتراز عن السموم وما يضره من المهلكات فالخائف
دنیا فانی میں اوسپر واجب ہی کہ ہر وقت ہمیشہ زہروں سی اور تمام مہلکات سی بچتا رہی سو جسکو ہلاک

من الهلاك الابدى اولى ان يجب عليه في كل حال الاحتراز عن المعاصي التي هي سموم الدين فان
ابدی کا خوف ہو تو اوسکو تو ضرور تر واجب ہی کہ ہر وقت گناہوں سی بچتا رہی کہ وہ دین کی حق میں زہر ہیں بیشک ان زہروں سی

المخوف من هذه السموم فوات الاخرة الباقية التي ليس اضعاف اعمار الدنيا عشر عشير مدتها
یہہ ہی اندیشہ ہی کہ آخرت فوت نہو جاوی جو ہمیشہ کو باقی ہی اور کئی کئی بار دنیا کی عمریں اوسکی سوین حصہ کو نہیں ملتی

اذ ليس لمدتها اخر وغاية وفيها النعيم المقيم والملك العظيم وفي فواتها نار الجحيم والعذاب الاليم
کیونکہ آخرت کی مدت کا انتہا اور آخر نہیں ہی اور اوسمیں نعمتیں دائمی اور ملک بڑا اور اوسکی فوت ہونی میں دوزخ کی آگ ہی اور عذاب دردناک

فالبدار البدار الى التوبة والاستغفار قبل ان يعمل سموم الذنوب في روح الايمان ولا ينفع بعده
پس جلدی کرو جلدی طرف توبہ اور استغفار کی پہلی اس سی کہ گناہوں کا زہر ایمان کی روح میں اثر کری پھر نہ تو پرہیز فائدہ کریگا

الاحتماء ولا علاج الاطباء ولا نصح الناصحين ولا وعظ الواعظين ويحق عليه القول انه من
بعد اوسکی اور نہ علاج طبیبوں کا اور نہ نصیحت ناصحوں کی اور نہ وعظ واعظوں کا اور اوسپر یہہ ہی قول ثابت ہو جائیگا کہ یہہ

الكافرين ويدخل تحت عموم قوله تعالى اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ
کافر ہی اور اس قول عام کی تلی داخل ہو جاگا ہمنی ڈالی ہیں اونکی گردنوں میں طوق سو وہ ہیں ٹھوڑیوں تک پھر اونکی سر اُلل رہی ہیں

ولا يغرنك لفظ الايمان وتقول المراد به الكافرون اذ قد جاء في الحديث ان الزاني لا يزني وهو مؤمن
اور ایمان کی لفظ سی گھمنڈ میں نہ آنا کہ تو کہنی لگی آیت میں مراد کافر ہیں اسواسطی کہ حدیث میں یہہ آیا ہی نہیں ہی کہ زانی زنا کری اور مؤمن بھی ہو

فانه عليه الصلوة والسلام ما اراد به نفي الايمان الذي هو العلم بالله وملئكته وكتبه ورسله
کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہہ مراد نہیں ہی کہ وہ ایمان جو علم ہی اللہ تعالی کا اور اوسکی فرشتوں کا اور اوسکی کتابوں کا اور اوسکی رسولوں کا مسلب ہو جاتا ہی

فان هذا الايمان لا ينافيه الزنا وسائر الذنوب بل اراد نفي الايمان الذي هو العلم بكون الزنا و
کیونکہ یہہ ایمان تو نہ منافی زنا کا ہی اور نہ منافی تمام اور گناہوں کا بلکہ مراد یہہ ہی کہ وہ ایمان کہ جسی جانتا تھا کہ زنا اور

سائر الذنوب مبعدا عن الله تعالى وموجبا للمقت فالمحجوب عن هذا الايمان الذي هو فرع
تمام گناہ اللہ تعالی کی درگاہ سی دور کرتی ہیں اور باعث ہلاکی کا ہیں وہ جاتا رہتا ہی سو جو شخص اس فرعی ایمان سی محجوب ہوا

سيحجب في الخاتمة عن الايمان الذي هو اصل حتى قال بعض العلماء قول العاصي للمطيع انا
تو کیا بعید ہی کہ خاتمہ کی وقت اصل ایمان سی بھی محجوب ہو جاوی بعضی علماء نی کہا ہی کہ عاصی کا یہہ کہنا مطیع سی کہ میں بھی

مؤمن كما انت مؤمن يشبه قول شجرة القرع لشجرة الصنوبر انا شجرة كما انت شجرة وما احسن
ویسا ہی مؤمن ہوں جیسا تو مؤمن ہی ایسا کہ کدو کی درخت نی صنوبر سی کہا میں بھی ویسا ہی درخت ہوں جیسا تو درخت ہی یہہ صنوبر نی

ماقالت شجرة الصنوبر لها فی الجواب انك ستعرفین حالك اذا عصفت ریاح الخریف و
کیا ہی خوب جواب دیا تو آپ ہی اپنا حال دیکھ لیگا جب آندھیاں خزان کی چلین گی اور
انقلعت اصولك وانتشرت اوراقك فعند ذلك ینكشف غرورك بمجرد مشاركتك ایای فی
تیری جڑ اوکھڑ جاوی گی اور تیری پتی جھڑ کر بکھر جاوینگی تب تیرا یہہ گھمنڈ کھل جاویگا کہ نام مین تو بھی میرا شریک ہی
اسم الشجر مع الغفلة عن اسباب ثبات الاشجار فکذا العاصی سیعرف حاله اذا عصفت
درخت کہلاتا ہی یہہ تجھکو خبر ہی نہین کہ درخت کیونکر قایم رہتی ہین سوایسی ہی عاصی گنہگار جلد اپنی حال سی واقف ہوجاگا جب موت کی
ریاح الاجل وظهرت سکرات الموت فعند ذلك ینكشف غروره بمجرد مشارکته للمطیع فی
آندھی چلی گی اور موت کی سکرات پیدا ہونگی تب کھل جاویگا تمام غرور کہ نام کو مطیع کی طرح
اسم المؤمن مع الغفلة من اسباب ثبات الایمان وهذا امر یظهر عند الخاتمة حتی قال بعض
مؤمن کہلاتا تہا بیخبری مین کہ ایمان کس بات سی قایم اور ثابت رہتا ہی اور یہہ حال خاتمہ کی وقت کھل جاتا ہی اتنا کہ بعضی
العارفین اذا ظهر ملك الموت للعبد یعلم ذلك العبد انه لم یبق من عمره شئ فیبدو له حینئذ
عارف کہتی ہین جب موت کا فرشتہ آدمی کی پاس آتا ہی تو جب وہ آدمی خبردار ہوتا ہی کہ میری عمر کچھہ باقی نہین رہی اب اوسکو اسقدر
من الحسرة والندامة مالو کانت له من الدنیا بجملتها لکان یبذلها لیضم الی عمره ساعة حتی
حسرت اور ندامت پیدا ہوتی ہی کہ اگر اوسکی قبضہ مین تمام دنیا ہوتی تو بیشک خرچ کر دیتا تاکہ اوسکی عمر مین ایک گہڑی زیادہ ہوجا
یتدارك تفریطه ولا یجد الی ذلك سبیلا فیتجرع غصة الیاس عن التدارك وحسرة الندامة
کہ اپنی افراط تفریط کا عوض کردی سو اوسکا کوئی سبیل نہوسکیگا سو خوف کی گہونٹ گلہ پکڑتی ہوئی تدارک سی لاچار ہوکر پیتا رہیگا
علی تضییع العمر فی ما یضره ولا ینفعه فیجعل روحه یتغرغر فیغلق عنه باب التوبة فیبقی فی
عمر بیکار کہوکر ایسی کاربار مین جو ضرر پہنچاوین اور کچھہ فائدہ ندین پہر اوسکی جان نکلنی کو گلی مین آواز کری گی اور دروازی توبہ کی بند ہوجاوینگی پہر صرف
الحسرة والندامة ولذلك قیل ﴿وَلَیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰۤی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ
حسرت اور ندامت ہی رہ جاوی گی اسیلئی کہا گیا ہی اور اونکی توبہ نہین جو کرتی جاتی ہین بری کام جبتک سامنی آی ایسی کسیکو
الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْاٰنَ﴾ ﴿وَاِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَی اللّٰهِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ
موت کہنی لگا مین نی اب توبہ کی توبہ قبول کرنی اللہ کو ضرور سو اونکی جو عمل کرتی ہین برا نادانی سی پہر توبہ کرتی ہین
قَرِیْبٍ﴾ والمراد بالقرب قرب العهد بالمعصیة بان یندم علیها ویمحو اثرها بحسنة یردفها بها قبل
شتاب سی اور مراد قرب سی نزدیک زمانہ گناہ کا ہی یعنی گناہ کرتی ہی اوسپر شرمندہ ہوکر اوسکا نشان مٹادی نکوئی سی کہ اوسکی ساتھہ ہی عمل کری
ان یتراکم ظلمتها علی القلب فلا یقبل المحو ولذلك قال النبی علیه الصلوة والسلام اتبع السیئة
اس سی پہلی کہ اوسکی تاریکی دل پر پہیل جاوی کہ پہر وہ تاریکی ہرگز نہ جاسکی اسیلئی فرمایا ہی نبی علیہ الصلوة والسلام نی برائی کی ساتھہ
الحسنة تمحها وقال لقمان لابنه یا بنی لا تؤخر التوبة فان الموت تاتی بغتة فمن ترك المبادرة
نکوئی کر کہ وہ نکوئی اوسکو مٹادیگی اور لقمان نی اپنی بیٹی سی کہا ای بچہ توبہ مین دیر نکرنا کیونکہ موت اچانک آجاتی ہی سو جسنی جلدیسی توبہ نکی
الی التوبة بالتسویف قد یعاجله الموت فلا یجد مهلة للاشتغال بالمحو ولذلك ورد فی الخبر
اور دیر کرتارہا کبھی جلدیسی موت اوسکو آلیتی ہی پہر اوسکو اتنی فرصت نہین ملتی کہ توبہ کری اسیلئی حدیث مین آیا ہی
عن ابن عباس انه علیه الصلوة والسلام قال هلك المسوفون والمسوف من یقول سوف اتوب
ابن عباس کی روایت سی کہ فرمایا نبی علیہ الصلوة والسلام نی ہلاک ہوئی مسوف یعنی دیر کرنیوالی اور مسوف وہ ہوتا ہی جو یہہ کہا کری ان اب توبہ کرونگا

وهو هالك لانه بنى الامر على البقاء الذي لم يفوض اليه ولعله لا يبقى وان بقي فانه كما لا يقدر على ترك

اور وہ شخص ہلاک ہوتا ہے کیونکہ اوس کام کی بنیاد بقا پر رکھتا ہے جو کہ اوسکی سپرد نہیں ہے اور شاید کہ وہ باقی نہ رہے اور باقی بھی رہا تو جیسے گناہ اب نہیں چھوڑ سکتا

الذنب اليوم لا يقدر على تركه غدا لان عجزه عن الترك في الحال ليس الا لغلبة الشهوة عليه والشهوة لا تفارقه

یعنی توبہ نہیں کرتا کل بھی نہ چھوڑ سکیگا کیونکہ اب غلبہ شہوت کا مارا توبہ نہیں کرتا تو شہوت تو اوس سی جدا نہیں ہوگی

بل تتضاعف وتتاكد بالاعتياد فليست الشهوة التي اكدها الانسان بالاعتياد كالشهوة التي لم يؤكدها

بلکہ بڑھتی جاویگی اور زیادہ عادت ہوتی جاتی سو وہ شہوت جسکی آدمی نے خوب عادت کرلی ہی ایسی نہیں ہوتی جسکی عادت نہیں کی

وعن هذا قيل هلك المسوفون فانهم يظنون ان بين المتماثلين فرقا ولا يدرون ان الايام متشابهة في

اسی لئے کہتی ہیں کہ دیر کرنیوالے جاتے رہے کیونکہ یہہ لوگ یہہ خیال کرتے ہیں کہ دو نظیروں میں فرق ہی اور یہہ نہیں سمجھتے کہ دن تمام ایکسے ہیں

كون ترك الشهوات شاقا فيها ابدا فعلى العاقل ان يبادر بالتوبة اذا صدر منه شيء من المنهيات

شہوت کا ترک کرنا ہمیشہ دشوار ہی سو عاقل کو لازم ہی کہ جلد توبہ کرے جب اوس سی کوئی گناہ صادر ہو

لان من عصى الله تعالى في شيء منها ولم يتب عنه على الفور يكون من الظلمين لقوله تعالى ومن

کیونکہ جو شخص نافرمانی کرتا ہی اللہ تعالی کی کسی بات میں اور فورا توبہ نہیں کرتا تو وہ ظالم ہی واسطے ارشاد الہی کی اور جو

لم يتب فاولئك هم الظلمون والتوبة عبارة عن معنى يحصل من امور ثلثة علم وحال وقصد

توبہ نہیں کرتا وہ ہی لوگ ہیں ظالم اور توبہ ایک کیفیت ہی جو پیدا ہوتی ہی تین چیزوں سی علم اور حال اور قصد

اما العلم فهو معرفة عظم ضرر الذنوب وكونه حجابا بينه وبين محبوبه واما الحال فهو الندم ومعنى

علم تو یہہ یقین کرنا کہ معصیت میں بڑا ہی ضرر ہی اور محبوب سی پردہ میں روکدیتا ہی اور حال سی مراد شرمندگی ہی اور معنی

الندم تألم القلب وتحزنه عند شعوره بفوات محبوبه واما القصد فهو ارادة التدارك وله تعلق

شرمندگی کا یہہ ہی کہ دل کو نہایت الم اور حزن پیدا ہو جب یہہ سمجھے کہ میرا محبوب اب فوت ہوا اور قصد ارادہ کرنا عوض کا ہی اور توبہ متعلق

بالحال والاستقبال والماضي اما تعلقه بالحال فهو ترك كل محظور هو ملابس به واداء كل فرض

زمانہ حال اور استقبال اور ماضی سی پھر توبہ کا حال سی یہہ لگاؤ ہی کہ ترک کرے ہر گناہ کو جسمیں مبتلا ہی اور ادا کرے ہر فرض کو

هو متوجه عليه واما تعلقه بالاستقبال فهو دوام فعل الطاعات وترك المنهيات الى آخر

جو اوسکی ذمہ پر ہی اور زمانہ استقبال سی یہہ علاقہ ہی کہ آیندہ کو ہمیشہ تمام عمر طاعات میں مصروف ہی اور منہیات سی بچتا ہی

العمر واما تعلقه بالماضي فهو تداركه ما فرط فيه وطريق التدارك ان ينظر الى الطاعات ما ترك

اور زمانہ ماضی سی یہہ علاقہ ہی کہ تمام قصوروں کا عوض کرے جو زمانہ ماضی میں گذری ہیں اور طریقہ تدارک کا یہہ ہی کہ طاعات میں غور کرکے دیکھے کیا کیا

منها والى المعاصي ما فعل منها فان كان ترك شيئا من الطاعات يتداركه بالقضاء فاذا قضى ما عليه

ہوئیں ہیں اور معاصی میں تامل کرے کہ کیا کیا عمل کئے ہیں پھر اگر اوسنے کوئی طاعت ترک کی ہی تو اوسکا تدارک قضا کرکے کردے پھر جب تمام فرایض

من الفرائض والواجبات ينظر في معاصيه فما كان منها بينه وبين الله تعالى يكفي فيه الندم بالقلب

اور واجبات اپنی ذمہ کی ادا کرچکے تو اپنی معاصی میں غور کرے معاصی میں جو جو صرف حق اللہ ہیں تو اوس میں فقط دلسی ہی شرمندہ ہونا

والاستغفار باللسان والعزم على ان لا يعود اليه ابدا واما حقوق الخلق فما علم صاحبه برده اليه

اور زبان سی استغفار کرنی کافی ہی اس عزم سی کہ پھر کبھی ایسی حرکت ہرگز نکرونگا اور حقوق العباد میں سی جسکا مالک معلوم ہو تو اوسکا حق اوسکو ادا کردے

ان كان من الحقوق المالية وان كان من الحقوق الغير المالية يستحل منه وان لم يجعل في حل يبقى

اگر حق مالی ہو اور اگر وہ حق مالی نہو تو اوس سی معاف کراوی اور اگر وہ معاف نکریگا تو اوسپر وہ باقی رہیگا

علیه مظلمته فعلیه ان یحسن الیه ویسعی فی مهماته حتی یستمیل به قلبه الیه ویجعله فی
اب اسکو یہہ لازم ہی کہ اوسکی ساتہہ بہلائی سی پیش آوی اور اوسکی کاروبار مین کوشش کری تاکہ اوسکا دل اوسپر نرم ہوجاے اور معاف
حل فان الانسان عبید الاحسان وقد روی عن ابن مسعود رضی الله عنه انه علیه الصلوٰة والسلام قال
کردی کیونکہ انسان احسان کا بندہ ہوتا ہی اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیه الصلوٰة والسلام نی فرمایا ہی
جبلت القلوب علی حب من احسن الیها وعلی بغض من اساء الیها فکل من نفر قلبه بسیئة
عادت ہی دلوں کی کہ اپنی محسن کی دوست خیرخواہ ہوتی ہین اور اپنی آزار رسان کی بدخواہ ہوتی ہین پہر جسکا دل اوسکی بدی کی سبب سی بیزار ہوگیا ہی
یطیب قلبه بحسنة فاذا طاب قلبه بکثرة الاحسان الیه والسعی فی مهماته یؤمل ان یجعله
تو بہلائی سی خوش ہوجاےگا پہر جب اوسکا دل بسبب کثرت احسان کی اور اپنی کاروبار مین ساعی دیکہکر خوش ہوگا تو امید ہی کہ اوسکو
فی حل وان ابی الا الاصرار یکون احسانه الیه وسعیه فی مهماته من جملة حسناته التی یمکن
معاف کردی اور اگر وہ ثانی سوای بدلا لینی کی تو اوسکی بہلائیاں اوسکی ساتہہ اور اسکی کوشش اوسکی کاروبار مین یہہ بہی ایسی حسنات ہین کہ ممکن ہی
ان یجبرها جنایته یوم القیمة فینبغی ان یکون قدر سعیه فی فرحه وسرور قلبه بالاحسان الیه
کہ قیامت کی دن اوسکی خطا کا بدلہ ہوجاوین اب لایق یہہ ہی کہ اوسکی خوشی اور دل راضی کرنی مین احسان سی
والسعی فی مهماته کقدر سعیه فی ایذائه حتی اذا قاوم احدهما الاخر او زاد علیه یاخذ ذلك منه
اور کاربار مین سعی کرنی سی اتنی محنت اوٹہاوی کہ جتنی اوسی تکلیف دی تہی یہان تک کہ اگر دونو برابر کیےجاوین تو اوسکی محنت برابر نکلی یا زیادہ بڑہ جاے کہ وہ اپنا اوس سی
عوضا یوم القیمة وان غاب صاحب الحق او مات وعجز الظالم عن الاستحلال منه فی الحقوق الغیر
قیامت کی دن بدلہ لیلی اور اگر وہ حق والا غایب ہو یا مرگیا ہو اور ظالم اوسی معاف نہین کراسکتا حقوق غیر مالیه کو
المالیة او کان فقیرا غیر قادر علی التصدق بمقدار ما علیه من الحقوق المالیة یجب علیه ان
یا ظالم مفلس ہو قدرت نہین ہی کہ جتنا اوسکی ذمہ پر اسکا حق مالی ہی اوسکی بدلہ خیرات کرسکی تو اب اسپر یہہ واجب ہی
یکثر ما قدر علیه من الاعمال الصالحات ویستغفر لمن ظلمه من المؤمنین والمؤمنات فی اکثر
کہ نیک اعمال بہت کیا کری اور ہر وقت مظلوم کی حق مین دعا مغفرت کی کیا کری مؤمن مرد ہو وہ مظلوم یا مؤمن عورت
الاوقات فانه اذا فعل کذلك یرجی من فضل الله تعالی وکرمه ان یرضی خصمه یوم القیمة لما روی
جب اس ظالم نی یہہ عمل کیا تو خدا تعالی کی فضل اور کرم سی امید ہی کہ اوسکی مدعی کو قیامت کی دن راضی کردی کیونکہ روایت ہی
عن ابی هریرة انه قال بینما رسول الله صلی الله علیه وسلم جالس اذ ضحك حتی بدت ثنایاه
ابو ہریرہ رضی الله عنه سی کہ ایک وقت رسول الله صلی الله علیه وسلم بیٹہی ہوی تہی چنانچہ اتنا ہنسی کہ دندان مبارک نظر انی لگی
فقیل له مم تضحك یا رسول الله قال رجلان من امتی جثیا بین یدی رب العزة فقال احدهما
کسینی پوچہا کیون ہنستی ہو یا رسول الله فرمایا دو شخص میری امت کی سامنی رب العزت کی آبیٹہی ایک نی کہا
یا رب خذ لی مظلمتی من هذا فقال الله تعالی اعط اخاك مظلمته فقال یا رب لم تبق من
یا الٰہی میرا بدلہ اس سی لی دی الله تعالی نی فرمایا کہ اپنی بہائی کا حق ادا کردی اوسنی عرض کیا یا الٰہی میری حسنات مین سی
حسناتی شیء فقال الله تعالی ما تصنع باخیك لم تبق من حسناته شیء فقال یا رب فلیحمل
تو کچہہ نہین بچا پہر الله تعالی نی فرمایا اب تو کیا کریگا اپنی بہائی کی ساتہہ کہ اوسکی حسنات مین سی کچہہ باقی نہین رہا پہر عرض کیا یا الٰہی تو میری گناہ
عنی من اوزاری ففاضت عینا رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم قال ان ذلك الیوم لیوم
اوسپر رکہدی پہر بہہ پڑین دونو آنکہین رسول الله صلی الله علیه وسلم کی پہر فرمایا بیشک یہہ وہ دن ہی کہ وہان

یحتاج

یحتاج الناس فیہ الی ان یحمل عنہم اوزارہم ثم قال فیقول اللہ تعالی للطالب حقہ ارفع بصرک فانظر
یہہ حاجت ہوگی آدمیوں کو کہ اونکی گناہ اوپر پرلیجاوین پہر فرمایا کہ پہر اللہ تعالی یہہ فرماویگا اوسکو جو حق مانگتا تہا اپنی آنکہہ اوٹہاکر

الی الجنان فیرفع بصرہ فیری من الخیر والنعمۃ ما یعجبہ فیقول لمن ھذا یا رب فیقول لمن یعطی
بہشت کی طرف تو دیکہہ پہر وہ اپنی آنکہہ اوٹہاکر ایسی خیر اور نعمتین دیکہیگا کہ اوسکو بہت پسند کرینگی پوچہیگا یا رب یہہ کسکی ہین اللہ فرماویگا جو شخص اسکی قیمت دی

فیقول من یملک ثمنہ فیقول انت تملکہ فیقول بماذا یا رب فیقول بعفوک عن اخیک فیقول قد عفوت عنہ یا رب
وہ عرض کریگا اسکی قیمت کسکو ہی فرماویگا تجہکو عرض کریگا کسطرح یا رب اللہ تعالی فرماویگا بعوض معاف کرنی کی اپنی بہائی سی پہر وہ عرض کریگا الہی مین نی اوسکو معاف کیا

فیقول اللہ تعالی خذ بید اخیک فادخلہ الجنۃ ھذا اذا لم یکن صاحب الحق کافرا واما اذا
پہر اللہ تعالی فرماویگا اپنی بہائی کا ہاتہہ پکڑ کر جنت مین لیجا یہہ کیفیت جب ہی کہ مدعی کافر نہو اور اگر

کان کافرا یکون الامر مشکلا جدا لانہ لعدم استحقاقہ لدخول الجنۃ لا یوجد طریق
مدعی کافر ہوگا تو پہر بڑی مشکل کی بات ہی کیونکہ نہ تو وہ کافر قابل دخول جنت کی ہی اوسکی راضی کرنیکا کوئی طریقہ نہین ہی

لارضائہ ولا لاعطاء ثواب المؤمن الیہ ولا لتحمیل اثم الکفر علی المؤمن ولا یرجی منہ العفو
اور نہ مؤمن کا ثواب اوسکو دی سکتی ہین اور نہ اوسکا کفر کا گناہ مؤمن پر ڈال سکتی ہین اور معافی کی بہی کافر سی امید نہین ہی

فیکون خصومتہ اشد وکذا اذا کان الحق للبہائم بان ضربہا بغیر ذنب او ضرب وجہہا
سو کافر کی خصومت بڑی سخت ہی اور ایسی ہی جب بہایم کا حق ہوگا کہ اوسکو بی خطا مارا ہو یا خطا ہی پر اوسکی چہرہ پر مارا ہو

بذنب او حملہا فوق طاقتہا او لم یتعاھد علفہا وماءھا تکون خصومتہا یوم القیمۃ اشد
یا اوسکی طاقت سی زیادہ لادا ہو یا اوسکی چارہ پانی کی خبر نلی ہو تو اوسکی بہی خصومت قیامت کی دن بڑی سخت ہوگی

اذ لا ذنب لہا فیحمل عنہا ذنبہا ولیست اھلا لاخذ الحسنات فتعین العقاب المجلس
اسلئی نہ بہایم خطادار ہوتی ہین کہ اونکی گناہ اسکی ذمہ پر ڈالدین اور نہ وہ اس لایق ہی کہ حسنات اوسکو دیدین پہر عذاب ہی قایم رہا

الثالث عشر فی بیان اخلاص التوحید سبب لحرمۃ النار قال رسول اللہ
تیرہوین مجلس اس بیان مین کہ توحید اخلاص دلی سی دوزخ کی آگ حرام کردیتی ہی فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ صدقا من قلبہ
صلی اللہ علیہ وسلم نی جو کوئی یہہ گواہی دی کہ نہین کوئی معبود سوا اللہ کی اور بیشک محمد اللہ کی رسول ہین سچی دل سی

الا حرمہ اللہ علی النار ھذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ معاذ بن جبل وظاھرہ یقتضی
حرام کردیگا اللہ تعالی اوسکو آگ پر یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی معاذ بن جبل کی روایت سی ظاہر معنی اسکی یہہ ہین

ان لا یدخل النار کل من یاتی بکلمتی الشھادۃ وان لم یمتثل بالاوامر ولم ینتہ عن النواھی ولیس
کہ دوزخ مین نہ جاویگا جو شخص کلمہ شہادت کا پڑہتا ہی اگرچہ اوامر کو بجا نہ لاوی اور مناہی سی باز نرہی اور حقیقت مین

کذلک لان معناہ ان کل من یشھد بوحدانیۃ اللہ تعالی وبرسالۃ رسولہ ویجری علی موجب
یہہ نہین کیونکہ اسکی معنی یہہ ہین کہ جو شخص اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کی گواہی دیتا ہی اور اپنی

شھادتہ بامتثال الاوامر واجتناب النواھی حرمہ اللہ تعالی علی النار یشیر الی ھذا المعنی
شہادت کی رستہ پر چلا جاتا ہی اوامر پر عمل کرکر اور منہیات سی اجتناب کرکر اوسکو اللہ تعالی آگ پر حرام کردیگا ان معنون کا اشارہ ہی

قولہ علیہ الصلوۃ والسلام صدقا من قلبہ لان الشھادۃ اذا کانت عن صمیم القلب
اس حدیث مین اس لفظ سی کہ سچی دل سی کیونکہ گواہی جب سچی ارادہ دل سی ہوتی ہی

يتوجه العبد الى طلب رضى مولاه بامتثال الاوامر واجتناب النواهي واذا لم يمتثل بالاوامر ولم
تو آدمی اپنی مولی کی رضامندی تلاش کرتا ہی اوسکی حکم کو بجا لاکر اور منع سی باز رہ کر اور اگر اوسکی حکم پر عمل کیا اور نہ

ينته عن النواهي يكون شهادته بمجرد اللسان لا عن قلب واعتقاد لان اللسان ترجمان القلب
روکنی سی رکا تو اوسکی وہ گواہی صرف زبانی ہی دل اور اعتقاد سی نہین ہی اسلئی کہ زبان دل کا اظہار کرنیوالی ہی

والاعضاء شهود على ما يدعيه الانسان باللسان فمن ادعى بلسانه الايمان اذا استعمل
اور ہاتھ پاؤ وغیرہ اعضا گواہ ہین انسان کی زبانی دعوی پر پس جو شخص اپنی زبان سی ایمان کا دعوی کری اور وہ اپنی ارکان کو

اركانه على ما يقتضيه الايمان يكون صادقا في دعواه ويثبت ما ادعاه واذا لم يستعمل اركانه
ایمان کی مطابق برتتا ہی تو وہ شخص اپنی دعوی مین سچا ہی اور اوسکا دعوی ثابت ہی اور اگر آدمی اپنی ارکان ایمان کی

على ما يقتضيه الايمان لا يكون صادقا في دعواه ولا يثبت ما ادعاه وظهر من هذا ان ما يجري
مطابق استعمال نکری تو وہ اپنی دعوی مین سچا نہین ہی اور نہ اوسکا دعوی ثابت ہی اس سی معلوم ہوا کہ جو زبان سی کہا کرتی ہین

على اللسان قد لا يكون عن قلب واعتقاد وان كان صادقا في الواقع كقول المنافقين لرسول الله
بعضی وقت وہ بات دل اور اعتقاد سی نہین ہوتی اگرچہ واقع مین سچی ہو جیسی قول منافقون کا رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللّٰهِ فان قولهم هذا كان صدقا في الواقع بدليل قوله تعالى
صلی اللہ علیہ وسلم سی ہم گواہی دیتی ہین کہ بیشک تم اللہ کی رسول ہو تو یہہ قول اونکا واقع مین سچا ہی اس دلیل سی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ لكن لما لم يكن عن قلب واعتقاد كذبهم الله تعالى في قوله وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّ
اللہ جانتا ہی کہ تو بیشک اللہ کا رسول ہی لیکن چونکہ وہ منافق اپنی دل اور اعتقاد سی نہین کہتی تھی تو اللہ تعالی نی اونکو جھٹلایا اور اللہ گواہی دیتا ہی

الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ وسبب ذلك ان الشهادة على ما ذكر في الصحاح خبر قاطع وهذا شرط في
کہ منافق بیشک جھوٹھی ہین اور اسکا سبب یہہ ہی کہ شہادت موافق قول صاحب صحاح لغت کی خبر یقینی کو کہتی ہین اسیلئی گواہون مین

الشاهد ان يشهد بشيء ثابت عنده بيقين كما قال النبي عليه الصلوة والسلام اذا علمت مثل
یہہ شرط ہی کہ گواہی تب دیا کرین جب وہ شی اونکی عندیہ مین یقینی ثابت ہو چنانچہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی فرمایا ہی جب تجھکو آفتاب کی مثال

الشمس فاشهد فمن شهد بشئ غير ثابت عنده بيقين يكون كذبا وان كان صدقا في الواقع
ظاہر معلوم ہو تو گواہی دہ پہر جو شخص ایسی مقدمہ کی جو اوسکی نزدیک یقینًا ثابت نہین ہی گواہی دی تو وہ جھوٹھ ہوگی اگرچہ واقع مین سچی ہو

ولذلك اعتبر في الحديث كونه صدقا ناشيا عن مركزه ومنبعه الذي هو القلب ليظهر
اسی واسطی حدیث مین یہہ اعتبار کیا ہی کہ وہ خبر سچی اپنی مرکز اور منبع سی پیدا ہوئی ہو کہ وہ دل ہی تاکہ اوسکا اثر

اثره في الاعضاء فعلى هذا كل من ينطق بكلمتي الشهادة يدعي حصول علم اليقين عنده
اعضا مین آوی اس تقریر کی موافق جو شخص کلمی شہادت کی پڑھتا ہی تو وہ دعوی کرتا ہی کہ مجھکو انکی معنی یقینًا معلوم ہین

بمعناهما واذا لم يكن عنده العلم بمعناهما لا يكون صادقا في دعواه ولا يتحقق ما ادعاه فكيف
اور اگر اوسکو اونکی معنی معلوم نہون تو وہ اپنی دعوی مین سچا نہین ہی اور نہ اوسکا دعوی ثابت ہی پہر

يكون مؤمنا فان النطق بهما من غير فهم معناهما لا يكفي في حصول حقيقة الايمان
وہ مؤمن کیونکر ہوگا اسلئی کہ زبانی پڑھنی سی بدون معلوم کرنی معنون کی حقیقت ایمان کی کبھی حاصل نہین ہوتی

بل لا بد في حصول حقيقة الايمان ان يكون النطق بهما مع فهم معناهما لان جميع ما يجب
بلکہ ضرور ہی واسطی حاصل کرنی حقیقت ایمان کی کہ دونو کلمی اونکی معنی سمجھ کر زبان سی پڑھی اسلئی کہ مکلف پر جو جو عقاید

على المكلف معرفته من عقائد الايمان و فى حقه تعالى وحق رسله متدرج فيهما لان الكلمة الاولى
کہ مکلف پر جو جو عقاید ایمانی ہین سب بہ نسبت ذات الٰہی اور بہ نسبت رسولون کی یقین کرنا واجب ہی تمام ان کلموں مین داخل ہی اسلئی
منهما مركبة من نفي واثبات والذى نفي عن غيره تعالى واثبت له تعالى على طريق الحصر انما هو
کہ پہلا کلمہ مرکب ہی نفی اور اثبات سی اور جو چیز کہ غیر اللہ سی سلب اور واسطی اللہ تعالی کی ثابت کی گئی ہی حصر کر کر وہ الوہیت ہی
الالوهية وهى تشتمل على معنيين احدهما استغناؤه تعالى عن جميع ماسواه والثانى افتقار جميع ما عداه
اور الوہیت مین دو معنی ہین ایک تو اللہ کی بی نیازی تمام ماسوا سی اور دوسری حاجتمند ہونا تمام ماسوا کا
اليه تعالى فعلى هذا يكون معنى قولنا لا اله الا الله لا مستغنى عن جميع ماسواه ولا مفتقر اليه جميع
اللہ تعالی کی طرف اس بیان کی موافق معنی کلمہ کی یہہ ہین نہین ہی کوئی بی نیاز تمام ماسوا سی اور نہ کوئی محتاج الیہ تمام
ما عداه الا الله تعالى اما استغناؤه تعالى عن جميع ماسواه فيوجب له تعالى الوجود والقدم و
ماسوا کا سوا اللہ تعالی کی بی نیازی اللہ تعالی کی تمام ماسوا سی واجب کر دیتی ہی واسطی اللہ تعالی کی وجود اور قدم اور
البقاء اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان محتاجا الى محدث لان انتفاء شئ من هذه
بقا کو اسلئی کہ اگر نہ واجب ہون واسطی اللہ تعالی کی یہہ صفتین تو پہر وہ محتاج ہوگا کسی محدث کا اسواسطی کہ گم ہونا کسی ایک صفت کا ان
الصفات يستلزم الحدوث وكل حادث يحتاج الى محدث وكذا يوجب له تعالى التنزه عن النقائص
صفات مین سی لازم کر دیتا ہی حدوث اور حادث تمام محدث کی محتاج ہوتی ہین اور ایسی ہی واجب ہو جاتا ہی پاک ہونا اللہ تعالی کا تمام نقصانون سی
ويدخل فى التنزه عن النقايص وجوب السمع والبصر والكلام اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان متصفا بالنقائص
اور نقصان سی پاک ہونی مین یہہ بہی داخل ہی کہ بالضرور سمیع اور بصیر اور صاحب کلام ہو اسواسطی کہ اگر یہہ صفات نہون گی تو پہر اوسمین نقصان پایا جاویگا
ومحتاجا الى من يدفع عنه تلك النقائص وكذا يوجب له تعالى التنزه عن الاغراض فى افعاله واحكامه
اور حاجت مند ہوگا ایسی امر کا کہ جسّی وہ نقایص رفع ہون اور ایسی ہی واجب ہوتا ہی واسطی اللہ تعالی کی بری ہونا اللہ تعالی کا غرض سی افعال اور احکام مین
اذ لو لم يجب له تعالى التنزه عن الاغراض لكان محتاجا الى ما يحصل به غرضه وكذا يوجب له تعالى
اسواسطی کہ اگر نہ واجب ہو واسطی اللہ تعالی کی بری ہونا غرضون سی تو وہ حاجت مند ہوگا ایسی امر کا جسّی وہ غرض حاصل ہو اور ایسی ہی واجب ہی واسطی اللہ تعالی کی
ان لا يجب عليه فعل شئ من الممكنات ولا تركه اذ لو وجب عليه شئ منهما لكان محتاجا الى ذلك
کہ اوسکی ذمہ کوئی امر واجب نہو کرنا کسی امر ممکن کا یا نکرنا اوسکا اسواسطی کہ اگر واجب ہووی اللہ تعالی پر کوئی کار تو وہ حاجتمند ہوگا اوس کار کا
الشئ ليتكمل به اذ لا يجب له تعالى الا ما هو كمال واما افتقار جميع ما عداه اليه تعالى فيوجب له تعالى
تا کہ کامل ہو جاوی اسلئی کہ اللہ تعالی کو وہ صفات واجب ہوتی ہین جو کمال کی ہین اور جمیع ماسوا کی محتاج الیہ ہونی سی واجب ہو جاتی ہی واسطی اللہ تعالی کی
القدرة والارادة والعلم والحيوة اذ لو لم يجب له تعالى هذه الصفات لكان عاجزا عن ايجاد شئ
قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات اسواسطی کہ اگر واجب نہون واسطی اللہ کی یہہ صفتین تو عاجز ہوگا کائنات مین سی ہر شئی کی
من الكائنات وكذا يوجب له تعالى الوحدانية اذ لو لم يجب له تعالى الوحدانية بل كان معه ثان
پیدا کرنی سی اور ایسی ہی واجب ہی واسطی اللہ تعالی کی وحدانیت اسلئی کہ اگر اللہ تعالی واحد نہو بلکہ اوسکی ساتھہ ایک اور دوسرا
فى الالوهية لم يفتقر اليه شئ من الكائنات للزوم عجزهما ويوخذ من افتقار جميع ما عداه اليه تعالى
الوہیت مین شریک ہو تو پہر تمام کائنات مین سی کوئی شئی اوسکی محتاج نہو گی اسلئی کہ دونو عاجز ہو جاینگی اور ظاہر ہوتا ہی تمام ماسوا کی احتیاج سی طرف اللہ تعالی کی
حدوث العالم باسره اذ لو كان شئ منه قديما لكان مستغنيا عنه تعالى غير محتاج اليه تعالى
کہ تمام عالم حادث ہی کیونکہ اگر کوئی شئی عالم مین سی قدیم ہوتی تو وہ اللہ تعالی سی بی نیاز ہوتی حاجت مند اللہ کی نہوتی

ويؤخذ منه ايضا ان لا يؤثر شئ من المخلوقات في اثر ما اذ لو كان في شئ من المخلوقات تاثير
اسی سی ظاہر ہوتا ہی کہ مخلوقات میں سی کسی چیز کو کسیطرح کا کچھ اثر نہیں ہی کیونکہ مخلوقات میں سی اگر کسی چیز میں اثر ہوتا
في اثر ما لكان ذلك الاثر مستغنيا عنه تعالى غير مفتقر اليه تعالى فعلى هذا كل من يقول لا اله
تو البتہ وہ اثر اللہ تعالی سی بی نیاز ہوتا اللہ تعالی کا حاجت مند نہوتا اس بیان کی موافق جو شخص لا الہ الا اللہ
الا الله يصير كانه يقول لا واجب الوجود الا الله ولا واجب القدم والبقاء الا الله ولا قادر على
کہتا ہی وہ شخص گویا یہہ کہتا ہی کوئی نہیں واجب الوجود سوا اللہ کی اور نہ کوئی قدم اور بقا والا سوا اللہ کی اور نہ کوئی تمام
ايجاد الممكنات كلها الا الله ولا عالم بما لا يتناهى من المعلومات الا الله ولا متنزه عن جميع النقائص
ممکنات کا پیدا کرنیوالا سوائی اللہ کی اور نہ کوئی داننده معلومات غیر متناہی کا سوای اللہ کی اور نہ کوئی پاک تمام نقصانوں سی
ولا عن الاغراض في افعاله واحكامه الا الله ولا مؤثر في شئ من المخلوقات الا الله وعلى هذا القياس
اور نہ پاک غرضوں سی افعال اور احکام میں سوا اللہ کی اور نہ کوئی مخلوقات میں اثر کرنیوالا سوای اللہ کی اور اسی قیاس پر
كل ما وجب في حقه تعالى واستحال عليه وجاز له فقد ظهر من هذا ان فهم معنى كلمة
جو جو صفات اللہ تعالی کی لیئی واجب ہیں یا اوسکی نسبت محال ہیں اور جایز ہیں اس سی خوب ظاہر ہوا کہ سمجھنا کلمہ توحید کی معنوں کا
التوحيد يتوقف على معرفة الله تعالى وليس المراد من معرفة الله تعالى معرفة ذاته لان ذاته تعالى
معرفت الٰہی پر موقوف ہی اور معرفت الٰہی سی مراد یہہ نہیں ہی کہ ذات الٰہی کا ادراک کری اسلئی کہ ذات الٰہی
ليست معلومة للبشر بل المراد بها معرفة ما يجب في حقه تعالى وما يستحيل عليه وما يجوز له
کسی بشر کو معلوم نہیں ہی بلکہ مراد معرفت اون صفات کا جو خدا کی لیئی واجب ہیں اور جو اوسپر محال ہیں اور جو جایز ہیں
ليعلم الموحد عند التكلم بها ما ينفي عن غيره تعالى وما يثبت له تعالى فالمنفي فيها كل فرد من
تاکہ موحد کو کلمہ پڑھتی ہوئی معلوم ہووی کہ کونسی صفت کو غیر اللہ سی سلب کری اور کیا کیا اللہ تعالی کو ثابت کری سو مسلوب اس کلمہ میں ہر فرد ہی
افراد حقيقة الاله سوى الله تعالى والمثبت فرد واحد من تلك الحقيقة وهو الله تعالى ومعنى
افراد حقیقۃ اوسکی ہی سوا اللہ تعالی کی اور مثبت ایک فرد ہی اوس حقیقت میں سی یعنی اللہ تعالی اور معنی
الاله هو الواجب الوجود المستحق للعبادة وهذا المعنى كلي يقبل بحسب مجرد ادراكه ان يصدق
الہ کی واجب الوجود سزاوار پرستش کا اور یہہ معنی کلی ہیں باعتبار صرف تصور کی بہت افراد پر صادق آسکتی ہیں
على كثيرين لكن الدليل العقلي القطعي يدل على استحالة التعدد فيه وعلى كونه خاصا بذات الله تعالى
پر دلیل عقلی یقینی دلالت کرتی ہی کہ زیادہ ایک سی محال ہی اور خاص ہی ذات پاک الٰہی سی
وذلك الدليل وجود العالم فانه لكونه حادثا محتاجا الى محدث يدل على ان له محدثا وذلك المحدث
اور وہ دلیل یہہ ہی عالم کا وجود ہی یہہ عالم حادث ہونی سی محدث کا محتاج ہوکر یہہ دلالت کرتا ہی کہ اس عالم کا کوئی محدث ہی اور وہ محدث
لا بد ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والحيوة والعلم لانه لو لم يكن قديما بل كان
ضرور ہی کہ قدیم اور واحد اور صاحب قدرۃ اور صاحب ارادہ اور حی اور علیم ہو اسلئی کہ اگر قدیم نہو بلکہ
حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور او التسلسل وكلاهما محال ولو لم يكن واحدا بل كان
حادث ہو تو خود محتاج محدث کا ہوگا پھر دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہہ دونو محال ہیں اور اگر واحد نہو بلکہ
اكثر من واحد لوقع بينهما التمانع المقتضي لعدم وجود العالم ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة
ایک سی زیادہ ہوں تو اونمیں آپسمیں روک ٹوک واقع ہوگی جس سی وجود عالم کا پیدا نہو سکی اور اگر صاحب قدرت اور ارادہ

والعلم والحیوة لکان عاجزا عن ایجاد شئ من العالم لان الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شئ
اور علیم اور حی نہو تو سراسر عاجز ہوگا عالم میں سی کچھ نہ پیدا کر سکیگا اسلیئے کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور اثر قدرت کا کسی شئ میں
من الاشیاء یتوقف علی ارادة ذلک الشئ وارادة ذلک الشئ تتوقف علی العلم به لان القصد الی
اشیاء سی بدون ارادہ اوس شئ کی نہیں ہوسکتا اور ارادہ شئ کا بدون علم کی نہیں ہوسکتا اسلیئے کہ ارادہ کسی شئ کی
ایجاد شئ مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث یتوقف علی الحیوة لکونها
پیدا کرنیکا بلا جانی بوجھی محال ہی اور یہہ تینوں صفتیں بغیر حیات کی نہیں ہوسکتیں کیونکہ حیات انہیں شرط ہی
شرطا فیها فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل ذرة من ذراته دلیلا قطعیا علی وجوده تعالی
اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا عالم کی ذرات میں سی یقینی دلیل ہی وجود الٰہی
وقدمه وکونه واحدا متصفا بهذه الصفات الاربع المذکورة وعلی استحالة اضدادها ولهذا
اور قدم پر کہ وہ واحد ہی موصوف ہی ان چاروں صفات مذکورہ سی اور ان صفات کی ضدیں محال ہیں اسی لئے
کان بعض اهل التوحید یقولون استدلالا بالاثر علی المؤثر ما رأینا شیئا الا رأینا الله بعده فان
بعضی اہل توحید اثر سی مؤثر پر استدلال کرکر یہہ کہتی ہیں یعنی جب کسی شئ کو دیکھا تو بعد اوسکی اللہ کو دیکھا بیشک
کل ذرة من ذرات العالم من حیث حدوثها واحتیاجها الی من یوجدها لا تزال تتکلم بکلام لا حرف
ہر ذرہ عالم کی ذرات کا اس سبب سی کہ وہ حادث ہیں اور اپنی موجد کی محتاج ہمیشہ زبان حال سی یہہ کلام کرتی ہیں جسمیں نہ کوئی حرف
فیه ولا صوت ان لها موجدا قدیما واحدا متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة یسمع
اور نہ کچھہ آواز کہ ہمارا موجد قدیم واحد صاحب قدرت صاحب ارادہ علیم حی ہی
کلامها السامعون ولا یسمعه الذین هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذی
اونکی کلام کو سمجھہ والی سب سنتی ہیں اور وہ لوگ نہیں سنتی جنکی سماعت بیکار ہی اور سماعت سی مراد وہ سماعت باطنی ہی جسسی
یسمع به کلام لیس بحرف ولا صوت ولا عربی ولا عجمی لا السمع الظاهر الذی لا یسمع به غیر الاصوات
وہ کلام سنی جاتی جسمیں نہ کوئی حرف ہو نہ کچھہ آواز اور نہ عربی ہو نہ عجمی ہو سماعت ظاہری مراد نہیں ہی جس سی حرف آواز سنی جاوی
وتشارک فیه البهایم الانسان اذ لا قدر لشئ تشارک فیه البهائم الانسان والحاصل ان الانسان
اور اوسمیں بہایم بہی انسان کی شریک ہوں کیونکہ اوس چیز میں کیا خوبی ہی جسمیں آدمی اور چوپایہ یکساں ہوں حاصل یہہ ہی کہ انسان
لا یعرف من صفاته تعالی بالعقل الا ما دل علیه افعاله تعالی فما لم یدل علیه افعاله تعالی
صفات الٰہی میں سی عقل کی زور سی وہ ہی جان سکتا ہی جن پر اوسکی افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر افعال دلالت نہیں کرتی
کالسمع والبصر والکلام فقد یستدل علی ثبوتها له تعالی تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه
جیسی سمع اور بصر اور کلام تو ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی کبہی استدلال عقلی کیا جاتا ہی اور کبہی نقلی
الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالعقل فهو انها صفات کمال واضدادها صفات نقصان
استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ یہہ صفتیں کمال کی ہیں اور انکی ضدیں صفتیں نقصان کی
واتصافه تعالی بصفات الکمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالی
اور اللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی پس واجب ہوا موصوف ہونا اللہ تعالی کا
بتلک الصفات واما وجه الاستدلال علی ثبوتها له تعالی بالنقل فهو ان الشرع قد صرح بثبوتها
ان صفات سی اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی اللہ تعالی کی یہہ ہی کہ شرع نی ثبوت ان صفات کا صاف ظاہر کیا

له تعالى فوجب العلم بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اولى من دليل العقل لان تلك

واسطی اللہ کی پس واجب ہوا یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی اللہ تعالی کی اور اس مسئلہ مین دلیل نقلی بہتر ہی دلیل عقلی سی اسلئی

الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن

کہ افعال الہی ان صفات پر موقوف نہین ہین تاکہ اون افعال سی استدلال کیا جاوی اوپر ثبوت ان صفات کی اللہ تعالی کو اور ذات اللہ تعالی کی کسیکو

معلوما لاحد حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف بها يلزم

معلوم نہین تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ صفات اللہ تعالی کی لئی صفات کمالیہ ہین ان صفات سی موصوف ہونا ہی ضرور ہی ایسا کہ اگر ان صفات سی موصوف

ان يتصف باضدادها بل كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشيء بالنسبة

تو انکی ضدین پائی جاوینگی بلکہ یہہ صفات ہماری حق مین کمالیہ ہین اور ہماری حق مین کمالیہ ہونی سی یہہ لازم نہین آتا

الينا كمالا ان يكون في حقه تعالى كمالا الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما كمالا بالنسبة الينا

کہ اللہ تعالی کی واسطی بہی کمالیہ ہون کیا تجہکو معلوم نہین کہ لذت اور الم باوجودیکہ ہماری حق مین کمال ہین اللہ تعالی کی نسبت کرکر محال ہین

في حقه تعالى لكونهما من عوارض الاجسام فقد ظهر من هذا ان الكلمة الاولى من كلمتي الشهادة

کیونکہ یہہ دونو صفات جسمانی ہین اس سی معلوم ہوا کہ پہلی کلمہ مین دونو شہادت کی کلمون مین سی

تضمنت الاقسام الثلثة التي يجب على المكلف معرفتها في حقه تعالى وهي ما يجب في حقه تعالى

تینون قسمین مندرج ہین جنکی معرفت واسطی اللہ تعالی کی مکلف پر واجب ہی یعنی جو واجب ہی واسطی اللہ تعالی کی

وما يستحيل عليه وما يجوز له والمراد بما يجب في حقه تعالى صفاته الثبوتية وبما يستحيل

اور جو اوسپر محال ہی اور جو جایز ہی اور صفات واجبہ سی مراد صفات ثبوتیہ ہین اور محال سی مراد

عليه صفاته السلبية وبما يجوز له صفاته الفعلية واما الكلمة الثانية فقد حكم فيها بكون

صفات سلبیہ ہین اور جایز سی مراد صفات فعلیہ ہین اور دوسری کلمہ مین یہہ حکم ہی کہ

محمد صلى الله عليه وسلم رسولا من عند الله ولا بد في معرفة ذلك من دليل وذلك الدليل ظهور

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی بہیجی ہوئی ہین اور اسکی معرفت کی واسطی کوئی دلیل ضرور چاہیی اور وہ دلیل ظاہر ہونا

المعجزة على يده عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصديق فعلي من الله تعالى لرسوله لانها فعل

معجزہ کا رسول کی ہاتہہ پر بروقت دعوی رسالت کی کیونکہ معجزہ اللہ کی طرف سی فعلی تصدیق ہی واسطی اپنی رسول کی اسلئی کہ وہ معجزہ ایک فعل

من افعاله تعالى خارق للعادة قائم مقام صريح القول في تصديق رسوله في دعواه الرسالة فانه

ہی اللہ تعالی کی افعال مین سی خلاف عادت کی گویا صاف ارشاد ہی واسطی تصدیق اپنی رسول کی رسالت کی دعوی مین کیونکہ اللہ تعالی نی

لما خلق امرا خارقا للعادة على يد رسوله حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق رسولي في كل

جب ایک امر خلاف عادت اپنی رسول کی ہاتہہ پر رسالت کا دعوی کرتی وقت پیدا کیا تو گویا یہہ فرمایا کہ میرا رسول سچا ہی

ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته قال العلماء مثال ذلك ان رجلا اذا قام

جو جو حکم میری طرف سی بیان کری برابر ہی کہ وہ بیان قولی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار خاموشی کی ہو علماء کہتی ہین اسکی مثال یہہ ہی کہ ایک شخص

في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا من التكاليف فطلبوا

بادشاہ کی دربار مین ایک جماعت کی سامنی کہڑا ہو کر کہی کہ مین اس بادشاہ کا ایلچی ہون مجہکو تمہاری پاس فلانی فلانی حکم دیکر بہیجا ہی اوس جماعت نی

منه حجة تدل على صدقه فقال آية صدقي اني اطلب من الملك ان يخالف عادته ويقوم من

اوس سی ایسی حجت طلب کی جس سی اوسکا صدق معلوم ہو اوس شخص نی کہا نشان میری صدق کا یہہ ہی کہ بادشاہ سی مین کہتا ہون کہ اپنی عادت کی خلاف تین دفعہ کہڑا ہووی

مقامه ويقعد ثلث مرات فيفعل الملك ذلك بطلبه فان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله

اور بیٹھ جاوی پہر بادشاہ نی اوسکی کہنی سی یہہ ہی کیا پس تو بادشاہ کی یہہ حرکت قایم مقام اس قول کی ہی

صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عني ويفيد العلم الضروري بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من

یہہ شخص سچ کہتا ہی جو جو میری طرف سی بیان کرتا ہی اور اس سی علم ضروری اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو کوئی بادشاہ کی یہہ حرکت دیکھیگا

الملك ولمن لم يشاهده بل وصل اليه خبره بالتواتر ولا شك ان هذا المثال مطابق لحال الرسول

اور اوسکو جو نہین دیکھیگا بلکہ اوسکو بطریق تواتر کی خبر پہنچیگی اور بیشک یہہ مثال مطابق ہی رسول علیہ السلام کی حال سی

عليه السلام في افادة معجزته العلم الضروري بصدقه لمن شاهدها ولمن لم يشاهدها بل وصل

کہ معجزہ سی بدیہی علم صداقت کا حاصل ہوا کرتا ہی دیکھنی والی کو اور اوسکو جو نہین دیکھتا بلکہ

اليه خبرها بالتواتر ثم ان المعجزة لما كانت تصديقا فعليا من الله تعالى لرسولنا محمد صلى الله عليه

اوسکو بطور تواتر کی خبر ملتی ہی پہر جب معجزہ تصدیق فعلی ثابت ہوا اللہ تعالی کی طرف سی واسطی ہماری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

وسلم لزم ان يكون تصديقا فعليا منه تعالى لغيره من الانبياء لانهم في معناه فيجب في حق جميعهم

تو لازم ہی کہ تصدیق فعلی ہو اللہ کی طرف سی واسطی اور انبیاء کی بہی کیونکہ وہ بہی نبوت مین یکسان ہین پس سبکی حق مین

الصدق والامانة وتبليغ ما امروا بتبليغه للخلق ويستحيل في حقهم اضداد هذه الصفات وهي الكذب

صدق اور امانت اور تبلیغ تمام احکام کی واسطی خلق کی واجب ہی اور اونکی حق مین خلاف ان صفات کا محال ہی یعنی جہوٹھ

والخيانة وكتمان شئ مما امروا بتبليغه للخلق ويجوز في حقهم من الاعراض البشرية ما لا يؤدي الى نقص في مراتبهم

اور خیانت اور چہپا لینا کسی حکم تبلیغی کا واسطی خلق کی اور جایز ہی اونکی نسبت حالات بشری جس سی مرتبہ مین کچہہ عیب نہ لگتا ہو

كالمرض ونحوه اما وجوب الصدق لهم واستحالة الكذب عليهم فلانه تعالى يصدقهم بالمعجزة القائمة

جیسی بیماری وغیرہ لیکن واجب ہونا صداقت کا اونکی لئی اور محال ہونا دروغ کا اونپر اسلئی ہی کہ اللہ تعالی اونکی تصدیق معجزہ سی کرتا ہی جو قایم

مقام صريح القول فلو لم يجب لهم الصدق بل جاز عليهم الكذب لجاز على الله تعالى لان تصديق

مقام صاف ارشاد کی ہی پہر اگر صدق واجب نہو بلکہ اونپر کذب جایز ہو تو پہر اللہ تعالی پر جایز ہوگا اسلئی کہ

الكاذب كذب والكذب على الله تعالى محال واما وجوب الامانة لهم واستحالة الخيانة عليهم فلانهم

جہوٹی کی تصدیق بہی جہوٹھ ہی ہوتی ہی اور کذب اللہ تعالی پر محال ہی اور امانت کا واجب ہونا اونکی لئی اور خیانت کا محال ہونا اونپر اسواسطی ہی

لو خانوا بفعل شئ مما هو محرم او مكروه لانقلب ذلك الفعل طاعة لانه تعالى امر الخلق بالاقتداء

کہ اگر وہ خیانت کرین کسی کار مین کہ وہ حرام ہو یا مکروہ تو البتہ وہ کار پلٹ کر طاعت ہوجاوی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی خلقت کو یہہ حکم فرمایا ہی

بهم في افعالهم واقوالهم وسكوتهم والله تعالى لا يامر بما هو محرم او مكروه فلو علم منهم خيانة لما امر

کہ انبیاء کی افعال اور اقوال اور سکوت مین پیروی کرین اور اللہ تعالی حرام یا مکروہ کا حکم نہین فرماتا سو اگر علم الہی مین انبیاء سی خیانت سرزد ہوسکتی تو

الخلق بالاقتداء بهم فثبت بذلك انه تعالى عصمهم عن فعل شئ مما هو محرم او مكروه فلا يقع منهم

خلقت کو کبہی اونکی اقتدا کا حکم نہوتا اس سی ثابت ہوا کہ اللہ تعالی نی اونکو تمام محرمات اور مکروہات سی معصوم پیدا کیا ہی پس اونسی وہ ہی

الا ما هو واجب او مندوب او مباح هذا بالنظر الى نفس الفعل واما بالنظر اليهم فالحق ان افعالهم دائرة

کار عمل مین آتا ہی جو واجب ہی یا مستحب ہی یا مباح ہی یہہ حال ہی بلحاظ کیفیت اوس کار معمول کی اور اگر خیال کیجئی انبیاء کی طرف تو حق یہہ ہی کہ اونکی افعال محصور ہین

بين الوجوب والندب لا غير لان المباح لا يقع منهم كما يقع من غيرهم بمقتضى الشهوة بل انما يقع منهم

درمیان فقط وجوب اور مستحب کی مباح بہی اونسی عمل مین نہین آتا جیسی اور عوام سی موافق شہوت کی عمل مین آتا ہی بلکہ اونسی سوای

بنية صالحة يصير بها طاعة واقل ذلك قصد التعليم لغيرهم اذا ثبت هذا يجب على كل مؤمن
نیت نیک کی عمل میں نہیں آتا کہ جس سے وہ مباح طاعت ہوجاتا ہے اور کم سے کم بارادۂ تعلیم غیروں کی جب یہہ ثابت ہوچکا تو ہر مؤمن پر واجب اور لازم ہے

ان يكون على حذر عظيم ووجل شديد على ايمانه ان يسلب منه بان يصغى باذنه او يلتفت
کہ بہت پرہیز کرتا رہے اور خوب ڈرتا رہے اپنی ایمان پر مبادا ایمان اوسکا سلب ہوجاوے اس سے کہ سنے اپنی کانوں سے اور توجہ کرے

بعقله الى خرائف ينقلها في حقهم خذلة المورخين ويتبعهم في بعضها بعض الجهلة من المفسرين
اپنی عقل بھی طرف بیہودہ نقلوں کی جو بعضی مورخ نابکار اونکی حال میں بیان کرتے ہیں اور اونکی ساتھ بعضی جاہل مفسر بھی ہوگئے ہیں

فانهم لقلة تحصيلهم وعدم تحقيقهم ربما يفترون في ذلك بظواهر من الكتاب والسنة ولهذا
یہہ لوگ بسبب بے علمی کی بے تحقیق بعضی وقت اس بات میں مطابق ظاہر کتاب اور سنت کی افترا کر بیٹھتے ہیں اسی لئے

قيل التمسك في معرفة الله تعالى ومعرفة رسوله بمجرد ظواهر الكتاب والسنة اصل من اصول
کہتے ہیں کہ حجت کرنی معرفت الہی اور معرفت رسول میں صرف ظاہر کتاب اور سنت سے اصل کفر کی جڑ ہے

الكفر قال الامام السنوسي وكذلك تلقى هذا العلم من مجرد الكتب والمشائخ المصحفين والمتفقهين
امام سنوسی کہتے ہیں اور ایسی ہی اس علم کا حاصل کرنا صرف کتابوں اور مشایخ تصحیف کار اور فقہاء

بلا تحقيق واما وجوب التبليغ لهم واستحالة الكتمان عليهم فلانهم لو كتموا شيئا مما امروا بتبليغه لكان الناس
بے تحقیق سے کفر کی جڑ ہے اور واجب ہونا تبلیغ کا انبیاء پر اور محال ہونا چھپانا کسی امر کا اسلئے ہے کہ اگر انبیا کوئی مسئلہ تبلیغی چھپالیں تو عوام بھی مامور ہوں گے

مامورين بالاقتداء بهم في كتمان بعض ما امروا بتبليغه من العلم النافع لمن اضطر اليه وكيف يتصور
اونکی پیروی کی درباب چھپا لینی بعضی مسائل تبلیغی کی جیسی بھلی بات حاجتمند سے اور یہہ کب خیال میں آسکتا ہے

ذلك فان الكتمان حرام ملعون فاعله بشهادة قوله تعالى ان الذين يكتمون ما انزلنا من
کیونکہ چھپانا حرام ہے اور چھپانیوالا مردود موافق مضمون اس آیت کی جو لوگ چھپاتی ہیں جو کچھ ہمنی اتارا

البينت والهدى من بعد ما بينه للناس في الكتب اولئك يلعنهم الله ويلعنهم اللعنون
صاف حکم اور راہ کی نشانیاں بعد اسکی کہ ہم اونکو کھول چکی لوگوں کی واسطی کتاب میں اونکو لعنت دیتا ہے اللہ اور لعنت دیتی ہیں سب لعنت دینے والی

واما جواز الاعراض البشرية في حقهم فلانها لا تضر في رسالتهم وعلو منزلتهم بل هي مما تزيد في
اور جایز ہونا حالات بشری کا انبیا کی حق میں اسلئے ہے کہ اسمیں کچھہ رسالت کا ضرر اور بلند منزلت میں کچھ خلل نہیں ہے بلکہ اسمیں اور بھی مرتبہ زیادہ ہوتا ہے

مراتبهم باعتبار تعظيم اجرهم من جهة ما يقارنها من طاعة صبرهم فانه تعالى كان قادرا على
باعتبار عظمت ثواب کی کہ اونکو حاصل ہوتا ہے طاعت صبر پر البتہ اللہ تعالی کو قدرت ہے

ايصاله اليهم ذلك الثواب العظيم بلا مشقة تلحقهم لكن بعظيم حكمته اختار ان يوصل اليهم
کہ وہ تمام ثواب عظیم اونکو بدون مشقت مرض کی عنایت کرے پر اپنی حکمت کاملہ سے یہہ ہی پسند کیا کہ اونکو

ذلك الثواب مع تلك الاعراض رفقا بضعفاء العقول لئلا يعتقدوا فيهم الالوهية وفيها ايضا
وہ ثواب بعد عارض ہونے ان عوارض کی عنایت کرے واسطے رحمت کی ضعیف عقلوں پر تاکہ ضعیف الاعتقاد انبیاء میں اعتقاد خدائی کا نہ کریں اور اسمیں بھی

دليل على صدقهم وكونهم مبعوثين من عند الله تعالى وكون ما ظهر على ايديهم من الخوارق مخلوقة
اونکی صداقت پہ اور مبعوث ہونے پہ خدا کی طرف سے بڑی دلیل ہے اور اسپر کہ جو جو خوارق یعنی امور خلاف عادت معجزات اونکی ہاتہہ پہ پیدا ہوتی ہیں

لله تعالى من غير ان يكون لهم قدرة على اختراعها اذ لو كان لهم قدرة على اختراعها لدفعوا عن انفسهم
وہ سب خدا کی پیدا کی ہوتی ہیں انبیا کو کچھ اسمیں دخل نہیں ہے کہ پیدا کرلیں اسلئے کہ اگر اونکو قدرت ہوتی معجزہ پیدا کرنی کی تو بیشک اپنی اوپر سے

ما هو ایسر منها من المرض والجوع والعطش والم الحر والبرد واذیة الخلق ونحو ذلك وفیها ایضا فائدة
آسان کار سہل دفع کر دیتی بیماری بہوکہ پیاس تکلیف گرمی سردی کی ایذا خلق کی اور مانند اسکی اور اسمین بہی یہہ بڑا فائدہ ہی

عظیمة وهی تشریع الاحکام للخلق المتعلقة بها کما عرف احکام السهو فی الصلوٰة من سهوه علیه السلام
کہ خلقت کی واسطی وہ احکام جو عوارض سی متعلق ہین جایز ہوجاتی ہین جیسی نماز مین سہو کرنی کی مسائل پیغمبر خدا کی سہو کرنی سی معلوم ہوگئی

وکیفیة اداء الصلوٰة فی حال المرض والخوف من فعله علیه الصلوٰة والسلام وهیئة اکل الطعام و
اور کیفیت نماز پڑہنی کی بیماری اور خوف مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا کرنی سی معلوم ہوئی اور طریق کہانا کہانیکا اور

شرب الماء ونحوه من اکله وشربه علیه الصلوٰة والسلام فقد ظهر من هذا ان کلمتی الشهادة
پانی پینی کا اور مانند اسکی آپ کی کہانی پینی سی معلوم ہوا اس سی معلوم ہوا کہ دونو کلمی شہادت مین

مع اختصارهما متضمنتان لجمیع ما یجب علی المکلف معرفته فی حقه تعالی وحق رسله من عقائد
باوجود اختصار کی جو جو مکلف پر درباب معرفت الٰہی اور معرفت رُسل کی عقاید

الایمان ولذلك جعلهما الشرع دلیلا علی ما فی القلب من عقائد الایمان حتی لا یقبل من احد
ایمانی مین سی واجب ہی سب داخل ہی اسہی واسطی شرع نی انکو دلیل ٹہرائی ہی عقاید ایمانی پر جو دل مین ہوتی ہین یہان تک کہ ایمان کسیکا مقبول نہین ہی

الایمان الا بهما فعلی هذا ینبغی للعاقل ان یستحضر معناهما ثم یشتغل بذکرهما صباحا ومساء حتی
بدون ان کلمون کی اسکی موافق عاقل کو لازم ہی کہ انکی معنی یاد رکہی پہر انکو رات دن پڑہا کری یہان تک

یمتزج معناهما بلحمه ودمه یسر لنا الله المداومة علی ذکرهما مع فهم معناهما ولا حول ولا قوة
کہ وہ دونو معنی اسکی گوشت اور خون مین ملجاوین الٰہی ہمپر آسان کر مداومت ذکر کی معہ فہم معانی کی اور نہ پہرنا گناہ سی اور نہ قوت طاعت عبادت کی

الا بالله العلی العظیم المجلس الرابع عشر فی بیان ایمان المنجی لصاحبه یوم القیمة
سوا اللہ تعالی برتر اور بزرگ کی چودہوین مجلس بیان مین اوس ایمان کی جو قیامت کی دن نجات دیگا ایماندار کو

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من عبد قال لا اله الا الله ثم مات علی ذلك
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی جو بندہ لا الہ الا اللہ کہی پہر مر جاوی اوسہی اعتقاد پر

الا دخل الجنة هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابوذر وظاهره یقتضی ان یدخل الجنة
داخل ہوگا جنت مین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوذر کی روایت سی اسکی ظاہر معنی یہہ کہتی ہین کہ

کل من یاتی بکلمة الاولی من کلمتی الایمان وان لم یات بالکلمة الثانیة منهما ولیس کذلك لانه
جو شخص پہلا کلمہ دونو کلمون ایمان مین کا پڑہی وہ جنت مین داخل ہو اگرچہ دوسرا کلمہ نہ پڑہی اور حقیقت مین یہان نہین ہی کیونکہ رسول

علیه السلام وان لم یذکر فیه احدی کلمتی الایمان لکنها مراده لان قول من یقول لا اله الا الله لا یستلزم
صلی اللہ علیہ وسلم نی اگرچہ اس حدیث مین دوسری کلمہ ایمان کا ذکر نہین فرمایا پر وہ مراد ہی اسواسطی کہ جو شخص صرف لا الہ الا اللہ کہتا ہی کچہہ لازم نہین ہی

دخول الجنة ما لم یضم الیه قوله محمد رسول الله اذ لا یتم الایمان الا بهما ثم انه علیه الصلوٰة والسلام
کہ جنت مین داخل ہو جبتک اوسکی ساتہہ محمد رسول اللہ نہ ملاوی اسواسطی کہ ایمان بدون دونو کلمون کی پورا نہین ہوتا پہر رسول علیہ السلام نی

اشار بقوله ثم مات علی ذلك الی لزوم الثبات علی الایمان الی الموت لان من لو یثبت علی الایمان بل
اشارہ اس لفظ سی کہ پہر اوسی پر مری یہہ ارشاد فرمایا کہ مرتی دم تک بدستور ایمان پر قایم رہی اسواسطی کہ جو شخص ایمان پر ثابت نرہی گا بلکہ

مات علی الکفر لا ینفعه ایمانه الذی کان قبل ذلك وانما ینفعه الایمان الذی یکون ثابتا الی الموت
وہ کفر پر مری تو اوسکی حق مین پہلا ایمان کچہہ فائدہ نہ کریگا ایمان وہ ہی فائدہ کرتا ہی جو دم مرگ تک قایم رہی

حيث يكون سببا لدخول الجنة وان كان له ذنوب كثيرة لم يتب عنها فان من مات على الايمان
وہ ہی سبب ہوتا ہی واسطی دخول جنت کی اگرچہ وہ بڑا ہی گنہگار ہو اور توبہ بھی نکی ہو کیونکہ جو شخص ایمان سی اوٹھتا ہی

مع كونه مصرا على الذنوب غير تائب عنها يكون في مشيئة الله تعالى ان شاء يعفو عنه ويدخله
اگرچہ وہ شخص گناہوں پر جارہا اور گناہوں سی توبہ بھی نکی وہ خدا کی مرضی میں ہی اگر چاہی اللہ تعالی اوسکو معاف کرکر

الجنة بلا عذاب وان شاء يعذبه بقدر ذنوبه ثم يدخل الجنة ولو بعد حين لكن ينبغي ان يعلم
بلا عذاب جنت میں داخل کری اور چاہی گناہوں کی برابر سزا دیکر پہر جنت میں داخل کری اگرچہ دم بہر کی بعد اب لائق ہی یہہ سمجھنا

ان كلمتي الايمان لتضمنهما اثبات ذات الله وصفاته وافعاله واثبات رسالة الرسول لابد ان
کہ دونو کلمہ ایمان میں چونکہ اثبات ذات الہی کا ہی اور اوسکی صفات کا اور افعال کا اور اثبات رسول کی رسالت کا اسلئی ضرور ہوا

يكون النطق بهما مع معرفة معناهما لان النطق بهما من غير معرفة معناهما لا يكفي في حصول
کہ ان کلموں کا پڑہنا انکی معانی سمجھ کر ہونا چاہئی کیونکہ انکی پڑہنی سی بدون سمجھنی معانی کی واسطی حصول ایمان حقیقی کی کافی نہیں ہی

حقيقة الايمان لان الايمان مبناه على هذه الاركان الاربعة فاذا لم يتحقق العلم بما تضمنتاه
اسواسطی کہ اصل ایمان کی ان چاروں رکن پر قایم ہی پہر اگر اوسکو علم ہی نہوا اونکی مضمون کا

لا يكون لهما طائل ولا محصول اذ ليست فضيلة هاتين الكلمتين بازاء تحريك اللسان من
پہر زبانی پڑہنی سی کچہہ فائدہ نہ حصول اسلئی کہ ان کلموں میں کچہہ زبان ہلانی کی بزرگی نہیں ہی جبتک دل میں

غير حصول معناهما في القلب بل فضيلتهما بازاء هذه المعرفة التي هي حقيقة الايمان فعلى هذا
انکی معنی نہ ہوویں بلکہ انکی بزرگی اسہی معرفت سی ہوتی ہی کہ وہ ایمان کی حقیقت ہی اس بیان کی موافق

يجب على كل مؤمن ان يعتني بشانهما في معرفة معناهما اذ هما ثمن الجنة وسبب الخلاص من المهالك
ہر ہر مومن پر واجب ہی کہ جہاں تک ہو آدمی انکی معنی دریافت کرلی اسواسطی کہ قیمت جنت کی اور سبب رستگاری کا

في الدنيا والاخرة وقد نص العلماء على لزوم معرفة معناهما وانه لا ينتفع بهما متلفظهما في الانقاذ
دنیا اور آخرت کی آفات سی یہہ ہی ہیں اور علماء صاف کہہ چکی ہیں کہ سمجھنا انکی معنوں کا بہت ضروری ہی نہیں تو انکا زبانی پڑہنا دائمی آگ سی

من الخلود في النار فان كثيرا من الائمة قد سئلوا عن شخص ينطق بكلمتي الايمان ويصلي ويصوم
نجات دینی میں کچہہ فائدہ نہ دیگا کیونکہ اکثر پیشوایان دین سی پوچہا گیا ایسی شخص کی حال سی جو دونو کلمہ ایمان کی پڑہتا ہی اور نماز و روزہ ادا کرتا ہی

ويفعل انواعا من العبادات لكن نطقه وعبادته ليس الا على الاتيان بمجرد صور الاقوال والافعال
اور اور عبادتیں کرتا ہی پر اوسکا پڑہنا اور عبادت کرنی یہہ ہی بحسب ظاہر ہی تمام قول اور فعل

على حسب ما يرى الناس يفعلون ويقولون حتى انه ينطق بكلمتي الايمان لكن لا يفهم منهما معنى ولا
ویسی ہی عمل میں لاتا ہی جیسی اور لوگوں کو کرتی اور بولتی دیکہتا ہی اتنا کہ دونو کلمہ ایمان کی پڑہتا ہی پر انکی معنی نہیں سمجہتا اور نہ

يدري معنى الاله ولا معنى الرسول ولا ما نفي ولا ما اثبت وربما يتوهم ان الرسول نظير الاله وهل
معنی معبود کی جانتا ہی اور نہ معنی رسول کی سمجہتا ہی اور نہ یہہ جانی کیا نفی کیا ہی اور کیا ثابت کیا کبہی اوسکو یہہ وہم ہوتا ہی کہ رسول مثل اللہ کی ہی آیا

ينتفع هذا الشخص بما صدر عنه من صور الاقوال والافعال وهل يصدق عليه حقيقة الايمان
نفع دیگا اس شخصکو جو جو اوسی ظاہر میں اقوال اور افعال عمل میں آتی ہیں اور آیا اوسپر حقیقت ایمان کی صادق ہی

فيما بينه وبين الله تعالى ام لا فاجابوا جميعا بان مثل هذا الشخص ليس له من الاسلام نصيب
خدا کی نزدیک یا نہیں سو سب نی یہہ ہی جواب دیا کہ ایسی شخصکو اسلام میں سی کچہہ نصیب نہیں ہی

اوان صدر عنه من صور اقوال الایمان وافعاله ما ذکر قال الامام السنوسی هذا الذی ذکره
اگرچہ اوسی ظاہری قول اور فعل مذکور ایمان کی سی عمل مین آتی ہین امام سنوسی کہتی ہین یہہ جو اس شخص کی
فی حق ذلك الشخص ظاهر ای ظاهر جلی غایة الجلاء لا یمکن ان یختلف فیه احد من العلماء فعلی
حق مین ذکر کیا ہی سب ظاہر ہی یعنے بہت روشن ہی کوئی عالم اس مسئلہ مین اختلاف نہین کر سکتا
هذا یجب علی کل من یرید النجاة من العذاب المؤبد والدخول فی الجنة ان یسعی فی معرفة معناهما ثم ینطق
اس جواب کی موافق جو شخص عذاب دائمی سی بچا چاہی اور جنت مین داخل ہونا چاہی اوسپر واجب ہی کہ پہلی کوشش کرکر انکی معنی دریافت کرکی پہر معنی سمجھکر
بهما مع فهم معناهما لیوجد فیه اقرار باللسان وتصدیق بالجنان ویحصل له حقیقة الایمان
زبان سی پڑہی تاکہ اوسمین زبانی اقرار اور دلی تصدیق پلئے جاوی اور حقیقت ایمان کی اوسکو حاصل ہو
فالکلمة الاولی من هاتین الکلمتین مرکبة من نفی واثبات فالمنفی کل فرد من افراد حقیقة الاله
پس پہلا کلمہ ان دو نو مین سی نفی اور اثبات سی مرکب ہی سو منفی تو ہر ہر فرد معبود حقیقی کا ہی
سوی الله تعالی والمثبت فرد واحد من تلك الحقیقة وهو الله تعالی ومعنی الاله هو الواجب الوجود
سوا ذات الٰہی سی اور مثبت ایک فرد واحد ہی اس حقیقت مین سی یعنی اللہ تعالی اور معنی اسکی واجب الوجود
المستحق للعبادة وهذا المعنی کلی یقبل بحسب مجرد ادراکه ان یصدق علی کثیرین لکن الدلیل العقلی القطعی
سزاوار عبادت کا اور یہہ معنی کلی ہین باعتبار صرف تصور کی بہت افراد پر صادق آسکتی ہین پر دلیل عقلی یقینے
یدل علی استحالة التعدد فیه وکونه خاصا بذات الله تعالی وذلك الدلیل وجود العالم فانه لکونه
دلالت کرتی ہی کہ کئی اللہ محال ہین اور صرف ذات الٰہی سی خاص ہی اور وہ دلیل عالم کا وجود ہی کیونکہ یہہ عالم
حادثا محتاجا الی محدث یدل علی ان له محدثا وذلك المحدث لا بد ان یکون واحدا قدیما متصفا
حادث اور موجد کا محتاج ہوکر دلالت کرتا ہی کہ اسکا ایک پیدا کرنیوالا ہی اور وہ محدث ضرور ہی کہ واحد قدیم صاحب قدرت
بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لانه لو لم یکن واحدا بل کان اکثر من واحد لوقع بینهما التمانع المقتضی
اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہو اسلئے کہ اگر واحد نہو بلکہ ایک سی زیادہ ہون تو بیشک اونکی آپسمین روک ٹوک ایسی واقع ہوگی
لعدم وجود العالم ولو لم یکن قدیما بل کان حادثا لکان مفتقرا الی محدث فیلزم الدور او التسلسل وکلاهما
جس سی وجود عالم کا پیدا نہوسکی اور اگر قدیم نہو بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا پہر دور لازم آویگا یا تسلسل اور یہہ دونو
محال ولو لم یکن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحیوة لکان عاجزا عن ایجاد شیء من العالم لان
محال ہین اور اگر صاحب قدرت . اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی نہو تو یہہ ایسا عاجز ہوگا کہ عالم مین سی کوئی شئ نہ پیدا کرسکی اسلئے
الایجاد اثر القدرة وتاثیر القدرة فی شیء من الاشیاء یقتضی ارادة ذلك وارادة ذلك الشیء تقتضی
کہ پیدا کرنا قدرت کا اثر ہوتا ہی اور اثر قدرت کا کسی چیز مین جب ہوتا ہی کہ اوسکا ارادہ کیا جاوی اور ارادہ اوس شئ کا بی جانی بوجہی
العلم به لان القصد الی ایجاد شیء مع عدم العلم به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث یقتضی
نہین ہوسکتا کیونکہ قصد ایسی شئ کی ایجاد کا کہ اوسکو جانتا نہو محال ہی اور موصوف ہونا ان تینون صفات سی بدون
الحیوة لکونها شرطا فیها فعلی هذا یکون وجود العالم بل وجود کل ذرة من ذراته دلیلا قاطعا علی وجوده تعالی
حیات کی نہین ہوتا کیونکہ حیات انمین شرط ہی اس بیان کی موافق وجود عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا یقینے دلیل ہی اللہ تعالی کی وجود پر
وکونه واحدا قدیما متصفا بهذه الصفات الاربع المذکورة ولهذا کان بعض اهل التوحید یقولون
اور اوسکی وحدت اور قدم پر اور موصوف ہونی پر ان چارون صفات مذکورہ سی اسہی لئی بعضے اہل توحید

استدلالا بالاثر على المؤثر ما رأينا شيئا الا رأينا الله بعده فان كل ذرة من ذرات العالم من حيث
اثر سے موثر پر استدلال کرکر یہہ کہتی ہیں ہمنے جب کسی شی کو دیکھا تو دیکھا ہمنے اللہ کو بعد اسکی بیشک ہر ہر ذرہ عالم کی ذرات میں سے
حدوثها وافتقارها الى من يوجدها لا تزال تنطق بكلام لا حرف فيه ولا صوت ان لها موجدا واحدا
حادث اور موجد کا محتاج ہوکر ہمیشہ زبان حال سے یہہ کلام کرتی ہیں جنمیں نہ کوئی حرف ہی اور نہ آواز کہ ہمارا موجد ہی واحد
قديما متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وساير ما يليق به من الصفات يسمع كلامها السامعون
قدیم قدرت والا ارادہ والا علم والا حیات والا اور تمام سزاوار صفتوں والا اونکی یہہ کلام سمجھہ والی سب سنتی ہیں
ولا يسمعه الذين هم عن السمع لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذى يسمع به كلام ليس بحرف
وہ لوگ نہیں سنتی جنکی سمجھہ بیکار ہی اور مراد سماعت سی سماعت باطنی ہی جستی وہ کلام سنتی ہیں جسمیں نہ حرف ہوں
ولا صوت ولا عربى ولا عجمى لا السمع الظاهر الذى لا يجاوز الاصوات وتشارك فيه البهائم الانسان والحاصل
اور نہ آواز اور نہ عربی ہو اور نہ عجمی سماعت ظاہری مراد نہیں ہی جو سوا آواز کی نہ سن سکی اور اوسمیں چوپایہ اور انسان یکساں ہوں خلاصہ یہہ ہی
ان المكلف لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل الا ما دل عليه افعاله فما لم يدل عليه افعاله كالسمع والبصر
کہ مرد مکلف عقل سے صفات الٰہیہ میں سے وہ ہی جان سکتا ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہیں اور جن صفات پر افعال نہیں دلالت کرتی جیسی سمع اور بصر
والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى
اور کلام انکی ثبوت پر کبہی عقل سے استدلال کرتی ہیں اور کبہی نقل سے پہر استدلال عقلی ان صفات پر واسطی اللہ تعالی کی
بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها صفات نقصان واتصافه بصفات الكمال وعدم اتصافه
یہہ ہی کہ یہہ صفات کمالیہ ہیں اور انکی ضدین صفات نقصان کی اور اللہ تعالی کا موصوف ہونا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا
بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى
صفات نقصان سی واجب ہی سو موصوف ہونا اللہ تعالی کا ان صفات سی واجب ہی [illegible]
بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالى فوجب القطع بثبوتها له تعالى ودليل النقل فى هذه المسئلة
کہ شرع سی ثبوت ان صفات کا واسطی اللہ تعالی کی ثابت ہی سو یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی اللہ تعالی کی واجب ہوا اور نقلی دلیل اس مسئلہ میں
اولى من دليل العقل لان تلك الصفات لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى
عقلی دلیل سی بہتر ہی اسلئی کہ افعال الٰہیہ ان صفات پر موقوف نہیں ہیں تاکہ اون افعال سی انکی ثبوت پر استدلال کیا جاوی
وذاته تعالى لم يكن معلوما للبشر حتى يعلم انها فى حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها بحيث لو لم يتصف
اور ذات اللہ تعالی کی کسی بشر کو معلوم نہیں ہی جس سی معلوم ہو کہ بہ نسبت ذات باری کی کمالیہ صفات میں ضرور موصوف ہو نا چاہئی ایسا کہ اگر یہہ صفات نہونگی
بها يلزم ان يتصف باضدادها بل كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشئ بالنسبة
تو انکی ضدین موجود ہونگی بلکہ یہہ صفات ہماری حق میں کمالیہ ہیں اور یہہ کچہ لازم نہیں ہی کہ جو صفت
الينا كمالا ان يكون كمالا فى حقه تعالى الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما بالنسبة الينا كمالا ممتنعان فى
ہماری حق میں کمالیہ ہو وہ بہ نسبت ذات باری تعالی کی بہی کمالیہ ہو کیوں نہیں سمجھتا کہ لذت اور علم باوجودیکہ ہماری حق میں کمال ہیں بہ نسبت باری تعالی کی محال
حقه تعالى لكونهما من عوارض الاجسام هذا تحقيق الكلمة الاولى من كلمتى الايمان واما الكلمة الثانية
ہیں کیونکہ یہہ دونو کیفیات جسمانیہ سی ہیں یہہ تحقیق ایمان کی پہلی کلمہ کی ہی اور دوسرا کلمہ
من هاتين الكلمتين فقد حكم فيها بكون محمد رسولا من عند الله تعالى ولا بد فى اثبات ذلك من دليل
ان دو نو کلموں میں سی اوسمیں یہہ حکم ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں اللہ تعالی کی طرف سی اور اسکی بہی ثبوت کی کوئی دلیل چاہیئی

ودلالة

وذلك الدليل ظهور المعجزة على يده عند ادعائه الرسالة فان المعجزة تصديق فعلي من الله تعالى لرسوله
اور وہ دلیل معجزہ کا ظاہر ہونا رسول کی ہاتھہ پر بروقت دعوی رسالت کی ہی کیونکہ معجزہ تصدیق فعلی ہوتی ہی الله تعالی کی طرف سی واسطی رسول کی

لانها فعل من افعاله تعالى خارقا للعادة نازل منزلة صريح القول في تصديق رسوله في دعواه
کیونکہ وہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الٰہی سی برخلاف عادت قایم مقام صاف ارشاد کی درباب تصدیق رسول کی رسالت کی دعوی میں

الرسالة فانه تعالى لما خلق امرا خارقا للعادة على يده حين ادعائه الرسالة صار كانه قال صدق
کیونکہ الله تعالی نی جب ایک امر عادت کی خلاف رسول کی ہاتہہ پر بروقت دعوی رسالت کی پیدا کیا توگویا یہہ فرمایا میرا رسول سچا ہی

رسولي في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته مثال ذلك على ما ذكره العلماء ان
جو جو میری طرف سی بیان کری برابر ہی کہ اوسکی تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہو یا باعتبار سکوت کی ہو اسکی مثال موافق بیان علماء کی یہہ ہی

رجلا اذا قام في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني اليكم بكذا وكذا من التكاليف
کہ ایک شخص بادشاہ کی دربار میں کہڑا ہو کر ایک جماعت کی سامہنی کہی کہ میں اس بادشاہ کا سفیر ہوں مجھکو تمہاری پاس فلانی فلانی حکم دیکر بہیجا ہی

فطلبوا منه حجة تدل على صدقه فقال اية صدقي اني اطلب من الملك ان يخالف عادته ويقوم
اس جماعت نی اوسی سند طلب کی جسپی صداقت معلوم ہو اوس شخص نی جواب دیا کہ نشان میری صداقت کا یہہ ہی کہ میں بادشاہ سی عرض کرتا ہوں کہ اپنی عادت کی

من سريره ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا شك ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام
تین بار اپنی تخت پرسی کہڑا ہو جاوی اور بیٹھہ جاوی پہر بادشاہ نی اوسکی کہنی سی وہ ہی کیا تو بیشک بادشاہ کی یہہ حرکت قایم مقام اس حکم کی ہی

قوله صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عني ومفيد للعلم الضروري بصدقه بلا فرق بين من شاهد ذلك
کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی کہتا ہی اور اس سی علم بدیہی اسکی صداقت کا حاصل ہوگا اسمین کچھہ فرق نہین کہ کسی نی بادشاہ کی اس حرکت کو

الفعل من الملك ولم يشاهده بل بلغه خبره بالتواتر ولا ريب ان هذا المثال مطابق لحال رسول الله
بچشم خود دیکھا اور کسی نی نہ دیکھا بلکہ خبر متواتر سی سنا اور بیشک یہہ مثال مطابق ہی رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی حال سی اس باب میں

عليه السلام في افادة معجزته العلم الضروري بصدقه بلا فرق بين من شاهدها ومن لم يشاهدها
کہ معجزہ سی علم بدیہی صداقت کا حاصل ہوتا ہی اسمین کچھہ فرق نہین ہی کہ کسی نی اوس معجزہ کو بچشم خود دیکھا اور کسی نی نہ دیکھا

بل بلغه خبرها بالتواتر فعلى هذا كل من يتكلم بكلمتي الايمان بعد معرفة معناهما بما ذكر من الدلائل يحصل
بلکہ خبر متواتر سی سنا اس بیان کی موافق جو شخص دونو کلمہ ایمان کی دلائل مذکورہ سی معنی سمجھہ کر پڑہتا ہی اوسکو حقیقت ایمان کی

له حقيقة الايمان ويجب عليه ان يحفظه مما يضره بامتثال الاوامر واجتناب النواهي لان الايمان
حاصل ہوئی اور اوسپر واجب ہی کہ ایمان کو مضرات سی بچاوی اوامر کو عمل مین لاکر اور نواہی سی پرہیز کرکر اسواسطی کہ ایمان

يشبه السراج وامتثال الاوامر واجتناب النواهي يشبه المحافظة عليه بجعله في فانوس ووساوس
چراغ کی مانند ہی اور اوامر کی اطاعت کرنی اور نواہی سی بچنا یہہ اوسکی محافظت ہی جیسی چراغ کا فانوس مین رکھدینا اور شیطانی

الشيطان تشبه الرياح العاصفة فمن اوقد سراج الايمان في قلبه ولم يحفظه ولم يجعله في فانوس
وسوسی اور توہمات ایسی ہین جیسی تند آندہیان پہر جسنی ایمان کا چراغ اپنی دل مین روشن کرکر اوسکی حفاظت نکی اور اوسکو طاعات کی فانوس مین نرکہا

الطاعات باتيان المامورات وترك المنهيات يخاف عليه انطفاء سراج ايمانه عند هبوب الرياح العاصفة
مامورات پر عمل کرکر اور منہیات سی بچکر تو اوسپر اندیشہ یہہ ہی کہ اوسکی ایمان کا چراغ بروقت چلنی آندہی

التي هي الوساوس الشيطانية ولذلك قال بعض العلماء اياك والذنب فان الذنب كجمر يوضع على الجنين
وسوسہ شیطانی کی بجھہ جاوی اسیلئی بعضی علماء کہتی ہین بچتی رہنا گناہ سی بیشک گناہ ایسا ہی جیسی بہتر جو کوئی ... مین رکہکر

فيضرب به حائط الطاعات ويحصل فيه ثلمة ويدخل منه ريح الهوى وتطفى سراج الايمان فان
طاعات کی دیوار مین مارین اور اوسی دیوار مین سوراخ پیدا ہوجاوی اور اوس رستہ سی ہوا ہوس کی باد اندر جا کر ایمان کا چراغ بجھاوی بیشک
زوال الايمان لا يكون الا لمن كان له فساد في قلبه واصرار على المعاصي يدل على ذلك قوله عليه السلام
ایمان ایسی ہی شخص کا جاتا رہتا ہی جسکی دل مین کچھ فساد ہوتا ہی اور گناہون پر جما رہتا ہی اس مدعا پر یہہ حدیث دلالت کرتی ہی
المعاصي بريد الكفر فان الاصرار على الصغائر يفضي الى الكبائر والاستمرار عليها يؤدي الى الكفر يشير الى هذا
کہ گناہ کفر کی ایلچی ہوتی ہین کیونکہ گناہ صغیرہ پر اڑجانا کبیرہ ہوتا ہی اور کبیرہ گناہ پہ اڑی رہنا کفر تک پہنچا دیتا ہی اس آیت سی معلوم ہوتا ہی کہ
قوله تعالى في حق اليهود وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ
جو یہود کی حق مین وارد ہی اور ڈالی اونپر ذلت اور محتاجی اور کما لائی غصہ اللہ کا یہہ اوس سبب کرکے
كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ فانه
تھی نہ مانتی حکم اللہ کی اور خون کرتی نبیون کا ناحق یہہ اس سی کہ بی حکم تھی اور حد پر نہ رہتی تھی اللہ تعالی نی
تعالى بيّن في هذه الآية ان العصيان والعدوان جرهم الى الكفر وقتل الانبياء وحكاية مثل ذلك في
اس آیت مین یہہ بیان فرمایا کہ گناہ اور سرکشی اونکو کفر کی طرف اور قتل انبیاء کی طرف کھینچ لائی اور ایسی حکایت بیان کرنی
كتابه لطف منه بنبيه وامته ليسمعوه ويحترزوا عنه فانه عليه السلام لما كان خير الخلق وافضلهم
اپنی کتاب مین اللہ کی مہربانی ہی اپنی نبی پر اور اوسکی امت پر تاکہ سنکر ایسی حال سی بچتی رہین کیونکہ نبی علیہ السلام جو تمام بنی آدم سی بہتر اور افضل ہین
كان امته خير الامم وافضلهم فلا ينبغي لمن كان من خير الامم وانتسب الى خير الخلق ان يرضى لنفسه
تو اونکی امت بہی تمام امتون سی بہتر اور افضل ہی ہرگز لائق نہین ہی کہ کوئی شخص افضل امت مین ہوکر اور بہترین خلق کی طرف منسوب ہوکر پہر وہ پسند کری
ان يكون من شر الناس بارتكاب المعاصي بل ينبغي له ان يسعى في اصلاح نفسه بالايمان والعمل
کہ تمام لوگون مین بدتر ہوجاوی گناہ اختیار کرکر بلکہ اوسکو یہہ لائق ہی کہ کوشش کرکر اپنی حال کو ایمان اور نیک عمل سی درست کری
الصالح حتى يكون من خير الناس كما قال الله تعالى اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ
تاکہ اچھی لوگون مین داخل رہوی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی وہ لوگ جو یقین لائی اور کئی بہلی کام وہ ہی لوگ
خَيْرُ الْبَرِيَّةِ وقال النبي عليه السلام خير الناس من طال عمره وحسن عمله وشر الناس من طال عمره
بہتر سب خلق کی اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی سب آدمیون سی اچہا وہ شخص جسکی عمر دراز ہو اور اعمال اوسکی نیک ہون اور بد آدمی شخص وہ ہی جسکی عمر بڑی ہو
وساء عمله وفي حديث اخر انه عليه السلام قال خيركم من يرجى خيره ويؤمن شره وشركم من لا يرجى
اور اعمال بد ہون اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تم مین سی بہتر وہ ہی جس سی بہلائی کی امید ہو اور برائی کا اندیشہ نہو اور تم مین سی بدتر وہ ہی
خيره ولا يؤمن شره وفي حديث اخر انه عليه السلام قال شر الناس عند الله منزلة من تركه الناس
جس سی بہلائی کی امید نہو اور برائی کا اندیشہ ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بدتر آدمیون مین اللہ کی نزدیک مرتبہ مین وہ ہی جسکو چہوڑدین لوگ
اتقاء شره وفي رواية اتقاء فحشه وروي ان اعمال الامة تعرض على نبيها في البرزخ فليستحي العبد ان
بدی سی بچنی کو اور ایک روایت مین بدزبانی سی بچنی کو اور روایت ہی کہ ہر امت کی عمل اوسکی نبی پر عالم برزخ مین پیش ہوتی ہین سو شرم کرنی چاہی آدمی کو
يعرض على نبيه من عمله ما نهاه عنه وقيل من اذنب ذنبا فجميع الخلائق من الانس والدواب والوحوش
کہ اوسکی نبی کی سامنی اوسکا وہ عمل پیش ہو جس سی اوسکو منع کیا ہو اور کہتی ہین جب کوئی شخص گناہ کرتا ہی تو تمام خلقت انسان اور چوپایہ اور جنگل کی جانور
والطيور والذر خصماؤه يوم القيمة لانه تعالى يمنع المطر بشوم المعصية فيتضرر بذلك اهل البر
اور پرندہ اور چیونٹیان قیامت کی روز اوسکی دشمن ہونگی اسلئی کہ اللہ تعالی مینہہ بند کردیتا ہی گناہ کی نحوست سی اس لئی تمام خشکی اور

البحر

لبحر جميعا فعلى المؤمن ان يحترز عن جميع المعاصي يسرنا الله الاحتراز عنها المجلس الخامس
تری والوں کو نقصان ہوتا ہی پس مومن کو لازم ہی کہ تمام گناہوں سی پرہیز کرتا رہی آسان کری ہمپر اللہ بچنا گناہوں سی پندرہوین مجلس
عشر في بيان ان كل مولود يولد على فطرة الاسلام قال رسول الله صلى الله عليه
اس بیان مین کہ ہر بچہ پیدا ہوتا ہی اسلام کی طریقہ پر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ما من مولود الا يولد على الفطرة فابواه يهودانه وينصرانه ويمجسانه كما ينتج البهيمة
وسلم نی جو بچہ ہی سو پیدا ہوتا ہی اوپر طریقہ اسلام کی پھر ماباپ اوسکو یہودی کر دیتی ہین اور نصرانی کر دیتی ہین اور مجوسی کر دیتی ہین جیسی چوپایہ پیدا اچھا
بهيمة جمعاء هل تجدون فيها من جدعاء حتى تكونوا انتم تجدعونها ثم قال فطرة الله التي فطر
جنتا ہی کیا اسمین کوئی کان ناک کٹا بھی ہوتا ہی آخر تم اوسکی کان ناک کاٹ دیتی ہو پھر فرمایا وہ ہی تراش اللہ کی
الناس عليها هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان كل مولود من البشر لا يولد الا
جسپر تراشا لوگونکو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ ہر ایک بچہ آدمی کا سرشت نیک اور ایسی ہیئت پر
على الجبلة السليمة والهيئة المستعدة لمعرفة الله تعالى والتميز بين الحق والباطل بما ركب فيه من
پیدا ہوتا ہی کہ استعداد معرفت الہی کی اور فرق کرنیکی حق اور باطل مین رکھتا ہو بزور اوس عقل
العقل القويم والوضع المستقيم ولو لم يعترضه من الخارج آفة من فساد التربية وتقليد الابوين و
درست اور وضع راست کی جو اوسمین پیدا کی ہی اگر اوسکو نہ پیش آتا اوپرسی پرورش کا فساد اور اطاعت ماباپ کی اور
الانهماك في الشهوات ونحو ذلك من الآفات لصرف فطرته الى ما نصب لمعرفة الله تعالى من الدلائل
کھپ جانا ہوا و ہوس مین اور مانند اسکی اور آفتین تو البتہ وہ اپنی اصلی طبیعت کو دلایل قایم کرنی مین واسطی معرفت الہی کی صرف کرتا
واستدل بها على وجوده وقدمه وكونه واحدا منصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة وسائر ما
اور استدلال کرتا اللہ تعالی کی وجود اور قدم پر اور وحدت پر کہ موصوف ہی قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات سی اور تمام اور صفات سی
يليق به من الصفات لكن يصده عن ذلك ما ذكر من الآفات كما ان البهيمة تولد سوية الاطراف سليمة من
جو اوسکو سزاوار ہین پر اوسکو روک دیتی ہین یہہ آفات مذکورہ جیسی چوپایہ کا بچہ ہاتھ پانو سی سالم پیدا ہوتا ہی
الجدع الذي هو قطع الانف والاذن والشفة فلو لم يتعرض الناس لها بالكي وقطع شيء مما ذكر لبقيت سليمة
اور بچا ہوا جدع سی کہ اوسکی معنی کتر دینا ناک اور کان اور لب کا پس اگر آدمی اوس بچہ کو داغ نہ دیتی اور کچھ ناک کان لب نہ کاٹتی تو اچھا بھلا چنگا
كما كانت فانه عليه السلام شبه ولادة الطفل على الفطرة السليمة بولادة البهيمة سليمة غير ان المراد
رہتا جیسا پیدا ہوا تھا پھر علیہ السلام نی آدمی کی بچہ کی پیدایش کو اوپر طبیعت درست کی مشابہ فرمایا ہی ساتھ پیدایش پوری بچہ چوپایہ کی اتنا ہی فرق ہی کہ مراد
بالسلامة في البهيمة سلامتها عن العيوب الظاهرة وفي الطفل سلامة عن العيوب المعنوية المانعة عن
سلامتی سی چوپایہ کی بچہ مین سلامتی ظاہر کی عیبون سی ہی اور آدمی کی بچہ مین مراد سلامتی معنوی عیبون سی ہی جو معرفت الہی سی روک دین
معرفة الله تعالى وقبول امره ونهيه ثم انه عليه السلام بعد ما بين ان الناس كلهم يولدون على الفطرة
اور امر اور نہی قبول کرنی سی باز رکھین پھر پیغمبر خدا نی بعد اس بیان کی کہ آدمی تمام ساری درست طبیعت پر پیدا ہوتی ہین
التي هي الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالى والتميز بين الحق والباطل بما ركب فيهم من العقول حثهم
کہ وہ استعداد قابل معرفت الہی کی اور تمیز کرمیان حق و باطل کی ہی عقل کی زور سی جو اونکی اندر رکھی گئی ہی اونکو اوسکی رغبت دی
عليها فقال على طريق الاقتباس فطرة الله التي فطر الناس عليها فانه في قوة ان يقال الزموا فطرة الله
سو فرمایا بطور صنعت اقتباس کی تراش اللہ کی جسپر تراشا آدمیوں کو پس یہہ قول بمنزلہ اس قول کی ہی اپنی ذمہ پر لازم پکڑو

التی هی الاستعداد القابل لمعرفة الله تعالی والتمیز بین الحق والباطل فعلی هذا کان الواجب علی کل

فطرت الله کی استعداد ہی قابل معرفت الٰہی کی اور تمیز کی درمیان حق اور باطل کی اس تقریر کی موافق امر

مکلف ان لا یضیع تلك الفطرة بل ینبغی له ان یستعملها فی تحصیل معرفة الله تعالی والتمیز بین الحق

مکلف پر واجب ہی کہ اس فطرت کو ضایع نہ کری بلکہ اوسکو لایق ہی کہ اوس فطرت کو معرفت الٰہی مین اور تمیز کرنیمین درمیان حق

والباطل ولیس المراد بمعرفة الله تعالی معرفة ذاته تعالی لان ذاته تعالی لیست معلومة للبشر بل المراد

اور باطل کی استعمال کری اور معرفت الٰہی سی مراد معرفت ذات الٰہی کی نہین ہی اسلیے کہ ذات الٰہی کسی بشر کو معلوم نہین ہی بلکہ مراد

بها معرفة صفاته وصفاته نوعان سلبیة وثبوتیة اما السلبیة فتنزیهه تعالی عن جمیع ما لا یلیق

معرفت صفات الٰہی کی ہی اور صفات الٰہی دو قسم پر ہین سلبی یعنی نفی کرنی کی اور ثبوتی صفات سلبی تو اللہ تعالی کا بری ہونا تمام ایسی صفات سی جو اوس بارگاہ کی لایق

به مما یشعر بالاحتیاج والنقصان واما الثبوتیة فهی قسمان القسم الاول الصفات التی یتوقف علیها افعاله

نہین ہین جن صفات سی نیاز مندی اور نقصان لازم آوی اور ثبوتی کی دو قسم ہین پہلی قسم وہ صفات جن پر افعال الٰہی موقوف ہین یعنی قدرت

وهی القدرة والارادة والعلم والحیوة والقسم الثانی الصفات التی لا یتوقف علیها افعاله وهی السمع والبصر

اور ارادہ اور علم اور حیات اور دوسری قسم وہ صفات ہین جن پر افعال الٰہی موقوف نہین ہین یعنی سمع اور بصر

والکلام وتحقیق ذلك انه تعالی لیس محسوسا کالشمس والقمر حتی یعلم وجوده بالحس ولیس العلم بوجوده

اور کلام اور تحقیق اسکی یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی ذات محسوس نہین ہی جیسی آفتاب اور مہتاب تاکہ اوسکا وجود دیکہہ کر معلوم کرلین اور نہ اوسکا وجود بدیہی کا

ضروریا کالعلم بکون الواحد نصف الاثنین حتی یعلم وجوده بالضرورة بل انما یعلم وجوده بالدلیل

جیسی ہم ایک عدد کو دو کا آدہا جانتی ہین تاکہ اوسکا وجود بداہت سی معلوم ہو بلکہ اوسکی وجود کا علم دلیل سی حاصل ہوتا ہی

وذلك الدلیل حدوث العالم وبیان حدوثه انه اعیان واعراض والمراد بالاعیان الاجرام القائمة

اور وہ دلیل عالم کا حادث ہونا ہی عالم کی حدوث کی دلیل یہہ ہی کہ عالم یا تو اعیان ہین یا اعراض ہین اعیان سی مراد اجسام ہین جو اپنی آپ

بذواتها والمراد بالاعراض الصفات التی لا تقوم بذواتها بل تقوم بالاجرام وتلزمها ولا ینفك عنها وکل

بی سہاری قایم ہین اور اعراض سی مراد وہ صفات ہین جو اپنی ذات مین بی سہاری قایم نہین ہوتی بلکہ اجسام کی ساتہہ قایم ہوتی ہین اجسام کی ساتہہ رہتی ہین

منهما حادث اما الاعراض فحدوث بعضها یعلم بالمشاهدة کالحرکة بعد السکون والضوء بعد الظلمة

یہہ دونو حادث ہین اعراض مین سی بعضون کا حدوث تو مشاہدہ سی معلوم ہوتا ہی جیسی حرکت بعد سکون کی اور روشنی بعد اندہیری کی

والسواد بعد البیاض وحدوث بعضها یعلم بالدلیل وهو طریان العدم کما فی اضدادها ذکروا اما

اور سیاہی بعد سفیدی کی اور بعضون کا حدوث دلیل سی معلوم ہوتا ہی اور وہ آجانا عدم کا جیسی اونکی ضدون مین اور

الاجرام فدلیل حدوثها انها لا تخلو عن الحوادث وکل ما لا یخلو عن الحوادث فهو حادث اما عدم

اجسام کی حدوث کی دلیل یہہ ہی کہ اجسام حوادث سی کبہی خالی نہین ہوتی اور جو چیز حوادث سی خالی نہو سو وہ حادث ہوتی ہی

خلوها عن الحوادث فلانها لا تخلو عن الحرکة والسکون وهو ظاهر مدرك بالبدیهة والاضطرار

اجسام کا حوادث سی خالی نہونا تو اسلیے ہی کہ حرکت اور سکون سی خالی نہین ہوتی اور یہہ ظاہر بدیہی بضرورت نظر آتا ہی

فلا یحتاج فیه الی تامل وافتکار والحرکة والسکون حادثان یدل علی حدوثهما تعاقبهما وانقضاء

اسمین کچہہ تامل اور فکر کی حاجت نہین ہی اور حرکت اور سکون دونو حادث ہین انکا حدوث انکی آگی پیچہی پیدا ہونی سی ثابت ہی اور

کل منهما عند وجود الاخر وذلك مشاهد فی بعض الاجرام وما لم یشاهد فیه ذلك فما من ساکن الا

ایک گذر جاتا ہی جب دوسرا پیدا ہوتا ہی اور یہہ حال بعض اجسام مین تو نظر آتا ہی اور جن اجسام مین یہہ مشاہدہ نہین ہوتا تو یہہ دلیل ہی کہ جو ساکن ہی

والعقل یقضی بجواز حرکته وما من متحرک الا والعقل یقضی بجواز سکونه فالطاری منهما حادث

عقل اوسکو متحرک تجویز کرتی ہی اور جو متحرک ہی اوسکو عقل ساکن تجویز کرتی ہی پس جو حرکت اور سکون میں سی اب پیدا ہوگا وہ حادث ہی

بطریانه والسابق حادث اذ لوکان قدیما لاستحال عدمه واما کون ما لا یخلو عن الحوادث حادثا

کہ اب پیدا ہوا اور پہلا بہی حادث ہوگا اسواسطی کہ اگر قدیم ہوتا تو اوسکا عدم محال ہوتا کبہی نہو سکتا اور جو چیز حوادث سی خالی نہو تو وہ اسلئی حادث ہوتی ہی

فلانه لو لم یکن حادثا لکان قدیما ثابتا فی الازل فیلزم ثبوت الحادث فی الازل وهو محال اذ یلزم

کہ اگر وہ حادث نہو تو پہر بیشک قدیم اور ازل میں ثابت ہوگی اس سی لازم آتا ہی ثبوت حوادث کا ازل میں اور یہہ محال ہی کیونکہ لازم آتا ہی

ان یکون قبل کل حادث حوادث مرتبة لا اول لها کما یقول الفلاسفة فی حرکات الافلاک واشخاص

کہ ہر حادث سی پہلی حوادث مرتب موجود ہوں جنکا ابتدا نہ نکلی جیسی فلاسفہ یونان حرکات افلاک اور اشخاص

الحیوانات وغیرها فانهم ومن تبعهم ممن ینسب نفسه الی الاسلام ولیس له منه نصیب قالوا ان العالم

حیوانات وغیرہ میں قائل ہیں تمام فلاسفہ اور جو اونکی تابع ہی کہ اپنی تئیں اسلام کی طرف نسبت کرتا ہی اور اوسکو اسلام سی کچہہ نصیب نہیں کہتی ہیں کہ عالم

العلوی قدیم بذاته وصفاته الا الحرکات فانها حادثة باشخاصها قدیمة بانواعها فلا حرکة الا

علوی یعنی افلاک اپنی ذات اور صفات میں قدیم ہی مگر حرکات فلکی جزئیات البتہ حادث ہیں اور انواع کلیہ قدیم ہیں پس جو حرکت ہی

وقبلها حرکة لا الی اول واما العالم السفلی الذی هو عالم الکون والفساد وهو ما تحت فلک القمر فقالوا

اوس سی پہلی حرکت ہی بی انتہا اور عالم سفلی یعنی ارضی جسکو عالم کون وفساد کہتی ہیں یعنی فلک قمر کی نیچی اسمیں یہہ قول ہی

ان هیولاه قدیمة وکل ما فیه من الصور والاعراض حادثة باشخاصها قدیمة بانواعها فلا ولد الا

کہ اسکا مادہ تو قدیم ہی اور تمام صورتیں اور اعراض جو جو اوسمیں موجود ہیں جزی جزی حادث ہیں اور باعتبار اپنی نوع کی قدیم ہیں یعنی جو بچہ ہی

من والد ولا بیضة الا من دجاجة ولا دجاجة الا من بیضة ولا زرع الا من بزر وهکذا الی غیر النهایة

سو باپ سی اور جو انڈا ہی سو مرغی سی اور جو مرغی ہی سو انڈی سی اور جو کہیتی ہی سو بیج سی اسیطور غیر نہایت تک

فیلزم علی قولهم ان یوجد حوادث لا اول لها اذ ما من حادث علی قولهم الا وقبله حادث لا الی اول و

پس انکی قول پر لازم آتا ہی کہ اتنی حوادث موجود ہوں جنکا ابتدا نملی اسلئی کہ انکی قول پر جو حادث ہی اوسکی پہلی حادث ہی بی انتہا اور

علی تقدیر وجود الحادث لا اول لها یلزم ان یکون قبل کل حادث من حرکات الافلاک واشخاص الحیوانات

اوپر تقدیر حوادث غیر متناہی کی لازم آتا ہی کہ پہلی ہر ہر حادث حرکات فلکی اور اشخاص حیوانات وغیرہ کی

وغیرهما حوادث مرتبة لا اول لها فما لم ینقض تلک الحوادث بجملتها لا تنتهی النوبة الی وجود الحادث

حوادث غیر متناہی مرتب موجود ہوں اور جبتک وہ سب کی سب حوادث نگذر چکین گی تو نوبت پیدا ہونی اس حادث کی جو حال میں موجود ہی نہیں

الحاضر لان الحرکة الیومیة وجودها مشروط بانقضاء ما قبلها وکذلک الحرکة التی قبلها وجودها

آویگی اسلئی کہ حرکت آج کی بدون گذر چکنی تمام پہلی حرکات کی نہیں ہو سکتی اور ایسی ہی وہ حرکت جو اس سی پہلی ہی وہ بہی بدون گذر چکنی پہلی

مشروطة بمثل ذلک وهلم جرا وانقضاء ما لا اول لها محال بیانه انک اذا لاحظت الحادث الحاضر

حرکات کی نہیں ہو سکتی اسیطور کہینچ جا اور تمام ہو چکنا غیر متناہی کا محال ہی اسکا بیان یہہ ہی کہ جب تو خیال کری حادث حاضر یعنی موجود کو

ثم انتقلت منه الی ما قبله ولاحظته وهلم جرا علی الترتیب لا تنقضی الی نهایة حتی تجد طریقا

پہر تو خیال کری اوس سی پہلی کو اور اسیطرح ترتیب سی تو کبہی تو انتہا کو نہیں پہنچیگا تا کہ طریقہ پیدائش

الی وجود الحادث الحاضر فیلزم ان یکون وجود الحادث الحاضر محالا لکن وجود الحادث الحاضر ثابت

اس حادث موجود کا ہاتہہ آوی اس سی لازم آتا ہی کہ پیدائش اس حادث موجود کی محال ہو لیکن وجود حادث موجود کا تو ظاہر ثابت ہی

فيبطل وجود حوادث لا اول لها فاذا بطل وجود حوادث لا اول لها يبطل كون ما لا يخلو عن الحوادث
پس باطل ہوا وجود حوادث غیر متناہی کا پھر جب وجود حوادث غیر متناہی کا باطل ہوا تو اول اجسام کا جو حوادث سی خالی نہیں ہیں
قديما ثابتا في الازل فاذا بطل كونه قديما ثابتا في الازل يثبت كونه حادثا فاذا ثبت كونه حادثا
قدیم اور ازل میں ثابت ہونا ہی باطل ہوا پھر جب اوسکا قدیم اور ازل میں ثابت ہونا باطل ہوا تو اوسکا حادث ہونا ثابت ہوا جب اوسکا حادث ہونا ثابت ہوا
لثبت كون العالم بجميع اجزائه من السموات وما فيها ومن الارض وما عليها حادثا محتاجا الى
تو پھر یہہ ثابت ہوا کہ عالم معہ تمام اجزا کی آسمان اور جو اوسکی اندر ہی اور زمین اور جو کچھ اوسکی اوپر ہی سب حادث اور محدث یعنی پیدا کرنیوالے کا محتاج
محدث يخرجه من العدم الى الوجود وذلك المحدث يلزم ان يكون قديما واحدا متصفا بالقدرة
کہ اوسکو عدم سی پیدا کری اور وہ محدث ضرور ہی کہ قدیم اور واحد اور صاحب قدرت
والارادة والعلم والحيوة لانه لو لم يكن قديما بل كان حادثا لكان محتاجا الى محدث فيلزم الدور
اور صاحب ارادہ اور علیم اور حی ہو اسلئی کہ اگر قدیم نہیں ہوگا بلکہ حادث ہو تو بیشک محدث کا محتاج ہوگا پھر یا تو دور لازم آویگا
او التسلسل الذي هو وجود حوادث لا اول لها وكلاهما محال ولو لم يكن واحدا بل كان اكثر من واحد
یا تسلسل جسمین وجود حوادث غیر متناہی کا ہی اور یہہ دونو محال ہیں اور اگر واحد نہو بلکہ ایک سی زیادہ ہو
لوقع بينهما التمانع الموجب لعدم وجود العالم ولو لم يكن متصفا بالقدرة والارادة والعلم والحيوة
تو بیشک اون دونومین روک ٹوک واقع ہوگی جس سی وجود عالم کا پیدا نہو سکی اور اگر اوسمین قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات نہو
لكان عاجزا عن ايجاد شئ من العالم لان الايجاد اثر القدرة وتاثير القدرة في شئ من الاشياء
تو ایسا عاجز ہوگا کہ عالم مین سی کچھہ پیدا نکر سکی اسلئی کہ ایجاد قدرت کا اثر ہوتا ہی اور قدرت کا اثر کسی شئ مین
يقتضي ارادة ذلك الشئ وارادة ذلك الشئ يقتضي العلم به لان القصد الى ايجاد شئ مع عدم العلم
بدون ارادہ اوس شئ کی نہیں ہو سکتا اور ارادہ اوس شئ کا بدون علم اوس شئ کی نہیں ہو سکتا اسلئی کہ قصد کسی شئ کی ایجاد کا بی سمجھی بوجھی
به محال والاتصاف بهذه الصفات الثلث يقتضي الحيوة لكونها شرطا فيها فعلى هذا يكون وجود
نہیں ہو سکتا اور یہہ تینوں صفتین بدون حیات کی نہیں ہو سکتین کیونکہ حیات انمین شرط ہی اس بیان کی موافق وجود
العالم بل وجود كل ذرة من ذراته دليلا قطعيا على وجوده تعالى وكونه قديما واحدا متصفا
عالم کا بلکہ وجود ہر ہر ذرہ کا یقینی دلیل ہی باری تعالی کی وجود پر اور اوسکی قدامت اور وحدت
بهذه الصفات الاربع ولهذا كان بعض اهل النظر يقولون استدلالا بالاثر على المؤثر ما راينا شيئا
اور چاروں صفتوں کی اتصاف پر اسی لئی بعضی صاحب نظر اثر سی مؤثر پہ استدلال کرکر یہہ کہتی ہیں کہ ہمنی جو کوئی شئ دیکھی
الا راينا الله بعده فان كل ذرة من ذرات العالم من حيث حدوثها وافتقارها الى من يوجدها
اوسکی ساتھہ ہی اللہ کو دیکھا بیشک ہر ہر ذرہ عالم مین سی باعتبار حدوث کی اپنی موجد کا محتاج ہوکر ہمیشہ زبان حال سی
لا تزال تتكلم بكلام لا حرف فيه ولا صوت ان لها موجدا قديما واحدا متصفا بالقدرة والارادة
یہہ کلام کرتا ہی جسمین نہ کوئی حرف ہی اور نہ آواز کہ ہمارا موجد قدیم واحد صاحب قدرت اور صاحب ارادہ ہی
والعلم والحيوة وسائر ما يليق به من الصفات يسمع كلامها السامعون ولا يسمعها الذين هم عن السمع
اور علم اور حیات والا اور تمام صفت والا جو اوسکی لایق ہین اونکی کلام سننی والی سب سنتی ہین وہ ہی نہیں سنتی جنکی سماعت بیکار رہا
لمعزولون والمراد من السمع السمع الباطن الذي يسمع به كلام ليس بحرف ولا صوت ولا عربي ولا عجمي
اور مراد سماعت سی سماعت باطنی ہی جس سی وہ کلام سنی جاتی ہی جسمین نہ حرف ہو نہ آواز نہ عربی ہو نہ عجمی

لا السمع الظاهر الذي لا يسمع غير الاصوات وتشاركه فيه البهائم لا انسان اذ لا قدر لشيء تشارك فيه البهائم

ظاهری مراد نہیں ہی جس سی سوا آواز کی کچھہ نہیں معلوم ہوتا اور اسمیں جانور اور انسان برابر ہیں اس لئی کہ اوس شئی مین کیا خوبی ہی جسمین جانور

الانسان والحاصل ان المكلف لا يعرف من صفاته تعالى بالعقل الا ما دل عليه افعاله تعالى فالم يدل

اور انسان یکسان ہون حاصل یہہ ہی کہ آدمی صفات الٰہی مین سی بزور عقل وہی معلوم کرسکتا ہی جسپر اوسکی افعال دلالت کرتی ہین اور جن صفات پر

عليه افعاله كالسمع والبصر والكلام فقد يستدل على ثبوتها له تعالى تارة بالعقل وتارة بالنقل

اوسکی افعال دلالت نہین کرتی جیسی سمع اور بصر اور کلام تو انکی ثبوت پر کبھی استدلال عقلی کیا جاتا ہی اور کبھی نقلی

اما وجه الاستدلال على ثبوتها له تعالى بالعقل فهو انها صفات كمال واضدادها صفات نقصان

استدلال عقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی الله تعالی کی یہہ ہی کہ یہہ صفات کمالیہ ہین اور انکی ضدین صفات نقصان ہین

واتصافه تعالى بصفات الكمال وعدم اتصافه بصفات النقصان واجب فوجب اتصافه تعالى

اور موصوف ہونا الله تعالی کا صفات کمالیہ سی اور بری ہونا صفات نقصان سی واجب ہی اس سی واجب ہوا موصوف ہونا الله تعالی کا

بتلك الصفات واما وجه الاستدلال على ثبوتها له بالنقل فهو ان الشرع قد ورد بثبوتها له تعالى

ان صفات سی اور استدلال نقلی ان صفات کی ثبوت پر واسطی الله تعالی کی یہہ ہی کہ شرع کا انکا وجود واسطی الله تعالی کی ثابت ہی

فوجب القطع بثبوتها له تعالى ودليل النقل في هذه المسئلة اقوى من دليل العقل لان تلك الصفات

سو واجب ہوا یقین کرنا انکی ثبوت کا واسطی الله تعالی کی اور نقلی دلیل اس مسئلہ مین دلیل عقلی سی بہت بہتر ہی اسلئی کہ ان صفات پر

لا يتوقف عليها افعاله تعالى حتى يستدل بها على ثبوتها له تعالى وذاته تعالى لم يكن معلوما لاحد

افعال الٰہی موقوف نہین ہین تاکہ افعال سی انکی ثبوت پر استدلال کیا جاوی اور اوسکی ذات کسیکو معلوم نہین ہی

حتى يعلم انها في حقه تعالى كمال يجب اتصافه بها حتى لو لم يتصف بها يلزم ان يتصف باضدادها

تاکہ معلوم ہو کہ یہہ صفات الله تعالی کی واسطی کمالیہ ہین موصوف ہونا ضرور چاہئی اگر ان صفات سی موصوف نہوگا تو انکی اضداد سی موصوف ہوگا

وما ذكر من كونها كمالا انما هو بالنسبة الينا ولا يلزم من كون الشيء بالنسبة الينا كمالا ان يكون

اور کمالیہ ہونا ان صفات کا البتہ ہماری حق مین ہی اور یہہ کچھہ لازم نہین ہی کہ جو شئی ہماری حق مین کمالیہ ہو

في حقه تعالى كمالا الا ترى ان اللذة والالم مع كونهما كمالا بالنسبة الينا ممتنعان على الله تعالى

وہ بہ نسبت ذات باری کی بھی کمالیہ ہو کیا تجہی نظر نہین آتا کہ لذت اور الم ہماری حق مین کمال ہین پر بہ نسبت الله تعالی کی محال ہین

لكونهما من عوارض الاجسام فعلى هذا يلزم في اثبات تلك الصفات له تعالى التمسك بالنقل

اسواسطی کہ یہہ کیفیت جسمانیہ ہین اس بیان کی موافق ان صفات کی ثبوت کیواسطی تمسک نقلی دلیل کا چاہئی

عن الانبياء الذين ثبتت نبوة كل واحد منهم بالمعجزة القائمة مقام قوله تعالى صدق عبدي في

انبیا سی جنکی نبوت معجزہ سی ثابت ہی جو قایم مقام ارشاد الٰہی کی ہو کہ میرا بندہ سچ کہتا ہی

كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته لان المعجزة تصديق فعلي من الله تعالى

جو جو میری طرف سی حکم بیان کرتا ہی برابر ہی کہ وہ تبلیغ قول سی ہو یا فعل سی ہو یا خاموشی سی ہو اسلئی کہ معجزہ الله تعالی کیطرف سی فعلی تصدیق ہی

لرسوله لكونها فعلا من افعاله تعالى خارقا للعادة منزلا منزلة صريح القول في تصديق رسوله

اپنی رسول کی کیونکہ معجزہ ایک فعل ہی افعال الٰہی سی برخلاف عادت قایم مقام صاف ارشاد کی اپنی رسول کی تصدیق کی

في دعوى الرسالة فانه تعالى لما خلق امرا خارقا للعادة على يد [illegible] كانه

واسطی رسالت کی دعوی مین بیشک الله تعالی نی جب ایک امر خلاف عادت اپنی رسول کی [illegible] رسالت کی دعوی کی وقت پیدا کیا تو گویا

قال صدق رسولي في كل ما يبلغ عني سواء كان تبليغه بقوله او فعله او سكوته مثال ذلك على ما
يہہ ارشاد کیا میرا رسول سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی پہنچاتا ہی برابر ہی کہ وہ تبلیغ قولی ہو یا فعلی ہی ہو یا خاموشی سی ہو اسکی مثال موافق
ذكره العلماء ان رجلا اذا قام في مجلس ملك بحضور جماعة وقال انا رسول هذا الملك بعثني اليكم
بیان علماء کی یہہ ہی کہ جب ایک شخص بادشاہ کی دربار مین روبرو ایک جماعت کی کہڑا ہوکر یہہ کہی کہ مین اس بادشاہ کا سفیر ہون مجھکو تمہاری پاس
بكذا وكذا من التكاليف فطلبوا منه حجة يدل على صدقه فقال اية صدقي اني اطلب من
فلانا فلانا حکم دیکر بہیجا ہی اس جماعت نی اوس سی سند طلب کی جس سی اوسکی صداقت معلوم ہو اوس شخص نی کہا میری صداقت کا نشان یہہ ہی کہ مین بادشاہ سی
الملك ان يخالف عادته ويقوم من مقامه ويقعد ثلث مرات ففعل الملك ذلك بطلبه فلا ريب
کہتا ہون کہ میری کہنی سی اپنی عادت کی خلاف تین بار کہڑا ہو اور بیٹھ جاوی پہر بادشاہ اسکی کہنی سی وہ ہی کری تو بیشک
ان ذلك الفعل من الملك قائم مقام قوله صدق هذا الرجل في كل ما يبلغ عني ومفيد للعلم الضروري
یہہ حرکت بادشاہ کی قایم مقام اس بات کی ہی کہ یہہ شخص سچ کہتا ہی جو جو حکم میری طرف سی بیان کرتا ہی اس سی علم بدیہی
بصدقه لمن شاهد ذلك الفعل من الملك ولمن لم يشاهده بل وصل اليه خبره بالتواتر ولا شك
اوسکی صداقت کا حاصل ہوگا جو جو یہہ حرکت بادشاہ کی دیکہیگا اور جسکو دیکہنا میسر نہین ہوگا بلکہ اوسکو متواتر خبر اسکی پہنچی گی اور اسمین کیا شک ہی
ان هذا المثال مطابق لحال الرسل عليهم الصلوة والسلام في افادة معجزتهم العلم الضروري
کہ یہہ مثال رسل علیہم السلام کی حال سی خوب مطابق ہی اس باب مین کہ اونکی معجزہ سی علم بدیہی اونکی صداقت کا حاصل ہوتا ہی جو جو کہ اونکا معجزہ
بصدقهم لمن شاهدها ولمن لم يشاهدها بل وصل اليه خبرها بالتواتر فاذا ثبت صدقهم
دیکہتی ہین اور جو نہین دیکہتی بلکہ اونکو متواتر خبر ملتی ہی جب انبیا کا صدق ثابت ہوا
يجب الايمان بهم ولا يحصل الايمان بهم الا بمعرفة ما يجب في حقهم وما يستحيل عليهم وما يجوز
تو اونپر ایمان لانا واجب ہوا اور اونپر ایمان لانا معتبر نہین ہوتا بدون دریافت کرنی اون احوال کی جو اونکی حق مین واجب ہین اونپر محال ہی اور جو اونپر
لهم فما يجب في حقهم الصدق والامانة وتبليغ ما امروا بتبليغه وما يستحيل عليهم اضداد هذه
جایز ہی سو جو اوصاف اونکی حق مین واجب ہین صدق اور امانت اور تبلیغ امر معروف کی اور جو اونپر محال ہی ضدین ان صفتون کی
الصفات وهي الكذب والخيانة وكتمان ما امروا بتبليغه وما يجوز لهم الاعراض البشرية التي لا تؤدي
یعنی جہوٹھ اور خیانت اور چہپانا امر معروف کا اور جو اونکی حق مین جایز ہی حالات بشری جس سی اونکی بلند مرتبہ مین
الى نقص في مراتبهم كالمرض ونحوه اما وجوب الصدق في حقهم واستحالة الكذب عليهم فلان معجزتهم
نقصان عاید نہو جیسی بیماری اور مانند اسکی اور واجب ہونا صدق کا اونکی حق مین اور محال ہونا جہوٹھ کا اسلئی ہی کہ انکا معجزہ
قد دلت على صدقهم فلو جاز لهم الكذب لادى الى ابطال دلالة المعجزة على الصدق وهو محال واما
انکی صداقت کی دلیل ہی پس اگر اونکو جہوٹھ بولنا بہی جایز رہی تو اس سی دلالت معجزہ کی جو صدق پر تہی باطل ہو جاویگی اور یہہ محال ہی اور
وجوب الامانة في حقهم واستحالة الخيانة عليهم فلانهم لو خانوا بفعل شئ مما هو حرام او مكروه
اور واجب ہونا امانت کا اونکی حق مین اور محال ہونا خیانت کا اونپر اسواسطی کہ انبیاء اگر خیانت کرین کوئی امر حرام یا مکروہ عمل مین لاکر
لكنا مامورين باتباعهم فيه لانه تعالى امر الخلق باتباعهم في افعالهم واقوالهم وسكوتهم فلو علم الله
تو ہمکو بہی اونکی اطاعت کا اوس باب مین حکم ہوتا اسلئی کہ اللہ تعالی نی تمام امت کو اونکی اتباع کا حکم دیا افعال اور اقوال اور سکوت مین پس اگر اللہ تعالی کی علم مین
منهم خيانة لما امر الخلق باتباعهم فثبت بذلك انه تعالى عصمهم عن فعل شئ مما هو حرام او مكروه
ونسی خیانت ہو سکتی تو ہرگز خلق کو اونکی اتباع کا حکم نفرماتا اسی ثابت ہوا کہ اللہ تعالی نی اونکو معصوم بنایا ہی تمام فعل حرام اور مکروہ سی

فلا یقع منہم الا ما ھو واجب او مندوب او مباح ھذا بالنظر الی نفس الفعل و ما بالنظر الیہم فالحق
سو اونسی وہ عمل ہوتا ہی جو واجب ہی یا مستحب ہی یا مباح ہی یہہ حال باعتبار ذات فعل کی ہی ورنہ بلحاظ ذات علیہم السلام کی حق یہہ ہی
ان افعالہم دائرۃ بین الوجوب والندب لا غیر لان المباح لا یقع منہم کما یقع من غیرہم بمقتضی الشہوۃ
کہ افعال اونکی صرف واجب ہین یا مستحب اور کچھہ نہین اسلئی کہ انبیا سی مباح بہی نہین واقع ہوتا جیسی اور عوام سی باعتبار شہوت نفس کی
بل انما یقع منہم بنیۃ صالحۃ یصیر بہا عبادۃ واقل ذلک قصد التعلیم لغیرہم اذا ثبت ھذا
ہوتا ہی بلکہ ونسی اگر ہوتا ہی تو نیک نیت سی ہوتا ہی تاکہ وہ عبادت ہوجاوی اور کم سی کم بارادۂ تعلیم غیر کی واقع ہو جب یہہ بات ثابت ہوئی
فالواجب علی کل مؤمن ان یکون علی حذر عظیم ووجل شدید علی ایمانہ ان یسلب منہ بان
تو ہر ہر مؤمن پر واجب ہی کہ نہایت پرہیز کرتا رہی اور بہت خوف کرتا رہی اپنی ایمان پر مبادا اسلب ہوجا اس سبب سی
یصغی باذنہ ویلتفت بذھنہ الی خرائف ینقلہا فی حقہم کذبۃ المورخین ویتبعہم فی بعضہا بعض
کہ سنی کان لگاکر اور متوجہ ہو اپنی فکر سی اون خرافات کی طرف جو اونکی حق مین جہوٹی مورخ بیان کرتی ہین اور بعضی بات مین جاہل مفسر
الجھلۃ من المفسرین فانہ لقلۃ تحصیلہم وعدم تحقیقہم ربما یفترون فی ذلک بظواھر من الکتاب
بہی اونکی تابع ہوگئی ہین یہہ لوگ بسبب کم علمی کی بی تحقیق اکثر اوقات اسباب مین کتاب اور سنت کی ظاہر معنی کی اعتبار سی افترا کر بیٹہی ہین
والسنۃ ولھذا قیل التمسک فی عقائد الایمان بمجرد ظواھر الکتب والسنۃ من غیر تفصیل
اسیہی لئی کہتی ہین کہ سند کرنی عقائد ایمان مین صرف ظاہر معنی کتاب اور سنت کی سی بدون تفصیل کی
بین ما یستحیل ظاھرہ منہما وبین ما لا یستحیل فلا خفاء فی کونہ اصلا من اصول الکفر
درمیان اون امور کی جو حقیقت مین وہ ظاہر معنی دونو کی محال ہین یا محال نہین ہین سو بیشک صاف کفر اور بدعت کی جڑ ہی
والبدعۃ قال الامام السنوسی وکذا تلقی ھذا العلم من مجرد الکتب والمشائخ المصحفین والمتفقہین
امام سنوسی کہتی ہین اور ایسی ہی مان لینا اس علم کا صرف مشایخ غلط کارون کی کتابون سی اور فقہا سی بی تحقیق
بلا تحقیق واما وجوب التبلیغ فی حقہم واستحالۃ الکتمان علیہم فلانہم لو کتموا شیئا مما امروا بتبلیغہ
اور امر معروف کی تبلیغ اور محال ہونا چہپانی کا اسلئی واجب ہی کہ اگر انبیا علیہم السلام چہپا لیتی کچہہ بہی امر معروف مین سی
لکان الناس مامورین باتباعہم فی کتمان بعض ما امروا بتبلیغہ من العلم النافع لمن اضطر الیہ وکیف یتصور
تو امت کو بہی اونکی اتباع کی لئی حکم ہوتا واسطی چہپا لینی کی بعضی امر معروف کی یعنی جو علم کہ مفید ہو حاجت مند کو اور کب تصور مین آسکتا ہی
ذلک والکتمان حرام ملعون فاعلہ بشہادۃ قولہ تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ
حال یہہ کہ چہپانا حرام ہی چہپانیوالا ملعون ہی اس آیت کی گواہی سی جو لوگ چہپاتی ہین جو کچہہ ہمنی اوتارا صاف حکم
وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُہُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُہُمُ اللّٰعِنُوْنَ واما جواز
اور راہ کی نشان بعد اسکی کہ ہم اونکو کہول چکی لوگون کی واسطی کتاب مین اونکو لعنت دیتا ہی اللہ اور لعنت دیتی ہین سب لعنت دینی والی اور
الاعراض البشریۃ لہم فلانہا لا تضر فی رسالتہم وعلو منزلتہم بل ھی مما یزید فی مراتبہم باعتبار تعظیم
حالات بشری اونکی لئی اسواسطی جایز ہین کہ اونکی رسالت اور علو مرتبہ مین اصلا مضر نہین ہین بلکہ وہ حالات اونکا مرتبہ اور بڑہاتی ہین باعتبار عظمت
اجرھم من جھۃ ما یقارنہا من طاعۃ صبرھم فانہ تعالی کان قادرا علی ایصالہ الیہم ذلک الثواب
ثواب کی جو اونکو صبر کی عبادت پر ملتا ہی بیشک اللہ تعالی قادر ہی کہ اونکو یہہ ثواب
العظیم بلا مشقۃ یلحقہم لکن تعظیم حکمتہ اختار ان یوصل الیہم ذلک الثواب مع تلک الاعراض
عظیم بی مشقت پہنچائی عنایت کرتا پر اپنی حکمت عظیمہ سی یہہ ہی پسند کیا کہ اونکو یہہ ثواب بعد اوس مشقت کی عنایت ہو

رفقاً بضعفاء العقول کیلا یعتقدوا فیہم الالوھیۃ وفیہا ایضاً اعظم دلیل علی صدقہم وکونہم
واسطے نرمی کی ضعیف عقلوں پر تاکہ انبیا کو معبود نہ سمجھ لین اور اسمین بھی اونکی صداقت کی بڑی دلیل ہی اور اسکی کہ وہ اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی

مبعوثین من عند اللہ تعالی وکون ما ظہرت علی ایدیہم من الخوارق مخلوقۃ للہ تعالی من غیر
آئی ہین اور جو جو معجزہ اون کی ہاتھ پر ظاہر ہوئی ہین وہ اللہ تعالی کی پیدا کی ہوئی ہین

ان یکون لہم قدرۃ علی اختراعہا اذ لو کان لہم قدرۃ علی اختراعہا لدفعوا عن انفسہم ما ھو ایسر
اونکو اون معجزات کی جاری کرنی مین کچھ دخل نہین ہی اسواسطی کہ اگر اونکو ان معجزات پر قدرت ہوتی تو وہ آسانی اپنی جان پر سی اوس سی آسان کو دور کردیتی

منہا من المرض والجوع والعطش والم الحر والبرد واذیۃ الخلق ونحو ذلک وفیہا ایضاً فائدۃ عظیمۃ
یعنی بیماری بھوک پیاس تکلیف گرمی جاڑی کی تکلیف دہی خلق کی اور مانند اسکی اور اسمین بھی بڑا فائدہ ہی

وھی تشریع الاحکام للخلق المتعلقۃ بہا کما عرف فی شریعتنا احکام السھو فی الصلوۃ من سہو
وہ جایز ہونا احکام کا واسطی عوام کی جو ایسی حالات سی متعلق ہین چنانچہ ہماری شریعت مین احکام سہو کی نماز مین معلوم ہوگئی

نبینا علیہ السلام فی الصلوۃ وکیفیۃ اداء الصلوۃ فی حال المرض والخوف من فعلہ علیہ السلام
ہماری نبی کی سہو کرنی سی نماز مین اور کیفیت نماز اداکرنی کی بیماری اور خوف مین نبی علیہ السلام کی فعل سی معلوم ہوئی

وھیئۃ اکل الطعام وشرب الماء ونحو ذلک من اکلہ وشربہ المجلس السادس عشر فی
اور وضع کہانا کہانی اور پانی پینی کی اور مانند اسکی آپ کی کہانی اور پینی سی سولوین مجلس

تحقیق السعید والشقی وبیان اقسام الکفر وغیرہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
نیکبخت اور بدبخت کی تحقیق مین اور کفر وغیرہ کی قسمین بیان کرنی مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ان العبد یعمل عمل اھل النار وانہ من اھل الجنۃ ویعمل عمل اھل الجنۃ وانہ من اھل النار
وسلم نی بیشک بعضا بندہ عمل کرتا ہی دوزخیون کی سی اور وہ ہوتا ہی اہل جنت سی اور عمل کرتا ہی بہشتیون کی سی اور وہ ہوتا ہی دوزخی

وانما الاعمال بالخواتیم ھذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ سہل بن سعد ولیس فیہ دلالۃ
اعمال خاتمہ کیلیے معتبر ہوتی ہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی سہل بن سعد کی روایت سی اس حدیث مین عمل

علی ترک العمل بل فیہ حث للعبد علی مواظبۃ الطاعات واجتناب السیات فی کل وقت من
ترک کرنیکی دلیل نہین ہی بلکہ اس حدیث مین بندہ کو واسطی دائمی طاعات کی اور گناہون سی اجتناب پر رغبت ہی ہر ہر وقت

اوقات العمر خوفاً من ان یکون ذلک الوقت اخر عمرہ وفیہ ایضاً زجر لہ عن العجب والفرح بالاعمال
تمام عمر اس خوف سی کہ مبادا عمر کا یہہ ہی آخری وقت ہو اور اسمین زجر بھی ہی اعمال پر تکبر اور خوش ہونی سی

لانہ لا یدری ماذا یصیبہ فی العاقبۃ اذ رب شخص یعمل عمل اھل الجنۃ من الایمان والطاعات وفی
اسلئی کہ ابہی کیا خبر ہی کہ عاقبت کو کیا حال ہوگا اسواسطی کہ بعضی شخص عمل بہشتیون کی سی کرتی ہین ایمان اور عبادات اور

تقدیر اللہ تعالی انہ من اھل النار فیتحول فی اخر عمرہ من الایمان والطاعات الی الکفر والمعاصی فیموت
تقدیر الہی مین وہ دوزخی ہی سو آخر عمر مین وہ ایمان اور طاعات سی کفر اور معاصی کی طرف متوجہ ہو جاویگا پہر

علی الکفر والمعاصی فیدخل النار ورب شخص یعمل عمل اھل النار من الکفر والمعاصی وفی تقدیر اللہ تعالی
کفر اور معاصی پر مر کر دوزخ مین داخل ہوگا اور بعضی شخص عمل کرتی ہین دوزخیون کی سی کفر اور معاصی اور تقدیر الہی مین

انہ من اھل الجنۃ فیتحول فی اخر عمرہ من الکفر والمعاصی الی الایمان والطاعات فیموت علی الایمان والطاعات
وہ جنتی ہی سو وہ آخر عمر مین کفر اور معاصی سی بچکر ایمان اور طاعات کی طرف متوجہ ہو جاویگا پس ایمان اور طاعات پر مر کر

فیدخل الجنة فلذلك قال النبی علیه السلام انما الاعمال بالخواتیم یعنی ان اعمال العبد
جنت مین داخل ہوگا اسہی لئی فرمایا نبی علیه السلام نی کہ اعمال خاتمہ پر معتبر ہین مراد یہہ ہی کہ اعمال آدمی کی
متعلقة فی السعادة والشقاوة بآخر العمر وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال اعملوا فکل
سعادت اور شقاوت مین آخر عمر سی متعلق ہین اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا عمل کیا کرو ہر ایک کو وہ ہی عمل
مُیَسَّر لما خلق له اما من کان من اهل السعادة فسیُیَسَّر لعمل اهل السعادة واما من کان من اهل
آسان ہوگا جسکی واسطی وہ شخص پیدا ہوا ہی یعنی جو شخص سعادتمند ہی اوسکو اعمال سعادتمندون کی میسر ہونگی اور جو شخص
الشقاوة فسییسر لعمل اهل الشقاوة فانه علیه الصلوة والسلام بیّن فی هذا الحدیث ان کل احد
بدبخت ہی اوسکو بدبختون کی سی عمل آسان ہونگی پس نبی علیه السلام نی اس حدیث میں یہہ بیان فرمایا کہ ہر ایک کا
مهیاء وموقف للذی خلق لاجله من الخیر والشر فمن خلق وقدر انه من اهل الجنة یجری الله نعم
سامان اور ٹھکانا تیار ہی جسکی واسطی وہ پیدا کیا گیا ہی نیک اور بد پس جو پیدا ہوا ہی اس تقدیر پر کہ جنتی ہو تو اللہ تعالی
علی یدیه اعمال اهل الجنة ویسرها علیه حتی یموت ویدخل الجنة ومن خلق وقدر انه من اهل النار
اوسکی ہاتہہ پر اعمال جنتیون کی جاری کرکر اوسپر آسان کردیتا ہی آخر مرکر جنت مین چلا جاتا ہی اور جو شخص پیدا ہوا ہی اس تقدیر پر کہ وہ دوزخی ہی
یجری الله علی یدیه اعمال اهل النار ویسرها علیه حتی یموت ویدخل النار فالعمل دلیل بغلب الظن
تو اللہ اوسکی ہاتہہ پر دوزخیونکی سی عمل پیدا کرکر آسان کردیتا ہی آخر مرکر دوزخ مین چلا جاتا ہی پس عمل باعتبار ظن غالب کی اسکی دلیل ہی
ان الشخص من ای الصنفین یکون ومن هذا کان الواجب علی ان لا یکون خالیا عن العمل الصالح
کہ آدمی دونو قسم مین سی کونسا ہی اس بیان سی واجب ہی کہ آدمی کبہی کسی وقت تمام عمر مین سی نیک عمل سی خالی نرہا کری
فی وقت من الاوقات لانه لا یدری متی یأتیه الموت اذ لیس له سن ولا وقت معلوم ولا مرض معلوم فطوبی
کیونکہ کیا معلوم ہی کہ اوسکو موت کب آجاویگی اسلئی کہ موت کا کوئی سال اور وقت معلوم نہین ہی اور نہ کوئی بیماری مقرر ہی پس خوشی ہی
لمن رزقه الله تعالی الفهم والیقظة من نوم الغفلة والتفکر فی امر الخاتمة واسأل الله ان یجعلنا
شخص ہین جنکو اللہ تعالی نی فہم اور بیداری عنایت کی ہی خواب غفلت سی اور سوچ دی ہی خاتمہ کی حال کی اور دعا مانگتا ہون اللہ تعالی سی کہ موت
فی خیر مع البشارة فان المؤمن له بشارة من الله تعالی عند الموت کما قال الله تعالی ان الذین
اچہی وقت بشارت کی ساتہہ دی بیشک مؤمن کو اللہ کی طرف سی موت کی وقت بشارت ہوتی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تحقیق جنہون نی
قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ
کہا رب ہمارا اللہ ہی پہر اسہی پر ٹہری رہی اون پر اوترتی ہین فرشتی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کہاؤ اور خوشی سنو اوس بہشت کی جسکا تمکو
تُوْعَدُوْنَ فانه تعالی بین فی هذه الآیة ان الذین اقروا بربوبیته واعترفوا بوحدانیته ثم استقاموا
وعدہ تہا اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان فرمایا ہی کہ جس نی اوسکی ربوبیت کا اقرار کیا او وحدانیت کو مان لیا پہر وہ اوسی اقرار
علی ذلك الاقرار والاعتراف الی الموت باتیان جمیع المأمورات واجتناب جمیع المنهیات اذ لا یتحقق
اور قبولیت پر موت تک قایم رہا اسطور کہ تمام احکام بجالاتا رہا اور تمام منہیات سی پرہیز کرتا رہا کیونکہ پوری
الاستقامة بدون ذلك بل یحصل الاعوجاج بترك شیء من المأمورات وارتکاب شیء من المنهیات
استقامت بدون اسکی نہین ہوتی بلکہ استقامت مین جنبش آجاتی ہی ماموارت کی ترک اور منہیات کی عمل سی
تتنزل علیهم الملئکة من جهته تعالی عند الموت بالبشارات التی هی قولهم ان لا تخافوا ولا تحزنوا
تو ایسی لوگون پر اللہ کی طرف سی موت کی وقت فرشتی یہہ بشارت لیکر آتی ہین کہ اب مت ڈرو اور نہ غم کرو

وابشروا بالجنة التی وعدکم الله تعالی بها علی لسان نبیکم وقال لاعدائه فتمنوا الموت ان کنتم صدقین
اور خبر سنو بہشت کی جو الله تعالی نی تمسی وعدہ کیا تہا تمہاری نبی کی زبان پر اور اوسکی دشمنوں کی حق میں یہہ فرمایا تو منا ؤ مرنی کو اگر تم سچی ہو
ولا یتمنونه ابدا بما قدمت ایدیهم والله علیم بالظلمین فبین سبحانه وتعالی فی هذه الایة
اور کبہی نہ مناوینگی مرنا اسواسطی کہ آگی بہیج چکی ہین اونکی ہاتہہ اور الله کو خوب معلوم ہین گنہگار الله تعالی نی اس آیت مین یہہ بیان فرمایا
ان الصدقین فی اقرارهم لکونهم مستعدین للموت یتمنونه ولا یفرون منه لکون عملهم حسنا واما
کہ جو سچا اقرار کرنیوالی ہین موت کی سامان جو کرتی رہی ہین تو موت کو منانی ہین اور اوس سی بہاگتی نہین اسلئی کہ اونکی عمل نیک ہین اور
الظلمون فلعدم کونهم مستعدین للموت لایتمنونه بل یفرون منه لکون عملهم سوءا فان العمل السوء
ظالم چونکہ سامان موت کا نہین کرتی رہی تو موت کو نہین مناتی بلکہ اوس سی بہاگتی ہین کیونکہ اونکی عمل بد ہین کیونکہ عمل بد
وان لم یخرج المؤمن عن الایمان الا انه سبب لسوء خاتمته وشوم عاقبته فان سوء الخاتمة لایکون
اگرچہ مؤمن کو بی ایمان تو بالفعل نہین کردیتا پر وہ سبب ہوتا ہی خاتمہ بد کا اور عاقبت منحوس کا اسواسطی کہ بدخاتمہ اوسہی کا ہوتا ہی
الا لمن کان له فساد فی الاعتقاد او اصرار علی المعاصی او عدول عن الاستقامة او ضعف فی الایمان
جسکی اعتقاد مین فساد ہوتا ہی اور گناہوں پہ اصرار رہتا ہی یا استقامت سی ٹل جاتا ہی یا اوسکا ایمان سست ہوتا ہی
اما الفساد فی الاعتقاد فبان یکون فی قلبه شیء من انواع الشرک فان انواع الشرک ستة احدها شرک
پہر فساد اعتقاد کا یہہ ہی کہ اوسکی دلمین کسی قسم کا شرک ہو کیونکہ شرک کی قسمین چہہ ہین ایک شرک
استقلال وهو اثبات الهین مستقلین کشرک الثنویة فانهم قالوا نجد فی العالم خیرا کثیرا وشرا
بالاستقلال یعنی سخت وہ یہہ ہی کہ دو الله مستقل ثابت کری جیسی ثنویہ کرتی ہین وہ یہہ کہتی ہین کہ ہم عالم مین بہلائی بہت دیکہتی ہین اور برائی بہی
کثیرا والواحد لایکون خیرا وشریرا بالضرورة فلابد ان یکون لکل منهما فاعل علی حدة ثم انهم
بہت دیکہتی ہین اور ظاہر ہی کہ ذات واحد سی خیر اور شر نہین ہوسکتا پس بالضرور دونو کا فاعل الگ الگ ہوگا پہر اس فرقہ کی
انقسموا قسمین القسم الاول المانویة والدیصانیة فانهم قالوا فاعل الخیر النور وفاعل الشر الظلمة والقسم
دو قسم ہوئین پہلی قسم تو مانویہ ہی اور دیصانیہ انکا یہہ قول ہی کہ خیر کا فاعل تو نور ہی اور شر کا فاعل تاریکی ہی دوسری
الثانی المجوس فانهم قالوا فاعل الخیر یزدان وفاعل الشر اهرمن یعنون به الشیطان ثم اختلفوا فی ان
قسم مجوس ہین یہہ بہی کہتی ہین فاعل خیر کا یزدان ہی اور شر کا فاعل اہرمن ہی یعنی شیطان پہر اہرمن کی حق مین اختلاف کیا ہی
اهرمن قدیم کیزدان او حادث منه والثانی من انواع الشرک شرک تبعیض وهو جعل الاله مرکبا
آیا وہ یزدان کی مانند قدیم ہی یا اوسکا پیدا کیا ہوا حادث ہی اور دوسری قسم شرک کی شرک تبعیض ہی اور وہ مرکب کرنا الله کا
من الهة کشرک النصاری فانهم اثبتوا الاقانیم الثلثة التی هی الوجود والعلم والحیوة وحکموا
کئی الله سی جیسی شرک نصاری کا نصاری نی تین اصل ثابت کئی ہین وجود اور علم اور حیات پہر ان تینوں پہ
علیها بانها الهة ثلثة واعتقدوا ان الاله جوهر فرد مرکبة من هذه الثلثة وقالوا مجموع هذه الثلث
یہہ حکم کیا ہی کہ تینوں خدا ہین اور یہہ اعتقاد کرتی ہین کہ الله جوہر فرد ان تینوں سی مرکب ہی اور کہتی ہین کہ مجموعہ ان تینوں کا ملکر
اله واحد وجعلوا الذات الواحدة ثلث صفات وذلک غیر معقول العاقل والثالث من انواع
معبود ہی ایک ذات واحد کو تین صفات ٹہرائین اور یہہ عاقل کی نزدیک معقول نہین ہی تیسری قسم شرک کی
الشرک شرک تقریب وهو عبادة غیر الله تعالی لیقرب الی الله تعالی کشرک متقدمی عبدة الاصنام
شرک تقریب ہی اور وہ پوجنا غیر کا سوای الله تعالی کی تاکہ الله سی نزدیک کردی جیسی شرک متقدمین بت پرستوں کا

فانهم

فانهم لما راوا ان عبادتهم للمولى العظيم على ما هم عليه من غاية الدناءة ونهاية الحقارة سوء
انکی خیال مین جب یہہ آیا کہ ہمارا عبادت کرنا مولی بزرگ کو اس حال مین کہ ہمکو دناءت حاصل ہی اور ہم بڑی حقیر ہین بری

ادب عظيم يقربوا اليه بعبادة من هو اعلى منهم عنده كالملئكة والشمس والقمر والنجوم
بی ادبی ہی اسلئی قرب الٰہی کی واسطی پوجنا اون چیزونکا شروع کیا جو اوسکی اونکی خیال مین بہتر تہی جیسی فرشتی اور سورج اور چاند اور ستارہ اور

والنار ونحوها ثم انهم لما راوا غيبة من اختاروا عبادته عنهم صنعوا الاصنام امثلة لما غاب
آگ اور مانند اسکی پہر انہون نی جب دیکہا کہ جنکی ہم عبادت کرتی ہین وہ ہماری سامنی سی غایب ہوجاتی ہین تو اونکی صورت کی بت بنالئی جب کوئی اونکا معبود اونکی

عنهم من معبوداتهم واشتغلوا بعبادتها ونيتهم فى ذلك ان يتقربوا الى ما جعلوه مثالا له
غایب ہوجاتا تو اون بتون کو پوجنی لگتی اور غرض اونکی اس سی یہہ تہی کہ نزدیک ہوجادین اوس سی جسکا بت بنایا ہی

وقصدهم من جميع ذلك ان يتقربوا الى المولى العظيم لكن تلاعب الشيطان بعقولهم واوقعهم
اور اس سب سی یہہ مراد تہی کہ مولی بزرگ سی قریب ہوجادین پر شیطان نی اونکی عقلون کو کہلونا بناکر

فى الضلال والرابع من انواع الشرك شرك تقليد وهو عبادة غير الله تعالى تقليدا للغير كشرك
گمراہ کردیا اور چوتہی قسم شرک کی شرک تقلیدی ہی اور وہ پوجنا غیر اللہ کا اورون کو دیکہہ کر جیسی شرک

متاخرى عبدة الاصنام فانهم لما وجدوا اباءهم واجدادهم مشتغلين بعبادتها قلدوهم فيها
پچہلی بت پرستون کا انہون نی اپنی باپ دادون کو جو بت پوجتی دیکہا بت پرستی مین اونکی تابع ہوگئی

وَقَالُوا اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ وهم كاباءهم فى ضلال مبين والخامس
اور کہنی لگی ہمنی پائی اپنی باپ دادی ایک راہ پر اور ہم اونہی کی قدمون پر چلتی ہین اور وہ اپنی باپ دادا کی مانند صریح گمراہی مین ہین

من انواع الشرك شرك الاسباب وهو اسناد التاثير للاسباب العادية كشرك الفلاسفة والطبا یعین
پانچوین قسم شرک کی شرک اسباب ہی اور وہ نسبت کرنا تاثیرات کا اسباب سی موافق عادت کی جیسی شرک حکماء یونان اور طبیبون کا

ومن تبعهم على ذلك من جهة المؤمنين فانهم لما راوا ارتباط الشبع باكل الطعام وارتباط الرى
اور جو اونکی ساتہہ ہین اس باب مین اسلامیون مین سی انہون نی جب دیکہا کہ ربط شکم سیری کا کہانا کہانی سی اور ربط تازگی کا

بشرب الماء وارتباط ستر العورة بلبس الثياب وارتباط الضوء بالشمس ونحو ذلك مما لا ينحصر فهموا
پانی پینی سی اور ربط ستر پوشی کا کپڑا پہننی سی اور ربط روشنی کا سورج سی ہی اور مانند اسکی بی قیاس تو

بجهلهم ان تلك الاشياء هى المؤثرة فيما ارتبط وجوده معها اما بطبعها او بقوة وضعها الله فيها وهو
اپنی جہالت سی یہہ سمجہی کہ یہہ ہی چیزین مستقل تاثیر رکہتی ہین اپنی اپنی مسببات مین یا تو اپنی طبع کی تاثیر سی یا بزور قوت کی کہ اللہ تعالی نی اونمین پیدا کی ہی اور یہہ

غلط وسبب غلطهم قياسهم ادراك الحس بادراك العقل فان الذى شاهدوه انما هو تاثر شئ
سب غلط ہی اور سبب غلطی کا یہہ ہوا کہ محسوسات پر معقولات کو قیاس کرلیا ہی کیونکہ جو یہہ دیکہتی ہین تو یہہ ہی اثر لینا ایک چیز کا

عند شئ وهذا هو حظ الحس واما تاثيره فيه فلا يدرك بالحس بل انما يدرك بالعقل والسادس من
پاس کی چیز مین سی یہہ ہی محسوس ہوتا ہی اور تاثیر اصلی جو اسمین ہوتی ہی سو وہ صرف عقل سی دریافت ہوسکتی ہی چہٹی قسم

انواع الشرك شرك الاغراض وهو العمل لغير الله تعالى كشرك المرائين فانهم عند عملهم المامور به
شرک کی وہ شرک اغراض ہی اور وہ عمل کرنا واسطی غیر اللہ کی جیسی شرک ریاکارون کا جب یہہ ریاکار کوئی مامور بہ

من واجب ومندوب وعند تركهم المنهى عنه من محرم او مكروه ليس مقصودهم طلب رضاء الله تعالى
واجب یا مستحب ادا کرتی ہین یا جب کبہی منہی عنہ حرام یا مکروہ سی احتراز کرتی ہین تو اونکو مقصود رضامندی خدا تعالی کی نہین ہوتی

بحاله

بل مقصودهم مجرد نیل مدح من بعض عبیده او حب منه له او ریاسة من عنده او ظفر

بلکہ انکی مراد صرف تعریف کرانی بعض بندگان الٰہی سی ہوتی ہی یا محبت اپنی اونکی دلین یا بڑائی اونکی نزدیک یا اونسی کچہہ مال حاصل کرنا

من قبله او صرف مذمة یخافها منه ومثله العمل لمجرد الظفر بالحور والقصور ونعیم الجنان

یا دور کرنا بد نامی کا جو اونکی طرف سی خوف ہو اور ایسا ہی ہی عمل کرنا صرف واسطی حاصل کرنی حورون اور محلون اور نعمتون بہشت کی

والسلامة من النیران والسبب الحامل لهم علی ذلك نسیانهم توحیده تعالی حتی توهموا امکان

اور واسطی بچنی کی آگ سی اور یہہ سب فساد نیت اسلئی ہی کہ خدا کی توحید کو بہول جاتی ہیں یہان تک کہ اونکو یہہ وہم ہوا کہ

حصول نفع او ضر من غیره تعالی وتوهموا کون الخلق قادرین علی النفع والضر حتی راعوهم

نفع اور ضرر سوای اللہ تعالی کی اور سی بہی ہوسکتا ہی اور یہہ وہم ہوا کہ خلقت کو نفع اور ضرر کی قدرت ہی کیونکہ

فی طاعتهم وتوهموا کون طاعتهم مؤثرة فی استجلاب نفع او دفع ضر فی الدنیا والاخرة

اپنی طاعت مین اونکی رعایت کرنی لگی اور یہہ وہم ہوا کہ ہماری عبادت کو اثر ہی نفع پیدا کرنی مین اور ضرر دفع کرنی مین دنیا اور آخرت کی

ولیس کذلك بل لو انهم احضروا فی ذهنهم انفراده تعالی بخلق جمیع الکائنات بلا واسطة

اور حقیقت مین یہہ نہین ہی بلکہ اگر یہہ لوگ وحدانیت اللہ تعالی کی اپنی ذہن مین قایم رکہتی کہ پیدا کرنیوالا تمام موجودات کا بلا واسطہ وہی ہی

وعدم تاثیر لکل ما سواه فی اثر ما ومن جملة ذلك طاعتهم لکانوا لا یقصدون بطاعتهم

اور کسی امر مین کسیکو اصلا کچہہ تاثیر نہین ہی اور اسی مین اونکی طاعت بہی داخل ہی تو کبہی اپنی طاعت سی جسکی اونکو توفیق ہوئی ہی

التی وفقوا لها الا مجرد الامتثال لامر الله تعالی ثم لطمعوا عندها فیما وعد به الله تعالی من

سوای اطاعت امر الٰہی کی کچہہ غرض نرکہتی پہر بعد اطاعت کی خواہش کرتی جو اللہ تعالی نی وعدہ فرمایا ہی

الخیر معها بمحض فضله من غیر وجوب ولا استحقاق وحکم الاربعة الاولی التی هی شرك

نعمت کا اوسکی محض فضل سی کہ نہ اوسپر واجب ہی نہ اسکا کچہہ حق ہی اور حکم شرک کی پہلی چارون قسم کا کہ وہ شرک

استقلال وشرك تبعیض وشرك تقریب وشرك تقلید الکفر بالاجماع وحکم السادس الذی هو

استقلال ہی اور شرک تبعیض ہی اور شرک تقریب ہی اور شرک تقلید ہی بالاتفاق کفر ہی اور حکم چہٹے قسم کا

شرك الاغراض المعصیة بالاجماع وحکم الخامس الذی هو شرك الاسباب التفصیل

جو شرک اغراض ہی بالاتفاق معصیت کا ہی اور حکم پانچوین قسم کا جو شرک اسباب کا ہی اس تفصیل پر ہی

وهو ان اهل هذا الشرك فی اعتقادهم التاثیر لتلك الاسباب مختلفون فمنهم من یعتقد ان تلك

کہ ایسی مشرک اپنی اعتقاد مین تاثیر ان اسباب کی اسبات مین کئی طرح پر جانتی ہین بعضی یہہ اعتقاد رکہتی ہین کہ

الاسباب تؤثر بطبعها وحقیقتها فی الاشیاء التی تقارنها ولا خلاف فی کفر من یعتقد هذا ومنهم

تاثیر ان اسباب کی جن اشیاء سی یہہ ملتی ہین طبعی اور حقیقی ہی ایسی اعتقاد والون کی کفر مین کسیکو خلاف نہین ہی اور بعضی

من یعتقد ان تلك الاسباب لا تؤثر بطبعها وحقیقتها بل بقوة اودعها الله فیها ولو نزعها منها

یہہ اعتقاد کرتی ہین کہ یہہ اسباب باعتبار طبیعت اور حقیقت کی اثر نہین کرتی بلکہ بزور ایک قوت کی کہ اللہ تعالی نی ان اسباب مین پیدا کی ہی اور اگر اس قوت کو

لا تؤثر وقد تبعهم فی هذا الاعتقاد کثیر من عامة المؤمنین ولا خلاف فی بدعة من یعتقد هذا

اونسی سلب کرلی تو اثر باقی نرہی اس اعتقاد مین اکثر عوام مسلمان بہی اونکی شامل ہین ایسی اعتقاد والون کی بدعتی ہونی مین خلاف نہین ہی

وانما الخلاف فی کفره فمن کان فیه شیء من هذه المذکورات ولم یسع فی ازالته عن نفسه واصلاح

خلاف ہی تو کفر مین ہی پس جس شخص مین کوئی سا اعتقاد ہو ان مذکورات مین سی اور وہ اوسکی دور کرنی مین سعی نہ کری اور اپنا اعتقاد درست نکری

شانه

شانه يختم له بالسوء وان كان مع كمال الزهد والصلاح لان زهده وصلاحه انما ينفعه
تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اگرچہ کمال زہد اور صلاح رکھتا ہو اسواسطی کہ زہد اور صلاح اوسکو جب فائدہ دیگا

اذا كان مع الاعتقاد الصحيح الموافق لكتاب الله وسنة رسوله واما اذا لم يكن مع الاعتقاد
کہ جب ساتھ اعتقاد صحیح کی موافق کتاب اللہ اور سنت رسول کی ہو اور اگر ساتھ اعتقاد

الصحيح الموافق لهما بل كان مع الاعتقاد الفاسد المخالف لهما فلا ينفعه واما الاصرار على المعاصي
صحیح کی نہو جو موافق کتاب اور سنت کی ہی بلکہ ساتھ اعتقاد فاسد کی کتاب اور سنت سی مخالف ہو کچھ فائدہ نہ دیگا اور معاصی پر ایسی اڑ کرنی

فبان يحصل في قلبه الفها فان جميع ما الفه الانسان في عمره يعود ذكره عند موته فان كان
کہ اوسکا دل مین معاصی کی محبت پیدا ہو جاوی تو انسان اپنی زندگی بھر مین جو جو محبوب رکھتا ہی مرتی وقت وہ یاد آتی ہین پھر اگر

ميله الى الطاعات اكثر يكون اكثر ما يحضره عند موته ذكر الطاعات وان كان ميله الى
اسکی رغبت طاعات کی طرف زیادہ ہو گی تو مرتی وقت اکثر طاعات یاد آوینگی اور اگر اسکی رغبت

المعاصي اكثر يكون اكثر ما يحضره عند موته ذكر المعاصي فربما يغلب عليه حين نزول الموت به
معاصی کی طرف زیادہ ہو گی تو مرتی وقت معاصی یاد آوینگی پس بعضی وقت نزع کی حال مین

قبل التوبة شهوة من الشهوات او معصية من المعاصي فيتقيد قلبه بها وتصير حجابا بينه وبين
توبہ سی پہلی کوئی شہوت تمام شہوتون مین سی یا کوئی گناہ گناہون مین سی دل پر غالب آجاتا ہی پھر اوسکا دل اوسی مین الجھا رہتا ہی اور وہ اوسمین اور اوسکی

ربه وسببا لشقاوته في آخر حياته لقوله عليه السلام المعاصي بريد الكفر واما الذي لم يرتكب
رب مین پردہ ہوکر آخر وقت مین شقی بنادیتا ہی واسطی قول علیہ السلام کی کہ گناہ کفر کا ایلچی ہوتی ہین اور جسنی اصلا کوئی گناہ

ذنبا اصلا او ارتكب لكن تاب فهو بعيد عن هذا الخطر واما العدول عن الاستقامة
نہین کیا یا گناہ تو کیا پر توبہ کرلی سو وہ شخص ایسی اندیشہ سی پاک ہی اور استقامت سی ٹل جانا

فبان يظهر فيه الاعوجاج فان من كان مستقيما في ابتدائه ثم تغير عن حاله وخرج عما كان
اسطور پر کہ اوسمین کجی پیدا ہوجاوی اگر یہہ شخص ابتدا مین مستقیم تہا پھر اپنی حال سی بدل گیا اور جن اوصاف پر

عليه في ابتدائه يكون سببا لسوء خاتمته وشوم عاقبته كابليس الذي كان في ابتدائه رئيس
ابتدا مین تہا اوس سی الگ ہوگیا تو یہہ سبب خاتمہ بد اور عاقبت منحوس کا ہی جیسی ابلیس کہ ابتدا مین فرشتون کا سردار

الملئكة ومعلمهم واشدهم اجتهادا في العبادة حتى قيل لم يبق في سبع سموٰت وسبع ارضين
اور اونکا استاد اور عبادت مین بڑا ساعی تہا یہانتک کہ کہتی ہین کہ ساتون آسمان اور زمین مین

موضع شبر الا وهو قد سجد فيه ثم لما امر بالسجود لآدم النبي عليه السلام ابى واستكبر وكان من
کہین بالشت بھر جگہ اسکی سجدہ سی خالی نہین رہی تہی پھر جب اوسکو آدم کی لئی سجدہ کا حکم ہوا تو نمانا اور تکبر کیا اور وہ تہا

الكافرين وكبلعام بن باعوراء الذي آتاه الله تعالى آياته فانسلخ منها بخلوده الى الدنيا واتباع هواه و
منکرون مین سی کا اور جیسی بلعام باعور کا بیٹا جسکو اللہ تعالی نی اپنی نشانیان عنایت کین پر وہ اونسی الگ ہوگیا دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور اپنی خواہش پر چلا

كان من الغاوين وكبرصيصا العابد الذي قال له الشيطان اكفر فلما كفر قال اني برئ منك اني اخاف
گمراہ ہوگیا اور جیسی برصیصا عابد جسکو شیطان نی کہا منکر ہوجا جب وہ منکر ہوا تو کہا مین تجھسی الگ ہون مجکو اندیشہ ہی

الله رب العالمين فان الشيطان اغراه على الكفر فلما كفر تبرأ منه مخافة ان يشاركه في العذاب
اللہ کا جو پروردگار ہی عالم کا بیشک شیطان نی اوسکو کفر پر انگیختہ کیا جب وہ کافر ہوا تو اوس سی الگ ہوگیا اس خوف کا مارا کہ اوسکی عذاب مین شریک ہو جاوی

ولم ينفعه ذلك كما قال الله تعالى فكان عاقبتهما انهما في النار خالدين فيها وذلك جزاء
اور اس سے شیطان کو کچھ فائدہ نہوا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے پہر آخر اون دونوں کا یہہ ہے کہ وہ دونوں ہیں آگ میں سدا رہیں اوسمیں اور یہہ ہی سزا

الظلمين واما الضعف في الايمان فبان يكون حب الله تعالى في قلبه ضعيفا فان من كان في
گنہگاروں کی اور ایمان کی سستی اسطور پر کہ اللہ تعالی کی محبت اسکی دلمیں ضعیف ہو جب اسکی

ايمانه ضعف يستولي على قلبه حب الدنيا بحيث لا يبقى فيه لحب الله تعالى شئ الا من حيث
ایمان میں سستی ہوتی ہے تو اوسکی دل پر دنیا کی محبت استیلا پاجاتی ہے کہ اوسمیں محبت الہی کی کچھ گنجایش نہیں رہتی مگر یہہ ہی کچھ

حديث النفس على وجه لا يظهر له اثر في مخالفة الهوى ولا يؤثر في الكف عن المعاصي ولا في الحث
جیسے جی میں بات ہو ایسی کہ ہوا کی مخالفت میں اوسکا کچھ اثر ظاہر نہیں ہوتا اور نہ کچھ اثر معاصی سے رکنے میں ہو اور نہ کچھ اثر

على الطاعات فينهمك في الشهوات وارتكاب السيات فيتراكم ظلمات الذنوب على قلبه ولا تزال
عبادت کی رغبت میں ہو سو شہوات اور بدیوں کی کرنیمیں ڈوبا رہتا ہے اور تاریکی گناہوں کی تہ بر تہ اوسکی دل پر چڑہ جاتی ہے اور ہمیشہ

تطفي ما فيه من نور الايمان مع ضعفه فاذا جاء اليه سكرات الموت وعلم انه يفارق الدنيا وهي
نور ایمان کا جو اوسمیں ہوتا ہے بجھتا جلا جاتا ہے باوجودیکہ ضعیف ہے جب اوسکو نزع کی حالت آتی ہے اور جانتا ہے کہ اب دنیا سے چلا اور دنیا

محبوبة له وحبها غالب عليه حتى لا يريد تركها ويتألم من فراقها يرى ذلك من الله تعالى فيخشى
اوسکی محبوبہ تہی اور اوسکی محبت اوسپر ایسی غالب تہی کہ اوسکا چہوڑنا نہیں چاہتا اور اوسکی فراق سے رنج اوٹہاتا ہے سمجہتا ہے کہ یہہ فراق اللہ تعالی کی طرف سے ہے اب اندیشہ

عليه ان يحصل في قلبه بغضه تعالى بدل حبه فان اتفق خروج روحه في تلك اللحظة
یہہ ہے کہ اسکی دلمیں خدا کی طرف سے محبت کی جگہہ کینہ پیدا ہو جاوے اگر اتفاقاً اوسہی حالت میں جان نکل گئی

يختم له بالسوء ويهلك هلاكا ابديا والسبب المفضي الى هذه الورطة حب الدنيا والركون
تو اوسکا خاتمہ بد ہوگا اور ہمیشہ کو گیا گذرا ہوا اور سبب اس بلا کا یہہ ہی دنیا کی محبت اور دنیا کی طرف توجہ

اليها والفرح بها مع ضعف الايمان الموجب لضعف حب الله تعالى وهو الداء العضال الذي
اور دنیا کی خوشی باوجود سستی ایمان کی جس سے محبت الہی سست ہو جاوے اور یہہ بڑی سخت بیماری ہے جسمیں

عم اكثر الخلق فمن اراد النجاة من هذه الورطة فعليه بعد اخراج حب الدنيا من قلبه وتصحيح
اکثر خلقت مبتلا ہے سو جو شخص اس بلا سے بچا چاہے اوسکو لازم ہے کہ اول دنیا کی محبت دل سے دور کرے پہر اپنا عقیدہ

اعتقاده ان يحترز عن المعاصي عن مشاهدتها ومشاهدة اهلها وان يواظب على الطاعات
درست کرکر گناہوں سے پرہیز کرے کہ نہ گناہوں کی طرف خیال کرے اور نہ گناہگاروں کی طرف اور طاعات دائمی اختیار کرے

التي هي ثمرة محبة الله تعالى ولا يتصور محبة الله تعالى الا بعد معرفته اذ لا يحب الانسان ما لا يعرفه
کہ وہ محبت الہی کا پہل ہے اور محبت الہی نہیں ہو سکتی بدون معرفت الہی کی اسواسطے کہ آدمی نادانستہ چیز کو محبوب نہیں کہتا

وانما يحب ما يعرفه فمن عرف الله بما يجب عليه معرفته وعرف ان جميع النعم الواصلة اليه والى
محبوب اوسی کو رکہتا ہے جسکو جانتا ہے پس جو شخص خدا کو پہنچانیگا اون اوصاف سے جو اوسکو واجب ہیں اور یہہ سمجہے کہ جتنی نعمتیں مجہکو اور اوروں کو حاصل ہیں

غيره ليس الا منه تعالى لا جرم يحبه فاذا احبه يسعى في تحصيل رضائه ويحترز عن موجبات
سب اللہ ہی کی طرف سے ہیں تو بیشک اللہ کو دوست رکہیگا پہر جب اوسکو اپنا محبوب کیا تو اوسکی رضامندی میں کوشش کریگا اور اوسکی غصہ سے بچتا رہیگا

سخطه فيكون لائقا لوصول احسانه ودخول جنانه بمقتضى وعده يسرنا الله تعالى
پہر تو یہہ اوسکی احسان کی قابل اور جنت میں جانے کی لائق اوسکی وعدہ کی موافق ہو ویگا خدا ہمکو آسان کیجو

المجلس السابع عشر فی بیان عدم جواز الصلوة عند القبور والاستمداد

سترھوین مجلس اس بیان مین کہ قبرون مین نماز ادا کرنی جایز نہین اور اہل قبور سی مدد مانگنی

من اهلها واتخاذ السروج والشموع علیها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

اور قبرون پر روشنی کرنی ور چراغ جلانی جایز نہین فرمایا رسول الله صلی الله علیه وسلم نی

لعنة الله علی الیهود والنصری اتخذوا قبور انبیائهم مساجد هذا الحدیث من صحاح المصابیح

لعنت خدا کی یہود اور نصاری پر کہ ٹھہرائی انہون نی اپنی نبیون کی قبرین مسجدین بنالین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی

روته ام المؤمنین عائشة وسبب دعائه علیه الصلوة والسلام علی الیهود والنصری باللعنة انهم کانوا

ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی اور سبب پیغمبر خدا کی لعنت کرنیکا یہود اور نصاری پر یہہ ہی کہ وہ سب

یصلون فی المواضع التی دفن فیها انبیاءهم اما نظرا منهم بان السجود لقبورهم تعظیم لهم وهذا شرك

نماز پڑھتی تہی ایسی مکانون مین جہان انکی انبیا مدفون تہی یا تو اس لحاظ سی کہ قبرون کو سجدہ کرنا انبیا کی تعظیم ہی اور یہہ تو ظاہر شرک ہی

جلی ولهذا قال النبی علیه السلام اللهم لاتجعل قبری وثنا یعبد او ظنا منهم بان التوجه الی قبورهم

اسیلئے نبی علیه السلام نی فرمایا کہ الہی میری قبر کو بت نبنائیو کہ اسکی پرستش ہوا کری یا اس خیال سی کہ وہ سمجھتی تہی کہ قبرون کی طرف

حالة الصلوة اعظم وقعا عند الله تعالی لاشتماله علی امرین عبادة له تعالی وتعظیم انبیائه و

متوجہ ہونا وقت ادا نماز کی الله کی نزدیک بڑا ثواب ہی کیونکہ اسمین دو بات ہین خدا کی بندگی اور انبیاء کی تعظیم اور

هذا شرك خفی ولهذا نهی النبی علیه السلام امته عن الصلوة فی المقابر احترازا عن مشابهتهم

یہہ شرک خفی یعنی پوشیدہ ہی اور اسی لئی پیغمبر خدا نی اپنی امت کو قبرون مین نماز پڑہنی سی منع کیا تاکہ یہود اور نصاری کی مشابہت سی بچی رہین

بهم وان کان القصدان مختلفین وقال من کان قبلکم کانوا یتخذون القبور مساجد ولا تتخذوا

اگرچہ نیت دونونکی الگ الگ ہی اور فرمایا جو امتین تمسی پہلی تہین وہ اپنی انبیا کی قبرون کو مسجدین بناتی تہین تم قبرون کو

القبور مساجد انی انهکم عن ذلك قال بعض المحققین والصلوة فی المواضع المتبرکة من مقابر

مسجد نہ بنالینا تمکو اس حرکت سی منع کرتا ہون بعضی محقق کہتی ہین کہ نماز پڑہنی متبرک مکان مین جہان صلحا کی

الصالحین داخلة فی هذا النهی لاسیما اذا کان الباعث علیها تعظیم هؤلاء لما فی ذلك من الشرك

قبرین ہون اسی نہی کی تلی داخل ہی خاصکر ایسی وقت کہ ان صلحا کی تعظیم کی واسطی پڑہی اسلئی کہ اس نماز مین شرک

الخفی فان مبتدأ عبادة الاصنام کان فی قوم نوح النبی علیه السلام من جهة عکوفهم علی القبور

خفی ہوتا ہی کیونکہ ابتدا بت پرستی کا حضرت نوح کی امت مین یہی تہا کہ وہ لوگ قبرون پر بیٹہی رہتی تہی

کما اخبر الله تعالی فی کتابه بقوله قال نوح رب انهم عصونی واتبعوا من لم یزده ماله وولده

چنانچہ الله تعالی اپنی کتاب مین خبر دیتا ہی کہا نوح نی ای رب میری انہون نی میرا کہا نہ مانا اور مانا ایسی کا جسکو اسکی مال اور اولاد نی

الا خسارا ومکروا مکرا کبارا وقالوا لا تذرن الهتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق

اور بڑہا ٹوٹا اور داو کیا ہی بڑا داو اور بولی نہ چھوڑیو اپنی ٹھاکرون کو اور نہ چھوڑیو ودکو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو

ونسرا قال ابن عباس وغیره من السلف کان هؤلاء قوما صالحین فی قوم نوح النبی علیه السلام

اور نہ نسر کو ابن عباس وغیرہ متقدمین کہتی ہین کہ یہہ یعنی ود وغیرہ نیک لوگ تہی حضرت نوح علیه السلام کی امت مین

فلما ماتوا عکف الناس علی قبورهم ثم صوروا تماثیلهم ثم طال علیهم الامد فعبدوهم وهذا هو مبتداء

جب یہہ مرگئی تو لوگ انکی قبرون پر جا بیٹھی پہر رفتہ رفتہ انکی صورتون کی بت بنالئی پہر مدت گذر گئی تو انہی کو پوجنی لگی اور یہہ ہی ابتدا

عبادة الاصنام وقال ابن القیم فی اغاثته نقلا عن شیخه ان هذه العلة التی لاجلها نهی الشارع
بت پرستی کی جاری ہوئیکا اور ابن قیم اپنی کتاب اغاثہ مین اپنی استاد سی نقل کرتا ہی جس علت کی سبب سی شارع نی قبرون کو مسجد بنا
اتخاذ القبور مساجد هی التی اوقعت کثیرا من الناس اما فی الشرك الاکبر او فیما دونه من الشرك فان الشرك
بنانی سی منع فرمایا ہی اسی نی بہت لوگون کو یا تو بڑی شرک مین یا کچھہ کمتر شرک مین مبتلا کیا بیشک شرک
بقبر الرجل الذی یعتقد صلاحه اقرب الی النفوس من الشرك بشجر او حجر ولهذا نجد کثیرا
صالح مرد کی قبر کا دلون مین بہت جلد آتا ہی بہ نسبت شرک کسی درخت یا پتھر کی اسی واسطی ہم بہت
من الناس عند القبور یتضرعون ویخشعون ویخضعون ویعبدون بقلوبهم عبادة لا یفعلون
لوگون کو دیکھتی ہین کہ قبرون پر جا کر روتی ہین اور گڑگڑاتی ہین اور سر جھکاتی ہین اور دلونسی ایسی عبادت کرتی ہین
مثلها فی بیوت الله تعالی ولا فی وقت السحر ویرجون من برکة الصلوٰة عندها والدعاء لدیها ما
کہ ویسی مسجدون مین کبھی نہین کرتی اور نہ صبح کی وقت کرتی ہین اور قبرون کی پاس نماز پڑھ کر اور دعا مانگکر انتی
لا یرجون فی المساجد فلحسم مادة هذه المفسدة نهی النبی علیه الصلوٰة والسلام عن الصلوٰة فی
امید رکھتی ہین کہ نہین رکھتی مسجدون مین یہہ جو مادہ فساد کا قطع کرنیکو رسول الله صلی الله علیه وسلم نی مطلقا قبرون مین نماز پڑھنی سی منع فرمایا
المقبرة مطلقا وان لم یقصد المصلی بصلوته فیها برکة البقعة کما نهی عن الصلوٰة وقت طلوع
اگرچہ مصلی کو قبرون مین نماز پڑھنی سی برکت اوس جگہکی مقصود نہو جیسی منع فرمایا نماز سی عین طلوع
الشمس ووقت غروبها ووقت استوائها لانها اوقات یقصد المشرکون الصلوٰة للشمس فیها فنهی
آفتاب پر اور عین غروب اور برابر دوپہر کو کیونکہ یہہ وہ وقت ہین کہ مشرک اسمین آفتاب کو پوجتی ہین سو پیغمبر صلی الله علیه وسلم نی
امته عن الصلوٰة فیها وان لم یقصدوا ما قصده المشرکون واذا قصد الرجل الصلوٰة عند المقبرة
اپنی امت کو ان وقتون مین نماز سی منع کیا اگرچہ انکی غرض وہ نہین ہوتی جو مشرکون کی نیت ہوتی ہی اور جب آدمی مقبرہ مین نماز پڑھنی سی
تبرکا بالصلوٰة فی تلك البقعة فهذا عین المحادة لله تعالی ولرسوله والمخالفة لدینه وابتداع
برکت اوس جگہہ کی حاصل کیا چاہی تو الله اور اوسکی رسول کی عین مخالفت ہی اور اوسکی دین کی برخلاف نیا دین
دین لم یاذن به الله تعالی فان العبادات مبناها علی الاستنان والاتباع لا علی الهواء والابتداع
احداث کرنا ہی جسکا الله نی حکم نہین فرمایا بیشک عبادات کی بنیاد طریق سنت اور اتباع پر ہی ہوا و ہوس اور بدعت پر نہین
فان المسلمین اجمعوا علی ما علموه من دین نبیهم ان الصلوٰة عند المقبرة منهی عنها لان فتنة
بیشک مسلمانون نی بالاتفاق اپنی دین نبوی کی علم کی موافق یہہ اجماع کیا ہی کہ نماز قبرون کی پاس ممنوع ہی اسواسطی کہ فساد
الشرك بالصلوٰة فیها ومشابهة عبادة الاصنام اعظم کثیرا من مفسدة الصلوٰة حین طلوع
شرک کا بسبب نماز کی قبرون مین اور مشابہت کا بت پرستون سی بہت زیادہ ہی فساد نماز کی سی جو وقت طلوع
الشمس وحین غروبها وحین استوائها فانه علیه السلام لما نهی عن تلك المفسدة سدا للذریعة
آفتاب کی اور وقت غروب اور دوپہر کی ہوتی ہی کیونکہ نبی علیه السلام نی جب اس فساد کی بند کرنیکی واسطی مشابہت کی وسیلہ سی منع فرمایا ہی
التشبه التی لا تکاد تخطر ببال المصلی فکیف بهذه الذریعة التی کثیرا ما تدعو صاحبها الی الشرك
جسکا خطرہ بھی نمازی کو [illegible] جو اکثر اوقات اس عمل والیکو شرک کی طرف پہنچا دیتا ہی
بدعائه [illegible] ان الصلوٰة عند قبورهم افضل من الصلوٰة فی المساجد
کہ اونکو [illegible] کہ نماز انکی قبرون کی پاس مسجدون کی نماز سی بہتر ہی

وعن

وغير ذلك مما هو محادة ظاهرة لله تعالى ولرسوله قال ابن القيم في اغاثة من جمع بين سنة

اور سوا اسکی اور عقاید کہ صاف مخالفت ہی اللہ کی اور اوسکی رسول کی ابن قیم اپنی اغاثہ مین کہتا ہی جو شخص جمع کرکر دیکہی درمیان طریق

رسول الله عليه السلام في القبور وما امر به وما نهى عنه وما كان عليه الصحابة والتابعون

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرونکی باب مین اور جو امر فرمایا اور جو منع فرمایا اور جو طریق صحابہ اور تابعین کا تہا

وبين ما كان عليه اكثر الناس اليوم راى احدهما مضادا للآخر ومناقضا له بحيث لا يجتمعان ابدا فانه

اور درمیان اوس طریق کی جسپر اکثر لوگ آج کل چلتی ہین تو ایک کو دوسری کا برخلاف اور الٹا پاویگا ایسا کہ ہرگز کبہی جمع نہین ہو سکتی کیونکہ پیغمبر

عليه السلام نهى عن الصلوة عندها وهم يخالفون ويصلون عندها ونهى عن اتخاذ المساجد

علیہ السلام نی قبرون کی پاس نماز سی منع فرمایا اور یہہ لوگ خلاف کرکر قبرون کی پاس نماز پڑہتی ہین اور قبرون پر مسجدین بنانی سی منع فرمایا

عليها وهم يخالفونه ويبنون عليها مساجد ويسمونها مشاهد ونهى عن ايقاد السرج عليها وهم

اور یہہ خلاف کرکر اون پر مسجدین بناتی ہین اور اونکا نام مشاہد رکہتی ہین اور منع فرمایا قبر پر روشنی کرنی سی اور یہہ

يخالفون ويوقدون عليها القناديل والشموع بل يقفون لذلك اوقافا ونهى عن تجصيصها والبناء

خلاف اوسکی روشنی کی واسطی قندیلین اور شمعین جلاتی ہین بلکہ اوسکی واسطی وقف خرچ مقرر کردیتی ہین اور منع فرمایا گچ کرنی سی اور عمارت بنانی

عليها وهم يخالفونه ويجصصونها ويعقدون عليها القباب ونهى عن الكتابة عليها وهم

اور یہہ خلاف کرکر قبرون پر چونہ کی عمارت بناکر برج بناتی ہین اور منع فرمایا قبرون کی اوپر لکہنی سی اور یہہ

يخالفونه ويتخذون عليها الالواح ويكتبون عليها القرآن وغيره ونهى عن الزيادة عليها غير ترابها

اوسکی برخلاف اونپر تختی لگاکر اوسپر قرآن وغیرہ دعائین شعر لکہتی ہین اور منع فرمایا کہ قبرون مین زیادہ اوپر کی مٹی مت بڑہاؤ

وهم يخالفونه ويزيدونه عليها سوى التراب الآجر والاحجار والجص ونهى عن اتخاذها عيدا

اور یہہ مخالفت کرکر سوای اصلی مٹی کی پکی اینٹین اور پتہر اور چونہ زیادہ کرتی ہین اور منع فرمایا کہ قبرون کو عید مت بناؤ

هم يخالفونه ويتخذونها عيدا ويجتمعون لها كما يجتمعون للعيد او اكثر والحاصل انهم مناقضون

اور یہہ مخالفت کرکر اونکو عید بناکر اسپر انبوہ عرس کرتی ہین جیسی عید مین جمع ہوتی ہین یا اوس سی بہی زیادہ اور حاصل یہہ ہی کہ یہہ لوگ بالکل

لما امر به النبي عليه السلام ونهى عنه ومحادون لما جاء به وقد آل الامر بهؤلاء الضالين المضلين

نبی علیہ السلام کی حکم سی اور ممانعت سی مخالف ہین اور خلاف کرتی ہین اونکی احکام سی اب یہہ حال ہوگیا ہی اس طائفہ گمراہ اور گمراہ کرنیوالی کا

الى ان شرعوا للقبور حجا ووضعوا له مناسك حتى صنف بعض غلاتهم في ذلك كتابا وسماه مناسك

کہ قبرون کا حج کرنا شروع کیا ہی اور اوسکی آداب اور طریقی مقرر کئی ہین یہان تک کہ بعضی کٹرون نی اس باب مین کتاب تصنیف کرکر اوسکا نام مناسک

حج المشاهد تشبيها منه للقبور بالبيت الحرام ولا يخفى ان هذا مفارقة لدين الاسلام ودخول

حج المشاہد رکہا ہی اوسنی قبور کو بیت الحرام کی مشابہہ ٹہرایا ہی اور ظاہر ہی کہ یہہ اعتقاد گویا دین اسلام سی الگ ہوکر بت پرستون کی

في دين عباد الاصنام فانظر الى ما بين ما شرعه النبي عليه السلام في القبور من النهي عما تقدم ذكره

دین مین داخل ہونا ہی اب دیکہہ تو سہی کہ درمیان طریقہ نبی علیہ السلام کی قبور کی باب مین کہ منع فرمایا ہی مذکورات بالا سی

وبين ما شرعه هؤلاء وما قصدوه من التباين العظيم ولا ريب ان في ذلك من الفساد ما يعجز

اور درمیان طریقہ اس گروہ کی اور جو یہہ ارادہ کرتی ہین کتنا بڑا فرق ہی اور بلا شبہ اسمین اتنی فساد ہین

الانسان عن حصره منها تعظيمها الموقع في الافتتان بها ومنها تفضيلها على المساجد التي هي

کہ انسان گنتا ہوا تہکتا ہی ایک یہہ کہ قبرون کی اتنی تعظیم کرنی جس سی اور لوگ فتنہ مین پڑین ایک یہہ کہ قبرون کی فضیلت مسجدون پر دینی جو

خیر البقاع واحبها الی الله فانهم اذا قصدوا القبور یقصدونها مع التعظیم والاحترام والخضوع والخشوع
تمام مکانون سی بہتر اور الله تعالی کی محبوب ہین کیونکہ یہہ لوگ جب قبرون پر جاتی ہین تو نہایت تعظیم اور حرمت اور انکسار اور خوف

ورقة القلب وغیر ذلك مما لا یفعلونه فی المساجد ولا یحصل لهم فیها نظیره ولا مثله ومنها اتخاذ
اور نرمی دل کی کرتی ہین اتنی کہ مسجدون مین نہین کرتی اور نہین پیدا ہوتا اونکو مساجد مین اسکا نظیر اور نہ مثل اور ایک یہہ کہ قبرون پر

المساجد والسرج علیها ومنها العکوف عندها وتعلیق الستور علیها واتخاذ السدنة لها حتی
مسجدین بناتی ہین اور روشنی کرتی ہین اور ایک یہہ کہ قبرون پر چلہ کشی کرتی ہین اور قبرون پر غلاف چڑہاتی ہین اور مجاور بٹہاتی ہین یہان تک

ان عبادها یرجحون المجاورة عندها علی المجاورة عند المسجد الحرام یرون سدانتها افضل من
کہ گور پرست قبرون کی مجاورت کو مسجد الحرام کی مجاورت سی بہتر سمجہتی ہین وہ جانتی ہین کہ قبرون پر بیٹہی رہنا مسجد کی

خدمة المساجد ومنها النذر لها ولسدنتها ومنها زیارتها لاجل الصلوٰة عندها والطواف بها
خدمت کرنی سی بہتر ہی اور ایک یہہ کہ قبرون کی اور اونکی مجاورون کی منتین مانتی ہین اور ایک یہہ کہ قبرون پر جانا واسطی نماز کی اور اونکی گرد پہر کر قربان ہونا

وتقبیلها واستلامها وتعفیر الخدود علیها واخذ ترابها ودعاء اصحابها والاستغاثة بهم
اور بوسہ دینا اور چومنا اور قبرون کی مٹی اوٹہاکر منہہ پر ملنی اور اون مردون کو پکارنا اور انہی مدد مانگنی.

وسؤالهم النصر والرزق والعافیة والولد وقضاء الدیون وتفریج الکربات وغیر ذلك من
اور اونسی نصرت اور روزی اور صحت اور اولاد اور قرضہ کا ادا کرنا اور مصیبتون کی کشادگی اور سوا اسکی

الحاجات التی کان عباد الاوثان یسئلونها من اوثانهم ولیس شیٔ منها مشروعا باتفاق ائمة
اور حاجتین طلب کرنی جو جو کہ بت پرست اپنی بتون سی مانگتی تہی اور اسمین سی کوئی بات جایز نہین نزدیک کسی امام

المسلمین اذ لم یفعل شیئا رسول رب العالمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین
اہل اسلام کی اسلئی کہ اسمین سی رسول رب العالمین نی کچہہ نہین کیا اور نہ کسی نی صحابہ اور تابعین مین سی اور نہ کسی امام دین نی

ومن المحال ان یکون شیٔ منها مشروعا وعملا صالحا ویصرف عنه القرون الثلثة التی شهد
اور محال ہی کہ ان تمام مذکورات مین سی کوئی امر جایز اور عمل صالح ہو اور تینون عہد اوس سی خالی گذر جاوین جن عہدون کی صدق

فیهم النبی علیه السلام بالصدق والعدل ویظفر به الخلوف الذین شهد فیهم النبی علیه السلام
اور عدالت پر نبی علیه السلام نی گواہی دی ہی اور اوس امر کو متاخر لوگ عمل مین لاوین جنکی لئی نبی علیه السلام نی

بالکذب والفسق فمن کان فی شك من هذا فلینظر هل یمکن بشرا علی وجه الارض ان یاتی
کذب اور فسق کی گواہی دی ہی جسکو اسمین کچہہ شک ہو تو وہ دیکہہ لی آیا ہوسکتا ہی کہ کوئی آدمی روی زمین پر سی

عن احد منهم بنقل صحیح او ضعیف انهم کانوا اذا بدا لهم حاجة قصدوا القبور فدعوا عندها وتمسحوا
کسی ایک کی اونمین سی نقل صحیح یا ضعیف لا سکتا ہی کہ وہ لوگ ایسی تہی کہ جب اونکو کوئی کام پیش آتا تو وہ قبرون پر جاکر دعائین مانگتی اور قبرون کو چہوتی تہی

بها فضلا ان یصلوا عندها او یسئلوا حوائجهم منها کلا لا یمکنهم ذلك بل انما یمکنهم ان یاتوا بکثیر
چہ جای کہ قبرون پر وہ نماز پڑہین یا اونسی اپنی حاجتین مانگین ہرگز یہہ نہین ہوسکتا بلکہ یہہ ہوسکتا ہی کہ اکثر

من ذلك عن الخلوف التی خلفت من بعدهم ثم کلما تاخر الزمان وطال العهد کان ذلك اکثر حتی
ان امورات کی سند متاخرین سی لاسکین جو اونکی پیچہی پیدا ہوی ہین پہر جتنا زمانہ بڑہتا گیا اور مدت دراز ہوتی گئی وہ امور بہی بڑہتی گئی یہان تک

وجدت من ذلك عدة مصنفات لیس فیها عن النبی علیه السلام ولا عن خلفائه الراشدین ولا عن
کہ چند کتابین ایسی ملین کہ جنمین نہ پیغمبر صلی الله علیه وسلم سی اور نہ اونکی خلفاء راشدین سی اور نہ

الصحابة والتابعین حرف واحد بل فیہا من خلاف ذلک کثیر من الاحادیث المرفوعة التی من جملتہا
اور نہ اور صحابہ سی اور تابعین سی ایک ہی حرف نہیں بلکہ اونمین اسکی برخلاف بہت حدیثین مرفوع ہین جنمین کی

قوله علیه السلام کنت نہیتکم عن زیارة القبور فمن اراد ان یزور فلیزر فلا تقولوا ہجرا ای فحشا
ایک یہہ حدیث ہی کہ مینی تمکو منع کیا تہا قبرون کی زیارت سی اب جسکا دل زیارت کو چاہی تو زیارت کری پر فحش زبان پر مت لاؤ

وای فحش اعظم من الشرک عندہا قولا وفعلا واما الاثار من الصحابة فاکثر من ان یحاط بہا فمن جملتہا
اور کونسا فحش بڑا ہوگا شرک کرنیسی قبرون کی پاس باعتبار قول اور فعل کی اور آثار صحابہ کی تو شمار سی زیادہ ہین منجملہ اونکی

ما فی صحیح البخاری ان عمر بن الخطاب رای انس بن مالک یصلی عند قبر فقال القبر القبر قال ابن
ایک وہ جو صحیح البخاری مین ہی کہ عمر بن الخطاب نی انس بن مالک کو دیکہا کہ قبر کی پاس نماز پڑہتی ہین عمر نی کہا دیکہہ قبر ہی قبر ہی ابن

القیم فی اغاثته هذا یدل علی انه کان من المستقر عندهم ما نهاهم عنه نبیهم من الصلوة عند
قیم کہتا ہی اپنی کتاب اغاثہ مین اس سی معلوم ہوتا ہی کہ اونکی نزدیک وہ ہی مقرر تہا جو کہ اونکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی قبر کی نزدیک نماز پڑہنی سی منع فرمایا تہا

القبور وفعل الانس لا یدل علی اعتقاده جوازه اذ یحتمل ان لم یره او لم یعلمه انه قبر او ذهل عنه
اور انس کی نماز پڑہنی سی یہہ نہین ثابت ہوتا کہ اونکی نزدیک جایز تہا اسواسطی شاید کہ انس نی قبر نہ دیکہی ہو یا اونکو نہ معلوم ہو کہ یہان قبر ہی یا خیال نہ رہا ہو

فلما نبهه عمر تنبه ومنها اتخاذها عیدا کما اتخذ المشرکون من اهل الکتاب قبور انبیائهم
جب عمر نی اونکو جتلایا تو خبردار ہوئی اور ایک یہہ کہ قبرون کو عید بناتی ہین جیسی اہل کتاب کی مشرکون نی اپنی انبیاء

وصلحائهم عیدا فانهم کانوا یجتمعون لزیارتها ویشتغلون باللغو والطرب فیها فنهی النبی علیه
اور صلحا کی قبرون کو عید بنایا تہا بیشک وہ مشرک زیارت کی واسطی جمع ہوکر لغو اور خوشی مین مشغول رہتی تہی سو نبی علیہ

السلام امته عن ذلک کما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال لا تجعلوا قبری عیدا فصلوا
السلام نی اپنی امت کو اس سی منع کیا چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی میری قبر کو عید مت بنا لینا میری واسطی درود

علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم فان قبره علیه السلام مع کونه سید القبور وافضل قبر
پڑہو بیشک تمہاری درود میری پاس پہنچیگی جہانسی پڑہو گی بیشک قبر علیہ السلام کو باوجودیکہ تمام روی زمین کی قبرونسی بہتر اور افضل ہی

علی وجه الارض اذا وقع النهی عن اتخاذه عیدا فقبر غیره کائنا من کان اولی بالنهی ثم انه علیه
جب ممانعت واقع ہوئی عید بنانی سی تو اور قبرین چاہی کسی کی ہوا کری واسطی ممانعت کی لایق تر ہی پہر پیغمبر علیہ

السلام اشار بقوله فصلوا علی فان صلوتکم تبلغنی حیث کنتم الی ان ما ینال من امته من
السلام نی بطور اشارہ کی اس قول سی درود پڑہو میری اوپر پس درود تمہاری مجھکو پہنچتی ہی جہانسی پڑہو گی یہہ فرمایا کہ امت کی طرف سی

الصلوة والسلام علیه یحصل له مع قربهم من قبره وبعدهم عنه فلا حاجة لهم الی اتخاذه
درود اور سلام آپ کو حاصل ہوتا ہی قبر سی نزدیک ہون یا دور ہون پہر کیا حاجت ہی کہ آپکی قبر کو

عیدا لان فی اتخاذ القبور عیدا من المفاسد ما لم یعلمه الا الله تعالی فان غلاة متخذیها
عید بناوین اسواسطی کہ قبرون کو عید بنانی مین وہ فساد ہین جسکو خدا کی سواء کوئی نہین جانتا بیشک کتنی گور پرست جو قبرون کو

عیدا اذا راوها من مکان بعید ینزلون عن دوابهم ویکشفون رءوسهم ویضعون جباههم علی الارض
عید بناتی ہین جب اوس قبر کو دور سی دیکہتی ہین تو سواری پر سی پیادہ ہوجاتی ہین اور ننگی سر ہوکر سجدہ مین گر پڑتی ہین

ویقبلون الارض ثم انهم اذا وصلوا الیها یصلون عندها رکعتین ثم ینتشرون حول القبر
اور زمین چومتی ہین پہر جب پاس جاتی ہین تو دو رکعت نفل ادا کرتی ہین پہر قبر کی گرد قربان ہوتی ہین

طائفین به تشبیها له بالبیت الحرام الذی جعله تعالی مبارکا وهدی للانام ثم یلحقون
قبر کو بیت الله کی مانند سمجھ کر جسکو الله تعالی نے برکت والا اور خلقت کی لیئے ہدایت بنایا ہی پہر

فی التقبیل والاستلام کما یفعل الحجاج فی المسجد الحرام ثم یعفرون جباههم وخدودهم
بوسہ دینا اور چومنا شروع کرتے ہین جیسے حاجی مسجد الحرام مین کرتے ہین پہر وہانکی مٹی اپنی چہرون اور گالون کو لگاتے ہین

ثم یکملون مناسك حج القبر بالحلق والتقصیر ثم یقربون لذلك الوثن القرابین فلا یکون
پہر تمام اداب حج قبر کی سر منڈاکر اور لٹ کتواکر پوری کرتے ہین پہر اوس بت پر قربانیان ذبح کرتے ہین پس

صلاتهم ونسکهم وقربانهم وما یراق هناك من العبرات ویرفع من الاصوات ویطلبه من
اونکی نمازین اور اداب حج اور قربانیان اور اونکا آنسو بہانا اور چیخ کر رونا اور پکارنا اور حاجتین

الحاجات ویسئل من تفریج الکربات واغناء ذوی الفاقات ومعافات اولی العاهات والبلیات
مانگنی اور سوالات کشائش سختیون کی اور غنی کرنا فاقہ کشون کا اور درگذر کرنی صاحب مصیبت اور بلیات سے

لله تعالی بل للشیطان فان الشیطان لبنی ادم عدو مبین یصدهم بانواع مکائده عن
واسطے الله تعالی کی نہین ہین بلکہ واسطے شیطانکی ہین بیشک شیطان بنی آدم کا کہلا دشمن ہی طرح طرح کی مکر ونسے بنی آدم کو

الطریق المستقیم ومن اعظم مکائده ما نصبه للناس من الانصاب التی هی رجس من عمل
سیدہی راہ سے روکتا ہی اور اوسکا بڑا مکر یہہ ہی کہ واسطے بنی آدم کی بت مقرر کیا ہی جو نجس ہی کام

الشیطن وقد امر الله المؤمنین باجتنابها وعلق فلاحهم بذلك الاجتناب فقال یایها
شیطان کا اور الله تعالی نے حکم کیا ہی مؤمنین کو اوس سے بچنے کا اور مراد ملنی اوس بچنے پر متعلق کی ہی فرمایا ای

الَّذِینَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ
ایمان والو یہہ جو ہی شراب اور جوا اور بت اور پانسے گندی کام ہین شیطان کی سو اونسے بچتے رہو

لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ فالانصاب جمع نصب بضمتین او جمع نصب بالفتح والسکون وهو کل ما نصب
شاید تمہارا بہلا ہو انصاب نصب کی جمع ہی ساتہہ پیش نون اور صاد کی یا جمع نصب کی ساتہہ زبر نون اور سکون صاد کی اوسکی معنی جو چیز کہ

وعبد من دون الله تعالی من شجر او حجر او قبر او غیر ذلك والواجب هدم ذلك کله ومحو اثره
واسطے عبادت کی سوا الله تعالی کی مقرر کیجاوی درخت ہو یا پہتر یا قبر یا سوا انکی اور ان سبکا مسمار کر دینا واجب ہی اور اوسکا نشان مٹا دینا

کما ان عمر لما بلغه ان الناس یتناولون الشجرة التی بویع تحتها بالنبی علیه السلام ارسل الیها
جیسے حضرت عمر نے جب سنا کہ لوگ ہر وقت آتی جاتی ہین اوس درخت پر جسکی نیچے نبی صلی الله علیہ وسلم نی بیعت کی تہی تو آدمی بہیجکر

فقطعها فاذا کان عمر فعل هذا بالشجر التی بایع الصحابة رسول الله علیه السلام تحتها و
کٹوا ڈالا پس جب حضرت عمر نے یہہ حال کیا اوس درخت کا جسکی نیچے صحابہ نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے بیعت کی تہی اور

ذکر الله تعالی فی القران حیث قال لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ
الله تعالی اوسکو قرآن مین یاد کرتا ہی بیشک الله خوش ہوا ایمان والون سے جب ہاتہہ ملانے لگے تجہسے اوس درخت کی نیچے

فماذا یکون حکمه فیما عداها من هذه الانصاب التی قد عظمت الفتنة بها واشتدت البلیة
پس کیا حکم ہونا چاہئے سوا اوس درخت کی ان انصاب کا جنکی سبب سے کتنا بڑا فتنہ اور کیسی سخت بلا ہی

بسببها وابلغ من ذلك انه علیه السلام هدم مسجد الضرار ففی هذا دلیل علی هدم ما هو اعظم
اور اس سے بہی بڑہکر یہہ بات ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نے مسجد ضرار کو گروا دیا اسمین دلیل ہی واسطے گرا دینی اوسکی جسکا بڑا فساد ہو

فساداً منه كالمساجد المبنية على القبور فان حكم الاسلام فيها ان يهدم كلها حتى يساوى بالارض
اوسکی جیسکا بڑا فساد ہو جیسی مسجدین جو قبرون پر بنائی گئی ہین　بیشک حکم اسلام کا اس باب مین یہہ ہی کہ ان سبکو ڈہا کر　زمین سی برابر کر دین

وكذا القباب التى بنيت على القبور يجب هدمها لانها اسست على معصية الرسول ومخالفته وكل
اور ایسی ہی گنبد اور برج کہ قبرون پر بنائی گئی ہین　سبکا ڈہا دینا واجب ہی　اسواسطی کہ سبکی بنیاد　رسول کی نافرمانی　اور مخالفت پر ہی　اور جو

بناء اسس على معصية الرسول ومخالفته وهو بالهدم اولى من مسجد الضرار لانه عليه السلام نهى البناء
عمارت کہ بنیاد رکہی جاوی رسول کی نافرمانی　اور مخالفت پر　اوسکا گرا دینا　بہتر ہی　بہ نسبت مسجد ضرار کی　اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی قبرون پر

على القبور ولعن المتخذين عليها مساجد فيجب المبادرة والمسارعة الى هدم ما نهى عنه رسول الله صلى الله عليه
منع فرمایا ہی　اور لعنت کی ہی جو قبرون پر مسجدین بنا دین　پس واجب ہوا جلد یعنی شتاب گرا دینا عمارت کا جس سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی منع فرمایا ہی

ولعن فاعله وكذلك يجب ازالة كل قنديل وسراج وشمع اوقدت على القبور لان فاعل ذلك ملعون بلعنة رسول
اور اوسکی بنانیوالی کو لعنت کی ہی اور ایسی ہی واجب ہی دور کرنا قندیل　اور چراغ اور شمع کا جو قبرون پر روشن کیجاوین　اسواسطی کہ روشنی کرنیوالا ملعون ہی رسول اللہ

الله عليه السلام فكل ما لعن فيه رسول الله عليه السلام فهو من الكبائر ولهذا قال العلماء لا يجوز ان ينذر
علیہ السلام کی لعنت سی　اور جس امر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی لعنت کی ہی　وہ گناہ کبیرہ ہی　اسہی واسطی علماء کہتی ہین کہ منت ماننی

للقبور شمع ولا زيت ولا غير ذلك فانه نذر معصية لا يجوز الوفاء به بل يلزم الكفارة مثل كفارة اليمين
قبرون پر روشنی کی اور تیل بتی کی اور ما سوا اسکی جایز نہین ہی کیونکہ یہہ منت گناہ کی ہی اسکا پورا کرنا جایز نہین　بلکہ کفارہ مثل کفارہ قسم کی لازم ہی

ولا ان يوقف عليها شئ من ذلك فان هذا الوقف لا يصح ولا يحل اثباته وتنفيذه وقال الامام ابو بكر الطرطوسی
اور نہ وقف کیجاوی قبرون کی واسطی کچہہ انہین سی　بیشک یہہ وقف صحیح نہین اور نہ ثابت رکہنا حلال　اور نہ جاری کرنا　اور امام ابو بکر طرطوسی کہتی ہین

انظروا رحمكم الله تعالى اينما وجدتم شجرة يقصدها الناس ويعظمونها ويرجون البرء والشفاء من
خیال کرو تمپر خدا کی رحمت ہو　جسجگہہ تمکو ایسا درخت معلوم ہو کہ لوگ اوسپر تعظیم کر کی آتی ہین اور صحت　اور شفا اوسکی وسیلہ سی امید رکہتی ہین

قبلها ويضربون بها المسامير والخرق فهى ذات انواط فاقطعوها وذات انواط شجرة للمشركين كانوا
اور اوسمین میخین گاڑتی ہین　اور چلہ باندہتی ہین　پس وہ ذات انواط ہی　اوسکو کاٹ ڈالو　اور ذات انواط　مشرکون کا درخت تہا

يعلقون عليها اسلحتهم وامتعتهم ويعكفون حولها كما روى البخارى فى صحيحه عن ابى واقد الليثى
اوسپر اپنی ہتیار　اور اسباب لٹکا کر　اوسکی گرد چلہ کشی کرتی تہی　چنانچہ بخاری اپنی صحیح مین ابو واقد لیثی سی روایت کرتا ہی

انه قال خرجنا مع رسول الله صلى الله وسلم قبل حنين ونحن حديث عهد بالاسلام وللمشركين سدرة
کہ وہ کہتا ہی کہ ہم ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی　حنین کی طرف چلی　اور ہم نئی نئی مسلمان تہی　اور مشرکون کا ایک درخت بیری کا تہا

يعكفون حولها وينوطون بها اسلحتهم وامتعتهم يقال لها ذات انواط فمررنا بسدرة فقلنا يا رسول الله
اوسکی گرد چلہ کیا کرتی تہی　اور اوسپر اپنی ہتیار اور اسباب لٹکا دیتی تہی　اوسکا نام ذات انواط تہا　جب ہم اوس درخت پر گذری تو عرض کیا یا رسول اللہ

اجعل لنا ذات انواط كما لهم ذات انواط فقال النبى صلعم الله اكبر هذا كما قال بنو اسرائيل اجعل لنا الها كما لهم
ہماری واسطی بہی ذات انواط مقرر کر دو جیسی اونکا ذات انواط ہی پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اللہ　اکبر یہہ ایسا قول ہی جیسی بنی اسرائیل نی کہا تہا ہماری واسطی معبود مقرر کر دیا جیسی

الهة ثم قال انكم قوم تجهلون لتركبن سنن من كان قبلكم فاذا كان اتخاذ هذه الشجرة لتعليق الاسلحة
اونکی معبود ہین　پہر یہہ کہا تم جاہل قوم ہو　البتہ اختیار کروگی تم دستور انکی جو پہلی گذری تمسی　جب مقرر کرنا درخت کا واسطی ہتیار لٹکانی کی ایسا کیا اور گرد چلہ کشی کی برابر ہی معبود مقرر کرنی

والعكوف حولها اتخاذ اله مع الله تعالى مع انهم لا يعبدونها ولا يسئلونها شيئا فما الظن بغيرها مما يقصده الناس
کی ساتہہ اللہ تعالی کی　باوجودیکہ نہ یہہ اوس درخت کو پوجتی تہی اور نہ کچہہ حاجت مانگتی تہی پہر تو اور کا کیا خیال کرنا جسکا قصد زیارت کرتی ہین

من شجر او حجر او قبر ويعظمونه ويرجون منه الشفاء ويقولون ان هذا الشجر او هذا الحجر او هذا القبر
درخت ہو یا پتھر یا قبر اور اوسکی تعظیم کرتی ہین اور امید شفا کی رکھتی ہین اور کہتی ہین کہ یہہ درخت یا یہہ پتھر یا یہہ قبر

يقبل النذر الذي هو عبادة وقربة ويتمسحون بذلك النصب ويستلمونه ولقد انكر السلف التمسح بحجر المقام الذي
منتین قبول کرتی ہین کہ جو عبادت اور قربت ہین اور اوس بت پر ہاتہہ ملتی ہین اور اوسکو ہاتہہ یا لب سی چومتی ہین اور منع کیا ہی سلف نی ہاتہہ ملنی سی مقام ابراہیم

امر الله تعالى ان يتخذ منه مصلى كما ذكره الازرقي عن قتادة في قوله تعالى وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ
کی پتہر پر جسکا اللہ تعالی یہہ حکم کرتا ہی کہ اوسکو نماز کی جگہ بنائی جاوی چنانچہ ازرقی قتادہ سی روایت کرتا ہی تفسیر مین اس آیت کی اور پکڑو مقام ابراہیم سی

مُصَلّٰی قال ان الناس امروا ان يصلوا عنده ولم يؤمروا ان يمسحوه بل اتفق العلماء على انه لا يستلم ولا يقبل الا
نماز کی جگہ کہتا ہی کہ لوگون کو یہہ حکم ہی کہ اوسکی پاس نماز پڑہین یہہ حکم نہین ہی کہ اوسپر ہاتہہ ملین بلکہ علماء کا اسپر اتفاق ہی کہ نہ ہاتہہ سی چوما جاوی اور نہ بوسہ دیا جاوی سوای

الحجر الاسود واما الركن اليماني فالصحيح انه يستلم ولا يقبل وهذا الشيطان في كل حين وزمان ينصب لهم قبر رجل
حجر اسود کی اور رکن یمانی مین صحیح یہہ ہی کہ ہاتہہ سی چوما جاوی اور بوسہ نہ دیا جاوی اور یہہ شیطان دمبدم اونکی لئی کہ کسی بزرگ شخص کی قبر جسکی لوگ

معظم يعظمه الناس ثم يجعله وثنا يعبد من دون الله تعالى ثم يوحي الى اوليائه ان من نهى عن عبادته
تعظیم کرتی ہون نصب بنا دیتا ہی پہر رفتہ رفتہ اوسکو بت بنا کر پرستش کراتا ہی سوای اللہ تعالی کی پہر گور پرستون کی دلمین یہہ پیدا کرتا ہی کہ جو شخص گور پرستی سی منع کری

وعن اتخاذه عيدا وعن جعله وثنا فقد تنقصه وهضم حقه فيسعى الجاهلون في قتله وعقوبته ويكفرونه
اور گور کو عید بنانی سی اور بت بنانی سی منع کری وہ بی حرمتی کرتا ہی اور حق تلفی کرتا ہی پہر جاہل لوگ اوسکی قتل اور ایذا مین کوشش کرتی ہین اور اوسکو کافر کہتی ہین

وما ذنبه الا انه امر بما امر به الله تعالى ورسوله ونهى عما نهى الله تعالى ورسوله عنه والذي اوقع عباد القبور في
اور سوا اسکی اوسکی کیا خطا ہی کہ اوسنی وہ ہی حکم کیا جو اللہ اور اوسکی رسول نی فرمایا اور اوسہی سی منع کیا جو اللہ اور اوسکی رسول نی منع فرمایا اور گور پرستون کی فتنہ مین

الافتتان بها امور منها الجهل بحقيقة ما بعث الله تعالى به رسوله من تحقيق التوحيد وقطع اسباب
پڑنی کی کئی سبب ہین ایک تو جہالت حقیقت بعثت کی کہ اللہ تعالی نی اپنی رسول کو واسطی تحقیق توحید کی اور واسطی قطع کرنی اسباب

الشرك فالذين قل نصيبهم من ذلك اذا دعاهم الشيطان الى الفتنة بها ولم يكن لهم ما يبطل دعوته
شرک کی بہیجا ہی پہر جو لوگ کم نصیب ہین جب اونکو شیطان پکارتا ہی گوروں کی فتنہ کی طرف اور اونکو اتنا علم نہین جس سی شیطانی وسوسہ کو باطل کرین

استجابوا له بحسب ما عندهم من الجهل وعصموا منه بقدر ما معهم من العلم ومنها احاديث مكذوبة
تو اوسکو مان لیتی ہین اپنی اپنی جہالت کی موافق اور بچ جاتی ہین اپنی اپنی علم کی موافق اور ایک یہہ سبب ہی کہ جہوٹہی بہت حدیثین

وضعها على رسول الله صلى الله عليه وسلم اشباه عباد الاصنام من المقابرية وهي تناقض ما جاء به
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بت پرستون کی مانند گور پرستون نی وضع کی ہین اونکا مضمون سراسر دین سی

من دينه كحديث اذا تحيرتم في الامور فاستعينوا من اهل القبور وحديث اذا اعيتكم الامور فعليكم
خلاف ہی جیسی یہہ حدیث جب تم حیران ہوجاؤ کسی امر مین تو مدد چاہو اہل قبور سی اور یہہ حدیث جب تہک جاؤ تم کسی امر مین تو لازم پکڑو

باصحاب القبور وحديث لو حسن احدكم ظنه بحجر نفعه وامثال هذه الاحاديث التي هي مناقضة
اصحاب قبور کو اور یہہ حدیث جو کوئی تم مین سی نیک اعتقاد کری پہتر کی ساتہہ تو فائدہ دیوی اور ایسی ہی اور حدیثین جو دین اسلام سی سراسر خلاف ہین

لدين الاسلام وضعها اشباه عباد الاسلام من المقابرية وراجت على الجهال والضلال والله تعالى
یہہ سب گور پرستون بت پرستون کی مانند نی وضع کین ہین اور جہال اہل ضلال کو بہت ہاتہہ آگئین اور حال یہہ ہی کہ اللہ تعالی نی

انما بعث رسوله لقتل من حسن ظنه بالاحجار والاشجار فانه عليه السلام جنب امته من الفتنة بالقبور
اپنی رسول کو واسطی قتل ایسی لوگون کی بہیجا ہی جو پہتروں اور درختوں کو پوجا کرین کیونکہ علیہ السلام نی اپنی امت کو قبروں کی فتنہ سی ہر طرح سی بچایا ہی

بکل طریق ومنها حکایات حکیت عن اهل تلك القبور ان فلانا استغاث بالقبر الفلانی فی شدة فخلص
اور یہہ سبب ہی کہ کہانیان گور پرستون کی مشہور ہین کہ فلانی نی فلانی کی گور سی مدد مانگی سختی کی وقت سو اوس سختی سی نجات پائی
منها وفلان نزل به ضر فاستدعی صاحب ذلك القبر فکشف ضره وفلان دعاه فی حاجة فقضیت حاجته
اور فلانی کو مصیبت پیش آئی تو اوس مصیبت زدہ نی فلانی قبر والی سی استدعا کی سو اوسنی مصیبت دفع کردی اور فلانی کو حاجت کی وقت پکارا سو اوسکی حاجت پوری کی
وعند السدنة والمقابریة بشیء من ذلك یطول ذکره وهم من اکذب خلق الله علی الاحیاء والاموات و
اور مجاورون اور گور پرستون کی پاس ایسی بہت قصی ہین جنکا ذکر دراز ہی اور تمام خلقت سی یہہ بڑی جہوٹہی ہین زندون پر بہی اور مردون پر بہی اور
النفوس مولعة بقضاء حوائجها وازالة ضروراتها لاسیما من کان مضطرا یتشبث بکل سبب وان کان
طبایع انسانی واسطی ادائی حاجتون کی اور دفع مضرت کی حریص ہوتی ہین خاص کر گہبراہٹ مین تو ہر چیز کا سہارا چاہتا ہی اگرچہ
فیه کراهة ما فاذا یسمع احد ان قبر فلان تریاق مجرب یمیل الیه فیذهب فیه ویدعو عنده بحرقة وذلة و
کیسا ہی مکروہ ہو جب کوئی سنتا ہی کہ فلانی کی قبر آزمودہ تریاق ہی تو اوسکی طرف متوجہ ہوگا پہر وہان جاویگا اور اوسکو ذلت اور خواری اور
انکسار فیجیب الله تعالی دعوته لما قام بقلبه من الذلة والانکسار لا لاجل القبر فانه لو دعا کذلك فی الحانة
انکسار سی پس الله تعالی اوسکی دعا قبول کرلیتا ہی کیونکہ اوسکی دلمین خواری اور انکسار پیدا ہوتا ہی کچہہ قبر کی جہت سی نہین قبول کرتا کیونکہ اگر یہہ شخص اسی طور دکان
والحمامة والسوق لاجابه فیظن الجاهل ان للقبر تاثیرا فی اجابة تلك الدعوة ولا یعلم ان الله تعالی یجیب دعوة
یا حمام یا بازار مین دعا کرتا تو بہی قبول کرلیتا پس جاہل آدمی خیال کرتا ہی کہ قبر مین تاثیر ہی واسطی قبولیت اس دعا کی اور یہہ نہین سمجہتا کہ الله تعالی بیقرار کی دعا
المضطر ولو کان کافرا فلیس کل من اجاب الله تعالی دعاءه یکون راضیا عنه ولا محبا له ولا راضیا بفعله
قبول ہی کرتا ہی اگرچہ وہ کافر ہو یہہ بات نہین ہی کہ الله تعالی جسکی دعا قبول کرتا ہی اوس سی راضی ہی ہوتا ہی بلکہ نہ اوسکا دوست ہوتا ہی اور نہ اوسکی کام سی راضی ہوتا ہی
فانه یجیب دعاء البر والفاجر والمؤمن والکافر یسرنا الله تعالی من الدعاء والعمل ما یکون موافقا لرضائه
بیشک الله تعالی دعا قبول کرتا ہی نیک اور بدکار کی اور مؤمن اور کافر کی خدا تعالی ہمکو آسان کری ایسی دعا اور عمل جو اوسکی رضا کی موافق ہو
بلطفه وکرمه المجلس الثامن عشر فی اقسام البدع واحکامها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
اپنی لطف اور کرم سی اٹہارہوین مجلس بدعتون کی اقسام اور اونکی احکام مین فرمایا رسول الله صلی الله علیه وسلم نی
اما بعد فان خیر الحدیث کتاب الله وخیر الهدی هدی محمد وشر الامور محدثاتها وکل محدث بدعة
پہر بعد حمد کی تحقیق تمام باتون مین اچہی کتاب الله کی ہی اور اچہی ہدایت ہدایت محمد کی اور کامون مین بدتر نو پیدا نئی نکالی ہوئی یعنی بدعتین اور ہر محدث بدعت ہی
وکل بدعة ضلالة هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه جابر وفی حدیث آخر رواه عرباض بن ساریة
اور ہر بدعت گمراہی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی جابر کی روایت سی اور ایک اور حدیث مین عرباض بن ساریہ کی روایت سی ہی
انه علیه السلام قال من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء
کہ فرمایا پیغمبر صلی الله علیه وسلم نی جو شخص جیتا رہیگا میری بعد سو قریب ہی کہ دیکہیگا بہت اختلاف سو لازم پکڑو اپنی اوپر میری سنت اور سنت خلفاء
الراشدین المهدیین من بعدی تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدث
راشدین مہدیین کی بعد اوسکی سند کرو اور دانتون سی مضبوط پکڑو اور بچاؤ اپنی تئین نئی باتون سی کیونکہ ہر محدث
بدعة وکل بدعة ضلالة والمراد بالبدعة المذکورة فی هذین الحدیثین البدعة السیئة التی لیس لها من
بدعت ہی اور ہر بدعت گمراہی ہی اور مراد بدعت سی جو ان دونو حدیثون مین مذکور ہی بدعت سیئہ ہی جسکی اصل
الکتاب والسنة اصل وسند ظاهر او خفی ملفوظ او مستنبط لا البدعة الغیر السیئة التی یکون علی
اور سند کتاب اور سنت سی نہین نکلتی نہ ظاہر نہ خفی نہ لفظون سی یا مضمون سی سمجہی جاوی بدعت حسنہ مراد نہین ہی جسکی

اصل و سند ظاهر او خفی فانها لا یکون ضلالة بل هی قد تکون مباحة کاستعمال المنخل والمواظبة
اصل ہو سند ظاہر یا خفی نکلتی ہی کیونکہ ایسی بدعت گمراہی نہین ہوتی بلکہ ایسی بدعت کبھی مباح ہوتی ہی جیسی استعمال چھنی آٹی کا اور پیٹ بہر کر

علی اکل لب الحنطة والشبع منه وقد تکون مستحبة کبناء المنارة وتصنیف الکتب وقد تکون
روٹی گیہوں کی ہمیشہ کہانی اور کبھی مستحب ہوتی ہی جیسی منارہ کا تعمیر کرنا اور کتابین تصنیف کرنی اور کبھی واجب ہوتی ہی

واجبة کنظم الدلائل لرد شبه الملاحدة والفرق الضالة لان البدعة لها معنیان احدهما لغوی
جیسی آراستہ کرنا دلایل کا واسطی دفع کرنی شبہات ملحدون اور گمراہ فرقون کی اسلئی کہ بدعت کی دو معنی ہین ایک تو معنی لغوی عام ہین

عام وهو المحدث مطلقا سواء کان من العادات او من العبادات والثانی شرعی خاص وهو الزیادة فی
یعنی محدث مطلق برابر ہی کہ عادات مین ہو یا عبادات مین ہو اور دوسری معنی شرعی خاص ہین یعنی دین مین کچھ بڑہانا

الدین او النقصان منه بعد الصحابة بغیر اذن من الشارع لا قولا ولا فعلا لا صریحا ولا اشارة
یا دین مین سی کچھ گہٹانا بعد عہد صحابہ کی بدون اجازت شرعی کی کہ نہ تو قولی ہو اور نہ فعلی اور نہ صریح اور نہ اشارہ

فانها فی الحدیثین وان کانت عامة تشتمل جمیع المحدثات لکن عمومها لیس بحسب معناها اللغوی العام
پس بدعت دونو حدیثون مین اگرچہ عام ہی اور شامل تمام محدثات کو پر عموم اور شمول باعتبار لغوی معنون کی مقصود نہین ہی

بل عمومها بحسب معناها الشرعی الخاص فلا تتناول العادات اصلا بل تقتصر علی بعض الاعتقادات
بلکہ عموم باعتبار معنون شرعی خاص کی مراد ہی پہر یہہ عادات کو بالکل شامل نہین ہی بلکہ اسمین بعضی اعتقادات

وبعض صور العبادات لانه علیه السلام لم یبعث لتعلیم امر الدنیا وانما بعث لتعلیم امر الدین یدل علیه
اور بعضی صورتین عبادات کی داخل ہین کیونکہ نبی علیہ السلام واسطی تعلیم امر دنیا کی نہین آئی وہ صرف واسطی تعلیم امر دین کی آئی ہین اس حدیث سی

قوله علیه السلام انتم اعلم بامور دنیاکم اذا امرتکم بشیء من امر دینکم فخذوا به ثم البدعة فی الاعتقاد
سمجہا جاتا ہی کہ تم خوب جانتی ہو اپنی دنیا کی کاروبار جب مین تمکو دین کی بات بتایا کرون تو لیلیا کرو پہر بدعتین اعتقاد کی

بعضها کفر وبعضها لیس بکفر لکنها اکبر من کل کبیرة حتی القتل والزنا ولیس فوقها الا الکفر والبدعة فی
بعضی کفر ہین اور بعضی کفر نہین ہین مگر تمام کبایر سی سخت ہین یہان تک کہ قتل اور زنا سی بہی اور اوس سی زیادہ درجہ کفر کا ہی اور بدعت

العبادة وان کانت دونها لکن فعلها عصیان وضلال لا سیما اذا صادمت سنة موکدة واما البدعة
عبادت میں گرچہ اوس سی کمتر ہی پر اوسکا عمل کرنا نافرمانی اور گمراہی ہی خاص کر جب کہ سنت موکدہ کی مقابل ہو اور بدعت

فی العادة فلیس فی فعلها عصیان وضلال بل ترك الاولی فترکها اولی اذا تقرر هذا فالمنارة عون
عادات کی اسکی کرنیمین کچھہ نافرمانی اور گمراہی نہین ہی بلکہ ترک اولی ہی سو اسکا بہی ترک اولی ہی جب یہہ ٹہر چکا تو منارہ سی مدد ہوتی ہی

لاعلام وقت الصلوة وتصنیف الکتب عون للتعلیم والتبلیغ ونظم الدلائل لرد شبهة الملاحدة
واسطی خبر دینی وقت نماز کی اور کتابون کا تصنیف کرنا مددگار ہی واسطی تعلیم اور تبلیغ امر معروف کی اور آراستہ کرنا دلائل کا واسطی دفع شبہات ملحدون

والفرق الضالة نهی عن المنکر وذب عن الدین فکل منها ماذون فیه بل مامور به لان البدعة الغیر السیئة
اور گمراہ فرقون کی باز رکہنا ہی منکر سی اور دفع کرنا ہی شبہات کا دین سی سو ہر یک انمین سی رخصت ہی بلکہ تعمیل کا حکم ہی اسلئی کہ بدعت حسنہ

ما لم یحتج الیه الاوائل ثم احتاج الیه الاواخر وراوه حسنا علی سبیل الاجماع بلا اختلاف ولا نزاع
وہ ہی کہ متقدمین کو اوسکی حاجت نہوی پہر متاخرین اوسکی حاجتمند ہوئی اور سبکو بلا خلاف و نزاع پسند آئی

وعند الاستقرار لا توجد تلك البدعة الغیر السیئة فی العبادات البدنیة المحضة کالصوم والصلوة
و بعد تلاش کی بدعت حسنہ عبادات خالص بدنیہ مین نہین پائی جاتی جیسی روزہ اور نماز

وقراءة القرآن واوظاف كل منها بل لا تكون البدعة فيها الا سيئة لان عدم وقوع الفعل في الصدر الاول
اور تلاوت قرآن کی اور وظیفوں کی تمام عبادتوں بدنیہ سی ہوں بلکہ انہیں ہمیشہ بدعت سیئہ ہی ہوتی ہی اسلئی کہ نہونا کسی کام کا قرن اوّل میں
ليس الا لعدم الحاجة اليه اولوجود مانع منه اولعدم التنبيه له اوللتكاسل عنه اولكراهة وعدم مشروعية
یا تو بسبب نہونی حاجت کی یا بسبب موجود ہونی مانع کی یا بسبب بی خبری کی یا ماری کاہلی کی یا بسبب مکروہ اور ناجایز ہونی کی ہی
والاولان منتفيان في العبادات البدنية المحضة لان الحاجة الى التقرب الى الله تعالى بالعبادة لا تنقطع
دونو پہلی سبب تو عبادات خالص بدنیہ مین نہین ہوسکتی اسلئی کہ حاجت قربت الہی کی عبادت سی منقطع نہین ہوتی
وبعد ظهور الاسلام وغلبة اهله لم يكن منها مانع وكذا عدم التنبه لها والتكاسل عنها منتف ايضا
اور بعد ظاہر ہونی اسلام اور غلبۂ اہل اسلام کی اوس سی کوئی مانع نہین تہا اور ایسی ہی بی خبری اور کاہلی بہی نہین ہوسکتی
اذلا يجوز ان يظن ذلك للنبي عليه السلام وجميع اصحابه فلم يبق الا كونها بدعة مكروهة غير مشروعة
اسواسطی کہ کہان جایز ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اونکی تمام اصحاب پر ایسا خیال کیا جاوی پہر سواء بدعت مکروہہ اور ناجایز ہونی کی کوئی سبب
وهذا المعنى اراد عبد الله بن مسعود لما اخبر بالجماعة الذين كانوا يجلسون بعد المغرب وفيهم رجل
اور یہہ ہی غرض ہی عبد اللہ بن مسعود رضہ کی جب اونکو خبر ہوئی ایک جماعت کی جو بعد مغرب کی بیٹہا کرتی تہی اور انہین ایک شخص
يقول كبروا الله كذا وكذا وسبحوا الله كذا وكذا واحمدوا الله كذا وكذا فيفعلون فحضرهم فلما سمع
کہتا جاتا اللہ اکبر کہو اتنی اتنی بار اور سبحان اللہ کہو اتنی اتنی بار اور الحمد للہ کہو اتنی اتنی بار پس وہ لوگ کہتی تہی سو عبد اللہ ابن مسعود اونکی پاس آئی اور سنکر
ما يقولون قام فقال انا عبد الله بن مسعود فوالله الذي لا اله غيره لقد جئتم ببدعة ظلماء اولقد
جو کہتی تہی کہڑی ہو کر کہا مین عبد اللہ بن مسعود ہون پس قسم ہی اللہ کی جو نہین معبود سواء اوسکی بیشک تم بدعت کرتی ہو نہایت سیاہ یا
فقتم على اصحاب محمد عليه السلام علما يعني ان ما جئتم به اما ان يكون بدعة ظلماء او انكم تداركتم
تم فائق ہوگئی ہو محمد علیہ السلام کی اصحاب پر علم مین مراد اونکی یہہ ہی تم جو بہہ کرتی ہو یا تو یہہ بدعت تاریک ہی یا تمنی ایسی بات پیدا کی
على الصحابة ما فاتهم لعدم تنبههم له اولتكاسلهم عنه فغلبتموهم من حيث العلم بطريق العبادة
جو صحابہ کی ہاتہہ نہ آئی اونکی بی خبری سی یا سستی سی طریق عبادت کی علم مین تم اونسی غالب ہوگئی
والثاني منتف فتعين الاول وهو كونه بدعة ظلماء وهكذا يقال بكل من اتى في العبادة البدنية المحضة
اور دوسری بات نہین ہوسکتی تو پہلی ہی بات یعنی بدعت سیئہ ہی مقرر رہی یہہ ہی جاری ہوسکتی ہی ہریک کی حق مین درباب عبادت خالص بدنیہ کی
بصفة لم تكن في زمن الصحابة اذ لو كان وصف العبادة في الفعل المبتدع يقتضي كونه بدعة حسنة
ایسی طور پر جو صحابہ کی وقت مین نہین تہا اسواسطی کہ اگر عبادت کا وصف افعال محدثہ کو بدعت حسنہ بنا دیا کری
لما وجد في العبادات ما هو بدعة مكروهة وقد وجد فيها البدعة المكروهة على ما صرح العلماء
تو عبادات مین بدعت مکروہہ کبہی نہوا کرتی اور حال یہہ ہی کہ عبادات مین بدعت مکروہہ ہوتی ہی چنانچہ علماء نی
في تصانيفهم مثل صلوة الرغائب والجماعة فيها ومثل التصلية والترضية والتامين في اثناء الخطبة
اپنی تصانیف مین صاف کہا ہی جیسی نماز رغائب کی اور اوسمین جماعت اور جیسی صلی اللہ کہنا اور رضی اللہ کہنا اور آمین کہنا خطبہ پڑہنی مین
وانواع النغمات الواقعة فيها وفي الاذان وقراءة القرآن ومثل الجهر بالذكر امام الجنازة وقدام العروس
اور اقسام ترنم جو خطبہ مین اور آذان مین اور تلاوت قرآن مین کرتی ہین اور ذکر پکار کر جنازی کی آگی اور دلہن کی آگی
في الطرقات وغير ذلك من البدع المنكرة الواقعة في العبادات وليس لاحد ان يقول انها ليست من قبل
راستہ مین اور سواء اسکی اور نکمی بدعتین جو عبادات مین ہوتی ہین اور کیا طاقت ہی کسیکی کہ کہی یہہ امور بدعات سیئہ

البدعة السیئة المکروهة بل هی من قبیل البدعة الحسنة المشروعة بدلیل کون بعض الاشیاء المحدثة

اور مکروہ نہیں ہیں بلکہ قسم بدعت حسنہ مشروع سی ہی اس دلیل سی کہ بعضی چیزیں نواحداث

بعد الصحابة حسنا کبناء المدارس والربط والخانات ونحوها من انواع الخیرات التی لم تعهد فی عهد الصحابة

بعد قرن صحابہ کی حسن ہیں جیسی مدرسی بنانی اور خانقاہ اور سرای اور مانند اسکی انواع خیرات کی جو صحابہ کی وقت میں اونکی رسم نہ تہی

اذ یقال له ماثبت حسنة بالادلة الشرعیة الصحیحة فهو اما ان لایکون بدعة فیبقی عموم العام فی

اسواسطی کہ جواب یہہ ہی جس کا حُسن دلائل شرعیہ صحیحہ سی ثابت ہو پس وہ یا تو اصلا بدعت نہیں ہی اب عام کا عموم

الحدیثین علی حاله او یکون مخصوصا من هذه العام والعام الذی خص منه البعض دلیل فیما عدا المخصوص

دونو حدیثوں میں اپنی حال پر باقی ہی یا مخصوص ہوگا اس عام میں سی اور جو عام کہ اوس سی بعض فرد خاص ہوجاوی وہ دلیل ہوتا ہی بجز فرد مخصوص کی

فمن ادعی ثبوت حسن العبادة المحدثة وکونها مخصوصة من هذا العام یحتاج الی دلیل یصلح ان یکون

اب جو شخص عبادات نواحداث کی حُسن کا دعوی کری اور اوسکو مخصوص بتاوی اس عام میں سی تو حاجت ہوگی ایسی دلیل کی جو قابل

مخصصا لان عادة اکثر البلاد وقوله کثیر من الزهاد والعباد لیس مما یصلح ان یکون معارضا

تخصیص کی ہووی اسواسطی کہ چلن اکثر شہروں کا اور اقوال زاہدوں اور عابدوں کی اس قابل نہیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سی معارض

لکلام الرسول علیه الصلوة والسلام وکذلك الدلیل المخصص هو الدلیل الشرعی من الکتاب و

ہوسکیں اور ایسی ہی دلیل مخصص وہ دلیل ہوتی ہی جو موافق شرع کی اور ماخوذ کتاب اور

السنة والاجماع الذی هو مختص باهل الاجتهاد ومن لیس من اهل الاجتهاد من الزهاد والعباد فهو فی حکم

سنت اور اجماع سی ہو جو خاص اجتہاد والوں سی ہو اور جو زاہد اور عابد کہ صاحب اجتہاد نہیں ہیں وہ عوام لوگوں میں

العوام لایعتد بکلامه الا ان یکون موافقا للاصول والکتب المعتبرة وهذه قاعدة دلت علیه السنة

داخل میں اونکی بات کا اس باب میں اعتبار نہیں ہاں اگر اونکی کلام اصول اور کتابوں معتبرہ سی مطابق ہو تو معتبر ہی اور یہہ وہ قاعدہ ہی کہ سنت

والاجماع مع ان فی کتب الله تعالی مایدل علیها ایضا وهو انه تعالی قال ام لهم شرکاء شرعوا لهم من

اور اجماع سی ثابت ہی باوجودیکہ کتاب اللہ میں بہی اسطرف اشارہ ہی وہ یہہ آیت ہی فرمایا کیا اونکی اور شریک ہیں جو راہ ڈالی ہی اونہوں نی

الدین مالم یأذن به الله فمن احدث شیئا یتقرب به الی الله تعالی من قول او فعل من غیر ان یشرع

اونکی واسطی دین کی جسکا حکم نہیں دیا اللہ نی پہر جو کوئی نئی بات عبادت کی واسطی تقرب الٰہی کی پیدا کری قولی ہو یا فعلی بدون مقرر کرنی

الله تعالی فقد شرع فی الدین مالم یأذن به الله تعالی فمن تبعه فقد اتخذه شریکا ومعبودا کما قال

اللہ تعالی کی تو اوسنی دین میں ایسا نیا طریق نکالا کہ جسکا اللہ تعالی نی حکم نہیں دیا پہر جو اوسکا تابع ہوا اوسنی گویا شریک اور معبود پیدا کیا چنانچہ

الله تعالی فی حق اهل الکتاب اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله فقال عدی بن حاتم

اللہ تعالی نی اہل کتاب کی حق میں کہا ہی ٹہرائی ہیں اپنی عالم اور درویش خدا اللہ کو چہوڑکر پس عدی بن حاتم نی

للنبی علیه السلام ماعبدوهم فقال علیه السلام اطاعوهم فمن اطاع احدا فی دین لم یأذن به الله تعالی

نبی علیہ السلام سی عرض کیا وہہوں نی عبادت تو نہیں کی آپ نی فرمایا اونکی اطاعت کی اور جو شخص کسیکی اطاعت کری دینی امر میں بدون حکم اللہ تعالی کی

فقد عبده واتخذه ربا فعلم من هذا ان کل بدعة فی العبادات البدنیة المحضة لاتکون الا سیئة و

تو اوسنی گویا عبادت کی اوسکو اپنا رب مقرر کیا اس سی معلوم ہوا کل بدعتیں عبادات بدنیہ خالص میں سیئہ ہی ہوتی ہی اور

ربما لایفرق کثیر من الناس بین الحسنة والسیئة فیظنون ان کل ما استحسنه نفوسهم ومال الیه

بعضے وقت اکثر لوگ بدعت حسنہ اور سیئہ میں تمیز نہیں کرتی وہ یہہ سمجہ لیتی ہیں کہ جو بات دلکو پسند آوی اور طبیعت اوسکی طرف متوجہ ہو

طباعهم يكون حسنا فيعدون السيئة من الحسنة فقد خبطوا خبط الخبط عشواء لا يفرق بين الطريق
وہ تو حسن ہی پہر وہ سیئہ کو بہی حسن تصور کرتی ہین سو وہ رستہ بچلی جیسی نہری اونٹنی کہ اپنی چلنی مین مہلک رستہ

المهلكة والجادة المنجية في مشيها والضابط في هذا ان يقال الناس لا يحدثون شيئا الا انهم يرون
اور صاف رستہ بچانی والا نہین پہچانتی اور قاعدہ اسکا یہہ ہی کہ یون کہین کہ بنی آدم نئی بات نہین کرتی جب تک اوسمین کچہہ مصلحت

مصلحة اذ لو اعتقدوا فيه مفسدة لم يحدثوه فما راه الناس مصلحة ينظر في السبب فان كان
نہین دیکہتی کیونکہ اگر اوسمین کچہہ برائی سمجہین توکیون پیدا کرین پہر جس امر مین وہ لوگ مصلحت دیکہتی ہین اوسکی باعث مین تامل کرنا چاہئی پس اگر وہ

السبب امرا قد حدث بعد النبي صلى الله عليه وسلم فيجوز احداث ما تدعو الحاجة اليه كنظم
سبب ایسا امر ہی کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدا ہوا ہی تو اب حاجت کی موافق اوسکی اصلاح کی واسطی جو کری جایز ہی جیسی قایم کرنا

الدلائل فان السبب الداعي اليه ظهور الفرق الضالة فانهم لما لم يظهروا في عهده عليه السلام
دلائل کا بیشک سبب باعث ان دلائل کا ظاہر ہونا گمراہ فرقون کا ہی وہ گمراہ فرقی چونکہ نبی علیہ السلام کی زمانہ مین نہین تہی

لم يحتج اليه وان كان المقتضي لفعله موجودا في عصره عليه السلام لكن ترك لعارض زال بموته عليه السلام
تو دلائل کی بہی حاجت نہین تہی اور اگر سبب مقتضی اوس امر لو احداث کا نبی علیہ السلام کی عہد مین موجود تہا مگر کسی عارضہ کی باعث متروک تہا کہ اب وہ عارضہ بسبب موت

فكذلك يجوز احداثه كجمع القران فان المانع منه في حياته عليه السلام كون الوحي لا يزال ينزل
تو بہی ایسی امر کا احداث کرنا جایز ہی جیسی قران کا جمع کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایام حیات مین بلا ناغہ وحی آتی رہتی تہی پہر اللہ تعالی

فيغير الله تعالى ما يشاء فزال ذلك المانع بموته عليه السلام واما ما كان المقتضي لفعله في عهده عليه السلام
جو چاہتی تہا سو بدل دیتا تہا پہر بسبب موت حضرت کی یہہ مانع جاتا رہا اور جس امر کا مقتضی یعنی باعث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی

موجودا من غير وجود المانع منه ومع ذلك لم يفعله عليه السلام فاحداثه تغيير لدين الله تعالى
موجود تہا اور مانع اوسکا نہین تہا اور تو بہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی اوس امر کو نہین کیا تو ایسی امر کا کرنا اللہ کی دین کو تغیر کرنا ہی

اذ لو كان فيه مصلحة لفعله عليه السلام او حث عليه ولما لم يفعله عليه السلام ولم يحث عليه
اسواسطی کہ اگر ایسی امر مین کچہہ خوبی ہوتی تو بیشک اوسکو نبی علیہ السلام کرتی یا اوسپر رغبت دیتی اور چونکہ نہ تو اوسکو کیا اور نہ اوسپر رغبت دی

علم انه ليس فيه مصلحة بل هو بدعة قبيحة سيئة مثاله الاذان في العيدين فانه لما احدثه
تو معلوم ہوا کہ اسمین کچہہ خوبی نہین ہی بلکہ وہ سراسر بدعت قبیحہ ہی جیسی عیدین مین اذان کا پڑہنا اس اذان کو جب

بعض السلاطين انكره العلماء وحكموا بكراهته فلو لم يكن كونه بدعة دليلا على كراهته لقيل
بعضی سلاطین نی مقرر کی تو اوسپر علماء نی انکار کر کر اعتراض کیا اور مکروہ ٹہرایا پہر اگر وہ ہی اذان بدعت ہو کر کراہیت کی دلیل نہوتی تو البتہ کوئی جواب مین

هذا ذكر الله تعالى ودعاء الخلق الى عبادة الله تعالى فيقاس على اذان الجمعة او يدخل في العموما
کہتا کہ صاحب یہہ تو خدا کا ذکر ہی اور اسمین خلقت کو عبادت کی واسطی بلاتی ہین یہہ ایسی ہی جیسی جمعہ کی اذان یا داخل ہی تحت عام قاعدہ کی

التي من جملتها قوله تعالى وَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وقوله تعالى وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ
کہ انمین سی یہہ آیت ہی اور یاد کرو اللہ کی یاد بہت اور اوس سی بہتر کسکی بات جسنی بلایا اللہ کی طرف

لكن لم يقولوا ذلك بل قالوا كما ان فعل ما فعله عليه السلام كان سنة كذلك ترك ما تركه عليه السلام
لیکن یہہ جواب کسینی نہین دیا بلکہ یہی قایل ہوئی کہ جیسی عمل کرنا اوس کار کا جسکو پیغمبر علیہ السلام نی کیا سنت ہی ایسی ہی ترک کرنا بہی اوس کار کا جسکو پیغمبر صلی

مع وجود المقتضي وعدم المانع منه كان سنة ايضا فانه عليه السلام لما امر بالاذان في الجمعة
اللہ علیہ وسلم نی باوجود ہونی مقتضی اور نہونی کسی مانع کی ترک کیا سنت ہی بیشک پیغمبر علیہ السلام نی جب جمعہ کو اذان کا امر فرمایا

دون العيدين كان ترك الاذان فيهما سنة وليس لاحد ان يزيده ويقول هذا زيادة العمل الصالح
اور عيدين علیہ السلام نے فرمایا تو عیدین مین اذان کا ترک کرنا سنت ہوا اور کسیکو طاقت نہین کہ اسکو زیادہ کا قائل ہوکر یہہ کہوی یہہ عمل صالح کی افزائش ہی

لا يضر زيادته اذ يقال له هكذا تغيرت اديان الرسل وتبدلت شرايعهم فان الزيادة في الدين
ایسی زیادتی کا کیا ڈر ہی اسواسطی کہ اسکا یہہ جواب ہی کہ اسیطرح رسولون کی دین متغیر ہوگئی اور اونکی شریعتین متبدل ہوگئین بیشک دین مین اگر بڑہانا جایز ہوتا

لو جازت لجاز ان يصلي الفجر اربع ركعات والظهر ست ركعات ويقال هذا زيادة عمل صالح لا يضر
تو البتہ جایز ہوتا کہ صبح کی فرض نماز مین چار رکعتین ادا کیا کرین اور ظہر کی فرض مین چھہ رکعتین پڑہا کرین اور کہا کرین یہہ عمل صالح کی زیادتی ہی

زيادته لكن ليس لاحد ان يقول ذلك لان ما يبديه المبتدع من المصلحة والفضيلة ان كان ثابتا
اسمین کیا نقصان ہی لیکن یہہ بات کوئی نہین کہہ سکتا اسواسطی کہ جس امر کو بدعتی نیک اور افضل جانتا ہی اگر وہ امر

في عصره عليه السلام ومع هذا لم يفعله عليه السلام فيكون ترك مثل هذا الفعل سنة مقدمة
پیغمبر علیہ السلام کی وقت مین ثابت تہا اور پہر بہی اوسکو نہین کیا تو ایسی کام کا چھوڑنا ہی سنت ہی ہر عموم

على كل عموم وقياس فمن عمل به مع اعتقاده انه غير مشروع في الدين يكون فاسقا غير مبتدع وان
اور قیاس سی سابق ہی پس جو شخص ایسی امر کو عمل مین لاوی دین کی نذر نا جایز اعتقاد کرکر تو وہ فاسق غیر مبتدع ہی اور اگر

عمل به مع اعتقاده انه مشروع في الدين يكون فاسقا ومبتدعا لان الفسق اعم من البدعة فكل
اسکو عمل مین لاوی دین کی امر جایز جان کر تو وہ فاسق اور بدعتی ہوگا اسواسطی کہ فسق بدعت سی عام ہی پس جو

بدعة فسق من غير عكس وكذلك قيل البدعة شر من الفسق فان من يفعل البدعة فهو ينقص دين
بدعت ہی وہ فسق ہی بغیر عکس کی یعنی فسق بدعت نہین ہی اور ایسی ہی کہتی ہین کہ بدعت فسق سی بدتر ہی کیونکہ جو شخص بدعت کو عمل مین لاتا ہی تو وہ رسول

الرسول وان كان في زعمه انه يعظمه بالبدعة حيث يزعم انها خير من السنة واولى بالصواب
صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو نقص کرتا ہی اگرچہ اپنی گمان مین اوس بدعت سی تعظیم سمجھتا ہی کیونکہ اونکا قول ہی کہ یہہ امر سنت سی بہتر ہی اور صواب مین اولی ہی

فيذوق مشاقة الله ولرسوله لاستحسانه ما كرهه الشرع ونهى عنه وهو الاحداث في الدين وانه تعالى
پس خدا اور رسول کا مقابلہ کرتا ہی اسواسطی کہ نیک جانتا ہی جسکو شرع نی مکروہ ٹہرایا اور اوس سی منع فرمایا اور یہہ ہی دین مین بدعت ہی اور بیشک اللہ تعالی

قد شرع لعباده من العبادات ما فيه كفاية لهم واكمل دينهم واتم عليهم نعمته كما اخبر به في كتابه الكريم
بندون کی واسطی ایسی عبادات مقرر کرچکا ہی جسمین اونکی لئی کفایت ہی اور دین کامل کرچکا اور اپنی نعمت پوری دی چکا چنانچہ اسکی خبر اپنی کتاب کریم مین

وقال اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي فالزيادة على الكمال نقصان واختلال
دی ہی فرمایا آج مین پورا دی چکا تمکو دین تمہارا اور پورا کیا مینی تمپر احسان اپنا پس کامل کی اوپر اور بڑہانا ایسا نقصان اور خلل ہوتا ہی

بمنزلة الاصبع الزائدة وقد تقرر في الاصول ان حسن الافعال وقبحها عند اهل الحق انما يعرفا بالشرع
جیسی چھٹی اونگلی اور اصول مین ثابت ہو چکا ہی کہ اہل حق کی نزدیک بہلائی اور برائی صرف شرع سی معلوم ہوتی ہی

لا بالعقل فكل فعل امر به في الشرع فهو حسن وكل فعل نهى عنه في الشرع فهو قبيح وقال الامام الغزالي في
عقل سی نہین معلوم ہوتی پس جسکام کا شرع نی حکم فرمایا ہی وہ ہی نیک ہی اور جس کام سی شرع مین منع کیا ہی وہ ہی برا ہی امام غزالی

كتاب الاربعين في اصول الدين اياك ان تتصرف بعقلك وتقول كل ما كان خيرا او نافعا فهو افضل
کتاب اربعین فی اصول الدین مین کہتی ہین اس سی بچتی رہنا کہ تو عقل کی پیروی کرکر کہنی لگی جو امر خیر اور نفع رسان ہی وہ ہی افضل ہی

وكل ما كان اكثر كان انفع فان عقلك لا يهتدي الى اسرار الامور الالهية وانما ينعقلها قوة النبي عليه السلام
اور جو اکثر ہوتا ہی وہ نفع رسان ہوتا ہی کیونکہ تیری عقل نہین جا سکتی ہی طرف بہید امور الہی کی اوس بہید کو صرف قوت نبی علیہ السلام کی دریافت کرسکتی ہی

تعليلك بالاتباع فان خواص الامور لا تدرك بالقياس وما ترى كيف ندبت الى الصلوة ونهيت عنها

تجهکو اتباع ہی لازم ہی بیشک خواص امور قیاس سی نہین معلوم ہوتی دیکھتا نہین کہ نماز کی باب مین کیسی ترغیب ہی باینہمہ

في جميع النهار وامرت بتركها بعد الصبح والعصر وعند الطلوع والغروب والزوال وذلك ينتهي الى قدر

تمام اجزاء نہار مین ممانعت ہی اور تجکو حکم ہی نماز نہ پڑہنی کا بعد صبح اور عصر کی اور وقت طلوع اور غروب اور زوال آفتاب کی اور یہہ سب ملکر تخمیناً

ثلث النهار وقال في الاحياء فكما ان العقول تقصر عن ادراك منافع الادوية مع ان التجربة سبيل

تہائی دن ہوتا ہی اور احیاء مین کہا ہی جیسی عقل قاصر ہی منفعت دواؤن کی دریافت کرنی سی باوجودیکہ اسمین تجربہ کو دخل ہی

اليها كذلك تقصر عن ادراك ما ينفع في الاخرة مع ان التجربة غير متطرق اليها وانما يكون ذلك لو رجع

ایسی ہی عقل قاصر ہی دریافت کرنی اون امور کی سی جو آخرت مین نافع ہون باوجودیکہ تجربہ کو ادہر کوئی راہ نہین ہی بہرحال جب معلوم ہو سکتا ہی اگر

الينا بعض الاموات واخبرونا عن الاعمال المقربة الى الله تعالى والمبعدة عنه وذلك مما لا مطمع فيه

ہماری پاس کوئی مردہ چلا آوی اور اگر ہمکو بتاوی کونسا عمل اللہ تعالی سی نزدیک کرتا ہی اور کونسا دور کرتا ہی سو یہہ ہرگز نہین ہو سکتا

وقال صاحب مجمع البحرين في شرحه ان رجلا يوم العيد في الجبانة اراد ان يصلي قبل صلوة العيد

صاحب مجمع البحرین نی اوسکی شرح مین بیان کیا ہی ایک شخص نی عید کی دن مصلی مین ارادہ کیا کہ عید کی دوگانہ سی پہلی نماز پڑہی

فنهاه علي فقال الرجل يا امير المؤمنين اني اعلم ان الله تعالى لا يعذب على الصلوة فقال علي واني اعلم ان

سو علی نی اوسکو منع کیا اوس شخص نی کہا یا امیر المؤمنین مین خوب جانتا ہون کہ اللہ تعالی نماز پڑہنی پر عذاب نہین کرتا [illegible] مین جانتا ہون کہ

الله تعالى لا يثيب على فعل حتى يفعله رسول الله عليه السلام او يحث عليه فيكون صلاتك عبثا

اللہ تعالی کسی کام پر ثواب نہین دیتا جبتک [illegible] کام [illegible] تیری نماز عبث ہی

والعبث حرام فلعله تعالى يعذبك به لمخالفتك نبيه [illegible] صاحب [illegible] يكره ان يتنفل بعد

اور عبث حرام ہی پس شاید کہ اسکی بدلہ اللہ تعالی تجکو عذاب دی [illegible] مکروہ ہی نفلین پڑہنی بعد

الفجر اكثر من سنتي الفجر لانه عليه السلام [illegible] حرصه على الصلوة فانظر كيف جعل عدم

طلوع صبح صادق کی سوا دو رکعت سنت فجر کی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام [illegible] زیادہ نہین پڑہین باوجود [illegible] دیکہہ نبی علیہ السلام کی

فعله عليه السلام في باب العبادات دليلا على الكراهة وقال ابن الهمام [illegible] العبادات بين الواجب

نماز نہ پڑہنی کو باب عبادات مین کیسی دلیل کراہت کی ٹہرائی ہی ابن ہمام کہتا ہی جو عبادت [illegible] واجب

والبدعة ياتي به احتياطا وما تردد بين البدعة والسنة يتركه لان ترك البدعة لازم واداء السنة

اور بدعت کی بیچ مین مشکوک ہو تو اسکو احتیاطا عمل مین لاوی اور جو عبادت بدعت اور سنت کی بیچ مین مشکوک ہو تو ترک کری اسواسطی کہ بدعت کا چہوڑنا

غير لازم وفي الخلاصة مسئلة تدل على ان البدعة اشد ضررا من ترك الواجب حيث قال اذا

کچھ ضرور نہین اور خلاصہ مین ایک مسئلہ ہی جس سی معلوم ہوتا ہی کہ بدعت کا ترک واجب سی بہی بڑا ضرر ہی جس جگہہ کہا ہی اگر

شك في صلاته هل صلاها ام لا ان كان في الوقت فعليه ان يعيدها وان خرج الوقت ثم شك

شک واقع ہو نماز مین آیا ادا کی ہی یا نہین اگر ابہی وقت باقی ہی تو اوسپر اعادہ ہی اور اگر [illegible] پہر شک ہوا

لا شيء فيه ولو كان الشك في صلوة العصر يقرأ في الركعة الاولى والثالثة [illegible] في الثانية و

تو اسمین کچہہ نہین اور اگر عصر کی نماز مین شک ہو تو اعادہ مین پہلی رکعت اور تیسری رکعت مین قرات [illegible] دوسری رکعت اور

الرابعة فتعين الاوليين للقراءة في الفرض واجب وندام بتركه حذرا عن [illegible] النفل بعد العصر

چوتہی مین قرات نہ پڑہی پس پہلی دو رکعتون کا معین کرنا واسطی قرات کی فرضون مین واجب ہی سو حکم ہی اسکی ترک کا [illegible] مباد بعد عصر کی نفلین

وهو بدعة مكروهة وروي عن سفيان الثوري انه كان يقول البدعة احب الى ابليس من كل
کہ یہہ بدعت مکروہہ ہی اور سفیان ثوری سی روایت ہی کہ کہتی تہی کہ ابلیس کو بدعت تمام معاصی سی زیادہ تر محبوب ہی

المعاصي لان المعاصي يتاب عنها والبدعة لا يتاب عنها وسبب ذلك ان صاحب المعاصي يعلم
اسواسطی کہ معاصی سی تو توبہ ہوسکتی ہی اور بدعت سی توبہ نہیں ہوتی اسکا سبب یہہ ہی کہ معاصی کرنیوالا تو جانتا ہی

بكونه مرتكب المعاصي فيرجى له التوبة والاستغفار واما صاحب البدعة فيعتقد انه في طاعة وعبادة
کہ میں بڑا خطاوار ہوں تو اوسی توبہ اور استغفار کی امید ہی اور بدعتی تو یہہ جانتا ہی کہ میں عبادت کرتا ہوں اور طاعت میں ہوں

ولا يتوب ولا يستغفر وهذا ما حكي عن ابليس انه قال قصمت ظهور بني آدم بالمعاصي والاوزار وقصموا
تو یہہ شخص نہ تو توبہ کریگا نہ استغفار اور ابلیس سی حکایت ہی کہ کہتا ہی میںنی پشت بنی آدم کی معاصی اور گناہوں سی توڑدی اور بنی آدم نی

ظهري بالتوبة والاستغفار فاحدثت لهم ذنوبا لا يستغفرون منها ولا يتوبون عنها وهي البدع
میرا پشت توبہ اور استغفار سی توڑدی سو میںنی اونکی لئی ایسی گناہ نکالی ہیں کہ اوس سی نہ استغفار کریں اور نہ توبہ کریں اور وہ بدعتیں ہیں

في صورة العبادة فان قيل قد اعتاد كثير من الناس ان يستدلوا على عدم كراهة ما اعتادوه
عبادت کی لباس میں اگر کوئی کہی عادت ہی اکثر لوگوں کی کہ استدلال کرتی ہیں بدعات کی جواز پر جنکی عادت کرلی ہی

من البدعة بحديث شايع بينهم وهو ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما راه المسلمون
اس حدیث سی جو اونمیں مشہور ہی یہہ کہ جسکو مسلمان نیک جانیں تو وہ اللہ کی نزدیک بہی نیک ہی اور جسکو مسلمان

قبيحا فهو عند الله قبيح فهل يصح هذا الاستدلال منهم ام لا يصح فالجواب على ما ذكره بعض الفضلاء
برا جانیں سو وہ اللہ کی نزدیک بہی قبیح ہی آیا یہہ استدلال اونکا صحیح ہی یا صحیح نہیں پس اسکا جواب موافق بیان بعضی فضلا کی

ان هذا الاستدلال لا يصح والحديث حجة عليهم لا لهم لانه بعض حديث موقوف على ابن مسعود
یہہ ہی کہ یہہ استدلال صحیح نہیں ہی اور یہہ حدیث اونکی حق میں مضر ہی مفید نہیں کیونکہ یہہ ٹکڑا ایسی حدیث کا ہی جو موقوف ہی ابن مسعود پر

رواه احمد والبزار والطبراني والطيالسي وابو نعيم هكذا ان الله تعالى نظر في قلوب العباد فاختار
روایت کیا اسکو احمد اور بزار اور طبرانی اور طیالسی اور ابو نعیم نی اسطور پر کہ اللہ تعالی نی دیکہا اپنی بندوں کی دلوں کو پہر پسند کیا

محمدا فبعثه برسالته ثم نظر في قلوب العباد فاختار له اصحابا فجعلهم انصار دينه ووزراء نبيه
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سو بہیجا اونکو اپنی رسالت پر پہر دیکہا بندوں کی دلوں کو پہر پسند کئی اونکی لئی اصحاب پہر اونکو مقرر کیا دین کی مددگار اور اپنی نبی کی وزیر

فما راه المؤمنون حسنا فهو عند الله حسن وما راه المسلمون قبيحا فهو عند الله قبيح ولا شك ان
پس جس چیز کو دیکہیں مؤمن حسن پس وہ اللہ کی نزدیک حسن ہی اور جو چیز دیکہیں اوسکو مسلمان قبیح پس وہ اللہ کی نزدیک قبیح ہی اور بیشک

اللام في المسلمين ليس لمطلق الجنس لان الحديث ح يكون مخالفا لقوله عليه السلام ستفترق امتي
لام مسلمین کی لفظ میں مطلق جنس کی لئی نہیں ہی اسلئی کہ یہہ حدیث اب اس حدیث سی مخالف ہوجایگی قریب ہی کہ میری امت میں

على ثلث وسبعين فرقة كلهم في النار الا واحدة لان كلا من فرق الامة مسلم يرى مذهبه حسنا فيلزم
تہتر فرقی ہوجائینگی وہ سب دوزخی ہیں سوای ایک کی اسواسطی کہ تمام فرقی امت کی مسلم ہیں اور اپنی اپنی مذہب کو نیک جانتی ہیں اس سی یہہ لازم آتا ہی

ان لا يكون فرقة منها في النار وكذا بعض المسلمين يرى شيئا حسنا وبعضهم يراه قبيحا فيلزم ان لا يتميز
کہ کوئی فرقہ بہی دوزخی نہو اور ایسی ہی بعضی مسلمان ایک بات کو نیک جانتی ہیں اور بعضی اوسکو قبیح جانتی ہیں اب یہہ لازم آتا ہی کہ

الحسن من القبيح بل هو اما للعهد والمعهود ما ذكر في قوله فاختار له اصحابا فيكون المراد بالمسلمين
حسن قبیح سی تمیز نہو پس لام عہد کا ہی اور معہود مراد وہ لوگ ہیں جو اس قول میں مذکور ہیں پسند کئی واسطی اوسکی اصحاب اب مراد مسلمین سی

الصحابة

الصحابة فقط او لاستغراق خصائص الجنس فيراد بالمسلمين اهل الاجتهاد الذين هم الكاملون في صفة
صحابہ ہین فقط یا لام واسطی استغراق خصایص جنس کی ہی پہر مراد مسلمین سی اجتہاد والی علماء ہین جو صفت اسلام مین کامل ہین

الاسلام صرفا للمطلق الى الكامل لان المطلق عند عدم القرينة ينصرف الى الفرد الكامل وهو المجتهد
واسطی صرف مطلق کی طرف کامل کی اسلئی کہ جب مطلق قرینہ سی خالی ہوتا ہی تو اوسکو فرد کامل کی طرف لیجاتی ہین اور فرد کامل مجتہد ہی

فيكون المعنى ما راه الصحابة او اهل الاجتهاد حسنا فهو عند الله حسن وما راه الصحابة او اهل الاجتهاد
اب یہہ معنی ہوئی جس بات کو صحابہ یا علماء مجتہد حسن جانی سو وہ اللہ کی نزدیک حسن ہی اور جس بات کو صحابہ یا علماء مجتہد

قبيحا فهو عند الله قبيح ويجوز ان يكون للاستغراق الحقيقي فيكون المعنى ما راه جميع المسلمين حسنا
قبیح سمجہین سو وہ اللہ کی نزدیک قبیح ہی اور وہ لام استغراق حقیقی کا بہی ہو سکتا ہی اب یہہ معنی ہونگی جس بات کو تمام مسلمان حسن جانی

فهو عند الله حسن وما راه جميع المسلمين قبيحا فهو عند الله قبيح وما اختلف فيه فالعبرة للقرون
سو وہ اللہ کی نزدیک حسن ہی اور جس بات کو تمام مسلمان قبیح جانی سو وہ اللہ کی نزدیک قبیح ہی اور جس بات مین اختلاف پڑی پہر اعتبار قرون ثلثہ کا

المشهود لهم بالخير لا للقرون المشهود لهم بالكذب وعدم الاعتماد في قوله عليه السلام خير القرون قرني
جسکی حق مین شہادت خیر کی ہی باقی قرون کا اعتبار نہوگا جنکی حق مین شہادت کذب اور بی اعتباری کی ہی اس حدیث مین سب قرنون مین بہتر میرا قرن ہی

الذي بعثت فيهم ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يفشو الكذب فلا تعتمدوا اقوالهم وافعالهم ولا ريب
جسمین مین مبعوث ہوا ہون پہر جو اسی متصل ہین پہر جو اسی متصل ہین پہر ازان کذب پہیل جاویگا پہر نہ اونکی اقوال کا اعتماد کیجیو نہ افعال کا اور بی شک

ان الصحابة والتابعين والائمة المجتهدين كانوا يرون ما جاوز قدر الضرورة من البدع قبيحا فهو عند الله
صحابہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین جانتی تہی کہ جو بدعت قدر ضرورت سی بڑہ جاوی وہ قبیح ہی پس وہ اللہ کی نزدیک بہی

قبيح ومثل قوله عليه السلام لا تجتمع امتي على الضلالة فان المراد بالامة في هذا الحديث اهل الاجماع
قبیح ہی اور جیسی یہہ حدیث نہین متفق ہو گی میری امت گراہی پر بیشک مراد امت سی اس حدیث مین وہ اہل اجماع ہین

الذي هو بكل مجتهد ليس فيه فسق ولا بدعة اصلا لان الفسق يورث التهمة ويسقط العدالة وصاحب
جنمین ہر ایک ایسا مجتہد ملا ہو کہ اصلا اوسمین نہ فسق ہو نہ بدعت اسواسطی کہ فسق سی تہمت پیدا ہوتی ہی اور عدالت جاتی رہتی ہی اور

البدعة يدعو الناس الى البدعة ولا يكون من الامة على الاطلاق لان المراد بالامة المطلقة اهل
بدعتی لوگون کو بدعت کی طرف بلاتا ہی اور مطلق امت مراد نہین ہی اسواسطی کہ امت مطلقہ سی مراد اہل

السنة والجماعة وهم الذين طريقتهم طريق النبي عليه السلام واصحابه دون اهل البدع والضلال
سنت والجماعت ہین وہ وہ لوگ ہین جنکا طریقہ بعینہ طریقہ نبی علیہ السلام اور صحابہ کا ہی اہل بدعت اور اہل ضلال مراد نہین ہین

كما قال النبي عليه السلام امتي من استن بسنتي ويصح ان يراد بامتي جميع الامة بناء على ان الاضافة
چنانچہ نبی علیہ السلام فرماتی ہین میری امت وہ ہی جو طریقہ پکڑی میری سنت کو اور ہو سکتا ہی کہ امت سی تمام امت مراد ہو اسواسطی کہ اضافت

كاللام قد تكون للاستغراق فيكون المعنى لا يجتمع جميع امتي في زمان من الازمنة على الضلالة كما
مانند لام کی کبہی واسطی استغراق کی ہوتی ہی اب یہہ معنی ہو جاوینگی نہین متفق ہو گی میری تمام امت کبہی کسی زمانہ مین گراہی پر جیسی

اذا اجتمع اليهود والنصارى بعد نبيهم على الضلالة فيكون هذا الحديث موافقا لقوله عليه السلام
یہود اور نصاری اپنی اپنی نبی کی بعد گراہی پر متفق ہو گئی ہین پس یہہ حدیث موافق ہو گی اس حدیث سی

لا يزال طائفة من امتي قائمين بامر الله لا يضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتى ياتي امر الله اذا تقرر
ہمیشہ رہیگی ایک گروہ میری امت کی قایم اوپر امر الہی کی نہ ضرر دیگا اونکو جو قطع کری اونکو اور نہ جو اونسی مخالف ہو یہان تک کہ آجاوی قیامت جب یہہ ٹہر چکا

ھذا فالواجب علی کل مسلم فی ھذا الزمان ان یحذر من الاغترار والمیل الی شئ من البدع والمحدثات
تو اس زمانہ مین ہر ہر مسلمان پر واجب ہی کہ پرہیز کرتا رہی فریب مین آنی اور توجہ سی طرف کسی بدعت اور محدثات کی

ویصون دینہ عن العواید التی استانس بھا وتربی علیھا فانھا سم قاتل قل من سلم من افاتھا و
اور عوارض سی اپنی دین کو بچاری جن سی انس رکہتا ہی اور انہین پرورش پائی ہی کیونکہ یہہ زہر قاتل ہی اسکی آفت سی آدمی کم بچتا ہی اور

ظھر لہ الحق معھا الا تری ان قریشا لاجل العوائد التی الفتھا نفوسھم انکروا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اسمین مرحق کم ظاہر ہوتا ہی کیا معلوم نہین کہ قریش نی فوایدہی کی ماری جسمین انکی دل لگی ہوئی تہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احکام سی انکار کیا

ما جاء بہ من الھدی والبیان وکان ذلک سببا لکفرھم وطغیانھم حتی قالوا فی حقہ علیہ السلام
کہ سر اسر ہدایت اور بیان تہی اسی سبب سی وہ کافر ہوی اور طاغی ٹہری یہان تک کہ نبی علیہ السلام کی حق مین کہا سو کہا

ما قالوا بسبب ما تربوا علیہ ونشئوا فیہ ولذلک کان ابن مسعود یقول ایاکم وما یحدث من البدع
... سیہ مین کہ جسمین پرورش پائی تہی اور جوان ہوئی تہی اسی لئی ابن مسعود کہا کرتی تہی بچو نو احداث بدعات سی

فان الدین لا یذھب من القلوب بمرۃ ولکن الشیطان یحدث لکم بدعا حتی یذھب الایمان
کیونکہ دین دلون کی اندر سی ایکبارگی دفعۃً نہین جاتا رہیگا لیکن شیطان تمہاری لئی بدعتین پیدا کریگا یہان تک کہ ایمان

... فعلی ... ینبغی للمؤمن ان لا یغتر ویستدل ابنوۃ نصمیمہ علی شئ وکثرۃ ... بہ ...
... ... ہی کہ کبہی فریب نہ آوی اور استدلال ... کسی چیز پر اور کثرت ... کہ

... [illegible] ...

... [illegible] ...

... المخالطۃ اثر عظیم فی تصمیم شئ ... [illegible] ...
... صحبت کی ... اور اعمال مین بڑا اثر ہوتا ہی کیا معلوم نہین ... تصمیم ...

... من ذوی الجھل المرکب کالیھود والنصاری ومن فی معناھم فلیحذر الحذر من ... السم القاتل
... رسولن مین پائی جاتی ہی جیسی یہود اور نصاری اور جو لوگ انکی ملتی جلتی ہین اپنی بچو بچو اس زہر قاتل سی

... الی الحق مستفیضا لخلاص مھجتک بالاتباع وترک الابتداع فان الاتباع افضل عمل یعملہ
... ہو حق کی طرف واسطی خلاصی اپنی جان کی اتباع کی فیض اور بدعت کی چہوڑنی سی بیشک اتباع سنت کا آدمی کی واسطی

... ھذا الزمان نشیوع العمل علی خلاف السنۃ منذ زمان طویل فلا بد لک ان تکون شدید التوقی
... زمانہ مین تمام ... سی ... مدت دراز سی عمل بدعت برخلاف سنت پہیل رہا ہی سو تجہکو ضرور ہی کہ بدعات اور محدثات امور سی بہت بچی

محدثات الامور وان اتفق علیہ الجمھور فلا یغرنک اتفاقھم علی ما احدث بعد الصحابۃ بل ینبغی
... اگرچہ اوس بدعت پر بہت خلقت نی اتفاق کیا ہو سو انکی اتفاق سی بدعات پر جو بعد صحابہ کی نکلی مین فریب نہ کہا بلکہ تجہکو

... نظر ... احوالھم واعمالھم فان اعلم الناس واقربھم الی اللہ تعالی اشبھھم بھم
... ہی ... اور اعمال کی تلاش مین رہی کیونکہ سب مین بڑا عالم اور مقرب الہی وہ ہی جو انسی زیادہ مشابہت رکہتا ہو

... منھم اخذ الدین وھم اصول فی نقل الشریعۃ عن صاحب الشرع وقد جاء فی الحدیث
... کہ انہین سی حاصل ہوا ہی اور وہ ہی اصل ہین ... شریعت کی نقل مین صاحب شرع سی اور حدیث مین آیا ہی

اذا اختلف الناس فعليكم بالسواد الاعظم والمراد به لزوم الحق واتباعه وان كان المتمسك به قليلا والمخالف

کہ جب آدمیوں مین اختلاف پڑی تو لازم پکڑو انبوہ کثیرہ کو اور اوس سی مراد لازم کر لینا حق کا اور اتباع اوسکا ہی اگرچہ متمسک بہ قلیل ہو اور مخالف

له كثيرا لان الحق ما كان عليه الجماعة الاولى وهم الصحابة ولا عبرة الى كثرة الباطل بعدهم وقد قال فضيل بن

کثیر ہو اسواسطی کہ حق وہ ہی جسپر پہلی جماعت یعنی صحابہ تہی اور بعد صحابہ کی انبوہ باطل کا کچھ اعتبار نہین ہی اور فضیل بن عیاض نی

عياض ما معناه الزم طرق الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين وقال

یہہ مضمون بیان کیا ہی اختیار کر طریقہ ہدایتکا اور تجھکو کچھہ نقصان نہین ہی تہوڑی سالکین سی اور بچیارہ گمراہی کی رستی سی اور فریب مین نہ آ ہلاک ہونیوالونکی کثرت سی اور

بعض السلف اذا وافقت الشريعة ولاحظت الحقيقة فلا تبال وان خالف رأيك جميع الخليقة وقال ابن

بعض متقدمین نی کہا ہی اگر تو شریعت کی موافق ہی اور حقیقت کو دیکھہ چکا تو پہر کچھہ پرواہ نہین ہی اگرچہ تیری رائی کا تمام عالم مخالف ہو اور ابن مسعودؓ نی

مسعود انتم في زمان خيركم المسارع في الامور وسياتي زمان بعدكم خيرهم فيه المثبت المتوقف لكثرة

کہا ہی تم ایسی زمانہ مین ہو کہ تم مین بہتر وہ ہی جو جلدی کری کامون مین اور تمہاری بعد زمانہ آتا ہی اوس زمانہ مین بہتر سب سی ثابت رہنی والا توقف کرنیوالا ہی بسبب کثرت

الشبهات قال الامام الغزالي ولقد صدق لان من لم يثبت في هذا الزمان ووافق الجماهير فيما هم فيه وخاض

شبہات کی امام غزالی کہتی ہین البتہ سچ کہا ہی اسواسطی کہ جو اس زمانہ مین قایم نہ رہا اور انبوہ کی ساتہہ ہوگیا جسمین وہ لگی ہوئی تہی اور لڑائی کی

فيما خاضوا فيه يهلك كما هلكوا فان اصل الدين وعمدته وقوامه ليس بكثرة العبادة والتلاوة و

باتون مین لگا تو ہلاک ہوگا جیسی وہ ہلاک ہوئی کیونکہ دین کی اصل اور خوبی ودرستی عبادت ورتلاوت کی کثرت سی اور

المجاهدة بالجوع وغيره وانما هو باحترازه من الآفات والعاهات التي تاتي عليه من البدع والمحدثات

بہوک کی مشقت اوٹہانی سی نہین ہی بلکہ دین کی خوبی آفات اور صدمات سی بچانی مین ہی جو اوسپر بدعتین اور نئی مقدمات کرتی ہی

فانها لكثرتها وشيوعها صارت كانها من شعائر الدين او من الامور المفروضة علينا فيا ليتنا

البتہ یہہ بدعتین اس کثرت سی پہیلی ہین کہ گویا دین کا نعمہ اور نشان ہوگئین یا ایسی کہ گویا ہماری اوپر فرض ہین کاشکی ہم

كنا نباشرها على انها بدعة اذ لو كان كذلك لرجي من التوبة والاستغفار ولكنا اخذناها طاعة

یہہ بدعات بدعت ہی جان کر عمل مین لاتی اگر ایسا ہوتا تو البتہ ہمسی توبہ اور استغفار کی امید ہوتی پر ہمنی تو بدعات کو طاعت

وعبادة وجعلناها دينا لنا مقتفين في ذلك آثار من سهى او غلط او غفل من بعض من تقدمنا

اور عبادت اور اپنا دین بنا لیا ہی اسی باب مین ہمنی پیروی متقدمین مین سی اون لوگون کی کی ہی جنہون سہو کیا یا غلطی کہائی یا غفلت کی

وجعلناه قدوة في ديننا فاذا جاء احد وانكر علينا ما ارتكبناه من تلك الامور فان كان ممن له توقير

اور ہمنی اونکو اپنی دین کا پیشوا ٹہرالیا اب اگر کوئی آکر ہمپر ان بدعات کی کرنی پر اعتراض کری یا برا بتاوی پہر اگر وہ معترض ایسا ہی کہ جسکی ہماری دلون

في قلوبنا نقول له هذا جائز ذهب الى جوازه فلان وتذكر له بعض من تقدمنا ممن سهى او غلط

عزت ہی تو اوسکو یہہ جواب دینگی صاحب یہہ تو جایز ہی فلانا شخص اسکی جواز کا قائل ہوا ہی اور اوسی کا نام لیدینگی جو ہم سی پہلی سہو کر چکا ہی یا غلطی کہا چکا

او غفل وان كان ممن لا توقير له في قلوبنا يسمع منا ما لا يظنه ولا يخطر بباله كل ذلك بسبب الجهل

یا غفلت کی ہی اور اگر وہ معترض ایسا ہی کہ ہماری دلونمین اوسکی عزت نہین تو ہمسی وہ دہتکار سنیگا کہ نہ اوسکی گمان مین تہی نہ دلمین خیال تہا یہہ سب بسبب ہماری جہل

المركب فينا لانا لو راينا على انفسنا على ما هي عليه من الجهل لقبلنا جواب من ارشدنا الى الحق وما اتخذنا

مرکب کی ہوتی ہی اسواسطی کہ ہم اگر اپنی جہل مرکب ہونی کو جانتی سو ... اوس شخصکا جسنی ہمکو راہ حق بتلایا مان لیتی اور اوس شخص کی بات کو

من سهى او غلط او غفل حجة في ديننا اذ لا يجوز ان يقلد الانسان في دينه الا من هو معصوم وهو صاحب الشريعة

جسنی سہو کیا یا غلطی کہائی یا غفلت کی اپنی دین مین حجت قایم کر لیتی اسواسطی کہ جایز نہین کہ آدمی اپنی دین مین مقلد ہو سوائی معصوم کی کہ وہ صاحب شریعت ہی

اومن شهد له صاحب الشريعة بالخير وهم القرون الثلثة الذين اقتضت حكمة الشارع ان

یا جکی حق مین صاحب شریعت نی شہادت خیر کی دی ہو اور وہ تینون قرن ہین جنہین سی موافق اقتضا حکمت شارع کی

يختص كل قرن منهم بفضيلة فالقرن الاول خصهم الله بمزية لا سبيل لاحد ان يلحقهم فيها فانه

ہر ہر قرن ایک ایک فضیلت سی مخصوص ہی پس قرن اول کو اللہ تعالی نی خاص کیا ہی ایسی فضیلت سی کہ اوسمین کوئی اونکی برابری نہین کرسکتا کیونکہ اللہ

تعالى خصهم لروية نبيه وبمشاهدة نزول القران عليه والهمهم حفظه حتى لا يكون حرف واحد منه

تعالی نی انکو خاص کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سی اور نزول قرآن کی مشاہدہ سی اور انکو الہام کیا قرآن کی حفاظت کا یہان تک کہ اوسمین سی ایک حرف

ضايعا فجمعوه ويسروه لمن بعده فحفظوا احاديث نبيهم فى صدورهم واثبتوها على ما ينبغى فحصل لهم

ضایع نہین ہوا اور اوسکو جمع کرکر پچھلون پر آسان کیا پہر یاد کیا فرمودہ اپنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی دلون مین اور ثابت رکھا جیسا کہ بایدو شاید سو اونکی واسطی

فى اقامة هذا الدين حظ كثير لا يمكن الاحاطة به ولا يصل احد اليه فجزاهم الله تعالى عن امة نبيهم

اس دین کی قایم رکہنی مین بڑا ہی ثواب حاصل ہوا کہ احاطہ سی باہر ہی اور کوئی اونکی مرتبہ کو نہین پاسکتا اونکو اللہ تعالی امت نبی علیہ السلام کی طرف سی

خير جزاء ثم عقبهم التابعون فجمعوا ما كان من الاحاديث ومسائل الدين متفرقا وانقلوا الاحكام

اچھی جزا عنایت کری پہر اونکی بعد تابعین پیدا ہوئی اونہون نی تمام حدیثین اور دینی مسائل متفرقہ جمع کئی اور احکام دین

والتفسير من الصحابة حتى كان احدهم يرتحل فى طلب الحديث الواحد والمسئلة الواحدة مسيرة

اور تفسیر صحابہ سی روایت کی یہان تک کہ بعضا واسطی تلاش ایک حدیث اور ایک مسئلہ کی

شهر او شهرين وضبطوا امر الشريعة اتم ضبط فحصل لهم فى اقامة هذا الدين ايضا فضل كثير ثم عقبهم

ایک ایک دو دو مہینی کا سفر کرتا تہا اور احکام شریعت کو خوب ہی ضبط کیا انکو بہی دین کی قایم کرنی مین بڑی فضیلت حاصل ہوئی پہر اونکی بعد

تابعوا التابعين الذين ظهر فيهم الفقهاء المرجوع اليهم فى النوازل فوجدوا القران مجموعا ميسرا و

تابعیون کی تابع پیدا ہوئی جنہین فقہاء ظاہر ہوئی جنکی سامنی حوادثات پیش کئی جاوین اونکو قرآن جمع کرایا آسانی سی ہاتہ آیا اور

وجدوا الاحاديث قد احرزت وضبطت فتفقهوا فى القران والاحاديث على مقتضى قواعد

احادیث جمع اور ضبط کی ہوئی پائین سو اونہون نی احکام موافق اقتضاء قواعد شریعت کی قرآن اور احادیث سی

الشريعة واستنبطوا منهما احكاما على مقتضى الاصول وعينوا وجوه الدلالات ويسروها على الناس

استنباط کئی اور اصول کی موافق بہت احکام نکالی اور دلالت کی طریقی مقرر کئی اور اوسکو اور لوگون پر آسان کردیا

وانتظم الحال واستقر دين الامة المحمدية بسببهم فحصل لهم فى اقامة هذا الدين خصوصية

اور اونکی سبب سی حال منتظم اور دین امت محمدی کا درست ہوگیا ان صاحبون کو بہی اس دین کی اقامت سی ایک خصوصیت حاصل ہوئی

ايضا فلما مضوا لسبيلهم اتى من بعدهم فلم يجدوا وظيفة يقوم بها بل وجد الامر على اكمل الحالات

جب یہہ لوگ بہی گذرچکی تو اونکی بعد کی خلقت پیدا ہوئی تو اونکو ایسا کوئی وظیفہ نہ ملا جسکی درستی مین لگین بلکہ انکو دین کامل تر حالات پر ملا

فلم يبق له الا ان يحفظ ما استنبطوه وبينوه ولا يحصل له خير الا باتباعهم وتقليدهم وبقائه فى

انکا اتنا ہی کام ہی کہ جو پہلی لوگ جو احکام وغیرہ نکال گئی ہین اوسکو یاد اور محفوظ رکہین انکی حق مین بہتر یہی ہی کہ لوگ انکی رستہ پر چلین اور انکی مقلد اور اونکی

ميزانهم فان ظهر لهم فقه غير فقههم فهو مردود عليه الا ان يكون مما لم يقع بيانه فى زمانهم لا بالفعل و

وضع پر قایم رہین اگر کوئی حکم اونکی احکام کی مخالف ظاہر کرین تو سب مردود ہی ہان اگر ایسی حادثہ کا ہو کہ جسکا بیان اونکی زمانہ مین نہین ہوا نہ فعل سی اور

لا بالقول فح ينبغى له ان ينظر فيه على مقتضى قواعدهم فى الاحكام الثابت عنهم فاذا كان على مقتضى

نہ قول سی اب یہہ چاہیئی کہ اوس حکم مین اونکی قواعد کی موافق جو احکام مین ثابت کرگئی ہین غور اور تامل کرین پہر اگر وہ حکم اونکی

اصولهم یقبل عنه والا فلا لان کل من اتی بعدهم یقول فی بدعة انها مستحبة ثم یاتی علی ذلك بدلیل
قاعده اور اصل کی موافق ہو تو مقبول اور منظور ہی اور نہیں تو نہیں اسواسطی جو اونکی بعد پیدا ہوتا گیا ہی بدعت کو مستحسن کہتا رہا ہی پہر اوسپر ایک دلیل اونکی

خارج عن اصولهم فذلك غیر مقبول منه لان التقلید والاقتداء بالغیر بمجرد حسن الظن انما یجوز
اصول سی مخالف قایم کردیتا ہی سو یہہ دلیل اونکی مقبول نہین ہی اسواسطی کہ تقلید اور پیروی غیر کی صرف نیک گمان سی

لمن کان مجتهدا عدلا لا لمن کان مقلدا لکن لما انقطع الاجتهاد منذ زمان طویل انحصر طریق
مجتہد عادل ہی کی جایز ہی مقلد کی جایز نہین ہی لیکن چونکہ اجتہاد ایک مدت درازسی نہین ہی تو طریقہ

معرفة مذهب المجتهد فی نقل کتاب معتبر متداول بین العلماء لمن کان قادرا علی استخراجه
مجتہد کی مذہب دریافت کرنیکا بواسطہ نقل معتبر کتاب کی ہی جو علماء مین مستعمل ہوتی رہی ہو ایسی کی لئی جو اوسکی استخراج پر قادر ہو

او اخبار عدل موثوق به فی علمه وعمله لمن لم یکن قادرا علی استخراجه فلا یجوز العمل بکل کتاب
یا بواسطہ بیان عادل کی ہی جسکی علم اور عمل پر اعتماد ہو یہہ ایسی کی واسطی جو قدرت استخراج کی نرکہتا ہو سو ہر کتاب پر عمل جایز نہین ہی

اذ ظهر فی هذا الزمان کتب جمعها ضعفاء الرجال من غیر معرفة بحقیقة الحال ولا بقول کل عالم
اسلئی کہ اس زمانہ مین بہت کتابین ایسی ہین کہ جو ضعیف لوگون نی بدون دریافت حقیقت حال کی جمع کین ہین اور نہ ہر عالم کی کہنی پر عمل جایز ہی

اذ غلب الفسق فی الناس بعد القرون الثلثة فالمستور فی حکم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة
اسواسطی کہ بعد قرون ثلثہ کی لوگون مین فسق غالب ہو گیا ہی پس مرد مستور الحال بہی فاسق کی مثال ہی پس ضرور ہی کہ عدالت صدق کو غالب کرنیوالی

لجانب الصدق ثم ههنا قاعدة مقررة لا بد من معرفتها وهی ان المسئلة الفقهیة اذا نقلت
موجود ہو پہر یہان ایک قاعدہ ٹہرا ہوا ہی اوسکا دریافت کرنا ضرور ہی وہ یہہ ہی کوئی مسئلہ فقہی اگر نقل کیا جاوی

ینبغی ان ینظر فیها فان کان ماخذها معلوما مشهورا من الکتاب والسنة والاجماع فلا نزاع
تو اوسمین نظر کرنی چاہئی پہر اگر اوسکا اصل اور ماخذ معلوم اور مشہور ہو کتاب اور سنت اور اجماع سی تو اوسمین کسیکو

فیها لاحد وان لم یکن ماخذها معلوما بل کانت اجتهادیة فان کان ناقلها مجتهدا یلزم علی من
کچہہ خلاف نہین ہی اور اگر اوسکا ماخذ معلوم نہین ہی بلکہ وہ مسئلہ اجتہادی ہو پہر اگر اوسکا ناقل مجتہد ہی تو مقلد پر لازم ہی

کان مقلدا ان یتبعه ولا یلزم علیه ان یطلب منه دلیلا لان کلام المجتهد دلیل له وان لم یکن
کہ اوسکا اتباع کری اور دلیل طلب کرنی لازم نہین ہی اس لئی کہ مجتہد کا قول ہی اوسکی دلیل ہی اور اگر

ناقلها مجتهدا بل کان مقلدا فان نقلها من المجتهد فاثبت نقله منه یلزم الاتباع فیها ایضا
اوسکا ناقل مجتہد نہین بلکہ مقلد ہی پہر اگر اوسنی کسی مجتہد سی نقل کیا ہی اور نقل ہی ثابت کردی تو اوسمین بہی اتباع لازم ہی

وان لم ینقلها من المجتهد بل نقلها من قبل نفسه او من مقلد اخر او اطلق فان بین فیها دلیلا شرعیا
اور اگر مجتہد سی نقل نہین کیا بلکہ اپنی طرف سی نقل کیا ہی یا اور مقلد سی نقل کیا ہی یا نام کسیکا نہین لیا پہر اگر اوسمین کوئی دلیل شرعی

فلا کلام فیها حینئذ وان لم یبین ینظر ان کان کلامه موافقا للاصول والکتب المعتبرة ولم یکن فیها خلاف
بیان کی ہی تو اوسمین اب بہی کچہہ کلام نہین ہی اور اگر دلیل نہین بیان کی تو اوسمین تامل کیا چاہئی اگر اوسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ سی مطابق ہی اور اوسمین خلاف بہی نہین ہی

یجوز العمل بها لکن ینبغی للعامل بها ان لا یقف فی مقام تقلیده بل یطلب منه دلیلا علی ما نقل وان کان
تو اوسپر بہی عمل جایز ہی لیکن عمل کرنیوالی کو چاہئی کہ صرف تقلید پر نہ رہ جاوی بلکہ اوس منقول پر اوس سی دلیل طلب کری اور اگر

کلامه مخالفا للاصول والکتب المعتبرة فلا یلتفت الیه اصلا اذ قد صرح العلماء بان ما لا یعلم
اوسکی کلام اصول اور کتب معتبرہ سی مخالف ہو تو اوس طرف کچہہ توجہ نہین ہی اسواسطی کہ علماء صاف کہہ چکی ہین جس مسئلہ کی صحت نہ معلوم ہو

المجلس التاسع عشر في بيان بدعية صلوة النوافل بالجماعة كالرغائب وغيرها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في خطبة يوم النحر في حجة الوداع ان الزمان قد استدار كهيئته يوم خلق السموات والارض السنة اثنا عشر شهرا منها اربعة حرم ثلث متواليات ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب مضر الذي بين جمادى وشعبان هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو بكرة ومعناه ان الزمان الذي انقسم الى الشهور والاعوام عاد الى ما كان عليه ورجعت السنة الى اصل الحساب الذي اختاره الله تعالى يوم خلق السموات والارض وعاد الحج الى ذي الحجة بعد ما كان اهل الجاهلية ازالوه من محله بالنسيء الذي احدثوه وهو النسيء الذي ذكره الله تعالى في كتابه وقال انما النسيء زيادة في الكفر ومعناه تاخير تحريم شهر الى شهر آخر فانهم في الجاهلية كانوا يعظمون الاشهر الحرم وراثة من ابرهيم واسمعيل عليهما السلام وكانوا يحرمون فيها القتال حتى احدثوا النسيء فغيروا التحريم لانهم بسبب كون عامة معاشهم من الغارة كانوا اصحاب حروب وغارات فاذا جاء شهر حرام وهم في حرب كان يشق عليهم ترك الحرب فيحلونه ويحرمون مكانه شهرا آخر حتى رفضوا خصوص الاشهر واعتبروا مجرد العدد وربما زادوا في عدد شهور السنة وجعلوها ثلثة عشر واربعة عشر ليتسع لهم الوقت ولذلك ورد التنصيص على العدد ... بانه عليه السلام بين فيه ان السنة اثنا عشر شهرا وانها في شرعه مقدرة بسير القمر لا بسير الشمس ... من هذه الاشهر القمرية اربعة حرم ثلثة منها متواليات وهي ذو القعدة ... وواحد فرد وهو رجب وانما اضيف الى مضر في الحديث لان قبيلته

اس مجلس میں انیسوین مجلس ... سکا اتباع صحیح نہیں ہی ... اگرچہ بطلان بہی نہ معلوم ہو چہ جائیکہ ونکا بطلان معلوم ہو
اس بیان میں کہ نفلین جماعت سی ... بدعت ہی جیسی صلوۃ رغایب وغیرہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نی حجۃ الوداع کی خطبہ میں یوم النحر کو بیشک زمانہ اوسی ہیئت پر پہر گیا کہ جسدن پیدا کیا اللہ نی آسمانون
اور زمین کو سال بارہ مہینہ کا ہی اونمین سی چار مہینی حرام یعنی عزت کی ہین تین تو پی درپی ہین ذیقعد اور ذوالحجہ اور محرم اور رجب
مضر والا اکیلا ہی جو درمیان جمادی الثانی اور شعبان کی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون میں ہی ابو بکرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ زمانہ
جسکی مہینی اور برس ... کئی ہین جیسی کہ اصل میں تہا ویسا ہی ہوگیا اور سال بہی اوسی اصلی حساب پر ہوگیا جو اللہ تعالی نی اختیار کیا ہی
جسدن کہ آسمانون اور زمین کو پیدا کیا تہا اور حج بہی ماہ ذی الحجہ میں ہوگیا بعد ازان کہ کفار جاہلیت نی اوسکی محل سی سرکا دیا تہا
نسی کا نیا طریقہ نکال کر ... وہ وہی نسی ہی جسکو اللہ تعالی اپنی کتاب میں ذکر کرتا ہی اور فرمایا یہہ جو مہینہ ہٹا دینا ہی سو بڑہانا ہی کفر میں
اسکی معنی ٹلا دینا ایک مہینی کی تحریم کا دوسری مہینی پر یہہ کفار جاہلیت میں اشہر حرام کی تعظیم ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی عہد سی
کرتی چلی آتی تہی پشت در پشت اور ان مہینون میں جنگ وجدال کو حرام جانتی تہی یہانتک کہ اون کفار نی نسی کا طریقہ نکالا اور تحریم کو بدل ڈالا کیونکہ اکثر گذران
اور معاش اونکی اوٹ پر تہی ... بڑی لڑنی والی اور لٹیری تہی جب مہینہ حرام آجاتا اور وہ لڑائی پر ہوتی تو اونکو اوس لڑائی کا ترک کرنا دشوار ہوتا تہا
پہر اوس مہینہ کو حلال کر لیتی تہی اور اوسکی جگہہ اور مہینہ کو حرام ٹہرا دیتی تہی یہان تک خصوصیت ان مہینون کی ترک کردی صرف گنتی کا اعتبار رکہا اور بعضی وقت
گنتی برس ان کی ... ایک برس او تیرہ مہینہ کا اور چودہ مہینہ کا ٹہرا دیتی تا کہ وقت میں گنجایش ہو جا اسی واسطی حدیث میں کہول کر
گنتی کو بیان کیا ... اس میں ... کہ برس ... بارہ مہینہ کا ہوتا ہی اور ہماری شرع میں اندازہ
چاند کی رفتار کا ہی ... اور انہیں قمری مہینون میں سی چار مہینہ حرام ہین تین اونمین سی پی درپی ہین
یعنی ... اور حدیث میں اس مہینہ کو مضر کی طرف اس لئی نسبت کیا ہی کہ قبیلہ مضر

كانت تزيد في تعظيمه واحترامه ولذلك نسب اليهم وقد كان فيه لاهل الجاهلية احكام منها
اسکی تعظیم اور حرمت بہت کرتا تہا وسیہیلئی اونکی طرف منسوب ہوگیا اس مہینہ مین اہل جاہلیت کی بہت احکام تہی ایک یہہ حکم تہا
انهم كانوا يحرمون فيه القتال على ما سبق وكان تحريمه جاريا في ابتداء الاسلام واختلف
کہ اسمین جنگ وجدال کو حرام جانتی تہی چنانچہ اوپر گزرا اور یہہ تحریم ابتداء اسلام مین بہی جاری تہی اور اسکی قایم رہنی مین علماء کو
العلماء في بقائه فذهب الجمهور الى نسخه واستدلوا عليه بان الصحابة اشتغلوا بعد النبي عليه السلام
اختلاف ہی جمہور کی نزدیک منسوخ ہی اس دلیل سی کہ صحابہ رضی اللہ عنہ بعد نبی علیہ السلام کی فتح بلاد مین مشغول رہی
بفتح البلاد ومواصلة القتال والجهاد فلم ينقل عن احد منهم انه توقف على القتال في شئ من الاشهر
اور قتال اور جدال برابر کرتی رہی کسی سی یہہ منقول نہین ہوا کہ اشہر حرام مین سی کسی مہینی مین جنگ مین توقف کیا ہو
الحرام وهذا يدل على اجماعهم على نسخه ومنها انهم كانوا في الجاهلية يذبحون فيه ذبيحة يسمونها
یہہ دلالت کرتا ہی کہ بالاجماع تحریم منسوخ ہوئی اور ایک یہہ حکم تہا کہ کفار جاہلیت مین اسمین قربانی ذبح کرتی ہی اسکا نام عتیرہ رکہہ چہوڑا تہا
عتيرة واختلف العلماء في حكمها بعد الاسلام فالاكثرون على ان الاسلام ابطلها لما ثبت في
اوسکی حکم مین بہی بعد اسلام کی علماء نی اختلاف کیا ہی اکثر علماء کا یہہ قول ہی کہ اسلام نی اسکو باطل کردیا چنانچہ
الصحيحين عن ابي هريرة انه عليه السلام قال لا فرع ولا عتيرة والفرع بفتحتين اول ولد تلده الناقة
صحیحین مین ابوہریرہ کی روایت سی ثابت ہی کہ آپ نی فرمایا نہ فرع ہی اور نہ عتیرہ اور فرع ساتہہ زبر فا اور راء کی پہلا بچہ جو اونٹنی جنی
وكان اهل الجاهلية يذبحونه لالهتهم في الجاهلية ويتبركون به والعتيرة ذبيحة كانت تذبح
اور اہل جاہلیت اوسکو اپنی بتون کی نام پر برکت کی واسطی جاہلیت مین ذبح کیا کرتی تہی اور عتیرہ ایک قربانی تہی
في العشر الاول من رجب وتسمى رجبية وكان يتقرب بها اهل الجاهلية في الجاهلية واهل الاسلام
جو رجب کی پہلی دہی مین ذبح کرتی تہی اسکا نام رجبیہ تہا اہل جاہلیۃ جاہلیت مین اسکو ثواب جانتی تہی اور اہل اسلام بہی
في صدر الاسلام ثم نسخت بحديث لا فرع ولا عتيرة وقد روى عن الحسن انه قال ليس في الاسلام
ابتداء اسلام مین پہر یہہ اس حدیث سی لا فرع ولا عتیرۃ منسوخ ہوگیا اور حسن سی روایت ہی کہ آپ نی فرمایا اسلام مین عتیرہ نہین ہی
عتيرة وانما كانت العتيرة في الجاهلية كان احدهم يصوم رجب ويعتر فيه وشبه الذبح فيه
عتیرہ جاہلیت ہی مین تہا بعضا اونمین سی رجب مین روزہ رکہتا اور عتیرہ ذبح کرتا اور رجب مین ذبح کرنیکو تشبیہ دی ہی
باتخاذه موسما وعيدا وروى عن طاؤس انه قال لا تتخذوا شهرا عيدا ولا يوما عيدا واصل هذا
کہ گویا موسم اور عید بنایا ہی اور طاؤس سی روایت ہی کہ آپ نی فرمایا مت بناؤ کسی مہینہ کو عید اور نہ کسی دن کو عید اور اسکی اصل یہہ ہی
ان المسلمين لا يجوز لهم ان يتخذوا وقتا من الاوقات عيدا الا ما جاءت الشريعة باتخاذه عيدا
کہ مسلمانون کو جایز نہین ہی کہ کسی وقت کو وقتون مین سی عید ٹہرالین سوا اوسکی جو شریعت مین عید ٹہر چکا ہی یعنی ہر ہفتہ مین
وهو في الاسبوع يوم الجمعة وفي العام يوم الفطر ويوم الاضحى وايام التشريق واما ما عدا ذلك
جمعہ کا دن اور ہر سال مین دن عید الفطر کا اور دن بقرہ عید کا اور ایام تشریق کی اور جو ان دنونسی سوا ہین
فاتخاذه عيدا وموسما بدعة لا اصل له في الشريعة المحمدية بل من اعياد المشركين وقد كانت لهم
سو اونکا عید اور موسم ٹہرانا بدعت ہی شریعت محمدی مین اوسکی کچہہ اصل نہین ہی بلکہ مشرکون کی عید ہی اور مشرکون کی
اعياد زمانية واعياد مكانية فلما جاء الاسلام ابطلها الله تعالى وعوض عن اعيادهم الزمانية
بہت عیدین تہین زمانی بہی اور عیدین مکانی بہی پہر جب اسلام آیا تو اللہ تعالی نی سب باطل کردی اور عوض مین اونکی زمانی عید کی

فی الکتب المعتبرة کالکافی وغیره ان الفقهاء اتفقوا علی کراهة الجماعة فی النوافل عدا التراویح والکسوف والخسوف
جیسی کافی وغیره صاف مذکور ہی کہ فقہاء بالاتفاق قائل ہین کہ سوای تراویح اور صلوة کسوف اور خسوف
والاستسقاء اذا کان سوی الامام اربعة وقالوا ان التطوع بالجماعة انما یکره اذا کان علی سبیل التداعی بان
اور استسقاء کی نفلون کی جماعت مکروہ ہی اگر سوای امام کی چار آدمی ہوجاوین اور کہتی ہین کہ نوافل جماعت سی جب مکروہ ہین کہ وہ جماعت بطور اجتماع کی ہو ایسا
یجتمع جماعة فوق الثلثة ویقتدوا بواحد واما لو اقتدی واحد او اثنان بواحد لا یکره وفی الثلثة اختلاف و
کہ تین سی زیادہ جمع ہو کر ایک امام کی اقتدا کرلین اور اگر ایک مقتدی ایک امام ہو یا دو مقتدی ایک امام ہو تو مکروہ نہین ہی اور تین مقتدی ہون تو اسمین اختلاف ہی
فی الاربعة یکره اتفاقا وقد ثبت فی الاصول ان الاداء بالجماعة فیما شرعت فیه الجماعة کالمکتوبات والجمعة و
اور چار مقتدی ہون تو بالاتفاق مکروہ ہی اور اصول مین ثابت ہوچکا ہی کہ ادا کرنا نماز کا جماعت سی جن نمازون مین جماعت جایز ہی جیسی فرایض پنجگانہ اور نماز جمعہ
العیدین والتراویح والوتر فی رمضان اداء کامل وفی غیرها عیب ونقصان بمنزلة الاصبع الزائدة وتلک الصلوة
اور عیدین اور تراویح اور وتر رمضان مین تو یہہ ادا کامل ہی اور انکے سوا اور نمازین جماعت سی عیب دار اور ناقص ہین جیسی چھٹی اونگلی اور یہہ نماز
لیست منها فتکون الجماعة فیها عیبا ونقصانا ولو بعد النذر لان التنفل بالجماعة مکروه ومعصیة والنذر
ان نمازون مین داخل نہین ہی پس جماعت سی نماز کی عیب اور نقصان ہی اگرچہ منت مانی ہو اسلئی کہ نفلین جماعت سی مکروہ اور گناہ ہی اور منت کرنی
بالمعصیة لا یجوز ولا یلزم الوفاء به لما ثبت فی صحیح البخاری عن عائشة انه علیه السلام قال من نذر
گناہ کی جایز نہین ہی اور اوسکا پورا کرنا بہی لازم نہین ہی اسواسطی کہ صحیح بخاری مین حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی اطاعت
ان یطیع الله فلیطعه ومن نذر ان یعصی الله فلا یعصه فهذا الحدیث یدل علی ان النذر انما یجب الوفاء به اذا
الٰہی کی منت مانی تو لازم ہی کہ پوری کری اور جسنی معصیت کی منت مانی معصیت ہرگز پوری نکری تو یہہ حدیث اسپر دلالت کرتی ہی کہ نذر جب ہی پوری کرنی واجب ہوتی ہی کہ
کان فی طاعة الله تعالی والمراد بطاعة الله ههنا ما لیس بواجب ولا معصیة لان النذر مفهوم الشرعی ایجاب
طاعت الٰہی کی ہو اور مراد طاعت سی اسجگہ وہ ہی جو واجب نہو اور نہ معصیت ہو اسواسطی کہ شرع مین نذر کی معنی واجب کرلینا
المباح فلا ینعقد فی الواجب ولا فی المعصیة بل ان وقع فی المعصیة یحرم الوفاء به ویلزم الکفارة کما فی الیمین
مباح کا ہیں امر واجب اور گناہ مین نذر ذمہ پر نہین آتی بلکہ اگر معصیت کی نذر مانی تو اوسکا پورا کرنا حرام ہی اور کفارہ لازم ہوجاتا ہی جیسی قسم مین
لان حکمه حکم الیمین عند کثیر من العلماء منهم ابو حنیفة واصحابه وحجتهم ما روی عن عایشة انه
اسواسطی کہ نذر اور قسم کا اکثر علماء کی نزدیک ایک حکم ہی امام ابو حنیفہ اور انکی یارون کا یہی مذہب ہی اور دلیل انکی وہ ہی حدیث ہی عائشہ کی روایت سی
علیه السلام قال لا نذر فی معصیة وکفارته کفارة یمین وفی حدیث اخر رواه ابن عباس انه علیه السلام
کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہین ہی نذر معصیت مین اور اوسکا کفارہ مانند کفارہ قسم کی ہی اور ایک اور حدیث مین ابن عباس کی روایت سی ہی کہ آپ نی فرمایا
قال من نذر نذرا فی معصیة فکفارته کفارة یمین فان قیل صلوة التسبیح اصلها ثابت عن النبی علیه
جسنی کہ کوئی منت گناہ کی مانی تو اوسکا کفارہ کفارہ قسم کا سا ہی اگر کوئی پوچھی صلوة التسبیح کی اصل تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی ثابت ہی
فهل یجوز اداؤها بالجماعة بعد النذر فی هذه اللیلة فالجواب ان الجماعة فی النوافل لما کانت مکروهة کراهة تحریم
پس اسکا بہی جماعت سی ادا کرنا منت کی بعد اسی رات مین جایز ہی یا نہین اسکا جواب یہہ ہی جب نفلون مین جماعت مکروہ تحریمی ٹہری
لکونها بدعة کان النذر بها مکروها ایضا فلا یجوز ارتکابه لا سیما مع وجود تخصیص الوقت بل تجب علی الخلق
بسبب بدعت ہونی کی تو اسکی نذر بہی مکروہ ہی تو اب اسطور پر ادا کرنا جایز نہین ہی خاص ایسی حال مین کہ وقت بہی خاص کر رکہا ہو بلکہ خلق کی ذمہ
اتباع الحق وان لم یدرکوا ما فیه من المصالح والاحتراز عن البدع والمحدثات وان لم یفهموا ما فیها من المفاسد
اتباع حق کا واجب ہی اگرچہ اوسکی خوبیونسی واقف نہون اور بدعت اور محدثات سی احتراز کرنا واجب ہی اگرچہ اوسکی مفاسد کو نہ سمجہتی ہون

فان مفاسدها کثیرة من جملتها ان کل ما احدث من الاعمال فی یوم من الایام او فی لیلة من اللیالی
کیونکہ اسکی مفاسد بہت ہین چنانچہ انہین سی ایک یہہ ہی کہ ہر بدعت عمل مخصوص کسی دن مین تمام ایام مین سی یا کسی رات مین تمام راتون مین سی

لا بد ان یکون من یعمل به معتقدا ان ذلک الیوم افضل من سائر الایام والعمل فیه افضل من العمل فی سائر
ضرور اسکی عمل کرنیوالیکا یہہ عقیدہ ہوگا کہ یہہ دن تمام دنون مین افضل ہی اور اسدن مین عمل تمام اعمال سی جو اور دنون مین ہو افضل ہی

الایام وان تلک اللیلة افضل من سائر اللیالی والعمل فیها افضل من العمل فی سائر اللیالی ولولا هذا الاعتقاد فی قلبه لما اقدم علی تخصیص
اور یہہ رات تمام راتون مین افضل ہی اور اس رات مین عمل اور راتون کی اعمال سی افضل ہی اسو طرح کہ اگر یہہ عقیدہ اسکی دلمین ہوتا تو کبھی روزہ اوسدن کا خاص

ذلک الیوم بصیام وتلک اللیلة بقیام لان النبی نهی عن تخصیص بعض الاوقات بصلوة وصیام ورخص فی ذلک اذا لم یکن علی وجه التخصیص
کرتا اور کبھی اوس رات کا جاگنا خاص کرتا اسلئی کہ منع کیا ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی خاص کرنا بعضی وقت کا واسطی نماز کی یا روزہ کی اور اگر روزہ اور نماز کی خصوصیت کی ساتھ

کما روی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال لا تخصوا لیلة الجمعة بقیام من بین اللیالی ولا تخصوا
اوسکی روایت ہی ابوہریرہ سی کہ فرمایا نبی علیہ السلام نی کہ جمعہ کی رات کو واسطی جاگنی کی تمام راتون مین سی مت خاص کرو

یوم الجمعة بصیام من بین الایام الا ان یکون فی صوم یصومه احدکم فعلم من هذا ان الفساد انما نشأ من تخصیص
روز جمعہ کو واسطی روزہ کی تمام دنون مین سی مت خاص کرو مگر یہہ کہ آجاوی [illegible] روزہ [illegible] معلوم ہوا کہ یہہ فساد اسی سی پیدا ہو کہ خاص کیا

ما لا اختصاص له فی الشرع وهذا المعنی موجود فیما نحن فیه لان الناس انما یخصون تلک اللیلة بما
ایسی وقت کو جسکی شرع مین کچھ خصوصیت نہین ہی اور یہہ ہی خصوصیت [illegible] ہم بحث کرتی مین موجود [illegible] رغائب [illegible] شب کو اس نماز کی واسطی

یفعلونه فیها لاعتقادهم [illegible] فضیلة زائدة علی ما یفعله فی غیرها فلما لم یکن فیه فضیلة منعوا
اسی اعتقاد سی خاص کرتی [illegible] اس رات مین [illegible] فضیلت ہی اور عبادت [illegible] اور راتون مین [illegible] خصوصیت

عن تخصیصه [illegible] اعتقادی ان الصلوة فی [illegible]
[illegible]

اللیلة [illegible] الصلوة فلا بد ان یکون [illegible]
[illegible]

اما موافقة [illegible] وبخو ذلک [illegible] ظاهر لان [illegible]
[illegible]

[illegible] فی ان یکون فاسقا
[illegible] فاسق

[illegible] اهل الزمان یصلون
[illegible]

[illegible] الصلوة فی هذه اللیلة [illegible] یکونوا بفعلهم هذا فساقا
[illegible] فاسق

[illegible] البدعة [illegible] فی الدین [illegible] عادتهم اذا انکر علیهم
اور بدعتی [illegible] اس بدعت کی [illegible] عادت [illegible] منع کرتی

ان یقولوا هذا خیر من [illegible] اللیلة فان هؤلاء [illegible] لو تاملوا تامل الانصاف
تو کہتی ہین یہہ عبادت اسی رات [illegible] اگر تامل کر کر انصاف کریں

لوجدوا هذا العمل اشد ضررا من فعل المعاصی لان من یفعل المعاصی یعلم حرمة ما فعل فربما یستغفر عنه
توجانتی کہ یہہ عمل معاصی سی ضرر مین سخت تر ہی اسواسطی کہ جو شخص گناہ کرتا ہی تو جانتا ہی کہ مجہسی گناہ واقع ہوا تو اکثر اس سی توبہ کرکر مغفرت مانگتا ہی
ویندم علیه ویحصل له الذلة والانکسار بخلاف هؤلاء فانهم باعتقادهم انها قربة وعبادة مشروعة
اور اوسپر شرمندہ ہوتا ہی اور اوسکو ذلت اور انکسار حاصل ہوتا ہی برخلاف اس گروہ کی یہہ گروہ اس اعتقاد کی سبب کہ یہہ ثواب اور عبادت مشروعہ ہی
فی الدین لا یستغفرون منها ولا یندمون علیها بل یحصل لهم المباهاة والافتخار وهذا ما یذکر عن ابلیس
دین مین نہ تو استغفار کرتی ہین اور نہ اسپر شرمندہ ہوتی ہین بلکہ اونکو اور ناز اور افتخار حاصل ہوتا ہی یہہ ہی ہی جو ابلیس سی حکایت کرتی ہین
انه قال قصمت ظهور بنی ادم بالمعاصی والاوزار وقصموا ظهری بالتوبة والاستغفار فاحدثت لهم
کہ کہتا ہی مینی بنی آدم کی پشت معاصی اور گناہ کی بوجہہ سی توڑدی اور بنی آدم نی میری پشت توبہ اور استغفار سی توڑدی مینی اونکی لئی
ذنوبا لا یستغفرون منها ولا یتوبون عنها وهی البدع فی صورة العبادة ولذلك قیل البدعة شر من الفسوق
ایسی گناہ تجویز کئی ہین کہ نہ اونسی استغفار کرین اور نہ اونسی توبہ کرین یعنی بدعتین ظاہر مین عبادت اسہی لئی کہتی ہین کہ بدعت فسق سی بدتر ہی
فان من یفعل البدعة یزعم انه فی طاعة وعبادة فیکون شاقا لله تعالی ولرسوله لاستحسانه ما کرهه
کیونکہ بدعتی اپنی تئین طاعت اور عبادت مین مصروف جانتا ہی سو یہہ اللہ تعالی پر اور اوسکی رسول پر دشوار گذرتا ہی کیونکہ یہہ نیک سمجہتا ہی جسکو
الشرع ونهی عنه وهو الاحداث فی الدین فانه تعالی قد شرع لعباده من العبادات ما فیه کفایة لهم واکمل
شرع نی برا جانا اور منع کیا یعنی بدعت دین کی باب مین بیشک اللہ تعالی مقرر کرچکا ہی اپنی بندون کی لئی اتنی عبادات جسمین انکو کفایت ہی اور کامل کرچکا ہی
دینهم واتم علیهم نعمته کما اخبر به فی کتابه اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ فالزیادة
اونکا دین اور پوری کرچکا ہی ونپر اپنی نعمت چنانچہ اپنی کتاب مین اسکی خبر دی ہی آج کامل کیا مینی واسطی تمہاری دین تمہارا اور پوری کی تمپر اپنی نعمت پس کامل پر
علی الکمال نقصان واختلال ولیس لاحد ان یقول تلك الصلوة وان کانت بدعة الا ان فیها الاذکار وقراءة
کچہہ زیادہ کرنا نقصان ہوتا ہی اور عیب اور نہین ہو سکتا کہ کوئی یہہ کہی یہہ نماز اگرچہ بدعت ہی پر اس نماز مین اللہ کا ذکر ہی اور قرآن کی
القرآن فیرجی الثواب فی مقابلة تلك الاذکار والقراءة اذ یقال له ان تلك الصلوة لما کانت بدعة وضلالة کان الاذکار والقراءة
تلاوت ہی پس امید ہی کہ اس ذکر اور تلاوت قرآن کا تو ثواب ہو اسواسطی کہ جواب یہہ ہی یہہ نماز جب بدعت اور گمراہی ٹہری تو تمام ذکر اور تلاوت جو
الواقعة فیها من قبیل خلط الطاعات بالمعصیة فهو معصیة اخری اشد استقباحا من الاولی فیجب الاحتراز عنها وکذا لیس لاحد ان یقول لا منع من تلك
اوس نماز مین ہی ایسی ہی کو یا طاعات مین معصیت ملا دی اب پہر ایک اور معصیت ہی پہلی سی بہی بدتر سو اس سی احتراز ہی کرنا چاہئی ایسی ہی نہین ہو سکتا جو کوئی یہہ کہی
الصلوة لقوله تعالی اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ولا ان یستدل علی خیریتها بما روی انه علیه السلام
اس نماز سی منع نہین کیونکہ اس آیت کی ممانعت ہی کیا تو نی دیکہا وہ جو منع کرتا ہی بندی کو جب نماز پڑہی اور نہ یہہ مجال کہ کوئی استدلال کری اسکی خوبی پر اسی حدیث سی کہ آپ نی
قال الصلوة خیر موضوع اذ یقال له ما قلت انما هو فی صلوة لا یخالف الشرع بوجه من الوجوه وتلك
فرمایا نماز خوب چیز وضع کی ہوئی اسواسطی کہ یہہ جواب ہی کہ یہہ حدیث ایسی نماز کی حق مین ہی جو کسی وجہ سی شرع کی خلاف نہو اور یہہ
الصلوة مخالفة للشرع من وجوه علی ما ذکره العلماء فی تصانیفهم منها الاعتماد علی الحدیث الموضوع
نماز شرع کی مخالف کئی وجہ سی ہی چنانچہ علماء نی اپنی اپنی تصانیف مین ذکر کیا ہی ایک یہہ کہ وضع حدیث پر اعتماد کیا
فانه اذا ثبت کونه موضوعا خرج من المشروعیة ویکون مستعملة من خدام الشیطان ومنها فعلها
کیونکہ جب وضع ہونا ثابت ہوا تو مشروعیت سی خارج ہوئی اب اوسپر عمل کرنیوالا شیطان کا خادم ہی اور ایک یہہ کہ
بالجماعة فان الجماعة فی النوافل مکروهة فکیف فیها ومنها تخصیصها بلیلة الجمعة وقد ورد النهی عن تخصیص
جماعت سی ادا کرنا اور جماعت نفلون مین مکروہ ہی انہین کیون نہو اور ایک یہہ کہ خصوصیت شب جمعہ کی اور حال یہہ کہ نہی آچکی خاص کرنی

ليلة الجمعة بقيام ويومها بصيام ومنها اسراج السرج الكثيرة لاجلها وذلك لا يجوز لكونه تبذيرا
شب جمعہ سے واسطے جاگنے کی اور خاص کرنے دن جمعہ کی سے واسطے روزے کی اور ایک یہہ کہ اسکی لئے روشنی خوب کرتے ہین اور یہہ جایز نہین ہے کہ اسراف ہے

والتبذير حرام بنص القران ومنها اعتقاد العامة انها سنة بل كثير من العوام يعتقدون فرضا
اور اسراف حرام ہے نص قرآن سے ثابت اور ایک یہہ کہ عوام اسکو مسنون سمجھتے ہین بلکہ اکثر عوام فرض جانتے ہین

حتى انهم يتركون الفرائض ولا يتركونها بل يعدونها راس جميع الصلوة المفروضة بسبب فعلها وحضورها
یہان تک کہ وہ لوگ فرض کو تو ترک کردین اور اس نماز کو نہ چھوڑین بلکہ اسکو تمام فرض نمازون سے افضل شمار کرتے ہین کیونکہ اوسکو پڑھتے ہین اور اوسمین

بعض من الاكابر ممن لا يحضر الجماعة في المكتوبات ومنها اتخاذها وظيفة من وظائف الدين وشعيرة من
وہ عمدہ لوگ حاضر ہوتے ہین جو فرایض کی جماعت مین حاضر نہین ہوتے اور ایک یہہ کہ اسکو ایک وظیفہ دین کی وظیفون مین سے اور ایک نشان

شعائر المسلمين حتى ان الحكام ينبهون الائمة والمؤذنين ان لا يغفلوا عنها في هذه الليلة بل يظهرون النداء
مسلمانی کی نشانیون مین سے مقرر کیا ہے یہان تک کے حاکم وقت امام اور مؤذن کو خبردار کردیتے ہین کہ ایسا نہو غفلت سے اس رات مین قضا ہوجاے بلکہ منادی کرتے ہین

بان من لا يصليها يضرب ضربا شديدا ويعزلون الامام الذين يتخلف عنها كما جرى كل ذلك في بعض
کہ جو شخص اس نماز کو نہین پڑہیگا تو خوب پٹے گا اور امام کو موقوف کردیتے ہین جو اتفاقا نہ پڑہے چنانچہ یہہ تمام حال بعضے وقتون مین

الاوقات في بعض البلاد فياليتهم فعلوا مثل ذلك في الفرائض والواجبات وهذه هي الفتنة التي قال فيها
بعضے شہرون مین گذرا ہے پس کاشکے ایسی تاکید فرایض اور واجبات مین کرتے اور یہہ وہ ہی فتنہ ہے جسکی باب مین

ابن مسعود كيف انتم اذا البستكم فتنة يهرم فيها الكبير وينشأ فيها الصغير تجري على الناس يتخذونها سنة
ابن مسعود نے کہا ہے تمہارا کیا حال ہوگا جب تمکو فتنہ گہیرے کہ بڈہا ہوجاوے اوسمین کبیر اور جوان ہوجاوے اوسمین صغیر عادت ہو لوگون کی کہ اوسکو سنت ٹہرالیتے ہین

اذا غيرت قيل غيرت السنة او هذا منكر وكان يقول ايضا اياكم وما يحدث من البدع فان الدين لا يذهب
جب تونے بدلا تو کہین تونے سنت کو تبدیل کیا یا یہہ بیجا ہے اور ابن مسعود یہہ بھی کہتے تہے بچتے رہو نواحداث بدعتون سے کیونکہ دین ایک بار ہی

من القلوب بمرة ولكن الشيطان يحدث لكم بدعا حتى يذهب الايمان من قلوبكم فعلى هذا يجب على
دلون مین سے نہین نکلجاویگا لیکن شیطان تمہاری لئے بدعتین پیدا کریگا یہان تک کہ ایمان تمہاری دلون مین سے نکل جاویگا اس بیان کی موافق ہر ہر مسلمان پر

كل مسلم ان يحذر من الاغترار والميل الى شئ من البدع والمحدثات وتصون دينه عن العوائد التي استانس
واجب ہے کہ بچتا رہے فریفتگی اور غفلت اور توجہ سے طرف تمام بدعات اور محدثات کی اور اپنے دین کو عادات سے بچاوے جس مین الفت پکڑی

بها وتربي عليها فانها سم قاتل قل من سلم من افاته وظهر له الحق معها لان لها حلاوة في قلوب اهلها
اور پرورش پائی بیشک یہہ زہر قاتل ہے اسکی آفات سے کم بچتے ہین اور اسکی ساتہہ حق کبہی نہین ظاہر ہوتا اسلئے کہ اسکا مزہ بدعتیون کی دل مین ایسا آیا ہے

يستحسنها طباعهم فلا يتركونها ولذلك كان هشام بن عروة يقول لا تسئل الناس عما احدثوه فانهم قد
کہ اونکی دل اسکو پسند کرتے ہین سو کبہی نہ چھوڑین گی اسی لئے ہشام بن عروہ کہتے تہے کہ لوگون سے کیا پوچہتے ہو بدعات کو اسکا تو اونہون نے

اعدواله جوابا لكن اسئلوهم عن السنة فانهم لا يعرفونها يسر نا الله اليوم العمل بالسنة والاحتراز عن البدع
جواب تیار کر رکہا ہے لیکن اونسے یہہ پوچہو سنت کیا ہے یہہ سنت کو نہین جانتے اللہ تعالی ہمکو آج سنت پر عمل آسان کرے اور بدعت سے بچاوے

المجلس العشرون في بيان فضائل حج المبرور وبيان البدعات فيه قال رسول الله صلى الله عليه
بیسوین مجلس بیان مین فضایل حج مبرور کی اور بیان حج کی بدعتون کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة
وسلم نے جسنے حج کیا واسطے اللہ کی پہر نہ فحش کہا سامنے عورتون کی اور نہ بدکاری کی ایسا پاک ہوجاویگا جیسا جنا تہا اوسکی ماں نے یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون [illegible]

ومعناه ان من حج واجتنب جمیع ما فیه اثم من القول والفعل غفرت ذنوبه والمراد من الذنوب الصغائر
اسکی معنی یہہ ہین کہ جسنی حج کیا اور بچا تمام گناہون قولی اور فعلی سی اوسکی گناہ معاف ہوجاوینگی اور گناہون سی مراد صغیرہ گناہ ہین

لان الکبیرة لا یکفرها الا التوبة واما الصغیرة فلها مکفرات کثیرة وردبها السنة کالصلوات الخمس
اسلئی کہ کبیرہ گناہ کا کفارہ سوای توبہ کی کچہہ نہین ہی اور گناہ صغیرہ کی جہوڑانیوالی بہت چیزین ہین یہہ حدیث مین آیا ہی جیسی نماز پنجگانہ

والجمعة وصوم رمضان وغیرها فان کل واحد من مبانی الاسلام یکفر الذنوب والخطایا فیهدمها
اور نماز جمعہ اور روزی رمضان کی اور سوا اسکی بیشک ہر ہر اصول اسلام مین سی گناہ اور خطا کا کفارہ ہی کہ سب برابر کردیتا ہی

فکلمة لا اله الا الله لا تبقی ذنبا ولا یسبقها عمل والصلوات الخمس والجمعة الی الجمعة ورمضان الی
بس کلمہ لا الہ الا اللہ کوئی گناہ باقی نہین جہوڑتا اور نہ اس سی کوئی عمل فایق ہی اور نمازین پنجگانہ اور روز جمعہ سی جمعہ تک اور رمضان سی

رمضان مکفرات لما بینهن ما اجتنب الکبائر والصدقة تطفی الخطیئة کما یطفی الماء النار والحج
رمضان تک کفارہ ہین درمیان کی گناہون سی جبتک کہ کبیرہ سی بچتا رہی اور صدقہ خیرات خطاؤن کو بجہا دیتا ہی جیسی پانی آگ کو بجہا دیتا ہی اور حج

الذی لا رفث فیه ولا فسق یخرج صاحبه من ذنوبه کیوم ولدته امه لما روی انه علیه السلام قال
جسمین فحش ہو سامنی عورتون کی اور نہ بدکاری تو حاجی گناہون سی ایسا پاک ہوجاتا ہی جیسی اوسکی ماں نی جنا تہا کیونکہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا

من قضی نسکه وسلم المسلمون من یده ولسانه غفر ما تقدم من ذنبه وما تأخر وفی الصحیحین انه علیه
کہ جسنی تمام ارکان حج کی اداکئی اور تمام مسلمان اوسکی ہاتہہ اور زبان سی سلامت رہی تو اوسکی تمام گناہ پہلی اور پچہلی معاف ہوتی ہین اور صحیح مسلم و بخاری مین ہی کہ آپ نی

[illegible] لیس له جزاء الا الجنة واختلف العلماء فی کون الحج المبرور مکفرا للکبائر والصحیح انه یکفرها
[illegible] سوا جنت کی اور نہین اور علماء نی اختلاف کیا ہی کہ آیا حج مبرور کبیرہ گناہون کا کفارہ ہوتا ہی یا نہین صحیح یہہ ہی کہ کفارہ نہین ہوتا

[illegible] لیس مراده انه یسقط عن مرتکبها [illegible]
[illegible] کفارہ ہوتا ہی تو اوسکی مراد یہہ نہین ہی کہ مرتکب کبیرہ کی ذمہ سی قضا عبادات اور [illegible]

والمراد [illegible] یکفر عنه تاخیر قضاء ما لزمه فانه اذا [illegible]
اوسکی مراد [illegible] کہ جو اوسکی ذمہ ہی اوسکی تاخیر قضا کا کفارہ ہوتا ہی بیشک جب [illegible]

[illegible] علیه یکون مرتکبا الکبیرة لان والحج المبرور [illegible]
[illegible] تو مرتکب کبیرہ کا ہوگا اور حج مبرور وہ ہوتا ہی جسمین کوئی گناہ [illegible]

[illegible] من الاول [illegible] المبرور [illegible]
[illegible] معنی مین اور حج مبرور ہونی کی [illegible]

[illegible] صلاح نفسه [illegible] الحج [illegible]
[illegible] صلاح نفس مین سعی کرتا ہی [illegible] کہ حج کو مقبول ہونی کی [illegible]

[illegible] الرجوع ویترک قرناء السوء [illegible] الله تعالی [illegible]
[illegible] اور برے ہمنشینون کو ترک کردی [illegible] اللہ تعالی کی [illegible]

[illegible] فمن نکث فانما ینکث علی نفسه ومن اوفی بما عاهد علیه الله فسیؤتیه اجرا عظیما
[illegible] اور جو کوئی قول توڑی سو توڑتا ہی اپنی برا کو اور جو کوئی پورا کری جس پر قرار کیا اللہ سی وہ دیگا اوسکو عوض بڑا

[illegible] ما روی عن ابن عباس انه قال [illegible]
[illegible] روایت ابن عباس کی [illegible]

صافح الله تعالی وقبل یمینه وقال عکرمة الحجر الاسود یمین الله تعالی فی الارض فمن لم یدرک بیعة
اللہ تعالی سی مصافحہ کیا اور اوسکا ہاتھ چوما اور عکرمہ کہتا ہی حجر اسود داہنا ہاتھ ہی اللہ تعالی کا زمین مین جسکو بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
رسول الله فمسح الرکن فقد بایع الله ورسوله وورد فی الحدیث ان الله تعالی لما استخرج من ظهر آدم
میسر نہین ہوئی پہر اوسنی رکن کو ہاتھ سی چہوا تو اوسنی بیشک خدا اور اوسکی رسول سی بیعت کی اور حدیث مین آیا ہی کہ اللہ تعالی نی جب آدم کی پشت مین سی
ذریته واخذ علیهم المیثاق کتب ذلک فی رق ثم استودعه هذا الحجر الاسود وقیل فمن حج اذا استلم الحجر فانه
اوسکی اولاد کو نکالا اور اونسی عہد لیا الست بربکم کا اوسکو پوست آہو پر لکھہ کر اس حجر اسود مین امانت رکھہ دیا اور کہتی ہین کہ حاجی جب حجر اسود کو بوسہ دیتا ہی تو گویا
یجدد البیعة ویلتزم الوفاء بالعهد المتقدم فینبغی له اذا رجع من الحجر ان یحافظ ما عاهد الله علیه
از سر نو بیعت کرتا ہی اور اگلی عہد کا پورا کرنا اپنی ذمہ پر لیتا ہی اب یہہ ہی لائق ہی کہ جب حجر اسود کی پاس سی جدا ہو تو اللہ سی جو عہد کیا ہی
عند استلام الحجر اذ یقبح هذا لمن کمل مبانی الاسلام ان یشرع فی نقض ما بنی بالمعاصی فان علامة
وقت بوسہ دینی حجر اسود کی اوسکی حفاظت کری کتنا برا ہی کہ مبانی اسلام کی پورا کر کر اون مبانی کا نقض معصیت سی شروع کری کیونکہ نشان
قبول الطاعة ان توصله بطاعة اخری بعدها وعلامة ردها ان توصل بمعصیة بعدها ما احسن
طاعت مقبول ہونی کا یہہ ہی کہ اس طاعت کی بعد اور طاعت کر کر ملا تا جاوی اور نشان مردود ہونیکا یہہ ہی کہ بعد اوسکی معصیت ہونی لگی [illegible] اخیر
الحسنة بعد الحسنة وما اقبح السیئة بعد الحسنة فقد قیل ذنب بعد التوبة اقبح من سبعین ذنبا
طاعت بعد طاعت کی اور کیا برا ہی بدی بعد طاعت کی کیونکہ کہتی ہین ایک گناہ توبہ کی بعد بدتر ہی ستر گناہ سی
قبلها فان النکث صعب من المرض الاول فالحاج اذا کان حجه مبرورا یغفر له ولمن استغفر له
توبہ کی پہلی کیونکہ دوبارہ مرض کا عود کرنا اول مرض سی سخت ہوتا ہی پس حاجی کہ اوسکا حج مبرور ہوتا ہی تو وہ بخشا جاتا ہی اور جسکی واسطی مغفرت مانگی
واذا رجع یرجع وذنبه مغفور ودعائه مستجاب ولذلک یستحب تلقیه والسلام علیه وطلب الاستغفار
اور جب وہ ہٹتا ہی تو اس حال مین کہ اوسکی گناہ معاف اور اوسکی دعا مقبول ہی اسہی لئی مستحب ہی اوس سی ملنا اور سلام علیک کرنی اور اوس سی مغفرت کی دعا کرانی
منه لما روی عن ابن عمر انه علیه السلام قال اذا لقیت الحاج سلم علیه وصافحه ومره ان یستغفر
موافق روایت ابن عمر کی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جب تو کسی حاجی سی ملی تو سلام علیک کر اور مصافحہ کر اور عرض کر کہ تیری [illegible]
لک قبل ان یدخل بیته فانه مغفور له وروی عن الحسن انه قال اذا خرج الحجاج [illegible]
مغفرت مانگی کیونکہ وہ بخشا ہوا ہوتا ہی اور حسن سی روایت ہی کہ کہتی تہی جب حاجی حج کی لئی [illegible]
فاذا فعلوا فالقوهم وصافحوهم قبل ان یخالطوا الذنوب فان البرکة فی ایدیهم نکر [illegible] فلیل یکون [illegible]
توشہ دو پہر جب وہ حج کر کر آوین تو اونسی ملو اور مصافحہ کرو پہلی اس سی کہ وہ گناہوں میں مبتلا ہوں کیونکہ اونکی ہاتہوں مین برکت ہی پر بہت کم شخص ہین جنکا حج مبرور ہو
قیل لابن عمر ما اکثر الحاج فقال وما اقلهم وقال ایضا الرکب کثیر والحاج قلیل وانما قال ذلک اذ هی البدع
کسی نی ابن عمر سی کہا حاجی کتنی بہت ہین اونہی جواب دیا کہ حاجی بہت تہوڑی ہین اور یہہ بہی کہا سوار تو بہت ہین پر حاجی تہوڑی ہین یہ اسہی لئی کہا کہ [illegible]
والمنکرات الکثیرة بین الحجاج فاعظمها فتنة واکبرها مصیبة واکثرها وقوعا وبلیة ترک اکثرهم الصلوة
اور منکرات بہت ہوتی ہین پس بڑا فتنہ اور بڑی معصیت اور بڑی بلا جو اکثر واقع ہوتی ہی یہہ ہی کہ اکثر حاجیوں کی نماز [illegible]
ومن لم یترکها یضیع وقتها ویجمعها علی غیر الوجه الشرعی وذلک حرام بالاجماع ومن علم انه اذا حج
اور جو نماز نہین ترک کرتا تو وقت کو کہو دیتا ہی اور بر خلاف وجہ شرعی کی جمع کر کر ادا کرتا ہی اور یہہ با اتفاق حرام ہی اور جو جانتا ہی کہ جب وہ حج کی [illegible]
الی الحج تفوته صلوة واحدة یحرم علیه الحج رجلا کان او امراة لان من یترک صلوة واحدة لا یکفر [illegible]
تو اوسکی ایک نماز فوت ہوگی تو اوسکو حج کو جانا حرام ہی مرد ہو یا عورت اسواسطی کہ جسکی ایک نماز قضا ہوتی ہی تو اوسکا عوض ستر حج سی [illegible]

من سبعین حجة فیکون کمن ضیع الف دینار فی طلب درهم واحد فاذا کان کذلک فعلی الحاج ان یلازم
نہین ہوتا پہر یہہ شخص ایسا ہی کہ ایک درہم کی واسطی ہزار دینار خراب کئی جب حال یہہ ہی تو حاجیون کو ضرور ہی کہ نماز ین
الصلوٰة فی وقتها بالجماعة عند التیسیر وبالانفراد عند التعسر مع الاحتیاط عن التیمم حال کفایة
وقت پر آسانی مین جماعت سی اور تنگی کی وقت تنہا ادا کیا کرین بر تیمم سی احتیاط کرین اگر پانی غلبۂ ظن مین
الماء للوضوء والشرب له ولرفیقه باعتبار غلبة الظن وعن الوضوء بماء نجس وعن الصلوٰة قبل وقتها
واسطی وضوء اور پینی کی اور اسکی رفیق کی کافی ہو اور احتیاط وضوء کی ناپاک پانی سی اور احتیاط نماز کی وقت کی پہلی سی
ومع الاجتهاد فی امر القبلة فی موضع الاشتباه ومن منکرات الحاج تزیین الجمل بالحلی من الذهب و
اور کوشش کرین سمت قبلہ مین اشتباہ کی مقام مین اور حاجیون کی بدعات مین سی ہی اونٹ کا سونی اور چاندی کی گہنی کی
الفضة والقلائد والاساور والباس الحریر وتزیین المشاعل بذلك ایضا یفعلون ذلك عند خروجهم
اور قلادہ اور کنگن سی اور حریر پہنا کر سنگار کرنا اور ایسی ہی زیب و زینتون سی مشعلین روشن کرتی ہی اور یہہ سانگ جب اپنی شہر سی رخصت
من بلدهم ورجوعهم الیه وعند دخولهم مکة والمدینة وهم اثمون فی جمیع ذلك ویشارکهم فی الاثم
ہوتی ہین اور جب بنکر پہر اپنی شہر مین داخل ہوتی ہین اور جب مکہ اور مدینہ مین داخل ہوتی ہیں تو کیا کرتی ہین اور وہ سب ان بدعات کی کرنی پر گنہگار ہوتی ہین
من یطاول لرویة ذلك ویستحسنه او یسکت عنه ومن منکراتهم ایضا خروج النساء عند ذهابهم
جو دیکہنی کو جاتی ہین اور اسکو نیک سمجہتی ہین یا چپ ہوکر منع نہین کرتی اور حاجیون کی بدعات مین سی یہہ بہی ہی کہ عورتین انکی جاتی وقت
وعند مجیئهم فان الواجب علی المراة قعودها فی بیتها وعدم خروجها من منزلها وعلی الزوج منعها عن
اور آتی وقت ساتہہ نکلتی ہین کیونکہ عورتون پر اپنی گہر مین بیٹہی رہنا اور اپنی رہنی کی مقام سی باہر نکلنا واجب ہی اور شوہر پر اونکا روکنا نکلنی سی
الخروج ولو اذن لها وخرجت کانا عاصیین والاذن قد یکون بالسکوت فهو کالقول لان النهی عن
واجب ہی اور خاوند نی اگر اسکو اجازت دی اور وہ نکلی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت کبہی چپ رہنی سی ہی ہوتی ہی وہ ایسی ہی جیسی زبانسی کہا اسواسطی کہ باز رکہنا
المنکر فرض وان خرجت بغیر اذن زوجها یلعنها کل ملك فی السماء وکل شیء یمر علیه الا الانس والجن وقد
اُرہر سی فرض ہی اور اگر وہ بغیر اجازت خاوند کی نکلی تو اوسپر تمام فرشتی آسمان کی اور جس جس چیز پر کو گذرتی ہی بجز انسان اور جن کی سب لعنت کرتی ہین اور
جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال ما ترکت بعدی فتنة اضر من النساء فخروج النساء فی هذا الزمان
حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ مینی کوئی فتنہ اپنی بعد بدتر عورتون سی نہین چہوڑا سو نکلنا عورتون کا اپنی گہرون مین سی
من بیوتهن من اکثر الفتن لاسیما الخروج المحرم کخروجهن خلف الجنازة ولزیارة القبور وعند خروج الحجاج
اس زمانہ مین بڑا ہی فتنہ ہی جیسے حرام وجہ سی نکلنا بدتر ہی جیسا جانا عورتون کا جنازہ کی پیچہی اور قبرون کی زیارت کو اور حاجیون کی رخصت کی وقت
ومجیئهم والخیر لهن قعودهن فی بیوتهن وعدم خروجهن عن منزلهن الا تری انه تعالی امر خیر نساء الدنیا و
اور انکی آتی وقت اونکی حق مین گہرون کی اندر بیٹہی رہنا ہی اور اپنی منزل سی باہر نہونا ہی بہتر ہی کیا نہین جانتا کہ اللہ تعالی دنیا مین سی بہترین عورتون کو
هن ازواج النبی علیه السلام بعدم الخروج من بیوتهن فقال وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وهذا النظم الکریم وان نزل فیهن
کہ وہ ازواج مطہرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہین گہرون مین سی نکلنی سی منع کرتا ہی فرمایا اور قرار پکڑو اپنی گہرون مین اور یہہ آیت بزرگ اگرچہ ازواج مطہرات کی حق مین
لان حکمه یعم الجمیع لما تقرر ان خطابات القران تعم الموجودین وقت نزوله ومن سیوجد الی یوم القیمة
پر اسکا حکم سب کی حق مین عام ہی کیونکہ اصول مین ٹہر چکا ہی کہ احکام خطابی قرآن شریف کی تمام موجودین کو وقت نزول کی اور اونکو جو قیامت تک پیدا ہونگی
ومن منکراتهم ایضا ان بعض الا یجب علیهم الحج من الفقراء یخرجون معهم بلا زاد ویقولون نحن متوکلون
اور حاجیون کی منکرات مین سی یہہ بہی ہی کہ جن پر مقدوروں پر حج فرض نہین ہی وہ بہی اونکی ساتہہ ہوجاتی ہین بی توشہ خالی ہاتہہ اور کہتی ہین کہ ہم توکل پر ہین

فیکونون

فیکونون کلاً علی الناس وثقلاً علیهم غیر منفکین عن ابرامهم بالسؤال والسؤال حرام وهم یرتکبون
پہر وہ لوگون پر بہاری پڑتی ہین اور دشوار ہوتی ہین اونکی بہیک مانگنی نہین چہوٹتی اورحال یہہ ہی کہ مانگنا حرام ہی اوروہ اس حرام کو امر ناجائز

ذلك الحرام لاداء مالا یجب علیهم بل یترکون کثیراً من الصلوات الخمس ویقعون فی انواع المعاصی فیکون
اداکی لئی اختیار کرتی ہین بلکہ اکثر اوقات نمازین پنجگانہ مین سی ترک کرتی ہین اور قسم قسم کی معاصی مین گرفتار ہوتی ہین پہر وہ ہی

سبب کمالهم وزیادتهم سبباً لنقصانهم وخسرانهم وقد قال بعض المفسرین یاتی علی الناس زمان یحج اغنیاؤهم
سبب جو اونکی خوبی اور زیادت کا ہی باعث اونکی نقصان اور خسارہ کا ہوجاتا ہی اور بعضی مفسرون نی کہا ہی لوگون پر ایسا زمانہ آویگا جسمین دولتمند تو

للتنزه واوساطهم للتجارة وقراؤهم للریاء والسمعة وفقراؤهم للمسئلة ولا یبعد ان یقال وسراقهم للسرقة
حج کرینگی واسطی عیش تن آسانی کی اور درمیانہ لوگ تجارت کی واسطی اور قاری واسطی ریا اور کہلاوی کی اور فقرا واسطی مانگ کہانی کی اور بعید نہین کہ یہہ بہی کہین اور چور واسطی

والحاصل ان الحج قد صار فی هذا الزمان فتنة ومحنة لکثیر من الناس حیث لا ینظرون فیما اوجبه الله تعالی
اور حاصل یہہ ہی کہ حج اس زمانہ مین بہت لوگون کی حق مین فتنہ اور محنت ہوگیا ہی اسواسطی کہ وہ ہی نگاہ نہین کرتی کہ اللہ تعالی نی اونپر کیا کیا

علیهم فیه من حقوقه وحقوق عباده فانه تعالی اوجب علیهم الحج بشرط الاستطاعة وهی تقتضی
اپنی حق اور اپنی بندون کی حق واجب کئی ہین بیشک اللہ تعالی نی اونپر حج اس شرط سی فرض کیا ہی کہ استطاعت ہو یعنی اتنی

القدرة علی ما یکفی الانسان مما یحتاج الیه مدة ذهابه ومجیئه من ماکول ومشروب ومرکوب
قدرت ہو کہ انسان کو حاجات کی لئی جانی اور آنی کی مدت مین کفایت کرجاوی کہانی کو اور پینی کو اور سواری کو

فمن الناس من یخرج الی الحج بلا زاد وراحلة لفقره فربما یهلك فی الطریق عند حاجته الی الاکل والشرب
پہر بعضی لوگ جو حج کی واسطی نادار یعنی خالی ہاتہہ بی توشہ اور سواری روانہ ہوجاتی ہین تو اکثر راستہ کی اندر کہانی اور پینی

والرکوب فیموت عاصیاً لان الله تعالی نهاه عن السفر علی تلك الحالة ومن خرج الی الحج من غیر ان
اور سواری کی محتاج ہوکر تباہ ہوتی ہین پہر گناہگار ہوکر مرتی ہین اسواسطی کہ اللہ تعالی نی ایسی حالت مین سفر سی منع کیا ہی اور جو شخص حج کو جاوی بدون

یملك ما یکفیه وقصد فی خروجه ان یسئل الناس ما یحتاج الیه فی وقت ضرورته من اکل وشرب ورکوب
اتنی مقدور کی کہ اوسکی واسطی کافی ہو اور ارادہ کری کہ یہانسی نکلتی ہی لوگونسی حاجت کی چیز کہانا پینا سواری ضرورت کی وقت مانگ لین گی

فقد اساء اکبر اساءة لان الغالب من حال الحجاج ان یتزود کل واحد منهم قدر کفایته لمشقة الحمل وبعد
تو اوسنی بہت ہی برا کیا اسواسطی کہ اکثر حاجیون کا حال یہہ ہی کہ توشہ موافق کفایت اپنی باربرداری اور درازی راہ کی لیکر جاتی ہین

الطریق فمن سافر معهم بلا زاد فانه یضائقهم فی زادهم فیکون سفره هذا اذی لنفسه ولغیره واکثر من
پہر جو خالی ہاتہہ اونکی ساتہہ ہوجاوی تو اونسی اونکی توشہ مین مہمانی مانگی کا پہر اوسکا یہہ سفر وبال ہوگا اوسکو بہی اور اورونکو بہی اور اکثر ایسا کام

یفعل هذا هم الذین لا یعرفون شرائط الدین واحکام الاسلام ولا یقصدون طاعة الله تعالی وطاعة
وہ ہی کرتی ہین جو شرایط دین کی اور احکام اسلام کی نہین جانتی اور نہ اونکو طاعت الہی اور اتباع رسول سی کچہہ غرض ہوتی ہی

رسوله بل یقصدون قضاء ما تشتهیه نفوسهم من رؤیة الاماکن البعیدة الغریبة ورؤیة مکة
بلکہ اپنی دل کی ارمان نکالتی ہین دیکہنا عجیب وغریب دور کی شہرون کا اور دیکہنا مکہ

والمدینة والتفرج علی الناس فی مجامعهم اذ یاتون من کل فج عمیق وان یقال له الحاج لا همة له الا
اور مدینہ کا اور سیر کرنا لوگون کی مجلسون کا اسواسطی کہ وہان دور دور کی لوگ آتی ہین اور حاجی کہلائین اسکی اتنی ہی ہمت تہی

ذلك ومنهم من یزین له الشیطان صحبة الرکب ولا مقصود له الا اخذ اموال الناس من سرقة
اور بعضون کی دلمین شیطان ڈالدیتا ہی اونکا مقصود صرف یہہ ہی ہوتا ہی کہ لوگون کا مال چوراکر

او غصب او كيف يمكن فان الشيطان يجتهد دائما في ايقاع بني ادم في الشر فيفتح له بابا من الخير ليوقعه
یہ چہین کر یا جسطرح ہی یعنی کیونکہ شیطان ہمیشہ یہہ کوشش کرتا رہتا ہی کہ بنی آدم کو برائی مین مبتلا کری پہر اونکی لئی ظاہر مین دروازہ خیر کا کہول کر

في انواع المعاصي والمحرمات في السر ومن منكراتهم ايضا انهم في اكثر الاحوال يضيعون حقوق ميتهم اذ قد
درپردہ قسم قسم کی معاصی اور حرام اور برائی مین مبتلا کردیتا ہی اور حاجیون کی منکرات مین سی یہہ بہی ہی کہ وہ اکثر حال مین اپنی مردہ کا حق تلف کردیتی ہین

يموت واحد من رفقائهم حين كونهم نازلين فلا يغسلونه ولا يكفنونه ولا يصلون عليه بل يرتحلون
جب کوئی اونکا رفیق منزل مین اوترتی ہوئی مرجاتا ہی پہر اوسکو نہ تو نہلادین اور نہ کفن دین اور نہ اوسپر نماز جنازہ کی پڑہین بلکہ وہانسی کوچ کرتی ہین

ويتركونه هناك ضايعا بلا دفن ويقعون في الاثام لان كل واحد من هذه الامور من فروض الكفاية التي
اور مردہ کو اوسی جگہہ بی دفن ڈال جاتی ہین اور گناہ مین پہنستی ہین کیونکہ یہہ سب باتین فرض کفایہ ہین اگر کوئی ایک بہی

اذا ترك واحد منها يأثم الكل وقد يموت حين كونهم ذاهبين في الطريق فيرمونه في مكان قفر بلا دفن ويأكله
متروک ہو تو سب گنہگار ہون اور بعضی وقت رستہ مین چلتی ہوئی مرجاتا ہی تو پہر اوسکو یونہین جنگل بیابان مین بی دفن کئی پہینک جاتی ہین اوسکو گیدڑ

السباع وسبب ارتكابهم امثال هذا الجرائم خوفهم ان يأخذ البيت المال ماله ويختارون متاع
بہیڑیئی کہاجاتی ہین اور ایسی ایسی یہہ تمام گناہ صرف اس خوف کی ماری کرتی ہین کہ مبادا اوسکا مال بیت المال مین داخل ہوجا سو یہہ لوگ دنیا کی پونجی کو

الدنيا على الاخرة ويضيعون امثال هذه الفروض ويقعون في الاثام فكيف يكون حجهم مبرورا والحاصل
آخرت کی مقابلہ مین پسند کرتی ہین اور ایسی ایسی فرض باتون کو ضایع کرکر گنہہ مین مبتلا ہوتی ہین اب کیونکر اونکا حج مبرور ہوگا حاصل یہہ ہی

ان من يريد ان يكون حجه مبرورا يلزمه ان يحج باقامة اركانه وواجباته وسننه ويحترز في الاحرام
جو شخص چاہی کہ اوسکا حج مبرور ہووی تو اوسکو لازم ہی کہ حج مین تمام ارکان اور واجبات اور سنن ادا کری اور احرام کی مدت مین تمام

عن محظورات الاحرام وعن سائر المعاصي كلها كبائرها وصغائرها ويتوب قبل الاحرام عن الذنوب كلها
منہیات سی جو احرام مین ہین اور تمام اور معاصی کبایر اور صغایر سی احتراز کری اور احرام سی پہلی تمام گناہونسی توبہ کرکر

باداء الفروض والواجبات وارضاء الخصوم في حقوق العباد ويكون طعامه وشرابه ولباسه ومركبه من
فرض اور واجبات ادا کری اور حقوق العباد مین مدعیون کو راضی کری اور اوسکی کہانا اور پینا اور پہرنا اور سواری

الحلال لا من الحرام اذ قد اختلف الفقهاء فيمن يحج بمال حرام هل يصح حجه ام لا فعند الامام احمد لا يصح ويجب
حلال مال مین سی ہو حرام مین سی نہو اسواسطی کہ فقہانی اختلاف کیا ہی کہ جو شخص حرام مال خرچ کرکر حج کری تو آیا اوسکا حج ادا ہوجاتا ہی یا نہین امام احمد کی نزدیک

عليه ان يحج ثانيا بمال حلال وعند الثلثة يصح حجه ويسقط عنه الفرض ولا يجب عليه الاعادة لكن
ایساحج صحیح نہین ہوتا اوسپر واجب ہی کہ حج دوبارہ مال حلال سی کری اور تینون امامون کی نزدیک اوسکا حج تو صحیح ہی اور اوسکی ذمہ سی فرض ادا ہوگیا اور اوسپر حج دوبارہ بہی واجب نہین

لا يكون حجه مبرورا لان الشرط في كون الحج مبرورا الاجتناب عن كل ما نهى الله عنه مع اداء الحج بشروطه
اوسکا حج مبرور نہین اسواسطی کہ حج مبرور کی لئی یہہ شرط ہی کہ اللہ کی تمام منہیات سی اجتناب کری اور حج کو تمام شرائط

واركانه وواجباته وسننه وادابه فشرائطه نوعان شرائط الاداء وشرائط الوجوب اما شرائط الاداء
اور ارکان اور واجبات اور سنن اور اداب کی ساتہہ ادا کری پس اوسکی شرطین دو قسم کی ہین ایک شرط ادا کی ہی اور ایک شرط واجب ہونی کی ہی شرط ادا کی

فهي الزمان والمكان والاحرام وشرائط الوجوب فهي العقل والبلوغ والحرية والاستطاعة وسلامة
تو وقت ہی اور مکان ہی اور احرام ہی اور شرط وجوب کی عقل اور جوانی اور آزادگی اور قدرت مالی اور صحت

البدن وامن الطريق فلكون امن الطريق من شرائط الوجوب اختلف العلماء في وجوب الحج في هذا الزمان
بدنی اور امن رستہ کا پس امن رستہ کا جو شرط وجوب کی ہی اسلئی علماء کو اختلاف پیدا ہو، کہ اس زمانہ مین حج فرض ہی یا نہین

لارتفاع الامن بظهور القرامطة وغيرهم من الفساق والسراق فقال ابو القاسم الصغاری لا اشك
کیونکہ امن رستہ کا جاتا رہا بسبب غلبہ قرامطہ وغیرہ فساق اور چوروں کی ابو القاسم صغاری کہتے ہیں عورتوں کی ذمہ سے
فی سقوط الحج عن النساء فی هذا الزمان وانما اشك فی سقوطه عن الرجال وقال ایضا لا اری الحج فرضا منذ عشرین
حج کی ساقط ہونے میں اس زمانہ کی اندر کچھ شک نہیں ہے شک اسمین ہے کہ مردوں کی ذمہ سے بھی ساقط ہے یا نہیں اور یہہ بھی کہا ہے کہ میں حج کو فرض نہیں جانتا
سنة منذ خرجت القرامطة والبادية عندی دار الحرب وقال ابو بكر الاسكاف ولا اقول الحج فريضة
بیس برس کی مدت سے جب سے قرامطہ پیدا ہوئے ہیں اور بادیہ میری نزدیک دار الحرب ہے اور ابو بکر اسکاف کہتے ہیں میں نہیں قایل ہوں کہ
فی زماننا قاله فی سنة ست وعشرین وثلثمائة وافتی ابو بكر الرازی ان الحج قد سقط عن اهل بغداد
اب ہماری وقت میں حج فرض ہے یہہ گفتگو سنہ تین سو چھبیس کی ہے اور ابو بکر رازی نے یہہ فتویٰ دیا ہے کہ حج اس زمانہ میں اہل بغداد کی ذمہ سے
فی هذا الزمان وبه قال جماعة من المتاخرين قيل وانما قالوا ذلك لان الحاج لا يتوصل الى الحج الا بالرشوة
بیشک ساقط ہوگیا اور اسیطرح ہی اور متاخرین کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عدم فرضیت کی اسواسطے قائل ہوئے ہیں کہ حاجی قرامطہ وغیرہ کو رشوت دیئے بغیر
الى القرامطة وغيرهم فيكون الطاعة سببا للمعصية فمتى صارت الطاعة سببا للمعصية يرتفع
ہرگز حج نہیں کرسکتی اب طاعت سے معصیت ذمہ آتی ہے جب طاعت معصیت کا سبب ہی تو پہر طاعت نہیں رہتی
الطاعة لكن ذكر فی القنية ان من قدر على الحج يجب عليه الحج وان علم انه يؤخذ منه المكس اذ لو سقط
لیکن قنیہ میں یہہ مذکور ہے کہ جسکو حج کی طاقت ہو تو اوسپر حج فرض ہے اگرچہ یہہ جانتا ہو کہ اوس سے خراج لیا جاویگا اسواسطے کہ اگر اتنی سی خوف
الحج به فمتى يعمل بقوله تعالى وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ وسئل ابو الحسن الكرخی عمن لا يخرج الى الحج خوفا
حج ساقط ہوجاوے تو پہر اس آیت پر کب عمل ہوویگا اور واسطے اللہ کی ہے لوگوں پر حج بیت اللہ کا ابو الحسن کرخی سے پوچھا حال اوسکا جو جاوے خوف
من القرامطة فقال ما سلمت البادية عن الآفات يعنی ان البادية لا تخلو عن الآفات لقلة الماء وشدة
قرامطہ کی حج کو نہیں جاتا اونسے جواب دیا بادیہ آفات سے سالم نہیں ہے یعنی بادیہ آفات سے کبھی خالی نہیں ہے بسبب کوتاہی پانی اور شدت
الحر وهيجان الريح السموم وقال الفقيه ابو الليث ان كان الغالب فی الطريق السلامة يجب وان كان
گرمی اور تیزی ہوا لوں کی اور فقیہ ابو اللیث کہتے ہیں اگر راستہ میں احتمال غالب سلامتی کا ہے تو حج فرض ہے اور اگر احتمال
الغالب خلاف ذلك لا يجب وعليه الاعتماد وفرائضه الاحرام والوقوف بعرفة وطواف الزيارة فان فات
غالب تلف کا ہے تو واجب نہیں ہے اسی قول پر اعتماد ہے اور فرایض حج کی یہہ ہیں احرام اور عرفات پر ٹھہرنا اور طواف الزیارۃ اگر ان تینوں میں سے
واحد منها يبطل حجه ويجب قضائه فی العام القابل وواجباته السعی بين الصفا والمروة والوقوف
ایک بھی فوت ہوگا تو حج باطل ہوجاویگا پہر سال آیندہ میں اوسکی قضا واجب ہوگی اور واجبات حج کی یہہ ہیں صفا اور مروہ کی بیچ میں دوڑنا اور
بالمزدلفة ورمی الجمار والحلق او التقصير وطواف الصدر للافاقی فان ترك شيئا منها يجوز حجه و
مزدلفہ میں ٹھہرنا اور جمرات میں کنکر مارنی اور سر منڈانا یا بال کتروانی اور طواف الصدر سوا مکہ والوں کی پس اگر کوئی واجب ان واجبات میں سے ترک کیا تو حج تو جایز
عليه الدم وما عدا ذلك سنن وآداب ووقته شوال وذو القعدة وعشر ذی الحجة ويكره الاحرام للحج
ہوگا پر اوسپر ذبح لازم ہے اور سوا ان فرایض اور واجبات کی سنن اور آداب ہیں اور حج کا وقت ماہ شوال اور ماہ ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کی ہیں اس مدت سے پہلی احرام حج کا باندہنا
قبل ذلك لان الاحرام يطول فربما يقع فی الحرام ولا يكون حجه مبرورا فان من احرم للحج والعمرة وارتكب
مکروہ ہے اسلئے کہ مدت احرام کی دراز ہوجاوے کی سو اکثر حرام میں واقع ہوجاتا ہے پہر اوسکا حج مبرور نہوگا کیونکہ جسنے احرام حج کا یا عمرہ کا باندھا پہر کوئی قسم کی
شيئا من محظورات الاحرام بلا عذر يخرج حجه عن ان يكون مبرورا وان تاب الى الفور لان التوبة ترفع
ممنوعات میں سے بے عذر عمل کیا تو اوسکا حج مبرور نہیں رہتا اگرچہ فی الفور توبہ کرے اسواسطے کہ توبہ سے گناہ معاف ہوجاتا ہے

الاثم ولا ترفع ما وقع من نقصان ثواب الحج لان الشرط في كون الحج مبرورا ان لا يقع في حال الاحرام ذنب
اور جو نقصان حج کی ثواب مین ہوگیا وہ نہین موقوف ہوتا اسواسطی کہ شرط حج کی مبرور ہونی کی یہہ ہی کہ احرام کی اندر
من الذنوب بلا عذر والاحرام النية والتلبية وهما ركنان في الاحرام لا يصح الاحرام باحدهما دون الآخر
بلا عذر کوئی گناہ کسی طرح کا نہونی پاوی اور احرام کی دو جز ہین نیت اور تلبیہ یہہ دونو احرام کی رکن ہین احرام ایک سی بدون دوسری کی
فمن اراد الاحرام يتوضأ او يغتسل والغسل افضل وينزع المخيط ويلبس ثوبين ازارا او رداء جديدين
صحیح نہین ہوتا جو شخص احرام باندہی پہلی وضو کری یا نہاوی اور نہانا افضل ہی سیئین کپڑی اوتار ڈالی صرف دو کپڑی پہن لی تہمد اور چادر نئی ہون
او غسيلين والجديد افضل ويقص شاربه ويقلم اظفاره ويحلق عانته ثم يصلي ركعتين و
یا دہوی ہوئی نئی ہون تو بہتر ہی موچہین کترواوی اور ناخون ترشواوی اور موئی نہانی مونڈی پہر دو رکعت نماز ادا کری
يقول بعد السلام اللهم اني اريد الحج فيسره لي وتقبله مني ثم يلبي ويقول برفع الصوت لبيك اللهم
پہر بعد سلام کی یہہ پڑہی الہی مین حج کیا چاہتا ہون سو تو مجہپر آسان کردی اور مجہسی قبول کرلی پہر یہہ تلبیہ پکار کر بلند آواز سی کہی حاضر ہوتا ہون الہی
لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك ولا ينقص منها وان زاد
حاضر ہوتا ہون حاضر ہوتا ہون تیرا کوئی شریک نہین بیشک حمد اور نعمت تیری ہی اور ملک تیرا ہی تیرا کوئی شریک نہین اس عبارت مین سی کچہ کم نکری اگر کچہ بڑہاوی
يجوز فاذا اتى بالنية والتلبية فقد احرم وتبقى محظورات احرامه وهي الرفث والفسوق والجدال
تو جائز ہی پہر نیت کرکر تلبیہ پڑہ چکا تو احرام ثابت ہوگیا اب احرام کی ممنوعات سی پرہیز کری اور وہ باتین بیحیائی کی عورتونکی سامنی اور بدکاری اور لڑائی
وتعرض الصيد بالاخذ والاشارة والدلالة او الاعانة ولا يلبس المخيط قباء او قميصا او سراويل او
اور شکار کو چہیڑنا پکڑنا یا اشارہ سی بتانا یا ظاہر بتانا یا مدد کرنی اور سیا ہوا کپڑا نہ پہنی قبا یا کرتا یا پاجامہ اور
عمامة او قلنسوة او خفا الا ان يقطع الخف اسفل من الكعبين ولا ياخذ شعرا ولا ظفرا ولا يقتل القمل
پگڑی نہ باندہی ٹوپی نہ پہنی اور موزہ ان اگر موزہ ٹخنی کی نیچی تک کتر ڈالی تو ڈر نہین پہر نہ بال کتری نہ ناخن کتری نہ جون ماری
ولا يغطي راسه ولا وجهه ولا باس بالاستظلال بالبيت او المحمل ولا يحك راسه الا برفق حتى روي
اور نہ سر ڈہکی اور نہ منہہ ڈہکی اور اسکا ڈر نہین کہ سایہ مین بیٹہی بیت کی یا کجاوی کی اور سر کو نہ کہجاوی مگر نرمی سی یہان تک
عن ابي حنيفة انه يحكه ببطون الاصابع كيلا يؤذي شيئا من هوام راسه ويكثر التلبية برفع
ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ او نگلیون کی پیٹ سی کہجاوی تاکہ کوئی جانور سر مین کا جوئن وغیرہ ایذا نہ پاوی اور تلبیہ بار بار جب نماز پڑہ چکی
الصوت متى صلى او علا شرفا او هبط واديا او لقي ركبا او اسحر واذا دخل مكة يبدأ بالمسجد حين
یا اونچی پر چڑہی یا نیچی کو اوتری کسی نالہ مین یا سوار ملین یا صبح ہو پکار کر پڑہتا ہی اور جب مکہ مین داخل ہو تو پہلی مسجد الحرام مین جاوی
رای البيت يكبر ويهلل ثم يستقبل الحجر مكبرا مهللا رافعا يديه كما في الصلوة ويستلمه والاستلام
اور جب بیت کو دیکہی تو الله اکبر کہی اور لا اله الا الله پڑہی پہر حجر اسود کی سامنی تکبیر اور لا اله الا الله کہتا ہوا ہاتہہ اوٹہاتی ہوئی جاوی جیسی نماز مین اور اوسکو چومی اور
عند الفقهاء ان يضع كفيه على الحجر ويقبله بفمه ان قدر بلا ايذاء احد لان الاستلام سنة وترك
فقہاء کی نزدیک استلام یہہ ہی کہ دونو ہتہیلی حجر اسود پر رکہہ کر منہہ سی چوم لی اگر کسیکو تکلیف دئی بغیر میسر ہوسکی اسواسطی کہ استلام تو سنت ہی اور
الايذاء واجب والاتيان بالواجب اولى وان لم يقدر على ذلك يمسه شيئا في يده ويقبله وان عجز
ایذا نہ دینی واجب ہی اور واجب کا ادا کرنا اولی ہی اور اگر اسپر قادر نہو تو حجر اسود کو کسی چیز سی چہوئی جو ہاتہہ مین ہو پہر اوسکو چوم لی اور اگر یہہ دونو
عنهما يرفع يديه حذاء منكبيه جاعلا ظاهرهما نحو وجهه وباطنهما نحو الحجر مشيرا
نہوسکین تو کہڑا ہوکر دونو ہاتہہ برابر مونڈہون کی اوٹہاوی پشت ہاتہون کی اپنی منہہ کی طرف اور اندر کا رخ حجر اسود کی طرف اشارہ کرتا ہوا

بھما الیہ مکبرا مھللا حامدا اللہ تعالی ومصلیا علی النبی علیہ السلام ویطوف للقدوم وراء الحطیم
طرف حجر کی اللہ اکبر کہتا ہوا لا الہ الا اللہ پڑہتا ہوا اللہ کی حمد کرتا ہوا نبی علیہ السلام پر درود پڑہتا ہوا پہر طواف القدوم کری حطیم کو طواف کی اندر لیکر
اخذا عن یمینہ مما یلی الباب جاعلا رداءہ تحت ابطیہ الیمنی ملقیا طرفہ علی کتفہ الیسری
داہنی طرف سی شروع کرکر جسطرف باب سی متصل ہی چادر کو داہنی بغل تلی لیکر اور اوسکی کونی بائین مونڈہی پر ڈال کر
سبعۃ اشواط یرمل فی الثلثۃ الاول فقط من الحجر الی الحجر وکلما مر بالحجر یفعل بہ ما ذکر من الاستلام
سات گردشین اکڑکر صرف پہلی تین گردشون مین حجر سی حجر تک اور جب حجر کی پاس پہنچی وہی استلام کری موافق مذکور بالا کی
ویستلم الرکن الیمانی وھو حسن ولا یستلم غیرھما ویختم الطواف باستلام الحجر ثم یصلی رکعتین
اور استلام کری رکن یمانی کو یہہ بہتر ہی اور سوا ان دونو کی اورکو استلام نہ کری اور طواف کو حجر کی استلام پر ختم کردی پہر مقام کی پاس دو رکعت نفل
عند المقام او غیرہ من المسجد ان منعہ الزحام وھذہ الصلوۃ واجبۃ بعد کل اسبوع ثم
ادا کری یا مسجد مین اور جگہ اگر انبوہ کی سبب مقام مین میسر نہ آوی اور یہہ نماز واجب ہی بعد ہر یک پوری طواف یعنی سات گردش کی پہر
یعود ویستلم الحجر ویخرج من المسجد ویصعد الصفا ویستقبل البیت ویکبر ویھلل ویصلی
ہٹ کر حجر کا استلام کری اور مسجد سی باہر آکر صفا پر چڑہ جاوی اور بیت کا طرف منہہ کرکر اللہ اکبر کہی اور لا الہ الا اللہ پڑہی اور نبی علیہ السلام پر
علی النبی علیہ السلام ویرفع یدیہ ویدعو ما شاء ثم یمشی نحو المروۃ علی ھیئتہ حتی یصل بطن الوادی
درود پڑہی اور ہاتہہ اوٹہاکر جو چاہی دعا مانگی پہر مروہ کی طرف چلی اپنی چال مین یعنی بی تکلف یہان تک کہ بطن وادی پر پہنچی
ثم یسعی بین المیلین الاخضرین فاذا جاوز بطن الوادی یمشی علی ھیئتہ حتی یاتی المروۃ فاذا انتھی
پہر درمیان میلین اخضرین کی دوڑکر چلی جب بطن وادی سی نکل جاوی تو اپنی چال پر چلنی لگی یہان تک کہ مروہ پر جا پہنچی وہان جاکر
یصعد علیھا ویفعل ما فعل علی الصفا ثم ینزل عنھا ویتوجہ الی الصفا یفعل ھکذا سبعا یبدء
اوسکی پر چڑہی وہان جاکر وہی عمل کری جو صفا پر کیا تہا پہر مروہ سی اوترکر صفا کی طرف جاوی اسیطرح سات دفعہ کری صفا سی شروع کرکر
بالصفا ویختم بالمروۃ ثم یسکن بمکۃ محرما ویطوف بالبیت نفلا ما شاء فاذا صلی بمکۃ فجر ثامن
مروہ پر ختم کردی پہر مکہ مین احرام باندہی ہوی رہنی لگی اور بیت کا طواف نفل کیا کری جسقدر چاہی جب مکہ مین یوم ترویہ یعنی اٹہوین تاریخ
الشھر یخرج الی منی ویمکث بھا الی فجر عرفۃ ثم یروح الی عرفات وکلھا موقف الا بطن عرنۃ فبعد
ذالحجہ کو صبح کی نماز پڑہ چکی منی کو جاوی وہان جاکر نوین تاریخ کی فجر تک ٹہرا رہی پہر عرفات مین جاوی وہ تمام ٹہرنیکی جگہہ ہی سواء بطن عرنہ کی جب
ما صلی الظھر والعصر فی وقت الظھر یذھب الی الموقف بغسل سن وبعد الغروب یاتی الی المزدلفۃ
نماز ظہر اور عصر کی جمع کرکر ظہر کی وقت مین پڑہ چکی تو غسل مسنون کرکر موقف کو جاوی اور دن چہپی مزدلفہ کو چلا جاوی
وکلھا موقف الا وادی محسر وینزل عند جبل قزح ویصلی العشائین ھھنا باذان واقامۃ فاذا طلع
وہ تمام ٹہرنی کی جگہہ ہی سواء وادی محسر کی اور جبل قزح کی پاس اوتری یہان مغرب اور عشا ملاکر ایک اذان اور تکبیر سی ادا کری جب صبح صادق
الفجر یصلی الفجر بغلس وھو ظلمۃ فی اخر اللیل ثم یقف ویکبر ویھلل ویلبی ویصلی علی النبی علیہ السلام
کہل جاوی تو فجر کی نماز اندہیری مین پڑہی غلس اندہیرا ہوتا ہی آخر لیل مین پہر ٹہر کر اللہ اکبر کہی اور لا الہ الا اللہ پڑہی اور تلبیہ پڑہی اور نبی علیہ السلام پر درود پہنچاوی
ویدعو واذا اسفر یاتی منی ویرمی جمرۃ العقبۃ من بطن الوادی من اسفلہ الی اعلاہ سبع حصیات
اور دعا مانگی جب خوب روشنی ہوجاوی تو منی مین آکر جمرۃ العقبہ کو رمی کری بطن وادی کی جانب اسفل سی اعلی کی طرف سات کنکر مثل دانہ خذف کی
خذفا ویکبر بکل منھا فیقول بسم اللہ واللہ اکبر رجما للشیطان وحزبہ اللھم اجعل حجی مبرورا
اور ہر کنکر پر اللہ اکبر کہتا جاوی بطور بسم اللہ واللہ اکبر واسطی خاک آلودگی شیطان اور اوسکی گروہ کی الہی تو حج میرا مبرور اور سعی مشکور

مشكورا وذنبي مغفورا ويقطع التلبية باولها ثم يذبح ان شاء ثم يقصر والحلق افضل ويحل له كل شيء
مشکور اور گناہ میری معاف کر اور اول رمی پر تلبیہ موقوف کری پہر قربانی کری اگر چاہی پہر بال کترواوی اور سر منڈانا افضل ہی اور اوسکو ممنوعات احرام مین
من محظورات الاحرام الا النساء ثم يطوف للزيارة يوما من ايام النحر سبعة اشواط بلا رمل ولا سعي
سوای جماع کی سب شی حلال ہو جاتی ہین پہر طواف زیارت کسی دن ایام نحر مین سی سات گردشین بدون اکڑ اور سعی کی کری
ان فعل الرمل والسعي قبل والا فيهما وان اخره عن ايام النحر يكره ويجب الدم ثم ياتي منى ويرمي الجمار
اگر رمل اور سعی پہلی کر چکا ہی اور نہین تو اب کری اور اگر طواف زیارت کو ایام نحر سی ٹال دی تو مکروہ ہی اور ذبح کرنا واجب ہو جاتا ہی پہر منی مین آوی اور
الثلث بعد زوال ثاني النحر يبدأ بما يلي مسجد الخيف ثم بما يليه ثم بالعقبة سبعا سبعا ويكبر بكل
تینون جمرون کو بعد دن ڈہلنی دوسری دن نحر کی کنکر ماری شروع اوس جمرہ سی کری جو مسجد خیف سی نزدیک ہی پہر جو اوس سی پاس ہی پہر جمرۃ العقبہ کو سات سات ہر کنکر
حصاة ويقف بعد رمي بعده رمي ويدعو ولا يقف بعد الثالثة ولا بعد رمي يوم النحر ثم غدا كذلك
کی ساتہہ تکبیر کہتا جاوی اور ٹہری بعد اوس رمی کی کہ پیچہی اوسکی رمی ہو اور دعا مانگی اور بعد تیسری کی نہ ٹہری اور نہ بعد رمی یوم نحر کی پہر اگلی دن اسی طور
وبعد غد كذلك ان مكث ويكره ان لا يبيت بمنى ليالي الرمي واذا اراد الرجوع الى وطنه يطوف للصدر
اور بعد اوسکی اگلی دن بہی اگر ٹہری اور اگر رمی کی شبون مین منی مین شب کو نہ رہی تو مکروہ ہی اور اگر ارادہ مراجعت کا اپنی وطن کو کری تو طواف الصدر
سبعة اشواط بلا رمل ولا سعي ثم يصلي ركعتين ثم يشرب من زمزم ثم ياتي البيت ويقبل العتبة
سات گردشین بدون رمل اور سعی کی کری پہر دو رکعت نماز ادا کری پہر آب زمزم نوش کری پہر بیت کی پاس آوی اور آستانہ بوسی کری
ويضع صدره ووجهه على الملتزم وهو ما بين الحجر والباب ويتشبث بالاستار ساعة ويدعو مجتهدا
اور اپنا سینہ اور چہرہ ملتزم پر رکہی اور ملتزم حجر اور باب کی بیچ بیچ مین ہی اور ایک ساعت پہر پردہ کعبہ کا پکڑی رہی اور خوب تضرع سی دعا مانگی
ويبكي على فراق الكعبة ويرجع قهقرى حتى يخرج من المسجد والمرأة كالرجل الا انها تلبس المخيط ولا
اور کعبہ کی جدائی پر روئی اور الٹی پشت ہٹی یہان تک کہ مسجد مین سی نکل آوی اور عورت کا حال بہی مرد کا سا ہی اتنا فرق ہی کہ عورت سیا کپڑا پہنی
تكشف راسها بل تكشف وجهها ولو اسدلت عليه شيئا وجافته عنه يصح ولا ترفع صوتها بالتلبية
اور اپنا سر نہ کہولی بلکہ منہہ کہولی رکہی اور اگر کسی کپڑے سی کہونگہٹ رکہی اور منہہ سی کپڑی کو الگ رکہی تو بہی صحیح ہی اور تلبیہ مین پکار کر آواز نہ کری
ولا تقرب الحجر الا عند كونه خاليا ولا ترمل في الطواف ولا تسعى بين الميلين بل تمشي على هيئتها ولا
اور حجر کی پاس انبوہ مین نہ جاوی اگر جای خالی ہو تو جاوی اور طواف مین رمل نہ کری اور میلین کی بیچ مین نہ دوڑی بلکہ اپنی طرح پر چلی جاوی اور سر
تحلق بل تقصر وان حاضت عند الاحرام تغتسل ويكون هذا الغسل للاحرام لا للصلوة ويفيد النظافة
نہ مونڈاوی بلکہ لٹ کترواڈالی اور اگر احرام باندہتی وقت حائض ہو جاوی تو نہاوی اور یہہ غسل احرام کی لئی ہی نماز کی واسطی نہین اس سی سواء طواف کی طہارت
لغير الطواف وهو بعد الركنين اللذين هما الوقوف بعرفة وطواف الزيارة يسقط طواف الصدر ولا يجب عليها شيء
کا فائدہ ہوگا اور حیض بعد دو رکن کی کہ وہ وقوف عرفات اور طواف الزیارۃ ہی طواف الصدر کو ساقط کر دیتا ہی اور اوسکی ترک سی اوسپر کچہہ لازم
بتركه ولا بتاخير طواف الزيارة عن ايام النحر بسبب الحيض ثم ينبغي ان يعلم ان المرأة شابة كانت او عجوزا
نہین آتا اور نہ طواف الزیارت کی تاخیر سی جو ایام نحر سی بسبب حیض کی ہو جا کچہہ لازم آوی پہر جاننی کی بات ہی کہ عورت جوان ہو یا بوڑہی
اذا كان بينها وبين مكة مسيرة سفر لا يثبت لها الاستطاعة الا بمحرم وهو الزوج ومن لا يجوز نكاحها
جب اوسمین اور مکہ مین مسافت سفر کی ہو تو اس عورت کو استطاعت حاصل نہین جسسی حج فرض ہوتا ہی بدون محرم کی اور وہ خاوند ہوتا ہی یا وہ جس سی
على التابيد بنسب او رضاع او صهرية وان لم يكن لها محرم لا يجب عليها ان تتزوج ليحج بها وذكر في التجنيس
کبہی کسی حال مین نکاح جایز نہین ہی بسبب نسب کی یا دودہ کی یا سمدہانی کی اور اگر اوس عورت کی ساتہہ محرم نہین تو اوسپر یہہ واجب نہین کہ حج کی واسطی خاوند کری اور تجنیس مین مذکور ہی

ان محرمها ان كان فاسقا او مجنونا او صبيا لا يجب عليها الحج ويحرم عليها السفر معه ويشترط لها
کہ اگر اوسکا محرم فاسق ہو یا دیوانہ ہو یا بچہ نابالغ ہو تو اوسپر حج واجب نہین ہی اور ایسی محرم کی ساتھ سفر حرام ہی اور عورت کی واسطی

ان تكون خاليا عن العدة عند خروجها الى الحج حتى لو كانت فى العدة لا تخرج الى الحج وكذا لو وجب
یہہ بہی شرط ہی کہ جب وہ حج کو چلی تو عدت سی پاک ہو یہان تک کہ اگر عدت مین ہو تو حج کو نہ جاوی اور ایسی ہی اگر اوسپر

لها العدة فى الطريق فى مصر من الامصار وبينها وبين مكة مسيرة سفر لا تخرج عن ذلك المصر ما لم تنقض
عدت رستہ مین کسی شہر مین واجب ہوجاوی کہ اوسمین اور مکہ کی بیچمین مسافت سفر کی ہو تو اوس شہر مین سی عدت کی گذری بغیر نجاوی

عدتها يسر نا الله تعالى اعمالا مطابقا لرضاه بمنه وفضله المجلس الحادى والعشرون
الٰہی ہمپر آسان کردہ اعمال جو تیری رضا کی مطابق ہین اپنی احسان اور فضل سی اکیسوین مجلس

فى بيان فضائل الزكوٰة وغوائل تركها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من
زکوٰۃ دینی کی فضائل اور نہ دینی کی سختیون مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی نہین کوئی

صاحب ذهب ولا فضة لا يؤدى منها حقها الا اذا كان يوم القيمة صفحت له صفائح من نار
سونی چاندی والا کہ اوسمین سی اوسکا حق یعنی زکوٰۃ نہ ادا کرتا ہو مگر جب دن قیامت کا ہوگا تو اوسکی لئی تختی آگ کی بنائی جاویگی

فاحمى عليها فى نار جهنم فتكوى بها جنبيه وجبينه وظهره وكلما بردت اعيدت له فى يوم
پہر اونکو دوزخ کی آگ مین گرم کرکر اوسکی دونو کروٹین اور پیشانی اور پشت داغ دی جاوی گی اور جب ٹھنڈی ہونگی پہر گرم کی جاوینگی اوس روز

كان مقداره خمسين الف سنة حتى يقضى بين العباد فيرى سبيله اما الى الجنة واما الى النار
کہ برابر پچاس ہزار برس کی ہوگا یہان تک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہوچکی پہر دیکہی اوسکا راہ یا جنت کی طرف ہو اور یا دوزخ کی طرف

هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة فانه عليه السلام ذكر فيه جنسين من المال وهما
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسمین نبی علیہ السلام نی مال کی دو جنس بیان فرمائین

الذهب والفضة ثم افرد الضمير الراجع اليهما فقال لا يؤدى منها حقها نظرا الى المعنى دون اللفظ
سونا اور چاندی پہر ضمیر جو اونکی طرف پہرتی ہی وہ مفرد بیان کی فرمایا کہ نہ ادا کری اوسمین سی حق اوسکا تو بلحاظ معنی کی لفظ کا لحاظ نہین کیا

لان المراد بهما دنانير ودراهم وقيل يحتمل ان يراد بهما الاموال لان الحكم عام وتخصيصهما بالذكر لفضلهما
اسواسطی کہ مراد اون دونون سی دنانیر اور دراہم ہین اور کوئی کہتا ہی کہ شاید سونی چاندی سی مراد ہر قسم کی مال ہون اسواسطی کہ حکم تو عام ہی اور خصوصیت چاندی سونی کی

على سائر الاموال من حيث انهما اصل التمول وثمن الاشياء وبمثله ورد قوله تعالى وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ
ذکر مین واسطی فضیلت کی تمام مالون پر ہی اسلئی کہ اصل مالیت اور قیمت تمام اشیاء کی یہہ ہی دونو ہین اور ایسی ہی قرآن مین وارد ہوا ہی اور جو لوگ گاڑ رکہتی ہین

الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ
سونا اور روپا اور خرچ نہین کرتی اللہ کی راہ مین سو اونکو خوشخبری سنا دکہ والی مار کی جسدن آگ دہکاوینگی اوسپر دوزخ کی

فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ
پس داغینگی اوس سی اونکی ماتہی اور کروٹین اور پیٹھین یہہ ہی جو تم گاڑتی تہی اپنی واسطی اب چکہو مزہ اپنی گاڑنیکا

والمراد بعدم اداء حقها وبعدم انفاقها فى سبيل الله عدم اداء زكوتها فان الذين يجمعون الاموال
اور حق نہ دینی سی اور راہ الٰہی مین خرچ نہ کرنی سی نہ دینا زکوٰۃ کا مراد ہی پس جو لوگ مال جمع کرتی ہین

ويدخرونها ولا يعطون زكوتها يعذبون يوم القيمة بانواع من العذاب فمن جملتها ما ذكر فى هذه الاية
اور اوسکو ذخیرہ کر رکہتی ہین اور اوسکی زکوٰۃ ادا نہین کرتی قیامت کی دن طرح طرح کی عذاب دئی جاوینگی ایک تو یہہ جو اس آیت مین

وهذا الحديث ووجه تخصيص هذه الاعضاء بذلك العذاب ان صاحب المال اذا لم يعوّد نفسه
اوراس حدیث مین مذکور ہی اور وجہ خصوصیت ان اعضا کی ساتہہ اس عذاب کی یہہ ہی کہ مال والی آدمی کو جب زکوۃ دینی کی عادت نہین ہوتی

اعطاء الزكوة بعد وجوبها بمجيء وقتها فهو اذا راى الفقير الطالب للزكوة يعبس وجهه واذا ساله يعرض
اگرچہ زکوٰۃ واجب ہو اور وقت بہی آپہنچی پس وہ شخص جب فقیر زکوۃ کی طالب کو دیکہتا ہی تو تیوری چڑہاتا ہی اور وہ اگر مانگتا ہی تو اوس سی منہ

عنه ويولي اليه جنبه واذا بالغ في السوال يقوم من مقامه ويولي اليه ظهره ويذهب ولا يعطيه
پہیر کر کروٹ موڑ لیتا ہی پہر اگر فقیر نی سوال مین زیادتی کی تو اپنی جگہہ سی اوٹہہ کر اوسکی طرف پشت کر کر چلا جاتا ہی اور زکوۃ مین سی جو

شيئا من حقه الذي هو الزكوة فتاذى الفقير بكل واحد من هذه الافعال فيعذبه الله تعالى
اوسکا حق ہی کچہہ نہین دیتا پس فقیر کو اوسکی اس ہر ہر حرکت سی ایذا ہوتی ہی سوئ اللہ تعالی اوسکو

بجعل امواله التي هي الدنانير والدراهم الواحا من نار تكوى بها تلك الاعضاء التي اذى بها الفقير
یہہ عذاب دیتا ہی کہ اوسکی تمام مال کو جو دنانیر اور درہم ہین آگ کی تختی بنا کر ان اعضا کو داغ دیگا جن سی اونی فقیر کو ایذا دی تہی

وروى عن ابن مسعود انه قال لا يوضع دينار على دينار ولا درهم على درهم ولكن يوسع جلده حتى
اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ دینار پر دینار اور درہم پر درہم نہین رکہا جاویگا ولیکن اوسکی کہال کو فراخ کر کر

يوضع كل دينار ودرهم موضعا على حدة كلما تم ووصل كيها من اولها الى اخرها اعيد ذلك الكي الى
ہر ہر دینار اور درہم الگ الگ جگہہ رکہی جاوینگی جب پوری ہو کر داغ اول کا آخر سی ملجاویگا پہر وہ ہی داغ اول سی آخر تک دوہرا کرینگی

اولها حتى يصل الى اخرها هكذا يستمر هذا النوع من العذاب يوم القيمة حتى يحكم بين العباد
اسیہی طرح اس قسم کا عذاب قیامت کی روز ہوتی چلا جاگا یہان تک کہ تمام خلق کا فیصلہ ہوچکی

فيرى سبيله اما الى الجنة ان لم يكن له ذنب سواه او كان لكن الله تعالى عفى عنه واما الى النار ان كان
پہر دیکہا چاہیئی کہ اوسکا راہ جنت کی طرف ہی اگر اوسکا کوئی اور گناہ نہین ہی یا گناہ تو ہی پر اللہ تعالی نی معاف کر دیا اور یا دوزخ کی طرف ہی اگر اوسکا حال

على خلاف ذلك وفي حديث اخر انه عليه السلام قال من اتاه الله مالا فلم يؤد زكوته مثل له ماله
کی خلاف ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسکو اللہ تعالی نی مال دیا اور اوسنی زکوۃ نہ ادا کی تو قیامت کی دن

يوم القيمة شجاعا اقرع له زبيبتان يطوقه ثم ياخذ بلهزمتيه فيقول انا مالك انا كنزك ثم تلا
اوسکا مال گنجا سانپ جسکی دو داغ ہون بن کر اوسکی گلی مین طوق ہو جاویگا پہر اوسکی دونو جبڑی پکڑ کر کہیگا مین تیرا مال ہون مین تیرا خزانہ ہون پہر آپ نی یہہ آیت

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا
پڑہی اور نہ سمجہین جو لوگ بخل کرتی ایک چیز پر کہ اللہ نی اونکو دی ہی اپنی فضل سی کہ یہہ بہتر ہی اونکی حق مین بلکہ یہہ برا ہی اونکی واسطی آگی طوق پڑیگا اونکی جسپر بخل کیا تہا

بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان من اعطاه الله تعالى مالا ولم يؤد زكوة ماله
دن قیامت کی سو پیغمبر علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ بیان فرمایا کہ جسکو اللہ تعالی نی مال عنایت کیا اور اوسنی اپنی مال کی زکوۃ نہ ادا کی تو اللہ تعالی

يجعل ماله يوم القيمة في صورة الحية التي انحسر شعر راسها من كثرة سمها وطول عمرها ولها فوق
قیامت کی دن ایسی سانپ کی صورت بنا دیگا جسکی سر کی بال ماری زہر کی بسبب درازی عمر کی جہڑ گئی ہون اور اوسکی

عينيها نكتتان سوداوان وهي اوحش ما يكون من الحيات وتجعل في عنقه كالطوق ثم ياخذ بشدقيه
دونو آنکہون کی اوپر دو داغ سیاہ ہون یہہ قسم تمام سانپون مین بدتر ہوتی ہی اور اوسکی گردن مین طوق کی مثال ڈالا جاویگا پہر وہ اوسکی دونو کلی پکڑ کر

وتلدغه وتقول له انا مالك الذي جمعته ولم تؤد زكوته فلما كان في منع الزكوة مثل هذا التشديد
کاٹیگا اور کہیگی مین تیرا وہ ہی مال ہون کہ جمع کر کر زکوۃ نہین دی تہی چونکہ زکوۃ کی ندینی مین اتنی بڑی سختی ہی

التشديد

الشديد لزم بيان وجه الحكمة في ايجابها وهو الامتحان لان التلفظ بكلمة الشهادة التزام التوحيد
تولازم ہوا بیان کرنا کہ اسکی فرض کرنی میں کیا حکمت ہی اور وہ امتحان ہی اسواسطی کہ کلمہ شہادت کا زبانسی پڑہنا توحید کا ذمہ پر لینا ہی
وشهادة بانفراد المعبود وادعاء المحبة فان من يقول اشهد ان لا اله الا الله يصير كانه قال اني
اور گواہی ہی معبود کی یگانہ ہونی کی اور محبت کا دعوی ہی اسلئی کہ جو شخص کہتا ہی مین گواہی دیتا ہوں کہ سوای اللہ کی کوئی معبود نہین ہی گویا یہہ کہتا ہی
رايت بقلبي وعلمت بعقلي ان لا معبود ولا محبوب الا الله فالتزمت عبادته ومحبته ولا اعبد ولا
مین نی دل سی دریافت کیا اور عقل سی جانا کہ نہ کوئی معبود اور نہ کوئی محبوب سوا اللہ کی سو مینی اوسکی عبادت اور اوسکی محبت اپنی ذمہ لی نہین پرستش کرو
احب الا اياه فيلزم الوفاء بما ادعاه من التوحيد في المحبة وتمام الوفاء ان لا يبقى للموحد محبوب
اور نہ دوست رکہوں سوا اوسکی اب اس دعوی توحید کا پورا کرنا چاہئی یعنی محبت ایک کی اور انجام وفا کا یہہ ہی کہ موحد کی واسطی کوئی محبوب
سوى الفرد الواحد لان المحبة لا تقبل الشركة والتوحيد باللسان قليل النفع وانما يظهر درجة
سوا ایک ذات کی باقی نہ رہی اسواسطی کہ محبت مین شرکت نہین ہوتی اور زبانی توحید بی فائدہ ہوتی ہی اور درجہ محبت کا جب ہی کہلتا ہی
المحبة بمفارقة المحبوبات والاموال محبوبة للخلق لكونها آلة لتنعمهم وقضاء حاجاتهم في الدنيا
تب تمام محبوبات چہوٹ جاوین اور مال دولت خلق کو اسلئی محبوب ہی کہ اوس سی دنیا مین اونکی لئی عیش عشرت اور کارروائی ہوتی ہی
وبسببها يانسون بهذا العالم وينفرون من الموت مع ان فيه لقاء المحبوب فامتحنوا في صدق
اور اوسہی کی سبب سی اس عالم کی الفت پکڑ کر موت سی نفرت کرتی ہین باوجودیکہ موت سی محبوب کی ملاقات ہوگی سو اس مال کی خرچ کرنی سی کہ
دعواهم في المحبة ببذل المال الذي هو معشوقهم وهم في بذله ثلثة اقسام القسم الاول هم الذين
اونکا معشوق ہی یہہ امتحان لیا گیا کہ محبت کا دعوی راست ہی یا نہین اور وہ لوگ مال خرچ کرنی مین تین قسم پر ہین پہلی قسم وہ لوگ ہین
صدقوا في التوحيد ... المحبة وبذلوا جميع اموالهم ولم يدخروا لانفسهم شيئا كما فعله ابو بكر الصديق
جو توحید مین اور محبت کی دعوی مین خوب سچی ہین اور اپنا تمام مال خرچ کر ڈالا اور اپنی واسطی کچہہ نہ بچایا چنانچہ ابو بکر صدیق نی یہہ ہی کیا
حيث جاء بماله كله الى رسول الله عليه السلام لينفقه في سبيل الله تعالى وقال له رسول الله صلى
اسلئی کہ اپنا تمام مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس لی آئی تاکہ خدا کی رستہ مین خرچ کردین اور جب اونسی رسول اللہ صلی
الله عليه وسلم فماذا ابقيت لنفسك فقال الله ورسوله فانه وفى بتمام الصدق فلم يبق عنده سوى
اللہ علیہ وسلم نی پوچہا اپنی واسطی کتنا رکہا تو یہہ عرض کیا اللہ اور اوسکا رسول سو ابو بکر نی اپنا صدق پورا کیا سو اونکی پاس سوا
محبوبه الذي هو الله تعالى ورسوله وهذا جائز لمن كان توكله على الله تعالى تاما كاملا ولهذا لما
محبوب کی جو اللہ ہی اور اوسکا رسول کچہہ نہین تہا یہہ بذل اوسکی لئی جایز ہی جسکا توکل اللہ تعالی پر پورا اور کامل ہو اور اسہی لئی جب
سئل رسول الله عليه السلام عن افضل الصدقة قال جهد المقل فانه عليه السلام بين في هذا
کسی نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچہا کہ بہتر صدقہ کونسا ہی تو آپ نی فرمایا کوشش مفلس کی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث
الحديث ان افضل الصدقة ما يتصدق الفقير مع احتياجه اليه واما من لم يكن توكله تاما كاملا
مین بیان فرمایا کہ بہتر صدقہ وہ ہی جو فقیر اپنی حاجت روک کر دیتا ہی اور البتہ جسکا توکل پورا اور کامل نہو
فلا بد له ان يترك قوت نفسه وعياله ثم يتصدق ما فضل من ذلك لما روى عن ابي هريرة انه عليه السلام
تو ضروری ہی کہ اپنا اور اپنی عیال کا کہانا رکہہ لیا کری پہر جو اس سی بچتا رہی وہ خیرات کردی کیونکہ روایت ہی ابو ہریرہ سی کہ نبی علیہ السلام نی
قال خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى ولا مخالفة بين هذا الحديث والحديث السابق لان الغنى قسمان
فرمایا اچہا صدقہ وہ ہی جو تو انگری کی ساتہہ ہووی اور اس حدیث مین اور اوپر کی حدیث مین کچہہ مخالفت نہین ہی اسلئی کہ تو انگری دو طرح کی ہی

غنی المال وغنی النفس وخیر الصدقة ماکان عن احد الغنیین اما عن غنی النفس وعن غنی المال اذ
تونگری مال کی اور تونگری دل کی اور اچھا صدقہ وہ ہی جو کسی ایک تونگری سی ہو یا دل کی تونگری سی یا مال کی تونگری سی اسواسطی

لابد للمتصدق فیما یبذله ان یستغنی عنه اما بسخاوة نفسه وقوة عزیمته ثقة بالله تعالی کما
کہ ضرور ہی کہ خیرات کرنیوالا جو دیتا ہی اوسی بی نیاز ہو یا تو اپنی دل کی سخاوت اور قوت عزیمت سی خدا تعالی پر بہروسا کر کر جیسا

فعله ابوبکر الصدیق او بماله الذی بقی فی یده بعد البذل اذ لا یجوز لاحد ان یصرف قوت عیاله
ابوبکر صدیق نی کیا یا اپنی مال کی سبب جو خرچ کر کر اسکی پاس بچا ہی اسواسطی کہ کسیکو جایز نہین ہی کہ اپنی عیال کا کہانا بہی فقرا کو

الی الفقراء ویترکهم جیاعا الا اذا رضوا به واذنوا له فیه بل لا یجوز له ان یعطی احد الا بما یفضل
بانٹ دی اور اونکو بہوکا ماری ہان اگر وہ راضی ہوں اور اسکو اجازت دیدین بلکہ اسکو یہہ جایز نہین کہ سوا بچتی ہوئی کی

عن نفسه وعیاله کما جاء فی حدیث اخر انه علیه السلام قال خیر الصدقة ما ابقت غنی یعنی ان
اپنی اور اپنی عیال کی خرچ سی کسیکو دیوی چنانچہ ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بہتر صدقہ وہ ہی جو دئی پر بہی غنا باقی رہی یعنی

المتصدق لا بد له فیما یبذله عن احد الامرین اما ان یستغنی عنه بماله او یستغنی عنه بحاله وهذا
خیرات کرنیوالی کو چاہئی کہ جو خرچ کرتا ہی دو امر مین سی ایک پر ہو یا تو اپنی مال کی باعث سی صدقہ دیکر بی نیاز رہی یا اپنی دل سی مستغنی ہو ان دونو

افضل الیسارین لما روی فی الحدیث الصحیح انه عم قال لیس الغنی عن کثرة المال وانما الغنی غنی النفس فان الفقیر اذا
استغنا مین سی یہہ افضل ہی اسواسطی کہ حدیث صحیح مین روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ تونگری مال کی بہتایت سی نہین ہوتی تونگری وہ ہی جو دل سی ہو بیشک

تصدق ما قدر علیه من قوت یومه وصبر علی الجوع یکون صدقته افضل اذ لا شك فی کون
خیرات کردی جو اوسکو قوت ایک روز کا میسر آتا ہی اور آپ بہوک پر صبر کری تو اوسکا صدقہ بہت اچھا ہی اسواسطی کہ بیشک

الصدقة بالشیء مع الحاجة الیه افضل اذا لم یضر ذلك بدینه من ضعفه عن القیام فی الصلوة و
صدقہ ایسی چیز کا جسکی حاجت رکہتا ہو افضل ہی اگر یہہ صدقہ اوسکی دین مین نقصان نکری جیسی نماز پڑہنی سی ضعیف ہو جاوی

کشف العورة وقد مدح الله تعالی الانصار علی ذلك وقال وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ
یا ننگا رہ جاوی اور اللہ تعالی نی اسپر انصار کی تعریف کی ہی اور فرمایا اور اول رکہتی ہین اونکو اپنی جان سی اور اگرچہ ہو اپنی اوپر بہوک

القسم الثانی هم الذین لا یقدرون علی هذه المرتبة بل یمسکون اموالهم لمواقیت الحاجة ومواسم الخیرات
دوسری قسم وہ لوگ ہین جو اس مرتبہ تک نہین پہنچتی بلکہ اپنی مالوں کو واسطی اوقات حاجت اور مواقع خیرات کی روک رکہتی ہین

ولیس قصدهم فی الامساك التنعم والتلذذ بل قصدهم فیه الانفاق بقدر الحاجة ثم صرف الفاضل الی
اور اس روکنی سی اونکی غرض عیش وعشرت اور حصول لذت نہین ہوتی بلکہ اونکی یہہ مراد ہوتی ہی کہ بقدر حاجت خرچ کر کر پہر بچتی کو اقسام

وجوه الخیرات مهما ظهرت القسم الثالث هم الذین یقتصرون علی اداء ما وجب علیهم فلا یزیدون علیه
خیرات مین جب پیش آوین تو لگا دین تیسری قسم وہ لوگ ہین کہ جو اونپر واجب ہوتا ہی سو ادا کر دیتی ہین نہ اوس سی بڑہتی دین

ولا ینقصون عنه وهذه المرتبة اقل المراتب وعلی هذه المرتبة اقتصر اکثر الناس لبخلهم بالمال ومیلهم
نہ اوس سی کچہہ کم دین اور یہہ مرتبہ سب سی کم بخل ہی اور اسہی مرتبہ پر اکثر لوگ ماری بخل اور مال کی محبت کی

الیه وضعف حبهم للاخرة ولیس بعد هذه المرتبة شیء من المحبة بل من ینزل من هذه المرتبة ینزل فی
اور کمتر ہونی محبت آخرت کی اکتفا کرتی ہین اور اس مرتبہ کی بعد اصلا کوئی محبت نہین ہی بلکہ جو شخص اس مرتبہ سی اوتر کر ہوتا ہی

الکذب فی ادعاء المحبة ویظهر من نفسه ان ادعاه من المحبة کان من لقلقة اللسان فعلی هذا یجب
تو دعوی محبت کا جہوٹا ہی گویا وہ یہہ ظاہر کی دیتا ہی کہ میرا دعوی محبت کا صرف تیز زبانی سی ہی اس بیان کی موافق واجب ہی

علی من لا یقدر علی المرتبة الاولی والثانیة ان لا ینزل من المرتبة الثالثة بل ینبغی له ان یسعی فی اداء
کہ جو اول یا ثانی مرتبہ پر قدرت نہیں رکہتی تو تیسری مرتبہ سی تو نہ گر جاویں بلکہ اونکو لائق ہی کہ کوشش کرکر
ما وجب علیه علی الفور اظهارا للرغبة فی امتثال الامر وایصالا للسرور الی قلوب الفقراء واحترازا
واجب کو ترت ادا کیا کریں تا کہ رغبت فرمان برداری کی ظاہر ہووی اور فقیروں کی دلوں کو خوشی پہنچی اور مخالفت کی
عن شبهة الخلاف اذ عند بعض العلماء وجوبها فوری حتی یاثم بالتاخیر ویرد شهادته وهی انما تجب اذا
شبہہ سی بچ جاویں اسواسطی کہ بعضی علماء کی نزدیک وجوب زکوٰة کا فوری ہی یعنی ترت چاہیی یہانتک کہ دیر کرنی سی گنہگار ہوتا ہی اور اوسکی شہادت مردود ہی اور زکوٰة جب
تم الحول علی النصاب فلکل احد حول یخصه بحسب وقت کونه مالکا للنصاب فاذا تم حوله یجب علیه اخراج
واجب ہوتی ہی کہ نصاب پر برس دن پورا گذر جاوی پہر ہر یک کا سال جدا جدا ہوتا ہی جسوقت سی وہ نصاب کا مالک ہوتا ہی جب سال پورا ہو جاوی تو اوسپر زکوٰة کا نکالنی واجب ہو جاتی ہی
زکوته فی ای شهر کان وان عجل زکوته قبل حولان الحول یجوز عند جمهور العلماء سواء کان تعجیله لدخول
کوئی سا مہینہ ہو اور اگر جلدی کرکر اپنی زکوٰة برس روز گذرنی سی پہلی ادا کردی تو سب علماء کی نزدیک جایز ہی برابر ہی کہ اوسکی جلدی واسطی آجانی
الاشرف من الاوقات التی لا یوجد مثلها عند تمام الحول کشهر رمضان وما قبله من شهر رجب شعبان
اچہی وقت کی ہو اور وقتوں سی کہ ایسا وقت برس کی تمامی پر نہ ملیگا جیسی رمضان کا مہینہ اور اوس سی پہلا رجب کا اور شب برات کا مہینہ
او لوجود الافضل من المصارف بان یکون من الاتقیاء المتجردین لتجارة الاخرة فانهم یستعینون بما اعطاهم
یا اوسکی جلدی واسطی موجود ہونی اچہی مصرف کی ہو کہ کوئی متقی پرہیزگار دنیا سی الگ تاجر آخرت کا موجود ہو کیونکہ ایسی مرد جو اونکو ملتا ہی اوس سی امداد
علی الطاعة فیکون المعطی شریکا لهم فی طاعتهم باعانته ایاهم علیها او بان یکون من العلماء فان الاعطاء لهم
طاعت کی حاصل کرتی ہیں پس دینی والا بہی اونکی عبادت میں شریک ہو جاتا ہی کیونکہ عبادت میں اونکا مددگار ہی یا کوئی عالم موجود ہو کیونکہ علماء کی خدمت
معاونة لهم علی العلم والعلم اشرف العبادات حتی کان بعض السلف لا یصرف زکوته الا الی اهل العلم ویقول انی لا اعرف
کرنی علم کی امداد ہوتی ہی اور علم سب عبادات میں اشرف ہی یہانتک کہ بعضی اگلی بزرگ اپنی زکوٰة صرف علماء ہی کو دیتی تہی اور کہتی تہی کہ
بعد مقام النبوة افضل من مقام العلماء والمراد من اهل العلم هم الذین یطلبون العلم لاجل الاخرة لا لاجل الدنیا فان الذین
میں بعد مرتبہ نبوت کی کوئی مرتبہ علماء کی مرتبہ سی بہتر نہیں جانتا اور علماء سی مراد وہ عالم ہیں کہ علم آخرت کی واسطی پڑہتی ہیں دنیا کی واسطی نہیں پڑہتی اور جو لوگ
یطلبون العلم لاجل الدنیا لا ینبغی للمتصدق ان یعاونهم بصدقته علی عصیانهم حتی لا یکون شریکا
علم کو دنیا کی واسطی پڑہتی ہیں تو زکوٰة دینی والی کو نہیں چاہیی کہ اپنی زکوٰة سی اونکی گناہ کا مددگار بنی تا کہ استحقاق عذاب میں
لهم فی استحقاق العقاب ومن افضل المصارف من یکون ذا عیال او مدیونا او مریضا او قریبا فان الاعطاء
اونکا شریک نہو جاوی اور بہترین مصارف وہ ہی جو کنبہ والا ہو یا قرضدار ہو یا بیمار ہو یا ناتی دار ہو کیونکہ ناتی دار کو
الی القریب یکون صدقة وصلة ولا یخفی علی احد ما فی صلة الرحم من الثواب والاصدقاء والاخوان
دینا صدقہ اور صلہ دونو ہوتی ہیں اور سب کو معلوم ہی کہ صلہ رحم کا کتنا بڑا ثواب ہی اور دوست اور دینی بہائی
فی الدین یقدمون علی المصارف کما یقدم الاقارب علی الاجانب لکن ینبغی ان یعلم ان المتصدق
اور مصارف پر مقدم ہوتی ہیں جیسی ناتی دار غیروں پر مقدم ہوتی ہیں لیکن یہہ بہی سمجہنا چاہیی کہ زکوٰة دینی والی کو
لا بد له ان یحترز عن ابطال صدقته بالمن والاذی اذ قال الله تعالی لا تبطلوا صدقاتکم بالمن
لازم ہی کہ اپنی صدقہ کو احسان جتا کر اور تکلیف دیکر باطل نہ کردی اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی مت ضایع کرو اپنی خیرات احسان رکہکر
والاذی وحقیقة المن ان یری نفسه محسنا الی الفقیر فمهما رای نفسه محسنا الیه یتفرع عنه
اور ستا کر اور حقیقت میں احسان کرنا یوں ہوتا ہی کہ اپنی تئیں فقیر کا محسن سمجہی پہر جب اوسنی اپنی تئیں محسن جانا تو پہر اس سی بظاہر یہ حرکات

الی ظاهره افعال ماحیة للثواب مثل التحدث به واظهاره وطلب المکافاة منه بالدعاء والثناء
صادر ہونگی جس سی ثواب جاتا رہی جیسی کہتی پہرنا اور ظاہر کرنا اور فقیر سی عوض کا طالب ہونا دعا سی اور تعریف سی

والخدمة والتوقیر والتعظیم وکان من حقه ان یری الفقیر محسنا الیه اذ جعل کفه نائبا عن
اور خدمت سی اور توقیر اور تعظیم سی اور حق یہہ تہا کہ فقیر کو اپنا محسن جانتا اسواسطی کہ اوسنی اپنا ہاتہ واسطی قبض حق اسکی

الله فی قبضه حقه الذی به نجاته من النار اذ روی عن ابن عباس انه علیه السلام قال الصدقة
الله کا نائب بنانا جسمین اوسکی دوزخ سی نجات ہوتی ہی اسواسطی کہ ابن عباس سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی الله علیه وسلم نی فرمایا کہ خیرات

تقع بید الله تعالی قبل ان تقع بید السائل فیتحقق انه مسلم الی الله تعالی حقه والفقیر اخذ من
الله کی ہاتہ میں اس سی پہلی پہنچتی ہی کہ سائل کی ہاتہ میں پہنچی سو حقیقت میں خیرات الله کا حق ہی اوسکی حوالہ ہوا ہی اور فقیر نی الله تعالی سی اپنا رزق لیا ہی

الله تعالی برزقه واما الاذی فظاهره التوبیخ والتعبیر وتخشین فی الکلام وتقطیب الوجه وهتك الستر
اور رہ ستانا سو ظاہر میں بدمزاجی اور ستانا اور بدزبانی گفتگو میں اور تیوری چڑہانی اور چہپا کر اپنی آبرو کرنی

بالاظهار وفنون الاستخفاف وباطنه الذی هو منبعه امران احدهما کراهیة اخراج المال عن یده و
در صریح طرح کی استخفاف اور باطن میں جس سی یہہ حالت پیدا ہوتی ہی وہ باتین ہین ایک تو اپنی قبضہ میں سی مال نکالنی کا بُرا اور دل پر

شدته علی نفسه والثانی رویته انه خیر من الفقیر وان الفقیر بسبب حاجته احسن منه مرتبة
[illegible] دوسری یہہ سمجہنا کہ مین فقیر سی بہتر ہوں اور وہ فقیر بسبب حاجتمند ہونی کی مجہسی رتبہ مین بہت کمتر ہی

[illegible] منهما الجهل اما کون کراهیة تسلیم المال جهلا فلان من کره بذل درهم فی مقابلة ما یساوی
اور اصل منشا دونو کا جہالت ہی پہر مال دینی کی اسلئی جہالت کی بات ہی کہ جس شخص کو ایک روپیہ خرچ کرنا ہزار روپیہ کی واسطی دشوار گذری

الفا فهو شدید الحماقة لانه یبذل المال بطلب رضاء الله تعالی والثواب فی الدار الآخرة وهو خیر من الدنیا
سو سی زیادہ احمق جاہل کون ہی اسواسطی کہ زکوٰة واسطی رضامندی الله تعالی کی دی جاتی ہی اور آخرت مین جو اوسکا ثواب حاصل ہوگا وہ تمام دنیا سی

وما فیها واما کون رویة نفسه خیرا منه جهلا فلانه لو عرف فضل الفقر علی الغنی وعرف خطر الاغنیاء
اور جو دنیا میں ہی سب سی بہتر ہی اور اپنی تئین فقیر سی بہتر سمجہنا اسواسطی جہالت کی بات ہی کہ اگر یہہ شخص جانتا کہ فقیر کو غنی پر کتنی فضیلت ہی اور جانتا کہ غنی لوگون کو

فی الآخرة لما استحقره بل یتبرك به وتمنی درجته لان صلحاء الاغنیاء یدخلون الجنة بعد الفقراء بخمسمائة
آخرت مین کیا کیا خوف و خطر ہی تو فقیر کو ہرگز حقیر نہ جانتا بلکہ اوس سی برکت لینا اور اوسکی درجہ کی آرزو کرتا اسلئی کہ تونگر صلحاء فقیر ولسی پانسو برس پیچہی جنت مین

عام وکیف یستحقره وقد جعل الله تعالی خادما له اذ یکتسب المال بجهده ویستکثره منه ویجهد فی حفظه
داخل ہونگی اور کیونکر فقیر کی حقارت کرتا ہی اور حال یہہ ہی کہ الله تعالی نی اسکو فقیر کا خادم بنایا ہی اسواسطی کہ محنت اور کوشش کرکر مال پیدا کرتا ہی اور اسکو بڑہاتا ہی اور اوسکی محنت سی

وقد کلف ان یسلم الی الفقیر قدر حاجته ویکف عنه الفاضل التی یضره لو سلم الیه فالغنی مستخدم
پہر اوسکو بردہ حکم ہی کہ فقیر کو اوسکی حاجت کی موافق حوالہ کردی اور باقی بچنی کو جسکی دینی سی فقیر کا ضرر ہو اپنی پاس محفوظ رکہی پس غنی خدمت گذار ہی

[illegible] رزق الفقیر ومیزه عنه بالتزام مشاق الاسفار فی البراری والبحار وحراسة الفضلات من الدراهم
[illegible] واسطی [illegible] ممتاز ہی اسمین کہ جنگلون اور دریاون مین سفر کی مشقت اوٹہاتا ہی اور بچتی درہم

[illegible] الی ان یموت [illegible] الاغیار بقاء ما اکتسبه فی تحصیلها علیه من الاوزار یسرنا الله تعالی
[illegible] اسکو بار لوگ کہاتی ہیں اور اوسکی حاصل کرنی مین جو جو گناہ کئی وہ اپنی سر پر باقی لیجاتا ہی الہی ہمکو آسان کر

[illegible] المجلس الثانی والعشرون فی بیان فضائل الصوم
[illegible] ہمیسوین مجلس روزہ کی فضیلت مین

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احصوا هلال شعبان لرمضان هذا الحديث من حسان المصابيح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گنتی رہو شعبان کی مہینہ کو رمضان کی واسطے یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہے
رواه ابو هريرة فان صوم رمضان لما كان ركنا من اركان الدين وفرضا لازما على المسلمين ولم يعلم مجيئه
ابوہریرہ کی روایت سے کیونکہ روزہ رمضان کا چونکہ دین کی رکنوں میں سے ایک رکن اور مسلمانوں پر فرض لازم ہے اور اوسکا آنا بغیر ضبط کرنے
الا بضبط هلال شعبان امر النبي عليه السلام بضبطه فصار كانه قال اطلبوا هلال شعبان وعدوا ايامه
مہینہ شعبان کی معلوم نہیں ہوتا نبی علیہ السلام نے واسطے ضبط شعبان کی امر فرمایا انجام یہہ ہوا گویا فرمایا تلاش کرو شعبان کی چاند کو اور اوسکی دن گنتی رہو
لتعلموا دخول رمضان ثم ان شعبان لما كان كالمقدمة لرمضان استحب التاهب له فيه بالصوم وقراءة
تاکہ رمضان کا آنا معلوم ہو پھر ماہ شعبان جب رمضان کا مقدمہ ٹھرا تو شعبان میں رمضان کی تیاری مستحب ہے روزی رکھنی اور قرآن پڑھنی
القرآن حتى ترتاض النفس بذلك على طاعة الله تعالى قبل دخول رمضان فانه عليه السلام كان يصوم
تاکہ نفس کو طاعت الہی کی عادت رمضان کی آنی سے پہلی ہوجاوی کیونکہ نبی علیہ السلام شعبان میں اتنی روزی رکھتے تھی
في شعبان ما لا يصومه في غيره من الشهور على ما روي عن عائشة انها قالت ما رأيت رسول الله صلى الله عليه
کہ اتنی اور کسی مہینہ میں نہیں رکھتے تھی موافق روایت عائشہ کی کہ وہ کہتی ہیں نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
السلام استكمل صيام شهر قط الا رمضان وما رأيته في شهر اكثر منه صياما الا شعبان وفي رواية
وسلم کو کہ کبھی پوری کئے ہوں روزے کسی مہینہ کے سواء رمضان کے اور نہیں دیکھا میں نے کسی مہینہ میں زیادہ روزے رکھتے ہوئے سواء شعبان کے اور ...
كان يصوم شعبان كله وهذه الرواية موافقة لما روي عن ام سلمة انها قالت ما رأيت النبي عليه السلام
میں یہہ ہے کہ روزے رکھتے تھے تمام شعبان کی اور یہہ روایت ام سلمہ کی روایت سے موافق ہے کہ وہ کہتی ہیں نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ ...
يصوم شهرين متتابعين الا شعبان ورمضان وبهذه الرواية اخذ الفقهاء حتى قال قاضيخان في
کہ روزہ رکھتے ہوں دو مہینے کی پے درپے سوا شعبان اور رمضان کی اور فقہا نے اسی روایت کو اخذ کیا ہے یہاں تک کہ قاضیخان نے
فتاواه من صام شعبان ووصله برمضان فهو حسن وذلك لان الصوم قد يتاكد استحبابه
اپنی فتاوی میں کہا ہے جو شخص شعبان کی روزے رکھے کر اوسکو رمضان سے ملاوی تو یہہ بہتر ہے اور یہہ اسلئے کہ روزہ کبھی استحباب میں
في بعض الاوقات الفاضلة من الشهور والايام ويكون بابا للعبادة كما روي عن ابي الدرداء انه عليه السلام
بعضی نیک اوقات میں باعتبار مہینوں اور دنوں کی زیادہ تر فائق اور دروازہ عبادت کا ہوجاتا ہے چنانچہ ابودرداء سے روایت ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے
قال لكل شيء باب وباب العبادة الصوم ثم انه ربع الايمان بمقتضى ما جاء في الحديثين اللذين روى احدهما
فرمایا ہر شی کا دروازہ ہوتا ہے اور دروازہ عبادت کا روزہ ہے پھر روزہ ایمان کی چوتھائی ہوتا ہے موافق مضمون اون دو حدیثوں کی جو ایک
عن ابي هريرة وهو قوله عليه السلام الصوم نصف الصبر وروى الاخر عن ابن مسعود وهو قوله عليه السلام
ابوہریرہ سے روایت ہے یعنی قول علیہ السلام کا روزہ آدھا صبر ہے اور دوسری ابن مسعود سے روایت ہے یعنی قول علیہ السلام کا
الصبر نصف الايمان فلما كان الصوم نصف الصبر كان ثوابه متجاوزا عن قانون التقدير والحساب
صبر آدھا ایمان ہے پھر جب روزہ آدھا صبر ہوا تو اوسکا ثواب بھی اندازہ اور حساب کی قاعدہ سے زیادہ ہوا
لقوله تعالى انما يوفى الصابرون اجرهم بغير حساب ثم انه ... [illegible] ... نسبته
واسطے ارشاد الہی کی پورا دیا جاتا ہے نیک اونکا ان گنت صبر کرنیوالوں ہی کو پھر روزہ کو تمام عبادات ... [illegible]
الى الله تعالى اذ قال الله تعالى فيما اخبر عنه نبيه بقوله كل حسنة بعشر امثالها الى سبعمائة ضعف الا الصوم
الی اللہ تعالی کی ایک طرح کی شرافت ہے سو واسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ... [illegible]

النبی علیه السلام ینبغی له ان یعرف حرمة الوقت وشرفه ویحفظ فیه بطنه عن الحرام ولسانه عن
ذکر فرمایا ہی تو اوسکو لازم ہی کہ وقت کی حرمت کو پہچانی اور وقت کی خوبی کو دریافت کری اور اوسمین اپنی پیٹ کو حرام کہانی سی اور اپنی زبان کو
الکذب والغیبة وقبیح الکلام وجوارحه عن الخطایا والآثام وقلبه عن العجب والکبر وعداوة
جہوٹہہ اور غیبت اور بیہودہ کلام سی اور اپنی باقی اعضا کو خطا اور گناہونسی اور اپنی دل کو خود بینی اور تکبر سی اور خلقت کی دشمنی سی
الانام ثم انه اذا فعل ذلك ینبغی له ان یکون خائفا من الله تعالی هل یقبل منه ام لا یقبل ویدعو
بچاوی پہر وہ شخص جب یہہ سب کر چکا تو اب اوسکو لائق ہی کہ اللہ تعالی سی یہہ خوف کرتا رہی کہ آیا میرا یہہ روزہ قبول کرتا ہی یا نہین قبول کرتا اور دعا کری
ان یقبل

المجلس الثالث والعشرون فی بیان فضیلة صوم شعبان

کہ قبول کری
تیئیسوین مجلس فضیلت روزہ ماہ شعبان کی بیان مین

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصوم شعبان کله الا قلیلا وفی روایة بل کان یصوم شعبان کله هذا الحدیث
تہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ تمام شعبان کی روزی رکہا کرتی تہی مگر کچہہ تہوڑا سا افطار کرتی اور ایک روایت مین ہی بلکہ تمام شعبان کی روزی رکہتی تہی
من صحاح المصابیح روته ام المؤمنین عائشة وهذه الروایة الاخیرة موافقة لما روی عن ام سلمة
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں مین ہی حضرت عائشہ ام المؤمنین کی روایت سی یہہ پچہلی روایت اوس روایت کی موافق ہی جو ام سلمہ سی روایت ہی
انها قالت ما رایت النبی علیه السلام یصوم شهرین متتابعین الا شعبان ورمضان فان قیل یلزم
کہ وہ کہتی تہین نہین دیکہا مینی نبی علیہ السلام کو کہ دو مہینی پوری پی در پی روزی رکہی ہون سوای شعبان اور رمضان کی اگر کوئی کہی
علی هذه الروایة ان یکون افضل الصیام بعد صوم رمضان صوم شعبان مع انه علیه السلام
کہ اس روایت سی لازم آتا ہی کہ بعد روزہ رمضان کی شعبان کی روزی افضل ہون اور حال یہہ ہی کہ نبی علیہ السلام نی
قال افضل الصیام بعد شهر رمضان شهر الله المحرم فالجواب ان جماعة من الناس وان اعتقدوا ان
فرمایا ہی اچہی روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہین سو جواب یہہ ہی کہ بیشک ایک جماعت کا اگرچہ یہہ ہی اعتقاد ہی
صیام المحرم والاشهر الحرم افضل من صیام شعبان لکن الاظهر خلاف ذلك فان صیام شعبان
کہ محرم اور اشہر الحرم کی روزی شعبان کی روزونسی بہتر ہین لیکن اسکی خلاف ظاہر تر ہی بیشک شعبان کی روزی
افضل من صیام الاشهر الحرم یدل علی ذلك ما روی عن انس انه علیه السلام سئل ای الصیام افضل
اشہر الحرام کی روزونسی بہتر ہین دلیل اسکی وہ ہی جو انس سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سی کسی نی پوچہا رمضان کی بعد کونسی
بعد رمضان فقال شعبان تعظیما لرمضان وروی عن اسامة انه کان یصوم اشهر الحرم فقال
روزی افضل ہین آپ نی فرمایا شعبان کی رمضان کی تعظیم کی لئی اور اسامہ سی روایت ہی کہ اسامہ اشہر الحرم کی روزی رکہا کرتی تہی سو
له رسول الله علیه السلام صم شوالا فترك صوم اشهر الحرم فکان یصوم شوالا حتی مات فهذا نص
انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا شوال مین روزی رکہا کر پہر اسامہ نی اشہر الحرام کی روزی چہوڑ دئی پہر شوال مین روزی رکہا کئی آخر مر گئی سو یہہ روایت
فی تفضیل صیام شوال علی صیام اشهر الحرم فاذا کان صوم شوال افضل من صوم الاشهر الحرم
شوال کی روزون کی فضیلت پر نص ہی اشہر الحرم کی روزونسی پہر جب شوال کی روزی اشہر الحرم کی روزون سی بہتر ہوئی
فکون صوم شعبان افضل من صیام الاشهر الحرم اولی لصیام النبی علیه السلام له دون شوال
تو شعبان کی روزی اشہر الحرم کی روزونسی زیادہ تر افضل ہونگی اسلئی کہ نبی علیہ السلام روزی شعبان مین رکہتی تہی شوال مین نہین رکہتی تہی
وانما کان کذلك لانهما یلیان من بعده ومن قبله فظهر من هذا ان افضل التطوع من الصیام ما
اور یہہ اس لئی ہی کہ یہہ دونو مہینی یعنی شعبان اور شوال متصل ہین رمضان کی بعد اور رمضانسی پہلی اسسی معلوم ہوا کہ نفل روزون مین وہ ہی افضل ہی

قريبا من رمضان قبله وبعده فيكون منزلته من الصيام بمنزلة السنن الرواتب مع الفرائض
رمضان سی قریب ہون پہلی اور پیچھی پہر ایسی روزون کا درجہ ایسا ہی جیسی مرتبہ سنتون رواتب یعنی مؤکدہ کا فریضہ نماز سی

قبلها وبعدها فان السنن الرواتب كما يلتحق بالفرائض في الفضل وتكون تكملة لنقص الفرائض فكذلك
فریضہ سی پہلی اور پیچھی بیشک سنن رواتب یعنی مؤکدہ جیسی فضیلت مین فرائض کی ساتہہ ہین اور فرائض کی نقصان کو پورا کرتی ہین ایسی ہی

صيام ما قبل رمضان وما بعده فانه ملتحق في الفضل بصيام رمضان لقربه منه ويكون قوله عم
نفل روزی رمضان سی پہلی اور پیچھی یہہ بہی فضیلت مین رمضان کی روزون کی ساتہہ شامل ہین کیونکہ رمضان سی متصل ہین اب معنی اس حدیث کی

افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم محمولا على التطوع المطلق واما ما كان قبل رمضان وبعده
کہ اچہی روزی بعد رمضان کی ماہ الٰہی محرم کی ہین مطلق نوافل پر محمول ہونگی اور جو روزی کہ رمضان سی پہلی اور پیچھی ہین

فانه ملتحق به في الفضل كما ان قوله عليه السلام في تمام الحديث وافضل الصلوة بعد المكتوبة
وہ تو فضیلت مین رمضان کی ساتہہ شامل ہین جیسی یہہ قول علیہ السلام کا تتمہ حدیث مین اور بہتر نماز بعد فرائض کی

قيام الليل انما اريد به تفضيل قيام الليل على التطوع المطلق دون السنن الرواتب عند جمهور العلماء
رات کی نماز ہی اس سی بہی تمام علماء کی نزدیک فضیلت قیام لیل کی مطلق نوافل پر مراد ہی سنن مؤکدات پر نہین ہی

وقد ذكر في صيام النبي عليه السلام لشعبان دون غيره من الشهور معنى حسنا وهو ما روي عن اسامة
اور درباب روزہ رکہنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شعبان مین سوا اور مہینون کی خوب معنی ذکر کئی ہین اور وہ یہہ ہین کہ اسامہ سی روایت ہی

انه عليه السلام قال ذلك شهر يغفل الناس عنه بين رجب ورمضان فانه عليه السلام اشار الى
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا یہہ ایسا مہینہ ہی کہ لوگ اس سی غافل ہین رجب اور رمضان کی بیچمین پس نبی علیہ السلام نی یہہ اشارہ کیا

انه لما اكتنفه شهران عظيمان الشهر الحرام وشهر الصيام اشتغل الناس عنه بالاشتغال بهما فصار
کہ شعبان کو دو بڑی عظمت کی مہینون نی گہیر رکہا ہی ماہ محرم اور ماہ صیام نی تو شعبان سی لوگ ہر دو مہینون مین مشغول ہوگئی ہین سو یہہ مہینہ

مغفولا عنه حتى ظن كثير من الناس ان صيام رجب افضل من صيام شعبان لانه شهر حرام وليس
بہولا بسرا ہوگیا یہان تک کہ اکثر لوگ یہہ گمان کرتی ہین کہ رجب کی روزی شعبان کی روزون سی افضل ہین اسلئی کہ رجب ماہ حرام ہی اور

كذلك لما روي عن عائشة انها قالت ذكر لرسول الله عليه السلام قوم يصومون رجبا فقال واين هم
یہہ بات نہین ہی اسواسطی کہ عائشہ سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سامنی ایک قوم کا ذکر آیا کہ وہ رجب مین روزی رکہتی تہی آپ نی فرمایا

عن شعبان وفيه اشارة الى ان بعض ما اشتهر فضله من الازمان والاماكن والاشخاص قد يكون غيره
وہ لوگ شعبان کو چہوڑ کر کدہر گئی اور اسمین یہہ اشارہ ہی کہ بعضی دفعہ جو کوئی وقت یا بعضا مکان یا بعضا شخص فضیلت مین مشہور ہو جاتا ہی کبہی اونکی غیر کوئی

افضل منه اما مطلقا او لخصوصية فيه لا يتفطن بها كثير من الناس فيشتغلون عنه بالمشهور
افضل ہوتا ہی یا تو مطلقا یا کسی خصوصیت سی جو اوسمین ہوتی ہی کہ اکثر لوگون کی خیال مین نہین آتی تو وہ اوسکو چہوڑ کر مشہور کی طرف مشغول

ويفوتون تحصيل فضيلة ما ليس بمشهور عندهم وفيه دليل على استحباب عمارة زمان غفلة [illegible]
اور اوسکی فضیلت سی جو اونکی نزدیک مشہور نہین ہی محروم رہجاتی ہین اور اسمین دلیل ہی [illegible] عبادت سی معمور کرنا بیچ وقت کہ [illegible]

بالطاعة وان ذلك محبوب عند الله تعالى ولذلك كان طائفة من السلف يستحبون احياء ما بين
رہنی کو مستحب ہی اور یہہ کہ اللہ تعالی کو بہت پسند ہی [illegible] متقدمین سی [illegible] درمیان

العشائين بالصلوة ويقولون هي ساعة الغفلة [illegible] عليه السلام لما خرج على اصحابه وهم ينتظرون
مغرب اور عشا کی بہت پسند کرتی تہی اور کہتی تہی کہ یہہ غفلت کا وقت ہی [illegible] نبی علیہ السلام جب صحابہ کی پاس آئی اور صحابہ عشا کی [illegible] منتظر بیٹہی تہی

صلوة العشاء قال ما ینتظرها احد من اهل الارض غیرکم وفی هذا اشارة الی فضیلة التفرد بذکر الله
تو فرمایا اس نماز کا سوائے تمہارے روئے زمین پر کوئی منتظر نہین ہی اسمین اشارہ ہی کہ تنہا ذکر الٰہی مین مشغول رہنا

فی وقت من الاوقات لا یوجد فیها ذاکر ولذلك فضل القیام فی وسط اللیل لشمول الغفلة عن الذکر فیه
تمام وقتون مین سی ایسی وقت کہ کوئی اوسوقت ذکر نہ کرتا ہو بہت افضل ہی اسیہی لئی آدہی رات کی وقت جاگنا بہت افضل ہی اسواسطی کہ اوسوقت اکثر لوگ یاد الٰہی

لاکثر الناس وفی احیاء الوقت المغفول عنه بالطاعة فوائد منها انه یکون اخفی واخفاء النوافل و
غافل ہوتی ہین اور غفلت کی وقت عبادت کرنی مین بہت فائدے ہین ایک یہہ کہ یہہ وقت پوشیدہ ہی اور نوافل کا چہپانا اور

اسرارها افضل لاسیما الصیام فانه سر بین العبد وربه لا یطلع علیه غیره تعالی ولهذا قیل لا یکون
پوشیدہ رکہنا افضل ہوتا ہی خاص نفل روزے کیونکہ روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی راز ہوتا ہی اسپر سوای الله تعالی کی کسیکو اطلاع نہین ہوتی اسہی واسطی

فیه ریاء ومنها انه یکون اشق علی النفوس وافضل الاعمال اشقها علی النفوس وسبب ذلك ان النفوس
کہتی ہین کہ روزہ مین ریا نہین ہوتی اور ایک یہہ کہ روزہ طبیعتون پر دشوار ہوتا ہی اور اعمال مین افضل وہ ہی ہوتا ہی جو طبیعتون پر دشوار ہو اور سبب اسکا یہہ ہی طبیعتین

تتاسی بما تشاهد من احوال ابناء الجنس فاذا کثرت یقظة الناس وطاعتهم یکثر اهل الطاعة لکثرة
ہمجنس کی حالات مین سی جو دیکہتی ہین وہ ہی عادت اختیار کر لیتی ہین پس اگر لوگون کی بیداری اور اونکی عبادت کثرت سی ہونی لگی تو اہل طاعت بہی زیادہ ہونگی

المقتدین بهم فتسهل الطاعات علیهم واذا کثرت الغفلة واهلها یتاسی بهم عموم الناس فیشق علی
کیونکہ دیکہا دیکہی بہت پیرو ہونگی پہر اونپر عبادت آسان ہوجاگی اور اگر غفلت اور غفلت والی زیادہ ہونگی تو عام لوگونکی ویسی ہی عادت ہوویگی اب جاگنی والون پر

نفوس المتیقظین طاعاتهم لقلة من یقتدون بهم فیها ولهذا قال النبی علیه السلام للعامل منهم اجر
عبادت کرنی دشوار ہوگی اسواسطی کہ اسوقت مین ہمراہی کمتر ہین اسہی لئی نبی علیه السلام نی فرمایا کہ اونمین سی ایک عمل کرنیوالی کو اجر

خمسین منکم انکم تجدون علی الخیر اعوانا ولا یجدون وقال علیه السلام العبادة فی الهرج کالهجرة
پچاس آدمیون کا تم مین سی ہی کیونکہ تمکو خیر پر بہت مددگار میسر آتی ہین اور اونکو نہین ملتی اور فرمایا علیه السلام نی فساد کی وقت عبادت کرنی ایسی ہی جیسی

الی فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان ثواب العبادة فی وقت الفتنة واختلاف امور الناس
میری طرف ہجرت کی بیشک پیغمبر علیه السلام نی اسحدیث مین یہہ بیان فرمایا کہ ثواب عبادت کا بروقت آشوب اور ابتری چلن آدمیون کی اتنا ہی

کثواب الهجرة من مکة الی المدینة فی زمانه علیه السلام قبل فتح مکة وسبب ذلك ان الناس فی وقت الفتنة
گویا مکہ سی مدینہ کی طرف پیغمبر علیه السلام کی عہد مین فتح مکہ سی پہلی ہجرت کی اور اسکا سبب یہہ ہی کہ آدمی فتنہ اور آشوب کی وقت

یتبعون اهواءهم ولا ینقیدون بدینهم فیکون حالهم شبیها بحال اهل الجاهلیة فاذا انفرد من بینهم من
اپنی ہوا ہوس کی تابع ہوجاتی ہین اور اپنی دین کی قید مین نہین رہتی پہر اونکا حال اہل جاہلیت کا سا ہوجاتا ہی پہر اگر اونمین سی ایک شخص الگ ہوجاوی

یتمسك بدینه ویعبد ربه ویتبع امره ویجتنب نهیه یکون کمن هاجر من بین اهل الجاهلیة الی رسول الله علیه السلام
کہ اپنی دین کو ہاتہہ سی نہ دی اور اپنی رب کی عبادت کری اور اوسکی امر کا تابع اور اوسکی نہی سی بچتا رہی تو وہ ایسا ہی کہ اہل جاہلیت مین سی رسول الله صلی الله علیه وسلم کی طرف

مؤمنا متبعا لاوامره مجتنبا لنواهیه وقال علیه السلام بدأ الاسلام غریبا وسیعود غریبا کما بدء
مؤمن اور اوامر کا تابع اور منہیات سی مجتنب ہوکر ہجرت کر گیا اور فرمایا علیه السلام نی شروع ہوا ہی اسلام غریب ہوکر اور پہر غریب ہوجاویگا جیسی شروع ہوا تہا

فطوبی للغرباء یعنی ان الاسلام فی ابتداء ظهوره کان غریبا لم یوجد الا فی احاد من الناس وقلة منهم
سو خوشی ہی غریبون کو مراد یہہ ہی کہ اسلام ابتداء ظہور مین غربت تہا نہین پایا جاتا تہا مگر کسی کسی آدمی مین بہت کمتر

ثم انتشر وشاع قویا وبعد ذلك سیلحقه نقص واختلال حتی لا یبقی الا فی احاد من الناس وقلة منهم وهم
پہر پہیل گیا اور بہت قوی ہوکر منتشر ہوگیا اور بعد اسکی قریب ہی کہ اوسمین نقصان اور خلل آجاوی یہان تک کہ باقی نہین رہیگا مگر کسی کسی آدمی مین بہت کمتر یعنی

الغرباء فطوبى لهم وقد جاء تفسيرهم في حديث اخر انهم النزاع من القبائل يعني انهم الذين كانوا قليلا
غربا مین سواونکو خوشی ہی اور غربا کی تفسیر ایک اور حدیث مین آئی ہی کہ وہ قبائل مین کوئی کوئی ہین یعنی غربا وہ ہین جو تہوڑی ہون
فلا يوجد في كل قبيلة منهم الا الواحد والاثنان بل لا يوجد واحد منهم في القبائل والبلدان كما كان كذلك في
ہر ہر قبیلہ مین ایک ایک دو دو سوا نہونگی بلکہ قبیلون اور شہرون مین کوئی نہ ملیگا جیسیکہ ابتداء ظہور اسلام مین
ابتداء ظهور الاسلام وفي حديث اخر انهم الذين يصلحون اذا فسد الناس يعني انهم قوم صالحون عاملون
یہہ ہی حال تہا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ غربا وہ ہین جو اصلاح پر عمل کرتی ہین اگر آدمیون مین فساد پیدا ہو مراد یہہ ہی کہ غربا قوم صالح ہی
بالسنة في زمان فساد الناس ومنها ان المنفرد بالطاعة بين اهل الغفلة والمعاصي يدفع به البلاء
فساد کی زمانہ مین سنت پر عمل کرنیوالی اور ایک فائدہ یہہ ہی کہ جو تنہا عبادت کرنیوالا ہی غفلت اور معاصی والون مین اوسکی سبب سی لوگون کی بلا دفع ہوتی ہی
عن الناس فكانه يحميهم ويدافع عنهم والاثار في هذا المعنى كثيرة جدا وقد ذكر لصومه عليه السلام لشعبان
گویا وہ شخص اونکا حامی ہی اونکی بلا کو دفع کرتا ہی اس باب مین آثار بہت آئی ہین اور واسطی روزی رکہنی پیغمبر علیہ السلام کی ماہ شعبان مین
معنى اخر وهو انه عليه السلام كان يصوم من كل شهر ثلثة ايام وربما اخر ذلك ليقضيه بصوم شعبان
ایک اور وجہ بہی بیان کرتی ہین وہ یہہ ہی کہ پیغمبر علیہ السلام ہر مہینی مین تین تین روزی رکہتی تہی اور بعضی وقت تاخیر فرما دیتی تاکہ اوسکا عوض شعبان کی روزون [illegible]
يعني ان صومه عليه السلام ربما كان لا يبلغ ثلثة ايام في بعض الشهور فيكمل ما فاته من ذلك في شعبان اذ
کردین مراد یہہ ہی کہ روزی پیغمبر علیہ السلام کی بعضی دفعہ بعضی مہینون مین تین تین پوری نہین ہوتی تہی سو جسقدر روزی فوت ہو جاتی تہی وہ سب شعبان مین پوری کر دیتی
كان اعماله عليه السلام دائمة فكان اذا دخل عليه شعبان وكان عليه بقية من صيام تطوع لم يصمه
تہی جن روزونکا رکہنا دایمی ہوتا تہا سو آپکا طریقہ یون تہا جب اونکو ماہ شعبان شروع ہوتا اور اونپر کچہہ نوافل روزی باقی ہوتی کہ نہ رکہی ہون
يقضيه في شعبان حتى يكمل نوافله بالصوم قبل دخول رمضان كما كان يقضي ما فاته من سنن الصلوة
تو [illegible] شعبان مین قضا کر دیتی تہی تاکہ تمام نوافل روزی رمضان کی آنی سی پہلی پوری ہو جائین جیسا کہ نماز مسنون جو چہوٹ جاتی تہی قضا کر دیتی تہی
وكما كان يقضي بالنهار ما فاته من قيام الليل وقالت عائشة ربما اردت ان اصوم فلم اطق حتى
اور جیسا کہ قیام لیل مین سی جو چہوٹ جاتا تہا وہ دن مین پورا کر دیتی تہی اور عائشہ کہتی ہین بعضی وقت مین روزہ رکہنی کا ارادہ کرتی سو نہو سکتا
اذا صام النبي عليه السلام في شعبان صمت معه فانها كانت تغتنم فتقضي ما عليها من
یہان تک جب نبی علیہ السلام ماہ شعبان مین روزی رکہتی تو مین بہی اونکی ساتہہ روزی رکہتی پس عائشہ اسوقت کو غنیمت جان کر جو اونکی ذمہ پر
صوم رمضان لفطرها فيه بالحيض وكان في غيره من الشهور مشتغلة بالنبي عليه السلام
رمضان کی روزی ہوتی تہی بسبب عارضہ حیض کی سب ادا کر دیتی تہین اور باقی کی مہینون مین نبی علیہ السلام کی خدمت مین مشغول رہتی تہین۔
فان المراة لا تصوم وبعلها شاهد الا باذنه فمن دخل عليها شعبان وقد بقي عليه شيء من
کیونکہ عورت اپنی خاوند کی سامنی بی اجازت روزہ نہین رکہہ سکتی پس جس شخصکو ماہ شعبان آجاوی اور اوسپر کچہہ نوافل روزی باقی ہون
نوافل صيامه يستحب له قضاءه فيه حتى يكمل نوافل صيامه بين رمضان ومن كان عليه شيء
تو اوسکو مستحب ہی کہ شعبان مین ادا کری تاکہ اوسکی نوافل روزی دونو رمضان کی بیچ مین ادا ہو جاوین اور جسپر کچہہ
من قضاء رمضان يجب عليه قضاءه قبل رمضان اخر مع القدرة عليه ولا يجوز له تاخيره
قضا رمضان کی باقی ہو تو اوسپر واجب ہی کہ دوسری رمضان سی پہلی اگر قدرت رکہتا ہو تو قضا کر دی اور اوسکو یہہ جایز نہین ہی
الى ما بعد رمضان اخر لغير ضرورة وان كان تاخيره لعذر مستمر بين الرمضانين كان عليه قضاؤه
کہ بی ضرورت دوسری رمضان کی بعد تک تاخیر کری اور اگر یہہ تاخیر بسبب ایسی عذر کی جو دونو رمضان میں برابر چلا آیا ہی ہو دی ہو تو اوسپر

بعد الرمضان الثانی ولا شئ علیہ مع القضاء وان کان ذلک لغیر عذر قیل یقضی ویطعم مع قضاء
بعد دوسری رمضان کی قضا لازم ہوگی اور اوسپر سوا قضا کی اور کچھہ نہیں ہی اور اگر یہہ تاخیر بلا عذر ہوئی ہی تو کہتی ہیں کہ قضا کری اور ہر ہر روزہ کی بدلہ

کل یوم ستین مسکینا وهو قول الشافعی ومالک واحمد اتباعا لآثار وردت بذلک وقیل یقضی ولا اطعام
ساٹھہ مسکین کو کہانا دی یہہ قول شافعی اور مالک اور احمد کا ہی موافق اون آثار کی جو اس باب میں آئی ہیں اور بعضی کہتی ہیں قضا کری اور آگر

علیہ وهو قول ابی حنیفۃ وقیل یطعم ولا یقضی وهو ضعیف وقیل فی صوم شعبان معنی آخر وهو
کہانا نہیں ہی یہہ قول ابو حنیفہ کا ہی اور بعضی کہتی ہیں کہانا کہلاوی اور قضا نہیں ہی یہہ قول ضعیف ہی اور کہتی ہیں کہ شعبان کی روزوں کی ایک اور وجہ ہی وہ یہہ

ان صیامہ کالتمرین علی صیام رمضان لئلا یدخل فی صیام رمضان علی مشقۃ وکلفۃ بل یکون
ہی کہ شعبان کی روزی واسطی مشاقی کی ہیں رمضان کی روزوں کی واسطی تاکہ رمضان کی روزوں میں کچھہ مشقت اور کلفت نہ معلوم ہو بلکہ یہہ حال ہون

قد تمرن علی الصیام واعتاده ووجد بصیام شعبان حلاوة الصیام ولذتہ فیدخل فی صیام رمضان
کہ روزی کی عادت اور خو پکڑ چکا ہو اور شعبان کی روزونسی روزوں کی حلاوت اور لذت اوٹھا چکا ہو پہر رمضان کی روزی

برغبۃ ونشاط یسر الله تعالی عملہ بلطفہ وتوفیقہ المجلس الرابع والعشرون فی بیان فضیلۃ
اچہی رغبت اور خوشی سی رکہی آپہی ہمپر آسان کری یہہ عمل اپنی لطف اور توفیق سی چوبیسوین مجلس میں بیان

احیاء لیلۃ البراءۃ علی وجہ السنۃ والاحتراز عن البدعۃ المکروهۃ قال رسول الله
شب برات کی جاگنی کی فضیلت کا بطور مسنون کی اور احتراز بدعت مکروہہ سی رسول الله

صلی الله علیہ وسلم ان الله ینزل لیلۃ النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر
صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا بیشک الله تعالی ماہ شعبان کی پندرہوین شب کو طرف ورلی آسمان کی نزول فرماتا ہی پہر قبیلہ کلب کی بکریوں کی بالونسی گنتی میں

غنم کلب هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ام المؤمنین عائشۃ رض والمراد بلیلۃ النصف من شعبان
بہت زیادہ بخشدیتا ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سی ام المؤمنین عائشہ رضی الله عنہا کی روایت سی اور مراد شعبان کی ادہواڑی کی رات سی

لیلۃ البراءۃ وانما خص قبیلۃ کلب بالذکر لانہم اکثر نفرا وغنما من سائر القبائل والمعنی انہ تعالی ینتقل فی
شب برات ہی اور خاص قبیلہ کلب کو اسواسطی ذکر کیا ہی کہ وہ بہ نسبت اور قبیلوں کی باعتبار آدمیوں اور بکریوں کی زیادہ ہی اور معنی یہہ ہیں کہ الله تعالی

تلک اللیلۃ من صفۃ الجلال المقتضیۃ لقهر العداوة والانتقام من العصاة الی صفۃ الجمال المقتضیۃ
اوس رات میں صفت جلالی سی جو سبب ہی گنہگاروں کی انتقام اور عداوت کا طرف صفت جمال کی جو باعث ہی

للرحمۃ والمغفرة وانما حمل لفظ الحدیث علی هذا المعنی لان النزول والصعود والحرکۃ والسکون لما کانت
رحمت و بخشش کا نقل فرماتا ہی اور حدیث کی الفاظ کو ان معنوں پر اسواسطی حمل کیا ہی کہ اوترنا اور چڑہنا اور حرکت اور سکون چونکہ

من صفات الاجسام المتحیزة وقد ثبت بالقواطع العقلیۃ والنقلیۃ انہ تعالی منزه عن الجسمیۃ والتحیز
یہہ صفات جسام متحیزہ کی ہیں اور براہن قطعی عقلی اور نقلی سی ثابت ہو چکا ہی کہ الله تعالی جسمیت اور تحیز وغیرہ صفات اجسام سی

امتنع ان یراد بالنزول معنی الانتقال من موضع اعلی الی ما هو اخفض منہ فیکون المعنی ما ذکره اهل الحق وهو
پاک ہی اوسکو نزول سی معنی انتقال مکان بلندسی طرف مکان پست کی محال ہی پہر معنی حدیث کی وہ ہی ہیں جو اہل حق نی ذکر کئی ہیں یعنی

نزول رحمتہ ومزید لطفہ ومغفرتہ علی عباده واجابۃ دعوتہم وقبول توبتہم کما هو دیدن الملوک الکرماء
رحمت کا اوترنا اور زیادت لطف اور مغفرت اپنی بندوں پر فرمانا اور مان لینا اونکی دعا کا اور قبول کرنا اونکی توبہ کا جیسا کہ عادت اور رسم کریم بادشاہوں

والسادة الرحماء اذا نزلوا بقرب قوم فقراء محتاجین یحسنون الیہم وهذا المعنی ولو کان قد وعد فی سائر
اور رحیم سرداروں کی ہوتی ہی کہ جب وہ فقیر محتاجوں کی پاس گذرتی ہیں تو اونکی ساتہہ احسان کرتی ہیں اور اس بات کا اگرچہ اور تمام راتوں میں

اللیالی ایضا لما روی انه علیه السلام قال ینزل ربنا تبارك وتعالی کل لیلة الی السماء الدنیا حین یبقی ثلث
یہی وعدہ ہی موافق اس روایت کی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا کہ ظہور فرماتا ہی ہمارا رب تبارک وتعالی ہر شب مین طرف ورلی آسمان کی جب پچھلی
اللیل الاخیر یقول من یدعونی فاستجیب له من یستغفرنی فاغفر له من یسئلنی فاعطیه الا ان
تہائی رات باقی رہتی ہی فرماتا ہی کوئی ہی دعا کرنیوالا کہ مین اوسکی دعا قبول کرون کوئی ہی مغفرت مانگنی والا کہ مین اوسکو بخشدون کوئی ہی سائل کہ مین اوسکو عطا کرون ہم
النزول فی سائر اللیالی مقید بوقوعه حین یبقی من کل لیلة ثلثها الاخیر وفی لیلة البراءة لیس هذا
اتنا فرق ہی کہ ظہور اور تمام راتون مین اس قید سی ہی کہ جب پچھلی تہائی رات باقی رہی اور شب برات مین یہہ قید نہین ہی
التقیید بل المقصود تخصیص هذه اللیلة بمزید الشرف والفضل لکونها لیلة شریفة عظیمة
بلکہ مقصود یہہ ہی کہ اس رات مین خصوصیت شرافت اور فضیلت کی زیادہ ہی کیونکہ یہہ شب بہت ہی شریف ہی
کما روی عن عطاء بن یسار انه قال ما من لیلة بعد لیلة القدر افضل من لیلة نصف شعبان
چنانچہ روایت ہی عطاء بن یسار سی کہ کہتی تہی بعد شب قدر کی کوئی رات شب برات سی بہتر نہین ہی
وقد ورد فی فضلها احادیث اخر متعددة وکان التابعون من اهل الشام کخالد بن معدان ومکحول
اور اس شب کی فضیلت مین اور بہی چند حدیثین آئی ہین اور اہل شام مین سی تابعی جیسی خالد بن معدان اور مکحول
ولقمان بن عامر وغیرهم یعظمونها ویجتهدون بالعبادة فیها فلما اشتهر ذلك عنهم فی البلدان
اور لقمان بن عامر وغیرہ اس شب کی بہت تعظیم کرتی تہی اور اس شب مین عبادت مین مبالغہ کرتی تہی جب اونکا یہہ حال ملکون مین مشہور ہوا
اختلف الناس فی ذلك فمنهم من قبله منهم ووافقهم علی تعظیمها لکن اکثر العلماء من اهل الحجاز
تو لوگون مین اختلاف پیدا ہوا بعضون نی اس امر کو مان لیا اور اونکی موافق ہوکر تعظیم کرنی لگی لیکن اکثر علماء اہل حجاز
انکروا ذلك وقالوا کل ذلك بدعة والحق ان المؤمن اذا اشتغل فی تلك اللیلة الخاصة نفسه بانواع
اسکا انکار کرتی ہین اور کہتی ہین یہہ سب بدعت ہی اور حق یہہ ہی کہ مؤمن تنہا اگر اس شب مین عبادت مین مشغول ہوکر نماز پڑہی
العبادات من الصلوة والتلاوة والذکر والدعاء یجوز ولا یکره واما الاجتماع فیها فی المساجد والجوامع
یا تلاوت کری اور اللہ کا نام لی اور دعا مانگی تو جایز ہی مکروہ نہین اور اوس شب مین مسجد محلہ یا مسجد جامع مین
للصلوة النافلة بالجماعة الکثیرة کما هو المعتاد فی زماننا فیکره وهذا قول الاوزاعی امام اهل الشام و
جمع ہونا اور نفلین پڑہنی جماعت سی ادا کرنی جیسی ہماری زمانہ مین عادت ہوگئی ہی سو سب مکروہ ہی یہہ قول اوزاعی کا ہی جو اہل شام کا پیشوا اور
عالمهم وفقیههم وکذا اسراج السرج الکثیرة فی المساجد وایقاد القنادیل الکثیرة فی الجوامع فی تلك
عالم اور فقیہ ہی اور ایسی ہی مسجدون مین روشنی کرنی اور قندیل متعدد جامع مسجد مین روشن کرنی اس شب مین
اللیلة لا یجوز لما ذکر فی القنیة ان اسراج السرج الکثیرة لیلة البراءة فی السکك والاسواق بدعة وکذا
جایز نہین ہی اسواسطی کہ قنیہ مین یہہ مذکور ہی کہ بہت سی چراغ روشن کرنی شب برات کو کوچون اور بازارون مین بدعت ہی اور ایسی ہی
فی المساجد ویضمن القیم بل لو ذکره الواقف وشرطه لا یعتبر ذلك الشرط شرعا وان لم یکن من مال الوقف
مسجدون مین اور مہتمم ضامن ہوتا ہی بلکہ وقف کرنیوالا اگر صریح کرکر شرط کردی تو بہی شرعا وہ شرط معتبر نہین ہی اور اگر مال وقفی نہین ہی
بل تبرع به یکون ذلك تبذیرا واضاعة المال والتبذیر حرام بنص القران وقد نهی النبی علیه السلام عن
بلکہ تبرع ہی تو یہہ خرچ اسراف مین داخل ہی اور مال کا ضایع کرنا ہی اور اسراف حرام ہی نص قرآن سی اور بیشک نبی علیہ السلام نی مال تلف کرنی سی
اضاعة المال واعتقاد ان ذلك قربة من اعظم البدع واقبح السیات وکذا التنفل فی تلك اللیلة بالجماعة
منع فرمایا ہی اور یہہ اعتقاد کرنا کہ یہہ ثواب ہی بڑی ہی بدعت اور سخت برائی ہی اور ایسی ہی اس رات کو بڑی جماعت سی نفلین پڑہنی

الکثیرة بدعة قبیحة یجب الاجتناب عنها لان الفقهاء قد اتفقوا علی کراهة الجماعة فی النوافل ما عدا التراویح
بڑی بدعت ہی اس بدعت سی بچنا چاہئی اسواسطی کہ فقہاء اسپر سب متفق ہین کہ نفلون کی جماعت سوای تراویح

والاستسقاء والکسوف اذا کان سوی الامام اربعة والصلوة التی تصلی فی تلک اللیلة بالجماعة الکثیرة و
اور صلوة استسقاء اور صلوة کسوف کی اگر سوا امام کی چار آدمی جمع ہون تو مکروہ ہی اور وہ نماز جو اوس رات کو بڑی جماعت سی پڑھتی ہین اور

تسمی صلوة البراءة بدعة ایضا لعدم وقوعها فی عصر الصحابة والتابعین بل انما ظهرت بعد المائة
صلوة البرات اوسکا نام رکھہ چھوڑا ہی وہ بھی بدعت ہی اسواسطی کہ صحابہ اور تابعین کی عہد مین نہین تھی بلکہ ہجرت نبوی سی چار سو برس کی بعد

الرابعة من الهجرة النبویة فانها حدثت فی المسجد الاقصا سنة ثمان واربعین واربعمائة واصلها علی ما
پیدا ہوئی ہی کیونکہ یہہ نماز مسجد اقصا مین سنہ چارسو اڑتالیس مین شروع ہوئی ہی اور اسکی اصل موافق بیان

ذکره الامام الطرطوسی ان رجلا نابلسیا قدم بیت المقدس فقام یصلی لیلة النصف من شعبان فی المسجد الاقصا
امام طرطوسی کی یہہ ہی کہ ایک شخص نابلسیا بیت المقدس مین آیا اور مسجد اقصا کی اندر شب برات کو نماز نفل پڑھنی شروع کی

فاحرم خلفه واحد ثم ثان ثم ثالث ثم رابع فما ختمها الا وهم جمع کثیر ثم جاء فی العام الثانی فصلی معه خلق
پھر اوسکی پیچھی ایک مقتدی ہوگیا پھر دوسرا ہوا پھر تیسرا پھر چوتھا ابھی نماز پوری نہ کرنی پایا تھا کہ بڑی جماعت ہوگئی پھر وہ شخص اگلی برس مین آیا تب اوسکی ساتھ

کثیر ثم شاعت فی المساجد وانتشرت فی البلاد واستقرت سنة بین العباد وقد ذمها العلماء من
بہت خلق نی نماز پڑہی پھر اور مسجدون مین مشہور ہوگئی اور ملکون مین پھیل گئی اور خلقت نی طریق مسنون ٹھرالیا اور اسکی برائی عمدہ علما متاخرین نی

اعیان المتاخرین وصرحوا بانها بدعة قبیحة مشتملة علی منکرات فعلی هذا ینبغی للعاجز عن تغییر تلک
بیان کی ہی اور صاف کہا ہی کہ یہہ نماز بڑی بدعت ہی اسمین بہت منکرات ہین اس بیان کی موافق لایق ہی کہ جو شخص ان منکرات کو دور

المنکرات ان لا یحضر الجماعة فی تلک اللیلة بل یصلی فی بیته ان لم یجد مسجدا سالما من هذه البدع
نہین کرسکتا وہ اوس شب مین اس نماز مین شامل ہی نہو بلکہ تنہا اپنی گھر مین نماز پڑھ لی اگر کوئی مسجد ان بدعات سی خالی نہ میسر آوی

لان الصلوة فی المسجد بالجماعة سنة وتکثیر سواد اهل البدع منهی عنه وترک المنهی عنه واجب وفعل الواجب مقدم علی
اسلئی کہ مسجد مین جماعت کی نماز تو سنت ہی اور بدعتیون کا انبوہ بڑہانا ممنوع ہی اور امر ممنوع کا ترک کرنا واجب ہی اور واجب پر عمل کرنا مقدم ہی

لاسیما لمن کان مشهورا بین الناس بالعلم والزهد فان الواجب علیه ان لا یحضر فی مسجد یشاهد فیه
خاص ایسی شخص کو جسکی علم اور زہد کی دنیا مین شہرت ہو ایسی شخص پر یہہ ہی واجب ہی کہ جس مسجد مین یہہ بدعات منکر دیکھی تو وہان نجاوی

هذه المنکرات لان حضوره مع عدم الانکار یوهم للعامة ان هذه الافعال مباحة او مندوب
اسواسطی کہ اوسکا جانا بخوشی خاطر عام لوگون کو اس وہم مین مبتلا کریگا کہ یہہ افعال مباح ہین یا مستحب ہین

الیها فیکون حضوره شبهة عظیمة فی ظن العوام ان تلک الافعال مستحسنة شرعا فاذا ترک
اوسکا جانا ہی ایسی مقام مین عام لوگون کی گمان مین بڑا شبہ ڈالیگا کہ یہہ افعال ازروی شرع مستحسن ہین جب وہ شخص

عادته ولم یجیء فی المسجد تلک اللیلة وانکر بقلبه لعجزه عن تغییره بیده ولسانه یسلم من الاثم
اپنی یہہ عادت چھوڑدیگا اور اوس شب کو مسجد مین نہین آویگا اور اپنی دلسی انکار کریگا اگرچہ ہاتھہ اور زبانسی نہین روک سکتا تو آپ گناہ سی بچیگا

ولا یغتر به غیره بل یشعر بعض الناس من عدم حضوره ان هذه الافعال غیر مرضیة عند الله ثم
اور دوسری کو وہم نہین ہوگا بلکہ اوسکی شامل نہونی سی بعضی لوگ یہہ سمجھین گی کہ یہہ افعال خدا تعالی کو پسند نہین ہین

بل هی بدعة لا یسوغها الشرع ولا یرضاها اهل الدین فربما یمتنع بعض الناس عن ذلک فیحصل له الثواب
بلکہ بدعت ہین نہ شرع انکو جائز رکھتی ہی اور نہ اہل دین پسند کرتی ہین پس کیا عجب ہی کہ بعضی لوگ اس سی باز آوین پھر اسکو ثواب حاصل ہو

بعض

بفعل ما یقدر علیه من الانکار بالقلب والامتناع عن الحضور والحاصل ان تلک اللیلة وان ورد فی

کہ جو اوس سی ہو سکتا تھا یعنی انکار قلبی اور شامل نہونا سو کر چکا خلاصہ یہہ ہی کہ اس رات کی فضیلت مین اگرچہ کئی حدیثین

فضلها احادیث متعددة لکن لیس لاحد ان یعظمها بما ذمه الشرع ونهی عنه مع ان بعض العلماء

آئی ہین پر کسیکو اختیار نہین کہ اوسکی تعظیم ایسی امور مین کری جسکو شرع برا کہتی ہی اور اوس سی ممانعت کرتی ہی باوجودیکہ بعض علماء

قالوا لم یثبت فی قیامها شیء عن النبی علیه السلام ولا عن اصحابه فعلی هذا یجب علی کل مسلم فی هذا

یہہ کہتی ہین کہ اس رات کی نماز کی باب مین کچہہ ثابت نہین ہی نہ تو پیغمبر علیہ السلام سی اور نہ اونکی اصحاب سی اس بیان کی موافق اس زمانہ مین ہر مسلم پر واجب ہی

الزمان ان یحذر من الاغترار والمیل الی شیء من البدع والمحدثات ویصون دینه من العوائد التی استأنس

کہ بدعات کی ریجہہ سی اور محدثات کی توجہ سی پرہیز کری اور اپنی دین کو اون اشغال سی جسمین انس پکڑ رکہا ہی

بها وتربی علیها فانها سم قاتل قل من سلم من آفاتها وظهر له الحق معها لان البدعة لها حلاوة فی

اور پرورش پائی ہی سالم بچاوی بیشک یہہ اشغال زہر قاتل ہین اسکی آفات سی آدمی کم بچتا ہی اور اوسکی ساتہہ حق کم ظاہر ہوتا ہی اسواسطی کہ بدعت کا مزہ

قلوب اهلها یستحسنها طباعهم فلا یترکونها وقد روی عن عکرمة وغیره من المفسرین ان اللیلة

بدعتیوں کی دلمین ایسا رچتا ہی کہ طبیعت اوسکو نیک جانتی ہی سو ہرگز نہین چہوڑتی اور عکرمہ وغیرہ مفسرین سی روایت ہی کہ وہ مبارک رات

المبارکة الواقعة فی سورة الدخان قد فسرت بلیلة نصف شعبان کما ذهب الیه الاکثرون فانها لیلة

جسکا ذکر سورۂ دخان مین ہی وہ شب براءت ہی چنانچہ اکثر مفسرین یہہ ہی کہتی ہین کیونکہ یہہ ایسی رات ہی

یقدر فیها کل امر یکون فی تلک السنة لقوله تعالی فِیْهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ قال عطاء بن یسار

کہ جو اوس سال مین ہونیوالا ہی سب اوس رات کو اندازہ کیا جاتا ہی اس آیت کی دلیل سی اوسمین جدا ہوتا ہی ہر کام چنانچہ عطاء بن یسار کہتا ہی

اذا کان لیلة النصف من شعبان یدفع الی ملک صحیفة فیقال له اقبض روح من فی هذه الصحیفة

کہ جب شب براءت ہوتی ہی فرشتہ کو نامہ دیکر کہہ دیتی ہین کہ جن جن کا نام اس کاغذ مین ہی اونکی روح قبض کر لینا

فکم من شخص یبنی الدور ویشید القصور ویغرس الاشجار ویحفر الانهار ویتزوج النسوان ویشتغل فی

سو بہتیری شخص گہر بناتی ہین اور محلوں کی گچ گیری کرتی ہین اور باغ لگاتی ہین اور نہرین کہودتی ہین اور عورتونسی نکاح کرتی ہین اور عمارت مین بستی

البنیان وقد کتب علیه الموت ودفعت نسخته الی ملک الموت وهو فی هواه ولا یعلم منتهاه فیا مغرور

ہین اور اونکی موت لکہی ہوئی ہوتی ہی اور وہ کاغذ ملک الموت کو مل چکتا ہی اور وہ اپنی ہوا ہوس مین بہول رہا ہی اور انجام کی خبر نہین سو ای

بطول الامل ویا مسرورا بسوء العمل کن من الموت علی الوجل فلا تدری متی یهجم علیک الاجل فکم

امیدوں کی دیوانہ اور ای اعمال بد کی متوالی موت سی ڈرتا رہ تو کیا جانی کہ موت تجہکو کسوقت آگہیری گی سو بہتیری

من مستقبل یوما لا یستکمله وکم من مؤمل غدا لا یدرکه یسر الله تعالی التدارک للموت قبل هجومه

اونی سمجہی والی ایک دن کی اوسکو پورا نہین کرتی اور بہت امیدوار اگلی دن کی کہ اوسکو نہین پاتی الہی ہمکو موت کا تدارک اوسکی آنی سی پہلی آسان کر

المجلس الخامس والعشرون فی لزوم طلب رؤیة هلال رمضان

پچیسوین مجلس مین تلاش رمضان کی چاند کی ضرورت

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تصوموا حتی تروا الهلال ولا تفطروا حتی تروا الهلال فان غم علیکم فاقدروا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا روزہ مت رکہو بدون دیکہنی ہلال کی اور نہ افطار کرو بدون دیکہنی ہلال کی اور اگر کہنا ہو جاوی تو اوسکو اندازہ کرو

له وفی روایة فاکملوا العدة ثلثین هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابن عمر معناه [illegible]

اور ایک روایت مین ہی تو گنتی تیس کی پوری کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی [illegible]

اذا كانت مصحية ولم يكن فيها علة فلا تصوموا صوم رمضان حتى تروا هلال رمضان ولا تفطروا
کہ آسمان اگر صاف ہو اور اوسمین کچھ ابر یا غبار نہو تو روزہ رمضان کا بدون دیکھنی ہلال رمضان کی مت رکھو اور نہ عید الفطر کی دن

يوم الفطر حتى تروا هلال الفطر فان غم عليكم الهلال ولم تروه فقدروا عدد الشهر الذى كنتم فيه
بدون دیکھنی ہلال شوال کی افطار کرو پس اگر ہلال ابر مین آجاوی اور تمہاری نظر نہ آوی تو مہینہ حال کی گنتی جسمین تم موجود ہو

ثلثين يوما ثم صوموا ان كان الشهر المقدر شعبان وافطروا ان كان الشهر المقدر رمضان وذلك
تیس دن کرلو پہر روزہ رکہو اگر وہ ماہ حال جسکا اندازہ کیا ہی شعبان ہو اور افطار کرو اگر وہ ماہ حال جسکو اندازہ کیا ہی ماہ رمضان ہو اور یہہ

لان الاصل فى كل ثابت بقاءه الى ان يوجد دليل على عدم بقائه والشهر كان ثابتا بيقين فوقع الشك
اسلئی کہ قاعدہ یون ہی کہ ہر شی ثابت باقی رہتی ہی جبتک کوئی دلیل اوسکی عدم کی نہ ملی اور ماہ حال تو یقینی ثابت ہی پس شک استمین ہی

فى خروجه فلا يخرج الا برؤية الهلال او كمال العدة ولم يوجد واحد منهما فيكون باقيا نظرا
کہ تمام ہوچکا یا نہین تو اوسکا تمام ہونا بدون دیکھنی چاند یا پوری کرنی گنتی کی نہین ہوسکتا اور دونو مین سی کچھ نہو تو وہی مہینا باقی رہیگا موافق

الى ما روى انه عليه السلام اشار باصابع يديه مكشوفة وقال الشهر هكذا وهكذا وهكذا وعقد ابهامها
اس روایت کی کہ پیغمبر علیہ السلام نی اپنی دونو ہاتہ کی اونگلیاں کہول کر اشارہ کیا فرمایا کہ مہینا اتنا اور اتنا اور اتنا تین بار اور تیسری دفعہ

فى الثالث ثم قال الشهر هكذا وهكذا وهكذا من غير عقد ابهامه فعلم منه ان الشهر قد يكون
انگوٹہا موڑلیا یعنی انتیس دن پہر فرمایا مہینا اتنا اور اتنا اور اتنا ایکی بار انگوٹہا بند نکیا یعنی تیس دن اس سی معلوم ہوا کہ مہینا کبہی

تسعة وعشرين يوما وقد يكون ثلثين فيقع الشك فى دخول رمضان وخروجه وعلى تقدير عدم
انتیس دن کا ہوتا ہی اور کبہی تیس دن کا اب شبہ رہتا ہی رمضان کی آنی مین اور تمام ہونی مین اور جس صورت مین کہ رمضان

خروجه يحرم الفطر وعلى تقدير عدم دخوله يكره الصوم على قصد انه صوم رمضان اذ يلزم
تمام نہوا ہو تو افطار کرنا حرام ہی اور جس صورت مین کہ رمضان نہ آیا ہو تو روزہ رمضان کی نیت سی مکروہ ہی کیونکہ لازم آتا ہی

ان يؤدى قبل اوانه فهو حرام ولهذا قال عمار بن ياسر من صام يوم الشك فقد عصى ابا القاسم و
کہ وقت سی پہلی ادا ہوجا سو یہہ حرام ہی اسی واسطی عمار بن یاسر کہتی ہین جو شخص شک کی دن روزہ رکہی وہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہی اور

الشك فيه ان يستوى طرفا العلم والجهل بان يقع الغيم فى التاسع والعشرين من شعبان ولا يدرى
شک اسمین یہہ ہوتا ہی کہ دونو جانب علم اور جہل کی برابر ہون اسطور کہ شعبان کی انتیسوین تاریخ مین ابر ہوجاوی اور یہہ نہ معلوم ہو

ان الغد من شعبان او من رمضان فعلى هذا ينبغى للناس ان يطلبوا هلال رمضان فى التاسع
کہ کل کا دن شعبان ہی کا ہی یا رمضان کا ہی اس صورت مین لایق یہہ ہی کہ لوگ رمضان کا ہلال انتیسوین شعبان کو تلاش کرین

والعشرين من شعبان فان راوه صاموا وان لم يروه اكملوا عدد شعبان ثلثين يوما ثم صاموا
پہر اگر دیکہین تو صبح کو روزہ رکہین اور نہ دیکہین تو گنتی مین شعبان کی تیس دن پوری کردین پہر روزہ رکہین

لقوله عليه السلام صوموا لرؤيته وافطروا لرؤيته فان غم عليكم الهلال فاكملوا عدة شعبان ثلثين
موافق قول علیہ السلام کی روزہ رکہو چاند دیکہہ کر اور افطار کرو چاند دیکہہ کر پس اگر تمہاری نظر سی ہلال ابر مین ہو تو گنتی مین شعبان کی تیس دن پوری کردو

واما اليوم الذى يشك فيه انه من شعبان او من رمضان فالصحيح ان الصوم فيه غير مكروه
اور وہ دن جسمین یہہ شک ہی کہ شعبان کا ہی یا رمضان کا ہی صحیح روایت یہہ ہی کہ اوس دن کا روزہ مکروہ نہین

اذا كان تطوعا لكونه مستثنى من النهى بقوله عليه السلام لا يصام اليوم الذى يشك فيه انه
اگر نفل ہو اسلئی کہ نہی مین سی اسکو جدا کردیا ہی اس حدیث مین کہ شک کی دن مین جسمین یہہ شک ہو

من رمضان الا تطوعا والمراد بالنهی عن الصوم فیه الصوم بنیه صوم رمضان لانه یلزم ان یؤدی
کہ رمضان کا ہی یا نہین یعنی انتیسوین شعبان کی کوئی روزہ نرکہی مگر نفل اور مراد روزہ کی ممانعت سی وہ روزہ ہی جو رمضان کی نیت سی رکہین اسواسطی کہ یہہ لازم آتا ہی

قبل مجیئ وقته وقد مرانه حرام لحدیث عمار بن یاسر مع ما فیه من التشبه باهل الکتاب فی زیادتهم
کہ اپنی وقت سی پہلی ادا ہوجاوی اور گذر چکا ہی کہ موافق حدیث عمار بن یاسر کی حرام ہی باوجودیکہ اسمین اہل کتاب سی تشبیہ لازم آتی ہی کہ وہ مدت اپنی روزونکی زیادہ کرلیا کرتی ہین

فی مدة صومهم فعلی هذا ینبغی للمؤمن ان یصبح فی ذلک الیوم منتظرا غیر مفطر ولا عازم علی الصوم
اسکی موافق مؤمن کو یون چاہئی کہ اوسدن کی صبح کو منتظر رہی نہ تو کچھہ کہاوی اور نہ روزہ کی نیت کری

فان ثبت قبل الضحوة الکبری انه من رمضان یعزم علی الصوم لان النیة الی الضحوة الکبری جائزة
پہر اگر پہر بہر دن چڑہی سی پہلی ثابت ہو کہ یہہ دن رمضان کا ہی تو اب نیت روزہ کی کرلی اسلئی کہ نیت پہر بہر دن چڑہی تک رمضان کی روزونمین

فی صیام رمضان وفی صیام النفل ایضا وان لم یثبت ان شاء صام تطوعا وان شاء افطر ولکن ان
اور نوافل روزون مین بہی جایز ہی اور اگر نہ ثابت ہو تو پہر اختیار ہی چاہی نفل روزہ رکہی اور چاہی افطار کری لیکن اگر

وافق یوما کان یصومه بان کان یصوم یوم الاثنین والخمیس والجمعة فوافق یوم الشك فالصوم افضل
وہ دن شک کا وہ ہی دن ہو جسمین یہہ شخص روزہ رکہا کرتا تہا اسطور کہ ہمیشہ روزہ پیر کا اور جمعرات اور جمعہ کا رکہا کرتا تہا سو انمین سی ایکدن وہ شک کا دن آپڑا تو اس

لقوله علیه السلام لا یتقدمن احدکم رمضان بصوم یوم ولا بصوم یومین الا ان یوافق صوما کان
اس حدیث کی موافق رمضان سی پہلی کوئی ہرگز روزہ نرکہی نہ ایک دن نہ دو دن مگر اس صورت مین کہ موافق ہوجاوی یوم شک اوس

یصومه وکذا ان کان یصوم شعبان کله او نصفه الاخیر او ثلثة ایام من اخر کل شهر وان لم یوافق
دن سی کہ روزہ رکہا کرتا تہا اور ایسا ہی جایز ہی اگر یہہ شخص تمام شعبان کی روزی رکہا کرتا ہی یا اخیر کی آدہی شعبان کی یا ہر مہینہ کی آخر مین تین دن کی اور اگر موافق نہو

یوما کان یصومه فقد قیل الفطر افضل احترازا عن ظاهر النهی وقیل الصوم افضل اقتداء لعائشة
اوسدن سی جو یہہ روزہ رکہا کرتا تہا تو بعضی کہتی ہین افطار افضل ہی واسطی احتراز کی ظاہر نہی سی اور بعضی کہتی ہین روزہ افضل ہی واسطی متابعت عائشہ

وعلی فانهما کانا یصومانه ویقولان لان نصوم یوما من شعبان احب الینا من ان یفطر یوما من رمضان
اور علی کی یہہ دونو اوسدن روزہ رکہا کرتی تہی اور یہہ کہتی تہی شعبان کی ایکدن کا روزہ ہمکو بہت محبوب ہی رمضان مین ایکدن افطار کرنی سی

والمختار ان یصوم الخواص کالمفتی والقاضی تطوعا لانهم یعرفون کیفیة النیة ولا یخلطون الکراهة فکان
اور بات پسندیدہ یہہ ہی کہ خاص لوگ جیسی مفتی اور قاضی نفل روزہ رکہا کرین کیونکہ ان لوگون کو نیت کی کیفیت معلوم ہی یہہ لوگ کراہت کو نہ ملنی دینگی

اللایق بهم ان یصوموا بانفسهم ویامر العامة بالانتظار الی وقت الزوال ثم بالافطار ان لم یثبت الهلال
ان لوگون کو لایق ہی کہ آپ تو روزہ رکہا کرین اور عوام کو حکم زوال تک انتظار کا دیا کرین پہر زوال کی بعد اگر ہلال ثابت نہو تو افطار کا حکم دیا کرین

وکل من یعرف کیفیة النیة فهو من الخواص وکیفیتها ان ینوی التطوع ولا یخطر بباله صوم رمضان او
اور جو جو شخص نیت کی کیفیت سی واقف ہون وہ خواص ہین اور نیت کی کیفیت یہہ ہی کہ نفل کی نیت کری اور اوسکی دلمین رمضان کی روزہ کا یا

صوم واجب اخر ولا یتردد فیها فان النیة معرفته بقلبه انه یصوم وهی فی ذلک الیوم علی وجوه احدها
کسی اور واجب کا خطرہ نہ آوی اور اوسمین کچھہ تردد نہ واقع ہو کیونکہ نیت یہہ ہی کہ دل سی جانی کہ مین روزہ رکہتا ہون اور نیت اس دن کی اندر کئی طرح پر ہی ایک یہہ

ان ینوی صوم رمضان وهو مکروه لما مر من حدیث عمار بن یاسر مع ما فیه من التشبه باهل الکتاب ثم
کہ رمضان کی روزہ کی نیت کری یہہ تو مکروہ ہی چنانچہ عمار بن یاسر کی حدیث مین گذرا ہی باوجودیکہ اسمین اہل کتاب کی تشبیہ ہی پہر

ان ظهر انه من رمضان یجزئه لانه نوی ان یکون صومه عن رمضان وکان ذلک الیوم من رمضان
اگر معلوم ہوجاوی کہ وہ دن رمضان ہی کا ہی تو یہہ ہی روزہ کافی ہی اسواسطی کہ نیت کرچکا تہا کہ میرا روزہ رمضان کا ہی اور وہ دن بہی رمضان ہی کا تہا

فیقع عن المستحق واصل الکراهة لا یمنع الجواز بل یستلزم عدم الاستحباب بلا عکس لان المباحات
سو حقدار ہی کا ہوگا اور اصل کی کراہت جواز کو نہیں منع کرتی بلکہ استحباب کو رفع کرتی ہی بدون عکس کی اسواسطی کہ مباحات
لا ینصف بهما وان ظهر انه من شعبان یکون تطوعا ولو افطر لا قضاء علیه لانه فی معنی المظنون حیث
ان دونوسی خالی ہوتی ہین اور اگر یہہ ظاہر ہو کہ وہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہو ویگا اور اگر افطار کردی تو اوسپر قضا نہیں ہی اسواسطی کہ حقیقت مین مظنون
ظن ان علیه صوما وتبین ان لیس علیه صوم والمظنون لا یقضی لان القضاء منوط بالالتزام او بالالزام
اس لئی یہہ گمان کیا کہ میری ذمہ پر روزہ ہی پہر ظاہر ہوا کہ اوسپر روزہ نہین تہا اور مظنون کی قضا نہین آتی اسلئی کہ قضا یا تو اپنی ذمہ پر لیلینی سی آتی ہی یا شرع کی لازم کرد
والثانی ان ینوی عن واجب اخر وهو مکروه ایضا للحدیث السابق الا انه ادون فی الکراهة لعدم التشبه
دوسری یہہ کہ ایک اور واجب کی نیت کری اور یہہ بہی مکروہ ہی اوسہی حدیث سابق کی مضمون سی اتنا فرق ہی کہ اسکی کراہت کمتر ہی اسواسطی کہ اسمین
باهل الکتاب لان التشبه بهم انما یکون اذا صام فیه بنیة صوم رمضان ثم ان ظهر انه من رمضان
اہل کتاب کی تشبہ نہین ہی اسلئی کہ اہل کتاب سی تشبیہ تو جب ہو کہ اوسدن رمضان کی نیت سی روزہ رکہی پہر اگر معلوم ہو کہ رمضان کا دن ہی تو وہ روزہ رمضان
یقع عنه لان صوم رمضان یصح من الصحیح المقیم بمطلق النیة وبنیة النفل وبنیة واجب اخر لکون الوقت
ہی کا ہوگا اسواسطی کہ رمضان کا روزہ صحیح اور مقیم سی مطلق روزہ کی نیت سی درست ہوجاتا ہی اور نفل کی نیت سی بہی اور اور واجب کی نیت سی بہی درست ہوتا ہی
متعینا لهذا الصوم فینتفی شرعیة غیره فیه والاطلاق فی المتعین تعیین ونیة النفل وواجب اخر لغو لان
اسہی روزہ کا مقرر ہی سو اس دن مین اور کوئی روزہ جایز نہین ہی اور متعین مین مطلق نیت بہی متعین کی ہوتی ہی اور نیت نفل کی اور اور واجب کی تمام لغو ہی اسواسطی
الوقت لا یحتملهما لعدم مشروعیتهما فیه فاذا بطل الوصف یبقی نیة اصل الصوم فیکون فی حکم المطلق
کہ یہہ وقت اون روزون کا نہین ہی کیونکہ وہ روزی اسدن مین جایز نہین ہین جب وصف باطل ہوا تو اصل روزہ کی نیت باقی رہی اب وہ نیت مطلق کی حکم مین ہی
فینصرف الی المشروع فی الوقت ونظیره من کان متوحدا فی الدار فانه اذا نودی بیا رجل او باسم غیر اسمه یراد به
سو اوس روزہ سی متعلق ہوگی جو اوس وقت مین جایز ہی اسکی نظیر یہہ ہی جو کوئی شخص اکیلا گہر مین ہو جب اوسکو کوئی یون پکار کہ ای شخص یا کسی اور کا نام لیکر پکاری
ذلك وان ظهر انه من شعبان یکون تطوعا ولا یکون عما نوی لان الصوم فیه منهی کیوم العید فلا یتادی
تو وہی شخص مراد ہوگا اور اگر یہہ معلوم ہو کہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہوجاویگا اور جسکی نیت کی تہی وہ نہوگا اسواسطی کہ اوس دن روزہ ممنوع ہی جیسی عید کی دن پس کیونکر
به ما وجب کاملا والصحیح انه یکون عما نوی لانه ادی فی یوم یصح فیه النفل بخلاف یوم العید وان لم یستبن
ادا ہوویگا جو کامل واجب ہوا ہی اور روایت صحیح یہہ ہی کہ جو نیت کی ہی وہی ہوتا ہی اسلئی کہ اسنی ایسی دن روزہ رکہا ہی کہ جسمین نفل جایز ہی عید کی دن کا اور حال ہی اور
لا یسقط الواجب عن ذمته لاحتمال کونه من رمضان والثالث ان یتردد فی وصف النیة بان ینوی
تو واجب اوسکی ذمہ سی ساقط نہین ہوگا کیونکہ احتمال ہی کہ رمضان کا ہو تیسری یہہ کہ نیت کی وصف مین تردد کری یعنی اسطور نیت کری
ان کان الغد من رمضان فانا صائم عنه وان کان من شعبان فمن واجب اخر او عن النفل وهو
اگر کل کا دن رمضان کا ہی تو میرا روزہ بہی رمضان کا ہی اور اگر کل کا دن شعبان کا ہی تو روزہ فلانی واجب سی ہی یا نفل سی یہہ نیت
مکروه ایضا اما الاول فلتردده بین الامرین المکروهین نیة صوم رمضان ونیة صوم واجب اخر واما
بہی مکروہ ہی پہلی صورت اسلئی کہ اسکو تردد ہی درمیان دو امرون مکروہ کی نیت رمضان کی روزہ کی اور نیت دوسری واجب روزہ کی اور
الثانی فلکونه ناویا للفرض من وجه ثم ان ظهر انه من رمضان یقع عنه لعدم التردد فی اصل النیة
دوسری صورت اسلئی کہ ایک وجہ سی فرض کی نیت کی ہی پہر اگر وہ دن رمضان کا ٹہرا تو روزہ رمضان ہی کا ہوگا اسواسطی کہ اصل نیت مین تردد نہین تہا
وهو کاف وان ظهر انه من شعبان لا یکون عن واجب اخر بل یکون تطوعا فی کلا الوجهین ولو افطر لا قضاء
اور نیت ہی کافی ہی اور اگر معلوم ہو کہ وہ دن شعبان کا ہی تو اوس واجب سی نہین ہوگا بلکہ دونو صورت مین نفل ہوجاگا اور اگر افطار کرڈالی تو اوسپر قضا

علیه

علیه اما فی الاول فلانه کالمظنون واما فی الثانی فلعدم وجود الالتزام من کل وجه والرابع ان ینوی التطوع
نہین ہی پہلی صورت مین تو اسلئی کہ مظنون سا ہی اور دوسری صورت مین اسلئی کہ ہر طرح سی التزام نہین ہی اور چوتھی یہہ کہ نفل کی نیت کری

وقد مر انه یصح بنیة النفل من غیر کراهة فی الصحیح ثم ان ظهر انه من رمضان یقع عنه لما مر انه یصح
اور گذر چکا ہی کہ نفل کی نیت موافق صحیح روایت کی بی کراہت صحیح ہی پہر اگر معلوم ہوا کہ وہ دن رمضان کا ہی تو روزہ رمضان ہی کا ہوگا کیونکہ گذر چکا ہی

بنیة النفل وان ظهر انه من شعبان یکون تطوعا وان افطر یلزمه القضاء لانه شرع ملتزما بخلاف
نفل کی نیت سی بہی درست ہوجاتا ہی اور اگر معلوم ہوا کہ وہ دن شعبان کا ہی تو نفل ہوجاگا اور اگر افطار کریگا تو قضا لازم آویگی اسوسطی کہ اپنی ذمہ پر لیکر شروع کیا تہا

مسئلة المظنون ثم ینبغی ان یعلم ان رویة الهلال وان کان سببا لوجوب الصوم والفطر لقوله علیه السلام
بخلاف مسئلہ مظنون کی پہر سمجہنا چاہئی کہ ہلال کا دیکہنا اگرچہ روزہ کی وجوب اور افطار دونوکا سبب ہی موافق اس حدیث کی

صوموا لرویته وافطروا لرویته لکن العمل به لا یلزم الا بقضاء القاضی و لهذا یلزم المراجعة الیه ثم انه اذا
کہ روزہ رکہو ہلال دیکہکر اور افطار کرو ہلال دیکہکر پر اس حدیث پر بدون حکم قاضی کی عمل نہین ہوسکتا اسی واسطی قاضی کی سامنی پیش کرنا چاہئی پہر اگر

کان فی السماء علة سواء کانت غیما او دخانا او غبارا او بخارا او نحو ذلك یقبل فی هلال رمضان خبر عدل
آسمان مین کچہہ علت ہو برابر ہی کہ گہٹا ہو یا دہوان ہو یا غبار ہو یا بخار ہو یا ایسا ہی کچہہ اور ہو تو رمضان کی چاند مین خبر ایک عادل

مسلم عاقل بالغ حرا کان او عبدا ذکرا کان او انثی لانه مخبر بامر دینی وهو وجوب الصوم علی الناس فیقبل
مسلمان کی کہ عاقل اور جوان ہو آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت مقبول ہی اسوسطی کہ امر دینی کی خبر دیتا ہی یعنی لوگون پر روزہ واجب ہی سو اوسکی خبر مقبول ہوگی

خبره لکن بشرط ان یفسر ویقول رایته خارج البلد او بین خلال السحاب واما بدون التفسیر فلا یقبل لمکان
لیکن بشرطیکہ تفصیل بیان کری کہ مینی چاند شہر سی باہر ابر کی اندر دیکہا ہی اور بدون تفصیل کی معتبر نہوگی کیونکہ

التهمة والفاسق اذا ابصر هلال رمضان ینبغی له ان یشهد عند القاضی لاحتمال قبول شهادته لکن
شبہ کی جگہہ ہی اور اگر فاسق ہلال رمضان کا دیکہی تو اوسکو چاہئی کہ قاضی کی روبرو جاکر گواہی دی شاید کہ اوسکی گواہی مقبول ہوجاوی لیکن

القاضی یرد شهادته لان خبر الفاسق فی الدیانات مردود غیر مقبول ویشترط العدالة وقال الطحاوی لا یشترط
قاضی اوسکی شہادت کو رد کردی کیونکہ فاسق کی خبر دیانات مین مردود ہوتی ہی مقبول نہین ہوتی عدالت شرط ہی اور طحاوی نی کہا ہی کہ عدالت

العدالة ومن المشائخ من قال اراد به المستور ولا یشترط الدعوی ولا لفظ الشهادة ویقبل فی هلال رمضان شهادة
شرط نہین ہی اور بعضی مشایخ کہتی ہین کہ اس سی مراد مستور الحال ہی اور دعوی بہی شرط نہین ہی اور نہ لفظ شہادت کچہہ ضرور ہی اور رمضان کی ہلال مین

الواحد علی شهادة الواحد ومن رای هلال رمضان فی الرستاق ولم یکن هناك وال ولا قاض فان کان
ایک شخص کی گواہی ایک شخص کی گواہی پر مقبول ہی اور جسنی رمضان کا ہلال ایسی گانو گون مین دیکہا جہان نہ امیر ہو اور نہ قاضی تو اگر وہ

الرائی ثقة یصوم الناس بقوله ثم اذا قبل القاضی شهادة الواحد فی هلال رمضان وصام الناس ثلثین
دیکہنی والا ثقہ ہی تو سب لوگ اوسکی کہنی سی روزہ رکہین پہر اگر قاضی نی ایک آدمی کی گواہی رمضان کی ہلال کی قبول کرلی اور اوسکی موافق تیس روزی

یوما ولم یروا هلال الفطر لا یفطرون فیما روی عن ابی حنیفة وابی یوسف لان الفطر لا یثبت بشهادة الواحد
پوری ہوگئی اور ہہی عید کا چاند نظر نہین آیا تو بہی افطار نکرین موافق روایت ابوحنیفہ اور ابویوسف کی اسواسطی کہ افطار ایک آدمی کی گواہی سی ثابت نہین ہوتا

وعن محمد انهم یفطرون ویثبت الفطر فی ضمن ثبوت الرمضانیة بشهادة الواحد وان کان لا یثبت ابتداء
اور محمد سی روایت ہی کہ افطار کرین کیونکہ افطار ثبوت رمضان کی ضمن مین ایک ہی آدمی کی گواہی سی ثابت ہوجاتا ہی اگرچہ ابتداءً ثابت نہین ہوتا

فان فی هلال الفطر اذا کان فی السماء علة لا یقبل الا بشهادة حرین او حر وحرتین لتعلق حق العباد به لانهم
بیشک شوال کی چاند دیکہنی مین اگر آسمان مین ابر یا گرد غبار ہو تو مقبول نہین بدون گواہی دو آزاد مردون یا ایک مرد آزاد اور دو آزاد عورتونکی اسوسطی کہ اسمین حق العباد

ینتفعون به فیثبت بما یثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فان المتعلق به حق الشرع
اس سے فائدہ مند ہوتے ہیں سو اوسیہی طرز ثابت ہوگا جسطور اونکی تمام حقوق ثابت ہوتی ہیں بخلاف ہلال رمضان کی کیونکہ اوس سے صرف حق شرع کا تعلق ہی
وهو الصوم فیکتفی بخبر الواحد واما اذا لم یکن فی السماء علة فلا یقبل شهادة الواحد فی هلال رمضان
یعنی روزہ سو ایک آدمی کی گواہی کفایت کرتی ہی اور اگر آسمان صاف ہو تو پہر ایک آدمی کی گواہی رمضان کی ہلال مین مقبول نہین ہوگی
ولا شهادة الاثنین فی هلال الفطر وانما یقبل شهادة جمع کثیر یقع العلم بخبرهم واختلفوا فی مقدار
اور نہ دو کی گواہی عید الفطر کی ہلال مین پہر تو اتنی بڑی جماعت چاہئی جنکی خبر سے یقین حاصل ہوجاوی اور اوس جماعت کی مقدار مین اختلاف ہی
ذلك فقیل لا بد من اهل محلة وقیل لا بد من خمسین رجلا وعن محمد لا بد ان یتواتر الخبر من کل جانب
بعضی کہتی ہین ایک محلہ کی آدمی چاہیین اور بعضی کہتی ہین پچاس آدمی ہون اور امام محمد سے روایت ہی ہر طرف سے پی درپی خبر کا آنا چاہئی
والصحیح انه مفوض الی رای الحاکم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم هو العلم الشرعی الموجب للعمل وهو غلبة
اور صحیح یہہ ہی کہ حاکم کی رای پر حوالہ ہی اسواسطی کہ مراد علم سے جو اونکی خبر سے حاصل ہو وہ علم شرعی ہی جس سے عمل کرنا واجب ہو جا یعنی ظن غالب
الظن لا العلم بمعنی التیقن وان جاء واحد من خارج المصر فشهد برویة الهلال ثمه ففی ظاهر الروایة
علم بمعنی یقین نہین ہی اور اگر ایک شخص شہر کی باہر سے آکر گواہی دی کہ وہان چاند دیکہا ہی ظاہر روایت مین اوسکی گواہی مقبول نہین ہوگی
لا یقبل شهادته لقیام التهمة وذکر الطحاوی ان شهادته مقبولة لقلة المانع فی خارج المصر وکذا لو شهد
کیونکہ شبہ کا مقام ہی اور طحاوی نی ذکر کیا ہی کہ اوسکی شہادت مقبول ہی اسواسطی کہ شہر سے باہر رکاوٹ کم ہوتی ہی اور ایسی ہی اگر چاند
برویة الهلال فی المصر علی مکان مرتفع ومن رای هلال رمضان وحده وشهد ولم یقبل شهادته کان علیه
دیکہنی کی شہر کی اندر اونچی مقام پر سے گواہی دی اور جسنی رمضان کا چاند تن تنہا دیکہا اور گواہی دی تو مقبول نہوئی تو بہی اوسکو لازم ہی
ان یصوم لقوله علیه السلام صوموا لرویته فانه قد راه فیلزمه الصوم وان افطر کان علیه القضاء دون
کہ روزہ رکہی اس حدیث کی موافق روزہ رکہو چاند دیکہہ کر کیونکہ اسنی چاند دیکہا ہی سو اسکو روزہ رکہنا لازم ہی اور اگر افطار کریگا تو اوسپر قضا لازم ہوگی
الکفارة وان افطر قبل ان ترد شهادته اختلفوا فیه والصحیح ان لا یجب علیه الکفارة والحاکم اذا رای هلال
کفارہ نہین آویگا اور اگر شہادت رد ہونی سے پہلی افطار کرڈالا تو اس صورت مین اختلاف ہی صحیح یہہ ہی کہ کفارہ واجب نہین اور اگر حاکم تن تنہا رمضان کا
رمضان وحده یصوم ولا یامر الناس بالصوم ولو ان الناس غم علیهم هلال رمضان واکملوا شعبان
چاند دیکہی تو وہ آپ روزہ رکہی اور ون کو روزہ کا حکم دی اور اگر لوگون کو رمضان کا چاند بسبب ابر کی نظر نہ آیا اور اونہون نی شعبان کی
ثلثین یوما ثم صاموا رمضان ثمانیة وعشرین یوما ثم راوا هلال شوال فانهم ان کانوا عدوا شعبان
تیس دن پوری کرکی رمضان کی روزی اٹہائیس دن رکہی تہی پہر شوال کا چاند نظر آگیا اب اگر انہون نی گنتی شعبان کی
عن غیر رویة قضوا یومین وان کان عدوه عن رویة قضوا یوما واحدا فیکون شهر رمضان فی تلك
بی چاند دیکہی پوری کی تہی تو دو روزی قضا کرین اور اگر چاند دیکہہ کر گنتی پوری کی تہی تو ایک روزہ قضا کرین اب ماہ رمضان اوس سال مین
السنة تسعة وعشرین یوما حتی انهم لو کانوا راوا هلال شوال بعد ما صاموا رمضان تسعة وعشرین
انتیس دن کا ہوا یہان تک کہ انہون نی اگر عید کا چاند رمضان کی انتیس روزی رکہہ کر دیکہا
یوما لا یلزمهم شیء ولو ان اهل بلدة راوا هلال رمضان فصاموا تسعة وعشرین یوما فشهد جماعة
تو اونپر کچہہ لازم نہین آتا اور اگر ایک شہر والون نی رمضان کا چاند دیکہہ کر انتیس روزی رکہی پہر ایک جماعت نی قاضی کی پاس
عند القاضی فی الیوم التاسع والعشرین ان اهل بلدة کذا راوا هلال رمضان فی لیلة کذا قبلکم بیوم
انتیسوین تاریخ مین یہہ گواہی دی کہ فلانی شہر والون نی رمضان کا چاند فلانی رات مین تمسی ایک دن پہلی دیکہہ کر روزی

فصاموا وهذا اليوم يوم الثلثين من رمضان واهل هذه البلدة لم يروا الهلال في تلك الليلة

رکہی ہین اور یہہ آج رمضان کی تیسوین تاریخ ہی اور اس شہر والون نی اوس رات کو چاند نہین دیکہا

والسماء مصحية لا يباح لهم الفطر غدا ولا يترك التراويح في تلك الليلة لان هذه الجماعة لم يشهدوا

اور آسمان صاف تہا تو اونکو اگلی دن افطار کرنا جایز نہین ہی اور نہ اوس رات مین تراویح ترک کرنی جایز اسوسطی کہ اس جماعت نی چاند دیکہنی کی گواہی

بالروية ولا على شهادة غيرهم وانما حكوا روية غيرهم واما لو كانوا شهدوا عند القاضي ان قاضي بلدة

نہین دی اور نہ غیر کی گواہی پر گواہی دی ہی انہونی اورون کی دیکہنی کی خبر بیان کی ہی اور اگر وہ جماعت قاضی کی سامنی یہہ گواہی دیتی کہ فلانی شہر کی قاضی کی

كذا شهد عنده شاهدان بروية الهلال في ليلة كذا وقضى ذلك القاضي بشهادتهما جاز لهذا القاضي

سامنی دو گواہون نی فلانی رات مین چاند دیکہنی کی گواہی دی تہی اور اوس قاضی نی اونکی گواہی کی موافق حکم دیا ہی تو اب اس قاضی کو جایز ہوتا

ان يقضي بشهادتهما لان قضاء القاضي الاول حجة وهذا على قول من قال لا عبرة باختلاف المطالع

کہ انکی گواہی کی موافق حکم دیتا اسواسطی کہ حکم پہلی قاضی کا حجت ہی اور یہہ حکم اوسکی قول کی موافق ہی جو اختلاف مطالع کا اعتبار نہین کرتا

حتى اذا صام اهل بلدة ثلثين يوما للروية واهل بلدة اخرى تسعة وعشرين يوما للروية ايضا

یہان تک کہ اگر ایک شہر والون نی چاند دیکہہ کر تیس روزی رکہی اور ایک اور شہر والون نی چاند ہی دیکہہ کر انتیس روزی رکہی

فعلى هذا على من صام تسعة وعشرين يوما قضاء يوم والاشبه على ما ذكره الزيلعي ان يعتبر لان

تو اس صورت مین جنہون نی انتیس روزی رکہی اون پر ایک روزی کی قضا ہی اور موافق بیان زیلعی کی بہتر یہہ ہی کہ اختلاف مطالع معتبر ہو اسلئی

كل قوم يخاطبون بما عندهم والدليل على اعتباره ما روي عن كريب انه قال قدمت الشام واستهل

کہ ہر قوم کو وہ ہی حکم ہی جو انکی پاس ہی اور یہہ دلیل اختلاف مطالع کی اعتبار کی کریب کی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین شام مین وارد ہوا اور مجکو وہان

علي شهر رمضان فرايت الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة في اخر الشهر فسئلني عبد الله بن عباس

ماہ رمضان کا چاند آگیا سو مینی شب جمعہ کو چاند دیکہا پہر مین مدینہ شریف مین آخر مہینی مین آیا تو مجہسی عبد اللہ بن عباس نی پوچہا

فقال متى رايتم الهلال فقلت رايناه ليلة الجمعة فقال نحن رايناه ليلة السبت فلا نزال نصوم حتى

تمنی رمضان کا چاند کب دیکہا تہا مین نی کہا ہمنی چاند شب جمعہ کو دیکہا تہا عبد اللہ بن عباس نی کہا ہمنی ہفت کی شب کو دیکہا سو ہم روزی رکہی جاوینگی یہانتک

نكمل ثلثين او نراه فقلت له افلا تكتفي بروية معاوية وصيامه فقال لا هكذا امرنا رسول الله عليه السلام

کہ تیس دن پوری ہوجاوین یا چاند نظر آجاوی پہر مین نی کہا معاویہ کی دیکہنی اور روزہ رکہنی پر کیون نہین اکتفا کرتی پہر کہا نہین ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی یہہ حکم دیا ہی

وذلك لان انفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف الاقطار كما ان دخول الوقت وخروجه

اور یہہ اسلئی ہی کہ الگ ہونا ہلال کا آفتاب کی شعاع سی بسبب اختلاف مسافت کی مختلف ہوجاتا ہی جیسی ایک وقت کا آنا اور نکلنا

يختلف باختلاف الاقطار فان الشمس اذا زالت في المشرق لا يلزم منه ان تزول في المغرب بل كلما تحركت

اختلاف مسافت سی مختلف ہوجاتا ہی کیونکہ آفتاب کو اگر مشرق مین زوال ہووی تو لازم نہین آتا کہ مغرب مین بہی زوال ہوجاوی بلکہ آفتاب جب کوئی درجہ

درجة فذلك طلوع لقوم وغروب لاخرين ونصف ليل لبعض وطلوع فجر لغيرهم وروي ان ابا موسى

قطع کریگا تو وہ ایک کی لئی طلوع ہی اور دوسری کی واسطی غروب ہی اور کسیکو آدہی رات ہی اور کسیکو طلوع فجر ہی اور روایت ہی کہ ابو موسی

الضرير الفقيه قدم الاسكندرية فسئل عمن صعد المنارة فراى الشمس بعد غروبها في البلدة بزمان طويل

نابینا فقیہ اسکندریہ مین آئی اونسی کسی نی حال ایسی شخص کا پوچہا کہ اونچی مینار پر چڑہ کر آفتاب کو دیکہا اور شہر مین بہت دیر پہلی غروب ہوچکا تہا

ايحل له الافطار فقال لا يحل له الافطار ويحل لاهل البلدة لان كل احد مخاطب بما عنده ومن راى هلال

کیا اسکو افطار کرنا درست ہی فقیہ نی جواب دیا اوسکو افطار حلال نہین ہی اور شہر والون کو درست ہی اسلئی کہ ہرایک کو وہ ہی حکم ہی جو اوسکی پاس ہی اور جسنی ہلال

الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدة الصوم وافطر قال في المحيط اختلفوا في وجوب الكفارة والاكثر
فطر کا عصر کی وقت دیکھا پہر اس خیال سی کہ مدت روزی کی گذر گئی افطار کر ڈالا محیط مین کہا ہی کہ علماء کو درباب وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثرون کا مذہب
على الوجوب وقد ظن بعض الناس ان النهي عن الصوم قبل رمضان بيوم او بيومين يراد به اغتنام
یہہ ہی کہ کفارہ واجب ہی اور بعضی لوگون کو یہہ گمان ہی کہ روزی کی ممانعت رمضان سی ایک یا دو دن پہلی اس لئی ہی کہ ان
الاكل والشرب واخذ النفوس شهواتها قبل ان تمنع منها بالصيام وهذا كله خطاء وجهل اذ قد ذكر
کہانا پینا اور نفوس کو اپنی شہوت سی متلذذ ہونا اس سی پہلی کہ روزون کی سبب ممانعت ہوجاوی غنیمت ہی یہہ تمام خیالات خطا اور جہالت ہی اسلئی کہ ذکر
اصل ذلك متلقي من النصارى فانهم عند قرب صومهم يفعلون كذلك فيلزم التشبيه بهم وقد كان
کرتی ہین کہ یہہ اصل مین نصاری سی لیا ہی کیونکہ نصاری کی جب روزی نزدیک آتی تہی تو ایسا ہی کیا کرتی تہی پہر نصاری سی تشبیہ لازم آتی ہی اور
النهي عن الصوم في ذلك الوقت لمنع التشبه بالكافر فيما لا منه بد وهو مذموم شرعا لقوله عليه السلام
نہی روزہ کی اوسوقت مین صرف کفار کی مشابہت کی سبب سی تہی جس جگہ کہ جسمی مشابہت رفع ہوسکتی ہی اور تشبہ شرعا مذموم ہی واسطی ارشاد رسول علیه السلام
من تشبه بقوم فهو منهم وربما لا يقتصر بعضهم على الشهوات المباحة بل يتعدى الى المحرمات فمن
جو شخص مشابہہ ہوا کسی قوم سی بس وہ انہی مین سی ہی اور کبہی کبہی بعضا شخص شہوات مباح پر حصر نہین کرتا بلکہ محرمات مین داخل ہوتا ہی جسکا
كان هذا حاله فالبهائم اعقل منه وله نصيب وافر من قوله تعالى ولقد ذرأنا لجهنم كثيرا من
ایسا حال ہو تو اوس سی ڈھور ہوشیار ہین اوسکا اس آیت مین بڑا حصہ ہی اور ہمی پہیلا رکہی ہین دوزخ کی واسطی بہت
الجن والانس لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم اذان لا يسمعون بها اولئك
جن اور آدمی جنکو دل ہین اوس سی سمجہتی نہین اور آنکہین ہین اونسی دیکہتی نہین اور کان ہین اونسی سنتی نہین وہ لوگ
كالانعام بل هم اضل وبعضهم لا يجتنب كبائر الذنوب الا في رمضان فيطول عليه ويكره صيامه ويتو
جیسی چوپائی بلکہ اونسی زیادہ بیراہ ہین اور بعضی شخص گناہ کبیرہ سی سواء رمضان کی کبہی نہین باز آتی سو اونکو رمضان دوبہر ہوجاتا ہی اور روزہ بہی مکروہ معلوم
على نفسه مفارقتها كالوفاة فيعد الايام والليالي ليعود الى المعاصي وبعضهم لا يصلي الا في رمضان فيستقل
اور اوسکی دل پر مفارقت کبایر کی دشوار ہوتی ہی جیسی موت ہوگئی پہر شمار دن رات رات گنتا ہی تاکہ معاصی پہر حاصل کری اور بعضی سوا رمضان کی نماز نہین پڑہتی پہر
رمضان لاستثقال العبادات المشروعة فيه من الصلوة والصيام وبعضهم لا يصبر على المعاصي فيواقعها
رمضان اون پر بہاری پڑ جاتا ہی بسبب گرانی عبادات کی جو رمضان مین ہوتی ہین نماز روزی اور بعضون کو گناہ ہونسی صبر نہین ہوتا پہر وہ رمضان مین
في رمضان وهذا هو الخسران المبين المجلس السادس والعشرون في بيان فضيلة رمضا
بہی مبتلا ہوتا ہی اور یہہ ظاہر ٹوٹا اوٹہاتا ہی چہبیسوین مجلس رمضان کی فضیلت مین
ورعاية حقه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء وفي
اور اوسکی حق کی رعایت مین رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا جب رمضان آتا ہی تو آسمان کی دروازی کہل جاتی ہین اور ایک
رواية ابواب الجنة وغلقت ابواب جهنم وصفدت الشياطين هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه
روایت مین جنت کی دروازی اور دوزخ کی دروازی بند کی جاتی ہین اور سب شیاطین قید ہوجاتی ہین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی
ابوهريرة وهو ان حمل على معناه الظاهر لا يفيد زيادة فائدة لان الانسان ما دام في الدنيا لا يتيسر له الصعود
ابوہریرہ کی روایت سی اس حدیث کی اگر ظاہر معنی مراد لیوین تو کچہ خوب بڑا فائدہ نہین ہی اس لئی کہ انسان جبتک دنیا مین ہی تو اوسکو آسمان پر چڑہنا میسر نہین
الى السماء ولا الدخول في احدى الدارين فاي فائدة في فتح الابواب واغلاقها الا ان يقال من مات من
ہوسکتا اور نہ بہشت اور دوزخ مین داخل ہوسکتا ہی پہر دروازون کی کہلنی اور بند ہونی سی کیا فائدہ ہوا مگر یون کہین کہ جو شخص صلحاء ایمان والون مین سی

صلحاء اهل الایمان اذا فتحت ابواب الجنة یاتیهم من روحها ونسیمها فوق ما کان یاتیهم قبل الفتح و
توجب دروازی جنت کی کہلجاتی ہین تواونکو جنت کی ہوا اور خوشبو زیادہ تر آتی ہی بہ نسبت اوسکی کہ دروازی کہلنی سی پہلی آتی تہی اور مرجاتا ہی

من مات من عصاتهم اذا غلقت ابواب جهنم لا یصیبهم من حرها وسمومها کما کان یصیبهم من حرها
جو گنہگار مرجاتا ہی تو اگر دروازی دوزخ کی بند ہوتی ہین تواونکو اوسکی گرمی اور لپیٹ اوتنی نہین آتی جتنی گرمی

وسمومها قبل التغلیق وهو بعید لانه انما ذکر لترغیب الناس فیما امروا به من صوم شهر رمضان وتحریضهم
اور لپیٹ بند ہونی سی پہلی آتی تہی اور یہہ معنی بعید ہین اسواسطی کہ یہہ مضمون صرف واسطی آدمیون کی ترغیب کی ہی جو اونکو حکم ہوا ہی ماہ رمضان کی روزون کا

علیه حتی یستعدوا له وتصیر ابواب الجنان کانها فتحت لهم وابواب النیران کانها اغلقت علیهم فیلزم
تا کہ روزی کی واسطی تیار ہوجاوین اور گویا جنت کی دروازی اونکی لئی کہل گئی اور دوزخ کی دروازی گویا اونکی اوپر بند ہوگئی اب کوئی تاویل

الرجوع الی التاویل بان یقال فتح ابواب السماء کنایة عن تواتر نزول الرحمة وتوالی صعود الطاعات الی الباب اذا
کرنی لازم ہی کہ یون کہین کہ کہلنا آسمان کی دروازون کا اشارہ ہی پی درپی رحمت کی آنیکا اور پی درپی عبادت کی چڑہنی کا اسواسطی کہ جب دروازہ

فتح یخرج ما فی داخله متتابعا ویدخل ما فی خارجه متوالیا ویؤیده هذا التاویل ما جاء فی روایة اخری فتحت
کہلجاتا ہی تو جو اوسکی اندر ہی فوراً نکل آتا ہی اور جو باہر ہوتا ہی وہ فوراً داخل ہوجاتا ہی اور اس تاویل کی تائید وہ ہی جو ایک اور روایت مین آیا ہی کہلجاتی ہین

ابواب الرحمة وفتح ابواب الجنة کنایة عن حصول ما یؤدی الی دخولها من انواع العبادات وتغلیق
دروازی رحمت کی اور جنت کی دروازون کا کہلنا اشارہ ہی اون امور کی حاصل ہونیکا جو جنت کی اندر پہنچاوین یعنی ہر قسم کی عبادتین اور بند ہونا

ابواب جهنم کنایة عن انتفاء ما یؤدی الی دخولها من انواع السیئات لان الصائم یتنزه عن الکبائر
دوزخ کی دروازون کا اشارہ ہی دور ہونی اون امور کا جو دوزخ مین داخل کردیتی ہین یعنی ہر قسم کی گناہ اسواسطی کہ روزہ دار ایسی کبایر گناہون سی بچتا ہی

التی من جملتها الاصرار علی الصغائر فیغفر له ببرکة الصوم سائر الذنوب کما جاء فی الحدیث الصلوات الخمس
جنکی اندر اڑ کرنی صغیرہ گناہون کی بہی داخل ہی سو روزہ کی برکت سی اوسکی تمام گناہ معاف ہوجاتی ہین چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ پانچون نمازین

والجمعة الی الجمعة ورمضان الی رمضان مکفرات لما بینهن ان اجتنبت الکبائر وتصفید الشیاطین
اور جمعہ اگلی جمعہ تک اور رمضان اگلی رمضان تک بیچ کی گناہون کو مٹادیتی ہین اگر کبیرہ گناہون سی پرہیز کیجا اور قید ہونا شیاطین کا

یحتمل ان یکون المراد به ما هو الظاهر من کون الشیاطین مقیدة تعظیما للشهر وعلامة ذلک ان اکثر المنهمکین
احتمال یہہ ہی کہ اس سی مراد وہ ہی معنی ظاہری ہون کہ شیاطین واسطی تعظیم اس مہینی کی قید ہوجاتی ہین اسکی نشانی یہہ ہی کہ اکثر لوگ گناہون مین کہپی ہو

فی الطغیان یجتنبون المعاصی ولا دراد بعد حرصهم علیها ویشرعون فی اقامة الصلوة بعد ما کانوا
گناہون اور بدی سی بچنی لگتی ہین باوجودیکہ گناہون کی بڑی حریص ہوتی ہین اور نماز پڑہنی شروع کردیتی ہین باوجودیکہ نماز مین

یتهاونون بها ویقبلون علی استماع النصیحة وتلاوة القران واما ما یری من بعض الفسقة انهم لا یمتنعون
کاہلی سستی کرتی تہی اور وعظ نصیحت سنی پر اور قرآن کی تلاوت پر متوجہ ہوجاتی ہین اور یہہ جو فاسق معلوم ہوتی ہین کہ اپنی فسق سی ذرہ باز

عن فسقهم بل ان ترکوا نوعا منه یاتون نوعا اخر فذلک من اثر ما بقی فی نفوسهم الخبیثة من تسویلات
نہین آتی بلکہ اگر ایک قسم ترک کرتی ہین تو دوسری قسم کرنی شروع کردیتی ہین سو یہہ اثر اوس خباثت کا ہی جو اونکی دلونمین وسوسہ شیطانی باقی ہین

الشیاطین وقال بعض العلماء لفظ الشیاطین وان کان عاما الا ان المراد به رؤساهم یؤیده ما جاء فی بعض
اور بعضی علماء کہتی ہین لفظ شیاطین کا اگرچہ عام ہی پر مراد اس سی شیطانون کی گروکہنٹال ہین اسکی تائید ہی جو اس حدیث کی بعضی

طرق هذا الحدیث وسلسلت مردة الشیاطین فیقع الفساد بتسویلات غیرهم من شیاطین الانس والجن
روایت مین واقع ہوا ہی کہ اور قید ہوجاتی ہین سرکش شیطان پہر فساد اورون کی وسوسی سی جو شیاطین جن اور انسان کی ہین واقع ہوتا ہی

وقیل هو مجاز عن امتناع نفوس الصائمین عن قبول وساوسهم وذلك لان رمضان اذا دخل یشتغل الناس بالصوم
اور کہتی ہین کہ یہہ مجاز ہی اصل روزہ دارون کی دل شیطانی وسوسہ قبول کرنی سی بازرہتی ہین اسواسطی کہ جب رمضان آتا ہی توآدمی روزہ مین مشغول ہوجاتاہی

فتنکسر قوتهم الحیوانیة التی هی مبدء الشهوة والغضب المتداعیین الی انواع الفسوق والفجور وتنبعث قواهم
سواونکی قوت حیوانی ضعیف ہوجاتی ہی جو باعث شہوت اور غصہ کی ہوکر ہر قسم کی فسق اور فجور کی طرف لیجاتی تہی اوراونکی قوت عقلی

العقلیة داعیة الی الطاعات ناهیة عن المنکرات فتجعلهم مقبلین علی وظائف العبادات معرضین عن
پیدا ہوکر طاعات کی طرف بلاتی ہی اور منکرات سی منع کرتی ہی پہر اونکو روزمرہ کی مقرری عبادات پر متوجہ اور ہرقسم کی منکرات سی

اصناف المنکرات فیصیرون کانهم فتحت لهم ابواب الجنان وغلقت علیهم ابواب النیران ولم یبق
بیزار کردیتی ہی پہروہ ایسی ہوجاتی ہین کوید اونکی لئی بہشت کی دروازی کہل گئی اوردوزخ کی دروازی اون پر بند ہوگئی اور

علیهم للشیطان سلطان وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال اذا کان اول لیلة من شهر رمضان
اون پر شیطانون کا اصلا تسلط غلبہ باقی نرہا اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہی

صفدت الشیاطین ومردة الجن وغلقت ابواب جهنم فلم یفتح منها باب وفتحت ابواب الجنة فلم
توشیاطین اور سرکش جن قید ہوجاتی ہین اوردوزخ کی دروازی بند ہوکر کوئی دروازہ کہلا نہین رہتا اوردروازی بہشت کی کہل جاتی ہین سو

یغلق منها باب فینادی منادیا باغی الخیر اقبل ویا باغی الشر اقصر ولله فیه عتقاء من النار وذلك
اونمین سی کوئی دروازہ بند نہین رہتا پہر منادی پکارتا ہی ای طالب خیر کی ادہر آ اور ای حدسی بڑہنی والی شر کی بس کر اور رمضان مین اسکی ازاد کی آگ سی بہت ہین اور یہہ

فی کل لیلة ومعنی هذا الحدیث علم من تاویل الحدیث السابق لکن هنا زیادة لابد من بیان معنی تلك
ہرہر شب مین ہوتی ہی اوراس حدیث کی معنی پہلی حدیث کی تاویل سی معلوم ہوگئی لیکن اسمین کچہہ لفظ زیادہ ہین اونکی معنون کا بیان کرنا بہی ضرور چاہئی

الزیادة وهوان منادیا ینادی فی لیالی رمضان ویقول یا طالب الخیر تعال اطلب الثواب فانك تعطی
وہ یہہ ہین کہ منادی رمضان کی راتون مین پکارتا ہی یہہ کہتا ہی ای خیر کی طالب یہان آ ثواب لی یہہ ایسا وقت شریف ہی

ثوابا کثیرا بعمل قلیل لشرف الوقت ویا طالب الشر اترك الشر فان عذاب المعصیة فیه اکثر وتب الی الله تعالی
کہ تہوڑیسی کار پر بہت ہی بڑا ثواب عطا ہوگا اور ای شر کی طالب بدکاری سی بازآ کیونکہ رمضان مین معصیت کا عذاب بڑا سخت ہی اوراللہ تعالی کی طرف

فانه تعالی یعتق کثیرا من عبادة الصائمین من النار ویغفر ذنوبهم الماضیة لحرمة الشهر کما جاء فی
رجوع کر کیونکہ اللہ تعالی اپنی بہت بندی روزہ دار آگ سی ازاد کرتا ہی اوراونکی پچہلی گناہ اس مہینی کی برکت سی معاف کرتا ہی چنانچہ ایک اور حدیث مین آیا ہی

حدیث اخر من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه یعنی ان من صامه مصدقا
جسنی رمضان کی روزہ واسطی ایمان اور ثواب کی رکہی تواوسکی تمام پچہلی گناہ معاف ہوئی مراد یہہ ہی کہ جسنی رمضان کی روزہ اوسکی حقیقت

بحقیته وفرضیته طالبا رضاء الله تعالی وثوابه لا خوفا من الناس واستحیاء منهم یغفر له ذنوبه
اور فرضیت تصدیق کرکر اللہ کی مرضی اور ثواب حاصل کرنیکو رکہی نہ کسی شخص کی خوف سی اورنہ کسیکی حیا لاج سی تواوسکی تمام پچہلی گناہ

المتقدمة وذلك النداء یکون فی کل لیلة من لیالی رمضان وروی عن ابی امامة الباهلی انه علیه السلام
معاف ہونگی اور یہہ ندا رمضان کی راتون مین سی ہر ہر رات کو ہوتی ہی اور ابوامامہ باہلی سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

قال من صام یوما فی سبیل الله جعل الله بینه وبین النار خندقا کما بین السماء والارض وفی حدیث اخر
جسنی ایک روز واسطی خدا کی روزہ رکہا تو اللہ تعالی دوزخ اوراوس شخص کی بیچ مین ایسی چوڑی خندق کردیگا جیسی بیچ آسمان اور زمین کا اور ایک اور حدیث مین

رواه ابو سعید الخدری انه علیه السلام قال من صام یوما فی سبیل الله بعد الله تعالی وجهه من النار
ابوسعید خدری سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی روزہ ایک دن کا واسطی اللہ کی رکہا تو اللہ اوسکی چہرہ کو آگ سی ستر برس کی راہ پر دور کریگا

سبعين خريفا يعني ان من صام يوما في سبيل الله ورضائه ينجيه الله تعالى من النار عبر عن التنجية
مراد یہ ہی کہ جسنی ایک دن کا روزہ واسطی اللہ کی اوسکی رضامندی کی لئی رکہا اوسکو اللہ تعالی آگ سی نجات بخشیگا دوری کو بطور تمثیل کی
بطريق التمثيل ليكون ابلغ لان من كان بعيدا عن شئ بهذا المقدار لا يصل اليه البتة والمراد بالخريف
بیان فرمایا تاکہ ابلغ ہووی اسواسطی کہ جو شخص ایک چیز سی اسقدر دور مسافت پر ہو تو وہ چیز اوس تک ہرگز نہیں پہنچیگی اور خریف سی مراد
السنة ذكر الجزء واريد الكل وانما عبر عنها به دون غيره من الفصول لكونه وقت بلوغ الثمار وحصول
سال ہی جزو کو ذکر کیا اور کل مراد لیا اور فصول وغیرہ کو چہوڑ کر خریف کی ساتہ اسواسطی بیان کیا کہ اس وقت میں پہل پکتی ہین اور عیش
سعة العيش وروى عن ابي هريرة انه عليه السلام قال كل ابن ادم يضاعف الحسنة بعشر امثالها الى
فراخ ہوتا ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تمام بنی آدم کی حسنات دس گونہ بڑہتی ہین اور دس سی
سبعمائة ضعف قال الله تعالى الا الصوم فانه لي وانا اجزي به يدع شهوته وطعامه وشرابه من اجلي
سات سو گونہ تک اللہ تعالی فرماتا ہی روزہ کی سوا کیونکہ روزہ میری واسطی ہی مین ہی اوسکا بدلہ ہون کیونکہ اپنی شہوت کہانا پینا میری لئی ترک کرتا ہی
يعني ان كل طاعة وخير اذا لم يكن رياء ونفاقا فاقل ما يعطى لصاحبه من الاجر عشرة لقوله تعالى من
مراد یہ ہی کہ ہر ایک عبادت اور خیر اگر بدون ریا اور نفاق کی ہو تو کم سی کم اوسکا اجر عابد کو دس گونہ عطا ہوگا اس آیت کی سند سی جو
جاء بالحسنة فله عشر امثالها وقد يزداد الى سبعمائة واكثر لقوله تعالى مثل الذين ينفقون اموالهم
لاوی بہلائی اوسکی واسطی ہی اوس سی دس گونہ اور کبہی سات سو تک یا زیادہ تک نوبت بڑہ جاتی ہی اس سند سی مثال اونکی جو خرچ کرتی ہین اپنی مال
في سبيل الله كمثل حبة انبتت سبع سنابل في كل سنبلة مائة حبة والله يضاعف لمن يشاء
اللہ کی راہ مین جیسی ایک دانہ اوس سی اوگین سات خوشہ ہر خوشہ مین سو سو دانی اور اللہ بڑہاتا ہی جسکی واسطی چاہی
واما الصوم فثوابه بغير حساب لانه لا يتادى الا بالصبر وقد قال الله تعالى انما يوفى الصابرون اجرهم
اور روزہ کی ثواب کا تو کچہ حساب ہی نہین کیونکہ روزہ بدون صبر کی پورا نہیں ہوتا اور اللہ تعالی فرماتا ہی صبر کرنیوالون کو ملیگا ہی اونکا اجر
بغير حساب ثم الصبر وان كان يوجد في غير الصوم من العبادات لكن وجوده فيه ليس كوجوده في غيره
بی گنت پہر صبر اگرچہ سوا روزہ کی اور عبادات مین بہی ہوتا ہی لیکن صبر روزہ کا ایسا نہیں ہی جو اور عبادات مین ہوتا ہی
لانه ثلثة انواع صبر على طاعة الله تعالى وصبر على محارم الله تعالى وصبر على الالام والشدائد كلها
کیونکہ صبر تین طرح پر ہی ایک تو صبر اللہ تعالی کی طاعت پر دوسرا صبر اللہ تعالی کی محارم پر تیسرا صبر تکالیف اور سختیون پر اور روزہ مین
يوجد في الصوم اذ فيه صبر على ما وجب على الصائم من الطاعات وصبر عما حرم عليه من الشهوات
تینون قسم کا صبر موجود ہی اسواسطی کہ روزی مین صبر ہی اوس طاعات پر جو روزہ دار پر واجب ہین اور اون شہوات پر صبر ہی جو اوسپر حرام ہین
وصبر على ما يصيبه من الم الجوع وحرارة العطش وضعف البدن لان الصائم تعرض بدنه النحول والنقصان
اور اوس الم پر صبر ہی جو بہوک لگتی ہی اور پیاس کی گرمی ہوتی ہی اور بدن ناتوان ہوتا ہی کیونکہ روزہ دار کا بدن دبلا اور کمزور ہوجاتا ہی
والمفضي الى الهلاك طلبا لرضاء الله تعالى اشير اليه حيث قال يدع شهوته وطعامه وشرابه من اجلي
اور واسطی طلبگاری مرضی الہی کی ہلاکت مین پڑتا ہی اسی کی طرف اشارہ ہی جو فرمایا کہ اپنی شہوت اور کہانا پینا میری خاطر چہوڑ دیتا ہی
وايضا ان الصائم بسبب منع نفسه عن الاكل والشرب والجماع يصير متخلقا باخلاق الله تعالى لكونه تعالى
اور یہ بہی ہی کہ روزہ دار اپنی جان کو کہانی اور پینی اور جماع سی روک کر خوگیر صفات الہی کا ہوجاتا ہی کیونکہ اللہ تعالی
منزها عن هذه الاشياء فلما كان في الصوم هذه المعاني خصه الله تعالى بذاته وتولى جزاءه بنفسه
ان سب امور سی پاک وصاف ہی اور چونکہ روزہ میں یہ خوبیان ہوتی ہین تو اللہ تعالی نی روزہ کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور روزہ کی ثواب کا اپنی ذات

ولم یکله الی غیره فاعطی الصائم من عنده اجرا لیس له حد ولا عد وقیل ان الصوم سر بینه وبین العبد
ذمہ دار ہوا کسی اور پر حوالہ نہ کیا پھر روزہ دار کو اپنی درگاہ سے اتنا اجر عطا کیا کہ جسکی کچھ نہ انتہا اور شمار نہیں اور بعضے یہہ کہتے ہیں کہ روزہ ایک راز ہے اللہ اور بندے کی
یفعله خالصا لوجهه وطالبا لرضائه لا یطلع علیه غیره لکونه نیة وامساکا حتی قیل ان الحفظة
بیچ میں کہ اوسکو خالص واسطے اللہ کی اور واسطے اوسکی رضامندی کی ادا کرتا ہے اوسکی سوا کسیکو معلوم نہیں ہوتا کیونکہ روزہ نام نیت اور امساک کا ہے یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ
لا تطلع علیه ولا تکتبه بخلاف سائر الطاعات فانها مما یطلع علیه غیره تعالی فلما کان هو العالم به دون
کرام کاتبین کو بھی معلوم نہیں ہوتا اور نہ وہ اوسکو لکھتے ہیں بخلاف اور عبادات کی کیونکہ اور عبادات کو اور بھی سوا اللہ تعالی کی جان جاتے ہیں اور چونکہ روزہ کی خبر
غیره خصه بذاته وتولی جزاءه بنفسه ولم یوکله الی غیره کانه تعالی قال الصوم لی ولا یطلع علیه
سوای اللہ تعالی کی اور کو نہیں ہوتی تو اوسکو اللہ تعالی نے اپنی ذات سے خاص کر کر آپ ہی اوسکی ثواب کا ذمہ دار ہوا اور پر حوالہ نہ کیا گویا اللہ تعالی نے یہہ ارشاد فرمایا روزہ
غیری وحدی انا اتولی الجزاء علیه ولا اکله الی غیری والکریم اذا اخبر انه یتولی الجزاء بنفسه یقتضی ان یکون
ثواب میں ہی اوسکی ثواب کا ذمہ دار ہوں اور پر حوالہ نہیں کرتا اور سخی جب یہہ کہے کہ میں آپ اوسکی عوض کا ذمہ دار ہوں تو لازم ہے کہ وہ
ذلك الجزاء فی غایة العظمة ونهایة الکثرة بحیث لا یکون له احصاء ولا حساب وروی عن ابی هریرة انه
عوض نہایت عظیم اور نہایت کثیر ہو ایسا کہ نہ گنتی میں آوی اور نہ حساب میں اور ابوہریرہ سے روایت ہے
قال للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه یعنی ان الصائم له سروران مرتین علی الفرحة
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی روزہ کھولتے ہوئے اور ایک خوشی خدا کی دیدار کی وقت مراد یہہ ہے کہ روزہ دار کو دو دفعہ
مرة من الفرح وهو السرور واما سروره عند لقاء ربه فبما یجده من ثواب الصوم مدخرا عند الله تعالی
فرح سے مشتق ہوئی اور سرور کو کہتے ہیں اور سرور پروردگار کی ملاقات پر اسبات کا ہے کہ ثواب روزہ کا دفعۃً جمع کیا ہوا اللہ تعالی تعالی کی پاس پاویگا
فان من ترك طعامه وشرابه وشهوته لله تعالی یعوضه الله تعالی خیرا من ذلك کما قال الله تعالی
اس سے کہ جسنے اپنا کہانا پینا اور شہوت خدا کی واسطے چھوڑی تو خدا تعالی اوسکا عوض اوس سے بہتر عطا کریگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے
وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا وقال النبی علیه السلام لرجل
اور جو آگے بھیجوگے اپنی واسطے کوئی نیکی اوسکو پاوگے اللہ کی پاس بہتر اور ثواب میں زیادہ اور فرمایا نبی علیہ السلام نے ایک شخصکو
انك لن تدع شیئا اتقاء الله الا آتاك الله خیرا منه وروی ان الصائمین یوضع لهم یوم القیمة مائدة
تو ہرگز نہیں ترک کریگا کوئی گناہ خدا کی خوف سے مگر عطا کریگا تجکو اللہ تعالی بہتر اوس سے اور روایت ہے کہ روزہ داروں کی واسطے قیامت کی دن دسترخوان
تحت العرش یاکلون علیها والناس فی الحساب فیقول الناس ما هؤلاء یاکلون ونحن فی الحساب فیقال انهم کانوا
عرش کی تلے چنا جاویگا اوسپر بیٹھے کہاوینگے اور اور لوگ ابھی حساب میں مبتلا ہونگے وہ لوگ دیکھکے یہہ کہینگے یہہ کون لوگ ہیں کہ کہانا کہاتے ہیں اور ہم حساب ہی میں
یصومون وانتم تفطرون وفی الصحیحین انه علیه السلام قال ان فی الجنة بابا یقال له ریان لا یدخل منه
روزے رکھتے تھے اور تم روزہ خور تھے اور صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی ایک دروازہ کا نام ریان ہے اوس دروازہ سے
الا الصائمون والمراد بالصائمین هم الذین یکثرون الصوم فانهم تحملوا تعب العطش خصوا بباب فیه الری والامان
صرف روزہ دار ہی داخل ہونگے اور روزہ داروں سے مراد وہ لوگ ہیں جو روزے بہت رکھتے ہیں کیونکہ انہوں نے جو بہوک پیاس کی شدت اوٹھائی تو ایسے دروازہ سے خاص ہوئے
من العطش قبل تمکنهم من الجنة واما سروره عند افطاره فیما یتناوله من الطعام والشراب والجماع لان النفس
کہ جسمیں تازگی اور پیاس کا بچاؤ جنت میں داخل ہونے سے پہلے ہی اور افطار کی وقت سرور اسلئے ہوتا ہے کہ کہانا پینا جماع سب حاصل ہوتا ہے کیونکہ آدمی کا جی
مجبولة علی المیل الی ما یلائمها من المطعم والمشرب والمنکح فاذا منعت من ذلك فی وقت من الاوقات ثم اذن
بطور عادت کی اپنی مناسبات کہانے پینے جماع وغیرہ کی طرف متوجہ رہتا ہے جب اوسکو ان باتوں کی کسی وقت میں روک ہوکر پھر دوسری وقت میں

لها فی وقت اخر یفرح بذلك طبعا خصوصا عند اشتداد الحاجة الیه لتاثیر الجوع والعطش فیها وتقاضی
تو یہہ خود بخود خوش ہوتا ہی خاص کر جب اوسکو اوسکی بہت حاجت ہووی کیونکہ بہوک لگی ہوتی ہی پیاس کا زور ہوتا ہی دل کو
بالخذ حاجتها یشعر بهذا ماروی عن ابن عمر انه علیه السلام کان اذا افطر یقول ذهب الظمأ وابتلت
اپنی حاجت کا تقاضا ہوتا ہی ابن عمر کی روایت سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ نبی علیہ السلام افطار کی وقت فرمایا کرتی تہی پیاس بجہگئی اور رگین تازہ ہوئین
العروق وثبت الاجران شاء الله تعالی فان الله تعالی وان حرم علی الصائم فی نهار صیامه ان یتناول هذه
اور ثواب ثابت ہوگیا ان شاء اللہ تعالی کیونکہ اللہ تعالی نی اگرچہ روزہ دار پر روزہ کی دن مین یہہ حرام کردیا ہی کہ ان شہوت کو عمل مین لاوی
الشهوات لکن اذن له ان یتناولها فی اللیل بل احب منه تعجیل الفطر فی اول اللیل وتاخیر السحور الی اخر اللیل
لیکن اوسکو اجازت ہی کہ رات کی وقت عمل مین لاوی بلکہ رات کی آتی ہی جلد ہی افطار کرنا اور سحر تاخیر کرکر آخر شب مین کہانی مستحب ہی
لما روی عن ابی ذر انه علیه السلام قال لا تزال امتی بخیر ما اخروا السحور وعجلوا الفطر وروی ان الله تعالی
ابو ذر کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا میری امت ہمیشہ بہلائی پر رہی گی جبتک سحر کہانی مین تاخیر اور افطار کرنی مین جلدی کرین اور روایت ہی کہ اللہ تعالی
وملئکته یصلون علی المتسحرین وان احب عباده الیه اعجلهم فطرا والحاصل ان الصائم یترك شهواته
اور اوسکی فرشتی سحر کہانی والون پر رحمت بہیجتی ہین اور بڑی محبوب بندی اللہ کی وہ ہین جو جلدی افطار کرتی ہین حاصل یہہ ہی کہ روزہ دار اپنی شہوت
بالنهار تقربا الی الله تعالی وطاعة له ویتناولها فی اللیل تقربا الی الله تعالی وطاعة له فلا یترك لها الا بامره ولا یعود الیها
دن کی وقت اللہ تعالی کی طاعت اور قربت کی لئی ترک کرتا ہی اور رات کی وقت اپنی شہوت کو واسطی قربت اور طاعت آلہی کی عمل مین لاتا ہی سو اللہ تعالی کی حکم ہی سی
الا بامره فهو مطیع فی الحالین فان المؤمن الصائم لما علم ان رضی مولاه فی ترك شهواته قدم رضی مولاه علی هواه فصار الذی تبع ترك شهواته لله تعالی
ترک کرتا ہی اور اوسہی کی حکم سی اختیار کرتا ہی پس وہ دونو حال مین اللہ تعالی کا فرمانبردار ہی کیونکہ مؤمن روزہ دار نی جب دیکہا کہ خوشنودی میری صاحب کی شہوت کی
اعظم من لذته فی تناولها بل یکون کراهته تناولها عنده فی خلوته اشد من کراهته لالم الضرب لعلمه
ترک کرنی مین ہی تو خوشنودی اپنی صاحب کی اپنی ہوا ہوس پر مقدم رکہی تو اوسکو واسطی خدا کی شہوت ترک کرنی مین زیادہ لذت ہی بہ نسبت لذت شہوت برتنی کی بلکہ اوسکو شہوت کا
بکراهته مولاه لفطره فیکون لذته فیما یرضی مولاه وان کان مخالفا هواه ویکون المه فیما یکرهه مولاه وان کان
کہ روزہ کہانا میری صاحب کو ناپسند ہی پہر اوسکو لذت اس بات مین ہوگی جسمین اوسکا صاحب خوش ہو اگرچہ وہ بات اوسکی خواہش کی برخلاف ہو اور اوسکو رنج وتکلیف اوس
موافقا هواه فاذا کان هذا فیما حرم لعارض الصوم من الطعام والشراب والجماع ینبغی ان یتاکد ذلك فیما
بات مین ہوگی جسکو اوسکا مولی ناپسند کری اگرچہ وہ بات اوسکی مطلب کی ہو جب مؤمن کا یہہ حال اون محرمات مین ہی جو روزہ کی سبب سی ممنوع ہین جیسی کہانا پینا اور جماع
حرم علی الاطلاق کالزنا وشرب الخمر واخذ اموال الناس بغیر حق وکسر اعراضهم فان کل ذلك مما یسخط
تو لایق ہی کہ یہہ حالت زیادہ تر ہووی اون امور مین جو مطلقا حرام ہین جیسی زنا اور شراب خوری اور کسیکا مال ناحق لینا اوسکی بی آبروئی کرنی کیونکہ یہہ تمام اعمال ایسی ہین کہ
الله تعالی فی کل حین ومکان فاذا کان ایمان المرء کاملا یکره ذلك کله اشد من کراهته لالم الضرب ثم ان
اللہ تعالی اسی ہو خفا اور ہر جگہ بیزار ہوتا ہی جب آدمی کا ایمان کامل ہوتا ہی تو ان سبکو چوٹ کہانی کی تکلیف سی بدتر جانتا ہی پہر
المؤمن فی حال صومه لما علم ان له ربا یطلع علیه فی خلوته وقد حرم علیه ان یتناول شهواته التی جبل
مؤمن روزہ دار عین روزہ مین چونکہ یہہ حال جانتا ہی کہ میرا رب میری حال سی خلوت مین بہی خبردار ہی اور میری اوپر تمام شہوت کا عمل کرنا جنکی طرف دل کو رغبت ہی
علی المیل الیها اطاع ربه وامتثل امره واجتنب نهیه خوفا من عقابه ورجاء الی ثوابه ولهذا کان نوم
حرام کردیا ہی تو یہہ اپنی رب کی فرمانبرداری کرتا ہی اور اوسکی عذاب کی خوف سی اور ثواب کی رغبت سی حکم پر عمل کرتا ہی اور نہی سی بچتا ہی اسیہی لئی روزہ دار کا سونا بہی
عبادة کما جاء فی الحدیث نوم الصائم عبادة قال ابو العالیة الصائم فی العبادة ما لم یغتب وان کان نائما
عبادت ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ روزہ دار کا سونا بہی عبادت ہی ابو العالیہ کہتا ہی روزہ دار جب تک کسیکی غیبت نکری عبادت مین ہی اگرچہ اپنی بچہونی پر

علی فراشہ فعلی ھذا یکون فی لیلہ ونہارہ علی عبادۃ وروی عن ابی ھریرۃ انہ علیہ السلام قال لخلوف
سوتا ہو اس قول کی موافق روزہ دار رات دن عبادت ہی مین ہوتا ہی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا البتہ

فم الصائم اطیب عند اللہ تعالی من ریح المسک یعنی ان الخلوف وھو بضم الخاء رائحۃ حاصلۃ فی
روزہ دار کی منہہ کی بو اللہ تعالی کی نزدیک مشک کی خوشبو سی پسندیدہ تر ہی مراد یہہ ہی کہ خلوف خا کی پیش سی اوس بو کو کہتی ہین جو

فم الصائم من تصاعد الابخرۃ لخلو المعدۃ من الطعام والشراب وان کانت عند الناس مستکرھۃ
روزہ دار کی منہہ مین معدہ مین سی بخارات چڑہ کر پیدا ہو جاتی ہی جب معدہ کہانی پینی سی خالی ہوتا ہی اگرچہ وہ بو آدمیون کو ناپسند ہو

لکنہا عند اللہ احب من ریح المسک حیث کانت ناشئۃ عن طاعۃ اللہ تعالی فلذلک ذھب الشافعی الی
پر اللہ تعالی کو مشک کی خوشبو سی زیادہ تر پسند ہی کیونکہ اللہ تعالی کی عبادت سی پیدا ہوئی ہی اسیہی واسطی امام شافعی کی مذہب مین

استحباب استدامتہا وکراھۃ ازالتہا بالسواک بخلاف الخلوف الذی یحدث من غیر الصوم حیث یلزم
اوس بو کا باقی رکہنا مستحب ہی اور مسواک سی اوسکا دور کرنا مکروہ ہی برخلاف اوس بو کی جو فاقہ مین بدون روزہ کی پیدا ہو جاوی اسواسطی کہ اوسکا

ازالتہ بالسواک فان من عبد اللہ تعالی واطاعہ وطلب رضاہ فنشأ من ذلک العمل اثار مستکرھۃ النفوس
دور کرنا مسواک سی لازم ہوتا ہی بیشک جو شخص اللہ تعالی کی عبادت کری اور اطاعت بجا لاوی اور اوسکی رضامندی طلب کری اسمین اگر کچہہ اثار آدمیون کی خلاف طبع

فتلک الاثار غیر مستکرھۃ عند اللہ تعالی بل ھی محبوبۃ طیبۃ عندہ ویجعلہا فی الاخرۃ اطیب من
ناپسند پیدا ہو جاوین تو وہ آثار اللہ تعالی کو ناپسند نہین ہین بلکہ وہ اللہ تعالی کی ان محبوب اور پاکیزہ ہین اور اللہ تعالی اون اثار کو آخرت مین مشک سی زیادہ تر

ریح المسک فان الصوم لکونہ سرا بین العبد وربہ فی الدنیا یظھرہ اللہ تعالی فی الاخرۃ ویکون علانیۃ
پاکیزہ کر دیگا کیونکہ روزہ جو درمیان بندہ اور پروردگار کی دنیا مین بہید تہا تو اللہ تعالی آخرت مین ظاہر کریگا پہر سب پر ظاہر ہو جائیگا اور

ویشتہر اھل الصیام بذلک بین الناس لما روی عن انس مرفوعا ان الصائمین یخرجون من قبورھم یعرفون بریح
روزہ دار اس سی تمام خلقت مین مشہور ہو جاوینگی چنانچہ انس سی مرفوعا روایت ہی کہ روزہ دار جب اپنی قبرون مین سی اوٹہینگی تو منہہ کی خوشبو سی پہچانی جاوینگی

افواھہم فان ریح افواھہم اطیب من ریح المسک والحاصل انہ علیہ السلام لما اراد ان یبین فضل الصیام
کیونکہ اونکی منہہ کی بو مشک سی زیادہ تر خوشبو ہوگی خلاصہ یہہ ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی جو ارادہ کیا کہ روزہ کی فضیلت

ودرجۃ الصائم شبہہ ما یستکرہ منہ فی الطباع البشریۃ من الرائحۃ بالطیب ما یرام ویطلب ویستنشق من
اور روزہ دار کا مرتبہ بیان فرماوین تو جو چیز آدمیون کی طبیعت کو ناپسند ہی یعنی منہہ کی بدبو اوسکو اوس پاکیزہ تر خوشبو سی تشبیہ دی جو مقصود اور مطلوب ہوتی ہی اور

الروائح والمقصود من ھذا التشبیہ الثناء علی الصائم وتطییب قلبہ لئلا یمتنع عن المواظبۃ علی الصوم
سونگہی جاتی ہی اور غرض اس تشبیہ سی روزہ دار کی ثنا اور اوسکا دل خوش کرنا ہی تاکہ روزہ کی مداومت سی جس سی منہہ مین بو پیدا ہوتی ہی بیٹہہ نہ رہی

الجالب للخلوف وحیث فضل ما یستکرہ منہ علی اطیب ما یستلذ من جنس الطیب لیقاس علیہ ما فوقہ من الاثار
اور جب ایک ناپسند چیز کو پاکیزہ تر خوشبو پر فضیلت ہوئی جس سی لذت حاصل ہوتی ہی تو اب عمدہ اثار کو اوس پر قیاس کر لین باوجودیکہ افطار کی وقت

مع ان لہ عند الافطار دعوۃ مستجابۃ کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطارہ دعوۃ مستجابۃ
روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ افطار کی وقت روزہ دار کی دعا مقبول ہی

لکن بشرط ان یکون افطارہ علی حلال فان من صام عما احلہ اللہ تعالی وافطر علی ما حرمہ اللہ تعالی لا یستجاب
پر اس شرط سی کہ افطار حلال چیز سی ہو کیونکہ جو شخص حلال چیزون سی بند ہو کر روزہ رکہی اور حرام چیز سی افطار کری تو اوسکی دعا قبول نہین ہوتی

دعاءہ ولا یقبل صومہ لما روی عن ابی ھریرۃ انہ علیہ السلام قال من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ
اور نہ روزہ قبول ہوتا ہی اسواسطی کہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص جہوٹہہ بولنا اور اوسپر عمل کرنا ترک نہ کری تو اللہ تعالی

حاجۃ

حاجة فی ان یدع طعامه وشرابه یعنی ان من لم یترک الکذب والعمل بمقتضاه لا یقبل الله تعالی
کیا پرواہ ہی اسکی کہ وہ اپنا کہانا اور پینا ترک کردی مراد یہہ ہی جو شخص جہوٹ بولنا اور باطل اعمال کو نہ چہوڑی تو اللہ تعالی اوسکا روزہ قبول نہین کرتا

صومه ولا ینظر الیه لانه امسک عما یحل له فی غیر حال الصوم ولم یمسک عما لا یحل له فی جمیع الاحوال
اور نہ اوسکی طرف توجہ کری اسلئی کہ جو چیزین اوسکو بدون روزہ کی مباح تہین اونسی تو باز رہا اور جو چیزین اوسکو ہمیشہ کو حرام تہین اونسی باز نہ آیا

لان المقصود من الصوم لیس نفس الجوع والعطش فقط بل المقصود منه ما یتبعه من کسرة الشهوة
کیونکہ روزہ سی مقصود صرف بہوک پیاس نہین ہی بلکہ روزہ سی مقصود وہ ہی جو اوسکی بعد حاصل ہوتی ہین شہوت کا توڑنا نفس امارہ کا مغلوب

وقهر النفس الامارة بالسوء فاذا لم یحصل شیء من ذلک فای فائدة فی ترک الطعام والشراب فعلی هذا
کرنا جب انمین سی کچہہ بہی حاصل نہوا تو پہر کہانا پینا ترک کرنی سی کیا فائدہ ہی اس تقریر کی موافق

یکون نفی الحاجة عبارة عن عدم القبول من قبیل نفی السبب وارادة المسبب وفی حدیث اخر انه علیه السلام
حاجت کی نفی سی مقبول نہونا روزہ کا مراد ہی جیسی سبب کی نفی کرکر مسبب کی نفی مراد لیتی ہین اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی

قال الصیام جنة فاذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابه احد او قاتله فلیقل
فرمایا روزہ ڈہال ہی جب کوئی تم مین سی کسی روز روزہ دار ہو تو فحش نہ بکی اور نہ چلاوی پہر اگر اوسکو کوئی گالی دی یا لڑائی کری تو لازم ہی کہ کہدی

انی امرؤ صائم یعنی ان الصوم جنة وهی بضم الجیم الترس وانما جعل الصوم ترسا لان الصائم یستتر به
مین تو روزہ دار ہون مراد یہہ ہی کہ روزہ جنہ ہی اور جنہ جیم کی پیش سی ڈہال کو کہتی ہین اور روزہ کو اسلئی ڈہال ٹہرایا ہی کہ روزہ دار کو بسبب کثرت ثواب کی

عن النار لکثرة ثوابه ویتحفظ به عن المعاصی ووسوسة الشیطان لانه یطبق مجاری الدم التی هی
آگ سی بچا لیتا ہی اور روزہ دار روزہ کی سبب گناہون اور شیطانی وسوسہ سی بچ جاتا ہی اسواسطی کہ مسامات خون کی جو شیطان کا رستہ ہوتا ہی

مجاری الشیطان فان الشیطان یجری من ابن ادم مجری الدم فتنکسر الشهوة ویسکن الغضب لکن ینبغی
بند ہوجاتی ہین کیونکہ شیطان ابن آدم کی اندر خون کی مثال پہرتا ہی اسواسطی شہوت ضعیف ہوجاتی ہی اور غصہ بجہہ جاتا ہی لیکن

ان یعلم ان الجنة کما لا یکمل الانتفاع بها الا اذا کانت محکمة من غیر اختلال کذا الصوم لا یتحقق به
سمجہنی کی بات ہی کہ ڈہال سی جیسی کچہہ فائدہ حاصل نہین ہوتا جبتک وہ پوری اور مضبوط اور بی خلل نہو ایسی ہی روزہ سی اوٹ حاصل نہین ہوسکتی

التستر الا علی حسب کونه محفوظا عن الخطاء والخلل فان وجد فیه شیء من الخلل ینتقص بمقداره
جبتک کہ وہ خطا اور خلل سی صاف محفوظ نہو اگر اوسمین کچہہ خلل ہوگا تو ویساہی ثواب عمل کا کمتر ہوجاویگا

ثواب العمل ولهذا قال النبی علیه السلام فی هذا الحدیث فاذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب
اسیلئی نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ فرمایا ہی اگر تم مین کوئی کسی روز روزہ دار ہو تو فحش نہ بکی اور نہ چلاوی

والرفث الفحش من القول وما یضاهیه من التصریح مما یجب ان یکنی عنه عن الفاظ الجماع والصخب بالخاء
اور رفث کی معنی بیہودہ باتین گالی گلوز وغیرہ اور جو اوسکی مانند ہو یعنی جماع کی لفظون مین سی صاف کہنا اوس لفظ کا جو اشارۃً کہا جاوی اور صخب خاء

المعجمة الصیاح والخصومة والمعنی ان الصائم عند الخصومة یجب علیه ان لا یتکلم بالفحش ولا یرفع
نقطہ دار سی چیخنا چلانا اور جہگڑا کرنا اور مراد یہہ ہی کہ روزہ دار کو لازم ہی کہ تکرار کی وقت کلام بیہودہ فحش نہ کہی اور نہ بیہودہ پکار کر بولی

صوته بالهذیان بل یلزمه ان یکون ممسکا عن جمیع المناهی لا من الطعام والشراب فقط فان شتمه
بلکہ اوسکو لازم ہی کہ تمام مناہی سی بند رہی نہ صرف کہانی اور پینی سی پہر اگر کوئی اوسکو گالی دی

احد فلیقل بلسانه صیانة لصیامه ویسمع شاتمه انی صائم ولیجعل هذا القول جوابا له وقیل یقول
تو چاہیئی کہ واسطی حفاظت روزہ کی اپنی زبان سی گالی دینی والی کو سنادی کہ مین روزہ دار ہون اور اوسکی گالی کا یہی جواب سمجہی اور بعضی کہتی ہین

ذلك بغلبه بان يتفكر فی كونه صائما لیرتدع نفسه عن سیئ القول ویقوی علی كظم الغیظ ولا یكافیه
کہ اپنی دلمین کبہی اسطور کہ خیال کری کہ مین روزہ دار ہون تاکہ اوسکا نفس سخن بیہودہ سی باز رہی اور غصہ کو پی جاوی اور گالی کی بدلی گالی نہ دی

علی شتمه لئلا یحبط ثواب صومه ویكون من الذین قال النبی علیه السلام فیهم كم من صائم لیس من صیامه
تاکہ روزہ کا ثواب سوخت نہوجاوی پہر اون لوگون مین ہوجاویگا جنکی حق مین نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی بہت لوگ ایسی روزہ دار ہین کہ انکو روزہ مین سی

الا الظمأ وكم من قائم لیس من قیامه الا السهر فان التقرب الی الله تعالی بترك المباحات لا یتم الا بعد التقرب
صرف پیاس ہی ہی بہت رات کی ایسی نمازی ہین کہ اونکو رات کی نماز مین کچہ صرف بیداری ہی ہی کیونکہ خدا کی قربت مباحات کی ترک سی پوری نہین ہوتی

الیه بترك المحرمات فان من امتثل امره تعالی فی ترك الطعام والشراب فی نهار صیامه فلیمتثل امره فیما
جبتک محرمات کو چہوڑکر قربت نہ حاصل کری کیونکہ جو شخص روزہ کی دن کہانا پینا چہوڑکر خدا کا حکم بجا لایا تو اوسکو چاہئی کہ محرمات مین بہی

یحرم علیه فی كل وقت ولا یحل له بحال من الاحوال فمن تعجل فیما حرم علیه قبل وفاته یعاقب فی الاخرة
جو اوسپر دایمی حرام ہین اور کسی حالت مین حلال نہین ہین اوسکا حکم مانی سو جو کوئی جلدی کرکر محرمات کو زندگی مین برتیگا تو آخرت مین یہہ عقاب ہوگا کہ اوس شی سی

بحرمانه وفواته وشاهد هذا قوله علیه السلام من شرب الخمر فی الدنیا لم یشربها فی الاخرة ومن لبس
محروم رہیگا اس دعوی کا شاہد یہہ حدیث ہی جس نی دنیا مین شراب پی آخرت مین نہین پیویگا اور جس نی دنیا مین

الحریر فی الدنیا لم یلبسه فی الاخرة فاتقوا الله یا عباد الله فی اقامة حدود الله اذ كثیر من الناس فی هذا
حریر پہنا آخرت مین نہین پہنیگا سو ای بندگان الہی اللہ سی ڈرو اوسکی حدود کو قایم رکہو کیونکہ اکثر بنی آدم اس زمانہ مین

الزمان یمشی علی العوائد الشایعة بین الانام لا علی ما یقتضیه الایمان المجلس السابع والعشرون
اوس راہ و رسم پر چلتی ہین جو خلقت مین مشہور اور مستعمل ہین ایسپر نہین چلتی جو ایمان کی لایق ہی ستائیسوین مجلس مین

فی بیان كیفیة النیة یستدعیه الاسلام قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من
بیان نیت کی کیفیت کا مطابق اسلام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی

صام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه ومن قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما
رمضان کی روزی واسطی ایمان اور ثواب کی رکہی اوسکی خطائین معاف ہونگی گذری ہوئین اور جسنی رمضان مین واسطی ایمان اور ثواب کی شب بیداری کی اوسکی خطائین

تقدم من ذنبه هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة وقد ذكر فیه نوعان من العبادة اختص
گذری ہوئین معاف ہونگی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اس حدیث مین ایسی دو قسم کی عبادت کا ذکر ہی کہ

كل منهما بشهر رمضان احدهما صیام النهار والاخر قیام اللیالی فلا بد من معرفتهما اما الصوم فهو فی
دونوکو ماہ رمضان سی خصوصیت ہی ایک دن کی روزی اور دوسری راتون کا جاگنا اب ان دونو کی معرفت ضرور ہی پس صوم لغت مین

اللغة الامساك مطلقا وفی الشرع الامساك عن المفطرات المعهودة التی هی الاكل والشرب والجماع من
مطلق امساک یعنی روک کو کہتی ہین اور شرع مین کہتی ہین امساک کو مفطرات مقررہ سی یعنی کہانی اور پینی اور جماع سی

الصبح الی غروب الشمس مع النیة وهو ثلثة اقسام فرض وواجب ونفل اما الفرض فصوم رمضان اداء وقضاء
فجر سے لیکر آفتاب کی ڈوبنی تک نیت کی ساتہہ اور روزہ کی تین قسم ہین فرض اور واجب اور نفل جسمین فرض تو رمضان کی روزی ہین ادا ہون یا قضا

وصوم الكفارة واما الواجب فالنذر معینا كان او مطلقا واما النفل فما عداها ومن شرع فیه قصدا
اور روزی کفارہ کی اور واجب نذر کی ہوتی ہین نذر معین ہو یا مطلق نذر ہو اور نفل ان دونو کی سوا اور جسنی قصدًا روزہ رکہلیا

یلزمه اتمامه وان افسده فعلیه قضاؤه ولا یجوز افطاره بلا عذر لانه ابطال العمل وقد قال الله تعالی
تو اوسکا پورا کرنا لازم ہوجاتا ہی اگر توڑیگا تو اوسپر قضا لازم آویگی اور اوسکا افطار کرنا بلا عذر جایز نہین ہی اسواسطی کہ یہہ عمل کا باطل کرنا ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی

ولا تبطلوا

ولا تبطلوا اعمالكم والضيافة عذر في حق الضيف والمضيف ومن ظن ان عليه صوما فشرع فيه
اور نہ باطل کرو تم اپنی اعمال کو اور مہمانی بہی مہمان اور مہماندار کی حق مین ایک عذر ہوتا ہی اور جسنی یہہ خیال کیا کہ میری ذمہ پر روزہ ہی پہر اس خیال سی
ثم علم عدمه فاكل لا يلزمه شئ لانه ظان والمظنون لا يقضى لان القضاء منوط بالالتزام او بالالزام
روزہ رکہا پہر معلوم ہوا کہ نہین ہی پس کہا لیا او سپر کچہہ نہین آتا اسواسطی کہ اسکو یقین نہین تہا اور شبہہ کی بدلی قضا نہین آتی اسواسطی کہ قضا یا تو لازم کرنیسی آتی ہی یا لازم کر دیتی آتی
ولم يوجد واحد منهما واشترط لفرضية صوم رمضان الاسلام والعقل والبلوغ ولفرضية ادائه
سوان دونو مین سی کچہہ نہین ہی اور رمضان کی روزون کی فرض ہونی کی شرط اسلام ہی یعنی کافر پر نہین اور عقل یعنی دیوانہ پر نہین اور بلوغ یعنی بچہ پر نہین اور ادا کی واسطی
الصحة والاقامة فان المريض والمسافر يجوز لهما الافطار ثم القضاء لكن صوم المسافر افضل ولصحة
شرط صحت ہی یعنی بیمار نہو اور اقامت یعنی مسافر نہو کیونکہ بیمار اور مسافر کی لئی جایز ہی کہ افطار کر کی پہر قضا کرین لیکن مسافر کو روزہ رکہنا افضل ہی اور واسطی صحت
ادائه الطهارة عن الحيض والنفاس لا الطهارة عن الجنابة اذ يجوز صوم من اصبح جنبا او نام واحتلم
ادا کی شرط ہی پاک ہونا حیض اور نفاس سی فقط جنابت سی پاک ہونا شرط نہین ہی اسواسطی کہ اگر جنابت مین صبح ہو جاوی یا دن کو سو گیا اور احتلام ہو گیا
واما الحائض والنفساء فلا يجوز صومهما بل يلزمهما الافطار ثم القضاء لكن الحائض تفطر سرا لا جهرا وكذا كل
تو روزہ جایز ہی اور حیض اور نفاس والی عورت کا روزہ جایز نہین ہی بلکہ انکو چاہئی کہ افطار کر کر قضا کرین لیکن حیض والی عورت چہپی ہوئی افطار کری ظاہر کر کی نہین
من ابيح له الافطار لانه اذا اكل ولم يكن العذر ظاهرا يكون متهما عند الناس بالفسق الذي هو اكل رمضان
جس جس کو افطار کرنا مباح ہی اسواسطی کہ اگر کوئی شخص کہا وی اور عذر ظاہر نہو تو اور لوگون کی نزدیک فسق مین بدنام ہوگا یعنی رمضان مین دن کو کہانا
والاحتراز عن مواضع التهم واجب لما روى انه عليه السلام قال من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يقفن
اور تہمت کی جگہہ سی پرہیز کرنا واجب ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص اللہ پر اور قیامت کی دن پر ایمان لاوی تو تہمت کی
مواقف التهم وقد ذكر في البزازية ان من اكل في شهر رمضان شهرة عيانا متعمدا يؤمر بقتله لان صنعه
مقام پر ہرگز نہ کہڑا ہوا اور بزازیہ مین مذکور ہی کہ جو شخص ماہ رمضان مین تمام مہینی برملا قصدا کہایا کری تو اوسکو قتل کرین اسواسطی کہ اوسکا یہہ عمل
دليل الاستحلاله ويصح اداءه بنية من الليل الى الضحوة الكبرى وبنية مطلقة وبنية النفل وبنية واجب آخر
دلیل حلال سمجہنی کی ہی اور رمضان کی روزہ کا رات سی چاشت کی وقت تک نیت کر کر ادا کرنا صحیح ہی اور مطلق نیت سی اور نفل کی نیت سی اور دوسری واجب کی
ثم عندنا لا بد من النية لكل يوم والافضل التبييت وهو النية من الليل ليقع اول جزء من الصوم مع النية
نیت سی بہی صحیح ہی پہر ہمارا نزدیک ہر دن کی لئی علیحدہ نیت ضرور ہی اور تبییت افضل ہی یعنی رات سی نیت کرنی تاکہ پہلا جزو روزہ کا بہی نیت سی واقع ہو
والنية ان يعرف بقلبه انه يصوم ولا عبرة بالنية المتقدمة على الغروب وانما الاعتبار للنية المتاخرة
اور نیت یہہ ہی کہ دل مین قصد کری کہ مین روزہ رکہونگا اور اوس نیت کا اعتبار نہین ہی جو غروب آفتاب کی پہلی ہو اعتبار وہی نیت کا ہی جو آفتاب کی ڈوبنی سی
عن الغروب حتى لو نوى قبل ان تغيب الشمس ان يكون صائما غدا ثم غفل الى الزوال من الغد لا يجوز صومه
پیچہی ہو یہان تک کہ اگر آفتاب کی ڈوبنی سی پہلی یہہ نیت کی کہ مین کل روزہ رکہونگا پہر اگلی دن دوپہر تک بہول گیا تو اوسکا روزہ جایز نہین ہی
ولو نوى بعد غروب الشمس يجوز والنذر المطلق لا يصح الا بالنية من الليل واما النذر المعين والنفل فكل
اور اگر آفتاب کی ڈوبنی کی بعد یہہ نیت کی تو روزہ جایز ہی اور نذر مطلق رات سی نیت کئی بغیر جایز نہین ہی اور نذر معین اور نفل دونو
منهما كاداء صوم رمضان يجوز بالنية من الليل الى الضحوة الكبرى لكن النية من الليل افضل كما مر
مانند ادا روزہ رمضان کی رات سی لیکر دوپہر سی پہلی پہلی نیت کرنی سی جایز ہو جاتی ہین پر رات سی نیت کرنی افضل ہی چنانچہ گذر چکا ہی
فكل صوم لا يتادى الا بالنية من الليل اذا نواه مع طلوع الفجر يجوز لان الواجب قران النية بالصوم لا تقدمها
پہر جو روزہ بدون رات کی نیت کی ادا نہین ہوتا اگر صبح صادق کی ساتہہ ہی نیت کر لی تو بہی جایز ہو جاتا ہی اسواسطی کہ نیت کا روزہ کی ساتہہ ہونا واجب ہی نیت کا روزہ سی

عليه ولو نوى بعد طلوع الفجر عن القضاء لا يقع عن القضاء بل يكون [illegible]

پہلی ہوا ضرور نہین ہی اور اگر بعد طلوع صبح صادق کی قضا کی نیت کری تو قضا کا روزہ نہین ہوتا بلکہ نفل ہوجاتا ہی اگر اب افطار کریگا تو اسکی قضا آویگی

واذا وجب على احد قضاء يومين من رمضان واحد واراد ان يقضيهما ينبغي له ان ينوي اول يوم

اور اگر کسی شخص پر ایک رمضان کی دو روزی ذمہ پر ہون اور وہ شخص انکو قضا کرنا چاہی تو اوسکو چاہی کہ پہلی نیت پہلی دن کی کری جو اوسپر اس رمضان مین سی

وجب عليه من هذا الرمضان وان لم يعين الاول يجوز وكذا لو كانا من رمضانين ينبغي له ان ينوي

واجب ہوا ہی اور اگر اول روز کو نہین معین کریگا تو بہی جایز ہی اور اگر دو روزی دو رمضان کی ہون تو اوسکو چاہی کہ اول نیت

قضاء يوم الرمضان الاول وان لم يعين اختلفوا فيه والمختار انه يجوز ومن افطر عمدا في يوم من رمضان

قضا پہلی رمضان کی روزہ کی کری اور اگر یون معین نکری تو اسمین اختلاف ہی اس اختلاف مین سی مختار یہہ ہی کہ جایز ہی اور جسنی عمدًا رمضان کا ایک روزہ

حتى وجب عليه الكفارة وهو فقير وصام احدى وستين يوما عن القضاء والكفارة ولم يعين

کہا لیا یہان تک کہ اوسپر کفارہ واجب ہوگیا اور مفلس تہا اور اوسنی اکسٹہہ روزی بابت قضا اور کفارہ کی رکہی اور قضا کا روزہ کوئی سا معین نکیا

يوم القضاء يجوز ويصير كانه نوى القضاء في اليوم الاول وستين يوما بعده عن الكفارة وتقديم

تو جایز ہوجاتی ہین اور یون ہوجاتا ہی گویا اوسنی پہلی دن قضا کا روزہ رکہا اور پہر بعد اوسکی ساٹہہ روزی کفارہ کی رکہی اور کفارہ کا مقدم کرنا

الكفارة على القضاء هل يجوز ام لا قال القاضي الامام يجوز والكفارة انما يجب بافساد اداء رمضان

قضا پر آیا جایز ہی یا نہین قاضی امام کہتی ہین جایز ہی اور کفارہ اداء رمضان کی فاسد کرنی سی واجب ہوتا ہی

لا بافساد قضائه ولا بافساد اداء غيره او قضائه وهي اعتاق رقبة وان عجز عنه فصيام شهرين

قضا کی فاسد کرنی سی یا اور اداء کی فاسد کرنی سی یا اور قضا کی فاسد کرنی سی واجب نہین ہوتا اور کفارہ یہہ ہی اول غلام ازاد کرنا اگر یہہ نہوسکی تو روزی دو مہینی کی

متتابعين وان عجز عنه فاطعام ستين مسكينا بان يعطي لكل واحد منهم نصف صاع من

پی درپی بی تخلل اور اگر یہہ بہی نہوسکی تو ساٹہہ مسکینون کو کہانا دینا اسطور کہ ہر ہر کو اونمین سی آدہا آدہا صاع

بر او صاعا من شعير اذا تقرر هذا فلا بد من معرفة ما يفسد الصوم وما لا يفسده وما يوجب الكفارة

گیہون کا یا پورا پورا صاع جو کا دیوی جب یہہ بیان ہوچکا تو جان لینا چاہی کہ روزہ کیونکر فاسد ہوجاتا ہی اور کیونکر فاسد نہین ہوتا اور کس صورت مین کفارہ واجب

وما لا يوجبها فاعلم ان من جامع او جومع في احد السبيلين في نهار رمضان عمدا يلزمه القضاء والكفارة

ہوجاتا ہی اور کس صورت مین واجب نہین ہوتا واضح ہو کہ جسنی جماع کیا یا جماع کیا گیا دونون مین سی کسی رستہ مین رمضان مین دن کو قصدًا تو اوسپر قضا اور کفارہ دونو لازم ہین

ولا يشترط الانزال في الجانبين اذا توارت الحشفة وكذا لو اكل او شرب غذاء او دواء عمدا يلزمه القضاء

دونو کی حقمین انزال کا ہونا شرط نہین ہی اگر سر ذکر غائب ہوجاوی اور ایسی ہی اگر کہاوی یا پیوی غذا یا دوا قصدًا تو قضا اور کفارہ دونو لازم ہین

والكفارة اما لو اكل او شرب او جامع ناسيا لا يفسد صومه سواء كان فرضا او نفلا ولو ظن ان صومه

ہان اگر کہاوی یا پیوی یا جماع کری بہول کر تو روزہ فاسد نہین ہوتا برابر ہی کہ روزہ فرض ہو یا نفل اور اگر اسنی یہہ گمان کیا کہ روزہ

فسد فاكل عمدا في رمضان يلزمه القضاء دون الكفارة وكذا لو افطر مخطئا بان كان ذاكر الصوم

جاتا رہا پہر اسنی قصدًا رمضان مین کہا لیا تو اب قضا لازم ہوگی کفارہ نہین آتا اور ایسی ہی اگر خطا سی بی اختیار افطار ہوگیا اسطور کہ روزہ تو یاد تہا

وتمضمض فوصل الماء في جوفه يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة ولو ابتلع البزاق الذي

پر غرارہ کرتی ہوئی پانی حلق مین اُترگیا تو روزہ جاتا رہیگا اور قضا لازم آویگی کفارہ نہین آتا اور اگر تہوک جو اوسکی منہہ مین

اجتمع في فيه لا يفسد صومه بل يكره وكذا لو ابتلع المخاط الذي ينزل من راسه الى الفم لا يفسد صومه

جمع ہورہا تہا نگل گیا تو روزہ نہین جاتا پر مکروہ ہی اور ایسی ہی اگر بلغم کو جو سر کی طرف سی منہہ مین آتا ہی نگل جاوی تو روزہ نہین جاتا

وكذا لو بقي في فمه بعد المضمضة بلل وابتلعه بالبزاق لا يفسد صومه لتعذر الاحتراز عنه وكذا اذا خرج
اور ایسی ہی اگر منہہ کی اندر کلی کی بعد تراوت پانی کی باقی رہی اور اوسکو ہمراہ تہوک کی نگل گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ اس سی بچا نہیں جاتا اور ایسی ہی اگر
الدم من بين اسنانه ودخل في حلقه وابتلعه ان كانت الغلبة للبزاق ولم يجد طعمه لا يفسد صومه
اوسکی دانتوں میں سی خون نکل کر حلق میں چلا گیا اور وہ شخص اوسکو نگل گیا اگر تہوک زیادہ تہا کہ مزہ خون کا نہ معلوم ہوا تو روزہ فاسد نہیں ہی
وان كانت الغلبة للدم يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وكذا لو استويا يفسد صومه
اور اگر خون زیادہ ہی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر تہوک اور خون دونو برابر ہوں تو
احتياطا ولو كان بين اسنانه شئ فابتلعه لا يفسد صومه ان كان قليلا لانه تبع للريق وان كان
احتیاط کی لئی روزہ جاتا رہتا ہی اور اگر اوسکی دانتوں میں کوئی چیز رہگئی تہی اوسکو نگل گیا تو روزہ نہیں جاتا اگر وہ چیز تہوڑی ہی اسلئی کہ تہوک میں شامل ہی اور اگر کچہہ
كثيرا يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وقدر الحمصة فما فوقها كثير وما دونها قليل و
زیادہ ہی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور چنی کی برابر اور اس سی زیادہ بہت میں داخل ہی اور اس سی کمتر تہوڑا کہلاتا ہی یعنی تہوک میں شامل ہی
الدمع وعرق الوجه اذا دخل فمه وابتلعه ان كان قليلا كالقطرة والقطرتين لا يفسد صومه وان كا
اور آنسو اور چہرہ کا پسینہ اگر منہہ میں چلا جاوی اور یہہ نگل جاوی اگر وہ تہوڑا ہی ایک یا دو قطرہ تو روزہ نہیں جاتا اور اگر بہت ہو
كثيرا حتى وجد ملوحته في جميع فمه يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة وكذا لو ادخل الابريسم
یہاں تک کہ اوسکی نمکینی تمام منہہ میں ہوگئی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم ہوتی ہی کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی اگر ابریشم رنگین منہہ میں چلا گیا
المصبوغ في فيه فخرج لون الصبغ واختلط بالريق وابتلعه يفسد صومه ويلزمه القضاء دون الكفارة
اور اوسکا رنگ اوتر کر تہوک میں مل گیا اور اوسکو نگل گیا تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم آتی ہی کفارہ نہیں آتا
وكذا لو ابتلع شيئا مما لا يتغذى به ولا يتداوى به عادة كالتراب والحجر ونحوهما يفسد صومه ويلزمه
اور ایسی ہی اگر ایسی چیز نگل گیا جو عادت کی موافق نہ غذا ہوتی ہی اور نہ دوا جیسی مٹی اور کنکر اور مانند انکی تو روزہ جاتا رہتا ہی اور قضا لازم
القضاء دون الكفارة وذكر في القنية نقلا عن الفقيه ابي جعفر ان من افطر في رمضان مرة بعد
آتی ہی کفارہ نہیں آتا اور قنیہ میں فقیہ ابو جعفر سی نقل کرکر ذکر کرتا ہی کہ جو شخص رمضان میں بار بار
اخرى بتراب او مدر لاجل المعصية فعليه الكفارة زجرا له وكتب غيره نعم والفتوى على ذلك وبه اخذ
مٹی یا کنکر سی روزہ توڑ ڈالی گناہ کی راہ سی تو اوسپر دہمکی کی راہ سی کفارہ ہی اور اوروں نی لکہا ہی کہ ہاں اور اسہی پر فتویٰ ہی اور تمام ملک کی
ائمة الامصار وذكر فيها ايضا ان المحترف المحتاج اذا علم انه لو اشتغل بحرفته يلحقه ضرر مبيح للفطر
علماء کا یہہ ہی مذہب ہی اور اسہی میں یہہ بہی مذکور ہی کہ کار یگر محتاج اگر یہہ جانی کہ اپنا پیشہ عمل کرنی سی ایسی ماندگی ہوجاوے گی جس سی افطار کرنا مباح ہی
يحرم عليه الفطر قبل ان يمرض وذكر فيها ايضا ان الخباز لا يجوز له ان يخبز خبزا يوصله الى ضعف
تو اوسپر ماندگی سی پہلی افطار کرنا حرام ہی اور یہہ بہی مذکور ہی کہ بہٹیارہ کو جایز نہیں کہ اتنی روٹیاں پکاوی جس سی ضعف ہوکر
مبيح للفطر بل يخبز نصف النهار ويستريح في النصف وذكر فيها ايضا ان من اتعب نفسه في عمل حتى
افطار مباح ہوجاوی بلکہ آدہی دن روٹی پکاوی اور آدہی دن آرام کری اور اسمیں یہہ بہی مذکور ہی جسنی اپنی جان پر کام کرنی میں اتنی محنت لی
اجهدة العطش وافطر يلزمه الكفارة لانه ليس بمسافر ولا مريض بخلاف الامة فانها اذا اصابها ضعف
کہ اوسکو شدت کی پیاس لگ آئی اور افطار کرڈالا تو اوسپر کفارہ لازم ہی کیونکہ یہہ شخص نہ مسافر ہی اور نہ بیمار ہی بخلاف لونڈی کی کیونکہ لونڈی اگر مولی کا
من عمل السيد من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها وخافت على نفسها وافطرت كان عليها القضاء دون
کاروبار کرتی کرتی تہک جاوی سالن روٹی پکاکر اور کپڑی دہوکر اور اور کاروبار میں اور اپنی جان پر خوف کر کی روزہ افطار کردی تو اوسپر قضا آویگی

الكفارة وكذا الزوجة اذا افطرت لذلك كان عليها القضاء دون الكفارة اذ يجب عليها ديانة ان تفعل
کفارہ نہیں آتا اور ایسی ہی بی بی اگر روزہ افطار کر دی ایسی ہی کاروبارین تو اوسپر قضا لازم ہی کفارہ نہین آتا اسواسطی کہ ازروی دیانت بی بی پر واجب ہی

كل خدمة في داخل البيت من الطبخ والخبز وغسل الثياب وغيرها حتى لو لم تفعل شيئا منها تكون اثمة
کہ جو کاروبار گہر کی اندر ہوتی ہین پکانا ریندہنا کپڑی دہونی اور سوا اسکی جہاڑو وغیرہ کیا کری یہان تک کہ اگر بی بی کچہہ بہی کار نکری تو گنہگار ہوگی

وان لم يجبر عليها وكذا الرقيق او الخادم الذي ذهب بسكر النهر او لكريه او لاصلاح المربض وعليه
اگرچہ اوسپر جبر نہین ہوسکتا ایسی ہی غلام یا خادم جو واسطی بند کرنی پانی نہر کی یا واسطی کہودنی نہر کی یا واسطی درستی فصیل شہر کی جاوی اور

موكل من جانب السلطان واشتد الحر وخاف على نفسه الهلاك فانه لو افطر كان عليه القضاء دون
سلطان کی طرف سی اوسپر تعینات ہو اور حرارت کی شدت سی جان پر ہلاکت کا خوف ہو تو اگر یہہ شخص افطار کریگا تو اوسپر قضا لازم ہی

الكفارة ومن اكل عمدا حتى لزمته الكفارة ثم مرض تسقط عنه الكفارة وكذا المرأة اذا افطرت عمدا
کفارہ نہیں ہی اور جسنی قصداً روزہ توڑ دیا ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم آیا پہر اوسی روز بیمار ہوگیا تو اوسپر سی کفارہ ساقط ہوجاتا ہی ایسا ہی اگر عورت قصداً

حتى لزمتها الكفارة ثم حاضت يسقط عنها الكفارة لان الكفارة تسقط لعروض الحيض او المرض ومن
روزہ توڑ ڈالی ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم ہوجاوی پہر اوسی دن حائضہ ہوگئی تو اوسکی ذمہ سی کفارہ جاتا رہتا ہی اسلئی کہ کفارہ حیض یا بیماری کی عارضہ سی ساقط

افطر في اول النهار عمدا حتى لزمته الكفارة ثم سافر باختياره لا تسقط عنه الكفارة وكذا لو اكرهه السلطان
ہوجاتا ہی اور جس شخص نی اول روز روزہ افطار کیا ایسا کہ اوسپر کفارہ لازم ہوا پہر اوسنی اپنی اختیار سی سفر کیا تو اوسپر سی کفارہ ساقط نہین ہوگا اور ایسی ہی اگر

على السفر لا تسقط عنه الكفارة في ظاهر الرواية ومن سافر في نهار رمضان لا يحل له ان يفطر في ذلك
بادشاہ نی زبردستی سفر پر روانہ کیا تو ظاہر روایت مین کفارہ ساقط نہوگا اور جس نی رمضان مین دن کو سفر کیا تو اوس روز اوسکو افطار کرنا حلال نہین ہی

اليوم لان الوجوب قد ثبت عليه فلا يسقط بفعل باشره باختياره ولو افطر كان عليه القضاء لا الكفارة
اسواسطی کہ وجوب اوسپر ثابت ہوچکا ہی تو اب وہ وجوب ایسی کار سی جو اپنی اختیار سی کرتا ہی ساقط نہین ہوگا اور اگر افطار کردیگا تو اوسپر قضا لازم آویگی

ولو لم يفطر حتى تذكر شيئا نسيه في منزله فرجع الى منزله فاكل شيئا ثم خرج من منزله كان عليه القضاء
کفارہ نہیں ہوگا اور اگر ابہی افطار نہیں کیا تہا جو اوسکو کوئی چیز گہر مین بہولی ہوئی یاد آئی یہہ ہٹکر گہر مین آیا اب کچہہ کہا لیا پہر گہر سی روانہ ہوا تو اوسپر قضا

والكفارة لكونه مقيما عند الاكل حيث رفض سفره بالعود الى منزله واذا علم المسافر انه يدخل في
اور کفارہ دونو لازم ہین کیونکہ کہاتی وقت مقیم تہا اسواسطی کہ سفر گہر مین آنی سی قطع ہوگیا تہا اور اگر مسافر کو معلوم ہو کہ آج اپنی شہر مین جا پہنچونگا

يومه مصره يكره له الفطر لاجتماع حكم الاقامة والسفر في هذا اليوم فيترجح جهة الاقامة ومن
تو اوسکو افطار کرنا مکروہ ہی اسواسطی کہ اوس روز حکم سفر اور اقامت کا جمع ہوگیا ہی تو اب اقامت کی جانب غالب ہوگی اور جسکو

غلبه القيء وقاء سواء كان ملأ الفم او دونه لا يفسد صومه سواء كان فرضا او نفلا لقوله عليه السلام
خود بخود قی ہوئی برابر ہی کہ بہر دہن ہو یا کمتر ہو تو روزہ نہین جاتا برابر ہی کہ فرض ہو یا نفل ہو واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

من قاء لا قضاء عليه وان تقيأ فان كان ملأ الفم يفسد صومه لقوله عليه السلام من تقيأ فعليه القضاء
جسنی قی کی تو قضا نہین ہی اور اگر آپ سی قی کی تو اگر پر دہن ہوگی تو روزہ جاتا رہیگا واسطی فرمود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جس نی آپہی قی کی تو اوسپر قضا ہی

وان لم يكن ملأ الفم يفسد صومه ايضا عند محمد لظاهر الحديث ولا يفسد عند ابي يوسف وينبغي للصائم
اور اگر قی پر دہن نہو تو امام محمد کی نزدیک روزہ جاتا رہیگا واسطی ظاہر معنی حدیث کی اور امام ابو یوسف کی نزدیک روزہ نہین جاتا اور روزہ دار کو چاہیی

ان لا يبالغ في الاستنجاء ولا يتنفس ولا يقوم من مقامه حتى ينشف ذلك الموضع بخرقة لئلا يصل
کہ استنجا کرتی ہوئی مبالغہ نکری کہل کر نہ بیٹہی نہ اوپر کو دم بہری اور اپنی جگہہ سی جبتک موضع استنجا کو کپڑی سی نہ پونچہی کہڑا نہ ہوجا تاکہ پانی اندر

الماء الی باطنه فیفسد صومه فان من بالغ فی الاستنجاء حتی یبلغ موضع الحقنة یفسد صومه
نہ چلا جاوی پہر روزہ جاتا رہی گا کیونکہ جو استنجا میں مبالغہ کری یہان تک کہ حقنہ کی جگہہ پہنچ جاوی تو روزہ جاتا رہی گا

لکن لا یلزم الکفارة هذا حکم الصوم المجلس الثامن والعشرون فی بیان کیفیة التراویح
پر کفارہ نہیں آتا یہہ ہیں روزہ کی احکام اٹھائیسوین مجلس تراویح کی کیفیت

وفضیلتها واما القیام فی لیالی رمضان فالمراد به احیاء لیالیه واحیاء بعض من کل لیلة
اور فضیلت کی بیان مین اور قایم رہنا رمضان کی راتون مین اس سی تمام تمام راتون کو جاگنا یا ہر یک رات مین سی تہوڑا تہوڑا جاگنا

باداء التراویح فانه علیه السلام کان یرغب الناس فی قیام رمضان من غیر ان یامرهم فیه بعزیمة
واسطی ادار تراویح کی کہ نبی صلی الله علیه وسلم صحابہ کو واسطی قیام رمضان کی رغبت دلاتی تہی لیکن حکم عزیمت کا نہین فرماتی تہی

فیقول من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه یعنی ان من قام الی الصلوة فی
یون ارشاد کرتی جو شخص رمضان مین واسطی ایمان اور ثواب کی جاگتا رہی تو اوسکی تمام گناہ گذری ہوئی معاف ہونگی مراد یہہ ہی جو شخص رمضان کی راتون مین

لیالی رمضان تصدیقا بحقیته وسنیته وطلبا لرضاء الله تعالی وثوابه لا خوفا من مذمة الناس
اوسکو حق اور مسنون سمجہہ کر واسطی رضامندی الله تعالی کی اور ثواب کی نماز پڑہتا ہی کچہہ خوف لوگون کی برا کہنی کا

واستحیاء منه یغفر له ذنوبه المتقدمة وهذان الشرطان لا ینفک عنهما عمل سواء کان فرضا او
اور لوگون کی شرم نہو تو اوسکی تمام پہلی گناہ معاف ہونگی اور یہہ دونو شرطین تمام اعمال مین معتبر ہین کوئی عمل خالی نہین برابر ہی کہ فرض ہو یا

نفلا اذ هما شرطان لقبول کل عمل والله تعالی لا یقبل عملا الا بهما وبعدهما شرط اخر لا بد منه وهو ان
نفل ہو اسواسطی کہ ہر عمل کی مقبول ہونی کی یہہ ہی شرطین ہی اور الله تعالی کوئی عمل بدون ان شرطون کی قبول نہین کرتا اور بعد انکی ایک اور یہی شرط ضروری ہی یعنی

یکون العمل موافقا للسنة لان العمل متی کان علی خلاف السنة لا یقبله الله تعالی والسنة فیها الجماعة
عمل سنت کی مطابق ہو اسواسطی کہ عمل اگر سنت کی برخلاف ہوگا تو اوسکو الله تعالی قبول نہین فرماتا اور تراویح مسجد مین جماعت سی

فی المسجد لکن علی طریق الکفایة حتی لو ترکها اهل مسجد اساءوا وکانوا تارکین للسنة ولو اقامها
ادا کرنی مسنون ہی لیکن بطور فرض کفایہ کی ہی یہان تک کہ اگر کسی مسجد والی تمام جماعت ترک کرین تو سب گنہگار اور تارک سنت ہونگی اور اگر بعضون نی

البعض فی المسجد بالجماعة وتخلف البعض وصلاها فی بیته فالمتخلف یکون تارکا للفضیلة ولا یکون
مسجد مین جماعت سی ادا کی اور بعض جو نہ شامل ہوئی اپنی گہر مین پڑہلین سو جو جماعت مین شامل نہوا وہ فضیلت سی محروم رہا گنہگار

مسیئا ولا تارکا للسنة لان بعض الصحابة قد روی عنهم التخلف وعن ابی یوسف ان من قدر
اور سنت کا تارک نہین ہوگا اسلئی کہ بعضی اصحاب سی روایت ہی کہ جماعت مین شریک نہین ہوتی تہی اور ابو یوسف رح سی روایت ہی کہ جو شخص

علی ادائها بالجماعة فی بیته مع مراعاة السنة فالصلوة فی بیته افضل والصحیح ان للجماعة
تراویح کو جماعت سی اپنی گہر مین ادا کر سکتا ہی سنت کی رعایت کر کر تو اوسکو گہر مین پڑہنا افضل ہی اور صحیح یہہ ہی کہ گہر کی اندر

فی بیته فضیلة وللجماعة فی المسجد فضیلة اخری فهو حاز احدی الفضیلتین وترک الفضیلة
جماعت کرنی مین ایک فضیلت ہی اور مسجد مین جماعت کرنی مین اور ہی فضیلت ہی سو اوسنی دونو فضیلت مین سی ایک حاصل کی اور فضیلت زائدہ

الزائدة لترک الجماعة فی المسجد وقال صاحب الخلاصة وهکذا الجواب فی المکتوبات واما نفس التراویح
اسلئی نہ ملی کہ مسجد کی جماعت ترک کی اور خلاصہ والا کہتا ہی یہہ ہی جواب فرایض مین ہی اور لیکن صرف تراویح

فهو سنة مؤکدة علی الاعیان للرجال والنساء توارثها الخلف عن السلف من لدن تاریخ رسول الله علیه السلام
ہر ہر مرد اور عورت پر سنت موکدہ ہین رسول الله صلی الله علیه وسلم کی عہد سی آج تک پچہلی پہلون سی سنتی چلی آئی ہین

الی یومنا هذا فلا ینبغی ترکها والدلیل علی هذا ما روی ان النبی علیه السلام اتخذ فی المسجد حجرة
سو تراویح کا ترک کرنا سزاوار نہین اور دلیل اسکی یہہ روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی مسجد مین حصیر یعنی بوریہ کا حجرہ بنایا تہا
من حصیر لیصلی فیها السنن وکان یخرج من الحجرة ویصلی التراویح للناس بالجماعة فعل هکذا ثلث
تاکہ اوسکی اندر سنتین پڑہا کرین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مین سی باہر آکر تراویح لوگون کی ساتہہ جماعت سی پڑہا کرتی تہی تین رات تک ایسا ہی
لیال فلما کانت اللیلة الرابعة اجتمع ناس کثیر حتی عجز المسجد من اهله فلما رای رغبة الناس دخل الحجرة
اتفاق ہوا جب چوتہی رات آئی تو خلقت بہت جمع ہوگئی کہ مسجد مین تنگی سی جگہہ نہ ملی جب آپنی یہہ انبوہ دیکہا تو فرض پڑہتی ہی حجرہ مین تشریف لیگئی
بعد ما صلی الفریضة ولم یخرج الیهم فما زالوا ینتظرون خروجه وظنوا انه نام فجعل بعضهم یتنحنح لیخرج الیهم
پہر باہر نہ آئی اور یہہ لوگ تشریف لانی کی منتظر بیٹہی رہی آخر یہہ خیال کیا کہ آپ سو گئی پہر کسینی تو کہانسنا شروع کیا تاکہ جاگ کر باہر تشریف لاوین
وبعضهم یقول الصلوة فخرج الیهم فقال ما زال بکم الذی رایت من صنیعکم حتی خشیت ان یکتب
اور کوئی کہتا تہا نماز تیار ہی پہر آپ باہر تشریف لائی فرمانی لگی کہ مین تمہارا یہہ شوق ہمیشہ دیکہی جاتا ہون یہان تک کہ مجہکو یہہ خوف ہوا کہ تمپر فرض ہوجاوین
علیکم ولو کتب علیکم ما قمتم به فصلوا ایها الناس فی بیوتکم فان افضل صلوة المرء فی بیته الا
اور اگر تمپر فرض ہوجاویگی تو ادا نہ کرو گی سو تم ای صاحبو اپنی اپنی گہر مین پڑہ لو کیونکہ آدمی کی نماز سوا فرایض کی گہر مین افضل ہوتی ہی
الصلوة المکتوبة فتوفی رسول الله علیه السلام والامر علی ذلك ثم کان الامر علی ذلك فی خلافة
پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی وفات کی اور حال یہہ ہی رہا پہر حضرت ابو بکر کی خلافت مین بہی حال یون ہی رہا
ابی بکر وصدرا من خلافة عمر ثم ان عمر فی ایام خلافته رای الناس یصلون التراویح فی المسجد
اور ابتدا خلافت مین حضرت عمر کی بہی پہر حضرت عمر نی اپنی ایام خلافت مین لوگون کو دیکہا کہ تراویح مسجد مین الگ الگ پڑہتی ہین
منفردین فامرهم ان یصلوها جماعة وامر ابی بن کعب وتمیم الداری لیصلیاها بالناس امامة فصلیاها
تو اونکو یہہ حکم کیا کہ جماعت سی پڑہا کرو اور ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم کیا کہ امام ہوکر اور لوگون کو نماز پڑہا دین سو اون دونونی
بالجماعة والصحابة متوافرون منهم عثمان وعلی وابن مسعود والعباس وابنه وطلحة والزبیر ومعاذ
جماعت کرائی اور اصحاب اوسوقت بہت موجود تہی یعنی عثمان اور علی اور ابن مسعود اور عباس اور عبد اللہ بن عباس اور طلحہ اور زبیر اور معاذ
وغیرهم من المهاجرین والانصار وما رد علیه واحد منهم بل ساعدوه ووافقوه وامروه بذلك
اور سوا انکی اور بہت مہاجر اور انصار موجود تہی سو انمین سی کسینی کچہہ اعتراض نکیا بلکہ اونکی مددگار اور شریک ہوئی اور اسکی صلاح دی
وواظبوا علیها حتی ان علیا اثنی علیه ودعا له بالخیر وقال نور الله مضجع عمر کما نور مساجدنا
اور آپ پڑہتی رہی یہان تک کہ حضرت علی نی عمر کی تعریف کی اور نیک دعا دی اور دعا مین فرمایا اللہ عمر کی گور روشن کری جیسی اوسنی ہماری مسجدین روشن کردین
وقد قال النبی علیه السلام علیکم بسنتی وسنة خلفاء الراشدین من بعدی وهی عشرون رکعة
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا میری سنت اپنی ذمہ پر لازم کرلو اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت اور تراویح بیس رکعت ہین
یسمی کل اربع رکعات منها ترویحة بمجاز المافی اخرها من الترویحة التی هی اسم للجلسة وانما سمی بها
ہر چار رکعت کا نام مجازا ترویحہ ہی کیونکہ اوسکی آخر مین ترویحہ ہوتا ہی یعنی آرام کی لئی ٹہر جاتی ہین ترویحہ نام جلسہ کا ہی اور جلسہ کو ترویحہ
لان الصحابة کانوا یستریحون بین کل اربع رکعات من اجل طول قیامهم فی الصلوة ولکل ترویحة تسلیمتان
اسوسطی کہتی ہین کہ صحابہ ہر چار رکعت کی بعد بیٹہہ کر آرام کیا کرتی تہی کیونکہ نماز مین قیام بہت طویل دراز کرتی تہی اور ہر ہر ترویحہ مین دو دو سلام ہین
فتکون التسلیمات عشرا والترویحات خمسا والامام والجماعة یاتون بالثناء فی کل تکبیرة الافتتاح ویجلسون
اس لئی سلام دس ہوئی اور ترویحہ پانچ ہوئی اور امام اور مقتدی تکبیر تحریمہ کی بعد سبحانك اللهم آخر تک پڑہا کرین اور ہر دو ترویحہ کی

بين كل الترويحتين قدر ترويحة واحدة وكذا بين الخامسة والوتر لانه المتوارث من زمن الصحابة
بیچمین بقدر ایک ترویحہ کی بیٹھتی رہا کرین اور ایسی ہی پانچوین ترویحہ اور وترون کی بیچمین کیونکہ صحابہ کی وقت سی آج تک یہہ ہی چلا آتا ہی
الى يومنا هذا وهم في الانتظار مخيرون ان شاءوا سبحوا وان شاءوا هللوا وان شاءوا سكتوا اي
اور مصلیون کو استراحت کی وقت مین اختیار ہی چاہین سبحان اللہ پڑہین اور چاہین لا الہ الا اللہ پڑہین اور چاہین چپکی بیٹھی رہین
ذلك فعلوا فهو حسن لقوله عليه السلام المنتظر للصلوة كانه في الصلوة واهل مكة كانوا يطوفون
جو کرین سو ہی بہتر ہی واسطی قول علیہ السلام کی نماز کا منتظر گویا نماز مین ہی اور مکہ والی ہر دو ترویحہ کی
بالبيت بين كل ترويحتين اسبوعا ويصلون ركعتين للطواف واهل المدينة كانوا يصلون
بیچمین بیت اللہ کا طواف سات سات بار کرتی تہی اور دو رکعت طواف کی پڑہتی تہی اور مدینہ والی اوسوقت مین
في ذلك اربع ركعات ثم الافضل فيها استيعاب اكثر الليل بالصلوة والاستراحة ويستحب
چار رکعت پڑہا کرتی تہی پہر افضل تراویح مین یہہ ہی کہ آدہی سی زیادہ رات استراحت اور نماز مین صرف کری اور نماز کی تاخیر
تاخيرها الى انتهاء ثلث الليل ثم الاصح ان وقتها بعد العشاء الى اخر الليل قبل الوتر وبعده لانها
تہائی رات کی تمامی تک مستحب ہی پہر صحیح یہہ ہی کہ وقت تراویح کا عشاء کی بعد ہی آخر رات تک وتر سی پہلی اور پیچھی کیونکہ تراویح
نوافل سنة بعد العشاء وهل يحتاج في كل شفع ان ينوي التراويح قال بعضهم يحتاج لان كل شفع
نوافل بعد عشا کی سنت ہین اور آیا یہہ حاجت ہی کہ تراویح کی ہر ہر شفع مین جدا جدا نیت کری بعضی کہتی ہین ہان حاجت ہی کیونکہ ہر ہر شفع
صلوة على حدة والاصح انه لا يحتاج لان الكل بمنزلة صلوة واحدة فان فاتت لا تقضى اصلا
جداگانہ نماز ہی اور صحیح یہہ ہی کہ حاجت نہین ہی اسواسطی کہ سب کی سب گویا ایک نماز ہی اگر فوت ہو جاوین تو اصلا قضا نہین ہی
لا بالجماعة ولا بدونها لان القضاء من خواص الفرض ومن صلى العشاء وحده فله ان يصلى
نہ جماعت سی اور نہ بدون جماعت کی اسواسطی کہ قضا کرنا خاصہ فرض ہی کا ہی اور جسنی عشا کی نماز علیحدہ پڑہی تو اوسکو جایز ہی کہ تراویح
التراويح بالامام ولو تركوا الجماعة في الفرض لم يصلوا التراويح بالجماعة ومن لم يصل التراويح بالامام
جماعت سی پڑہ لی اور اگر سب نی فرض کی جماعت ترک کی تو پہر تراویح کی لئی جماعت نکرین اور جس نی تراویح جماعت سی نہین پڑہین
يجوز له ان يصلي الوتر به ولو اقاموا التراويح بامامين فصلى كل امام تسليمة قال بعضهم يجوز
تو اوسکو جایز ہی کہ وتر جماعت سی پڑہی اور اگر تراویح مین باری باری دو امام کئی پہر ہر امام نی ایک ایک شفعہ پڑہایا تو بعضی کہتی ہین کہ جایز ہی
والصحيح انه لا يستحب والمستحب ان يصلي كل امام ترويحة فاذا جاز اقامة التراويح بامامين
اور صحیح یہہ ہی کہ مستحب نہین مستحب یہہ ہی کہ ہر ہر امام ایک ایک ترویحہ پڑہی اور جب کہ تراویح کا پڑہنا دو اماموں کی ساتہہ
على هذا الوجه يجوز ان يصلي احدهما الفرض والاخر التراويح ويكره للامام في هذا الزمان التطويل
اسطور پر جایز ہوا تو جایز ہی کہ ایک امام فرض پڑہا دی اور دوسرا امام تراویح اور امام کو اس زمانہ مین قرارت کو
الزائد عن حد اقل السنة في القراءة والاذكار على وجه يحصل للجماعة ملل لان ذلك سبب التنفير
ادنی حد سنت سی زیادہ دراز کرنا اور ذکر اس طور پر کرنا جس سی جماعت کو ملال پیدا ہو مکروہ ہی کیونکہ اسمین لوگ جماعت سی بہاگین گی
عن الجماعة والتنفير عن الجماعة مكروه ولكن لا ينبغي له ان ينقص عن قدر اقل السنة في القراءة و
اور جماعت سی بہگانا مکروہ ہی لیکن یہہ بہی نہ چاہی کہ سنت کی ادنی مقدار سی قرارت اور
التسبيحات لمللهم لانهم غير معذورين فيه وادنى ما يحصل به السنة في تسبيحات الركوع والسجود
تسبیحات مین اونکی ملالت کی خوف سی کوتاہی کری کیونکہ اونکو اسمین کچہہ عذر نہین ہی اور کم سی کم جسمین سنت تسبیحات رکوع اور سجود کی حاصل ہو جاوی

ثلث لقوله عليه السلام اذا ركع احدكم فليقل ثلث مرات سبحان ربي العظيم وذلك ادناه و

تین بار ہین واسطی ارشاد علیہ السلام کی جسوقت رکوع کری کوئی تمہارا توچاہی کہ سبحان ربی العظیم تین بار کہی اور یہہ ادنی عدد ہی اور

اذا سجد فليقل سبحان ربي الاعلى ثلث مرات وذلك ادناه والمراد به ادنى ما يحصل به السنة

جب سجدہ کری توچاہی کہ سبحان ربی الاعلی تین بار کہی اور یہہ ادنی عدد ہی اور مراد اس سی ادنی مرتبہ ہی جسمین سنت حاصل ہوجاوی

ولذلك يكره النقص عن الثلث وكذا يكره للامام التعجيل على وجه يعجز الجماعة عن اكمال اقل

اسہی لئی تین بار سی کم کہنا مکروہ ہی اور ایسی ہی امام کو اتنی جلدی مکروہ ہی کہ جماعت کی لوگ کم سی کم عدد مسنون کی پورا کرنی سی رکوع

السنة في تسبيحات الركوع والسجود وعن اكمال قراءة التشهد بل يزيد الامام على التشهد وياتي

اور سجود کی تسبیحات مین اور قرارت تشہد کی پورا کرنی سی عاجز ہوجاوین بلکہ امام تشہد پر کچھ زیادہ کری اور

بالصلوة على النبي عليه السلام ان علم انها لا تثقل على الجماعة وان علم انها تثقل عليهم لا ياتي بها

نبی علیہ السلام پر درود پڑہی اگر جانی کہ جماعت کی لوگون پر اتنی دیر دشوار نہین ہی اور اگر یہہ جانی کہ یہہ اونپر دشوار ہی تو نہ پڑہی

بل يتركها لكن لا جميعها بل يقتصر فيها على قوله اللهم صل على محمد وعلى ال محمد لانها وان كانت

ترک کردی لیکن بتمامہ ترک نکری بلکہ اسمین اختصار کرکر اتنا پڑہی اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد اسواسطی کہ درود اگرچہ

سنة عندنا الا انها فرض عند الشافعي وبهذا القدر يتاتى القولان ويكره للمقتدي ان يقعد

ہماری مذہب مین سنت ہی پر شافعی کی نزدیک فرض ہی اور اتنی کلمات مین دونو قول ادا ہوجاتی ہین اور مقتدی کو مکروہ ہی کہ تراویح کی وقت بیٹہا رہی

في التراويح حتى اذا اراد الامام ان يركع يقوم ويقتدي لان فيه اظهار التكاسل في الصلوة والتشبه

یہان تک کہ جب امام رکوع مین جاوی تو کہڑا ہوکر نیت کرلی کیونکہ اسمین نماز کی سستی ظاہر ہوتی ہی اور منافقون سی

بالمنافقين الذين قال الله تعالى فيهم وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَاءُوْنَ النَّاسَ وكذا اذا

مشابہت آتی ہی جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی اور جب کہڑی ہون نماز کو تو کہڑی ہون جی ہاری دکہانی کو لوگون کی ایسی ہی اگر

غلب النوم يكره له ان يصلي بالنوم بل ينبغي له ان ينصرف وينام ولا يصلي حتى يستيقظ لان

نیند غالب ہوجاوی تو مکروہ ہی کہ اونگھتا ہوا نماز پڑہی بلکہ اوسکو یون چاہی کہ جاکر سورہی اور نماز نہ پڑہی جبتک ہوشیار نہو کیونکہ

في الصلوة مع النوم تهاونا وغفلة وترك التدبر ثم انه ان نام في القعدة كلها فانه اذا انتبه يفرض

اونگھتی ہوتی نماز پڑہنی مین اہانت اور غفلت اور ترک تدبیر ہی پہر اگر مصلی تمام قعدہ مین سوتا رہا توجب ہوشیار ہوا اوسپر فرض ہی

عليه ان يقعد قدر التشهد وان لم يقعد تفسد صلوته لان ما حصل من افعال الصلوة حالة

کہ تشہد کی مقدار بیٹہا رہی اور اگر اتنی قدر قعود نہین کریگا تو اوسکی نماز فاسد ہوجائیگی اسواسطی کہ جتنی ارکان نماز کی نیند کی حالت مین

النوم لا تعتبر لصدورها بلا اختيار فيكون وجودها كعدمها وهذه المسئلة يكثر وقوعها لاسيما

ہوئی ہین اونکا کچھہ اعتبار نہین ہی کیونکہ بی اختیار عمل مین آئی ہین تو اونکا ہونا نہونا برابر ہی اور یہہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہی خاص کر

في ليالي الصيف والناس عنها غافلون ثم اختلف المشائخ في مقدار القراءة فقال بعضهم يقرأ

گرمی کی راتون مین اور لوگ اس مسئلہ سی غافل ہین پہر مشائخ مین اختلاف ہی مقدار قرارت مین سو بعضی یہہ کہتی ہین

في كل شفع مقدار ما يقرأه في المغرب يعني انه يقرأ من قصار المفصل وهي من سورة لم يكن الذين كفروا

کہ ہر شفع مین اتنا پڑہی جتنا مغرب کی نماز مین پڑہتی ہین مراد یہہ ہی کہ قصار مفصل مین سی اور وہ سورہ لم یکن سی

الى اخر القران لان التطوع اخف من المكتوبة فيعتبر باخف المكتوبات وهي المغرب وهذا القول

آخر قرآن تک ہی اسوسطی کہ نفل فرایض کی نسبت خفیف ہوتی ہین سو اب فرایض مین سی خفیف کا اعتبار ہوگا سو وہی مغرب ہی اور یہہ قول

ليس

ليس بصحيح لان بهذا القدر لا يحصل الختم والختم فيها مرة واحدة سنة ولا يترك لكسل الجماعة
صحیح نہین ہی اس لیی کہ اتنی قرارت سی ختم قرآن نہین ہوسکتا اور ایک دفعہ ختم کرنا مسنون ہی جماعت والون کی کسالت کی مارے ترک کرنا
حتى لو قرء الامام بعض القرآن في سائر الصلوات لئلا يمل الجماعة من طول القراءة في التراويح يكون
یہان تک کہ اگر امام نی کچھہ کچھہ قرآن تمام نمازون مین اسلئی پڑہا کہ جماعت والی تراویح کی اندر طول قرارت سی ملول نہون
له ثواب الصلوة ولا يكون لهم ثواب الختم وقيل الافضل في زماننا ان يقرء الامام على حسب
تو اونکو نماز کا ثواب ہوگا ختم کا ثواب نہین ہوگا اور کہتی ہین کہ ہماری زمانہ مین یہہ افضل ہی کہ امام جماعت کی
حال الجماعة من الرغبة والنفرة فيقرء قدر ما لا يوجب التنفير عن الجماعة لان تكثير الجماعة
حال کی موافق رغبت اور نفرت کی لحاظ سی پڑہا کری سو اسقدر پڑہی جسمین جماعت سی نفرت نہو اسواسطی کہ جماعت کا زیادہ ہونا
افضل من تطويل القراءة لكن لا يقتصر بعد الفاتحة على اية قصيرة او ايتين قصيرتين
تطویل قرارت سی بہتر ہی پہر بہی بعد فاتحہ کی ایک یا دو آیتون چہوٹی چہوٹی پر اقتصار نکری
لان قراءة ثلث ايات او اية طويلة مع الفاتحة واجبة وذكر في التجنيس ان بعض الناس اعتادوا
اسواسطی کہ تین آیت جہوٹی یا ایک آیت دراز ہمراہ فاتحہ کی پڑہنی واجب ہی اور تجنیس مین مذکور ہی کہ بعضی لوگ نکی عادت ہی
قراءة سورة الفيل [illegible] القرآن مرتين وهو حسن في هذا [illegible] عن بعض المشايخ
کہ سورۂ فیل سی آخر قرآن تک دوبار پڑہتی ہین اس زمانہ مین یہہ بہت خوب ہی اسواسطی کہ بعضی مشایخ سی روایت ہی
على ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان لم يكن عارفا باهل زمانه فهو جاهل لان اكثر الناس في هذا الزمان
چنانچہ فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی کہ جو شخص اپنی عہد کی لوگون کا حال نہ پہچانی تو وہ جاہل ہی اسلئی کہ اس زمانہ کی اکثر لوگون کی
طبايعهم جامدة صعبة الانقياد ان يروا سبيل الرشد لا يتخذوه سبيلا وان يروا سبيل الغي يتخذوه
طبیعتین ایسی بستہ ہین کہ مطیع ہونا دشوار ہی اگر دیکہین راہ ہدایت کی تو وہ نہ ٹہراوین راہ اور اگر دیکہین راہ الٹی ٹہراوین اوسکو
سبيلا فانهم قد جعلوا التراويح عادة لا عبادة يتقرب بها الى الله تعالى على ما شرطه رسول الله عم
راہ سو ان لوگون نی تراویح کو عادت کرلی ہی عبادت نہین جانتی جسمین قرب الہی ہو جیسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
فيها من القراءة وغيرها فيتخذون صلوتها خلف امام لا يتم الركوع والسجود والقومة والجلسة
تراویح مین قرارت وغیرہ کی شرط کی ہی سو ایسی امام کی پیچہی نماز شروع کرتی ہین جو نہ رکوع پورا کری اور نہ سجدہ پورا کری اور نہ قومہ اور نہ جلسہ
ولا يرتل القرآن كما امر الله به بل هو من غاية السرعة يقع في اللحن الجلي يترك بعض حروف الكلمة او
اور نہ جیسی حکم الہی ہی قرآن ترتیل کی ساتہہ پڑہی بلکہ وہ جلدی کا مارا صاف راگنی مین پڑہنی لگتا ہی بعضی کلمات کی حرف یا حرکات رہ جاتی ہین
حركاتها وقد ذكر في البزازية ان اللحن حرام بلا خلاف وذكر في الفتاوى ان الامام اذا كان لحانا لا باس
اور بزازیہ مین مذکور ہی کہ راگنی مین قرآن کا پڑہنا بالاتفاق حرام ہی اور فتاوی مین مذکور ہی کہ امام اگر راگنی مین پڑہتا ہو تو اگر کوئی شخص
للرجل ان يترك مسجده ويحول الى مسجد اخر فانه لا ياثم بذلك لانه قصد الصلوة خلف تقي
اوس مسجد کو چہوڑکر اور مسجد مین جانی لگی تو کچہہ مضائقہ نہین اس سی گنہگار نہین ہوتا اسواسطی کہ یہہ شخص پرہیزگار کی پیچہی نماز پڑہا چاہتا ہی
وقد قال النبي عليه السلام من صلى خلف عالم تقي فكانما صلى خلف نبي من الانبياء وفيه اشارة
اور نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جسنی نماز عالم پرہیزگار کی پیچہی پڑہی تو گویا نبیون مین سی کسی نبی کی پیچہی پڑہی اسمین یہہ اشارہ ہی
الى انه لو ترك مسجده بلا عذر يكون اثما فكيف يكون حال الذين يتركون مسجدهم بلا عذر ويسرعون
کہ اگر کوئی بلا عذر اپنی مسجد مین جانا چہوڑ دی تو گنہگار ہوتا ہی اب اونکا کیا حال ہوگا جو اپنی مسجد کو بلا عذر چہوڑ دیتی ہین اور جلدی سی

الى مسجد يكون فيه انواع من الانغام والالحان ويطلبون اماما لا يتم الركوع والسجود ولا يرتل القرآن

ایسی مسجد میں جاتی ہیں جہاں طرح طرح کی لحن اور راگ ہوتی ہیں اور ایسا امام تلاش کرتی ہیں جو نہ رکوع تمام کری اور نہ سجدہ پورا کری اور نہ قرآن کو ترتیل سی پڑہی

بل ربما ینکرون علی من یتم الرکوع والسجود ویرتل القرآن وینفرون عنه ویکونون من الذین اتخذوا

بلکہ بعضی وقت ایسی امام پر اعتراض کرتی ہیں جو رکوع اور سجدہ پورا کری اور قرآن کو اچہی طرح پڑہی اور اوس سی نفرت کرتی ہیں پہر وہ اون لوگون میں ہیں جنہون نی اپنی

دینهم لعبا ولهوا وغرتهم الحیوة الدنیا وهم عن الآخرة غافلون فان من صلی التراویح بترك القومة

دین کو ہنسی کہیل ٹہرایا اور فریب کہایا دنیا کی زندگی کا اور وہ آخرت سی غافل ہیں بیشک جسنی تراویح ایسی طور پہ پڑہیں کہ نہ قومہ پورا کیا

والجلسة والطمانیة المقدرة بمقدار تسبیحة فیهما یکون عاصیا مستحقا للعذاب بالنار لان هذه

اور نہ جلسہ کیا اور نہ اون دونوں کی ایک تسبیح کی برابر طمانیت کی تو گنہگار رہوتا ہی اور مستحق آگ کی عذاب کا کیونکہ یہہ

الاشیاء فرض عند ابی یوسف والشافعی حتی تبطل الصلوة بترکها وواجب عند ابی حنیفة ومحمد فی

سب چیزیں امام ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہیں انکی ترک سی نماز باطل ہوجاتی ہی اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی نزدیک ایک روایت میں

روایة حتی یجب اعادة الصلوة بترکها وفی روایة اخری سنة وعلی هذه الروایة یکون تارکها مستحقا

واجب ہیں یہان تک کہ انکی ترک سی اعادہ نماز کا واجب ہی اور ایک اور روایت میں سنت ہیں اور اس روایت کی موافق انکا تارک عتاب کا مستحق ہوتا ہی

للعتاب وحرمان الشفاعة فیکون من الذین ضل سعیهم فی الحیوة الدنیا وهم یحسبون انهم یحسنون

اور شفاعت سی محروم پہر اون لوگون میں ہی جنکی دوڑ بہٹک گئی ہی دنیا کی زندگانی میں اور وہ سمجہتی ہیں کہ خوب بناتی ہیں

صنعا ومن الذین بدا لهم من الله ما لم یکونوا یحتسبون وهذا هو الخسران المبین والغبن العظیم ثم

کام اور اون لوگون میں سی کہ نظر آیا اونکو اللہ کی طرف سی جو خیال نہ رکہتی تہی اور یہہ صاف ٹوٹا اور بڑا ہی خسارہ ہی پہر

ان ههنا نکتة لابد من التنبیه علیها حتی ینتصح من کان فیه انصاف ومیل الی الحق وهی ان التراویح عشرون

یہان ایک نکتہ ہی اوسکا بیان بہی ضروری ہی تا کہ جسمین انصاف اور حق کی طرف رغبت ہی پند پذیر ہو وہ نکتہ یہہ ہی کہ تراویح بیس رکعتیں ہیں

رکعة وفی کل رکعة قومة وجلسة وطمانینتهما وفی ترك کل منهما ذنب فلو ترکت طمانینة احدهما یکون

اور ہر ہر رکعت میں ایک قومہ اور ایک جلسہ ہی اور دونوں میں اطمینان اور دونوں میں سی ہر ایک کا ترک کرنا گناہ ہی پس اگر ایک کی طمانینت ترک ہوئی

عدد الذنوب عشرین ولو ترکت طمانینتهما یصیر عدد الذنوب اربعین ولو ترکت انفسهما ایضا یصیر

تو گنتی میں بیس گناہ ہوئی اور اگر دونو کی طمانینت ترک ہوئی تو گنتی میں چالیس گناہ ہوئی اور اگر وہ دونو خود بہی ترک ہوئی تو

مجموع الذنوب ثمانین واذا ضم الیه معصیة الاظهار یصیر مجموعها مائة وستین ذنبا واذا ضم

تمام گناہ اسی ہوجاوینگی اور اگر اسکی ساتہہ معصیت ظاہر کرنی کی ملالین تو تمام گناہ ایک سو ساٹہہ ہوجاوینگی اور اگر اسکی ساتہہ

الیه عدم الاعادة الواجبة یصیر المجموع مائة وثمانین ذنبا مع ان ترك هذه المذکورات یکون سببا

اعادہ نکرنا جو واجب تہا ملایا جاوی تو سب ملکر ایک سو اسی گناہ ہوجاوینگی باوجودیکہ ان مذکورات کی ترک کرنی سی جو جو ذکر انتقالات کی اندر

لاتیان الاذکار المشروعة فی الانتقالات بعد تمام الانتقال وفی اتیان الاذکار المشروعة فی الانتقالات

مشروع ہیں وہ سب ذکر بعد تمامی انتقالات کی ہوجاتی ہیں اور جو ذکر انتقالات کی اندر مشروع ہیں اونکو

بعد تمام الانتقال کراهتان ترکها عن موضعها وتحصیلها فی غیر موضعها فیقع فی کل رکعة اربع مکروهات

بعد تمامی انتقال کی لانی میں دو کراہتیں ہیں ایک تو اپنی مقام سی ٹلا دینا اور غیر جگہ رکہدینا اب ہر ہر رکعت میں چار چار مکروہ ہونگی

فیلزم منه ترك اربع سنن فان من ترك القومة او الطمانینة فیها یقع سمع الله لمن حمده والتکبیر حین الانخفاض

اور اس سی ترک کرنا چار سنتوں کا لازم آتا ہی کیونکہ جسنی قومہ یا قومہ کی اندر طمانینت کو ترک کیا تو سمع اللہ لمن حمدہ اور اللہ اکبر جہکتی ہوئی کہی ہیں آوینگی

بل يقع التكبير بعد السجدة والسنة ان يقع سمع الله لمن حمده حين رفع الراس من الركوع والتكبير حين الانخفاض وكذا

بلکہ اللہ اکبر بعد سجدہ کی کہنی مین آویگا اور طریق مسنون یہہ ہی کہ سمع اللہ لمن حمدہ رکوع سی سر اوٹہاتی ہوئی کہی اور اللہ اکبر سجدہ کی طرف جہکتی ہوئی کہی اور ایسی ہی

اذا ترك الجلسة او الطمانينة فيها يقع بعض التكبير الاول حين الانخفاض بل يقع بعض التكبير الثاني بعد السجود والسنة ان يأتي

اگر جلسہ کو ترک کری یا جلسہ مین طمانیت کو ترک کری تو کچہہ لفظ پہلی تکبیر کا جہکتی ہوی کہنی مین آویگی بلکہ کچہہ لفظ دوسری تکبیر کی سجدہ کی بعد کہنی مین آوینگی اور طریق مسنون یہہ ہی

التكبير الاول حين الرفع والثاني حين الانخفاض فيصير عدد المكروهات في جميع الركعات ثمانين فيلزم منه ترك ثمانين سنة فاذا ضم

کہ پہلی تکبیر سجدہ سی اوٹہتی ہوئی کہی اور دوسری تکبیر جہکتی ہوئی سو اب مکروہات کی گنتی تمام رکعتوں مین استی ہوجاویگی اور اس سی استی سنتین چہوٹ جاتی ہین اور جب ان مکروہات کو

الى ذلك اظهار كل منهما فان اظهار المكروه مكروه ايضا يصير المجموع مائة وستين مكروها ومائة وستين ترك سنة وهل يعد من العقلاء

اظہار اسمین شامل کرین کیونکہ مکروہات کا ظاہر کرنا بہی مکروہ ہی تو تمام مکروہات بہی ایک سو ساٹہہ ہوجاوینگی اور ایک سو ساٹہہ سنتین ترک ہونگی پہر کیا وہ شخص عاقل گنا جاویگا

يفعل في كل ليلة من ليالي رمضان في اداء التراويح مائة وستين فقط ثمانين بل ولو مائة وستين مكروها ومائة وستين ترك سنة فان في ترك كل

جو رمضان کی راتوں مین سی ہر رات کو صرف تراویح کی ادا کرتی ہوئی ایک سو اسی تو گناہ کری اور ایک سو ساٹہہ مکروہ کری اور ایک سو ساٹہہ سنت ترک کری کیونکہ ہر سنت کی ترک

سنة عتابا وحرمان الشفاعة فهل يرضى العاقل ان يجعل نفسه محروما من شفاعة رسول رب

کرنیمین عتاب ہوتا ہی اور شفاعت سی محرومی پہر مرد عاقل کب پسند کرتا ہی کہ اپنی تئین رسول رب العالمین کی شفاعت سی محروم کری

العالمين التي يرجوها ويطلبها كل الخلائق حتى الانبياء والاولياء والصالحين نسأل الله تعالى ان لا

جسکی تمام خلق اللہ امید اور تلاش رکہتی ہی یہان تک کہ انبیا اور اولیا اور صلحاء ہم اللہ سی چاہتی ہین کہ ہمکو

يجعلنا من المحرومين

المجلس التاسع والعشرون في بيان فضيلة تاخير السحور وتعجيل الافطار

محروم نکری

اونتیسوین مجلس مین بیان سحر کہانی مین تاخیر اور افطار مین تعجیل کی فضیلت کا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تسحروا فان في السحور بركة هذا الحديث من صحاح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا سحر کہایا کرو کیونکہ سحر مین برکت ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح

المصابيح رواه انس والمحفوظ فيه عند اصحاب الحديث فتح السين في السحور وهو اسم لما يوكل في وقت

حدیثوں مین ہی انس کی روایت سی اور اس حدیث مین محدثین کی نزدیک سحور کی لفظ مین سین کا زبر محفوظ ہی اور طعام کا نام ہی جو سحر کی وقت کہاتی ہین

السحر الذي هو اخر الليل اي سدسها الاخير فيحتاج الى مضاف محذوف تقديره ان في اكل السحور بركة

اور سحر آخر شب یعنی چہٹا حصہ پچہلا سو اس کلام مین ایک مضاف محذوف ہی واقع مین یون ہی کہ سحور کہانی مین برکت ہی

لان البركة ليست فيما يوكل من الطعام بل في استعمال السنة ويجوز فيه ضم السين فعلى هذا يكون مصدرا

کیونکہ برکت طعام مین جو کہایا جاتا ہی نہین ہی بلکہ سنت کی استعمال مین ہی اور اس لفظ مین سین کا پیش بہی جایز ہی اسکی موافق سحور صیغہ مصدر کا ہی

فلا يحتاج الى تقدير المضاف والمعنى ان في الاكل وقت السحر بركة والمراد بالبركة ههنا زيادة القوة على

اب مضاف پیدا کرنی کی کچہہ حاجت نہین اور معنی یہہ ہین کہ سحر کی وقت کہانا کہانی مین برکت ہی اور یہان برکت سی مراد زیادتی قوت روزہ رکہنی کی ہی

اداء الصوم بدليل قوله عليه السلام استعينوا بقائلة النهار على قيام الليل وباكل السحور على صيام

اس دلیل سی کہ حدیث مین آیا ہی دن کی سونی سی نماز کی لئی رات کی جاگنی پر مدد لیلو اور سحر کہانی سی دن کی روزہ پر

النهار ويجوز ان يراد بها زيادة الثواب في الاخرة وقوله عليه السلام تسحروا امر واقل مرتبة الاستحباب

اور یہہ بہی جایز ہی کہ برکت سی مراد آخرت مین زیادتی ثواب کی ہو اور حدیث کا لفظ تسحروا امر کا صیغہ ہی اور کم سی کم مرتبہ اسمین استحباب کا ہی

فيكون السحر وهو الاكل في وقت السحر مستحبا وقد روى عن عمرو بن العاص انه عليه السلام قال فصل ما بين

اب سحر یعنی سحر کی وقت طعام کہانا مستحب ہوگا اور روایت ہی عمرو بن عاص سی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ ہماری روزہ مین

صیامنا وصیام اهل الکتاب اکلة السحر الاکلة بالضمة اللقمة والمعنی ان اللقمة التی توکل فی وقت
اور اہل کتاب کی روزہ مین فرق سحر کہانی کا ہی اور اکلہ ہمزہ کی پیش سی لقمہ کو کہتی ہین اور معنی حدیث کی یہہ ہین وہ لقمہ جو سحر کی وقت کہایا جاتا ہی
السحر هو الفارق بین صیامنا وصیام اهل الکتاب لان الله تعالی اباح لنا فی لیلة الصیام ما حرم علیهم
یہہ ہی فرق ہی ہماری روزی مین اور اہل کتاب کی روزہ مین کیونکہ اللہ تعالی نی ہماری لئی رمضان کی راتون مین مباح کر دیا ہی جو جو اونپر حرام کر دیا تہا
فان بنی اسراءیل قبل تغیر دینهم وتبدل شریعتهم کانوا لیلة صیامهم اذا ناموا کان الطعام والشراب
کیونکہ بنی اسراءیل اپنی دین کی تغیر اور اپنی شریعت کی تبدیل سی پہلی اگر روزون کی راتون مین سو جاتی تو اونپر کہانا پینا
والجماع حراما علیهم کما کان الحکم کذلك فی ابتداء الاسلام ثم نسخ ذلك الحکم ورخص لنا فی هذه الاشیاء
جماع سب حرام ہو جاتا تہا چنانچہ ابتداء اسلام مین بہی یہہ ہی حکم تہا پہر یہہ حکم منسوخ ہوگیا اور جب تک صبح صادق نہو ان اشیا کی ہمکو اجازت ہوگئی
ما لم یطلع الفجر وکان سبب ذلك امران احدهما ما روی عن عمر رض انه جامع امراته بعد النوم ثم ندم علی
اور اسکا سبب دو چیزین ہوئین ایک تو یہہ جو عمر رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ انہون نی اپنی بی بی سی سونی کی بعد جماع کیا پہر اس حرکت سی نادم ہوکر
ما فعل واتی النبی علیه السلام واعتذر الیه فنزل قوله أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ وصارت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئی اور عذر کیا پہر یہہ آیت نازل ہوئی حلال ہوا تمکو روزی کی رات مین بی پردہ ہونا اپنی عورتون سی اور اونکی لغزش
زلته رحمة فی حق جمیع الامة والثانی ما روی عن قیس بن صرمة انه صام ولم یجد وقت الافطار شیئا
[illegible] کی روزہ رکہا [illegible] افطار کی وقت کچہہ ایسا [illegible]
فطر به فذهبت امراته فی طلب شیء فغلب علیه النوم فنام وجاءت امراته بطعام بعد ما کان الطعام
[illegible] بی بی کچہہ ڈہونڈنی کی تلاش مین گئی اس عرصہ مین انپر نیند کا غلبہ جو ہوا تو سو گئی اور اونکی بی بی کہانا اوسوقت لائی کہ
علیه حرم فانتبه بعد ما مضی وقت الاکل ولم یاکل شیئا فلما کان نصف النهار من الغد غشی علیه
[illegible] پہر [illegible] وقت جاگی کہ کہانی کا وقت گذر چکا تہا سو کچہہ نہ کہایا جب اگلی دن کا دوپہر ہوا تو اونکو غش آگیا
فسال النبی علیه السلام ما لك فقص علیه القصة فنزل قوله تعالی وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ
نبی علیہ السلام نی پوچہا تیرا کیا حال ہی اونہی تمام قصہ بیان کیا پہر یہہ آیت اوتری اور کہاؤ اور پیو جبتک کہ صاف نظر آوی تمکو دہاری
الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ فانه تعالی لما احل لنا فی لیلة الصیام هذه الاشیاء بعد النوم رغب النبی
سپید جدی دہاری سیاہ سی فجر کی پس اللہ تعالی نی جب یہہ چیزین رمضان کی راتون مین سونی کی بعد حلال کر دین تو نبی علیہ السلام کو
فی السحور وقال تسحروا فان فی السحور برکة وبین انه فصل بین صیامنا وصیام اهل الکتاب وهذا
سحر کہانی کی رغبت ہوئی فرمایا سحر کہایا کرو کیونکہ سحور مین برکت ہی اور بیان کیا کہ ہماری روزہ مین اور اہل کتاب کی روزہ مین سحر کا فرق ہی اور اسی لئی
[illegible] ومن کان غیر محتاج الیه یستحب له ان یاکل شیئا یسیرا ولو تمرة او تینة او شربة ماء
[illegible] اور جسکو سحر کہانی کی حاجت نہو تو اوسکو ہی مستحب ہی کہ کچہہ تہوڑا سا کہا لیا کری اگرچہ ایک چہوارہ ہو یا ایک انجیر یا ایک گہونٹ پانی
[illegible] رسول الله صلی الله علیه وسلم واغتناما لبرکة السحور ویستحب تاخیره ایضا لما روی انه
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل ہو اور سحور کی برکت غنیمت ہو اور تاخیر سحور کی مستحب ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی
[illegible] من اخلاق المرسلین تعجیل الافطار وتاخیر السحور والسواك فان قیل کیف یکون تاخیر السحور
[illegible] کی عادات مین سی ہین افطار مین تعجیل اور سحور مین تاخیر اور مسواک اگر کوئی کہی تاخیر سحور مرسلین کی
[illegible] المرسلین وهو مخصوص باهل ملتنا فالجواب ان المراد به الاکلة الثانیة فانها کانت تجری
[illegible] سحور [illegible] اسی امت کی واسطی ہی تو جواب یہہ ہی کہ سحور سی مراد دوبارہ کہانا ہی کیونکہ یہہ اونکی حق مین قایم

مجری السحور فی حقہم وفی حدیث آخر انہ علیہ السلام قال لا یزال امتی بخیر ما اخروا السحور وعجلوا
مقام سحور کی تہا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ آپ نی فرمایا کہ میری امت ہمیشہ بہلائی پر رہیگی جبتک سحر مین تاخیر اور افطار مین

الفطر لکن ینبغی ان لا یؤخر علی وجہ یقع الشک فی طلوع الفجر فان من شک فی طلوع الفجر فالافضل لہ
جلدی کرتی رہینگی لیکن لایق یہہ ہی کہ اتنی تاخیر نکری کہ صبح صادق کی کہلنی مین شک پیدا ہوجاوی کیونکہ جسکو صبح صادق مین شک ہو تو اوسکو یہہ ہی افضل ہی

ان یترک الاکل تحرزا عن الوقوع فی المحرم ولو اکل فصومہ تام لان الاصل بقاء اللیل ولا یخرج بالشک وروی
کہ نہ کہاوی ایسا نہو کہ حرام مین واقع ہوجاوی اور اگر اس حال مین کہا لیا تو روزہ پورا ہی اسواسطی کہ اصل تو رات کا باقی رہنا ہی شک سی خارج نہین ہوتی

عن ابی حنیفة انہ لو کان فی موضع یتبین لہ الفجر لا یلتفت الی الشک ولو کان فی موضع لا یتبین فیہ
اور ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ سحر کہانیوالا اگر ایسی مقام مین ہو جہان فجر منکشف ہوجاتی ہی تو شک کا کچہہ اعتبار نہین اور اگر ایسی مقام مین ہی جہان فجر ظاہر

الفجر او کانت اللیلة مقمرة او متغیمة او کان بصرہ علة تکون مسیئا فی الاکل مع الشک لقولہ علیہ السلام
نہین ہوتی یا وہ رات چاندنی ہو یا کہیٹا ہو یا یہہ شخص کم سوجہہ ہو تو اب حالت شک مین کہانا اچہا نہین واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

دع ما یریبک الی ما لا یریبک وان کان اکبر رأیہ انہ اکل والفجر طالع فالاحتیاط فیہ ان یقضی ذلک
چہوڑ اوسکو جسمین شک ہی طرف اوسکی جسمین تجہکو شک نہین اور اگر اسکی رای مین احتمال غالب یہہ ہو کہ کہانا کہاتی ہوئی صبح صادق ہوگئی تو احتیاط اسمین یہہ ہی ہی

الیوم عملا بغالب الرای لان اکبر الرای کالیقین فیما یبنی علی الاحتیاط وعلی ظاہر الروایة لا قضاء علیہ
غالب احتمال پر عمل کرنی کو اسواسطی کہ احتمال غالب یقین کی مانند ہوتا ہی جہان احتیاط کرنی ہوتی ہی اور ظاہر روایت پر اوسپر قضا نہین ہی

لان الیقین لا یزول الا بمثلہ والاصل بقاء اللیل ولو ظہر ان الفجر قد کان طالعا یلزمہ القضاء
اسواسطی کہ یقین بدون یقین کی نہین جاتا اور اصل یہہ ہی کہ رات باقی ہو اور اگر یہہ معلوم ہوجاوی کہ فجر بیشک ہوگئی تہی تو اوسپر قضا لازم ہی

ولا کفارة علیہ لانہ یبنی الامر علی الاصل الذی ہو بقاء اللیل ہذا کلہ حکم التسحر واما الافطار
اور کفارہ نہین ہی اسواسطی کہ بنا اوسنی اصل پر کی کہ رات باقی تہی یہہ سب احکام سحر کی تہی اور رہا افطار

فیستحب تعجیلہ قبل طلوع النجوم لما روی عن سہل بن سعد انہ علیہ السلام قال لا یزال الناس
سو اوسکی تعجیل مستحب ہی ایسا کہ ستاری نکلنی نہ پاوین اسواسطی کہ سہل بن سعد سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہمیشہ خلقت

بخیر ما عجلوا الفطر یعنی ان الناس ما داموا یحفظون ہذہ الخصلة یکونون علی خیر واذا ترکوہا
بہلائی پر رہی گی جبتک افطار مین تعجیل کرینگی مراد یہہ ہی کہ خلقت جبتک اس طریقہ کو نگہ رکہینگی تو بہلائی پر رہینگی اور جب اسکو چہوڑ دوینگی

ینقص خیرہم فان السنة ان یعجل الصائم الافطار قبل الصلوة اذا تحقق غروب الشمس لان اہل الکتاب
تو اونکی بہلائی مین نقصان آویگا کیونکہ طریق مسنون یہہ ہی کہ روزہ دار افطار مین جلدی کری نماز سی پہلی جبکہ آفتاب کا ڈوبنا معلوم ہوچکی اسواسطی کہ اہل کتاب

کانوا یؤخرون الافطار الی اشتباک النجوم ثم صار فی ملتنا شعارا لاہل البدعة وسمة لہم وندب
افطار مین اتنی دیر کیا کرتی تہی کہ ستاری خوب روشن ہوجاوین پہر یہہ ہی ہماری امت مین بدعتیون کی عادت ہوگئی اور طریق ٹہر گیا اور افطار مین تعجیل

تعجیلہ مخالفة لہم وقد روی عن ابی ہریرة انہ علیہ السلام قال قال اللہ تعالی احب عبادی الی اعجلہم
اونکی مخالفت کی لئی مستحب ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی مجکو محبوب تر وہ بندی ہین جو افطار مین

فطرا فان من کان اکثر تعجیلا فی الافطار فہو احب الی اللہ تعالی لکونہ متمسکا بشریعة نبیہ ومعرضا
جلدی کرتی ہین سو جو شخص افطار مین جلدی کریگا وہ ہی اللہ تعالی کا زیادہ محبوب ہوگا کیونکہ اوسکی نبی کی شریعت کو خوب پکڑا اور شریعت کی مخالفت

عما یخالفہا مع انہ اذا افطر قبل الصلوة یؤدی الصلوة عن حضور القلب وطمانینة النفس فمن کان
پر توجہ نکی اور یہہ بہی ہی کہ اگر نماز سی پہلی افطار کریگا تو پہر نماز خوب دلکی حضور اور طبیعت کی قرار سی ادا ہوگی پہر ایسا شخص

بهذه الصفة فهو احب الى الله تعالى ممن لم يكن كذلك وينبغي ان يفطر على تمر او ما يقوم مقامه
اللہ تعالیٰ کا محبوب کیوں نہیں ہوگا بہ نسبت ایسی شخص کی جو ایسا نہو اور لایق ہی کہ چھوہارے سی افطار کری یا جو شیرینی میں اوسکی قایم

في الحلاوة كالتين والزبيب وان لم يجده فعلى ماء لما روي عن انس انه عليه السلام كان يفطر قبل
مقام ہو جیسی انجیر یا مویز اور اگر نہ میسر آوی تو پانی اسواسطی کہ انس سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نماز سی پہلی

الصلوة على رطبات وان لم يكن فتميرات فان لم يكن حسا حسوات من الماء وقال عليه السلام اذا
تازہ چھوہاری سی افطار کرتی اگر نہوتا تو خشک چھوہاری اگر یہہ بھی نہوتا تو کئی گھونٹ پانی اور فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نی جب

افطر احدكم فليفطر على تمر فانه بركة فان لم يجد فليفطر على ماء فانه طهور ويدعوا عند الافطار
کوئی افطار کری تو تمر سی افطار کری کیونکہ یہہ برکت ہی اگر نہ پاوی تو پانی سی افطار کری کیونکہ نہایت پاک ہی اور افطار کی وقت

باهم مهماته فانه من مظان الاجابة كما جاء في الحديث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة
اپنی بڑی سی بڑی مطلب کی دعا مانگی کیونکہ اوسوقت ظن قبولیت کا ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ روزہ دار کی لئی افطار کی وقت دعا مقبول ہی

وروي عن ابن عباس انه عليه السلام كان اذا افطر قال اللهم لك صمت وبك امنت وعلى رزقك
اور عبد اللہ بن عباس سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم افطار کرتی ہوئی یہہ فرماتی اللہم لک صمت الی آخرہ الٰہی تیری واسطی میں نی روزہ رکھا اور تیری اوپر ایمان لایا اور تیری روزی سی

افطرت ووقت الافطار ما روي عن عمر بن الخطاب انه عليه السلام قال اذا اقبل الليل من ههنا
میں نی روزہ کھولا اور وقت افطار کا وہ ہی وقت ہی جو عمر بن الخطاب سی روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب یہاں سی رات سامنی آوی

وادبر النهار من ههنا وغربت الشمس فقد افطر الصائم فانه عليه السلام اتى باسم الاشارة ههنا في
اور یہاں سی دن چلا جاوی اور آفتاب ڈوب جاوی تو روزہ دار نی افطار کری اس حدیث میں دونو جگہہ لفظ ہہنا اسم اشارہ کا بیان فرمایا ہی

الموضعين واشار بالاول الى جانب المشرق لان ظلمة الليل تظهر اولا من ذلك الجانب والليل عبارة
اول مقام میں اشارہ مشرق کی طرف ہی اسواسطی کہ رات کی تاریکی پہلی ادہی طرف سی ظاہر ہوتی ہی اور رات اوس ہی

عن ظهور ظلمة الليل من جانب المشرق واشار بالثاني الى جانب المغرب لان ضوء النهار الحاصل
تاریکی کا نام ہی جو مشرق کی طرف سی پیدا ہوتی ہی اور دوسری مقام میں مغرب کی طرف اشارہ فرمایا اسلئی کہ دن کی روشنی جو

من الشمس يذهب الى ذلك الجانب والنهار عبارة عن بقاء الشمس واذا غربت يذهب النهار وعلى
آفتاب سی ہوتی ہی ادہی طرف کو جاتی ہی اور آفتاب کی باقی رہنی کو دن کہتی ہیں جب آفتاب ڈوب جاتا ہی تو دن جاتا رہتا ہی

هذا يكون غروب الشمس معلوما من قوله وادبر النهار لان الادبار بمعنى الذهاب ولا حاجة الى قوله
اس حال کی موافق آفتاب کا چھپ جانا تو لفظ ادبر النہار سی معلوم ہو چکا تھا اسواسطی کہ ادبار چلی جانی کو کہتی ہیں اب اس لفظ کی

وغربت الشمس لكن اتى به لبيان كمال الغروب حتى لا يظن ان بغروب بعض الشمس يجوز الافطار
وغربت الشمس کیا حاجت تھی لیکن پھر بھی یہہ لفظ واسطی بیان کمال غروب کی فرمایا کوئی یہہ خیال نکری کہ آفتاب کی آدھی تہائی ڈوبنی پر بھی افطار جایز ہی

والمعنى ان غروب الشمس اذا تم وكمل فقد دخل الصائم في وقت الافطار فيجوز له الافطار بل يستحب
مراد یہہ ہی کہ آفتاب کا غروب جب خوب پورا ہو چکی تو روزہ دار کو وقت افطار کا آگیا پھر اوسکو افطار جایز ہی بلکہ تعجیل مستحب ہی

تعجيله لكن في يوم الغيم لا يستحب تعجيله ولا يفطر حتى يغلب على ظنه غروب الشمس وان اذن
لیکن ابر کی دن تعجیل مستحب نہیں ہی اور افطار ہرگز نہ کری جبتک کہ اسکی گمان غالب میں آفتاب غروب نہولی اگرچہ مغرب کی

للمغرب ومن شك في غروب الشمس لا يحل له الافطار لان الاصل بقاء النهار ولو افطر فعليه القضاء
اذان ہوچکا ہو اور جسکو غروب میں شک ہو تو افطار اوسکو حلال نہیں ہی اسوسطی کہ اصل دن کا باقی رہنا ہی اور اگر افطار کریگا تو اوسپر قضا ہی

تنبیہ

لاسيما اذا افطر واكبر رأيه انه افطر قبل الغروب يجب عليه القضاء عملا بالاصل الذي هو بقاء

خاص ایسی وقت کہ افطار کری اور اوسکی رای مین احتمال غالب ہو کہ غروب سی پہلی افطار کیا تو اوسپر قضا واجب ہی تاکہ اصل پر ہو جاوی کہ وہ دن کا

النهار بخلاف ما تقدم في اكل السحور لان الاصل فيه بقاء الليل ولو تبين ان الشمس لم تغرب ينبغي ان

باقی رہنا ہی بخلاف گذشتہ کی جو سحور کی حال مین گذرا کیونکہ وہان اصل رات کا باقی رہنا ہی اور اگر ظاہر ہو جاوی کہ آفتاب نہین چھپا تو لایق ہی کہ

يجب الكفارة نظرا الى الاصل الذي هو بقاء النهار وكل من افطر خطأ او بنى على ظن يفسد صومه

بلحاظ اوس اصل کی جو دنکا باقی رہنا ہی کفارہ واجب ہو جاوی اور جسنی روزہ چوک کر یا گمان سی افطار کیا تو روزہ فاسد ہو جاتا ہی

ويلزمه امساك بقية يومه ويجب عليه القضاء ولا يجب عليه الكفارة ولا يأثم اما فساد صومه

اور باقی دن بہر امساک لازم ہوتا ہی اور قضا اوسپر واجب ہی اور اوسپر کفارہ نہین آتا اور نہ گنہگار ہوتا ہی روزہ تو اسلئی فاسد ہو

فلانتفاء ركنه بغلط يمكن الاحتراز عنه واما لزوم امساك بقية يومه فلقضاء حق الوقت بالقدر

کہ غلطی سی اوسکا رکن فوت ہوا جس سی احتراز ہو سکتا تہا اور امساک باقی دن کا اسلئی لازم ہی کہ وقت کا حق جتنا ہو سکی ادا کرنا چاہئی

الممكن ولنفي التهمة عن نفسه لانه اذا اكل ولا عذر به يصير متهما عند الناس بالفسق والتحرز

اور تاکہ ذمہ پر تہمت نہ رہی اسلئی کہ اگر بی عذر کہاوی پیویگا تو خلقت کی نزدیک فسق کی تہمت لگی گی اور تہمت کی جگہ سی

عن مواضع التهم واجب لقوله عليه السلام من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يقفن مواقف التهم

بچتی رہنا واجب ہی واسطی ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو شخص اللہ پر اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہو تو تہمت کی جگہ ہرگز نہ کھڑا ہو

واما وجوب القضاء فلانه حق مضمون بالمثل شرعا فاذا فات يجب قضاؤه واما عدم وجوب الكفارة

اور قضا اسواسطی واجب ہی کہ روزہ ایک حق ہی شرع مین اوسکا بدلہ ویساہی چاہئی اگر وہ فوت ہوا تو قضا واجب ہی اور کفارہ اسواسطی واجب نہین ہی

فلكون الجناية قاصرة غير كاملة لعدم القصد واذا لم يوجد القصد ينتفي الاثم ايضا لما روي عن

کہ خطا کمتر ہی پوری نہین کیونکہ بلاقصد صادر ہو گئی ہی اور جب قصد نہین ہوتا تو گناہ بہی نہین ہوتا اسواسطی کہ روایت ہی

عمر انه كان جالسا مع اصحابه في رحبة مسجد الكوفة عند غروب الشمس في رمضان فاتي بكاس

عمر سی کہ وہ اپنی یاروں کی ہمراہ مسجد کوفہ کی صحن مین رمضان مین شام کی وقت بیٹھی تہی سو کوئی شخص

من اللبن فشرب هو واصحابه فامر المؤذن ان يؤذن فلما صعد المؤذن المئذنة رأى الشمس فقال

پیالہ دودھ کا لایا پہر عمر نی اور اونکی اصحاب نی پیا پہر مؤذن کو اذان کا حکم دیا جب مؤذن مئذنہ پر چڑہا تو دیکھتا کیا ہی کہ آفتاب موجود ہی بولا

الشمس يا امير المؤمنين فقال له عمر بعثناك داعيا لا راعيا ما تجانفنا لاثم نقضي يوما مكانه

یا امیر المؤمنین آفتاب ہی عمر نی جواب دیا تجھکو اذان پڑہنی کو بہیجا ہی یا آفتاب دیکھنی کو ہمنی گناہ کی طرف رغبت نہین کی ایکدن اسکی بدلی

فقضاء يوم علينا يسير فان هذا الحديث يدل على لزوم القضاء وعدم لزوم الكفارة والاثم

قضا کر دینگی ہمپر ایکدن کی قضا آسان ہی بیشک اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ قضا لازم ہی کفارہ اور گناہ کچہ نہین ہی

لان قوله ما تجانفنا لاثم معناه لم نمل الى الاثم وما تعمدنا في ذلك ارتكاب المعصية وكذا كل من

اسواسطی کہ اونکا قول ما تجانفنا لاثم اسکی معنی یہہ ہین کہ ہمنی گناہ کی رغبت نہین کی اور ہمنی اس افطار مین عزم معصیت کا نہین کیا اور ایسی ہی جو شخص

كان اهلا للصوم في اثناء النهار ولم يكن في اوله كذلك يلزمه امساك بقية يومه كما اذا اسلم الكافر

آخر روز مین روزہ کا اہل ہو اور اول روز مین روزہ کا اہل نہو تو اوسکو امساک باقی دن کا لازم ہی جیسی کہ آخر روز مین کافر مسلمان

وبلغ الصبي وافاق المجنون وقدم المسافر وبرئ المريض وطهرت الحائض والنفساء فان كلا واحد منهم

یا بچہ بالغ یا دیوانہ ہوشیار یا مسافر مقیم یا بیمار چنگا یا حیض نفاس والی عورت پاک ہو جاوی تو ہر ایک کو اونمین سی

یلزمه امساك بقیة یومه تشبها بالصائمین والاصل فی هذا ان من کان فی اثناء النهار علی صفة
باقی روزکا امساک روزہ داروں کی طرح لازم ہی اور قاعدہ اسمین یہہ ہی کہ جو شخص درمیانہ روز ایسی حالپر ہو
لو کان علیها فی اوله یلزمه الصوم فعلیه الامساك ومن لم یکن کذلك لا یجب علیه الامساك
کہ اگر اول روز میں ایسا ہوتا تو اوسپر روزہ واجب ہوتا تو ایسی شخص پر امساک لازم ہی اور جو ایسا نہو تو اوسپر امساک واجب نہین ہی
کمن کان مریضا او مسافرا او حائضا او نفساء فان الامساك لا یجب علیهم لتحقق المانع عنه وهو قیام
جیسی کوئی بیمار ہو یا مسافر ہو یا عورت حیض یا نفاس والی ہو ان لوگون پر امساک واجب نہین ہی اسوسطی کہ روزہ کا مانع موجود ہی یعنی
هذه الاعذار فیهم فانها کما تمنع عن الصوم تمنع عن التشبه اما فی الحائض والنفساء فلان الصوم علیهما
اونمین یہہ عذرات باقی ہین ان لوگون پر جیسی روزہ نہین ہی ایسا ہی روزہ دارونکی مشابہت بہی نہین حایضہ اور نفاس والی عورت کو تو اسلئی کہ اونپر روزہ
حرام والتشبه بالحرام حرام واما المریض والمسافر فلان الرخصة فی حقهما باعتبار الحرج ولو الزمناهما
حرام ہی اور حرام کی ساتہہ مشابہت بہی حرام ہی اور مریض اور مسافر کو اسلئی کہ انکی حقمین باعتبار حرج کی اجازت ہی اور اگر ان پر مشابہت لازم کرین
التشبه عاد الحرج ثم الحائض تاکل سرا لا جهرا وکذا کل من ابیح له الافطار یاکل سرا لا جهرا الا ان یکون
تو وہ ہی حرج کا حرج موجود ہی پہر حایضہ عورت پوشیدہ کہاوی ظاہر نکہاوی اور ایسی ہی جس جس کو افطار کرنا مباح ہی پوشیدہ کہاوی ظاہر نکہاوی ہان جسکا
العذر ظاهرا کالمرض والسفر والنفاس لانه اذا اکل ولم یکن العذر ظاهرا یصیر عند الناس متهما بالفسق
عذر ظاہر معلوم ہو وہ ظاہر کہاوی جیسی بیماری اور سفر اور نفاس اسوسطی کہ اگر یہہ کہاویگا اور عذر ظاہر نہین ہوگا تو خلقت کی نزدیک فسق کی تہمت
الذی هو اکل رمضان والاحتراز عن مواضع التهم واجب کما مر ثم ینبغی ان یعلم ان المریض نوعان نوع
لگی کی یعنی رمضان مین دن کو کہاتا ہی اور تہمت کی جگہ سی احتراز کرنا واجب ہی چنانچہ گذر چکا پہر جاننی کی بات ہی کہ بیمار دو طرحکا ہوتا ہی ایک تو ایسا
لا یضره الصوم بل ینفعه ونوع یضره الصوم وهذا هو الذی یبیح الافطار لان الرخصة لا تتعلق بنفس
جسکو روزہ ضرر نہین کرتا بلکہ فائدہ کرتا ہی اور ایک ایسا کہ روزہ ضرر کرتا ہی ایسی بیمار کو روزہ افطار کرنا مباح ہی اسوسطی کہ اجازت افطار کی مطلق نفس
المرض بل بوجود المشقة فلابد من معرفته وطریق معرفته قد یکون باجتهاد المریض بان یعلم بنفسه
مرض سی نہین ہی بلکہ مشقت کا ہونا چاہئی اب مشقت کو سمجہنا چاہئی اور طریقہ اوسکی پہچان کا بعضی دفعہ بیمار کی سمجہہ پر ہی کہ وہ اپنی آپ تجربہ سی
بالتجربة انه ان صام یزداد المه ووجعه بالصوم وقد یکون باخبار طبیب حاذق مسلم عدل
جان لی کہ اگر مین روزہ رکہونگا تو روزہ رکہنی سی میرا دکہہ اور مرض بڑہ جاویگا اور بعضی دفعہ طبیب کی کہنی پر موقوف ہی لیکن طبیب دانا مسلمان عادل ہو
لا فاسق لان خبر الفاسق فی الدیانات مردود غیر مقبول بخلاف السفر فان الرخصة یتعلق بنفسه
فاسق نہو اسوسطی کہ فاسق کی خبر دیانات مین مقبول نہین ہی مردود ہی بخلاف سفر کی کیونکہ سفر مین اجازت صرف سفر ہی سی متعلق ہی
لانه لا یخلو عن المشقة فاقیم مقامها وادیر الحکم علیه

المجلس الثلثون فی بیان غائلة من افطر یوما من رمضان فیما یجب فیه الکفارة

کیونکہ سفر مشقت سی کبہی خالی نہین ہوتا سو سفر کو قایم مقام مشقت کی ٹہراکر حکم لگادیا تیسوین مجلس سزا کی بیان مین اوس شخص کی جو ایکدن رمضان مین سی روزہ توڑ دی جسمین کفارہ واجب ہوتا ہی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من افطر یوما من رمضان من غیر رخصة ولا مرض لم یقض عنه صوم الدهر کله هذا الحدیث من حسان
رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا جسنی رمضان کا ایک روزہ بی اجازت شرعی اور بیدون بیماری کی توڑ ڈالا تو اوسکا عوض تمام عمر کی روزی نہین ہو سکتی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین
المصابیح رواه ابو هریرة وهو وارد علی طریق الانذار والتخویف بما یلحقه من الاثم ویفوته من الاجر
ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور یہہ حدیث بر سبیل ڈرانی اور خوف دلانی کی وارد ہوئی ہی کہ روزہ توڑنی مین کتنا گناہ ہی اور کتنا ثواب جاتا رہتا ہی

فانه لا يجد فضيلة الصوم المفروض بصوم الدهر كله نافلة وليس معناه انه لو صام الدهر كله بنية قضاء ١
کیونکہ فضیلت فرض روزہ کی ساری عمر کی نفل روزوں سی نہین حاصل ہوتی اور یہہ مراد نہین ہی کہ اگر تمام عمر رمضان کی ایک روزہ کی بدلہ

يوم من رمضان لا يسقط قضاء ذلك فان الاجماع على انه يجزيه قضاء يوم مكانه اما مع الكفارة
قضاء کی نیت سی روزہ رکہا کری تو اوسکی ذمہ سی قضاء اوس دن کی ساقط نہین ہوتی کیونکہ سبکا اتفاق ہو چکا ہی کہ اوسکی بدلہ ایک دن کی قضا کافی ہی یا تو ہمراہ

ان كان افطاره بما يوجب الكفارة بما هو غذاء او دواء او بغير الكفارة ان كان افطاره بما لا يوجب الكفارة
کفارہ کی اگر اوسنی افطار ایسی چیز سی کیا جسمین کفارہ واجب ہوتا ہی جیسی غذا اور دوا۔ یا بغیر کفارہ کی اگر ایسی چیز سی افطار کیا جسمین کفارہ واجب نہین ہوتا

مما ليس غذاء ولا دواء من المفسدات للصوم فعلى هذا فالدخان الذي ظهر في هذا الزمان من قبل الكفرة
جیسی نہ غذا ہو اور نہ دوا روزہ فاسد کرنیوالی چیزون مین سی اس بیان پر دہوان یعنی حقہ جو اس زمانہ مین کفار کی طرف سی

العدوة لاهل الايمان وابتلى به كافة الانام من الخواص والعوام هل يفسد الصوم ام لا فالجواب فيه ان قول
جو اہل ایمان کی دشمن ہین پیدا ہوا ہی اور اسمین تمام خلقت خاص و عام مبتلا ہو رہی ہین آیا روزہ فاسد کرتا ہی یا نہین سو اسکا جواب یہہ ہی کہ

الفقهاء في عامة الكتب وان كان نصا على ان مطلق الدخان اذا دخل الحلق لا يفسد الصوم لكنهم قالوا في تعليله
فقہاء کا صریح قول عام کتابون مین اگرچہ یہہ ہی کہ مطلق دہوان اگر حلق مین داخل ہو جاوی تو روزہ نہین ٹوٹتا لیکن اوسکی علت یہہ بیان کی ہی

لانه لا يمكن الاحتراز عنه فان الصائم لا يجد بدا من فتح فمه عند التكلم فيدخل الدخان حلقه والقياس
کہ روزہ اسواسطی فاسد نہین ہوتا کہ دہوئین سی بچاؤ نہین ہو سکتا کیونکہ روزہ دار کو اسکا کیا علاج کہ بات کرنی مین منہہ کہولی اور دہوان حلق مین چلا جاوی اور قیاس

ان يفسد صومه لوصول المفطر الى جوفه بفعله وكونه مما لا يتغذى لا ينافي الفساد كالتراب والحصاة وهذا
مین یہہ آتا ہی کہ روزہ جاتا رہی اسواسطی کہ مفطر پیٹ مین اوسکی اختیار سی گیا اور غذا نہونا فساد کی منافی نہین ہی جیسی مٹی اور کنکر سی روزہ فاسد ہو جاتا ہی اور یہہ

التعليل يقتضي ان يكون ذلك الدخان مفسدا للصوم لانه يصل الى جوفه بفعله ويدل عليه ما قال قاضيخان
تعلیل چاہتی ہی کہ حقہ کا دہوان روزہ توڑنیوالا ہو کیونکہ یہہ دہوان اختیار سی پیٹ مین جاتا ہی اور قول قاضیخان کا فتاوی مین اسپر دلالت کرتا ہی

في فتاواه وان صب الماء في اذنه اختلفوا فيه والصحيح انه هو الفساد لانه وصل الى جوفه بفعله فانظر
اور اگر اوسکی کان مین پانی ڈالین تو اسمین اختلاف ہی صحیح یہہ ہی کہ روزہ جاتا رہتا ہی اسواسطی کہ اوسکی اختیار سی اندر جاتا ہی اب دیکہہ تو

كيف اعتبر الوصول الى جوفه بفعله في فساد صومه فانه لو اغتسل فدخل الماء في اذنه لا يفسد صومه فعلم
اختیار سی اندر جانی کا روزہ ٹوٹنی مین کیسی اعتبار کیا ہی کیونکہ اگر نہاتی ہوئی پانی کان مین چلا جاوی تو روزہ نہین ٹوٹتا اس سی معلوم ہوا

من هذا ان لفعله دخلا في فساد صومه بل لو نظر الى ما ادعاه مستعملوه من انه دواء يلزم ان يجب الكفارة
کہ روزہ ٹوٹنی مین اختیار کو دخل ہی بلکہ اگر حقہ نوشون کی دعوی کو خیال کرو کہ حقہ دوا ہی تو لازم آتا ہی کہ کفارہ بہی واجب ہو

لان الاصل في وجوبها وصول الغذاء او الدواء الى الجوف من المسلك المعتاد في نهار رمضان على وجه التعمد
اسواسطی کہ قاعدہ کفارہ واجب ہونیکا یہہ ہی کہ غذا یا دوا اندر کیطرف عادت کی راہ سی رمضان مین دن کو قصدًا داخل ہو

وهذا المعنى على تقدير صدق دعوهم يكون موجودا فيه ثم انه في غير حال الصوم حل استعماله ام لا قد كثر
اور یہہ امر اگر اونکا دعوی سچا ہی تو حقہ مین موجود ہی پہر یہہ بات کہ حقہ خالی دنون مین بی روزہ آیا پینا حلال ہی یا نہین تو

فيه الاقاويل والحق الذي عليه التعويل ان الفعل الاختياري الصادر عن المكلف ان لم يترتب عليه فائدة
اسمین بہت گفتگو ہی اور حق بات جسپر اعتماد ہی یہہ ہی کہ اختیاری کام جو مکلف کی قصد سی صادر ہو تو اگر اوسمین کوئی فائدہ دین کا

دينية او دنيوية فهو داير بين العبث واللعب واللهو ولم يفرق بين هذه الثلثة في كتب اللغة ولا بد من الفرق
یا دنیا کا نہو تو وہ کام یا عبث یا لعب اور لہو ہوتا ہی اور لغت کی کتابون کی اندر انمین کچہہ فرق نہین لکہا اور فرق ضرور چاہیی

لعطف بعضها علی بعض فی القران وهو علی ما ذکره بعض الفحول وکان حقیقا بالقبول ان العبث الفعل الذی
اسواسطی کہ قرآن مین ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق بیان بعضی علماء کی جو لایق قبول کرنی کی ہی یہہ ہی کہ عبث وہ کار ہوتا ہی

لیس فیه لذة ولا فائدة واما الذی فیه لذة بلا فائدة فهو لعب ومثله اللهو الا ان فیه زیادة حظ النفس
جسمین نہ کچھہ لذت اور نہ کوئی فائدہ اور جس کار مین لذت ہو پر بیفائدہ وہ لعب ہوتا ہی اور ایسی ہی لہو ہی پر لہو مین حظ نفس زیادہ ہوتا ہی

بحیث یشتغل به عما یهمها والکل حرام لانها لم تذکر فی القران الا علی طریق الذم فلما علم حرمة اللعب واللهو
اسقدر کہ اوسکی شغل مین اور ضرورت کو بہول جاتا ہی اور یہہ سب حرام ہین اسواسطی کہ قرآن مین جہان انکا ذکر ہی سو ہجو کی طور پر ہی جب لعب اور لہو

والعبث علم حرمة استعمال ذلك الدخان لدخوله اما فی اللعب واللهو او فی العبث بل هو بالعبث انسب
اور عبث کی حرمت معلوم ہوئی تو حرمت حقہ پینی کی بہی معلوم ہوئی کیونکہ حقہ یا تو لعب ہوگا یا لہو ہوگا یا عبث ہوگا بلکہ حقہ کو عبث سی زیادہ مناسبت ہی

لخلوه عن اللذة التی فی اللعب واللهو اللهم الا ان یستلذه نفوس بعض المستعملین له بتسویل شیطانی فیدخل
کیونکہ لذت سی خالی ہی جو لعب اور لہو مین معتبر ہی ہان شاید بعضی حقہ نوشون کو شیطانی آراستگی سی لذت حاصل ہوگی سوئی اب

فی اللعب او اللهو لکن لا یکون فیه شیء من الفائدة اصلا لا من الفائدة الدینیة وهو ظاهر ولا من الفائدة
لعب اور لہو مین داخل ہوگا لیکن حقہ مین کوئی فائدہ ہرگز نہین ہی نہ تو دین کا یہہ تو ظاہر ہی اور نہ کوئی فائدہ

الدنیویة لانه لا یصلح لشیء من الغذاء او الدواء اصلا بل هو مضر لاطباق الاطباء علی ان مطلق الدخان
دنیا کا کیونکہ نہ اسمین ہرگز امکان غذا کا ہی نہ دوا کا بلکہ وہ ضرر رسان ہی کیونکہ تمام طبیب اسپر متفق ہین کہ مطلق دہوان

مضر قال ابن سینا لولا الدخان والقتام لعاش ابن ادم الف عام وقال جالینوس اجتنبوا ثلثة وعلیکم باربعة
ضرر کرتا ہی شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دہوان اور غبار نہوتا تو ابن آدم ہزار برس جیا کرتا اور جالینوس کہتا ہی تین چیز سی بچنا چاہئی اور چار چیز کا استعمال چاہئی

ولا حاجة لکم الی الطبیب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن وعلیکم بالدسم والحلوی والطیب والحمام
پہر طبیب کی کچھہ حاجت نہین بچتی رہو دہوئین اور غبار اور بدبوسی اور استعمال کیا کرو چکنائی اور مٹھائی اور خوشبو اور حمام

وذکر فی القانون ان جمیع اصناف الدخان مجفف بجوهره الارضی وفیه ناریة یسیرة قال بعض الفضلاء
اور قانون مین مذکور ہی کہ دہوئین کی تمام قسمین باعتبار اپنی جوہر ارضی کی مجفف ہین اور اسمین کچھہ ناریت ہوتی ہی بعضی فاضل کہتی ہین

فاذا کان مجففا یکون مجففا للرطوبات البدنیة فیؤدی الی حصول امراض کثیرة فلا یجوز استعماله لوجوب
جب دہوان مجفف ہوا تو بدن کی رطوبت کو خشک کریگا پہر اس ہی بہت سی بیماریان پیدا ہونگی تو اسکا برتنا جایز نہین ہی اسواسطی کہ

صیانة النفس عن لحوق الضرر وقد ذکر فی نصاب الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قیل بعض الاطباء
ضرر سی جان کا بچانا واجب ہی اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ مضر کا استعمال کرنا حرام ہی اگر کوئی اعتراض کری کہ بعضی دفعہ

قد یعالجون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ویشاهد نفعه فکیف یصح المنع عن استعمال جمیع اصنافه
طبیب بعضی بیماریون کا علاج بعضی قسم کی دہوئین سی کرتی ہین پہر اوسکا فائدہ ظاہر معلوم ہوتا ہی تمام قسم کی دہوان سی ممانعت کرنی کیونکر صحیح ہی

فالجواب انهم یعالجون به لحظة یسیرة لا علی الدوام حتی یحصل ما ذکر من التخفیف فان قیل ما ذکر من التجفیف
تو جواب یہہ ہی کہ طبیب دہوئین سی تہوڑی دیر کی واسطی علاج کرتی ہین ہمیشہ کی واسطی نہین کرتی تاکہ خشکی پیدا ہو پہر اگر کوئی یہہ اعتراض کری کہ خشکی جو

لا یضر فی البلغمی لکثرة رطوباته وانتفاعه بتجفیفها فما وجه المنع فالجواب ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد
کبہی سو بلغمی مزاج کو ضرر نہین کرتی کیونکہ بلغمی مین رطوبات بہت ہوتی ہین اور خشکی سی بلغمی کو فائدہ ہوتا ہی پہر ممانعت کیون ہی تو جواب یہہ ہی کہ دہوئین سی فائدہ لینی کی حد نامعلوم ہی

فی معرفة ذلك من طبیب حاذق عارف بالامزجة والقدر الذی ینتفع به والا فالاقدام علیه غیر جائز
اب اسکی دریافت کی واسطی بڑا حاذق طبیب چاہئی جو آدمی کی مزاجون سی واقف ہو اور اوس مقدار کو جانی جسمین نفع ہوتا ہو اور نہین تو عمل کرنا ہرگز جایز نہین ہی

اصلا

اصلا لوقوع التردد بین السلامة وعدمها فان العدول ممن کانوا استعملوه قد اختلفوا فیه فمنهم
اس واسطے کہ سلامتی اور عدم سلامتی میں شک ہے کیونکہ منصف عادل حقہ نوشوں کو اسمیں اختلاف ہے بعضے اونمیں سے

من یقول بضرره ومنهم من یقول بعدم ضرره ومنهم من یشك فیه لکن الفریق الاغلب الذی جانب الحق
ضرر کے قائل ہیں اور بعضے کہتے ہیں ضرر نہیں ہے اور بعضوں کو ضرر میں شک ہے لیکن اکثر اشخاص کہ حق بات اونکی طرف

الیه اقرب یقول انه فی ابتدائه یحدث قوة فی الجسم وحدة فی البصر وهضما فی الطعام ونشاطا فی الاعضاء
قریب تر معلوم ہوتی ہے یہہ کہتے ہیں کہ حقہ پہلے پہلے تو جسم میں قوت پیدا کرتا ہے اور نگاہ میں تیزی اور کہانے کا ہضم اور اعضا میں سرور

فاذا حصلت المداومة یورث غشاوة فی البصر وثقلا فی الاعضاء وامساکا فی الهاضمة وضعفا فی البدن
پہر جب مداومت ہوجاتی ہے تو بینائی پر پردہ پیدا کرتا ہے اور اعضا میں گرانی اور ہاضمہ میں امساک اور بدن میں سستی

وذلك لانه کما قال الاطباء مجفف مع نوع حرارة فیفعل فی ابتدائه ما ذکره اولا وفی انتهائه ما ذکره ثانیا علی انه
اور یہہ اسلئے کہ جیسا طبیب کہتے ہیں کہ دہواں خشکی کرتا ہے کچہہ حرارت سے سو پہلے پہلے وہ ہی اثر کرتا ہے جو پہلے بیان کیا اور آخر کو وہ کرتا ہے جو پہر بیان کیا علاوہ یہہ ہے

لو تحقق نفعه فبعد النفع یمنع من استعماله لانه ح یکون دواء ولا یجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا
کہ اگر فائدہ ثابت بہی ہو تو بعد فائدہ کے استعمال کی ممانعت اسلئے ہے کہ حقہ اب دوا ہوا اور دوا کا استعمال بیماری جانے کے بعد جایز نہیں ہے کیونکہ دوا

لم یجد مرضا یزیله یاخذ من البدن فیؤدی الی الضرر وما یؤدی الی الضرر یمنع من استعماله وان کان فیه
اگر بیماری کو نہیں پاتی کہ جسکو دفع کرے تو پہر بدن میں اثر کرتی ہے پہر اوس سے ضرر ہوتا ہے اور جس چیز میں ضرر ہوتا ہو اوسکا استعمال کرنا منع ہے اگرچہ اوسمیں

نفع الا تری ان الخمر المحرمة بالنص قد اخبر القران بنفعها کما قال الله تعالی یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ
فائدہ بہی ہو کیا معلوم نہیں کہ شراب جو صریح آیت سے حرام ہے قرآن میں اوسکی فائدہ کی خبر مذکور ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے تجہسے پوچہتے ہیں حکم شراب اور جوے کا

قُلْ فِیْهِمَا اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ لکن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر یحمی جانب الضرر حتی قال الفقهاء
تو کہہ انمیں گناہ بڑا ہے اور فائدے بہی ہیں لوگوں کو لیکن نفع کی جانب سے اگر ضرر کی جانب مقابل ہوجاتی ہے تو ضرر کی جانب ملحوظ ہوتی ہے یہاں تک کہ فقہا کہتے ہیں

لو کان فی شیء وجوه شتی توجب الحل والجواز ووجه واحد یوجب الحرمة وعدم الجواز یرجح جانب الحرمة
اگر ایک چیز میں کئی وجوہ ہوں جس سے حلت اور جواز لازم آتا ہو اور ایک وجہ ایسی ہو جس سے حرمت اور عدم جواز لازم آتا ہو تو اب واسطے احتیاط کی

احتیاطا فان قیل ان المستعملین له یدعون انهم یجدون عقیب استعماله خفة فی البدن فکیف یصح القول
حرمت کی جانب کو غالب کہینگے اگر کوئی اعتراض کرے کہ حقہ نوش دعوی کرتے ہیں کہ حقہ پینے کے بعد بدن میں خفت پیدا ہوتی ہے پہر کیونکر کہتے ہو

بعدم النفع فیه فالجواب علی ما ذکره بعض المتناولین لتجربة نفعه وضرره ان المستعملین له یحصل لهم
کہ اسمیں فائدہ نہیں ہے پس جواب موافق بیان بعضے حقہ نوشوں کے جنہوں نے اوسکے نفع ضرر کا تجربہ کیا ہے یہہ ہے کہ حقہ نوشوں کو حقہ پینے ہوئے

حال استعماله الم شدید فعند فراغهم عنه ینجون من ذلك الالم ویحصل لهم راحة فیظن هؤلاء المساکین
ایک سخت الم ہوتا ہے جب وہ پی چکتے ہیں تو تب اوس الم سے نجات ہوتی ہے اور ایک طرح کی راحت ملتی ہے سو یہہ بیچارے یہہ جانتے ہیں

ان تلك الراحة حصلت من استعماله ولا یدرون انها انما حصلت من خلاصهم عن استعماله ثم ان
کہ یہہ راحت حقہ پینے سے حاصل ہوئی ہے یہہ نہیں سمجہتے کہ یہہ راحت حقہ موقوف کرنے سے ہوئی ہے پہر

لنا فی معرفة حرمة الاشیاء واباحتها وجها حسنا یرجع الی الاصول وهو ان الحق فی الاشیاء قبل البعثة
ہمارے پاس واسطے دریافت اشیاء کی حرمت اور اباحت کی ایک خوب وجہ ہے اصول سے متعلق ہے وہ یہہ ہے کہ حق یوں ہے کہ بعثت سے پہلے

ان لا یکون فیها حکم وبعد البعثة اختلف العلماء فیها علی ثلثة اقوال الاول انها متصفة بالحرمة الا
اشیاء میں کوئی حکم حلت اور حرمت کا نہیں تہا اور بعثت کے بعد علماء کے تین قول اختلافی ہیں اول یہہ کہ تمام اشیاء حرام مگر

مادل دلیل الشرع علی اباحته والثانی انها متصفة بالاباحة الا مادل دلیل الشرع علی حرمته والثالث
جسکو دلیل شرعی نی مباح کردیا اور دوسرا قول تمام اشیاء مباح مگر جسکو دلیل شرعی نی حرام کردیا اور تیسرا قول

وهو الصحیح ان یکون فیها تفصیل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنی ان الاصل فیها الحرمة وان المنافع
جو صحیح ہی کہ اشیاء مین تفصیل ہی کہ تمام اشیاء ضرررسان تو حرام یعنی اصل اونمین حرمت ہی اور اشیاء نفع مند

متصفة بالاباحة لقوله تعالی هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا فانه تعالی ذکره فی معرض الامتنان
مباح ہین واسطی اس آیت کی وہی ہی جسنی بنایا تمہاری واسطی جو کچھ زمین مین ہی سب کیونکہ اللہ تعالی نی یہہ آیت منت دہی کی جگہ پر نازل فرمائی ہی

ولا یکون الامتنان الا بالمنافع المباح فکانه قیل هو الذی خلق لاجل نفعکم جمیع ما فی الارض من المنافع لتنتفعوا
اور منت دہی بدون منفعت مباح کی نہین ہوسکتی گویا یہہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالی وہ ہی جسنی تمہاری فائدہ کی واسطی تمام منفعت کی چیزین جو زمین میں ہین پیدا کین

بها وعلی هذا القول الثالث الصحیح یخرج حکم هذا الدخان ایضا فانه لو کان نافعا لکان الاصل فیه الاباحة
تاکہ اوس سی منفعت لو اسی تیسری قول سی جو صحیح ہی حقہ کا حکم بہی نکلتا ہی بیشک حقہ اگر مفید ہوتا تو البتہ اصل مین مباح ہوتا

لکن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو فی الآجل فیکون الاصل فیه الحرمة بل لو وقع فیه الشك
لیکن حاذق طبیبون کی خبر دینی سی ثابت ہوچکا ہی کہ حقہ مضر ہوتا ہی اگرچہ انجام مین پہر اصل حقہ مین حرمت ہی بلکہ اگر ضرر کرنی مین شک ہوتا

لغلب جانب الحرمة کما هو القاعدة الشرعیة فانه علیه السلام قال الحلال بیّن والحرام بیّن وبینهما مشتبهات
تو بہی حرمت کی جانب غالب ہوتی چنانچہ یہی قاعدہ شرعی ہی کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا حلال ظاہر ہی اور حرام ظاہر ہی ان دونوں کی بیچمین مشتبہات ہین

لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات فقد استبرأ لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات وقع
جنکو اکثر آدمی نہین جانتی پہر جو شخص شبہات سی بچتا رہا تو اوسنی اپنا دین اور آبرو بچالی اور جو شبہات مین پہنس گیا تو حرام مین واقع ہوا

فی الحرام کالراعی یرعی حول الحمی یوشك ان یقع فیه واختلف العلماء فی حکم هذه الشبهات فذهب بعضهم
جیسی چوپایہ بیڑ کی گرد چرتا چرتا بیڑ کی اندر پہنس جاتا ہی اور علماء نی اختلاف کیا ہی ان مشتبہات کی حکم مین بعضی تو

الی حرمتها لانه علیه السلام قد اخبر فی هذا الحدیث بان من ترك ما اشتبه علیه حکمه ولم ینکشف
اوسکی حرمت کی قائل ہوئی ہین اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث مین فرمایا ہی جس شخص نی ترک کیا ایسی چیز کو جسکا حکم اوسکو معلوم نہوا اور اوسکا حال

امره یکون دینه سالما مما یفسده او ینقصه ونفسه ناجیا مما یعیبه ویلام علیه ومن لم یترکه بل فعل یقع
نکہلا ہو تو اوسکا دین مفسدت اور نقصان سی بچا اور اوسکی جان عیب سی اور ملامت سی بچی اور جس نی ترک نکیا بلکہ عمل مین لایا

فی الحرام وهذا الدخان مما اشتبه علیه حکمه ولم ینکشف حقیقة امره فمن ترکه ولم یستعمله یکون دینه
تو حرام مین پہنسا اور حقہ کا بہی حکم صاف معلوم نہین ہی اور اوسکا حال کہلا ہوا نہین ہی پہر جسنی اوسکو ترک کیا نہ پیا تو اوسکا دین

سالما من الفساد والنقصان ناجیا من العیب واللوم بین الانام ومن لم یترکه بل استعمله یقع فی الحرام وذهب
فساد اور نقصان سی بچا ہوا ہی خلقت کی طرف سی نہ اوسکو کچھہ عیب ہی نہ ملامت اور جسنی ترک نکیا بلکہ پیا حرام مین پہنسا اور

بعضهم الی کراهتها لما جاء فی حدیث آخر انه علیه السلام قال الامور ثلثة امر تبین لك رشده فاتبعه وامر تبین
بعضی علماء مشتبہات کی کراہت کی قائل ہوئی ہین اسواسطی کہ اور حدیث مین آیا ہی کہ آپ نی فرمایا تین چیزین ہین ایک وہ جسکی خوبی تجہکو معلوم ہوگئی اوسکی پیروی کر

لك غیه فاجتنبه وامر اختلف فیه فدع ما یریبك الی ما لا یریبك ولا شك ان امر الدخان مما اراب واوقع فی الاضطراب
عیب تجہکو معلوم ہوگیا تو اوس سی پرہیز کر ایک وہ ہی جسمین اختلاف ہی سو اب چہوڑ مشکوک کو طرف غیر مشکوک کی اور شک نہین کہ حقہ کا حال ایسا ہی جسمین شک اور اضطراب واقع ہی

واقل مراتبه الکراهة ولا یظن انه ینتهی الی درجة الاباحة بتعلل کثیر ممن یتعاطاه انه نافع لکل داء واهم
اوسکا مرتبہ کم سی کم کراہت کا ہی یہہ خیال مین نہین آتا کہ اباحت کی درجہ کو پہنچ جاوی اکثر حقہ نوشون کی علت بیان کرنی سی کہ حقہ ہر مرض کی دوا ہی

وجدوا في استعماله دواء لامراضهم لان ذلك من تلبيس ابليس عليهم وتزيينه لهم حتى يتولد من تكاثف في
ہمنی اوسکو پی کر اپنی بیماریونسی شفا پائی   اسواسطی کہ اونپر یہہ شیطانی دہوکہا اور ابلیس کی آراستگی دی ہوئی ہی تاکہ دہوان جمتی جمتی آخر کو
عاقبة امره داء لا دواء فان تكراره يسود ما يقابله فيتولد منه الحرارة فيكون في عاقبة امره داء لا دواء ثم يلزم
ایسی بیماری پیدا ہو جسکی کچہہ دوا نہین ہی کیونکہ حقہ کا بار بار پینا سامنی کی جگہ کو سیاہ کر دیتا ہی پہر اوس سی گرمی پیدا ہوتی ہی پہر آخر کو ایسا مرض ہو جاتا ہی
على دعواهم ان يكون الناس كلهم مرضى وان يكون مرضهم في جميع الفصول الاربعة من نوع واحد وان يكون
جسکی دوا نہین ہی پہر انکی دعوی کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ تمام آدمی بیمار ہون اور اونکی بیماری تمام سال چارون فصلون مین ایک ہی قسم کی ہو اور
معالجتهم فيها بشيء واحد على كيفية واحدة وبطلانه غير خفي على احد من العقلاء ثم فيه اضاعة المال
اونکا علاج بہی ایک ہی دوا سی ایک ہی طریقہ پر ہو اور اسکا بطلان ہریک عاقل پر ظاہر ہی پہر اسمین مال کا تلف کرنا ہی
لانه يشترى بثمن غال فيدخل في الاسراف المحرم مع نتن ريحه واذيته بشامة الذين لا يستعملونه وقد
کیونکہ مہنگی دام سی خریدتا ہی اب اسراف مین جو حرام ہی داخل ہوا اور اوسمین بدبو کہ اون لوگون کی دماغ کو جو نہین پیتی ہین بہت تکلیف دیتی ہی اور
روى انه عليه السلام قال كل موذ في النار وقال الكناسي الرائحة المنتنة تحرق الخياشيم وتصل الى الدماغ
روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ایذا دینی والی سب دوزخی ہین اور کناسی کہتا ہی بدبو ناک کی نتہنون کو جلا دیتی ہی   اور دماغ مین جاکر
وتؤذي الانسان ولذلك قال النبي صلى الله عليه وسلم من اكل من هذه الشجرة فلا يقرب مسجدنا يؤذينا بريحه والمراد من هذه
آدمی کو ایذا دیتی ہی اسہی واسطی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جس نی اس درخت مین سی کہایا ہو تو ہماری مسجد کی پاس نہ آوی کہ ہمکو اوسکی بوسی ایذا دیوی اور درخت کی
الشجرة كل ما له رائحة كريهة يتاذى منها الانسان بدليل تعليله عليه السلام والمعنى ان من اكل شيئا ما له
علت بیان فرمانی سی ثابت ہی کہ مراد اس درخت سی وہ ہی جسمین ایسی بدبو موجود ہو کہ اوس سی انسان کو تکلیف ہو اور مراد یہہ ہی کہ جو شخص ایسی چیز کہاوی
رائحة كريهة يتاذى منها الانسان فلا يقربن مسجدنا لانه يؤذينا برائحة الكريهة وقد ثبت في صحيح مسلم
جسمین بدبو ہو کہ انسان کو اوس سی ایذا ہوتی ہو تو ہماری مسجد کی پاس ہرگز نہ آوی اسلئی کہ ہمکو بدبو سی ایذا دیگا   اور صحیح مسلم مین ثابت ہو چکا ہی
انه عليه السلام كان اذا وجد من رجل في المسجد ريح البصل او الثوم امر به فاخرج الى البقيع ولهذا قال الفقهاء
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی شخص مین مسجد کی اندر بوی پیاز   یا لہسن کی پاتی   تو بقیع کی طرف نکلوا دیتی   اسہی واسطی فقہا کہتی ہین
كل من وجد فيه رائحة كريهة يتاذى بها الانسان يلزم اخراجه من المسجد ولو بجره من يده ورجله دون
جسمین ایسی بدبو آتی ہو کہ اوس سی انسان کو تکلیف ہووی تو اوسکا مسجد سی نکالدینا لازم ہی   اگرچہ ہاتہہ سی   اور پانوسی کہینچکر
لحيته وشعر راسه فعلى هذا يلزم اخراج كثير من الائمة والمؤذنين من المسجد في هذا الزمان لوجود رائحة
ڈاڑہی اور سر کی بال پکڑ کر نہین اس روایت کی موافق اس زمانہ مین اکثر امامون اور مؤذنون کا   مسجد مین سی نکالدینا لازم آتا ہی   کیونکہ اونمین یہہ ہی
الكريهة فيهم بسبب مداومتهم على استعمال الدخان الكريهة الرائحة بل هم قد يستعملونه في داخل المسجد الجامع
بدبو موجود ہوتی ہی کیونکہ ہمیشہ حقہ بودار پیتی جاتی ہین   بلکہ بعضی دفعہ جامع مسجد کی اندر پیتی ہین
فيكون الكراهة في حقهم اشد واكثر وقد كتب بعض المالكية في الديار الحجازية جوابا عن سوال يتعلق بالدخان
انکی حق مین کراہت بہت سخت اور بدتر ہی   اور بعضی علماء مالکی مذہب نی ملک حجاز مین   ایک سوال کا جو حقہ کی باب مین تہا یہہ جواب لکہا ہی
وهو ان استعمال الدخان حرام كاصله لان اصله الخشبة والنار لكونه اجزاء من الخشب ممزوجة باجزاء
کہ دہوئین کو استعمال کرنا حرام ہی جیسی اوسکی اصل   اسواسطی کہ اوسکی اصل لکڑی ہی اور آگ کیونکہ دہوان لکڑی کا جز ہوتا ہی کچہہ آگ ملی ہوئی سو دہوان
من النار فهو من حيث اجزائه النارية التي فيه يحرم استعماله لقوله تعالى إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتٰمٰى
اسلئی کہ اوسمین کچہہ آگ ہوتی ہی استعمال کرنا حرام ہی   واسطی قول اللہ تعالی کی جو لوگ کہاتی ہین مال یتیمون کی

ظلما انما یاکلون فی بطونهم نارا فدل النص علی حرمة النار فیحرم الدخان الحاصل منها وایضا انه تعالی جعله
ناحق وہ یہی کہاتی ہین اپنی پیٹ مین آگ یہہ آیت آگ کی حرمت پر دلالت کرتی ہی سو دہوان بہی جو اس سی پیدا ہوتا ہی حرام ہی اور یہہ بہی ہی کہ اللہ تعالی نی

مما یعذب به حیث قال فی حق قوم یونس النبی علیه السلام لما امنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی فی الحیوة الدنیا
دہوئین کو عذاب کی چیزون مین مقرر کیا ہی چنانچہ قوم یونس کی حق مین فرماتا ہی جب یقین لائی کہول دیا ہمنی اونپر سی ذلت کا عذاب دنیا کی جیتی

فالعذاب المکشوف عنهم کان دخانا وقال فی ایة اخری فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس
سو عذاب جو اونسی موقوف ہوا تہا دہوان ہی تہا اور ایک اور آیت مین فرماتا ہی سو تو راہ دیکہہ جسدن کر لاوی آسمان دہوان صریح جو گہیر لی لوگون کو

هذا عذاب الیم والمراد بالدخان المذکور فی هذه الایة معناه الحقیقی علی قول وعلی هذا القول یکون النظم
یہہ ہی دکہہ کی مار اور مراد دخان سی اس آیت مین ایک قول کی موافق حقیقی معنی ہین اور اس قول کی موافق آیت کی عبارت سی

الکریم صریحا فی کون الدخان عذابا الیما وما به التعذیب یحرم استعماله فان الفقهاء قد اتفقوا علی وجوب
صاف معلوم ہوتا ہی کہ دہوان دردناک عذاب ہی اور جس چیز سی عذاب واقع ہوتا ہو اوسکا استعمال حرام ہی کیونکہ تمام فقہاء کا اتفاق ہی کہ

الفرار من محل العذاب کبطن محسر فانه علی لفظه اسم الفاعل من التحسیر اسم واد اهلك الله تعالی فیه
جس جگہہ کسی امت کو عذاب ہوا ہو اوس جگہہ سی بہاگنا واجب ہی جیسی بطن محسر کیونکہ اسم فاعل کی وزن پر تحسیر مین سی نام ایک وادی کا ہی جہان اللہ تعالی نی

اصحب الفیل فاذا وجب الفرار من محل العذاب فوجوب الفرار مما به العذاب اولی ثم ان المستعملین له ترٰهم
اصحاب فیل کو ہلاک کیا تہا پہر جب عذاب کی جگہ سی بہاگنا واجب ہوا تو عذاب کی چیز سی بہاگنا بہت ضرور ہی پہر حقہ پینی والون کو تو دیکہتا ہی

انه یخرج من حلوقهم وانوفهم وفیه تشبیه باهل النار وبالذی یهلکون فی اخر الزمان من الاشرار کما جاء فی الحدیث
کہ دہوان اونکی حلق مین سی اور ناک مین سی نکلتا ہی اور اس حال مین دوزخیون کی موافق اور اونکی برابر ہین جو آخر زمانہ مین شریر لوگ ہلاک ہونگی چنانچہ حدیث مین آیا ہی

انه یکون فی اخر الزمان دخان یملا الارض یقیم علی الناس اربعین یوما اما المؤمن فیصیبه کهیئة الزکام واما
کہ آخر زمانہ مین ایسا دہوان پیدا ہوگا کہ تمام روی زمین کو ڈہانپ لیگا لوگون پر چالیس دن تک قایم رہیگا پہر مومن شخصون کو تو ایسا ہوگا جیسی زکام ہوتا ہی اور

الکافر فیخرج من منخریه واذنیه وعینیه حتی یصیر راس احدهم کالراس الحنیذ ای المشوی فلا ینبغی للمؤمن
کافر کی دونو نتہنون مین سی اور دونو کانون مین سی اور دونو آنکہون مین سی دہوان نکلی گا ایسا کہ ہر ایک کا سر ایسا ہو جائیگا جیسی سر بہنا ہوا یعنی سوختہ سو ایمان والون کو

ان یتشبه باهل العذاب ولا ان یستعمل ما هو من نوع العذاب ولا هو من ملابسات اهل العذاب وقد کره جمیع
نہین چاہیی کہ عذاب والون کا سا حال بنالین اور نہ یہہ چاہیی کہ عذاب کی چیزون کو استعمال کرین اور نہ عذاب والون کی سی صورت بنا دین اور تمام علماء نی

من العلماء التختم بالحدید والنحاس لما ثبت فی الحدیث انهما حلیة اهل النار وصح علی ما ذکره الهلالی فی مختصر الاحیاء
لوہی اور تانبی کی انگہوٹہی برتنی کو مکروہ کیا ہی کیونکہ حدیث سی ثابت ہو چکا ہی کہ لوہا اور تانبا زیور دوزخیون کا ہی اور موافق بیان ہلالی کی مختصر الاحیاء مین

انه علیه السلام کان یکره الطعام السخن ویقول ان الله تعالی لم یطعمنا نارا فهذا الدخان اولی بالکراهة لانه مختلط
صحیح ہوا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گرم کہانی کو مکروہ جانتی اور فرماتی کہ اللہ تعالی نی ہمکو آگ کہانی کو نہین دی سو اب یہہ دہوان کراہت مین زیادہ تر ہی اسواسطی کہ اسمین

باجزاء ناریة کما مر فلو لم یکن فی استعماله الا تسوید الثیاب والابدان وکراهة الرائحة والانتان یکفی زاجرا للعاقل عن
اجزاء ناری ملی ہوئی ہین چنانچہ گذر چکا ہی پہر اگر حقہ پینی مین سوای سیاہی کپڑون اور جسم اور بدبو اور تعفن کی کچہہ نہوتا تو بہی عاقل کی واسطی پینی سی روکنی کو کافی تہا

استعماله بل لو لم یکن فی استعماله الا احیاء سنة الکفار الذین اخرجوه واظهروه فی بلاد الاسلام توصلا الی اضرار اهل
بلکہ اگر اسکی پینی مین کچہہ نہوتا سوای رواج دینی طریق کفار کی جنہون نی اسکو نکال کر بلاد اسلام مین پہیلایا ہی اہل اسلام کی ضرر رسانی کی لئی

الاسلام لکان باعثا للعاقل علی اجتنابه ومانعا عن ارتکابه لکن اکثر اهل الزمان طبایعهم خامدة صعبة
تو بہی عاقل کی لئی باعث اجتناب کا تہا اور اسکی اختیار کرنی سی مانع آتا لیکن اس زمانہ کی لوگون کی طبیعتین ایسی بجہی ہوئی ہین کہ اصلا مطیع نہین ہوتین

لاتنقاد

الانقیاد مائلة دائما الی ما لا یعنیها ان نصحوا لم یقبلوا وان عُلّموا لم یتعلموا وان فهموا لم یتفهموا

ہمیشہ بیفائدہ امور کی طرف جھکی رہتی ہیں اگر نصیحت کرو تو نہیں مانتی اگر سکھاؤ تو نہیں سیکھتی اگر سمجھاؤ نہیں سمجھتی

وان فهموا ترکوا ما فهموا وهم من الذین ان یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ

اور اگر سمجھیں تو سمجھ کر ترک کریں اور وہ ایسی لوگ ہیں کہ اگر دیکھیں راہ سنوار کی تو نہ ٹھہراویں راہ اور اگر دیکھیں راہ اولٹی

یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا نسئل الله تعالی ان یوفقنا سبیل الرشد ویبعدنا عن سبیل الغی المجلس الحادی والثلثون

اوسکو ٹھہراویں راہ ہم اللہ تعالی سی سوال کرتی ہیں کہ ہمکو نیک رستہ کی توفیق دی اور ہمکو کجی کی راہ سی دور رکہی اکتیسوین مجلس

فی بیان سنة الاعتکاف وطلب لیلة القدر فیه وفضیلته

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

بیان میں سنت ہونی اعتکاف کی اور لیلة القدر کی تلاش اور اوسکی فضیلت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

انی اعتکفت العشر الاول بطلب هذه اللیلة ثم اعتکفت العشر الاوسط ثم اتیت فقیل لی التمسها فی العشر

میں نی رمضان کی پہلی دہہ میں لیلة القدر کی تلاش میں اعتکاف کیا پہر بعد اوسکی بیچ کی دہہ میں اعتکاف کیا پہر میں تیار ہوا آیا تو مجہکو کہا کہ لیلة القدر کو پچہلی عشرہ

الاواخر فمن کان اعتکف معی فلیعتکف فی العشر الاواخر فقد اُرِیتُ هٰذه اللیلة ثم اُنسیتها هذا الحدیث من صحاح

میں تلاش کرو جسنی میری ساتہہ اعتکاف کیا ہو تو وہ پچہلی عشرہ میں پہر اعتکاف کری میں نی لیلة القدر کو بیشک دیکہا پہر میری تئیں بہلادی یہہ حدیث مصابیح کی

المصابیح رواه ابوسعید الخدری واصله علی ما فی الصحیحین انه علیه السلام اعتکف العشر الاول من

صحیح حدیثوں میں ہی ابوسعید خدری کی روایت سی اور اصل اس حدیث کی جیسی کہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہی یوں ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی رمضان کی پہلی عشرہ میں

رمضان ثم اعتکف العشر الاوسط فی قبة ترکیة ثم اطلع راسه فقال انی اعتکفت العشر الاول لطلب

اعتکاف کیا پہر بیچ کی دہہ میں ترکی خیمہ کی اندر اعتکاف کیا پہر سر مبارک باہر نکال کر فرمایا کہ میں نی پہلی دہہ میں اس شب کی تلاش میں اعتکاف کیا

هذه اللیلة الی آخر الحدیث وفیه دلیل علی ان المقصود من شرعیة الاعتکاف طلب لیلة القدر فانها

آخر حدیث تک اور اسمیں یہہ دلیل ہی کہ مقصود اعتکاف کی مشروع ہونی سی شب قدر کی تلاش ہی کیونکہ یہہ شب موافق مضمون نص

لکونها خیرا من الف شهر بالنص یلزم احیاءها باشرف الاعمال اذ فیه تفریغ القلب عن امور الدنیا وتسلیم

کی ہزار مہینوں سی بہتر ہی تو اوس شب میں نیک اعمال کی شغل میں جاگتی رہنا لازم ہی کیونکہ اسمیں امور دنیا سی دل کا خالی رہنا اور

النفس الی المولی والتحصن بحصن حصین وملازمة بیت رب العالمین فیکون کمن احتاج الی عظیم

مولی کو جان کا حوالہ کرنا اور پناہ لینی قلعہ مضبوط سی اور ملازمت پروردگار عالم کی گہر کی ہی پہر یہہ ایسا ہی جیسی کوئی ایک تونگر محتاج ہو کر اوسکی

فلازمه حتی قضی ماربه فان قیل اذا کان شرعیة الاعتکاف لطلب لیلة القدر فلم لم یختص باللیل فالجواب

دروازی پر یہاں تک پڑا رہی کہ اوسکا مطلب روا کردی اگر کوئی اعتراض کری جب مشروعیت اعتکاف کی واسطی تلاش لیلة القدر کی ہی تو پہر اعتکاف صرف رات ہی سی خاص کیوں

ان الشافعی قد نص علی کون الاجتهاد فی یومها کالاجتهاد فی لیلتها فی الاستحباب ذکره النووی فی الاذکار

کہ امام شافعی نی صاف کہا ہی کہ سعی دن کی اندر ایسی ہی مستحب ہی جیسی رات کو مستحب ہی یہہ نووی نی اذکار میں بیان کیا ہی

وهذا الحدیث یقتضیه ایضا لانه علیه السلام اعتکف العشر الاول من رمضان لطلب تلك اللیلة

اور اس حدیث سی بہی یہہ ہی لازم آتا ہی اسواسطی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی رمضان کی پہلی عشرہ میں لیلة القدر کی تلاش کی لئی اعتکاف کیا

ثم اعتکف العشر الاوسط فلما اتمه اتی آت من الملئکة فقال انها فی العشر الاواخر لا فی العشر الاول ولا فی

پہر بیچ کی عشرہ میں اعتکاف کیا پہر جب اوسکو پورا کر چکی تو ایک فرشتہ نی آکر کہا کہ لیلة القدر پچہلی عشرہ میں ہی نہ تو پہلی عشرہ میں ہی اور نہ

العشر الاوسط فعزم علیه السلام علی الاعتکاف فی العشر الاواخر وحث علی اعتکافها فانه علیه السلام کان

بیچ کی عشرہ میں تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی پچہلی عشرہ میں اعتکاف کا عزم کیا اور اور لوگوں کو رغبت دی سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

يعتكف العشر الاواخر من رمضان حتى يتوفاه الله تعالى ثم اعتكف ازواجه من بعده قال الزهري
رمضان کی پچھلی عشرہ میں ہمیشہ اعتکاف کرتی رہی یہان تک کہ اللہ تعالی نی اونکو وفات دی پہر اونکی بعد ازواج مطہرات کرتی رہین زہری کہتا ہی

عجبا من الناس كيف يتركون الاعتكاف ورسول الله عليه السلام كان يفعل الشئ ويتركه ولم يترك الاعتكاف
لوگونسی تعجب آتا ہی کہ اعتکاف کیسا چہوڑ رکہا ہی اور حال یہہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی کار ہو کرتی بہی اور چہوڑ بہی دیتی اور اعتکاف

حتى قبض ثم الاعتكاف في اللغة الاقامة على الشئ وحبس النفس عليه وفي الشريعة الاقامة في المسجد واللبث
اخیر دم تک نہین چہوڑا پہر اعتکاف کی معنی لغت مین ایکشی پر قایم رہنا اور اوس شی پر نفس کو روکنا اور شریعت مین نیت کی ساتہہ مسجد مین دیرتک ٹہری

فيه مع النية اما اللبث فركنه واما المسجد والنية فشرطه والمعنى اللغوي موجود فيه مع زيادة وصف
رہنا درنگ کرنی یعنی ٹہری رہنا تو اعتکاف کا رکن ہی اور مسجد اور نیت اعتکاف کی شرط ہین اور لغوی معنی بہی شرعی معنون مین زیادتی وصف کی ساتہہ

وهو سنة مؤكدة في العشر الاخير من رمضان لانه عليه السلام واظب عليه بعد ما قدم المدينة الى
پائی جاتی ہین اور اعتکاف سنت مؤکدہ ہی رمضان کی پچہلی عشرہ مین اسواسطی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سی مدینہ شریف مین تشریف لائی تو اعتکاف ہمیشہ کرتی رہی

ان توفاه الله تعالى فان قيل المواظبة من غير ترك دليل الوجوب فلم لم يجب الاعتكاف فالجواب انه عليه السلام
یہان تک کہ اللہ نی اونکو وفات دی اگر کوئی اعتراض کری ہمیشگی ایک عمل کی بدون ترک کی وجوب کی دلیل ہوتی ہی پہر اعتکاف واجب کیون نہین ہوا تو جواب یہہ ہی

كان في حق الواجب بعد المواظبة عليه ينكر على تاركه ولم ينكر على من ترك الاعتكاف فعلم انه ليس بواجب
کہ نبی علیہ السلام عمل واجب کی باب مین بعد مواظبت کی اوس عمل کی تارک کو برا جانتی تہی اور اعتکاف کی تارک پر کبہی انکار نہین کیا اس سی معلوم ہوا کہ اعتکاف

بل هو سنة مؤكدة على طريق الكفاية في العشر الاخير من رمضان وفي غيره من الازمنة نفل وانما يجب
واجب نہین ہی بلکہ سنت موکدہ رمضان کی پچہلی عشرہ مین بطور کفایہ کی ہی اور رمضان کی پچہلی عشرہ کی سوا اور وقتون مین نفل ہی اور واجب تب ہوتا ہی

بالنذر والتعليق بالشرط واما ما كان بالشروع فهو تطوع ثم ان اقل الواجب يوم حتى لو نذر اعتكاف يوم
کہ نذر مانو یا کسی شرط سی متعلق کرو لیکن جو اعتکاف شروع کرنی سی لازم ہوتا ہی سو وہ تطوع ہی پہر کم سی کم مدت اعتکاف واجب کی ایکدن ہی یہان تک کہ اگر اعتکاف

يدخل المسجد قبل طلوع الفجر ولا تخرج الا بعد غروب الشمس فان قطعه قبل ذلك او افسده يقضيه
ایکدن کا نذر مانا تو مسجد مین صبح صادق سی پہلی داخل ہو اور بعد غروب آفتاب کی مسجد سی نکلی سو اگر غروب آفتاب سی پہلی اعتکاف کو قطع کیا یا فاسد کرد یا تو اوسکو

ولو نذر اعتكاف يومين او اكثر يدخل المسجد في ابتداء شروعه قبل غروب الشمس
اور اگر دو دن یا کئی دن کی اعتکاف کی نذر کری تو اعتکاف شروع کرنیکو مسجد مین غروب آفتاب سی پہلی داخل ہو

ولا يخرج عند تمامه الا بعد غروبها ولو مات قبل ان يعتكف يلزمه ان يوصي بان يطعم
اور پورا ہونی کی بعد مسجد سی بعد غروب آفتاب کی نکلی اور اگر اعتکاف کرنی سی پہلی مرجاوی تو لازم ہی کہ وصیت کردی

عنه لكل يوم نصف صاع من الحنطة ولا يصح ما وجب من الاعتكاف الا بالصوم
کہ ہر ہر دن کی بدلے آدہا آدہا صاع گیہون کا مساکین کو دیدین اور اعتکاف واجب بدون روزہ کی ادا نہین ہوتا

حتى لو نذر اعتكاف يوم قد اكل فيه لا يصح نذره ولا يلزمه شئ وكذا
یہان تک کہ اگر کسی نی ایکدن کا اعتکاف نذر مانا کہ اوسمین کہا چکا تہا تو اوسکی نذر صحیح نہین ہی اور اوسکی ذمہ کچہہ لازم نہین ہی اور ایسی ہی

لو نذر اعتكاف ليلة لا يصح لان الليل ليس محلا للصوم واما النفل فالصوم
اگر رات کی اعتکاف کی نذر کی تو صحیح نہین ہی اسلئی کہ رات کو روزہ نہین ہوتا اور اعتکاف نفلی مین ظاہر روایت کی موافق روزہ

ليس شرطا فيه في ظاهر الرواية وهو قولهما ايضا فعلى هذه الرواية ليس لاقله تقدير حتى ان من
شرط نہین ہی اور صاحبین کا بہی یہی قول ہی اب اس روایت کی موافق کم سی کم مدت اعتکاف کی مقرر نہین ہی یہان تک کہ جو شخص

دخل المسجد ونوى الاعتكاف الى ان يخرج يكون معتكفا مادام فيه ويحصل له ثواب المعتكفين فاذا خرج
مسجد مین آوی اور نکلنی تک کی وقت مین اعتکاف کی نیت کری تو معتکف ہوجاویگا جبتک مسجد مین رہیگا اور اوسکو اعتکاف والون کا سا ثواب ملیگا اور جب
منه ينتهي اعتكافه وروى الحسن عن ابي حنيفة ان الصوم شرط الصحة فعلى هذه الرواية اقله يوم ثم الاعتكاف
مسجد سی نکلیگا تو اوسکا اعتکاف پورا ہوجاویگا اور حسن امام ابوحنیفہ سی روایت کرتا ہی کہ روزہ صحت اعتکاف کی شرط ہی اس روایت کی موافق کم سی کم مدت ایکدن
لا يصح الا في مسجد الجماعة له امام ومؤذن يصلي فيه الصلوات الخمس بالجماعة لانه عبادة انتظار الصلوة
سوا مسجد جماعت کی جسکا امام اور مؤذن معین ہو اور اوسمین پانچون نمازین جماعت سی ہوتی ہون درست نہین ہوتا اسواسطی کہ نماز کی انتظاری عبادت ہی
فيختص بمكان يصلي فيه ذلك والمرأة تعتكف في مسجد بيتها اي في موضع صلوتها في بيتها ولا يخرج منه
سو اوسی جگہ ہونا چاہئی جہان وہ نمازین ہوتی ہون اور عورت اپنی گہر کی مسجد مین اعتکاف کری یعنی جس جگہ اپنی گہر مین نماز پڑہتی ہی پہر اوس جگہ سی
اذا اعتكفت فيه وليس لها ان تعتكف في غير موضع صلوتها في بيتها وان لم يكن في بيتها موضع الصلوة
اعتکاف کیا تو نہ ٹلی اور عورت کو جایز نہین ہی کہ اپنی گہر مین سوا نماز کی جگہ کی اور کہین اعتکاف کری اور اگر اوسکی گہر مین نماز کی جگہ کوئی معین نہو
لا يجوز لها الاعتكاف فيه ولا يخرج المعتكف من المسجد الا لحاجة شرعية كالجمعة او طبيعية كالبول و
تو اوسکو گہر مین اعتکاف کرنا جایز نہین ہی اور معتکف مسجد سی بدون حاجت شرعی کی باہر نہ نکلی جیسی نماز جمعہ یا بدون حاجت طبیعی کی جیسی پیشاب اور
الغائط واذا خرج لبول او غائط لا يمكث في منزله بعد الفراغ من الطهور ويخرج الى الجمعة حين زوال الشمس
پاخانہ اور اگر واسطی پیشاب یا پاخانہ کی مسجد سی باہر آیا تو طہارت سی فارغ ہوکر گہر مین دیر نہ لگاوی اور نماز جمعہ کی واسطی آفتاب ڈہلنی کی وقت روانہ
ان كان معتكفا قريبا من الجامع بحيث لو انتظر زوال الشمس لا يفوته الخطبة وان كان تفوته الخطبة
اگر مسجد جامع سی نزدیک معتکف ہو ایسا کہ اگر آفتاب ڈہلنی کا انتظار کری تو خطبہ نہ فوت ہوجاوی اور اگر جانی کہ خطبہ ہوچکیگا
لا ينتظر زوال الشمس بل يخرج في وقت يمكنه ان ياتي الجامع ويصلي اربع ركعات قبل الاذان الذي بين يدي
تو آفتاب ڈہلنی کا انتظار نکری بلکہ ایسی وقت روانہ ہوکر مسجد جامع مین جاکر چار رکعتین نماز کی اوس اذان سی پہلی پڑہ لی جو منبر کی سامنی ہوتی ہی
المنبر وفي رواية ست ركعات ركعتان تحية المسجد واربع سنة وبعد الجمعة يمكث بقدر ما يصلي اربع
اور ایک روایت مین یہی کہ چہہ رکعتین پڑہ لی دو رکعت تحیۃ المسجد کی اور چار سنتین اور بعد نماز جمعہ کی اتنا ٹہری کہ چار رکعتین
ركعات او ست ركعات على حسب اختلاف الاخبار الواردة في النافلة بعد الجمعة ولا يمكث اكثر من ذلك
یا چہہ رکعتین پڑہ لی موافق اختلاف حدیثون کی کہ جمعہ کی بعد کی نفلون مین وارد ہوئی ہین اور اسقدر سی زیادہ دیر نہ لگاوی
وان مكث لا يضره ولو يوما وليلة لكن لا يستحب له ذلك ولا يخرج لعيادة المريض ولا لصلوة الجنازة ولا
اور اگر دیر لگاویگا تو کچہہ نقصان نہین ہی اگرچہ ایک دن رات تک لیکن یہہ خلاف مستحب ہی اور بیمار پرسی کی واسطی نہ جاوی اور نہ واسطی نماز جنازہ کی جاوی اور نہ
لاداء الشهادة وهذا كله قول ابي حنيفة لان الخروج من المسجد بلا عذر ولو ساعة يفسد الاعتكاف عنده
گواہی دینی جاوی یہہ تمام قول امام ابوحنیفہ کا ہی اسواسطی کہ مسجد مین سی بلا عذر نکلنا اگرچہ ایک ساعت کی لئی ہو اونکی نزدیک اعتکاف کو فاسد کردیتا ہی
وهو القياس لان الخروج ينافي اللبث وما ينافي في الشئ يستوفي فيه القليل والكثير كالاكل في الصوم والحدث
اور یہہ ہی قابل قیاس کی ہی اسواسطی کہ باہر نکلنا اندر ٹہرنی کی خلاف ہی اور جو شی کسی شی کی خلاف ہوتی ہی اسمین تہوڑا اور بہت سب برابر ہی جیسی روزہ مین کہانا
في الطهارة وكذا اذا خرج ساعة بعذر المرض يبطل لان الخروج بعذر المرض من حيث انه لا يغلب وقوعه لم يكن
اور وضو مین حدث اور ایسی ہی اگر ایک ساعت کی واسطی بیماری کی عذر سی نکلی تو اعتکاف باطل ہوجاتا ہی اسواسطی کہ بیماری کی عذر سی نکلنا باین اعتبار کہ نادر الوقوع ہی
مستثنى عن الايجاب فصار كانه خرج من غير عذر الا انه لا ياثم بالخروج بعذر المرض وكذا اذا خرج بغير عذر
کبہی کبہی ہوتی ہی ایجاب سی مستثنی نہین ہوا ہی سو اب گویا بلا عذر باہر نکل آیا ہان اتنا ہی کہ بیماری کی عذر سی نکلنی مین گنہگار نہین ہوتا اور ایسی ہی اگر بلا عذر

ناسیا یبطل اعتکافہ ولکن اذا انہدم المسجد وانتقل الی مسجد اخر او اخرجہ السلطان کرہا او اخرجہ

نکلا آدمی تو اعتکاف باطل ہوجاتا ہی اور ایسی ہی اگر مسجد ڈھہ جاوی اور معتکف دوسری مسجد میں چلا جاوی یا اوسکو حاکم زبردستی نکال دی یا قرض خواہ نکالدی

الغریم او خرج ہو وحبسہ الغریم ساعۃ یبطل اعتکافہ وقالا لا یفسد مالم یخرج اکثر من نصف یوم وہو

یا وہ آپ نکلی اور قرض خواہ ایک ساعت بہر پکڑ رکہی اعتکاف باطل ہوجاتا ہی اور صاحبین کہتی ہیں اعتکاف باطل نہیں ہوتا جبتک آدہی دن سی زیادہ نکلا

اوسع للناس اذ لا بد لہم من الخروج لاقامۃ حوائجہم فلو لم یبح القلیل منہ لوقعوا فی الحرج ولا حرج فی الکثیر

اس قول میں لوگوں کو بہت گنجایش ہی کیونکہ واسطی اپنی کاربار ضروری کی نکلنا پڑتا ہی پس اگر تہوڑی مدت مباح نہووی تو البتہ حرج ہووی گا اور اس زیادت یعنی آدہی

الذی ہو اکثر من نصف یوم ویجوز للمعتکف ان یاکل ویشرب وینام ویبیع ویشتری فی المسجد من غیر

دن سی زیادہ میں کچہہ حرج نہیں ہی اور معتکف کو جایز ہی کہ مسجد کی اندر کہاوی اور پیوی اور سووی اور بیچی اور خریدی پر بکری کا اسبا مسجد میں

احضار السلعۃ فیہ قال بعض العلماء المراد بہ ما لا بد منہ کالطعام ونحوہ واما اذا اراد ان یتخذہ متجرا

نہ لاو رکہی بعضی علما کہتی ہیں کہ اس سی مراد ضروری کارہیں جیسی کہانا وغیرہ اور اگر معتکف چاہی کہ مسجد کو دکان تجارت کی بنالی

یکرہ لہ ذلک قال الزیلعی وہذا صحیح لانہ منقطع الی اللہ تعالی فلا ینبغی لہ ان یشتغل فیہ بامور

تو یہہ مکروہ ہی زیلعی کہتا ہی کہ یہہ قول صحیح ہی کیونکہ خدا کی واسطی الگ ہو بیٹہا ہی تو اب اچہا نہیں ہی کہ مسجد میں امور دنیا میں مشغول ہو

الدنیا ویکرہ لہ الصمت والمراد صمت یعتقدہ عبادۃ وہو منہی عنہ لکونہ شریعۃ منسوخۃ ویلازم

اور معتکف کو مکروہ ہی چپکی رہنا اور مراد چپکی رہنا عبادت سمجہہ کر اور یہہ ممنوع ہی اسواسطی کہ یہہ طریق منسوخ ہی قرآن کی تلاوت

قراءۃ القران والحدیث وعلم الدین وسیر النبی وقصص الانبیاء وحکایات الصالحین وکتابۃ امور الدین و

کی جلوی اور حدیث اور علم دین فقہ وغیرہ اور تاریخ نبی اور احوال انبیا کی اور حکایات صالحین کی پڑہا کری امور دینی لکہا کری اور رہی

اما التکلم بما لیس بخیر فانہ مکروہ لغیر المعتکف فی غیر المسجد فما ظنک للمعتکف فی المسجد ویحرم علیہ

گفتگو بیجا بیہودہ تو بدون اعتکاف کی مسجد سی باہر بہی مکروہ ہی پہر معتکف کی واسطی مسجد کی اندر تجہکو کیا خیال ہی اور معتکف پر

الوطی بقولہ تعالی وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ وکذا دواعیہ کاللمس والقبلۃ ویبطل الاعتکاف

وطی حرام ہی موافق اس آیت کی اور نہ لگواونسی جب اعتکاف بیٹہی ہو مسجدوں میں اور ایسی ہی وطی کی سامان جیسی چہونا اور بوسہ لینا اور وطی سی مطلقا اعتکاف

بالوطی مطلقا وبالدواعی ان انزل والا فلا ولو اراد ایجاب الاعتکاف علی نفسہ ینبغی ان یذکر بلسانہ ولا

باطل ہوجاتا ہی اور وطی کی سامان سی اگر انزال ہوگیا تو باطل ہوجاتا ہی اور نہیں تو نہیں باطل ہوتا اور اگر کسی نی اپنی اوپر اعتکاف واجب کرنیکا ارادہ کیا تو چاہیی کہ زبان سی کہی

یکتفی بنیۃ القلب لان النذر عمل اللسان فلا یکون الا بہ بخلاف النیۃ فانہا عمل القلب ولو اعتکف رجل

صرف دل کی نیت پر اکتفا نہ کری اسواسطی کہ نذر کرنا زبان کا کام ہی سو زبان ہی سی پورا ہوتا ہی بخلاف نیت کی کیونکہ یہہ دل ہی کا کام ہی اور اگر کسی شخص نی

من غیر ان یوجبہ علی نفسہ ثم خرج لا شیٔ علیہ فی ظاہر الروایۃ المجلس الثانی والثلثون فی بیان

بلا وجوب اعتکاف شروع کیا پہر اعتکاف سی خارج ہوا تو ظاہر روایت میں اوسپر کچہہ نہیں آتا بتیسوین مجلس

صدقۃ الفطر واحکام العیدین وبیان البدع فیہ فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صدقۃ الفطر کی بیان اور دونو عید کی احکام میں اور بیان عید کی بدعتوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی زکوۃ فطر کی

زکوۃ الفطر طہرۃ للصائم من اللہو واللغو والرفث وطعمۃ للمساکین ہذا الحدیث من حسان المصابیح

فرض کی روزہ دار کی طہارت کی واسطی لہو اور لغو اور رفث سی اور واسطی روزی مساکین کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی

[illegible] ہو یدل علی وجوب صدقۃ الفطر ان الفرض فی اللغۃ بمعنی التقدیر وفی الشرع بمعنی

[illegible] صدقہ فطر کا واجب معلوم ہوتا ہی [illegible] فرض [illegible] اندازہ کرنیکی ہیں اور شرع میں ایجاب کی

للايجاب ولفظ الشارع اذا دار بين المعنى الشرعي والمعنى اللغوي يتعين حمله على المعنى الشرعي ما امكن لان

معنی ہین اور شارع کی کلام اگر درمیان معنون شرعی اور معنون لغوی کی دایر ہوتی ہی تو وہ معنی جہان تک ہوسکی شرعی معنون پر حمل کئی جاتی ہین اسواسطی

الغالب من حال النبي عليه السلام تعريف الاحكام دون اللغات فعلى هذا يكون المعنى ان وجوب صدقة الفطر

کہ اکثر اوقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم احکام شرعی کو بیان فرماتی تہی لغات نہین بیان کرتی تہی اس تقریر کی موافق معنی حدیث کی یہہ ہوئی کہ صدقہ فطر کا

على الانسان لفائدتين احدهما كونها كفارة لخطاياه وتطهير اله مما صدر عنه في حال الصوم من اللهو واللغو

انسان پر دو فائدہ کی واسطی واجب ہوا ہی ایک تو کفارہ ہی اوسکی خطاؤن کا اور اوسکی پاکیزگی ہی اوس بیجا عمل سی جو روزہ کی حالت مین ہوا لہو اور لغو

الذين ليس في واحد منهما فائدة دينية او دنيوية ومن الرفث الذي هو الكلام القبيح وما يضاهيه من الفاظ الجماع

جنمین کوئی فائدہ نہین ہی نہ تو فائدہ دین کا اور نہ فائدہ دنیا کا اور طہارت ہی رفث سی یعنی کلام بد اور جو اوسکی مانند ہی الفاظ جماع کی

لان الحسنات يذهبن السيئات والثانية كونها قوتا للمساكين حتى يكون الفقير في هذا اليوم كالغني في

البتہ نیکیان دور کرتی ہین برائیون کو اور دوسرا فائدہ مساکین کی روزی ہی یہان تک کہ فقیر اوس روز قوت حاصل کرکر غنی کی مانند ہوجاتا ہی

وجدان القوة وعدم الاحتياج الى السوال لانه عليه السلام قال اغنوهم عن المسئلة في مثل هذا اليوم واشار

اور حاجت سوال کی نہین رہتی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا انکو سوال کرنی سی آج کی روز غنی کردو اور یہہ اشارہ ہو

الى ان هذا اليوم انما يكون عيد اللفقراء اذا استغنوا فيه عن السوال بوصول صدقة الاغنياء اليهم

کہ یہہ دن فقیرون کی حق مین عید جب ہی کہ توانگرون سی صدقہ لیکر سوال کرنی کی حاجت نرہی

لان الاغنياء مكلفون بانفاق المال في سبيل الخير وسر ذلك التكليف ان المال محبوب الخلق وهم مامورون

اسواسطی کہ توانگرون کو حکم ہی کہ راہ خیر مین مال خرچ کرین اس حکم مین بہید یہہ ہی کہ مال تمام خلقت کو محبوب ہوتا ہی اور اونکو محبت الہی کا حکم ہی

بحب الله تعالى وقد ادعوا ذلك بنفس الايمان لان قولهم لا اله الا الله معناه انا قد علمنا واعتقدنا ان

اور وہ بہی صرف ایمان کی راہ سی محبت کا دعوی کرتی ہین اسلئی کہ اونکا قول لا الہ الا اللہ اسکی یہہ معنی ہین ہمنی جان لیا اور اعتقاد کیا کہ

لا معبود ولا محبوب الا الله فالتزمنا عبادته ومحبته ولا نعبد ولا نحب الا اياه فجعل بذل المال معيارا

نہ کوئی معبود ہی اور نہ کوئی محبوب ہی سوا اللہ کی سو ہمنی اوسکی عبادت اور محبت اپنی ذمہ پر لی نہ ہم اوسکی سوای کیسیکی عبادت کرین نہ کسیکو محبوب رکہین سو مال کا خرچ کرنا

لحبهم ومصدقا لصدقهم من حيث ان جميع المحبوبات تبذل في سبيل المحبوب الذي غلب حبه في قلبه

اونکی محبت کا نشان مقرر ہوا ہی اور اونکی سچی دعوی کی تصدیق ہی اس لحاظ سی کہ تمام محبوب چیزین ایسی محبوب کی واسطی کہ اوسکی محبت دل مین زیادہ ہو خرچ کردیا کرتی ہین

فمن بذل فهو من الذين صدقوا ما عاهدوا الله عليه ومن لم يبذل يكون من الذين يقولون بافواههم

سو جسنی مال خرچ کیا وہ اون لوگون مین ہی کہ اللہ سی جو عہد کیا تہا وہ سچ کردیکہایا اور جسنی مال نہ خرچ کیا وہ اون لوگون مین ہی جو زبانی وہ باتین بناتی ہین

ما ليس في قلوبهم بل ممن اتبع هواه وجعله الها لنفسه حتى كانه يعبده فان من يعمل بهوى نفسه لا

جو اونکی دلین نہین ہین بلکہ اونمین ہین جو اپنی ہوا کی تابع ہین اور ہوا کو اپنا معبود بنایا ہی گویا اوسہی کی عبادت کرتا ہی کیونکہ جو ہوای نفسانی پر عمل کرتا ہی

يهوى نفسه شيئا الا يرتكبه ويخالف مولاه ولهذا قال النبي عليه السلام ابغض اله عبد في الارض عند

تو پہر اوسکا نفس جو تمنا کرتا ہی سو ہیہ کرتا ہی اور رسول کی مخالفت کرتا ہی اسہی واسطی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بدتر معبود کہ زمین کی اوپر پوجا گیا ہی

الله تعالى هو الهوى فعلى هذا يجب على المكلف في هذا العيد [illegible] الاشياء الاول ترك المعاصي فان المعصية

خدا کی نزدیک ہوا ہوس ہی اسکی موافق مکلف [illegible] اس عید مین کئی چیزین واجب ہین اول [illegible] ترک کرنا کیونکہ معصیۃ کا ترک کرنا

وان كان تركها لازما [illegible] لازمان الزم واوجب لقوله تعالى ان عدة

اگرچہ ہمیشہ ہر وقت مین لازم ہو [illegible] واجب ہوتا ہی اس دلیل سی [illegible] مہینون کی گنتی

الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتب الله يوم خلق السموت والارض منها اربعة حرم ذلك الدين
الله کی پاس بارہ مہینی ہین الله کی حکم میں جسدن پیداکئی آسمان وزمین اونمین چار ہین ادب کی یہہ ہی سیدہا
القيم فلا تظلموا فيهن انفسكم يعني ان عدة الشهور القمرية التي عليها يدور كثير من الاحكام الشرعية
دین سو اونمین ظلم نکرو اپنی اوپر یعنی گنتی قمری مہینون کی جس سی بہت سی احکام شرعی موافق حکم الٰہی کی متعلق ہورہی ہین
في حكمه تعالى اثنا عشر شهرا مثبتا في اللوح المحفوظ منذ خلق السموت والارض من تلك الشهور الاثني عشر
وہ تمام بارہ مہینی ہین لوح محفوظ مین ثابت جب سی الله تعالی نی آسمان وزمین کو پیدا کیا ہی اون بارہ مہینون مین سی
اربعة حرم وهي ذو القعدة وذو الحجة والمحرم ورجب وكون هذه الشهور الاربعة المعينة حرما هو الدين
چار معزز ہین یعنی ذیقعدہ خالی اور ذالحج بقرعید اور محرم دہم اور رجب مریم روزہ اور یہہ چارون معین مہینی جو معزز اور حرم ٹہری ہین یہہ طریق
المستقيم دين ابرهيم واسمعيل عليهما السلام فلا تظلموا فيهن انفسكم بهتك حرمتها وارتكاب المعاصي
راست دین ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کا ہی سو تم لوگ ان مہینون کی حرمت توڑکر اور انکی اندر عمل بد کرکر اپنی جان پر ظلم مت اتارو
فيها فان العمل الصالح كما انه اعظم اجرا فيهن كذلك المعصية فيهن اعظم وزرا من المعصية في غيرهن
کیونکہ نیک کار جیسی ان مہینون کی اندر ثواب مین زیادہ ہوتا ہی ایسی ہی گناہ ان مہینون کی اندر سزا مین بہ نسبت اور مہینون کی سخت ہوتا ہی
وكذا المعصية في شهر رمضان ويوم الجمعة ويوم عرفة ولياليها وليلة القدر وايام العيدين ولياليهما
اور ایسی ہی گناہ ماہ رمضان مین اور جمعہ کی دن اور عرفہ کی روز اور انکی راتون مین اور شب قدر مین اور دونو عید کی دن اور انکی راتون مین
اكثر وزرا لانه تعالى فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التي تفعل فيها وجعل ثواب العبادات ونزول
سزا مین زیادہ ہی اسواسطی کہ الله تعالی نی ان اوقات کو یہہ فضیلت بخشی ہی کہ ان وقتون مین خاص خاص عبادتین مقرر فرمائین جو اونمین عمل مین آتی ہین اور ثواب عبادات کا
الرحمة ووصول المغفرة فيها اكثر من غيرها رحمة لهذه الامة فمن لم يعرف هذه النعمة التي كانت عليه فيها
اور رحمت کا نازل کرنا اور مغفرت کا دینا ان وقتون مین بہ نسبت اور وقت کی واسطی رحمت اس امت کی زیادہ مقرر فرمایا ہی پہر جو شخص اس نعمت کی قدر نہ سمجہی جو اسکو ان اوقات مین
بل هتك حرمتها بارتكاب انواع الذنوب فيها فقد استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى
حاصل ہی بلکہ ان مہینون کی حرمت طرح طرح کی گناہ عمل کرکر خراب کری تو بیشک وہ شخص سخت تر عذاب کا مستحق ہی اور اوسکا عذاب زیادہ تر چاہیی سو
المؤمن ان يعرف ما انعم عليه ويعظم ما عظمه الله تعالى حتى يكون عند الله عظيما وتعظيم هذه الاوقات
مؤمن کو لازم ہی کہ جو اوسکو الله نی انعام دیا ہی اوسکو پہچانی اور جسکو الله نی عظمت دی ہی اوسکی تعظیم کری تا کہ الله کی نزدیک اوسکو بہی عظمت ملی اور ان اوقات کی تعظیم
انما يكون بزيادة الاعمال الصلحت فيها فمن عجز عنها فاقل حاله في التعظيم ان يحترز عما يحرم عليه ويكره له
یہی ہی کہ ان وقتون مین صالح اعمال زیادہ تر کیا کری جس سی یہہ نہو سکی تو پہر کم سی کم تعظیم اسکی حق مین یہہ ہی کہ محرمات اور مکروہات سی کنارہ کری سو تمام بدعات
فيترك البدع والمنكرات وما لا ينبغي له فيها من المنهيات وكثير من الناس في بعض هذه الازمان فقد
اور منکرات اور جو جو بیہودہ کار اسکو ان اوقات مین لایق نہین ہین سب ترک کری اور اس زمانہ کی اکثر لوگون نی ان امور کی برخلاف اختیار کرلیا ہی
اخذ واضد هذا المعنى حيث كانوا يسارعون في ايام العيدين ولياليهما الى اللهو واللعب وغيرهما من انواع
چنانچہ ایام عیدین مین رات ہو یا دن لہو ولعب وغیرہ طرح طرح کی بیجا امور مین
السيات بعضهم بالمباشرة وبعضهم بالمشاهدة مع ان للسيئة الواحدة عشر اشياء من الضرر على ما
چالاکی اور چستی کرتی ہین بعضی تو اپنی ہاتہہ سی کرتی ہین اور بعضی تماشا دیکہتی ہین اور حال یہہ ہی کہ ایک گناہ مین موافق بیان
ذكره الفقيه ابو الليث في تنبيه الغافلين الاول اسخاطه خالقه بمخالفة امره والثاني تفريح ابليس الذي
فقیہ ابو اللیث کی تنبیہ الغافلین مین دس ضرر پیدا ہوتی ہین اول آزردگی اپنی خالق کی حکم کی نافرمانی کرنی سی دوسری ابلیس کا خوش کرنا

هو

هو عدوه وعدو الله تعالى والثالث بعده من الجنة والرابع قربه من جهنم والخامس جفاء من
جو اسکا بھی اور خدا کا دشمن ہی تیسری جنت سی دوری چوتھی دوزخ سی نزدیکی پانچوین اپنی جان پر ظلم کرنا
هو احب اليه وهو نفسه والسادس تنجيس نفسه التي جعلها الله تعالى طاهرة والسابع ايذاء الحفظة
جسکو سب سی زیادہ محبوب رکھتا ہی چھٹی اپنی جان کا ناپاک کرنا جسکو اللہ تعالی نی پاک پیدا کیا ہی ساتوین کرام کاتبین کو ایذا دینی
الذين لا يؤذونه والثامن احزان النبي عليه السلام في قبره والتاسع اشهاد الارض والليل والنهار على نفسه
جو کہ اسکو نہین ستاتی آٹھوین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف کی اندر غمگین کرنا نوین زمین اور رات دن کو اپنی برائی پر گواہ کرنا
والعاشر خيانته لجميع الخلائق لان المطر يقل بالذنب فاذا كان حال من فعل سيئة واحدة هذا فماذا
دسوین تمام عالم کی بدخواہی اسواسطی کہ گناہون کی شامت سی مینہ برسنا بند ہوجاتا ہی جب ایک گناہ مین یہہ حال ہو تو پھر دیکھو
يكون حال من يفعل فنونا من السيئات لا سيما في هذه الايام المباركات مع ان الخطباء ينادون على
اوس شخص کا جو طرح طرح کی گناہ کرتا ہی کیا حال ہوگا خاص کر ان مبارک دنون مین باوجودیکہ وعاظ نصیحت کرنیوالی منبرون پر پکار پکار کر
المنابر ويقولون ليس العيد لمن لبس الجديد انما العيد لمن امن الوعيد ليس العيد لمن تبخر بالعود انما
کہی جاتی ہین کہ عید اوسکی لئی نہین ہی جو نئی کپڑی پہن لی عید اوسی کی ہی جو وعید سی پناہ مین رہی عید اوسکی لئی نہین ہی جو خوشبو مین بسی
العيد للتائب الذي لا يعود ليس العيد لمن تزين بزينة الدنيا انما العيد لمن تزود بزاد التقوى ليس العيد
عید اوسی کی ہی کہ توبہ کرکر پھر نہ پھنسی عید اوسکی نہین ہی جو دنیا کی زینت سی آرایش کری عید اوسی کی ہی جو توشہ تقوی سی آسایش کری عید اوسکی نہین ہی
لمن ركب المطايا انما العيد لمن ترك الخطايا ليس العيد لمن بسط البساط انما العيد لمن جاوز الصراط وقال
جو اونٹنیون پر سوار ہو عید اوسی کی ہی جو خطا سی بیزار ہو عید اوسکی نہین ہی جو فرش فروش بچھاوی عید اوسی کی ہی جو صراط پر سی سلامت گذر جاوی اور
النبي عليه السلام استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر وروي انه عليه السلام
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہین کہ باجی کو سننا تو معصیت ہی اور اوسکی عادت کرنا فسق ہی اور اوس سی حظ لینا کفر ہی اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی
ادخل اصبعيه في اذنيه عند سماعه وهم يسمعون امثال تلك الكلمات ولا يلتفتون اليها بل يدعون
ملاہی کی آواز سنکر کانون مین انگلیان دیدین تھین اب یہہ لوگ ایسی ایسی کلمات کو سنتی ہین اور اوس روایت کی طرف توجہ نہین کرتی بلکہ الٹی اسلام کا دعوی
الاسلام ومحبة الله ورسوله ومع هذا يخالفونهما في الاوامر والنواهي فيكون الحال مشكلا والحكام
کرتی ہین اور اللہ اور رسول کی محبت جتلاتی ہین اور تمام امر اور نہی مین اللہ ورسول کی مخالفت کئی جاتی ہین اب کیا مشکل کی بات ہی کہ حاکم وقت
يشاهدون امثال تلك المنهيات ولا يمنعون شيئا منها بل يساعدون فيها فمن كان باكيا فليبك على
ان تمام منہیات کو دیکھتی ہین اور اسمین سی ذرہ منع نہین کرتی بلکہ اوسمین اور مدد دیتی ہین اب جو کوئی روئی تو چاہئی کہ اسلام کی
الاسلام وغربته اذ قد عاد الاسلام غريبا كما بدأ غريبا نعم ان هذه الايام ايام فرح وسرور لكن ينبغي ان
غربت پر روئی کیونکہ اسلام اب ویساہی غریب ہوگیا جیسی غریب شروع ہوا تہا ہان یہہ دن فرح اور سرور کی ہین پر یون چاہئی
يكون اظهار الفرح والسرور فيها بما كان مباحا او مستحبا كالاغتسال والتطيب ولبس احسن الثياب
کہ خوشی اور سرور ایسی اسباب سامان سی ظاہر کری جو مباح یا مستحب ہووی جیسی نہانا اور خوشبو لگانی اور اچھی اچھی مباح کپڑی پہنی
المباحة التي تكون جديدة او غسيلة على ما يجيء لا بما كان حراما كلبس الحرير والخوض في الباطل لان العيد
کہ وہ یا نئی ہون یا دہوئی ہوئی ہون چنانچہ آگی آتا ہی حرام سامان سی نہ کری جیسی حریر کا پہننا اور باطل باتون مین گھسنا کیونکہ عید کو
انما سمي عيدا لانه تعالى يعود فيه على المؤمنين بالمغفرة والاحسان فيجب عليهم ان يجتنبوا المعصية والطغيان
اسوا سطی عید کہتی ہین کہ اللہ تعالی مؤمنون پر دوبارہ مغفرت اور احسان کرتا ہی پھر اون پر بھی واجب ہی کہ معصیت اور سرکشی سی کنارہ کرین

حتى يكونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان وقد حكى عن بعض العارفين انه
تاکہ سعادت مند اور لائق رضا مندی کی ہوں بدبخت اور ٹوٹی والون مین ہوں اور بعضی عارفوں سے حکایت کرتے ہین کہ وہ

مر يوم العيد بقوم يلعبون ويضحكون فقال ان كان قد تقبل من هؤلاء لزمهم ان يشكروا وليس هذا
عید کی دن ایک قوم پر پہنچے کہ کہیل رہی تہی اور ہنستی تہی فرمایا اگر ان لوگوں کی عید مقبول ہوئی ہی تو اونکو لازم ہی کہ شکر کرین اور یہہ شکرگذارون کی

فعل الشاكرين وان كان لم تقبل منهم لزمهم ان يخافوا وليس هذا فعل الخائفين ثم ينبغي ان يعلم ان بعض
کام نہین ہین اور اگر مقبول نہین ہوئی تو لازم ہی کہ خدا کا خوف کرین اور یہہ ڈرنیوالون کی کام نہین ہین پہر سمجہنی کی بات ہی کہ بعضی لوگ

الناس قد زعموا ان ضرب الدف والغناء يوم العيد جائز لما روى عن عائشة ان ابابكر رض دخل عليها يوم
کہتی ہین کہ دف دائرہ بجانا ورگانا عید کی دن جائز ہی اسلئی کہ روایت ہی حضرت عائشہ رض سی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اونکی یہان عید کی

العيد وعندها جاريتان تغنيان بالدف ورسول الله عليه السلام متغش بثوبه فزجرهما ابوبكر فكشف النبي ع م
دن آئی اسوقت اونکی پاس دو لڑکیاں گاتی تہین اور دف بجاتی تہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑہی ہوئی تہی ادن لڑکیوں کو ابوبکر نی منع کیا تو نبی صلی اللہ علیہ

وجهه فقال دعهما يا ابابكر فان لكل قوم عيدا فهذا عيدنا فان هذا الحديث وان كان يدل على ما زعموا
وسلم نی منہہ کہولکر فرمایا ابوبکر جانی دی کیونکہ ہر ہر قوم کی عید ہوتی ہی آج ہمارے عید ہی اب یہہ حدیث اگرچہ اونکی قول پر جو جایز بتاتی ہین دلالت کرتی ہی

لكن ليس كما زعموا اذ قد ذكر في نصاب الاحتساب ان هذا الحديث متروك غير معمول به لقوله تعالى وَمِنَ النَّاسِ
پر ویسا نہین ہی جو وہ کہتی ہین کیونکہ نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ یہہ حدیث متروک ہی اس حدیث پر عمل نہین ہی واسطی اس آیت کی ایک لوگ ہین

مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ فان المراد من لهو الحديث على ما ذكر في معالم التنزيل عن ابن مسعود وابن عباس
کہ خریدار ہین کہیل کی باتوں کی کیونکہ مراد لہو الحدیث سی جو آیت مین ہی موافق بیان معالم التنزیل کی ابن مسعود اور ابن عباس

وعكرمة وسعيد بن جبير الغناء وما في معناه من المعازف والمزامير والمراد من اشتراه اختياره والمعنى ان بعضا
اور عکرمہ اور سعید بن جبیر سی غنا ہی اور جو اسکی مثل ہی گانا ور مزامیر بجانا اور اشتراء سی مراد ہی پسند کرنا یعنی بعضی ایسی لوگ ہین

من الناس يختار الغناء وما في معناه من المعازف والمزامير لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا
جو غناء کو پسند کرتی ہین اور اوسکی مثل کو سرود اور مزمار تا بچلاوین اللہ کی راہ سی بن سمجہی اور ٹہراوین اوسکو ہنسی

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ فدلت الاية على تحريم الغناء وما في معناه من الملاهي ويدل على هذا ايضا ان عائشة
وہ جو ہین اونکو ذلت کی مار ہی یہہ آیت غناء کی حرمت پر دلالت کرتی ہی اور جو اوسکی مثل لہو کی چیزین ہین اور حرمت اس سی بہی معلوم ہوتی ہی کہ

بعد بلوغها لم ينقل عنها الا ذم الغناء والمعازف والثاني مما يجب على المكلف في هذا العيد صدقة الفطر
حضرت عائشہ رض سی بالغ ہوکر غنا اور معازف کی سوای برائی کی کچہہ منقول نہین ہی اور دوسری جو اس عید مین انسان مکلف پر واجب ہی صدقۃ الفطر ہی

فانها تجب على كل مسلم حر غني والغني الذي هو شرط لوجوبها ان يملك نصابا او ما يكون قيمته نصابا فاضلا
صدقۃ الفطر ہر ہر مسلم آزاد توانگر پر واجب ہی اور مقدور جو واسطی وجوب صدقہ فطر کی چاہیئی اتنی ہی ہی کہ نصاب کا مالک ہو یا ایسی شی کا مالک ہو اوسکی قیمت نصاب کی

عن حاجته الاصلية ولا يعتبر فيه وصف النماء فمن كانت له دار لا يسكنها فيؤجرها او لا يؤاجرها تعتبر قيمتها
برابر ہو حاجت اصلی سی زیادہ ہو اور نامی ہونا یعنی بڑہنی والی چیز ہونا کچہہ ضرور نہین یہہ زکوۃ مین معتبر ہی سو جسکی پاس ایک گہر ہو کہ جسمین رہا نہین کرتا پہر کرایہ دیتا ہو

في الغنى وكذا اذا سكنها وفضل عن سكناه شئ يعتبر قيمة الفاضل في الغنى لان ما كان من حاجته الاصلية
اوسکی قیمت معتبر ہوگی اور یہی ہی گر اوسمین رہتا ہو اور رہنی سی کوئی طبقہ فاضل ہو تو اب اوس فاضل کی قیمت اس غنا مین معتبر ہوگی کیونکہ جتنا اوسکی حاجت مین ہی

لا بد ان يكون مشغولا بها لا بما سيحتاج اليه اذ ما من مال الا وقد يقع الحاجة اليه في وقت من الاوقات حتى
ضروری ہی کہ اوسکی برتاو مین ہو ... سکی آگی کو حاجت پڑی ہوگی سو سطی کہ جو مال ہوتا ہی سو اوسکی حاجت کبہی نہ کبہی آہی لگتی ہی یہان تک

لوكان في دار بكراء فاشترى قطعة ارض بمائتي درهم وبنى فيها دارا ليسكنها فهو غني بها لانها فاضلة
کہ اگر کرایہ کی گہر مین رہتا ہو اور ایک اور قطعہ زمین کا دوسو روپیہ کو مول لیکر رہنی کی لئی گہر بنایا تو اب اس گہر کی ملکیت سی غنی ہو دیگا اسلئی کہ یہ گہر اسوقت اوسکی حاجت کی

عن حاجته الحالية وانما يحتاج اليها في المستقبل ومن كان له دار فيها بيتان صيفي وشتوي
فاضل ہی اگر حاجت ہوگی تو زمانہ آیندہ مین ہوگی اور جسکی مکان مین دو مقام ہون گرمی کا اور جاڑی کا

لايكون بها غنيا ولو كان فيها ثلثة بيوت يعتبر قيمة الثالث في الغنى وصاحب الثياب لايكون
تو اس سی غنی نہین ہوتا اور اگر اوس مکان مین تین مقام ہون تو تیسری مقام کی قیمت غنا کی لئی اعتبار کی جائیگی اور کپڑون کا مالک

غنيا بثلث دستجات احدها للبذلة والثانية للمهنة والثالثة للجمع والاعياد وكذا بالفراشين
تین جوڑی کپڑی سی غنی نہین ہوتا ایک روزمرہ کی پہننی کا اور دوسرا کار کرنی کی وقت کا تیسرا جمعہ اور عید کی دنون کا اور ایسی ہی دو بچہونون سی غنی نہین

وما زاد على الدستجات الثلث من الثياب وعلى الفراشين يعتبر قيمته في الغنى والغازي بفرسين
اور جسقدر تین جوڑے اور دو بچہونون سی زیادہ ہوگا تو غنی ہونی مین اوسکی قیمت حساب مین لیجاوی گی اور غازی مجاہد دو گہوڑونسی

لايكون غنيا وان كان له ثلثة افراس يعتبر قيمة احدها في الغنى وما زاد على الواحد من الدواب
غنی نہین ہوتا اور اگر تین گہوڑی ہونگی تو ایک گہوڑی کی قیمت غنی ہونی مین حساب کیجاوی گی اور جسقدر ایک چوپایہ سی زیادہ ہوگا

لغير الغازي فرسا كان او حمار الدهقان او غيره او الخادم الواحد يعتبر قيمته في الغنى وكذا كتب
سوای غازی کی اور شخص کی پاس گہوڑا ہو یا گدہا رئیس گانوکی لئی یا اور کسیکی یا ایک خادم سی زیادہ تو غنی ہونی کی لئی اوس زاید کی قیمت حساب مین لیجاویگی اور ایسی ہی

التفسير والحديث والفقه لاهله ما زاد على نسخة واحدة من رواية واحدة يعتبر قيمته في الغنى
تفسیر حدیث فقہ کی کتابین علماء کی لئی جو ایک ایک نسخہ سی زیادہ ہونگی تو ایک روایت بن غنی ہونیکی لئی قیمت اوسکی حساب کیجاویگی

وكذا ما زاد على الواحد من المصاحف لمن يحسن القراءة يعتبر قيمته في الغنى والحراث بثورين ...
اور ایسی ہی جو ایک قرآن سی زیادہ قاری کی پاس ہو تو غنا کی باب مین اوسکی قیمت معتبر ہی اور کسان دو بیلون سی اور کہیتی کی رکہوالی ... کا

لايكون غنيا و كان له ثلثة ثيران يعتبر قيمة احدها في الغنى والبقرة الواحدة يعتبر قيمته في الغنى
غنی نہین ہوتا اور اگر تین بیل ہونگی تو ایک کی قیمت غنا مین معتبر ہوگی اور ایک ہی بیل ہو تو غنا مین اوسکی قیمت لیجاویگی

والخباز اذا كان له حنطة او ملح يعتبر قيمتها في الغنى وكذا القصار اذا كان له اشنان او صابون يعتبر
اور نان پز کی پاس اگر گیہون اور نمک ہو تو انکی قیمت واسطی غنا کی معتبر ہوگی اور ایسی ہی دہوبی اگر اوسکی پاس اشنان یا صابون ہوگا تو غنا کی لئی

قيمته في الغنى ومن كان له قوت سنة يساوي نصابا ففيه كلام والظاهر انه لايعد من الغنى ذكره قاضيخان
قیمت انکی لیجاوی گی اور جسکی پاس ایک سال کا کہانا جسکی قیمت نصاب کی برابر ہو تو اسمین اختلاف ہی اور ظاہر یہ ہی کہ وہ غنی نہین شمار کیا جاتا یہ قول قاضیخان نی

في فتاواه والمرأة اذا كانت لها جواهر ولآلي تلبسها في الاعياد وتزين بها للزوج يعتبر قيمتها في الغنى وكذا
اپنی فتاوی مین ذکر کیا ہی اور جس عورت کی پاس جواہر اور موتی ہون کہ عید کی روز پہنتی ہو اور خاوند کی لیہانی کو سنگار کرتی ہو تو غنا کی بابت اسکی قیمت معتبر ہوگی اور

ان كانت لها دار تسكن فيها مع زوجها يعتبر قيمتها في الغنى ان قدر الزوج على الاسكان ويتعلق بهذا النصاب
ایسی ہی اگر عورت کی ملک مین گہر ہو جسمین خاوند کی ساتہہ رہتی ہی تو اس گہر کی قیمت غنا مین معتبر ہوگی بر اس شرط پر کہ اوسکا خاوند گہر دینی کا مقدور رکہتا ہو اور اسی نصاب سی

حرمة اخذ الزكوة ووجوب صدقة الفطر والاضحية لان الغنى على ثلث مراتب غني يحرم عليه السوال
زکوۃ لینی حرام ہوتی ہی اور صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوجاتی ہی کیونکہ غنی تین قسم پر ہوتی ہین ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا

واخذ الصدقة ويجب عليه صدقة الفطر والاضحية والزكوة وهو من يملك نصابا كاملا ناميا وغني
اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور اوسپر صدقہ فطر اور قربانی اور زکوۃ واجب ہوتی ہی ایسا غنی وہ ہی جسکی ملک مین پورا نصاب کامل نامی بڑہتا ہوا ہو اور ایک غنی

یحرم علیه السؤال واخذ الصدقة ویجب علیه صدقة الفطر والاضحیة دون الزکوٰة وهو من
ایسا ہوتا ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوتی ہی اور زکوٰة واجب نہین ہوتی وہ ایسا شخص ہی

یملك ما قیمته نصاب من غیر ان یکون فیه نماء وغنی یحرم علیه السؤال لا اخذ الصدقة ولا یجب
جسکی پاس ایسی چیز ہو جسکی قیمت نصاب کی برابر ہو پر وہ چیز نامی نہو اور ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا حرام اور صدقہ لینا جایز اور

علیه شیء مما ذکر من صدقة الفطر والاضحیة والزکوٰة وهو من یملك قوت یومه وما یستر عورته ثم
اوسپر جو چیزین مذکور ہوا کچھہ واجب نہین ہوتا نہ تو صدقہ فطر اور نہ قربانی اور نہ زکوٰة وہ ایسا شخص ہوتا ہی جسکی پاس ایک دنکا کہانا ہو اور بدن ڈہکنی کو کپڑا ہو

الواجب عندنا نصف صاع من بر او صاع من تمر او شعیر والصاع ما یسع فیه الف واربعون درهما
پہر ہماری نزدیک گیہون کا آدہا صاع واجب ہوتا ہی اور پورا صاع چھوارے اور جو کا اور صاع وہ ہوتا ہی جسمین ایک ہزار چالیس درہم آجاوین

وهو صاع عمر رض وکان قد فقد واخرجه الحجاج ولذلك سمی حجاجیا والظاهر انه کان صاع رسول الله صلی الله علیه وسلم
یہہ صاع حضرت عمر رض کا ہی پر یہہ گم ہوگیا تہا اور حجاج نی نکالا اسیسی صاع حجاجی کہلاتا ہی اور ظاہر یون ہی کہ یہہ صاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہا

اذ کان عمر لا یخالفه فی شیء هذا اذا اعطی صدقة الفطر بالصاع ولو اعطاها بالوزن یجوز ایضا
اسلئی کہ حضرت عمر کسی باب مین اصلا مخالفت نہین کرتی تہی یہہ صاع جب چاہیی کہ صدقہ فطر صاع سی ناپ کر ادا کری اور اگر صدقہ فطر تول کر دی تو بہی جایز ہی

لان تقدیر الصاع لما کان بالوزن جاز الاعطاء بالوزن والزبیب عند ابی حنیفة کالبر وعندهما کالشعیر
اسلئی کہ اندازہ صاع کا جب وزن سی جایز ہوا تو ادا کرنا بہی وزن سی جایز ہی اور مویز امام ابو حنیفہ کی نزدیک گیہون مین داخل ہی یعنی آدہا صاع دینا چاہیی اور

وذکر فی الجامع الصغیر ان دقیق البر وسویقه کالبر الا ان العلماء قالوا الاولی ان یراعی فیهما القدر والقیمة
اور جامع صغیر مین مذکور ہی کہ گیہون کا آٹا اور گیہون کا ستو گیہون کی مثال ہی یعنی آدہا صاع دینا چاہیی پر علما یون کہتی ہین کہ بہتر یہہ ہی کہ آٹی اور ستو مین احتیاطا

احتیاطا لضعف الآثار الواردة فیهما والمعتبر فی الخبز القیمة ولا یراعی فیه القدر اذ لم یرد فیه اثر والاصل
اندازہ و قیمت دونو کا لحاظ کرنا چاہیی کیونکہ جو آثار انکی باب مین آئی ہین سب ضعیف ہین اور روٹی مین قیمت ہی کا اعتبار ہی اسمین اندازہ کی رعایت نہین ہی اسواسطی کہ اسمین کوئی اثر نہین آیا ہی اور اصل

فی هذا الباب ان ما هو منصوص علیه لا یعتبر فیه القیمة وانما یعتبر فیه القدر حتی لو ادی مکان نصف
صدقہ فطر مین وہ ہی جو منصوص علیہ ہی یعنی جسکا صاف ذکر ہی اوسمین قیمت کا اصلا اعتبار نہین ہی اوسمین صرف اندازہ ہی کا اعتبار ہی یہان تک کہ اگر کسی نی گیہون کی آدہی

صاع من بر نصف صاع من تمر لا یجوز وان کان قیمة التمر اکثر من قیمة البر واما ما لیس بمنصوص علیه فانما
صاع کی جگہ آدہا صاع چھوارے کا ادا کر دیا تو جایز نہین ہی اگرچہ چھواروں کی قیمت گیہون سی بہت زیادہ ہی اور جو اناج صاف مذکور نہین ہین تو وہ

یلحق بالمنصوص علیه باعتبار القیمة لا بالقدر وعن ابی یوسف ان الدقیق اولی من البر لکونه اقرب الی
اوسمین جنکا ذکر آیا ہی قیمت کر کر ملا دیتی ہین اندازہ کی رو سی نہین ملاتی اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ آٹا گیہون سی بہتر ہی کیونکہ کہانی مین جلد آسکتا ہی

المقصود والدراهم اولی من الکل لکونها ادفع للحاجة وعلی المکلف الغنی ان یؤدی ما ذکر من القدر او القیمة
اور نقد سب سی بہتر ہی کیونکہ نقد سی بہت خوب حاجتین پوری ہوتی ہین اور مکلف غنی پر لازم ہی کہ فطرہ باعتبار اندازہ یا قیمت کی

عن نفسه وعن ولده الصغیر ذکرا کان او انثی ان لم یکن للصغیر مال حتی لو کان للصغیر مال یؤدی
اپنی طرف سی اور اپنی اولاد نابالغ کی طرف سی لڑکا ہو یا لڑکی جس صورت مین نابالغ کی ملک مین مال نہو ادا کری یہان تک کہ اگر صغیر نابالغ کی پاس مال ہو تو اوسکا

عنه ابوه او وصیه من ماله ولا یجب علیه صدقة ولده الکبیر وان کان فی عیاله ولا صدقة زوجته
باپ یا وصی اوسکی مال مین سی ادا کردی اور اولاد بالغ کی طرف سی صدقہ فطر باپ پر واجب نہین ہوتا اگرچہ اوسکی عیال مین داخل ہی اور نہ صدقہ جورو کا واجب ہی

ولو ادی عنهما بغیر امرهما یجوز استحسانا لانه ماذون فیه عادة ویعطی عن مملوکه للخدمة ولو مدبرا
اور اگر اونکی طرف سی اونکی بی کہی ادا کر دی تو استحسانا جایز ہی کیونکہ عادت کی موافق اسمین اجازت ہوتی ہی اور اپنی غلام کی طرف سی بہی ادا کری جو خدمت کی واسطی

صاحبین کی نزدیک جو مین یعنی پورا صاع دینا چاہیی

و قیمت اندازہ

او ام ولد او کافرا ولا یعطی عن عبدہ للتجارۃ وعن مملوکہ الآبق فان عاد مملوکہ عن الاباق بعد ما مضی
یا ام ولد ہو یا کافر ہو اور سوداگری کی غلام کی طرف سی دینا لازم نہیں ہی اور نہ بہاگی ہوئی غلام کی طرف سی پہر اگر غلام بہاگا ہوا ایسی وقت حاضر ہو کہ روز فطر کا گذر گیا

یوم الفطر حتی ان من مات من ممالیکہ واولادہ قبلہ لا یجب صدقتہ وکذا لو ولد لہ ولد او ملک عبدا
یہاں تک کہ اگر کوئی غلاموں میں سی یا اولاد میں سی صبح صادق سی پہلی مرجاوی تو اوسکا صدقہ واجب نہیں رہتا اور ایسی ہی اگر بعد صبح صادق کی بچہ پیدا ہوا

بعدہ لا یجب علیہ صدقتہ ولو ولد لہ او ملک عبدا قبلہ کان علیہ صدقتہ وکذا لو صار غنیا قبلہ
یا کسی غلام کا مالک ہوگیا تو صدقہ واجب نہیں ہوتا اور اگر صبح صادق سی پہلی بچہ پیدا ہوا یا غلام کا مالک ہوا تو اوسکا صدقہ واجب ہوگیا اور ایسی ہی اگر پہلی غنی ہوگیا

وبعدہ لا والمستحب اداءہا قبل صلوۃ العید ولا تسقط بتاخیرہا وان افتقر وطال المدۃ لانہا
تو واجب ہی اور بعد ہوا تو نہیں اور صدقہ عید کی نماز سی پہلی ادا کرنا مستحب ہی اور دیر کرنی سی ساقط نہیں ہوتا اگرچہ فقیر ہوجاوی اور اسپر مدت دراز گذرجاوی

متعلقۃ بالذمۃ دون المال ویجوز تقدیمہا عن وقت وجوبہا بلا تفصیل فیہ بین مدۃ ومدۃ فی الصحیح
کیونکہ صدقہ فطر ذمہ پر لازم ہوتا ہی کچہ مال پر نہیں ہی اور صدقہ فطر وقت وجوب کی پہلی دیدینا صحیح مذہب میں جائز ہی کچہ مدت کم زیادہ کا فرق نہیں ہی

ویجب دفع فطرۃ کل شخص الی فقیر واحد حتی لو فرقت الی فقیرین لا یجوز لان المنصوص علیہ الاغناء
اور ایک شخص کا فطرہ ایک ہی فقیر کو دینا واجب ہی یعنی گیہوں کی آدہی صاع سی کم نہ دیگا اگر دو فقیروں کو پاو پاو صاع تقسیم کردیگا تو جائز نہیں ہی اسوسطی کہ حدیث کا

لقولہ علیہ السلام اغنوہم عن المسئلۃ فی مثل ہذا الیوم ولا یستغنی بما دون ذلک وقیل یجوز دفعہا
لفظ غنی کردینا ہی اس حدیث میں کہ ان فقیروں کو سوال کرنی سی آج کی دن غنی کردو اور اس سی کمتر میں غنی نہیں ہوتا اور بعضی کہتی ہیں ایک فطرہ

الی فقیرین لکن الاول اولی ویجوز دفع ما وجب علی جماعۃ الی فقیر لکن الاولی ان یکون الدفع بدفعات
دو فقیروں کو بہی دینا جائز ہی پر اول مذہب بہتر ہی اور کئی شخصوں کا فطرہ ایک فقیر کو دینا جائز ہی پر اولی یہہ ہی کہ کئی بار ایک ایک فطرہ علیحدہ کر کی دیو

لا دفعۃ واحدۃ لان نصف الصاع من ادنی المقادیر یمنع النقصان لا الزیادۃ فاذا وقع التفریق فی
یک دفعہ ہی نہ دیوی اسواسطی کہ آدہا صاع کم سی کم مقدار ہی سو کمتی سی روکتا ہی زیادت سی نہیں منع کرتا سو جب دینی میں علیحدہ علیحدہ کردیا

الدفع یکون الفقیر فی الدفعۃ الثانیۃ فی حکم مسکین اخر ولا یجوز دفعہا الی اصولہ وفروعہ ومما لیکہ
تو گویا وہ ہی فقیر دوسری دفعہ میں نیا اور مسکین ہی اور صدقہ فطر کا دینا اپنی اصل یعنی ماں باپ وغیرہ کو اور اپنی فروع کو یعنی بیٹا بیٹی کو اور اپنی غلاموں وغیرہ کو

وغیرہم ممن لا یجوز دفع الزکوۃ الیہم ویجوز صرفہا الی فقراء اہل الذمۃ لکن یکرہ بخلاف الزکوۃ حیث لا یجوز
دینا جائز نہیں ہی جن جن کو زکوۃ کا دینا جائز نہیں ہی اور صدقہ فطر ذمی فقیروں کو دینا جائز ہی پر مکروہ برخلاف زکوۃ کی کیونکہ زکوۃ کا دینا

دفع الزکوۃ الیہم الثالث مما یجب علی المکلف فی ہذا العید الصلوۃ وقبل الصلوۃ یستحب للرجل السواک
ذمیوں کو ہرگز جائز نہیں ہی تیسری اس عید میں جو مکلف پر واجب ہی نماز ہی اور نماز سی پہلی مرد کو مستحب ہی مسواک کرنی

والاغتسال والتطیب ولبس احسن الثیاب المباحۃ بان یکون جدیدا وغسیلا لا حریرا فانہ حرام
اور نہانا اور خوشبو لگانی اور اچہی کپڑی پہنی جو مباح ہوں یعنی نئی ہوں یا دہوئی ہوئی ہوں حریر نہو کیونکہ حریر

علی الرجال حتی الصبیان لکن لا اثم علی من البسہم والافطار بالحلو واداء صدقۃ الفطر وصلوۃ الغداۃ
مردوں پہ بچوں تک حرام ہی پر گناہ اونپر ہی جو اونکو پہناویں فقط اور میٹہا کہانا اور صدقہ فطر ادا کرنا اور نماز اشراق کی

فی مسجد حیۃ والتبکیر وہو سرعۃ الانتباہ والابتکار وہو المسارعۃ الی المصلی والتوجہ الیہ ماشیا
محلہ کی مسجد میں اور تبکیر یعنی جلد تیار ہونا اور ابتکار کی معنی یہاں عیدگاہ کی طرف جلد روانہ ہونا اور پیادہ جانا

والرجوع من طریق اخر ثم الخروج الی الجبانۃ سنۃ وان وسعہم الجامع لکن یستخلف الامام من
اور دوسری رستہ سی آنا پہر جنگل میں جانا مسنون ہی اگرچہ مسجد جامع میں تمام نمازی آسکتی ہوں لیکن امام کسیکو اپنا خلیفہ کردی

كان علیہ صدقتہا مضی وقت وجوبہا طلوع الفجر من یوم الفطر
تو اوسپر صدقہ فطر گذشتہ واجب ہی اور صدقہ فطر کی وجوب کا وقت یوم فطر کی صبح صادق ہی

يصلي في المصر بالضعفاء والمرضى بناء على ان صلوة العيد في الموضعين جائزة بالاتفاق بخلاف
جو شہر کی اندر ناتوانوں اور بیماروں کو نماز پڑہا دی کیونکہ عید کی نماز ایک شہر مین دو جگہ بالاتفاق جائز ہی بخلاف

الجمعة فانها جامعة للجماعات والتفرق ينافيه ويستحب التكبير في طريق المصلى لكن عند ابي حنيفة لا يجهر به
جمعہ کی جمعہ دو جگہ جائز نہین ہی کیونکہ جمعہ جماعتون کو جمع کر دیتا ہی اور تفرقہ اسکی خلاف ہی اور عیدگاہ کی رستہ مین تکبیر پڑہتی ہوئی جانا مستحب ہی یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر

في هذا العيد وعندهما يجهر به وهو رواية عنه ايضا وعن ابي جعفر انه قال لا ينبغي ان يمنع
عید الفطر مین آہستہ آہستہ پڑہی اور صاحبین کی نزدیک پکار کر یہہ بہی امام ابو حنیفہ سی روایت ہی اور ابو جعفر سی روایت ہی کہ عام کو تکبیر سی منع کرنا

العامة عن ذلك لقلة رغبتهم في الخيرات فعلى هذا كان الاولى بهم ان يكبروا لكن لا على هيئة
اچہا نہین ہی کیونکہ خیرات کی طرف پہلی ہی اونکو توجہ کمتر ہی اس روایت کی موافق یہہ ہی بہتر ہی کہ تکبیر پڑہا کرین پر سبکو ملکر

الاجماع والاتفاق في الصوت ومراعات الانغام فان ذلك كله حرام بل يكبر كل واحد بنفسه واذا
اور ایک آواز بنا کر راگنی کی تال سم پر نہین چاہیی کیونکہ یہہ تمام طریقی حرام ہین بلکہ ہر ایک جدا جدا تکبیر پڑہی اور جب

بلغ المصلى قطع التكبير وروي عن ابي موسى الرضا انه يكبر في كل عشر خطوات مرة حتى بلغ الجبانة
عیدگاہ مین جا پہنچی تو تکبیر موقوف کری اور ابو موسی رضا سی روایت ہی کہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایک بار تکبیر پڑہتی ہوئی عیدگاہ تک پہنچ جاتی تہی

ولو توجه الرستاقي الى المصلى ليلا من فرسخ ونحوه يبدأ بالتكبير اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوة
اور اگر کوئی گرد نواح کا رہنی والا رات کو عیدگاہ مین کوس بہر یا کم زیادہ فاصلہ سی آجاوی تو صبح صادق ہوتی ہی تکبیر پڑہنی شروع کری پہر جب نماز کا وقت

وخرج وقت الكراهة بارتفاع الشمس يصلي الامام بالناس ركعتين بلا اذان ولا اقامة يكبر اولا للافتتا
آجاوی اور وقت مکروہ آفتاب بلند ہونی سی گذر جاوی تو امام لوگون کی ساتہہ دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑہی پہلی تکبیر تحریمہ کہی

ثم يضع يديه تحت سرته ثم يثني ثم يكبر ثلث تكبيرات يفصل بين كل تكبيرة بقدر ثلث تسبيحات
پہر دونو ہاتہہ ناف کی نیچی باندہ لی پہر سبحانک اللہم پڑہی پہر تین دفعہ تکبیر کہی ہر ہر تکبیر کی بیچ مین بقدر تین تین تسبیح کی فرق رکہی

لانها تقام بجمع عظيم وبالموالاة يشتبه على من كان بعيدا ويرفع يديه عند كل واحدة من ثلث
اسواسطی کہ بڑا انبوہ مین اتفاق ہوتا ہی پی در پی بلا فاصلہ کہنی مین دور کی آدمیون کو شاید سنائی نہ دی اور اپنی دونو ہاتہہ ہر ہر تکبیر کی ساتہہ

التكبيرات الثلث ويرسلهما في اثنائهن ثم يضعهما تحت سرته بعد الثالثة ويتعوذ ويسمي ثم يقرأ
تینون دفعہ کان تک اوٹہاوی اور بیچ مین دونو ہاتہہ چہوڑی رکہی پہر بعد تین بار کی ناف کی تلی دستور کی موافق باندہ لی اور اعوذ باللہ آخر تک پڑہی اور بسم اللہ پڑہ کر

الفاتحة وسورة ثم يكبر ويركع فاذا قام الى الركعة الثانية يبدأ بالقراءة ثم يكبر بعدها ثلثا يفصل
سورہ فاتحہ اور ایک اور کوئی سورۃ پڑہی پہر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کری پہر جب دوسری رکعت کی واسطی کہڑا ہو تو قرارت قرآن کی شروع کری پہر بعد قرارت کی تین تکبیر کہی

بينهن بقدر ما ذكرنا ويرفع يديه ويرسلهما عند كل تكبيرة وليس هنا وضع ثم يكبر ويركع فيكون
انکی بیچ مین بہی اسیقدر فاصلہ رکہی جو اب ذکر کیا ہی اور دونو ہاتہہ اوٹہاوی اور ہر تکبیر پر چہوڑ دیا کری اسوقت مین ہاتہہ کا باندہنا ثابت نہین ہی پہر تکبیر کہکر رکوع کرے

الركعتين تسعا ثلث منها اصليات تكبيرة الافتتاح وتكبيرتان للركوع وستة منها زوائد ثلث في الركعة
اب تکبیرین دونو رکعت کی نو ہوگئین تین تو انمین سی اصلی ہین یعنی تکبیر تحریمہ اور دو تکبیرین دونو رکوع کی اور انمین سی چہہ تکبیرین زائد ہین تین پہلی رکعت مین

الاولى قبل القراءة وثلث في الركعة الثانية بعد القراءة ولو نسي التكبير في الركعة الاولى حتى قرأ بعض
قرارت سی پہلی اور تین دوسری رکعت مین قرارت کی پیچہی اور اگر پہلی رکعت مین تکبیر کہنی بہول گیا اتنا کہ تہوڑی سی

الفاتحة او كلها ثم تذكر يكبر ويعيد الفاتحة وان تذكر بعد قراءة الفاتحة والسورة يكبر ولا يعيد القراءة
یا ساری سورہ فاتحہ پڑہ لی پہر تب یاد آئی تو اب تکبیر کہہ کر فاتحہ کو دوبارہ پڑہی اور فاتحہ اور دوسری سورۃ پڑہ کر یاد آئی تو صرف تکبیر ہی کہی قرارت کو دوبارہ

لانها

لانها تمت وبعد التمام لا یقبل النقض بالاعادة بخلاف الاول والثانی فانها لم تتم فیهما فصار کانه لم یشرع
اسواسطی کہ قرارت پوری ہوگئی اور پوری ہونی کی بعد اوٹھانی سی نقض نہین ہوسکتا برخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کی کیونکہ قرارت دونو صورتون مین پوری نہین
فیها فیعیدها رعایة للترتیب ثم یخطب بعد الصلوة خطبتین یبدأ فیهما بالتکبیر ویفصل بینهما
شروع نہین کی سو قرارت کو ترتیب کی واسطی ہٹادی پہر امام نماز کی بعد دو خطبہ پڑہی دونو خطبہ تکبیر سی شروع کری اور دونو خطبون مین اتنی دیر
بجلسة خفیفة مقدارها ان یستقر کل عضو منه فی موضعه ویسن فیهما ما یسن فی خطبة الجمعة
جلسہ خفیف کری کہ جوڑ توڑ بدن کی اپنی اپنی جگہ درست ہوجاوین اور اس خطبہ مین وہ ہی امر مسنون ہی جو جمعہ کی خطبہ مین مسنون ہی
ویکره فیهما ما یکره فیها وفی هذه العید یعلم فیها احکام صدقة الفطر ومن لم یدرك صلوة العید مع الامام
اور وہ ہی امر مکروہ ہی جو جمعہ کی خطبہ مین مکروہ ہی اور اس عید یعنی عید الفطر مین خطبہ کی اندر فطرہ کی احکام لوگون کو سناوی اور جسکو عید کی نماز امام کی ساتہہ نہ
لا یقضیها ومن ادرك الامام فی الرکوع کبر للافتتاح قائما لان تکبیرة الافتتاح شرع فی القیام المحض ثم
ملی تو اوسپر قضا نہین ہی اور جسنی امام کو رکوع مین پایا تو اول حالت قیام مین تکبیر تحریمہ کہی اسواسطی کہ تکبیر تحریمہ صرف حالت قیام کا مین جایز ہی کی گئی
للعید ان ظن انه یدرك الامام فی الرکوع لان المحل الاصلی لتکبیرات العید القیام المحض وان خاف فوت
پہر عید کی تکبیرین کہی اگر یہہ معلوم ہو کہ تکبیرین عید کی کہہ کر بہی رکوع مین امام کی ساتہہ شامل ہوجاویگا اسلئی کہ اصلی جگہ عید کی تکبیرون کی صرف قیام ہی ہی اور اگر خوف ہو
الرکوع مع الامام یکبر للرکوع ویرکع ثم یکبر تکبیرات العید فی الرکوع لانها واجبة والاشتغال بها اولی
کہ تکبیرین کہنی مین امام کی ساتہہ رکوع ہاتہہ نہین آئیگا تو بعد تکبیر تحریمہ کی تکبیر رکوع کی کہہ کر رکوع مین چلا جاوی پہر رکوع مین جاکر تکبیرین عید کی ادا کری اسلئی کہ عید کی
ویترك تسبیحات الرکوع لکونها سنة ولا یرفع یدیه فی الرکوع لان الرفع سنة ووضع الکف علی الرکبة سنة
اور تسبیحات رکوع کی ترک کردی اسواسطی کہ سنت ہین اور رکوع مین رفع یدین ہی موقوف رکہی اسواسطی کہ رفع یدین سنت ہی اور ہاتہون کا گہٹنون پر رکہنا بہی سنت
ایضا ولا وجه لاشتغال سنة فیه ترك سنة اخری واذا رفع الامام راسه فیسقط عنه ما بقی من التکبیرات
ہی اسکی کوئی وجہ نہین کہ ایک سنت کو اپنی موقع سی چہوڑ کر دوسری سنت ادا کری اور جب امام کہڑا ہوجاوی تو پہر اوسکی ذمہ سی جو تکبیر عید کی رہ گئی ہو ساقط ہوجاتی
فلا یتمها فی الرکوع ولا فی القومة بل یسارع فی متابعة الامام لانها فرض فلا یترك للواجب ولو ادرك الامام
اب ایسی تکبیر کو نہ تو رکوع مین پوری کری اور نہ قومہ مین بلکہ امام کی متابعت کی لئی جلد رکوع سی کہڑا ہوجاوی کیونکہ متابعت فرض ہی واجب کی واسطی ترک نہین ہوسکتی اور اگر
فی القومة لا یکبر فیها لانه یقضی تلك الرکعة مع التکبیرات ومن فاتته رکعة اذا قام الی قضاء ما سبق یبدأ
امام کو قومہ مین پایا تو قومہ مین تکبیر عید کی نہ کہی کیونکہ اس رکعت کو مع تکبیرات قضا کریگا اور جسکی ایک رکعت فوت ہوجاوی تو جب فائتہ کو قضا کرنی کو کہڑا ہو تو اول قرأت
بالقراءة ثم یکبر بعدها تکبیرات العید ویرکع ولو ادرك الامام فی التشهد او بعد السلام فی سجدة السهو فانه یقوم
شروع کری پہر بعد قرارت کی تکبیرین عید کی ادا کری پہر رکوع مین جاوی اور اگر امام کو التحیات مین پایا یا سلام کی بعد سہو کی سجدہ مین پایا تو اب یہہ کہڑا ہوکر
ویصلی باتیان التکبیر فی محلها ویستحب تاخیر الصلوة فی هذا العید وتعجیلها فی عید الاضحی وفی
نماز پڑہی اور تکبیرین عید کی اپنی ٹہکانی سر کہی اور اس عید کی نماز مین کچہہ تاخیر کرنی مستحب ہی اور عید الاضحی مین شتابی کرنی مستحب ہی اور
القنیة تقدم صلوة العید علی صلوة الجنازة اذا اجتمعا وصلوة الجنازة علی الخطبة وفی البزازیة اذا اجتمع
قنیہ مین ہی کہ جنازہ اور عید کی نماز اگر جمع ہوجاوین تو عید کی نماز پہلی پڑہین پہر جنازہ کی پڑہین پہر خطبہ عید کا پڑہین اور بزازیہ مین ہی اگر عید
العید والکسوف یقدم العید لانه واجب کما یقدم علی الجنازة لکون وجوبه عینا ووجوب الجنازة کفایة
اور نماز کسوف جمع ہوجاوین تو عید کی نماز پہلی پڑہین کیونکہ عید کی نماز واجب ہی چنانچہ جنازہ کی نماز پر مقدم ہی اسواسطی کہ عید کی نماز واجب عینی ہی اور جنازہ کی نماز
ویکره التنفل فی المصلی قبل صلوة العید وبعدها للامام وغیره وان غم هلال الفطر وشهد الشهود بعد الزوال
واجب کفایہ ہی اور عیدگاہ مین جاکر عید کی نماز سی پہلی نفلین پڑہنی مکروہ ہین اور بعد نماز عید کی امام وغیرہ خواص کو مکروہ ہین اور اگر انتیسوین کو چاند چہپ جاوی اور گواہ آکر

عند الامام برؤية الهلال فانه يصلي بالناس صلوة العيد من الغد لان هذا تاخير بعذر وقد روى
امام کے پاس چاند کی گواہی دین تو اب امام عید کی نماز لوگون کو اگلے دن یعنی دوسری تاریخ پڑہاوے کیونکہ لاچاری مین تاخیر ہوئی اور روایت ہے
ان قوما شهدوا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد الزوال برؤية الهلال فامر النبي عليه السلام
کہ ایک قوم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اگر دوپہر ڈہلے چاند کی گواہی دی تہی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تہا
بالخروج الى المصلى من الغد واما التاخير بغير عذر فلا يجوز وان حدث عذر يمنع من الصلوة بعد
کہ کل یعنی دوسری تاریخ عیدگاہ مین چلین اور بے عذر تاخیر کرنی جائز نہین ہے اور اگر ایسا عذر پیش آوے کہ جسمین اگلے دن بہی نماز نہوسکے
الغد لا يصلي بعده لان الاصل فيها ان لا يصلي في اليوم الثاني ايضا لكون يوم الفطر واحدا لكن قد ورد
تو پہر نماز نہین ہے کیونکہ اصل اسمین یہہ ہی ہے کہ اگلے روز بہی نماز نہ پڑہین کیونکہ یوم فطر ایک ہی ہے لیکن حدیث شریف مین
الحديث بالتاخير الى اليوم الثاني عند العذر فبقي ما وراءه على قضية القياس ثم ينبغي ان يعلم
اگلے دن تک کی تاخیر عذر کی حالت مین آگئی ہے سو اوسکے بعد قیاس کے مطابق ممنوع ہے پہر سمجہنے کی بات ہے
ان رؤية الهلال وان كان سببا لوجوب الصوم والفطر لقوله عليه السلام صوموا لرؤيته وافطروا
کہ چاند کی دیکہنے سے اگرچہ روزہ رکہنا ہے اور روزہ افطار کرنا بہی واجب ہوجاتا ہے کیونکہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے روزہ رکہو چاند دیکہہ کر اور لوٹا
لرؤيته لكن العمل به لا يلزم الا بعد قضاء القاضي ولهذا يلزم المراجعة اليه ثم انه اذا كان في السماء
کرو چاند دیکہہ کر پر عمل اس حدیث کے موافق بدون حکم قاضی کے نہین ہوتا اسیواسطے قاضی کے پاس مراجعت کرنی چاہیے پہر اگر آسمان مین کچہہ
علة سواء كان غيما او دخانا او بخارا او غبارا او نحو ذلك لا يقبل في هلال الفطر الا شهادة رجلين
رکاوٹ ہو برابر ہے کہ ابر ہو یا دہوان ہو یا بخار ہو یا گرد غبار ہو یا مانند اسکے تو ہلال فطر مین گواہی مقبول نہین ہوگی بدون دو مردون
او رجل وامراتين وكما يشترط فيه العدد يشترط الحرية والعدالة ولفظ الشهادة لتعلق حق العباد به لانهم
یا ایک مرد اور دو عورتون کی اور جیسے یہہ عدد شرط ہے ایسے ہی یہہ شرط ہے کہ گواہ ازاد عادل ہون اور لفظ شہادت کا ہو کیونکہ اس سے حق العباد متعلق ہین
ينتفعون به فيثبت بما يثبت به سائر حقوقهم بخلاف هلال رمضان فانه المتعلق به حق الشرع وهو
اسلئے کہ اونکا اسمین نفع ہے سو عید کا چاند اسیطور پر ثابت ہوگا جسطور اونکے تمام حقوق ثابت ہوتے ہین برخلاف چاند رمضان کے کیونکہ اس چاند سے صرف حق شرع کا متعلق ہے
الصوم فيكتفي فيه بخبر الواحد العدل حرا كان او عبدا ذكرا كان او انثى واما اذا لم يكن في السماء علة فلا يقبل
یعنی روزہ سو اسمین ایک شخص عادل کی خبر بہی کافی ہے ازاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت ہان اگر آسمان صاف ہو کچہہ روک نہو تو اب
شهادة الواحد في هلال رمضان ولا شهادة الاثنين في هلال الفطر وانما تقبل شهادة جمع كثير يقع العلم بخبرهم
گواہی ایک شخص کی رمضان کی چاند مین اور گواہی دو شخصون کی عید الفطر کی چاند مین مقبول نہین ہوگی اب گواہی بہت انبوہ کی مقبول ہوگی جنکی خبر سے یقین آجاوے
واختلفوا في مقدار ذلك فقيل لا بد من اهل محلة وقيل لا بد من خمسين رجلا وعن محمد لا بد ان يتواتر
اور اس انبوہ کی مقدار مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین ایک محلہ والے چاہیین اور بعضے کہتے ہین پچاس مرد چاہیین اور امام محمد سے روایت ہے کہ ہر طرف سے
الخبر من كل جانب والصحيح انه مفوض الى راي الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعي الموجب
خبر کا پے درپے آنا چاہیے اور صحیح مذہب یہہ ہے کہ حاکم کی راے پر حوالہ ہے اسواسطے کہ جو علم اونکی خبر سے حاصل ہوتا ہے تو اوس سے علم شرعی مراد ہے جس سے عمل
للعمل وهو غلبة الظن لا العلم بمعنى التيقن ومن راى هلال الفطر وحده وشهد عند القاضي ولم يقبل
کرنا واجب ہوجاوے یعنی ظن غالب ہوجاوے علم یقین کی درجہ کا مراد نہین ہے اور اگر کسی نے عید کا چاند اکیلے نے دیکہا اور قاضی کے روبرو جاکر گواہی دی پر اوسکی گواہی
شهادته فانه يصوم ولا يفطر وان افطر يقضي ولا كفارة عليه ولو راى الامام هلال الفطر وحده لا يفطر
مقبول نہوئی تو اسکو چاہیے کہ روزہ رکہے افطار نکرے اور اگر افطار کیا تو قضا کرے اور اوسپر کفارہ نہین ہے اور اکیلے امام نے اگر عید کا چاند دیکہا تو افطار نکرے

ولا یخرج لصلوٰۃ العید ومن رای هلال الفطر وقت العصر فظن انقضاء مدۃ الصوم وافطر قال فی المحیط اختلفوا
اور عید کی نماز کو بھی نجاوی اور اگر کسی نی عید کا چاند عصر کی وقت دیکھہ کر اس خیال سی کہ مدت روزون کی تمام ہوئی روزہ افطار کر ڈالا محیط مین کہتا ہی

فی وجوب الکفارۃ والاکثر علی الوجوب ولو ان اهل بلدۃ راوا هلال رمضان صاموا تسعۃ وعشرین
کہ بابت وجوب کفارہ کی اختلاف ہی اکثر فقیہ کفارہ واجب بتاتی ہین اور اگر ایک شہر والون نی رمضان کا چاند دیکھہ کر انتیس روزی رکھی تہی

یوما فشهد جماعۃ عند القاضی فی الیوم التاسع والعشرین ان اهل بلدۃ کذا راوا هلال رمضان فی
کہ اسمین ایک گروہ نی قاضی کی پاس انتیسوین تاریخ آکر گواہی دی کہ فلانی شہر والون نی رمضان کا چاند فلانی شب مین تمسی ایک دن پہلی

لیلۃ کذا قبلکم بیوم فصاموا وهذا الیوم یوم الثلثین من رمضان واهل هذہ البلدۃ لم یروا الهلال
دیکھہ کر روزی رکھی ہین اور آج رمضان کی تیسوین تاریخ ہی فقط اور حال یہہ ہی کہ اس شہر والون کو اوس شب مین چاند نہین نظر آیا تہا

فی تلک اللیلۃ والسماء مصحیۃ لا یباح لهم الفطر غدا ولا یترک التراویح لان هذہ الجماعۃ لم یشهدوا بالرویۃ
باوجودیکہ آسمان صاف تہا تو اب ان لوگون کو اگلی دن افطار کرنا مباح نہین اور نہ تراویح ترک کرین اسلئی کہ اس گروہ نی نہ چاند دیکھنی کی گواہی دی ہی

ولا علی شهادۃ غیرهم وانما حکوا رویۃ غیرهم واما لو کان شهدوا عند القاضی ان قاضی بلدۃ کذا
اور نہ اورونکی گواہی پر گواہی دی ہی صرف اورون کی رویت کا حال بیان کیا ہی ہان اگر قاضی کی سامنی یہہ گواہی دیتی کہ فلانی شہر کی قاضی کی سامنی

شهد عندہ شاهدان برویۃ الهلال فی لیلۃ کذا وقضی ذلک القاضی بشادتهما جاز لهذا القاضی ان
دو گواہون نی فلانی شب مین چاند دیکھنی کی گواہی دی تہی اور اوس قاضی نی اونکی گواہی کی موافق حکم جاری کیا تو اب اس قاضی کو بھی جایز ہوتا کہ انکی گواہی کی موافق

یقضی بشهادتهم لان قضاء القاضی الاول حجۃ فیجوز العمل بہ یسر لنا اللہ تعالی عملا موافقا لرضائہ بلطفہ
حکم کر دیتا اسواسطی کہ پہلی قاضی کا حکم حجت ہی اوسپر عمل کرنا جایز ہی الٰہی ہمپر آسان کر اعمال اپنی موافق رضا کی اپنی لطف اور

وکرمہ امین یا معین المجلس الثالث والثلثون فی بیان فضیلۃ صوم شوال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کرم سی قبول کر یا مددگار تینتیسوین مجلس مین بیان روزہ ماہ شوال کی فضیلت کا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

من صام رمضان ثم اتبعہ ستا من شوال کان کصیام الدهر هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ
جس نی رمضان کی روزہ رکھی پھر اوسکی پیچھی چھہ روزہ شوال کی رکھی تو ایسا ہی جیسی تمام سال کی روزی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ اور

ابو هریرۃ وابو ایوب الانصاری وانما کان ذلک کصیام الدهر لان الحسنۃ تضاعف بعشر امثالها
ابوایوب انصاری کی روایت سی اور یہہ روزی مانند روزون سال کی اسلئی ہین کہ حسنات دس گونہ زیادہ ہوتی ہین

فمن صام رمضان بصیر کانہ صام عشرۃ اشهر ثم اذا صام بعدہ ستۃ ایام من شوال یصیر
پھر جسنی رمضان کی روزی رکھی توگویا دس مہینی کی روزی رکھی پھر اگر بعد اوسکی شوال مین چھہ روزی رکھی تو

کانہ صام شهرین فیکون المجموع کاثنی عشر شهرا فان قیل یفهم من هذا الکلام ان المراد من الدهر
گویا دو مہینی کی روزی رکھی پھر سب ملکر گویا بارہ مہینی کی روزی ہوئی اگر اعتراض کرین کہ اس کلام سی یہہ سمجھا جاتا ہی کہ دہر سی مراد

السنۃ لکن استعمال الدهر بمعنی السنۃ غیر متعارف فی کلامهم بل هو عند اهل اللغۃ یطلق علی الابد
ایک سال ہی پر دہر کا استعمال سال کی معنون مین عرب کی کلام مین پایا نہین جاتا بلکہ دہر کی لفظ کو لغت والی زمانہ ابدی پر بولتی ہین

وقد اتفق ابو حنیفۃ وصاحباہ علی ان الدهر المعرف باللام یکون للعمر فالظاهر ان یحمل علی مدۃ العمر
اور امام ابو حنیفہ اور صاحبین اس بات پر متفق ہین کہ دہر کا لفظ الف لام کی ساتھہ یعنی الدہر تمام عمر کی معنون مین ہی تو اب ظاہر یون معلوم ہوتا ہی کہ تمام عمر کی

ولا وجہ لحملہ علی السنۃ فالجواب ان الحمل علی السنۃ هو الحسن علی مدۃ العمر لان المکلف لا بد لہ ان یصوم
معنی لین ایک سال کی معنون کی کوئی وجہ نہین ہی تو جواب یہہ ہی کہ سال کی معنی لینی یہہ ہی معنی مدت عمر کی ہین اسواسطی کہ مکلف آدمی کو ضرور ہی کہ رمضان کی روزی

رمضان ثم اذا اعتاد ان يصوم بعده ستة ايام من شوال يكون كمن صام مدة عمره فان قيل
رکہی پہر جب یہہ عادت ہوئی کہ بعد اوسکی شوال میں چہہ روزی رکہا کری تو ایسا ہی کہ اپنی تمام عمر روزی رکہی اگر کوئی اعتراض کری

من صام شهرا كاملا اي شهر كان ثم صام بعده ستة ايام يكون كصيام سنة بمقتضى قوله تعالى
جب کوئی کسی ایک پوری مہینی کی روزی رکہی پہر اوسکی بعد چہہ روزی اور رکہی تو یہہ بہی برابر ایک سال کی ہونگی موافق مضمون اس آیت کی

من جاء بالحسنة فله عشر امثالها فما وجه تخصيص رمضان وشوال بالذكر فالجواب ان شهر
جو کوئی لایا نیکی اوسکو ہی اوس سی دس گونہ پہر خاص رمضان اور شوال کی ذکر کرنی کی کیا وجہ ہی تو جواب یہہ ہی کہ رمضان کا

رمضان متعين للصوم وشهر شوال لوقوعه عقيبه كان صيامه كصيامه في الفضل وملحقا به في الشرف
مہینہ روزوں کی لئی متعین چلا آتا ہی اور شوال کا مہینا چونکہ اوسکی بعد اوس سی متصل ہی تو شوال کی روزی بہی فضیلت میں رمضان کی مانند ہیں اور شرافت میں

حتى قيل صيام ستة ايام من شوال يلتحق بصيام رمضان ويكون لمن صامها مع رمضان كصيام
اوسکی ساتہہ ملی ہوئی ہیں یہاں تک کہتی ہیں چہہ روزی عید کی چاند کی رمضان کی روزوں میں داخل ہیں اور جو کوئی شوال کی چہہ روزی ہمراہ رمضان کی ادا کری اوسکو ایسا ثواب

الدهر فرضا فلذلك خص ايامها بالذكر من بين سائر الشهور ثم الافضل ان يكون صومها بعد يوم الفطر
ہی گویا تمام سال کی فرض روزی ادا کئی اس لئی خاص ان دونو مہینوں کا تمام مہینوں میں سی ذکر کیا پہر افضل یہہ ہی کہ روزی شوال میں بعد عید الفطر کی

متوالية وحكي عن بعض العلماء كراهة صومها متصلا به حذرا عن التشبيه باهل الكتاب في زيادتهم
پی در پی ہوں اور بعضی علماء سی مذکور ہی کہ متصلا روزی مکروہ ہیں تا کہ اہل کتاب کی مشابہت سی بچی اس طلب میں کہ وہ اپنی فرض پر بڑہا لئی ہیں

على الفرض لكن لا كراهة فيه في المختار لان الكراهة انما تكون فيما لا يؤمن ان يعد ذلك من رمضان
لیکن مختار مذہب میں کچہہ کراہت نہیں ہی کیونکہ کراہت تب ہی کہ یہہ خوف ہو کہ یہہ روزی رمضان میں شمار کئی جائینگی

ويكون تشبيها بالنصارى في زيادتهم على الفرض وقد زال هذا المعنى لانتفاء الاتصال بفصل يوم
اور مشابہت نصاری کی فرض پر بڑہا لینی میں ہو جائیگی اور یہہ بات کہاں رہی جب کہ عید کا روز بیچ میں آجانی سی اتصال جاتا رہا

الفطر مع ان كلامهم يشير الى ان الكراهة في حق العوام لا في حق اهل العلم وروي عن ابي حنيفة انه
باوجودیکہ فقہاء کی کلام میں یہہ اشارہ ہی کہ عوام کی حق میں مکروہ ہی اہل علم کی حق میں مکروہ نہیں ہی اور روایت ہی ابو حنیفہ سی کہ

كرهه متتابعا ومتفرقا والمتاخرون من علماء مذهبه لم يروا به باسا لكنهم اختلفوا في ان الافضل
مکروہ جانتی تہی پی در پی کو اور جدا جدا کو اور متاخر علماء حنفی مذہب اسمیں کچہہ باک نہیں جانتی پر اسمیں اختلاف کرتی ہیں کہ آیا افضل پی در پی ہیں

التتابع او التفرق فان فرقها او اخرها عن اوائل الشهر يحصل له فضيلة الاتباع ويكون ابعد من شبهة
یا جدا جدا اگر جدا جدا رکہی یا اول ماہ سی گذر کر آخر مہینی میں رکہی تو اوسکو فضیلت اتباع کی ملجاتی ہی اور اختلاف کی شبہ سی بہی الگ رہتا ہی

الاختلاف واما ما قيل هذا شيء وضعه الجهال وكل حديث يروى فيه فهو موضوع فلا ينبغي ان يسمع هذا
اور یہہ جو کہتی ہیں کہ یہہ بات جاہلوں کی گہڑت ہی اور جو حدیث اس باب میں مروی ہی وہ سب موضوع ہیں تو یہہ طعن سننی کی لایق

الطعن لان هذا الحديث ثابت في صحيح مسلم وكل حديث ثبت في احدى الصحيحين لا يسمع طعن الوضع فيه
نہیں ہی کیونکہ یہہ حدیث صحیح مسلم میں موجود ہی اور جو حدیث صحیح مسلم یا صحیح بخاری میں موجود ہو اوسمیں عیب وضعی ہونیکا مسموع نہیں ہی

ثم ينبغي ان يعلم ان بعض الناس كانوا لا يرون يمنا في التزوج في شوال ويتطيرون به وهذا من امر الجاهلية
پہر سمجہنی کی بات ہی کہ بعضی آدمی شوال میں نکاح کرنیکو مبارک نہیں جانتی اسمیں بد فالی لیتی ہیں سو یہہ بات جاہلیت کی ہی

فانهم كانوا يتشاءمون بشوال من النكاح فيه وسبب ذلك على ما قيل ان طاعونا وقع في شوال في سنة
جاہلیت والی شوال میں نکاح کرنیکو نحس جانتی تہی اسکا سبب یہہ کہتی ہیں کہ ایک سال میں ماہ شوال کی اندر وباء طاعون پیدا ہوئی تہی

من

من السنين وبنات فيه كثير من العرايس فتشاءم به اهل الجاهلية وقد ورد في الشرع بابطاله
اوسمیں بہت نئے دلہنین مرگئی تھین سو اہل جاہلیت نی اسکو نحس ٹہرالیا اور شرع مین اسکا ابطال ظاہر موجود ہی

كما روي عن عائشة انها قالت تزوجني رسول الله صلى الله وسلم في شوال وبنى بي في شوال فاي
چنانچہ عائشہ سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی مجہسی ماہ شوال مین نکاح کیا اور ماہ شوال مین مجہسی مجامعت کی پہر کونسی

نساء رسول الله صلى الله عليه وسلم كان احظى عنده مني قال النووي انها قصدت بهذا رد ما كان عليه
بی بی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجہ سی زیادہ بہرہ مند تہی نووی کہتا ہی کہ عائشہ کا مقصود اس بیان سی رد کرنا اعتقاد

اهل الجاهلية من تطير التزوج في شوال فانهم كانوا يتشاءمون بشهر شوال في النكاح خاصة كما كانوا يتشاءمون
اہل جاہلیت کا ہی یعنی ماہ شوال مین نکاح کرنیکی بدشگونی کیونکہ اہل جاہلیت ماہ شوال مین صرف نکاح کرنیکو نحس جانتی تہی جیسی ماہ صفر کو

بشهر صفر مطلقا ويقولون انه شهر مشئوم وكثير من الناس في هذا الزمان يوافقونهم ويتشاءمون
مطلق سب باب مین منحوس جانتی تہی اور کہتی تہی کہ یہہ مہینہ منحوس ہی اور بہت لوگ اس زمانہ مین بہی اونکی ساتہی بنکر ماہ صفر کو منحوس سمجہتی ہین

بشهر صفر ويمتنعون فيه عن السفر والتزوج وغيرهما فان تخصيص الشوم بزمان دون زمان كشهر شوال
اور اس مہینی مین سفر اور نکاح وغیرہ نہین کرتی بیشک خصوصیت نحوست کی کہ کسی وقت ہو اور کسی وقت نہو جیسی ماہ شوال

وغيره غير صحيح فان الزمان كله من خلق الله تعالى ويقع فيه افعال العباد فكل زمان شغله العبد بطاعة
وغیرہ مین صحیح نہین ہی کیونکہ تمام زمانہ اللہ تعالی کا پیدا کیا ہوا ہی جسمین تمام عباد اللہ کاربار کرتی ہین سو جس زمانہ کو آدمی عبادت مین صرف کری

فهو زمان مبارك عليه وكل زمان شغله العبد بمعصية فهو زمان مشئوم عليه والشوم واليمن
وہ زمانہ اوسپر مبارک ہی اور جس زمانہ کو آدمی معصیت مین صرف کری وہ زمانہ اوسکی حق مین نحس ہی اور نحس اور مبارک

في الحقيقة هو المعصية والطاعة كما قال عدي بن حاتم يمن المرء وشومه بين لحييه يعني لسانه
حقیقت مین معصیت اور طاعت ہی چنانچہ عدی ابن حاتم کہتا ہی آدمی کی برکت اور نحوست دونو جبڑون مین ہی مراد زبان ہی

وقال ابن مسعود ان كان الشوم في الشيء ففيما بين اللحيين يعني اللسان وما شيء احوج الى طول السجن
اور ابن مسعود کہتی ہین اگر کسی چیز مین نحوست ہوا کرتی تو اسمین ہوتی جو دونو کلون مین ہی یعنی زبان اور کوئی چیز سوا زبان کی ایسی نہین جو قید کی زیادہ محتاج

من اللسان وروي عن عائشة انه عليه السلام قال الشوم سوء الخلق فلا شوم في الحقيقة الا المعاصي و
ہو اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا نحوست بدخلقی ہوتی ہی سو اب حقیقت مین نحوست سوای معاصی اور

الذنوب فانه تسخط الله تعالى فانه تعالى اذا سخط على عبد يكون ذلك شقيا في الدنيا والآخرة واذا
گناہون کی کوئی چیز نہین ہی کیونکہ گناہ سی اللہ تعالی بیزار ہوتا ہی اور اللہ تعالی اگر کسی بندہ سی بیزار ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت مین بدبخت ہی اور اگر

رضي عن عبد يكون ذلك العبد سعيدا في الدنيا والآخرة وبعض الصالحين قد شكى اليه عن
کسی بندہ سی راضی ہو تو وہ بندہ دنیا اور آخرت مین نیکبخت ہی اور بعضی صلحاء کی پاس عام مصیبت کی جسمین

بلاء وقع الناس فيه فقال ما ارى ما انتم فيه من البلاء الا بشوم الذنوب فعلى هذا يكون
تمام خلق گرفتار تہی شکایت کی جواب دیا جس بلاء مین تم گرفتار ہو مجہکو سوا نحوست گناہونکی معلوم نہین ہوتی اس حکایت کی موافق

المعاصي مشوما على نفسه وعلى غيره فانه لا يؤمن ان ينزل عليه عذاب فيعم الناس
نافرمان بندہ آپ اپنی جان پر اور سب پر منحوس ہی کیا بعید ہی کہ اوسپر عذاب نازل ہو پہر سبکو پکڑلی

خصوصا من لم ينكر عمله فالبعد عنه لازم وكذلك الاماكن التي يفعل فيها المعاصي
خاص اون لوگون کو جو اوسکی عمل سی انکار نہین کرتی سو اوس سی دور رہنا لازم ہی ایسی ہی اون مکانون سی جہان معاصی عمل مین آتی ہین

یلزم البعد عنها والهرب منها خشیة نزول العذاب علی من کان فیها کما قال النبی صلی الله علیه وسلم لاصحابه
دور رہنا اور بہاگنا چاہیئی اس خوف کی ماری کہ مبادا جو جو اوس مکان میں ہیں سب پر عذاب نازل ہو چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اپنی یاروں کو
حین مر علی دیار ثمود بالحجر لا تدخلوا اماکن هؤلاء المعذبین الا ان تکونوا باکین خشیة ان یصیبکم ما اصابهم
منع فرمایا جب وہ حجر میں دیار قوم ثمود پر گذری کہ ان لوگوں حد سی بڑہی ہودنکی مکانوں میں داخل نہونا مگر روتی ہوئی اس خوف کی ماری مبادا تمپر بہی وہ عذاب
فان هجران اهل العصیان من جملة الهجرة المامور بها التی سبب لمغفرة الذنوب والخطایا الا تری ان الذی
جو اونپر آیا تہا آجاوی بیشک اہل عصیان سی ملاپ ترک کرنا ہجرت میں داخل ہی جسکا حکم ہی اور باعث بخشش ذنوب اور خطا کا ہی کیا تجکو معلوم نہیں کہ جسنی
قتل مائة نفس من بنی اسرائیل سئل عالما من علمائهم هل له توبة فقال له العالم نعم وامره ان ینتقل من
سو آدمی بنی اسرائیل کی قتل کر کر اپنی عالموں میں سی ایک سی پوچہا آیا میری کوئی توبہ ہی عالم نی اوسکو جواب دیا ہاں اور اوسکو بتایا کہ مفسد
قریة الفساد الی قریة الصلاح وادرکه الموت بینهما واختصم فیه ملئکة الرحمة وملئکة العذاب فاوحی
گانوں میں سی صالح گانوں میں چلا جا پہر وہ دونو گانوں کی بیچمیں جاتا ہوا مر گیا اب رحمت اور عذاب کی فرشتوں میں جہگڑا ہوا کہ دونوں میں سی اسکو کون لی
الله الیهم ان قیسوا بینهما والی ایهما کان اقرب الحقوه بها فوجدوه الی القریة الصالحة اقرب برمیة الحجر فالقوه
اور اللہ تعالی نی اونکو وحی بہیجی کہ پیمایش کر کر دیکہو جدہر نزدیک ہو اودہر ملا دو پہر اوسکو صالح گانو کی طرف اتنا نزدیک پایا جتنا ڈہیلا پہینکتی ہیں
بها برحمة الله تعالی و مغفرته المجلس الرابع والثلثون فی بیان فضیلة العشر الاول من ذی
سو اللہ کی رحمت اور مغفرت سی اودہر ہی ملا دیا چونتیسویں مجلس ماہ ذی الحجہ کی پہلی عشرہ کی فضیلت کی بیان میں
الحجة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من ایام العمل الصالح فیهن احب الی الله تعالی من هذه الایام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کوئی دن ایسی نہیں ہیں جنمیں عبادت اللہ تعالی کو محبوب تر ہو بہ نسبت ان دنوں کی
هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابن عباس والمراد من هذه الایام العشر الاول من ذی الحجة بدلیل قوله علیه السلام
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابن عباس کی روایت سی اور مراد ہذہ الایام سی ذالحجہ کا پہلا دہا ہی اسواسطی کہ اور حدیث میں ارشاد ہی
فی حدیث اخر ما من ایام احب الی الله تعالی ان یتعبد له فیها من عشر ذی الحجة یعدل صیام کل یوم منها
کوئی دن نہیں ہیں کہ اللہ تعالی کو اپنی عبادت اونمیں محبوب تر ہو بہ نسبت عشرہ ذالحجہ کی کہ اسمیں سی ہر روز کا روزہ برس دن کی روزوں کی برابر
بصیام سنة وقیام کل لیلة منها بقیام لیلة القدر وانما کان العمل الصالح فی هذه الایام افضل لانها ایام
اور ہر شب کا قیام قیام لیلة القدر کی برابر ہوتا ہی اور ان دنوں میں عمل صالح اسلئی افضل ہی کہ یہہ دن بیت اللہ
زیارة بیت الله تعالی والمسجد الحرام والبلد الحرام والوقت اذا کان افضل یکون العمل الصالح فیه افضل
اور مسجد حرام اور مکہ کی زیارت کی ہیں اور وقت جب افضل ہوتا ہی تو اسمیں عمل صالح بہی افضل ہوتا ہی
وروی عن ابی الدرداء انه قال علیکم بصوم ایام العشر واکثار الدعاء والاستغفار والصدقة فیها فانی
اور ابو درداء سی روایت ہی کہ کہتی تہی اپنی اوپر روزی ان دس دن کی اور بہت دعا اور استغفار اور خیرات لازم کرلو کیونکہ میں نی
سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم الویل لمن حرم خیر ایام العشر وعلیکم بصوم الیوم التاسع خاصة فان فیه
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی افسوس ہی اوس شخص پر جو ان دس دن کی خوبی سی محروم رہا اور اپنی اوپر خاص کر نویں تاریخ کا روزہ لازم کرلو کیونکہ اسمیں
من الخیرات اکثر من ان یحصیها العادون وروی انه علیه السلام قال یوم عرفة احتسب علی الله تعالی ان یکفر السنة
اسقدر خوبی ہی کہ شمار کرنیوالوں کی اندازہ سی بڑہتی ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا میں ایسا گمان کرتا ہوں کہ عرفہ کا دن ایک سال گذشتہ
التی قبلها والسنة التی بعدها یعنی ان من صام یوم عرفة ارجو من الله تعالی ان یغفر ذنوبه الصغائر
اور ایک سال آیندہ کا کفارہ ہو جاوی مراد یہہ ہی کہ جسنی نویں تاریخ ذی حجہ کو روزہ رکہا تو امید ہی اللہ تعالی سی کہ اوسکی تمام [illegible] گناہ

الواقعة

الواقعة فی السنة الماضیة ویکون فی حفظ الله تعالی وکنفه من اقتراف الذنوب فی السنة الآتیة قال قاضیخان
جو سال گذشتہ مین ہوئی ہین معاف ہوجاوین اور سال آیندہ مین اللہ تعالی کی حفاظت مین رہی کہ گناہ اوس سی تمام سال مین نہوفی پاوی قاضیخان

فی فتاواه ولا باس بصوم یوم عرفة سواء کان فی الحضر او السفر اذا کان یقوی علیه ویکره صوم عرفة بعرفات وکذا
اپنی فتاوی مین کہتا ہی عرفہ کی دن کی روزہ مین کچہہ مضائقہ نہین ہی برابر ہی مقیم ہو یا مسافر ہو اگر روزہ رکہنی کی طاقت رکہتا ہی اور عرفات مین عرفہ کی دن کا روزہ مکروہ ہی اور ایسی

یوم الترویة لانه یعجز عن اداء افعال الحج فاذا اراد العبد ان ینال الثواب والفضائل التی ذکرها النبی علیه السلام
ذیحجہ کی آٹھوین تاریخ کا روزہ اسلئی کہ ارکان حج کی ادا کرنی سی تہک ہی کا اگر آدمی یہہ آرزو کری کہ وہ ثواب اور فضیلت جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی ذکر فرمائی ہی حاصل کری

ینبغی له ان یعرف حرمة الوقت وشرفه ویحفظ فیه لسانه عن الکذب والغیبة وقبیح الکلام وجوارحه عن الخطایا
تو اوسی چاہئی کہ وقت کا عزت اور شرافت کا لحاظ رکہی اوسمین اپنی زبان کو جہوٹہ اور غیبت اور بیہودہ کلام سی بند رکہی اور اپنی اعضا آنکہہ ہاتہہ وغیرہ کو خطا سی بچاوی

والآثام وقلبه عن العجب والکبر وعداوة الانام هذا ما بینه النبی علیه السلام من العبادة فی یوم عرفة واما الاجتماع
اور اپنی دل کو غرور اور تکبر اور خلقت کی دشمنی سی نگاہ رکہی عرفہ کی دن مین یہہ وہ عبادت ہی جو نبی علیہ السلام نی فرمائی ہی اور اوس دن مین جمع ہوکر

فی ذلک الیوم فی الجامع او فی مکان خارج المصر تشبیها بالواقفین فلیس بشیء لان الوقوف عبادة مخصوصة بعرفات
مسجد جامع مین یا جنگل مین کسی مکان کی اندر ابنوہ کرنا عرفات والون کی مشابہت کی لئی صرف بی اصل ہی اسواسطی کہ وقوف بعرفات عبادت مخصوصہ عرفات پر ہی

فلا یکون عبادة فی غیرها کسائر المناسک حتی ان احدا طاف حول المسجد سوی الکعبة یخشی علیه الکفر وروی عن
سو وہ اور کسی جگہہ عبادت نہین ہوسکتی جیسی حج کی اور احکام یہان تک کہ اگر کوئی شخص کسی مسجد کی گرد طواف کری سوای کعبہ کی تو کفر کا خوف ہی اور ام سلمہ سی

ام سلمة انه علیه السلام قال اذا دخل العشر واراد ان یضحی فلا یمس من شعره وبشرته شیئا وفی روایة من رای هلال
روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جب عشرہ ذی الحجہ کا شروع ہوئی اور قربانی کرنیکا ارادہ ہو تو اپنی بال اور بدن کو کچہہ نہ چہوئی اور ایک روایت مین اون ہی جسنی ذی الحجہ کا چاند دیکہا

ذی الحجة واراد ان یضحی فلا یاخذ من شعره واظفاره قال فی شرح السنة اختلف العلماء فی العمل بظاهر هذا الحدیث
اور قربانی کرنیکا ارادہ ہوا تو بال اور ناخن نہ تراشی شرح السنہ مین مذکور ہی علما اس حدیث کی ظاہر پر عمل کرنی مین اختلاف کرتی ہین

فذهب قوم الی ان من یرید التضحیة لا یجوز له بعد دخول العشر ان یاخذ من شعره وظفره ما لم یذبح وقالوا النهی
سو ایک گروہ کا یہہ مذہب ہی کہ جو شخص قربانیکا ارادہ کری تو اوسکو ماہ ذی الحجہ شروع ہونی کی بعد قربانی ذبح کرنی سی پہلی اپنی بال یا ناخن تراشنی جایز نہین ہین اور کہتی ہین کہ ممانعت

فیه للتحریم وکان ابو حنیفة ومالک والشافعی یرون ذلک علی الندب والاستحباب قال فی شرح المنیة یندب لمن
واسطی حرمت کی ہی اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور امام شافعی اسکو مندوب اور مستحب سمجہتی تہی منیہ کی شرح مین کہتا ہی قربانی کرنیوالی کو مستحب ہی

اراد ان یضحی تاخیر تقلیم الاظفار وحلق الراس الی ان یضحی ولا یجب وان استلزم التاخیر الکراهة لا یؤخر وهو ما
کہ قربانی ذبح کرنی تک ناخن تراشنی اور سر مونڈانی مین تاخیر کری اور واجب نہین ہی اور اتنی تاخیر کرنی مین اگر کراہت لازم آتی ہو تو تاخیر نہ کری اور کراہت یہی ہی

زاد علی الاربعین اذ قد ذکر فی القنیة ان الافضل للعبد ان یقلم اظفاره ویقص شاربه ویحلق عانته وینظف بدنه
کہ چالیس دن سی زیادہ ہوجاوی اسلئی کہ قنیہ مین مذکور ہی کہ آدمی کو افضل یہہ ہی کہ ہر ہفتہ مین ناخن تراشی اور لبین کترواوی اور موی عانی مونڈی اور نہا دہوکر بدن کو

بالاغتسال فی کل اسبوع فان لم یفعل ففی کل خمسة عشر یوما ولا عذر فی ترکه وراء الاربعین فالاسبوع هو الافضل
پاک صاف کری پہر اگر ہر ہفتی مین نہوسکی تو ہر پندرہ دن کی بعد اور چالیس دن کی بعد دیر کرنی مین کوئی عذر نہین ہی سو ہفتہ تو افضل مدت ہی

والخمسة عشر الاوسط والاربعون الابعد ولا عذر له فیما وراء الاربعین ویستحق الوعید ثم ان النهی لیس للتشبه
اور پندرہ دن مدت درمیانہ ہی اور چالیس دن انتہا کی مدت ہی پہر چالیس دن کی بعد کوئی عذر نہین ہی پہر سزاوار وعید کا ہی پہر یہہ ممانعت بال مونڈانی کی اس لئی نہین ہی

بالحجاج المحرمین کما ذهب الیه بعض العلماء اذ لو کان للتشبه لشاع فی سائر محظورات الاحرام ولم یختص بالاخذ من اجزاء
کہ حجاج احرام والون سی مشابہت پیدا ہو چنانچہ بعضی علماء کا یہہ مذہب ہی کیونکہ اگر ممانعت مشابہت کی لئی ہوتی تو احرام کی تمام ممنوعات مین یہہ جاری ہوتی جیسی شکار قتل حیوان وغیرہ

البدن بل علة النهي على ما ذكره التوربشتي ان المضحي يجعل ضحيته فدية يفتدي بها نفسه من عذاب
خاص نہوتی بلکہ نہی کی علت موافق بیان تورپشتی کی یہہ ہی کہ قربانی کرنیوالا اپنی قربانی کو قیامت کی عذاب سی اپنی جان کا عوض دیتا ہی اور اس سی قربت آلہی

يوم القيامة ويزداد بها قربة الى الله تعالى فكان بما اكتسب من السيئات وبما اتى به في حقوق الله تعالى من
زیادہ حاصل ہوتی ہی سو گویا کہ برائیان کر کر اور حقوق اللہ مین کوتاہی برت کر

التقصيرات رأى نفسه مستوجبة لاعظم العقوبات وهو القتل غير انه احجم عن الاقدام عليه لانه لم يأذن
اپنی جان کو بڑی سی بڑی عذاب یعنی قتل کا سزاوار جانتا ہی پر اپنی جان کی قتل کرنی سی باز رہا کہ شرع مین اسکی اجازت نہین ہی

له فيه فيجعل قربانه فداء لنفسه فصار كل جزء من قربانه فداء لكل جزء من بدنه فعمت بركة القربان
اب قربانی کو اپنی جان کا بدلہ دیا سو ہر ہر جز قربانی کا اسکی بدن کی ہر ہر جز کا بدلہ ہی اب قربانی کی برکت تمام اجزاء بدن کو شامل ہوجاتی ہی

جميع اجزاء البدن فلم يخل منها ذرة ولم يحرم منها شعرة فلما كانت هذه الفضيلة ملحقة بالاجزاء المتصلة
کوئی ذرہ بدن کا خالی اور کوئی بال تمام بدن مین سی محروم نہین رہتا اور یہہ فضیلت جو انہین اجزا سی خاص تھی جو قربانی کرنیوالی کی بدن سی متصل ہو

بالمضحي دون المنفصلة عنه رأى النبي عليه السلام ان لا يمس شيئا من شعره وبشرته لئلا يفقد من ذلك
اجزاء منفصل سی نہین ہوتی تو پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا کہ اپنی بال اور بدن کو نہ چھوئی تاکہ کوئی فضیلت بوقت اوترنی رحمت

شيء ما عند نزول الرحمة وفيضان النور الالهي فيتم له الفضائل وينزع عنه النقائص فعلى هذا ينبغي
اور فیضان نور الٰہی کی گم نہو پہر فضائل تمام پوری ہون اور نقصان کچھ باقی نہ رہی اب لوگون کو چاہیی

للناس ان يطلبوا هلال ذي الحجة ويعدوا ايامه ليعلموا وقت ذبح الاضحية ويستعدوا لها لكن ثبوت
کہ ماہ ذی حجہ کا چاند تلاش کیا کریں اسکی دن گنتی رہین تاکہ قربانی ذبح کا وقت ٹھیک معلوم ہو اور اوسکی تیاری کرین لیکن تقرر

روية الهلال لما توقف على حكم القاضي لزم المراجعة اليه ثم انه اذا كان في السماء علة سواء كان غيما
چاند کا قاضی کی حکم پر جو موقوف ہی تو قاضی کی پاس رجوع کرنا لازم ہی پہر اگر آسمان مین کچھ رکاوٹ ہو برابر ہی کہ ابر ہو

او دخانا او بخارا او غبارا او نحو ذلك لا يقبل الا شهادة رجلين او رجل وامراتين في ظاهر الرواية وهو الاصح
یا دہوان یا بخار یا غبار یا ایسا ہی اور کچھ تو ظاہر روایت مین گواہی جب قبول ہوگی کہ دو مرد ہون یا ایک مرد دو عورتین اور یہہ ہی صحیح ہی

لتعلق حق العباد به بالتوسعة بلحوم الاضاحي فيثبت بما يثبت به سائر حقوقهم وكما يشترط فيه العدد
کیونکہ اسمین حق العباد علاقہ رکہتی ہین قربانیون کی گوشت کی فراخی ہوتی ہی اور چاند اوسہی طور پر ثابت ہوگا جسطور تمام حقوق ثابت ہوتی ہین اور جیسی اسمین عدد کی شرط ہی

يشترط الحرية والعدالة ولفظ الشهادة وان لم يكن في السماء علة لا يقبل الا شهادة جمع كثير يقع العلم بخبرهم
ویسی ہی آزادگی اور عدالت اور شہادت کا لفظ چاہیی اور اگر آسمان مین کوئی روک نہو تو پہر اتنی انبوہ کثیر کی گواہی مقبول ہوگی جنکی خبر دینی سی یقین آجاوی

واختلفوا في مقدار ذلك فقيل لا بد من اهل المحلة وقيل لا بد من خمسين رجلا وعن محمد لا بد ان يتواتر الخبر
اور اوس انبوہ کی مقدار مین اختلاف ہی بعضی کہتی ہین ایک محلہ کی لوگ چاہیین اور بعضی کہتی ہین پچاس مرد چاہیین اور امام محمد سی روایت ہی کہ پی در پی ہر طرف سی

من كل جانب والصحيح انه مفوض الى راى الحاكم لان المراد بالعلم الحاصل بخبرهم العلم الشرعي الموجب للعمل وهو غلبة
خبر کا آنا چاہیی اور صحیح یہہ بات ہی کہ حاکم کی رای پر حوالہ ہی اسلئی کہ مراد اس علم سی جو اونکی خبر سی حاصل ہوتا ہی وہ علم شرعی ہی جس سی عمل واجب ہوجاوی یعنی ظن غالب

الظن لا العلم بمعنى التيقن ولو وقع الشك ان هذا اليوم كان من عاشر ذي الحجة او تاسع ذي الحجة فالاحوط
علم یقینی کی معنون مین نہین ہی اور اگر یہہ شبہ پڑجاوی کہ آجکا دن ذی الحجہ کی دسوین تاریخ ہی یا نوین تاریخ ہی تو اب احتیاط اسمین ہی

ان يضحي في الغد بعد الزوال ولا يؤخر الذبح بعده الى يوم الثالث لاحتمال ان يقع في غير وقته وان اخر كان
کہ قربانی اگلی روز دوپہر ڈہلی ذبح کری اور اوسکی بعد ذبح مین تیسری دن تک تاخیر نہ کری کیونکہ شاید کہ بی وقت ذبح ہوجاوی اور اگر تیسری دن تک تاخیر کری

المستحب ان یتصدق بجمیع لحمه ولا یاکل منه المجلس الخامس والثلثون فی بیان فضیلة

تو پہر یون مستحب ہی کہ گوشت سارا صدقہ کرکر بانٹ دی اوسمین سی کہاوی نہین پینتیسوین مجلس مین بیان فضیلت قربانی ذبح کرنیکا

هراقة دم القربان فی ایام النحر ونوعه وکیفیته قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما عمل

ایام نحر مین اور اوسکی اقسام اور کیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کوئی عمل ابن آدم کا

ابن ادم من عمل یوم النحر احب الی الله تعالی من هراقة الدم وانه لیاتی یوم القیمة بقرونها واشعارها واظلافها

یوم نحر مین ایسا نہین ہی کہ اللہ تعالی کو محبوب ہو بجز ریختہ کرنی خون کی اور وہ قربانی قیامت کی روز صحیح سالم مع سینگون اور بالون اور سمون کی موجود ہو

وان الدم لیقع من الله تعالی بمکان قبل ان یقع علی الارض فطیبوا بها نفسا هذا الحدیث من حسان المصابیح

اور البتہ وہ خون اس سی پہلی کہ زمین پر گری اللہ تعالی کی ہان قبول ہوجاتا ہی سو اس سی بدل خوش رہو یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون سی ہی

رویه ام المؤمنین عائشة رض ومعناه ان افضل العبادات یوم النحر اراقة دم القربان وانه یاتی یوم القیمة

حضرت ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہین کہ عمدہ سی عمدہ عبادت روز نحر مین قربانی کا ذبح کرنا ہی اور وہ قربانی اپنی قیامت کی دن

کما کان فی الدنیا من غیر ان ینقص منه شیء لیکون لکل عضو منه اجر ویصیر مرکبه علی الصراط وکل وقت یختص

جیسی دنیا مین تہی بعینہ موجود ہوگی کچہہ اسمین سی کم نہوگا تاکہ اوسکی ہر ہر عضو کی بدلہ اجر حاصل ہو اور پلصراط پر سواری بن جاوی اور ہر ہر وقت مین ایک ایک

بعبادة وهذا الیوم اختص بعبادة فعلها ابرهیم النبی علیه السلام ولو کان شیء افضل منه لما فدی به اسمعیل النبی عم

عبادت ہوتی ہی اور اس دن مین خاص وہ عبادت ہی جسکو ابراہیم نبی علیہ السلام نی کی تہی اور اگر اس سی کوئی اور عبادت افضل ہوتی تو حضرت اسماعیل نبی علیہ السلام کو کیوں فدیہ دیتے

ولهذا قال صاحب الخلاصة شراء الاضحیة بعشرة وذبحها افضل من التصدق بالف لان القربة التی تحصل

اسیلی واسطی صاحب خلاصہ کہتا ہی قربانی دس درہم کو خریدکر ذبح کرنا ہزار درہم خیرات کرنی سی بہتر ہی کیونکہ جو ثواب خون بہانی سی حاصل ہوتا ہی

باراقة الدم لا تحصل بالصدقة لکن ینبغی ان یعلم ان اراقة الدم فی هذا الیوم وان کانت افضل العبادات

وہ صدقہ دینی سی نہین حاصل ہوتا لیکن سمجہنا چاہئی کہ خون کا بہانا اس دن مین اگرچہ سب عبادات سی افضل ہی

لا ان قوله تعالی لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰکِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ یشیر الی ان المعتبر لیس مجرد اراقة

پر اس آیت مین اللہ کو نہین پہنچتی اونکی گوشت نہ لہو لیکن اوسکو پہنچتا ہی تمہاری دل کا ادب یہہ اشارہ ہی کہ صرف خون کا بہانا

الدم واطعام اللحوم بل المعتبر تحصیل التقوی التی هی شرط لقبول الطاعات کلها کما قال الله تعالی اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ

اور گوشت کا کہلانا معتبر نہین ہی بلکہ اصل معتبر تقوی ہی جو تمام عبادات کی مقبول ہونی کی شرط ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ قبول کرتا ہی

مِنَ الْمُتَّقِیْنَ والتقوی لا تحصل الا بالاجتناب عن جمیع المنهیات والاتیان بجمیع المامورات واذا لم یحصل ذلک لا یغنی

ادب والون سی اور تقوی جبہی حاصل ہوتا ہی کہ تمام منہیات سی بچی اور تمام مامورات کو بجالاوی اور اگر یہہ بات نہین ہی

عنهم اراقة الدم والتصدق باللحم وان کثر منهم ذلک فعلی هذا یجب علی المکلف فی هذا العید عدة اشیاء الاول

تو خون بہانا اور گوشت کا خیرات کرنا کچہہ کام نہ آویگا کتنا ہی بہت کیا کرو سو اس بیان کی موافق اس عید مین مکلف پر کئی چیزین واجب ہین اول

ترک المعاصی فان المعصیة وان کانت قبیحة فی جمیع الازمنة الا انها فی بعض الازمان یکون اکثر قبحا واکثر جرما

معاصی کا ترک کرنا کیونکہ گناہ کرنا اگرچہ ہر وقت مین بد ہی پر بعضی وقت زیادہ تر بد اور سخت تر جرم ہوتا ہی

لشرف الزمان فیکون ترکها الزم واوجب لقوله تعالی اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ

واسطی شرافت اوس وقت کی اوسوقت مین گناہ کا ترک کرنا بہت لازم اور واجب تر ہی اس دلیل سی مہینون کی گنتی اللہ کی پاس بارہ مہینی ہین اللہ کی حکم مین جدن

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَکُمْ یعنی ان عدد الشهور القمریة

پیدا کئی آسمان و زمین اونمین چار ہین ادب کی یہی ہی سیدہا دین سو اونمین ظلم نہ کرو اپنی اوپر یعنی قمری مہینون کی گنتی

التي عليها يدور كثير من الاحكام الشرعية وفي حكمه تعالى اثنا عشر مثبتا في اللوح المحفوظ منذ خلق السموت
جن پر اکثر شرعی احکام کا مدار ہی حکم الہی مین بارہ مہینی ہین لوح محفوظ مین ثابت جب سی اللہ تعالی نی آسمان
والارض من تلك الشهور الاثني عشر اربعة حرم هي ذوالقعدة وذوالحجة والمحرم ورجب وكون هذه الاشهر
اور زمین پیدا کئی اون بارہ مین سی چار ادب اور عزت کی ہین ذیقعد اور ذی الحجہ اور محرم اور رجب یعنی خالی بقرعید دا مریم روزہ اور ان چارون
الاربعة المعينة حرما هو الدين المستقيم دين ابرهيم النبي عليه السلام فلا تظلموا فيهن انفسكم بهتك
معین کا ادب عزت والا ہونا یہہ ہی دین درست دین ابراہیم علیہ السلام کا سو انہین تم اپنی جانون پر ان اوقات کی حرمت کہو کر
حرمها وارتكاب المعاصي فيها فان العمل الصالح كما انه اعظم اجرا فيهن كذلك المعصية فيهن اعظم من
اور انہین معاصی اختیار کر کر ظلم مت اتارو کیونکہ نیک عمل کا ان مہینون مین جیسی ثواب زیادہ ہوتا ہی ایسی ہی معصیت ان مہینون مین
المعصية في غيرهن وكذلك المعصية في شهر رمضان ويوم الجمعة ويوم عرفة ولياليها وليلة القدر
اور وقت کی معصیت سی بدتر ہی اور ایسی ہی معصیت ماہ رمضان مین اور جمعہ کی دن اور عرفہ کی روز اور انکی راتون مین اور شب قدر مین
وايام العيدين ولياليها اكثر وزرا لانه تعالى فضل هذه الازمنة بما خصها من العبادات التي تفعل
اور دونو عید کی دن اور انکی راتون مین سزا مین زیادہ تر ہی اسلئی کہ اللہ تعالی نی ان اوقات کو خاص خاص عبادات سی جو ان اوقات مین عمل کی جاتی ہین فضیلت دی ہی
فيها وجعل ثواب العبادات ونزول الرحمة ووصول المغفرة فيها اكثر من غيرها رحمة لهذه الامة
اور عبادات کا ثواب اور رحمت کا نازل فرمانا اور مغفرت کرنی ان اوقات مین بہ نسبت اور اوقات کی مقرر فرمایا ہی صرف واسطی رحمت کی
المرحومة فمن لم يعرف النعمة التي كانت عليه فيها بل هتك حرمتها بارتكاب انواع الذنوب فيها فقد
مرحومہ پر اب جو شخص اس نعمت کی قدر جو اس وقت مین اسپر مبذول ہوتی ہی نجانی بلکہ اس وقت کی حرمت ادہا کر کی طرح طرح کی گناہ عمل کر کر تو بیشک
استحق ان يكون عذابه اشد وعقابه اعظم فعلى المسلم ان يعرف النعمة التي كانت عليه ويعظم ما
یہہ شخص سزاوار ہی کہ اسکو سخت عذاب اور بڑا ہی عقاب ہو سو مسلمان کو لازم ہی کہ اس نعمت کی قدر جو اسپر مبذول ہی سمجھی اور جسکو اللہ نی
عظمه الله حتى يكون عند الله تعالى عظيما وتعظيم هذه الازمنة انما يكون بزيادة الاعمال الصالحات
عظمت دی ہی اوسکی تعظیم کری تاکہ اللہ کی نزدیک عزت پاوی اور تعظیم ان اوقات کی یہہ ہی صالح اعمال کی کثرت سی ہوتی ہی
فيها فمن عجز عن ذلك فاقل احواله في التعظيم ان يجتنب عما يحرم عليه ويكره له فيترك البدع والمنكرات
پہر جو شخص اعمال صالح سی عاجز ہو تو کم سی کم اوسکی تعظیم یہہ ہی کہ ان اوقات مین تمام محرمات اور مکروہات سی کنارہ کری پہر تمام بدعات اور منکرات
وما لا ينبغي له فيها من المنهيات وكثير من الناس في بعض هذه الازمنة قد ارتكبوا ضد هذا المعنى حيث
اور جو بیہودہ کار اور ممنوع مین ترک کری اور بعضی لوگ کبہی ان اوقات مین اسکی خلاف کر بیٹھتی ہین چنانچہ ایام
كانوا يسارعون في ايام العيدين ولياليهما الى اللهو واللعب وغيرهما من انواع السيئات بعضهم بالمباشرة وبعضهم
عیدین مین شب و روز لہو و لعب وغیرہ اقسام منہیات مین مصروف رہتی ہین بعضی خود عمل کرتی ہین اور بعضی
بالمشاهدة مع ان للسيئة الواحدة عشرة من الضرر على ما ذكره الفقيه ابو الليث في تنبيه الغافلين الاول سخط
تماشا دیکھتی ہین باوجودیکہ ایک گناہ مین موافق بیان فقیہ ابو اللیث کی کتاب تنبیہ الغافلین مین دس ضرر مقرر ہین اول اپنی خالق کی
خالقه عليه بمخالفة امره والثاني تفريح ابليس الذي هو عدوه وعدو الله تعالى والثالث بعده من الجنة والرابع
اپنی حق پر اوسکی حکم کی مخالفت کر کر آزردہ کرنا دوسری ابلیس کا خوش کرنا کہ وہ اسکا اور اللہ کا بہی دشمن ہی تیسری جنت سی دوری چوتہی
قربه من جهنم والخامس جفاء من هو احب اليه وهو نفسه والسادس تنجيس نفسه التي قد خلقها الله تعالى
دوزخ سی نزدیکی پانچوین اپنی جان پر جفا کرنا جو سب سی زیادہ محبوب ہی چہٹی اپنی جان کو ناپاک کرنا جسکو اللہ تعالی نی پاکیزہ پیدا کیا ہی

طاهرة

طاهرة والسابع ايذاء الحفظة الذين لا يوذونه والثامن احزان النبى عليه السلام فى قبره والتاسع اشهاد الارض

ساتوین کرام کاتبین کو ستانا اور وہ اسکو نہین ستاتی آٹھوین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف کی اندر غمناک کرنا نوین زمین

والليل والنهار على نفسه والعاشر خيانة لجميع الخلائق لان المطر يقل بالذنب فاذا كان حال من فعل سيئة واحدة

اور رات اور دن کو اپنی گناہ پر گواہ مقرر کرنا دسوین تمام خلق اللہ کی بدخواہی کیونکہ گناہون کی شامت سی منہہ کم برستا ہی یہہ حال اوسکا ہی جسنی ایک گناہ کیا

هذا فما ذا يكون حال من يفعل فنونا من السيئات سيما فى هذه الايام المباركات مع ان الخطباء ينادون على المنابر

اب قیاس کیا چاہیی اوسکا حال جو قسم قسم کی گناہ کرتا ہی خاص ایسی مبارک ایام مین کیا ہوگا باوجودیکہ نصیحت گر منبرون پر پکار پکار کہتی ہین

ويقولون ليس العيد لمن لبس الجديد انما العيد لمن امن الوعيد ليس العيد لمن تبخر بالعود انما العيد للتائب الذى

کہ عید اوسکی لئی نہین ہی جو نئی کپڑی پہن لی عید اوسہی کی ہی جو وعید سی محفوظ رہی عید اوسکی نہین جو خوشبو مین بس جاوی عید اوسہی کی ہی جو توبہ کر کر

لا يعود ليس العيد لمن تزين بزينة الدنيا انما العيد لمن تزود بزاد التقوى ليس العيد لمن ركب المطايا انما العيد لمن

پہر نہ پہری عید اوسکی نہین ہی جو دنیا کی زیب وزینت کری عید اوسہی کی ہی جو تقوی کا توشہ پیدا کری عید اوسکی نہین جو اونٹنی پر سوار ہو عید اوسہی کی ہی

ترك الخطايا ليس العيد لمن جلس على البساط انما العيد لمن جاوز الصراط وقال النبى عليه السلام استماع الملاهى معصية

جو خطا سی باز رہی عید اوسکی نہین جو فرش پر بیٹہی عید اوسہی کی ہی جو صراط پر کو سلامت گذر جاوی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی ملاہی سننا تو معصیت ہی

والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر وروى انه عليه السلام ادخل اصبعيه فى اذنيه عند سماعه وهم يسمعون

اور اوسپر بیٹہہ رہنا اپیشہ کرنا فسق ہی اور اوس سی مزا اوٹہانا کفر ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی سماع کی آواز سی اپنی دونون کانون مین اونگلیان دیلین تہین اور یہہ لوگ ایسی ایسی

امثال تلك الكلمات ولا يلتفتون اليها بل يدعون الاسلام ومحبة الله تعالى ورسوله ومع هذا يخالفونهما

کلمات سنتی ہین اور ادہر اصلا توجہ نہین کرتی بلکہ اسلام کا اور خدا اور رسول کی محبت کا دعوی کرتی ہین اور پہر بہی اوامر اور نواہی مین

فى الاوامر والنواهى فيكون الحال مشكلا والحكام يشاهدون امثال تلك المنهيات ولا يمنعون شيئا منها بل

خدا رسول کی مخالفت کئی جاتی ہین اب کیا مشکل کی بات ہی کہ حاکم وقت بہی ایسی ایسی حرکات ممنوعہ کو دیکہتی ہین اور ذرہ منع نہین کرتی بلکہ

يساعدون فيها فمن كان باكيا فليبك على الاسلام وغربته اذ قد عاد الاسلام غريبا كما بدأ غريبا نعم ان هذا

اسمین اور امداد کرتی ہین اب جو رووی تو چاہیی کہ اسلام اور اوسکی غربت پر رووی کیونکہ اب اسلام غریب ہوگیا ہی جیسی کہ شروع ہوا تہا ہان یہہ دن

الايام ايام فرح وسرور لكن ينبغى ان يكون الفرح والسرور فيها بما كان مستحبا او مباحا كالاغتسال والتطيب

خوشیان کرنی کی دن ہین پر یون چاہیی کہ خوشیان ایسی وقت مین یا مستحب ہون یا مباح جیسی نہانا خوشبو لگانی

ولبس احسن الثياب التى تكون جديدة او غسيلة لا بما كان حراما او مكروها كلبس الحرير والخوض فى الباطل

اچہی کپڑی بدلنی یعنی نئی ہون یا دہوئی ہوئی ہون حرام یا مکروہ نہون جیسی حریر کا پہنا اور باطل امور مین کہسنا

لان العيد انما سمى عيدا لان الله تعالى يعود فيه على المؤمنين بالمغفرة والاحسان فيجب عليهم ان يجتنبوا المعصية

کیونکہ عید کو اسہی لئی عید کہتی ہین کہ اللہ تعالی مؤمنین پر دوبارہ مغفرت اور احسان فرماتا ہی سو مؤمنین پر واجب ہی کہ معصیت اور سرکشی سی

والطغيان حتى يكونوا من اهل السعادة والرضوان لا من اهل الشقاوة والخذلان ثم ينبغى ان يعلم ان بعض الناس

اجتناب کرین تاکہ سعادتمند اور اہل رضوان ہو جاوین بدبخت نہون ٹوٹا نہ اوٹہاوین پہر سمجہنی کی بات ہی کہ بعضی لوگ کہتی ہین

قد زعموا ان ضرب الدف والغناء به فى يوم العيد جائز لما روى عن عائشة ان ابا بكر دخل عليها يوم العيد وعندها

کہ دف کا بجانا اور گانا عید کی روز جایز ہی کیونکہ عائشہ سی روایت ہی کہ ابو بکر عید کی روز اونکی ان آئی اونکی پاس

جاريتان تغنيان بالدف ورسول الله صلى الله عليه وسلم متغش بثوبه فزجرهما ابو بكر فكشف النبى عليه السلام وجهه

دو لڑکیان دف لئی گاتی بجاتی تہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا ڈالی ہوئی تہی سو اون لڑکیون کو ابو بکر نی ڈانٹا پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی منہہ کہول کر

فقال دعهما يا ابا بكر فان لكل قوم عيد وهذا عيدنا فان هذا الحديث وان كان يدل على ما زعموا لكن ليس كما زعموا
فرمایا ابو بکر جانی دی ہر قوم کی نئی عید ہوتی ہی سو یہہ ہماری عید ہی کیونکہ یہہ حدیث اگرچہ انکی مطلب پر دلالت کرتی ہی لیکن ویسی نہیں ہی جو وہ کہتی ہین

انه قد ذكر في نصاب الاحتساب ان هذا الحديث متروك غير معمول به لقوله تعالى ومن الناس من يشتري لهو
اسلئے کہ نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ یہہ حدیث متروک لعمل ہی اسپر عمل نہین کرتی اس آیت کی موافق اور بعض لوگ مین ایسی خریدار ہین کھیل کی

الحديث فان المراد من لهو الحديث على ما ذكر في معالم التنزيل عن ابن مسعود وابن عباس وعكرمة وسعيد بن
کیونکہ موافق بیان معالم التنزیل کی ابن مسعود اور ابن عباس اور عکرمہ اور سعید بن جبیر سی لہو الحدیث سی غنا اور جو اوسکی مثل ہی معازف

جبير الغناء وما في معناه من المعازف والمزامير والمراد من اشترائه اختياره والمعنى ان بعض من الناس يختار
اور مزامیر وغیرہ مراد ہی اور اشترا سی مراد اختیار اور پسند کرنا اور معنی آیت کی یہہ ہین کہ بعضی لوگ

الغناء وما في معناه من المعازف والمزامير ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزوا اولئك لهم عذاب مهين
غنا کو پسند کرتی ہین اور جو اوسکی مثل ہی معازف اور مزامیر وغیرہ تا بہکاوین اللہ کی راہ سی بن سمجھی اور ٹھہراوین اوسکو ہنسی وہ جو ہین اونکو ذلت کی مار ہی

فدلت الاية على تحريم الغناء وما في معناه من الملاهي ويدل على هذا ايضا ان عائشة بعد بلوغها لم ينقل عنها الا
سو یہہ آیت غنا کی اور اوسکی مثل ملاہی وغیرہ کی حرمت پر دلالت کرتی ہی اور حرمت اسکی اس سی بھی ثابت ہوتی ہی کہ حضرت عائشہ سی بعد بلوغ کی سوا

ذم الغناء والمعازف والثاني مما يجب على المكلف في هذا العيد الاضحية فانها تجب على مسلم حر مقيم موسر
غنا و معازف مین سوا برائی کی اور کچھہ منقول نہین ہی دوسرا امر جو اس عید مین مکلف پر واجب ہی قربانی ہی سو قربانی مسلم آزاد مقیم تونگر پر واجب ہی

والمراد بالموسر ان يملك نصابا او يكون قيمته نصابا فاضلا عن حاجته الاصلية ولا يعتبر فيه وصف النماء فمن
تونگر سی مقدور اتنا ہی چاہیی کہ نصاب کا مالک ہو یا ایسی چیز کا کہ اوسکی قیمت حاجت اصلی سی بڑھتی برابر نصاب کی ہو اسمین نامی ہونا کچھہ ضرور نہین ہی جسکی ملک مین

كانت له دار لا يسكنها فيؤجرها يعتبر قيمتها في الغنى وكذا اذا سكنها وفضل عن سكناه شيء يعتبر قيمة الفاضل
ایک گہر ہو جسمین رہتا نہین کرایہ دیتا ہی تو مقدور کی لئی اوسکی قیمت کا اعتبار کیا جاویگا ویسی ہی اگر اوسمین رہتی ہی لیکن اوسکی رہنی سی کچھہ باقی رہ جاوی تو اوس باقی کی قیمت

في الغنى لان ما كان من حاجته الاصلية لابد ان يكون مشغولا بها لا بما يحتاج اليه في ما يستقبل الا ويقع الحاجة
مقدور کی باب مین لیجاویگی اسواسطی کہ جسقدر اوسکی حاجت اصلی کی لئی ہی تو ضرور ہی کہ اوسکی برتاو مین ہو یہہ نہین کہ آیندہ کو برتاو مین آویگا اسواسطی کہ استعمال کوئی نہین ہو سکی

اليه في وقت من الاوقات حتى لو كان في دار بكراء فاشترى قطعة ارض بمائتي درهم لتبني فيها دارا يسكنها فهو غني
کبھی نہ کبھی حاجت پیش نہ آجاوی یہان تک کہ اگر ایک شخص کرایہ کی گہر مین رہتا ہو پہر ایک قطعہ زمین کا دوسو درہم کو خرید کر رہنی کی لئی گہر تیار کیا تو اب یہہ شخص اس گہر کی سبب سی

لانها فاضلة عن حاجته الحالية ولم يحتج اليها فيما سيجيء ومن كان له دار فيها بيتان صيفي وشتوي لا يكون
کیونکہ بالفعل اوسکی حاجت سی فاضل ہی اگر حاجت ہوگی تو پہر کبھی ہوگی اور جسکی پاس ایک مکان ہو اوسکی اندر دو گہر گرمی اور جاڑی کی ہون تو غنی

غنيا وان كان فيها ثلث بيوت يعتبر قيمة الثالث في الغنى وصاحب الثياب لا يكون غنيا بثلثة دستجات
نہین ہی اور اگر اوسمین تین گہر ہون تو اوس تیسری گہر کی قیمت غنا کی لئی لی جاویگی اور کپڑون کا مالک تین جوڑی کپڑی سی غنی نہین ہوتا

احدها للبذلة والثانية للمهنة والثالثة للجمعة والاعياد وكذا بالفرشين وما زاد على الدستجات الثلث
ایک روزمرہ کی پہننی کا دوسرا کاروبار کی وقت کا تیسرا جمعہ کی دن اور عید کی دنون کا اور ایسی ہی دو بچھونی سی غنی نہین ہوتا اور جسقدر تین جوڑی کپڑی

من الثياب وعلى الفرشين يعتبر قيمته في الغنى والغازي لا يكون غنيا بفرسين وان كان له ثلثة افراس يعتبر
اور دو بچھونو سی زیادہ ہوگا تو غنی ہونی کی لئی اوسکی قیمت حساب مین لیجاوی گی اور غازی مجاہد دو گہوڑو سی غنی نہین ہوتا اور اگر تین گہوڑی ہونگی تو ایک

قيمة احدها في الغنى وما زاد على الواحد من الدواب لغير الغازي فرسا كان او حمارا للدهقان وغيره وعلى الخادم
... غنی ہونی مین حساب کیجاویگی اور جسقدر ایک چوپایہ سی زیادہ ہو سوا غازی کی اور شخص کی پاس گہوڑا ہو یا گدہا زمیندار وغیرہ کی لئی ایک خادم سی زیادہ

الواحد یعتبر قیمته فی الغنی وکذا کتب التفسیر والحدیث لاهله مازاد علی نسخة واحدة من روایة واحدة
ہو تو غنی ہونیکی لئی اوسکی قیمت حساب مین لیجاوی گی اور ایسی ہی تفسیر حدیث فقہ کی کتابین علما کی لئی جو ایک ایک نسخہ سی زیادہ ہونگی ایک روایت سی
یعتبر قیمته فی الغنی وکذا مازاد علی الواحد من المصحف لمن یحسن القراءة یعتبر قیمته فی الغنی والزارع لایکون
غنا کی بابت اوسکی قیمت حساب مین لیجاویگی اور ایسی ہی جو ایک قرآن سی زیادہ قاری کی پاس ہو تو غنا کی باب مین اوسکی قیمت معتبر ہوگی اور کسان دو بیلون
غنیا بثورین وآلة الحراثین وان کان له ثلث ثیران یعتبر قیمة احدهم فی الغنی والبقرة الواحدة یعتبر قیمتها فی
اور کھیتی کی دو چھہ ہل یا تہی سی غنی نہین ہوتا اور اگر تین بیل ہونگی تو ایک بیل کی قیمت غنا مین معتبر ہوگی اور ایک ہی بیل ہو تو غنا مین اوسکی قیمت لیجاوی گی
الغنی ومن کان له قوت سنة یساوی نصابا ففیه کلام والظاهر انه لا یعد من الغنی ذکره قاضیخان فی فتاوته
اور جسکی پاس ایک سال کا کہانا برابر قیمت نصاب کی ہو تو اوسمین اختلاف ہی اور ظاہر یہہ ہی کہ وہ غنی نہین ہی جیسا قاضیخان نی اپنی فتاوی مین ذکر کیا ہی
والمرأة ان کانت له جواهر ولآلی تلبسها للاعیاد وتتزین للزوج یعتبر قیمتها فی الغنی وکذا اذا کان لها دار تسکن فیها
اور جس عورت کی پاس جواہر اور موتی ہون کہ عید کی روز پہنتی ہو اور خاوند کی واسطی سنگار کرتی ہو غنا کی بابت اوسکی قیمت معتبر ہوگی اور ایسی ہی اگر عورت کی ملک مین
مع زوجها یعتبر قیمتها فی الغنی اذا کان الزوج قادرا علی الاسکان ویتعلق بهذا النصاب حرمة اخذ الزکوة ووجوب
گہر ہو جسمین خاوند کی ساتہہ رہتی ہی تو اس گہر کی قیمت غنا کی بابت معتبر ہوگی بشرطیکہ اوسکا خاوند گہر دینی کی مقدور رکہتا ہو اور ایسی نصاب سے زکوة لینی حرام ہوتی ہی اور
صدقة الفطر والاضحیة لان الغنی علی ثلث مراتب غنی یحرم علیه السؤال واخذ الصدقة ویجب علیه
صدقہ فطر اور قربانی واجب ہو جاتی ہی اسواسطی کہ غنا کی تین درجہ ہین ایک وہ غنی ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا حرام ہوتا ہی اور اوسپر صدقہ
صدقة الفطر والاضحیة والزکوة وهو من یملك نصابا کاملا نامیا وغنی یحرم علیه السؤال واخذ الصدقة
فطر اور قربانی اور زکوة واجب ہوتی ہی یہہ وہ غنی ہی جسکی ملک مین نصاب کامل اور بڑھتا ہو اور ایک ایسا غنی ہوتا ہی جسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا
ویجب علیه صدقة الفطر والاضحیة دون الزکوة وهو من یملك ماقیمته نصاب من غیر ان یکون فیه نماء
اور اسپر صدقہ فطر اور قربانی واجب ہوتی ہی اور زکوة واجب نہین ہوتی وہ ایسا شخص ہی جسکی ملک مین ایسی شی ہو کہ اوسکی قیمت نصاب کی برابر ہو
وغنی یحرم علیه السؤال لا اخذ الصدقة ولا یجب علیه شیء مما ذکر من صدقة الفطر والاضحیة والزکوة
اور ایک غنی ایسا ہی جسکو سوال کرنا حرام اور صدقہ لینا جائز اور اوسپر جو چیزین مذکور ہوئین واجب نہین ہوتا نہ صدقہ فطر نہ قربانی نہ زکوة
وهو من یملك قوت یومه وما یستر عورته ثم المعتبر فی الفقر والغنی آخر ایام النحر فلو جاء یوم النحر ولا مال له
وہ ایسا شخص ہوتا ہی جسکی پاس ایک دن کا کہانا ہو اور بدن ڈہکنی کو کپڑا ہو پہر مفلسی اور تونگری مین قربانی کی آخر تاریخ کا اعتبار ہی جب ایام نحر آئین اور
ثم استفاد قدر النصاب قبل مضی ایام النحر والدین علیه یجب علیه الاضحیة وان جاء یوم النحر وهو غنی فهلك
پہر اوسکو نصاب کی برابر مال ہاتہہ آوے اور ابہی ایام نحر تمام نہین ہوئی اور اوسکی ذمہ کچہ قرض ہی نہین تو اوسپر قربانی واجب ہی اور اگر ایام نحر تونگری کی حالت مین آگئی پہر اوسکا
ماله او نقص من النصاب قبل مضی ایام النحر لا تجب علیه الاضحیة ومن کان له علی الناس دیون مؤجلة ولم یکن
مال بالکل یا تمام نصاب سی کمی رہ گیا اور ایام نحر ابہی باقی ہین تو اوسپر قربانی واجب نہین ہی جسکا قرض لوگون پر کسی وعدہ پر آتا ہو اور
فی یده ما یشتری به الاضحیة فانه لا تجب علیه الاضحیة وکذا لو کان له دین علی مفلس مقر لا یجب
ایام نحر مین اوسکی ہاتہہ مین اتنا نہو کہ قربانی خریدی تو اوسپر قربانی واجب نہین ہی اور ایسی ہی اگر اوسکا قرض کسی مفلس پر آتا ہو اگرچہ وہ اقرار کرتا ہی پر قربانی
علیه الاضحیة ما لم یصل الیه الدین وکذا لو کان له دین علی مقر ملیء ولیس فی یده ما یمکنه شراء الاضحیة لا یلزمه
اوسپر واجب نہین ہی جبتک وہ قرض وصول نہو جاویگا اور ایسی ہی اگر اوسکا قرض تونگر پر آتا ہو کہ اقرار بہی کرتا ہی اور اوسکی ہاتہہ مین اتنا نہین کہ قربانی خرید لی تو اوسکو ضرور نہین
ان یستقرض فیضحی ولا قیمتها اذا وصل الیه الدین لکن یلزمه ان یتصدق بقیمة الاضحیة اذا غلب علی ظنه انه
کہ قرض لیکر قربانی کری اور قیمت قربانی کی جب قرض وصول ہو جاوی دینی لازم آتی ہی لیکن اوسکو یہہ لازم ہی کہ قرضدار سی قیمت قربانی کی طلب کرتا

یعطیه ولو کان له مال کثیر غائب فی ید شریکه او مضاربه ومعه ما یشتری به الاضحیة من الحجرین
دیدیگا اور اگر بہت سا مال اسکی قبضہ سی باہر ہو شریک یا مضارب کی قبضہ میں اور اوسکی قبضہ میں سونا یا چاندی اتنی ہی کہ قربانی خرید کرلی

او متاع البیت یلزمه الاضحیة واول وقتها بعد طلوع الفجر من یوم النحر لکن یشترط تقدیم صلوة
یا گہر کا اسباب ہی تو ایسی حال میں قربانی واجب ہی اور اول وقت قربانیکا دسوین تاریخ جسکو یوم نحر کہتی ہیں بعد طلوع فجر کی ہی لیکن شہر کی رہنی والونکی حق میں

العید علیها فی حق اهل الامصار حتی لا یجوز الذبح لمن کان فی المصر الا بعد فراغ الامام من الصلوة ولو
عید کا ادا کرلین یہان تک کہ شہر میں رہنی والی کو قربانی ذبح کرنی جایز نہیں ہی جبتک امام دوگانہ سی فارغ نہولی اور اگر امام کی نماز سی پہلی ذبح کردی تو درست نہیں

ضحی قبل صلوة الامام لا یصح ولو خرج الامام بطائفة الی الجبانة وامر رجلا ان یصلی بالضعفاء فی
یعنی قربانی اوسکی ذمہ رہتی ہی اور اگر امام ہمراہ جماعت کی عیدگاہ کی طرف روانہ ہوا اور کسی شخص کو نایب کیا کہ ناتوانوں کو شہر میں نماز پڑہاویگا

المصر وضحی البعض بعد ما صلی احد الفریقین یجوز استحسانا وان کانت بلدة لا یصلی فیها صلوة
اور بعضی جلد بازون نی قربانی ذبح کردی بعد فراغت نماز ایک شخص امام یا نایب کی تو استحسانا جایز ہی اور اگر ایسا شہر ہی کہ اوسمین عید کی نماز نہین ہوتی

العید اما لعدم الامام او لغلبة اهل الفتنة یجوز التضحیة فی الیوم الاول بعد الزوال وفی الیوم الثانی و
یا تو اسلئی کہ امام نہین ہی یا اہل فتنہ کی غلبہ سی تو قربانی پہلی دن یعنی دسوین تاریخ دوپہر ڈہلی جایز ہی اور گیارہوین اور

الثالث یجوز قبل الزوال وبعده وقال بعضهم فی ذلک المکان یجوز التضحیة فی ای وقت کان لوقوع الیاس
بارہوین میں دوپہر ڈہلنی سی پہلی بہی اور بعد دوپہر کی بہی جایز ہی اور بعضی کہتی ہین کہ ایسی جگہہ قربانی جسوقت کردی ہر وقت جایز ہی کیونکہ نماز کی توقع تو ہی نہین

عن الصلوة وان اخر الامام الصلوة یوم العید ینبغی للناس ان یوخروا التضحیة الی وقت الزوال ولو خرج
اور اگر امام عید کی روز نماز مین دیر لگاوی تو لوگون کو بہی چاہیی کہ قربانی میں دوپہر ڈہلی تک تاخیر کرین اور اگر امام نماز کی لئی

الامام الی الصلوة فی الغد او بعد الغد وقد ضحی بعض الناس قبل ان یصلی الامام یجوز لانه فات وقت الصلوة
اگلی دن یا اگلی سی اگلی دن روانہ ہوا اور بعضی لوگون نی امام کی نماز سی پہلی قربانی ذبح کردیا تو جایز ہی اسلئی کہ مسنون وقت نماز کا

علی وجه السنة ثم المعتبر مکان المذبوح لا مکان المالک حتی لو کانت الاضحیة فی المصر وصاحبها فی السواد
توجاتا رہا پہر جواز ذبح میں قربانی کی مکان کا اعتبار ہی مالک کی مکان کا اعتبار نہیں ہی یہان تک اگر قربانی شہر مین ہو اور اوسکا مالک شہر سی دور ہو

فامر رجلا بالذبح فذبح الوکیل قبل الصلوة لا یجوز ولو کانت الاضحیة فی السواد وصاحبها فی المصر وامر
پہر اوس مالک نی کسی شخصکو کہدیا کہ میری قربانی ذبح کردینا اوس شخص نی نماز سی پہلی ذبح کردی تو جایز نہو گی اور اگر قربانی شہر سی دور ہو اور مالک شہر مین ہو اور اوسنی

اهله بالذبح فذبح الاهل قبل الصلوة یجوز وکذا لو کان رجل فی مصر واهله فی مصر آخر وکتب الیهم ان یضحوا عنه
اپنی اہل کو کہدیا کہ ذبح کردینا اور اوسکی اہل نی نماز سی پہلی ذبح کردی تو جایز ہی اور ایسی ہی اگر ایک شخص ایک شہر میں ہو اور اوسکی اہل اور شہر میں ہون اور اوس شخص نی اپنی اہل کو لکہا

یلزمهم ان یذبحوا عنه بعد صلوة الامام فی البلد الذی هم فیه اعتبار المکان الذبیحة ومن اراد ان یتعجل
تو اونکی ذمہ پر لازم ہی کہ اوسکی طرف سی وہ انکی امام کی نماز کی بعد جسمین وہ آپ رہتی ہین ذبح کرین کیونکہ اعتبار قربانی کی مکان کا ہی اور جسنی جلد ہی گوشت کہانا چاہا

له اللحم واخرج اضحیته من المصر وذبحها قبل الصلوة قالوا ان اخرجها مقدار ما یباح للمسافر قصر الصلوة
اور قربانی کو شہر سی باہر لیجا کر نماز سی پہلی ذبح کرلی تو علماء کہتی ہین اگر اوسنی قربانی کو اتنی دور لیجا کر ذبح کی جس مسافت پر مسافر کو قصر نماز مباح

فیه یجوز والا فلا هذا کله فی حق اهل الامصار واما اهل السواد والقری فیجوز لهم الذبح بعد الفجر الثانی من
تو جایز ہی اور نہین تو جایز نہین ہی یہہ سب بیان شہر والون کا تہا اور گرد نواح اور گانوگین کی لوگون کو دسوین تاریخ ذیحجہ کی صبح صادق کی بعد

الیوم العاشر من ذی الحجة واما اهل البوادی وهم لا یذبحون الا بعد صلوة اقرب الائمة الیهم واخر وقتها
ذبح کرنا جایز ہی اور جنگل کی رہنی والی بدون فراعنت نماز اپنی سی نزدیک سی نزدیک امام کی ذبح نہ کرین اور آخر وقت قربانی کا

فی حق الکل قبیل غروب الشمس من الیوم الثالث من ایام النحر وافضل اوقات التضحیة الیوم الاول ثم الثانی ویکره
سب کی حق مین آفتاب ڈوبنی سی کچھہ پہلی تک تیسری دن ایام نحر سی یعنی بارھوین کی اخیر عصر تک ہی اور قربانی کا افضل وقت پہلا روز ہی یعنی دسوین تاریخ اورکمتر وقت

الیوم الاخر ویکره الذبح لیلا وان جاز لاحتمال الغلط فی ظلمة اللیل ولو وقع الشك ان هذا الیوم کان من
سب سی پچھلا دن اور رات کو ذبح کرنا مکروه ہی اگرچه جایز ہی شاید که رات کی اندہیری مین ٹہیک جگه ذبح نہو اگر یہه شبه آپڑی که آج ذیحجه کی

عاشر ذی الحجة او تاسع ذی الحجة فالاحوط ان یضحی فی الغد بعد الزوال قال قاضیخان فی فتاویه فی کتاب
دسوین تاریخ ہی یا ذیحجه کی نوین ہی تو اب احتیاط یون ہی که اگلی دن دوپہر ڈہلی ذبح کری قاضیخان اپنی فتاوی کی کتاب الصوم مین کہتا ہی

الصوم شهر رمضان اذا جاء یوم الخمیس ویوم عرفة جاء یوم الخمیس ایضا کان ذلك الیوم یوم عرفة لا
که ماه رمضان کا چاند اگر جمعرات کی دن ہووی پہر عرفه بہی جمعرات کی روز کا آپڑی تووه روز بیشک عرفه کا ہی یوم النحر یعنی دسوین تاریخ

یوم النحر حتی لا یجوز التضحیة فی هذا الیوم اعتمادا علی قول علی رض یوم نحرکم یوم صومکم لان ذلك محتمل
نہین ہی اوسدن قربانی ذبح کرنی جایز نہین ہی کیونکه قول حضرت علی کا اسمین معتمد ہی دسوین ذیحجه کی پہلی رمضان کی ہی اسواسطی احتیاط کرنی چاہیی

یحتمل انه اراد به ذلك العام دون الابد ثم الاضحیة انما تجوز من اربعة اصناف من الحیوان الابل والبقر
کہ اس قول مین یہہ بہی احتمال ہی که آپنی اوسہی سال کا حال ارشاد کیا ہو ہمیشہ کی لیی قاعده فرمایا ہو پہر قربانی چار قسم کی حیوان کی جایز ہی اونٹ اور گای

والغنم والمعز ذکورها واناثها الا ان الانثی من الابل والبقر افضل والذکر من الغنم والمعز افضل ثم المعتبر من
اور بکری اور دنبه نر اور ماده دونون برابر اتنا ہی که اونٹنی اور گای کی ماده افضل ہی اور بکرا اور دنبه سی نر افضل ہی پہر معتبر

هذه الاصناف الاربعة الثنی وهو من الغنم والمعز ما تمت له سنة وطعن فی الثانیة ومن البقر ما تمت له سنتان
ان چارون قسم مین ثنیه ہی یعنی نوجوان اور نوجوان بکری اور دنبه مین وه ہی جسکو ایک سال پورا ہو کر دوسرا سال شروع ہوا ہو اور گای مین وه ہی جسکو دو برس

وطعن فی الثالثة ومن الابل ما تمت له خمس سنین وطعن فی السادسة ولا یجوز ما دون ذلك من هذه الاصناف
پوری ہو کر تیسرا سال شروع ہوا ہو اور اونٹ مین وه ہی جسکو پانچ برس پوری ہو کر چہٹا شروع ہوا ہو اور اس عمر سی چہوٹا ان قسمون مین سی کوئی جایز نہین ہی

الا الجذع من الضأن اذا کان عظیما بحیث لو اختلط بالثنیات لم یتمیز من بعید وهو ما کان له الیة واتی
مگر جذع مینڈہی کا اگر کلان راس ہو ایسا که اگر ایک برس کی عمر والون مین ملجاوی تو دور سی پہچانا نه جاوی اور جذعه وه ہوتا ہی که جسکی چکنی ظاہر ہو اور

علیه ستة اشهر وشئ من الشهر السابع وذکر فی الخلاصة ان التضحیة بالدیك والدجاجة فی ایام النحر ممن
چہه مہینی پوری ہو کر کچھه دن ساتوین مہینه کی گذری ہون اور خلاصه مین مذکور ہی که مرغ اور مرغی کی ایام نحر مین قربانی کرنی جسکو

لا اضحیة علیه بعساره تشبها بالمضحین مکروه لانه من رسوم المجوس ولو اشتری فقیر شاة للاضحیة
افلاس کی سبب سی قربانی واجب نہین ہی قربانی کرنیوالون کی مشابہت حاصل کرنیکو مکروه ہی اسواسطی که یہه مجوسیون کی رسم ہی اور اگر کسی فقیر نی قربانی کی واسطی بکری مول لی

ولم یضح حتی مضت ایام النحر کان علیه ان یتصدق بتلك الشاة حیة او بقیمتها ولو انه ذبحها بعد ایام
پہر ذبح نکی یہان تک که ایام نحر نکل گئی اب اوسپر لازم ہی که وه بکری جیتی خیرات کردی یا اوسکی قیمت دیدی اور اگر بعد ایام نحر کی ذبح کرکر

النحر وتصدق بلحمها یجوز لکن ان کان قیمتها حیة اکثر یلزمه ان یتصدق بالفضل فان اکل منها یغرم
گوشت خیرات کردیا تو بہی جایز ہی لیکن اگر جیتی کی قیمت گوشت سی زیاده ہو تو وتنی بڑہتی قیمت بہی خیرات کری اور اگر اوسمین سی آپ کہالی

قیمته وان لم یفعل شیئا من ذلك حتی جاء یوم النحر من القابل فضحی بها عن العام الاول لا یجوز لان کون اراقة
تو اوتنی کی قیمت ادا کری اور اگر اوسی ان امور مین سی کچھه بہی نکیا یہان تک که اگلی سال کا یوم نحر آگیا اب اوسنی پہلی سال کی قضا کی نیت سی ذبح کی تو جایز نہین ہی

الدم قربة عرف اداء لا قضاء ویجوز الابل والبقر من احد الی سبعة اذا اراد کلهم القربة اتفقت جهة القربة او
جو عبادت ہی تو ادا یعنی اپنی وقت پر عبادت ہی بطور قضا نہین ہی اور اونٹ اور گای ایک سی لیکر سات آدمیون تک جایز ہی اگر اون سبکا اراده قربت کا ہو ایک ہی طرح کی عبادت ہو یا

اختلفت کالاضحیۃ والقران والمتعۃ والعقیقۃ والتقدیر بالسبعۃ یمنع الزیادۃ لا النقصان حتی یجوز
کئی طرح کی ہو جیسی قربانی اور قران اور متعہ اور عقیقہ اور سات تک کی حد باندہنی سی زیادہ کی ممانعت ہوگئی ہی کمتی کی ممانعت نہین ہی یہان تک

عن ستۃ وخمسۃ واربعۃ وثلثۃ واثنین ان لم یکن لاحدہم اقل من السبع کما اذا مات رجل وترک ابنا وامرءۃ
کہ چہہ یا پانچ یا چار یا تین یا دو آدمیون کی طرفسی بہی جایز ہی اگر کسیکا حصہ ساتوین حصہ سی کمتر نہو جیسی ایک شخص مرا اور اوسنی ایک بیٹا اور بیوی اور

وبقرۃ وضحیا بہا لا یجوز وکذا لو اشتری ثلثۃ نفر ودفع احدہم اربعۃ دنانیر والاخر ثلثۃ دنانیر والثالث
اور ایک گای ترکہ مین چہوڑی اونہون نی وہ گای قربانی کی تو جایز نہین اور ایسی ہی اگر تین آدمیون نی ملکر قربانی خریدی ایک نی چار دینار دئی اور دوسری نی تین دینار اور تیسری نی

دینارا واشتروا بقرۃ علی ان یکون البقرۃ بینہم بقدر اموالہم وضحوا بہا لا یجوز ولو اشترک سبعۃ فی بقرۃ
ایک دینار دیا پہر گای مول لی اسطور پر کہ دینارون کی حساب پر شرکت ہی اور ذبح کی تو قربانی جایز نہین ہی اور اگر سات آدمی ایک گای مین شریک ہوی

ونوی بعض الشرکاء التطوع وبعضہم الاضحیۃ لہذہ السنۃ وبعضہم قضاء عن السنۃ الماضیۃ یجوز
اور کسی نی نیت نفل کی کی اور کسی نی اوسہی سال کی قربانی کی نیت کی اور کسینی پچہلی سال کی قضا کی نیت کی تو سب جایز ہی

الکل لکن یکون تطوعا عمن نوی القضاء عن السنۃ الماضیۃ فلا یقع عن قضاءہ بل یلزمہ ان یتصدق
لیکن جسنی پچہلی سال کی قربانی سی قضا کی نیت کی تہی اوسکی نفل ہو جائیگی اوسکی قضا ذمہ سی ساقط نہوگی بلکہ اوسکو لازم ہی کہ قیمت درمیانہ

بقیمتہ شاۃ وسط لما مضی ولو مات احد السبعۃ وقال ورثتہ اذبحوہا عنہ وعنکم یجوز استحسانا
بکری کی بعوض سال گذشتہ کی خیرات کردی اور اگر ساتون شریک مین سی ایک مر گیا اور اوسکی وارثون نی کہا کہ اوسکی طرفسی اور اپنی طرف سی ذبح کرلو تو استحسانا جایز ہی

ولو اشترک سبعۃ وضحوا بقرۃ واقتسموا اللحم وزنا یجوز ولو اقتسموہ جزافا لا یجوز الا ان یضم الی اللحم شیء
اور اگر سات آدمیون نی ملکر گای قربانی کی اور گوشت تول کر بانٹا تو جایز ہی اور اگر اٹکل سی بانٹا تو جایز نہین ہی ہان اگر گوشت کی ساتہہ کچہہ کچہہ

من الاکارع او الجلد سواء کان فی کل جانب شیء من اللحم وشیء من الاکارع او کان فی کل جانب شیء من اللحم
پائہ یا چمڑا ملالین تو جایز ہی برابر ہی کہ ہر حصہ پر کچہہ گوشت اور کچہہ پائہ یا ہر حصہ پر کچہہ گوشت اور

وشیء من الجلد او کان فی جانب لحم واکارع وفی اخر لحم وجلد وانما یجوز جزافا للجنس الی خلاف الجنس ولو
کچہہ چمڑا یا ایک حصہ پر گوشت اور پائہ اور دوسری حصہ پر گوشت اور چمڑا اس صورت مین اٹکل کی تقسیم اسلئی جایز ہی کہ ہر جنس کا خلاف جنس سی

لم یضموا الی اللحم شیئا وحل کل واحد منہم لصاحبہ الفضل لا یجوز لان تحلیل الفضل ہبۃ وہبۃ المشاع
گوشت کی ساتہہ بدون ملانی پائیہ یا چمڑی کی تقسیم کرکی ہریک شخص دوسری کو کمتی بڑہتی کی اجازت دیکر حلال کردی تو جایز نہین اسلئی کہ بڑہتی کا حلال کرنا ہبہ ہوتا ہی اور ہبہ مشاع

فیما یحتمل القسمۃ لا یجوز وان اقتسموا اللحم وزنا وتصدقوا بالجلد علی فقیر او وہبوا الغنی یجوز ولو جعلوا
تقسیم ہونیوالی چیز مین جایز نہین ہی اور اگر گوشت تول کر بانٹ لیا اور چمڑا سب نی ملکر ایک فقیر کو دیدیا یا کسی غنی کو بخشدیا تو جایز ہی اور اگر

اللحم والشحم سبعۃ اسہم وقسموہ بینہم جزافا یجوز ویجوز الخصی والجماء التی لا قرن لہا والثولاء ای المجنونۃ
گوشت اور چربی کی سات حصہ یعنی ملاکر کئی اور اوسکو آپسمین اٹکل سی تقسیم کرلیا تو جایز ہی اور بدہیا اور منڈا جسکی سینگہہ پیدایشی نہون اور باولی جایز ہی

ولا یجوز العمیاء التی لیس لہا عینان ولا العوراء التی لیس لہا عین واحد ولا العجفاء التی لا مخ فی عظمہا
اور اندہی جسکی دونو آنکہین نہون اور کانی جسکی ایک آنکہہ نہو اور ایسی دبلی جسکی ہڈی کی اندر مغز باقی نہو

ولا العرجاء التی تمشی بثلث قوائم ویجاف الرابعۃ عن الارض وان کانت تضع الرابعۃ علی الارض وضعا
اور لنگڑی جو تین پاؤن پر چلتی ہو اور چوتہی پاؤن کو زمین پر نہ لگاتی ہو جایز نہین ہی اور اگر چوتہا پانو بہی زمین پر ہولی سی رکہہ کر

خفیفا وتستعین بہا الا انہا تتمایل عند المشی یجوز ولا یجوز ما ذہب اکثر من ثلث اذنہا والیتہا وعینہا
مدد لیتی ہی پر اتنا ہی کہ چلتی وقت جہکتی ہی تو جایز ہی اور جسکا تہائی سی زیادہ کان یا خصیہ یا آنکہہ جاتی رہی ہو تو جایز نہین ہی

وطاؤ

وطریق معرفة ذهاب الثلث من العین ان یشد عینها المفقودة بعد کونها جائعة ویقرب الیها العلف

اور طریقہ دریافت تہائی آنکھ جانی کا یہہ ہی کہ اول پھوٹی ہوئی آنکھ بند کرکر شدت بھوک کی حالت مین اوسکو گہاس دکہاوین

فینظر من ای مکان تری العلف ثم یشد عینها الصحیحة ویقرب الیها العلف فینظر من ای مکان تری العلف

پہر خیال رکہین کتنی دور سی گہاس دیکہہ لیتی ہی پہر اچہی آنکھ بند کرکر گہاس دکہاوین اب یہہ خیال کرین کہ کتنی دور سی گہاس دیکہہ لیتی ہی

ثم ینظر تفاوت ما بین المکانین فان کان نصفا فالذاهب نصف وان کان ثلثا فالذاهب ثلث وهکذا

اب دونو مکان مین فرق دیکہین کتنا ہی اگر آدہوں آدہ کا فرق ہی تو آدہی آنکھ نہین ہی اور اگر تہائی ہی تو تہائی آنکھ نہین ہی اور ایسی ہی حساب پر

وشق الاذن والکی لا یمنع جواز الاضحیة وکذا کسر القرن الا اذا بلغ المخ ولو ذهب عینها او کسرت رجلها فی

اور چری ہوئی کان اور داغدار ہونی سی قربانی منع نہین ہوتی اور ایسی ہی سینگ ٹوٹنی سی ان اگر مغز تک جا پہنچی تو جایز نہین اور اگر ذبح کرنیکی لئی پچھاڑتی ہوئی آنکھ

معالجة الذبح فانه ان لم یرسلها یجوز وان ارسلها وضحی بها فی وقت اخر فی ذلک الیوم او فی یوم اخر

اگر اوسکو نہ چھوڑا اوسیوقت ذبح کردیا تو جایز ہی اور اگر اوسوقت چھوڑ دیا اور اور وقت اسیہی دن مین یا ایام نحر کی روز اور دن مین

من ایام النحر اختلفوا فیه وعن ابی یوسف انه یجوز وبه اخذ الزعفرانی ولو ولدت الاضحیة کان

ذبح کیا تو اسمین اختلاف ہی امام ابو یوسف کی نزدیک جایز ہی اور یہہ ہی مذہب زعفرانی کا ہی اور اگر قربانی بیا پڑی تو

علیه ان یذبح الولد ایضا وان لم یذبحه حتی مضت ایام النحر فعلیه ان یتصدق به حیا والافضل ان

لازم ہی کہ بچہ کو بہی ذبح کردی اور اگر بچہ کو ذبح نکیا اور ایام نحر گذر گئی تو لازم ہی کہ وہ بچہ جیتا خیرات کردی اور افضل یہہ ہی

یذبح اضحیته بیده ان قدر لانه عبادة فالاولی ان یفعلها بنفسه وان لم یقدر یامر غیره ولا یامر

کہ اپنی قربانی اگر ہو سکی تو اپنی ہاتہہ سی ذبح کری کیونکہ ذبح کرنا عبادت ہی تو اولی یہہ ہی کہ اپنی ذات سی ادا کری اور اگر نہین ہو سکتا تو اور کو کہدی اور

الکتابی لانه قربة وهو لیس من اهلها ولو امره فذبح یجوز لانه من اهل الذکوة والقربة یحصل بانابته و

کتابی شخص کو نہ کہی اسواسطی کہ عبادت ہی اور وہ اس کام کا نہین ہی اور اگر کتابی سی کہدیا اور اوسنی ذبح کردی تو جایز ہی اسلئی کہ ذبیحہ کتابی کا درست ہی اور عبادت

نیته لکن یکره ویستحب احداد شفرته قبل الاضجاع ویکره بعده لما روی انه علیه السلام مر علی رجل

ہو جائیگی پر مکروہ ہی اور چہری کا تیز کرنا پچھاڑنی کی پہلی مستحب ہی اور بعد پچھاڑنی کی مکروہ ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام ایک شخص کی پاس جا پہنچی

اضجع شاته وهو یحد شفرته وهی تلحظ الیه ببصرها فقال اترید ان تمیتها موتات هلا احددت

کہ وہ بکری پچھاڑ کر چہری تیز کرتا تہا اور بکری اپنی آنکہون سی اودہر دیکہتی تہی سو آپ نی فرمایا تو چاہتا ہی کہ اسکو کئی موت سی ماری پچھاڑنی سی پہلی چہری تیز

شفرتک قبل ان تضجعها ویکره جرها برجلها الی المذبح وترک التوجه الی القبلة ویکره النخع وهو الذبح

کیون نہ کرلی اور قربانی کو ٹانگ پکڑکر مذبح تک کہینچتی ہوئی لی جانا اور قبلہ کی طرف منہہ نکرنا مکروہ ہی اور نخع بہی مکروہ ہی یعنی ایسا سخت ذبح کرنا

الشدید حتی یبلغ النخاع ویکره السلخ قبل ان یسکن عن الاضطراب ویستحب ان یحضر الانسان اضحیته

کہ نخاع تک نوبت جا پہنچی اور چمڑا چہیلنا ٹہنڈی ہونی سی پہلی مکروہ ہی اور مستحب ہی کہ آدمی اپنی قربانی کی ذبح ہوتی ہوئی

عند الذبح ولو وضع صاحب الشاة یده مع ید القصاب فی المذبح حتی یکون ذا لجامع القصاب قال الشیخ الامام

پاس حاضر رہی اور اگر قربانی کی مالک نی بہی اپنا ہاتہہ قصائی کی ساتہہ چہری پر رکہہ لیا تاکہ قصائی کی ہمراہ ذبح مین شریک ہو جاوی تو شیخ امام محمد

محمد بن الفضل تجب علی کل واحد منهما التسمیة حتی لو ترک احدهما لا یحل المذبوح لان شرط حلة التسمیة علیه

بن الفضل کہتی ہین کہ اون دونو پر تکبیر ذبح کی کہنی واجب ہی یہان تک کہ اگر دونو مین سی کوئی ایک تکبیر ترک کریگا تو مذبوح مردار ہوگا اسواسطی کہ شرط حلال ہونی کی

لقوله تعالی ﴿وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ﴾ فالذابح اذا ترکها عمدا یکون الذبیحة میتة لا یحل اکلها ولو

موافق اس آیت کی اور اوسمین سی نہ کہاؤ جسپر نام نہ لیا اللہ کا پہر ذبح کرنیوالا اگر تکبیر عمدًا ترک کریگا تو ذبیحہ مردار ہی اوسکا کہانا حلال نہین ہی اور اگر

ذكر مع اسم الله تعالى غيره ان كان بالعطف مثل ان يقول بسم الله ومحمد رسول الله يحرم وان كان بغير
اللہ تعالی کی نام کی ساتھہ اور کچھہ بہی کہدیا اگر عطف کی ساتھہ کہا اسطور کہا کہ بسم اللہ ومحمد رسول اللہ تو ذبیحہ مردار ہی اور اگر بغیر
العطف لا يحرم بل يكره ويكره ايضا ان يدعو بشيء بعد التسمية قبل الذبح مثل ان يقول بسم الله اللهم
عطف کی کہا تو حرام نہین ہی بلکہ مکروہ ہی اور یہہ مکروہ ہی کہ تسمیہ کی بعد ذبح سی پہلی کچھہ اور بات زبان پر لاوی مثلا یون کہی کہ بسم اللہ الہی
تقبل مني او من فلان واما بعد الذبح فلا باس به لما روي انه عليه السلام قال بعد الذبح اللهم تقبل هذه
مجھسی اور فلانی سی قبول کرلی پہر ذبح کری ان ذبح کی بعد اسکا کچھہ مضائقہ نہین کیونکہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی بعد ذبح کی فرمایا الہی یہہ قربانی قبول کرلی
عن امة محمد ممن شهد لك بالواحدانية ولي بالبلاغ وما تداولته الالسن عند الذبح بسم الله والله اكبر
محمد کی تمام امت کی طرف سی جو جو تیری وحدانیت کی اور میری تبلیغ کی گواہی دیتی ہین اور ذبح کرتی ہوئی جو زبانون پر حسب رواج آتا ہی بسم اللہ واللہ اکبر
لكن ذكر في القنية ان المستحب ان يقول بسم الله الله اكبر بدون الواو ومع الواو يكره ولو ذبح رجل ضحية
قنیہ مین مذکور ہی کہ مستحب یہہ ہی کہ بسم اللہ اللہ اکبر بدون واو کی کہی اور واو کی ساتھہ مکروہ ہی اور اگر کسی شخص غیر کی قربانی
غيره بغير اذنه يجوز استحسانا ولو كان بين الاثنين شاتان فذبحها عن نسكهما يجوز ويأكل من لحمها
بی اجازت ذبح کردی تو استحسانا جایز ہی اور اگر دو آدمیون مین دو بکریان مشترک ہون پہر دونون نی بلا تعین اپنی اپنی طرف سی ذبح کردین تو جایز ہی اور اوسکا
ويوكل غيره من الاغنياء والفقراء ويهب لمن يشاء ولا يعطي اجر الجزار منها وندب التصدق بثلثها وندب تركه
اور اور کو کہلاوی غنی ہو یا فقیر اور جسکو چاہی عطا کری اور مزدوری مین قصائی کو اوسمین سی ندی اور تہائی کا خیرات کردینا مستحب ہی اور
التصدق ايضا لذي عيال توسعة عليهم ويجوز الانتفاع بجلدها بان يتخذه جرابا او غربالا او بساطا او
صاحب عیال کنبہ والی کو خیرات نکرنا بہی مستحب ہی تا کہ عیال پر فراغت ہو جاوی اور اوسکی چمڑی سی فائدہ اوٹہانا جایز ہی کہ تہیلا یا توبرہ یا ڈول یا بچہونا
غيرها وله ان يبدله بما ينتفع به مع بقاء عينه كالخف ونحوه لا بما ينتفع به الا باستهلاك عينه كالخل
وغیرہ بنالی اور اوسکو جایز ہی کہ اوسکی بدلہ مین ایسی چیز لیلی جس سی نفع ہووی پر ذات باقی رہی جیسی موزہ اور مانند اسکی ایسی چیز بدلہ مین نہ لیوی جسسی بدون ہلاک ذات کی فائدہ
ونحوه ولا باس ببيعه بالدراهم ليتصدق بها على الفقراء وليس له ان يبيعه بالدراهم لينفقها على نفسه وعياله
وغیرہ اور اسکا ڈر نہین کہ چمڑہ بیچ کر فقیرون کو خیرات دیدی اور یہہ جایز نہین کہ چمڑا بدلہ دراہم کی بیچ کر اپنی اوپر یا اپنی عیال پر خرچ کری
وان فعل ذلك يتصدق بثمنه ولو اراد ان يبيع لحمها ليتصدق بثمنه ليس له في اللحم الا الاكل والاطعام
اور اگر ایسا کیا تو اوسکا ثمن خیرات کردی اور اگر چاہی کہ گوشت بیچ کر اوسکا ثمن خیرات کردی تو اوسکو گوشت مین اتنا ہی تصرف ہی کہ کہالی اور کسیکو دیدی
ليس على الرجل ان يضحي عن ولده الصغير في ظاهر الرواية وان كان للصغير مال قال بعض مشائخنا يضحي عنه
اور ظاہر روایت مین کسیکا یہہ ذمہ نہین ہی کہ نابالغ اولاد کی طرف سی قربانی کری اگرچہ نابالغ اولاد مالدار ہو ہماری بعضی علما صدقہ فطر پر قیاس کرکہتی ہین
ابوه او وصيه من مال الصغير عند ابي حنيفة قياسا على صدقة الفطر وقال الامام السرخسي زعم بعض المشائخ
کہ بچوکا باپ یا وصی صغیر کی مال مین سی امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری اور امام سرخسی کہتی ہین کہ بعضی مشایخ یہہ کہتی ہین
ان على الاب والوصي ان يضحي من مال الصغير عند ابي حنيفة على قياس صدقة الفطر والاصح انه ليس له
کہ باپ یا وصی کا ذمہ ہی کہ صغیر کی مال مین سی امام ابو حنیفہ کی نزدیک قربانی کری جیسی صدقہ فطر کا حال ہی اور صحیح مذہب یہہ ہی کہ اوسکو
ان يفعل ذلك وان فعل اخذا بقول بعض المشائخ لا يتصدق بشيء منه بل يأكل منه الصغير وما بقي يبدل
قربانی کرنیکا اختیار نہین ہی اور اگر موافق قول بعضی مشایخ کی قربانی کردی تو اوسمین سی کچھہ خیرات نکری بلکہ اوسمین سی وہی صغیر کہاوی اور بچتی کی بدلہ مین
بما ينتفع به الصغير مع بقاء عينه كالثوب ونحوه لا بما لا ينتفع به الصغير الا باستهلاك عينه كالخبز
صغیر کی واسطی ایسی چیز نفع رسان لیدی کہ جسکی ذات باقی رہی جیسی کپڑا وغیرہ ایسی چیز نہ لیدی کہ جسسی صغیر کو بدون ہلاک ذات کی فائدہ حاصل نہو جیسی روٹی

ونحوه وذلك لان الواجب اراقة الدم واما التصدق فتبرع ومال الصبي لا يحتمل التبرع وانما جاز التبديل قياسا

وغیرہ اسلئے کہ واجب تو صرف ذبح کرنا ہی ہے اور خیرات کرنا سو وہ احسان ہی اور صغیر کا مال قابل احسان کی نہین ہی اور تبدیل اسلئے جایز ہی کہ چمڑہ کو آخر تبدیل کرنا درست ہی

على الجلد فان الجلد يجوز ان ينتفع به وان يبدل بما ينتفع به مع بقاء عينه لان البدل يكون في حكم المبدل فيكون

کیونکہ چمڑی سی فائدہ لینا بھی جایز ہی اور بدل لینا نفع رسان چیز کا بھی جایز ہی پر اوسکی ذات باقی رہی کیونکہ بدلا ہوا چیز اوس اصل مبدل کی حکم مین ہی ایسا ہی

كالانتفاع بعينه فلما كان الحكم في الجلد هذا قاسوا عليه اللحم اذا كان للصبي ضرورة والثالث مما يجب على المكلف

گو یا اصل ہی سی نفع پایا چمڑہ کا جو یہہ حکم تہا اسی پر گوشت کو قیاس کرلیا ہی اگر صغیر کو کچہہ ضرورت ہو   اور تیسری شی جو مکلف پر

في هذا العيد تكبير التشريق فانه عند ابي حنيفة يجب على الاحرار المقيمين في الامصار عقيب كل فريضة اديت

اس عید مین واجب ہی وہ تکبیرات تشریق ہین سو یہہ تکبیرین امام ابو حنیفہ کی نزدیک ازادون شہر مین موجود ہونیوالون پر یعنی جو مسافر نہین ہین پیچہی ہر فرض نماز کی جو

بجماعة فلا يجب على اهل القرى ولا على المسافر ولا على العبد ولا على المنفرد ولا على المراة الا اذا اقتدى هؤلاء بمن يجب

جماعت سی ادا ہو واجب ہین   گانو کی رہنی والون پر واجب نہین اور نہ مسافر پر اور نہ غلام پر   اور نہ منفرد پر جو اکیلا نماز پڑہی اور نہ عورت پر ان اگر یہہ لوگ جنکی اوپر

عليه التكبير فحينئذ يكبرون معه تبعا له لان المراة لا ترفع صوتها لان صوتها عورة وغيرها يجهرون به لان

تکبیرین واجب نہین ہین مقتدی ہوجاوین جسپر واجب ہین تو اب اوسکی ساتھ تکبیرین امام کی تبعیت مین مگر عورت پکار کر نہ پڑہی اوسکو آواز کا بھی چہپانا چاہی اور دوسرے لوگ

السنة فيه الجهر ولا مانع ولا يجب عقيب صلوة العيد ولا عقيب الوتر ولا عقيب النوافل لان تلك الصلوات ليست بفريضة ويجب

کہ اسمین آواز کا بلند کرنا مسنون ہی اور کوئی مانع بھی نہین اور عید کی نماز کی پیچہی واجب نہین ہی اور نہ پیچہی وتر کی اور نہ پیچہی نفلون کی کیونکہ یہہ سب نمازین فرض نہین ہین اور نماز

عقيب صلوة الجمعة لانها فريضة وعندهما يجب على كل من يصلي المكتوبة ولو كان قرويا او مسافرا او عبدا او منفردا

جمعہ کی پیچہی واجب ہی کیونکہ جمعہ کی نماز فرض ہی اور صاحبین کی نزدیک ہر شخص پر جو نماز فرض ادا کری واجب ہی اگرچہ گانو مین ہو یا مسافر ہو یا غلام ہو یا اکیلا پڑہتا ہو

او امراة وابتداؤه من فجر يوم عرفة الى عصر يوم النحر عند ابي حنيفة فيكون التكبير عقيب ثمان صلوات

یا عورت ہو اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک شروع تکبیر نوین تاریخ کی فجر سی ہی   دسوین کی عصر تک سو تمام تکبیرین آٹہہ نمازون کی بعد ہوئین

وعندهما الى عصر اخر ايام التشريق وهو الثالث عشر من ذي الحجة فيكون التكبير عقيب ثلثة وعشرين

اور صاحبین کی نزدیک آخر ایام تشریق کی عصر تک واجب ہین یعنی ذی الحجہ کی تیرہوین تاریخ تک اب تکبیرین تئیس نمازون کی بعد ہوئین

صلوة والعمل في هذا الزمان على قولهما احتياطا في باب العبادات وكيفيته ان يقول مرة واحدة بعد السلام

اس زمانہ مین   واسطی احتیاط کی باب عبادات مین صاحبین کی قول پر عمل ہی اور اوسکی کیفیت یہہ ہی کہ ایک دفعہ سلام کی بعد

قبل الكلام الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله والله اكبر الله اكبر ولله الحمد واصله ان ابرهيم النبي عليه السلام

بولنی سی پہلی کہی   اور اوسکی اصل یون ہی کہ ابراہیم نبی علیہ السلام نی

لما اضجع ولده اسمعيل النبي عليه السلام للذبح امر الله تعالى جبريل عليه السلام ان يذهب بالفداء فلما جاء

جب اسمٰعیل نبی علیہ السلام کو   واسطی ذبح کرنی کی لٹایا تو اللہ تعالی نی جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ فدیہ لیجا   جب جبریل علیہ السلام

جبريل عليه السلام بالقربان خاف ان يعجل ابرهيم عليه السلام فقال الله اكبر الله اكبر فلما سمع ابرهيم النبي عليه السلام

قربانی لیکر آئی   تو خوف کیا ایسا نہو کہ ابراہیم علیہ السلام ذبح مین جلدی کربیٹہین   تو جبریل نی الله اکبر   الله اکبر کہا   جب ابراہیم علیہ السلام نی

صوت جبريل عليه السلام وقع في قلبه انه ياتيه بالبشارة فهلل وذكر الله تعالى بالوحدانية والكبرياء فقال

جبریل کی آواز سنی تو اونکی دلمین یہہ خیال آیا کہ جبریل کوئی خوشخبری لاتی ہین سو انہون نی لا اله الا الله پڑہا اور الله کو وحدانیت اور بڑائی سی یاد کیا یہہ

لا اله الا الله والله اكبر فلما سمع اسمعيل النبي عليه السلام كلامهما تفطن بالفداء فحمد الله تعالى وشكره فقال

کلمات کہی لا اله الا الله والله اکبر   جب اسمٰعیل علیہ السلام نی دونون کی کلام سنی تو سمجہہ گئی کہ فدیہ آیا   سو الله تعالی کی حمد کی اور شکر بجالائی اور کہا

الله اكبر ولله الحمد فصار ذلك منهم ميراثا لنا في هذه الايام وان نسي الامام التكبير وقام وذهب فما لم يخرج
الله اكبر ولله الحمد اب یہ تکبیر ہم لوگوں کی میراث پہلوں کی واسطے آج تک چلی آتی ہے اور اگر امام تکبیر کہنی بھول کر کھڑا ہو کر روانہ ہو تو جبتک مسجد میں سے باہر نہیں نکلا

من المسجد يعود ويكبر وان خرج لا يعود ولا يكبر بل يكبر القوم وحدهم ومن ترك صلوة في هذه الايام فقضاها
تو ہٹ کر تکبیر کہے اور اگر مسجد سے باہر ہو گیا تو نہ ہٹے اور نہ تکبیر کہے بلکہ مقتدی تنہا کہلیں اور اگر کوئی شخص ان دنوں میں نماز ترک کرکے پھر انہیں دنوں میں

فيها يكبر ولو تركها في غيرها وقضاها فيها او تركها فيها وقضاها في غيرها لا يكبر وكذا لو تركها فيها وقضاها فيها في
تو تکبیر کہے اور اگر کبھی کی نماز رہی ہوئی ان دنوں میں قضا کرے یا ان دنوں کی نماز رہی ہوئی اور دنوں میں قضا کرے تو تکبیر نہ کہے اور ایسی ہی اگر ان دنوں کی نماز رہی ہوئی اگلی سال کی

عام اخر لا يكبر ومن احدث عمدا يسقط عنه التكبير ومن سبقه الحدث يكبر بلا وضوء ولو اجتمع سجود
ایام تشریق میں قضا کرے تو تکبیر نہ کہے اور جسنے قصدًا وضو توڑ دیا تو تکبیر اوس سے نہیں رہتی اور جسکا وضو بے اختیار ٹوٹ گیا تو وہ بے وضو تکبیر کہے اور اگر سجدہ سہو کا

السهو والتكبير والتلبية يبدأ بسجود السهو لانه يؤدى في تحريمة الصلوة ثم بالتكبير لانه يؤدى بعد الصلوة
اور تکبیر تشریق اور تلبیہ جمع ہو جاویں تو پہلی سجدہ سہو کا ادا کرے کیونکہ سجدہ سہو نماز کی اندر ادا ہوتا ہے پھر تکبیر کہے کیونکہ تکبیر نماز کی بعد متصلا ادا ہوتی ہے

متصلا بها ثم بالتلبية لانها يؤدى خارج الصلوة من كل وجه ولو قدم التكبير يسجد لانه لا ينافي الصلوة ولو
پھر تلبیہ کہے کیونکہ تلبیہ بہر صورت نماز سے باہر ادا ہوتا ہے اور اگر اسنے تکبیر پہلے ادا کر دی تو سجدہ کر لے کیونکہ تکبیر نماز کی منافی نہیں ہے اور اگر

قدم التلبية يسقط التكبير والسجود لانها كلام فيقطع الوصل والمسبوق يكبر عقيب قضاء ما فاته لا مع الامام
تلبیہ مقدم کیا تو تکبیر اور سجدہ دونو ساقط ہو جاتی ہیں کیونکہ تلبیہ کلام ہے نماز تمام ہو جاتی ہے وصل کو قطع کر دیتا ہے اور مسبوق اپنی نماز فوت کی ہوئی پوری کر کر تکبیر کہے امام کی ساتھ نہیں

فانه وان كان يتابع الامام في سجود السهو الا انه لا يتابعه في التكبير والمتطوع اذا اقتدى بالمفترض في ايام
کیونکہ مسبوق اگرچہ سجدہ سہو میں امام کا تابع ہے پر تکبیر میں امام کا تابع نہیں ہے اور نفلیں پڑھنے والا اگر تکبیر کی دنوں میں فرض پڑھنے والی کا مقتدی ہو جاوے

التكبير يكبر معه تبعا له والرابع مما يجب على المكلف في هذا العيد الصلوة وقبل الصلوة يستحب للرجل السواك
تو امام کا تابع ہو کر تکبیر کہے چوتھی جو امر اس عید میں مکلف پر واجب ہے وہ نماز دوگانہ ہے اور نماز سے پہلے مرد کو مستحب ہے مسواک کرنے

والاغتسال والتطيب ولبس احسن الثياب المباحة بان يكون جديدا او غسيلا لا حريرا فانه حرام على الرجال
نہانا خوشبو لگانی اچھی کپڑی مباح پہنی نئی ہوں یا دہوئی ہوئی ہوں حریر نہو کیونکہ حریر مردوں کو

حتى الصبيان الا ان الاثم على من البسهم وصلوة الغداة في مسجد حيه والتبكير وهو سرعة الانتباه والابتكار
بچوں تک حرام ہے پر گناہ اوسکو ہوتا ہے جو بچوں کو حریر پہناوے اور اشراق کی نماز محلہ کی مسجد میں اور تبکیر یعنی صبحدم جلد تیار ہو جانا اور معنی ابتکار کی

وهو المسارعة الى المصلى والتوجه اليه ماشيا والرجوع من طريق اخر ثم الخروج الى المصلى سنة وان وسعهم
جلد ہی عیدگاہ کی طرف متوجہ ہو کر پیادہ پا جانا اور دوسری رستہ سے پھر کر آنا پھر عیدگاہ میں جانا مسنون ہے اگرچہ جامع مسجد میں

الجامع لكن الامام يستخلف من يصلي في المصر بالضعفاء والمرضى بناء على ان صلوة العيد في الموضعين جائزة
اتنی گنجایش ہو لیکن امام کسیکو اپنا خلیفہ کر دے جو شہر کی اندر ناتوانوں اور بیماروں کو نماز پڑہاوے اسلئے کہ عید کی نماز دو جگہ بالاتفاق جایز ہے

بالاتفاق بخلاف الجمعة فانها جامعة للجماعات والتفرق ينافيه ويستحب في هذا العيد تاخير الاكل حتى
برخلاف جمعہ کی کیونکہ جمعہ جماعات کو جمع کرتا ہے اور تفریق اسکی منافی ہے اور اس عید میں کہانی میں اتنی تاخیر کرنی کہ عید کی نماز پڑھ لیں

يصلي صلوة العيد قيل هذا في حق من يضحي لياكل من اضحيته اولا لان السنة ان ياكل من كبدها اولا واما
مستحب ہے بعضی کہتی ہیں یہہ تاخیر قربانی کرنیوالی کی لئے ہے تا کہ پہلی اپنی قربانی میں سے کہاوے کیونکہ مسنون ہے کہ پہلی قربانی کی کلیجی کہاوے اور اوروں کی

في حق غيره فلا والاول اصح لما روي ان الصحابة كانوا يمنعون صبيانهم عن الاكل واطفالهم عن الرضاع الى ان يصلوا
حق میں نہیں ہے مگر اول روایت صحیح ہے کیونکہ روایت ہے کہ صحابہ اپنی بچوں کو کہانی سے منع کیا کرتی تھی اور چھوٹی بچوں کو نماز ادا کرنی تک دودھ پینی سے روکتی

ویستحب فی هذا العید ایضا التکبیر جهرا فی طریق المصلی بالاتفاق لا علی هیئة الاجتماع والاتفاق فی الصوت
اور اس عید میں یہہ بہی بالاتفاق مستحب ہی کہ عیدگاہ کی رستہ میں تکبیر بلند آواز سی کہتا جاوی پر سبکو ملکر اور ایک آواز بناکر راگنی کی

ومراعاة الانغام فان ذلک کله حرام بل یکبر کل احد بنفسه واذا بلغ الی المصلی یقطع التکبیر وروی عن ابی
تال سم پر نہیں چاہیی کیونکہ یہہ سب حرام ہی بلکہ ہر ایک جدا جدا تکبیر پڑہی اور جب عیدگاہ میں جا پہنچی تو تکبیر موقوف کری اور ابو موسی

موسی الرضا انه کان یکبر فی کل عشر خطوات مرة حتی یبلغ الجبانة ولو توجه الرستاقی الی المصلی لیلا
رضا سی روایت ہی کہ وہ دس دس قدم کی فاصلہ پر ایکبار تکبیر پڑہتی ہوئی عیدگاہ تک چلی جاتی تہی اور اگر کوئی گرد نواح کا رہنی والا رات کو

من فرسخ ونحوه یبدأ بالتکبیر اذا طلع الفجر ثم اذا دخل وقت الصلوة وخرج وقت الکراهة بارتفاع الشمس
کوس بہر کی فاصلہ سی عیدگاہ میں آجاوی گا تو صبح ہوتی ہی تکبیر پڑہنی شروع کری پہر جب نماز کا وقت آجاوی اور آفتاب بلند ہونی سی وقت مکروہ گذر جاوی

یصلی الامام بالناس رکعتین بلا اذان ولا اقامة یکبر اولا للافتتاح ثم یضع یدیه تحت سرته ویثنی ثم یکبر
تو امام لوگوں کی ساتہہ دو رکعت بدون اذان اور اقامت کی پڑہی پہلی تکبیر تحریمہ کہی پہر دونو ہاتہہ ناف کی نیچی باندہ لی پہر سبحانک اللہم پڑہی پہر تین بار

ثلث تکبیرات یفصل بین کل تکبیرتین بقدر ثلث تسبیحات لانها تقام بجمع عظیم بالموالاة یشتبه علی من کان
تکبیر کہی ہر ہر تکبیر کی بیچمیں بقدر تین تین تسبیح کی فرق رکہی اسواسطی کہ بڑی انبوہ میں اتفاق ہوتا ہی پی در پی بی فاصلہ کہنی میں دور کی آدمیوں کو شاید سنائی

بعیدا ویرفع یدیه عند کل واحدة من تلک التکبیرات الثلث ویرسلهما فی اثنائهن ثم یضعهما تحت سرته
نہ دی اور اپنی دونو ہاتہہ ہر ہر تکبیر کی ساتہہ تینوں دفعہ کان تک اوٹہاوی اور بیچمیں دونو ہاتہہ چہوڑی رکہی پہر دونو ہاتہہ بعد تین بار کی ناف کی نیچی

بعد الثالثة ویتعوذ ویسمی ثم یقرأ الفاتحة وسورة ثم یکبر ویرکع واذا قام الی الرکعة الثانیة یبدأ بالقراءة ثم
اور اعوذ باللہ پڑہی اور بسم اللہ پڑہ کر سورہ فاتحہ اور ایک اور کوئی سورة پڑہی پہر اللہ اکبر کہہ کر رکوع کری پہر جب دوسری رکعت کی واسطی کہڑا ہو تو قرارت قرآن

یکبر بعدها ثلثا یفصل بینهن بقدر ما ذکر انفا ویرفع یدیه ویرسلهما عند کل تکبیرة ولیس هناک وضع ثم
بعد قرارت کی تین بار تکبیر کہی اور انکی بیچمیں اوسیقدر فاصلہ رکہی جو اب ذکر کیا ہی اور دونو ہاتہہ اوٹہاوی اور ہر تکبیر پہ چہوڑی رکہی اسوقت ہاتہہ کا باندہنا ثابت نہیں ہی پہر

یکبر ویرکع فیکون تکبیرات الرکعتین تسعا ثلث منها اصلیات تکبیرة الافتتاح والتکبیرتان للرکوع وست
تکبیر کہہ کر رکوع کری اب تکبیریں دونو رکعت کی نو ہوگئیں تین تو انمیں سی اصلی ہیں یعنی تکبیر تحریمہ اور دونو تکبیریں دونو رکوع کی اور چہہ تکبیریں زائد ہیں

زوائد ثلث فی الرکعة الاولی قبل القراءة وثلث فی الرکعة الثانیة بعد القراءة ولو نسی التکبیر فی الرکعة
تین پہلی رکعت میں قرارت سی پہلی اور تین دوسری رکعت میں قرارت کی پیچھی اور اگر پہلی رکعت میں تکبیر کہنی بہول گیا اتنا کہ

الاولی حتی قرأ بعض الفاتحة او کلها ثم یکبر ویعید الفاتحة وان تذکر بعد قراءة الفاتحة والسورة
تہوڑی سی یا تمام سورہ فاتحہ پڑہ لی تو اب تکبیر کہہ کر سورہ فاتحہ کو دوبارہ پڑہی اور سورہ فاتحہ اور دوسری سورة پڑہ کر یاد آوی تو صرف تکبیر کہی

یکبر ولا یعید القراءة لانها تمت وبعد التمام لا تقبل النقض بالاعادة بخلاف الوجه الاول والثانی فانها لم تتم
اسواسطی کہ قرارت پوری ہوگئی اور پوری ہونی کی بعد ہٹانی سی نقض نہیں ہو سکتا برخلاف پہلی صورت اور دوسری صورت کی کیونکہ قرارت قرارت کو نہ ہٹاوی

فیها فصار کانه لم یشرع فیها فیعیدها رعایة للترتیب ثم یخطب بعد الصلوة خطبتین یبدأ فیهما بالتکبیر ویفصل
سو یہہ ایسا ہی گویا قرارت ابہی شروع نہیں ہوئی اب واسطی رعایت ترتیب کی قرارت کو ہٹاوی پہر امام نماز کی بعد دو خطبہ پڑہی دونو خطبہ تکبیر سی شروع کری اور دونو

بینهما بجلسة خفیفة مقدارها ان یستقر کل عضو منه فی موضعه والخطبة فی العیدین سنة ولیس
خطبوں میں اتنی دیر جلسہ خفیف کری کہ تمام جوڑ توڑ بدن کی اپنی اپنی جگہ درست ہو جاویں اور خطبہ دونو عیدوں میں سنت ہی اور اس خطبہ میں

فیها ما لیس فی خطبة الجمعة ویکره فیها ما یکره فیها ویعلم فی هذا العید احکام الاضحیة وتکبیر التشریق ومن
وہ ہی امر مسنون ہی جو جمعہ کی خطبہ میں مسنون ہی اور اسمیں وہ ہی امر مکروہ ہی جو جمعہ کی خطبہ میں مکروہ ہی اور اس عید میں احکام اور مسائل قربانی اور تکبیرات تشریق کی

لا يدرك صلوة العيد مع الامام لا يقضيها ومن ادرك الامام في الركوع يكبر للافتتاح قائما لان تكبيرة الافتتاح
عید کی نماز امام کی ساتھ ہاتھہ نہ آوی تو اسکی قضا نہین ہی اور جسنی امام کو رکوع مین پایا تو اول کہڑی ہوئی تکبیر تحریمہ کہی اسواسطی کہ تکبیر تحریمہ

شرع في القيام المحض ثم للعيد ان ظن انه يدرك الامام في الركوع لان المحل الاصلي لتكبيرات العيد القيام
صرف حالت قیام ہی مین جایز ہی پہر عید کی تکبیرین کہی اگر یہہ معلوم ہوتا ہو کہ تکبیرین عید کی کہہ کر امام کو رکوع مین جا لونگا اسلئی کہ اصلی جگہہ عید کی تکبیرونکی صرف

المحض وان خاف فوت الركوع يكبر للركوع ويركع ثم يكبر تكبيرات العيد في الركوع لانها واجبة والاشتغال
قیام ہی ہی اور اگر یہہ خوف ہو کہ تکبیرین کہنی مین رکوع امام کی ساتھہ فوت ہوگا تو بعد تکبیر تحریمہ کی تکبیر رکوع کی کہہ کر رکوع مین چلا جاوی پہر رکوع مین تکبیرین عید کی ادا کری

بها اولى ويترك تسبيحات الركوع لكونها سنة ولا يرفع يديه في الركوع لان الرفع سنة ووضع الكف على الركبة
اولی ہی اور تسبیحات رکوع کی ترک کردی اسواسطی کہ سنت ہین اور رکوع مین رفع یدین بہی موقوف رکہی اسواسطی کہ رفع یدین سنت ہی اور ہاتہون کا گہٹنون پر رکہنا بہی

سنة ايضا ولا وجه لاتيان سنة فيه ترك سنة اخرى واذا رفع الامام راسه يسقط ما بقي من التكبيرات
سنت ہی اسکی کوئی وجہ نہین کہ ایک سنت کو اپنی موقع سی چہوڑ کر دوسری سنت ادا کری اور جب امام رکوع سی سر اوٹہا دی تو پہر اوسکی ذمہ سی جو تکبیر عید کی باقی ہو ساقط

فلا يتمها في الركوع ولا في القومة بل يسارع في متابعة الامام لانها فرض فلا يترك للواجب ولو ادرك الامام
اب اوس تکبیر کو نہ رکوع مین پوری کری اور نہ قومہ مین بلکہ امام کی متابعت مین جلد رکوع سی کہڑا ہو جاوی کیونکہ متابعت فرض ہی سو واجب کی واسطی ترک نہین ہو سکتی اور امام کو

في القومة لا يكبر فيها لانه يقضي تلك الركعة مع التكبيرات ومن فاتته ركعة واحدة اذا قام الى قضاء
قومہ مین پایا تو قومہ مین تکبیر عید کی نہ کہی کیونکہ یہ رکعت معہ تکبیرات قضا کرنی ذمہ ہی اور جسکی ایک رکعت فوت ہو جاوی تو جب فائتہ کو قضا کرنی کہڑا ہو

ما سبق يبدأ بالقراءة ثم يكبر بعدها تكبيرات العيد ويركع ولو ادرك الامام في التشهد او بعد السلام في
تو اول قراءت شروع کری پہر بعد قراءت کی تکبیرین عید کی ادا کری پہر رکوع کری اور اگر امام کو التحیات مین پایا یا سلام کی بعد

سجود السهو فانه يقوم ويصلي ويأتي بالتكبيرات في محلها ويستحب تعجيل الصلوة في هذا العيد وتاخيرها
سہو کی سجدہ مین پایا تو اب یہہ کہڑا ہو کر نماز بدستور پڑہی اور تکبیرین عید کی اپنی ٹہکانی پر کہی اور اس عید مین نماز کی تعجیل اور عید الفطر مین تاخیر مستحب ہی

في عيد الفطر وفي القنية تقدم صلوة العيد على صلوة الجنازة اذا اجتمعتا وصلوة الجنازة على الخطبة
اور قنیہ مین ہی کہ عید کی نماز جنازہ کی نماز سی پہلی ادا کرین اگر دونو جمع ہو جاوین اور نماز جنازہ خطبہ سی پہلی ادا کرین

وفي البزازية ان اجتمع العيد والكسوف يقدم العيد لانه واجب كما تقدم على الجنازة لكون وجوبه
اور بزازیہ مین ہی اگر نماز عید اور نماز کسوف جمع ہو جاوین تو عید کی نماز پہلی پڑہین کیونکہ واجب ہی جیسی نماز جنازہ پر مقدم ہی اسواسطی کہ عید کی نماز واجب

عينا ووجوب الجنازة كفاية ويكره التنفل في المصلى قبل صلوة العيد وبعدها للامام وغيره وان وقع
عینی ہی اور جنازہ کی نماز واجب کفایہ ہی اور عیدگاہ مین جاکر عید کی نماز سی پہلی نفلین پڑہنی مکروہ ہین اور بعد نماز عید کی امام وغیرہ خواص کو مکروہ ہی اور اگر

في هذا العيد عذر يمنع من صلوة العيد تصلي من الغد وبعد الغد ولا تصلي بعد ذلك لانها موقتة
اس عید مین کوئی عذر عید کی نماز سی روک دی تو اگلی دن گیارہوین کو پڑہین اور اوس دن سی اگلی دن بارہوین کو پہر بارہوین کی بعد نہ پڑہین کیونکہ اسکا وقت

بوقت الاضحية فتجوز ما دام وقتها باقيا ولا تجوز بعد خروج وقتها ثم العذر ههنا ليس لنفي الجواز بل لنفي الكراهة
وہ ہی اضحیہ کا وقت ہی سوجب تک ہی جایز ہی کہ قربانی کا وقت باقی ہو پہر قربانی کا وقت نکلی پیچہی جایز نہین پہر اس عید مین عذر کا ہونا واسطی نفی جواز کی نہین ہی بلکہ واسطی

حتى لو كان تاخيرها الى الغد او بعد الغد بغير عذر يجوز الصلوة لكن يلزم الاساءة بخلاف الفطر فان العذر
یہانتک کہ اگر تاخیر اگلی دن تک اور اگلی سی اگلی دن تک بی عذر ہو تو بہی جایز ہی لیکن برائی لازم آتی ہی برخلاف عید الفطر کی کیونکہ اوسمین عذر

فيه لنفي الجواز حتى لو كان تاخيرها الى الغد بغير عذر لا يصح يسر لنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه و
واسطی نفی جواز کی ہی یہانتک کہ اگر اس نماز مین تاخیر اگلی دن تک بی عذر ہو تو صحیح نہین ہی الہی ہمکو آسان کر اعمال موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور

کرمه

وکرمہ المجلس السادس والثلثون فی بیان فضیلة شهر الله المحرم وصوم یوم عاشوراء

اور کرم سے چھتیسویں مجلس ماہ الٰہی محرم اور صوم عاشوراء کی روزہ کی فضیلت میں

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم افضل الصیام بعد رمضان شهر الله المحرم هذا الحدیث من صحاح المصابیح

رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا افضل روزے بعد ماہ رمضان کی ماہ الٰہی محرم کی ہیں یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے

رواه ابو هریرة واضاف الشهر الی الله تعالی لتعظیم شان الشهر والمضاف محذوف وتقدیره ان افضل الصیام بعد صیام رمضان صیام

ابو ہریرہ کی روایت سے اور شہر کی اضافت اللہ کی طرف واسطے تعظیم مرتبہ مہینے کی ہے اور مضاف محذوف ہے اصل میں عبارت یوں تھی افضل روزے بعد روزوں رمضان

شهر الله المحرم وهو صریح فی ان افضل ما تطوع به من الصیام بعد رمضان شهر الله المحرم لکن یحتمل ان یراد به انه افضل

کی روزے ماہ الٰہی محرم کی ہیں اس عبارت سے صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ افضل نوافل روزے ... ہی محرم کی ہیں لیکن یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے یہ مراد ہو افضل

شهر تطوع بصیامه کاملا بعد رمضان واما التطوع ببعض الشهر فقد یکون غیره افضل منه کصیام یوم عرفة وعشر

مہینا جسکی پوری روزے رکھی جاویں بعد رمضان کی محرم ہے اور نفل روزے تھوڑے تھوڑے بعضی مہینے کی محرم سے افضل ہوں جیسے روزہ روز عرفہ کا یا دس روزے

ذی الحجة او ستة شوال ونحو ذلک ویشهد لهذا ما روی عن علی ان رجلا اتی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله

ذی الحجہ کی یا چھ روزے شوال کی اور مانند اسکی اور اسکی سند وہ روایت علی رضی سے ہے کہ ایک شخص نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر پوچھا یا رسول اللہ

اخبرنی بشهر اصومه بعد رمضان فقال له النبی علیه السلام ان کنت صائما شهرا بعد رمضان فصم المحرم فانه

بتلائیے بعد رمضان کی کس مہینہ میں روزے رکھوں آپ نے فرمایا اگر تو تمام مہینے کی روزے بعد رمضان کی رکھا چاہتا ہے تو محرم میں رکھ کیونکہ

شهر الله وفیه یوم تاب الله فیه علی قوم ویتوب علی آخرین لکن قد کان النبی علیه السلام یصوم شهر شعبان

مہینا اللہ کا ہے اور اس مہینے میں ایک ایسا دن ہے جس میں اللہ تعالی نے ایک قوم کی خطا معاف کی اور اوروں کی خطا معاف کریگا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم ماہ شعبان میں روزے رکھتے تھے

ولم ینقل عنه انه کان یصوم المحرم وانما کان یصوم منه یوم عاشوراء وقوله علیه السلام فی حدیث ابن عباس

اور یہ کہیں بیان نہیں کیا کہ محرم میں روزے رکھتے تھے محرم میں صرف یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے اور آپ کا ارشاد ابن عباس کی حدیث میں

ان بقیت الی قابل لاصومن التاسع یدل علی انه علیه السلام کان لا یصوم التاسع لکن روی انه علیه السلام امر

اگر میں اگلے سال تک جیتا رہا تو البتہ نویں تاریخ روزہ رکھونگا اس سے یہ ثابت ہوا کہ نویں تاریخ میں روزہ نہیں رکھتے تھے لیکن روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو فرمایا

رجلا ان یصوم الاشهر الحرم وافضل صیام الاشهر الحرم صیام شهر الله المحرم وافضل شهر الله المحرم عشرة الاول

کہ اشہر حرم میں روزے رکھے اور اشہر حرم میں سے افضل روزے ماہ الٰہی محرم کی ہیں اور ماہ الٰہی محرم میں سے افضل روزے پہلی دہی کی ہیں

فلما کان هذا الشهر من بین الشهور مضافا الی الله تعالی ناسب ان یختص بعمل مضاف الی الله تعالی وهو الصوم

اور یہ مہینا تمام مہینوں میں سے جو اللہ کی طرف مضاف ہے تو مناسب یوں ہے کہ اس مہینے میں عمل بھی ایسا ہو جو اللہ کی طرف مضاف ہو سو وہ عمل روزہ ہی

فان الصوم سر بین العبد وربه یفعله خالصا لوجهه طالبا لرضائه ولا یطلع علیه غیره لکونه نیة وامساکا

کیونکہ روزہ بندہ میں اور اسکے رب میں بھید ہوتا ہے کہ صرف واسطے خدا کی اسکی رضامندی کی لئے رکھتا ہے اور سوا اللہ تعالی کی کوئی اوس سے خبر نہیں ہوتا کیونکہ روزہ نیت

حتی قیل ان الحفظة لا یطلع علیه ولا تکتبه بخلاف سائر العبادات فانها ما یطلع علیه غیره تعالی فلکونه هو العالم به

یہاں تک کہتے ہیں کراماً کاتبین کو خبر نہیں ہوتی اور نہ وہ لکھتے ہیں برخلاف تمام اور عبادات کی کہ وہ سوای اللہ تعالی اوروں کو بھی معلوم ہوتی ہیں اور اس لئے کہ روزہ کا اللہ

دون غیره خصه بذاته وتولی جزاءه بنفسه ولم یکله الی غیره کما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال کل عمل ابن

اور کو نہیں ہوتا تو اللہ تعالی نے اوسکو اپنی ذات سے خاص کیا اور روزہ دار اوسکی ثواب کا بذات خود ہوا اور پر حوالہ نکیا چنانچہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کا

آدم یضاعف الحسنة بعشر امثالها الی سبعمائة ضعف قال الله تعالی الا الصوم فانه لی وانا اجزی به

ہر ایک عمل کا ثواب دس گونہ بڑھتا ہے سات سو گونہ تک اللہ تعالی فرماتا ہے سوا روزہ کی کہ روزہ میری لئے ہی میں ہی اوسکی جزا دونگا

بدع شهوته وطعامه وشرابه من اجلي والمعنى ان كل طاعة وخير اذا لم يكن رياء فاقل ما يعطي لصاحبه من الاجر

مرے لیے اپنی شہوت کہانا پینا سب چہوڑ دیتا ہی یعنی ہر طاعت اور نیک عمل جسمین ریا نہو تو کم سی کم عابد کو اوسکا ثواب دس گونہ ہی

عشرة لقوله تعالى مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا وقد يزداد الى سبعمائة واكثر لقوله تعالى مَثَلُ الَّذِينَ

جیسے فرمایا اللہ تعالی نے جو کوئی لایا نیکی تو اوسکو ہی اوسکی دس برابر اور کبہی سات سو گونہ اور اس سی زیادہ ہوجاتا ہی واسطی قول اللہ تعالی کی مثال اونکی

يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ

جو خرچ کرتی ہین اپنی مال اللہ کی راہ مین جیسی ایک دانہ جس سی اوگین سات بالین ہر بال مین سو سو دانہ اور اللہ بڑہاتا ہی

لِمَن يَشَاءُ واما الصوم فثوابه بغير حساب لانه لا يتاتى الا بالصبر وقد قال الله تعالى إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم

جسکی واسطی چاہتا ہی اور روزہ کا ثواب بے حساب ہی کیونکہ بدون صبر کی ادا نہین ہوسکتا اور اللہ تعالی فرماتا ہی صبر کرنیوالون ہی کو ملتا ہی اونکا نیگ

بِغَيْرِ حِسَابٍ ثم الصبر وان كان يوجد في غير الصوم من العبادات لكن وجوده في غيره ليس كوجوده فيه لانه ثلثة

بے گنتی پہر صبر اگرچہ سوا روزہ کی تمام عبادات مین بہی ہوتا ہی پر صبر اور عبادات مین اتنا نہین ہوتا جتنا روزہ مین ہوتا ہی

انواع صبر على طاعة الله تعالى وصبر عن محارم الله تعالى وصبر على الالام والشدائد وكلها يوجد في الصوم اذ

قسم یہہ ہوتا ہی صبر طاعت الہی پر اور صبر اللہ تعالی کی محرمات سی اور صبر رنج اور سختیون پر اور یہہ تینون صبر روزہ مین موجود ہوتی ہین

فيه صبر على ما وجب على الصائم من الطاعات وصبر عما حرم عليه من الشهوات وصبر عما يصيبه من الم الجوع

کیونکہ روزہ مین طاعت پر صبر ہی جو روزہ دار پر واجب ہوتی ہی اور شہوت سی صبر ہی جو روزہ دار پر حرام ہوگئی ہین اور بہوک کی تکلیف پر

وحرارة عطش وضعف البدن فانه يعرض بدنه النحول والنقصان الذي يفضي الى الهلاك طلبا لرضائه ثم

اور پیاس کی گرمی پر صبر ہی اور بدن کی سستی پر کیونکہ روزہ دار کی بدن مین لاغری اور نقصان ایسا آجاتا ہی کہ جس سی ہلاک ہو جاتا ہی یہہ سبب اللہ تعالی کی رضامندی کی واسطی

اشير اليه حيث قيل يدع شهوته وطعامه وشرابه لاجلي بخلاف سائر الطاعات ثم انه بسبب منع نفسه عن

طرف اشارہ ہی یہہ جو کہا ہی کہ روزہ دار اپنی شہوت کہانا پینا میری لئی چہوڑ دیتا ہی برخلاف اور طاعات کی پہر روزہ دار اپنی نفس کو کہانی

الاكل والشرب والجماع يصير متخلقا باخلاق الله تعالى لكونه منزها عن هذه الاشياء فلما كان في الصوم

پینی اور جماع سی بند کرکر اللہ تعالی کی اخلاق سی متخلق ہوتا ہی کیونکہ اللہ تعالی ان تمام صفات سی پاک و صاف ہی یہہ ہی اوصاف جو روزی مین ہوتی

هذا المعنى خصه الله تعالى بذاته وتولى جزاءه بنفسه ولم يكله الى غيره والكريم اذا اخبر انه يتولى الجزاء

ہین اسی واسطی اللہ تعالی نی روزہ دار کو اپنی ذات پاک سی خاص کیا اور ذمہ دار اوسکی ثواب کا آپ ہوا اور پر حوالہ نہین کیا اور ذات کریم جو یہہ خبر دی کہ مین آپ اوسکی عوض کا

بنفسه يقتضي ان يكون ذلك الجزاء في غاية العظمة ونهاية الكثرة بحيث يكون له حد ولا عد وقد روي

دینی والا ہون تو یہہ عوض بہت ہی بڑا ہوگا اور اتنی کثرت سی ہو کہ اوسکی نہ کچہہ حد ہو اور نہ کچہہ شمار اور

عن ابي امامة الباهلي انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله جعل الله بينه وبين النار خندقا كما بين السماء

ابو امامہ باہلی سی روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایکروز روزہ واسطی اللہ کی رکہا تو اللہ تعالی درمیان اوسکی اور دوزخ کی ایک خندق اسقدر فاصلہ پر بناویگا

والارض وفي حديث اخر رواه ابو سعيد الخدري انه عليه السلام قال من صام يوما في سبيل الله بعد الله وجهه

جتنا زمین آسمان مین ہی اور ایک اور حدیث مین ہی ابو سعید خدری کی روایت سی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا جسنی ایک روز واسطی اللہ کی روزہ رکہا تو اللہ تعالی اوسکا منہہ

عن النار سبعين خريفا ومعنى الحديث ان من صام يوما لوجهه ورضائه ينجيه الله تعالى من النار عبر عن التنجية

دوزخ سی ستر خریف دور رکہیگا اور معنی حدیث کی یہہ ہین کہ جسنی ایکروز صرف واسطی رضامندی الہی کی روزہ رکہا تو اللہ تعالی اوسکو دوزخ سی نجات دیگا نجات کو

بطريق التمثيل ليكون ابلغ لان من كان بعيدا عن شئ بهذا المقدار لا يصل اليه البتة والمراد بالخريف السنة

بطور تمثیل واسطی مبالغہ کی اس عبارت مین بیان کیا اسواسطی کہ جو شخص کسی شئ سی اتنی دور ہوجاوی تو وہ شئ اوس تک ہرگز نہ پہنچی گی اور خریف سی مراد سال ہی

ذكر

ذکر الجزء وارید الکل وانما عبر به عنها دون غیره من الفصول لکونه وقت بلوغ الثمار وسعة العیش وروی عن
جز کا ذکر کرکی کل مراد لیا ہی اور خریف خاص کرکی بیان اور فصلوں کی سو اسطی کیا کہ یہہ وقت میوون کی پختگی اور عیش کی فراخی کا ہی اور ابو ہریرہ

ابی هریرة انه علیه السلام قال للصائم فرحتان فرحة عند فطره وفرحة عند لقاء ربه ومعنی هذا الحدیث
سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہین ایک خوشی روزہ افطار کرتی ہوئی اور ایک خوشی رب کی ملاقات کی وقت اور اس حدیث کی معنی

ان للصائم سرورا مرتین علی ان الفرحة مرة من الفرح وهو السرور واما سروره عند لقاء ربه فیما یجده من ثواب الصوم
کہ روزہ دار کو دوبار سرور ہوتا ہی اسواسطی کہ فرحة کا لفظ مرت کی واسطی فرح سی مشتق ہوا ہی اور فرح کی معنی سرور کی ہین اب سرور روزہ دار کا رب کی ملاقات پر ہو اسطی

مدخرا عند الله تعالی فان من ترك لله تعالی طعامه وشرابه وشهوته یعوضه الله تعالی خیرا من ذلك کما قال الله
اللہ تعالی کی ہان یکبار ذخیرہ کیا ہوا پاویگا کیونکہ جو شخص اللہ کی واسطی اپنا کہانا پینا شہوت بند رکہیگا تو اللہ تعالی اسکی عوض اوس سی بہتر عطا فرماویگا جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی

وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوه عند الله هو خیرا واعظم اجرا وقال النبی علیه السلام انك
اور جو آگی بہیجو گی اپنی واسطی کوئی نیکی اوسکو پاوگی اللہ کی پاس بہتر اور ثواب مین زیادہ اور نبی علیہ السلام نی ایک شخص سی فرمایا

لن تدع شیئا اتقاء الله تعالی الا آتاك الله خیرا منه وروی ان الصائمین یوضع لهم یوم القیامة مائدة تحت العرش
تو جب کسی منکر کو خدا کی خوف کا مارا ترک کریگا تب ہی اللہ تعالی تجہکو اوس سی بہتر عنایت کریگا اور روایت ہی کہ روزہ داروں کی واسطی قیامت کی دن عرش کی نیچی دسترخوان بچہایا جاویگا

یاکلون علیها والناس فی الحساب فیقول الناس هؤلاء یاکلون ونحن فی الحساب فیقال لهم انهم کانوا یصومون ولم تصوموا
اوس پر بیٹہی کہاوینگی باقی لوگ ابہی حساب مین ہونگی سو وہ لوگ کہینگی یہہ کون لوگ ہین کہ بیٹہی کہاتی ہین اور ہم حساب مین گرفتار ہین سو جواب ملیگا یہہ لوگ روزہ رکہتی تہی اور تم روزہ نہ رکہتی تہی

وفی الصحیحین انه علیه السلام قال ان فی الجنة بابا یقال له الریان لا یدخل منه الا الصائمون والمراد بالصائمین
اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا کہ جنت کا ایک دروازہ ہی اسکو ریان کہتی ہین اسمین سی صرف روزہ دار داخل ہونگی اور مراد روزہ داروں سی

هم الذین یکثرون الصوم فانهم لما تحملوا تعب العطش خصوا بباب فیه الری والامان من العطش قبل تمکنهم من الجنة
وہ لوگ ہین جو اکثر روزہ دار رہتی ہین کیونکہ ان لوگوں نی جو پیاس کی شدت اوٹہائی تو انکی لئی ایسا دروازہ خاص کیا گیا جسمین جنت مین جانی سی پہلی سیرابی اور بچاؤ ہی

واما سروره عند افطاره فیما یتناوله من الطعام والشراب لان النفس مجبولة علی المیل الی ما یلائمها من المطعم والمشرب
اور روزی کہولتی وقت اسواسطی خوشی ہوتی ہی کہ کہانی پینی کا اجتماع ملتا ہی سو اسطی کہ نفس کی عادت ہی کہ اپنی لایق اسباب کہانی پینی

والمنکح فاذا منعت من ذلك فی وقت من الاوقات ثم اذن لها فی وقت آخر تفرح بذلك طبعا خصوصا عند اشتداد
اور نکاح کی طرف متوجہ ہوتا ہی نفس کو اگر کسی وقت ممانعت ہووی پہر دوسری وقت مین اجازت ہوجاوی تو خود بخود خوش ہوتا ہی خصوصا جس وقت بہوک اور

الحاجة الیه لتاثیر الجوع والعطش فیها وتقاضیها بالخروج عن حدها بهذا ما روی عن ابن عمر انه علیه السلام
اور پیاس کی نہایت حاجتمند ہو اور اپنی حاجت کا تقاضا کرتا ہو ابن عمر کی روایت سی یہہ مضمون ثابت ہوتا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

کان اذا افطر یقول ذهب الظمأ وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء الله تعالی مع ان له عند افطاره دعوة
افطار کی وقت یہہ فرمایا کرتی تہی کہ گئی پیاس اور تر ہوگئیں رگیں اور ثابت ہوگیا ثواب ان شاء اللہ تعالی یہہ بہی ہی کہ افطار کی وقت دعا

مستجابة کما جاء فی الحدیث ان للصائم عند افطاره دعوة مستجابة بل یکون نومه عبادة فقد بولغ بانه
مقبول ہوتی ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ روزہ دار کی لئی افطار کی وقت دعا مقبول ہوتی ہی بلکہ اوسکی خواب بہی عبادت ہی مبالغہ ہوا ہی

الصائم فی العبادة ما لم یغتب وان کان نائما علی فراشه فعلی هذا یکون فی لیله ونهاره علی العبادة ثم فی صوم المحرم
کہ روزہ دار ہر وقت عبادت مین ہی جبتک غیبت نہ کری اگرچہ اپنی بستر پر سوتا رہی اس قول کی موافق روزہ دار شب و روز عبادت مین ہی پہر ماہ محرم کی روزہ مین

معنی آخر وهو ان الاشهر الحرم لما کانت افضل الشهور بعد رمضان وکان صوم کلها مندوبا لامر النبی علیه السلام
ایک اور بات ہی یعنی اشہر الحرم چونکہ بعد رمضان کی تمام مہینوں مین افضل ہین اور ان سب مہینوں کی روزی مستحب ہین موافق ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

الین
کہ روزہ دار کا
فرماتا ہی

به وکان بعضها ختام السنة الهلالیة وبعضها مفتاحها لزم ان یکون من صام ذی الحجة سوی ایام المحرم فیها
اور اونمین سی بعضا مہینا قمری سال کی تمامی ہی اور بعضا مہینا قمری سال کا ابتدا ہی تو لازم ہی کہ جسنی ذی الحجہ مین سواء چار دن کی جنمین روزی حرام ہین
الصیام وصام المحرم قد ختم السنة بالطاعة وافتتحها بالطاعة فیرجی ان یکتب سنة کلها طاعة وعبادة یسر الله تعالی
روزی رکہی پہر محرم کی روزی رکہی تو اوسنی سال عبادت ہی مین تمام کیا اور عبادت ہی مین شروع کیا اب امید یہہ ہی کہ سارا سال کا سال عبادت اور طاعت مین لکہا جاوی اللہ تعالی
عمله بلطفه وکرمه

المجلس السابع والثلثون فی بیان فضیلة یوم عاشوراء وبیان ما یفعل فیه

اعمال اپنی لطف اور کرم سی آسان کری سینتیسوین مجلس یوم عاشوراء کی فضیلت مین اور اس روز کیا کیا عمل مین آوی
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم صیام یوم عاشوراء احتسب علی الله تعالی ان یکفر السنة التی قبلها هذا الحدیث من
رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا یوم عاشوراء کی روزی گمان غالب ہی کہ الله تعالی ایک سال گذشتہ کا کفارہ کردی یہہ حدیث مصابیح کی
صحاح المصابیح رواه ابو قتادة ومعناه ان من صام یوم عاشوراء ارجو من الله تعالی ان یغفر ذنوبه التی وقعت فی
صحیح حدیثون مین ہی ابو قتادہ کی روایت سی اور معنی اس حدیث کی یہہ ہین جسنی یوم عاشوراء مین روزہ رکہا تو مین الله تعالی سی امید کرتا ہون کہ اسکی گناہ جو کہ
السنة الماضیة والمراد من الذنوب الصغائر لان الکبیرة لا یکفرها الا التوبة وفی حدیث اخر رواه ابو هریرة انه علیه السلام
سال گذشتہ مین ہوئی ہون معاف کردی اور گناہون سی مراد صغیرہ گناہ ہین اسواسطی کہ گناہ کبیرہ بدون توبہ کی معاف نہین ہوتی اور ایک اور حدیث مین ابو ہریرہ کی روایت سی
قال افضل الصیام بعد رمضان شهر الله المحرم یعنی ان افضل الصیام بعد رمضان صیام شهر الله المحرم وهو و
کہ پیغمبر صلی الله علیه وسلم نی فرمایا افضل روزی بعد ماہ رمضان کی ماہ الہی محرم کی ہین مراد یہہ ہی کہ افضل روزی بعد رمضان کی روزی ماہ الہی محرم کی ہین اور یہہ حدیث
ان کان ظاهرا فی فضیلة صیام شهر الله المحرم بعد صیام رمضان لکن قیل المراد به صیام یوم عاشوراء وانما کان صیام
اگرچہ بظاہر تمام ماہ الہی محرم کی روزون کی فضیلت مین ہی بعد روزون ماہ رمضان کی لیکن کہتی ہین کہ مراد اس سی روزہ یوم عاشوراء کا ہی اور اوس دن کا روزہ
ذلك الیوم افضل لکونه فرضا فی اوائل الاسلام ثم نسخت فرضیته بوجوب صوم رمضان والعبادة التی نسخت
اسلئی افضل ہی کہ اوائل اسلام مین فرض تہا پہر جب رمضان کی روزی فرض ہوئی تو اسکی فرضیت منسوخ ہوگئی اور جس عبادت کی فرضیت منسوخ
فرضیتها افضل من العبادة التی لم تکن فرضا اصلا فان قیل قد ذکر فی الاصول ان الجواز یزول بنسخ الوجوب فکیف
ہوجاتی ہی تو وہ ایسی عبادت سی جو کبہی فرض نہ ہوئی ہو افضل ہوتی ہی اگر کوئی کہی کہ اصول مین مذکور ہی کہ وجوب کی نسخ سی جواز بہی زائل ہوجاتا ہی پہر
یکون الصیام فیه افضل فالجواب ان ذلك الیوم لما نسخ وجوب الصیام فیه صار کسائر الایام فی جواز الصیام فیه
یہہ دن افضل کیونکر ہوسکتی ہی سو جواب یہہ ہی کہ اس دن کی اندر وجوب صیام جب منسوخ ہوا تو وہ اور روزون کی واسطی ایسا ہوگیا جیسی اور سارے دن ہین
فیکون افضل قال ابن عباس ما رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یتحری صیام یوم فضله علی غیره الا هذا
سو افضل ہی ہوگا ابن عباس کہتی ہین مینی رسول الله صلی الله علیه وسلم کو نہین دیکہا کہ تلاش کرتی ہون روزہ کسی روز کا جسکو اوپر فضیلت دی ہو سواء اس
الیوم یعنی عاشوراء فانه علیه الصلوة والسلام کان یبالغ فی تفضیل صومه ما لم یبالغ فی تفضیل صوم غیره وقال ابن
دن یعنی یوم عاشوراء کی کیونکہ پیغمبر علیه السلام یوم عاشوراء کی فضیلت مین تا مبالغہ فرماتی تہی جو اور روزی کی فضیلت مین نہین فرماتی تہی اور ابن
عباس ایضا حین صام رسول الله علیه السلام یوم عاشوراء وامر بصیامه قالوا یا رسول الله انه یوم یعظمه الیهود والنصاری
عباس یہہ بہی کہتی تہی کہ جب رسول الله صلی الله علیه وسلم نی یوم عاشوراء کا روزہ رکہا اور اور صحابہ کو اس روزہ کا ارشاد کیا تو عرض کیا یا رسول الله یہہ دن ہی کہ اسکی یہود اور نصاری
فقال النبی علیه السلام ان بقیت الی قابل لاصومن التاسع قیل انما اراد ان یضم الیها یوما اخر لیکون هدیه مخالفا
سو نبی صلی الله علیه وسلم نی فرمایا اگر مین اگلی سال تک جیتا رہا تو بالضرور نوین تاریخ کا بہی روزہ رکہونگا کہتی ہین عاشوراء کی ساتہہ ایک اور دن کی ملانی کا اسلئی ارادہ کیا تہا تاکہ
لهدی اهل الکتاب فلم یات العام القابل لا توفی رسول الله علیه السلام فعلم من هذه الاخبار ان یوم عاشوراء
طریقہ اہل کتاب کی طریق سی الگ رہی سو وہ سال آنی نہ پایا جو رسول الله صلی الله علیه وسلم کی وفات ہوگئی اب ان حدیثون سی معلوم ہوا کہ یوم عاشوراء

یوم مبارک ینبغی للمؤمن ان یصومه لکن المستحب ان یصوم معه التاسع او الحادی عشر مخالفة للیهود والنصاری
روز مبارک ہی مؤمن کو چاہیئی کہ اوس روز روزہ رکہا کری پر مستحب یہہ ہی کہ اوسکی ساتہہ یہود و نصاری کی مخالفت کی لئی نوین تاریخ یا گیارہوین تاریخ کا بہی روزہ رکہی

ویتصدق علی الفقراء بما قدر واما الصلوة فی هذا الیوم لارضاء الخصوم علی ما وقع فی بعض الکتب فقد ذکر فی البزازیة
اور اپنی مقدور کی موافق فقراء کو خیرات دی اور اوس روز کی نماز مدعیوں کی پرچانی کی لئی جو بعضی کتابوں مین آئی ہی تو بزازیہ مین مذکور ہی

انها لا تفید لان خصمه ان کان عافیا فهو لا یؤاخذ بما علیه یوم القیمة فما الفائدة وان کان لم یعف یاخذ من
کہ اس نماز کا کچہہ فائدہ نہین ہی اسواسطی کہ مدعی اگر معاف کر چکا ہی تو اوس سی قیامت کی دن کچہہ مواخذہ نکریگا پہر اب کیا فائدہ ہوا اور اگر معاف نہین کیا

حسناته یوم القیمة ان کان له حسنات وان لم یکن له حسنات یوخذ من سیأت خصمه ویحمل علیه ثم یطرح
تو قیامت کی دن اوسکی حسنات لیلیگا اگر اوسکی پاس حسنات ہونگی اور اگر اوسکی پاس حسنات نہونگی تو اوس مدعی کی گناہ لیکر اوسکی سر رکہدینگی پہر آگ مین پہینک دینگی

فی النار کما جاء فی حدیث رواه ابو هریرة انه علیه السلام قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من لا درهم معه
چنانچہ حدیث مین ابو ہریرہ کی روایت سی آیا ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی پوچہا تم جانتی ہو مفلس کون ہوتا ہی عرض کیا ہم مین مفلس وہ ہی جسکی پاس نہ درہم ہو

ولا متاع قال المفلس من امتی من یاتی یوم القیمة بصلوة وزکوة وصیام ویاتی قد شتم هذا وقذف هذا وضرب
اور نہ کچہہ اسباب ہو آپ نی فرمایا مفلس میری امت مین وہ ہی جو قیامت کی دن معہ نماز اور زکوۃ اور روزون کی آویگا اور آئیگا کہ اوسکو گالی دی تہی اور اسکو تہمت لگائی تہی اور اسکو مارا تہا

هذا واکل مال هذا فیعطی هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنیت حسناته قبل ان یقضی ما علیه
اور اسکا مال کہا لیا تہا پہر اوسکی کچہہ حسنات اسکو دی جاوینگی اور کچہہ حسنات اوسکو دی جاوینگی پہر اگر اوسکی حسنات اس سی پہلی کہ حقوق ادا ہون ہو چکی تو اونکی گناہ لیکر

اخذ من خطایاهم فطرحت علیه ثم طرح فی النار وفی حدیث اخر رواه ابو هریرة ایضا انه علیه السلام قال من
اسکی ذمہ رکہہ کر آگ مین ڈالا جاویگا اور ایک اور حدیث مین بہی ابو ہریرہ ہی کی روایت سی ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسکی

کانت عنده مظلمة لاخیه من عرض او مال فلیتحلل منه الیوم قبل ان یوخذ منه یوم لا دینار فیه ولا درهم ان
ذمہ کوئی حق کسی بندہ کا ہو آبرو کا یا مال کا تو آج اوس سی معاف کرالی اس سی پہلی کہ وہ ایسی روز مواخذہ کری کہ وہان نہ دینار ہوگا اور نہ درہم اگر

کان له عمل صالح اخذ منه بقدر مظلمته وان لم یکن له حسنات یوخذ من سیأت صاحبه وتحمل علیه قیل تؤخذ
اسکی پاس عمل صالح ہوگا تو اوس حق کی موافق لیلیا جاویگا اور اگر حسنات کچہہ نہون گی تو اوس مدعی کی گناہ اسکی ذمہ رکہی جاوینگی کہتی ہین

بقدر دانق وهو سدس درهم سبعمائة صلوة مقبولة ادیت بجماعة فیعطی للخصم واما خلط الحوائج فی هذا الیوم فقد
کہ ایک دانق کی بدلہ کہ چہٹا حصہ درہم کا ہوتا ہی سات سو نمازین مقبول جو جماعت سی ادا کین ہون لیکر مدعی کو دیدینگی اور کرنا سختیون کا یعنی غمگین ہونا اس دن مین

ذکر فی القنیة انه لم یرد فیه اثر قوی لکن لا باس به بل ربما یثاب علیه وکان الاکتحال فیه سنة لکن لما صار علامة
سو قنیہ مین مذکور ہی کہ اس باب مین کوئی روایت قوی وارد نہین ہی پر اسکا کچہہ مضائقہ نہین بلکہ کبہی کبہی ثواب ہوتا ہی اور سرمہ لگانا اس دن مین سنت تہا لیکن جب سی یہہ نشانی

لمبغضی اهل البیت وجب ترکه وکره فعله حتی قیل لبعض السلف اهو سنة من غیر ذلک یوم عاشوراء فقال انه
دشمنان اہل بیت کی ٹہر گئی ہی تو اسکا ترک واجب ہی اور اسکا کرنا مکروہ ہی یہان تک کہ کسینی اہل سلف سی پوچہا کیا سرمہ لگانا بغیر بغض اہل بیت کی روز عاشورا مین سنت ہی

سنة المخنثین واما اتخاذه ماتما لاجل قتل الحسین بن علی رض کما یفعله الروافض فهو من عمل الذین ضل سعیهم
یہہ سنت زنانون کی ہی اور اس دن مین ماتم کرنا واسطی شہادت امام حسین بن علی رض کی جیسی رافضی کرتی ہین سو یہہ اون لوگون کا عمل ہی جنکی جاتی رہی کمائی

فی الحیوة الدنیا وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا اذ لم یامر الله ولا رسوله باتخاذ ایام مصائب الانبیاء وموتهم
دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجہتی ہین کہ خوب بناتی ہین کام اسواسطی کہ نہ اللہ نی امر کیا اور نہ اوسکی رسول نی کہ انبیاء علیہم السلام کی ایام مصیبت اور ایام موت کو

ماتما فکیف بمن دونهم والقاص الذی یذکر الناس قصة القتل یوم عاشوراء ویخرق ثوبه ویکشف راسه ویامرهم
ماتم کیا کرو پہر جو انبیاء سی کمتر ہی اوسکا تو ماتم کہان اور قصہ خوان جو لوگون کی سامنی قصہ شہادت کا یوم عاشوراء مین سناتی ہین اور اپنی کپڑی پہاڑتی ہین اور ننگی سر ہوتی ہین

بالقيام والتسبيم تأسفا على المصيبة يجب على الولاة الذين ان يمنعوهم والمستمعون لا يعذرون في الاستماع

کہڑا کر کر تاسف کی حالت میں مصیبت پر کلمات بیہودہ بکتی ہیں دین کی حاکموں پر واجب ہی کہ انکو منع کردیں اور سننی والی بہی معذور نہیں ہیں کہ سنا کریں

قال الامام الغزالي وغيره يحرم على الواعظ وغيره رواية مقتل حسين وحكاية ما جرى بين الصحابيين

امام غزالی وغیرہ فرماتی ہیں کہ واعظوں پر حرام ہی بیان کرنا امام حسین کی شہادت کا اور بیان کرنا اون حالات کا جو صحابہ رضی اللہ عنہم میں

التشاجر والتخاصم فانه مهيج على بغض الصحابة والطعن فيهم وهم اعلام الدين تلقى ائمة الدين عنهم وتلقينا

جہگڑا اور خصومت واقع ہوئی ہیں کیونکہ ایسی کہانیوں سی صحابہ کا بغض پیدا ہوتا ہی اور اون پر طعنہ ہونی لگتا ہی اور حال یہہ ہی کہ صحابہ دین کی پیشوا ہیں بزرگان دین نی

من الائمة فالطاعن فيه طاعن في نفسه ودينه وقال الشافعي وغيره من السلف تلك دماء طهر الله تعالى عنها

اون بزرگوں سی سیکہا سو جو اونکی عیب جوئی کری وہ ایسی آپکو اور اپنی دین کو عیب لگاتا ہی اور امام شافعی اور سوا اونکی اور بزرگ سلف کی کہتی ہیں یہہ ایسی خون ہیں کہ اللہ تعالی نی ہماری ہاتہہ پاک رکہی

ايدينا فلنطهر عنها السنتنا وقد روى عن عبد الله بن مغفل انه عليه السلام قال الله الله في اصحابي لا تتخذوهم غرضا

تو چاہئی کہ ہم اپنی زبانوں سی بہی پاک رکہیں اور عبد اللہ بن مغفل سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا خدا سی ڈرو میری یاروں کی حق میں میری بعد انکو

من بعدي ومن احبهم فبحبي احبهم ومن ابغضهم فببغضي ابغضهم ومن اذاهم فقد اذاني ومن اذاني فقد اذى

نشانہ نہ بناؤ اور جو شخص انکو محبوب رکہیگا سو میری محبت سی محبوب رکہیگا اور جو انکو دشمن رکہیگا سو میری بغض کا مارا دشمن رکہیگا اور جسنی انکو ستایا تو اوسنی مجہکو ستایا اور جسنی مجہکو

الله تعالى ومن اذى الله تعالى فيوشك ان ياخذه وفي حديث اخر رواه ابو سعيد الخدري انه عليه السلام قال لا تسبوا

اللہ کو ستایا اور جسنی اللہ کو ستایا تو قریب ہی کہ اللہ اوسکو پکڑلی اور ایک حدیث میں آیا ہی ابو سعید خدری کی روایت سی کہ آپ نی فرمایا میری یاروں کو برا مت کہو اگر

اصحابي فلو ان احدكم لو انفق مثل احد ذهبا ما بلغ مد احدهم ولا نصيفه فعلى هذا يجب على المؤمن تعظيمهم وذكرهم

کوئی تم میں سی کوہ احد کی برابر سونا خرچ کری تو صحابہ میں سی کسیکی مد کی برابر نہوگا اور نہ آدہی مد کی برابر اب موافق اس حدیث کی ہر مومن پر اونکی تعظیم اور خوبی سی

بالخير وكف اللسان عن الطعن فيهم اذ بسبب قتل عثمان وقتل حسين جرت فتن كبيرة واكاذيب كثيرة وظهرت

یاد کرنا اور اون پر طعن و طنز سی زبان بند رکہنا واجب ہی اسوسطی کہ بسبب شہادت حضرت عثمان اور شہادت امام حسین رضی اللہ عنہما کی بڑی بڑی فتنہ کہڑی ہوگئی اور بہت جہوٹی باتیں مشہور ہوگئیں

اهواء وبدع وقع فيها طوائف من المتقدمين والمتاخرين وصارت الاكاذيب والاهواء والبدع لا تزال تزداد حتى

اور بہت مذاہب باطل اور بدعتیں پیدا ہوگئیں جنمیں بہتیری متقدم اور بہتیری متاخر مبتلا ہوگئی اور صدہا جہوٹی قصی اور باطل مذہب اور بدعتیں بڑہتی چلی جاتی ہیں یہانتک

حدثت امور يطول شرحها فمن جملتها ما ابتدعه كثير من الناس يوم عاشوراء فجعلوه ماتما يظهرون فيه النياحة

کہ ایسی امور پیدا ہوگئی ہیں جنکا بیان دراز ہی چنانچہ اونہیں سی ایک یہہ بدعت ہی جو بہت لوگوں نی یوم عاشورا کو ماتم ٹہرا رکہا ہی اوس روز نوحہ کرتی ہیں

والجزع وتعذيب النفوس وسب من مات من اولياء الله تعالى والكذب على اهل البيت وغير ذلك من المنكرات المنهي عنها

اور رونا پیٹنا اور تکلیف اوٹہانی اور اولیاء اللہ کو جو مر چکی ہیں برا کہنا اور اہل بیت پر جہوٹ بولنا اور سوا اسکی بہت منکرات جو موافق

بكتاب الله تعالى وسنة رسوله واتفاق المسلمين فان الحسين قد اكرمه الله تعالى بالشهادة في ذلك اليوم وهو واخوه الحسن سيدا

کتاب اللہ اور سنت رسول کی ممنوع اور باتفاق مسلمانوں کی ناجائز ہیں بیشک حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اوس روز اللہ تعالی نی شہادت سی مشرف فرمایا وہ اور اونکی بہائی حسن سردار

شبان اهل الجنة وقتلهما وان كانت مصيبة عظيمة الا انه تعالى شرع للمسلمين عند المصيبة الاسترجاع

جوانان بہشت کی ہیں اور اونکا قتل اگرچہ بڑی مصیبت تہی پر اللہ تعالی نی مسلمانوں کی لئی مصیبت کی وقت انا للہ و انا الیہ راجعون کہنا مشروع کیا ہی

بقوله تعالى وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ

اور خوشی سنا ثابت رہنی والوں کو کہ جب اونکو پہنچی کچہہ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور ہمکو اوسکی طرف پہر جانا ایسی لوگ ونہیں شاباشیاں ہیں اپنی رب کی

وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ وروى عن سعيد بن جبير انه قال لم يعط الاسترجاع لامة من الامم الا لهذه الامة ولو اعطي لاعطي

اور مہربانی اور وہ ہی ہیں راہ پر اور سعید بن جبیر سی روایت ہی کہ کہتی ہیں کہ استرجاع تمام امتوں میں سی سوا اس امت کی کسیکو عطا نہیں ہوا اور اگر عطا ہوتا

بعقوب

يعقوب النبي الا ترى انه قال في مقام الاسترجاع يا اسفى وفي الصحيحين انه عليه السلام قال ما من مسلم يصاب بمصيبة
تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو عطا ہوتا کیا تو نہیں جانتا کہ حضرت یعقوب نے مقام استرجاع میں یا اسفی یا افسوس کہا اور صحیحین میں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا نہیں ہے کوئی
فيقول انا لله وانا اليه راجعون اللهم اجرني في مصيبتي واخلف لي خيرا منها الا اجره الله في مصيبته واخلف له خيرا منها وقد روى
پھر وہ کہے ہم ملک اللہ کی ہیں اور ہم طرف اوسکی جانے والے ہیں الٰہی مجھکو میری مصیبت کا اجر دے اور اوس سے بہتر بدلا دے مگر اللہ تعالیٰ اوسکی مصیبت کا اجر اور اوسکو اوس سے بہتر بدلا دیتا ہے اور
الامام احمد وابن ماجة عن فاطمة بنت الحسين عن ابيها الحسين انه عليه السلام قال ما من مسلم يصاب بمصيبة فيذكرها وان
امام احمد اور ابن ماجہ فاطمہ بنت حسین سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے باپ حسین سے کہ فرمایا پیغمبر علیہ السلام نے جس مسلمان کو کچھ مصیبت پہنچے پھر وہ اوس مصیبت کو اگرچہ بعدت
قدم عهدها فيحدث لها الاسترجاع الا كتب الله له من الاجر مثلها يوم اصيب وهذا الحديث رواه عن النبي عليه السلام
دراز کی یاد کر کر انا لله وانا الیه راجعون پڑھے تو اللہ تعالیٰ اوسکی واسطے ویسا ہی اجر لکھتا ہے کہ جتنا مصیبت کی دن دیا تھا اور یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
الحسين وعنه بنته فاطمة التي شهدت مصرعه وقد ثبت في علم الله تعالى ان المصيبة بالحسين يذكر مع تقدم
امام حسین رضی نے روایت کی ہے اور اونسے اونکی بیٹی فاطمہ نے جو کہ اونکی مقتل میں ہمراہ موجود تھیں روایت کی ہے اور علم الٰہی میں ثابت ہو چکا تھا کہ مصیبت حسین کی ہمیشہ کو مدتیں گذرنے کے
العهد فكان من محاسن الاسلام ان يحدث هذه السنة كلما ذكر تلك المصيبة بان يسترجع لها فيكون للانسان
سو یہ اسلام کی خوبیوں میں سے ہے کہ یہہ طریقہ جاری ہوا کہ جب وہ مصیبت یاد آوے تو اوسکے لئے انا لله وانا الیه راجعون کہا جاوے تو انسان کو اب بھی
من الاجر الذي كان لمن استرجع يوم اصيب المسلمون بها واما من يفعل من تقادم العهد بها ما نهى عنه النبي عن حدثان
ویسا ہی اجر ملے جتنا اوسکو ملا تھا جسنے انا لله وانا الیه راجعون کہا تھا جب وہ مصیبت مسلمانوں پر آئی تھی پس جو شخص بہت مدت دراز تک وہ منکرات کرتا ہے جو نبی علیہ السلام نے
العهد بها فعقوبته اشد مثل لطم الخدود وشق الجيوب ودعوى بدعوى الجاهلية فكيف اذا انضم الى ذلك ظلم المؤمنين
عہد میں سوا اوسکی لئے عقوبت بہت سخت ہے جیسے منہہ پیٹنا اور گریبان پھاڑنا اور جاہلیت کی عہد کی طرح پکارنا پھر کیا حال ہوگا اگر اوسپر یہہ اور زیادہ کرے مؤمنین کو ظلم
ولعنهم وسبهم واعانة اهل الشقاق والالحاد على ما يقصدونه للدين من الفساد وغير ذلك مما لا يحصيه الا الله تعالى
اور مؤمنین کو لعنت کرنے اور برا کہنا اور اہل شقاق اور ملحدوں کی جو دین میں فساد کا قصد کرتے ہیں اعانت اور سوا اسکی اور منکرات جنکو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے
فالواجب على كل مسلم ان يجتنب عن حضور هذه المواضع التي يفعل فيها امثال هذه المعاصي والمحرمات والانكار على مرتكبيها
سو ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ایسی مقام میں جہاں ایسی ایسی معاصی اور محرمات عمل میں آتی ہوں جانے سے کنارہ کرے اور
بقدر الاستطاعة يسر الله تعالى الاجتناب عنها

المجلس الثامن والثلثون في بيان عدم سراية المرض وعدم جواز الطيرة

بقدر طاقت کے اس عمل والوں کو منع کرے اللہ تعالیٰ ہمپر ان معاصی سے بچنا آسان کرے
اٹھتیسویں مجلس بیچ بیان اثر نکرنے ایک کی بیماری کی دوسرے میں اور نہ جایز ہونے شگون کی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا عدوى ولا صفر ولا غول هذا الحديث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ بیماری لگتی ہے اور نہ صفر کی نحوست اور نہ غول ہے یہہ حدیث
من صحاح المصابيح رواه جابر والمراد بالعدوى سراية العلة من صاحبها الى من يقارنه من الاصحاء واختلف العلماء ان المنفي
مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہے جابر کی روایت سے اور عدوی سے بیماری کا بیمار میں سے بھلی چنگی ہمنشین میں سرایت کرنا مراد ہے اور علماء کو اختلاف ہے کہ منفی آیا
هل هو عين السراية او اضافتها الى العلة فذهب بعضهم الى ان المنفي نفس السراية فانه عليه السلام اراد نفيها وابطالها
عین سرایت ہے یا سرایت بیماری کی ہے سو بعضوں کا یہہ مذہب ہے کہ منفی عین سرایت ہے کیونکہ پیغمبر علیہ السلام نے سرایت کی نفی کی اور باطل کیا
لتخلفها وجودا وعدما اما تخلفها وجودا فلان كثيرا ما يقارن الشخص ممن هو مجذوم واجرب ولا يتعدى اليه مرضه كما اشير
واسطے نہونے اثر کی وجود میں اور عدم میں وجود میں اثر نکرنا تو اس سے ثابت ہے کہ اکثر اوقات کوئی شخص جذامی یا خارشتی سے نزدیک ہوتا ہے یعنی ساتھ کھاتا ہے اور وہ مرض اوسکو نہیں
اليه فيما روى عن جابر انه عليه السلام اخذ بيد مجذوم فوضعها معه في القصعة واما تخلفها عدما فلان كثيرا ما
جابر کی روایت میں یہہ اشارہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے ایک مجذوم کا ہاتھہ پکڑ کر اپنی ساتھہ پیالہ میں رکھدیا اور اوسکا اثر نکرنا عدم میں اس سے ثابت ہے کہ اکثر اوقات

يعرض هذه الامراض فيما لا احتمال فيه للسراية كما اشير اليه فيما روى عن ابى هريرة ان اعرابيا قال للنبى عليه السلام
یہہ بیماریاں ایسی جگہہ پیدا ہوجاتی ہیں جہاں اصلا احتمال سرایت کا نہیں ہی چنانچہ ابی ہریرہ کی روایت میں یہہی اشارہ ہی کہ ایک اعرابی نی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا
ما بال الابل تكون فى الرمل كانها الظباء فيخالطها البعير الاجرب فيجربها فقال النبى عم فمن اعدى الاول فانه عم اشار بهذا
کیا حال ہی اونٹ کا کہ دوڑتا ہی جیسی ہرن پہر اوس میں خارشتی اونٹ ملجاتا ہی اوسکو بہی خارشتی کردیتا ہی نبی علیہ السلام نی فرمایا پہلی اونٹ کو کسنی خارشتی کردیا بس نبی علیہ السلام نی
القول الى ان الجرب فى البعير الاول ان حصل من بعير اخر اجرب يلزم التسلسل الى ما لا نهاية له وهو محال وان لم
فرمایا کہ اگر پہلی اونٹ میں بہی خارش دوسری خارشتی اونٹ سی ہوئی ہی تو تسلسل لازم آویگا جو کہیں جاکر نہ ٹوتی یہہ تو محال ہی اور اگر
يحصل عنه بل بسبب اخر فالذى اوصله الى البعير الاول هو الذى يوصل الى غيره من الاصحاء وهو الله الخالق
دوسری خارشتی اونٹ سی نہیں ہوئی بلکہ کسی اور سبب سی ہوئی تو پہر جسنی پہلی اونٹ میں پیدا کردی ہی وہ ہی پہلی چنگی اچہی بہی اونٹوں میں پیدا کرسکتا ہی وہ اللہ ہر شی کا پیدا کرنیوالا
لكل شئ القادر على كل شئ وذهب بعضهم الى ان المنفى ليس نفس السراية لما روى انه عليه السلام قال لا يورد ممرض
اور تمام اشیا پر قدرت رکہنی والا ہی اور بعضوں کا یہہ مذہب ہی کہ منفی عین سرایت نہیں ہی کیونکہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بیمار اونٹوں والا اپنی اونٹ اچہی بہی
على مصح والممرض صاحب الابل المريضة والمصح صاحب الابل الصحيحة والمراد النهى عن ايراد الابل المريضة على الصحيحة
اونٹوں میں نہ گہساوی اور ممرض کہتی ہیں بیمار اونٹوں والی کو اور مصح کہتی ہیں بہلی چنگی اونٹوں والی کو اور مقصود بیمار اونٹوں کو اچہی بہی اونٹوں میں ملانی سی منع کرنا ہی
وفى حديث اخر انه عليه السلام قال فر من المجذوم فرارك عن الاسد فعلم من هذين الحديثين ان المنفى ليس نفس
اور ایک اور حدیث میں ہی کہ پیغمبر علیہ السلام نی فرمایا بہاگ مجذوم سی جیسی تو شیر سی بہاگتا ہی اب ان دونو حدیثوں سی معلوم ہوا کہ منفی عین سرایت نہیں ہی
السراية بل المنفى اضافتها الى العلة وهذا القول الثانى اولى لما فيه من التوفيق بين الاحاديث الواردة فيه مع ما فيه
بلکہ منفی سرایت بنسبت بیماری کی ہی اور یہہ دوسرا مذہب اولی ہی کیونکہ اسمیں تمام حدیثیں جو اسباب میں وارد ہیں موافق ہوجاتی ہیں
من صيانة الاصول الطبية عن التعطيل بخلاف القول الاول فانه يفضى الى تعطيلها ولم يرد الشرع بتعطيلها بل ورد
اور طبی قاعدی بہی بیکار ہونی سی بچ جاتی ہیں برخلاف پہلی مذہب کی کہ اسمیں قاعدی طبی بیکار ہوئی جاتی ہیں اور شرع نی طب کو بیکار نہیں ٹہرایا بلکہ
باثباتها واعتبارها على وجه لا يناقض اصول التوحيد فانه عليه السلام اراد ابطال ما كان اهل الجاهلية يعتقدونه
قواعد طبی کو ایسی طرح پر ثابت کرکر اعتبار کیا ہی کہ اصول توحید کی برخلاف نہو سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض اہل جاہلیت کی عقاید کا باطل کرنا ہی وہ یوں جانتی تہی
من ان العلة تسرى بطبعها فقال لا عدوى وبين بقوله هذا ان الامر ليس كما زعموا بل العلة تحصل بقضاء الله تع
کہ بیماری خود بخود اثر کرجاتی ہی سو آپ نی فرمایا کہ عدوی نہیں ہی اور شرح کردی کہ یوں نہیں ہی جیسی اہل جاہلیت کہتی ہیں بلکہ بیماری حکم الہی سی اور اوسکی تقدیر سی ہوتی ہی
وقدره لكن قد تكون المداناة من الاسباب المقدرة لحصول العلة بالنسبة الى بعض الاشخاص ولذلك نهى النبى
پر کبہی نزدیک ہونا یعنی مجا ماہی بیٹا مداسونی کی لئی بعضی شخصوں میں سبب تقدیری ہوجاتا ہی اور اسہی لئی نبی علیہ السلام نی
عن ايراد ممرض على مصح وامر بالفرار عن المجذوم فان ذلك من باب الاجتناب عن الاسباب التى خلقها الله تعالى و
بیمار اونٹوں کو اچہی اونٹوں میں ملانی سی منع کردیا اور مجذوم سی دور رہنی کو امر فرمایا کیونکہ اسمیں اون اسباب سی جو کہ اللہ تعالی نی پیدا کرکر سبب بلا کا مقرر کیا ہی بچاوی اور
جعلها اسبابا للبلايا والعبد المامور بالاجتناب عن اسباب البلايا اذا كان فى عافية منها فانه كما يؤمر بعدم
بندہ کو حکم ہی کہ بلا کی اسباب سی جب کہ وہ بندہ اوس بلا سی امن میں ہی بچا کری جیسی کہ یہہ حکم ہی
القاء نفسه فى الماء او فى النار وبعدم دخوله تحت الهدم ونحوه مما هو من اسباب الهلاك كذلك يؤمر
کہ ڈوب کر نہ مرو یا آگ میں مت جلو یا کرتی ہوئی مکان تلی مت کہسو اور ایسی اور امر جو موت کا سبب ہوسکی ایسی ہی یہہ حکم ہی
بالاجتناب عن مقاربة الاجرب والمجذوم ونحوهما مما هو من العلل المتعدية باذن الله تعالى فان هذه الاسباب
کہ خارشتی اور مجذوم سی اور مانند اسکی اور بیماریوں سی جو اللہ تعالی کی حکم سی دوسری میں اثر کرجاتی ہیں الگ ہو کیونکہ یہہ امور

اسبابها للمرض والتلف والله تعالى يخلق المسببات عندها لا بها فانه تعالى هو خالق الاسباب ومسبباتها لا خالق

اور ہلاک کی اسباب ہیں اور اللہ تعالی ایسی وقت پر مرض کو جو مسبب ہی پیدا کردیتا ہی کچھ اسکی سبب سی نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالی ہی اسباب اور مسبب دونو کا خالق ہی

سواه لكن الاسباب نوعان النوع الاول اسباب الخير فان النعم لا تضاف الى الاسباب بل انما تضاف الى مسببها و

اسکی سوا کوئی خالق نہیں ہی لیکن اسباب دو قسم پر ہیں پہلی قسم تو اسباب خیر ہیں سو نعیم کو اسباب سی کچھ علاقہ نہیں ہی بلکہ نعیم صرف مسبب اور مقدر کی عنایت ہی

مقدرها فما ظهر منها ينبغي ان يفرح بها ويستبشر عند ظهورها ولا يسكن اليها بل الى خالقها ومسببها كما قال الله تعالى

سو جو بہتر ائی پیش آوی تو لائق ہی کہ اوس سی خوش ہو اور وہی بشارت حاصل کری اور اوسکی طرف متوجہ نہ ہی بلکہ خالق اور مسبب کی طرف متوجہ ہو چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی

في امداد المؤمنين بالملئكة وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ واكثر الناس

جب فرشتوں سی مؤمنیں کی امداد کی اور یہہ تو دی اللہ نی فقط خوشخبری اور تا چین پکڑیں دل تمہاری اور مدد نہیں مگر اللہ سی اور اس زمانہ کی اکثر لوگ

في هذا الزمان يركنون بقلوبهم الى الاسباب وينسون مسببها فمن اضاف شيئا من النعم الى غير الله تعالى ان كان مع

اسباب کی طرف تو بدل متوجہ ہوتی ہیں اور اصل مسبب کو بھول جاتی ہیں سو جو شخص نعیم کو سوا اللہ کی اور جہت سی سمجھی اگر یہہ بھی

اعتقاده انه ليس من الله تعالى فهو شرك حقيقي وان كان مع اعتقاده انه من الله تعالى فهو نوع من شرك خفي والنوع

اعتقاد ہی کہ اللہ تعالی کی طرف سی نہیں ہی تو یہہ حقیقی شرک ہی اور اگر اسباب کو لحاظ کرتا ہی مگر یہہ اعتقاد بھی ہی کہ اللہ تعالی کی طرف سی ہی تو یہہ ایک نوع شرک خفی ہی اور دوسری

الثاني اسباب الشر فان المصائب لا تضاف الا الى الذنوب كما قال الله تعالى وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ

قسم اسباب شر سو مصائب تو شرک گناہوں ہی سی علاقہ رکھتی ہیں چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو پڑتی تم پر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہارے ہاتھوں نی

وما ظهر منها ينبغي ان يتقي عنها بقدر ما ورد به الشرع مثل اتقاء مقاربة الاجرب والمجذوم والقدوم على مكان الطاعون

اور جو اسباب یا مصائب ظاہر ہوں تو اوس سی اتنا پرہیز کرنا چاہیی کہ جتنا شرع کی اجازت دی ہی جیسی خارشتی اور مجذوم کی ہمنشینی سی اور وبا کی مکان میں داخل ہونی سی

واما ما خفي منها فلا يشرع اتقاؤها واجتنابها لان ذلك من الطيرة المنهي عنها التي من اعمال الشرك والكفر كما حكى

اور جو اسباب یا مصائب پوشیدہ ہیں تو اوس سی پرہیز کرنا شرع میں نہیں آیا کیونکہ یہہ بدشگونی میں داخل ہی جو نہایت ممنوع اور شرک اور کفر کا عمل ہی چنانچہ

الله تعالى عنهم في مواضع من كتابه فانهم كانوا يتطيرون ويتشاءمون بالرسل واتباعهم وسبب تشاؤمهم بهم

اللہ تعالی اسکو اپنی کتاب میں کئی جگہہ بیان فرماتا ہی کیونکہ وہ لوگ رسل علیہم السلام اور اونکی اصحاب سی بدشگونی کرکر نحوست سمجھا کرتی تہی اور سبب منحوس سمجھنی کا یہہ تہا

ان الرسل لما دعوهم الى دين غير مالوفهم استغربوه واستقبحوه ونفرت عنه طباعهم اذ من عادة العوام ان

کہ رسل علیہم السلام نی جب اون لوگوں کو نئی دین کی دعوت کی تو وہ لوگ عجیب سمجہہ کر قبیح سمجھنی لگی اور اونکی طبیعتیں نفرت کرنی لگیں کیونکہ عوام کی یہہ عادت ہی

يتيمنوا بكل ما يوافق هواهم وان كان جالبا لكل شر ووبال وان يتشاءموا بكل ما يخالف هواهم وان كان جالبا لكل خير

کہ اپنی ہوس کی موافق آرزو کیا کرتی ہیں اگرچہ اوسمیں سراسر بدی اور وبال ہو اور جو اونکی مرضی کی مخالف ہو اوسکو نحس جانتی ہیں اگرچہ اوسمیں سراسر خیر اور برکت ہو

ونوال وقد ثبت انه عليه السلام قال لا طيرة وفي حديث آخر انه عليه السلام قال الطيرة من الشرك والبحث عن

اور ثابت ہوچکا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بدشگونی بالکل نہیں ہی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ آپ نی فرمایا بدشگونی شرک ہی اور گفتگو کرنی

اسباب الستر بالرمل والنظر في النجوم وضرب الحصى والشعير وغير ذلك هو الطيرة المنهي عنها والباحثون عنها لا

غیب کی باتوں میں بوسیلہ رمل کی اور ستاروں کی تاثیر دیکھہ کر اور کنکر پہینکنی اور جو کی دانہ وغیرہ سی یہہ بہی طیرہ ہی جسکی ممانعت ہوئی ہی اور اوسمیں گفتگو کرنیوالی

يشتغلون لما يدفع البلاء من الطاعات بل يشتغلون بلزوم البيت وعدم الحركة وهذا لا يمنع نزول القضاء والقدر

وہ کام نہیں کرتی جس سی بلا دفع ہو یعنی عبادات بلکہ گہر میں بیٹہکر بیٹہہ رہتی ہیں اور چلنا پہرنا موقوف کردیتی ہیں اس سی قضا اور قدر بند نہیں ہوتی

ومنهم من يشتغل بالمعاصي وهذا مما يقوي وقوع البلاء ونفوذه والذي جاءت به الشريعة هو ترك البحث عن

اور بعضی لوگ گناہوں میں مشغول ہوجاتی ہیں یہہ ایسا کام ہی جسمیں خواہ مخواہ بلا آوی اور اثر کری جو علاج واسطی دفع بلا کی شرع میں آیا ہی وہ یہہ ہی کہ اسمیں کچھ گفتگو

ذلك والاعراض عنه والاشتغال بما يدفع البلاء من الدعاء والذكر والصدقة والتوكل على الله تعالى والايمان
اور نہ ادہر توجہ کری اور وہ شغل اختیار کری جسمیں بلا دفع ہو یعنی دعا اور یاد الٰہی اور خیرات اور خدا تعالی پر بہروسہ اور قضا
بقضائه وقدره فانه عليه السلام عند ظهور اسباب العقوبات السماوية المخوفة كالكسوف والخسوف كان يامر
اور قدر کو تسلیم کرنا کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بروقت ظاہر ہونی سامان خوفناک عذاب آسمانی کی جیسی سورج گہن اور چاند گہن اوروں کو یہی حکم فرماتی
بالاشتغال باعمال البر من الصلوة والدعاء حتى ينكشف ذلك عن الناس وهذا كله مما يدل على ان اسباب العذاب اذا
اور اچھی نیک اعمال میں مصروف ہوتی جیسی نماز نفل اور دعا یہاں تک کہ وہ سامان لوگوں پر سی دور ہوجاتا ان تمام روایات سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ جب عذاب کی سامان
ظهرت فالمشروع الاشتغال بما يرجى ان يدفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوى فان هذه الاشياء
ظاہر ہوں تو موافق شرع کی ایسی عبادت میں مشغول ہو جسمیں امید ہی کہ عذاب خوفناک موقوف ہوجاوی یعنی اعمال نیک اور پرہیزگاری بیشک یہہ تمام اشیاء
كلها من اعظم ما يستدفع به البلاء فانه تعالى يخلق اسبابا للعذاب واسبابا للرحمة اما اسباب العذاب فيخوف
بلا کی دفع کرنی میں بڑی ہی تاثیر رکہتی ہیں بیشک اللہ تعالی سامان عذاب کا اور رحمت کا دونو پیدا کرتا ہی عذاب کی سامان سی تو اللہ تعالی اپنی بندوں کو ڈراتا ہی
الله تعالى بها عباده ليتوبوا اليه ويتضرعوا اليه كالرياح الشديدة فان الريح من روح الله تعالى تاتى بالرحمة
تاکہ وہ اسکی طرف رجوع لاویں اور خوار ہوکر روویں جیسی تند اندہیاں بیشک ہوا اللہ تعالی کا فیض ہی کبہی رحمت لاتی ہی
وتاتى بالعذاب وعند اشتدادها امر النبي عليه السلام ان يسئل الله تعالى خيرها وخير ما ارسلت به ويستعيذ
اور کبہی عذاب اور تندی کی وقت نبی علیہ السلام کا حکم ہی کہ اللہ تعالی سی خیر کی دعا کریں اور جو اوس سی آوی وسکی خیر مانگیں اور اوسکی
به تعالى من شرها وشر ما ارسلت به فانه عليه السلام قد كان اذا راى ريحا او غيما تغير وجهه واقبل وادبر فاذا
شر سی اور اوسکی شر سی جو وہ لاتی ہی پناہ مانگیں پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب آندہی یا ابر دیکہتی تو چہرہ کی حالت بدل جاتی اور کبہی آتی اور کبہی جاتی پہر اگر
امطرت سرى عنه ويقول قد عذب قوم بالريح وراى قوم السحاب فقالوا هذا عارض ممطرنا فنزل منه العذاب واما اسباب
مینہہ برس جاتا تو خوش ہوجاتی اور فرماتی کہ ایک قوم کو عذاب آندہی سی ہوا تہا اور ایک قوم ابر کو دیکہہ کر کہنی لگی یہہ ابر ہی جو ہم پر برسیگا سو اوسہی سی عذاب نازل ہوا اور رحمت کی
الرحمة فيرجى الله تعالى بها عباده كالريح الطيبة والمطر المعتاد عند الحاجة اليه ولهذا يقال عند نزوله اللهم
سامان سی اللہ تعالی اپنی بندوں کو امیدوار کرتا ہی جیسی ہوا نرم ٹھنڈی اور مینہہ عادت کی موافق حاجت کی وقت اور اسی واسطی مینہہ برستی وقت یہہ دعا کرتی ہیں الٰہی
سقيا رحمة لا سقيا عذاب واما من اتقى عن اسباب الضرر بعد ظهورها بالاسباب المنهي عنها فلا ينفعه بل
پلانا رحمت کا نہ پلانا عذاب کا اور جو شخص اسباب ضرر سی بعد ظاہر ہونی کی بطور ممنوع کی بچنا چاہی تو اوسکو کچہہ فائدہ نہیں بلکہ
كثيرا ما يقع فيما يخاف منها واما قوله عليه السلام ولا صفر فقد اختلف في تفسيره والقول الاشبه ان المراد به شهر
اکثر اوقات خوفناک بلا میں آجاتا ہی اور یہہ ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ صفر نہیں ہی سو اسکی تفصیل میں اختلاف ہی ظاہرا حق یوں معلوم ہوتا ہی کہ مراد ماہ صفر ہی
صفر فان اهل الجاهلية كانوا يتشاءمون ويقولون انه شهر مشؤم فابطل النبي عليه السلام ذلك وكثير من الناس
کیونکہ ایام جاہلیت میں سکو منحوس جانتی تہی اور یوں کہا کرتی تہی کہ صفر بڑا منحوس ہی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اسکو باطل کردیا اور بہتیری لوگ
في هذا الزمان يتشاءمون به وربما يمتنعون فيه من السفر والتزوج وغيرهما والتشاءم به من جنس الطيرة المنهي عنها وكذلك
اب بہی اوسکو منحوس بتاتی ہیں اور بعضی دفعہ اس مہینہ میں سفر نہیں کرتی اور نہ بیاہ کریں اور نہ اور کوئی کام اسکی نحوست ماننی بہی بدشگونی کی قسم ہی جسکی ممانعت ہوچکی ہی اور
التشاءم بيوم من الايام فان تخصيص الشؤم بزمان دون زمان كشهر صفر وغيره غير صحيح لان الزمان عبارة عن مدة
نحوست کسی اور دن کی تمام ایام میں سی بدشگونی ہی کیونکہ نحوست کی خصوصیت کسی کسی وقت کی جیسی ماہ صفر وغیرہ کی جایز نہیں ہی اسواسطی کہ زمانہ تو ایک مدت دراز کا نام ہی
ممتدة يعرف مقدارها بحركة الافلاك والكواكب وهو في ذاته امر واحد متشابه الاجزاء لا يحصل الا بخلق الله تعالى
جسکا اندازہ فلک کی حرکت اور ستاروں سی معلوم ہوتا ہی اور وہ اپنی ذات میں ایک متصل چیز ہی اوسکی سب اجزا ایک سی ہیں صرف خدا تعالی کی پیدایش ہی

ویقع فیه افعال العباد فلا یکون فیه یمن ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فکل زمان شغله العبد بالطاعة فهو
اوسہی کی اندر افعال عباد ہوتی ہین سواوسمین نہ برکت نہ کچہہ نحوست ہان باعتبار کار بندون کی ہی سوجس زمانہ کو انسان نی عبادت مین مشغول رکہا تووہ
زمان مبارک علیه وکل زمان شغله العبد بالمعصیة فهو زمان مشئوم علیه والیمن والشوم فی الحقیقة هو الطاعة
زمانہ اوسپر مبارک ہی اور جس زمانہ کو انسان نی گناہون مین لگادیا تووہ زمانہ اوسپر منحوس ہی حقیقت مین مبارک اور منحوس عبادت
والمعصیة کما قال عدی بن حاتم یمن المرء وشومه بین لحییه یعنی لسانه وقال ابن مسعود ان کان الشوم فی شئ
اور معصیت ہوتی ہی چنانچہ عدی بن حاتم کہتا ہی ادمی کی برکت اور نحوست دونو جبڑون مین ہی مراد اوسکی زبان ہی اور ابن مسعود کہتی ہین اگر بالفرض کسی شی مین نحوست ہوتی
ففیما بین اللحیین یعنی اللسان وقال ایضا ما شئ احوج الی طول السجن من اللسان وروی عن عائشة رضی انه علیه السلام
تو دونو جبڑون مین یعنی زبان مین ہوتی اور یہہ بہی کہا زبان سی زیادہ کوئی شی نہین جسکو زیادہ حاجت بند ہو اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی
قال الشوم سوء الخلق فعلی هذا لا الشوم الا المعاصی والذنوب فانها تسخط الله تعالی فانه اذا سخط علی عبد یکون ذلك
فرمایا نحوست بدخلقی ہی اس روایت کی موافق بجز معاصی اور ذنوب کی نحوست نہ رہہی کیونکہ اسہی سی اللہ تعالی بیزار ہوتا ہی سوجس بندی سی اللہ بیزار ہوا تووہ ہی بندہ
العبد شقیا فی الدنیا والاخرة واذا رضی عن عبد یکون ذلك العبد سعیدا فی الدنیا والاخرة وبعض الصالحین قد شکی الیه
دنیا اور آخرت مین بدبخت ہی اور جس بندی سی اللہ تعالی راضی ہوا وہی بندہ دنیا اور آخرت مین نیکبخت ہی کسی صالح مرد کی سامنی ایسی مصیبت کا شکوہ ہو
عن بلاء وقع الناس فیه فقال ما اری ما انتم فیه من البلاء الا بشوم الذنوب فالعاصی مشوم علی نفسه وعلی غیره اذ لا
جسمین تمام خلق مبتلا تہی سو اونہون نی کہا مجکو تمہارے یہہ مصیبت بجز نحوست ذنوب کی معلوم نہین ہوتی تو گنہگار آدمی اپنی حق مین بہی اور غیر کی حق مین بہی منحوس ہوتا ہی اسلئی
یؤمن ان ینزل علیه العذاب فیعم الناس خصوصا من لم ینکر عمله والبعد عنه لازم وکذلك الاماکن التی یفعل فیها المعاصی
کہ اگر اوسپر عذاب نازل ہووی پہر سب خلق پہ پہیل جاوی تو کہان بچ سکتی ہین خاص کر ان لوگون پر جو اوسکی عمل کو برا نجانتی ہون اور اوس سی دور رہنا ضرور چاہئی اور ایسی ہی ان مکانات
یلزم البعد عنها والهرب منها خشیة نزول العذاب علی من یوجد فیها کما روی انه علیه السلام حین مر علی دیار ثمود بالحجر
بہاگ کر دور رہنا چاہئی اس خوف سی کہ مبادا جو جو وہان موجود ہون سب پر عذاب نازل ہوجاوی چنانچہ روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت یاسہ مین دیار ثمود پر پہنچی
قال لاصحابه لا تدخلوا اماکن هؤلاء المعذبین الا ان تکونوا باکین خشیة ان یصیبکم ما اصابهم فان هجران اهل
تو اپنی اصحاب سی فرمایا اس دم عذاب کی ماری ہوئونکی مکانات مین نہ جانا مگر روتی ہوئی اس خوف سی مبادا کہ تمپر بہی آجاوی جو عذاب اونپر آیا تہا بیشک ترک کرنا اہل
العصیان واماکنهم من جملة الهجرة المامور بها بل العدوی عند التحقیق فی مخالطة من یرتکب المعاصی ویحسنها ویزینها
عصیان اور اونکی مکانات کا ہجرت مین داخل ہی جوکہ مامور بہ ہی بلکہ عدوی یعنی دکہہ کا لگنا حقیقت مین اوس شخص کی ملاپ مین ہی جو معاصی مین مبتلا ہی اور معاصی کو خوبی کی ساتہ زیب

زینت دیگر

ویدعو الیها من شیاطین الانس الذین هم اضر من شیاطین الجن فان شیاطین الجن یستعاذ منه بالله تعالی فینصرف
اور لوگون کو رجہاتا ہی یعنی آدمی کی صورت کا شیطان کہ وہ جنی شیطانون سی زیادہ ترضرر کرتا ہی کیونکہ جنی شیاطین تو اللہ تعالی کی پناہ لینی سی دور ہوجاتی ہین
واما شیاطین الانس فلا یبرح حتی یوقعك فی المعصیة وقد جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال یحشر المرء علی دین خلیله
اور آدمی کی صورت کی شیاطین کبہی نہین جاتی آخر تجہکو معصیت مین گرفتار کر چہوڑتی ہین اور حدیث مین آیا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہی آدمی اپنی اپنی دوستون کی دین پر اوٹہینگی
فلینظر احدکم من یخالل وفی الحدیث الاخر انه علیه السلام قال لا تصحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامك الا تقی واما الغول بالضم
اب تمکو خیال کرنا چاہئی کس سی دوستی کرتی ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ نی فرمایا ہی مؤمن کی سوا کسیکا ہمنشین مت ہو اور سوا پرہیزگار کی کسیکو کہانا مت کہلا اور غول
فهو من زعمات الجاهلیة فانهم کانوا یقولون انه نوع من الجن یترای للناس فی الفلوات باشکال مختلفة ویضلهم
جاہلیت کی اقوال مین اہل جاہلیت کہا کرتی تہی کہ غول ایک قسم جن کی ہی آدمیون کو جنگل مین طرح طرح کی شکلین بنا کر دکہایا کرتی ہین اور رستی سی بہٹکا کر
عن الطریق ویهلکهم وقوله علیه السلام لا غول یحتمل ان یکون المراد منه نفی وجوده کما هو ظاهر من لفظه لان المتبادر
ہلاک کر دیتی ہین اور یہہ ارشاد نبی علیہ السلام کا کہ غول نہین ہی اسمین یہہ بہی احتمال ہی کہ اس سی مراد نفی اوسکی وجود کی ہو چنانچہ لفظون سی یہہ ہی ظاہر ہی کیونکہ

من نفی الشیٔ نفی وجوده لکن قال بعض العلماء لیس المراد به نفی وجوده بل المراد به نفی ما کان یعتقده اهل الجاهلیة
کسی شیٔ کی نفی سی یہہ ہی معلوم ہوتا ہی کہ وہ چیز موجود نہین ہی لیکن بعضی علماء یہہ کہتی ہین کہ نفی اوسکی وجود کی مراد نہین ہی بلکہ اہل جاہلیت کی ان اعتقادون کی نفی مراد ہی
من التشکل باشکال مختلفة والاضلال عن الطریق والاهلاک فیکون المعنی انه لا یستطیع ان یضل احدا عن الطریق
کہ وہ طرح طرح کی شکل بناتی ہین اور رستہ سی بہکاتی ہین اور ہلاک کردیتی ہین اب حدیث کی یہہ معنی ہوئی کہ غول کسیکو رستی سی نہین بہکا سکتی
ولا ان یفعل شیئا مما ذکروهذا الوجه اولی الوجهین لورود اخبار تدل علی وجوده من جملتها ما روی انه علیه السلام
اور نہ کچھہ اور ان مذکورات مین سی کرسکتی ہین یہہ معنی دونون معنی مین اولی ہین کیونکہ ایسی حدیثین بھی آئی ہین جو غول کی وجود پر دلالت کرتی ہین اونہین سی ایک یہہ روایت ہی کہ پیغمبر علیہ السلام
قال اذا تغولت الغیلان فبادروا بالاذان فانه علیه السلام بین ان شرها یدفع بذکر الله تعالی فعلی المؤمن ان یشتغل
فرمایا جس وقت غول شرارت کرین تو جلدی اذان کہو سو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی بیان کردیا کہ انکی شرارت ذکر الٰہی سی دفع ہوجاتی ہی سو مؤمن کو لازم ہی کہ اللہ تعالی کی عبادت مین مشغول
بطاعة الله تعالی ویتوکل علیه ویترک کل ما شاع بین الانام مما کان مخالفا لدین الاسلام ونهی عنه النبی علیه السلام
اور اوسی پر بہروسا کری اور جو خلقت مین خلاف شرع پہیل رہا ہی سب ترک کری یعنی جو دین کی مخالف ہو اور نبی علیہ السلام نی منع فرمایا ہو
یسر لنا الله تعالی عملا موافقا لرضاته بلطفه وکرمه **المجلس التاسع والثلثون فی ذم الطیرة والفال**
الٰہی ہمپر آسان کر عمل اپنی رضا کی موافق اپنی لطف اور کرم سی انتالیسوین مجلس شگون بد اور فال بد کی برائی مین
المذموم ومدح فال المسنون وانواعه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا طیرة وخیرها
اور مسنون فال کی مدح اور اوسکی اقسام مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی طیرہ کی کچھہ اصل نہین ہی اوسمین سی بہتر
الفال قالوا وما الفال یا رسول الله قال الکلمة الصالحة یسمعها احدکم هذا الحدیث من صحاح المصابیح
فال ہی پوچہا یا رسول اللہ فال کیا ہوتی ہی فرمایا اچہی بات جو کوئی سن لی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی
رواه ابو هریرة ومعناه ان الطیرة لا یجوز العمل بها لعدم الخیر فیها وانما الخیر فی الفال الذی هو الکلمة الصالحة
ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہین کہ بدشگونی پر عمل کرنا جایز نہین ہی کیونکہ اسمین خیر نہین ہوتی خیر صرف فال ہی مین ہی جو کہ نیک بات ہوتی ہی جو
یسمعها احدکم ولیس معناه ان فی الطیرة خیرا والفال خیر منها اذ لا خیر فی الطیرة اصلا وهی مصدر بمعنی
کوئی سن پاوی اور یہہ معنی نہین ہین کہ بدشگونی مین خیر ہی پر فال اوس سی بہتر ہی اسواسطی کہ بدشگونی مین اصلا خیر نہین ہی اور طیرہ مصدر ہی
التطیر ماخوذة من الطیر لان العرب فی الجاهلیة کانوا یتبرکون بسنوحها ای بمرورها من میاسرک الی میامنک
تطیر کی معنون مین طیر سی مشتق ہوا ہی اسلئی کہ عرب کی لوگ جاہلیت مین سنوح کو مبارک جانتی تہی یعنی جو کہ بائین ہاتہہ کی طرف سی داہنی طرف چلا جاوی
ویتشاءمون ببروحها ای بمرورها من میامنک الی میاسرک اذ کان من عادتهم اذا خرجوا لحاجة فان راوا الطیر
اور بروح کو منحوس سمجہتی تہی یعنی جو کہ داہنی ہاتہہ کی طرف سی بائین طرف چلا جاوی کیونکہ عرب کی یہہ عادت تہی جب کسی کار کو نکلتی پہر اگر کسی پرندہ
او الوحش یمر بیمینه یتبرکون به ویذهبون فی حاجتهم وان راوا الطیر او الوحش یمر بیسرة یتشاءمون به ویرجعون
یا وحشی کو دیکہا کہ داہنی طرف کو گیا تو اوسی مبارک جانکر اپنی کار کو چلی جاتی اور اگر دیکہتی کہ پرندہ یا وحشی جانور بائین طرف کو گیا تو منحوس جانکر راہ مین سی اپنی گہر ہٹ آتی
الی بیوتهم وربما کانوا ینفرون الطیور والوحوش فینظرون انها ان اخذت ذات الیمین یتبرکون به ویمضون فی سفرهم
اور بعضی دفعہ پرندہ کو اوڑا کر اور وحشی کو بہکا کر دیکہتی کہ کدہر کو جاتا ہی اگر وہ داہنی طرف کو گیا تو مبارک جان کر سفر کار بار کو چلی جاتی
وحاجتهم وان اخذت ذات الشمال یتشاءمون بها ویرجعون عن سفرهم وحاجتهم والحاصل انهم کانوا یتبرکون
اور اگر اوسنی داہنی طرف لی تو اوسکو منحوس سمجہکر اپنی سفر سی اور کار سی کئی ہٹ آتی حاصل یہہ ہی کہ سوانح کو
بالسوانح ویتشاءمون بالبوارح والسانح ما یمر من الطیر والوحش بین یدیک من جهة یسارک الی یمینک والعرب
نیک برکت والا جانتی اور بوارح کو منحوس سمجہتی سانح وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہی جو سامنی سی بائین طرف سی داہنی طرف کو چلا جاوی عرب کی لوگ

کانوا یتیمنون به لامکان رمیه وصیده من غیر الانحراف والبارح مایمر من الطیر او الوحش من جهة یمینك
اسکو مبارک جانتی تہی کیونکہ اوسکو تیر مارنا اور شکار کرنا بدون گردش کی سہل ہوتا ہی اور بارح وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہی کہ داہنی طرف سی
الی یسارك والعرب کانوا یتشاءمون به لعدم امکان رمیه وصیده من غیر الانحراف فنفی النبی علیه السلام ذلك
بائین طرف چلا جاوی عرب کی لوگ اوسکو منحوس جانتی ہین کیونکہ اسکا تیر مارنا اور شکار کرنا بدون گردش کی ممکن نہین ہوتا سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اسکو منع کیا
وابطل واخبر انه لیس له تاثیر بنفع ولا ضر فهذا معنی قوله لا طیرة فان الطیرة علی ما مر مصدر بمعنی التطیر واصل
اور مٹا دیا اور خبر سنائی کہ اسمین نہ کچہ نیک تاثیر فائدہ مندی اور نہ کچہ ضرر ہی سو معنی حدیث لا طیرة کی یہی ہین کیونکہ طیرہ چنانچہ گذر چکا ہی مصدر، تطیر کی معنون مین ہی اور اصل مین

التطیر التفاؤل بالطیر ثم استعمل فی کل ما یتفاول به ویعد شوما سواء کان طیرا او غیره وقد روی انه علیه السلام
تطیر طیر سی فال لینی کو کہتی ہین پہر اسکی استعمال ہر ایک فال مین جو منحوس سمجہی گئی برابر ہی کہ طیر سی ہو یا سوا اسکی اور کچہ ہو اور روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی
قال الطیرة من الشرك یعنی انها من اعمال اهل الشرك والکفر کما حکاها الله تعالی عنهم فی مواضع من کتابه فانهم کانوا
فرمایا بدشگونی شرک ہی مراد یہہ ہی کہ طیرہ مشرکون اور کفار کی اعمال مین سی ہی چنانچہ اللہ تعالی نی اونکی حال کئی جگہہ اپنی کتاب مین حکایت کی ہی کیونکہ وہ کفار
یتشاءمون بالرسل واتباعهم وسبب تشاؤمهم بهم ان الرسل لما دعوهم الی دین غیر مالوفهم استغربوه واستعجبوه
رسولون اور اونکی ساتہیون کو منحوس سمجہتی تہی اور اونکی منحوس سمجہنی کا سبب یہہ تہا کہ رسول جو اونکو لیا دین خلاف طبع سکہاتی تہی تو اوسکو عجیب و غریب جانتی تہی
ونفرت عنهم طباعهم اذ من عادة الجهلة ان یتیمنوا بکل ما یوافق هواهم وان کان جالبا لکل شر ووبال وان یتشاءموا
اور اونسی کفار کو بالطبع نفرت تہی کیونکہ جاہلون کی یہہ عادت ہی کہ جو اونکی دل لگتی بات مرضی کی موافق ہو اوسکو مبارک سمجہین اگرچہ اوسمین تمام خرابیان موجود ہون اور جو بات
ما یخالف هواهم وان کان جاذبا بکل خیر ونوال ومن عادتهم ایضا التشاءم ببعض الایام والشهر کشهر صفر فان کثیرا
اونکی مرضی کی خلاف ہو تو اوسکو منحوس سمجہین اگرچہ اوسمین ہر طرح کی خیر اور خوبی حاصل ہو اور اونکی یہہ بہی عادت ہی کہ بعضی تاریخون اور بعضی مہینون کو منحوس جانتی ہین جیسی صفر کا مہینا بہت
من الناس فی هذا الزمان یتشاءمون به وربما یمتنعون فیه من السفر والتزوج ونحوهما والتشاؤم به من جنس الطیرة
لوگ اس زمانہ کی بہی اوسکو منحوس گنتی ہین اکثر اوقات اس مہینہ مین سفر اور بیاہ وغیرہ نہین کرتی یہہ بدشگونی بہی ایسی ہی ممنوع ہی جیسی طیرہ
المنهی عنها فان تخصیص الشوم بزمان دون زمان غیر صحیح لان الزمان عبارة عن مدة ممتدة یعرف مقدارها
کیونکہ نحوست کی خصوصیت بعضی بعضی وقت سی ہرگز نہین ہو سکتی اسلئی کہ زمانہ ایک مدت متصل دراز کو کہتی ہین جسکی مقدار افلاک
بحرکة الافلاك والنجوم وهو فی ذاته امر واحد متشابه الاجزاء یحصل بخلق الله تعالی ویقع فیه افعال العباد فلا یکون
اور ستارون کی حرکت سی معلوم ہوتی ہی اور زمانہ اصل مین ایک چیز اوسکی ایک طرح کی اجزا مین خدا کی پیدایش سی موجود ہی بندون کی افعال اوسمین واقع ہوتی ہین
فیه یمن ولا شوم الا باعتبار افعال العباد فکل زمان شغله العبد بالعبادة فهو زمان مبارك علیه وکل زمان
سو اوسمین نہ کچہ برکت ہی نہ کوئی نحوست مگر باعتبار کردار بندون کی سو جس وقت کو بندہ نی عبادت مین صرف کیا وہ زمانہ اوسکی حق مین مبارک ہی اور جو وقت
شغله العبد بالمعصیة فهو زمان مشوم علیه وفی الحقیقة الیمن هو الطاعة والشوم هو المعصیة کما قال عدی
معصیت مین صرف ہوا وہ زمانہ اوسکی حق مین منحوس ہی اور حقیقت مین برکت عبادت مین ہی اور نحوست گناہ مین چنانچہ عدی
بن حاتم یمن المرء وشومه بین لحییه یعنی لسانه وقال ابن مسعود ان کان الشوم فی شیء ففیما بین اللحیین یعنی
بن حاتم کہتی ہین کہ انسان کی برکت اور نحوست دونو جبڑون مین ہی یعنی زبان مین اور ابن مسعود کہتی ہین اگر کسی چیز مین نحوست ہو تو اوسمین ہی جو دونو جبڑون مین ہی
اللسان وروی عن عائشة رض انه علیه السلام قال الشوم سوء الخلق فعلی هذا لیس الشوم الا المعاصی
یعنی زبان مین اور حضرت عائشہ سی روایت ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نحوست بدخلقی ہی سو اس حدیث کی موافق منحوس صرف معاصی اور ذنوب ہوتی ہین
والذنوب فانها تسخط الله تعالی فانه تعالی اذا سخط علی عبد یکون ذلك العبد
یہہ ہی خدا تعالی کو غصہ دلاتی ہین کیونکہ جب اللہ تعالی کسی بندہ پر غضبناک ہوا تو وہ شخص

شقیا فی الدنیا والاخرة واذا رضی عن عبد یکون ذلک العبد سعیدا فی الدنیا والاخرة وبعض الصالحین
دنیا اور آخرت میں شقی بدبخت ہوا اور جس بندہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا تو وہ شخص دنیا اور آخرت میں نیک بخت ہوا کسی نیک بخت کے پاس
قد شکی الیہ عن بلاء وقع فیہ الناس فقال ما اری ما انتم فیہ من البلاء الا بشوم الذنوب والمعاصی فالعاصی مشؤم
لوگوں نے ایک بلا میں مبتلا ہوکر شکایت کی اونہوں نے جواب دیا کہ مجکو یہہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ تمپر یہہ بلا صرف گناہ اور معاصی کی نحوست سے نازل ہوئی ہے تو گنہگار
علی نفسہ وعلی غیرہ اذ لا یؤمن ان ینزل علیہ العذاب فیعم الناس خصوصا من لم ینکر عملہ فالبعد عنہ لازم و
اوسپر اور غیروں پر بھی ہوتی ہے اسواسطے کہ کہاں پناہ ہے کہ اوس گنہگار پر عذاب نازل ہو پھر سب خلق پر پھیل جاوے خاص اون لوگوں پر جو اوسکے عمل کو برا نہیں جانتے
کذا الاماکن التی یفعل فیہا المعاصی یلزم البعد عنہا والھرب منہا خشیۃ نزول العذاب علی من یوجد فیہا فان
ایسے ہی اون مکانات سے الگ رہنا ضرور ہے جہاں معاصی عمل میں آتے ہوں اس ڈر سے کہ مبادا عذاب اون سب پر نازل ہو جو وہاں موجود ہوں کیونکہ
ھجران اھل العصیان واماکنہم من جملۃ الھجرۃ المامور بہا ومن عادتہم ایضا البحث عن اسباب الشر بالرمل وضرب
ترک کرنا نافرمانوں کا اور اونکے مکانات کا ہجرت میں داخل ہے جسکا حکم ہے اور اونکی عادت میں یہہ بھی ہے کہ بوسیلۂ رمل اور
الحصی والشعیر والنظر فی النجوم وغیر ذلک وذلک کلہ من قبیل الطیرۃ المنھی عنہا ومن قبیل الاستقسام بالازلام
کنکریوں اور دانہ جو کی اور ستاروں میں نظر کرکے اور سوا اسکے غیب کی حالات میں بحث کرتے ہیں یہہ تمام بدشگونی میں داخل ہے جسکی ممانعت ہوئی ہے اور استقسام بالازلام
ومعنی الاستقسام طلب معرفۃ ما قسم مما لم یقسم والازلام القداح التی کان اھل الجاھلیۃ یکتبون علیہا الامر و
اور معنی استقسام کے یہہ ہیں کہ طلب کرنا علم شدنی اور ناشدنی کا اور ازلام تیروں کو کہتے ہیں جن پر اہل جاہلیت امر اور نہی یعنی ہاں یا نہیں لکھتے تھے
والنھی یکتبون علی بعضہا افعل وامرنی ربی وعلی بعضہا لا تفعل ونہانی ربی ویضعونہا فی وعاء فاذا اراد احدھم امرا
بعضے پر افعل یعنی کر یا امرنی ربی یعنی اسکا حکم آیا ہے لکھتے تھے اور بعضے پر لاتفعل یعنی مت کر یا نہانی ربی یعنی اللہ کا حکم نہیں لکھتے پھر اونکو ایک باسن میں رکھتے پھر جب کوئی
ادخل یدہ فی ذلک الوعاء واخرج قدحا فان خرج ما فیہ الامر مضی لما قصدہ وان خرج ما فیہ النھی کف عما قصدہ وقال
تو اوس برتن میں ہاتھ ڈالکر ایک تیر نکال لیتا اگر ایسا تیر نکلا جسمیں حکم تہا تو وہ اپنی کار کو چلا جاتا اور اگر ایسا تیر نکلتا کہ جسمیں ممانعت تھی تو اپنا کار موقوف کرتا اور
سعید بن جبیر کان لاھل الجاھلیۃ حصیات قدام اصنامہم اذا اراد احدھم امرا من السفر وغیرہ استقسم بہا ای
سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اہل جاہلیت بتوں کے سامنے کنکر رکھتے تھے جب کوئی سفر وغیرہ کا ارادہ کرتا تو استقسام کرتا یعنی علم شدنی اور ناشدنی کا حاصل کرتا کہ یہہ کار کروں
طلب بہا علم ما قسم لہ من الاقدام والاحجام وقال ابو اسحٰق الزجاج وغیرہ الاستقسام بالازلام حرام لانہ دخول فی
یا نہ کروں اور ابو اسحاق زجاج وغیرہ کہتے ہیں استقسام الازلام حرام ہے اسلئے کہ یہہ علم الٰہی میں
علمہ تعالیٰ وھو غیب عنا ویدخل فیہ ما یفعل فی زماننا ویسمونہ فال القران وفال دانیال ونحوھما فانہا لیست من
مداخلت ہوتی ہے حالانکہ وہ ہمسے پوشیدہ ہے اور اسمیں داخل ہے جو اس زمانہ میں کرتے ہیں اور اوسکا نام قرآن کی فال اور دانیال کی فال اور مانند اسکی رکھہ چھوڑا ہے کیونکہ یہہ
الفال المحمود فی الشرع بل ھی من قبیل الاستقسام بالازلام فلا یجوز استعمالہا ولا اعتقادھا حقا لان فیہا الخبر عن
طریقہ وہ فال نہیں ہے جو شرع میں محمود ہو بلکہ یہہ بھی استقسام بالازلام کی جنس سے ہے سو اسکا عمل کرنا اور حق اعتقاد کرنا جایز نہیں ہے کیونکہ اسمیں غیب کی خبر
الغیب والتطیر بالقران العظیم وانما الفال المحمود فی الشرع التیمن والتبرک بالکلمۃ الموافقۃ للمراد کالراشد والنجیح علی ما
اور قرآن کی ساتھہ تطیر ہے اور فال جو شرع میں محمود ہے وہ یہہ ہے کہ یمن اور برکت کسی کلمہ سے لینی جو مراد کی موافق ہو جیسے راشد یعنی راہ یابندہ اور نجیح
روی عن انس انہ علیہ السلام کان یعجبہ اذا خرج لحاجۃ ان یسمع یا راشد یا نجیح وفی حدیث اٰخر انہ علیہ السلام
چنانچہ انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آتا تھا کسی کار کو جاتے ہوئے کہ سن پاویں یا راشد یا یا نجیح اور ایک اور حدیث میں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کان یتفاول ولا یتطیر وفی حدیث اٰخر انہ علیہ السلام کان یحب الفال ویکرہ الطیرۃ قال العلماء انما کان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
فال لیا کرتے تھے اور تطیر نہیں کیا کرتے تھے اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فال کو محبوب رکھتے تھے اور تطیر کو مکروہ جانتے تھے علماء کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

یحب

يحب التفاول ويكره الطيرة لان الطيرة فيها الحكم على الغيب وسوء الظن بالله تعالى وتوقع البلاء واما التفاول فليس فيه الحكم

فال کو محبوب اور تطیر کو مکروہ جانتی تہی کہ تطیر مین غیب کی خبر اور اللہ تعالی کی جناب مین بدگمانی اور توقع بلا کی ہوتی ہی رہی فال سو اوسمین غیب کی

على الغيب بل فيه مجرد طلب الخير وحسن الظن بالله تعالى ورجاء حصول المراد فان الانسان عند ظهور سبب اذا رجى و

خبر نہین ہوتی بلکہ اوسمین فقط خیر کی طلب اور اللہ تعالی کی جناب مین نیک گمانی اور امیدواری حصول مراد کی ہی بیشک انسان بروقت ظاہر ہونی سبب قوی یا ضعیف کی اگر اللہ سی امید

امل من الله تعالى خيرا او نعمة عند سبب قوى وضعيف فهو خير له واذا قطع رجاءه واملة من الله تعالى فهو شر له لقوله تعالى

خیر کی اور آرزو نعمت کی کری تو اوسکی حق مین بہتر ہی اور اگر اللہ تعالی سی اپنی امید منقطع کری تو اوسکی حق مین برا ہی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی

إِنَّهُ لَا يَايْئَسُ مِن رَّوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ وقد ذكر فى نصاب الاحتساب ان الرجل اذا خرج الى السفر فصاح العقعق

نا امید نہین ہوتا اللہ کی فیض سی مگر قوم منکر اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ آدمی جب سفر کی لئی روانہ ہو اور کوا بول پڑی

ورجع من سفره يكفر عند بعض المشائخ وذكر فى المحيط ان الهامة اذا صاحت فقال رجل يموت المريض يكفر القائل

اور یہہ شخص سفر موقوف رکہی تو بعضی مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور محیط مین مذکور ہی کہ چغد کی آواز پر اگر کوئی شخص کہی بیمار مرجاویگا تو وہ شخص

عند بعض المشائخ ومثال التفاول ان يكون له حاجة فيسمع من يقول يا واجد فيقع فى قلبه رجاء الوجدان او يكون

بعضی مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور فال کی یہہ مثال ہی کہ کسی شخص کو کچہہ مطلب پیش آوی وہ یہہ سن لی کہ کوئی کہتا ہی یا واجد یعنی ای پانیوالی پہر اسکی دلمین توقع اوس مطلب

له مرض فيسمع من يقول يا سالم فيقع فى قلبه رجاء السلامة والفرق بين الفال والطيرة مع كون كل واحد منهما

شخص کچہہ بیمار ہوا اور سنی کہ کوئی کہتا ہی یا سالم یعنی ای سلامت رہنی والی اب اوسکی دلمین امید سلامتی کی پیدا ہوا اور فرق فال اور طیرہ مین باوجودیکہ دونو مین

استدلالا بالعلامة على عاقبة الامر ومآله ان الكلمة الحسنة التى تجرى على لسان الانسان لدلالتها على المعنى الموافق

کار کی انجام اور مآل پر نشانیوں سی استدلال کرتی ہین یہہ ہی کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر گذرتا ہی اسلئی کہ مراد کی موافق معنون پر دلالت کرتا ہی تو اوسکا مراد پر

للمراد يمكن الاستدلال بها على المراد بخلاف طيران الطير وحركات البهائم واصواتها فانها لعدم دلالتها على معنى لا يمكن

استدلال کرنا ہوسکتا ہی یہہ بات جانور کی پرواز مین اور وحشیون کی حرکات اور آواز مین نہین ہی وہ کسی معنی پر دلالت نہین کرتی تو اوس سی

الاستدلال بها على شئ وان كان اهل الجاهلية جعلوا العبرة فيها تارة بحركاتها وتارة باصواتها وتارة بالوانها وتارة

کسی بات پر استدلال نہین ہوسکتا اگرچہ اہل جاہلیت نی اوسمین کئی اعتبار ٹہرائی ہین کبہی اونکی حرکات سی اور کبہی آواز سی اور کبہی رنگون سی اور کبہی

باسمائها ويتشاءمون ببعضها ويتيمنون ببعضها فانهم كانوا يتشاءمون بالعقاب على العقوبة وبالغراب على الغربة ويتيمنون بالهدهد على الهدى وكذلك كانوا يتبركون

نامون سی اور بعضی کو منحوس لیتی ہین اور بعضی کو برکت سمجہتی ہین اہل جاہلیت عقاب سی عقوبت یعنی عذاب کی نحوست لیتی تہی اور غراب سی غربت یعنی مسافری کی اور ہدہد سی ہدایت کی برکت لیتی تہی اور

بالسانح ويتشاءمون بالبارح والسانح مايمر من الطير او الوحش من جهة يسارك الى جهة يمينك والعرب كانوا يتيمنون به لامكان رميه وصيده

اور بارح سی نحوست لیتی تہی اور سانح وہ پرندہ یا وحشی ہی کہ بائین طرف سی داہنی طرف کو چلا جاوی عرب کی لوگ ایسی جانور کو مبارک سمجہتی تہی کیونکہ اوسکی تیر مارنا اور شکار کرنا

من غير انحراف والبارح مايمر من الطير او الوحش من جهة يمينك الى جهة يسارك والعرب كانوا يتشاءمون لعدم

بدون گردش کی ممکن ہی اور بارح وہ پرندہ یا وحشی ہوتا ہی جو داہنی طرف سی بائیں طرف چلا جاوی عرب کی لوگ اسکو نحس جانتی تہی

امكان رميه وصيده من غير الانحراف اذ كان من عادتهم انهم اذا خرجوا الحاجة ورأوا الطير او الوحش يمر يمينه

کیونکہ اسکو تیر مارنا یا شکار کرنا بدون گردش کی نہین ہوسکتا قدیم عرب کی یہہ عادت تہی کہ جب وہ کسی کار کی لئی باہر نکلتی اور کسی پرندہ یا وحشی کو دیکہتی کہ داہنی طرف کو

يتبركون به ويذهبون فى حاجتهم وان رأوا الطير او الوحش يمر يسرة يتشاءمون به ويرجعون الى بيوتهم وربما كانوا

چلا گیا تو اوسکو مبارک جان کر اپنی کام کو چلی جاتی اور اگر کسی پرندہ یا وحشی کو دیکہتی کہ بائین طرف چلا گیا تو اوسکو منحوس جان کر اپنی گہر ہٹ آتی اور بعضی وقت

ينفرون الطيور والوحوش فينظرون انها ان اخذت ذات اليمين يتبركون بها ويذهبون فى حاجتهم وان اخذت ذات الشمال

پرندہ کو اوڑا کر اور وحشی کو بدکا کر دیکہتی رہتی کہ اگر وہ داہنی طرف کو چلا گیا تو اوسکو مبارک سمجہکر اپنی کاروبار کو چلی جاتی اور اگر بائین طرف کو چلا گیا

يتشاءمون بها ويرجعون عن حاجتهم فنهى النبي عليه الصلوة والسلام عن ذلك بقوله اقروا الطير على وكناتها
تو نحوس جانکر کاروبار سی رکگی ہٹ جاتی سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس عادت سی روکدیا فرمایا جانور کو کھونسلی مین بیٹھا رہنی دو

وروی عن معاوية بن حكم انه قال قلت يا رسول الله كنا نتطير قال ذلك شئ يجده احدكم في نفسه فلا يصدنكم
اور معاویہ بن حکم سی روایت ہی کہتا ہی کہ مینی عرض کیا یا رسول اللہ ہم تطیر کیا کرتی تہی آپ نی فرمایا یہہ تمہاری دل کی وہمی اعتقاد ہین سو اسنی اپنی کاروبار سی بند کرو

يعني ان ذلك شئ يوجد في النفوس من قبل الظنون التي تقربكم بحكم البشرية من غير ان يكون له تاثير في شئ
مراد یہہ ہی کہ یہہ ایسی بات جو دلون مین آتی ہی تو وہمی بشریت کی جہت سی پیدا ہوتی ہی صرف بی تاثیر ہی اسمین نہ کچھہ

من النفع والضر فلا يصدنكم عما تتوجهون اليه من مقاصدكم وقد جاء في حديث اخر انه عليه السلام قال
نفع نہ کوئی ضرر سو یہہ وہم تمکو کاربار مقصود کی آمدرفت سی نہ روک دی اور ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

من ردته الطيرة عن حاجة فقد اشرك فقيل وما كفارته يا رسول الله فقال ان يقول اللهم لا طير الا طيرك
جسکو کاروبار سی بدشگونی نی روک رکھی وہ مشرک ہی کسی نی پوچھا یا رسول اللہ اسکا کفارہ کیا ہی آپ نی فرمایا یہہ کہنا چاہئی اللہم الی آخرہ نہین کوئی فال بجز تیری

ولا خير الا خيرك ولا اله غيرك ثم يمضي الى حاجته يعني ان كل ما يصيب الانسان من الخير والشر والنفع والضر
فال کی اور نکوئی خیر سوای تیری خیر کی اور نہین کوئی معبود سوای تیری پہر اپنی کام کو چلا جاوی مراد یہہ ہی کہ انسان کو جو بہلائی اور برائی اور نفع اور ضرر

واليمن والشوم لا يصيبه الا بقضائك وتقديرك وحكمك ومشيتك وفي حديث اخر رواه ابن مسعود انه عليه السلام
اور برکت اور نحوست پیش آتی ہی بدون تیری قضا اور تقدیر اور تیری حکم اور مرضی کی نہین ہی اور ایک اور حدیث مین ابن مسعود کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ السلام

الطيرة شرك الطيرة شرك قال ثلثا وما منا الا ولكن الله تعالى يذهبه بالتوكل وقيل قول وما منا الا ليس من كلام النبي
فال بد شرک ہی فال بد شرک ہی تین بار فرمایا اور کوئی ایسا نہین جو دلمین خیال نہ لاوی لیکن اللہ تعالی اوسکو توکل کی برکت سی دفع کر دیتا ہی اور کہتی ہین کہ اتنا کلمہ وما منا الا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بل هو من كلام ابن مسعود وفيه حذف اختصار ومعناه ليس منا الا من يقع في قلبه عند ذلك شئ من ذلك على ما جرت
بلکہ یہہ کلمہ ابن مسعود کا کلام ہی اسمین سی واسطی اختصار کی حذف ہوا ہی اسکی یہہ معنی ہین کہ ہم مین سی کوئی ایسا نہین جو سوا اوسکی دلمین اوسوقت کچھہ نہ کچھہ اس قسم کا خیال آجاتا ہی

به العادة لكن لا يستقر فيه بل يحسن اعتقاده بان لا مؤثر الا الله فيساله الخير ويستعيذ به من الشر ويمضي على
چنانچہ یہہ عادت جاری ہی پر وہ خیال جم نہین جاتا بلکہ اوسکا اعتقاد درست ہوتا ہی کہ سوای اللہ تعالی کی کوئی موثر نہین سو اوسی سی بہلائی طلب کرتا ہی اور برائی سی پناہ مانگتا

مقصوده متوكلا عليه يسر الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وفضله وكرمه المجلس الاربعون في
اور اوسپر بہروسا کرکی اپنی مقصود کی لئی چلا جاتا ہی اللہ تعالی اپنی لطف اور فضل اور کرم سی ایسا عمل آسان کردی جو اوسکی مرضی کی موافق ہی چالیسوین مجلس بیچ

بيان استحسان التاني في عمل الدنيا دون الاخرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التؤدة
بیان خوبی درنگ کی دنیا کی کار بار مین سوای اعمال آخرت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا درنگ

في كل شئ الا في عمل الاخرة هذا الحديث من حسان المصابيح رواه مصعب بن سعد عن ابيه ومعناه ان
ہر شئی مین اچھی ہی مگر آخرت کی عمل مین یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی مصعب بن سعد اپنی باپ سی روایت کرتا ہی اور اوسکی معنی یہہ ہین کہ

التاني مستحسن في جميع الامور الا في عمل الاخرة فان التاني فيه غير مستحسن اذ لا شك في كونه خيرا فلا خير في تاخير
درنگ اور تامل تمام امور مین بہتر ہی سوای اعمال آخرت کی سو اسمین درنگ اور تامل خوب نہین ہی اسلئی کہ اسکی خوبی مین شک نہین ہی سو اسکی تاخیر مین خوبی نہین

بل المستحسن فيه المسارعة اليه بقوله تعالى وسارعوا الى مغفرة من ربكم وجنة عرضها السموت والارض اعدت
بلکہ اسمین جلدی خوب ہوتی ہی اس آیت سی اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پہیلاؤ ہی آسمان اور زمین طیار ہوئی ہی

للمتقين واما امور الدنيا فلا يعلم انها خير فيعمل بها او شر فيحترز عنها فلذلك شرعت المسارعة فيها فان همهم
واسطی پرہیزگارون کی اور رہی دنیا کی کاروبار سو یہہ معلوم نہین ہوتا کہ نیک ہی کیا کیجائی یا برا ہی اس سی بچا چاہئی سو اسلئی اوسمین جلدی مشروع ہوئی پہر اگر کار

بستحب

يستحب له ان يشاور فيه لما روى انه عليه السلام كان يشاور اصحابه فى جميع الامور حتى حوائج بيته وروى عن
تو مستحب ہی کہ اوسمین مشورہ کرلی باعتبار اس روایت کی کہ نبی علیہ السلام اپنی اصحاب سی تمام کاروبار مین مشورہ کیا کرتی یہانتک کہ گہر کی کار بار مین اور نقل ہی
على انه قال ما هلك امرء عن المشاورة وقيل لو شاور ادم عليه السلام الملئكة فى اكله من الشجرة المنهية لما وقع فيما
روایت ہی کہ آپ نی فرمایا مشورہ کرنی سی کوئی خراب نہین ہوا اور کہتی ہین کہ اگر آدم علیہ السلام فرشتون سی مشورہ کرلیتی گیہون کہانی مین تو اوسپر یہہ مصیبت نہ آتی
وقع وقيل افراد الانسان ثلثة اقسام رجل ونصف رجل ولا شئ فالرجل من له راى صائب ويشاور ونصف الرجل
جو آئی اور کہتی ہین بنی آدم تین قسم کی ہین پورا مرد اور آدہا مرد اور نکما سو پورا مرد وہ ہی جو خود دانا ہو پہر مشورہ کری اور آدہا مرد وہ ہی
من له راى صائب لكن لا يشاور او يشاور لكن ليس له راى صائب ولا شئ من ليس له راى صائب ولا يشاور فباجتماع
جو دانا تو ہو پر مشورہ نکری یا مشورہ تو کری پر خود دانا نہو اور نکما وہ ہی جو نہ خود دانا ہو اور نہ مشورہ کری پس دونو بات کی
الامرين الرجل تام وبانتصافهما نصف وبانتفائهما لا شئ والاحاديث الصحيحة الواردة فى المشاورة كثيرة
جمع ہونی سی مرد پورا ہوتا ہی اور ایک بات سی آدہا ہوتا ہی اور جب دونو بات کم ہون تو نکما ہی اور صحیح حدیثین جو مشورہ کی باب مین آئی ہین بہت ہین اون سبکی
ويغنى عن جميعها وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ فانه عليه السلام مع كونه اكمل الخلق ولم يكن احد افطن منه امر
بدلی یہہ آیت کافی ہی اور مشورہ لی اونسی سو نبی علیہ السلام کو باوجودیکہ سب سی زیادہ کامل اور اونکی برابر کوئی فہمیدہ نہین ہی جب مشورہ کرنی کا حکم ہی
بالمشاورة فى هذه الاية فما الظن لغيره لكن من يريد المشاورة لامر يستحب له ان يشاور فيه جماعة من اهل
اس آیت مین یہہ اوروں پر تیرا کیا خیال ہی لیکن جو شخص کسی کار مین مشورہ کا ارادہ کری تو اوسکو مستحب ہی کہ مشورہ ایک جماعت اہل بصیرت دانا سی کری
البصيرة يكون اقلهم عشرة ويعلم من حالهم النصيحة والشفقة ويثق بدينهم وصدقهم وورعهم وعلمهم
کم سی کم دس تو ہون اور اونکی حال عادت سی خیرخواہی اور شفقت معلوم ہوتی ہو اور اونکی دین اور راستی اور پرہیزگاری اور علم پر اعتماد ہو
ويعرفهم مقصوده من ذلك الامر ويبين لهم ما فيه من المصلحة والمفسدة ان علم شيئا من ذلك وان
اور اوس کام مین سی اپنا مقصود اونکو جتلا دی اور جو جو اوسمین خوبی اور برائے ہو اگر کچہہ جانتا ہو تو سب اونکی سامنی بیان کردی اور اگر
لم يجد منهم الا واحدا يشاور ذلك الواحد عشر مرات وان لم يجد واحدا يرجع الى امراته والى امرأة اخرى يجوز
سواء ایک شخص کی کہ جس سی مشورہ کری کوئی نہ ملی تو اوس ایک شخص ہی سی دس مرتبہ مشورہ کرلی اور اگر ایک بہی نہ میسر ہو تو اپنی بی بی سی رجوع کری یا کسی اور عورت سی
مكالمته ويشاورها وبعد المشاورة يخالفها وفى مخالفتها خير وبركة وقد روى انه عليه السلام قال
جس سی بات چیت کرنی جایز ہو اور بعد مشورہ کی اوسکا خلاف کری اوسکی خلاف مین خیر اور برکت ہوتی ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
شاورهن وخالفهن وحكى ان واحدا من اهل الشام شاور امراته فى ايام فتنة يزيد ان يطرح نفسه من
کہ عورتون سی مشورہ کر اور خلاف کر اور حکایت ہی کہ اہل شام مین سی کسینی اپنی بی بی سی جن دنون یزید کا فتنہ برپا تہا یہہ مشورہ کیا کہ مین چہت پرسی نیچی گر پڑون
السطح فقالت لا تطرح فخالفها وطرح نفسه من السطح فانكسر رجله فلما اصبح جاء اعوان يزيد ليرسلوه
سو بی بی کہا مت گرنا پر وہ شخص اوسکا خلاف کرکر چہت پرسی نیچی گر پڑا اور اوسکی ٹانگ ٹوٹ گئی جب صبح ہوئی تو یزید کی نوکر چاکر آئی تاکہ اوسکو
الى محاربة الحسين فلما راوا حاله تركوه فنجى من شقاوة الدنيا والاخرة ببركة عمله بالحديث لان من اكره
حضرت حسین رض کی مقابلہ پر روانہ کرین جب اوسکا یہہ حال دیکہا تو معاف کیا سو وہ شخص دنیا اور دین کی بدبختی سی بچ گیا اس برکت سی کہ حدیث پر عمل کیا تہا کیونکہ جس پر
بقتل او قطع عضو على قتل مسلم لا يجوز له ان يقتله بل يلزمه ان يصبر حتى يقتل فان قتله يكون اثما اذ
قتل کی یا قطع اعضا کی زبردستی کیجاوی واسطی قتل مسلم کی تو اوسکو جایز نہین کہ مسلم کو قتل کری بلکہ اوسکو یہہ لازم ہی کہ صبر کری اور اپنی جان دی اور اگر اوس مسلم کو قتل کریگا تو گنہگار ہوگا کیونکہ
لا يستباح قتل مسلم بضرورة ما ثم يجب على المستشار بذل الوسع وعمل الفكر فى النصيحة وترك الخيانة فى
کسی ضرورت مین بہی قتل مسلم کا مباح نہین ہی پس مشورہ دینی والی پر واجب ہی تا بمقدور کوشش کرکر خیرخواہی کا فکر کری اور مشورہ مین ہرگز خیانت نکری

المشاورة لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال المستشار مؤتمن وفی حدیث اخر انه علیه السلام

کیونکہ ابوہریرہ رضی سے روایت ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا کہ مشورہ دینی والا امین ہوتا ہی اور ایک اور حدیث مین ہی

قال لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه وفی حدیث اخر قال من اشار الی اخیه بامر یعلم ان

کہ آپ نی فرمایا مؤمن نہین ہوتا کوئی تم مین سی جب تک نہ بہتر سمجہی اپنی بہائی کی لئی جو بہتر جانتا ہی اپنی لئی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ فرمایا جسنی کسی بہائی کو ایک کار بتایا

الرشد فی غیره فقد خانه فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان من استشار اخاه المسلم فی امر فقال المستشار

یہہ جان کر کہ خوبی دوسری کار مین ہی سو اوسنی اوسکی خیانت کی پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اس حدیث مین صاف فرمایا کہ جسنی کسی بہائی مسلمان سی کسی باب مین مشورہ کیا اور مشورہ دینی والی

ان المصلحة فی فعله وهو یعلم او یظن ان المصلحة فی عدم فعله فقد خانه واذا اشار وظهر کونه مصلحة

کہا یہہ عمل بہتری پر وہ یقین جانتا ہی یا گمان غالب کرتا ہی کہ خوبی اسکی نہ کرنی مین ہی تو اوسنی خیانت کی اور جب اوسنی مشورہ کیا اور اوسکی خوبی معلوم ہوئی

یلزمه ان یقبل ذلک من المستشار لکن بعد ان یستخیر الله تعالی فی ذلک بالاستخارة التی رواه البخاری فی صحیحه

تو لازم ہی کہ مشورہ دینی والی کا مشورہ مان لی پر اول اس باب مین اللہ تعالی سی استخارہ کری جو کہ امام بخاری نی اپنی صحیح مین

عن جابر انه قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعلمنا الاستخارة فی الامور کلها کما یعلمنا السورة من القران فیقول

جابر سی روایت کیا ہی کہتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو تمام امور مین استخارہ سکہاتی تہی جیسی قرآن کی سورت سکہاتی تہی فرماتی تہی

اذا هم احدکم بالامر فلیرکع رکعتین من غیر الفریضة ثم لیقل اللهم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک و

کہ جب کوئی کسی کام کا ارادہ کری تو دو رکعت نفل پڑہی پہر یہہ دعا پڑہی الہی مین تجہسی خیر طلب کرتا ہون موافق تیری علم کی اور قدرت طلب کرتا ہون تیری قدرت سی اور

اسألک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللهم ان کنت

تجہسی مانگتا ہون تیرا فضل بڑا کیونکہ تو قدرت والا ہی اور مین ناتوان ہون اور تو جانتا ہی اور مین بیخبر ہون اور تو تمام غیب سی آگاہ ہی الہی اگر

تعلم ان هذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبة امری وعاجله واجله فاقدره لی ویسره لی ثم

تیری علم مین یہہ کام میری حق مین بہتر ہی میری دین مین اور دنیا مین اور انجام کار مین اب بہی اور آگی کو تو اس کار کو میری لئی ٹہرا دی اور آسان کر دی پہر

بارک لی فیه وان کنت تعلم ان هذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبة امری وعاجله واجله فاصرفه

اوسمین مجکو برکت دی اور اگر تو جانتا ہی کہ یہہ کار میری حق مین بد ہی میری دین مین اور دنیا مین اور انجام کار مین اب بہی اور آگی کو تو پہیر دی

عنی واصرفنی عنه واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی به قال العلماء یستحب الاستخارة بالصلوة

اوسکو مجہسی اور مجہکو اوس سی اور خیر پیدا کر میری لئی جہان ہو اور اوسپر مجہکو راضی کر دی علما کہتی ہین کہ استخارہ نماز

والدعاء المذکور فی جمیع الامور کما صرح به فی الحدیث المذکور ویکون الصلوة رکعتین من النافلة والظاهر انها

اور دعا مذکور سی تمام امور مین مستحب ہی چنانچہ حدیث مذکور مین تصریح ہی اور نماز نفل کی دو رکعت مین اور ظاہر یون ہی

تحصل برکعتین من السنن الرواتب وتحیة المسجد وغیرها من النوافل ولو تعذرت الصلوة یستخیر بالدعاء المذکور

کہ سنت رواتب کی دو رکعت اور تحیة المسجد وغیرہ نوافل مین سی بہی کافی ہین اور اگر نماز متعذر ہو تو صرف دعا مذکور سی استخارہ کری

واذا استخار یستخیر سبع مرات ثم یمضی بعدها لما ینشرح له صدره لما روی عن انس انه علیه السلام قال له

اور اگر استخارہ کری تو سات مرتبہ کری پہر بعد اوسکی وہ ہی عمل مین لاوی جو اوسکی دل کو پسند آوی کیونکہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی اونسی فرمایا

یا انس اذا هممت بامر فاستخر ربک فیه سبع مرات ثم انظر الی الذی سبق الی قلبک فانه الخیر فیه هکذا یکون فعل

ای انس جب تو کسی کار کا قصد کری تو اوسمین اپنی رب سی سات مرتبہ استخارہ کر پہر خیال کر جو تیری دل مین آتا ہی اب اوسی مین خیر ہی

عباد الله المؤمنین اذا عرض لهم امر من امور الدین والدنیا فیکون [illegible] استخارة فی امور الدین کالحج والجهاد وسائر

اللہ کی مؤمن بندون کی عمل جب انکو کوئی کار دین یا دنیا کا پیش آتا ہی تو ایسی ہی [illegible] استخارہ امور دینی سی جیسی حج اور جہاد اور تمام

الخیر انه

الخيرات على تعيين الوقت لا على نفس الفعل وفي امور الدنيا على نفس الفعل واما الجهلة والفسقة الذين
خیرات واسطی ٹہرانی وقت کی ہوتا ہی نہ کسی فعل کی لئی تعیین ہوتا اور امور دنیاوی میں صرف فعل پر ہوتا ہی یعنی کرون یا نکرون اور وقت کا ٹہرانا الگ ہے اور جاہل اور فاسق

ضلوا عن طريق الحق وخرجوا عن سواء السبيل اذا عزم احدهم على امر يذهب الى صاحب الرمل والحصى والشعير
جو راہ حق سی بہکی ہیں اور سیدہی راہ سی خارج ہیں جب وہ کسی کار بار کا عزم کرتی ہیں تو رمال اور کنکریون والہ اور جو والہ

والباقلاء فيلعبون بعقله ويزداد بسوالهم جهلا وخسارة بصدقهم فيما يقولون له ويعطيهم على ذلك اجرة
اور باقلا والہ پاس جاتا ہی سو وہ لوگ اوسکو باؤلا بنادیتی ہیں اور اونسی پوچہکر اور بہی جہل اور خسارت زیادہ ہوجاتی ہی کیونکہ اونکی قول کی تصدیق کرتا ہی اور اوسپر اونکو مزدوری دیتا ہی

ولا يعلم ذلك المسكين انه بذلك ينهدم دينه ودنياه لما ذكر في شرح العقائد ان تصديق الكاهن بالخبر
اور بیچارہ کو یہہ خبر ہی نہیں کہ اسمیں دین اور دنیا سب تباہ ہوئی اسلئی کہ شرح عقاید میں مذکور ہی کہ غیب کی خبرون میں کاہن کو سچا سمجہنا کفر ہی

عن الغيب كفر لقوله عليه السلام من اتى كاهنا فصدقه بما يقول فقد كفر بما انزل على محمد والكاهن هو المخبر
کیونکہ حدیث میں آیا ہی کہ جو شخص کاہن کی پاس آکر اوسکی قول کو سچا مانی بیشک کافر ہوا اون آیات سی جو محمد ﷺ پر نازل ہوئی ہیں اور کاہن وہ ہی ہوتا ہی جو غیب کی

عن الغيب سواء كان بالرمل او الحصى او الشعير او غير ذلك فذلك كله حرام لكونه من قبيل الطيرة المنهي عنها ومن قبيل
خبر بتاتا ہی برابر ہی کہ رمل سی ہو یا کنکریون سی یا جو سی یا سوا اسکی اور سی یہہ سب حرام ہی کیونکہ یہہ طیرہ کی طرح کا ہی جسکی نہی ہوگئی ہی اور

الاستقسام بالازلام والطيرة مصدر بمعنى التطير واصل التطير التفاؤل بالطير ثم استعمل في كل ما يتفاءل به ويعد
استقسام بالازلام کی مانند ہی اور طیرہ مصدر ہی تطیر کی معنون میں اصل میں تطیر کی معنی ہیں طیر سی فال لینی پہر ہر ایک فال میں جو منحوس ہوتی ہو مستعمل ہوگیا

شوما سواء كان طيرا او غيره وقد روى انه عليه السلام قال الطيرة شرك يعني انها من اعمال الشرك كما حكاها
برابر ہی کہ طیر ہو یا کچہہ اور ہو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا طیرہ شرک ہی مراد یہہ ہی کہ طیرہ شرک کی اعمال میں داخل ہی چنانچہ اللہ تعالی

الله تعالى عنهم في مواضع من كتابه فانهم كانوا يتشاءمون بالانبياء واتباعهم وسبب تشاؤمهم بهم ان الانبياء
اونکی طرف سی اپنی کتاب میں کئی جگہہ حکایت کرتا ہی وہ لوگ انبیاء علیہم السلام اور اونکی اتباع کو منحوس سمجہتی تہی اور سبب منحوس سمجہنی کا یہہ تہا کہ انبیا جو اونکو

لما دعوا الى دين غير ما الفوه استغربوه واستقبحوه ونفرت عنه طباعهم اذ من عادة الجهلة والفسقة
نیا دین سکہاتی تہی تو اوسکو غریب دیکہہ کر قبیح جانتی تہی اور اونکی طبیعت اوس سی نفرت کرتی تہی کیونکہ جاہلون اور فاسقون کی یہہ عادت ہوتی ہی کہ جو اونکی خواہش کی

ان يتيمنوا بكل ما يوافق هواهم وان كان جالبا لكل شر ووبال وان يتشاءموا بكل ما يخالف هواهم وان كان
موافق ہو اوسکو مبارک جانتی ہیں اگرچہ سراسر بد اور وبال ہو اور جو اونکی خواہش کی خلاف ہو اوسکو منحوس سمجہتی ہیں اگرچہ

جاذبا لكل خير ونوال والاستقسام طلب معرفة ما قسم مما لم يقسم والازلام القداح التي كان اهل الجاهلية
سراسر خیر برکت ہو اور استقسام کی معنی طلب کاری معلوم کرنی مقسوم کی غیر مقسوم میں سی اور ازلام قمار کی تیر ہوتی ہیں جن پر جاہلیت کی لوگ

يكتبون عليها الامر والنهي او يكتبون على بعضها افعل وامرني ربي وعلى بعضها لا تفعل ونهاني ربي ويضعونها في وعاء
امر اور نہی لکہہ دیتی تہی یا امرنی ربی یعنی یہہ حکم رب کا ہی اور کسی پر افعل یعنی کر اور کسی پر لاتفعل یعنی مت کر یا نہانی ربی یعنی منع کیا رب کا نہیں لکہدیتی تہی

فاذا اراد احدهم امرا ادخل يده في ذلك الوعاء واخرج قدحا فان خرج ما فيه الامر مضى لما قصد وان خرج ما فيه
اور لکہہ کر اونکو کسی برتن میں رکہدیتی تہی پہر جب کوئی کچہہ کام کرنیکو ہوتا تو اوس برتن میں ہاتہہ ڈالکر ایک تیر نکالتا اگر ایسا تیر نکلتا جسپر اجازت تہی تو اپنا کار شروع کرتا اور اگر ایسا نکلتا

النهي كف عما قصده وقال سعيد بن جبير كان لاهل الجاهلية حصيات قدام اصنامهم اذا اراد احدهم امرا من السفر
جسمیں ممانعت تہی تو اپنی کار سی بند رہتا اور سعید بن جبیر کہتی ہیں اہل جاہلیت بتون کی سامنی کنکریان رکہا کرتی تہی جب کوئی شخص سفر وغیرہ کسی کار کا ارادہ کرتا

وغيره استقسم بها اي طلب بها علم ما قسم له من الاقدام والاحجام وقال ابو اسحق الزجاج وغيره الاستقسام
تو استقسام کرتا یعنی اوس سی اپنی قسمت کا لکہا خیر اور شر اوس کار کی کرنی اور نکرنی میں دریافت کرتا اور ابو اسحاق زجاج وغیرہ کہتی ہیں کہ ازلام سی

بالازلام حرام لانه دخول فی علمه تعالیٰ وهو غیب عنا ویدخل فیه مایفعل فی زماننا ویسمونه فال دانیال ونحوها

خیر اور شر دریافت کرنا حرام ہی کیونکہ علم الٰہی میں مداخلت ہوتی ہی اور وہ ہمسی پوشیدہ ہی اور اسہی میں داخل ہی جواب ہماری زمانہ میں کرتی ہیں اور اوسکا نام فال دانیال رکہہ چہوڑا ہی

فانها لیست من الفال المحمود فی الشرع بل هی من قبیل الاستقسام بالازلام فلا یجوز استعمالها ولا اعتقادها

اور اوسکی مانند تو ایسی فال شرع میں محمود نہیں ہی بلکہ یہہ ایسی ہی ہی جیسی تیر طنا سی قسمت کا دریافت کرنا سو نہ اسکا استعمال جائز ہی اور نہ اسکی حقیت کا اعتقاد

حقا لان فیها الخبر عن الغیب والتطیر بالقران العظیم وانما الفال المحمود فی الشرع التیمن والتبرک بالکلمة

کیونکہ اسمین غیب کی خبر بتاتی ہیں اور قرآن عظیم سی تطیر کرتی ہیں شرع میں فال محمود وہ ہی ہی جو خیر اور برکت کسی کلمہ سی لیوی کہ مراد کی موافق ہو

الموافقة للمراد کالراشد والنجیح علی ما روی عن انس انه علیه السلام کان یعجبه اذا خرج لحاجة ان یسمع یا راشد

جیسی راشد اور نجیح موافق روایت انسؓ کی کہ نبی علیہ السلام کو پسند آتا تہا جب کسی کار کو تشریف لیجاتی سننا یا راشد یا نجیح کا

یا نجیح وفی حدیث اٰخر انه علیه السلام کان یتفاءل ولا یتطیر وفی حدیث اٰخر انه علیه السلام کان یحب الفال

اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فال لیا کرتی تہی اور تطیر نہیں کرتی تہی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام فال کو محبوب رکہتی تہی

ویکره الطیرة قال العلماء انما کان النبی علیه السلام یحب التفاؤل ویکره الطیرة لان الطیرة فیها الحکم علی الغیب

اور تطیر کو مکروہ علماء کہتی ہیں کہ نبی علیہ السلام اسلئی فال کو محبوب اور طیرہ کو مکروہ جانتی تہی کہ طیرہ میں غیب پر حکم ہوتا ہی

وسوء الظن بالله وتوقع البلاء واما الفال فلیس فیه الحکم علی الغیب بل فیه مجرد طلب الخیر وحسن الظن بالله تعالیٰ

اور اللہ کی نسبت بد گمانی اور مصیبت کی توقع ہوتی ہی اور فال میں غیب پہ حکم نہیں ہوتا بلکہ فال میں صرف خیر کی طلب اور اللہ تعالیٰ کی نسبت گمان نیک

ورجاء حصول المراد فان الانسان عند ظهور سبب اذا رجی واٰمل من الله تعالیٰ خیرا ونعمة فهو خیر له واذا

اور مراد حاصل ہونی کی آرزو ہوتی ہی پس انسان کسی سبب سی اگر اللہ تعالیٰ سی خیر اور نعمت کی آرزو کری اور امیدوار ہو تو یہہ اسکی حق میں بہتر ہی اور اگر

قطع رجاءه واٰمله من الله تعالیٰ فهو شر له لقوله تعالیٰ وَلَا يَاْيْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ وقد

اللہ تعالیٰ سی اپنی امید قطع کی اور نا امید ہوا تو یہہ برا ہی بدلیل اس آیت کی نا امید نہیں ہوتا اللہ کی فیض سی مگر قوم منکر اور

ذکر فی نصاب الاحتساب ان الرجل اذا خرج الی سفر فصاح العقعق ورجع من سفره یکفر عند بعض المشائخ وذکر

نصاب الاحتساب میں مذکور ہی کہ کوئی شخص اگر سفر کی لئی روانہ ہوا اسمین ناگاہ کوا بول پڑا اور اوسنی سفر موقوف کیا تو بعض مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور

فی المحیط ان الهامة اذا صاحت فقال رجل یموت المریض یکفر القائل عند بعض المشائخ ومثال التفاؤل ان

محیط میں مذکور ہی کہ چغد یا بوم کی بولنی پر اگر کوئی کہی بیمار مر جاویگا تو یہہ کہنی والا بعض مشایخ کی نزدیک کافر ہوجاتا ہی اور فال کی یہہ مثال ہی

یکون له حاجة فیسمع من یقول یا واجد فیقع فی قلبه رجاء الوجدان او یکون له مرض فیسمع من یقول

کسیکو کچہہ کار درپیش ہو تو وہ اتفاقاً یہہ سنی کہ کوئی کہتا ہی یا واجد اسّی اوسکی دلمین توقع اسلوبی کار کی پیدا ہوجاوی یا کوئی بیمار ہو وہ یہہ سنی کوئی کہتا ہی

یا سالم فیقع فی قلبه رجاء السلامة والفرق بین الفال والطیرة مع کون کل واحد منهما استدلالا بالعلامة

یا سالم اب اوسکی دلمین توقع صحت سلامتی کی پیدا ہوجاوی اور فرق فال اور طیرہ میں باوجودیکہ دونو میں علامت اور نشانی سی

علی عاقبة الامر ومآله ان الکلمة الحسنة التی تجری علی لسان الانسان لدلالتها علی المعنی الموافق للمراد یمکن

انجام اور مآل کار پر استدلال کرتی ہیں یہہ ہی کہ نیک کلمہ جو انسان کی زبان پر آجاتا ہی چونکہ وہ مراد کی موافق معنوں پر دلالت کرتا ہی تو اوس سی مراد پر

الاستدلال بها علی المراد بخلاف طیران الطیر وحرکات البهایم واصواتها فانها لعدم دلالتها علی معنی لا یمکن

استدلال ہوسکتا ہی برخلاف جانور کی پرواز اور چارپایوں کی حرکات اور آوازوں کی کیونکہ اسمین کسیطرح کی دلالت نہیں ہی تو اس سی کسی شی پر

الاستدلال بها علی شیء وان کان اهل الجاهلیة جعلوا العبرة فیها تارة بحرکاتها وتارة باصواتها وتارة بالوانها

استدلال نہیں ہوسکتا اگرچہ اہل جاہلیت نی اسمین سی معنی مقرر کر رکہی ہیں کبہی حرکات سی کبہی آوازونسی کبہی رنگوں سی

وتارة

وتارة باسمائها ویتشاءمون بعضها ویتیمنون ببعضها فانهم کانوا یتشاءمون بالغراب علی الغربة وبالعقاب

کبھی ناموں سی اور بعضوں کو منحوس جانتی ہیں اور بعضوں کو مبارک سمجھتی ہیں جاہلیت والی غراب سی غربت کی نحوست مانتی تھی اور عقاب سی

علی العقوبة ویتیمنون بالهدهد علی الهدی وکذلک کانوا یتبرکون بالسانح ویتشاءمون بالبارح والسانح

عقوبت کی نحوست سمجھتی تھی اور ہدہد سی ہدایت کی برکت کی قائل تھی اور ایسی ہی سانح کو مبارک اور بارح کو منحوس جانتی تھی اور سانح

مایمر من الطیر او الوحش من جهة یسارک الی جهة یمینک والعرب کانوا یتیمنون به لامکان رمیه

وہ پرندہ جانور یا وحشی ہوتا ہی جو تیری بائیں طرف سی داہنی طرف کو چلا جاوی اور عرب اسکو بہت مبارک مانتی تھی کیونکہ اسکا شکار

وصیده من غیر انحراف والبارح مایمر من الطیر او الوحش من جهة یمینک الی جهة یسارک والعرب کانوا یتشاءمون

تیر سی بغیر گردش کی ہو سکتا ہی اور بارح وہ جانور اور وحشی ہوتا ہی جو تیری داہنی طرف سی بائیں طرف کو چلا جاوی اور عرب اسیی کو منحوس شمار کرتی تھی

به لعدم امکان رمیه وصیده من غیر الانحراف اذ کان من عادتهم انهم کانوا اذا خرجوا لحاجة وراوا الطیر

کیونکہ اسکا شکار تیر سی بدون گردش کی ممکن نہیں ہی کیونکہ اونکی یہہ عادت تھی کہ جب وہ کسی کام کو نکلتی اور دیکھتی کہ پرندہ

او الوحش یمر بیمینه یتبرکون به ویذهبون فی حاجتهم وان راوا الطیر او الوحش یمر بیسره یتشاءمون به ویرجعون

یا چوپایہ داہنی طرف کو جاتا ہی تو اوسکو مبارک جانتی اور اپنی کام کو چلی جاتی اور اگر دیکھتی کہ پرندہ یا وحشی بائیں طرف کو جاتا ہی اوسکو منحوس مانتی اور الٹی اپنی

الی بیوتهم وربما کانوا ینفرون الطیور او الوحوش فینظرون انها ان اخذت ذات الیمین فیتبرکون بها ویذهبون فی

حویلی آتی اور بعضی وقت جانوروں کو اڑا کر اور چار پایوں کو بدکا کر دیکھتی کہ وہ اگر داہنی طرف کو چلا تو اوسکو مبارک سمجھ کر اپنی کار بار کو نکلتی

حاجتهم وان اخذت ذات الشمال یتشاءمون بها ویرجعون عن حاجتهم فنهی النبی علیه السلام عن ذلک بقوله

اور اگر وہ بائیں طرف کو روانہ ہوا تو منحوس مانکر اپنی کار سی الٹی چلی آتی سو نبی علیہ السلام نی اس سی منع فرمایا

اقروا الطیر علی وکناتها وروی عن معاویة بن حکم انه قال قلت یارسول الله کنا نتطیر قال ذلک شئ یجده احدکم

کہ جانوروں کو گھونسلے میں بیٹھا رہنی دو اور معاویہ بن حکم سی روایت ہی کہتی ہیں کہ میںنی عرض کیا یارسول اللہ ہم تطیر کیا کرتی تھی آپ نی فرمایا یہہ ایک بات ہی جو تمہارے

فی نفسه فلا یصدنکم یعنی ان ذلک شئ یوجد فی النفوس من قبل الظنون التی تقربکم بحکم البشریة من غیر

دل میں پیدا ہوتی ہی سو یہہ تمکو کام سی ا بند نکری مراد یہہ ہی کہ یہہ وہمی بات ہی دل میں پیدا ہوتی ہی جیسی خیالات بشریت کی جہت سی آجاتی ہیں کسی باب میں

ان یکون له تاثیر فی شئ من النفع والضرر فلا یصدنکم عما تتوجهون الیه من مقاصدکم وقد جاء فی حدیث

نفع ضرر کی اسمیں اصلا تاثیر نہیں ہی سو اس خیال کی مارے اپنی مقصود کی توجہ سی بند نہونا چاہیی اور یک اور حدیث میں آیا ہی

اخر انه علیه السلام قال من ردته الطیرة عن حاجته فقد اشرک فقیل وما کفارته یارسول الله فقال ان یقول اللهم

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص طیرہ کو مان کر اپنی کار بار سی باز رہی سو وہ مشرک ہی کسی نی عرض کیا یا رسول اللہ اسکا کفارہ کیا ہی فرمایا یہہ دعا الہی

لا طیر الا طیرک ولا خیر الا خیرک ولا اله غیرک ثم یمضی الی حاجته یعنی ان کان ما یصیب الانسان من الخیر و

نہیں کوئی طیر بجز تیری طیر کی اور نہیں کچھ خیر سوای تیری خیر کی اور نہیں کوئی معبود سوائی تیری یہہ پڑھ کر اپنی کار چلا جاوی مراد یہہ ہی کہ انسان کو جو پیش آتا ہی خیر اور

الشر والنفع والضرر والیمن والشوم لا یصیبه الا بقضائک وتقدیرک وحکمک ومشیئتک وفی حدیث

شر اور نفع اور نقصان اور برکت اور نحوست وہ بدون تیری قضا اور تیری تقدیر اور تیری حکم اور تیری مرضی کی نہیں اور ایک اور حدیث

اخر رواه ابن مسعود انه علیه السلام قال الطیرة شرک قاله ثلثا وما منا الا ولکن الله

میں ابن مسعود کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا طیرہ شرک ہی طیرہ شرک ہی اسکو تین بار فرمایا اور ہم میں کوئی ایسا نہیں جو خیال نکری پر اللہ تعالی

یذهبه بالتوکل قیل قوله وما منا الا لیس من کلام النبی صلی الله علیه وسلم بل هو من کلام ابن مسعود وفیه

اوسکو توکل سی دفع کرتا ہی کہتی ہیں کہ یہہ لفظ وما منا الا حدیث میں کا نہیں ہی بلکہ یہہ کلام ابن مسعود کا ہی اسمیں بھی

حذف واختصار ومعناه ليس منا الا من يقع في قلبه عند ذلك شئ من ذلك على ما جرت به العادة

یعنی محذوف اور مختصر ہی اسکی یہہ معنی ہیں کہ ہمین سی ایسا کوئی نہیں کہ اوسوقت اوسکی دلمین کچھہ وہم وخطرہ نہ آوی کیونکہ یہہ ہی عادت پڑی ہوئی ہی

لكن لا يستقر فيه بل يحسن اعتقاده بان لا موثر الا الله فيسال الله الخير ويستعين به من الشر ويمضي

پر وہ دلمین نہین ٹہرتا بلکہ اعتقاد درست ہوجاتا ہی کہ سوائی اللہ تعالی کی کوئی کچھہ اثر نہین کرتا ہی وہ بندہ خدا سی خیر مانگتا ہی اور برائی سی پناہ

على مقصوده متوكلا عليه يسر الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وكرمه وفضله المجلس

اور خدا پر بہروسا کرکر اپنی کار کرتا ہی الہی عمل اپنی مرضی کی موافق اپنی لطف وکرم اور فضل سی ہمپر آسان کردی

الحادي والاربعون في سبب نزول البليات وسبب دفعها من التوبة والدعوات

اکتالیسوین مجلس میں نزول بلاکی اسباب کا اور اوسکی دفع کی سبب کا بیان جو توبہ اور استغفار ہی اور دعا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فعلت امتي خمس عشرة خصلة حل بها البلاء هذا الحديث

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب میری امت پندرہ عادتین اختیار کریگی تو اونپر بلا نازل ہوگی یہہ حدیث

من صحاح المصابيح رواه علي بن ابي طالب وعد هذه الخصال وقال اذا اتخذ الفيء دولا والامانة مغنما

مصابیح کی صحیح حدیثوں مین سی ہی علی بن ابی طالب کی روایت سی اور وہ عادتین گن دین اور فرمایا جب فیء یعنی غنیمت کو دولت سمجہیں اور امانت کو لوٹ

والزكوة مغرما واطاع الرجل امراته وعق امه وبر صديقه وجفا اباه وظهر الاصوات في المسجد وساد

اور زکوۃ کو ڈنڈہ اور مرد جورو کا فرمانبردار ہوجاوی اور ماسی سرکشی کری اور دوست سی احسان کری اور باپ پر جفا کری اور مسجد مین پکار بولین اور قوم کا سردار

القبيلة فاسقهم وكان زعيم القوم ارذلهم واكرم الرجل مخافة شره وظهرت المغنيات والمعازف و

فاسق ہو اور قوم کا رئیس ارذل ہو اور مرد کی عزت اوسکی بدی کی خوف سی کرین اور گانی والیان اور تان بیہودہ ظاہر ہو جاوین

شرب الخمر ولبس الحرير ولعن اخر هذه الامة اولها فعند ذلك يكون الناس مستحقين لنزول البلاء عليهم فعلى

اور شراب پینی لگین اور حریر پہنا شروع کرین اور پچہلی امت پہلی امت پر لعنت کرنی لگی تو اب یہہ لوگ سزاوار ہونگی کہ اونپر بلا نازل ہووی

هذا ما توجه على قوم من البلاء فليس ذلك البلاء الا بسبب ذنوبهم كما قال الله تعالى وما اصابكم من مصيبة

اس حدیث کی موافق جو جو بلا ومصیبت کسی قوم پر آتی ہی سو صرف وبال اونکی گناہوں کا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرمایا ہی اور جب پڑی تمپر کوئی سختی

فبما كسبت ايديكم وفي اية اخرى انه تعالى قال وما كنا مهلكي القرى الا واهلها ظالمون فيلزمهم ان يتركوا ما

سو بدلا وسکا جو کمایا تمہاری ہاتہوں نی اور ایک آیت مین ہی کہ اللہ تعالی نی فرمایا اور ہم نہین کبہی ہلاک کرتی بستیوں کو مگر جبکہ وہان کی لوگ گنہگار ہوں اب اونکو لازم ہی کہ جو گناہ اختیار کری

ارتكبوه من الاوزار ويشتغلوا بالتوبة والاستغفار ليرفع عنهم ما توجه عليهم من البلاء لما روى عن عبد الله

ہیں وہ سب ترک کرین اور توبہ اور استغفار مین مشغول ہون تاکہ اونکی سرسی وہ بلا جو اونپر متوجہ ہوئی ہی رفع ہوجاوی اسلئی کہ عبد اللہ

بن عمر انه عليه السلام قال من لزم الاستغفار جعل الله له من كل ضيق مخرجا ومن كل هم فرجا ورزقه من حيث لا

بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جو شخص استغفار کو اپنا خاصہ بنالی تو اللہ اوسکی واسطی ہر تنگی سی چہٹکارہ اور ہر غم سی کشائش پیدا کردیگا اور اوسکو رزق دیگا

يحتسب بل يلزمهم ان يقوموا الى الصلوة في الاوقات الاسحار التي هي اوقات استجابة الدعاء لما روى انه عليه السلام

جہانسی گمان نہو بلکہ اونکو یہہ لازم ہی کہ ہر صبح اوٹہ کر نماز پڑہا کرین کہ وہ وقت دعا کی قبولیت کا ہی اس لئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو

كان اذا حزنه امر فزع الى الصلوة ثم اشتغل بالدعاء لما روى عن عبد الله بن عمر انه عليه السلام قال الدعاء ينفع

اگر کسی کار سی غم پیش آتا تو نماز شروع کردیتی پہر دعا مین مشغول ہوتی اسلئی کہ عبد اللہ بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ دعا بچا دیتی ہی

مما نزل ومما لم ينزل فعليكم عباد الله تعالى بالدعاء فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الدعاء يرفع

اوس بلا سی جو نازل ہوچکی اور جو ابہی نازل نہین ہوئی سو تم اللہ کی بندو اپنی اوپر دعا لازم کرو کیونکہ اس حدیث مین بیان ہوچکا کہ دعا اوس بلا کو رفع کرتی ہی

البلاء النازل ويدفع البلاء الذي في صدد النزول فداوموا يا عباد الله بالدعاء فلا تتركوه فان البلاء ينزل فيلقاه

جو نازل ہوچکی اور اوس بلا کو دفع کرتی ہی جو نازل ہونی کو ہی سو اے بندو اللہ کی ہمیشہ دعا کرتی رہو دعا کو ہرگز نچھوڑو کیونکہ بلا جب نازل ہوتی ہی تو اوسکا

الدعاء فيعتلجان الى يوم القيمة كما جاء في الحديث ان الدعاء والبلاء يلتقيان بين السماء والارض فيعتلجان الى يوم

دعا ملتی ہی پہر قیامت تک دونو لڑتی جاتی ہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ دعا اور بلا زمین اور آسمان کی وسط میں ملجاتی ہیں پہر قیامت تک دونو لڑتی جاتی ہیں

القيمة وفي حديث اخر رواه سلمان الفارسي انه عم قال لا يرد القضاء الا الدعاء فان القضاء وان كان لا مرد له ولكن

اور ایک اور حدیث میں سلمان فارسی کی روایت سی آیا ہی کہ قضا کو سوا دعا کی کوئی نہیں رد کرسکتا بیشک قضا کا اگرچہ کوئی ہٹا نیوالا نہیں ہی پہر بہی

من جملة القضاء رد البلاء بالدعاء فكل بلاء قدر ان يندفع بالدعاء يكون الدعاء سببا لرد ذلك البلاء كالترس الذي

حکم قضا کا ہی کہ دعا سی بلا رد ہوجاتی ہی پہر جو بلا بالفرض دعا سی رفع ہوسکتی ہی تو وہ دعا اوس بلا کی رد ہونیکا سبب ہی جیسی ڈہال کہ

يكون سببا لرد السهم فكما ان الترس يدفع السهم كذلك الدعاء يدفع البلاء وكذا الصدقة تدفع البلاء لما روي عن

واسطی رک جانی تیر کی سبب ہوتی ہی پہر جیسی ڈہال تیر کو روک دیتی ہی اسیطرح دعا بلا کو دفع کردیتی ہی اور ایسی ہی خیرات کرنا بلا کو دفع کرتا ہی اسواسطی کہ

على انه عليه السلام قال باكروا بالصدقة فان البلاء لا يتخطاها وفي حديث اخر انه عليه السلام قال لكل يوم نحس

علی رضی اللہ عنہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا صبح ہوتی ہی صدقہ دو کیونکہ بلا اوس سی آگی قدم نہیں بڑہاتی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہر دن میں نحوست ہوتی ہی

فادفعوا نحس ذلك اليوم بالصدقة فان الصدقة تمنع وقوع البلاء بعد انعقاد اسبابه وكذا التسبيح يمنع وقوع البلاء

سو نحوست اوس دن کی صدقہ سی دور کرو بیشک صدقہ آتی بلا کو بعد تیار ہوجانی اسباب کی روک دیتا ہی اور ایسی ہی تسبیح بلا کو بند کردیتی ہی

لما روي عن كعب انه قال سبحان الله يمنع العذاب ويدل عليه قوله تعالى في حق يونس النبي عليه السلام فلولا

اسلئی کہ کعب سی [illegible] کہ فرمایا سبحان اللہ عذاب کو روک دیتا ہی اور قول اللہ تعالی کا یونس نبی علیہ السلام کی حق میں [illegible] دلالت کرتا ہی پہر اگر نہ

انه كان من المسبحين للبث في بطنه الى يوم يبعثون وكان تسبيحه صاحبا والله تعالى [illegible] في الظلمات ان لا اله الا

ہوتا کہ وہ تہا یاد کرتا پاک ذات کو تو رہتا اوسکی پیٹ میں جسدن تک مردی جیوین اور تسبیح یونس کی یہہ ہی جسکو اللہ تعالی بیان فرماتا ہی [illegible] پہر پکارا ان اندہیروں میں کہ کوئی حاکم نہیں

انت سبحانك اني كنت من الظالمين ثم انه تعالى عقيب ذلك قال فاستجبنا له ونجيناه من الغم وكذلك

سوا تیری تو بی عیب ہی میں تہا گنہگاروں میں سی پہر اللہ تعالی نی اوسکی بعد یہہ فرمایا پہر سن لی ہمنی اوسکی پکار اور بچادیا اوسکو گہٹنی سی اور یوں ہی ہم

ننجي المؤمنين وروي انه عليه السلام قال ما من مكروب يدعو بهذا الدعاء الا استجيب له وفي رواية اخرى انه عم

بچادیتی ہیں ایمان والوں کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو مصیبت زدہ یہہ پڑہ کر دعا مانگی تو قبول ہی ہوتی ہی اور ایک اور روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال الا اخبركم بشيء اذا نزل باحدكم كرب او بلاء فدعا به فرج الله عنه قيل بلى يا رسول الله قال دعاء ذي النون

فرمایا کہ تمکو ایک دعا بتا دوں اگر کسی پر تم میں کچھ سختی یا بلا نازل ہو دی پہر اوسکی وسیلہ سی دعا مانگی تو اوسکو اللہ دفع کری عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپ نی فرمایا وہ دعا ذی النون

لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين وذكر عن بعض الصالحين ان من اعظم الاشياء الدافعة للبلاء كثرة

کی ہی نہیں کوئی حاکم سوا تیری تو بی عیب ہی میں تہا گنہگاروں میں سی اور بعضی صلحا ذکر کرتی ہیں کہ تمام شیاء میں سی [illegible] دفع کرنیوالی درود کی کثرت ہی

الصلوة على النبي عليه السلام فان كثرة الصلوة على النبي عليه السلام من الوسائل للامن من المخوفات والعبور على المزعجات يدل على ذلك حديث [illegible]

نبی علیہ الصلوة والسلام پر بیشک درود کی کثرت نبی علیہ السلام پر واسطی امن کی خوفناک چیزوں سی [illegible] بلا و دردوں کی ایک بڑا وسیلہ ہی اس مضمون پر حدیث [illegible]

بن كعب ان رجلا التزم ان يجعل صلوته كلها للنبي عليه السلام فقال له النبي عليه السلام [illegible] ويغفر ذنوبك [illegible]

بن کعب کی دلالت کرتی ہی کہ ایک شخص نی عہد کیا تہا کہ اپنی تمام وظیفی صرف نبی علیہ السلام [illegible]

اذا توجه فالمشروع الاشتغال بالتوبة والاستغفار وبما يرجى ان [illegible] اعمال البر والتقوى [illegible]

کہ جب کوئی بلا سامنی آوی تو مشروع یہہ ہی کہ توبہ اور استغفار میں مشغول ہو اور اون اعمال میں [illegible] کہ بلا دفع ہوجاوی [illegible]

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ فانه تعالى بيّن في هذه الاية ان من يتق الله تع
اور جو کوئی ڈرتا رہی اللہ سی وہ کر دیگا اوسکا گذارا اور روزی دیگا اوسکو جہان سی اوسکو نہ خیال ہو اب اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالی سی ڈرتا رہیگا
في كل ما ياتي ويذر يجعل الله تعالى له مخرجا ومخلصا من غموم الدنيا والاخرة وروي انه عليه السلام قال
ہر کام کی کرنی نہ کرنی مین تو اللہ تعالی اوسکو گذر کی راہ اور رستگاری دنیا اور آخرت کی غمون سی دیگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
اني لاعلم اية لو اخذ الناس بها لكفتهم ومن يتق الله فما زال يقرأها ويعيدها وروي ان عوف بن مالك الاشجعي اسر
مجکو البتہ ایسی آیت معلوم ہی اگر خلقت اوسکو اپنا وسیلہ کر لین تو اونکو کافی ہی و من یتق اللہ پہر دیر تک اوسکو بار بار پڑہتی رہی اور روایت ہی کہ عوف بن مالک اشجعی کا بیٹا
المشركون ابنا له يقال له سالم فاتى النبي عم فقال اسر ابني يا رسول الله وشكى اليه الفاقة فقال له النبي عليه السلام
سالم نام مشرکون نی گرفتار کر لیا سو اوسنی نبی علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میرا بیٹا پکڑا گیا اور فاقہ کی شکایت کی سو نبی علیہ السلام نی اوسکو فرمایا
اتق الله واكثر لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم ففعل فبينا هو في بيته اذ قرع ابنه الباب و معه مائة من الابل
خدا سی ڈرتا رہ اور لا حول ولا قوة آخر تک کثرت سی پڑہا کر سو اوسنی یہی کیا ایکدن وہ اپنی گہر مین تہا کہ ناگاہ اوسکی بیٹی نی دروازہ کہٹکہٹایا اور اوسکی ساتہ سو اونٹ تہی
غفل عنها العدو فاستاقها وعلم من هذا كله ان كل خير وطاعة من اعظم ما يستدفع به البلاء واما الاشتغال
کہ دشمن و ونسی غافل ہو گیا تہا تب اونکو یہہ لڑکا ہانک لایا اس تمام حکایت سی صاف معلوم ہوا کہ تمام خیر اور طاعت بلا کی بڑی دفع کرنیوالی ہین اور گناہون
بالمعاصي والمناهي فلا يمنع نزول البلاء بل يقوي وقوعه لما روي انه عليه السلام قال لا يصيب العبد نكبة فما فوقها
اور منہیات مین مصروف ہونی سی آئی بلا ہرگز نہین تھمتی بلکہ اوسکا آنا زور پکڑ جاتا ہی اسواسطی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جو درد انسان کو حاصل ہوتا ہی بہت یا
وما دونها الا بذنب وما يعفو الله عنه اكثر ثم قرا قوله تعالى وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْ عَنْ
تہوڑا بدون گناہ کی نہین ہوتا اور جو اللہ تعالی معاف کر دیتا ہی وہ بہت ہی پہر آپنی یہہ آیت پڑہی اور جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی اور معاف کر دیتا
كَثِيْرٍ فانه عليه السلام بيّن في هذا الحديث ان العبد لا يصيبه مشقة في الدنيا الا بسبب ذنب صدر عنه وتكون تلك المصيبة
بہت سی نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ انسان کو دنیا مین کوئی مشقت بدون گناہ کی پیش نہین آتی جو وہ انسان کر بیٹہتا ہی اور وہ مصیبت
التي لحقته في الدنيا كفارة لذنبه والذي يعفو الله تعالى عنه من الذنوب من غير ان يجازيه في الدنيا ولا في الاخرة اكثر
جو سامنی اوسکی پیش آتی ہی وہ اوسکی گناہ کا عوض ہو جاتی ہی اور وہ گناہ جو اللہ تعالی اونسی درگذر فرماتا ہی بدون سزا کی نہ دنیا مین اور نہ آخرت مین اوس سی زیادہ
من ذلك وقال علي كرم الله وجهه للمؤمن من عند الله خمس نقمات فاولها المرض ثم المصائب فان كانت ذنوبه اكثر من ذلك يعذب في قبره فان كان
تر ہین اور علی کرم اللہ وجہہ کہتی ہین مومن کی واسطی اللہ کی ہان پانچ قسم کی عقوبت ہی پہلی تو بیماری پہر مصیبتین پہر اگر اوسکی گناہ اوس سی بہی زیادہ ہین تو گور مین عذاب کیا جاتا ہی پہر
اكثر من ذلك يحبس على الصراط فان كانت اكثر من ذلك يعذب في جهنم على قدر ذنوبه ثم يخرج منها بالتوحيد ان كا
زیادہ ہین تو صراط پر روکا جاویگا پہر اگر اس سی بہی زیادہ ہین تو بقدر گناہون کی دوزخ مین عذاب دیا جاویگا پہر اوسمین سی توحید کی برکت سی نکلیگا اگر
توحيده صحيحا وان لم يكن توحيده صحيحا لا يخرج منها بل يبقى فيها ابدا لان الناس في الاخرة ينقسم الى عدة
اوسکی توحید صحیح اور درست ہوئی اور اگر اوسکی توحید صحیح نہین ہی تو دوزخ سی نہین نکلیگا بلکہ ہمیشہ کو اوسی مین رہیگا اسواسطی کہ آدمیون کی آخرت مین کئی قسمین ہونگی
اقسام القسم الاول قسم الفائزين وهم الذين قال الله تعالى فيهم فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ
پہلی قسم تو قسم کامیاب ہونی کی وہی وہ لوگ ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی سو کسی جی کو معلوم نہین جو چہپا دہرا ہی اونکی واسطی جو ٹہنڈک ہی آنکہون کی
جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ وقال النبي عليه السلام اخبارا عن الله تعالى اني اعددت لعبادي الصالحين ما لا عين رات
بدلا اوسکا جو کرتی تہی اور نبی علیہ السلام اللہ تعالی کی طرف سی خبر دیتی ہین میننی نیک کار بندون کی واسطی تیار کی ہی وہ راحت کہ نہ کسی آنکہہ نی دیکہی
ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر والقسم الثاني قسم الهالكين وهم الذين كذبوا بالحق ولم يصدقوا به فان
اور نہ کسی کان نی سنی اور نہ کسی بشر کی دل پر اور دوسری قسم تباہ کارون کی قسم ہی وہی وہ لوگ ہین جنہون نی حق کی تکذیب کی اور اوسکو سچ نہ مانا بیشک

سعادة الاخرة لا تکون الا فی القرب من الله تعالی والنظر الی وجهه الکریم وذلک لا یحصل الا بالمعرفة التی یعبر عنها
آخرت کی سعادت بدون قرب الہی اور مشاہدہ وجہ کریم کی کبہی نہین ہوتی اور یہہ قرب اور مشاہدہ بدون معرفت کی حاصل نہین ہوتا

بالایمان والتصدیق وهم لما کذبوا بالحق ولم یصدقوا به کانوا بعیدا عنه وهم عن ربهم یومئذ لمحجوبون وکل محجوب
جسکا نام ایمان اور تصدیق ہی اور ان لوگون نی جو حق کی تکذیب کی اور اوسکو کچہہ نہ مانا تو اوسّی دور ہو گئی وہ اپنی رب سی اوسدن روکی جاوینگی اور جو شخص اپنی

عن ربه یکون هالکا محترقا بنار الفراق ونار جهنم ابد الاباد والقسم الثالث قسم المعذبین وهم الذین تحلوا باصل
رب سی محجوب ہوا وہ ہلاک ہوا فراق اور دوزخ کی آگ مین قدیم کو جلتا رہیگا اور تیسری قسم عذاب کی لوگ ہین یہی لوگ ہین جنہین اصل ایمان تو موجود ہی

الایمان لکنهم قصروا فی العمل بمقتضاه فان راس الایمان هو التوحید والتوحید نفی الشرک باعتقاد العبد ان الله تعالی
پر اونہون نی مطابق ایمان کی اعمال مین قصور کیا کیونکہ اصل ایمان تو توحید ہی اور توحید دور کرنا شرک کا ہی جب آدمی یہہ اعتقاد کری کہ اللہ تعالی

واحد فی ذاته وصفاته وافعاله فما یظهر شیٔ فی العالم الا بعلمه وارادته وخلقه ولا یستحق العبادة الا هو
ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین اور کوئی شی عالم کی اندر بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا الیش کی پیدا نہین ہو سکتی اور نہ کوئی سزاوار عبادت کا ہی

فعلی هذا کل من یقول لا اله الا الله یصیر کانه یقول انی اعتقد ان الله تعالی واحد فی ذاته وصفاته وافعاله
سو اوسکی اس اعتقاد کی موافق جو شخص یہہ اقرار کرتا ہی کہ نہین کوئی معبود سوا اللہ کی تو ایسا ہی کہ یون کہتا ہی مجہکو یقین ہی کہ اللہ تعالی ایک ہی اپنی ذات اور صفات اور افعال مین

ولا یظهر فی العالم شیٔ الا بعلمه وارادته وخلقه ولا یستحق العبادة الا هو فانی التزمت عبادته ولا اعبد الا ایاه
اور عالم مین کوئی شی بدون اوسکی علم اور ارادہ اور پیدا الیش کی پیدا نہین ہو سکتی اور وہ اور کی کوئی سزاوار پرستش کا نہین سو مین اوسکی عبادت اپنی ذمہ لیچکا ہون اور سوا اوسکی

وبعد هذا الاعتراف کل من اتبع هویه فقد اتخذ الهه هویه فهو موحد بلسانه فقط والتوحید لا یکمل الا بالاستقا
کیسیکی عبادت نکرونگا اور بعد اس اقرار کی جو شخص اپنی ہوا ہوس کا تابع ہوا تو اوسنی اپنی ہوا ہوس کو معبود بنا لیا پس وہ شخص صرف زبانی موحد ہی اور توحید پر جبتک قایم نہو کامل نہین ہوتی

علیه ومن لم یستقم علیه ولو فی امر یسیر بل اتبع هویه ولو فی فعل قلیل یکون خارجا عن سواء السبیل وذلک قدح
اور جو شخص توحید پر قایم نرہا اگرچہ ادنی بات مین بلکہ اپنی ہوس کا تابع ہوا اگرچہ چہوٹی سی کام مین تو وہ سیدہی راہ سی الگ ہی اور اس سی کمال توحید مین

فی کمال التوحید ولعدم خلو بشر عن ذلک قال الله تعالی وان منکم الا واردها فیکون الورود علی النار لکل احد
نقصان آتا ہی اور چونکہ اس سی کوئی بشر خالی نہین ہی تو اسہی سی اللہ تعالی فرماتا ہی اور کوئی نہین تم مین جو نہ پہونچیگا اوسپر پس ہر ایک کا گذر یقینا آگ پر ہوگا

متیقنا وانما الشک فیمن ینجو منها وفی ای وقت یخرج منها وقد جاء فی بعض الاخبار ما یدل علی ان اخر من یخرج بعد
شک اونہی مین ہی جو اوس سی نجات پاوینگی اور کس وقت اوسمین سی باہر آوینگی اور بیشک بعضی احادیث کی مضمون سی معلوم ہوتا ہی کہ سب کی پیچہی نکلیگا بعد سات ہزار برس کی

سبعة الاف سنة وبعضهم یجوز عنها کبرق خاطف ولا یوجد له فیها لبث نرجو الله تعالی ان یجعلنا منهم بلطفه
نکلیگا اور بعضی اوسپر سی چمکنی بجلی کی طرح جہپٹ جاوینگی اونکی لئی اوسمین ذرا درنگ نہوگی ہمکو امید ہی کہ اللہ تعالی اپنی لطف اور فضل

وفضله وکرمه المجلس الثانی والاربعون فی بیان دفع الدعاء البلاء حین نزول البلاء
اور کرم سی ہمکو اوسہی گروہ مین داخل کری بیالیسوین مجلس اس بیان مین کہ دعا اوترتی بلا کو اور اوتری ہوئی بلا کو دفع کردیتی ہی

وبعد النزول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الدعاء ینفع مما نزل ومما لم ینزل فعلیکم عباد الله بالدعاء
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک دعا نفع کرتی ہی اوس بلا کو جو اوترچکی اور جو نہین اوتری سو اپنی اوپر لی بندو اللہ کی دعا کو لازم کرلو

هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه عبد الله بن عمرو ومعناه ان الدعاء یدفع البلاء النازل ویدفع البلاء الذی
یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی عبد اللہ بن عمرو کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ دعا آئی ہوئی بلا کو دفع کردیتی ہی اور اوس بلا کو بہی

کان فی صدد النزول فداوموا یا عباد الله بالدعاء فلا تترکوه فان البلاء ینزل فیلقاه الدعاء فیعتلجان الی یوم القیمة
جو آنی پر تیار ہو دفع کر دیتی ہی سو تم ای بندو اللہ کی ہمیشہ دعا کرتی رہا کرو اوسکو چہوڑا مت کرو بیشک بلا آتی ہی اور دعا اوس سی ملتی ہی پہر قیامت تک دونو لڑتی رہتی ہین

کما جاء فی الحدیث ان الدعاء والبلاء یلتقیان بین السماء والارض فیعتلجان الی یوم القیمة وقد روی عن سلمان الفارسی
چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ دعا اور بلا آسمان اور زمین کی بیچ میں ملتی ہیں پہر قیامت تک لڑی جاتی ہیں اور سلمان فارسی سی روایت ہی

انه علیه السلام قال لا یرد القضاء الا الدعاء فان القضاء وان کان مما لا مرد له لکن من جملة القضاء رد البلاء
کہ نبی علیه السلام نی فرمایا قضا کو دعا کی سوا کوئی نہیں رد کرتا کیونکہ قضا کا اگرچہ کوئی ہٹانی والا نہیں پر یہہ ہی حکم قضا کا ہی کہ دعا سی بلا رد ہو جاوی

بالدعاء فکل بلاء قدر ان یندفع بالدعاء یکون الدعاء سببا لرد ذلك البلاء کالترس الذی یکون سببا لرد السهم فکما
پہر جو بلا بالفرض دعا سی دفع ہو جاوی تو دعا واسطی دفع ہونی اوس بلا کی سبب ہووی گی مانند ڈہال کی سو جیسی ڈہال

ان الترس یدفع السهم کذلك الدعاء یدفع البلاء وقد روی عن ابن مسعود انه علیه السلام قال سلوا الله من فضله
وتیر کی رکجانی کا سبب ہی تیر کو روک دیتی ہی ایسی ہی دعا بلا کو دفع کر دیتی ہی اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا اللہ سی اللہ کا فضل مانگا کرو

فان الله یحب ان یسال یعنی ان الله تعالی کریم قادر علی قضاء الحوائج یحب ان یطلب منه قضاء الحوائج فاطلبوا
کیونکہ اللہ تعالی سوال کرنیکو محبوب رکہتا ہی مراد یہہ ہی کہ اللہ تعالی کریم ہی اور حاجات روا کرنی پر قادر ہی یہہ محبوب رکہتا ہی کہ مجہی حاجات طلب کیا کریں سو ای ایمان والو

منه قضاء حوائجکم ایها المؤمنون وفی حدیث اخر رواه ابو هریرة انه علیه السلام قال من لم یسال الله یغضب علیه
اوس سی اپنی اپنی حاجتیں طلب کرو اور ایک اور حدیث میں ہی ابو ہریرہ کی روایت سی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا جو شخص اللہ سی سوال نہیں کرتا تو اللہ اوسپر غصہ کرتا ہی

لان من لم یطلب منه تعالی حاجة یکون فی صورة الاستغناء عنه تعالی ولا یجوز للعبد ان لا یعرض حاجة علی الله تعالی
اسلئی کہ جو اللہ تعالی سی حاجت طلب نہیں کرتا تو وہ ظاہر میں اللہ تعالی سی بی نیاز ہوتا ہی اور بندہ کو یہہ جایز نہیں ہی کہ اللہ تعالی سی کوئی حاجت پیش نکری بلکہ چاہتا ہی کہ اپنی تمام

لیکون هذا اعترافا بعبودیته وفقره وعجزه واحتیاجه الی الله تعالی فی قضاء حوائجه فان احب العباد الی الله تعالی
تاکہ یہہ ہی اپنی عبودیت کا اور فقر کا اور عجز کا اور اللہ تعالی کی طرف حاجتمندی کا تمام حاجات کی روا کرنی میں اقرار ہو جاوی کیونکہ محبوب تر بندہ اللہ تعالی کا

من یساله وابغض العباد الیه من یستغنی عنه واحب العباد الی الناس من یستغنی عنهم ولا یسالهم شیئا وابغض
وہ ہی ہی جو اوس سی مانگتا رہی اور بدتر بندہ اللہ کا وہ ہی جو اوس سی بی پروائی کری اور محبوب یعنی پسندیدہ آدمی انسیمین وہ ہوتا ہی جو اونسی بی پروا رہی اور اونسی کچہہ نہ مانگی اور ناکارہ

العباد الیهم من یسالهم وقد روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال لیس شئ اکرم علی الله تعالی من الدعاء یعنی ان اکرم
آدمی انسیمین وہ ہی جو اونسی سوال کیا کری اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا کوئی شی اللہ تعالی پر دعا سی زیادہ تر مکرم نہیں مراد یہہ ہی

العبادات علی الله تعالی الدعاء بل جاء فی حدیث اخر انه علیه السلام قال الدعاء هو العبادة ثم قرأ قوله تعالی ادعونی
کہ عبادات میں بڑی معزز اللہ تعالی پر دعا ہی بلکہ ایک اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا دعا ہی عبادت ہی پہر آیت پڑہی مجکو پکارو

استجب لکم فانه علیه السلام لما حکم فی هذا الحدیث ان الدعاء هو العبادة استدل علیه بالایة لان فی الایة
کہ سنوں تمہاری پکار سو نبی علیه السلام نی جب اس حدیث میں یہہ ارشاد کیا کہ دعا ہی عبادت ہی تو اوسپر اس آیت سی استدلال کیا اسلئی کہ آیت میں دعا کرنیکا

امر بالدعاء وامتثال الامر عبادة یحصل للداعی فی مقابلتها ثواب وان لم یحصل مراده لکن ظاهر عبارته علیه السلام
امر ہوا ہی اور فرمان برداری امر کی عبادت ہوتی ہی اسکی مقابلہ میں دعا کرنی والی کو ثواب ملتا ہی اگرچہ اوسکا مطلب نہ ملی لیکن حدیث کی ظاهر عبارت سی یہہ

یدل علی ان لا عبادة الا الدعاء ولیس کذلك بل معنی الحدیث ان الدعاء معظم العبادة لان فی الدعاء اظهار العجز والاعتراف
معلوم ہوتا ہی کہ سوای دعا کی اور کچہہ عبادت ہی نہیں اور واقع میں یوں نہیں ہی بلکہ حدیث کی معنی یہہ ہیں کہ دعا عمدہ عبادت ہی اسلئی کہ دعا میں عجز کا اظہار اور فقر کا اقرار ہوتا ہی

بالفقر والاقبال علی الله تعالی والرجاء منه والاعراض عما سواه وهذه الاشیاء عن العبادة ویقرب من هذا المعنی
اور اللہ تعالی کی طرف توجہ اور اسی سی امیدواری اور ما سوا سی بیزاری ہوتی ہی اور یہہ سب باتیں عبادت کی ہیں اور اسی مضمون سی ملتا ہوا ہی

ما روی عن انس انه علیه السلام قال الدعاء مخ العبادة فان مخ الشئ خالصه وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام
جو انس روایت کرتی ہیں کہ نبی علیه السلام نی فرمایا دعا عبادت کا مغز ہی کیونکہ مغز ہر شی میں سی خالص ہوتا ہی اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا

ینبغی له ان یعرض جمیع حوائجه علی الله تعالی

قال

قال من سرہ ان یستجیب اللہ دعاءہ عند الشدائد فلیکثر الدعاء عند الرخاء فعلی ھذا ینبغی للعبد ان یواظب علی
فرمایا جسکو یہہ بات پسند ہو کہ اللہ تعالی اوسکی دعا سختی مصیبت مین قبول کری تو چاہیی کہ عیش اور آسانی مین خوب دعا کیا کری اس بیان کی موافق بندہ کو لایق ہی کہ ہمیشہ بلا ناغہ
الدعاء ویکثرہ فی حالة النعمة والرخاء لینال النجاح فی حال الضیق والبلاء فان من یداوم علی الدعاء فی الرخاء یصیر
اور نعمت اور عیش کی حالت مین زیادہ تر دعا کیا کری تاکہ تنگی اور بلا کی وقت مخلصی حاصل ہو بیشک جو شخص عیش مین دعا کی مداومت کریگا تو وہ
من حزب اللہ تعالی ومن عادة العظماء ان ینصروا حزبھم عند الشدائد ثم انہ اذا دعی ینبغی لہ ان یکون موقنا
اللہ والون مین داخل ہوجاویگا اور عظماء کی عادت ہی کہ سختی مین اپنی دوستون کی مدد کرتی ہین پہر جب بہہ دعا مانگی تو اوسکو لایق ہی کہ قبولیت کا یقین کری اسواسطی
بالاجابة لانہ تعالی وعد بالاجابة قال ادعونی استجب لکم وروی عن ابی ھریرة رض انہ علیہ السلام قال ادعوا اللہ وانتم
کہ اللہ تعالی قبول کرنی کا وعدہ کرچکا ہی فرمایا مجکو پکارو کہ پہنچون تمہاری پکار اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ تعالی سی قبولیت کا یقین کرکی
موقنون بالاجابة فان الداعی اذا لم یکن موقنا بالاجابة لا یکون مستحقا فی الرجاء فلا یکون رجاؤہ صادقا ولا دعاؤہ
دعا مانگو اسلئی کہ دعا مانگنی والا اگر قبولیت کا یقین نہین کرتا تو مستحق امیدواری کا نہین ہوتا پہر اوسکی امید صادق نہین ہوتی اور نہ اوسکی دعا
خالصا لان الرجاء ھو الباعث علی الطلب فاذا لم یتحقق الرجاء لا یتحقق الطلب فان قیل کیف یمکن للداعی ان یکون موقنا
خالص ہوتی ہی اسواسطی کہ امیدواری ہی طلب کی باعث ہوئی ہی پہر جب امیدواری ہی نہین تو طلب بہی نہین ہوگی اگر کوئی یہہ اعتراض کری کیونکر ہوسکتا ہی کہ دعا مانگنی والا اپنی
باجابة دعائہ مع وقوع التخلف فی الاجابة حیث یری ان بعض الدعاء یستجاب وبعضہ لا یستجاب فالجواب ان الداعی
دعا کی قبولیت کا یقین کرلی باوجودیکہ قبولیت مین خلاف واقع ہوتا ہی اسلئی کہ یہہ دیکہتا ہی کہ کوئی دعا تو قبول ہوجاتی ہی اور کوئی دعا قبول نہین ہوتی تو اسکا یہہ جواب ہی کہ دعا
لا یکون محروما عن الاجابة البتة فان الاجابة المطلقة حاصلة لہ حیث ورد الوعد الصدق لکن امرھا الی اللہ تعالی
مانگنی والا ہرگز قبولیت سی محروم نہین رہتا مطلق اجابت اوسکی لئی بیشک حاصل ہوتی ہی اسواسطی کہ سچا وعدہ ہوچکا ہی لیکن اوسکا حال قبضہ الہی مین ہی
ان یجعلھا ما یشاء فی ای وقت شاء فان ما سال الداعی ان کان حصولہ مقدرا فی الحال یحصل فی الحال وان کان
اوسکو جو چاہی اور جسوقت چاہی کردی کیونکہ سوال دعا مانگنی والی کا اگر تقدیر مین ابہی ہونیوالا ہی تو فورًا ہوجاتا ہی اور اگر اوس سوال کا ہونا
حصولہ مقدرا فی وقت اخر یحصل فی ذلک وان لم یکن مقدرا یدفع عنہ من البلاء مثل ما سالہ عوضا عما سال او
اور وقت پر منحصر ہی تو اوسوقت ہوویگا اور اگر مقدر یعنی ہونیوالا ہی نہین تو اوسپر سی کوئی بلا اوسکی بدلہ مین سوال کی برابر دفع ہوجاتی ہی یا اوسکو آخرت مین اوس سوال کی بدلی
یحصل لہ فی الاخرة من الثواب عوض ما سال لان الدعاء عبادة والعبادة لا یکون فاعلھا محروما من الثواب وقد
ثواب ملیگا اسلئی کہ دعا تو عبادت ہی اور عبادت کرنیوالا یعنی عابد ثواب سی محروم نہین ہوتا
روی عن یزید الرقاشی انہ قال اذا کان یوم القیمة عرض اللہ تعالی للعبد دعوات دعی بھا فی الدنیا ولم یستجب لہ فیقول
اور یزید رقاشی سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالی بندہ کو اوسکی دعائین دنیا مین مانگی ہوئی جو قبول نہین ہوئی تہی دکہاویگا فرمادیگا
عبدی دعوتنی یوم کذا وکذا فامسکت علیک دعاءک فخذ مکان دعائک الیوم ما ادخرت لک من الثواب فلا یزال العبد
ای بندہ تونی مجہسی فلانی فلانی دن یہہ دعا مانگی تہی سو مینی تیری لئی وہ دعائین جمع کررکہی ہین اب تو اپنی دعا کا عوض یہہ لی لی جو مینی تیری لئی ثواب جمع کر رکہا ہی پہر
یعطی من الثواب حتی یتمنی لیتہ تعالی لم یقض لہ حاجة قط فاذا کان کذلک یلزم للداعی ان یکون موقنا فی اجابة ما
اوسکو ثواب ملی جائیگا آخر کو یہہ آرزو کریگا کاشکی اللہ تعالی میری کوئی حاجت کبہی نہ روا کرتا جب دعا کا یہہ حال ہی تو دعا مانگنی والی کو لازم ہی کہ بعینہ دعا کی قبولیت کا یقین کری
ادعی بہ او بعوضہ اما فی الدنیا او فی الاخرة لما روی انہ علیہ السلام قال ما من مسلم یدعو بدعوة لیس فیھا اثم ولا
یا اوسکی بدلہ کا یا دنیا مین یا آخرت مین کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی مسلم جو ایسی دعائین مانگی جسمین نہ کچہہ گناہ ہو اور نہ
قطیعة رحم الا اعطاہ اللہ بھا احدی ثلث اما ان یعجل لہ دعوتہ واما ان یؤخرھا فی الاخرة واما ان یصرف عنہ من السوء
قطع رحم مگر عطا فرماویگا اوسکو اللہ تعالی ایک بات تین مین سی یا تو اوسکی دعا بعینہ فورًا ہوگی یا اوسکو پہیر پر رکہیگا آخرت مین اور یا اوس سی کوئی مصیبت اوسکی برابر دفع کردیگا

مثلها وفي لفظ اخر اما ان يكفر عنه من ذنوبه بقدر ما دعاه وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ما من مسلم

اور دوسری عبارت میں اوس سی دعا کی برابر گناہ معاف ہو جاوینگی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہیں کوئی مسلم

يدعو بدعاء الا اعطاه الله ما سال او كف عنه من السوء مثله ما لم يدع باثم او قطيعة رحم فالدعاء بالاثم مثل

جو کچھ دعا مانگی مگر اوسکو اللہ تعالی جو طلب کری عطا فرماتا ہی یا اوس سی کوئی مصیبت اوسکی برابر دفع کرتا ہی جبتک کہ گناہ کی یا قطع رحم کی دعا نہ کری پہر گناہ کی دعا تو ایسی ہی

ان يقول اللهم ارزقني شرب الخمر او قتل انسان او وطي غلام او غير ذلك مما يحرم عليه فعله والدعاء بقطيعة الرحم

ہی مثلا کہی الہی مجکو پینا شراب کا یا قتل انسان کا یا وطی غلام کی میسر کر یا اور کچھ سوا اسکی جسکا عمل اوسپر حرام ہی اور دعا قطع رحم کی مثلا

مثل ان يقول اللهم باعد بيني وبين ابي وامي او اخي او غير ذلك فان الدعاء بهذين الوجهين لا يقبل ثم انه اذا اراد

یوں کہی الہی دور رکھہ مجکو اور میری باپ کو اور ماں کو یا بہائی کو یا اور سوا اوسکی بیشک یہہ دو طرح کی دعا قبول نہیں ہوتی پہر یہہ شخص جب دعا مانگنی کا قصد کری

ان يدعو ينبغي له ان يتوب اولا عن خطاياه والاثام ويرد المظالم وحقوق الانام ثم يتوضأ ويستقبل القبلة ويجثو على

تو لائق ہی کہ پہلی اپنی گناہوں اور معصیت سی توبہ کری اور مظالم اور خلقت کی حقوق ادا کری پہر وضو کر کی قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر دو زانو بیٹہی

ركبتيه ثم يرفع يديه ويدعو بالخضوع والخشوع ويساله ما دعا به ثلثا لما روي عن ابن مسعود انه عليه السلام

پہر دونوں ہاتہہ اوٹہا کر نہایت انکسار اور فروتنی سی دعا مانگی اور جو کچھ تین تین بار سوال کری اسواسطی کہ ابن مسعود سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

كان اذا دعا دعا ثلثا واذا سال سال ثلاثا ويختار في الدعاء الجوامع والمراد بالجوامع ما كان لفظه قليلا ومعناه كثيرا

جب دعا مانگتی تو تین تین بار مانگتی اور جب سوال کرتی تین بار سوال کرتی اور دعا میں عبارت جوامع کو پسند فرماتی اور مراد جوامع کا وہ عبارت ہی جسمیں لفظ تہوڑی ہوں

قد جمع به خير الدنيا والاخرة كما في قوله تعالى رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ويجتنب

اور معانی بہت ہوں جسمیں تمام خوبی دنیا اور آخرت کی آجاوی چنانچہ اس آیت میں ہی ای رب ہمارا کا دی ہمکو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی اور بچا ہمکو دوزخ کی عذاب سی اور دعا میں

الاعتداء فيه وهو التجاوز عن الحد المشروع فالاولى ان لا يتجاوز الدعوات الماثورة كيلا يعتدي في دعائه فيسال ما لا يليق به

تعدی سی بچی اور تعدی یہہ ہی کہ شرع کی حد سی باہر ہو جاوی اب اولی یہہ ہی کہ دعوات ماثورہ سی جو حدیثوں میں ہیں تجاوز نکری تاکہ دعا کی اندر تعدی نہ واقع ہو کہ ایسا

اذ ليس كل احد يحسن الدعاء وقيل ان العلماء كانوا لا يزيدون في الدعاء على سبع كلمات ويشهد هذا اخر سورة البقرة فانه تعالى

اسواسطی کہ ہر ایک شخص اچہی دعا نہیں جان سکتا اور کہتی ہیں اگلی علما دعا کی اندر سات کلمات سی زیادہ نہیں بڑہاتی تہی اور اسکا گواہ آخر سورہ بقرہ کا ہی سو اللہ تعالی نی

لم يخبر في موضع من ادعية عباده اكثر من ذلك حيث بين فيه انهم قالوا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا

کسی مقام میں بندوں کی دعاؤں میں اس سی زیادہ نہیں بڑہایا جہاں یہہ بیان فرمایا ہی کہ اونہوں نی یہہ کہا ای رب ہماری نہ پکڑ ہمکو اگر ہم بہولیں یا چوکیں ای رب ہماری

وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا

اور نہ رکہہ ہمپر بوجہہ جیسا رکہا تہا ہمسی اگلوں پر ای رب ہماری اور نہ اوٹہوا ہمسی جسکی طاقت نہیں ہمکو اور درگذر کر ہمسی اور بخش ہمکو اور رحم کر ہمپر

اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ يسرنا الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه

المجلس الثالث والاربعون

تو ہمارا صاحب ہی تو مدد کر ہماری قوم کافر پر ہمپر آسان کری اللہ تعالی عمل اپنی رضا کی موافق اپنی لطف سی

تینتالیسویں مجلس میں

في بيان مسنونية الصلوة عند ظهور الاية المخوفة

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا

بیان نماز مسنون ہونیکا وقت ظاہر ہونی نشان خوفناک کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ نی فرمایا جب تم کوئی

رايتم اية فاسجدوا هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابن عباس والمراد بالاية العلامة التي يخوف الله تعالى

خوفناک نشان دیکہو تو نماز پڑہو یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابن عباس کی روایت سی اور مراد آیت سی وہ علامت ہی جسمیں اللہ تعالی اپنی بندوں کو

بها عباده والمراد بالسجود الصلوة كانه عليه السلام قال يا ايها الناس اذا رايتم علامة من العلامات التي يخوف الله تعالى

ڈراتا ہی اور سجود سی مراد نماز ہی گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا ای لوگو جب تم کوئی سی علامت دیکہو علامات میں سی جس سی اللہ تعالی اپنی بندوں کو ڈراتا ہی

بها عباده فقوموا الی الصلوٰۃ فعلی هذا اذا ظهر علامۃ من العلامات المخوفۃ کالکسوف والخسوف والزلازل والصواعق

اپنی بندون کو ڈراتا ہی تو تم نماز مین مصروف ہو جاؤ اس مضمون کی موافق جب کوئی علامت خوفناک پیدا ہووی جیسی سورج گہن اور چاند گہن اور بہونچال اور بجلی کا گرنا

والامطار الدائمۃ والریاح الشدیدۃ والظلمۃ الهائلۃ بالنهار والضوء الهائل باللیل وعموم الامراض والخوف الغالب

اور متصل بارش اور سخت اندہیان اور دن مین اندہیرا ہولناک اور رات کو روشنی ہولناک اور وبائی بیماریان اور دشمن کا قوی

من العدو ونحو ذلك من الاهوال والافزاع ینبغی للناس ان یقوموا الی الصلوٰۃ ویصلون ان شاؤا رکعتین

خوف اور مانند اسکی اور ہول اور خوف تو لوگون کو یہہ چاہی کہ نماز مین مشغول ہو جاوین اور چاہین تو دو رکعت پڑہین

وان شاؤا اربعا لان کل ذلك من الاٰیات المخوفۃ التی یخوف الله تعالی به عباده کما قال تعالی وَمَا نُرْسِلُ

اور چاہین چار رکعت پڑہین کیونکہ یہہ تمام نشان خوفناک ہین جن سی الله تعالی اپنی بندون کو ڈراتا ہی چنانچہ الله تعالی فرماتا ہی اور نشانیان جو ہم

بِالْاٰیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا وقد روی انه علیه السلام قال اذا رایتم شیئا من هذه الافزاع فافزعوا الی الصلوٰۃ فانه

بہیجتی ہین سو ڈرانی کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب تم انمین سی کوئی شئ خوفناک کی دیکہو تو نماز پڑہنی لگو اسلئی کہ

علیه السلام کان اذا حزنه امر فزع الی الصلوٰۃ وعند ظهور علامۃ من علامات العقوبات کان یامر

نبی علیہ السلام کو جب کسی باب مین حزن پیدا ہوتا تو نماز شروع کر دیتی اور ہر وقت پیدا ہونی کسی نشان کی عذاب کی نشانیون مین سی نماز پڑہنی

بالصلوٰۃ والدعاء والاستغفار ویشتغل بها حتی ینکشف ذلك عن الناس لانه تعالی قد یرسل علامۃ من علامات

اور دعا مانگنی اور توبہ کرنیکا امر فرماتی اور آپ بہی اوسمین مشغول رہتی یہان تک کہ لوگون کی سر پر سی وہ نشان ٹل جاتا اسواسطی کہ الله تعالی بعضی دفعہ علامات عذاب مین سی

العذاب ویخوف بها عباده لیتوبوا الیه ویتضرعوا الیه وعلم من هذا کله ان علامۃ من علامات العذاب اذا

کوئی نشانی پیدا کرتا ہی اور اپنی بندون کو اوس سی ڈراتا ہی تاکہ اوسکی طرف رجوع کر کر انکسار کرین اس تمام بیان سی معلوم ہوا کہ علامات عذاب مین سی جب کوئی علامت پیدا ہوئی

ظهرت فالمشروع الاشتغال بالتوبۃ والاستغفار وبما یرجی ان یرفع به العذاب المخوف من اعمال البر والتقوی

تو توبہ اور استغفار مین اور اون اعمال مین مشغول ہونا مشروع ہی جسمین توقع عذاب ہولناک کی دفع ہونیکی ہو یعنی اعمال نیک اور پرہیزگاری

وان کل ذلك من اعظم ما یستدفع به البلاء واما الاشتغال بالمعاصی والملاهی فلا یمنع زوال البلاء بل

بیشک یہہ تمام واسطی دفع کرنی بلا کی بڑا ہی علاج ہی اور رہا مشغلہ معاصی اور لہو لعب کا سو اس سی بلا نہین ٹلتی بلکہ بلا کی

یقوی وقوعه کما یدل علیه قوله تعالی وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وقد روی ان بعض

آمدنی اور زور پکڑتی ہی چنانچہ اس آیت سی ثابت ہی اور جو پڑی تمپر کوئی مصیبت سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی اور روایت ہی کہ ایک

الصالحین قد شکی الیه عن بلاء وقع فیه الناس فقال ما اری ما انتم فیه من البلاء الا بشوم المعاصی فالعاصی

صالح مرد کی پاس عام بلا کی شکایت گذری جسمین تمام خلقت مبتلا تہی سو اوس صالح مرد نی فرمایا مین اس بلا کو بجز نحوست تمہاری گناہون کی نہین جانتا پس گنہگار آدمی

مشوم علی نفسه وعلی غیره اذ لا یؤمن ان ینزل علیه العذاب فیعم الناس خصوصا من لم ینکر عمله لان النهی

منحوس ہوتا ہی اپنی جان پر اور غیرون پر اسلئی کہ یہہ بچاؤ کہان ہی کہ اوسپر عذاب نازل ہو کر سب خلقت پر پہیل جاوی خاص اون لوگون پر جو اوسکی عمل کو ناپسند نہین کرتی

عن المنکر واجب فاذا ترکه الناس یکون جمیعهم مستحقین للعذاب کما روی عن جریر بن عبد الله رض انه علیه السلام

اسواسطی کہ بدبات کی ممانعت واجب ہی جب اس وجوب کو لوگون نی ترک کیا تو سب ہی سزاوار عذاب کی ہونگی چنانچہ جریر بن عبد الله سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال ما من رجل یکون فی قوم یعمل فیهم بالمعاصی وهم یقدرون علی ان یغیروا علیه ولا یغیرون الا اصابهم

فرمایا نہین کوئی شخص کہ ایک قوم مین رہ کر معاصی کیا کری اور حال یہہ ہی کہ اونکو یہہ قدرت ہی کہ منع کر دین پر منع نہین کرتی مگر اون سب پر

منه بعقاب قبل ان یموتوا وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال ان الله تعالی لا یعذب العامۃ بذنوب الخاصۃ

جیتی جی عذاب آویگا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک الله تعالی بعض بعض کی گناہونسی تمام خلقت کو عذاب نہین کرتا

حتی یروا المنکر بین اظهرهم وهم قادرون علی ان ینکروه فلا ینکرونه فاذا فعلوا ذلك عذب الله العامة

جبتک وہ خلقت امر بد کو اپنی سامنی دیکھین اور وہ یہہ قدرت رکھتی ہین کہ منع کردین پہر منع نکرین جب وہ ایسا کرتی ہین تو پہر اللہ تعالی عوام

والخاصة فان المنکر اذا ظهر بین الناس یجب علی کل من یراه ان یغیروه فان لم یغیروا فکلهم عاص بعضهم

وخواص سبکو عذاب کرتا ہی اسلئی کہ کار بد جب سب کی سامنی ہونی لگی تو جو دیکہی سب پر واجب ہی کہ منع کری اگر منع نکرینگی تو پہر سب کی سب گنہگار ہین

بفعله وبعضهم برضاه وقد جعل الله تعالی بحکمه وحکمته الراضی بمنزلة العاصی ولهذا قال الله تعالی وَاتَّقُوا

بعضی تو عمل کرکر اور بعضی پسند کرکر اور اللہ تعالی نی اپنی حکم اور حکمت سی پسند کرنیوالیکو برابر گنہگار کی ٹہرایا ہی اسہی لئی اللہ تعالی نی فرمایا ہی اور بچتی رہو

فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً قال ابن عباس رض فی تفسیر هذه الآیة قد امر الله المؤمنین ان لا یقروا

اوس فسادسی کہ نہ پڑیگا تم مین سی ظالمون پر چنکر ابن عباس اس آیت کی تفسیر مین کہتی ہین بیشک اللہ تعالی مؤمنون کو امر کرتا ہی کہ امر منکر کو

منکرا بین اظهرهم فیعمهم العذاب فانظر ایها العاقل ان عاقر الناقة کان واحدا من قوم صالح النبی علیه السلام

اپنی سامنی نہ ہونی دین پہر سب پر عذاب آویگا سوای عقلمند دیکہہ تو حضرت صالح پیغمبر علیہ السلام کی اونٹنی کا کاٹنیوالا تمام قوم مین ایک ہی تہا

کما اخبر الله به حیث قال فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَى فَعَقَرَ فتبعه ثمانیة فکانوا تسعة کما بینه الله حیث قال

چنانچہ اللہ تعالی اسکی خبر اس آیت مین دیتا ہی پہر پکاری اپنی رفیق کو پہر ہاتہہ چلایا اور کاٹا پہر اوسکی ساتہہ آٹہہ آدمی ہوگئی تو وہ کل نو ہوگئی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ فانزل الله تعالی العذاب علی قوم صالح النبی علیه السلام

اور تہی اوس شہر مین نو شخص خرابی کرتی ملک مین اور سنوار نکرتی پہر اللہ تعالی نی حضرت صالح نبی علیہ السلام کی قوم پر عذاب اوتار کر

واهلکهم وشمل الاصاغر والبهائم من العذاب ما شمل الاکابر حین لم ینهوا عاقر الناقة عن عقرها وکذلك بسائر الامم

سبکو ہلاک کیا اور بچون اور جانورون پر وہ ہی عذاب آیا جو بڑون پر آیا تہا جب اونہون نی اونٹنی کی قاتل کو قتل سی منع نکیا اور ایسی ہی تمام امتین معذب

المهلك شمل العذاب صغارهم وکبارهم ونسائهم وحیواناتهم ولهذا کان الله تعالی یامر الانبیاء علیهم السلام ان یخرجوا

کہ اونکی بچون اور بڑون اور عورتون اور جانورون پر عذاب آگیا اور اسہی لئی اللہ تعالی انبیا علیہم السلام کو امر فرما دیتا تہا کہ مسلمانون کو ساتہہ لیکر

مع المؤمنین من بین قومهم قبل نزول العذاب مع کون القدرة صالحة لانجاءهم وان قعدوا فی اماکنهم لکن لا تبدیل

اپنی قوم مین سی عذاب کی آنی سی پہلی باہر چلی جاوین باوجودیکہ اونکی بچا لینی کی قدرت ہی اگرچہ وہ اپنی مکانون میں بیٹہی ہین پر عادات الٰہی مین تبدیل نہین ہوتی

لسنة الله تعالی وقد کان من قاعدة العذاب انه اذا نزل بقوم یعم المستحق وغیرهم ثم یبعثون علی نیاتهم کما جاء

اور قاعدہ عذاب کا یون ہی جاری تہا کہ جب کسی قوم پر نازل ہوتا تو مستحق وغیرہ سب پر عام ہوتا تہا پہر اپنی اپنی نیت پر اوٹہین گی چنانچہ

فی الصحیحین عن عبد الله بن عمر رض انه علیه السلام قال اذا انزل الله بقوم عذابا اصاب من کان فیهم ثم یبعثون

صحیح بخاری اور مسلم مین عبد اللہ بن عمر رض کی روایت سی آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب اللہ تعالی کسی قوم پر عذاب بہیجتا ہی تو جو اونمین ہوتی ہین

علی نیاتهم وروی عن مالك بن دینار رح انه قرأ هذه الآیة وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ

سب پر آتا ہی پہر اپنی اپنی نیتون پر اوٹہائی جاتی ہین اور مالک بن دینار سی روایت ہی کہ اونہون نی یہہ آیت پڑہی اور تہی اوس شہر مین نو شخص خرابی کرتی ملک مین

وَلَا يُصْلِحُونَ قال فکم الیوم فی کل محلة وکل جماعة من یفسد فی الارض ولا یصلح مع انه تعالی فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ

اور اصلاح نہ کرتی فرمایا آج ہر ہر محلہ اور ہر ہر جماعت مین کتنی ہین جو ملک مین خرابی کرتی ہین اور اصلاح نہین کرتی باوجودیکہ اللہ تعالی فرماتا ہی سو ڈرتی

عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وقد روی عن ام سلمة رض انها قالت سمعت رسول الله صلی

رہین جو لوگ خلاف کرتی ہین اوسکی حکم کا کہ پڑی اونپر کچہہ خرابی یا پہنچی اونکو دکہہ کی مار اور ام سلمہ رض سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین کہ مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

الله علیه وسلم یقول اذا ظهرت المعاصی فی امتی عمهم الله بعذاب من عنده فقلت یا رسول الله اما فیهم

وسلم سی سنا کہ فرماتی تہی جب میری امت مین معاصی ظاہر ہونی لگی تو اللہ تعالی کی پاس سی سب پر عذاب آویگا مین نی عرض کیا یا رسول اللہ کیا اوس امت مین

اناس صالحون قال بلى قلت كيف يصنع اولئك قال يصيبهم ما اصاب الناس ثم يصيرون الى
خلق نیکوکار بہو گئی فرمایا ہان مینی عرض کیا اونکا کیا حال ہوگا فرمایا اونپیر وہ ہی مصیبت ہوگی جو سب لوگون پر پہیرا انجام اونکا خدا کی مغفرت
مغفرة الله ورضوانه قال الظاهر من هذا الحديث ان المؤمن اذا انكر بقدر استطاعته ولم يغير
اور رضا مندی پر ہی اب اس حدیث سی یہہ ظاہر ہوتا ہی کہ مرد مؤمن اگر تا بمقدور بیزار ہو اور منکر کو بند نکری
المنكر يعمه العقاب في الدنيا دون الآخرة ويدل عليه ايضا ما روى عن عائشة رضي الله عنها قالت يا رسول الله
تو اوسکو عذاب دنیا مین عام ہوگا آخرت مین نہوگا اور یہہ ہی مضمون عائشہ رض کی روایت سی ثابت ہوتا ہی کہ مینی عرض کیا یا رسول اللہ
ان الله تعالى اذا انزل سطوته باهل الارض وفيهم صالحون فيهلكون بهلاكهم فقال يا عائشة ان
اللہ تعالی جب اپنا قہر زمین کی باشندون پر اوتارتا ہی تو اونمین نیکوکار بہی ہوتی ہین کیا وہ بہی اونکی ساتہہ ہلاک ہوتی ہین فرمایا یا عائشہ
الله تعالى اذا انزل سطوته باهل نقمة وفيهم صالحون فيصيبون معهم ثم يبعثون على نياتهم والمرء
اللہ تعالی جب اپنا قہر عذاب والون پر نازل کرتا ہی اور اون مین صلحا بہی ہوتی ہین تو وہ بہی اونکی ساتہہ مصیبت مین آجاتی ہین پہر اپنی اپنی نیتون پر اوٹہتی ہین اور آدمی
لا يسمى صالحا الا اذا انكر بمقدار وسعه واما من داهن ولم ينكر مع استطاعته فانه يصير من الفاسقين
صالح جب ہی ہوتا ہی کہ اپنی مقدور تک برائی سی بیزار رہی اور جسنی سستی کی اور باوجود طاقت کی بند نکیا تو وہ فاسقون مین داخل ہوتا ہی
لا من الصالحين وقد ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم للمداهن في حدود الله والواقع فيها مثلا
صلحا مین نہین ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ایک مثال بیان فرمائی ہی حدود الٰہی مین سستی کرنیوالی کی اور جو حدود الٰہی مین مبتلا ہی
فقال عليه السلام مثل المداهن في حدود الله تعالى والواقع فيها مثل قوم استهموا سفينة فصار بعضهم
سو فرمایا مثال حدود الٰہی مین سستی کرنیوالی کی اور جو حدود مین مبتلا ہی ایسی ہی گویا ایک قوم نی کشتی حصہ وار لی پہر کوئی تو
في اسفلها وجاء بعضهم في اعلاها فكان الذي في اسفلها يمر بالماء على الذين في اعلاها فتاذوا به فاخذ فاسا
نیچی کی درجہ مین آیا اور کوئی اوپر کی درجہ مین آیا اور جو کہ نیچی کی درجہ مین تہا وہ اوپر والون کی پاس پانی لینی آتا جاتا اونکو اس سی ایذا ہوئی اب اوسنی کلہاڑا لیکر
فجعل ينقر السفينة فاتوه فقالوا ما لك فقال تاذيتم بي ولا بد لي من الماء فان اخذوا على يديه انجوه ونجوا انفسهم
کشتی مین چہید کرنا شروع کیا اونہون نی اوسکی پاس آکر پوچہا تو کیا کرتا ہی کہا تمکو مجہسی ایذا ہوتی ہی اور مجکو پانی کی ضرورت ہی اب اگر اونہون نی اوسکا ہاتہہ پکڑ لیا تو اوسکو بچایا اور اپنی
وان تركوه اهلكوه واهلكوا انفسهم فانه عليه السلام قد ادرج في تمثيله هذا جملة من الفوائد منها ان الدين
جان بہی بچائی اور اگر اوسکو کہود نی دیا تو اوسکو مارا اور آپ بہی مری بیشک نبی علیہ السلام نی اس تمثیل مین بہت فائدی درج کئی ہین ایک یہہ ہی کہ دین
كالسفينة فان السفينة كما تكون سبب النجاة في الدنيا كذلك الدين يكون سبب النجاة في الآخرة ومنها ان
مثل جہاز کی ہی سو جہاز جیسی دنیا مین ڈوبنی سی بچاتا ہی ایسی ہی دین آخرت مین بچاتا ہی اور ایک یہہ ہی
سكوت اهل السفينة عمن يريد ان ينقرها كما يكون سبب هلاكهم في الدنيا كذلك سكوت المسلمين عن الفاسق
کہ کشتی والون کا چپ رہنا اوسکی حال سی جو کشتی مین چہید کیا چاہتا ہی جیسی دنیا مین اونکی ہلاکت کا سبب ہی ایسی ہی چپ رہنا مسلمانون کا فاسق کی حال سی
وعدم الانكار عليه يكون سبب هلاكهم في الدنيا والآخرة ومنها ان قول الناقر انما انقر فيما يختص بي كما لا ينجي
اور اوسپر انکار نکرنا دنیا اور آخرت مین اونکی ہلاکت کا سبب ہی اور ایک یہہ ہی کہ سوراخ کرنیوالی کا یہہ کہنا کہ مین تو اپنی حصہ مین چہید کرتا ہون جیسی
من كان في السفينة من الهلاك كذلك لا ينجي المؤمنين من الاثم والعقوبة قول الجاني انما جنى على ديني لا على
اورون کو جو کشتی مین ہین ہلاکت سی نہین بچاتا ایسی ہی اور مؤمنین کو گنہگار کا یہہ کہنا گناہ اور عقوبت سی نہین بچاتا کہ مین اپنی دین پر گناہ کرتا ہون تمہاری دین پر نہین
دينكم عليكم انفسكم ما تريدون مني لي عملي ولكم عملكم كل شاة تعلق بعرقوبها ونحو هذه الكلمات التي تجري
کرتا تم اپنی سنبہالو تمہین مجہسی کیا غرض میری لئی میرا کیا تمہارے لئی تمہارا کیا ہر ایک بکری اپنی پانوسی بندہتی ہی اور ایسی ایسی اور باتین جو عوام

على السنة العوام الذين لا يعلمون ان شوم فعله وسوء عاقبته فساده يشمل الجميع ومنها ان قيام اهل السفينة
کی زبان پر گذرتی ہین جو یہہ نہین جانتی کہ نحوست اونکی عمل کی اور انجام بد اونکی فساد کا سب پر آتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ اہل سفینہ کا کہڑی ہوکر

ومنع من يريد خرقها كما يكون سبب النجاة جميع اهل السفينة من الغرق كذلك قيام اهل الدين ومنع المنكر
کشتی توڑنیوالی کو منع کرنا جیسا تمام اہل سفینہ کو ڈوبنی سی بچاتا ہی ایسی ہی دینداروں کا مستعد ہوکر کہڑا ہونا اور منکر سی روکنا

يكون سبب النجاة جميع المسلمين من الاثم والعقوبة ومنها ان خرق السفينة كما لا يقدم عليه الا من هو احمق
گناہ اور عقوبت سی تمام مسلمانون کی نجات کا سبب ہوتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ کشتی کا توڑنا جیسی وہ ہی شخص اختیار کرتا ہی جو اتنا احمق ہو

يستحسن ما هو قبيح في الحقيقة ولا يعلم هلاكه كذلك لا يقدم على المعصية الا من يستحسنها ولا يعلم ما فيها
کہ اچہا بد امور کو نیک سمجہی اور ڈوبنی سی واقف نہو ایسی ہی معصیت کو وہ ہی شخص اختیار کرتا ہی جو اوسکو نیک سمجہی اور یہہ نجانی کہ اسمین

من عظيم الاثم واليم العقاب اذ لو علم يقينا انه بمعصيته يفعل في دينه من الضرر ما يفعله خارق السفينة لما
کتنا بڑا گناہ اور کیسا سخت عذاب ہی کیونکہ اگر یقینا یہہ جانتا کہ معصیت میری دین کو ایسا نقصان کرتی ہی جیسی کشتی کا توڑنیوالا کرتا ہی تو معصیت کو کبہی

اقدم عليها ابدا ومنها ان واحدا من اهل السفينة اذ انكر على الذي يريد خرقها واعترض عليه واحد منهم
اختیار نکرتا اور ایک یہہ ہی کہ کوئی اہل سفینہ مین سی جب اوس کشتی توڑنیوالیکو تنبیہ کری اب اگر کوئی اور شخص اونمین سی اسپر یہہ اعتراض کری کہ تجہی کیا کام

فان ذلك المعترض كما ينسب الى الحمق وقلة العقل وعدم العلم بعاقبة هذا الفعل من جهة كون المانع من
تو بیشک یہہ اعتراض کرنیوالا جیسی احمق اور بیوقوف اور اس حرکت کی انجام سی نادان کہلاویگا اسواسطی کہ روکنی والا

الخرق ساعيا في نجاة المعترض وغيره من الهلاك كذلك من يعترض على من يغير المنكر لا يعترض عليه الا
کشتی کی توڑنی سی معترض وغیرہ کو ہلاک ہونی سی بچاتا ہی ایسی ہی جو شخص اوسپر اعتراض کری جو منکرات سی منع کرتا ہی تو وہ اعتراض

من عظيم حمقه وقلة عقله وعدم علمه بعاقبة المعصية وشومها فان من يغير المنكر يكون قائما باسقاط الفرض
بڑی حماقت اور بی وقوفی اور معصیت کی انجام اور نحوست کی نادانی سی ہی بیشک جو شخص منکرات کو روکتا ہی تو وہ واسطی ادا کرنی فرض کی

المتوجه على المعترض وغيره وساعيا في نجاتهم من الاثم وخلاصهم من العقوبة ومنها ان اهل السفينة اذا سكتوا
جو معترض وغیرہ پر آئی کوہی کوشش کرتا ہی اور اونکو خطا سی بچانی اور عقاب سی چہوڑانی مین سعی کرتا ہی اور ایک یہہ ہی کہ کشتی والی اگر توڑنیوالی سی

عمن يريد خرقها ولم يمنعوه فانهم كما يكونون سواء في الهلاك معه ولا يميز الخارق من غيره ولا الصالح من الطالح كذلك
چشم پوشی کرینگی اور اوسکو منع نکرینگی تو یہہ سب جس حال مین ہونگی اوسکی ساتہہ ڈوبنی مین برابر ہونگی اور یہہ نہ معلوم ہوگا اونمین توڑنیوالا کونسا ہی اور نہ یہہ کہ نیکوکار کونسا

اهل الاسلام اذا سكتوا عن تغيير المنكر يعمهم العذاب ولا يميز بين مرتكبه الاثم وغيره ولا بين الصالح منهم وغيره
ہی اور بدکار کونسا ایسی ہی اہل اسلام جب منکرات کی روکنی مین چشم پوشی کرینگی تو سب پر عذاب آویگا یہہ پہچان نہوگی منکر کا عمل کرنیوالا کونسا ہی اور صاف کونسا ہی اور نہ

ولذلك قال النبي عليه السلام لا تزال لا اله الا الله ينفع من قالها وترد عنهم العذاب والنقمة ما لم يستخفوا بحقها
پہچان نیکوکار اور بدکار کی سہی واسطی نبی علیہ سلام نی فرمایا کلمہ لا الہ الا اللہ جو اوسی پڑہیگا ہمیشہ فائدہ دیتا رہیگا اور اوسپر سی عذاب اور قہر کو ہٹاتا رہیگا جبتک اوسکی حق کو ضعیف نکری

قالوا يا رسول الله وما الاستخفاف بحقها قال يظهر العمل بمعاصي الله تعالى فلا ينكر ولا يغير فانه عليه الصلوة والسلام
عرض کیا یا رسول اللہ اوسکا حق کیونکر ضعیف ہوتا ہی فرمایا جب اعمال بد ظاہر ہونی لگین پہر نہ کوئی اوسکو ناپسند کری اور نہ کوئی بند کری بیشک نبی علیہ السلام نی

اخبر في هذا الحديث ان ترك الانكار والتغيير يكون استخفافا بكلمة التوحيد فلا يرد العذاب عن الناطقين بها
اس حدیث مین ارشاد فرمایا کہ انکار اور تغیر کی ترک کرنی مین کلمہ توحید کی خفت ہوتی ہی سو کلمہ پڑہنی والون پر سی عذاب کو دفع نہین کریگا

لكن ينبغي ان يعلم ان الفعل الذي يجب انكاره يشترط ان يكون منكرا سواء كان من الصغائر او من الكبائر لان وجوب
یہہ بہی یاد رکہنا چاہی کہ جس کام سی انکار کرنا واجب ہی تو اسمین شرط یہہ ہی کہ وہ مذموم ہو پہر برابر ہی صغیرہ ہو یا کبیرہ اسواسطی کہ وجوب

الانكار لا يختص بالكبائر بل يعم الصغائر ايضا ولا يشترط في كونه منكرا ان يكون معصية فان من راى صبيا او
انکار کا کچھ کبایر ہی سے خاص نہیں ہے بلکہ صغایر میں بھی چاہیئے اور منکر ہونے میں یہہ شرط نہیں ہے کہ معصیت ہوا کرے کیونکہ جو شخص نابالغ لڑکے یا
مجنونا يشرب الخمر فعليه ان يريق خمره ويمنعه من الشرب وكذا لو راى واحدا منهما يفعل شيئا من المنكرات
باولی کو شراب پیتا دیکھے تو اوسکو لازم ہے کہ شراب کہنڈوا دے اور پینے سے منع کر دے اور ایسے ہی اگر کسیکو ان میں سے کوئی منکر عمل کرتے ہوئے دیکھے
يجب عليه ان يمنعه وليس هذا المنع لكون فعلهما معصية اذ لا يسمى فعلهما معصية بل لكونه منكرا ومنهيا
تو اوسکو واجب ہے کہ منع کرے اور یہہ ممانعت اسلیے نہیں ہے کہ وہ اونکے حق میں معصیت ہے اسواسطے کہ نابالغ اور باولے کے اعمال معصیت نہیں ہوتے بلکہ اسلیے کہ منکر اور
وينبغي ان يعلم ايضا ان تغيير المنكر لا يختص بالحاكم ولا يتوقف على اذنهم بل يجب على كل احد بحسب استطاعته
یہہ بھی یاد رکھنی کی بات ہے کہ منہیات سے روکنا صرف حاکموں سے خصوصیت نہیں رکھتا اور نہ اونکی اجازت پر موقوف ہے بلکہ ہر ایک پر اوسکی طاقت کے موافق واجب ہے
وان لم يكن ماذونا من جهتهم سواء كان رجلا وامراة وحرا وعبدا كما عليه الاجماع لما روى عن ابي سعيد الخدري رض
اگرچہ حاکموں کی طرف سے مامور نہو برابر ہے کہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام چنانچہ اسی پر امت کا اجماع ہوا ہے اسواسطے کہ ابو سعید خدری سے روایت ہے
انه عليه السلام قال من راى منكم منكرا فليغيره بيده وان لم يستطع فبلسانه وان لم يستطع فبقلبه
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو کوئی تم میں سے منکر کو دیکھے تو چاہیے کہ ہاتھ سے روک دے اور اگر یہہ طاقت نہو تو زبان سے روکے اور اگر یہہ بھی طاقت نہو تو دل سے بیزار رہے
وذلك اضعف الايمان فقوله عليه السلام فليغيره امر ايجاب بالاجماع وقوله من راى منكم عام يشمل الوجوب
اور یہہ ادنی ایمان ہے پس ارشاد علیہ السلام کا چاہیے کہ روک دے بالاجماع امر ایجاب کے لیے ہے اور آپ کا قول جو کوئی تم میں سے دیکھے عام ہے تمام امت پر واجب ہوتا ہے
جميع الامة لكن قوله تعالى وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ يدل على
پر یہہ آیت اور چاہیے کہ رہے تم میں ایک جماعت بلاتے نیک کام پر اور حکم کرتے پسند بات کو اور منع کرتے ناپسند کو یہہ دلالت کرتی ہے کہ
انه فرض كفاية وفرض الكفاية اهم من فرض العين والاشتغال به افضل من الاشتغال بفرض العين لان
فرض کفایہ ہے اور فرض کفایہ کا اہتمام فرض عین سے زیادہ ہوتا ہے اور فرض کفایہ میں مشغول رہنا فرض عین کے شغل سے افضل ہوتا ہے اسواسطے
من يترك فرض العين يختص هو بالاثم ومن يفعله يختص هو باسقاط الفرض عن نفسه واما فرض الكفاية
کہ جو شخص فرض عین کو ترک کریگا تو وہی ایک گنہگار ہوگا اور جو شخص فرض عین کو ادا کریگا تو وہ صرف اپنے ذمہ کا فرض ادا کریگا اور فرض کفایہ
فلو ترك باثم الجميع ولو فعل يسقط الاثم عن الجميع ففاعله ساع في صيانة جميع الامة عن الاثم ولا شك ان من قام
اگر ترک کریگا تو تمام امت گنہگار ہوگی اور اگر فرض کفایہ ادا کریگا تو تمام امت گناہ سے بچیگی پس فرض کفایہ کا ادا کرنیوالا تمام امت کو گناہ سے بچانے میں سعی کرتا ہے اور بیشک جو شخص
مقام جميع المسلمين في اقامة مهم من مهمات الدين يكون افضل ولذلك قال النبي عليه السلام من امر بالمعروف
ضروری امر دینی کے قایم کرنے میں تمام مسلمانوں کا قایم مقام ہو وے وہ بہت بہتر ہے اسی واسطے نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص نیک کام سکہا دے اور
ونهى عن المنكر فهو خليفة الله تعالى في ارضه وخليفة كتابه ورسوله وانما كان كذلك لان الانبياء ما بعثوا
بد کام سے روکے تو وہ زمین میں اللہ تعالی کا اور اوسکی کتاب اور رسول کا خلیفہ ہے اور یہہ خلافت اسلیے ہے کہ انبیاء علیہم السلام اسی واسطے مبعوث ہوئے ہیں
الا للامر بالمعروف والنهي عن المنكر وذلك وظيفتهم التي جاءوا بها فمن تبعهم فيها وامر ونهى يكون نائبا عنهم في هذا
کہ نیک کام سکہا دیں اور بد کام سے روکیں اور یہہ ہی اونکا وظیفہ ہے جو لائے ہیں آس باب میں جو اونکا پیرو ہو کر نیک کام سکہاوے اور بد کام سے روکے وہ ہی
الامر العظيم وتلي منزلته منزلتهم في هذا الخطب الجسيم سواء كان حاكما او ماذونا من جهته او غير ماذون نعم من
اس امر عظیم میں اونکا نائب ہوویگا اور اسکا رتبہ اس کار معظم میں اونکے مرتبہ سے قریب جا ملیگا برابر ہے کہ وہ حاکم ہو یا حاکم کی طرف سے متعین ہو یا غیر متعین ہاں جو شخص
كان حاكما او ماذونا من جهته يتعين عليه ذلك ويكون له من اقامة الحدود والتعزير ما ليس لغيره من المسلمين
حاکم ہے یا حاکم کی طرف سے متعین ہو تو اوسکا یہہ ذمہ ہے اور اوسکو بسبب انتظام حدود اور تعزیر کے اتنا ثواب ہوگا جو اور کسی مسلم کو نہوگا

واذا اهمل فعلی کل مسلم ان یامر بالمعروف وینهی عن المنکر بقدر طاقته ثم ان کان الوالی راضیا به فبها وان لم
اور جب وہ سستی کری تو پہر ہر ہیک مسلمان کو لازم ہی کہ امر بالمعروف اور منکر سی ممانعت اپنی مقدور موافق کیا کری پہر اگر حاکم اسپر خوش ہو تو کیا بات ہی اور اگر
یکن راضیا بل کان ساخطا فسخطه منکر یجب الانکار علیه لان العلماء قد فهموا من العمومات الواردة فی الامر
راضی نہو بلکہ ناخوش ہو تو اوسکی ناخوشی بہی منکر ہی اس سی بہی انکار چاہیی اسواسطی کہ علماء اون عمومات سی جو درباب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی وارد ہین
بالمعروف والنهی عن المنکر دخول الامراء والسلاطین تحت تلك العمومات فکیف یحتاج الی اذنهم فی الانکار علیهم
یہہ ہی سمجہتی ہین کہ امراء اور سلاطین ان عمومات کی تلی داخل ہین پہر اونکی اجازت اونکی عمل بد کی بند کرنیمین کیا حاجت ہی اور سلف کی عادت ہین
وقد کان من عادات السلف الانکار علی الامراء والسلاطین کما روی ان المامون بن هارون الرشید بلغه ان رجلا
تنبیہ کرنا امراء اور سلاطین کا مقرر تہا چنانچہ روایت ہی کہ مامون بن ہارون رشید نی یہہ سنا کہ ایک شخص
یمشی فی الناس ویامرهم بالمعروف وینهاهم عن المنکر ولم یکن مامورا بذلك من عنده فامر ان یدخل علیه فلما قام بین
لوگون مین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا پہرتا ہی اور مامون کی طرف سی اوسکو یہہ حکم نہتا سو مامون نی اوسکو طلب کیا جب وہ سامنی آکر کہڑا ہوا
یدیه قال بلغنی انك رایت نفسك اهلا للامر بالمعروف والنهی عن المنکر وکان المامون جالسا علی کرسیه ینظر
تو مامون نی کہا مینی سنا ہی تو اپنی تئین لایق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی سمجہتا ہی اور مامون کرسی پر بیٹہا ہوا کتاب کا مطالعہ کرتا تہا
فی کتاب فغفل فوقع منه الکتاب وصار تحت قدمه من حیث لا یشعر فقال له الرجل ارفع قدمك عن اسماء الله ثم
سو ایسا بیحواس ہوا کہ کتاب اوسکی ہاتہہ سی گرکر پانؤن کی تلی آگئی ایسا کہ مطلق اوسکو خبر نہوئی تو اوس شخص نی کہا اللہ کی نام پر سی اپنا پانو اوٹہالی پہر
قل ما شئت ولم یفهم المامون مراده فقال ماذا تقول حتی اعاده ثلثا ولم یفهم فقال هل ترفع ام تاذن لی حتی ارفع
جو چاہی سو کہنا مامون اوسکی مراد کو نہ سمجہا کہا تو کیا کہتا ہی آخر اوس شخص نی تین بار یہہ ہی کہا پر وہ نہ سمجہا پہر اوس شخص نی کہا کہ کیا تو اوٹہاتا ہی یا مجہی اجازت دیتا ہی کہ مین
فقال ذرت فلما توجه الرجل الی الرفع نظر المامون فرای الکتاب تحت قدمه واخذه وقبله ثم عاد وقال لم تامر بالمعروف
اوٹہادون مامون نی کہا مینی اجازت دی جب وہ شخص اوٹہانی کو جہکا تو مامون نی دیکہا کہ کتاب پانؤن تلی آگئی ہی پہر اوسی اوٹہا کر چوم لی پہر وہی کہنی لگا تو کیون امر بالمعروف
وتنهی عن المنکر وقد جعل الله ذلك الینا ونحن من الذین قال الله تعالی فیهم اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ
اور نہی عن المنکر کرتا ہی یہہ کار تو اللہ تعالی نی ہمکو دیا ہی اور ہم لوگ ہین جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی وہ کہ اگر ہم اونکو مقدور دین ملک مین کہڑی کرین نماز
وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ فقال رجل صدقت یا امیر انت کما وصفت نفسك من السلطان والتمکن
اور دین زکوٰۃ اور حکم کرین بہلی کام کا اور منع کرین بری سی تب اوس شخص نی کہا امیر المؤمنین تو سچا ہی جیسا اپنا وصف بیان کرتا ہی صاحب سلطنت اور صاحب مکنت پر
غیر انا اعوانك واولیاءك فیه لا ینکر ذلك الا من لا یعرف کتاب الله تعالی وسنة رسوله اما الکتاب فقوله تعالی
ہم تمہاری اس باب مین مددگار اور ساتہی ہین اس امر کا وہ ہی انکار کرتا ہی جو اللہ تعالی کی کتاب اور اوسکی رسول کی حدیث کو نہین جانتا قرآن مین یہہ آیت ہی
وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ واما السنة فقوله علیه السلام
اور ایمان والی مرد اور عورتین ایک دوسری کی مددگار ہین سکہاتی ہین نیک بات اور منع کرتی ہین بری سی اور حدیث علیہ السلام کا یہہ ارشاد ہی
المؤمن کالبنیان یشد بعضه بعضا وهذا کتاب الله وسنة رسوله فان انقدت لهما شکرت لمن اعانك بجزء منهما
مسلمان ملکر مثال عمارت کی ایک دوسری مین گتہی ہوئی ہین یہہ ہی کتاب اللہ کی اور حدیث اللہ کی رسول کی پس اگر تو ان دونو کا مطیع ہی تو اپنی مددگار کا شکر گذار ہوگا انہین سی جتنی مدد
وان لم تنقد لهما لزمك منهما فان الذی الیه امرك وبیده عزك قد شرط ان لا یضیع اجر من احسن عملا فقل الان ما
اور اگر تو ان دونون کا مطیع نہین تہا تو ان دونون کا وبال تیری سر ہی بیشک جسکی طرف تیرا مآل ہی اور جسکی ہاتہہ مین تیری عزت ہی اوسنی شرط کی ہی کہ نیکو کار کا اجر ضایع نہین کرتا اب جو
شئت فتعجب المامون من کلامه وسر به وقال مثلك یلیق ان یامر بالمعروف وینهی عن المنکر فامض علی ما کنت علیه
چاہو سو کہو پہر مامون کو اوسکی کلام سی تعجب آیا اور اوس سی خوش ہو کر کہا تجہسی شخص کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لایق ہی جا اپنا وہی کام کئی جا

فاستمر

فاستمر الرجل على ذلك وقد جرى كثير من ذلك الجماعة من السلف وقالوا ليس من مقتضى رحمة اهل المعاصى ترك
سو وہ شخص اوسی حال پر رہا اور ایسی بہت لوگ سلف مین گذری ہین وہ یہہ کہتی ہین گنہگارون پر رحمت کا مقتضی یہہ نہین کہ اونکو منع نکری

الانكار عليهم وعدم التعرض لهم بل من كمال الرحمة لهم الانكار عليهم وردهم الى منهج القويم والصراط المستقيم فان المؤمن
اور اونکی حال سی متعرض نہو بلکہ اونکی حال پر بڑی رحمت یہی ہی کہ اونکو منع کرتا رہی اور اونکو روککر سیدھا راہ استوار اور طریق راست پر لادی کیونکہ ایمان والا

اذا سمع باسير من اسارى المسلمين في ارض العدو يرحمه ويبذل ماله ونفسه في تخليصه فكيف لا يجتهد في تخليص
جب سنتا ہی کہ کوئی شخص مسلمان دشمن کی ملک مین قید ہو گیا ہی تو اوسپر رحمت کرتا ہی اور اپنا مال اور جان اوسکی چھڑانی مین لگاتا ہی پھر اپنی بھائی مسلمان کی چھڑانی اور بچانی مین

اخيه المسلم وانقاذه اذا رآه اسير نفسه وشيطانه وهما اعدى عدوه فان اعرض عنه وترك اسيرا لهما
کیونکر سعی نہ کریگا جب اوسکو نفس اور شیطان کا قیدی دیکھتا ہی اور یہہ دونو سب سی بڑی دشمن ہین اب جو اس سی بی پروائی کری اور مسلم کو نفس اور شیطان کی قید مین

فذلك من جهله فان المؤمن بانقاذ اسير من يد عدوه الاصغر يكون ثوابه ما ذكره الله تعالى في كتابه بقوله
قید رہنی دی یہہ اوسکی جہالت ہی کیونکہ مؤمن کو چھوٹی سی دشمن کی ہاتہہ سی قیدی کی چھڑانی مین تو یہہ ثواب ہوتا ہی جسکا اللہ تعالی اپنی کتاب مین بیان کرتا ہی

وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا فما ظنك بمن انقذ اسير المعاصى من يد عدوه الاكبر وقد اقام العلماء
اور جسنی جلائی ایک جان تو گویا جلایا سب لوگون کو پھر تیرا خیال کدہر ہی اوسکی حق مین جو معاصی کی قیدی کو بڑی دشمن کی ہاتہہ سی خلاصی دی اور بیشک علماء نی

الامر بالمعروف والنهي عن المنكر مقام جهاد لان منع المسلمين من المعاصى التي تفضى الى دخول النار افضل
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو قائم مقام جہاد کا ٹہرایا ہی اسواسطی کہ مسلمانون کا معاصی سی روکنا جو دوزخ مین کھینچ لیجادی کفار کی قتال سی

من قتال الكفار فكما لا يجوز في الجهاد ان يفر واحد من اثنين كذلك في الامر بالمعروف والنهي عن المنكر من راى
بہت بہتر ہی اب جیسی جہاد مین یہہ جایز نہین کہ ایک شخص دو کی مقابلہ سی بہاگ جاوی ایسی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر مین جو کوئی دو شخصون کو

رجلين على منكر لا يجوز له ان يتركهما على منكر بل يجب عليه ان يامر وينهي وان كانوا اكثر وخاف على نفسه
کسی کار منکر پر دیکھی تو اوسکو جایز نہین کہ اونکو منکر پر متوجہ رہنی دی بلکہ اوسکو واجب ہی کہ مواخذہ کری اور اگر زیادہ ہوں اور یہہ اپنی جان کا خوف کری

فهو في سعة من تركهم لكن الانكار اولى وافضل اذ قد قيل من قدر على انكار المعاصى مع الخوف على نفسه كان
تو اوسکو گنجایش ہی کہ چپ ہو رہی پر منع کرنا تو بہی اولی اور افضل ہی اسواسطی کہ کہتی ہین جسکو معاصی کی بند کرنیکی طاقت ہو پر جان کا خوف ہو

انكارها مندوبا اليه ومحثوثا عليه لان المخاطرة بالنفوس في اعزاز الدين مامور بها كما في قتل الكفار والبغاة
تو اوسکی ممانعت بہی محبوب ہی اور نہایت مرغوب کیونکہ واسطی عزت دین کی جان کو خطرہ مین ڈالنا بہی فرمان برداری ہی جیسی کفار اور باغیون کی قتل مین

وقد روى ان رجلا سأل النبي عليه السلام اي الجهاد افضل فقال كلمة حق عند سلطان جابر فانه عليه السلام
اور روایت ہی کہ کسی شخص نی نبی علیہ السلام سی پوچھا کونسا جہاد افضل ہی فرمایا حق بات زبردست حاکم کی سامنی بیشک نبی علیہ السلام نی

جعل كلمة حق عند سلطان جابر افضل الجهاد لان قائلها يجود بنفسه لاعلاء كلمة الحق ونصرة الدين مع كف
حق بات کو زبردست حاکم کی سامنی جہاد سی افضل ٹہرایا اسواسطی کہ حق بیان کرنیوالا واسطی بلندی کلمہ حق اور امداد دین کی اپنی جان تک درگذر نہین کرتا باوجودیکہ اوسکا ہاتہہ

يده عنه بخلاف من يلاقي عدوه في القتال فانه يبسط يده اليه ويرجوا ان يغلبه ويقتله فلا يكون بذله
بندہی برخلاف اوسکی جو صف جنگ مین دشمن کا مقابلہ کرتا ہی کیونکہ یہہ تو دشمن پر ہاتہہ چلاتا ہی اور امید کرتا ہی کہ غالب ہو کر اوسکو مار ڈالی سو اس حالت مین

لنفسه مع رجاء سلامتها كمن يبذلها مع ياسه من سلامتها لكن ينبغي ان يراعي فيه التدريج فيبدا في الانكار
جان کا آگی کر دینا باوجود امید سلامتی کی اوسکی برابر نہین جو باوجود خوف سلامتی کی جان آگی کر دیتا ہی لیکن لائق یون ہی کہ اس باب مین آہستگی اور سہولت کی رعایت رکہی پہلی پہل

اولا بالاسهل والارفق فانه يبدا اولا بالوعظ والنصيحة والتخويف بالله تعالى وينظر الى العاصى بنظر الرحمة
ممانعت بطور سہل نرمی کی ساتہہ شروع کری پہلی وعظ اور نصیحت کرنی شروع کری اور اللہ تعالی سی ڈراوی اور عاصی کی حق مین رحمت کی نظر کری

وبری اقدامه علی المعصیة مصیبة علی نفسه لکون المسلمین کنفس واحدة فان امرته بالمعروف ونهیته عن المنکر
اور معصیت مین اوسکا مبتلا ہونا اپنی مصیبت سمجھی کیونکہ مسلمان تمام مانند ایک جان کی ہین اب جسکو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہی
فهو علی شفیر جهنم فایاك ان تدفعه فترمی به فی قعر جهنم اذ قد یتعلق بك فتقع معه فیها وذلك انك ان امرته
تو وہ دوزخ کی کنارہ پر لگا ہوا ہی سو بچیارہ ایسا نہو کہ اوسکو دھکا دیکر دوزخ کی تہ مین پھینک دی اسواسطی کہ شاید تجھسی لپٹ جاوی پہر تو بہی اوسکی ساتہہ جاوی یہہ اسلئی
بالغلظة والعنف اول مرة فلعله یتعدی علیك بالاذی بالید واللسان فتکون قد زدته شرا علی شره فتهلکه
کہ اگر تو نی پہلی ہی اوسکو سختی اور شدت سی کہا تو شاید وہ تجھہ پر جور کری ہاتہہ سی اور زبان سی ایذا دی اب تو نی خرابی پر خرابی زیادہ کی اب تو نی اپنی جان ہلاک کر کر
بعد اهلاك نفسك واما اذا لم یرجع بالوعظ والنصیحة وعلم منه الاصرار علی المعصیة فلا بد ان یغلظ له
اوسکو ہلاک کیا ہاں اگر وعظ اور نصیحت سی باز نہ آوی اور معلوم ہو کہ معصیت پر جم رہا ہی اب ضرور ہی کہ سختی سی کہا جاوی،
الکلام ویسب من غیر فحش مثل ان یقال یا فاسق یا جاهل یا احمق یا ظالم نفسه یا من لا یخاف الله تعالی و
اور اسنا برا کہی جسمین فحش نہو مثلا یہہ الفاظ کہی ای فاسق ای جاہل ای بی وقوف ای اپنی جان کی دشمن ای وہ شخص جو خدا سی نہین ڈرتا
نحو هذا الکلام ویراعی فیه الصدق فان مثل هذا الکلام صدق فی الحقیقة اذ کل من یرتکب المنکر فاسق جاهل
ایسی ہی اور لفظ اور اسمین سچ کی رعایت کرتا رہی بیشک یہہ الفاظ حقیقت مین سچی ہین اسواسطی کہ جو شخص گناہ کو اختیار کرتا ہی فاسق جاہل
احمق لان الاحمق من اتبع نفسه هوٰها وتمنی علی الله تعالی کما ورد فی الحدیث ولیحترز من استرسال الغضب
احمق ہوتا ہی کیونکہ احمق وہ ہی جو اپنی جان کو ہوا کی تابع کردی اور خدا سی آرزوئین مانگی چنانچہ حدیث مین آیا ہی اور لازم ہی کہ غصہ کی ماری کلام ناجایز نہ کہنی لگی
وخروج الکلام الی ما لا یجوز مما هو کذب صریح وفحش قبیح ومن لم یتمکن من ازالة المنکر الا بضرب مرتکبه
جو کہ صاف جہوٹہہ ہو اور فحش قبیح اور جس سی دور کرنا منکر کا بدون زد و کوب گنہگار کی نہین ہوسکتا
فلیضرب بیده ورجله ونحو ذلك فاذا اندفع المنکر یجب ان یکف ولیحذر مما یفعل کثیر من الناس من الاسترسال
تو چاہئی کہ مکہ لات وغیرہ ماری پہر جب وہ منکر چہوٹ جاوی تو واجب ہی کہ باز رہی اور اس سی بچتا رہی جو اکثر لوگ بعد دور ہونی منکر کی مار پیٹ مین
فی الضرب بعد زوال المنکر فان ذلك لیس الا للحاکم ومن لم یستطع ان یغیر المنکر بیده ولا بلسانه یکره له تحریما
زیادتی کرتی ہین یہہ مرتبہ حاکم کا ہی اور جو شخص منکر کو دور نہین کر سکتا نہ ہاتہہ سی اور نہ زبان سی تو اوسکو مکروہ تحریمی ہی
ان یذکر مساوی اخیه المسلم لاحد سوی اهل القوة یقدر علی منعه لانه اذا لم یطع الله تعالی بازالة المنکر فلا یعصیه
کہ اپنی بہائی مسلمان کی عیوب کسیکی سامنی کہتا پہری سوای ایسی صاحب طاقت کی جو اوسکی روکنی کی طاقت رکہتا ہو اسلئی کہ جب اللہ تعالی کی فرمان برداری منکر کی دور کرنی مین
بغیبة المسلم

المجلس الرابع والاربعون فی بیان صلوة الکسوف والخسوف فی ظهور الامور المخوفة

نہوئی تو مسلمان کی غیبت کرکر نافرمانی بہی نہ کری جو العسوبن محسن سورج گہن اور چاند گہن کی نماز کا بیان ہر وقت ظاہر ہونی امور ہولناک کی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الشمس والقمر ایتان من ایت الله تعالی لا یخسفان بموت احد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک سورج اور چاند اللہ تعالی کی دو نشانیان ہین نشانیون مین سی کسیکی موت
ولا لحیوته فاذا رایتم ذلك فاذکروا الله تعالی هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عبد الله بن عباس
اور زیست کی سبب سی نہین گہنتی جب تم ایسا نشان دیکہو تو اللہ کی یاد کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی عبد اللہ بن عباس کی روایت سی
وسبب وروده علی ما جاء فی حدیث اخر رواه ابو مسعود الانصاری ان الشمس انکسفت یوم مات ابراهیم ابن رسول
اور سبب ارشاد اس حکم کا موافق اوس مضمون کی جو اور حدیث مین ابو مسعود انصاری کی روایت سی آیا ہی یہہ ہی کہ جس روز ابراہیم ابن رسول اللہ ہوا سورج گہن ہو
الله صلعم فقال الناس انکسفت لموته فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الشمس والقمر ایتان من ایات الله
گیا اور لوگ کہنی لگی ابراہیم کی موت سی سورج گہن ہوا ہی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک آفتاب اور مہتاب اللہ تعالی کی نشانیون مین سی دو نشانیان ہین

لا ینکسفان

لا ينكسفان لموت احد ولا لحيوته فاذا رايتم شيئا من هذه الافزاع فافزعوا الى الصلوة فانه عليه

کسیکی موت اور حیات پر نہین گہنتی جب تم کچھہ ایسی ہول اور خوف دیکہو تو نماز پڑہنی شروع کرو پس نبی علیہ السلام نی

السلام قد امر في الحديث بالصلوة عند ظهور شئ من هذه الاهوال التي من جملتها كسوف الشمس

اس حدیث مین بروقت ظاہر ہونی ایسی ایسی اہوال کی جنمین سورج گہن بہی داخل ہی نماز کا حکم فرمایا

وعلم من هذا ان المراد من الامر بذكر الله تعالى في الحديث السابق الامر بالصلوة فانه عليه السلام

اور اس سی یہہ معلوم ہوا کہ مراد یاد الٰہی سی جو پہلی حدیث مین مذکور ہی نماز کا حکم ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی

قد صلاها بالجماعة وكان القياس ان تكون صلوة الكسوف واجبة كما ذهب اليه بعض العلماء

صلوٰۃ کسوف جماعت سی پڑہی ہی اور قیاس یہی چاہتا ہی کہ صلوٰۃ کسوف واجب ہو چنانچہ بعضی علما کا یہی مذہب ہی

واختاره صاحب الاسرار لكون الامر للوجوب لكن الجمهور قالوا انه سنة لانها ليست من شعائر

اور صاحب اسرار نی بہی اختیار کیا ہی اسواسطی کہ امر وجوب کی لئی ہوتا ہی پر جمہور علما سنت کہتی ہین کیونکہ یہہ نماز اسلام کی نشانیون مین سی نہین ہی

الاسلام وانما توجد بعروض الكسوف الا انه عليه السلام لما صلاها بالجماعة كانت سنة مشروعة

بلکہ جب ہی ہوتی ہی کہ عارضہ گہن کا ہو مگر ان نبی علیہ السلام نی جو یہہ نماز جماعت سی پڑہی ہی تو سنت ہی جماعت سی بلا کراہت

بالجماعة من غير كراهة وحملوا الامر على الندب فعلى هذا ينبغي لامام الجمعة اذا انكسفت الشمس ان يصلي

درست ہی اور علما نی اس امر کو استحباب کی لئی رکہا اس بیان کی موافق امام جمعہ کو لازم ہی کہ جب سورج گہن [illegible]

بالناس في الجامع او في المصلى ركعتين كل ركعة بركوع واحد كهيئة النافلة [illegible] ولا

مسجد جامع مین یا عیدگاہ مین دو رکعت پڑہی ہر ایک رکعت مین ایک ایک رکوع کری جیسی [illegible]

خطبة ويقرأ فيهما ما شاء من القران ويخفي القراءة عند ابي حنيفة وعندهما [illegible]

خطبہ اور ان دونو رکعت مین جتنا چاہی قرآن پڑہی اور امام ابوحنیفہ کی نزدیک قرات چپکی سی پڑہی [illegible]

القراءة فيهما لان فيه متابعة النبي عليه السلام اذ قد ثبت ان قيامه عليه السلام كان في الركعة الاولى

تطویل قرارت افضل ہی اسلئی کہ اسمین نبی علیہ السلام کی متابعت ہی اسواسطی کہ ثابت ہوچکی ہی کہ نبی علیہ السلام [illegible]

بقدر قراءة سورة البقرة وفي الثانية بقدر سورة ال عمران ويجوز تخفيفهما لان السنة استيعاب

بقدر قرارت سورۂ بقرہ کی تہا اور دوسری رکعت مین بقدر قرارت سورۂ آل عمران کی تہا [illegible]

الوقت بالصلوة والدعاء لما روى عن مغيرة بن شعبة انه عليه السلام قال ان الشمس والقمر ايتان

اور دعا مین وقت کا پورا کردینا ہی اسواسطی کہ مغیرہ بن شعبہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ [illegible]

من ايات الله تعالى لا ينكسفان لموت احد ولا لحيوته فاذا رايتموها فادعوا الله تعالى وصلوا حتى

دو نشانیان ہین نہ کسیکی موت پر گہنتی ہین اور نہ کسیکی حیات پر جب تم اوسکو دیکہو تو اللہ تعالی سی دعا مانگو اور نماز پڑہو

تنجلي الشمس وهذا الحديث يفيد استيعاب الوقت بالصلوة والدعاء فان خفف احدهما يطول الاخر

کہ سورج صاف ہوجاوی اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ نماز اور دعا مین وقت کا پورا کرنا چاہئی اگر ایک کو چہوٹی کردی تو دوسری کو بڑہا دی

وبعد الصلوة يدعو حتى تنجلي الشمس لان السنة في الادعية تاخيرها عن الصلوة ثم هو في الدعاء

اور نماز کی بعد اتنی دعا مانگی کہ سورج صاف ہوجاوی اسواسطی کہ طریق مسنون دعاؤن مین دعا کا نماز کی پیچہی ہی پہر امام کو دعا مانگنی مین

مخير ان شاء دعا جالسا مستقبل القبلة وان شاء دعا قائما مستقبل الناس بوجهه او مستقبل القبلة

اختیار ہی چاہی بیٹہہ کر رو بقبلہ دعا مانگی اور چاہی کہڑا ہوکر لوگون کی طرف منہہ کرکر یا رو بقبلہ ہوکر دعا مانگی

والناس قاعدون مستقبلوا القبلة علی کل حال وان لم یوجد امام الجمعة یصلی الناس فرادی ان شاءوا

اور لوگ بہرحال روبقبلہ بیٹھے رہیں اور اگر امام جمعہ موجود نہو تو سب لوگ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھیں چاہیں دو رکعت

رکعتین وان شاء واربعا لان هذه الصلوٰة تطوع والاصل فی التطوعات ذلک وکذا فی خسوف القمر

اور چاہیں چار رکعت کیونکہ یہہ نماز نفل ہی اور نوافل میں یہی قاعدہ ہی اور ایسی ہی چاندگہن میں

یصلی الناس فرادی ولیس فیه جماعة لتعذر الاجتماع باللیل وربما یکون سبب للفتنة بل یصلی کل واحد

تمام لوگ جدا جدا نماز پڑہیں چاندگہن کی نماز میں جماعت نہیں ہی اسلئی کہ رات کی وقت آدمیوں کا جمع ہونا دشوار ہی اور بعضی وقت اسمین فساد ہو سکتا ہی

بنفسه وکذالک فی انتشار الکواکب والضوء الهائل باللیل والظلمة الهائلة بالنهار والریاح الشدیدة والامطار

ملکہ ہر ایک اپنی اپنی نماز پڑہ لی اور ایسی ہی ستارہ ٹوٹنی میں اور خوفناک روشنی میں رات کو اور خوفناک اندہیرے میں دن کو اور تند آندہیوں میں

الدائمة والصواعق والزلازل وعموم الامراض والخوف الغالب من العدو ونحو ذلک من الافزاع و

اور متصل مینہ برسنے اور بجلی گرنے میں اور بہونچال میں اور وبائی بیماریوں اور دشمن کی سخت خوف میں اور سوا اسکی اور ہولناک امور اور

الاهوال یصلی کل واحد بنفسه لعموم قوله علیه السلام فاذا رایتم شیئا من هذه الافزاع فافزعوا

خوفناک اوقات میں ہر ایک اپنی اپنی نماز علیحدہ پڑہ لی واسطی عموم ارشاد نبی علیہ السلام کی جب تم دیکہو ایسا خوفناک امر تو دوڑ کر نماز شروع کرو

الی الصلوٰة فان کل ذلک من الایات المخوفة التی یخوف الله تعالی بها عباده کما قال الله تعالی وما نرسل بالایات

کیونکہ یہہ سب نشانیاں خوف کی ہیں جس سی اللہ تعالی اپنی بندوں کو ڈراتا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور نشانیاں جو ہم بہیجتی ہیں

الا تخویفا وجاء فی الحدیث انه علیه السلام قال هذه الایات التی یرسل الله تعالی بها لا تکون لموت

صرف ڈرانی کو اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا یہہ وہ نشانیاں ہیں جو اللہ تعالی پیدا کرتا ہی یہہ کسیکی موت

احد ولا لحیوته ولکن یخوف بها عباده فاذا رایتم شیئا من ذلک فافزعوا الی ذکر الله تعالی ودعائه

یا کسیکی حیات پر نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالی اپنی بندوں کو ڈراتا ہی جب تم انمیں سی کوئی بات دیکہو تو دوڑ کر خدا کی یاد اور دعا اور استغفار کرو

واستغفاره وفی حدیث اخر انه علیه الصلوٰة والسلام قال ان الشمس والقمر ایتان من ایات الله تعالی

اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ الصلوٰة والسلام نی فرمایا بیشک سورج اور چاند اللہ تعالی کی نشانیوں میں سی دو نشانیاں ہیں

لا ینخسفان لموت احد ولا لحیوته فاذا رایتم ذلک فادعوا الله وکبروا وصلوا وتصدقوا فان کل خیر

کسیکی موت اور کسیکی حیات سی نہیں گہتی جب تم یہہ حال دیکہو تو اللہ سی دعا مانگو اور بڑائی اسکی یاد کرو اور نماز پڑہو اور خیرات کرو کیونکہ ہر طرح کی خیر خیرات

فی مثل هذه الاهوال والافزاع ماموربه لکون الخیرات دافعة للبلیات وروی عن ابن عمر انه علیه السلام

ایسی خوف و ہول کی وقت موافق حکم کی ہی اسلئی کہ خیرات بلیات کو دفع کرتی ہی اور ابن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

کان اذا سمع صوت الرعد والصواعق یقول اللهم لا تقتلنا بغضبک ولا تهلکنا بعذابک وعافنا قبل ذلک

جب رعد اور بجلی کی آواز سنتی تو کہتی الہی ہمکو اپنی غضب سی مت قتل کر اور اپنی عذاب سی مت ہلاک کر اور ہمکو اس سی پہلی معاف کر

وروی عن عائشة انه علیه السلام کان اذا ابصر سحابا ترک عمله واستقبله وقال اللهم انی اعوذ بک من

اور روایت ہی عائشہ سی کہ نبی علیہ السلام جب ابر دیکہتی تو کام چہوڑ کر اوس کی طرف متوجہ ہوتی اور یہہ کہتی الہی میں تیری پناہ لیتا ہوں

شر ما ارسل به فان کشفه الله تعالی حمد الله تعالی وان مطر قال اللهم سقیا نافعا وروی عن عائشة ایضا

اوس چیز کی برائی سی جو اسمیں بہیجی ہی پہر اگر اللہ تعالی اوسکو کہول دیتا تو اللہ کی حمد کرتی اور اگر برستا تو یہہ کہتی الہی پانی فائدہ مند اور حضرت عائشہ سی یہہ بہی روایت ہی

انه علیه السلام کان اذا عصفت الریح قال اللهم انی اسئلک خیرها وخیر ما فیها وخیر ما ارسلت به واعوذ

کہ جب تند ہوا چلتی تو نبی علیہ السلام کہتی الہی میں تجہسی اسکی بہلائی مانگتا ہوں اور اوسکی بہلائی جو اوسکی اندر ہی اور اوسکی بہلائی جو اسکی ساتہ تو نے بہیجی

اسلام کی

بك من شرها وشر ما فيها وشر ما ارسلت بها وروى عن ابن عباس ان رجلا لعن الريح عند النبي عليه
اور اوسکی برائی سی تیری پناہ لیتا ہوں اور اوسکی برائی سی جو اسکی اندر ہی اور اوسکی برائی سی جو اوسکی ساتھہ تونی بہیجا ہی اور ابن عباس سی روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام
فقال له النبي عليه السلام لا تلعن الريح فانها مأمورة وانه من لعن شيئا ليس له باهل رجعت اللعنة عليه
سامنی ہوا پر لعنت کی تب نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ لعنت مت کر ہوا کو کیونکہ وہ مامور ہی اور حال یہ ہی کہ جو شخص کسی شی پر لعنت کری کہ وہ قابل لعنت کی نہو تو وہ لعنت اوسی پر پلٹ آتی ہی
وروى عن ابي هريرة انه قال الريح من روح الله تاتي بالرحمة والعذاب فلا تسبوها واسئلوا الله خيرها
اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہوا ایک حکم الہی ہی کبہی رحمت لاتی ہی اور کبہی عذاب سو اسکو برا نکہو اور خدا تعالی سی اسکی بہلائی مانگو
وعوذوا من شرها يعني ان الريح من الاشياء التي تجيء من عند الله تعالى كالمطر والبرودة والحرارة وغير
اور اسکی شر سی خدا کی پناہ لو مراد یہ ہی کہ ہوا ان چیزوں سی ہی جو خدا کی طرف سی آتی ہیں جیسی مینہہ اور سردی اور گرمی اور سوای
ذلك تجيء تارة للرحمة وتارة للعذاب فاذا كان مجيئها بامر الله تعالى فلا يجوز سبها بحصول ضرر منها
اسکی کبہی رحمت کی واسطی اور کبہی عذاب کی واسطی جب اسکا آنا خدا تعالی کی حکم سی ہوا تو اسکو برا کہنا جائز نہیں اگرچہ اوس سی ضرر حاصل ہو
بل سبيل العباد فيما يتوهم منها الالتجاء الى الله والاعتصام بحبله والاستعاذة به من شرها ومن شر
بلکہ بندہ کو چاہیے اسمیں کچہہ وہم پیدا ہو تو لازم ہی اللہ تعالی کی طرف التجا کرنا اور اوسکی رسی کو مضبوط پکڑنا اور اوسکی شر سی اور جو اوسکی اندر ہی اوسکی شر سی
ما فيها كما روى عن ابي بن كعب انه عليه السلام قال لا تسبوا الريح فاذا رأيتم ما تكرهون فقولوا اللهم
پناہ لینی چنانچہ ابی بن کعب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہوا کو برا مت کہو جب تمکو کچہہ مکروہ معلوم ہو تو یہ دعا کرو الہی
انا نسألك خير هذه الريح وخير ما فيها وخير ما امرت به ونعوذ بك من هذه الريح وشر ما فيها وشر
ہم تجہسی اس ہوا کی خوبی مانگتی ہیں اور جو کچہہ اسکی اندر ہی اوسکی خوبی اور جسکا تو نی اوسکو حکم دیا اوسکی خوبی اور اس ہوا سی تیری پناہ لیتی ہیں اور برائی سی جو اسکی اندر ہی اور برائی سی
ما امرت به وكذا من نزل منزلا يستعيذ بالله تعالى لما روى انه عليه السلام قال من نزل منزلا فقال
جو تو نی اوسکو حکم دیا اور ایسا ہی جو کوئی کسی مکان میں داخل ہو اللہ سی پناہ لی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص مکان کی اندر جا کر یہہ پڑہی
اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق لم يضره شيء حتى يرتحل منه منزله وروى عن ابن عباس انه عليه السلام
کہ پناہ لیتا ہوں بوسیلہ اللہ تعالی کی کلمات پوری کی ان مخلوق کی برائی سی تو اوسکو کوئی ضرر نہیں ہوتا جبتک کہ وہاں سی دوسرا مکان بدلی اور ابن عباس کی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
كان يقول عند الكرب لا اله الا الله العظيم الحليم لا اله الا الله رب العرش العظيم لا اله الا الله رب
سختی کی وقت فرمایا کرتی تہی نہیں کوئی معبود سوای اللہ عظیم بردبار کی نہیں کوئی معبود سوای اللہ رب عرش بزرگ کی نہیں کوئی معبود سوای اللہ پروردگار
السموات السبع ورب الارض ورب العرش الكريم وفهم من هذا الحديث ان ذكر الله تعالى واوصافه العظام
ساتوں آسمان کی اور پروردگار زمین اور پروردگار عرش بزرگ کی اس حدیث سی معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کا اور اوسکی بزرگ اوصاف کا یاد کرنا
سبب لزوال الغم وقد روى انه عليه السلام قال الا اخبركم بشيء اذا نزل بكم كرب او بلاء فدعا به فرج الله عنه
عقوبت کو دور کرتا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کیا میں تمکو ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جب تم پر کوئی سختی یا بلا آوی پہر وہ دعا پڑہی تو دور ہو
قيل بلى يا رسول الله قال دعاء ذي النون لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظلمين فاستجبنا له
کسی نی عرض کیا ہاں یا رسول اللہ فرمایا دعا یونس ذی النون کی کہ کوئی حاکم نہیں سوای تیری تو پاک ہی بیشک میں تہا تقصیر والوں سی پہر سن لی ہمنی اوسکی پکار اور
ونجينه من الغم وكذلك ننجي المؤمنين وروى انه عليه السلام قال انى لاعلم كلمة ما من مكروب يدعو بها الا
بچا دیا اوس گہٹنی سی اور یوں ہیں ہم بچا دیتی ہیں ایمان والوں کو اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا میں ایک کلمہ جانتا ہوں کوئی مصیبت والا کہ یہہ دعا پڑہی
استجيب له يسرنا الله تعالى دعوة مستجابة بلطفه وكرمه المجلس الخامس والاربعون
مگر قبول ہی ہوگی نصیب کر ہمکو دعا مستجاب اپنی لطف اور کرم سی سہل کیجو پینتالیسویں مجلس میں

فی بیان مسنونیۃ صلوۃ الاستسقاء عند امساک المطر قال رسول اللہ صلی اللہ

بیان مسنون ہونی نماز استسقا کا بوقت خشکی بارش کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

علیہ وسلم لیست السنۃ بان لا تمطروا ولکن السنۃ ان تمطروا ولا تنبت الارض شیئا ھذا الحدیث من صحاح

فرمایا کال اس سی نہیں پڑتا کہ مینہہ نہ برسی بلکہ کال اس سی پڑتا ہی کہ مینہہ تو برسی پر زمین سی کچھ پیدا نہو یہہ حدیث مصابیح کی

المصابیح رواہ ابو ھریرۃ ومعناہ ان القحط لیس بان لا ینزل علیکم المطر بل القحط ان ینزل علیکم المطر

صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسکی معنی یہہ ہین کہ کال یون نہین ہوتا کہ تمپر مینہہ نہ برسی بلکہ کال یون پڑتا ہی کہ تمپر مینہہ تو برسی

لکن لا ینبت من الارض شیء او ینبت ولکن یھلک ولا یدخل فی ایدیکم شیء فان وقوع الشدۃ بعد توقع

پر زمین مین سی کچھ نہ پیدا ہو یا اوگی تو سہی پر ایسا تباہ ہوجاوی کہ تمہاری ہاتہ کچھہ نہ آوی بیشک سختی کا آنا بعد امید فراخی

السعۃ وحصول اسبابھا اقطع مما کان الیاس حاصلا من اول الامر ولیس ھذا نھی عن الاستمطار و

اور حاصل ہونی اسباب فراخی کی بہت ناگوار ہوتا ہی بہ نسبت ناامیدی کی جو پہلی ہی سی حاصل ہو اور یہہ ممانعت نہین ہی کہ مینہہ نہ مانگو اور

الاستسقاء بل ھو نھی عن اعتقاد حصول الرزق بالمطر وعدم حصولہ بعدم المطر فاللازم علی العبد ان

استسقا کی دعا نکرو بلکہ اس اعتقاد کی ممانعت ہی کہ رزق کا ملنا مینہہ پر موقوف ہی اور رزق نہ ملنا مینہہ نہ برسنی پر ہی اب بندہ کو لازم یہہ ہی

یسلم نفسہ الی مولاہ ویعتقد ان الخیر لہ فی جمیع ما یجیٔ الیہ من مولاہ وان کان مخالف المرادہ وھواہ فعلی

کہ اپنی جان اپنی صاحب کی حوالہ کردی اور یہہ جانی کہ جو مجہہ پر گذرتا ہی مولا کی طرف سی ہی سو سب بہتر اور خیر ہی اگرچہ مراد اور خواہش کی موافق نہو اب اس مضمون کی

ھذا ینبغی للعبد ان یستمطر ویستسقی ویعلم ان الرزق من اللہ تعالی فان الاستمطار والاستسقاء سنۃ

موافق آدمی کو چاہئی کہ مینہہ کی دعا مانگی اور استسقا کی دعا کری اور یہہ سمجھی کہ رزق اللہ کا دیا ملتا ہی اسلئی کہ مینہہ مانگنا اور استسقا کی دعا کرنی مسنون ہی

لورود الاخبار والآثار الکثیرۃ فیہ فیستحب للحاکم ان یامر الناس اولا بصیام ثلثۃ ایام ثم یخرج بھم فی الیوم

کیونکہ اس باب مین خبرین اور آثار بہت وارد ہین سو حاکم کو مستحب ہی کہ پہلی تمام لوگون سی تین دن کی روزی رکہواوی پہر چوتہی روز سبکو جنگل مین لیجاوی

الرابع الی الصحراء قیل ینبغی لھم ان یخرجوا ثلثۃ ایام متوالیات لانھا مدۃ ضربت لارباب الاعذار ولم ینقل

کہتی ہین کہ بہتر یون ہی کہ تین روز برابر پی درپی استسقا کی لئی جاوین اسواسطی کہ عذر والون کی لئی یہہ ہی مدت مقرر ہی اس سی زیادہ

اکثر من ذلک ویخرجون مشاۃ فی ثیاب البذلۃ التی تلبس کل یوم لا بثیاب الزینۃ کالعید بل یخرجون

مدت منقول نہین ہی اور پیادہ پا پہنی پرانی میلی کچیلی کپڑی جو روزمرہ پہنتی ہون پہن کر جاوین عزت کی کپڑی عید کی دن کی سی پہن کر نہ جاوین

متذللین متواضعین خاشعین للہ تعالی ناکسین رءوسہم ویقدمون الصدقۃ فی کل یوم قبل خروجھم

بلکہ اس حالت انکسار کرتی ہوئی خدا کا خوف مانتی ہوئی سر جہکائی ہوئی جاوین اور ہر روز عیدگاہ کی طرف چلنی سی پہلی خیرات کیا کرین

الی المصلی فان کل خیر فی مثل ھذہ الاوقات مامور بہ لکون الخیرات دافعۃ للعقوبات ویردون المظالم

کیونکہ ایسی ایسی فتنون مین خیرات کرنیکا حکم ہی اسواسطی کہ خیرات کرنا عقوبات کو دفع کرتا ہی اور حق حقوق لوگون کی ادا کرین

ویجددون التوبۃ فان ذلک ھو السبب القریب فی الاجابۃ ادم روی عن کعب الاحبار انہ قال اصاب

اور از سر نو خطاسی توبہ کرین کیونکہ بڑا سبب دعا کی جلد قبولیت کا یہہ ہی اسلئی کہ کعب احبار سی روایت ہی وہ کہتی ہین کہ حضرت موسی نبی

الناس قحط شدید علی عھد موسی النبی علیہ السلام فخرج موسی النبی علیہ السلام ببنی اسرائیل الی الاستسقاء

علیہ السلام کی عہد مین لوگون پر بڑا ہی سخت کال پڑا پس موسی علیہ السلام استسقا کی واسطی بنی اسرائیل کو لیکر

ثلثۃ ایام فلم یسقوا فاوحی اللہ تعالی الی موسی النبی علیہ السلام انی لا استجیب لکم وفیکم نمام فقال موسی

تین دن تک برابر گئی پر مینہہ نہ برسا پہر اللہ تعالی نی موسی نبی کو وحی بہیجی کہ مین تمہاری دعا اسلئی قبول نہین کرتا کہ تم مین ایک چغل خور ہی پہر موسی

النبی

النبی علیه السلام یارب من هو حتی نخرجه من بیننا فاوحی الله تعالی یموسی انی انهکم عن النمیمة فاکون
یا الٰہی وہ کون ہی تاکہ ہم اوسکو اپنی مین سی نکال دین پہر اللہ تعالی نی یہہ وحی بہیجی ای موسی مین تمکو چغل خوری سی منع کرتا ہون پہر مین خود
نماما فقال موسی النبی علیه السلام لبنی اسرائیل توبوا باجمعکم من النمیمة فتابوا فارسل الله تعالی علیهم
چغل خوری کرنی لگون پہر موسی علیه السلام نی بنی اسرائیل سی فرمایا تم سب نمیمہ سی توبہ کرو سو اونہون نی توبہ کی پہر اللہ تعالی نی اونپر
الغیث وروی عن سفیان انه قال بلغنی ان بنی اسرائیل قحطوا سبع سنین حتی اکلوا الجیف والاطفال
مینہہ برسایا اور سفیان سی روایت ہی کہ وہ کہتی ہین مین نی سنا ہی کہ بنی اسرائیل پر سات برس کا قحط پڑا یہان تک کہ مردار اور بچون کو کہا گئی
وکانوا یخرجون الی الجبال ویتضرعون الی الله تعالی فاوحی الله الی انبیائهم انی لا اجیب لکم داعیا ولا ارحم
اور وہ پہاڑون مین جاکر نہایت انکسار سی دعا کیا کرتی پہر اللہ تعالی نی اونکی نبیون پر وحی بہیجی مین نہ تمہاری دعا قبول کرون اور نہ
لکم باکیا حتی تردوا المظالم الی اهلها ففعلوا فمطروا وروی ان عیسی النبی علیه السلام خرج مع قومه
تمہاری رونی پر رحم کرون جبتک کہ تم حق دارون کی حقوق نہ ادا کرو سو اونہون نی حق ادا کئی تو پہر مینہہ برسا اور روایت ہی کہ عیسی نبی علیه السلام اپنی قوم کو لیکر
لیستسقی فلما ضجروا قال لهم عیسی النبی علیه السلام من اصاب منکم ذنب فلیرجع فرجعوا کلهم
دعا استسقا کی لئی باہر گئی جب مینہہ نہ برسا تو اونسی عیسی علیه السلام نی کہا تم مین سی جو گنہگار ہو وہ ہٹ جاوی تب سب کی سب ہٹ گئی
ولم یبق معه الا رجل واحد فقال له عیسی النبی علیه السلام امالک ذنب فقال والله لا اعلم لی من ذنب
اونکی ساتہہ سوای ایک شخص کی کوئی باقی نرہا پہر عیسی علیه السلام نی اوس سی پوچہا تو نی کوئی گناہ نہین کیا کہا اللہ کی قسم مجکو اپنا کوئی گناہ معلوم نہین
غیر انی کنت ذات یوم اصلی فمرت بی امراة فنظرت الیها بعینی هذه فلما جاوزت ادخلت اصبعی
سوای اسکی کہ مین ایکدن نماز پڑہتا تہا میری پاس کو ایک عورت آگئی سو مینی اوسکی طرف اس آنکہہ سی دیکہا جب وہ چلی گئی تو مین نی اپنی اونگلی آنکہہ
فی عینی فانتزعتها فاتبعت المراة بها فقال له عیسی علیه السلام فادع حتی اؤمن علی دعائک فدعا
مین ڈال کر آنکہہ نکال لی اور اوس عورت کی پیچہی پہینک دی پہر اوس سی عیسی علیه السلام نی کہا تو دعا مانگ اور مین تیری دعا پر آمین کہون پہر اوسنی دعا کی
فتجللت السماء سحابا فسقوا وروی عن عطاء السلمی انه قال منعنا الغیث فخرجنا نستسقی
پہر ترت آسمان مین گہٹا گہر گئی اور مینہہ برسا اور عطاء سلمی سی روایت ہی کہتا ہی کہ ہمپر مینہہ برسنا بند ہوگیا سو ہم استسقا کی واسطی نکلی
فاذا نحن بسعدون المجنون فی المقابر فنظر الی فقال یا عطاء هذا یوم النشور او بعث من فی القبور
ناگاہ گورستان مین سعدون دیوانہ مل گیا میری طرف دیکہہ کر کہنی لگا ای عطا یہہ دن نشر کا ہی یا قبرون سی مردون کی اوٹہنی کا
فقلت لا لکنا منعنا الغیث فخرجنا نستسقی فقال یا عطاء بقلوب سماویة او بقلوب
مین نی کہا نہین تو پر ہم پر سی مینہہ برسنا بند ہوگیا اسلئی استسقا کی واسطی باہر آئی ہین پہر کہا ای عطا آسمانی دل لیکر آئی ہو یا زمینی دل
ارضیة فقلت بل بقلوب سماویة فقال هیهات یا عطاء قل للمبهرجین لا یبهرجوا فان الناقد
مینی کہا نہین بلکہ آسمانی دل لیکر آئی ہین پہر کہا افسوس ہی ای عطا کہوٹی شخصون سی کہدی کہوٹی نہ بنین کیونکہ پرکہنی والا
بصیر ثم نظر الی السماء فقال الٰهی وسیدی لا تهلک بلادک بذنوب عبادک ولکن بالمکنون
بینا ہی پہر آسمان کی طرف دیکہہ کر کہا الٰہی وسیدی اپنی شہرون کو گنہگار بندون کی بدلی مین ہلاک مت کر لیکن اپنی پوشیدہ
من اسمائک وما وارت الحجب من الائک اسقنا ماء غدقا تحیی به البلاد وتروی به العباد یا من هو علی
نامون کی برکت سی اور جو کہ تیری نعمتین پس پردہ ہین ہمکو پانی بہت پلا جسمین تمام شہر زندہ اور بندی سیراب ہوجاوین اوہ وہ
کل شئ قدیر قال العطاء فما استتم الکلام حتی ارعدت السماء وابرقت وجاءت بمطر کافواه القرب
جو ہر شئ پر قدرت رکہتا ہی عطاء بیان کرتا ہی کہ اوسنی ابہی دعا پوری نکی تہی کہ آسمان گرجا اور بجلی چمکی اور مینہہ برسنی لگا جیسی مشک منہہ کہل جاتا ہی

وروی عن ابن المبارک انه قال قدمت المدینة فی عام شدید القحط فخرج الناس یستسقون وخرجت
اور ابن مبارک سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں مدینہ میں ایسے سال میں آیا کہ بڑا سخت کال پڑ رہا تھا سو تمام لوگ واسطے دعاء استسقا کی نکلے اور میں بھی
معهم اذ اقبل غلام اسود علیه قطعتی الخلس قد اتزر باحدهما والقی الاخری علی عاتقه فجلس الی جنبی فسمعته
اونکے ساتھ تھا ناگاہ ایک حبشی لڑکا موٹی کملی کی چیتھڑی لگی ہوئی کہ ایک کا ایکن سے تہبند کر رکھا تھا اور دوسرا اپنی مونڈھے پر ڈال لیا تھا آکر میرے برابر بیٹھ گیا پس میں نے سنا
یقول الهی اخلقت الوجوه عند کثرة الذنوب ومساوی الاعمال وقد حبس عنا غیث السماء
کہ وہ کہتا تھا الٰہی گناہوں کی کثرت اور اعمال کی برائی سے چہرے بگڑ گئے اور ہم پر آسمان سے مینہ برسنا موقوف ہوا
لتؤدب بذلک عبادک فاسئلک یا حلیما ذا اناة یا من لا یعرف عباده عنه الا الجمیل ان یسقیهم
تاکہ تیرے بندے ادب پذیر ہوں سو میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے حلیم سخاوت والے اے وہ ذات جس کی بندہ سوائے رحمت کے کچھ نہیں جانتے تو ان کو ابھی سیراب
الساعة فلم یزل یقول الساعة الساعة حتی اکتسب السماء بالغمام واقبل المطر من کل مکان
کردے پھر وہ یہی کہے جاتا تھا ابھی ابھی یہاں تک کہ آسمان میں گھٹا گھر گئی اور ہر طرف سے مینہ برسنا شروع ہوا
فعلی هذا ینبغی للحاکم ان یستسقی بصلحاء الناس وضعفائهم وفقرائهم لاجل الدواب الهائمة
اس بیان کی موافق حاکم کو لازم ہے کہ استسقا کرے صلحاء اور ضعیفوں اور فقیروں سے واسطے پیاسے چوپاؤں
والانعام السائمة والاطفال المجلة لما روی انه علیه السلام قال لولا صبیان رضع وبهائم رتع
اور چرندہ مویشی اور بچوں جلد بازی مانگنے والوں کی واسطے اس واسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر دودھ پیتے بچے اور چرتی ہوئی جانور
وعباد رکع لصب علیکم العذاب صبا ویعوذ فی دعائه کما قال النبی علیه السلام اللهم اسق عبادک
اور عابد بندے نہ ہوتے تو تم پر عذاب ٹوٹ پڑتا اور دعا میں بھی ایسا کرے جیسے نبی علیہ السلام نے کی ہے الٰہی پانی دے اپنے بندوں کو
وبهائمک وانشر رحمتک واحی بلدک المیت ویستقبل القبلة بالدعاء قائما والناس قاعدون
اور اپنے بہائم کو پانی پلا اور اپنی رحمت پہنچا اور اپنے مردہ شہر کو زندہ کر اور روبقبلہ کھڑا ہو کر دعا مانگے اور باقی لوگ روبقبلہ بیٹھے رہیں
مستقبلین القبلة لما روی انه علیه السلام استقبل القبلة ودعا فاذا دعی یوقن بالاجابة
سو اسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے روبقبلہ ہوکر دعا کی تھی اور جب دعا مانگے تو قبولیت کا یقین کرے
ویصدق رجاءه لما روی انه علیه السلام قال ادعوا الله وانتم موقنون بالاجابة وقد قال الله تعالی
اور اپنی امید کو سچی جانے اس واسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ سے قبولیت کا یقین کر کے مانگو اور اللہ تعالی نے بھی فرمایا ہے
ادعونی استجب لکم وقال فی آیة اخری واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوة
مجھ کو پکارو کہ سنوں تمہارا پکارنا اور ایک اور آیت میں فرمایا ہے اور جب تجھ سے پوچھیں بندے میرے مجھ کو تو میں نزدیک ہوں پہنچتا ہوں پکارتی کی پکار کو
الداع اذا دعان ویجتهد فی الدعاء سرا ویقول اللهم انک امرتنا بدعائک ووعدتنا اجابتک
جس وقت مجھ کو پکارتا ہے اور دعا میں خوب مبالغہ کرے پوشیدہ یوں کہے الٰہی تو نے ہم کو تیری دعا کرنے کا حکم کیا اور قبولیت کا وعدہ کیا
فقد دعوناک کما امرتنا فاجبنا کما وعدتنا اللهم فامنن علینا بمغفرة ما فرطنا واجابتک فی سقیانا
سو ہم نے تو تیری حکم کی موافق دعا مانگی اب تو اپنے وعدہ کی موافق قبول کر الٰہی ہمارا زیادہ گناہ بخش کر اور اپنی قبولیت سے پانی برسا کر
وسعة رزقنا ویستحب للناس اذا کان فیهم رجل مشهور بالصلاح ان یستسقوا به ویقولوا
اور ہماری رزق کی فراخی کر ہم پر منت رکھ اور لوگوں کو مستحب ہے کہ اگر کوئی شخص ان میں نیکبخت مشہور ہو تو اس سے استسقا کی دعا کرائیں اور یوں کہیں
اللهم انا نستسقی ونستشفع الیک بعبدک فلان اذ روی فی صحیح البخاری ان عمر بن الخطاب کان
الٰہی ہم تجھ سے مینہ مانگتے ہیں اور تیرے سامنے تیرے فلانی بندہ سے شفاعت کراتے ہیں کیونکہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ عمر بن الخطاب

اذا قحطوا يستسقي بالعباس ويقول اللهم انا كنا نتوسل اليك بنبينا محمد عليه السلام فتسقينا وانا

جب قحط پڑتا تو حضرت عباس کی وسیلہ سی دعا استسقا کرتی یوں کہتی الٰہی ہم تیری سامنی اپنی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ کیا کرتی تہی سو تو مینہ برساتا تہا اب ہم

نتوسل اليك بعم نبينا محمد عليه السلام فاسقنا فيسقون وليس في الاستسقاء عند ابي حنيفة رح

تیری سامنی اپنی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا کو وسیلہ کرتی ہیں سو ہمکو پانی دی پس مینہ برستا تہا اور استسقا میں امام ابوحنیفہ کی نزدیک کوئی

صلوة مسنونة بالجماعة فان صلى الناس وحدانا جاز وانما الاستسقاء عنده دعاء واستغفار

نماز مسنون جماعت سی ثابت نہیں ہی گر لوگ جدا جدا نماز پڑہ لیں تو جائز ہی امام کی نزدیک استسقا صرف دعا و استغفار ہی

لقوله تعالى فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّ

اس دلیل سی تو میں کہا گناہ بخشواؤ اپنی رب سی مقرر وہ ہی بخشنی والا چہوڑ دی آسمان کی تم پر دہاریں اور بڑہتی دی تمکو مال اور

بَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا فهذه الاية وان كانت حكاية لما قال نوح النبي عليه السلام لقومه

بیٹوں سی اور بنا دی تمکو باغ اور بنا دی تمکو نہریں پس یہ آیت اگرچہ نوح نبی علیہ السلام کی قول کی حکایت ہی جو اپنی قوم کو فرمایا تہا

لكن يصح الاستدلال بها لان شريعة من قبلنا شريعة لنا اذا قصها الله تعالى في كتابه ولم ينكرها ولم يرد

پر اس آیت سی استدلال صحیح ہی اس لیئی کہ ہم سی پہلی شریعتیں ہی ہماری لئی شریعت ہیں جب اوسکو اللہ تعالی اپنی کتاب میں بیان فرما دی اور اوسکا انکار نکری اور نہ

فيها النسخ كما في هذه الاية فانه تعالى بين فيها ان الاستغفار سبب لارسال السماء وهو المطر اذ روي ان

اوسکا نسخ وارد ہو جیسی اس آیت میں ہی پس اللہ تعالی نی اس آیت میں یہ بیان فرمایا کہ استغفار کی سبب سی مینہ برستا ہی اس واسطی کہ روایت ہی

نوح النبي عليه السلام كذبه قومه بعد تكرير الدعوة دهرا طويلا فحبس الله تعالى عليهم المطر واعقم

کہ نوح نبی علیہ السلام کو اوسکی قوم نی بعد تکرار دعوت کی مدت دراز تک تکذیب کی سو اللہ تعالی نی چالیس برس تک اور بعضی نی کہا

ارحام نساءهم اربعين سنة وقيل سبعين سنة فوعدهم نوح النبي عليه السلام انهم ان استغفروا من

ستر برس تک اونپر مینہ برسانا بند کیا اور عورتوں کو بانجہ کر دیا پہر نوح نبی علیہ السلام نی وعدہ کیا کہ اگر وہ اپنی گناہوں سی توبہ کریں تو آخر کو

ذنوبهم يرزقهم الله تعالى الخصب ويرفع عنهم ما كانوا فيه فعلم منه ان المسنون في الاستسقاء الدعاء والاستغفار

اللہ تعالی تازگی اور روزی فراخی دی اور جس مصیبت میں مبتلا ہیں وہ دور کر دی اس سی معلوم ہوا کہ استسقا میں دعا اور استغفار ہی مسنون ہی

وروي عن انس ان رجلا دخل المسجد يوم الجمعة ورسول الله صلى الله عليه وسلم يخطب فقال يا رسول

اور انس سی روایت ہی کہ ایک شخص جمعہ کی دن مسجد میں آیا اوسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تہی اوسنی عرض کیا یا رسول اللہ

الله صلى الله عليه وسلم هلك المواشي وخشينا الهلاك على انفسنا فادع الله تعالى ان يسقينا ورفع رسول

صلی اللہ علیہ وسلم مواشی تو مر گئی اب ہمکو اپنی جانوں کا خوف ہی سو تم اللہ تعالی سی دعا کرو کہ ہمکو پانی عنایت کری پہر رسول

الله صلى الله عليه وسلم يديه قال اللهم اسقنا غيثا مغيثا مريئا غدقا مغدقا عاجلا غير اجل قال الراوي

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی دونوں ہاتہ اوٹہا کر دعا کی کہ الٰہی ہمپر مینہ برسا اچہا مینہ تازہ کرنیوالا بہت فائدہ مند اب دیر نہو راوی کہتا ہی

فما كان في السماء قزعة فارتفع السحاب من ههنا وههنا حتى صار ركاما ثم مطرت سبعا من الجمعة الى الجمعة

کہ آسمان میں کچہہ ابر نہ تہا پہر اِدہر اُدہر سی ابر نمودار ہونی لگا یہاں تک کہ گہٹا گہر گئی پہر سات دن تک اس جمعہ سی اگلی جمعہ تک برستا رہا

ودخل ذلك الرجل المسجد في الجمعة القابلة ورسول الله عليه السلام يخطب والسماء تسكب فقال يا رسول

پہر وہی شخص اگلی جمعہ کو مسجد میں آیا اوسوقت بہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتی تہی اور مینہ برستا تہا عرض کیا یا رسول

الله تهدم البنيان وانقطعت السبل فادع الله تعالى ان يمسكه فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم

اللہ گہر ڈہ گئی اور رستی بند ہو گئی سو دعا کرو کہ اللہ تعالی مینہ کہول دی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

بملالۃ بنی ادم ثم رفع یدیہ فقال اللہم حوالینا لا علینا اللہم علی الاکام والظراب وبطون الاودیۃ ومنابت

بنی آدم کی ملالت سی تبسم کیا پہر دونو ہاتہہ اوٹہاکر یہہ دعا کی الٰہی ہماری گردنواح پر ہمپر نہین الٰہی ٹیلون اورزمین کی پشتون پر اور پہاڑون پر اور نالون کی اندر اور جہان

الشجر قال الراوی فماکان فی السماء خرقا فانجابت السحاب عن المدینۃ حتی صارت حولہا کالاکلیل فالراوی

درخت پیدا ہوتی ہون راوی کہتا ہی آسمان مین کہین ذرہ کہلا ہوا نہ تہا سو مدینہ کی اوپرسی ابر کہل گیا یہان تک کہ اوسکی گردتاج کی مثال ہوگیا پس راوی نی اس خبرمین

لم یذکر فی ہذا الخبر غیر الدعاء فعلم منہ ان الصلوۃ فی الاستسقاء غیر مسنونۃ وقد ثبت ان عمر

سوا دعا کی اور کچہہ بیان نہین کیا اس سی معلوم ہوا کہ استسقاء مین نماز مسنون نہین ہی اور بیشک ثابت ہوا ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نی

استسقی ولم یصل ولوکانت الصلوۃ سنۃ لما ترکہا لانہ کان اشد الناس اتباعا السنۃ رسول اللہ علیہ السلام

استسقاء کی دعا کی اور نماز نہین پڑہی اور اگر نماز مسنون ہوتی تو عمر رضی اللہ عنہ ہرگز نچہوڑتی اسلئی کہ عمر کی برابر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع کوئی نہین تہا

صلی فیہ رکعتین کصلوۃ العید فذلک انما یدل علی الجواز ولیس الکلام فیہ بل الکلام فی کونہا سنۃ والسنۃ

استسقاء مین دو رکعت عید کی سی نماز پڑہی سو اس سی جواز معلوم ہوتا ہی اور اسمین کلام نہین ہی بلکہ کلام مسنون ہونی مین ہی اور سنت ہونا ایسی حکایات سی

لاتثبت بمثلہ بل انما تثبت بالمواظبۃ ولم یوجد المواظبۃ لانہ علیہ السلام فعلہا مرۃ وترکہا اخری ولم یکن

ثابت نہین ہوتا سنت ہونا مواظبت سی ثابت ہوتا ہی اور مواظبت نہین پائی جاتی اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی کبہی اسکو کیا اور کبہی ترک کیا اور عمل کرنا

فعلہ اکبر من ترکہ حتی یکون مواظبۃ وقالا یصلی الامام بالناس رکعتین کصلوۃ العید بلا اذان ولا اقامۃ

ترک کرنی سی زیادہ نہین تہا جسکو مواظبت کہہ سکین اور صاحبین کہتی ہین کہ امام لوگون کو ہمراہ لیکر عید کی طرح دو رکعت بدون اذان اور تکبیر کی پڑہی

مع التکبیرات الزوائد والجہر بالقراءۃ ثم یخطب خطبتین یفصل بینہما بجلسۃ خفیفۃ ویکون الاستغفار

اور تکبیرات زوائد ادا کری اور قراءت پکار کر پڑہی پہر دو خطبہ پڑہی دونو کی بیچمین ہلکا سا جلسہ کری اور استغفار دونو خطبون کا عمدہ مضمون ہو

معظم الخطبتین فاذا فرغ من الخطبۃ یستقبل القبلۃ ویحول رداءہ فی ہذہ الساعۃ تفؤلا بتحویل الحال

جب خطبہ پڑہ چکی تو روبقبلہ ہوکر اب چادر کو واسطی تفاول بدل جانی حالت کی اولٹی

فیجعل ما علی الیمین علی الشمال وما علی الشمال علی الیمین ثم یدعو ویقول فی دعائہ اللہم اسق عبادک وبہائمک

پس داہنی طرف کا پلہ بائین طرف کرلی اور بائین طرف کا پلہ داہنی طرف کرلی پہر دعا مانگی اور دعا کی اندر یہہ مضمون ادا کری الٰہی اپنی بندون اور اپنی حیوانات کو پانی دی

وانشر رحمتک واحی بلادک المیت اللہم انک امرتنا بدعائک ووعدتنا اجابتک فقد دعوناک کما امرتنا

اور اپنی رحمت کو وسیع کر اور اپنی مردہ شہر زندہ کر الٰہی تو نی ہمکو دعا کرنیکا حکم دیا اور قبول کرنیکا وعدہ فرمایا سو ہم تو بیشک تیری حکم کی موافق دعا مانگ چکی

فاجبنا کما وعدتنا اللہم فامنن علینا بمغفرۃ ما قارفنا واجابتک فی سقیانا وسعۃ رزقنا اللہم لا تہلک بلادک بذنوب

اب تو اپنی وعدہ کی موافق قبول کر الٰہی ہماری زیادتیان بخش کر اور اپنی قبولیت سی ہمکو پانی دیکر اور رزق کی فراخی کرکر ہمپر منت کر الٰہی گنہگار بندون کی بدلہ اپنی شہرون

عبادک ولکن برحمتک الشاملۃ ونعمتک الکاملۃ اسقنا ماء غدقا یحیی بہ البلاد وتروی بہ العباد انک

ولیکن اپنی رحمت شامل اور نعمت کامل سی ہمکو اتنا بہت پانی دی جس سی شہر زندہ اور تمام بندی سیراب ہوجاوین تو بیشک

علی کل شیء قدیر ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار المجلس السادس

ہر شی پر قادر ہی اے رب ہماری ہمکو دنیا مین خوبی اور آخرت مین خوبی دی اور ہمکو دوزخ کی عذاب سی بچا چہیالیسوین

والاربعون فی بیان وجوب تعلیم الفرائض والقرآن ولحن الخفی والجلی

مجلس مین بیان وجوب تعلیم فرایض کا اور قرآن کا اور لحن پوشیدہ اور ظاہر کا

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا الفرائض والقرآن فانی مقبوض ہذا الحدیث من حسان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا سیکہو فرایض اور قرآن کو کیونکہ مین قبض ہونیوالا ہون یہہ حدیث مصابیح کی

المصابیح

المصابیح رواہ ابو ھریرۃ وفیہ تحریض للامۃ علی تعلم النوعین من العلم لانھما لاینلقفان التلقف بمعنی
حسن حدیثوں میں ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور اسمیں امت کی تئی واسطی سیکہنی دو قسم علم کی ترغیب ہی کیونکہ یہہ دونو سوای نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور سی

الاخذ الا منہ علیہ السلام فانہ علیہ السلام اذا قبض لا یحصل للناس منھما شیٔ بعدہ الا ما تعلموا منہ
نہیں حاصل ہوتی تلقف کا معنی لینی کی ہین کیونکہ بی علیہ السلام نی جب وفات کی تو پہر بعد اونکی لوگون کو دونو میں سی کوئی علم نہیں حاصل ہو سکتا مگر وہی جو سیکہہ چکی

وھما الفرائض والقرآن اما الفرائض فقد ذھب بعض الناس الی ان المراد بھا قسمۃ المواریث ولا دلیل لہ
اور وہ دونو علم فرائض اور قرآن ہی جسمیں فرائض سی مراد تو بعضی لوگ وراثت کا تقسیم کرنا بتاتی ہیں اور موافق ذکر توربشتی کی اس خصوصیت کی دلیل نہیں معلوم ہوتی

فی ھذا التخصیص علی ما ذکرہ التوربشتی بل الصحیح ان المراد بھا الفرائض التی فرضھا اللہ تعالی علی عبادہ
بلکہ صحیح یہہ ہی کہ مراد اس سی وہ امور ضروری ہیں جو اللہ تعالی نی اپنی بندون پر فرض کردی ہین

واما القرآن علی ما ذکر فی الاصول فھو ما کان منقولا بالتواتر کالقراءۃ السبع المعروفۃ التی اختارھا الائمۃ
اور رہا قرآن علم اصول کی مضمون کی موافق وہ ہی جو تواتر سی منقول ہی جیسی ساتون قرائتیں مشہور جسکو قراءت کی ساتون اماموں نی اختیار کر رکہا ہی

السبعۃ من القراء لا ما کان منقولا بلا تواتر فانہ لیس بقرآن بل ھو من القراءۃ الشاذۃ سواء نقلت بطریق الشھرۃ
وہ نہیں ہی جو بلا تواتر منقول ہی سو یہہ قرآن کی احکام میں داخل نہیں ہی بلکہ وہ قرات شاذہ ہی برابر ہی کہ بطریق شہرت منقول ہو

او بطریق الاحاد والنقل بالتواتر شرط فی کون المنقول قرآنا سواء کان فی جوھر اللفظ او فی ھیئتہ والمراد من
یا بطریق آحاد اور نقل بالتواتر منقول کی لئی قرآن ہونیمیں شرط ہی برابر ہی کہ جوہر لفظ میں ہو یا اوسکی صورت میں اور جوہر لفظ سی یہہ مراد ہی

جوھر اللفظ ان یختلف خطوط المصاحف فی القرات السبع نحو مالک یوم الدین وملک یوم الدین والمراد من
کہ خطوط مصاحف کی قرارت سبعہ میں بدل جاوین جیسی مالک یوم الدین اور ملک یوم الدین اور مراد لفظ کی

ھیئۃ اللفظ ان لا یختلف خطوط المصاحف فی القراءۃ السبع کالتفخیم والامالۃ ونحوھا فاذا کان
ہیئت سی یہہ ہی کہ مصاحف کی خطوط قرارت سبعہ میں نہ بدلین جیسی امالہ نہ کرنا اور امالہ کرنا اور مانند اسکی اور جب

النقل بالتواتر شرطا فی کون المنقول قرآنا ظھر ان الشاذ سواء نقل بطریق الشھرۃ او بطریق الاحاد لا یکون لہ
نقل بالتواتر منقول کی قرآن ٹہرنی میں شرط ہوئی تو ظاہر ہوا کہ قرارت شاذ برابر ہی کہ نقل بطریق مشہور ہو یا بطریق احاد ہو اسکو

حکم القرآن حتی لا یجوز قراءتہ فی الصلوۃ والحاصل ان المشھورین من ائمۃ القراء ھم السبعۃ المذکورون فی
حکم قرآن کا نہیں ہوگا یہان تک کہ اوسکو نماز کی اندر پڑہنا جایز نہیں خلاصہ یہہ ہی کہ قرارت کی مشہور امام وہ ہی ساتون ہین جو

التیسیر والشاطبی وھم عاصم وحمزۃ والکسائی ھذہ الثلثۃ من الکوفۃ وابن کثیر من مکۃ ونافع من المدینۃ
تیسیر اور شاطبی میں مذکور ہیں اور وہ یہہ ہین عاصم اور حمزہ اور کسائی یہہ تینون تو کوفہ کی ہین اور ابن کثیر مکہ کا اور نافع مدینہ کا

وابو عمرو من البصرۃ وابن عامر من الشام وقد ثبت شیوخ ثلثۃ آخرون وھم یعقوب بن اسحق ویزید بن
اور ابو عمرو بصرہ کا اور ابن عامر شام کا اور تین شیخ اور بہی ثابت ہین وہ یہہ ہین یعقوب بن اسحاق اور یزید بن

القعقاع وخلف بن ھشام والصحیح ان احکام القرآن من جواز الصلوۃ وغیرہ جاریۃ فی ھذہ الثلثۃ ایضا
قعقاع اور خلف بن ہشام اور صحیح یہہ ہی کہ احکام قرآن کی یعنی نماز کا جایز ہونا اور سوا اسکی ان تینون میں بہی

کالسبعۃ واما ما وراءھا من القراءۃ الشاذۃ مشھورا کان او غیر مشھور فلا خلاف فی عدم جواز قراءتہ فی
اون ساتون کی مانند جاری ہین اور اسکی سوا اور شاذ قراءتین مشہور ہوں یا غیر مشہور اسمیں خلاف نہیں ہی کہ وہ نماز میں پڑہنی جایز نہیں

الصلوۃ وانما الخلاف فی فسادھا قال الاصفھانی ما لم یتواتر من القرات الشاذۃ فحکمھا فی الصلوۃ حکم کلام البشر
اور خلاف ... ہی اصفہانی کہتا ہی کہ قرارت شاذہ جبتک متواتر نہو تو اوسکا حکم نماز کی اندر حکم آدمی کی کلام کا سا ہی

واذا لم یکن الشاذ فیه حکم القرآن ولم یجز قراءته فی الصلوة فما ظنك بالقراءة التی لیست من القراءات المتواترة

اور جب قرارت شاذ میں حکم قرآن کا نہیں ہی اور نہ اوسکا نماز میں پڑھنا جایز ہی تو پھر تیرا کیا خیال ہی اوس قراءۃ میں جو نہ قرارت متواترہ سی ہی

ولا من القراءات الشاذة بل هی لحن محض هل یکون له حکم القرآن وهل یجوز قراءته فی الصلوة التی هی فرض علی الناس

اور نہ قرارت شاذہ سی بلکہ وہ صرف ترنم ہی تو کیا اوسکو حکم قرآن کا ہوسکتا ہی اور کیا اوسکا پڑھنا نماز میں جایز ہوگا ہی جو کہ لوگون کی ذمہ پر

بعد الایمان واحد ارکانها قراءة القرآن الذی انزل بافصح اللغات فلا بد ان یقرء بافصح اللغات ولا یتحقق ذلك

بعد ایمان کی فرض ہی اور اوسکی ارکان میں سی قرارت قرآن کی ہی جو بڑی فصیح زبان میں نازل ہوا ہی اس ضرورتی کہ اوسکو فصیح زبان سی پڑہیں اور فصاحت

الا بالتجوید فعلی هذا یکون العمل بالتجوید فرضا لازما لانه تعالی انزل القرآن بالتجوید حیث قال ورتله ترتیلا

بدون تجوید کی نہیں ہوسکتی اس بیان کی موافق تجوید فرض لازم ہوئی اس لئی کہ اللہ تعالی نی قرآن کو تجوید کی ساتھہ اوتارا ہی اسلئی کہ کہتا ہی اور پڑھ سنایا ہمنی اوسکو ٹھہر ٹھہر کر

فقال الترتیل تجوید الحروف ومعرفة الوقوف ولیس المراد بالتجوید قراءة تمضیغ اللسان وتقصیر الفم وتعویج الفك

سو علی رض نی فرمایا ترتیل حروف کی تجوید ہی اور وقفون کا معلوم کرنا اور تجوید سی مراد ایسی قرارت نہیں ہی کہ زبان کو چبا دی اور منہہ کو دبا دی اور جبڑی کو خم دی

وتردید الصوت اذ هی قراءة تنفر عنها الطباع ولا یقبلها القلوب والاسماع بل هو قراءة سهلة لطیفة لا مضغ

اور آواز کو گردش دی اسواسطی کہ ایسی قرارت سی طبیعتون کو نفرت آتی ہی اور نہ دل اور کان پسند کرتی ہیں بلکہ تجوید ایسی قرارت سہل لطیف ہی نہ اوسمین زبان کا

فیها ولا تعسف ولا تکلف فاذا کان التجوید فرضا یکون ما ینافیه حراما لان القرآن انما کان معجزا بفصاحة

چبانا ہی اور نہ بی راہی آواز کی ہی اور نہ کچھہ تکلف ہی جب تجوید فرض ہوئی تو اوسکی برخلاف حرام ہوا اسلئی کہ قرآن تو اپنی فصاحت الفاظ او بلاغت معنی سی معجز ہی

لفظه وبلاغة معناه فقراءته بالتجوید قراءة له بالفصاحة واذا لم یقرأ بالفصاحة یکون لحنا واللحن

... اوسکا جو ... کی ساتھہ پڑھنا فصیح ہی اور جب فصاحت کی ساتھہ نہ پڑھا تو پھر لحن ہوجاتا ہی اور لحن

فی لغة العرب یجیء علی معان والمراد به ههنا الخطاء والمیل عن الصواب وهو جلی وخفی اما الجلی فهو خطا یطرأ

لغت عرب میں کئی معنون میں آتا ہی اور لحن سی مراد یہان خطا اور راہ صواب سی الگ ہوجانا ہی اور لحن ایک جلی ہی اور ایک خفی لحن جلی جو الفاظ پر آتا ہی

الالفاظ ویخل بالمعنی فی بعض المواضع فیفسد الصلوة وهذا اللحن یشترك فی معرفته علماء القراءة وغیرهم

تو صرف خطا ہی اور بعضی جگہ معنی بگاڑ دیتا ہی پھر نماز بھی فاسد ہوجاتی ہی یہہ لحن سب علماء کو معلوم ہوتا ہی یعنی علماء قرارت اور اور علماء سب پہچانتی ہین

اذ هو قد یکون بتغییر الحرکات والسکنات الاعرابیة والبنائیة وقد یکون بنقص حرف وزیادته وابداله الی حرف

اسواسطی کہ یہہ لحن کبہی تو حرکات اور سکنات اعرابی اور بنائی کی بدلنی سی ہوتا ہی اور کبہی حرف کی کم وبیشی اور ایک حرف سی دوسرا حرف بدلنی سی ہوتا ہی

اخر واما الخفی فهو خلل یطرأ الالفاظ لکن لا یخل بالمعنی ولا یفسد الصلوة بل یخل بالفصاحة ویورث القباحة

اور لحن خفی سو وہ الفاظ کو بگاڑتا ہی پر معنی نہین بگاڑتا اور نماز بھی نہین جاتی بلکہ فصاحت مین خلل اور قباحت پیدا کرتا ہی

ولذا حرم فی القرآن کما ذکر فی البزازیة ان اللحن فیه حرام بلا خلاف اذ قال الله تعالی قرآنا عربیا غیر ذی عوج

اسی لئی قرآن کی اندر حرام ہی چنانچہ بزازیہ میں مذکور ہی کہ قرآن مین لحن بلا خلاف حرام ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی قرآن ہی عربی زبان کا جسمین کجی نہین

وهذا اللحن یختص بمعرفة علماء القراءة انه هو انما یکون بتکریر الراءات وتطنین النونات وتغلیظ اللامات وتشریق

اس لحن کو صرف علماء قرارت ہی پہچانتی ہین اسلئی کہ یہہ لحن یہی ہی حرف را کی بڑھانی سی اور نون کی گنگناٹ سی اور لام کی پر کرنی سی اور غنہ کو ناک مین

الغنة وغیر ذلك من ترك الادغام فی محل الادغام وترك الاخفاء فی محل الاخفاء وترك الاظهار فی محل الاظهار وترك الاقلاب

لیجانی سی ہوتا ہی اور سوا اوسکی جیسی ادغام کی جگہہ ترک ادغام اور خفا کی جگہہ ترک اخفا اور اظہار کی مقام پر ترک اظہار اور ترک کرنا بدلنی کا

فی محل الاقلاب وترك التفخیم فی محل التفخیم وترك الترقیق فی محل الترقیق فان ذلك کله وان لم یخل بالمعنی

... اور ترک کرنا ... کی جگہہ پر ... کرنیکی جگہہ ... کرنیکی بیشک یہہ تمام ... گو معنی ...

٧ والمراد بالترتیل التجوید بدلیل ان علیا رض سئل عن قوله تعالی ورتله ترتیلا

اور مراد ترتیل سی تجوید ہی ہی اس دلیل سی کہ علی رض سی کسی نی اس آیت کی معنی پوچھی

بل انما یخل باللفظ لفساد رونقه وذهاب حسنه لکن یخل بالفصاحة ولا قائل من اهل الایمان

سکہ لفظ بگڑ جاتا ہی کیونکہ لفظ کی رونق اور حسن جاتا رہتا ہی پر فصاحت مین خلل پڑتا ہی اور اہل ایمان مین سی یہہ کوئی قایل نہین ہی

بعدم فصاحة القران ولذلک حرمت هذه التغییرات کلها فی الصلوة وغیرها بیان ذلک ان القران

کہ قرآن فصیح نہین ہی اور اسیلئی ایسی تمام تغیرات نماز کی اندر اور سوا نماز کی حرام ہین اسکا بیان یہہ ہی

انما انزل بافصح اللغات التی هی لغة العرب العرباء وهی لغة قریش وهذیل وهوازن وطی وثقیف والیمن وبنو تمیم

کہ قرآن افصح لغات مین نازل ہوا ہی جو خالص عربون کی بولی ہی اور وہ بولی قریش اور ہذیل اور ہوازن اور طی اور ثقیف اور یمن اور بنو تمیم کی ہی

فلا بد ان یراعی فیه قواعد لغتهم من اخراج الحروف من مخارجها ومحافظة صفاتها من ترقیق المرقق وتفخیم

اب ضروری ہی کہ انکی بولی کی قاعدی رعایت کئی جاوین یعنی حرفون کو اونکی مخرج سی نکالنا اور نگہبانی اونکی صفات کی نرمی کی جگہ نرمی پر کی جگہ

المفخم ومد الممدود وقصر المقصور وادغام المدغم واظهار المظهر واخفاء المخفی وغیر ذلک مما هو لازم فی کلامهم

پر مد کی جگہ مد قصر کی جگہ قصر ادغام کی جگہ ادغام اظہار کی جگہ اظہار اخفا کی جگہ اخفا اور سوا اسکی جو جو اونکی کلام مین ضروری ہی

الذی هو سلیقة لهم لا یحسنون غیره فالقاری اذا لم یراع ذلک یصیر کانه قرء القران بغیر لغة العرب وهو

اور جو اونکا طریقہ ہی کہ سوائی اوسکی پسند نہین کرتی پس قاری اگر ان تمام امور کی رعایت نکری تو وہ مثل قرآن کو گویا سوا عربی کی اور زبان مین پڑہا اور وہ

ان کان قاریا صورة لکنه لیس بقارئ حقیقة بل هو هازئ وعدم قراءته اولی من قراءته لانه بهذه القراءة

اگرچہ ظاہر مین قاری ہی پر وہ حقیقت مین قاری نہین ہی بلکہ وہ جہل باز ہی ایسی قرات سی نہ پڑہنا ہی بہتر ہی اسلئی کہ ایسی قرات سی

یصیر من الَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا وهذا قال الامام ابن الجزری

اون لوگون مین داخل ہوگا جنکی دوڑ بہٹک گئی دنیا کی زندگی مین اور وہ سمجہتی ہین کہ خوب بناتی ہین کام اسیلئی امام ابن الجزری

فی کتابه المسمی بالنشر لاشک ان الامة کما هم متعبدون بتصحیح الفاظه واقامة حروفه علی الصفة المتلقیة

اپنی کتاب مین جسکا نام نشر ہی کہتی ہین بیشک امت کو جیسی کہ قرآن کی فہم معانی کا حکم ہی اسیطرح اوسکی صحت اور حروف کی قایم رکہنی کا حکم ہی اسطرح پر جو قرات کی

من ائمة القراءة المتصلة بالحضرة النبویة الافصحیة العربیة التی لا تجوز مخالفتها ولا العدول عنها الی

اماموں سی منقول اور حضرت نبوی سی فصیح عربیہ کی وضع پر متصل ہوا ہی جسکی مخالفت جایز نہین اور نہ اوسکو چہوڑکر اور وضع اختیار کرنی

غیرها والناس فی ذلک بین محسن ماجور ومسیئ اثم او معذور فمن قدر علی تصحیح کلام الله تعالی باللفظ

اور اس باب مین لوگ کئی وضع کی ہین بعضی محسن قابل ثواب کی اور بعضی ناکارہ گنہگار اور بعضی معذور لاچار اب جس سی یہہ ہوسکتا ہی کہ کلام اللہ کو صحت الفاظ

الصحیح العربی الفصیح وعدل عنه الی اللفظ الفاسد العجمی القبیح فانه مقصر بلا شک واثم بلا ریب و

اور فصاحت عربی کی وضع پر درست کرسکتا ہو پہر اوس وضع کو چہوڑکر لفظ فاسد عجمی قبیح اختیار کری تو بےشک قصوروار اور بی شبہ گنہگار ہی اور

اما من کان لا یطاوعه لسانه او لا یجد من یرشده الی الصواب فان الله تعالی قال لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا

پس جس شخص کی زبان قابو مین نہیں ہی یا کوئی تجوید سکہانیوالا نہین ملتا تو اللہ تعالی خود فرماتا ہی اللہ تکلیف نہین دیتا کسی شخص کو مگر

وُسْعَهَا لکن یجب علیه ان یجتهد جهده لعل الله یحدث بعد ذلک امرا وقد ذکر فی فتاوی قاضیخان ان

جو اوسکی گنجایش ہی لیکن ایسی شخص کو واجب ہی کہ خوب محنت کئی جای شاید کہ اللہ تعالی بعد اسکی قدرت عنایت کری اور فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی

الرجل اذا کان لا یحسن بعض الحروف ینبغی له ان یجتهد ولا یعذر فی ذلک وان کان لا ینطلق لسانه فی

کہ ایسا شخص کہ بعضی حرفون کو ٹہیک طور نہین پڑہسکتا ہی تو اوسکو لازم ہی کہ خوب محنت کری اسمین وہ معذور نہین ہی اور اگر لوگی کی زبان بعضی حرفون مین نہ چلتی

بعض الحروف ان یجد آیة لیس فیها تلک الحروف ویقرأها فی صلوته یجوز عند الکل وان قرأ الآیة التی فیها

گر ایسی آیت پاوی جسمین وہ حروف نہوین اور نماز مین پڑہی تو بالاتفاق جایز ہی اور اگر ایسی آیت پڑہی جسمین وہ حروف

بفهم معانی القران واقامة حدوده کذلک هم متعبدون به
[illegible]

تلك الحروف تجوز صلوته لکن لا یؤم غیرہ وکذا اذا کان الرجل لا یقف موضع الوقف او کان یتنحنح عند القراءۃ
موجود ہین تو وسکی نماز تو جایز ہی پر وہ ورکی امامت نکری اور ایسی ہی جو شخص وقف کی جگہ وقف نکری یا قرارت مین کھنکھار کری

لا یؤم غیرہ

المجلس السابع والاربعون فی جواز التغنی فی القرآن وما لا یجوز فیه

اور کی امامت نکری سینتالیسوین مجلس قرآن مین تغنی وغیرہ جایز ہونی اور نہ جایز ہونی مین

وغیرہ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس منا من لم یتغن بالقرآن هذا الحدیث من صحاح
رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا ہم مین سی نہین ہی جو قرآن مین تغنی نکری یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون
المصابیح رواہ سعد بن ابی وقاص والمراد بالتغنی المذکور فیه لیس هو المشهور المعروف بوجوہ الاول
مین سی ہی سعد بن ابی وقاص کی روایت سی اور تغنی سی مراد جو اس حدیث مین مذکور ہی وہ تغنی مشہور و معروف نہین ہی کئی وجہ سی پہلی وجہ یہہ ہی
ان اول الحدیث وهو قوله علیه السلام لیس منا یمنع عنه لکون معناه لیس من اهل ملتنا ومن یتبعنا
کہ اول حدیث قول علیه السلام کا لیس منا اس مراد سی روکتا ہی اسواسطی کہ اسکی معنی یہہ ہین کہ ہماری دین مین اور ہماری فرمان بردارون مین نہین ہی
فی امرنا وهو من قبیل الوعید ولا خلاف بین الامة ان قاری القرآن من غیر التغنی یثاب فماجور فکیف یستحق
اور ایک وعید ہی اور تمام امت مین کسیکو خلاف نہین ہی کہ بغیر تغنی قرآن پڑہنی والا ثواب دیا جاتا ہی اور ماجور ہی پہر وہ کیونکر سزاوار
الوعید والثانی ان الفقهاء صرحوا بکون قراءۃ القرآن بالتغنی معصیة ویکون التالی والسامع اثمان
وعید کا ہوا دوسری وجہ یہہ ہی کہ فقہانی صاف کہدیا ہی کہ تغنی کی ساتہہ قرآن کا پڑہنا گناہ ہی اور پڑہنی والا اور سننی والا دونو گنہگار ہوتی ہین
بل یکون المستحل کافرا وذلك لان التغنی حرام فی جمیع الادیان وکذا اللحن حرام بالاجماع قال البزازی
بلکہ اوسکو حلال سمجہنی والا کافر ہوتا ہی اور یہہ اسلئی کہ تغنی تمام دینون مین حرام ہی اور ایسی ہی لحن بالاتفاق حرام ہی بزازی کہتا ہی
اللحن حرام بلا خلاف وذکر ابو البرکات فی شرح النافع ان التغنی حرام فی جمیع الادیان وحکی عن ظهیر الدین
لحن بالاتفاق بلا خلاف حرام ہی اور ابو البرکات نی نافع کی شرح مین یہہ ذکر کیا ہی کہ تغنی تمام دینون مین حرام ہی اور ظہیر الدین مرغینانی سی
المرغینانی ان من قال لمقری زماننا عند قراءته احسنت یکفر ووجه کون التحسین کفرا ان قراء هذا
حکایت کرتی ہین کہ جسنی ہماری وقت کی قاری کو قرارت پڑہتی ہوئی کہا احسنت واہ کیا خوب کافر ہوجاتا ہی اور اچہا کہنا کفر اسلئی ہی کہ قرارت اس
الزمان قلما یخلو قراءتهم فی المجالس والمحافل عن التغنی والتغنی للناس لما کان حراما بالاجماع کان قطعیا
زمانی کی قاریون کی مجلسین اور محفلون مین تغنی سی خالی نہین ہی اور تغنی لوگون کی حق مین جو بالاتفاق حرام ہی تو قطعی ہوئی
ولذلك سماہ صاحب الذخیرۃ کبیرۃ وکذا صاحب الهدایة حیث قال فیها ولا یقبل شهادۃ من یغنی للناس
اور اسہیلئی صاحب ذخیرہ اسکو کبیرہ نام لیتا ہی اور ایسی ہی صاحب ہدایہ جس جگہ تغنی کی باب مین کہا ہی کہ اوسکی گواہی مقبول نہین جو لوگون کی لئی تغنی کری
لانه یجمعهم علی ارتکاب کبیرۃ فدل کلامه هذا علی ان استماع التغنی کبیرۃ فاذا کان استماع التغنی کبیرۃ
اسواسطی کہ اونکو گناہ کبیرہ پر جمع کرتا ہی اس تقریر سی معلوم ہوا کہ تغنی کا سننا گناہ کبیرہ ہی پس جب تغنی کا سننا گناہ کبیرہ ہوا
فکون التغنی کبیرۃ اولی فالمغنی مرتکب لهذه الکبیرۃ فتحسینه تحلیل للحرام القطعی وهو کفر فظهر من هذا
تو تغنی بطریق اولی کبیرہ ہوگی پس مغنی اس کبیرہ کو اختیار کرتا ہی اب اوسکا اچہا کہنا حرام قطعی کو حلال کرنا ہی یہہ کفر ہی اب اس سی معلوم ہوا
ان من یحضر الجمعة والجماعة فی هذا الزمان قلما ینجو عن ارتکاب کبیرۃ لان کثیرا من الخطباء والقراء
کہ جو شخص جمعہ اور جماعت مین آتی ہین اس زمانہ مین ارتکاب کبیرہ سی بہت کم خالی ہوتی ہین اسلئی کہ اکثر خطیب اور قاریون کی خطبی
قلما یخلو خطبتهم وقراءتهم عن التغنی بل هم یاخذون فی الخطبة والقرآن ماخذهم فی الشعر والغزل
اور قرارتین تغنی سی بہت کم خالی ہین بلکہ وہ خطبہ اور قرآن مین شعر اور غزل کا سا طرز لیتی ہین

حتی لا یکاد یفہم ما یقولون وما یقرؤون من کثرۃ النغمات والتقطیعات وکذا حال المؤذنین فی التصلیۃ والترضیۃ
یہان تک کہ بسا اوقات کثرۃ نغمات اور تقطیعات سے سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا تو کہتے ہیں اور کیا پڑھتے ہیں اور ایسے ہی صلی اللہ علیہ وسلم اور رضی اللہ عنہ
والتامین وتکبیرات الانتقالات والسامعون الحاضرون مرتکبون لہذہ الکبیرۃ وربما یستحسنہ بعضہم
اور آمین کہنے میں اور تکبیرات انتقالات میں موذنوں کا حال ہے اور سننے والے جو موجود ہوتے ہیں یہ کبیرہ اختیار کرتے ہیں اور بعضے وقت کوئی کوئی اچھا بھی کہنے لگتا ہے
بل ہو الاکثر فی اکثرہم لغلبۃ الہوی وعدم مبالاتہم فی امر الدین فیلزم ان یکفروا علی ما حکی عن ظہیر الدین المرغینانی
بلکہ اکثر اشخاص میں اکثر یہہ ہی ہوتا ہے کیونکہ ہوائے نفسانی کا غلبہ اور امر دین میں بے پروائی بہت ہوگئی ہے سو لازم یہہ آتا ہے کہ موافق حکایت ظہیر الدین مرغینانی کی
وکذا من یحضر التراویح فی لیالی رمضان لاستماع تسبیحات المؤذنین فی الجوامع والمساجد فان اسماء اللہ
کافر ہو جاویں اور ایسے ہی جو تراویح میں ماہ رمضان کی راتوں کو جوامع اور مساجد میں موذنوں کی تسبیحات سننے کی واسطے جمع ہوتے ہیں کیونکہ حق کی
الواقعۃ فیہا مثل یا حنان یا منان یا ذا الجود والاحسان ونحو سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی
ناموں میں جو تسبیحات کی اندر آتی ہیں جیسے یا حنان یا منان یا ذا الجود والاحسان اور جیسے سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی
العزۃ والجبروت وغیر ذلک من الاسماء الحسنی والصفات العلیا بکثرۃ الابتغاء والالحان یغیرونہا ویحرفونہا و
العزت والجبروت اور اسوا اسکی اسماء حسنی اور صفات علیا انہیں کثرت سے نغمے اور الحان کرکر اسقدر تبدیل اور تغیر اور تحریف اور اخفا کر دیتے ہیں
یخفونہا الی مرتبۃ لا یمکن تمییزہا وتشخیصہا مثل قولہم سوبحان المالیکی الحانان سوبحان المالوکی المانان
کہ ممکن نہیں کہ ذرہ تمیز اور تعیین ہوسکے چنانچہ سبحان الملک الحنان کو یوں پڑھتے ہیں سوبحان المالیکی الحانان سوبحان المالیکی المانان
بافراط المد فی ضمۃ السین وفتحۃ النون والمیم وفی کسرۃ اللام والکاف وغیر ذلک وکذا الحان الصوفیۃ مثل
سین کی ضمہ میں اور نون اور میم کی فتحہ میں اور لام اور کاف کی کسرہ میں خوب مد کھینچ کر اور سوا اسکی اور ایسا ہی صوفیوں کا الحان ہے جیسے
قولہم عقب الطعام بزعم الشکر الحمد ولیلہ الشکر ولیلہ بمد الدال والراء واللام ونحوہا فینبغی للمسلم ان یحترز
کہانا کہا کر شکر کی خیال پر کہا کرتے ہیں الحمد ولیلہ والشکر ولیلہ دال اور را اور لام کو خوب کھینچکر اور مانند اسکی سو مسلم کو لایق ہے کہ ایسی مجالس میں
عن حضورہا وسماعہا ویطلب مسجدا خالیا عنہا اذ صورتہا عبادۃ وحقیقتہا معصیۃ وکبیرۃ فلعلہ
نہ جاوے اور ایسی کلمات نہ سنے اور مسجد جو ان مفاسد سے خالی ہو تلاش کرلے سو اسطے کہ یہہ ظاہر میں تو عبادت ہے اور حقیقت میں معصیت کبیرہ ہے ایسا نہو
یستحسنہا وینہدم دینہ وہو لا یشعر والحال ان الجہل لا یکون عذرا ولا یظن احد ان المراد بالتغنی للناس قراءۃ
کہ اسکو اچھا کہنے لگے سو اوسکا دین بے خبری میں برباد ہو جاوے اور حال یوں ہے کہ نادانی کوئی عذر نہیں ہے اور کوئی یہہ خیال نہ کرے کہ تغنی لوگوں کی سامنے یہہ ہے
الابیات والاشعار بالاصوات الموزونۃ دون قراءۃ القرآن والاذکار فانہ ظن فاسد بل ہو یعم التغنی بالقرآن
کہ بیتیں اور شعر آواز موزون بناکر سنا دے قرآن اور ذکر میں تغنی نہیں ہوتی یہہ خیال فاسد ہے بلکہ تغنی قرآن وغیرہ سب میں ہوتی ہے
وغیرہ لان الفقہاء صرحوا بکون قراءۃ القرآن بالالحان معصیۃ وبکون التالی والسامع آثمین قال البزازی
اسلئے کہ فقہاء نے صاف کہا ہے کہ قرآن کو الحان سے پڑہنا گناہ ہے اور پڑہنے والا اور سننے والا دونو گنہگار ہوتے ہیں بزازی کہتا ہے
القرآن بالالحان معصیۃ والتالی والسامع آثمان والوجہ الثالث من تلک الوجوہ المذکورۃ ان الحدیث المذکور
قرآن الحان سے پڑہنا گناہ ہے اور پڑہنے والا اور سننے والا دونو گنہگار ہوتے ہیں اور تیسری وجہ وجوہات مذکورہ میں سے یہہ ہے کہ یہہ حدیث مذکور
یکون معارضا لما اخرجہ الترمذی عن حذیفۃ انہ علیہ السلام قال اقرؤا القرآن بلحون العرب واصواتہا وایاکم
اوس حدیث سے معارض ہے جو ترمذی نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن کو عرب کی لہجہ اور آواز پہ پڑہا کرو اور فسقوں کی
ولحون اہل الفسق ولحون اہل الکتابین فانہ سیجیء بعدی قوم یرجعون القرآن فی ترجیع الغناء والرہبانیۃ والنوح
لحن سے اور یہود اور نصاری کی لحن سے بچو البتہ قریب ہے میرے بعد ایک قوم ہوگی کہ قرآن میں مانند ترجیع غنا اور راہبوں اور نوحہ گری کی ترجیع کرینگی

ولا یجاوز حناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب من یعجبهم شانهم ذکر هذا الحدیث الامام الجعبری
اور قرآن اونکی گلونسی نیچی نہ اوتریگا اونکی دل اور اونکی دل جو اونکی وضع پسند کرتی ہین فتنہ مین ہین اس حدیث کو امام جعبری نی
فی شرح الشاطبی وهو اصل عظیم فی هذا الباب الذی هو جواز التغنی بالقرآن وعدم جوازه وعلیه
شاطبیہ کی شرح مین ذکر کیا ہی اس باب مین یہہ بڑی اصل ہی یعنی قرآن مین تغنی جایز ہونی کا اور نہ جایز ہونی کی اور
یتفرع مسائل هذا الباب ومن لم یقف علی هذا الاصل یغلط کثیرا اذ جعل بعضهم التغنی حراما
اس باب کی مسائل اسی پر مبنی ہین اور جو شخص اس اصل سی واقف نہین ہی بہت غلطی کرتا ہی اسواسطی کہ بعضی تغنی کو جمیع
فی جمیع الادیان فیلزم اکفار مستحله وبعضهم اجازه فی الشریعة المحمدیة وکذا اللحن فتحیر
ادیان مین حرام کہتی ہین اب لازم آتا ہی کہ حلال سمجھنی والا کافر ہووی اور بعضون نی شریعت محمدیہ مین جایز رکہا ہی اور ایسی ہی لحن کا حال ہی
الناظر الی هذه الاقوال فلابد من معرفة معنی التغنی واللحن وما هو المراد منهما عند القائلین
سو جو کہ ان اقوال کو دیکہتا ہی حیران ہوتا ہی اب تغنی اور لحن کی معنون کا سمجہنا ضرور ہی اور جو ان دونون سی مراد ہی اونکی جو جواز کی قائل ہین
بالجواز والقائلین بعدم الجواز حتی یتخلص من ورطة التحیر والهلاك اما التغنی فهو اما من الغنی بالکسر
اور اونکی جو ناجایز بتاتی ہین ۔ تا کہ وہ حیرانی اور ہلاکت کی بہنور سی خلاص ہووی اب تغنی یا تو مشتق ہی غنی سی جو غین کی زیر سی ہی
والقصر او من الغناء بالکسر والمد فان کان من الاول فهو بمعنی الاستغناء وان کان من الثانی فهو
بدون مد کی اور یا غنا سی مشتق ہی غین کی زیر اور مد سی پہر اگر تغنی اول سی مشتق ہی تو اوسکی معنی استغنا بی نیازی کی ہین اور اگر دوسری سی مشتق ہی تو
بمعنی الترنم والترجیع والتطریب اذ الغناء هو الصوت الموزون الرقیق الحزین والتغنی والترنم والترجیع
اوسکی معنی سرود اور آواز کا بلند اور پست کرنا اور رجہانا اسواسطی کہ غنا یہہ ہی آواز موزون بنی ہووی نرم دلین چبہتی ہوئی کو کہتی ہین اور تغنی اور ترنم اور ترجیع
والتطریب استعمال ذلك الصوت الموزون وتردیده فی الحلق بادخاله داخل الحلق مرة واخراجه
اور تطریب اوس آواز موزون کا برتنا اور استعمال کرنا اور اوسکا حلق مین پہرانا کہ ایک بار حلق کی اندر لیجانا اور پہر اوسکا باہر لانا
اخری علی الطریقة المستفادة من الموسیقی وهذا هو المشهور المعروف المراد بالتغنی المحرم فی جمیع
اوس طرز پر جو گوئی کرتی ہین اور یہہ ہی مشہور معروف تغنی سی مراد ہی جو کہ تمام دینون مین حرام ہی
الادیان سواء اقترن بالقرآن او بالاذان او بالخطبة او بالاذکار او بالاشعار او لم یقترن بشیء منها
برابر ہی کہ قرآن مین جاری ہو یا اذان مین یا خطبہ مین یا ذکرون مین یا شعرون مین یا انمین سی کسی مین بہی نہو
ولذلك لما بین صاحب مجمع الفتاوی ان استماع صوت الملاهی کالضرب بالقصب وغیر ذلك
اوسہی لئی چونکہ صاحب مجمع الفتاوی نی بیان کیا کہ بیشک ملاہی کی آواز کا سننا جیسی ڈنکی وغیرہ سی بجانا
هی حرام ومعصیة لقوله استماع الملاهی معصیة والجلوس علیها فسوق والتلذذ بها من الکفر ومن سمع
یہہ سب حرام اور معصیت ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی کہ سننا ملاہی کا معصیت ہی اور اوسکو بیٹھ کرنا فسق ہی اور اوسی مزہ اوٹہانا کفر ہی اور جسکی کان مین
بغتة فلا اثم علیه لکن یجب ان یجتهد کل الجهد حتی لا یسمع لما روی انه علیه السلام ادخل اصبعیه
ناگاہ آواز آگئی تو اوسپر گناہ نہین لیکن واجب ہی کہ تمام تر کوشش کری کہ وہ آواز کان مین نہ آوی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی آواز سنکر اپنی کانون مین
فی اذنیه عند سماعه قال دلت المسئلة علی ان مجرد الغناء والاستماع الیه معصیة وان لم یقترن
اونگلیان دی لین تہین کہا ہی کہ اس مسئلہ سی معلوم ہوتا ہی کہ مطلق غنا اور اوسکا سننا معصیت ہی اگرچہ کسی شئی مین
بشیء من القرآن وغیره ووجه الدلالة ان الحاصل من الملاهی مجرد الصوت الموزون لا غیر فیکون مجرد
قرآن وغیرہ سی جاری نہو اور وجہ دلالت کی یہہ ہی کہ حاصل ملاہی سی نری آواز موزون ہوتی ہی اور کچہ نہین ہوتا تو اب صرف

رفع الصوت الموزون وخفضه وترديده في الحلق من غير اقتران بشيء من القرآن وغيره كما يفعله المغنون معصية

آواز موزون کا بلند کرنا اور پست کرنا اور حلق کی اندر پہیرنا بدون اسکی کہ قرآن وغیرہ میں جاری ہو جیسی کہ خوشخوان پڑھتی ہیں سب گناہ ہی

وكذا اذا اقترن بالقرآن او الاذان او الخطبة او غيرها من الاذكار بل هو اسوء واشنع لانه خلط المعصية بالعبادة

اور ایسی ہی جب قرآن اور اذان اور خطبہ اور اذکار میں جاری ہو بلکہ یہہ بدتر اور شنیع تر ہی اسلئی کہ معصیت کو عبادت میں ملا دیا

وتلعب بالدين وان اعتقد هذا الصنيع الشنيع عبادة فهو معصية اخرى اشد استقباحا من الاولى واما اللحن

اور دین میں کہیل شروع کیا اور اگر اعتقاد کرتا ہی کہ یہہ عمل بد عبادت ہی تو یہہ الگ بڑا ہی گناہ پہلی گناہ سی سخت تر ہی اور رہا لحن

فهو على ما فهم من كلام صدر الشريعة في باب الاذان انه قد يكون بتحريف الكلمات بان ينقص حرفا من

سو وہ موافق اوس مضمون کی جو صدر الشریعۃ کی کلام سی باب اذان میں معلوم ہوتا ہی یہہ ہی کہ لحن کبہی کلمات کی تغیر سی ہوتا ہی اسطور کہ کوئی حرف اوسکی حرفوں

حروفها سواء كان حرف مد او غيره او بان يزيد فيها حرفا من حروف المد او غيرها وقد يكون بتغيير صفات

میں سی کم کر دی برابر ہی کہ حرف مد ہو یا کوئی اور ہو یا اسطور ہوتا ہی کہ اوسمیں کوئی حرف حروف مد وغیرہ میں سی بڑہا دی اور کبہی حرفوں کی صفات کی بدلنی سی

حروفها بان ينقص شيئا من كيفيات الحروف او يزيد كالحركات والسكنات والمدات وغير ذلك من الادغام والاخفاء

ہوتا ہی اسطور کہ کچہہ کیفیات حروف کی کم کر دی یا زیادہ کر دی جیسی حرکات اور سکنات اور مدات اور سوا اسکی ادغام اور خفی کرنا

واشباع الحركات وتوفير الغنات ونحوها مما يطول تعدادها على ما ذكر في كتب التجويد وقد يستعمل اللحن بمعنى التغني

اور حرکت کا بڑہانا اور غنہ کا پورا کرنا اور مانند اسکی جنکی گنتی بہت ہی چنانچہ کتب تجوید میں مذکور ہی اور کبہی لحن کو تغنی کی معنوں میں لیتی ہیں

وقد يطلق كل من هذه الالفاظ ويراد به مجرد حسن الصوت من غير تغيير لفظ فعلى هذا متى قيل يجوز قراءة القرآن

اور کبہی ان تمام لفظوں سی نری خوش آوازی بدون تغیر لفظ کی مراد ہوتی ہی پس اس اختلاف کی موافق جب کوئی بولی کہی کہ قرآن کا

بالالحان يراد به حسن الصوت ولحون العرب كما في قوله عم اقرؤا القرآن بلحون العرب والمراد بلحون العرب صوتهم الطبيعية التي

پڑہنا الحان سی جایز ہی تو خوش آوازی اور عرب کا لہجہ مراد ہوگا چنانچہ اس حدیث میں ہی قرآن کو عرب کی لہجہ پر پڑہو اور مراد عرب کی لہجہ سی عربوں کی اصلی طبعی

هي مد الممدود وقصر المقصور وترقيق المرقق وتفخيم المفخم وادغام المدغم واظهار المظهر واخفاء المخفي وغير ذلك مما هو لازم في

آوازیں ہیں یعنی دراز کرنا ممدود کا اور قصر کرنا مقصور کا اور ہلکا کرنا ہلکی کا اور پر کرنا پر کا اور ادغام کرنا قابل ادغام کا اور ظاہر کرنا قابل اظہار کا اور خفی کرنا قابل اخفا کا اور سوا اسکی جو جو عربی

كلامهم الذي هو سليقة لهم لا يحسنون غيره ومتى قيل قراءة القرآن بالالحان حرام يراد به لحون اهل الفسق كما في قوله عم [illegible]

کی کلام میں لوازمات ہیں جو اونکا اصلی طریقہ تہا کہ اوسکی خلاف کو اچہا نہیں سمجہتی اور جب کوئی یہہ کہی کہ قرآن کا پڑہنا الحان سی حرام ہی تو اب لحن فاسقوں کی مراد ہی [illegible]

اهل الفسق والمراد بلحون اهل الفسق الانغام المستفادة من الموسيقي اذ من يفعلها يكون من اهل الفسق لارتكابه كبيرة

فاسقوں کی لحن سی بچتی رہو اور فاسقوں کی لحن سی وہ نغمات مراد ہیں جو گویوں کی طرز پر ہوتی ہیں اسلئی کہ جو شخص یہہ تغنی کرتا ہی وہ فاسق ہی کیونکہ کبیرہ گناہ کیا ہی

الا ترى ان ابا حنيفة وغيره من المشائخ يبيحون قراءة القرآن بالالحان على ما ذكر في بعض الفتاوى وعلى تقدير كون المراد بها الانغام

دیکہتا نہیں کہ امام ابوحنیفہ وغیرہ مشائخ الحان سی قرآن کا پڑہنا مباح کہتی ہیں چنانچہ بعضی فتاووں میں مذکور ہی اور جس صورت میں کہ مراد اس سی وہ نغمات ہوں

المستفادة من الموسيقي كيف يبيحونها مع صريح النهي عنها بقوله عليه السلام اياكم ولحون اهل الفسق وعلى تقدير كون المراد بها حسن

جو علم موسیقی کی طرز پر ہوتی ہیں تو کیونکر مباح کہہ سکتی باوجودیکہ اس حدیث میں صاف منع فرمایا ہی فاسقوں کی لحن سی بچتی رہو اور اگر مراد اوس سی خوش آوازی

الصوت ولحون العرب كيف لا يبيحونها وقد امر بها النبي عم بقوله اقرؤا القرآن بلحون العرب وقد يقع الغلط على اوهام بعض الناس فيظنون المراد بحسن الصوت المطلوب

اور لہجہ عرب کا ہو تو کیونکر منع کر سکتی باوجودیکہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں ارشاد کیا ہی قرآن کو عرب کی لہجہ پر پڑہا کرو اور بیشک بعضی لوگوں کی سمجہہ میں غلطی پڑتی ہی کہ وہ یہہ

في قراءة القرآن والخطبة والاذان هي التغني المعروف المشهور بينهم تاسفا لما يرتكبونه ثم انهم عن هذا المعنى لمعزولون ثم انهم لا يكتفون بما ارتكبوا

جو قرآن کی پڑہنی اور خطبہ اور اذان میں درکار ہی وہ ہی تغنی مشہور ومعروف ہی افسوس افسوس اونکی سمجہہ پر حق تو یہہ ہی کہ وہ ان معنوں سی بہت دور ہیں پہر یہہ ہی تو نہیں کہ جو اختیار کر رکہا ہی

[illegible]

بل يقعون في طعن السلف الصالحين وينسبون اليهم الفعل المحرم في جميع الاديان حيث يعتقدون ان الغناء
بلکہ علماء سلف کو طعنہ دیتے ہیں اور اونپر ایسی فعل کی جو تمام مذہبون مین حرام ہی تہمت لیتے ہیں اسواسطی کہ یہہ اعتقاد کرتے ہین کہ بیشک یہہ غنا

الذي يفعلونه اليوم هذا الذي كان السلف يفعلونه ومعاذ الله ان يظن بهم هذا ومن وقع له ذلك يتعين
کہ جو اب عمل مین آتی ہی یہہ وہی غنا ہی جو سلف بزرگ استعمال کرتی تہی خدا کی پناہ اونکی طرف ایسی گمان سی اور جسکی خیال مین یہہ وسوسہ گذرتا ہی

عليه ان يتوب عنه ويرجع الى الله تعالى والا فهو من الهالكين الا ترى ان حسن الصوت في الاذان مندوب
تو اوسکو یہہ ہی چاہی کہ اس عقیدہ سی توبہ کری اور خدا کی طرف رجوع کری نہین تو وہ ہلاک ہوا دیکہتا نہین کہ حسن صوت اذان مین مستحب

ومطلوب مع ان التغني فيه حرام ومكروه منصوص كراهته في عامة الكتب من المتون والشروح والفتاوى
اور مقصود ہی باوجودیکہ تغنی اذان مین حرام اور مکروہ ہی اوسکی کراہت صاف صاف تمام متونون اور شرحون اور فتاوون مین

معرض بها من التاكيد والتهديد وقد صدر الانكار على فاعله عن النبي عليه السلام وعن الصحابة والتابعين وغيرهم
بتاکید اور تہدید مذکور ہی اور بیشک برائی تغنی کرنیوالی کی نبی علیہ السلام سی اور صحابہ اور تابعین وغیرہ

من السلف والخلف اذ روي عن ابن عباس رض انه عليه السلام كان له مؤذن يطرب ونهاه عن ذلك وروي ان
اگلی اور پچہلون سی ثابت ہوتی ہی اسواسطی کہ ابن عباس رض سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کی ہان ایک موذن مطرب تہا اوس موذن کو اس سی باز رکہا اور روایت ہی

رجلا قال لابن عمر اني احبك في الله فقال له ابن عمر اني ابغضك في الله لانك تتغنى في اذانك فظهر من
کہ ایک شخص نی ابن عمر سی کہا مین تمکو اللہ کی واسطی محبوب رکہتا ہون پس ابن عمر نی جواب دیا مین تجہکو خدا کی واسطی برا جانتا ہون اسلئی کہ تو اذان مین تغنی کرتا ہی

هذه الوجوه كلها ان المراد بالتغني في الحديث المذكور سابقا ليس ما هو المعروف والمشهور بل المراد به الاعلان
اب ان تمام وجوہات سی ظاہر ہوتا ہی کہ تغنی سی جو پہلی حدیث مین آیا ہی وہ ہی تغنی معروف ومشہور مراد نہین ہی بلکہ تغنی سی قرآن کا ظاہر پڑہنا

بالقرآن والافصاح به كانه عليه السلام جعل الجهر به تبعا للاقرار بتوحيد الله تعالى ونبوة انبياءه في كونه
اور فصیح زبان سی پڑہنا مراد ہی گویا نبی علیہ السلام نی قرآن بلند آواز سی پڑہنی کو بمنزلہ اقرار کی ٹہرایا ہی واسطی توحید اللہ تعالی کی اور انبیاء کی نبوت کی اس باب مین

من شعائر الاسلام كالاعلام بالشهادتين في صحة الايمان او المراد به الاستغناء بالقرآن عن الاشعار و
کہ نشان اسلام کا ہی جیسی دو نوکلمی شہادت کا ظاہر کرنا واسطی درستی ایمان کی نشان ہی یا تغنی سی مراد بنسبت قرآن کی شعرون سی اور

احاديث الناس فقد ورد التغني بهذا المعنى وان ما يجيء تفعل بمعنى استفعل قليلا لكن قلة الاستعمال لا يمنع
جہان کی قصہ کہانیون سی بی نیاز ہونا بیشک تغنی کی یہہ ہی معنی مین اگرچہ وزن تفعل کا استفعل کی معنون مین کمتر آتا ہی لیکن قلت استعمال سی احتمال

احتمال الارادة والمراد به التجويد والترتيل فانه زين للقرآن لا سيما مع حسن الصوت فان التغني بمعنى حسن
ارادہ کا نہین موقوف ہوتا اور مراد اس سی تجوید یا ترتیل ہی کیونکہ اس سی قرآن کو زینت ہوتی ہی خاص کر خوش آواز سی تو بیشک تغنی بمعنی خوش آوازی

الصوت مندوب على ما ذكر في التاتارخانية ان التغني بالقراءة ان لم يغير الكلمة عن وضعها بل يحسنه تحسين
مستحب ہی چنانچہ تاتارخانیہ مین یہہ مذکور ہی کہ تغنی قرآن مین اگر کلمات کو اپنی وضع سی نہ بدل دی بلکہ اوسکو آراستہ کردی

الصوت وتزيين القراءة فذلك مستحب عندنا في الصلوة وخارجها وان كان يغير الكلمة عن وضعها يوجب
اور قراءت کو زینت دی تو یہہ تغنی ہماری نزدیک نماز مین اور نماز سی باہر بہی مستحب ہی اور اگر تغنی کلمات کو اپنی وضع سی بدل ڈالی تو نماز کو

فساد الصلوة لان ذلك منهي عنه وقال التوربشتي القراءة على الوجه الذي يهيج الوجد في قلوب السامعين
بگاڑتی ہی اس لئی کہ یہہ تغنی ممنوع ہی اور توربشتی کہتا ہی کہ اس وضع کی قراءت جو سننی والون کی دلون مین شور محبت بہڑکادی

ويورث الحزن ويجلب الدموع مستحبة ما لم يخرجه التغني عن التجويد ولم يصرفه عن مراعات النظم في الكلمات
اور اندوہ پیدا کری اور آنسو بہادی مستحب ہی جبتک کہ تغنی تجوید سی نہ نکالدی اور اوس نظم سی جو کلمات اور حروف مین رعایت کی جاتی ہی دور نہ کردی

والحروف

والحروف فاذا انتهی الی ذلک عاد الاستحباب کراهة اذا تقرر هذا ینبغی ان نعلم ان الفقهاء لما صرحوا بکون التغنی

پھر اگر اس نوبت کو پہنچی تو مستحب نہیں مکروہ ہی جب یہہ معلوم ہو چکا تو یہہ بات بھی لایق سمجہنی ہی کہ فقہا جب تغنی کو

فی القران حراما وشددوا فیه مع ظواهر بعض الاحادیث الذی توهم جوازه فیه فکونه حراما فی غیر القران من الاذان

قرآن مین حرام کہہ چکی اور اسباب مین تشدد کر چکی باوجود دیکہ بعض احادیث کی ظاہر معنون سی جواز کا وہم پڑتا ہی پہر ایسی تغنی سوا قرآن کی اذان

والخطبة والاذکار وغیرها مع عدم ورود شیء مما یوهم جوازه فیها اصلا من ظواهر الاحادیث واقوال العلماء اولی

اور خطبہ اور اذکار وغیرہ مین باوجودیکہ ہرگز کوئی ایسی روایت بہی نہین جس سی جواز تغنی کا اذان وغیرہ مین وہم پڑی نہ کوئی ظاہر حدیث نہ قول کسی عالم کا بطریق اولی حرام ہی

لانه بقی علی الخطر الاصلی المستفاد من قولهم التغنی حرام فی جمیع الادیان المجلس الثامن والاربعون

اسواسطی کہ وہ خطر اصلی پر باقی ہی جو اونکی اس قول سی مفہوم ہوتا ہی کہ تغنی تمام دینون مین حرام ہی اٹہتالیسوین مجلس مین

فی بیان فضیلة المؤذن وبیان سبب وضع الاذان قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یسمع

بیان مؤذن کی فضیلت کا اور بیان سبب اذان کی مقرر ہونیکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا نہین سنیگا

مدی صوت المؤذن جن ولا انس ولا شیء الا شهد له یوم القیمة هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو سعید

انتہا آواز مؤذن کی جن اور نہ انسان اور نہ کوئی اور شی مگر واسطی مؤذن کی قیامت کی روز گواہی دیگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو سعید کی روایت

الخدری وفیه حث علی استفراغ الجهد فی رفع الصوت بالاذان لیکثر شهوده من الجن والانس وغیرهما من

سی اور اسمین یہہ ترغیب ہی کہ جہان تک ہو سکی بتمام قوت اذان مین آواز بلند کری تاکہ گواہ جن وانس و غیرہ حیوانات

الحیوانات والجمادات یوم القیمة فان المؤذن کلما جعل صوته اجهر یکون شهوده یوم القیمة اکثر وانما

اور جمادات قیامت کی روز زیادہ ہو جاوین کیونکہ مؤذن جتنی آواز بلند کریگا دتنی ہی اوسکی گواہ قیامت کی دن زیادہ ہونگی اور نہین سنیگا

قال لا یسمع صوته لان مدی الصوت غایته وغایة الصوت تکون اخفی لا محالة فاذا شهد له من بعد عنه

آواز اوسکی اس لئی فرمایا کہ مدی صوت انتہا آواز کا ہوتا ہی اور انتہا آواز کا بالضرور بہت خفی ہو جاتا ہی پہر جب اوسکی گواہی وہ چیزین دیوین جو اوس سی دور کی ہون

ووصل الیه همس صوته فاولی ان یشهد له من قرب منه وسمع منادی صوته والمراد من شهادة الشهود له

اور اوسکی کہسکہساہٹ ہی سنی ہو تو جو پاس کی چیزین ہین اور اول آواز سنتی ہین بطریق اولی گواہی دینگی اور اوسکی حق مین قیامت کی دن گواہون کی گواہی سی مراد یہہ ہی کہ اوس روز اہل محشر کی سامنی

یوم القیمة اشهاده فی ذلک الیوم فیما بین اهل المحشر بالفضل وعلو الدرجة فانه تعالی کما یهین قوما

بزرگی اور بلند مرتبہ کی گواہی ہوگی بیشک اللہ تعالی جیسی کسی قوم کو قیامت کی دن اوسکی حق مین گواہ ہون کی بری گواہی سنکر ذلیل کرتا ہی تاکہ سب کی سامنی خوار و ذلیل

یوم القیمة بشهادة الشهود علیهم تحقیقا لفضوحهم علی رءوس الاشهاد وتسوید الوجوههم فکذلک یکرم

اور کالا منہہ ہو دی سو ایسا ہی بعضی قوم کو

قوما فی ذلک الیوم بشهادة الشهود لهم تکمیلا لسرورهم تطییبا لقلوبهم ثم انهم بکثرة شهادة الشهود لهم یزداد

اوس روز گواہون کی اچہی گواہی سی اونکی خوشی پوری اور دل خوش کرینگی لئی عزت کرتا ہی پہر اوس قوم کی فرح اور سرور بسبب بہتایت اچہی گواہون کی بڑہتی جاتی ہی

سرورهم وفرحهم فان قیل الاذان ذکر والاصل فی الاذکار الاخفاء لقوله تعالی واذکر ربک فی نفسک تضرعا

پہر اگر کوئی یہہ کہی کہ اذان تو ذکر ہی اور تمام ذکرون مین اصل اخفا ہی یعنی چپکی سی بدلیل اس آیت کی اور یاد کرتا رہ اپنی رب کو دل مین گڑگڑاتا

وخیفة ودون الجهر من القول ولقوله علیه السلام للذی رفع صوته بالذکر لن تدعوا اصم ولا غائبا

اور ڈرتا اور پکار سی کم آواز بولنی مین اور اس لئی کہ نبی علیہ السلام نی اوس شخص کو جو پکار کر ذکر کرتا تہا فرمایا تو ہرگز نہین پکارتا بہری کو اور غائب کو

فما وجه الجهر فیه فالجواب ان الاذان وان کان ذکرا وکان الاصل فی الاذکار الاخفاء الا ان فیه معنی زاید

پہر اذان مین پکارنی کی کیا وجہ ہی تو جواب یہہ ہی کہ اذان اگرچہ ذکر ہی اور اصل بہی ذکرون مین اخفا ہی پر اذان مین ایک اور بات بڑہتی ہی

يوجب الجهر على خلاف الاصل وهو كونه اعلاما لاوقات الصلوة وهذا المعنى الزائد اوجب فيه حكما عارضا على
جس سے پکار کر کہنا اصل کی برخلاف واجب ہوگیا اور وہ بات یہی کہ نماز کی وقتوں کی خبر دیتی ہیں اس ہی بڑہتی بات نی اوسمین ایک حکم عارضی اصل سی الگ واجب کر دیا ہی

الاصل وهو الجهر لانه لا يصلح ان يكون اعلاما الا بصفة الجهر بيان ان الاذان وان كان ذكرا يوجب الاخفاء
یعنی پکار کر کہنا اسواسطی کہ اذان سی بدون پکار کر کہنی کی اعلام نہین ہوسکتا اسکا بیان یہہ ہی کہ اذان اگرچہ ذکر ہی جسمین اخفا واجب ہی

الا ان الاخفاء امتنع فيه لمانع قوی هو كونه اعلاما لان الاعلام لا يمكن حصوله الا بصفة الجهر ووجود
پر بیشک اسمین اخفا ایک قوی مانع کی سبب سی ممنوع ہی وہ مانع یہہ ہی کہ وہ اعلام ہی اسواسطی کہ اعلام بدون پکار کر کہنی کی حاصل ہونا ممکن نہین ہی اور ایک

علة توجب حكما على وجه لا يمنع وجود علة اخرى توجب حكما اخر مخالفا للاول بل اسمه ايضا يدل على
علت سی اوسکا حکم اس طور پر واجب ہوتا ہی کہ اوس سی دوسری ایسی علت کا پیدا ہونا ممنوع نہین ہوتا جس سی دوسرا حکم اول کی برخلاف واجب ہوجاوی بلکہ اوسکا نام ہی یعنی اذان دلالت

وجوب الجهر فيه لانه في اللغة الاعلام مطلقا وفي الشريعة اعلام مخصوص على وجه مخصوص بالفاظ
کرتا ہی کہ اسمین جہر واجب ہی اسلئی کہ اذان کی معنی مطلق اعلام کی ہین اور شریعت مین خاص اعلام کو کہتی ہین بطور خاص الفاظ مخصوصہ سی

مخصوصة وقد سبق ان الاعلام يمتنع حصوله بدون الجهر بل سببه ايضا يدل على لزوم الجهر فيه وهو انه
اور اوپر گذر چکا ہی کہ اعلام بدون جہر کی ہرگز نہین ہوسکتا بلکہ اذان کی ایجاد کا سبب بہی دلالت کرتا ہی کہ اوسمین جہر لازم ہی وہ سبب یہہ ہی

عليه السلام لما قدم المدينة وبنى المسجد شاور اصحابه فيما يجعل علامة لمعرفة وقت الصلوة وحضور الجماعة
کہ نبی علیہ السلام جب مدینہ مین تشریف لای اور مسجد تیار کی توصحابہ سی مشورہ کیا کہ اوقات نماز کی پہچان اور جماعت مین آنی کی لئی کیا علامت مقرر کرین

فذكر له ضرب الناقوس فقال هو من شعائر النصارى فذكر له النفخ في القرن فقال هو من شعائر اليهود فذكر
کسینی ناقوس کا بجانا ذکر کیا تو آپ نی فرمایا وہ طریقہ نصاری کا ہی پہر صور پہونک نی ذکر کیا پہر آپ نی فرمایا یہہ یہود کا طریق ہی پہر کسینی

له ايقاد النار فقال هو من شعائر المجوس فتفرقوا من غير ان يتفقوا على شئ وكان فيهم عبد الله بن زيد الانصاری
آگ جلانی کا ذکر کیا پہر آپ نی فرمایا یہہ طریقہ مجوسیون کا ہی پہر یہہ ہی اختلاف رہا کسی ایک بات پر متفق نہوئی اور اوس مجمع مین عبد الله بن زید انصاری ہی تہی

فاهتم همّا شديدا لهمّ رسول الله عليه السلام فلم ياكل الطعام تلك الليلة فبات مهتما فلما اصبح اتى رسول
سو اونکو بسبب فکر رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی بڑا سخت فکر لگا کہ اوسنی اوس رات کو کہانا نہ کہایا اسی فکر مین سوگیا جب صبح ہوئی تو رسول الله

الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله انى كنت بين النوم واليقظة اذ رايت نازلا من السماء عليه
صلی الله علیہ وسلم کی پاس حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول الله مین کچہہ سوتا کچہہ جاگتا تہا ناگاہ مجکو ایک شخص آسمان سی اوترتا نظر آیا

بردان اخضران فقام على جرم حائط واستقبل القبلة وقال الله اكبر الله اكبر الى تمام كلمات الاذان فقال
دو چادر سبز اوڑہی ہوئی پہر وہ گہر کی دیوار پر رو بقبلہ کہڑا ہوکر کہنی لگا الله اکبر الله اکبر اذان کی آخر عبارت تک پس رسول

رسول الله صلى الله عليه وسلم هذه الرؤيا حق فالق ما رايته على بلال فانه امد منك صوتا فالقينه
الله صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا یہہ خواب حق ہی سو جو تونی دیکہا ہی بلال کو سکہادی کیونکہ بلال تجہسی بلند آواز ہی سو مینی اوسکو سکہادی

عليه فقام على ارفع سطح فاذن فسمعه عمر بن الخطاب وكان في بيته فخرج يجر رداءه حتى اتى رسول الله
پہر بلال نی ایک اونچی جگہہ پر کہڑی ہوکر اذان پڑہی پس وہ اذان عمر بن الخطاب نی اپنی گہر مین سنی سو چادر کہینچتی ہوئی گہر سی نکل کر رسول الله

صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله والذى بعثك بالحق لقد رايت مثل ما قال فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
صلی الله علیہ وسلم کی پاس آکر عرض کیا یا رسول الله قسم ہی اوس الله کی جسنی تمکو برحق بہیجا ہی مین نی بہی یہی دیکہا ہی جیسی بلال کہتا ہی تب رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی

فلله الحمد وروى انه راى فى المنام تلك الليلة احد عشر رجلا من الصحابة ما رواه عبد الله بن زيد فلما
فرمایا لله الحمد اور روایت ہی کہ اوس رات کو گیارہ مرد صحابیون نی خواب مین یہہ ہی دیکہا تہا جو عبد الله بن زید نی روایت کی پہر جب

بلغ

ثبت شرعية الاذان بهذه الرواية التي شهد بحقيتها النبي عليه السلام كان من شعائر الاسلام حتى لو
اذان کا مشروع ہونا اوس خواب سے ثابت ہوچکا جسکی حقیقت میں نبی علیہ السلام نے گواہی دی تو اذان نشان اسلام کا مقرر ہوئی یہانتک کہ اگر

اصرّ على تركه اهل مصر او اهل قرية او اهل محلة اجبرهم الامام على الاتيان به وان لم
کسی شہر یا گانو والے یا اہل محلہ والے اذان سراسر چھوڑ دیں تو امام وقت اونپر زور دیکر پڑھاوے مگر

يفعلوا قاتلهم لانه لما كان من اعلام الدين كان الاصرار على تركه استخفافا بالدين فيلزم القتال وقد
مانیں تو اون پر جہاد کرے اسواسطے کہ جب اذان اعلام دین سے ہوئی تو اوسکا سراسر ترک کردینا دین کا استخفاف ہے سوئی جہاد کرنا لازم ہوا اور

روى عن انس انه عليه السلام كان اذا طلع الفجر وكان يسمع الاذان فان سمع الاذان امسك والا اغار
انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کا سفر جہاد میں یہہ رویتہا جب صبح ہوتی تو اذان کی طرف کان لگاتے اگر اذان کی آواز سنتے تو رک جاتے اورنہیں تو غارت کرتے

يعني انه عليه السلام اذا اراد ان يغير الكفار كان من عادته ان يسير بالليل فاذا وصل الى بلدة لا يعرف
مراد یہہ ہے کہ نبی علیہ السلام کفار پر غارت گری کا ارادہ کرتے تو یہہ عادت تہی کہ رات کو روانہ ہوتے جب کسی ایسے شہر پہ پہنچتے کہ اوسکا حال معلوم نہوتا

حالها ينتظر الصبح ويستمع الاذان ليعلم ان تلك البلدة بلدة المسلمين او بلدة الكفار فان سمع الاذان امسك
تو صبح تک منتظر رہتے اور اذان کی طرف کان لگاتے تاکہ یہہ امر معلوم ہوجاوے کہ یہہ شہر مسلمانوں کا ہے یا شہر کفار کا ہے پہر اگر اذان سن پاتے تو غارت گری سے

عن الاغارة وتركها وان لم يسمع الاذان اغار فهذا الحديث دل على كون الاذان من اعلام الدين ومع هذا
باز رہتے اور اوس شہر کو چہوڑ دیتے اور اگر اذان نہ سنتے تو غارت کرتے پس یہہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ اذان اعلام دین سے ہے اور باوجود اسکے

يفهم منه كونه واجبا لكن عند عامة المشائخ وهو الصحيح انه سنة مؤكدة وكذا الاقامة سنة مؤكدة للصلوات
اسہی سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان واجب ہے پر عام مشائخ کے نزدیک اذان سنت مؤکدہ ہے اور یہہ صحیح ہے اور ایسی ہی تکبیر پانچوں نماز کے واسطے سنت مؤکدہ ہے

الخمس اذا صليت بالجماعة اداء وقضاء وللجمعة لانها فرض لا للواجب كصلوة الوتر والعيدين ولا للسنن
بشرطیکہ باجماعت ہوں وقت پر ادا ہوں یا قضا اور جمعہ کی بہی ہے اسواسطے کہ جمعہ فرض ہے اور نماز واجب کی واسطے نہیں ہے جیسے نماز وتر اور دونو عید اور نہ سنتوں کی واسطے

كالتراويح ولا للنوافل كصلوة الكسوف والاستسقاء اذا صليت بالجماعة كل واحد من تلك الصلوات ويزيد المؤذن
جیسے تراویح اور نہ نفلوں کی واسطے جیسے نماز سورج گہن اور استسقا کی اگرچہ یہہ سب نمازیں باجماعت پڑھیں اور مؤذن فجر کی اذان میں

بعد فلاح الاذان في الفجر قوله الصلوة خير من النوم مرتين روي ان بلالا جاء الى النبي صلى الله عليه وسلم
بعد حی علی الفلاح کی الصلوة خیر من النوم دوبار زیادہ کہے اسواسطے کہ روایت ہے کہ بلال نبی علیہ السلام کی پاس آیا

فوجده نائما فقال الصلوة خير من النوم فقال النبي عليه السلام ما احسن هذا اجعله في اذانك وانما خص
تو آپکو سوتے پایا پس بلال نے کہا الصلوة خیر من النوم پس نبی علیہ السلام نے فرمایا کیا خوب بات ہے اسکو اپنی اذان میں داخل کرلے اور خصوصیت

الفجر به لانه وقت نوم وغفلة فاحتيج الى زيادة الاعلام والاقامة مثل الاذان الا انه يزيد بعد فلاحها قوله
فجر کی اسلئے ہے کہ نیند اور غفلت کا وقت ہوتا ہے سو اوسی وقت تنبیہ کی حاجت زیادہ ہے اور تکبیر مانند اذان کی ہے پر اتنا فرق ہے کہ تکبیر میں بعد حی علی الفلاح کی اتنا لفظ

قد قامت الصلوة مرتين ويترسل في الاذان ويحدر في الاقامة لما روي انه عليه السلام قال لبلال اذا اذنت
قد قامت الصلوة یعنی قایم ہوئی نماز دو بار کہے اور اذان میں ٹہر ٹہر کر کہے اور تکبیر میں شتاب شتاب کہے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے بلال سے فرمایا جب تو اذان پڑہے

فترسل واذا اقمت فاحدر والترسيل ان يفصل بين كلمات الاذان بسكتة والحدر ان يوصل بين كلمات
تو ٹہر ٹہر کر اور جب تو تکبیر کہے تو جلدی کر اور ترسیل یہہ ہے کہ اذان کی کلمات میں ایک ایک سکتہ کا فرق کرتا جاوے اور حدر یہہ ہے کہ تکبیر کی کلمات کو جلد جلد ملاتا جاوے

الاقامة بسرعة ويترك الاعراب فيهما لما روي عن ابراهيم النخعي انه قال شيئان مجزومان كانوا لا يعربونهما الاذان
اور اعراب یعنی حرکات کو دونو میں ترک کرے اسواسطے کہ ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ کہتا تہا دو چیزیں جزم سے ہیں پہلی لوگ اونکو اعراب نہیں دیتے تہی اذان

والاقامة قال الزيلعي يعني على الوقف لكن في الاذان حقيقة وفي الاقامة ينوي الوقف قاله الهروي وعوام الناس
اور تکبیر زیلعی کہتا ہی یعنی وقف پر لیکن اذان مین وقف حقیقی ہی اور تکبیر مین وقف کی نیت کری یہہ قول ہروی کا ہی اور عوام لوگ یون

يقولون الله اكبر الله اكبر بضم الراء الاولى وكان ابو العباس المبرد يفتحها بنقل فتحة همزة اسم الله تعالى اليها
کہتی ہین الله اکبر الله اکبر پہلی را کی ضمہ سی اور ابو العباس مبرد اوس را پر زبر پڑھتا ہی الله کی الف کا زبر نقل کرکر اوس را کو دیتا ہی

لالتقاء الساكنين كما يفتح الميم في قوله تعالى الم الله لا اله الا هو مع ان الاصل في الحروف المقطعة الاسكان ويترتب بين
واسطی جمع ہونی دو ساکن کی جیسی میم اس آیت مین مفتوح ہوجاتا ہی باوجودیکہ اصل حروف مقطعات مین سکون ہی اور اوسکی کلمات کو ویسی ہی مرتب کہی

كلماتها كما شرع حتى لو قدم بعضا واخر بعضا فالافضل الاعادة مراعاة للترتيب ولا يتكلم فيهما ويستقبل بهما
جیسی مشروع ہوئی ہین یہان تک کہ اگر کسیکو آگی اور کسیکو پیچھی کردی تو واسطی رعایت ترتیب کی دوہرانا بہتر ہی اور دونوکو پڑھتی ہوئی بیچ مین نہ بولی اور دونوکو روبقبلہ ہوکر

القبلة ويلتفت في الاذان مع ثبات قدميه في مكانه يمينا عند قوله حي على الصلوة وشمالا عند قوله حي
پڑھی اور اذان مین دونو پانون جمائی ہوئی اپنی جگہ مین حی علی الصلوٰۃ کہتی ہوئی دہنی طرف منھہ پہیری اور حی علی الفلاح کہتی ہوئی بائین طرف

على الفلاح لان طرفي الاذان مناجاة ووسطه مناداة ففي المناجات يستقبل القبلة لان احسن احوال
اسواسطی کہ اذان کی اول اور آخر مین مناجات ہی اور اوسکی بیچ مین منادات یعنی لوگون کو پکارنا ہی سو مناجات مین روبقبلہ رہی اسواسطی کہ بہتر حال

الذاكرين استقبال القبلة وفي المنادات يلتفت الى من يناديهم لانه خطابهم فيتوجه اليهم واذا كان في
یاد الہی کرنیوالون کا روبقبلہ رہنا ہی اور پکارتی وقت اوس طرف منھہ پہیری جنکو پکارتا ہی اسلئی کہ اونہی کو خطاب ہی سو اودہری کو منھہ پہیری اور اگر مؤذن

المنارة ولم يحصل تمام الفائدة بتحويل وجهه مع ثبات قدميه في مكانه يستدير فيها ويجعل اصبعيه في اذنيه
منارہ کی اندر ہووی اور منھہ پہرانی سی دونو پانو اپنی جگہہ پر جمی ہوئی مین پورا فائدہ نہو تو اوسکی اندر گردش کری اور اپنی دونو اونگلیان اپنی کانون مین کرلی

لما روي انه عليه السلام قال لبلال اجعل اصبعيك في اذنيك فانه ارفع لصوتك وان لم يجعل اصبعيه
اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی بلال کو فرمایا اپنی دونو کانون مین اونگلیان دیدولی اس سی تیری آواز بلند ہووی گی اور اگر وہ اونگلیان کانون مین ندی

في اذنيه بل جعل يديه على اذنيه فحسن لما روي ان ابا محذورة ضم اصابعه
بلکہ دونو ہاتہہ کانون پر رکہہ لی تو بھی بہتر ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ ابو محذورہ نی اپنی چارون اونگلیان ملاکر

الاربع ووضعها على اذنيه وعن ابي حنيفة انه قال ان جعل احدى يديه على اذنه فحسن ولا يؤذن لصلوة
کانونپر رکہہ لین تہین اور ابو حنیفہ سی روایت ہی کہ فرمایا اگر کوئی سا ایک ہاتہہ اپنی کان پر رکہہ لی تو بہی اچھا ہی اور کسی نماز کی واسطی

قبل دخول وقتها ويعيد في الوقت ان اذن قبله لان الاذان للاعلام بدخول الوقت فالاذان قبله يكون تجهيلا
وقت آنی سی پہلی اذان نکہی اور وقت ہونی کی بعد دہرائی جاوی اگر اذان پہلی کہدی ہو اسواسطی کہ اذان وقت کی آنی کی خبر دینی کی واسطی ہی پس اذان وقت سی پہلی بہلا دینا ہی

لا اعلاما وعند ابي يوسف وهو قول الشافعي يجوز للفجر في النصف الاخير من الليل لتوارث اهل الحرمين اهل مكة و
اعلام نہین ہی اور ابو یوسف کی نزدیک اور یہی قول شافعی کا ہی فجر کی لئی آدہی رات گذرنی کی بعد اذان جایز ہی بسبب عمل درآمد اہل حرمین اہل مکہ اور

اهل المدينة والحجة على الكل قوله عليه السلام لبلال لا تؤذن حتى يستبين لك الفجر هكذا ومد يده عرضا و
اہل مدینہ کی اور سب کی دلیل یہہ حدیث ہی جو آپ نی بلال سی فرمایا اذان مت دینا جبتک تجھکو فجر اسطور پر ظاہر نہوجاوی پہر اپنا ہاتہہ عرض مین کہینچا اور

لظهور التواني في الامور الدينية استحسن المتاخرون التثويب بين الاذان والاقامة في الصلوات كلها سوى المغرب
امور دینی مین سستی جو ظاہر ہونی لگی ہی تو متاخرین علماء نی تثویب کو درمیان اذان اور تکبیر کی بجز مغرب کی تمام نمازون مین پسند کیا ہی

وهو العود الى الاعلام بعد الاعلام بحسب ما تعارفه كل قوم لانه مبالغة في الاعلام فلا يحصل ذلك الا بما يتعارفونه
اور تثویب دوبارہ آگاہ کرنا ایکدفعہ آگاہ کرکی موافق تعارف ہریک قوم کی اسواسطی کہ تثویب اعلام مین مبالغہ ہوتا ہی بدون تعارف قوم کی نہین ہوسکتا

وابو یوسف خص به من له زیادة اشتغال بامور المسلمین کالامیر والقاضی والمفتی لانهم لا یعرفون وقت
اورامام ابویوسف تثویب کو خاص کرتے ہین اوس شخص کی واسطے جسکو مشغول کاربار مسلمانون کا لگا رہتا ہو جیسے امیر حاکم اورقاضی اور مفتی اسلئے کہ ان حضرات کو وقت

الحضور ولو حضروا کما سمعوا الاذان ولم یحضر الجماعة یحتاجون الی انتظار فیتعطل مصالح المسلمین وینبغی
حضور کا دہیان نہین ہوتا اور اگر یہہ لوگ اذان سنتے ہی چلے آیا کرین اور جماعت جمع نہو تو انتظار کرنا پڑیگا پہر مسلمانون کی کاربار معطل ملتوی رہینگی اور مؤذن کو یون چاہئے

للمؤذن ان یفصل بین الاذان والاقامة ویکره وصلهما لان المقصود من الاذان اعلام الناس بدخول
کہ اذان اور اقامت کی بیچمین کچہہ درنگ کیا کری دونون کا متصل بدون فاصلہ کی کہنا مکروہ ہی اسلئے کہ غرض تو اذان سی لوگون کا آگاہ کرنا ہی کہ وقت نماز کا آگیا ہی

وقت الصلوة لیتهیؤا لها بالطهارة فیحضروا المسجد لاقامتها وبالوصل ینتفی هذا المقصود وطریق الفصل
تاکہ وہ نماز کی تیاری کرین وضو وغسل کرکر مسجد مین نماز کی لئے آئین اور دونو کی ملادینے مین یہہ غرض فوت ہوتی ہی اور طریق فاصلہ کا یہہ ہی

ان الصلوة ان کانت مما یتطوع قبلها یفصل بینهما بصلوة سنة کانت او غیرها لما روی عن عبد الله
کہ اگر نماز ایسی ہی کہ اوس سی پہلی نفلین پڑہی جاتی ہین تو اونکی بیچ مین نماز پڑہینی لگی خواہ سنت ہو خواہ اور کچہہ اسیواسطی کہ روایت ہی عبداللہ

بن مغفل انه علیه السلام قال بین کل اذانین صلوة بین کل اذانین صلوة ثم قال فی الثالثة لمن شاء والمراد
بن مغفل سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہر وقت درمیان دونو اذان کی نماز ہی ہر وقت درمیان دو اذان کی نماز ہی پہر تیسری دفعہ مین فرمایا جو شخص پڑہا چاہی اور مراد

بالاذانین الاذان والاقامة علی طریق التغلیب والمراد بالصلوة التطوع سواء کان سنة او غیرها من النوافل
دو اذان سی اذان اور تکبیر ہی بطور تغلیب کی اور نماز سی مراد نماز نفل ہی برابر ہی خواہ سنت ہو یا اور کوئی نفل

لا الفرض بدلیل تخییره علیه السلام فی المرة الثالثة بقوله لمن شاء وهو حث علی التنفل بین الاذان
فرض مراد نہین ہی اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام نی تیسری بار مین اختیار دیدیا اس لفظ سی لمن شاء اور اسمین اذان اور تکبیر کی بیچمین نفل پڑہنی کی ترغیب ہی

والاقامة لان الدعاء لا یرد بینهما علی ما روی عن انس انه علیه السلام قال لا یرد الدعاء بین الاذان والاقامة
اسواسطی کہ دعا اذان اور تکبیر کی بیچ کی رد نہین ہوتی موافق روایت انس کی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ دعا درمیان اذان اور تکبیر کی رد نہین ہی

فاذا کان الدعاء غیر مردود بینهما یکون العبادة بینهما افضل وان لم یفصل بینهما بصلوة یفصل
جب اذان اور تکبیر کی بیچمین دعا مردود نہین ہوتی تو عبادت اونکی بیچ مین افضل ہی اور اگر انکی بیچ مین نماز پڑہ کر درنگ نکری تو اتنی دیر تک

بینهما بجلسة مقدارها ما یتمکن فیه قراءة عشرین اٰیة او مقدار ما یصلی اربع رکعات لحصول المقصود
بیٹہا رہی جتنی دیر مین بیس آیتین پڑہ سکی یا اتنی دیر تک جسمین چار رکعت نماز پڑہ سکی کیونکہ اسمین مقصود پورا ہوتا ہی

وان کانت الصلوة مما لا یتطوع قبلها کصلوة المغرب فعند ابی حنیفة یفصل بینهما قائما بسکتة
اور اگر وہ نماز ایسی ہی جسمین اوس سی پہلی نفلین نہین مین جیسی مغرب کی نماز سو امام ابو حنیفہ کی نزدیک اذان اور تکبیر مین اتنی دیر چپکا کہڑا رہی

مقدار ما یتمکن فیه من قراءة ثلث اٰیات قصار او اٰیة طویلة وفی روایة عنه مقدار ما یخطو ثلث
جسمین تین آیتین چہوٹی یا ایک آیت طویل پڑہ سکی اور ایک روایت مین امام سی اتنی دیر جسمین تین قدم بہر لی

خطوات ثم یقیم لان التعجیل مامور به والتاخیر مکروه فیکتفی بادنی الفصل لیکون اقرب الی التعجیل
پہر تکبیر کہی اسواسطی کہ تعجیل کا حکم ہی اور دیر لگانی مکروہ ہی سو ادنی فاصلہ کفایت کرتا ہی تاکہ تعجیل سی قریب رہی

وعندهما یفصل بینهما بجلسة خفیفة لان الفصل مکروه ولا یحصل الفصل بالسکتة لوجودها
اور صاحبین کی نزدیک اون دونو مین تہوڑی سی نشست کا فاصلہ کری اسلئے کہ ملادینا مکروہ ہی اور سکتہ کا کچہہ فاصلہ نہین ہی کیونکہ سکتہ تو

بین کلمات الاذان فیجلس مقدار ما یجلس الخطیب فی الخطبتین وتقضی الفائتة باذان واقامة لانها
اذان کی کلمات مین بہی موجود ہی سو اتنی دیر بیٹہہ جاوی جتنی دیر خطیب دونو خطبون مین بیٹہتا ہی اور نماز فائتہ کی قضا کی لئے اذان اور اقامت دونو چاہئین اسلئے

من سنن الصلوٰة لا من سنن الوقت فان كانت الفائتة واحدة تقضي بهما ليكون القضاء على
کیونکہ وہ دونو نماز کی سنتیں ہیں کچھ وقت کی سنتیں نہیں ہیں پھر اگر نماز فائتہ ایک ہی ہو تو اذان اور تکبیر دونو چاہییں تاکہ قضا ادا کی وضع پر

سنن الاداء وقد روى انه عليه السلام قضى صلوٰة الفجر غداة ليلة التعريس مع الجماعة باذان واقامة
ہو جاوی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی لیلۃ التعریس کی صبح کو فجر کی نماز جماعت کی ساتھ اذان اور تکبیر سی قضا کی

وان كانت متعددة واريد قضاءها متوالية يؤذن ويقيم للاولى منها ويكون مخيرا فى الباقى ان شاء
اور اگر وہ نمازیں کئی ہوں اور ایک دفعہ ہی پی در پی قضا کیا چاہی تو پہلی نماز کی لئی اذان اور تکبیر دونو کہی اور باقی نمازوں میں مختار ہی چاہی

اذن واقام ليكون القضاء على حسب الاداء وان شاء اقتصر على الاقامة لما روى انه عليه السلام شغله
اذان اور تکبیر دونو کہی تاکہ قضا ادا کی صورت پر ہو جاوی اور اگر چاہی اقامت ہی پر اکتفا کری اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مشرکون نی

المشركون يوم الخندق عن اربع صلوات سوى الفجر فقضى الاولى مع الجماعة باذان واقامة وما سواها باقامة
جنگ خندق میں سوا نماز فجر کی چار نمازوں کی فرصت نہ دی سو آپ نی پہلی نماز مع الجماعت اذان اور تکبیر سی قضا کی اور باقی نری تکبیر ہی سی

فقط واهل السفر فى المفازة يصلون بهما ويكره لهم تركهما لانهما من سنن الجماعة والسفر لا يسقط الجماعة ولا يسقط
اور مسافر جنگل میں اذان اور تکبیر دونو سی نماز پڑھا کریں اور انکو دونو کا ترک کرنا مکروہ ہی اسلئی کہ اذان اور تکبیر متعلقات جماعت سی ہی اور سفر سی جماعت

ما هو من سننها ولو اكتفوا بالاقامة وتركوا الاذان لا يكره لان الاذان للاعلام بدخول الوقت ليحضر الغائبون
نہیں ساقط ہوتی اور نہ وہ جو جماعت سی متعلق ہی اور اگر مسافر نری تکبیر ہی پر اکتفا کریں اور اذان نہ پڑھا کریں تو مکروہ نہیں ہی اسلئی کہ اذان وقت کیا آجانی کی خبر دینی کی واسطی ہی تاکہ جو لوگ

والذين هم فى اشغالهم متفرقون والرفقة حاضرون وفى محل نزولهم مجتمعون ولا حاجة الى جمعهم واحضارهم
غائب ہیں اور جو اپنی کاروبار میں جابجا لگی ہوئی ہیں وہ سب آجاویں اور رفیق سفر کی حاضر رہتی ہیں اور اپنی فرودگاہ میں جمع رہتی ہیں تو انکی جمع کرنی کی حاجت اور بلانی کی ضرورت نہیں ہی

واما الاقامة فهي للاعلام بالشروع فى الصلوٰة وهم اليه محتاجون ويكره اداء المكتوبة مع الجماعة فى
رہی تکبیر سو اس خبر کی واسطی ہی کہ نماز شروع ہو گئی او انکو اسکی حاجت ہوتی ہی اور فرضوں کا جماعت سی مسجد میں ادا کرنا

المسجد بغير اذان واقامة ولا يكره فى البيوت والكروم وضياع القرية لان ما كان فى المصر والقرية من الاذان
بدون اذان اور تکبیر کی مکروہ ہی اور گھروں کی اندر اور باغوں میں اور باہر متصل قریہ سی مکروہ نہیں ہی اسلئی کہ شہر اور قریہ کی اذان اور تکبیر انکو کافی ہی

والاقامة يكفيهم والمقيم فى المصر اذا صلى فى بيته وحده ينبغي له ان يصلي باذان واقامة ليكون الاداء
اور مقیم شہر کی اندر اگر تنہا اپنی گھر میں نماز پڑھی تو بہتر اوسکو یہ ہی کہ اذان اور تکبیر کہہ لی تاکہ نماز جماعت کی وضع پر ادا ہو جاوی

على هيئة الجماعة وان تركهما معا لا يكره ان وجد فى مسجد محلته لانه وان كان مصليا بغير اذان واقامة
اور اگر اوسنی دونو کو ترک کیا تو مکروہ نہیں ہی جس صورت میں کہ محلہ کی مسجد میں ہوتی ہوں اسواسطی کہ یہ مصلی اگرچہ حقیقت میں بدون اذان اور تکبیر

حقيقة لكنه مصل بهما حكما لان المؤذن فى المحلة نائب عن اهل المحلة فى الاذان والاقامة لنصبهم اياه
کی نماز پڑھنا ہی پر وہ حکما اذان اور تکبیر سی پڑھتا ہی کیونکہ محلہ کا مؤذن اذان اور تکبیر میں اہل محلہ کا نائب ہوتا ہی کیونکہ اہل محلہ نی اوسکو اسی لئی مقرر کیا ہی

لذلك فيكون اذانه واقامته كاذان الكل واقامتهم ولهذا حين اراد ابن مسعود ان يصلي فى بيته بعلقمة
تو اب اوسکی اذان اور تکبیر ایسی ہی جیسی سب کی اذان اور تکبیر اسی واسطی جب ابن مسعود نی اپنی گھر میں نماز پڑھنی کا ارادہ کیا تھا ہمراہ علقمہ

والاسود فقيل له الا تؤذن وتقيم قال اذان الحي يكفينا واما المسافر اذا صلى فى المفازة وحده بغير اذان و
اور اسود کی تو کسی نی اونسی کہا اذان اور تکبیر کیوں نہیں کہتی تو ابن مسعود نی جواب دیا محلہ کی اذان ہماری لئی کافی ہی اور مسافر اگر جنگل میں اکیلا بدون اذان اور

اقامة يكره له ذلك لكونه مصليا بغير اذان واقامة حقيقة وحكما لان المكان الذى هو فيه ليس فيه
تکبیر کی نماز پڑھی تو اوسکو مکروہ ہی اسواسطی کہ وہ حقیقۃً اور حکما بدون اذان اور تکبیر کی نماز پڑھتا ہی اسلئی کہ اوس جگہہ جہاں وہ ہی ہرگز کوئی اور نہیں ہی

اهل

احد يؤذن ويقيم لتلك الصلوة اصلا والمصلي في المسجد ان صلى جماعة يصلي باذان واقامة ويكره له

جس لئے اس نماز کی لئے اذان اور اقامت کہی ہو اور مصلی مسجد میں اگر جماعت سے نماز پڑھتا ہے تو اذان اور تکبیر کہہ کر نماز پڑھے اور اوسکو

ترك كل منهما وان صلى منفردا فحكمه حكم المصلي في بيته واما القرى فان كان فيها مسجد وكان في ذلك

دونو کا ترک کرنا مکروہ ہے اور اگر تنہا نماز پڑھتا ہے تو اوسکا حال ایسا ہے جیسے اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے اور گانؤں میں اگر اونمین مسجد ہے اور اوس مسجد میں

المسجد اذان واقامة فحكم من يصلي فيه او في بيته كما مر وان لم يكن فيها مسجد كذلك فحكم المصلي فيها

اذان اور تکبیر بھی ہوتی ہے تو اوسکا حال ویسا ہی ہے جو مسجد میں نماز پڑھے یا اپنے گھر میں چنانچہ گذر چکا اور اگر ایسی مسجد نہیں ہے تو اوسکا حال ایسا ہے

حكم المسافر ثم ينبغي ان يعلم ان السنة في الاذان ان يكون بلا لحن ولا تغن لان المقصود منه دعوة الخلق

جیسے حال مسافر کا پھر سمجھنا چاہیے کہ طریق مسنون اذان میں یوں ہے کہ بدون لحن اور تغنی کی ہو اسلئے کہ غرض اذان سے نماز کی لئے خلقت کا بلانا ہے

الى الصلوة باعلام دخول وقتها فلا بد ان يكون على وجه يفهم السامع الفاظه حتى يظهر فائدة معنى قوله

یہہ خبر جتلاکر کہ وقت ہوگیا ہے اب ضروری ہے کہ اس وضع پر ہووے کہ الفاظ کا سننے والا سمجھے تاکہ اس قول کی معنوں کا فائدہ ظاہر ہووے کہ

حي على الصلوة حي على الفلاح فان معناهما اسرعوا الى الصلوة اسرعوا الى ما فيه نجاتكم من النار وبقاؤكم في الجنة

حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کیونکہ معنی انکی یہہ ہیں جلد آؤ واسطے نماز کی جلد آؤ ادھر جسمیں آگ سے تمہاری نجات ہے اور بہشت میں ہمیشہ کو رہنا ہے

لكن قد غيرت هذه السنة في هذا الزمان في اكثر البلدان لان اهلها يؤذنون بانواع النغمات والالحان بحيث

لیکن اس طریق مسنون کو اس زمانہ میں اکثر شہروں میں بدل ڈالا ہے کیونکہ اکثر شہری اذان ایسی ایسی نغمات اور الحان سے پڑھتے ہیں کہ

لا يفهم ما يقولون من الفاظ الاذان ولا يسمع منهم الا اصوات ترفع وتنخفض كصوت المزمار وهي على ما ذكر في المدخل

یہہ نہیں سمجھ میں آتا کہ الفاظ اذان میں سے کیا کہتے ہیں اور کچھہ سننے میں نہیں آتا سوائے آواز کے کہ کبھی بلند ہوتی ہے اور کبھی پست جیسے آواز مزمار کی اور یہہ طرز موافق بیان مدخل کی

بدعة قبيحة احدثها بعض الامراء في مدرسته بناها ثم سرى ذلك منها الى غيرها ثم انهم لحرصهم على التغني لم يكتفوا

بدعت قبیحہ ہے اسکو بعضی امیروں نے اپنے مدرسہ میں جاری کی تھی پھر یہہ وہاں سے ساری جگہ پھیل گئی پھر اونہوں نے تغنی کی حرص کی مارے اذان کی الفاظ پر بس نکیا

بكلمات الاذان بل زادوا فيها بعض الكلمات من الصلوة والتسليم على النبي عليه السلام فان الصلوة والتسليم

بلکہ اذان پر اونہوں نے بعضی اور کلمات درود اور تسلیم نبی علیہ السلام کی بڑھا لئے بیشک درود اور تسلیم کا

وان كان مشروعا بنص الكتاب والسنة وكان من اكبر العبادات واجلها لكن اتخاذها عادة في الاذان على المنارة

مشروع ہونا اگرچہ صاف کتاب اور حدیث سے ثابت ہے اور بڑی اور بہتر عبادت میں سے ہے پر اسکا اذان کی اندر منارہ کی اوپر عادت کرنا

لم يكن مشروعا اذ لم يفعلها احد من الصحابة والتابعين ولا غيرهم من ائمة الدين وليس لاحد ان يضع العبادات

مشروع نہیں ہے اسواسطے کہ یہہ کسی نے نہیں کیا نہ صحابہ نے اور نہ تابعین نے نہ کسی اور پیشوایان دین نے اور کسیکو یہہ اختیار نہیں ہے کہ عبادات کو اونکی جگہوں کی

الا في مواضعها التي وضعها فيها الشرع ومضى عليها السلف الا ترى ان قراءة القرآن مع كونها من اعظم العبادات

سوا اور مواضع کی جہاں اوسکو شرع نے وضع کیا ہے بزرگ متقدمین اوسکو کرتے چلے آئے ہیں نہیں دیکھتے کہ تلاوت قرآن کی باوجودیکہ عمدہ عبادت ہے

لا يجوز للمكلف ان يقرأها في الركوع ولا في السجود ولا في القعدة لان كلا منها ليس محلا للتلاوة ثم انظر الى هذه

مکلف کو جایز نہیں کہ رکوع میں قرآن پڑھا کرے اور نہ سجدہ میں اور نہ قعدہ میں اسلئے کہ یہہ منزل مقام تلاوت کی محل نہیں ہیں پھر اس بدعت کو دیکھو تو

البدعة التي احدثوها في الاذان من النغمات والالحان كيف تعدت الى محرم اخر وهو انهم جعلوها في الصلوة

جو ان لوگوں نے اذان کی اندر نغمات اور الحان پیدا کئی ہیں ایک اور حرام کی طرف کیسی بڑھ گئی ہے وہ یہہ ہے کہ ان لوگوں نے نغمات کو نماز کی اندر تکبیرات انتقالات میں

حال التبليغ في الانتقالات وذلك كلام في الصلوة على طريق العمد فيبطل صلوتهم فاذا بطلت صلوتهم يسري

داخل کیا ہے اور یہہ طرز نماز کی اندر گویا عمدہ کلام ہے سو اونکی نماز باطل ہو جاتی ہے اور جب اونکی نماز باطل ہوئی تو اب یہہ فساد

ذلك الفساد الی من یقتدی الامام بتسمیعهم التکبیر فی الافتتاح والانتقالات لان المامومه لا یجوز له الاقتداء
اوسنی اور مقتدیوں مین آیا جو انکی تکبیر تحریمہ اور تکبیر انتقالات سنکر اقتدا کرتی ہین اسواسطی کہ مقتدی کا اقتدا بدون کسی ایک کی

الا باحد اربعة اشیاء فان لم یوجد لا یوجد الاقتداء فی تلك الصلوة اولها واعلاها ان یری افعال
چار چیزون مین سی صحیح نہین ہی سو اگر اونمین سی کوئی نہو گی تو اوس نماز مین اقتدا ہی نہوگا اول سب سی افضل یہہ ہی کہ مقتدی امام کی افعال کو دیکہتا ہو

الامام فان تعذر فسماع اقواله فان تعذر فروية افعال الماموم فان تعذر فسماع اقواله فهؤلاء لبطلان
پہر اگر یہہ میسر نہو تو اوسکی آواز سنتا ہو پہر اگر یہہ بہی دشوار ہو تو افعال اور مقتدیون کی دیکہتا ہو پہر اگر یہہ بہی نہو تو مقتدی کی آواز سنتا ہو سو یہہ لوگ جو انکی

صلاتهم بالنغمات والالحان لا یکونوا من المامومین وانتقال الماموم من رکن الی رکن بسماع اصواتهم من غیر
نماز بسبب نغمات اور الحان کی باطل ہوگئی ہی تو مقتدی نہین ہین اور انتقال کرنا مقتدی کا ایک رکن سی دوسری رکن پر انکی آواز سنکر بدون

روية افعال الامام وسماع اقواله لا یصح صلوته وههنا مفسدة اخری وهی ان الامام اذا کبر للصلوة ودخل
دیکہنی افعال اور سنی اقوال امام کی اوسکی نماز کو فاسد کرتا ہی اور یہان ایک اور مفسدہ ہی وہ یہہ ہی کہ امام جب تکبیر کہہ کر نماز مین داخل ہو جاتا ہی

فیها یکبرون خلفه قبل ان یدخلوا فی الصلوة لیسمع الناس تکبیرهم ویدخلوا فی الصلوة فمن احرم من الناس بتکبیرهم
تو امام کی پیچہی تکبیر کہدیتی ہین اس سی پہلی کہ آپ نماز مین داخل ہون تاکہ اور لوگ اونکی تکبیر سنکر نماز مین داخل ہو جاوین پہر جو کوئی انکی تکبیر سنکر بدون

من غیر سماع تکبیر الامام یدخل فی صلوته خلل من هذه الوجه ایضا لما تقدم ان الاقتداء لا یصح الا باحد
سنی امام کی تکبیر کی تکبیر تحریمہ کہیگا اوسکی نماز مین یہہ ہی خلل داخل ہیگا اسواسطی کہ اوپر گذر چکا ہی کہ اقتدا بدون ایک کی

اربعة اشیاء وهذا لیس بواحدة منها یسر الله تعالی العمل بالسنة والاجتناب عن البدعة المجلس
چار چیزون میں سی صحیح نہین ہوتا اور یہہ اون چارون مین سی کچہہ بہی نہین ہی الٰہی ہمپر آسان کر سنت پر عمل کرنا اور بدعت سی اجتناب کرنا انچاسویں مجلس

التاسع والاربعون فی بیان فضیلة الجمعة وفی تفضیل یومها علی سائر الایام
مین بیان جمعہ کی فضیلت کا اور جمعہ کی روز کی تفضیل تمام ایام پر

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم خیر یوم طلعت علیه الشمس یوم الجمعة فیه خلق آدم وفیه ادخل
رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا بہت اچہا دن جسپر آفتاب چمکا ہی جمعہ کا دن ہی اسہی مین آدم پیدا ہوا اور اسہی دن مین

الجنة وفیه اخرج منها ولا تقوم الساعة الا فی یوم الجمعة هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة
جنت مین داخل ہوا اور اسہی روز مین جنت سی نکلا اور قیامت نہین ہوگی سواء دن جمعہ کی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی

وقد بین فیه ان یوم الجمعة خیر الایام اذ فیه خلق آدم النبی علیه السلام وفیه ادخل الجنة وفیه اخرج
بیشک اسمین یہہ بیان فرمایا کہ جمعہ کا دن سب دنونسی بہتر ہی اسواسطی کہ اسہی مین آدم نبی علیہ السلام پیدا ہوئی اور اسہی مین جنت مین داخل ہوئی اور اسہی مین جنت سی نکلی

منها فان قیل دخول آدم النبی علیه السلام الجنة خیر وحسن لکن خروجه منها کیف یکون خیرا وحسنا
پہر اگر کوئی کہی آدم نبی علیہ السلام کا جنت مین داخل ہونا تو بہتر ہی اور نیک ہی ہی پر اونکا جنت مین سی نکلنا کیا اچہا اور خوب ہی

فالجواب ان خروجه منها المتضمنة للفوائد الکثیرة والمصالح یکون خیرا وحسنا لانه بواسطة خروجه
تو جواب یہہ ہی کہ اونکا جنت مین سی نکلنا جسمین بہت سی فائدی اور خوبیان ہونی کو نہین بہت خوب اور بہتر ہی اسواسطی کہ وہ جنت مین سی نکلی

منها حصل منه علیه السلام اولاد کثیرة وتناسلوا وبعث الله تعالی من نسله علی ذریته الانبیاء وانزل فیهم
تو اونسی بہت سی اولاد پیدا ہوئی اور آگی کو نسل چلی اور الله تعالی اونکی نسل میں سی اونکی اولاد پر نبی بہیجی اور کتابیں اوتاریں

الکتب وجعل منهم الاخیار والابرار وظهر منهم عبادات مرضیة وطاعات مرعیة وهذا کله خیر کثیر
اور اونمین سی صلحا، اور ابرار پیدا کئی اور اونسی عبادات پسندیدہ اور طاعات مرغوب عمل مین آئین یہہ تمام خیر ہی خیر ہی

بالنسبة

بالنسبة الی خروجه من الجنة فعلی هذا یکون یوم الجمعة خیر الایام وقد عظم الله تعالی به دین الاسلام
جو بہشت کی نکلنی سی ہوئین اس پر ان کی موافق جمعہ کا دن سب دنوں مین بہتر ہی اور بیشک اللہ تعالی نی اس دن سی دین اسلام کو عظمت دی

وخصه بالمسلمین من بین الانام لما روی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال هذا یومهم الذی
اور تمام خلق مین سی مسلمانون کی لئی خاص کیا کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی فرمایا یہہ وہ دن ہی

فرض علیهم واختلفوا فیه فهدانا الله له والناس لنا تبع الیهود غدا والنصری بعد غد یعنی انه تعالی
جو اللہ تعالی نی اونپر فرض کیا تہا اور اونہون نی اسمین اختلاف کیا سو اللہ تعالی نی اسکی ہمکو ہدایت کی اور اور لوگ ہمارے پیرو ہین یہود تو اگلی دن اور نصاری اوس سی اگلی دن مراد یہہ ہی

امر عباده ان یجتمعوا فی یوم الجمعة ویعظموه بالطاعة ولم یعینه لهم بل امرهم ان یعینوه باجتهادهم
کہ اللہ تعالی نی اپنی بندون کو یہہ امر فرمایا کہ جمعہ کی دن جمع ہوا کرین اور طاعت سی اوسکی تعظیم کرین اور دن نہین مقرر کر دیا تہا بلکہ یون حکم تہا کہ آپ اپنی اٹکل سی معین کرین

فاختلفوا فیه فقالت الیهود هو یوم السبت لانه تعالی فرغ فی هذا الیوم من خلق المخلوقات ونحن نفرغ
سو اونہون نی اسمین اختلاف کیا یہود تو کہنی لگی وہ شنبہ کا روز ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی شنبہ کی روز تمام مخلوقات کو پیدا کر چکا ہم بہی

فیه من الاشغال الدنیویة ونشتغل بالعبادة وقالت النصری هو یوم الاحد لانه تعالی ابتدأ فی
اس روز مین دنیا کی کاروبار چہوڑ کر عبادت مین مشغول رہین اور نصاری کہنی لگی وہ یکشنبہ کا دن ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی نی اس دن مین

هذا الیوم بخلق المخلوقات فهو اولی بالتعظیم فهدی الله تعالی هذه الامة ووفقهم باصابة حتی
مخلوقات کا پیدا کرنا شروع کیا تہا تو اسہی دن کی تعظیم اولی ہی آخر اللہ تعالی نی اس امت کو ہدایت کیا اور توفیق صواب کی دی یہان تک

عینوه وقالوا ان الله تعالی اوجد فی سائر الایام ما ینتفع به الانسان وفی یوم الجمعة اوجد نفس الانسان
کہ جمعہ مقرر کر لیا اس دلیل سی کہ اللہ تعالی نی تمام ایام مین تو وہ چیزین پیدا کین جسمین انسان کی منفعت ہی اور جمعہ کی دن مین انسان کی ذات کو پیدا کیا

والشکر علی نعمة الوجود اهم واقدم وقد بین الله تعالی کیفیة الشکر فی هذا الیوم فقال اذا نُودِیَ لِلصَّلٰوةِ
اور شکر گذاری نعمت وجود کی بہت ضرور اور بہت مقدم ہی اور اللہ تعالی نی اس دن مین شکر کی کیفیت یون بیان کی فرمایا جب اذان ہو

مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ فانه تعالی امر اولا بالسعی الی الجمعة ثم امر بترک الاشتغال
دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چہوڑو بیچنا سو اللہ تعالی نی اول واسطی سعی کی طرف جمعہ کی امر فرمایا پہر واسطی ترک شغل کاروبار

بالامور الدنیویة الصارفة عن السعی الی الجمعة وقد روی عن عبد الله بن عمر انه علیه السلام
دنیا کی جو جمعہ کی طرف جانی سی روکتی ہون امر کیا اور عبد اللہ بن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال لینتهین اقوام عن ترکهم الجمعة او لیختمن الله علی قلوبهم ثم لیکونن من الغفلین فانه علیه السلام
البتہ باز آوین لوگ جمعہ ترک کرنی سی یا بیشک اللہ تعالی اونکی دلون پر مہر لگاویگا پہر وہ سراسر غافل ہو جاوینگی اب نبی علیہ السلام نی

بین فی هذا الحدیث ان احد الامرین کائن لا محالة اما الانتهاء عن ترکهم الجمعة او ختم الله علی قلوبهم
اس حدیث مین بیان فرمایا کہ دو نو بات مین سی ایک بالضرور ہونیوالی ہی یا باز آنا جمعہ ترک کرنی سی یا اونکی دلون پر اللہ کا مہر لگانا

ثم لیکونون من الغفلین لان العبد اذا ترک امرا من اوامر الله تعالی مرة یحصل فی قلبه نکتة سوداء
پہر ہو جاوینگی وہ غفلت والی اسواسطی کہ آدمی جب کوئی حکم اللہ کی حکمون مین سی ایک بار ترک کرتا ہی تو اوسکی دل مین ایک داغ سیاہ پیدا ہو جاتا ہی

واذا ترک مرة اخری یحصل فی قلبه نکتة سوداء اخری ثم کذلک حتی یسود قلبه فاذا اسود قلبه یغلب
اور جب آدمی دوبارہ ترک کیا تو اوسمین دوسرا داغ سیاہ پڑ جاتا ہی پہر اسی طور آخر سارا دل سیاہ ہو جاتا ہی پہر جب دل تمام سیاہ ہو گیا

علیه الغفلة وینسی الموت وکونه من اهل القبور وینهمک فی الفسوق والفجور فان تاب وانتهی عن ترک
تو اوسپر غفلت چہا جاتی ہی اور موت کو بہول جاتا ہی اور گور مین جانا یاد نہین رہتا اور فسق و فجور مین کہپ رہتا ہی پہر اگر اوسنی توبہ کی اور فرمان ترک کرنی سی باز آیا

ما امر به تزول تلك النكتة عن قلبه نكتة نكتة فيعرض عن ارتكاب المنهيات ويشتغل باداء المامورات

تو وہ داغ اوسکی دل پر سی ایک ایک دور ہونی لگتا ہی پہر گناہ کرنی سی پرہیز کرتا ہی اور ادار مامورات مین مشغول ہوتا ہی

التی من جملتها صلوة الجمعة فانها فرض ثبت فرضيتها بالكتاب والسنة واجماع الامة اما الكتاب

جنمین جمعہ کی نماز بہی داخل ہی بیشک یہہ فرض ہی اسکی فرضیت قرآن اور حدیث اور اجماع امت سی ثابت ہی قرآن تو

فقوله تعالى يا ايها الذين امنوا اذا نودي للصلوة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله فانه تعالى

یہہ آیت ہی ای ایمان والو جب اذان ہو نماز کی دن جمعہ کی تو دوڑو الله کی یاد کو بیشک الله تعالی نی

امر فی هذه الاية بالسعي الى ذكر الله تعالى والامر للوجوب والمراد بذكر الله تعالى الخطبة وهي شرط لجواز

اس آیت میں یہہ امر کیا کہ طرف ذکر الہی کی جلد جاؤ اور امر واسطی وجوب کی ہوتا ہی اور ذکر الہی سی مراد خطبہ ہی اور خطبہ نماز جمعہ کی لئی

صلوة الجمعة فاذا كان السعي الى الخطبة التي هي شرط لجواز صلوة الجمعة واجبا فيكون السعي الى ما هو

صحت کی شرط ہی پہر جب سعی خطبہ کی لئی جو نماز جمعہ کی صحت کی واسطی شرط ہی واجب ہوئی تو سعی واسطی مقصود اصلی کی

المقصود الاصلي وهو صلوة اولى واحرى ثم انه تعالى لتاكيد هذا الجواز امر بترك البيع المباح فقال

کہ وہ نماز جمعہ ہی بطریق اولی واجب اور سزاوار تر ہوگی پہر الله تعالی نی واسطی تاکید اس جواز کی واسطی ترک بیع مباح کی امر کیا فرمایا

وذروا البيع لان ذلك لا يكون الا لامر واجب واما السنة فقوله عليه الصلوة والسلام اعلموا ان الله تعالى

اور ترک کرو بیع کو اسواسطی کہ ایسا حکم بدون امر واجب کی نہین ہو سکتا اور حدیث یہہ ہی قول علیہ الصلوة والسلام کا جان لو کہ الله تعالی نی

كتب عليكم الجمعة فی يومي هذا فی شهري هذا فی مقامي هذا فمن تركها تهاونا بها واستخفافا

تمپر جمعہ فرض کیا ہی آج اس مہینہ مین اس مقام مین پہر جسنی اسکو ترک کیا حقیر جان کر اور اوسکا حق ہلکا سمجہ کر

بحقها وله امام جائر او عادل الا فلا جمع الله شمله الا فلا صلوة له الا فلا زكوة له الا فلا صوم له الا ان

اور حال یہہ ہی کہ اوسکا امام ہی جائر یا عادل ہو خبردار جمع نہ کریو الله اوسکی پریشانی خبردار نہین ہی اوسکی نماز خبردار نہین ہی اوسکی زکوة خبردار نہین ہی اوسکا روزہ

ان يتوب فمن تاب تاب الله عليه واما الاجماع فلان الامة قد اجتمعت من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم

اگر توبہ کر لی پہر جسنی توبہ کی الله تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اجماع امت یہہ ہی کہ تمام امت رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی عہد سی

الى يومنا هذا على فرضيتها ولم يختلفوا فيها وانما اختلفوا فی اصل الفرض هل هو الظهر ام الجمعة واياما

آج تک جمعہ کی فرضیت پر متفق ہی کسیکو اسمین اختلاف نہین ہی اور اختلاف ہی تو اصل فرض مین ہی کہ آیا ظہر ہی یا جمعہ ہی اور بہر صورت

كان يسقط الفرض باداء احدهما ولها شروط زائدة على شروط سائر الصلوات وهي اثنا عشر شرطا ستة منها

دونون مین سی ہر ایک کی ادا کرنی سی فرض ذمہ سی ساقط ہو جاتا ہی اور اوسکی لئی شرطین تمام نمازون کی شرطون سی زیادہ ہین اور وہ بارہ شرطین ہین چہہ اونمین سی

فی المصلي وهي شروط لوجوب صلوة الجمعة لا لادائها ولا لصحتها الاول الذكورة فلا تجب على المرأة والثاني

مصلی مین ہین یہہ شرطین تو نماز جمعہ کی وجوب کی ہین یہہ شرطین ادا اور صحت کی نہین ہین پہلی مصلی کا مرد ہونا سو عورت پر واجب نہین ہی دوسری

الاقامة فلا تجب على المسافر وكل من وجد يوم الجمعة خارج المصر فهو فی حكم المسافر والثالث الحرية

مقیم ہونا پس مسافر پر واجب نہین ہی اور جسکو جمعہ کا دن مصر سی باہر ہو جاوی پس وہ مسافر کی حکم مین ہی تیسری آزادی

فلا تجب على العبد اتفاقا واختلف فی المكاتب والماذون والعبد الذی حضر باب الجامع يحفظ دابة مولاه

سو غلام پر کسیکی نزدیک واجب نہین ہی اور مکاتب اور ماذون کی باب مین اور اوس غلام کی حق مین جو جامع مسجد کی دروازہ پر میان کا گہوڑا پکڑی کہڑا ہو اختلاف

والرابع الصحة فلا تجب على المريض اذا خاف زيادة المرض او بطوء البرء بالذهاب اليها ومثله الشيخ الكبير

چوتہی صحیح و سالم ہونا پس بیمار پر واجب نہین - اگر جمعہ مین جانی سی بیماری کی بڑہنیکا یا دیر مین اچہا ہونیکا خوف ہو اور ایسی ہی پیر فرتوت

الضعيف

الضعیف عن السعی والخامس سلامة العینین فلا تجب علی الاعمی عند ابی حنیفة وعندهما تجب ان وجد
چلنی مین ناتوان پانچوین آنکہون والا ہونا پس اندہی پر امام ابو حنیفہ کی نزدیک واجب نہین اور صاحبین کی نزدیک واجب ہی اگر
قائدا والسادس سلامة الرجلین فلا تجب علی المقعد وان وجد من یحمله الی الجمعة والممرض کالمریض علی الاصح
اوسکا پکڑنیوالا میسر آوی چہٹی دونو پانو کی سلامتی پس لنگڑی پر واجب نہین اگرچہ ایسا شخص میسر آوی کہ جو اوسی چڑہا کر جمعہ مین لیجاوی اور بیمار دار اصح قول پر مانند بیمار کی ہی
ان بقی المریض ضایعا والتمریض من جملة الاعذار المبیحة للتخلف عن الجمعة وکذا الخوف من ظالم ونحوه و
اگر مریض حیران رہجاوی اور بیمار داری اون عذرات مین ہی جس سی جمعہ مین نجانا مباح ہوجاتا ہی ایسی ہی ظالم وغیرہ کا خوف اور
المطر والثلج والوحل ونحوها فهؤلاء الذین لم یستکملوا الشرائط لا تجب علیهم الجمعة لکنهم لو حضروها
بارش اور اولی اور کیچڑ وغیرہ پس یہہ لوگ جنمین یہہ شرطین پوری نہین ہین ان پر جمعہ واجب نہین ہی لیکن یہہ لوگ اگر جمعہ مین چلی جاوین
وصلوها یجزیهم عن فرض الوقت وستة منها فی غیر المصلی وهی شروط لادائها وصحتها الاول
اور پڑہ لین تو وقتی فرض نماز سی بدلا ہوجاتا ہی اور چہہ شرطین سوای مصلی کی ہین اور یہہ شرطین ادا کی اور صحت کی ہین پہلی
المصر فلا یجوز ادائها فی المفازة والقری لکن ان صلیت فی القریة وکنت فیها یلزمک ان تحضرها وتعمل لقول
شہر کا ہونا پس جمعہ کا ادا کرنا جنگل اور گانوؤن مین جایز نہین ہی لیکن اگر گانو کی اندر جمعہ پڑہی گئین اور تو وہان موجود ہو تو تجہکو جمعہ مین جانا اور علی رض کی
علی ایاک وما یسبق الی القلوب انکاره وان کان عندک اعتذار فلیس کل سامع تکستطیع ان تسمعه عذرا و
قول پر عمل کرنا لازم ہی بچیارہ ایسی بات سی جسمین لوگون کی دلون مین شبہ انکار کا پیدا ہو اگرچہ تجہکو عذر حاصل ہو کیونکہ ہر ایک سامع منکر ایسا نہین ہی کہ تو اوسکو اپنا عذر سنا سکی
قد جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال من کان یؤمن بالله والیوم الاخر فلا یقعد موقع التهم واختلفوا
اور ضرور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اللہ پر اور قیامت کی دن پر ایمان لایا ہی وہ تہمت کی جگہہ نہ بیٹہا کری اور مصر کی
فی تفسیر المصر والصحیح انه الموضع الذی یکون فیه بیوت وسکک واسواق وامیر وقاض ینفذ الاحکام
تعریف مین اختلاف ہی اور صحیح یہہ ہی کہ مصر ایسا موضع ہی جسمین گہر ہون اور کوچی اور بازارین اور حاکم اور قاضی جو احکام جاری
ویقیم الحدود ولیس من شرط ادائها المسجد الجامع لجواز ادائها فی فناء المصر وهو ما اتصل به معدا لمصلحة
اور حدود قایم کری اور شروط ادا مین مسجد جامع کا ہونا داخل نہین ہی اسواسطی کہ فنا ء مصر مین بہی جمعہ جایز ہی اور فنا وہ ہی جو میدان مصر کی قریب مصالح کی
کرکض الخیل وجمع العسکر ودفن الموتی وصلوة الجنازة ونحوها ویجوز للخلیفة وامیر الحجاج اقامتها بمنی
واسطی چہوڑا ہو جیسی گہوڑونکا باندہنا اور لشکر کا جمع کرنا اور مردون کا دابنا اور جنازہ کی نماز پڑہنی اور مانند اسکی اور خلیفہ اور امیر حاج کو جمعہ قایم کرنا منی مین موسم کی
فی الموسم لانها تکون مصرا فی ایام الموسم لاجتماع شرائط المصر فیها من الامیر والقاضی والابنیة والاسواق
دنون مین جایز ہی اسلئی کہ منی موسم کی دنونمین بمنزلہ مصر کی ہوجاتی ہی اسواسطی کہ تمام شرطین مصر کی اوسمین جمع ہوجاتی ہین امیر قاضی اور مکانات اور بازارین
لا انها لا تبقی مصرا بعد انقضاء الموسم وبقاءها مصرا لیس بشرط ولا یجوز اقامتها بعرفات لانها لیست
ہان اتنا ہی کہ موسم کی گذرنی کی بعد مصر باقی نہین رہتی اور باقی رہنا مصر کا کچہہ شرط نہین ہی اور عرفات مین جمعہ قایم کرنا جایز نہین اسواسطی کہ عرفات نہ تو
بمصر ولا من فنائه بل هو فضاء ومفازة وفی ظاهر الروایة عن ابی حنیفة لا یجوز اقامتها فی المصر الا فی موضع
مصر ہی اور نہ فناء مصر بلکہ وہ ایک میدان اور جنگل ہی اور ظاہر روایت مین امام ابو حنیفہ سی ہی کہ جمعہ قایم کرنا مصر مین سوا ایک مسجد کی
واحد فان ادیت فی موضعین او اکثر فالجمعة للاولین تحریمة وقیل فراغا وقیل فیهما جمیعا وان لم یعلم
جایز نہین ہی پہر اگر دو جگہہ یا دو جگہہ سی زیادہ مین پڑہا جاوی تو جمعہ اونکا ہی جنہون نی پہلی نیت باندہی اور بعضی کہتی ہین جو پہلی پڑہ چکی اور بعضی کہتی ہین دونون مین اور اگر یہہ نہ
ایهما الاول تبطل صلوة الکل وفی روایة عنه وهو قول محمد یجوز اقامته فی مواضع متعددة وفی روایة
معلوم ہو اول کون ہین تو سب کی نماز باطل ہی اور ایک روایت مین ابو حنیفہ سی اور یہہ ہی قول امام محمد کا ہی کہ قایم کرنا جمعہ کا کئی جگہہ جایز ہی اور ابو یوسف کی روایت

ابی یوسف لا یجوز اقامتها فی موضعین الا اذا کان بینهما نهر عظیم کدجلة فی بغداد وفی روایة عنه لا یجوز
مین قایم کرنا جمعہ کا دو جگہہ جایز نہین مگر ایسی دو جگہہ کہ انکی بیچ مین بڑی نہر حائل ہو جیسی بغداد مین دجلہ اور ایک روایت مین ابو یوسف سی

اقامتها اذا کان علیه جسر حتی روی عنه انه کان یامر یوم الجمعة برفع الجسر وقت الصلوة لیکون
قایم کرنا جمعہ کا یعنی دو جگہہ جایز نہین اگر اوس نہر پر پل ہو یہان تک روایت ہی کہ امام ابو یوسف جمعہ کی دن نماز کی وقت پل اوٹہوا دیتی تہی تا کہ وہ جگہہ

کمصرین وفی کل موضع وقع الاشتباه فی صحة الجمعة لتعددها ولوقوع الشك فی المصر اذا اقامها اهله ینبغی لهم
مانند دو شہرون کی ہو جاوی اور جس جگہہ صحت جمعہ مین بسبب تعدد کی یا بسبب مصر کی مشکوک ہونی کی یہہ شبہہ پڑی کہ ادا ہوا یا نہین تو جب وہان کی لوگ جمعہ پڑہ چکین

ان یصلوا بعدها اربع رکعات قائلا کل واحد منهم نویت ان اصلی اخر ظهر ادرکت وقته ولم اصله
تو انکو سزاوار ہی کہ بعد اوسکی چار رکعت اور الگ الگ پڑہین ہر ایک نیت کی وقت یہہ کہی نیت کرتا ہون کہ ادا کرون پچہلی ظہر جسکا مین نی وقت پایا پر اب تک پڑہی

بعد واصل هذا علی ما ذکر فی القنیة ان اهل مرو لما ابتلوا باقامة الجمعتین فیها مع اختلاف العلماء فی
نہین اور اوسکی اصل موافق بیان قنیہ کی یہہ ہی کہ مرو کی لوگ جب مرو مین دو جگہہ جمعہ پڑہنی لگی با وجود یکہ علماء مین دو جمعہ کی جواز مین اختلاف تہا

جوازهما امرهم ائمتهم باداء کل واحد منهم اربع رکعات بهذه النیة حتما احتیاطا لان الجمعة التی صلاها
تو انکو اونکی پیشواؤن نی فتوی دیا کہ ہر ایک احتیاط کی واسطی چار چار رکعت اس نیت سی ضرور پڑہا کری کیونکہ یہہ جمعہ جو اونہون نی ادا کیا

ان لم تجز یخرج عن عهدة فرض الوقت بیقین وان جازت فان کان علیها ظهر فائت یسقط عنه ذلك
اگر جایز نہین ہوا تو فرض وقتی کی ذمہ سی یقینا پاک ہو جاویگا اور اگر جمعہ جایز ہو گیا تو پہر اگر اوسکی ذمہ کوئی ظہر فائتہ ہو گی تو اب وہ فائتہ ادا ہو جاویگی

الفائت وان لم یکن علیه ظهر فائت تکون تلك الاربع نفلا ولاحتمال کونها نفلا لا بد ان یقرأ فی الاخریین
اور اگر اوسکی ذمہ ظہر فائتہ نہین ہی تو یہہ چارون رکعت نفل ہو جاوینگی سو اس احتمال کی لئی کہ شاید نفل ہون ضرور ہی کہ پچہلی دو دو رکعت مین

بعد الفاتحة سورة لانها ان وقعت فرضا فقراءة السورة لا تضر وان وقعت نفلا فقراءة السورة واجبة والثانی
بعد سورہ فاتحہ کی کوئی سورۃ پڑہی اسواسطی کہ اگر وہ فرض ہوئین تو سورۃ کی پڑہنی مین کچہہ نقصان نہین ہی اور اگر وہ رکعتین نفل ہوئین تو سورۃ کا پڑہنا واجب ہی اور دوسری

من الشروط التی فی غیر المصلی السلطان او نائبه والمتغلب الذی لا منشور له من السلطان یجوز له اقامة
شرط جو غیر مصلی مین ہو سلطان کا یا اوسکی نائب کا ہونا اور جو متغلب کہ سند سلطانی نہین رکہتا اوسکو قایم کرنا جمعہ کا جایز ہی

الجمعة اذا کان سیرته فی رعیته سیرة الامراء وکان یحکم بینهم بحکم الولایة اذ بذلك یثبت السلطنة
اگر اوسکا معاملہ رعیت سی بطور امراء کی ہو اور رعیت پر حکومت حاکمون کی طور پر کرتا ہو اسواسطی کہ اس سی سلطنت ثابت ہو جاتی ہی

فیتحقق الشرط وللمامور بالجمعة ان یستخلف وان لم یؤذن له فی الاستخلاف ولا فرق فی ذلك بین وجود
پہر شرط موجود ہو جاتی ہی اور جو شخص جمعہ کی لئی ماموز ہین جیسی قاضی وغیرہ اختیار رکہتی ہین کہ اپنا خلیفہ کر دین اگرچہ انکو خلیفہ کرنی کی اجازت نہو اور اس بات مین کچہہ فرق

العذر وعدم وجوده ولا بین الخطبة والصلوة والاذان فی الخطبة اذان فی الصلوة وبالعکس ولیس
نہین خواہ کچہہ عذر ہو یا عذر نہو اور نہ کچہہ فرق خطبہ کا ہی ورنہ نماز کا اور خطبہ کی اذان بعینہ نماز کی اذان ہی اور بالعکس اور

للقاضی ان یصلی الجمعة بالناس اذا لم یؤمر بها وکذا صاحب الشرطة لیس له ان یصلیها بهم فان مات
قاضی کو اختیار نہین کہ لوگون کو جمعہ پڑہاوی اگر اوسکو سلطان کا حکم نہین ہی اور ایسا ہی محتسب کو جایز نہین کہ لوگون کو جمعہ پڑہاوی اور اگر حاکم شہر کا مر جاوی

والی المصر فقبل اتیان وال اخر لو صلی لهم خلیفة او القاضی او صاحب الشرط یجوز لان امر العامة فوض
تو دوسری حاکم کی مقرر ہونی سی پہلی اگر لوگون کو خلیفہ یعنی نائب یا قاضی یا محتسب جمعہ پڑہاوی تو جایز ہی اسلئی کہ انتظام عوام کا اونکو سپرد ہی

الیهم وان لم یکن احد من هؤلاء فاجتمع الناس علی احد وصلی بهم یجوز ومع وجود احد منهم لا یجوز
اور اگر نہین ہی کوئی موجود نہو اور لوگون نی باہم ہو کر ایک کو امام کر لیا اور اوس نی جمعہ پڑہا دیا تو جایز ہی اور اگر نہین ہی کوئی موجود ہو تو بدون اوسکی

الاذن ای حاکم نہین

الا باذنه ولو شرع المامور بها فيها ثم حضر آخر كانه مضى عليها ولو حضر قبل شروعه لا يصح شروعه
بدون اوسکی اذن کی جایز نہین اور اگر قاضی وغیرہ جسکو جمعہ پڑہانیکی اجازت تہی نماز شروع کر چکا ہو پہر اوسکی جگہہ پر دوسرا مقرر ہو کر آگیا پانماز کو توڑی نہین اور اگر نماز شروع کرنی سی
والثالث من تلك الشروط الوقت وهو وقت الظهر فلا يجوز قبل الزوال ولا بعد دخول وقت العصر ولو
پہلی آگیا تو شروع کرنا صحیح نہین اور تیسری شرط اون شرطون مین سی وقت کا ہونا اور وہ وقت ظہر کا ہی سو دوپہر ڈہلنی سی پہلی جایز نہین اور نہ بعد آجانی وقت عصر کی اور اگر
خرج الوقت وهو فيها يستانف الظهر ولا يبنيه عليها لاختلافهما كمية وشرطا والرابع من تلك
نماز ہی کی اندر وقت ہو چکا تو از سر نو ظہر کو پڑہی اوسیکو بڑہا کر ظہر نہ کر لی کیونکہ جمعہ اور ظہر مقدار اور شرطون مین مختلف ہین اور چوتہی شرط اون
الشروط الخطبة ولها شروط وركن وواجب وسنة اما شرطها فكونها في الوقت حتى لو خطب
شرطون مین سی خطبہ ہی اور خطبہ کی بہی شرط اور رکن اور واجب اور سنت ہین خطبہ کی شرط تو یہہ ہی کہ وقت کی اندر ہووی یہان تک کہ اگر پیش از وقت
قبله لا تصح وكونها بحضرة الجماعة حتى لو خطب وحده ثم حضر الجماعة لا تصح وكونها جهرا
خطبہ پڑہیگا تو صحیح نہین اور جماعت کی سامنی چاہی یہان تک کہ اگر خطبہ تنہا پڑہیگا اور پہر جماعت جمع ہوگی تو صحیح نہین ہی اور اتنا پکار کر پڑہنا چاہی
بحيث يسمعها من يكون عنده اذا لم يكن مانع واما ركنها فمطلق ذكر الله تعالى بنيتها حتى لو قال
کہ جو اوسکی پاس موجود ہون سب سنلین اگر کچہہ مانع نہو اور خطبہ کا رکن مطلق ذکر اللہ تعالی کا خطبہ کی نیت سی ہی یہان تک کہ اگر خطیب نی
الحمد لله او سبحان الله او لا اله الا الله على قصد الخطبة يجزئ عند ابي حنيفة اما لو قال لعطاس
الحمد للہ یا سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ خطبہ کی نیت سی کہا تو امام ابوحنیفہ کی نزدیک کافی ہی ہان اگر چہینک کر
او تعجب فلا يجزئ وعندهما لا بد من ذكر طويل يسمى خطبة وهو مقدار ثلث آيات وقيل مقدار التشهد
یا تعجب سی کہیگا تو کافی نہین ہی اور صاحبین کی نزدیک اتنا ذکر درکار ضرور ہی جسکو خطبہ کہہ سکین اور وہ تین آیتون کی برابر ہو اور کوئی کہتا ہی کہ تشہد کی برابر ہو
من قوله التحيات لله الى قوله عبده ورسوله لان الخطبة واجبة بالاجماع والتحميدة الواحدة
لفظ التحیات للہ سی عبدہ ورسولہ تک اسلیئی کہ خطبہ متفق علیہ واجب ہی اور الحمد للہ ایکبار
والتسبيحة الواحدة والتهليلة الواحدة لا تسمى خطبة واما واجبها فالطهارة والقيام وستر
اور سبحان اللہ ایکبار اور لا الہ الا اللہ ایکبار خطبہ نہین کہاتا اور خطبہ کی واجبات باوضو ہون اور کہڑی رہین اور عورت کا
العورة واما سننها فكونها خطبتين بجلسة بينهما ويشتمل كل منهما على الحمد والتشهد والصلوة على
ڈہنپنا اور خطبہ کی سنت دو خطبون کا ہونا بیچ مین ایک جلسہ کی فرق سی اور دونون مین حمد اور تشہد اور درود
النبي صلى الله عليه وسلم والاولى على تلاوة اية والوعظ والثانية على الدعاء للمؤمنين والمؤمنات
نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہہ ہو اور پہلی خطبہ مین تلاوت آیت کی اور پند ہو اور دوسری مین مسلمان مرد اور عورتون کی حق مین
بدل الوعظ والخامس من تلك الشروط الجماعة واقلهم ثلثة سوى الامام ويشترط كونهم رجالا عاقلين
بدلہ پند کی دعا ہو پانچوین شرط اون شرطون مین سی جماعت ہی کم سی کم تین آدمی سوا امام کی ہون بشرطیکہ تینون مرد عاقل بالغ ہون
بالغين فلا ينعقد بالنساء والصبيان والمجانين ولا يشترط كونهم احرارا او مقيمين فتنعقد بالعبيد
پس جماعت نری عورتون اور بچون اور دیوانون سی نہین ہوگی اور یہہ شرط نہین ہی کہ آزاد یا مقیم ہون پس جماعت نری غلامون
والمسافرين ويشترط بقاؤهم الى السجدة الاولى عند ابي حنيفة فلو نفروا قبلها او نقصوا عن ثلثة
اور مسافرون سی ہوجاویگی اور امام ابوحنیفہ کی نزدیک یہہ شرط ہی کہ پہلی سجدہ تک سب موجود رہین پس اگر پہلی سجدہ سی پہلی بہاگ گئی یا تین سی کم رہ گئی
يستقبل الظهر وعندهما لو نفروا بعد التحريمة يتم الجمعة والسادس من تلك الشروط الاذن العام
تو ظہر ادا کری اور صاحبین کی نزدیک اگر بعد تکبیر تحریمہ کی چلی جاوین تو جمعہ پورا کر لی اور چہٹی شرط اون شرطون مین سی اذن عام ہی

وهو ان يفتح باب الجامع ويؤذن للناس حتى لو اجتمع في الجامع واغلقوا بابه وصلوا فيه الجمعة لا
اسطور پر کہ مسجد جامع کا دروازہ کہل جاوی اور لوگوں کو آنی کی اجازت ملی یہانتک کہ اگر مسجد میں جمع ہوکر پہر دروازہ اوسکا بند کردین اور جمعہ کی نماز مسجد میں پڑہلین
يجوز وكذا السلطان لو اغلق باب قصره وصلى فيه بحشمه لا يجوز لانها من شعائر الاسلام وخصائص
توجایز نہیں ہی اور ایسی ہی سلطان اگر اپنی محل کا دروازہ بند کرکر اپنی فوج کی ہمراہ جمعہ کی نماز پڑہ لی تو جایز نہیں ہی اسواسطی کہ جمعہ اسلام کی نشانیوں اور دین کی خاص
الدين فلا بد من اقامتها على طريق الاشتهار وان فتح باب قصره واذن للناس بالدخول فيه يجوز سواء
امروں میں سی ہی سو اوسکو خواہ مخواہ بطور اشتہار کی قایم کرنا چاہیئے اور اگر بادشاہ اپنی محل کا دروازہ کہول کر لوگوں کو اجازت آنی کی دیدیوی تو جایز ہی پہر برابر ہی
دخلوا او لا لكن يكره لعدم قضاء حق المسجد الجامع فاذا وجدت هذه الشروط كلها يجب السعي و
کہ کوئی جاوی یا نہ جاوی پر مکروہ ہی اسواسطی کہ مسجد جامع کا حق ادا نہوا اور جب یہہ تمام شرطین پوری پائی جاوین تو اصح قول پر سعی اور
ترك البيع بالاذان الاول وهو الذي يكون على المنارة بعد دخول الوقت في الاصح لانه المعتبر في
بیع کا ترک کرنا پہلی اذان پر واجب ہی یعنی وہ اذان جو منارہ پر وقت ہوجانی کی بعد ہوتی ہی موافق اصح قول کی اسواسطی کہ یہی اذان
هذا الزمان وان كان حادثا غير واقع في عهد النبي صلى الله عليه وسلم لما روي انه عليه السلام
اس زمانہ میں معتبر ہی اگرچہ نوا حداث ہی نبی صلی الله علیہ وسلم کی عہد میں نہ تہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
والائمة من بعده كانوا يصعدون المنبر بعد الزوال قبل النداء فيؤذن المؤذن بين يديهم فلما كان زمن
اور بعد حضرت کی دونوں امام زوال کی بعد اذان سی پہلی منبر پر جاتی تہی پہر مؤذن اونکی سامنی اذان پڑہتا تہا پہر جب زمانہ
خلافة عثمان وكثر الناس رأى ان يؤذن المؤذن قبل صعود الامام المنبر لينتهي الصوت اليهم فيحضروا
عثمان کی خلافت کا آیا اور لوگوں کی کثرت ہوگئی تو اونکی رای میں یہہ آیا کہ مؤذن امام کی منبر پر جانی سی پہلی اذان کہا کری تاکہ اونکو آواز جاوی اور سنکر آجاوین
وزاد اذانا ثانيا على دار في سوق المدينة بقرب المسجد يقال له زوراء وكان هذا الاذان سنة ايضا
اور دوسری اور اذان بڑہادی ایک گہر پر جو مدینہ کی بازار میں مسجد کی پاس تہا اوسکا نام زوراء ہی اور یہہ اذان بہی مسنون ہی
لقوله عليه السلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي واما النداء الذي يكون في وقت
اس حدیث کی موافق لازم کرلو اپنی اوپر میری سنت اور میری بعد خلفاء راشدین کی سنت اور وہ اذان جو چاشت کی وقت ہوتی ہی
الضحى للتنبيه على ان هذا اليوم يوم الجمعة فبدعة احدثه الحجاج كذا ذكر في مجمع الفوائد والحاصل ان كل
اطلاع دینی کو کہ یہہ دن جمعہ کا ہی سو بدعت ہی اسکو حجاج نی جاری کیا تہا کتاب مجمع الفوائد میں یہہ ذکر کیا ہی مطلب یہہ ہی کہ جو
اذان يكون قبل الزوال فهو غير معتبر بل المعتبر الاذان الاول الذي يكون بعد الزوال اذ به يحصل الاعلام
اذان دوپہر ڈہلی سی پہلی ہووی سو اوسکا کچہہ اعتبار نہیں ہی بلکہ معتبر پہلی اذان ہی جو دوپہر ڈہلی کی بعد ہوتی ہی اسلئی کہ اس ہی اعلام حاصل ہوتا ہی
فان كل من يجب عليه الجمعة اذا اذن هذا الاذان يلزمه السعي الى الجمعة فاذا حضر المسجد الجامع يصلي
بیشک جسپر جمعہ واجب ہی جب یہہ اذان ہوگی اوسکو جلد جمعہ میں دوڑ جانا چاہیئی پہر جب وہ مسجد جامع میں پہنچی تو بیٹہنی سی پہلی
قبل القعود ركعتين تحية المسجد ثم اربع ركعات سنة الجمعة واذا توجه الامام الى صعود المنبر يحرم
دو رکعت تحیة المسجد کی پہر چار رکعت سنتین جمعہ کی پڑہی پہر جب امام منبر پر جانی کو متوجہ ہو تو امام ابوحنیفہ کی نزدیک
الصلوة والكلام عند ابي حنيفة حتى يتم الخطبة وعندهما لا باس بالكلام قبل الشروع في الخطبة واذا
نماز اور بات جیت سب حرام ہی جبتک خطبہ تمام ہوجاوی اور صاحبین کی نزدیک خطبہ شروع کرنی سی پہلی بولنی کا کچہہ مضائقہ نہین اور جب
جلس على المنبر يؤذن المؤذن بين يديه الاذان الثاني واذا تم الاذان يقوم ويخطب خطبتين يفصل بينهما بجلسة
امام منبر پر جا بیٹہی تو مؤذن اوسکی سامنی دوسری اذان پڑہی اور جب یہہ اذان ہوچکی تو امام کہڑا ہوکر دو خطبی پڑہی دونوں کی بیچمین

خفيفة

خفيفة مقدارها ان يستقر كل عضو منه فی موضعه ويستحب للقوم ان يستقبلوا الامام عند
ہلکی سی جلسہ کا فاصلہ کری اسقدر کہ بدن کا ہر ہر جوڑ اپنی اپنی جگہہ پر راست ہوجاوی اور قوم کو مستحب یوں ہی کہ خطبہ کی وقت امام کی طرف منہہ کر بیٹھین

الخطبة لكن الرسم الآن انهم يستقبلون القبلة للحرج فی تسوية الصفوف لكثرة الزحام كذا ذكر فی
پر اب رسم یہہ ہو رہی ہی کہ رو بقبلہ بیٹھی رہتی ہیں اسواسطی کہ صفین سیدہی کرنی مین بسبب کثرت انبوہ کی حرج ہوتا ہی ہدایہ کی شرح مین یہہ ہی مذکور ہی

شرح الهداية للسروجی واذا فرغ من الخطبة وشرع المؤذن فی الاقامة ينزل من المنبر ويصلی
جو سروجی کی ہی اور جب خطبہ پڑھ چکی اور موذن تکبیر کہنی لگی تو امام منبر پر سی اوتر کر قوم کو دو رکعت نماز جمعہ کی پڑہائی

بالناس ركعتين صلوة الجمعة ولو وقع الاشتباه فی صحتها بتعددها ووقوع الشك فی المصر
اور اگر جمعہ کی صحت مین کچہہ شبہ پیدا ہووی کئی جگہہ ہونی کی سبب یا مصر مشکوک ہونی سی

يصلی بعدها كل واحد منهم فرادى اربع ركعات آخر ظهر كما سبق ثم اربع ركعات بنية السنة
تو ہر ایک بعد اوسکی الگ الگ چار رکعت پچھلی ظہر کی پڑہین جیسی کہ اوپر مذکور ہو چکا پہر چار چار رکعت سنتوں کی نیت سی

عند ابی حنيفة وعندهما ست ركعات ومن ادرك الامام فيها ولو فی التشهد او فی سجود السهو يصلی
امام ابو حنیفہ کی نزدیک اور پڑہین اور صاحبین کی موافق چہہ رکعت پڑہین اور جسنی امام کو نماز جمعہ مین پایا اگرچہ تشہد مین یا سجدہ سہو مین تو امام کی ساتہہ

معه ما ادرك ويبنی عليه الجمعة وقال محمد ان ادرك فی الركوع فی الركعة الثانية يبنی عليه الجمعة
پڑہ لی جو ہاتہہ آوی اور نماز جمعہ پوری کر لی اور امام محمد کہتی ہین اگر دوسری رکعت کی رکوع مین جا ملا تو نماز جمعہ کی پوری کر لی

وان ادرك بعد ما رفع راسه من الركوع فی الركعة الثانية يبنی عليه الظهر ومن لا عذر له اذا صلی
اور اگر ایسی کی ملا کہ امام دوسری رکعت کا رکوع پورا کر کر کھڑا ہو گیا تو اب ظہر کی نماز پوری کر لی اور جسکو کوئی عذر نہین ہی اگر وہ ظہر

الظهر قبل ان يصلی الامام الجمعة يصح ظهره لكن يكون عاصيا لترك الجمعة ويكره للمعذورين
پہلی اس سی پڑہ لی کہ امام نماز جمعہ کی پڑہ چکی تو اوسکی ظہر صحیح ہی پر گنہگار ہوگا کیونکہ اسنی جمعہ ترک کیا اور معذور لوگون کو

والمسجونين اداء الظهر فی المصر بالجماعة سواء كان قبل فراغ الامام من الجمعة او بعده لان الجمعة
اور قیدیون کو مصر مین ظہر کی نماز جماعت سی پڑہنی مکروہ ہی برابر ہی کہ امام نماز جمعہ سی فارغ نہو ہو یا فارغ ہو لیا ہو اسواسطی کہ جمعہ جمع کرنیوالا

للجماعات وفی اداء الظهر بالجماعة تفريق الجماعة عن الجمعة وتقليلها فيها بخلاف اهل القرى اذ لا جمعة
جماعتوں کا ہی اور ظہر کو جماعت سی پڑہنی مین جمعہ کی جماعت کی تفریق ہوتی ہی اور اوسمین کمی پڑتی ہی برخلاف گانوں والوں کی اسواسطی کہ اونپر

عليهم ولا يفضی اداء الظهر بالجماعة الی تفريق الجمعة وتقليلها فيكون ذلك فی حقهم كسائر الايام
جمعہ نہین ہی وہان ظہر کو جماعت سی پڑہنی مین نہ تفریق جماعت جمعہ کی ہوتی ہی اور نہ کمی پڑتی ہی سو جمعہ کا دن بلا کراہت ظہر جماعت سی پڑہنی کو اونکی حق مین ایسا ہی

فی جواز اداء الظهر بالجماعة من غير كراهة ويستحب للمريض ان لا يصلی الظهر قبل فراغ الامام من الجمعة
جیسی تمام اور دن ہین اور بیمار کو مستحب ہی کہ جبتک امام نماز جمعہ سی فارغ نہو ظہر نہ پڑہی

لرجاء البرء فی كل ساعة ومن جاء الی الجمعة ووجد المسجد ملآن واراد ان يتخطى الناس ان كان يؤذيهم
اسواسطی کہ ہر ہر آن مین صحت کی امید ہی اور جو شخص جمعہ مین جا کر دیکہی کہ مسجد بہر چکی اور اسنی ارادہ کیا کہ صفون مین کو گذر جاوی اگر اس طور پر جانی سی ایذا ہو تی ہی

بالتخطی لا يتخطى وان كان لا يوذی احدا بان لا يطأ ثوبا ولا جسدا لا باس بان يتخطى ويدنو من الامام
تو نہ جاوی اور اگر کسیکو کچہہ ایذا انہین ہونی اسطور کہ نہ پانوں تلی کسیکا کپڑا دبائی اور نہ کسیکا کچہہ بدن تو چلی جانی کا کچہہ مضائقہ نہین کہ امام سی نزدیک ہو جاوی

وذكر الفقيه ابو جعفر عن اصحابنا ان التخطی لا باس به ما لم يأخذ الامام فی الخطبة ويكره اذا اخذ
اور فقیہ ابو جعفر ہماری اصحاب سی نقل کرتا ہی کہ تخطی کا کچہہ مضائقہ نہین جب تک امام نی خطبہ نہین شروع کیا اور اگر خطبہ شروع کر لیا تو مکروہ ہی

فعلی هذا یکون جواز التخطی مشروطا بشرطین احدهما ان لا یؤذی احدا والثانی ان لا یکون الامام فی
اس روایت کی موافق تخطی جایز ہونی کی لئی دو شرط ہین ایک تو یہہ کہ کسیکو ایذا نہو اور دوسری یہہ کہ امام خطبہ نہ پڑھتا ہو

الخطبة یسرنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه وکرمه

المجلس الخمسون فی بیان المصافحة وبیان کیفیتها وفوائدها وبدعیتها فی غیر محلها

الٰہی ہمکو آسان کر موافق اپنی رضا کی عمل کرنا اپنی لطف اور کرم سی بچاسوین مجلس مصافحہ کی بیان مین

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
اور اوسکی کیفیت اور طرز اور فائدی اور اوسکا بدعت ہونا بی محل رسول الله صلی الله علیہ نی فرمایا

ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفر لهما قبل ان یتفرقا وفی روایة اذا التقی المسلمان
نہین کوئی دو مسلمان کہ ملین اور مصافحہ کرین مگر دونو جدا ہونی سی پہلی بخشی جائینگی اور ایک روایت مین ہی جب دو مسلمان ملین

فیتصافحان وحمدا الله واستغفرا الله غفر لهما هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه البراء بن عازب
اور مصافحہ کرین اور الله تعالی کی حمد کرین اور الله تعالی سی مغفرت مانگین تو الله اون دونون کو بخش دیگا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی براء بن عازب کی روایت سی

والفاء فیه لفظ خاص للتعقیب موجبه تعقیب التصافح الالتقاء والتصافح علی ما ذکر فی صحاح الجوهری
اور فا اسمین لفظ خاص تعقیب کی واسطی ہی جس سی مصافحہ ملاقات سی پیچھی واجب ہوتا ہی اور تصافح موافق مضمون صحاح جوہری کی مصافحہ ہی

المصافحة فیثبت شرعیة المصافحة عند لقاء المسلم لاخیه وتکون من تمام التحیة بینهما لما
سو مصافحہ کا مشروع ہونا بروقت ملاقات ایک مسلم کی بہائی مسلمان سی ثابت ہوتا ہی اور اون دونو مین سلام کی تمامی ہی اسواسطی کہ

روی عن ابی امامة انه علیه الصلوة والسلام قال تمام تحیاتکم بینکم المصافحة وهذا الحدیث ایضا
ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی فرمایا تمامی تمہاری آپکی سلامون کی مصافحہ ہی یہہ حدیث بہی اسپر دلالت کرتی ہی

یدل علی کون شرعیة المصافحة عند الملاقاة لانه علیه السلام جعلها من تمام التحیات والتحیات
کہ مصافحہ ملاقات کی وقت مشروع ہی اسواسطی کہ نبی علیہ السلام نی مصافحہ کو تمامی تحیات کا ٹہرایا اور تحیات

جمع التحیة وهی السلام والسلام انما یکون عند الملاقات وکذا ما هو من تمامه فینبغی ان توضع
جمع تحیہ کی ہی سلام کو کہتی ہین اور سلام سوا وقت ملاقات کی نہین ہوتا اور ایسی ہی جو چیز سلام کی تمامی ہی اب سزاوار یہہ ہی کہ

حیث وضعها الشرع ویراعی سننها والسنة فیها ان تکون بکلتا الیدین واما فی غیر حال الملاقات
مصافحہ اوسی جگہ ہوا کری جہان اوسکو شرع نی قایم کیا ہی اور اوسکی طریقہ مسنون کی رعایت ہو اور مسنون اسطور پر ہی کہ دونو ہاتہو سی ہو اور بدون وقت ملاقات کی

مثل کونها عقیب صلوة الجمعة والعیدین کما هو العادة فی زماننا فالحدیث ساکت عنه فیبقی
جیسی بعد نماز جمعہ اور عیدین کی جو اس زمانہ مین عادت جاری ہی سو حدیث سی ثابت نہین ہی پس یہہ

بلا دلیل وقد تقرر فی موضعه ان ما لا دلیل علیه فهو مردود لا یجوز التقلید فیه بل یرده ما روی عن
بلا دلیل ہی اور اپنی جگہہ مین یہہ ثابت ہی کہ جس امر کی کچہہ دلیل نہین ہوتی تو وہ مردود ہوتا ہی اوسمین تقلید جایز نہین بلکہ یہہ عایشہ رض کی روایت سی رد ہوتا ہی

عائشة انه علیه السلام قال من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد ای مردود فان الاقتداء
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی کچہہ نیا پیدا کیا ہماری اس دین مین جو دین مین سی نہین ہی سو وہ سب رد ہی یعنی مردود ہی کیونکہ پیروی

لا یکون الا بالنبی علیه السلام اذ قال الله تعالی وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا
سوا نبی علیہ السلام کی کسیکی نہین ہی اسواسطی کہ الله تعالی فرماتا ہی اور جو دی تمکو رسول سو لی لو اور جس سی منع کری سو چہوڑ دو

وقال فی اٰیة اخری فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ
اور ایک اور آیت مین فرمایا سو ڈرتی رہین جو لوگ خلاف کرتی ہین اوسکی حکم کا کہ پڑی اون پر کچہہ خرابی یا پہنچی اونکو دکہہ کی مار

على ان الفقهاء من الحنفية والشافعية والمالكية صرحوا بكراهتها وكونها بدعة قال في الملتقط يكره المصافحة
علاوہ یہہ ہی کہ فقہاء حنفی اور شافعی اور مالکی مذہبوں نی اس مصافحہ کو صاف مکروہ کہا ہی اور بدعت بتایا ہی ملتقط میں کہتا ہی مصافحہ بہرحال
بعد الصلوة بكل حال لان الصحابة ما صافحوا بعد الصلوة ولانها من سنن الروافض وقال ابن حجر من الشافعية ما
بعد نماز کی مکروہ ہی اسواسطی کہ صحابہ رضی نی بعد نماز کی مصافحہ نہیں کیا اور اسلئی کہ یہہ طریقہ رافضیوں کا ہی اور ابن حجر شافعی مذہب کہتا ہی یہہ
يفعله الناس من المصافحة عقيب الصلوات الخمس بدعة مكروهة لا اصل لها في الشريعة المحمدية بينبه فاعلها اولا
جو لوگ پنجگانہ نمازوں کی پیچہی مصافحہ کیا کرتی ہیں بدعت مکروہہ ہی شریعت محمدی میں اسکی کچہہ اصل نہیں مصافحہ کرنیوالی کو پہلی جتلانا چاہئی
بانها بدعة مكروهة ويعزر ثانيا ان فعلها وقال ابن الحاج من المالكية في المدخل ينبغي ان يمنع الامام ما احدثوه
کہ یہہ بدعت مکروہہ ہی اور اگر ترک نکریں تو پہر تعزیر دینی چاہئی اور ابن الحاج مالکی مذہب مدخل میں کہتا ہی امام کو لازم ہی کہ مصافحہ سی جو بعد نماز صبح کی
من المصافحة بعد صلوة الصبح وبعد صلوة الجمعة وبعد صلوة العصر بل زاد بعضهم فعل ذلك بعد الصلوات الخمس
اور بعد نماز جمعہ کی اور بعد نماز عصر کی نیا نکال کر شروع کیا ہی منع کردی بلکہ بعضی بڑہ کر پنجگانہ نماز کی بعد کرنی لگی ہیں
وذلك كله من البدع وموضع المصافحة في الشرع انما هو عند لقاء المسلم لاخيه لا في ادبار الصلوات فحيث وضعها الشرع
یہہ تمام بدعت ہی اور شرع میں مقام مصافحہ کا صرف وقت ملاقات مسلم کا ہی بہائی مسلمان سی نمازوں کی بعد نہیں ہی پہر جسجگہہ شرع نی مقرر کیا ہی
يضعها وينهى عنها ويزجر فاعلها لما اتى من خلاف السنة وهذا التصريح منهم يشعر بالاجماع فلا يجوز المخالفة بل يلزم الاتباع
وہی جگہہ قایم رکہنا چاہئی اور مصافحہ سی منع کرنا چاہئی اور مصافحہ کرنیوالیکو زجر کرنا چاہئی جبکہ خلاف سنت کرنی لگی اور اونکی اس تصریح سی اجماع معلوم ہوتا ہی سو مخالفت جایز نہیں ہی بلکہ اتباع
لقوله تعالى وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ
لازم ہی واسطی قول اللہ تعالی کی اور جکوئی مخالفت کری رسول کی جب کہل چکی اوسپر راہ کی بات اور چلی خلاف سب مسلمانوں کی راہ سی سو ہم اوسکو حوالہ کریں جو اوسنی پکڑی اور ڈالیں اوسکو
وَسَاءَتْ مَصِيرًا وما ذكره النووي في الاذكار وان كان مشعرا باباحة المصافحة بعد صلوة الصبح والعصر الا انه يفصح عن
دوزخ میں اور بہت بری جگہہ پہنچا اور وہ جو نووی نی اذکار میں ذکر کیا ہی اگرچہ اوس سی اباحت مصافحہ کی بعد نماز صبح اور عصر کی معلوم ہوتی ہی پر اوس سی مصافحہ کا
عدم مشروعيتها لانه بعد بيان كون المصافحة سنة ومستحبة عند الملاقاة قال واما ما اعتاده الناس من المصافحة
غیر مشروع ہونا نکلتا ہی اسلئی کہ مصافحہ کو وقت ملاقات کی سنت اور مستحب بیان کرکر پہر یہہ کہتا ہی اور وہ جو لوگوں نی بعد نماز صبح اور
بعد صلوة الصبح والعصر فلا اصل له في الشرع على هذا الوجه لكن لا باس به فانظر كيف اعترف بان لا اصل له في الشرع وبعد
عصر کی مصافحہ کی عادت کرلی ہی سو شرع میں اس طور پر اسکی کچہہ اصل نہیں ہی لیکن اسکا کچہہ مضائقہ نہیں اب دیکہہ تو کیسی اقرار کیا کہ شرع میں اسکی کچہہ اصل نہیں ہی
هذا الاعتراف لا يفيده ما ذكر بعده من قوله ولكن لا باس به الى اخر ما قال ولو لم يصرح الفقهاء بكراهتها بل كانت مباحة
پہر اس اقرار کی بعد کیا فائدہ کرتا ہی آگی جاکر یہہ کہنا پر اسکا کچہہ مضائقہ نہیں ہی آخر تک جو کہا ہی اور اگر فقہاء اس مصافحہ کو صاف مکروہ نہ کہتی بلکہ فی نفسہ مباح
في نفسها لحكمنا في هذا الزمان بكراهتها اذ واظب عليها الناس واعتقدوها سنة لازمة بحيث لا يجيزون تركها حتى وصل
ہوتا تو بہی ہم اس زمانہ میں کراہت کا حکم کرتی اسلئی کہ لوگ اسپر جم گئی ہیں اور ایسی سنت لازمہ جانتی ہیں کہ اسکا ترک کرنا جایز نہیں رکہتی یہاں تک کہ ہمکو
الينا من بعض من اشتهر بالعلم انه قال هي من شعائر الاسلام فكيف يتركها من كان من اهل الايمان فانظروا يا اهل الانصاف
یہہ خبر پہنچی ہی ایک شخص سی جو صاحب علم مشہور ہی کہ وہ کہتا ہی یہہ مصافحہ اسلام کی نشانیوں میں سی ہی جو ایمان والا ہی اسکو کیونکر چہوڑ سکتا ہی اب ای انصاف والو دیکہو تو
اذا كان اعتقاد الخواص هكذا فاعتقاد العوام ماذا يكون وكل مباح ادى الى هذا فهو مكروه حتى افتى بعض الفقهاء حين
جب خواص کا یہہ اعتقاد ہو تو عوام کا اعتقاد کیا ہوگا اور جو امر مباح اس نوبت کو پہنچ جاوی پہر وہ بہی مکروہ ہی یہاں تک کہ بعضی فقہاء نی جب
شاع صوم ايام البيض في زمانه بكراهيته لئلا يؤدي الى اعتقاد الوجوب مع ان صوم ايام البيض مستحب وردت فيه اخبار
کہ اونکی زمانہ میں ایام بیض کی روزوں کا دستور پڑ گیا تو فتوی دیا ہی کہ مکروہ ہیں تاکہ ہوتی ہوتی واجب نہ سمجہہ لیں باوجودیکہ روزی ایام بیض کی مستحب ہیں سہیں حدیثیں

کثیرة فما ظنك بالمباح وما ظنك بالمکروه ولیس هذا الا الفتنة التی قال فیها عبد الله بن مسعود کیف انتم اذا اتتکم فتنة

آتی ہیں اب تیرا کیا یہہ خیال ہی مباح میں اور کیا گمان ہی مکروہ میں اور یہہ وہی فتنہ ہی جسمیں عبد اللہ بن مسعود کہتی ہیں تمہارا کیا حال ہوگا جب تمپر ایسا فتنہ آویگا

هرم فیها الکبیر وینشأ فیها الصغیر تجری علی الناس بدعة یتخذونها سنة اذا غیرت قیل غیرت السنة او هذا منکر

جسمیں بڈہا اور صغیر جوان ہوجاویگا لوگوں میں ایسی بدعت پہیل جاوی گی کہ اوسکو ایسی سنت سمجہہ لین گی اگر تغیر دی جاوی وہ بدعت تو کہیں سنت بدلڈالی یا کہیں یہہ برا ہو

قال ابن القیم فی اغاثته هذا یدل علی ان العمل اذا جری علی خلاف السنة فلا اعتبار به ولا التفات الیه وقد جری العمل علی

ابن القیم اپنی کتاب اغاثہ میں کہتی ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ عمل جب خلاف سنت ہونی لگتا ہی تو اوسکا کچہہ اعتبار نہیں اور نہ اوسکی طرف کچہہ التفات ہی اور بیشک عمل

خلاف السنة منذ زمن طویل فاذن لا بد لك ان تکون شدید التوقی من محدثات الامور وان اتفق علیه الجمهور

برخلاف سنت مدت درازسی جاری ہو رہا ہی سو اب تجہکو ضرور ہی کہ محدثات یعنی نئی نئی باتونسی بہت ہی ڈرتا رہی اگرچہ اوسپر جمہور متفق ہوگئی ہوں

فلا یغرنك اطباقهم علی ما احدث بعد الصحابة بل ینبغی لك ان تکون حریصا علی التفتیش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم

سو تجہکو اونکا اتفاق نئی امور پر جو بعد صحابہ کی ہوگئی ہیں فریب نہ دیدی بلکہ تجہکو یہہ لایق ہی کہ بحرص تمام اونکی احوال اور اعمال کو ڈہونڈتا رہی کیونکہ تمام

الناس واقربهم الی الله تعالی اشبههم واعرفهم بطریقهم اذ منهم اخذ الدین وهم اصول فی نقل الشریعة عن صاحب الشرع

لوگوں میں بڑا عالم اور مقرب خدا تعالی کا وہ ہی جو صحابہ سی بہت مشابہہ اور اونکی طریقہ سی خوب واقف ہی کیونکہ دین اون ہی سی حاصل ہوا ہی اور نقل شریعت میں

ینبغی لك ان لا تکترث بمخالفتك لاهل عصرك فی موافقتك لاهل عصر النبی علیه الصلوة والسلام اذ قد جاء فی الحدیث

وہ ہی اصل ہیں سو تجہکو لایق ہی کہ اسکی کچہہ پروا نکری کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موافقت کرنی میں اپنی زمانہ کی لوگوں سی مخالفت ہوگا اسواسطی کہ حدیث میں آیا ہی

اذا اختلف الناس فعلیکم بالسواد الاعظم قال عبد الرحمن ابن اسمعیل المعروف بابی شامة وحیث جاء الامر بلزوم الجماعة

جب لوگوں میں اختلاف پڑجاوی تو بڑی گروہ کی ساتہہ رہو عبد الرحمن بن اسماعیل جو ابو شامہ مشہور ہیں کہتی ہیں جسجگہہ لزوم جماعت کا حکم ہی

فالمراد به لزوم الحق واتباعه وان کان المتمسك به قلیلا والمخالف له کثیرا لان الحق ما کان علیه الجماعة الاولی وهم الصحابة

تو مراد یہہ ہی کہ حق کا اتباع لزوما کرو اگرچہ بجانب حق تہوڑی لوگ ہوں اور مخالف حق کی بہت ہوں اسواسطی کہ حق وہ ہی جسپر پہلی جماعت یعنی صحابہ رضی تہی

ولا عبرة الی کثرة اهل الباطل بعدهم وقد قال الفضیل بن عیاض ما معناه الزم طرق الهدی ولا یضرك قلة السالکین وایاك

اور اونکی بعد اہل باطل کی کثرت کا کچہہ اعتبار نہیں ہی اور فضیل بن عیاض نی کہا ہی جسکی یہہ معنی ہیں ہدایت کی جانب لئی رہ اور کمی سالکین کی تجہکو کچہہ ضرر نکری گی اور

وطرق الضلالة ولا تغتر بکثرة الهالکین وقال ابن مسعود. انتم فی زمان خیرکم فیه المسارع فی الامور وسیأتی زمان

گمراہی کی راہ سی بچتا رہ اور ہالکین کی کثرت سی دہوکا نکہانا اور ابن مسعود کہتی ہیں تم ایسی زمانہ میں ہو کہ تم میں بہتر وہ ہی جو کاموں میں جلدی کرنیوالا ہی اور اب قریب

بعدکم خیرهم فیه المثبت المتوقف لکثرة الشبهات قال الامام الغزالی لقد صدق لان من لم یثبت فی هذا الزمان ووافق الجماهیر

تمہاری پیچہی زمانہ آتا ہی اون میں بہتر وہ ہوگا جو ثابت رہی اور توقف کری بسبب کثرت شبہات کی امام غزالی کہتی ہیں یہہ قول سچا ہی اسواسطی کہ جو شخص اس زمانہ میں ثابت نرہی اور جمہور کی

فیما هم فیه وخاض فیما خاضوا فیه یهلك کما هلکوا فان اصل الدین وعمدته وقوامه لیس بکثرة العبادة والتلاوة والمجاهدة

بلا میں مبتلا ہوجاوی اور اونکی سی بحث کرنی لگی تو ہلاک ہوجاویگا جیسی وہ ہلاک ہوئی ہیں کیونکہ دین کی اصل اور اوسکی حولپا اور ثبات عبادت کی کثرت اور تلاوت کی زیادت اور

بالجوع وغیره وانما هو بالاحتراز من الآفات والعاهات التی تأتی علیه من البدع والمحدثات التی تؤدی الی تبدله وتغیره فانها

بہوک وغیرہ کی مشقت سی نہیں ہی بلکہ یہہ سبب ہی کہ دین کو اون تمام آفات اور صدمات سی بچاوی کہ دین پر بدعتیں اور نئی نئی اختراع آتی ہیں جس سی دین میں تبدل اور تغیر

لکثرتها وشیوعها صارت کانها من شعائر الدین ومن الامور المفروضة علینا فیا لیتنا کنا نباشرها علی انها بدعة اذ لو کان

پیدا ہوتا ہی کیونکہ یہہ بدعات اسقدر کثرت سی پہیل گئی ہیں گویا دین کی نشانیاں ہیں یا ہماری اوپر اونکا عمل فرض ہی سو کاشکی ہم اون بدعات کو بدعات ہی جانکر عمل میں لاتی

کذلك یرجی من التوبة والاستغفار ولکنا اخذناها طاعة وعبادة وجعلناها دینا مقتفین فی ذلك آثار من سبقنا او

اسواسطی کہ اگر ایسا ہوتا تو توبہ اور استغفار کی امید رہتی پر ہمنی تو اون بدعات کو طاعت اور عبادت مان لی ہی اور دین ٹہرا لیا ہی اسمیں ہمنی پیروی اسلاف میں سی کسی شخص کی کی ہی

غفل او غلط من بعض من تقدمنا وجعلناه قدوة فی دیننا فاذا جاء احد وانکر علینا ما ارتکبنا من تلك الامور
جس سی سہو ہوا یا اوسنی غفلت کی یا غلطی کی اور ہمنی اوسکو اپنی دین کا پیشوا ٹہرا لیا ہی پہر اگر کوئی آکر ہمکو اوس بدعت سی جو ہمنی اختیار کر رکہی ہی منع کری اور روکی
فان کان له توقیر فی قلوبنا نقول له هذا جائز ذهب الی جوازه فلان ونذکر له بعض من تقدمنا ممن سهی او غفل او
تو وہ شخص مانع اگر ہماری دلین عزت والا ہی تو ہم اتنا ہی جواب دینگی کہ صاحب یہہ تو جایز ہی فلانا اسکا قائل ہی اور اوسکی روبرو ہم اوسی سہو یا غفلت یا
غلط وان کان ممن لا توقیر له فی قلوبنا یسمع منا من الکلمات المنکرة ما لا یظنه ولا یخطر بباله کل ذلك بسبب جهل المرکب
غلطی کرنیوالی کا نام بیان کر دینگی اور اگر وہ مانع ایسا ہی کہ ہماری دلین اوسکی کچہہ عزت نہین تو ہم سی ایسی دہشکار سنیگا کہ اوسکو نہ گمان ہوگا اور نہ اوسکی دلین گذرا ہوگا یہہ تمام ہماری جہل
فینا لانا لو راینا انفسنا علی ما هی علیه من الجهل لقبلنا جواب من ارشدنا الی الحق وما اقمنا من سهی او غلط حجة فی دیننا
مرکب ہونی کی خرابی ہی کیونکہ اگر ہم اپنی تئین اپنی جہالت کا خیال کرتی تو اوسکا جواب جو حق کا راستہ بتاتا ہی جیشک مانتی اور اوس سہو اور غفلت اور غلطی کرنیوالی کو اپنی دین کی حجت
اذ لا یجوز ان یقلد الانسان فی دینه الا من هو صاحب الشریعة او من شهد له صاحب الشریعة بالخیر لا من شهد له بالکذب
نہ قایم کرتی اسواسطی کہ انسان کو اپنی دین مین صرف صاحب شریعت کی یا اوسکی جسکی حق مین صاحب شریعت نی بہلائی کی گواہی دی ہی پیروی چاہئی اوسکی پیروی نہین ہی
وهی عن الاعتماد له بقوله علیه السلام خیر القرون قرنی الذین بعثت فیهم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم یفشو الکذب
جسکی حق مین صاحب شریعت نی کذب کی گواہی دی ہی اور اسپر بہروسا کرنی سی منع کیا اسحدیث مین بہتر لوگ میری عہد کی ہین جنمین مین مبعوث ہوا ہون پہر وہ لوگ جو انسی متصل ہین پہر
فلا تعتمدوا فوالهم دافعا الم فان کل من اتی بعدهم یقول فی بدعة انها مستحبة ثم یاتی علی ذلك بدلیل خارج عن اصولهم
سو بہروسہ نکرو نہ اونکی کہی پر نہ کئی پر کیونکہ بعد ہونگی جو آیا ہی بدعت کو یہہ ہی کہتا ہی یہہ مستحب ہی پہر اوسپر ایک دلیل اونکی اصول سی مخالف قایم کر دیتا ہی
فذلك غیر مقبول منه لان التقلید والاقتداء بالغیر بمجرد حسن الظن انما یجوز لمن کان مجتهدا عدلا لا لمن کان مقلدا
سو اسکو کون مانتا ہی اسواسطی کہ غیر کی تقلید اور پیروی صرف حسن ظن سی اوسہی کی جایز ہی جو مجتہد اور عادل ہو اوسکی نہین ہی جو خود مقلد ہو
لکن لما انقطع الاجتهاد منذ زمان طویل انحصر طریق معرفة مذهب المجتهد فی نقل کتاب معتبر متداول بین العلماء واخبار
لیکن مدت دراز ہوئی کہ اجتہاد منقطع ہوگیا طریقہ مذہب مجتہد کی معرفت کا صرف یہہ ہی ہی کہ ایسی کتاب معتبر سی منقول ہو جو علماء کی درس مین رہتی ہو
عدل موثوق به فی علمه وعمله فلا یجوز العمل بکل کتاب اذ ظهر فی هذا الزمان کتب جمعها ضعفاء الرجال ولا بقول کل عالم
اور ایسی عادل کی خبر سی جسکی علم اور عمل کا اعتبار ہو سو ہر کتاب پر عمل کرنا جایز نہین اسواسطی کہ اس زمانہ مین ایسی کتابین بہت مشہور ہو رہی ہین جنکو ضعیف لوگون نی جمع کیا
اذ غلب الفسق فی الناس بعد القرون الثلثة والمستور فی حکم الفاسق فلا بد من العدالة المرجحة لجانب الصدق حتی
اور نہ ہر عالم کی قول پر عمل جایز ہی اسواسطی کہ لوگون مین بعد قرون ثلثہ کی فسق غالب ہوگیا ہی اور شخص مستور فاسق کی حکم مین ہوتا ہی سو ایسی عدالت کا ہونا ضرور چاہئی جس سی صدق کی
یقبل قوله فی الدیانات یسر الله تعالی عملا موافقا لرضائه بلطفه وکرمه المجلس الحادی والخمسون فی بیان
کا غلبہ ہووی تا کہ اوسکا قول دیانات مین مقبول ہو اللہ تعالی ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور کرم سی آسان کری مجلس اکیاونی بیان مین

فرضیة الصلوة بالکتاب والسنة واجماع الامة والوعید فی حق تارکها

فرضیت نماز کی کتاب اور حدیث اور اجماع امت سی اور وعید تارک الصلوة کی حق مین

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم بین العبد والکفر ترك الصلوة هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه جابر بن عبد الله ومعناه
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا فرق درمیان بندہ اور کفر کی نماز چہوڑنی کا ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی جابر بن عبد اللہ کی روایت سی اسکی یہہ معنی
ان بین العبد وبین ان یصل الی الکفر ان یترك الصلوة وعلم من هذا ان الصلوة اهم ارکان الاسلام واقوی الذرایع فی
ہین کہ فرق درمیان بندہ کی اور اسمین کہ وہ کافر ہوجاوی یہہ ہی کہ نماز کو ترک کر دی اس سی معلوم ہوا کہ نماز بڑا ضروری رکن اسلام کا اور بڑا قوی ذریعہ
دخول دار السلام وهی فریضة علی کل مسلم عاقل بالغ سواء کان رجلا او امرأة لا علی کافر ولا علی مجنون ولا علی صبی الا
بہشت مین جانی کا ہی اور وہ نماز ہر ایک مسلمان صاحب عقل جوان پر فرض ہی برابر ہی کہ مرد ہو یا عورت کافر پر نہین اور نہ دیوانہ پر اور نہ بچی پر لیکن

ان الصبی اذا بلغ سبع سنین یؤمر بها واذا بلغ عشر سنین ولم یصلها یضرب علیها لما روی انه علیه السلام قال

بچہ جب سات برس کا ہوجاوے تو اوسکو نماز پڑھنی سکہاویں اور جب دس برس کا ہوکر نماز نہ پڑھے تو مار کر پڑھانا چاہیے اسلیے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

مروا اولادکم بالصلوٰة وهم ابناء سبع سنین واضربوهم علیها وهم ابناء عشر سنین فانهم وان لم یکن الصلوٰة فرضا

کہا کرو اپنی اولاد کو واسطے نماز کے جب سات برس کی ہوں اور اونکو مار کر نماز پڑھاؤ جب وہ دس برس کے ہوں کیونکہ اس عمر میں اگرچہ اونپر نماز فرض نہیں ہے

علیهم الا انهم عند بلوغهم عشر سنین یستحقون بترکها عقوبة الشرع فی الدنیا لیعتادوها ویستانسوا بها فی صغرهم

پر جب وہ دس برس کے ہوویں تو نماز چھوڑنے پر دنیا میں سزا وار شرعی سزا کے ہیں تاکہ نماز کی خوگر ہوجاویں اور لڑکپن میں اوس سے دل لگا رہے

حتی لا یترکوها فی کبرهم وقد ثبت فرضیتها بالکتاب والسنة واجماع الامة اما الکتاب فقوله تعالیٰ ان الصلوٰة کانت علی

تاکہ پہر جوان ہوکر ترک نکریں اور بیشک فرضیت نماز کی قرآن اور حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے قرآن تو یہہ آیت ہے یہہ نماز ہے مسلمانوں پر

المؤمنین کتابا موقوتا ای فرضا موقتا فدل النص علی ان الصلوٰة فرض موقت محدود باوقات لا یجوز اخراجها عنها

وقت باندہا حکم ای فرض وقت بندہی ہوئی سو یہہ آیت دلالت کرتی ہے کہ نماز فرض وقت بندہی ہوئی حد مقرر کی ہوئی وقتوں کی ہے بلا عذر وقت سے ادہر اودہر کرنا

بلا عذر لما روی انه علیه السلام قال من ترک الصلوٰة حتی مضی وقتها ثم قضی عذب فی النار حقبا والحقب ثمانون سنة

ہرگز جایز نہیں اسواسطے کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے نماز نہ پڑہی اتنی کہ اوسکا وقت نکل گیا پہر قضا کی تو دوزخ میں ایک حقبہ عذاب کیا جاویگا اور حقبہ اسی برس کا ہوتا ہے

والسنة ثلثمائة وستون یوما کل یوم کان مقداره الف سنة والعذر الشرعی المبیح لتاخیر الصلوٰة عن وقتها ستة

اور برس تین سو ساٹھ دن کا ہر ہر دن کی مقدار ہزار ہزار برس کی اور عذر شرعی جس سے نماز کی وقت کا ٹلانا مباح ہوتا ہے چھ

اشیاء احدها النسیان والثانی النوم والثالث الاغماء والرابع الجنون والخامس الحیض والسادس النفاس وفیما عدا هذه الاعذار

چیزیں ہیں ایک تو بہول جانا دوسری سو جانا تیسری بیہوش ہوجانا چوتہی دیوانگی پانچویں حیض چھٹی نفاس اور سوای ان عذرات

المذکورة لا یجوز تاخیرها عن وقتها حتی ذکر فی الذخیرة ان امراة اذا خرج راس ولدها وخافت وقت الصلوٰة تتوضأ

مذکورہ کی نماز میں وقت سے دیر کرنی جایز نہیں ہے یہانتک کہ ذخیرہ میں یہہ مذکور ہے کہ حاملہ عورت اگر جنتی ہوئے سر بچہ کا نکل چکا ہو اوسوقت نماز کا وقت گذرنے لگے

ان قدرت والا تیمم وتجعل راس ولدها فی قدر او حفرة وتصلی قاعدة برکوع وسجود فان لم تستطعهما تومی ایماء یعنی

تو وضو کرے اگر کرسکے نہیں تو تیمم کرے اور اوس بچہ کا سر ہنڈیا میں یا گڑہے میں رکہدے اور نماز بیٹھکر رکوع اور سجدہ سے ادا کرے اور اگر یہہ نہوسکے تو اشارہ سے مراد یہہ ہے

انها تصلی بحسب طاقتها ولا تترک الصلوٰة لان الصلوٰة لا تسقط عنها ما لم تصر نفساء وذلک بخروج اکثر الولد والدم وکذا

کہ اوسوقت میں عورت اپنی قدرت کے موافق نماز ادا کرے اور نماز کو نہ چھوڑے اسواسطے کہ نماز اوسکے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی جبتک وہ صاحب نفاس نہیں ہونی اور نفاس جب ہوتا ہے

من وقع فی البحر علی لوح وخاف خروج وقت الصلوٰة یدخل اعضاء الوضوء فی الماء بنیة الوضوء ثم یصلی بالایماء ولا یترک

جو دریا کے اندر تختہ پر بیٹہا رہ جاے اور نماز کا وقت جانے لگے تو اعضاء وضو کے وضو کی نیت سے پانی میں داخل کرے پہر اشارہ سے نماز پڑہلے اور نماز کو ترک

الصلوٰة وکذا من شلت یداه ولم یکن معه احد یوضیه او یتیممه یمسح وجهه وذراعیه علی الحائط بنیة التیمم

نہ کرے اور ایسے ہی جسکے دونو ہاتہہ سن رہ جاویں اور اوسکے ساتہہ کوئی ایسا نہو جو وضو یا تیمم کرادے تو اپنا مونہہ اور ہاتہہ کہنیوں تک تیمم کی نیت سے دیوار پر مل لے

ویصلی ولا یجوز له ترک الصلوٰة ولا تاخیرها عن وقتها فانظر ایها العاقل وتامل فی هذه المسائل التی بینها الفقهاء هل

اور نماز پڑہ لے اور اوسکو نماز کا ترک کرنا جایز نہیں اور نہ درنگ کرنا وقت سے جایز ہے اب دیکہہ تو اے عاقل اور سوچہہ تو ان مسائل میں جو فقہا نے بیان کئے ہیں کیا

تجد فیها عذرا غیر العجز التام لتاخیر الصلوٰة عن وقتها فضلا عن ترکها والحاصل ان المکلف لا وسعة له فی ترک الصلوٰة

تجھکو تاخیر نماز کا بہی وقت سے سوا عجز تمام کے کوئی عذر ملتا ہے چہ جاے کہ ترک کرنا نماز کا حاصل یہہ ہے مکلف کو نماز ترک کرنے کی اور نہ وقت سے

ولا فی تاخیرها عن وقتها مع امکان ادائها فی وقتها بای وجه کان هذا بیان کونها فرضا موقتا واما کونها خمسا فلقوله تعالیٰ

تاخیر کرنے کی باوجود طاقت ادا کے ہرگز گنجایش نہیں ہے کوئی سا عذر ہو اگرچہ یہہ تو استدلال فرض موقت ہونے کا ہے اور رہا پانچگانہ ہونا سو اس آیت سے ثابت ہے

حافظوا علی الصلوٰت والصلوٰۃ الوسطیٰ وہذہ الایۃ قاطعۃ الدلالۃ علی کون الصلوٰت المفروضات خمسا

خبردار رہو نمازون سی اور بیچ والی نماز سی اور یہہ آیت قطعی دلیل ہی اسکی کہ نماز مفروضہ پانچ ہین

لانہ تعالی فرض جمعا من الصلوٰۃ التی معہا وسطی واقل جمع صحیح معہ وسطی ہو الاربع لا الثلث فکان الامر

اسواسطی کہ اللہ تعالی نی نماز کا ایسا مجموعہ فرض کیا ہی جسکی ساتھہ نماز بیچانہ ہو اور کم سی کم جمع سالم جسکی ساتھہ درمیانہ ہو چار ہین تین نہین ہین سو امر

بمحافظۃ الصلوٰۃ التی معہا وسطی امر بالصلوٰت الخمس ضرورۃ وقد قال اللہ تعالی فسبحان اللہ حین تمسون

واسطی محافظت نمازون کی جسکی ساتھہ درمیانہ بہی ہو درحقیقت امر ہی پانچ نماز کا بالضرور اور بیشک اللہ تعالی فرماتاہی سو پاک اللہ کی یاد ہی جب شام کرو

وحین تصبحون ولہ الحمد فی السمٰوٰت والارض وعشیا وحین تظہرون والمراد من الامر بالتسبیح فی ہذہ

اور جب صبح کرو اور اسیکی خوبی ہی آسمان و زمین مین اور پچہلی وقت اور جب دوپہر ہو اور مراد تسبیح سی جو ان

الاوقات الامر بالصلوٰۃ فیہا علی طریق ذکر الجزء وارادۃ الکل کانہ قیل صلوا للہ فی ہذہ الاوقات وروی عن

اوقات مین حکم ہوا ہی ان اوقات کی نمازین ہین جیسی جزء کو ذکر کر کی کل مراد لیتی ہین گویا یہہ امر ہوا خدا کی نماز ان اوقات مین ادا کرو اور ابن عباس رض

ابن عباس رض انہ قیل لہ ہل تجد ذکر الصلوٰت الخمس فی القرآن قال نعم وتلا ہذہ الایۃ فالمراد بقولہ تعالی

سی روایت ہی کہ اونسی کسینی پوچہا تمکو معلوم ہی ذکر پانچون نماز کا قرآن مین جواب دیا ہان اور یہہ آیت پڑہی سو مراد آیت مین

حین تمسون صلوٰۃ المغرب والعشاء وبقولہ حین تصبحون صلوٰۃ الفجر وبقولہ عشیا صلوٰۃ العصر وبقولہ

حین تمسون سی نماز مغرب اور عشا کی ہی اور حین تصبحون سی نماز فجر کی اور عشیا سی نماز عصر کی ہی اور

حین تظہرون صلوٰۃ الظہر واما السنۃ فقولہ علیہ السلام ان اللہ تعالی فرض علی کل مسلم ومسلمۃ فی کل یوم

حین تظہرون سی نماز ظہر کی ہی اور حدیث مین پنجگانہ ہونا نماز کا اس سی ثابت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک اللہ تعالی نی ہر مسلم اور

ولیلۃ خمس صلوٰت وہذا الحدیث من جملۃ الاحادیث المشہورۃ التی ثبت بہا الاحکام واما اجماع الامۃ فقد

پانچ نمازین فرض کین ہین اور یہہ حدیث احادیث مشہورہ مین سی ہی جس سی احکام فقہی ثابت ہوا کرتی ہین اور اجماع سی یون ثابت ہی کہ

اجتمع الامۃ من لدن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی یومنا ہذا علی فرضیۃ الصلوٰت الخمس فاذا ثبت

تمام امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد سی آج کی دن تک پنجگانہ نماز کی فرضیت پر بلا خلاف متفق ہی جب فرضیت

فرضیتہا بہذہ الادلۃ القطعیۃ لا یجوز ترکہا وقد وردت وعیدات شدیدۃ وتہدیدات غلیظۃ لتارکہا من جملتہا

نماز کی ان دلایل قطعیہ سی ثابت ہوچکی تو اب اوسکا ترک جایز نہین ہی اور بیشک وعید سخت اور دہمکیان غلیظ بی نماز کی حق مین آئی ہین ایک یہہ

ما روی انہ علیہ السلام قال من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد کفر جہارا وفی حدیث اخر انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال

مروایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جس شخص نی نماز قصدا ترک کی تو وہ ظاہر کافر ہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

لا تترکوا الصلوٰۃ متعمدا فمن ترکہا فقد خرج من الملۃ وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام قال الصلوٰۃ عماد الدین فمن

قصدا نماز نہ چہوڑو سو جسنی نماز ترک کی تو وہ دین سی باہر ہوا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نماز دین کا ستون ہی جس نی

اقامہا فقد اقام الدین ومن ترکہا فقد ہدم الدین فلورود امثال ہذہ الوعیدات اختلف العلماء فی کفر تارکہا

نماز قایم رکہی تو دین کو قایم رکہا اور جس نی نماز کو ترک کیا تو دین کو گرا دیا ایسی ایسی وعید جو وارد ہوئی ہین اسیلئی علماء مین اختلاف ہی قصدا بی نماز کی تکفیر

عمدا فذہب جماعۃ من الصحابۃ ومن بعدہم الی الکفر اما الصحابۃ فمنہم عمر وعبد اللہ بن مسعود وعبد اللہ

مین سو ایک جماعت صحابہ رض سی اور اونکی بعد کی لوگ کفر کی قایل ہوئی ہین صحابہ مین سی یہہ قایل ہین عمر اور عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ

بن عباس ومعاذ بن جبل وجابر بن عبد اللہ وابو الدرداء وابو ہریرۃ وعبد الرحمن بن عوف واما غیر الصحابۃ فمنہم

بن عباس اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبد اللہ اور ابو الدرداء اور ابو ہریرہ اور عبد الرحمن بن عوف اور سوائی صحابہ کی یہہ ہین

احمد بن حنبل واسحق بن راهویه وعبد الله بن المبارك والنخعی والحکم بن عتیبة وابو ایوب السختیانی وابو داود
احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور عبد اللہ بن المبارک اور نخعی اور حکم بن عتیبہ اور ابو ایوب سختیانی اور ابو داود

الطیالسی وابو بکر بن ابی شیبة وغیرهم وذهب آخرون الی انه لا یکفر وحملوا الاحادیث التی تدل علی کفر تارکها
طیالسی اور ابو بکر بن ابی شیبہ اور سوا انکی اور اور لوگ یہہ کہتی ہین کہ کافر نہین ہوتا اور ان احادیث کی جو بی نماز کی کفر پر دلالت کرتی ہین یہہ تاویل

علی ترکها جاحدًا او علی الزجر والوعید بمعنی ان المؤمن لا یترکها ومن ادلتهم علی عدم کفره قوله علیه الصلوة والسلام
کرتی ہین کہ بطور انکار کی ترک کری یا زجر اور وعید پر حمل کرتی ہین یعنی مؤمن شخص نماز نہین ترک کرتا اور اونکی دلیلون مین سی ایک دلیل بی نماز کی کافر نہونی پر یہہ قول نبی علیہ السلام

خمس صلوات افترضهن الله تعالی من احسن وضوءهن وصلاهن لوقتهن واتم رکوعهن وسجودهن وخشوعهن
کا ہی پانچ نمازین اللہ تعالی نی فرض کی ہین جسنی خوب طرح وضو کیا اور وقت پر ادا کین اور رکوع اور سجود پوری پوری کی اور خوب انکسار کیا

کان له علی الله عهد ان یغفر له ومن لم یفعل فلیس له علی الله عهد ان شاء غفر له وان شاء عذبه فقوله
تو اوسکا یہہ ذمہ ہی اللہ پر کہ اوسکو بخشیگا اور جسنی یہہ نکیا تو اوسکا اللہ پر کچہہ ذمہ نہین چاہی اوسکو بخشدی اور چاہی عذاب کری سو اب یہہ قول

علیه السلام ان شاء غفر له دلیل علی عدم کفره للاجماع علی ان الکافر لا مغفرة له وقد قال الله تعالی اِنَّ اللّٰهَ لَا
حضرت کا اگر چاہی اوسکو بخشی کافر نہونی کی دلیل ہی کیونکہ اسپر متفق ہین کہ کافر کی مغفرت نہین ہی اور اللہ تعالی نی فرمایا ہی البتہ اللہ نہین

یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ وایضا قد اختلف الفقهاء فی حد تارکها عمدا بلا عذر فقال حماد
بخشتا کہ اوسکا شریک ٹہرایا جاوی اور اوس سی نیچی بخشتا ہی جسکو چاہی اور یہہ ہی کہ فقہا نی اختلاف کیا ہی بی نمازی کی سزا مین جو عمدًا بلا عذر ترک کری سو حماد

بن زید ومکحول والشافعی ومالك واحمد بن حنبل تارکها عمدا بلا عذر یقتل الا انه عند احمد یقتل کفرا وعند غیره
بن زید اور مکحول اور شافعی اور مالک اور احمد بن حنبل کہتی ہین کہ بی نماز عمدًا بلا عذر کو قتل کرین اتنا فرق ہی کہ احمد کی نزدیک کافر سمجہہ کر قتل کرین اور اوروں کی

حدا ... لا یقتل ... الا کفرا وحملوا الاحادیث الدالة علی کفر تارکها علی استحقاق جزاء الکفر ولیس للکفر فی الدنیا
... مین قتل کرین کفر کی سبب سی نہین اور اون احادیث کو جو بی نماز کی کفر پر دلالت کرتی ہین حمل کیا ہی اس ... پر کہ وہ مستحق کفر کی سزا کا ہی اور کفر کا بدلہ دنیا

جزاء غیر القتل وعند ابی حنیفة لا یکفر ولا یقتل بل یحبس ابدا وقیل یضرب ضربا شدیدا حتی یسیل منه الدم مبالغة
مین سوا قتل کی اور کچہہ نہین ہی اور امام ابو حنیفہ کی نزدیک کافر نہین ہوتا اور نہ اوسکو قتل کرین بلکہ دائم الحبس کیا جاوی اور کوئی کہتا ہی اوسکو اتنا مارین کہ خون بہنی لگی تاکہ خوب

فی الزجر وقیل یضرب ضربا حتی یصلی او یموت وقیل یعزر باخذ المال لو رأی الحاکم فیه مصلحة لا طمعا اذ قیل فی کیفیة
زجر ہووی اور کوئی کہتا ہی اوسکو مارین جاوین آخر یا نماز پڑہی یا مر جاوی اور کوئی کہتا ہی ... مال کا ... اگر حاکم کو اسمین مصلحت معلوم ہو کچہہ طمع کی راہ سی نہین اسوسطی کہ کیفیت

... فیحبسه حتی یتوب فاذا تاب یرد علیه ماله واموال ... وان ایس من توبته یصرفه الی ... فعلی هذا
... کرتی ہین کہ اوسکا مال لیکر رکہہ رکہین یہان تک کہ ... توبہ کری ... اوسکا مال پہیر دیتی ہین اور اگر توبہ کی امید منقطع ہو ... خرچ کردی

یجب علی المؤمن ان یحافظ علی اداء الصلوات الخمس ... باحسان وضوئها ورعایة وقتها واتمام رکوعها
... موافق مؤمن پر واجب ہی کہ پانچون نماز کی ... اور اونکو ... اچہی طرح وضو کری اور وقتون کی رعایت رکہی اور رکوع

وسجودها وخشوعها وان غفل عن شیء منها فیجتهد فی سننه ونوافله ولا یتساهل فیها حتی یکمل بها فرضه
اور سجود پوری پوری کری نہایت فروتنی سی اور اگر انمین سی کسی چیز کی غفلت ہوجاوی تو چاہیی کہ اوسکی سنن اور نوافل مین خوب کوشش کری سستی نکری تاکہ اوسکی فرض کامل ہو جاوین

لما روی انه علیه السلام قال اول ما یحاسب به العبد یوم القیمة صلوته فان وجدت تامة کتبت تامة
اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا پہلی پہل کہ بندہ سی قیامت کی دن حساب لیا جاویگا تو نماز کا اور اگر وہ پوری نکلی تو پوری لکہی جاویگی

وان انتقص منها شیء قال الله تعالی انظروا هل لعبدی من تطوع فان کان له تطوع یکمل له ما ضیع من فرضه
اور اگر اوسمین کچہہ نقصان نکلا تو اللہ فرماویگا دیکہو تو اس بندی کی نفلین بہی ہین پہر اگر اوسکی نفلین ہونگی تو اوسکی فرض مین جو نقصان تہا

تن

من تطوعه يعني ان من صلى صلوته المفروضة ووقع فيها نقصان يكمل ذلك النقصان بالتطوع ان كان تطوعه ولكن من

نفلوں سے پورا ہو جائیگا مراد یہہ ہے کہ جسنے فرض نماز پڑہی اور اوسمیں کچھہ نقصان ہو گیا تو وہ نقصان نفلوں سے عوض ہو کر نکل جاویگا اگر نفلیں ہوں گی ہر حال تو یہہ ہے جو

لا يحسن الفرض كيف يحسن النفل بل هو في النقصان اشد لخفة النفل عند الناس وعدم مبالاتهم له اذ لشاهد كثير ممن يظن

شخص فرضوں کو درست نہیں کرتا وہ نفلوں کو کب درست کریگا بلکہ وہ زیادہ تر خراب ہونگی کیونکہ نفلیں لوگوں کی نظروں میں بہت خفیف ہوتی ہیں انکی کچھہ پروا نہیں کرتے اور بیشک اکثر دیکھنے

به العلم انه في نفله بل في فرضه يترك تعديل الاركان وينقر نقر الديك فكيف العوام الذين هم كالهوام لا يعلمون الدين ولا الاسلام

پڑھے لکھے ہیں کہ وہ نفلوں میں بلکہ فرضوں میں ارکان کی تعدیل نہیں کرتے اور مرغ کی سی ٹھونگ مار دیتے ہیں اب عوام کا جو جانوروں کی مثال ہیں نہ دین کو جانتے ہیں نہ اسلام کو کیا حال ہوگا

وان تعديل الاركان عند ابي يوسف والشافعي فرض يبطل الصلوة بتركه وعند ابي حنيفة ومحمد واجب وفي رواية الكرخي

بیشک تعدیل ارکان کی ابو یوسف اور شافعی کی نزدیک فرض ہے تعدیل ترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور امام ابو حنیفہ اور محمد کی نزدیک واجب ہے اور امام کرخی کی

لا يبطل الصلوة بتركه بل ان ترك سهوا يلزم سجدة السهو وان ترك عمدا يلزم الاثم ويجب الاعادة كما هو الحكم في كل صلوة

روایت میں ہے کہ تعدیل ترک کرنے سے نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ اگر سہوا ترک کیا تو سجدہ سہو کا لازم آتا ہے اور اگر عمدا ترک کیا تو گنہگار ہوتا ہے اور اعادہ واجب ہے جیسا حکم تمام نمازوں

اديت مع الكراهة التحريمية وسنة في رواية الجرجاني فعلى هذه الرواية لا يلزم سجدة السهو بتركه سهوا ولا يجب الاعادة

کا ہے جو مکروہ تحریمی ہو جاتی ہیں اور تعدیل جرجانی کی روایت میں سنت ہے پس اس روایت کی موافق نہ سجدہ سہو کا لازم آتا ہے سہوا چھوٹنے سے اور نہ اعادہ لازم آتا ہے

بتركه عمدا بل يستحب مع استحقاق العتاب وحرمان الشفاعة فاذا كان كذلك فمن يصلي النوافل بغير تعديل الاركان

عمدا ترک سے بلکہ مستحب ہے تو پھر سزاوار عتاب اور محرومی شفاعت کا ہے پس جب حال یہہ ہے تو جو شخص نفلیں بدون تعدیل ارکان کی پڑھتا ہے

فعلى رواية الوجوب يكون عاصيا مستحقا للعذاب بالنار ويجب عليه اعادتها وان لم يعدها يكون معصية اخرى مثل

تو پہلی روایت وجوب اعادہ کی گنہگار مستحق عذاب دوزخ کا ہے اور اوسپر اعادہ واجب ہوتا ہے اور اگر اعادہ نکریگا تو یہہ دوسرا گناہ ہوویگا جیسا

الاولى ولو تنزلنا الى السنة يكون مستحقا للعتاب وحرمان الشفاعة فاذا كان الحال هذا فكيف يكمل امثال هذه

پہلا ہوا ہے اور اگر ہم نے مانا کہ تعدیل سنت ہے تو بھی مستحق عتاب اور محرومی شفاعت کا ہے پھر جب نفلوں کا یہہ حال ہے تو ایسی نفلیں فرضوں کی نقصان کو کیا پورا

النوافل ما نقص من الفرض هيهات هيهات بل لو لم يصل تلك النوافل لم يكن مستحقا للعذاب ولا للعتاب ولا لحرمان

کرینگی ہی ہی بلکہ اگر ایسی نفلیں نہ پڑھتا تو نہ مستحق عذاب کا ہوتا اور نہ عتاب کا اور نہ شفاعت سے

الشفاعة وقد روي انه عليه الصلوة والسلام رأى رجلا يصلي وهو لا يتم ركوعه وينقر في سجوده فقال لو مات هذا

محروم ہوتا اور روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ وہ رکوع پورا نکرتا تھا اور سجدے میں ٹھونگ سی مارتا تھا سو آپ نے فرمایا کہ یہہ شخص

على حالته هذه مات على غير ملة محمد وتتداول بعض الغافلين بكلمة الجواز الواقع في كتب الائمة في ترك القومة والجلسة

اس حالت میں مرجاتا تو برخلاف ملت محمدی کے مرتا اور بعض غافل لوگ بھول رہے ہیں جواز کے لفظ پر جو ائمہ کی کتابوں میں واقع ہوئی ترک قومہ اور جلسہ

والطمانينة فيهما ولم يعرفوا ما ذكر في الاصول الفقه من ان الجواز في العبادات بمعنى سقوط فرضيته لا ضمانه انه يحل ولا

اور اطمینان کو ترک کرنے میں اور یہہ نہیں خبر کہ اصول فقہ میں لکھا ہے کہ عبادات میں جواز سے یہہ مقصود ہے کہ فرضیت ساقط ہو جاتی ہے یہہ مراد نہیں کہ

يجب بالاثم كيف وقد صرحوا بكراهة ترك القومة والجلسة والطمانينة فيهما وقال القرطبي في تذكرته نقلا عن [illegible]

اوس پر گناہ نہیں ہوتا یہہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ صاف یہہ لکھا ہے کہ قومہ اور جلسہ اور اوسکے بیچ کی طمانینت ترک کرنا مکروہ ہے اور قرطبی نے تذکرہ میں [illegible] نقل کیا ہے

فلا اعتبار بقول من قال الواجب من اركان الصلوة اقل ما يطلق عليه الاسم لان من اقتصر على ذلك [illegible]

[illegible] کچھہ اعتبار نہیں ہے ارکان نماز میں کم سے کم اتنا واجب ہے کہ اوسکو رکن کہہ سکیں فقط اوسی قدر کہ جو نمازی اتنی ہی پر اکتفا کریگا تو اوسکو کہہ سکتے ہیں کہ

[illegible] في الصلوة ويدخل في الذم المرتب على ذلك بقوله عليه السلام تلك صلوة المنافق يجلس يرقب الشمس حتى اذا كانت بين

[illegible] ٹھونگ مارتا ہے اور اوس گناہ میں جو اس فعل پر اس حدیث میں ثابت ہوا ہے داخل ہوگا یہہ نماز منافق کی ہے کہ بیٹھا ہوا آفتاب کا منتظر رہتا ہے تا آنکہ جب

قرنی الشیطان قام فنقرها فاذا کانت الصلوٰة بهذه الصفة یدخل صاحبها تحت قوله تعالی فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ
شیطان کی سینگون مین جا پہنچا اوٹہا پہر ٹہونگ مارلی جب نماز کا یہہ حال ہی تو نمازی اس آیت کی مضمون مین داخل ہی پہر اونکی جگہہ ناخلف آئی جنہون نی

اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا فان جماعة من العلماء قالوا لیس المراد باضاعة الصلوٰة ترکها
گنوائی نماز اور پیچہی پڑی مزون کی سو آگی ملیگی گمراہی بیشک بہت سی علماء کا یہہ قول ہی کہ نماز ضایع کرنی سی یہہ مراد نہین ہی کہ نماز ترک کردی

بل هو ان لا یقیم حدودها بعدم رعایة وقتها وطهارتها وعدم اتمام رکوعها وسجودها ونحوها وقد روی عن ابن مسعود
بلکہ یہہ مراد ہی کہ نماز کی حدود کو قایم نرکہی یعنی نہ رعایت وقت اور طہارت کی کری اور نہ رکوع اور سجود وغیرہ کو پورا پورا کری اور ابن مسعود انصاری سی

الانصاری انه علیه السلام قال لا تجزئ صلوٰة لا یقیم الرجل فیها صلبه فی الرکوع والسجود والاخبار فی هذا المعنی کثیرة
روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا وہ نماز کافی نہین ہی جسمین نمازی رکوع اور سجود مین کمر سیدہی نہ کری اور اس باب مین ایسی بہت حدیثین آئی ہین

وهی تبین المراد من قوله تعالی وَاَضَاعُوا الصَّلٰوةَ فان من لم یحافظ علی اوقات الصلوٰة وطهارتها ورکوعها وسجودها
کہ وہ اس آیت سی واضاعوا الصلوٰة معنی مراد کی تفسیر کرتی ہین کیونکہ جو شخص نماز کی اوقات اور وضوء اور رکوع اور سجود کی محافظت نہین

لا یحافظ علیها ومن لم یحافظ فقد ضیعها فهو لما سواه اضیع وقد روی انه علیه السلام قال اذا احسن الرجل الصلوٰة
کرتا تو وہ نماز کی محافظت نہین کرتا اور جسنی حدود کی محافظت نکی تو بیشک نماز کو ضایع کیا سوا اور کو زیادہ ترکہونی والا ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

فاتم رکوعها وسجودها قالت الصلوٰة حفظك الله کما حفظتنی فترفع واذا اساء الصلوٰة فلم یتم رکوعها وسجودها
اوسکا رکوع اور سجود پورا کرتا ہی تو نماز یہہ دعا دیتی ہی خدا تیری حفاظت کری جیسی تو نی میری حفاظت کی پہر نماز مقبول ہوتی ہی اور اگر نماز بری طرح پڑہی کہ رکوع اور سجود پورا نہ کیا

قالت الصلوٰة ضیعك الله کما ضیعتنی فتلف کما یلف الثوب الخلق فیضرب بها وجهه وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام
تو نماز کوستی ہی اللہ تجہکو ضایع کری جیسا تو نی مجہکو ضایع کیا پہر اوس نماز کو پرانی کپڑی کی طرح لپیٹ کر اوسکی منہہ پر مارتی ہین اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال ان الرجل لیصلی ستین سنة ولا یقبل له صلوٰة لعله یتم الرکوع ولا یتم السجود او یتم السجود ولا یتم الرکوع فمن اراد
کہ بعضا آدمی ساٹہہ برس تک نماز پڑہی جاتا ہی اور اوسکی نماز ایک بہی مقبول نہین ہوتی اسلئی کہ کبہی رکوع پورا کرتا ہی تو سجدہ پورا نہین کرتا یا سجدہ پورا کرتا ہی تو رکوع پورا نہین کرتا

ان یعرف صلوٰته مقبولة ام لا فلینظر الی قوله تعالی اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ فانه ان کان یصلی الصلوٰت
معلوم کیا چاہی کہ اوسکی نمازین مقبول ہین یا نہین تو اس آیت مین غور کری بیشک نماز روکتی ہی بحیائی سی اور بری بات سی کیونکہ یہہ شخص اگرچہ پنجگانہ نماز پڑہتا ہی

الخمس ولم یکن بعد ذلك حسن حال مع ربه بل یقع منه بعض من الفواحش والمنکرات فلیعلم ان صلوٰته غیر
اور پہر بہی اوسکا حال رب کی ساتہہ درست نہین ہی بلکہ اوس سی کچہہ کچہہ فواحش اور منکرات عمل مین آتی ہین تو جاننا چاہی کہ اوسکی نمازین

مقبولة بل هی وبال علیه ومبعدة من الله تعالی کما قال ابن مسعود وابن عباس من لم تامره صلوٰته بالمعروف ولم تنهه
مقبول نہین ہین بلکہ وہ نمازین اوسپر وبال ہین اور خدا سی دور کرتی ہین چنانچہ ابن مسعود اور ابن عباس کہتی ہین کہ جسکو نماز امر بالمعروف پر شوق ندی اور منکرات سی

عن المنکر لم یزدد بصلوٰته من الله الا بعدا وقال الحسن وقتادة من لم تنهه صلوٰته عن الفحشاء والمنکر فصلوٰته وبال
منع نکری وہ نماز اللہ سی سوا دوری کی کچہہ نہ بڑہاوی گی اور حسن اور قتادہ کہتی ہین جسکو نماز فحش اور منکر سی بند نکری تو وہ نماز اوسپر وبال ہی

علیه فان من یصلی الصلوٰت برعایة شرائطها وارکانها وواجباتها وسننها وادابها یعصمه الله تعالی عن الفحشاء والمنکر
بیشک جو شخص تمام نمازین شرایط اور ارکان اور واجبات اور سنن اور اداب کی رعایت کر کی پڑہی گا تو اللہ اوسکو فحش اور منکرات سی محفوظ رکہیگا

کما روی عن انس انه قال کان فتی من الانصار یصلی الصلوٰت الخمس مع رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم لم یدع شیئا
چنانچہ انس رض سی روایت ہی کہ ایک جوان انصاری پنجگانہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتہہ ادا کرتا تہا پہر بہی جو فواحش ہوتا تہا

من الفواحش الا رکبه فوصف ذلك لرسول الله صلی الله علیه وسلم فقال علیه السلام ان صلوٰته تنهاه یوما فلم یلبث
سو کر بیٹہتا تہا پہر کسینی یہہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیان کیا آپ نی فرمایا بیشک اوسکی نماز کسی دن اوسکو روک دیگی پہر کچہہ دیر نلگی

حتی

حتی تاب وحسن حاله اللهم حول حالنا الی حسن المال المجلس الثانی والخمسون فی بیان فرضیة
کہ اوسنی توبہ کی اور اوسکا حال سنور گیا الٰہی ہمارا حال نیک انجام کا بدل دی مجلس باونمین بیان فرضیت نماز

الصلوٰة المفروضة وارکانها تفصیلا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من امرء مسلم یحضره
مفروضہ کا اور اوسکی ارکان کی تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہین کوئی شخص مسلمان جو آوی اوسپر وقت

صلوٰة مکتوبة فیحسن وضوءها وخشوعها ورکوعها الا کانت کفارة لما قبلها من الذنوب مالم یات
نماز مفروضہ کا پہر وہ اوسکی وضو اور خشوع اور رکوع کو خوب پورا کری مگر وہ پہلی گناہون کا بدلہ ہوجاویگی جب تک

کبیرة وذلك الدهر کله هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عثمان بن عفان وقد بین فیه ان من یصلی الصلوٰة
کبیرہ گناہ نکیا ہوگا اور یہہ کفارہ ہمیشہ کو ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی عثمان بن عفان کی روایت سی اس حدیث مین یہہ بیان کیا کہ جو شخص

المفروضة عند دخول وقتها باحسان وضوءها وخشوعها ورکوعها وسائر ارکانها تکون کفارة لذنوبه
فرض نمازین اول وقت پر اچھی طرح وضو کرکی اور اوسکا خشوع اور رکوع اور تمام ارکان پوری پوری کرکی ادا کریگا تو وہ نماز گذشتہ گناہونکا

الماضیة مالم یعمل بکبیرة وذلك التکفیر یکون فی جمیع الزمان وانما اکتفی بذکر الرکوع دون سائر الارکان لان
کفارہ ہوجاویگی جبتک کبیرہ گناہ نکیا ہو اور یہہ کفارہ ہمیشہ کو تمام زمانہ مین ہوتا رہیگا اور اکتفا صرف رکوع کی ذکر پر بدون ذکر تمام اور ارکان کی اسلئی ہی

الشارع اذا امر باحسان رکن واحد من ارکان الصلوٰة یفهم منه احسان سائر ارکانها فانها وان وقعت
کہ شارع نی جسوقت درستی کسی ایک رکن کی نماز کی تمام ارکان مین سی امر کیا تو اوسی تمام ارکان کی درستی سمجھی جاتی ہی کیونکہ تمام ارکان اگرچہ قرآن مین

فی کتاب الله تعالی متفرقة حیث تثبت فرضیة تکبیرة الافتتاح بقوله تعالی فی سورة المدثر وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ
متفرق جگہہ مذکور ہین اسواسطی کہ فرضیت تکبیر تحریمہ کی سورہ مدثر کی اس آیت سی ثابت ہی اور اپنی رب کی بڑائی بول

وفرضیة القیام بقوله تعالی فی سورة البقرة وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ وفرضیة القراءة بقوله تعالی فی سورة المزمل فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ
اور فرضیت قیام کی سورۂ بقرہ مین اس آیت سی اور کہڑی رہو اللہ کی آگی ادب سی اور فرضیت قرأت کی سورۂ مزمل مین اس آیت سی سو پڑہو جتنا

مِنَ الْقُرْاٰنِ وفرضیة الرکوع والسجود بقوله تعالی فی سورة الحج يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا لکن علم الترتیب
آسان ہو قرآن سی اور فرضیت رکوع اور سجود کی سورۂ حج مین اس آیت سی ای ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو پر ترتیب ارکان کی

بتعلیم النبی علیه الصلوٰة والسلام تارة بفعله وتارة بقوله علی ما بینه العلماء فی کتبهم فعلی هذا ینبغی للمؤمن ان
نبی علیہ السلام کی تعلیم سی معلوم ہوئی کبہی فعل سی اور کبہی ارشاد کرنی سی چنانچہ اسکو علماء نی اپنی اپنی کتابون مین بیان کیا ہی اب اس بیان کی موافق مؤمن کو

یداوم علیها فی اوقاتها باتمام جمیع فرائضها وهو ست الاولی تکبیرة الافتتاح ولا دخول فی الصلوٰة الا بها وهی ان
چاہئی کہ نماز کو ہمیشہ وقت پر تمام فرائض پوری کرکر ادا کرتا رہی اور فرائض چہہ ہین اول تکبیر تحریمہ جسکو تکبیر افتتاح بہی کہتی ہین اور بدون اسکی نماز شروع نہین ہوتی اور وہ

یقول من یرید الدخول فی الصلوٰة الله اکبر بلا ادخال مد فی همزة الله وهمزة اکبر وبائه اذ لو حصل المد فی
اس طور پر ہی کہ جو شخص نماز شروع کری تو کہی اللہ اکبر اللہ کی ہمزہ پر اور اکبر کی ہمزہ پر اور باء پر مد نکری اسواسطی کہ اگر دونو ہمزہ مین سی

احدی الهمزتین لا یصیر داخلا فی الصلوٰة بل تفسد لو وقع فی اثنائها ولو تعمده یکفر لانه یصیر استفهاما ومقتضاه
کسی پر مد واقع ہوگا تو نماز مین داخل نہوگا بلکہ نماز فاسد ہوجاویگی اگر مد نماز مین بیچکی تکبیرون مین آجاویگا اور اگر قصدا مد کہینچیگا تو کافر ہوگا اسواسطی کہ اسکی معنی

الشك فی کبریاء الله وقال محمد بن مقاتل ان کان لا یمیز بین المد وعدمه یکون داخلا فی الصلوٰة ولا تفسد لو وقع
شک ہی ہوتا ہی اللہ کی بڑائی مین اور محمد بن مقاتل کہتا ہی اگر وہ شخص مد اور بی مد مین کچہہ تمیز نہین کرتا تو نماز مین داخل ہوجاتا ہی اور نماز بہی فاسد نہین ہوتی اگر مد

فی اثنائها والاستفهام یحتمل ان یکون للتقریر والاول اصح لان مثل هذا الجهل لا یصلح ان یکون عذرا والتقریر المستفاد
نماز مین بیچ کی تکبیرون مین آجاوی اور استفہام مین یہہ احتمال ہی کہ واسطی تقریر کی ہو اور روایت اول صحیح تر ہی اسلئی کہ ایسی جہالت قابل عذر کی نہین ہی اور استفہام جو تقریر کی

من الاستفهام معناه حمل المخاطب على الاقرار بما يعرف والانسان لا يصلح ان يحمل نفسه على الاقرار بان الله تعالى
تو اوس سی یہہ مراد ہی کہ مخاطب کو اپنی معلوم بات کا مقر کردی • اور انسان اس کام کا نہیں ہی کہ اپنی آپ کو اس اقرار پر برانگیختہ کری کہ اللہ

اکبر ولو وقع المد فی باء اکبر بان یقول اکبار بزیادة الالف الممال بین الباء والراء لا یصیر داخلا فی الصلوٰة وتفسد
بڑا ہی اور اگر مد اکبر کی با پر واقع ہو یعنی لفظ اکبار بار اور راء کی بیچ میں الف بڑھا کر کہی تو نماز میں داخل نہیں ہوتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہی

لو وقع فی اثنائها اذ قیل انه اسم من اسماء الشیطان وقیل لانه جمع کَبَر بفتحتین وهو الطبل وقیل یصیر داخلا فی
اگر مد نماز میں بیچ تکبیروں کی آجاوی اسواسطی کہ کہتی ہیں کہ یہہ نام شیطان کی ناموں میں سی ہی اور کوئی کہتا ہی اسلئی کہ اکبار جمع کَبَر کی ہی دو زبر سی طبل کو کہتی ہیں اور بعضی کہتی ہیں

الصلوٰة ولا تفسد لو وقع فی اثنائها لانه اشباع والاول اصح لان الاشباع انما یکون فی الاخر لا الوسط ومحل التکبیر
نماز میں داخل ہو جاتا ہی اور نماز فاسد نہیں ہوتی اگر مد نماز کی بیچ میں آجاوی اسواسطی کہ یہہ اشباع ہی اور روایت اول صحیح تر ہی اسواسطی کہ اشباع آخر میں ہوتا ہی بیچمیں نہیں ہوتا اور موقع تکبیر کا

القیام المحض حتی لو ادرك الامام فی الرکوع وکبر حال الانحطاط لا یصیر داخلا فی الصلوٰة لان شرط الدخول فیها وقوع
صرف قیام ہی یہاں تک کہ اگر امام کو رکوع میں پایا اور جھکتی ہوئی تکبیر کہتا ہوا رکوع میں شامل ہو گیا تو نماز میں داخل نہیں ہوتا اسواسطی کہ نماز میں داخل ہونی کی شرط یہہ ہی

التکبیر فی محض القیام ولو قال فی القیام الله وفی الرکوع اکبر لا یصیر داخلا فیها ایضا والثانیة من فرائض الصلوٰة القیام
کہ تکبیر خالص قیام میں واقع ہو اور اگر قیام میں اللہ کہا اور رکوع میں اکبر تو بھی نماز میں داخل نہیں ہوتا اور دوسرا فرض نماز کا قیام ہی

وهو رکن فی الفرض والواجب دون النفل ومطلق عن التقدیر نظرا الی الدلیل وهو قوله تعالی وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِینَ حتی لو کبر
اور قیام فرض اور واجب میں رکن ہی نفل میں نہیں اور اسکی مقدار باعتبار دلیل کی کچھ معین نہیں ہی دلیل یہہ ہی اور کھڑی رہو اللہ کی آگی ادب سی یہاں تک کہ اگر تکبیر کھڑی

قائما ولم یقف یصیر مؤدیا فرضی التکبیر والقیام جمیعا ولا یلزمه التوقف بعده قائما لان قدر ما وجد من القیام یکفیه
ہوئی کہی اور پھر توقف نکیا تو فرض تکبیر اور قیام دونو ادا کرچکا اوسپر بعد اسکی توقف کرنا قیام میں کچھ ضرور نہیں ہی اسلئی کہ جسقدر اس سی قیام عمل میں آیا سو کافی ہی

ویظهر نفعه فی الامی والاخرس ومدرك الامام فی الرکوع الا ان المتعارف فی حق القاری تقدیره فی الاولیین بالقراءة
اور اسکا فائدہ ناخواندہ اور گونگ میں اور جو شخص کہ امام کو رکوع میں پاوی ظاہر ہوتا ہی اتنا ہی کہ قاری کی حق میں مقدار قیام کی پہلی دو رکعت میں برابر قرارت کی ٹھہری ہی اور

وفی الاخریین قول المتقدمین ان شاء قرأ وان شاء سبح وان شاء سکت یشیر الی عدم التقدیر فیهما
پچھلی دو رکعت میں متقدمین کا جو یہہ قول ہی چاہی کچھ قرآن پڑھی چاہی سبحان اللہ کہی اور چاہی چپکا رہی اشارہ ہی کہ ان دونوں میں بھی اندازہ قیام کا

ایضا لکن ذکر فی القنیة انه مقدر بمقدار ثلث تسبیحات سواء سبح او سکت هذا کله عند القدرة علی القیام فان
مقرر نہیں ہی لیکن قنیہ میں یوں مذکور ہی کہ قیام کم سی کم برابر تین تسبیحات کی ہی برابر ہی کہ تسبیح کہی یا چپ رہی یہہ تمام جب ہی کہ قیام پر قادر ہو کیونکہ

المریض اذا قدر علی القیام لو صلی قاعدا لا یجوز ولو قدر علی بعض قیامه دون کله یلزمه ذلك حتی لو قدر علی التکبیر
بیمار اگر باوجود طاقت قیام کی بیٹھ کر نماز پڑھ لی تو جایز نہیں ہی اور اگر کچھ تھوڑا کھڑی ہونی کی طاقت ہو پوری قیام کی نہو تو وتنا ہی اوسپر لازم ہی یہاں تک کہ اگر کھڑی

یکبر قائما ثم یقعد واما المریض الذی عجز عن القیام حقیقة بحیث لو قام لسقط او خاف زیادة مرضه او بطوء برئه
رہکر تکبیر کہنی کی طاقت ہو تو تکبیر کھڑا ہو کر کہی پھر بیٹھ جاوی اور وہ بیمار جو حقیقت میں قیام سی عاجز ہو ایسا کہ اگر کھڑا ہووی تو گر پڑی یا خوف مرض کی بڑھنی کا یا دیر تک رہنیکا ہو

او کان یجد الما شدیدا فان استطاع القعود یقعد کما یقعد فی التشهد وهو قول زفر وعلیه الفتوی بانه المعهود فی
یا سخت تکلیف ہوتی ہو پھر اگر بیٹھنی کی طاقت ہو تو بیٹھ جاوی جیسی تشہد میں بیٹھتی ہیں یہہ ہی قول زفر کا ہی اور اسی پر فتوی ہی کہ نماز میں یہہ طور ٹھہرا ہوا ہی

الصلوٰة وفی روایة محمد عن ابی حنیفة یقعد کما یشاء من التربع وغیره وقیل یقعد فیما عدا التشهد کما یشاء وفی التشهد
اور امام محمد کی روایت میں ابو حنیفہ سی یہہ ہی کہ بیٹھ جاوی جیسی چاہی مربع وغیرہ سی اور بعضی کہتی ہیں کہ سوا تشہد کی تو جسطرح چاہی بیٹھا رہی اور تشہد میں

کسائر الصلوات والظاهر هو الاول عند الاستطاعة وعند عدم الاستطاعة یقعد بحسب قدرته ویصلی قاعدا
موافق تمام نمازوں کی بیٹھی اور طاقت ہوتی ہوئی ظاہر اول روایت ہی اور جب طاقت نہو تو پھر جیسی بن آوی اور نماز بیٹھ کر پڑھتا ہوا

برکوع وسجود لان الطاعة بحسب الطاقة لقوله تعالی لا یکلف الله نفسا الا وسعها وان لم یستطع الرکوع والسجود
رکوع کری اور سجدہ کری اسوسطی کہ طاعت طاقت کی موافق ہی اس دلیل سی الله تکلیف نہین دیتا کسی شخصکو مگر جو اوسکی گنجایش ہی اور اگر رکوع اور سجدہ کی طاقت نہین
یومی برأسه قاعدا ویجعل سجوده اخفض من رکوعه لیتحقق الفرق بینهما ولا یرفع الیه شیء لیسجد علیه اذ لو رفع الیه
تو بیٹہا ہوا سر سی اشارہ کری اور سجدہ کو رکوع کی بہ نسبت زیادہ پست کری تاکہ دونو مین فرق ہوجاوی اور یہہ نہین چاہئی کہ کوئی چیز اونچی کردین تاکہ اوسپر سجدہ کری اسوسطی کہ اگر
فسجد علیه ان کان خفض رأسه یصح ویکون صلاته بالایماء والا فلا وان لم یستطع القعود یستلقی علی ظهره و
اور اوسپر سجدہ کیا پہر اگر اوسنی سر کو نیچا کیا ہی تو درست ہی اوسکی نماز اشارہ سی ہوگئی اور نہین تو نہین ہوئی اور اگر طاقت بیٹہنی کی نہین تو چت لٹا یا جاوی اور
یجعل رجلیه نحو القبلة ویومی برأسه للرکوع والسجود لکن ینبغی ان یوضع تحت رأسه وسادة لیمکنه الایماء بالرأس
اوسکی پانو قبلہ کی طرف کردین اور وہ رکوع اور سجود کی لئی سر سی اشارہ کری پر یہہ چاہئی کہ اوسکی سر تلی تکیہ رکہہ دین تاکہ اوس سر سی کا اشارہ ہوسکی
لان حقیقة الاستلقاء یمنع الایماء للصحیح فکیف للمریض وان لم یستطع الایماء بالرأس لا یومی بعینه ولا بحاجبه
اسلئی کہ حقیقت مین چت پڑی ہوئی اچہی بہلی سی بہی اشارہ نہین ہوسکتا پہر بیمار سی تو کہان اور اگر سر سی اشارہ کرنی کی بہی طاقت نہین تو آنکہہ کا اشارہ یا ابرو کا
ولا بقلبه بل ان کان یعقل الصلوٰة فی تلك الحالة تؤخر عنه الی زمان القدرة ولا تسقط هو الصحیح علی ما ذکر فی الهدایة لانه
یا دل کا اشارہ نکری بلکہ اگر نماز کی سمجہہ باقی ہی اوس حالت مین تو قدرت کی وقت تک ملتوی رکہی جاوی گی اور ذمہ سی ساقط نہین ہی موافق بیان ہدایہ کی یہہ ہی صحیح ہی
یفهم مضمون الخطاب وان کان لا یعقلها اکثر من یوم ولیلة تسقط ان لم یفق فی المدة وان افاق وکان للافاقة وقت
کہ مضمون حکم کا سمجہتا ہی اور اگر ایک رات دن سی زیادہ غفلت مین رہا تو نماز ساقط ہوجاتی ہی اگر اس مدت کی اندر افاقہ نہوا اور اگر افاقہ ہوا اور کسی ایک وقت
معلوم مثل ان یفیق عند الصبح قلیلا ثم یعود الاغماء فهو افاقة معتبرة فی بطلان حکم ما قبلها من الاغماء وان لم یکن
معین پر جیسی مثلا صبح کی وقت کچہہ افاقہ ہوکر پہر بیہوش ہوجاتا ہی تو اتنا افاقہ بہی واسطی باطل کرنی حکم پہلی بیہوشی کی معتبر ہی اور اگر افاقہ کسی وقت معین پر
للافاقة وقت معلوم بل یفیق بغتة ثم یعود الاغماء فلا اعتبار لهذه الافاقة ومن کان فی السفینة الجاریة اذا
نہین ہوتا بلکہ ناگاہ کبہی افاقہ ہوکر پہر بیہوش ہوجاتا ہی تو ایسی افاقہ کا اعتبار نہین ہی اور جو شخص چلتی کشتی مین ہو اگر
صلی الفرض قاعدا برکوع وسجود مع القدرة علی القیام لا یجوز عندهما لان القیام رکن فلا یسقط الا بعذر محقق وعند
فرض نماز بیٹہہ کر رکوع اور سجود کی ساتہہ باوجود طاقت قیام کی پڑہلی تو صاحبین کی نزدیک جایز نہین ہی اسلئی کہ قیام نماز کا رکن ہی سو یہہ بدون عذر واقعی کی ساقط
ابی حنیفة یجوز لان دوران الرأس فیها غالب والغالب کالمحقق لکن الافضل القیام واما فی المربوطة فی الشط فلا یجوز
اور امام ابوحنیفہ کی نزدیک جایز ہی اسلئی کہ اسمین دوران سر اکثر ہوتا ہی اور اکثری بات بہی مانند ثابت کی ہی لیکن افضل قیام ہی ہی اور رہی کشتی کنارہ پر بندہی ہوئی سو اوسمین
بالاجماع والثالثة من فرائض الصلوٰة القراءة وهی فرض فی جمیع رکعات النفل والوتر والفرض من ذوات الرکعتین ولیست
بالاجماع جایز نہین اور تیسرا فرض نماز کی فرایض مین سی قرارت ہی اور قرارت تمام رکعات نفل اور وتر مین اور فرض دوگانہ مین فرض ہی اور اون
بفرض فی جمیع رکعات الفرض من ذوات الاربع والثلث بل فی الرکعتین من غیر تعیین وانما عینت فی الاولیین لقوله علیه الصلوٰة
فرضون کی تمام رکعات مین فرض نہین ہی جو چار رکعت یا تین رکعت کی ہین بلکہ دو دو رکعت مین بلا تعیین فرض ہی اور پہلی دو رکعت مین اسلئی معین ہوگئی کہ نبی علیہ الصلوٰة
والسلام القراءة فی الاولیین قراءة فی الاخریین وادنی ما یجزی منها عند ابی حنیفة آیة وان کانت من الفاتحة او کانت
والسلام نی فرمایا پہلی دو رکعت مین قرارت بعینہ پچہلی دو رکعت مین ہی اور کم سی کم قرارت جو کافی ہی تو ابوحنیفہ کی نزدیک ایک آیت ہی اگرچہ سورہ فاتحہ کی ہو یا
قصیرة مرکبة من کلمتین کقوله تعالی ثم نظر او من کلمات کقوله تعالی فقتل کیف قدر والمکتفی بها مسیء لان قراءة
چہوٹی دو کلمونسی مرکب ہو جیسی یہہ آیت ثم نظر یا کئی کلمات سی جیسی یہہ آیت فقتل کیف قدر لیکن اسیقدر ہو اکتفا کرنا اچہا نہین ہو اسطی کہ
الفاتحة وضم سورة او ثلث آیات الیها واجب وفی الاکتفاء بها ترك الواجب واما لو کانت کلمة واحدة کمدهامتان او حرفا وا
الحمد کا پڑہنا اور کسی اور سورة کا یا تین آیت کا اوسکی ساتہہ ملانا واجب ہی اور اوسپر اکتفا کرنی مین ترک واجب ہوتا ہی اور جو آیت ایک کلمہ کی ہی جیسی مدہامتان یا ایک حرف کی ہی

كص وق ون فقد اختلف فيه والاصح انه لا يجوز عنده ولو قرأ نصف اية طويلة كاية الكرسي واية المداينة
جیسی ص اور ق اور ن سو اسمین اختلاف ہی اصح یہہ ہی کہ ابو حنیفہ کی نزدیک جایز نہین اور اگر بڑی آیت مین سی جیسی آیۃ الکرسی اور آیۃ مداینہ

في ركعة ونصفها في ركعة اخرى اختلفوا فيه قال بعضهم لا تجوز لانه لم يقرأ اية تامة في كل ركعة وقال عامتهم
آدہی ایک رکعت مین پڑہی اور آدہی دوسری رکعت مین تو اسمین اختلاف ہی بعضی کہتی ہین جایز نہین اسواسطی کہ اسنی ہر رکعت مین پوری آیت نہین پڑہی اور عام فقہاء

تجوز لان بعض هذه الايات يزيد على ثلث ايات قصار او تعدلها فلا تكون ادنى من اية وعندهما ادنى ما يجزى
کہتی ہین جایز ہی اسواسطی کہ مکران آیتون کا چہوٹی چہوٹی تین آیت سی بڑہتی ہی یا برابر ہی بہرصورت ایک سی کم نہین ہی اور صاحبین کی نزدیک کم سی کم قرأت جو کافی ہو

منها ثلث ايات قصار او اية طويلة تقوم مقامها لان القران معجز وادنى ما يقع به الاعجاز سورة لقوله تعالى
تین آیتین چہوٹی یا ایک آیت بڑی جو اونکی برابر ہو اسواسطی کہ قرآن معجز ہی اور کم سی کم جسمین اعجاز واقع ہو وہ سورۃ ہی واسطی قول اللہ تعالی کی

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ واقل السور سورة الكوثر وهي ثلث ايات ومن كان اميا ولم يطاوعه لسانه على تعلم
لاؤ کوئی سورۃ ایسی اور سورتون مین سب سی چہوٹی سورۃ کوثر ہی سوی اسکی تین آیتین ہین اور جو شخص امی ہو کہ اوسکی زبان قرآن سیکہنی مین قابو مین نہو

القران ان كان يجتهد اناء الليل واطراف النهار تجوز صلوته وفي اوان ترك الاجتهاد لا تجوز صلوته فعلى هذا
اگر وہ رات دن قرآن پر محنت کرتا ہی تو اوسکی نماز جایز ہی اور جو وہ محنت چہوڑ دیگا نماز جایز نہوگی اس روایت کی موافق

كل من كان في دار الاسلام وترك التعلم وبقي اميا واعتاد ان يصلي صلوة امي لا تجوز صلوته لان الامي انما تجوز
جو شخص دار الاسلام مین ہوکر قرآن نہ سیکہی اور امی رہجاوی اور امیون کیسی نماز کی عادت کرلی تو اوسکی نماز جایز نہین ہی اسواسطی کہ امی کی نماز جب ہی جایز ہی

صلوته اذا بلغ او زال جنونه او اسلم وهجم الوقت ولم يتمكن من التعلم واما اذا تمكن من التعلم ولم يتقيد به
کہ جب وہ بالغ ہو یا جنون سی ہوش مین آوی یا مسلمان ہو اور ترت وقت نماز کا آجاوی اور فرصت قرآن سیکہنی کی نہ ملی اور جس صورت مین سیکہنی کی فرصت ہو اور محنت مین نہ لگی

فلا تجوز صلوته والرابع من فرائض الصلوة الركوع وهو طأطأة الراس مع انحناء الظهر فمن طأطأ راسه مع
تو اوسکی نماز جایز نہین اور چوتہا فرض نماز کی فرضون مین سی رکوع ہی اور وہ سر جہکانا کمر ٹیڑہی کرکر پہر جسنی سر کو جہکایا

انحناء الظهر قليلا ان كان الى الركوع اقرب تجوز وان كان الى القيام اقرب بان يوجد طأطأة راسه مع
اور کچہہ تہوڑی کمر ٹیڑہی کی اور وہ رکوع کی طرف قریب ہی تو جایز ہی اور اگر قیام سی قریب ہی اسطور کہ سر جہکایا کچہہ مونڈہون کی میلان سی

الميلان في منكبيه ولا يوجد انحناء ظهره لا تجوز لانه يعد قائما لا راكعا ومن كان احدب وبلغت حدوبته
پر کمر کبہڑی نہین ہوئی تو جایز نہین ہی اسلئی کہ اسکو قایم کہتی ہین راکع نہین کہتا نا اور جو شخص کبڑا ہووی اور اوسکا کوب رکوع کی

حد الركوع يخفض راسه في الركوع تحقيقا للانتقال من القيام الى الركوع والخامسة من فرائض الصلوة
نوبت کو جا پہنچی تو وہ رکوع مین سر کو جہکاوی تاکہ قیام سی رکوع کی طرف انتقال پایا جاوی پانچوان نماز کی فرایض مین سی

السجدة وهي وضع الجبهة على الارض او ما يتصل بها والكمال فيها وضع الجبهة والانف واليدين والركبتين
سجدہ ہی اور وہ رکہنا پیشانی کا زمین پر یا جو زمین کی قایم مقام ہو اور کامل سجدہ مین رکہنا پیشانی کا اور ناک کا اور دونو ہاتہون کا اور دونو گہٹنون کا

واطراف القدمين لقوله عليه السلام امرت ان اسجد على سبعة عظائم على الجبهة واليدين والركبتين واطراف
اور دونو پانو کی انگلیون کا واسطی قول علیہ السلام کی مجہکو حکم ہی کہ سات ہڈیون پر سجدہ کرون پیشانی پر اور دونو ہاتہون پر اور دونو گہٹنون پر اور دونو

القدمين والانف داخل في الجبهة لكون عظمها واحدا ولو وضع جبهته دون انفه يجوز لكن يكره ان كان من
پانو کی انگلیون پر اور ناک پیشانی مین آگئی اسلئی کہ ہڈی دونو کی ایک ہی اور اگر پیشانی تو رکہدی اور ناک نہ رکہی تو جایز ہی پر مکروہ اگر بیعذر ہی

غير عذر وكذلك لو وضع انفه دون جبهته يجوز عند ابي حنيفة لكن يكره ان كان من غير عذر وعندهما
اور ایسی ہی اگر ناک رکہدی اور پیشانی نہ رکہی تو ابو حنیفہ کی نزدیک جایز ہی پر مکروہ اگر بی عذر ہی اور صاحبین کی نزدیک

لا یجوز الا ان یکون فی جبهته عذر یمنع السجود بها ووضع الیدین والرکبتین لیس بفرض بل هو سنة وفی وضع
جایز نہین مگر اوس صورت مین کہ اوسکی پیشانی مین ایسا عذر ہو کہ سجدہ نکر سکی اور دونو ہاتہہ اور دونو گہٹنون کا رکہنا فرض نہین ہی بلکہ سنت ہی اور رہا دونو
القدمین فقد ذکر القدوری والکرخی والخصاف انه فرض حتی لو سجد ولم یضع قدمیه او احدهما علی الارض بل
قدم کا رکہنا سو قدوری اور کرخی اور خصاف کہتی ہین کہ فرض ہی یہان تک کہ اگر سجدہ کیا اور دونو پانو یا ایک پانو زمین پر نہ رکہا بلکہ
رفعهما عن الارض لا یجوز سجوده ولو وضع احدهما یجوز ولکن یکره وذکر التمرتاشی ان وضع الیدین والقدمین
دونو زمین سی اوٹہالئی تو اوسکا سجدہ جایز نہین ہی اور اگر ایک پانو ہی لگا دیا تو جایز ہی پر مکروہ اور تمرتاشی کہتا ہی کہ لگانا دونو ہاتہون اور دونو پانو کا
سواء فی عدم الفرضیة وقال اکمل الدین فی شرح الهدایة انه الحق وذکر فی شرح المنیة انه بعید عن الحق والمراد بوضع
عدم فرضیت مین برابر ہی اور اکمل الدین شرح ہدایہ مین کہتا ہی کہ حق یہہ ہی ہی اور شرح منیہ مین یون مذکور ہی کہ یہہ حق سی بعید ہی اور مراد دونو پانو کی
القدمین علی ما ذکر فی الخلاصة وضع اصابعهما والمراد بوضع الاصابع توجیهها نحو القبلة لیکون الاعتماد علیها
رکہنی سی موافق اوس بیان کی جو خلاصہ مین ہی دونو پانو کی اونگلیون کا رکہنا ہی اور اونگلیون کی لگانی سی اونکا قبلہ کی طرف متوجہ کرنا مراد ہی تاکہ اونہی پر زور پڑی
حتی لو وضع ظهر القدمین ولم یوجه اصابعهما او اصابع احدهما نحو القبلة لا یصح سجوده وهذا مما یجب حفظه
یہان تک کہ اگر دونو پانو کی پشت رکہدی اور دونو پانو کی یا ایک پانو کی ہی اونگلیان قبلہ کی طرف متوجہ نکریں تو سجدہ درست نہین ہی اور اسکا لحاظ واجب ہی
واکثر الناس عنه غافلون ولو کان موضع السجود ارفع من موضع القدمین مقدار نصف ذراع یجوز وان کان اکثر منه
اور اکثر لوگ اس سی غافل ہین اور اگر سجدہ کی جگہ پانو کی جگہہ سی آدہہ ہاتہہ اونچی ہو تو سجدہ جایز ہی اور اگر اس سی زیادہ بلند ہو
لا یجوز ولو سجد علی کور عمامته ان کان کورها متصلا بالجبهة ولم یکن غلیظا بحیث یوجد حجم الارض یجوز لکن یکره
تو جایز نہین ہی اور اگر پگڑی کی پیچ پر سجدہ کیا تو اگر وہ پیچ پیشانی سی متصل ہی اور موٹا نہین ہی ایسا کہ زمین کی سختی معلوم ہوتی ہی تو جایز ہی پر مکروہ
ولو لم یکن متصلا بالجبهة بل کان فوق الجبهة او کان غلیظا لا یوجد حجم الارض لا یجوز وکذلك لا یجوز السجدة علی
اور اگر پیشانی سی متصل نہین ہی بلکہ پیشانی سی اوپر ہو یا ایسا موٹا ہو کہ سختی زمین کی معلوم نہین ہوتی تو جایز نہین ہی اور ایسی ہی سجدہ
کل شیء لا یوجد فیه حجم الارض کالقطن المحلوج والثلج والدخن ونحو ذلك لعدم استقرار الجبهة علی الارض او ما
ایسی شئی پر جایز نہین ہی جسمین سختی زمین کی معلوم نہو وی جیسی دہنی ہوئی روئی اور برف اور چینا وغیرہ اسواسطی کہ پیشانی زمین پر یا جو
یتصل بها ولو سجد علی فاضل ثوبه او بسط خرقة علی الارض وسجد علیها فلا کلام فی الجواز وانما الکلام فی الکراهة
قایم مقام زمین کی ہی نہین ٹہرتی اور اگر لٹکتی کپڑی پر سجدہ کیا یا زمین پر گدڑی بچہا کر اوسپر سجدہ کیا تو اوسکی جواز مین کوئی تکرار نہین ہی اور اگر تکرار ہی تو کراہت مین
والصحیح عدم الکراهة لما روی عن ابی حنیفة انه صلی فی المسجد الحرام وسجد علی خرقة فقال له رجل لا یجوز هذا
اور صحیح یہہ ہی کہ مکروہ نہین ہی اسلئی کہ ابوحنیفہ سی روایت ہی کہ اونہون نی کعبہ مین نماز پڑہی اور سجدہ خرقہ پر کیا کسی شخص نی کہا یہہ جایز نہین ہی
فقال له الامام من این انت فقال من خوارزم فقال جاء التکبیر من وراء یعنی انکم تتعلمون منا ثم تعلموننا اهل
امام نی پوچہا تو کہان کا رہنی والا ہی اوسنی کہا خوارزم کا پہر امام نی کہا پیچہی تکبیر ہوئی یعنی مقتدی تکبیر کہنی لگی مراد یہہ ہی کہ تم ہم سی سیکہہ کر پہر ہمکو سکہانی ہو کیا تم
تصلون علی البردی فی دیارکم قال نعم فقال تجوزون الصلوة علی الحشیش ولا تجوزونها علی الخرقة والسادس من
اپنی ملک مین بردی گہاس پر نماز پڑہتی ہو کہا ہان پہر امام نی کہا تم گہاس پر نماز جایز رکہتی ہو اور خرقہ پر جایز نہین رکہتی اور چہٹا فرض
فرائض الصلوة القعدة الاخیرة سواء تقدمها قعدة اخری او لم تتقدم کما فی الثنائیة وقدر الفرض فیها مقدار
نماز کی فرایض مین سی قعدہ اخیرہ ہی برابر ہی کہ اوس سی پہلی ہی قعدہ ہو جیسی رباعی نماز مین یا نہو جیسی ثنائی نماز مین اور اسمین مقدار فرض کی اتنی ہی
ما یتمکن فیه من قراءة التشهد الی قوله عبده ورسوله لقوله علیه الصلوة والسلام لابن مسعود حین علمه
جسمین عبدہ ورسولہ تک تشہد پڑہ لی اسواسطی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی ابن مسعود سی

التشهد اذا قلت هذا او فعلت هذا فقد تمت صلوتك فانه علیه الصلوٰة والسلام علق التمام بالفعل قرأ ولم
تشہد سکہاتی ہوئی یہہ فرمایا جب تو یہہ پڑہ چکا یا یہہ کر چکا تو نماز تیری بیشک پوری ہوگئی کیونکہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نی تمامی نماز کو فعل پر موقوف رکہا تشہد پڑہی یا نہ
یقرأ لان معنی قوله اذا قلت هذا ای قرأت التشهد وانت قاعد اذ لم یشرع قراءة التشهد الا فی القعود ومعنی قوله
پڑہی اسواسطی کہ معنی اذا قلت ہذا کی یہہ ہین پڑہا تو نی تشہد کو بیٹہ کر اسلئی کہ تشہد کا پڑہنا بجز قعود کی مشروع نہین ہی اور معنی
او فعلت هذا ای قعدت ولم تقرأ شیئا فصار التخییر فی القول لا الفعل لان الفعل ثابت فی الحالین والمعلق بالشرط
او فعلت ہذا کی یہہ ہین کہ تو بیٹہ گیا اور پڑہا کچہہ نہین پس اب اختیار قول مین ہی فعل مین نہین ہی اسواسطی کہ فعل دونو حالتون مین ثابت ہی اور جو امر شرط پر موقوف
لا یوجد قبل وجود الشرط ووجه اخر ان الصلوٰة متناهیة والتناهی لا یکون الا بالتمام والتمام لا یکون الا بالاتمام
وہ شرط سی پہلی موجود نہین ہوتا اور ایک اور وجہ ہی کہ نماز متناہی ہی اور تناہی بدون تمامی کی نہین ہوتی اور تمامی تمام کئی بدون نہین ہوتی
والاتمام لا یعلم ما لم ینبه الشارع فقد نبه به فیکون فرضا فان قیل الفرضیة لا تثبت بخبر الواحد فما وجه ثبوتها
اور تمام کرنا بدون　بتانی شارع کی معلوم نہین ہوتا سو شارع نی قعدہ بتادیا سو فرض ہوگیا اگر کوئی کہی فرضیت خبر واحد سی ثابت نہین ہوتی پہر یہان خبر واحد سی ثبوت
به ههنا فالجواب عدم ثبوتها به لیس علی الطلاق بل اذا ثبت به ابتداء واما اذا لم یثبت به ابتداء بل بین به المجمل فتثبت
کی کیا وجہ ہی سو جواب یہہ ہی کہ عدم ثبوت فرضیت کا خبر واحد سی یون نہین ہی کہ فرضیت کبہی نہین ثابت ہوتی بلکہ جب خبر واحد سی ابتداء ثابت کرین اور وہ صورت جو ابتداء ثابت نکری
بیانه ان نفس الصلوٰة ثابتة بالکتاب وتمامها منها فیلزم کون اتمامها ثابتا به ایضا وهذا الخبر بین کیفیته
اسکی تفصیل یہہ ہی کہ عین نماز تو قرآن سی ثابت ہی اور تمامی نماز کی اسمین داخل ہی پس اتمام کا بہی ثبوت قرآن سی لازم آیا　اور اس خبر نی کیفیت اتمام کی بیان کردی
فیکون فرضا ویظهر ثمرة کونها فرضا فی مسائل الاولی من تلك المسائل ان من صلی الظهر او نحوها خمسا بان قید
سوئی فرض ہوا　اور قعدہ کی فرضیت کا فائدہ کئی مسائل مین ظاہر ہوتا ہی اول اون مسائل مین سی یہہ ہی کہ جسنی ظہر کی نماز مین پانچ رکعت پڑہین اور پانچوین رکعت کا سجدہ
الخامسة بالسجدة ولم یقعد علی راس الرابعة تبطل فرضیة صلوته وتتحول نفلا عند ابی حنیفة وابی یوسف و
کرلیا　اور چوتہی رکعت پر قعدہ نکیا تو اوسکی نماز　فرضیت باطل ہوکر　امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی نزدیک نفل ہوجاتی ہی
عند محمد تبطل فرضیتها وتخرج من کونها صلوٰة وکذا لو لم یقعد علی ثالثة المغرب وثانیة الفجر والثانیة من
امام محمد کی نزدیک فرضیت باطل ہوکر نماز ہی نرہی　اور ایسی ہی اگر نماز مغرب مین تیسری رکعت پر یا فجر کی دوسری رکعت پر قعدہ نکری اور دوسرا اون مسائل
تلك المسائل ان المسافر اذا اقتدی بمقیم فی فائتة غیر ثنائیة لا یصح اقتداؤه لان القعدة الاولی فرض فی حق المسافر
مین سی یہہ ہی کہ مسافر اگر مقیم کا مقتدی بنی قضا نماز مین تو اوسکا اقتدا صحیح نہین ہی اسواسطی کہ پہلا قعدہ مسافر کی حق مین تو فرض　ہی اور
دون المقیم فیکون اقتداؤه به من قبیل اقتداء المفترض بالمتنفل وهو غیر جائز عندنا وانما یجوز اقتداؤه به فی الوقتیة
مقیم کی حق مین فرض نہین اب اوسکا اقتدا ایسا ہوگیا جیسی فرض پڑہنی والا نفل پڑہنی والی کا مقتدی ہوجاوی اور یہہ اقتدا ہماری مذہب مین جایز نہین ہی مسافر کو
لان صلوته یصیر اربعا باقتدائه به فی الوقت لا بعده والثالثة من تلك المسائل ان المصلی بعد القعود قدر التشهد
اسلئی کہ مسافر کی نماز ہی بسبب اقتدا کی وقت مین رباعی ہوجاتی ہی وقت کی بعد نہین ہوتی تیسرا　اول مسائل مین سی یہہ ہی کہ مصلی کو بعد قعدہ بقدر تشہد کی
فی اخر الصلوٰة لو تذکر سجدة التلاوة وسجدها ترتفع القعدة حتی لو لم یقعد قدر التشهد بعد ما سجد سجدة التلاوة
آخر نماز مین اگر سجدہ تلاوت کا یاد آیا اور اوسنی وہ سجدہ کیا تو وہ قعدہ باطل ہوگیا یہان تک کہ اگر بعد سجدہ تلاوت کی بقدر تشہد قعدہ نکریگا
تفسد صلوته لفوات ما هو فرض منها وهو القعدة الاخیرة والرابعة من تلك المسائل ان المصلی اذا نام فی القعدة
تو اوسکی نماز　بسبب فوت ہونی ایک رکن نماز یعنی قعدہ اخیرہ کی فاسد ہوجاویگی اور چوتہا اون مسائل مین سی یہہ ہی کہ اگر مصلی تمام قعدہ اخیر مین سوتا رہا
الاخیرة کلها فحین انتباهه یفرض علیه ان یقعد قدر التشهد وان لم یقعد تفسد صلوته لان ما حصل من
تو جب وہ جاگی اوسپر فرض ہی کہ بقدر تشہد کی قعدہ کری　اگر نہین کریگا تو نماز فاسد ہوجاویگی اسواسطی کہ جو

الافعال فی الصلوٰة حالة النوم لا تعتبر لصدورها من غیر اختیار فیکون وجودها کعدمها وهذه المسئلة یکثر
افعال نماز مین سوتی ہوئی ادا ہوئے ہین اونکا اعتبار نہین ہی کیونکہ وہ بلا اختیار ہوتی ہین اونکا ہونا نہونا برابر ہی اور یہہ مسئلہ اکثر واقع ہوتا ہی خاص کر
وقوعها لاسیما فی التراویح وخصوصا فی لیالی الصیف لکن الناس عنها غافلون یسرنا الله تعالی عملا موافقا لرضائه
تراویح مین اور وہ بہی علی الخصوص جو گرمیون کی شب مین ہوتی ہین لیکن لوگ اس سی غافل ہین الٰہی ہمپر آسان کر عمل اپنی رضامندی کی موافق
بلطفه وکرمه

المجلس الثالث والخمسون فی بیان فضیلة الصلوٰة الخمس وکونها کفارة للذنوب

اپنی لطف اور کرم سی ترپنین مجلس پنجگانہ نماز کی فضیلت مین اور نماز کا کفارہ ہونا واسطی گناہون کی

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ارایتم لو ان نهرا بباب احدکم یغتسل فیه کل یوم
رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا بتاؤ تو اگر تم مین سی کسیکی دروازہ آگی نہر بہتی ہو وہ ہر روز اوسمین
خمسا هل یبقی من درنه شیء قالوا لا قال فذلک مثل الصلوٰت الخمس یمحو الله بهذه الخطایا هذا الحدیث من
پانچ دفعہ نہایا کری کیا اوسپر کچہہ میل باقی رہیگا عرض کیا نہین آپ نی فرمایا پس نہر مثل پنجگانہ نمازون کی ہی الله تعالی ان نمازون سی خطایا کو مٹا دیتا ہی یہہ حدیث
صحاح المصابیح رواه ابو هریرة وقد بین فیه ان من صلی الصلوٰت الخمس یغفر الله تعالی ذنوبه ببرکات تلک الصلوٰت
مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسمین یہہ بیان ہی جسنی پنجگانہ نمازین پڑہین تو الله تعالی اوسکی تمام گناہ ان نمازون کی برکت سی بخشدیتا ہی
فلابد للمؤمن ان یداوم علیها فی اوقاتها باتمام رکوعها وسجودها وسائر ما یفعل فیها فانه تعالی وان امر
سو مؤمن کو لازم ہی کہ نمازون کو وقتون پر رکوع اور سجود کو اور تمام ارکان کو جو نماز کی اندر ہین پورا پورا اکر مداومت رہی کیونکہ الله تعالی نی اپنی کتاب مین اگرچہ نماز کا
بها فی مواضع من کتابه لکن ذکر ارکانها فیها متفرقة حیث بین فرضیة تکبیرة الافتتاح بقوله تعالی فی سورة المدثر
کئی جگہ امر فرمایا پر اوسکی ارکان کو متفرق ذکر کیا ہی چنانچہ تکبیر تحریمہ کی فرضیت سورہ مدثر کی اس آیت مین
وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وفرضیة القیام بقوله تعالی فی سورة البقرة وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ وفرضیة القراءة بقوله تعالی فی
اور اپنی رب کی بڑائی بول اور قیام کی فرضیت سورۂ بقرہ کی اس آیت مین اور کہڑی رہو الله کی آگی ادب سی اور قرارت کی فرضیت سورۂ
سورة المزمل فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ وفرضیة الرکوع والسجود بقوله تعالی فی سورة الحج يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
مزمل کی اس آیت مین پس پڑہو جتنا آسان ہو قرآن سی اور رکوع اور سجود کی فرضیت سورۂ حج کی اس آیت مین ہی اے ایمان والو
ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وانما عرف الترتیب بتعلیم النبی علیه السلام تارة بفعله وتارة بقوله علی ما بینه العلماء
رکوع کرو اور سجدہ کرو اور ترتیب صرف نبی علیہ السلام کی تعلیم سے معلوم ہوئی ہی کبہی تو آپ کی کرنی سی اور کبہی آپ کی بتانی سی چنانچہ علماء نی
فی کتبهم وقالوا من یرید الدخول فی الصلوٰة یکبر ویقول الله اکبر من غیر ادخال المد فی همزة الله وهمزة اکبر
اپنی اپنی کتابون مین بیان کیا ہی اور علماء کہتی ہین جو شخص نماز شروع کیا چاہی تکبیر اس طور کہی الله اکبر الله کی ہمزہ پر اور اکبر کی ہمزہ اور بار پر مد نہ کہینچی
وبائه اذ لو حصل المد فی احدی الهمزتین لا یصیر شارعا فی الصلوٰة بل لو وقع فی اثنائها تفسد صلوٰته ولو تعمده
اسواسطی کہ اگر دونو ہمزون مین سی کسی پر مد پیدا ہوگا تو نماز شروع نہو گی بلکہ اگر مد نماز کی بیچ کسی تکبیر پر آجاویگا تو نماز فاسد ہو جاوی گی اور اگر جان
یکفر لانه یصیر استفهاما ومقتضاه الشک فی کبریاء الله تعالی وقیل ان کان لا یمیز بین المد وغیره یکون شارعا
بوجھ کر پیدا کریگا تو کافر ہو جاویگا اسواسطی کہ کلام استفہامی ہو جاویگی اور اسکا مضمون الله تعالی کی بڑائی مین شک اور کوئی کہتا ہی اگر اوسکو مد اور بی مد مین تمیز نہین ہی تو نماز شروع ہو جاتی ہی
فی الصلوٰة ولا تفسد ولو وقع فی اثنائها والاستفهام یحتمل ان یکون للتقریر لکن الاول اصح لان مثل هذا الجهل لا یصح
اور فاسد نہین ہوتی اگرچہ مد بیچ مین آجاوی اور استفہام مین احتمال ہی کہ تقریر کی واسطی ہو لیکن روایت اول اصح ہی اسواسطی کہ ایسی جہالت کا عذر ہونا صحیح نہین
ان یکون عذرا والتقریر المستفاد من الاستفهام معناه حمل المخاطب علی الاقرار بما یعرفه والانسان لا یصلح ان یحمل
ہی اور تقریر جو استفہام سی حاصل ہوتی ہی اوس سی یہہ مراد ہی کہ مخاطب کو اپنی معلوم کی اقرار پر برانگیختہ کری اور انسان مین یہہ صلاحیت نہین کہ

نفسه علی الاقرار بان الله تعالی اکبر ولو وقع المد فی باء اکبر بان یقول اکبار بزیادة الالف الممال بین الباء والراء
اپنی ذات کو اس اقرار پر برانگیختہ کری کہ اللہ بڑا ہی اور اگر مد اکبر کی بار پر پیدا ہوگا کہ وہ اکبار کہدی الف کو امالہ کرکر درمیان بار اور راء کی بڑا کر
لا یصیر شارعا فی الصلوٰة ایضا ولو وقع فی اثنائها تفسد اذ قیل انه اسم من اسماء الشیطٰن وقیل انه جمع کبر
تو بھی نماز شروع نہو گی اور اگر بیچمین آجاویگا تو نماز فاسد ہو جائیگی اسلئی کہ کہتی ہیں کہ یہہ نام شیطان کی ناموں میں سی ہی اور کوئی کہتا ہی کہ یہہ جمع کبر کی ہی
بفتحتین وهو الطبل وقیل یصیر شارعا فی الصلوٰة ولا تفسد لو وقع فی اثنائها لانه اشباع والاول اصح لان
دو زبر سی نقارہ کو کہتی ہیں اور بعضی کہتی ہیں نماز شروع ہو جاتی ہی اور فاسد نہیں ہوتی اگرچہ مد بیچ میں آجاوی اسواسطی کہ یہہ اشباع ہی اور روایت اول اصح ہی
الاشباع انما یکون فی الاخر لا فی الوسط ومحل التکبیر القیام المحض حتی لو ادرک الامام فی الرکوع وکبر حال الانحطاط
اسواسطی کہ اشباع آخر کلمہ میں ہوتا ہی بیچمین نہیں ہوتا اور تکبیر کہنی کا محل خالص قیام ہی یہان تک کہ اگر امام کو رکوع میں پایا اور جھکتی ہوئی اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں گیا
لا یصیر شارعا فی الصلوٰة لان شرط الشروع فیها وقوع التکبیر فی محض القیام ولو قال فی القیام الله وفی الرکوع
تو نماز شروع نہو گی اسواسطی کہ شرط نماز شروع ہونی کی یہہ ہی کہ تکبیر خالص قیام میں واقع ہو اور اگر کھڑی ہوئی تو اللہ کہا اور رکوع میں اکبر کہا
اکبر لا یصیر شارعا ایضا ورفع الیدین عند التکبیر سنة حتی لو ترک رفعهما دائما من غیر عذر یاثم ولا یاثم
تو بھی نماز شروع نہو گی اور تکبیر کی وقت دونو ہاتہہ اوٹھانی سنت ہیں یہان تک کہ اگر ہاتہہ اوٹھانی بلا عذر ہمیشہ کو چھوڑدی تو گنہگار ہوگا اور گاہی گاہی
ان ترکه احیانا فعلی هذا ینبغی لمن یرید الشروع فی الصلوٰة ان یرفع یدیه حتی یحاذی بابهامیه شحمتی
ترک کری تو گنہگار نہیں ہوتا اس بیان کی موافق لایق ہی کہ جو نماز شروع کری اپنی دونو ہاتہہ اتنی اوٹھاوی کہ دونو انگوٹھی کانون کی لو کی برابر ہو جاویں
اذنیه بلا ضم اصابعه ولا تفریجها بل ترکها علی حالها قال قاضیخان ویمس بطرفی ابهامیه شحمتی اذنیه
اور انگلیون کو آپسمین نہ ملاوی اور نہ کشادہ کری بلکہ اپنی حال پر چھوڑدی قاضیخان کہتا ہی کہ سری انگوٹھون کی کانون کی لو سی لگادی
ویجعل بطن کفیه نحو القبلة اکمالا للاقبال علیها وقال بعضهم یجعل بطن کل کف الی الکف الاخری ثم یکبر وهو
اور ہتھیلیان دونو ہاتہہ کی قبلہ کی طرف رکہی تا مواجہہ قبلہ کا خوب پورا ہو اور بعضی کہتی ہیں کہ ہتھیلی ہر یک ہاتہہ کی دوسری ہتھیلی کی طرف رکہی پہر اللہ اکبر کہی اور یہہ
الاصح لان فی فعله معنی النفی وفی قوله الله اکبر معنی الاثبات وهو بفعله الذی هو رفع الیدین ینفی الکبریاء
اصح ہی اسواسطی کہ اسکی عمل میں معنی نفی کی ہیں اور اس قول میں اللہ اکبر معنی اثبات کی ہیں سو مصلی اپنی عمل سی یعنی ہاتہہ اوٹھانی سی غیر اللہ سی بڑائی کی نفی کرتا ہی
عن غیره تعالی وبقوله اکبر یثبتها له تعالی والنفی مقدم علی الاثبات کما فی کلمة التوحید ولو کبر ولم یرفع یدیه
اور اللہ اکبر کہہ کر اللہ کی واسطی بڑائی ثابت کرتا ہی اور نفی اثبات پر مقدم ہوتی ہی چنانچہ کلمۂ توحید میں اور اگر اللہ اکبر کہا اور ہاتہہ نہ اوٹھائی
حتی فرغ من التکبیر لا یرفعهما لفوات محله وان ذکره فی اثناء التکبیر یرفعهما لعدم فوات محله وان لم یمکنه رفعهما
اتنی کہ تکبیر کہہ چکا تو پھر نہ اوٹھاوی اسواسطی کہ اوسکا محل ہو چکا اور اگر اثناء میں تکبیر کہتی ہوئی یاد آگیا تو اوٹھاوی اسواسطی کہ محل باقی ہی اور اگر موضع مسنون تک نہ اوٹھا سکی
الی الموضع المسنون یرفعهما قدر ما یمکنه وان امکنه رفع احدهما دون الاخری یرفعها وحدها لما روی انه علیه السلام
تو جہان تک ہو سکی اوٹھاوی اور اگر ایک ہاتہہ اوٹھا سکتا ہی دوسرا نہیں اوٹھا سکتا تو ایک ہی کو اوٹھاوی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
قال اذا امرتکم بامر فأتوا منه ما استطعتم وان لم یمکنه رفعهما الا بالزیادة علی المسنون یرفعهما لانه یاتی بالمسنون
جب میں تمکو کوئی کام کہون تو اوسکو اپنی مقدور بھر بجالاؤ اور اگر اوس سی دونو ہاتہہ نہیں اوٹھہ سکتی بدون زیادت کی مقدار مسنون پر تو بھی اوٹھاوی اسواسطی کہ سنت پر عمل
ولا یستطیع ان یمتنع عن الزیادة والمرأة ترفعهما الی منکبیها هو الصحیح لکونه استر لها واذا فرغ من التکبیر یضع
کرتا ہی اور یہہ طاقت نہیں کہ زیادت سی رک رہی اور عورت اپنی دونو ہاتہہ مونڈھون تک اوٹھاوی یہہ ہی صحیح ہی اسواسطی کہ عورت کی واسطی یہہ ہی حال زیادہ پردہ پوش ہی
بطن کفه الیمنی علی ظاهر کفه الیسری ویحلق بالخنصر والابهام علی الرسغ تحت سرته وهذا الوضع سنة فی کل
تو پھر دہنی ہتھیلی بائین ہاتہہ کی پشت پر رکہہ کر چھونگلی اور انگوٹھی سی پہنچی پر ناف سی نیچی حلقہ باندہ لی اور یہہ ہی وضع مسنون ہی جس جس

قیام فیه ذکر مسنون واما الذی لیس کذلك فالسنة فیه الارسال کما فی قومة الرکوع وتکبیرات العیدین و
قیام مین که ذکر مسنون ہوتا ہی اور جو قیام ایسا نہین ہی سو اوسمین ہاتہہ چہوڑ دینا مسنون ہی جیسی کو رکوع کی بعد قومہ مین اور عیدین کی تکبیرات مین اور

المرأة تضعهما علی صدرها لانه استر لها ثم یقول سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالی جدك ولا اله
عورت دونو ہاتہہ اپنی سینہ پر رکہی کیونکہ یہہ ہی پردہ پوش ہی پہر یہہ پڑہی پاکی یاد کرتا ہون تیری یا الٰہی اور تیری حمد کرتا ہون بابرکت ہی تیرا نام اور برتر ہی تیری بڑائی اور نہین کوئی معبود

غیرك ولا یقول وجل ثناؤك لانه لم یذکر فی الاحادیث المشهورة وذکر فی الکافی انه لو سکت عنه لا یؤمر به
سوا تیری اور نہ کہی جل ثناؤک اسواسطی کہ احادیث مشہورہ مین وارد نہین ہوا اور کافی مین یہہ مذکور ہی کہ اس کلمہ کو اگر نہ کہی تو امر نہ کرین

ولو اتی به لا یمنع عنه ثم یقول اعوذ بالله من الشیطان الرجیم وهو تبع للقراءة دون الثناء عند ابی حنیفة ومحمد
اور اگر کہی تو منع بہی نہ کرین پہر یہہ پڑہی پناہ مانگتا ہون اللہ کی شیطان راندہ سی اور یہہ عبارت ہمراہ قراءت کی ہی ثنا کی ساتہہ نہین ہی نزدیک ابوحنیفہ اور محمد کی

حتی یاتی به المسبوق دون المؤتم ثم یقول بسم الله الرحمن الرحیم وهو سنة فی اول کل رکعة فی روایة ابی یوسف عن ابی حنیفة
یہان تک کہ مسبوق تو پڑہی مؤتم نہ پڑہی پہر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑہی اور بسم اللہ ہر ایک رکعت کی اول مین مسنون ہی ابویوسف کی روایت مین

ثم یقرء الفاتحة ویقول فی اخرها امین ثم یضم الیها سورة او ثلث ایات من ای سورة شاء فان قرء معها اية قصیرة
ابوحنیفہ سی اور اوسکو مقتدی نہ پڑہی پہر سورۂ فاتحہ پڑہی اور اوسکی آخر مین آمین کہی پہر اوسکی ساتہہ کوئی سورہ ضم کری یا تین آیتین جس سورت مین سی چاہی پس اگر فاتحہ کی ساتہہ

او ایتین قصیرتین لا یخرج عن الکراهة التحریمیة لترکه الواجب لان الواجب فی الرکعتین الاولیین بعد قراءة
ایک آیت چہوٹی یا دو آیتین چہوٹی پڑہی تو کراہت تحریمی سی خالی نہین ہی اسلئی کہ واجب ترک کیا اسواسطی کہ واجب دونو پہلی رکعت مین بعد پڑہنی

الفاتحة ان یضم الیها سورة او ثلث ایات قصار او اية طویلة تعدل ثلث ایات قصار فبهذا یخرج عن الکراهة
سورۂ فاتحہ کی یہہ ہی کہ اوسکی ساتہہ کوئی سورۃ یا تین آیتین چہوٹی یا ایک آیت اتنی بڑی جو چہوٹی تین آیت کی برابر ہو ملادی سو اسی مقدار مین کراہت تحریمی تو

التحریمیة لکن لا یدخل فی حد السنة بل یدخل فی الکراهة التنزیهیة لانه لا یخلو ان یکون فی السفر او الحضر
بچ جاتا ہی پر حد مسنون پر نہین پہنچتا بلکہ کراہت تنزیہی مین آجاتا ہی اسلئی کہ اس حال سی خالی نہین کہ وہ مسافر ہوگا یا مقیم

فان کان فی السفر ففی حال الضرورة من خوف او عجلة یقرء بفاتحة الکتاب وای سورة شاء او مقدار سورة
اگر مسافر ہی تو ضرورت کی وقت خوف سی یا شتابی سی سورۂ فاتحہ پڑہی اور ایک اور سورۃ جونسی چاہی یا برابر کسی سورۃ کی

من ای محل تیسر وفی حال الاختیار وعدم الضرورة یقرأ فی صلوة الفجر مع الفاتحة سورة البروج ونحوها وفی الظهر
جس جگہہ سی آسان ہو اور اختیار کی وقت جب ضرورت نہو تو فجر کی نماز مین بعد سورۂ فاتحہ کی سورۂ بروج اور اسکی مانند اور ظہر مین بہی

کذلك وفی العصر والعشاء دون ذلك وفی المغرب یقرأ بالقصار جدا کالعصر والکوثر وان کان فی الحضر وخاف
ایسی ہی اور عصر اور عشاء مین اس سی کچہہ کم اور مغرب مین بہت چہوٹی سورتین جیسی سورۂ عصر اور کوثر پڑہی اور اگر مقیم ہی اور وقت کی

فوت الوقت یقرأ قدر ما لا یفوته الصلوة وان لم یخف فوت الوقت یقرأ فی صلوة الفجر فی الرکعتین اربعین اية
گذر جانی کا خوف ہو تو اتنا پڑہی کہ اوسکی نماز فوت نہو جاوی اور اگر وقت کی جانی کا خوف نہین تو فجر کی نماز کی دونو رکعت مین چالیس آیتین پڑہی

وهو ادنی السنة او ستین اية وهو اوسطها او مائة وهو اعلاها لما روی انه علیه الصلوة والسلام کان یقرأ
اور یہہ ادنی درجہ سنت کا ہی یا ساٹہہ آیتین اور یہہ بیچکا درجہ سنت کا ہی یا سو آیتین اور یہہ اعلی درجہ سنت کا ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام

فی صلوة الفجر اربعین اية او ستین اية او مائة اية واحیانا کان یقرأ والصّٰفّٰت واحیانا کان یقرء سورة
فجر کی نماز مین چالیس آیتین یا ساٹہہ آیتین یا سو آیتین پڑہا کرتی تہی اور بعضی دفعہ سورۂ والصافات اور بعضی دفعہ سورۂ ق پڑہتی

قٓ وقد کان ابن عمر قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یامرنا بالتخفیف ویؤمنا بالصافات فعلم من هذا ان
اور ثابت ہو چکا ہی کہ ابن عمر کہتی تہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو قراءت مین تخفیف کی لئی فرماتی اور امامت کی وقت والصافات پڑہتی تو اس سی معلوم ہوا

قراءة الصافات من باب التخفیف فاذا فرغ من القراءة یکبر للرکوع مع الانحطاط فلو لم یکبر حال الانحطاط
کہ والصافات کا پڑھنا تخفیف میں داخل ہی پہر جب مصلی قراءت سے فارغ ہوچکا تو رکوع کی لئے جہکتی ہوئی تکبیر کہی اگر جہکتی ہوئی تکبیر رہ گئی

لا یکبر فی الرکوع لفوات محله وقد ذکر فی المنیة ان فی اتیان اذکار المشروعة فی الانتقالات بعد تمام الانتقال
تو رکوع میں جاکر تکبیر نہ کہی اسوسطے کہ اوسکا محل فوت ہوگیا اور منیہ میں مذکور ہی کہ جواز کار انتقالات کی اندر مشروع ہیں اونکو بعد انتقالات کی ادا کرنی میں

کراهتین ترکها عن موضعها وتحصیلها فی غیر موضعها وبعد التکبیر یضع یدیه علی رکبتیه مع تفریج اصابعه
دو کراہت ہیں ایک تو اونکو اپنی جگہہ سی ٹلا دینا اور دوسری بی جگہہ ادا کرنا اور تکبیر کی بعد دونو ہاتہہ دونو گہٹنوں پر اونگلیاں کشادہ کرکی رکہی

ولا یندب تفریج الاصابع الا فی هذه الحالة ویبسط ظهره بحیث لو وضع علی ظهره قدح مملو بالماء لاستقر
اور اونگلیوں کا کشادہ کرنا سوا اس جگہہ کی کہیں مستحب نہیں ہی اور کمر کو ایسی ہموار کردی کہ اگر اوسکی پیٹہہ پر پیالہ پانی کا بہرا ہوا رکہدیں تو بہرا رکہا رہی

ویستوی راسه بظهره ولا یرفعه کالحیة ولا ینکسه کالخنزیر ویقول فی رکوعه سبحان ربی العظیم ثلث
اور سر کو کمر کی برابر کردی نہ اونچا کری سانپ کی مانند ورنہ نیچا جہکا دی سور کی مثال اور رکوع کی اندر سبحان ربی العظیم تین بار کہی

مرات وذلك ادنی کمال السنة ویکره ان ینقص منها وان زاد علیها فهو افضل ان کان منفردا وکان
اور یہہ کمال سنت کا ادنی درجہ ہی اس سی کم کرنا مکروہ ہی اور اگر تین بار سی زیادہ کہی تو افضل ہی اگر منفرد یعنی تنہا پڑہتا ہو اور

اتمامه علی وتر ثم یرفع راسه قائلا سمع الله لمن حمده واذا استوی قائما یقول فی القیام ربنا لك الحمد
عدد طاق پہ پورا کری پہر سمع الله لمن حمده کہتا ہوا سر اوٹہاوی اور جب سیدہا کہڑا ہوجاوی تو قیام میں ربنا لک الحمد کہی

ان کان منفردا ثم یکبر للسجود مع الانحطاط وان لم یکبر حال الانحطاط لا یکبر فی السجدة لفوات محله ثم
اگر مصلی منفرد ہو پہر سجدہ کی لئی جہکتے ہوئے تکبیر کہی اور اگر اتفاقا جہکتی وقت تکبیر رہ گئی تو سجدہ میں جاکر نہ کہی اسواسطی کہ اسکا محل ہولیا پہر

یضع یدیه علی الارض مع ضم اصابعه ولا یندب ضم الاصابع الا فی هذه الحالة ثم یضع وجهه بین کفیه
اپنے دونو ہاتہہ اونگلیاں ملاکر زمین پر رکہی اور اونگلیوں کا ملانا سوا اس محل کی کہیں مستحب نہیں ہی پہر اپنی پیشانی دونو ہاتہوں کی بیچ میں

بحیث یکون ابهاماه حذاء اذنیه ویبدی ضبعیه الا فی الازدحام ویجافی بطنه عن فخذیه ویوجه اصابع
اسطور پر رکہی کہ اوسکی دونو انگوٹہی کانوں کی برابر رہیں اور دونو بہلو کو ظاہر کردی اگر انبوہ نہو اور اپنی پیٹ کو دونو ران سی الگ رکہی اور پانو کی اونگلیاں

رجلیه نحو القبلة ویقول فی سجوده سبحان ربی الاعلی ثلث مرات وذلك ادنی کمال السنة حتی یکره
قبلہ کی طرف رکہی اور سجدہ کی اندر سبحان ربی الاعلی تین مرتبہ کہی اور یہہ کمال سنت کا ادنی درجہ ہی یہاں تک کہ اس سی کم کرنا مکروہ ہی

ان ینقص منها وان زاد علیها فهو افضل ان کان منفردا وکان اتمامه علی وتر والمرأة فی السجود کالرجل الا انها
اور اگر اس سی زیادہ کہی تو افضل ہی اگر مصلی منفرد ہو اور اتمام اسکا عدد طاق پر ہو اور عورت سجدہ کرنی میں مثل مرد کی ہی پر اتنا فرق ہی

لا تبدی ضبعیها ولا تجافی بطنها عن فخذیها بل تلزق بطنها بفخذیها لکونه استر لها وتمام السجدة یکون
کہ عورت اپنی بہلو کو ظاہر نکری اور نہ پیٹ کو ران سی جدا رکہی بلکہ اپنی پیٹ کو ران سی ملا رکہی کیونکہ یہہ زیادہ پردہ پوش ہی اور پورا ہونا سجدہ کا

بوضع الجبهة والانف ویکره باحدهما وکذا یکره السجود علی کور عمامته ان کان کورها متصلا بالجبهة
پیشانی اور ناک دونو کی لگانی پر ہی ایک پر مکروہ ہی اور ایسا ہی سجدہ پگڑی کی پیچ پر مکروہ ہی اگر پیچ پگڑی کا پیشانی پر آیا ہوا ہو

ولم یکن غلیظا بحیث یوجد حجم الارض ولو لم یکن متصلا بجبهته بل کان فوق الجبهة او کان غلیظا لا یوجد
اور موٹا نہو ایسا کہ زمین کی سختی محسوس ہوتی ہو اور اگر وہ پیچ پیشانی پر نہو بلکہ پیشانی سی اوپر ہو یا اتنا موٹا ہو کہ زمین کی

فیه حجم الارض لا یجوز وکذا لا یجوز السجود علی کل شئ لا یوجد فیه حجم الارض کالقطن المحلوج والثلج والدخن
سختی سمیں معلوم نہوتی ہو تو سجدہ جایز نہیں ہی اور ایسی ہی سجدہ ایسی ہر شئ پر جایز نہیں ہی جسمیں سختی زمین کی محسوس نہو جیسی دہنی ہوئی روئی اور برف اور چینا

ونحو ذلك لعدم استقرار الجبهة على الارض او ما يتصل بها ووضع اليدين والركبتين على الارض في السجدة ليس
اور مانند اسکی کیونکہ پیشانی زمین پر یا جو زمین کی مثل ہی نہین ٹہیرتی اور دونو ہاتہہ اور دونو گہٹنون کا زمین پر رکہنا سجدہ مین فرض نہین
بفرض بل هو سنة واما وضع القدمين فقد ذكر القدوری والكرخی والخصاف انه فرض حتى لو سجد ولم يضع قدميه
ہی بلکہ سنت ہی اور رہا دونو پانو کا رکہنا سو قدوری اور کرخی اور خصاف کہتی ہین کہ فرض ہی یہان تک کہ اگر سجدہ تو کیا اور دونو پانو
او احدهما على الارض بل رفعهما عن الارض لا يجوز ولو وضع احدهما يجوز لكن يكره وذكر التمرتاشی ان وضع اليدين
یا ایک پانو زمین پر نہ لگایا بلکہ دونو کو زمین سی اوٹہائی رہا تو جایز نہین ہی اور اگر ایک پانو بہی لگائی رکہا تو جایز ہی پر مکروہ اور تمرتاشی کہتا ہی رکہنا دونو ہاتہہ کا
والقدمين سواء في عدم الفرضية وقال اكمل الدين في شرح الهداية هو الحق وذكر في شرح المنية انه بعيد عن الحق
اور دونو پانو کا فرض نہونی مین برابر ہین اور اکمل الدین شرح ہدایہ مین کہتا ہی یہہ ہی حق ہی اور شرح منیہ مین یون مذکور ہی کہ یہہ حق سی بعید ہی
والمراد بوضع القدمين على ما ذكر في الخلاصة وضع اصابعهما والمراد بوضع الاصابع توجيهها نحو القبلة ليكون الاعتماد
اور دونو پانو رکہنی سی موافق بیان خلاصہ کی پانو کی اونگلیون کا لگانا مراد ہی اور مراد اونگلیون کی رکہنی سی اونگلیون کا متوجہ رکہنا قبلہ کی طرف تاکہ زور رہی
عليها حتى لو وضع ظهر القدمين ولم يوجه اصابعهما او احدهما نحو القبلة لا يصح سجوده وهذا مما يجب حفظه
یہان تک کہ اگر پشت دونو پانو کی زمین پر رکہی اور اونگلیان دونو پانو کی یا ایک پانو کی قبلہ کی طرف نہ رکہی تو اوسکا سجدہ صحیح نہین ہی اسکا لحاظ واجب ہی
واكثر الناس عنه غافلون ثم يرفع راسه مكبرا ويقعد ويضع يديه على فخذيه فاذا اطمأن جالسا وسكن
اور اکثر لوگ اس امر سی غفلت کرتی ہین پہر تکبیر کہتی ہوئی سر اوٹہاکر بیٹہہ جاوی اور دونو ہاتہہ رانون پر رکہی جب بیٹہی ہوئی اطمینان ہوجاتی اور حرکت اعضا کی
اضطراب اعضاءه بان يمكث مقدار تسبيحة يكبر ويسجد سجدة ثانية كالسجدة الاولى واختلفوا في مقدار
باقی نرہی اسطور کہ باندازہ ایک تسبیح کی زمانہ گذر جاوی تو تکبیر کہہ کر دوسرا سجدہ پہلی سجدہ کی طرح پر کری اور اسمین خلاف ہی
الرفع من السجدة الاولى للسجدة الثانية والاصح على ما ذكر في الهداية ان كان الى السجدة اقرب لا يجوز لانه لا يعد
کہ پہلی سجدہ سی دوسری سجدہ کی واسطی کتنا اٹہی اور اصح روایت موافق بیان ہدایہ کی یہہ ہی کہ اگر سجدہ سی قریب ہی تو سجدہ ثانی جایز نہین ہی اسلئی کہ جالس
جالسا فلا يتحقق السجدة الثانية بل يصير كانه سجد سجدة واحدة وان كان الى الجلوس اقرب يجوز لانه يعد
نہین شمار کیا جاتا سو سجدہ دوسرا ثابت نہین ہوتا بلکہ ایسا ہی گویا ایک ہی سجدہ کیا ہی اور اگر جلوس سی قریب ہی تو جایز ہی اسلئی کہ اب بیٹہا ہوا
جالسا فيتحقق السجدة الثانية وقيل اذا رفع راسه مقدار ما يمر الريح بين جبهته والارض يجوز لكن الاقتصار عليه
شمار کیا جاتا ہی سو دوسرا سجدہ ثابت ہوجاتا ہی اور کوئی کہتا ہی اگر مصلی نی اتنا سر اوبہارا کہ ہوا اوسکی پیشانی اور زمین کی بیچمین کو گذر جاوی تو جایز ہی پر اسی پر کفایت کرلینا
يكره اشد الكراهة لمخالفته ما واظب النبی عليه الصلوة والسلام مدة حيوته واذا فرغ من السجدة الثانية يكبر
سخت مکروہ ہی اسواسطی کہ ایسی امر کی مخالفت ہی جسکو نبی علیہ الصلوة والسلام زندگی بہر کرتی رہی اور جب دوسری سجدہ سی فارغ ہوچکی تو تکبیر کہی
ويقوم مستويا ولا يعتمد بيديه على الارض من غير عذر بل يعتمد على ركبتيه ويفعل في الركعة الثانية كما فعل في
اور سیدہا کہڑا ہوجاوی اور بدون عذر کی اپنی ہاتہون کا زمین پر سہارا ندی بلکہ اپنی گہٹنون پر سہارا کرکر کہڑا ہوجاوی اور دوسری رکعت مین وہ ہی عمل کری جو اول
الركعة الاولى الا انه لا يفتتح ولا يتعوذ ولا يرفع يديه فاذا اتمها ورفع راسه من سجدتها الثانية يفترش رجله اليسرى
رکعت مین کرچکا ہی اتنا فرق ہی کہ تکبیر تحریمہ نکہی اور اعوذ باللہ نپڑہی اور ہاتہہ اوٹہادی جب دوسری رکعت پوری کرچکی اور اوسکی دوسری سجدہ سی اوٹہی تو بایان پانو بچہاکر
ويجلس عليها وينصب رجله اليمنى ويوجه اصابعه نحو القبلة ويضع يديه على فخذيه ويبسط اصابعه ويوجهها
اوسپر بیٹہہ جاوی اور داہنا پانو کہڑا رکہی اور اسکی اونگلیان قبلہ کی طرف رکہی اور دونو ہاتہہ رانون پر رکہدی اور ہاتہون کی اونگلیون کو پہیلا کر قبلہ کی طرف کردی
نحو القبلة لان السنة توجيه الاعضاء الى القبلة ما استطاع والمراة تتورك بان تخرج رجليها من جانب الايمن
اسلئی کہ تمام اعضا کا قبلہ کی طرف جہان تک ہوسکی متوجہ کرنا طریق مسنون ہی اور عورت سرین پر اسطرح بیٹہی کہ دونو پانو داہنی طرف کو نکال کر

ویجلس علی الیتہا الیسری لانہ استر لہا ثم یتشہد ویقول التحیات للہ والصلوات والطیبت السلام علیک ایہا
بائیں سرین پر بیٹھ جاوی کیونکہ اوسکی لئی اسمین خوب پردہ ہی پہر تشہد پڑہی یہہ کہی سلام ہی واسطی اللہ کی اور رحمت اور پاکیزگی اور سلام تمپر ای
النبی ورحمۃ اللہ وبرکتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان
نبی اور رحمت اللہ کی اور برکتین اوسکی اور سلام ہمپر اور صلحاء بندگان الٰہی پر مین گواہی دیتا ہوں کہ نہین کوئی معبود سوا اللہ کی اور گواہی دیتا ہون
محمدا عبدہ ورسولہ ثم ان کان ما یصلی فرضا زائدا علی الرکعتین لا یزید علی ہذا القدر من التشہد
کہ محمد بندہ اوسکا ہی اور رسول اوسکا پہر اگر وہ نماز فرض دو رکعت سی بڑہتی ہی تو اتنی تشہد سی زیادہ قعدۂ اولی مین کچہہ نہ پڑہی
فی القعدۃ الاولی بل یکبر ویقوم الی الرکعۃ الثالثۃ بلا اعتماد بیدیہ علی الارض ان لم یکن لہ عذر ثم
بلکہ تکبیر کہہ کر تیسری رکعت کی لئی کہڑا ہو جاوی بی عذر ہاتہہ کا سہارا زمین پر نہ کری پہر
انہ فی ما بعد الاولیین متخیر ان شاء قرء الفاتحۃ فقط وہو افضل لکون قراءتہا فیما بعد الاولیین
اسکو پچہلی رکعتون مین اختیار ہی اگر چاہی فقط سورۂ فاتحہ پڑہی یہہ تو افضل ہی اسواسطی کہ سورۂ فاتحہ کا پڑہنا پچہلی رکعتون مین
سنۃ فی ظاہر الروایۃ حتی لو ترکہا او ضم الیہا سورۃ سہوا لا یلزمہ سجود السہو وان شاء سبح ثلث
سنت ہی ظاہر الروایت مین یہانتک اگر سورۂ فاتحہ کو ترک کری یا اوسکی ساتھہ سہو سی کوئی سورت ملا دی تو سجدہ سہو کا نہین آتا اور اگر چاہی تین بار تسبیح کہی
مرات وان شاء سکت مقدارہا الا انہ ان سکت عمدا یکون مسیئا لترک السنۃ وان لم یکن ما یصلی
اور اگر چاہی اتنی دیر چپکا کہڑا رہی پر اتنا ہی کہ اگر عمدا چپکا کہڑا رہی گا تو اچہا نہین اسلئی کہ ترک سنت ہوتا ہی اور اگر وہ نماز فرض نہین ہی
فرضا بل کان نفلا او سنۃ مؤکدۃ مثل سنۃ الظہر والجمعۃ لا یکون مخیرا بین ہذہ الثلثۃ بل یتعین علیہ
بلکہ نفل ہو یا سنت مؤکدہ ہو جیسی ظہر کی اور جمعہ کی سنتین تو اب ان تینون امرمین اختیار نہین ہی بلکہ اوسپر پڑہنا
قراءۃ الفاتحۃ مع ضم سورۃ الیہا لکون القراءۃ فرضا فی جمیع رکعات النفل والسنۃ ثم انہ فی النفل یزید علی
سورۂ فاتحہ کا مع ملانی کسی سورت کی مقرر ہی اسلئی کہ نفل اور سنتون کی تمام رکعتون مین قرات فرض ہی پہر مصلی نفلون کی قعدۂ اولی مین تشہد پر
التشہد ان یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی القعدۃ الاولی ویاتی بالثناء والتعوذ اذا قام الی الثالثۃ لکون
درود زیادہ کردی اور سبحانک اللہم اور اعوذ باللہ بہی پڑہی جب تیسری رکعت پر کہڑا ہو اسواسطی
کل شفع صلوۃ علی حدۃ واما سنۃ الظہر والجمعۃ فلکون کل منہما صلوۃ علیحدۃ لا یاتی فیہا بالثناء والتعوذ
کہ ہر دو دو رکعت الگ الگ نماز ہی اور ظہر اور جمعہ کی سنتین اسلئی کہ دونو نماز علیحدہ مستقل ہین تو سبحانک اللہم اور اعوذ باللہ
اذا قام الی الثالثۃ ولا یزید علی التشہد فی القعدۃ الاولی حتی ذکر فی القنیۃ انہ لو صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
جب تیسری رکعت پر کہڑا ہو تو نہ پڑہی اور پہلی قعدہ مین تشہد پر کچہہ زیادہ نہ کری یہانتک کہ قنیہ مین مذکور ہی کہ مصلی ظہر کی سنتون کی پہلی
فی القعدۃ الاولی من سنۃ الظہر ففی وجوب سجود السہو قولان ثم انہ یقعد فی القعدۃ الاخیرۃ کما یقعد فی القعدۃ
قعدہ مین اگر درود پڑہ دی تو سجدہ سہو کی واجب ہونی مین دو قول ہین پہر مصلی قعدۂ اخیرہ مین اسطور بیٹھ جاوی جیسی پہلی قعدہ مین
الاولی ویتشہد وبعد التشہد یصلی علی النبی علیہ الصلوۃ والسلام یقول اللہم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت
بیٹھا تہا اور تشہد پڑہی اور بعد تشہد کی درود پڑہی اسطور اللہم صل آخر تک الٰہی رحمت نازل کر اوپر محمد اور آل محمد کی جیسی رحمت نازل کی
علی ابرہیم وعلی ال ابرہیم انک حمید مجید ثم یستغفر لنفسہ ولوالدیہ ان کانا مؤمنین ولجمیع المؤمنین والمؤمنت
اوپر ابراہیم اور آل ابراہیم کی بیشک تو صاحب حمد اور بزرگی ہی پہر استغفار کری اپنی اور اپنی ماں باپ کی واسطی اگر وہ دونو مؤمن ہوں اور تمام مؤمن مرد اور مؤمن عورتون کی
ویقول اللہم اغفر لی ولوالدی ولجمیع المؤمنین والمؤمنت یوم یقوم الحساب ویدعو بالدعوات الماثورۃ عن
واسطی اور یون کہی الٰہی بخشدی مجکو اور میری ماں باپ کو اور تمام مؤمن مردون اور مؤمن عورتون کو جس روز حساب قایم ہو اور وہ دعائین پڑہی جو نبی علیہ السلام سی

النبی علیه الصلوة والسلام ومایشبه الفاظ القران مثل ان یقول ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة
مروی ہیں اور جوکہ قرآن کی الفاظ سی ملتی ہوں جیسی یہہ دعا ای رب ہماری دی ہمکو دنیا مین خوبی اور آخرت مین
حسنة وقنا عذاب النار ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت
خوبی اور بچا ہمکو دوزخ کی عذاب سی ای رب ہماری دل نہ پھیر جب ہمکو ہدایت دی چکا اور دی ہمکو اپنی پاس سی مہربانی تو ہی سب دینی والا
الوهاب ونحو ذلك فانه اذا قصد بها الدعاء لا القراءة تکون الفاظا متشبهة بالفاظ القران ولا یکون
اور مانند اسکی کیونکہ مصلی اگر ان آیات کو دعا کی نیت سی پڑھیگا اور قرارت کا ارادہ نہو تو یہہ الفاظ مشابہ قرآن کی ہونگی قرآن نہونگی
قرانا حتی یجوز الدعاء بها مع الجنابة والحیض ولا یدعو بما یشبه کلام الناس وهو ما لا یستحیل طلبه منهم
یہان تک کہ ان الفاظ سی جنابت اور حیض مین دعا مانگنی درست ہی اور ایسی دعا نہ مانگی جو آدمیون کی گفتگو سی ملتی ہو یعنی جسکا طلب کرنا ان سی محال نہو
مثل ان یقول اللهم اعطنی مالا اللهم ارزقنی جاریة اللهم زوجنی امرأة فانه اذا دعی بها تکون صلوته ناقصة
جیسی یہہ کہنی لگی الہی مجکو مال دی الہی مجکو لونڈی دی الہی عورت سی میرا بیاہ کردی پس مصلی اگر ایسی دعا مانگیگا تو اوسکی نماز ناقص ہوگی
لخروجه منها بدون السلام الذی هو واجب فاذا فرغ من الادعیة التی بعد التشهد یسلم اولا عن یمینه وثانیا عن
اسلئی کہ نماز سی بدون سلام کی جو کہ واجب تہا باہر آیا پہر جب اون دعاؤن سی جو تشہد کی بعد ہین فارغ ہوا تو سلام پہیری پہلی داہنی طرف اور دوسری بار
یساره ویقول فی کل واحد منهما السلام علیکم ورحمة الله ولا یقول فی واحد منهما وبرکاته فانه من عادة الجهال
بائین طرف اور ہر ایک مین یہہ کہی السلام علیکم ورحمة الله اور برکاتہ دونون مین سی کسی مین نہ کہی کیونکہ یہہ جاہلون کی عادت ہی
ولو سلم عن یساره اولا یسلم عن یمینه ما لم یتکلم ولا یعید السلام عن یساره ولو سلم تلقاء وجهه یسلم عن یساره
اور اگر بائین طرف پہلی سلام پہیر دیا تو داہنی طرف بولنی سی پہلی سلام پہیری اور بائین طرف دوبارہ نہ پہیری اور اگر سلام سامنی چہرہ کی کیا تو فقط بائین طرف پہیری
وهو مروی عن علی کذا ذکره الزیلعی فی شرح الکنز وینوی المنفرد فی خطاب علیکم جمیع من معه من الملئکة ولا
یہہ روایت حضرت علی سی ہی زیلعی نی شرح کنز مین مذکور کیا ہی اور منفرد مصلی علیکم کی خطاب مین اپنی ساتہہ کی تمام فرشتون کی نیت کری اور
ینوی عددا محصورا فیهم لاختلاف الاخبار فی عددهم فقیل مع کل مؤمن خمسة من الملئکة وقیل ستون
کسی عدد معین کی نیت نکری اسلئی کہ فرشتون کی عدد مین مختلف خبرین آئی ہین کوئی کہتا ہی ہر مؤمن کی ساتہہ پانچ فرشتی ہین کوئی کہتا ہی ساتہہ ہین
وقیل مائة وستون وقیل اثنان وقیل غیر ذلك واصح الاقاویل انهم خمسة واحد عن یمینه یکتب الحسنات
اور کوئی کہتا ہی ایک سو ساٹہہ ہین کوئی کہتا ہی دو ہین کوئی کچہہ اور کہتا ہی سب مین صحیح قول یہہ ہی کہ پانچ ہین ایک داہنی طرف جو حسنات لکہتا ہی
وواحد عن یساره یکتب السیئات وواحد امامه یلقنه الخیرات وواحد وراءه یرفع عنه المکاره وواحد عند
اور ایک بائین طرف جو برائیان لکہتا ہی ایک سامنی جو خیرات کی تلقین کرتا ہی اور ایک پیچہی جو ایذا کو دور کرتا ہی اور ایک
ناصیته یکتب ما یصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ویبلغه ومما ینبغی للمصلی بطریق الادب ان یکون نظره فی حال
پیشانی کی پاس جو درود کو لکہتا ہی اور نبی علیه السلام کی روبرو پہنچاتا ہی اور مصلی کو تقاضاء آداب کی لایق یہہ ہی کہ قیام کی حالت مین اپنی نگاہ
قیامه الی موضع سجوده وفی رکوعه الی ظهر قدمیه وفی حال سجوده الی ارنبة انفه وفی حالة قعوده الی حجره وهو
سجدہ کی جگہہ پر رکہی اور رکوع کی حالت میں پاؤن کی پشت پر اور سجدہ کی اندر ناک کی نتہنون پر اور حالت قعود مین اپنی گود پر جہان
ما یکون علی مجمع فخذیه من ثوبه وعند التسلیمة الاولی الی منکبه الایمن وعند التسلیمة الثانیة الی منکبه
دونون زانون کی جوڑ پر کپڑا رہتا ہی اور پہلا سلام پہیرتی ہوئی داہنی مونڈہی پر اور دوسرا سلام پہیرتی ہوئی بائین مونڈہی پر
الایسر لان المقصود الخشوع وترك التکلف وذلك کله مقتضی الخشوع لان المصلی اذا ترك التکلف یقع بصره فی هذه
[illegible]

المواضع سواء قصد او لم يقصد ومما ينبغي له ايضا ان يكون ما بين قدميه في حال القيام قدر اربع اصابع مضمومة

پڑتی ہیں برابر ہی قصد کرے یا نہ کرے اور مصلی کو یہہ بھی چاہئے کہ دونوں پانوں کی بیچمیں قیام کی وقت برابر چار ملی ہوئی انگلیوں کی فرق رکھے

ویکرہ له التراوح [illegible] يمناه مرة وعلى يسراه اخرى لانه من العبث المنافي للخشوع يسر لنا [illegible] عن الخاشعين

اور مکروہ ہے کہ کبھی داہنی پانوں پر ٹیک دیوے اور کبھی بائیں پر اسواسطے کہ یہہ سبب عبث ہے [illegible] الٰہی ہم کو ان [illegible] خاشعین کا ساتھ

المجلس الرابع والخمسون في بيان فضيلة الجماعة وذكر الوعيد في تركها قال رسول الله

چوونواں مجلس جماعت کی فضیلت میں اور جماعت ترک کرنے کی وعید میں رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم صلوة الجماعة تفضل صلوة الفذ بسبع وعشرين درجة هذا الحديث من صحاح

صلی اللہ [illegible] جماعت کی نماز منفرد کی نماز پر ستائیس درجہ بڑھتی ہی یہہ حدیث [illegible]

المصابيح [illegible] ان الصلوة مع الجماعة تزيد في الثواب على صلوة المنفرد بسبع وعشرين درجة

صحیح [illegible] جماعت کی نماز ثواب میں منفرد کی نماز پر ستائیس درجہ زیادہ ہوتی ہی

فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان يداوم على اداء الصلوات الخمس بالجماعة لينال الثواب الموعود فان الجماعة فيها

اس روایت کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ ہمیشہ پانچوں نمازیں جماعت کی ساتھ ادا کیا کری تاکہ ثواب وعدہ کیا ہوا پاوے لیکن [illegible] جماعت

سنة مؤكدة ثابتة التاكيد في قوة الواجب حتى لو تركها اهل بلدة يجب قتالهم بالسلاح [illegible] من شعائر

سنت مؤکدہ [illegible] قریب واجب کی ہی یہانتک کہ اگر کسی شہر والے جماعت چھوڑ دیں تو ان کو ہتیاروں سے [illegible] اسلام کی

الاسلام [illegible] لم تكن في سائر الاديان وان تركها بعض [illegible] بغير [illegible]

نشانی [illegible] عبادت ہی کہ تمام دینوں میں نہیں ہی اور اگر جماعت کو کوئی شخص [illegible] ترک کرے تو [illegible]

شهادته [illegible] بالسكوت عنه والمطر والطين والبرد الشديد [illegible]

[illegible] اگر چپ کر رہیں اور مینہہ اور کیچڑ کی کثرت اور جاڑی کی شدت اور [illegible]

[illegible] وقلة [illegible]

اور [illegible] اگر سستی کی ماری اوجماعت [illegible]

في [illegible] والاحسن [illegible] في المسجد الا في الفضيلة [illegible]

اور جماعت [illegible] فضیلت نہیں [illegible]

في مسجد [illegible] جاء الى مسجد آخر وصلى مع الجماعة فهو حسن وان [illegible]

[illegible] اور جماعت کی [illegible] تو بہتر ہے اور [illegible]

[illegible] والاولى [illegible]

[illegible] زیادہ [illegible]

[illegible] الثلثة [illegible]

[illegible] اور اگر [illegible] برابر ہوں تو جو عمر میں بڑا [illegible] اور اگر ان [illegible]

[illegible] وجها وان [illegible]

[illegible] اور اگر ان [illegible]

[illegible] في هذه الصفات [illegible] الجماعة [illegible]

[illegible] لوگوں کو اچھی [illegible] اوصاف میں [illegible] جماعت والوں کو اختیار ہی [illegible]

القدام فرای رجلا بادیا صدره من الصف فقال عباد الله تسوّن صفوفکم او لیخالفن الله بین وجوهکم قیل المراد
تیر سیدھا کرتی ہین پہر ایک شخص کو دیکہا کہ سینہ صف سی باہر نکالی ہوئی تہا فرمایا ای بندگان الٰہی اپنی صفین سیدہی کرو نہین تو اللہ تعالی تمہاری چہری بگاڑ دیگا بعضی کہتی ہین

بالوجوه القلوب بدلیل قوله علیه السلام فی حدیث اخر لا تختلفوا فتختلف قلوبکم فان اختلاف القلوب یفضی
چہرون سی مراد دل ہین اس دلیل سی کہ ایک اور حدیث مین آیا ہی آگی پیچہی نہونا پہر تمہاری دل مختلف ہوجاوینگی بیشک دلون کی اختلاف سی

الی اختلاف الوجوه باعراض بعضهم عن بعض لان تقدم الخارج عن الصف تفوق علی الداخل فیه وتاخر الخارج عنه
چہری مختلف ہوجاتی ہین کیونکہ ہر ایک دوسری سی منہ پہیرتا ہی اسواسطی کہ صف سی آگی بڑہنی والا صف کی برابر والی سی باہر ہوجاتا ہی اور پیچہی کو ہٹنی والا

ایذاء لمن خلفه وکلاهما سبب للبغض والعداوة فکانه علیه الصلوٰة والسلام قال ان لم تتفقوا فی الظاهر عند اقامة
اپنی سی پیچہلی کو ایذا دیتا ہی اور یہہ دونو باتین باعث بغض اور عداوت کی ہین پس گویا نبی علیه الصلوٰة والسلام نی یہہ ارشاد کیا اگر تم ظاہر مین بروقت قایم ہونی

الصلوٰة بالجماعة ولم تطیعوا امر الله تعالی ورسوله فیما یقع بینکم العداوة والبغضاء وروی عن انس انه علیه الصلوٰة
جماعت نماز کی اتفاق نہ کروگی اور اسمین اللہ اور رسول کی حکم کی اطاعت نہ کروگی تو تمہاری بیچمین عداوت اور دشمنی پیدا ہوجائیگی اور انس سی روایت ہی کہ نبی علیه الصلوٰة والسلام

والسلام قال رصّوا صفوفکم وقاربوا بینها وحاذوا بالاعناق فو الذی نفسی بیده انی لاری الشیطان یدخل فی خلل الصف
فرمایا اپنی صفین استوار کرو اور مل کر کہڑا ہو اور گردنین برابر رکہا کرو قسم ہی اوسکی جسکی قبضہ مین میری جان ہی بیشک شیطان کو مین دیکہتا ہون کہ وہ صف کی چہید اوین گہستا ہی

کانها الحذف والحذف بفتحة الحاء المهملة والذال المعجمة غنم سود صغار من غنم الحجاز فکان الشیطان تبصر انه یدخل
گویا سیاہ بکری کا بچہ ہی اور حذف حا بی نقطہ اور ذال بانقطہ کی زبر سی سیاہ بکریان چہوٹی چہوٹی حجاز کی بکریون مین سی گویا شیطان یہہ تاکتا رہتا ہی کہ صف کی

فی خلل الصف ویشوش علی المصلین ویقطع علیهم صلوٰتهم ومن اتی الجماعة یکره له القیام خلف الصف وحده متی وجد
چہید اومین گہسکر نمازیون کی دل پریشان اور اونکی نماز خراب کردی اور جو شخص جماعت مین ملی تو اوسکو صف کی پیچہی اکیلا کہڑا ہونا مکروہ ہی جبتک صف مین

فی الصف فرجة وان لم یوجد فی الصف فرجة ینتظر الی الرکوع فان جاء واحد یقوم احدهما فی جنب الاخر بحذاء الامام
جگہ ملی اور اگر صف مین جگہ نہ ملی تو رکوع تک منتظر کہڑا رہی اگر کوئی اور آگیا تو دونو برابر برابر امام کی سیدہ پہ کہڑی ہوجاوین

والا یجذب واحدا من الصف الی نفسه فیقف فی جنبه لکن الاولی فی زماننا القیام وحده بحذاء الامام لغلبة الجهل
اور نہین تو صف مین سی ایک کو اپنی پاس کہینچکر اوسکی برابر کہڑا ہوجاوی پر اس زمانہ مین اولی یہہ ہی کہ تنہا امام کی سیدہ پہ کہڑا ہوجاوی کیونکہ لوگون پہ جہالت غالب ہی

علی الناس فلو جر احدا یفسد الصلوٰة ومن یصلی مع واحد یقیمه عن یمینه ولا یجوز للمقتدی ان یتقدم علی الامام
اگر کسیکو پیچہی کہینچیگا تو وہ نماز فاسد کردیگا اور جو شخص ایک کی ساتہہ نماز پڑہی تو اوسکو اپنی داہنی طرف کہڑا کرلی اور مقتدی کو جایز نہین ہی کہ امام سی آگی بڑہ کر کہڑا ہو

والمعتبر موضع القدم حتی لو کان المقتدی اطول من امامه بحیث یقع سجوده قدام الامام لکن قدمه غیر متقدمة
اور اسمین اعتبار قدم کی جگہ کا ہی یہان تک کہ اگر مقتدی امام سی اتنا لنبا ہووی کہ اوسکا سجدہ امام سی آگی واقع ہوتا ہو پر اوسکا قدم امام کی قدم سی آگی بڑہا ہوا نہین ہی

علی قدم الامام یجوز والمعتبر فی القدم العقب حتی لو کان عقب المقتدی غیر متقدم علی عقب الامام لکن قدمه
تو جایز ہی اور قدم مین ایڑی کا اعتبار ہی یہان تک کہ اگر مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سی آگی بڑہی ہوئی نہووی پہ قدم مقتدی کا

اطول من قدم الامام بحیث یقع اصابعه قدام اصابع الامام یجوز وعن محمد یجعل المقتدی الواحد اصابعه
امام کی قدم سی اتنا دراز ہو کہ اوسکی اونگلیان امام کی اونگلیون سی بڑہ جاتی ہین تو جایز ہی اور امام محمد سی روایت ہی کہ اکیلا مقتدی اپنی اونگلیان

عند عقب الامام ومن یصلی مع الاثنین یتقدم علیهما وعن ابی یوسف انه یتوسطهما فلو اقام الواحد خلفه اوعن
امام کی ایڑی کی پاس رکہی اور جو شخص دو مقتدیون کی ساتہہ نماز پڑہی تو اونسی آگی بڑہ کر کہڑا ہو اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ دونو کی بیچ مین کہڑا ہو پس اگر ایک مقتدی کو پیچہی

یسار یکره ولو توسط الاثنین لا یکره ولو توسط الاکثر یکره ومن دخل المسجد ووجد الامام فی الجهر بالقراءة یقتدی
یا بائین طرف ہو مکروہ ہی اور امام دو کی بیچ مین ہو [illegible] اور دو سی زیادہ کی بیچمین کہڑا ہونا مکروہ ہی اور جو شخص مسجد مین گیا [illegible] پڑہ رہا ہی تو [illegible]

به ولا یاتی بالثناء بل یستمع وینصت وان وجده فی الرکوع یکبر للافتتاح قائما ثم یرکع لکن ان وقع رکوعه مع رفع الامام
اور سبحانک اللهم نہ پڑہی بلکہ چپ رہ کر سنا کری اور اگر امام کو رکوع مین پاوی تو تکبیر تحریمہ کہڑی ہوئی کہہ کر پہر رکوع مین جہکی پر رکوع اگر امام کی سر اوٹہاتی ہوئی واقع ہوگا
راسه لا یکون مدرکا لتلک الرکعة بل یکون مسبوقا لان ادراک الرکعة انما یتحقق اذا وجد المشارکة مع الامام
تو اوسکو وہ رکعت حاصل نہوگی بلکہ باعتبار اس رکعت کی مسبوق ہوگا اسواسطی کہ رکعت کا حاصل ہونا جب ہی ہوتا ہی کہ امام کی ساتہہ ساتہہ رکوع مین
فی الرکوع کله او فی مقدار تسبیحة ولم توجد وان کبر حال کونه الی الرکوع اقرب لا یصیر شارعا فی الصلوة لان الشرط وقوع
یا برابر ایک بار سبحان ربی العظیم کی شرکت پائی جاوی اور شرکت پائی نہین گئی اور اگر اسنی تکبیر تحریمہ ایسی حال مین کہی کہ رکوع کا نزدیک تہا تو اس صورت مین نماز ہی مین شامل
تکبیرة الافتتاح فی محض القیام ولم یوجد ومن اتی المسجد ووجد الامام فی السجدة او القعدة یلزم ان یکبر للافتتاح
یہہ ہی کہ تکبیر تحریمہ خالص قیام مین ہو سو ہوئی نہین اور جو شخص مسجد مین آیا دیکہا کہ امام سجدہ مین ہی یا قعدہ مین ہی تو لازم ہی کہ تکبیر تحریمہ قیام خالص مین کہہ کر
قائما ثم یبادر الی متابعة الامام فی السجدة او القعدة وان لم یکن تلک السجدة وتلک القعدة محسوبة من صلاته
پہر جلدی ہی واسطی متابعت امام کی سجدہ مین یا قعدہ مین شریک ہوجاوی اگرچہ وہ سجدہ اور وہ قعدہ اسکی نماز مین مجرا نہوگا
لکن یلزمه ان یکبر للافتتاح قائما ثم بادر الی متابعة الامام فی السجدة والقعدة وکثیر من الناس لا یفعلون کذلک
پر اسکو لازم یہہ ہی کہ تکبیر تحریمہ قیام مین کہہ کر جلدی سی سجدہ مین اور قعدہ مین امام کی متابعت کری اور اکثر لوگ ایسا نہین کرتی
بل یجئ احدهم المسجد ویجد الامام فی السجدة او فی القعدة فیقف منتظرا ایاه حتی یفرغ من السجدة او القعدة ویعود
بلکہ بعضا شخص مسجد مین آکر امام کو سجدہ یا قعدہ مین پاتا ہی تو اتنی دیر امام کا منتظر کہڑا رہتا ہی کہ سجدہ یا قعدہ سی فارغ ہوکر کہڑا ہو
الی القیام ثم یقتدی به فمن یفعل کذلک فانه یضیع علی نفسه اجرا کبیرا وثوابا کثیرا فاللازم له ان یکبر للافتتاح
پہر اوسکا اقتدا کرتا ہی سو جو شخص ایسا کرتا ہی تو اپنا بڑا ہی ثواب اور اجر عظیم کہوتا ہی اوسکو لازم یہہ ہی کہ کہڑی ہوئی تکبیر تحریمہ کہہ کر
قائما ثم یسارع الی متابعة الامام فی ای حال کان لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال اذا جئتم الی الصلوة
جلدی سی امام کی متابعت کری امام کسی ہی حال مین ہو اسواسطی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جب تم نماز کی لئی آؤ
ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوها شیئا وروی عن ابن مسعود انه قال فی المسبوق المذکور لعله لا یرفع راسه حتی یغفر
اور ہم سجدہ مین ہون تو تم ہی سجدہ کرو اور اوسکو کچہہ مجرا نہ سمجہو اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ ایسی مسبوق کی حق مین کہتی تہی شاید کہ ابہی سر نہ اوٹہاویگا جو اللہ اسکو بخشنے لگا
له ویکره للمقتدی ان یسارع الی الرکوع والسجود قبل الامام وان یرفع راسه من الرکوع والسجود قبل الامام لما روی عن
اور مقتدی کو مکروہ ہی کہ امام سی پہلی رکوع اور سجدہ مین جلدی سی چلا جاوی اور امام سی پہلی رکوع اور سجدہ مین سی سر اوٹہالی اسلئی کہ ابو ہریرہ سی
ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام قال انما جعل الامام لیؤتم به فلا تختلفوا علیه فاذا رکع فارکعوا واذا قال سمع الله لمن حمده
روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی فرمایا امام اسیواسطی مقرر ہوا ہی کہ اوسکی اطاعت کرین سو اوسکی خلاف نہ کرو جب وہ رکوع کری تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہی
فقولوا ربنا لک الحمد واذا سجد فاسجدوا وفی حدیث اخر انه علیه الصلوة والسلام قال ما یومن احدکم اذا رفع راسه
تو تم ربنا لک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کری تو تم سجدہ کرو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی فرمایا اگر کوئی تم مین سی امام سی پہلی رکوع اور سجدہ مین سی
من الرکوع والسجود قبل الامام ان یجعل الله راسه راس حمار ویجعل صورته صورة حمار وفی هذین الحدیثین وعید شدید
سر اوٹہالی تو اس عذاب سی اوسکو کیا بچاؤ ہی کہ اللہ تعالی اوسکا سر گدہی کا سا بنادی اور اوسکی صورت گدہی کیسی پلٹ دی اور ان دونو حدیثون مین موافق بیان کرمانی کی
علی ما ذکره الکرمانی لان المسخ عقوبة لا تشبه سائر العقوبات فلذلک ضرب بها المثل لیتقی هذا الصنع ویحذر ومن
بڑا سخت وعید ہی اسلئی کہ صورت کا بدل دینا تمام عقوبات سی بڑہ کر ہی سو اسہیلئی اسکو ضرب المثل کیا تاکہ اس کردار سی بچین اور باز رہین اور جو شخص
دخل المسجد ووجد القوم قد شرعوا فی الصلوة یکره له ان یدخل فی خلال الصف ویصلی السنة مخالطا للصف فیخالفهم
مسجد مین آکر دیکہی کہ جماعت قوم کی شروع ہوگئی ہی اب اسکو مکروہ ہی کہ صف کی اندر گہسکر صف مین ملی ہوئی سنتین پڑہنی لگی

فی القیام والقعود والرکوع والسجود بل السنة ان یصلی السنة فی بیته وهو افضل او فی خارج المسجد او خلف اسطوانة
بعد قیام اور قعود اور رکوع اور سجود میں اونکی مخالفت کئی جا بلکہ طریق مسنون یہی ہی کہ سنتیں اپنی گہر میں پڑہی یہہ تو سب سی بہتر ہی یا مسجد سی باہر پڑہی یا ستون کی اوٹ میں پڑہی
او ما اشبه ذلك فی کونه حائلا لان الاتیان بها خلف الصف من غیر حائل مکروه وفی خلال الصف اشد کراهة ویکره
یا اسکی مانند کسی اور چیز کی اوٹ میں پڑہی اسلئی کہ سنتوں کا پڑہنا صف کی پیچہی بدون حایل ہونی کسی چیز کی مکروہ ہی اور صف کی اندر ملکر تو بہت ہی مکروہ ہی اور امام کو مکروہ ہی
للامام ان یثقل علی القوم بالطویل الزائد عن حد اقل السنة فی القراءة والاذکار علی وجه یحصل الملل للقوم لان
کہ قوم پر قرارت اور اذکار میں کم درجہ مسنون سی زیادہ بڑہا کر اتنا بوجہ ڈالی کہ قوم کو ملالت آنی لگی اسواسطی کہ اس صورت میں جماعت سی نفرت کرنی لگیں گی
ذلك سبب للتنفیر عن الجماعة والتنفیر عن الجماعة یؤدی الی الحرمان لثواب الزائد علی صلوة الفرد بسبع وعشرین درجة و
اور جماعت سی نفرت کرنی میں اوس ثواب سی محروم ہو جاوینگی جو اکیلی کی نماز پر ستائیس درجہ زیادہ ہوتا ہی اور
یکون مکروها لکن لا ینبغی ان ینقص عن قدر اقل السنة فی القراءة والتسبیحات اللهم لانهم غیر معذورین فیه وسنة القراءة
مکروہ ہوویگا لیکن یہہ نہیں چاہئی کہ قرارت اور تسبیحات میں کم درجہ مسنون سی کہٹاوی یا الہی شاید اسواسطی کہ اونکو اسمیں کوئی عذر نہیں ہی اور فجر کی
فی صلوة الفجر فی الرکعتین ادناها بعد الفاتحة اربعون اية واوسطها ستون اية واعلاها مائة اية لما روی انه علیه
نماز میں دونوں رکعت کی اندر قرارت مسنون ادنی درجہ بعد سورۂ فاتحہ کی چالیس آیتیں اور بیچکا درجہ ساٹھ آیتیں اور اعلی درجہ سو آیتیں ہیں اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ
کان یقرأ فی صلوة الصبح بعد الفاتحة مقدار اربعین اية او ستین اية او مائة اية واحیانا کان یقرأ سورة ق واحیانا
صبح کی نماز میں بعد سورہ فاتحہ کی تخمینا چالیس آیتیں یا ساٹھ آیتیں یا سو آیتیں پڑہا کرتی تہی اور بعضی دفعہ سورۂ ق پڑہتی تہی اور کبہی
کان یقرأ سورة الروم وقد ثبت علی ما ذکر فی سفر السعادة ان ابن عمر قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یامرنا بالتخفیف
سورۂ روم پڑہتی تہی اور ثابت ہو چکا ہی چنانچہ سفر السعادت میں مذکور ہی کہ ابن عمر کہتا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو تخفیف کی لئی فرمایا کرتی تہی
ویؤمنا بالصّٰفّٰت ویعلم من هذا ان قراءة والصّٰفّٰت من باب التخفیف الذی امر به النبی صلی الله علیه وسلم وادنی ما
اور آپ امامت میں والصافات پڑہتی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ والصافات کا پڑہنا تخفیف میں داخل ہی جسکی لئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی ہی اور رکوع
یحصل به السنة فی تسبیحات الرکوع والسجود ثلث لما روی انه علیه الصلوة والسلام قال اذا رکع احدکم فلیقل
اور سجود کی تسبیحات میں ادنی درجہ سنت کا تین بار ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرماتی تہی جب کوئی رکوع کری
ثلث مرات سبحان ربی العظیم وذلك ادناه واذا سجد فلیقل سبحان ربی الاعلی ثلث مرات وذلك ادناه والمراد ادنی ما
تو تین بار سبحان ربی العظیم کہی اور یہہ ادنی مرتبہ ہی اور جب سجدہ کری تو تین بار سبحان ربی الاعلی کہی اور یہہ ادنی مرتبہ ہی اور مراد یہہ ہی کہ ادنی درجہ
یحصل به السنة ولذلك یکره النقص عن الثلث وان زاد علی الثلث فهو افضل لان الثلث اذا کان الادنی فلا شك
جسمیں سنت ادا ہو جاوی اور اسہی لئی تین بار سی کم کہنا مکروہ ہی اور اگر تین بار سی زیادہ کہی تو افضل ہی اسلئی کہ تین مرتبہ جب ادنی درجہ ٹہرا تو بیشک
ان الزیادة علی الادنی تکون افضل لکن الامام لا یزید علی الثلث الا برضی الجماعة فاذا زاد برضاهم فالسنة ان یختم
ادنی مرتبہ پر زیادہ کہنا افضل ہوویگا پر امام تین بار سی زیادہ بدون مرضی جماعت کی نہ بڑہاوی پہر جب اونکی مرضی سی زیادہ بڑہ دی تو پہر مسنون یہہ ہی کہ طاق پر
علی وتر وهو اما خمس او سبع لان الثلث لما کان الادنی وکان المستحب الایثار ناسب ان یکون الاوسط خمسا والاکمل
ختم کری اور وہ یا تو پانچ ہی یا سات اسلئی کہ تین مرتبہ جب ادنی ٹہرا اور ایثار بہر حال مستحب ہی تو مناسب ہوا کہ بیچکا درجہ پانچ دفعہ ہو اور کامل مرتبہ
سبعا ویکره للامام ان یعجلهم عن اکمال اقل السنة فی تسبیحات الرکوع والسجود وقراءة التشهد لکن لو رفع الامام راسه
سات دفعہ اور امام کو مکروہ ہی کہ جلدی کرکر قوم کو ادنی مرتبہ سنت کا رکوع اور سجود کی تسبیحات میں اور تشہد کی پڑہنی میں پورا نکرنی دی لیکن اگر امام رکوع اور سجود میں سی
من الرکوع والسجود قبل ان یسبح المقتدی ثلثا فانه یتابع واما لو قام الامام من القعدة الاولی الی الرکعة الثالثة قبل ان
اس سی پہلی سر اوٹہاوی کہ مقتدی تین بار تسبیح کہی تو مقتدی متابعت ہی کری ہاں اگر امام قعدۂ اولی سی تیسری رکعت کی لئی اس سی پہلی کہڑا ہو جاوی

یتم المقتدی التشهد فانه یتمه ثم یقوم وان قام قبل ان یتمه یجوز وکذا لو سلم الامام فی القعدة الاخیرة قبل ان
کہ مقتدی تشہد پورا کرلی تو اب مقتدی تشہد پورا کری پہر کہڑا ہوا اور اگر پورا کرنی سی پہلی کہڑا ہو جاوی تو بہی جایز ہی اور ایسی ہی اگر امام قعدۂ اخیرہ مین اس سی پہلی

یتم المقتدی التشهد فانه یتمه ثم یسلم وان سلم قبل ان یتمه یجوز ولو سلم الامام قبل اتیان المقتدی بالصلوة
سلام پہیر دی کہ مقتدی تشہد پورا کری تو اب مقتدی تشہد پورا کری پہر سلام پہیری اور اگر تشہد پورا کرنی سی پہلی سلام پہیر دی تو بہی جایز ہی اور اگر امام نی سلام اس سی پہلی پہیرا

والدعاء یتابعه لانها سنة بخلاف التشهد فانه واجب المجلس الخامس والخمسون فی بیان صلوٰة
اور دعا پڑہی تو اب امام کی متابعت ہی کری اسواسطی کہ یہہ سنت ہی برخلاف تشہد کی کہ یہہ واجب ہی مجلس پچپن نماز جنازه

الجنازة وکیفیتها قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء هذا الحدیث من حسان
اور اوسکی کیفیت کی بیان مین رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا جب تم مرده پر نماز پڑہو تو اوسکی لئی خالص دعا کرو یہہ حدیث مصابیح کی حسن

المصابیح رواه ابو هریرة وقد ذکر فیه الصلوة علی المیت مع اخلاص الدعاء له فیها فلا بد من معرفتها وهی فرض کفایة لقوله تعالی
حدیثون مین سی ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور بیشک اسمین نماز جنازه کا ذکر ہی کہ اوسمین مرده کی واسطی خالص دعا ہو سو اوسکی معرفت ضرور ہی اور وہ بدلیل اس آیت کی فرض کفایہ ہی

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ فانه تعالی امر بها فی هذه الایة فتکون فرضا وانما کانت فرضیتها علی الکفایة
اور نماز پڑہ اون پر بیشک تیری نماز اونکی لئی آسودگی ہی کیونکہ الله تعالی نی اوس نماز کا اس آیت مین امر فرمایا تو فرض ہوگئی اور اوسکی فرضیت علی الکفایہ اس لئی ہی

لان فی ایجابها علی الجمیع استحالة او حرجا فاکتفی بالبعض ولو کان واحدا لکن الافضل ان تکون بالجماعة ویقصد
کہ تمام خلق پر واجب کرنی مین تو بہت دشواری اور حرج ہی لاچار بعض پر اکتفا کیا گیا اگرچہ ایک ہی شخص ہو پر افضل یہہ ہی کہ نماز جنازه جماعت سی ہو اور جتنی

کثرتهم لما روی عن ابن عباس انه علیه الصلوة والسلام قال ما من رجل یموت فیقوم علی جنازته اربعون رجلا
زیادہ ہو سو بہتر اسواسطی کہ ابن عباس کی روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا جو شخص مر جاوی پہر اوسکی جنازه پر چالیس مرد مؤمن جو

لا یشرکون بالله شیئا الا شفعهم الله فیه وفی حدیث اخر روایة ام المؤمنین عائشة انه علیه الصلوة والسلام
کچہہ شرک نہین کرتی ہین کہڑی ہون پہر الله اونکی شفاعت اوسکی حق مین مان ہی لیتا ہی اور ایک اور حدیث مین ام المؤمنین عائشہ کی روایت سی ہی کہ نبی علیه الصلوة والسلام نی

قال ما من میت یصلی علیه امة من المسلمین یبلغون مائة کلهم یشفعون له الا شفعهم الله فیه وسبب
فرمایا جو مرده کہ اوسپر ایک جماعت مسلمانون کی جو سو تک پہنچ جاوی نماز پڑہی وہ سب اوسکی شفاعت کرین تو اونکی شفاعت اوسکی حق مین الله قبول کرتا ہی اور وجوب

وجوبها للمیت لاضافتها الیه اذ یقال صلوٰة الجنازة وشرط صحتها شرائط الصلوة واسلام المیت وطهارته
اس نماز کا میت کی لئی اسواسطی ہی کہ میت کی طرف منسوب ہی کیونکہ صلوٰة الجنازه کہلاتی ہی اور اسکی صحت کی لئی نماز کی سی شرطین ہین اور مرده کا مسلمان اور پاک

وکونه امام المصلی ورکنها القیام عند عدم العذر واربع تکبیرات والدعاء الا ان الامام یتحمله عن المسبوق
اور نمازیون کی سامنی ہونا اور اس نماز کا رکن قیام ہی اگر کوئی عذر نہو اور چار تکبیرین اور دعا اتنا ہی کہ امام مسبوق کی طرف سی کافی ہو جاتا ہی

فانه اذا خشی ان ترفع الجنازة یترک الدعاء ویکتفی بالتکبیرات ولو ترک واحدة من هذه التکبیرات لا یجوز
پس جب یہہ خوف ہو کہ جنازه اوٹہا لینگی تو دعا موقوف رکہی اور تکبیرات ہی پر اکتفا کری اور اگر کوئی ان چارون تکبیرات میں سی ایک کو بہی ترک کر دیگا تو اوسکی نماز

صلوته لکون کل تکبیرة منها قائمة مقام رکعة ولهذا قیل اربع کاربع الظهر ومحل الدعاء ینبغی ان یکون بعد
جایز نہو گی اسواسطی کہ اسمین ہر ایک تکبیر قایم مقام ایک ایک رکعت کی ہی اور اسیلئی کہا کرتی ہین یہہ چارون جیسی ظہر کی چارون اور دعا کا محل مناسب یہہ ہی کہ تین تکبیرون

ثلث تکبیرات لکون البدایة بالثناء علی الله تعالی ثم بالصلوة علی النبی صلی الله علیه وسلم سنة الدعاء وارجی
کی بعد ہو اسواسطی کہ اول الله تعالی کی ثنا پہر نبی صلی الله علیه وسلم پر درود دعا کا طریقہ اور بڑا بہروسا

للقبول فیلزم ان یکون بعد التکبیرة الاولی الثناء علی الله تعالی کما فی سائر الصلوات وبعد التکبیرة الثانیة الصلوة
قبولیت کا ہی اس لئی لازم یہہ ہی کہ پہلی تکبیر کی بعد الله کی ثنا ہووی چنانچہ تمام نمازون مین ہوتی ہی اور دوسری تکبیر کی بعد نبی صلی الله علیه پر

على النبي صلى الله عليه وسلم كما في ما بعد التشهد وبعد التكبيرة الثالثة الدعاء لنفسه وللميت ولسائر المؤمنين
درود ہووی جیسی تشہد کی بعد پڑہتی ہین اور تیسری تکبیر کی بعد دعا اپنی حق مین اور مردہ کی لئی اور تمام مومنین کی واسطی
وبعد التكبيرة الرابعة التسليم وليس بعدها دعاء سوى السلام لانه اوان التحلل وذلك بالسلام لا غير وينوي
اور چوتھی تکبیر کی بعد سلام اور اسکی بعد سوا سلام کی کوئی دعا نہین ہی اسلئی کہ اب وقت نماز سی فارغ ہونیکا ہی سو ئی فقط سلام سی فارغ ہوتی ہین اور
به الميت مع القوم وصفة الدعاء ان يقول اللهم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا وغائبنا وصغيرنا وكبيرنا
سلام مین قوم سمیت مردہ کی نیت کری اور دعا یہہ پڑہی الٰہی بخشدی ہماری جیتی کو اور مردہ کو اور ہماری حاضر اور غائب کو اور چھوٹی اور بڑی کو
وذكرنا وانثانا اللهم من احييته منا فاحيه على الاسلام ومن توفيته منا فتوفه على الايمان وخص هذا
اور مرد اور عورت کو الٰہی ہم مین سی جسکو تو زندہ رکہی تو اوسکو اسلام پر زندہ رکہہ اور ہم مین سی جسکو تو موت دیوی تو اوسکو ایمان پر موت دی اور اس مردہ کو
الميت بالروح والراحة والرضوان اللهم ان كان محسنا فزد في احسانه وان كان مسيئا فتجاوز عنه
ساتہہ آرام اور راحت اور پسندیدگی کی خاص کر الٰہی اگر یہہ نیکو کار ہی تو اسکی بہلائی زیادہ کردی اور اگر گنہگار ہی تو اسکو معاف کر
ولقنه الامن والبشرى والكرامة والزلفى برحمتك يا ارحم الراحمين ويجوز غيره من الادعية اذ ليس له دعاء
اور اسکو امن اور بشارت اور بزرگی اور قربت اپنی رحمت سی عنایت کر ای سب سی زیادہ مہربان اور سواء اس دعا کی اور بہی دعائین جایز ہین اسلئی کہ اسمین کوئی دعا
معين وان كان الميت صبيا او مجنونا لا يستغفر لهما اذ لا ذنب لهما بل يقول بعد قوله ومن توفيته منا
معین نہین ہی اور اگر وہ میت بچہ ہو یا دیوانہ ہو تو انکی لئی آمرزش کی دعا نہین چاہئی اسوسطی کہ انکی حق مین کوئی گناہ نہین ہی بلکہ اس قول کی بعد من توفیتہ منا
فتوفه على الايمان اللهم اجعله لنا فرطا اللهم اجعله لنا اجرا وذخرا اللهم اجعله لنا شافعا ومشفعا برحمتك
فتوفہ علی الایمان یہہ دعا پڑہی الٰہی اسکو ہماری لئی میر منزل بنادی الٰہی ہماری لئی محنت کا پہل اور سامان بنادی الٰہی اسکو ہماری لئی سفارشی اور سفارش قبول کیا ہو بنادی اپنی
يا ارحم الراحمين ومن جاء بعد ما كبر الامام للافتتاح لا يكبر بل يمكث حتى يكبر الامام الثانية فيكبر معه ويكون
رحمت سی ای سب سی زیادہ مہربان اور جو شخص ایسی وقت آوی کہ امام تکبیر تحریمہ کہہ چکا ہو تو یہہ ابہی تکبیر نہ شروع کری بلکہ اتنی ٹہرا رہی کہ امام دوسری تکبیر کہی پس امام کی ساتہہ تکبیر کہی
هذا التكبير في حقه تكبيرة الافتتاح فيصير مسبوقا بتكبيرة فاذا سلم الامام يقضيها قبل ان ترفع الجنازة و
یہہ تکبیر اسکی حق مین بجای تکبیر تحریمہ کی ہوگی سو یہہ شخص بلحاظ اس تکبیر کی مسبوق ہوگا جب امام سلام پہیری تو اوسکو جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کر لی اور
ان جاء بعد ما كبر الامام تكبيرتين لا يكبر حتى يكبر الامام الثالثة فيكبر معه فيصير مسبوقا بتكبيرتين فاذا سلم
اگر ایسی وقت آیا کہ امام دو تکبیر کہہ چکا ہی تو بہی اتنی تکبیر نہ کہی کہ امام تیسری تکبیر کہی اب اوسکی ساتہہ تکبیر کہی اب دو تکبیروں کا مسبوق ہووگا پہر جب امام سلام پہیری
الامام يقضيهما قبل ان ترفع الجنازة وان جاء بعد ما كبر الامام ثلثا لا يكبر حتى كبر الامام الرابعة فيكبر معه فيصير
تو دونو تکبیرین جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کر لی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام تین تکبیر سی فارغ ہو چکا تو بہی تکبیر نہ کہی اتنی کہ امام ابہی تکبیر کہی اب اوسکی ساتہہ تکبیر کہی سو یہہ شخص
مسبوقا بثلث تكبيرات فاذا سلم الامام يقضيهن متوالية بلا دعاء قبل ان ترفع الجنازة اذ لو رفعت قبل
تین تکبیروں کا مسبوق ہوگا پہر جب امام سلام پہیری تو تکبیرین پی درپی بغیر دعا کی جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی قضا کر لی اسوسطی کہ اگر جنازہ تکبیرین پوری ہونی سی پہلی
اتمامهن تبطل صلاته وان جاء بعد ما كبر الامام الرابعة فقد فاته صلوة الجنازة بخلاف من كان حاضرا
اوٹہالین گی تو اوسکی نماز باطل ہو جاوی گی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام چوتہی تکبیر کہہ چکا تو اوسکی لئی جنازہ کی نماز فوت ہوئی برخلاف اوسکی جو حاضر صف مین
قائما بالصف ولم يكبر مع الامام لغفلته او لكونه مشغولا بالنية فانه يكبر ولا ينتظر تكبير الامام لانه
کہڑا ہو پر امام کی ساتہہ بسبب غفلت کی یا نیت کی مشغلہ سی تکبیر نہ کہنی پایا سو یہہ شخص تکبیر کہی امام کی تکبیر کہنی کا منتظر نرہی کیونکہ یہہ شخص
بمنزلة المدرك لتلك التكبيرة اذ لا يمكنه ان يكبر معه الا بحرج وان لم يكبر الاولى حتى يكبر الامام الثانية
گویا اس تکبیر کا مدرک ہی اسواسطی کہ یہہ امام کی ساتہہ بدون حرج کی تکبیر نہین کہہ سکتا اور اگر اسنی تکبیر اولی نہ کہی اتنی کہ امام نی دوسری تکبیر کہدی

يكبر مع الامام ولا يكبر للاولى حتى يسلم الامام لانه لو كبر للاولى يكون قضاء والمسبوق لا يشتغل بقضاء ما قد سبق

ثواب امام کی شامل تکبیر کہی اور تکبیر اولی نہ کہی جبتک کہ امام سلام پہیری اسلئی کہ اگر اب تکبیر اولی کہیگا تو قضا ہووی کی اور مسبوق کو گذشتہ کی قضا مین امام کی فراغت سی

قبل فراغ الامام وان لم يكبر حتى يكبر الامام اربعا يكبر هو للافتتاح قبل ان يسلم الامام واذا سلم الامام يكبر ثلاثا

پہلی نہ لگنا چاہیی اور اگر تکبیر اولی نہ کہی اتنی کہ امام نی چارون پوری کردین تو اب یہہ شخص امام کی سلام سی پہلی تکبیر افتتاح کہی اور جب امام سلام پہیری تو تینون تکبیرین

متتابعا بلادعاء قبل ان ترفع الجنازة وان كبر مع الامام التكبيرة الاولى ولم يكبر الثانية والثالثة يكبرهما ثم يكبر

پی در پی بدون دعا کی جنازہ کی اوٹہنی سی پہلی کہوی اور اگر امام کی ساتہہ تکبیر اولی تو کہی دوسری اور تیسری تکبیر نہ کہی تو پہلی یہہ دونو تکبیرین کہی پہر امام کی ساتہہ

مع الامام الرابعة وقال ابو يوسف من جاء بعد ما كبر الامام تكبيرة الافتتاح يكبر كما جاء ولا ينتظر التكبيرة الثانية

چوتہی تکبیر کہی اور امام ابو یوسف کہتی ہین جو شخص ایسی وقت آیا کہ امام تکبیر اولی کہہ چکا تو آتی ہی تکبیر کہہ کر شامل ہوجاوی دوسری تکبیر کا منتظر نرہی

قال ابراهيم الحلبي في شرح المنية وبقوله ناخذ وان جاء بعد ما كبر الامام الرابعة يكبر للافتتاح قبل ان يسلم

ابراہیم حلبی منیہ کی شرح مین کہتا ہی اور ہمنی انکاہی قول لیا ہی اور اگر ایسی وقت آیا کہ امام چوتہی تکبیر کہہ چکا تو امام کی سلام سی پہلی تکبیر افتتاح کہی،

الامام واذا سلم يقضي ثلث تكبيرات عنده قال ابرهيم الحلبي وعليه الفتوى ومن دفن قبل ان يصلى عليه يصلى

اور جب امام سلام پہیری تو تینون تکبیرین قضا کری امام ابو یوسف کی نزدیک ابراہیم حلبی کہتا ہی اور اسیہی پر فتوی ہی اور جو مردہ نماز جنازہ سی پہلی دفن ہوگیا ہو تو اوسکی

على قبره ما لم يتفسخ اقامة للواجب بقدر الامكان والمعتبر في معرفة عدم تفسخه اكبر الرأي على الصحيح لانه

قبر پر نماز پڑہین جبتک یکسا نہو تا بقدر امکان واجب ادا ہوجاوی اور یکسنی اور نہ یکسنی کی باب مین صحیح مذہب پر غالب رای معتبر ہی اسلئی کہ یہہ حالت

يختلف باختلاف الازمان من الحر والبرد وباختلاف حال الميت من السمن والهزال واولى الناس بالامامة في الصلوة

باعتبار اختلاف زمانہ گرمی اور جاڑی کی اور باعتبار اختلاف حال مردہ کی موٹاپی اور دُبلی پن مین یکسان نہین ہوتی اور نماز جنازہ کی امامت کی

عليه السلطان ان حضر ثم القاضي ثم امام الحي ثم الولي على ترتيب العصبات في الارث فان سبب العصوبة فيه

سلطان ہی اگر بروقت موجود ہو پہر قاضی پہر امام قوم کا پہر ولی ترتیب عصبات وراثت کی اعتبار سی بیشک سبب عصوبت کا ارث مین

اولا البنوة ثم الابوة ثم الاخوة ثم العمومة واذا انتهى الحق اليه يجوز له ان ياذن لغيره ان يصلي عليه وليس لغيره

اول بنوت ہی پہر ابوت پہر اخوت پہر عمومت اور جب امامت کسیکا حق ٹہر چکی تو اوسکو اختیار ہی کہ امامت کی لئی اور کسیکو اجازت دیدی اور اور کسیکو

ان يصلي بغير اذنه وان صلى غيره بغير اذنه فله ان يعيد ان شاء وبعد ما صلى عليه هو او من كان مقدما عليه من

یہہ اختیار نہین ہی کہ اوسکی بی اجازت نماز پڑہاوی اور اگر غیر شخص نی بی اجازت نماز پڑہادی تو ولی کو اختیار ہی اگر چاہی تو آپ پہر پڑہ لی اور اگر ولی یا جو ولی سی

السلطان او غيره لا يصلي عليه غيره اذ بصلوة من هو اولى بتادى حق الميت ويسقط فرض صلوة الجنازة فلو صلى عليه غيره

سلطان وغیرہ نماز پڑہ چکا ہو تو اب کسیکو اختیار اعادہ کا باقی نہین ہی اسواسطی کہ بسبب نماز پڑہنی ایسی کی جو واسطی ادا حق میت کی اولی ہی فرضیت نماز جنازہ کی ادا ہو چکی اب جو

بعده يكون نفلا والتنفل بها غير مشروع ولهذا من صلى عليه مرة قبل اذن الولي لا يصلي عليه مرة اخرى مع الولي ولو

بعد اسکی اور کوئی نماز پڑہیگا تو نفل ہو گی اور نفل نماز جنازہ کی شرع سی ثابت نہین ہی اور اسیہی لئی جو شخص ایک بار بدون اجازت ولی کی نماز جنازہ پڑہ چکا ہو تو دوسری دفعہ ولی کی

اوصى بان يصلي عليه فلان فالوصية باطلة وليس له ان يصلي عليه الا برضى وليه وان لم يكن له ولي فالجيران اولى

اور اگر مردہ نی وصیت کی ہو کہ میری نماز جنازہ فلانا شخص پڑہاوی تو یہہ وصیت باطل ہی اوس فلانی کو بدون رضامندی ولی کی اختیار نہین ہی اور اگر میت کا کوئی ولی نہین ہی تو ہمسایہ اولی ہیں

ويقوم الامام بحذاء صدر الميت ذكرا كان الميت او انثى لان الصدر اشرف الاعضاء في البدن لكونه معدن القلب الذي

اور امام میت کی سینہ کی مقابل کہڑا ہو مردہ مرد ہو یا عورت ہو اسلئی کہ سینہ بدن مین سب اعضا سی اشرف ہی اسواسطی کہ سینہ مین دل ہی

فيه نور الايمان فيكون القيام بازائه اشارة الى ان الشفاعة له انما يكون لاجل ايمانه ليعفو ربه عن عصيانه

جسمین ایمان کا نور ہوتا ہی اب اوسکی مقابل کہڑی ہونی مین یہہ اشارہ ہی کہ شفاعت اس مردہ کی اس ایمان کی واسطی ہی تا کہ اوسکی خطاؤن سی پروردگار درگذر کری

ولو وضعوا راس الميت مما يلي يسار الامام يجوز لكن لو تعمدوه يكونون مسيئين ويستحب ان يصفوا ثلثة صفوف

اور اگر قوم نے میت کا سر امام کی بائین ہاتھ کی متصل کر دیا تو جائز ہے پر اگر ایسا قصدا ایسا کیا تو سب خطاوار ہین اور مستحب ہی کہ تین صفین بنا دین

حتى لو كانوا سبعة يتقدم احدهم للامامة ويقف ثلثة وراءه واثنان وراءهم وواحد وراءهما وافضل

یہانتک کہ اگر ہمراہی لوگ سات ہون تو ایک شخص امامت کیلئے آگی بڑہی اور تین آدمی وسکی پیچھے کہڑے ہون اور دو انکی پیچھے اور ایک ان دو کی پیچھے اور

الصفوف في صلوة الجنازة اخرها وفي سائر الصلوات اولها ولو جهز الميت صبيحة يوم الجمعة يكره تاخيره الى

نماز جنازہ کی تمام صفون مین افضل پچہلی صف ہوتی ہی اور اور تمام نمازون مین اول صف افضل ہی اور اگر جنازہ جمعہ کی دن صبح کی وقت تیار ہو گیا تو پہر جمعہ کی وقت تک تاخیر کرنی

وقت الجمعة ليصلي عليه جمع عظيم بعد الجمعة ولا يجوز الصلوة عليه عند طلوع الشمس وعند استوائها

تاکہ اوسپر جمعہ کی بعد انبوہ کثیر نماز پڑہی مکروہ ہے اور نماز جنازہ طلوع آفتاب کے وقت اور زوال کے وقت

وعند غروبها ان حضر قبل هذه الاوقات وان حضر فيها يجوز من غير كراهة لانها ادى كما وجبت لان

اور غروب کی وقت جائز نہین ہی اگر جنازہ اون اوقات سی پہلی موجود ہو چکا ہو اور اگر ان ہی اوقات مین آیا ہو تو بلا کراہت جائز ہی اسلئی کہ جیسی واجب ہوئی ویسی ادا ہوئی اسواسطے

الوجوب بالحضور وهو افضل والتاخير مكروه لقوله عليه السلام لا تؤخرن وذكر منها الجنازة ولو حضر بعد

کہ جنازہ کی موجود ہونی سی نماز واجب ہوتی ہی یہہ افضل ہی اور تاخیر مکروہ ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی دیر کر نکرنا اور اوسمین جنازہ کو ذکر فرمایا اور اگر جنازہ بعد

غروب الشمس يبدأ بالمغرب ثم يصلوة الجنازة ثم بسنة المغرب وقيل يقدم سنة المغرب ايضا ويكره الصلوة على

غروب آفتاب کی موجود ہو تو پہلی مغرب کے فرض پڑہین پہر جنازہ کی نماز پڑہین پہر مغرب کی سنتین پڑہین اور کوئی کہتا ہی مغرب کی سنتین بہی پہلی پڑہین اور جنازہ کی نماز مسجد مین

الجنازة في المسجد ان كانت الجنازة فيه وان كانت الجنازة والامام وبعض القوم خارج المسجد والباقي فيه

مکروہ ہے اگر جنازہ مسجد کے اندر ہو اور اگر جنازہ اور امام اور کچہہ لوگ مسجد سے باہر ہون اور باقی مسجد مین ہون

لا يكره ولو كان الامام على غير طهارة والقوم على طهارة تعاد الصلوة لعدم صحتها واما لو كان الامام على طهارة

تو مکروہ نہین ہے اور اگر امام بے وضو ہو اور تمام قوم باوضو ہو تو نماز دوبارہ پہر پڑہین اسلئی کہ وہ نماز صحیح نہین ہوئی اور اگر امام باوضو ہو

والقوم على غير طهارة فلا تعاد لان صلوة الامام صحيحة وبها يتم حق الميت ويسقط فرض صلوة الجنازة لعدم

اور قوم تمام بی وضو ہون تو اعادہ نہین ہے اسلئی کہ امام کی نماز صحیح ہو گئی ہی اور اسمین میت کا حق ادا ہو گیا اور فرضیت نماز جنازہ کی ذمہ سی ساقط ہو گئی

كون الجماعة شرطا فيها وان لم يوجد من يصلي عليه من الرجال وصلت عليه النساء وحدهن جماعة يجوز

کیونکہ اس نماز مین جماعت شرط نہین ہی اور اگر مردون مین سی کوئی نماز پڑہنے والا میسر نہوا اور نری عورتون نی جماعت کر کے ادا کر لی تو جائز ہے

وان امت المرأة الرجال فيها لا تعاد لان صلوة الرجال وان كانت فاسدة لكن صلوتها صحيحة وبها يتم حق الميت

اور اگر عورت نی نماز جنازہ مین مردون کی امامت کی تو اعادہ نہین ہے اسواسطی کہ مردون کی نماز اگرچہ فاسد ہوئی پر اوس عورت کی نماز تو صحیح ہوئی اور اسی سے میت کا حق پورا ہو گیا

ويتادى فرض صلوة الجنازة فلا تعاد لان تكرارها غير مشروع عندنا ومن ولد فظهر منه عند ولادته

اور نماز جنازہ کی فرضیت ادا ہو گئے پہر اعادہ نہو گا اسلئی کہ اسکا مکرر پڑہنا ہمارے نزدیک جائز نہین ہے اور جو بچہ پیدا ہوا اور پیدا ہوتے ہوئے

ما يدل على حيوته من رفع صوت او تحريك عضو سمي ويغسل ويصلى عليه وان لم يظهر منه عند ولادته

کوئی نشان زندگی کا معلوم ہوئے جیسے رونے کی آواز یا کسی عضو کا ہلانا تو اوسکا نام مقرر کرینگے اور نہلا دینگے اور نماز جنازہ پڑہینگے اور اگر پیدا ہوتے ہوئے

ما يدل على حيوته لا يصلى عليه واختلف في تسميته وغسله والمختار انه يسمى ويغسل ويلف في خرقة

کوئی نشان زندگی کا ظاہر نہوا تو اوسپر نماز جنازہ نہ پڑہین اور اوسکی نام معین کرنے اور نہلانے مین اختلاف ہے اور مختار یہہ ہی کہ نام رکہین اور نہلا دین اور کپڑے مین لپیٹ کر

ويدفن تكريما لبني آدم ولو سبي صبي ومات ان لم يسب معه احد ابويه يصلى عليه لكونه تبعا للسابي

واسطی تعظیم بنی آدم کی دفن کر دین اور اگر لوٹ مین بچہ پکڑا آوے اور مر جاوے تو اگر اوسکی ساتہہ اوسکا ماباپ کوئی نہ پکڑا آیا ہو تو اوسپر نماز پڑہین کیونکہ اب وہ گرفتار کرنے والے کا

والدار وان سبی مع احد ابویہ لا یصلی علیہ لکونہ کافرا تبعا لمن سبی معہ من احد ابویہ الا ان یقر ھو بالاسلام وھو

یا ملک کا تابع ہے، اور اگر وہ کسی ماں یا باپ کے ساتھ گرفتار ہوا ہی تو نماز نہ پڑہیں کیونکہ وہ ماں باپ میں سی جسکی ساتھ گرفتار ہوا ہے اوسکی تبعیت میں کافر ہے ہاں اگر وہ بچہ اسلام کا اقرار کرتا ہو اور وہ

یعقل صفتہ المذکورۃ فی قولہ علیہ الصلوۃ والسلام لجبریل علیہ السلام حین سالہ عن الایمان ان تؤمن باللہ وملئکتہ وکتبہ و

اسلام کی صفت جو اس حدیث میں مذکور ہی جانتا ہو کہ نبی علیہ السلام نی جبریل علیہ السلام سی جب اونہنے نبی علیہ السلام سی صفت ایمان کی پوچھی تو فرمایا کہ یقین کر تو اللہ اور اوسکی

رسلہ والیوم الاخر وبالقدر خیرہ وشرہ او یسلم من سبی معہ من احد ابویہ فحینئذ یصلی علیہ اذ قد جاء فیہ الخبر ان الولد

رسولونکا اور قیامت کی دن کا اور نیک و بد کی اندازہ کرنیکا یا اوسکا ماں یا باپ جسکی ساتھہ وہ گرفتار ہوا ہی مسلمان ہوجاوے تو اب وسپر نماز پڑہیں اسلئی کہ اس باب میں حدیث ہی کہ بچہ

یتبع خیر الابوین دینا وان مات فی دار الاسلام بعد موت ابیہ فیہا لا یصلی علیہ لتقرب التبعیۃ بموت ابیہ ومن مات فی السفینۃ

ماں باپ میں سی باعتبار دین کے اچھی کا تابع ہوتا ہی اور اگر وہ بچہ دار الاسلام میں بعد مرنے اپنی باپ کے دار الاسلام میں مرجاوے تو اوسپر نماز نہ پڑہیں کیونکہ باپ کی موت سے اوسکی تبعیت قریب ہے اور جو شخص جہاز میں مرجاوے

ولم یکن فی قربہا ارض یغسل ویکفن ویصلی علیہ ویلقی فی البحر ومن قتل فی حد او قصاص یغسل ویصلی علیہ لما روی ان ماعزا

اور کہیں قریب جوار میں زمین نہ ملی تو غسل دیکر اور کفنا کر اور نماز پڑہ کر دریا میں ڈالدیں اور جو شخص حد یا قصاص میں مارا جاوے تو اوسکو نہلا دیں اور وسپر نماز پڑہیں کیونکہ روایت ہی کہ ماعز کو

لما رجم جاء عمہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ قتل ماعز کما یقتل الکلاب فماذا تامرنی اصنع بہ فقال النبی علیہ الصلوۃ

جب رجم کیا تو اوسکے چچا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر پوچہا کہا یا رسول اللہ ماعز کتی کی موت مارا گیا اب جو حکم ہو سو کروں پس نبی علیہ الصلوۃ

والسلام لا تقل ھذا لانہ تاب توبۃ لو قسمت علی اھل الارض لوسعتہم اذھب فاغسلہ وکفنہ وصل علیہ ومن یقتل من

والسلام نے فرمایا یہہ مت کہہ کیونکہ اوسنے تو ایسی توبہ کی ہی اگر تمام روی زمین کی باشندوں پر تقسیم ہوتی تو سبکو کافی ہو جا اوسکو نہلا اور کفن دی اور نماز پڑہ اور جو شخص

البغاۃ وقطاع الطریق لا یغسل ولا یصلی علیہ لما روی ان علیا رضی اللہ عنہ لم یغسل البغاۃ ولم یصل علیہم فقیل لہ اھم

باغیوں میں سی یا رہزنوں میں سی مارا جاوی تو نہ غسل دیں اور نہ اوسپر نماز پڑہیں کیونکہ روایت ہی کہ علی رضی اللہ عنہ نی نہ باغیوں کو غسل دیا اور نہ نماز پڑہی پہر کسینی اونسی پوچہا کیا

کفار فقال لا بل ھم بغوا علینا اشار الی انہ انما ترک غسلہم والصلوۃ علیہم لبغیہم لیکون عقوبۃ لہم وزجرا لغیرھم فیا ھذا

یہہ لوگ کافر ہیں جواب دیا نہیں بلکہ یہہ ہمسی باغی ہیں یہہ اشارہ ہی کہ انکا غسل اور نماز بغاوت کے لئے ترک ہوئی ہی تاکہ انکو سزا ہو اور اوروں کو خوف ہو تو یہی کہتا ہے

فی حق من یقتل فی حال المحاربۃ قبل ان تضع الحرب اوزارھا الا من یقتل بعد ثبوت ید الامام علیہ فانہ یغسل ویصلی علیہ قال

یہہ سزا اوس باغی کی حق میں ہی جو عین جنگ میں لڑائی موقوف ہونیسے پہلی مارا جاوے اوسکی سزا نہیں ہی جو بعد قابض ہونی امام کے مارا جاوی ایسی کو غسل بہی دیں ور نماز بہی پڑہیں بہی

الزیلعی ھذا التفصیل حسن اخذ بہ الکبار من المشائخ ومشائخنا جعلوا حکم المقتولین بالعصبیۃ حکم اھل البغی وکذلک حکم

کہتا ہی یہہ فرق خوب ہی اسکو بڑی بڑی مشایخ نی اختیار کیا ہے اور ہماری مشایخ نی معصیت کے مقتولوں کو ف باغیوں میں داخل کیا ہی و ایسی ہے جو شخص

الواقفین الناظرین الیہم اذا اصابہم حجر او سہم وماتوا فی تلک الحالۃ لا یصلی علیہم وان ماتوا بعد تفرقہم یصلی علیہم ومن یقتل

کہڑی رہکر باغیوں کا تماشا دیکہی اگر اوسکی پتہر یا تیر جا لگی ور اسی حالت میں مرجاوے تو اسپر بہی نماز نہ پڑہیں اور اگر بعد چلی جانیکے مری تو اوسپر نماز پڑہیں اور جو شخص

نفسہ عمدا یصلی علیہ عند ابی حنیفۃ ومحمد وھو الاصح لانہ وان کان باغیا علی نفسہ الا انہ لم یسع فی الارض بالفساد

تہیں عمدا آپ قتل کری طرفین کی نزدیک اوسپر نماز پڑہیں اور یہہ ہی اصح ہی اسواسطی کہ اگرچہ یہہ شخص اپنی جان پر باغی ہے پر اسنے ملک میں کچہہ فساد نہیں پہیلایا

بل ھو فاسق کسائر فساق المسلمین ومن یقتلہ السبع او یحترق بالنار او یتردی من الجبل او یموت تحت ھدم یغسل ویصلی علیہ

بلکہ فاسق ہی جیسی اور مسلمان فاسق ہوتی ہیں اور جسکو درندہ پہاڑ ڈالی یا آگ میں جل جاوی یا پہاڑ پر سے گر کر مرجاوے یا مکان کی دب کر مرجاوے تو اوسکو نہلا دیں اور نماز پڑہیں

ومن یقتلہ اھل الحرب او اھل البغی او قطاع الطریق ولم یکن جنبا الا انہ لم یکن بدنہ بہ اثر لم یغسل ویصلی علیہ ویدفن بدمہ وثیابہ

اور جسکو حربی یا کافر یا باغی یا رہزن مار ڈالیں اور وہ جنب نہو تو اوسکو غسل نہ دیں اسلئی کہ وہ شہید ہی بلکہ اوسکی نماز پڑہکر خون آلودہ ہی دفن کیجائے اور کپڑوں سمیت

الا انہ ینزع عنہ الفرو والحشو والخف والقلنسوۃ فان کان ما علیہ من الثیاب اقل من کفن السنۃ یزاد علیہ

مگر پوستین اور روئی دار کپڑا اور موزہ اور ٹوپی اوسکی بدن سے اتار لیں اور اگر اوسکے بدن کی کپڑی مقدار کفن مسنون سے کمتر ہوں تو زیادہ کر دیں

وان کان زائدا ینقص منه مراعاة للسنة ولا یصلی علی عضو الا اذا کان فی حکم الکل بان یوجد اکثر المیت او
اور اگر بڑہتی ہون تو واسطی رعایت سنت کی کم کردین اور مقتول کی عضو پر نماز نہین ہی مگر جب ہی کہ وہ عضو کل کی حکم مین ہو اسطور کہ آدہی سی زیادہ ہو یا
نصفه مع راسه بخلاف ما لو وجد راسه او نصفه مشقوقا بالطول فانه لا یغسل ولا یصلی علیه والمصلوب
سر سمیت آدہا ہو برخلاف اوس مقتول کی جسکا فقط سر ہی ملا نہ آدہی یا آدہا طول کی جانب سی چرا ہوا ہو ایسیکی لئی نہ غسل ہی اور نہ نماز اور سولی دیا ہوا
یترک علی خشبته ثلثة ایام عقوبة له وزجرا لغیره ثم لما تم له ثلثة ایام یخلی بینه وبین اهله لیدفنوه ولو
تین دن تک سولی پر لٹکا رہی اوسکی یہی سزا ہی اور اورون کی لئی خوف پہر جب تین دن پوری ہو جاوین تو اوسکی وارثون کو اجازت دین تا کہ اوسکو دفن کرین اور اگر
مات کافر ولم یکن له ولی من الکفار وله قریب مسلم یغسله القریب المسلم ویدفنه لما روی ان علیا لما مات ابوه
کوئی کافر مر جاوی اور اوسکا کوئی کافر وارث نہو اور اوسکا سگا مسلمان ہو تو وہی مسلمان اوسکو غسل دی کر داب دی کیونکہ روایت ہی کہ علی جب اونکا باپ مر گیا
جاء الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله ان عمك الضال قد مات فقال له النبی صلی الله علیه وسلم
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آئی عرض کیا یا رسول اللہ آپکا چچا گمراہ مر گیا آپ نی فرمایا
اذهب فاغسله وکفنه وواره لکن لا یغسل کغسل المسلم بل یصب علیه الماء ویغسل غسل الثوب النجس من
جاؤ اوسکو نہلا اور کفنا کر داب دی پر اوسکو مسلمانون کی طرح نہ نہلاوین بلکہ اوسپر پانی بہاوین جیسی گندہ کپڑی کو دہوتی ہین
غیر وضوء ولا بدایة من التیامن ویلف فی خرقة من غیر مراعاة سنة الکفن ویحفر حفرة من غیر لحد ویلقی فیها
نہ تو وضو کرائین اور نہ دہنی طرف سی شروع کرین پہر کپڑی مین لپیٹین کفن مین کچہہ رعایت سنت کی نہ کرین اور گڑہا بدون لحد کی کہود کر ڈالین
ولا یوضع ویجوز دفعه الی اهل دینه وان کان له ولی من الکفار لا ینبغی للمسلم ان یتولی امره بل یخلی بینه وبینهم
اور مردہ کی طرح نہ اوتارین اور جائز ہی کہ اوسکا لاشہ اوسکی ملت والون کو حوالہ کردین اور اگر کفار مین سی کوئی اوسکا وارث ہو تو اب مسلمان کو نہین چاہیی کہ اوسکی کاروبار کا ذمہ دار ہو
لیصنعوا به ما یصنعون بموتاهم هذا اذا لم یکن کفره بالارتداد واما اذا کان کفره بالارتداد فلا یدفع الی اهل
جسطور اپنی مردون کو کرتی ہون سو اوسکو کرین یہہ جب ہی کہ اوسکا کفر ارتداد کا نہو اور اگر وہ مرتد ہو کر کافر ہوا ہی تو اوسکی ملت والون کو جنکی دین مین
الدین الذی انتقل الیه بل یلقی فی حفرة کالکلب بلا غسل ولا کفن یسر الله تعالی النجاة من زوال الایمان بلطفه وکرمه
ملگیا ہی نہ دیوین بلکہ کتی کی مثال بی غسل اور بی کفن گہڑی مین ڈالدین الٰہی ہمکو زوال ایمان سی بچنا اپنی لطف و کرم سی آسان کر

المجلس السادس والخمسون فی بیان قوله علیه السلام من کان اخر کلامه

مجلس چھپن اس حدیث کی بیان مین جسکی آخر کلام

لا اله الا الله دخل الجنة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کان اخر کلامه لا اله الا الله
لا اله الا اللہ ہی وہ جنتی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسکا پچھلا بول لا اله الا اللہ ہو

دخل الجنة هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه معاذ بن جبل ومعناه ان کل من کان اخر کلامه عند الموت
وہ جنتی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی معاذ بن جبل کی روایت سی اور معنی یہہ ہین کہ جسکا آخر کلام مرتی وقت کلمہ توحید ہو
کلمة التوحید یدخل الجنة اما قبل ان یعذب بعفو ذنوبه او بعد ان یعذب بقدر ذنوبه فعلی هذا کل من
وہ جنت میں داخل ہوگا یا تو بی عذاب اگر خطائین معاف ہوئین یا گناہون کی برابر عذاب بہگت کر اس بیان کی موافق
یئس من حیاته ینبغی له ان یکثر الاستغفار ویتوب عن ذنوبه ویستحضر فی ذهنه ان هذا اخر اوقاته
جسکو توقع زیست کی نرہی تو اوسکو چاہیی کہ استغفار بہت کیا کری اور اپنی گناہون سی توبہ کری اور اپنی دل مین یہی خیال رکہی کہ دنیا مین سی میرا یہہ ہی وقت آخر ہی
من الدنیا ویجتهد ان یختمها بخیر ویسارع فی قضاء دینه لئلا یبقی فی قبره مرتهنا بدینه کما اخبر به النبی علیه الصلوة والسلام
اور یہہ ہمت کری کہ اوسوقت کو خیر پر تمام کری اور جلدی سی اپنا قرض اوتار دی تا کہ قبر کی اندر قرض مین الجہا نہ پڑا رہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی

وقال

وقال نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يرضى عنه ويبادر في اداء سائر الحقوق الى اهلها من رد المظالم والودايع والعواري
فرمایا مؤمن کی جان قرض میں الجھی رہتی ہی جبتک قرض خواہ راضی ہووی اورجلدی سی تمام حقداروں کی حق اداکردی ناحق لیا ہوا پھیردی اور امانتیں اور مانگی ہوئی چیزیں
واستحلال اهله من زوجته ووالديه واولاده وغلمانه وجيرانه واصدقائه وكل من كان معه معاملة او صحبة
اور اپنی اہل سی یعنی اپنی بیوی • اور ماںباپ اور اولاد اور غلاموں اور ہمسایوں اوردوستوں سی اور جسکی ساتھ کچھ معاملہ ہوتا ہو یا ہمنشینی ہو حق معاف کرالی
ويوصي بما لا يتمكن من ادائه في الحال حتى لو كان عليه حق من حقوق الله تعالى كالصلوة والزكوة والصوم والحج
اور جو حق کہ بالفعل ادا نہیں ہوسکتا اوسکی وصیت کردی یہانتک کہ اگر اوسکی ذمہ حقوق اللہ ہوں جیسی نماز اور زکوۃ اور روزی اور حج وغیرہ
وغيرها يجب عليه ان يوصي لهذه الحقوق بثلث ماله ان احتيج اليه وان لم يكن عليه حق من هذه الحقوق لا
تو اسپر واجب ہی کہ واسطی ادا ان حقوق کی تہائی مال میں سی وصیت کردی اگر مال کی حاجت ہووی اور اگر اوسکی ذمہ ایسی حقوق نہیں ہیں تو اوسپر اور کوئی
يجب عليه الوصية بل ينبغي له ان ينظر الى حال الورثة فانهم ان كانوا صغارا فالافضل له ترك الوصية وكذلك
کوئی وصیت واجب نہیں ہی بلکہ اوسکو یہہ چاہئی کہ ورثہ کی حال کو لحاظ کری کیونکہ اگر ورثہ بچی ہیں تو افضل یہہ ہی کہ وصیت نکری اور ایسی ہی
لو كانوا كبارا وهم فقراء ولا يستغنون بحصتهم من التركة كان ترك الوصية افضل له وان كانوا اغنياء او يستغنون
اگر بالغ ہوں لیکن ایسی محتاج کہ ترکہ میں سی اپنا اپنا حصہ لیکر بھی غنی نہو دیں تو بھی وصیت نکرنی افضل ہی اور اگر غنی ہوں یا ترکہ میں سی
بحصتهم من التركة فالافضل له ان يوصي باقل من الثلث فيما هو طاعة لا معصية فيه فيبدأ بمن ليس بوارث من اهل قرابته
اپنا اپنا حصہ لیکر غنی ہوجاویں تو اب افضل یہہ ہی کہ تہائی مال سی کم کی ایسی وصیت کری جو طاعت ہو اوسمیں کوئی معصیت نہو پھر اپنی قرابتیوں میں سی ایسی کی شروع کری
ان كانوا فقراء وان لم يكونوا فقراء بل كانوا اغنياء فبالجيران وقدر الاستغناء عند ابي حنيفة على ما ذكر في قضايا الخلاصة والبزازية ان يبقى
اگر وہ محتاج ہوں اور اگر وہ محتاج نہوں بلکہ غنی ہوں تو ہمسایوں سی شروع کری اور مقدار استغنا کی امام ابو حنیفہ کی نزدیک موافق اوسکی جو خلاصہ اور بزازیہ کی وصایا میں مذکور ہی
لكل وارث بعد الوصية اربعة الاف وعن الفضلي عشرة الاف وبعد الوصية ينبغي له ان يحسن
کہ وصیت ادا کرکر چار ہزار ہر یک وارث کی لئی بچ رہیں اور فضلی سی یہہ روایت ہی کہ دس ہزار بچتی رہیں اور وصیت کرنی کی بعد چاہئی کہ اپنا گمان
ظنه بالله تعالى بانه يرحمه ويغفر ذنوبه ويستحضر في ذهنه انه حقير في مخلوقاته تعالى
جناب الٰہی میں درست کری کہ مجھہ پر اللہ رحمت ہی کریگا اور میری گناہ معاف ہی کریگا اور اپنی دلمیں یہہ خیال کری کہ اوسکی مخلوقات میں سب سی کمینہ ہوں
وانه تعالى غني عن عذابه وطاعته وينبغي له ان يكون مشغولا بقراءة ايات من القران العظيم في الرجاء
اور اللہ تعالی کو میری عذاب اور طاعت کی کچھہ پرواہ نہیں ہی اور چاہئی کہ قرآن شریف کی وہ آیات جنمیں رجا اور امیدواری ہی پڑھی
او يقرأها غيره عنده وهو يسمع وكذلك يستقرئ احاديث الرجاء او يقرأ غيرها عنده و
یا اسکی پاس اور لوگ پڑھیں یہہ سنتا رہی اور ایسی ہی رجا کی حدیثیں پڑھی یا اور لوگ اسکی پاس پڑہیں اور
هو يسمع وحكايات الصالحين واثارهم عند الموت وينبغي له ان يحافظ على الصلوات الخمس و
یہہ سنتا رہی اور صلحا کی قصّی اور اونکی مرتی دم کی حالات سنی اور اوسکو چاہئی کہ پنجگانہ نماز کی اور
غيرها من وظائف الدين بقدر طاقته فانه اذا عجز عن القيام في الصلوة يصلي
سوائی اوسکی اور وظائف دین کی طاقت کی موافق محافظت کئی جاوی بیشک اگر وہ نماز میں قیام سی تنگ رہی
قاعدا بركوع وسجود وان لم يقدر على الركوع والسجود يصلي بالايماء قاعدا ويجعل سجوده
تو بیٹھہ کر رکوع اور سجود کی ساتھہ پڑھی اور اگر رکوع اور سجود کی قدرت نہو تو بیٹھہ کر اشارہ سی پڑھی اب سجدہ کو بہ نسبت رکوع کی
اخفض من ركوعه ليحصل الفرق بينهما وان لم يقدر على القعود يصلي بالايماء
پست کری تاکہ دونوں میں فرق رہی اور اگر بیٹھنی کی قدرت نہو تو کروٹ پر پڑا ہوا اشارہ سی پڑھی

مضطجعا او مستلقیا لان الطاعة بحسب الطاقة لقوله تعالی لا یکلف الله نفسا الا وسعها ویجتنب النجاسات ما استطاع
یا چت لیٹکر اسلئی کہ طاعت بقدر طاقت ہوتی ہی اس آیت سی تکلیف نہین دیتا الله کسی کو مگر جو اوسکی گنجایش ہے اور گندگی سی جہانتک ہوسکی بچی
حتی اذا عجز عن استعمال الماء یصلی بالتیمم واذا کان علی بدنه او ثوبه او موضع صلوته نجاسة وعجز عن ازالتها یصلی معها
یہانتک کہ اگر پانی استعمال نکرسکے تو تیمم سی نماز پڑہی اور اگر اوسکی بدن پر یا کپڑی پر یا نماز کی جگہہ پر گندگے ہو اور پاک نکرسکے تو ویسی ہی نماز پڑہ لے
ولا یترك الصلوة ولا یؤخرها عن وقتها ما دام عقله ثابتا خوفا من حضور اجل بغتة وقد حصل منه التقصیر فی اتیان
نہ تو نماز کو بالکل قضا کری اور نہ وقت سی تاخیر کری جبتک کہ اوسکی عقل قایم ہو کیونکہ یہہ خوف ہی کہ ناگاہ موت ایسی وقت نہ آجاوی کہ بقدر طاقت
ما وجب علیه بقدر استطاعته ولیحذر من التساهل فی ذلك اذ من اقبح القبائح ان یکون اخر عهده من الدنیا التی
واجبات کی ادا کرنی سی قاصر ہو اور اسوقت مین سستی سی حذر کری کیونکہ یہہ بڑی قباحت ہی کہ دنیا مین جو
هی مزرعة الاخرة التفریط فیما وجب علیه او ندب الیه ولیجتهد فی ختم عمره باکمل الحالات ویوصی اهله واصحابه
آخرت کا کہیت ہی اسکی اخری وقت مین واجبات یا مستحبات کی ادا کی کوتاہی پائی جاوی اور چاہیئے کہ اپنی عمر کو اچھی سی اچھی حالت پر تمام کری اور اپنی اہل اور اصحاب کو
بالصبر والاحتمال علی ما یصدر منه فی مرضه ویوصیهم بالصبر وترك البكاء علیه ویقول لهم قد صح انه علیه الصلوة
اون حرکات پر جو اوس سی بیماری مین واقع ہوں صبر و تحمل کی وصیت کری اور وصیت کری کہ صبر کرنا رونا پیٹنا نہین اور اسطور پر بند کری کہ صحیح روایت ہی کہ نبی علیہ السلام
والسلام قال المیت یعذب ببكاء اهله علیه فایاكم یا احبائی والسعی فی اسباب عذابی ویوصیهم ایضا باجتناب
نی فرمایا ہی میت کو اوسکی اہل کی رونی سی عذاب ہوتا ہی سو یارو میری عذاب مین سعی کرنی سی بچیو اور یہہ وصیت کری کہ ماتم مین
ما جرت به العادة من البدع فی الجنائز ویؤكد علیهم ذلك وینبغی له ان یقول فی وقت بعد وقت متی رایتم منی تقصیرا
جو جو بدعات رسم ہو رہی ہین ہرگز نکرنی چاہیین اور خوب تاکید کردی اور چاہیئے کہ دم بدم یہہ سمجہاتا رہی جب تمکو میری کوئی قصور
فی شیء فنبهونی علیه برفق فانی معرض للغفلة والكسل والاهمال واذا قصرت فنشطونی وعاونونی علی اهبة سفری
معلوم ہو تو مجہکو نرمی سی جتا دیا کرو کیونکہ مین اب غفلت اور کاہلی اور سستی مین مبتلا ہوں اور جب مجہسی کوئی قصور ہو تو مجکو بچاؤ اور اس سفر کی سامان پر مدد کرو
هذا فاذا حضر الموت یوجه نحو القبلة علی شقه الایمن قال الزیلعی والمختار فی زماننا ان یلقی علی قفاه وقدماه
پہر جب دم نکلنے لگے تو داہنے کروٹ پر اوسکا مونہہ قبلہ کی طرف پہیر دین زیلعی کہتا ہی مختار اس زمانہ مین یہہ ہی کہ چت لٹا کر اوسکے پانو
الی القبلة ویرفع راسه قلیلا لیكون وجهه الی القبلة دون السماء وانما اختیر ذلك وان كان الاول سنة لكونه
قبلہ کی طرف کر کر کچہہ تہوڑا سا اوسکا سر اوبہار دین تاکہ اوسکا مونہہ قبلہ کیطرف ہو جاوی آسمان کی طرف نرہی یہہ اسلئی مختار ٹہیرا ہے اگرچہ صورت اول مسنون ہی کہ
ایسر لخروج الروح ویلقن الشهادة لانه موضع یتعرض الشیطان فیه لافساد اعتقاده فیحتاج الی مذكر ومنبه علی
واسطی نزع روح کی آسان ہی اور کلمہ شہادت تلقین کرین کیونکہ اس وقت شیطان اوسکا اعتقاد خراب کرنیکو لپٹا رہتا ہے سو اب توحید یاد دلانی والی کے
التوحید وكیفیة التلقین ان یذكر عنده كلمة التوحید ولا یؤمر بها مخافة ان یتضجر ویردها لكون الحال صعبا
حاجت ہی اور تلقین کا طریقہ یہہ ہے کہ اوسکو سنا کر کلمۂ توحید پڑہین اوسکو نہ کہین کہ کلمہ پڑہ یہہ خوف ہی کہ دل تنگ ہو کر رد کردی کیونکہ اوسپر یہہ سختی کا
علیه واذا قالها مرة لا تعاد علیه الا ان یتكلم بكلام اخر فحینئذ یلقن مرة اخری حتی یكون اخر كلامه كلمة التوحید
وقت ہی اور جب وہ ایک بار ہی پڑہ لی تو پہر اوسپر اعادہ نکرین ہان اگر اوسکی بعد اور بات چیت ہو تو اب دوبارہ تلقین کرین تاکہ اوسکے آخر کلام کلمہ توحید ہو
واما التلقین بعد الموت فقد اختلفوا فیه فقیل یلقن لظاهر ما روی عن ابی سعید الخدری انه علیه الصلوة والسلام
اور بعد موت کی جو تلقین کرتی ہین اوسمین اختلاف ہی کوئی کہتا ہی تلقین کرنا چاہیی باعتبار ظاہر معنون روایت ابو سعید خدری کے کہ نبی علیہ السلام نے
قال لقنوا موتاكم لا اله الا الله وقیل لا یلقن لعدم الفائدة فیه بعد الموت لانه ان مات مؤمنا لا یحتاج الی التلقین
فرمایا اپنی موتا کو لا الہ الا الله تلقین کیا کرو اور کوئی کہتا ہی تلقین نکرین کیونکہ بعد موت کے اس مین کچہہ فائدہ نہین اسلئے کہ اگر وہ ایمان سی مرا تو اب تلقین کی کیا حاجت ہے

ان مات کافرا لایفید ہ التلقین وما ذکر من الحدیث فالجواب عنه ان المراد بالموتی هم الذین حضرهم الموت وقیل لا
اور اگر کافر مرا ہی تو اوسکو تلقین سی کیا فایدہ اور یہہ حدیث جو مذکور ہوئی تو اوسکا جواب یہہ ہی کہ موتا سی مراد وہ آدمی ہین جو نزع کی حالت مین ہین اور کوئی
یؤمر ولا ینهی عنه واذا مات یغمض عیناه ویشد لحیاه بعصابة عریضة من فوق راسه لان فیه تحسین اذ لو ترك علی
نا ہی نہ تو تلقین کرنیکو امر کرین اور نہ منع کرین اور جب مر چکے تو دونون آنکھین اوسکی بند کردین اور دونو جبڑی چوڑی پٹی سر سی باندھ دین کیونکہ اسمین خوبصورتی ہی اگر اوسکو
حاله یبقی فظیع المنظر ولا یؤمن من دخول الهوام فی جوفه والماء عند غسله ویلین اطرافه ویوضع علی بطنه حدید
اسی حال پر چھوڑ دین تو بہت موہنہ کھلا رہ جاوے پھر اس سے بچاؤ نہین کہ اوسکی پیٹ مین کیڑا وغیرہ اور نہلاتی ہوئی پانی بھر جاوے اور اوسکے ہاتہہ پانو کہینچکر سیدہے کردین اور پیٹ پر لوہا رکھدین
لئلا ینتفخ ویقول مغمضه بسم الله وعلی ملة رسول الله اللهم یسر علیه امره وسهل علیه ما بعده واسعده بلقائك واجعل
تاکہ پھول نجاوے اور آنکھین بند کرنیوالا یہہ پڑہے بسم اللہ وعلی ملة رسول اللہ ... الٰہی اسپر اسکا حال آسان اور سہل کر اسکا مابعد سہل کر اور اسکو اپنی دیدار سی خوش کردے اور اسکے
ما خرج الیه خیرا مما خرج عنه ویکره قراءة القرآن عنده حتی یغسل ثم ان غسله شریعة قدیمة لما روی ان ادم النبی علیه
لئی وہ منزل جہان جاتا ہے اوس منزل سی کہ جہان سے نکلتا ہے بہتر کردے اور اوسکے پاس قرآن پڑہنا مکروہ ہے جب تک نہلا چکین پہر نہلانا قدیمی طریقہ ہے اسواسطی کہ روایت ہے کہ آدم نبی
الصلوة والسلام لما قبض نزل جبریل علیه السلام بالملئکة وغسلوه وقالوا لولده هذا سنة موتاکم والمراد بالسنة المذکورة
علیہ السلام جب موی تو جبریل علیہ السلام فرشتون کو لیکر آیا اور انکو نہلا کر اونکی بیٹی سی کہا یہہ تمہاری موتا کی سنت ہے اور سنت سے اسجگہہ
ههنا الطریقة لان غسله واجب عملا بکلمة علی فی قوله علیه الصلوة والسلام للمسلم علی المسلم ستة حقوق ومن
طریقہ مراد ہی نہین تو میت کا غسل واجب ہے بلحاظ حرف علی کے جو اس حدیث مین واقع ہوا ہے مسلمان کی حقوق مسلمان پر چہہ ہین اونمین سے
جملتها ان یغسله بعد موته لکن اذا قام به البعض سقط عن الباقین لحصول المقصود فاذا ارید غسله یوضع علی سریر
ایک یہہ ہی کہ اوسکو مرنی کی پیچھی نہلاوی پر اس مین جب کوئی لگجاتا ہی تو باقی کی ذمہ سی ساقط ہوجاتا ہے کیونکہ مقصود جو تہا سو ہو چکا پہر جب اوسکے نہلانی کا ارادہ کرین تو تختہ پر
لینصب عنه الماء ویجمر سریره وترا تعظیما للمیت وازالة للرائحة الکریهة عنه وکیفیة التجمیر ان یدار المجمر حول السریر
لٹا دین تاکہ اوسپر سی پانی بہ جاوے اور اوس تختہ کو طاق یعنی تین بار یا پانچ بار خوشبو کی دہونی دین اسمین میت کی تعظیم ہے اور بدبو دور ہو جاتی ہی اور دہونی کا یہہ طریقہ ہی کہ مجمر کو دہونی کے ساتہہ
بالبخور مرة او ثلثا او خمسا قال الزیلعی ولا یزاد علیها ویخلع ثیابه ویستر عورته لان سترها واجب والنظر الیها حرام لقوله عم
تختہ کی گرد ایکبار یا تین بار یا پانچ بار گردش دین زیلعی کہتا ہی اس سی زیادہ نہ پہراوین پہر اوسکی کپڑی اوتارین اور عورت ڈہانپ دین کیونکہ ستر عورت واجب ہے اور اوسکا دیکھنا حرام ہے اسواسطی کہ
لعلی لا تنظر الی فخذ حی ومیت ویوضأ بلا مضمضة ولا استنشاق لان الوضوء سنة الغسل لکن فی المیت یترك المضمضة
علی کو فرمایا کسی زندہ اور مردہ کی ران پر نگاہ مت کر پہر وضو کرا دین بدون کلی اور ناک کے پانی کے اسواسطی کہ وضو غسل مین مسنون ہے لیکن میت کے غسل مین کلی
والاستنشاق لتعذر اخراج الماء منه فیبدأ بغسل وجهه لا بغسل یدیه ولا یؤخر غسل قدمیه واختلف فی استنجاءه و
اور ناک کا پانی ترک ہے اسلئے کہ پہر پانی کا نکالنا دشوار ہی پہر پہلی پہل موہنہ دہوین پہلی ہاتہہ نہ دہوین اور پانو کا دہونا پیچہے پر نرکہین اور میت کے استنجا اور
مسح راسه والصحیح انه یستنجی ویمسح راسه لکن الغاسل لا یمس عورته لان مس العورة حرام بل
سر کی مسح مین اختلاف ہے صحیح یہہ ہے کہ استنجا اور سر کا مسح ہی کرین پر نہلانی والا اوسکی عورت کو نہ چہوی اسلئے کہ عورت کا چہونا حرام ہے بلکہ
یلف خرقة علی یده ویغسل المخرج حتی یطهر ثم یفاض علیه الماء مغلی بسدر او حرض وان لم یوجد ماء
اپنی ہاتہہ پر کپڑا لپیٹ کر مخرج کو اتنا دہووی کہ پاک ہوجاوی پہر اوسپر بیری کی پتو کا یا اشنان کا جوش دیا ہوا پانی بہا دین اور اگر ایسا پانی نہ ملے
کذلك یغسل بالماء القراح وهو الخالص لان المقصود الذی هو الطهارة یحصل به واما اذا وجد فالترتیب
تو خالص پانی سی نہلا دین کیونکہ اصل مقصود یعنی طہارت اس مین سے ہے حاصل ہے ہان اگر میسر آوی تو پہر ترتیب موافق
علی ما ذکر فی مبسوط شیخ الاسلام وهو مروی عن ابن مسعود رض ان یبدأ بالماء القراح حتی یبتل ما علی
بیان شیخ الاسلام کے جو مبسوط مین ہی اور وہ روایت ہی ابن مسعود سے یون ہے کہ اول غسل خالص پانی سی تاکہ جو کچھ بدن پر

البدن من الدرن والنجاسة ثم بماء السدر او الحرض لیزول ما علی البدن لکونه ابلغ فی التنظیف ثم بماء فیه

میل کچیل نجاست ہی سو بہیگ کر پہول جاوی پہر بیری یا اشنان کی جوش دی ہوئی پانی سی تاکہ جو بدن پر ہی سو چہوٹ جاوی کیونکہ اسمین نظافت خوب ہوتی ہی پہر کافور

کافور ان وجد تطییبا لبدن المیت ثم یغسل راسه ولحیته بالخطمی لانه ابلغ فی استخراج الوسخ لکونه مثل الصابون فی التنظیف

ملی ہوئی پانی سی اگر میسر ہو تاکہ میت کا بدن خوشبو ہو جاوی پہر اوسکا سر اور ڈاڑھی گل خیرو مین دہو دین کیونکہ اسمین میل خوب چہوٹتا ہی اسلئی کہ خطمی صابون کی مانند صاف کرتا ہی

وان لم یوجد فبالصابون ثم یضجع علی یساره ویغسل حتی یصل الماء الی ما یلی التخت منه ولا یکب علی وجهه لیغسل ظهره

اور اگر یہہ نہ ملی تو صرف صابون سی پہر بائین کروٹ پر لٹا کر اتنا نہلاوین کہ پانی نیچی کی طرف تختہ تک بہہ جاوی اور پیٹھہ دہونی کی لئی منہہ کی بل اوندہا نہ کر دین

ثم یجلسه الغاسل ویستنده الیه ویمسح بطنه برفق وان خرج منه شیء یغسله ولا یعید غسله ولا وضوءه لان غسله

پہر اوسکو نہلانیوالا اپنی سہارے سی بیٹہا کر نرم نرم پیٹ کو ملدی اور اگر پیٹ مین سی کچہہ نکلی تو دہو دی اتنی نہ غسل کا اعادہ ہی اور نہ وضو کا اسواسطی کہ اوسکا غسل

عرف بالنص وهو قوله علیه الصلوة والسلام للمسلم علی المسلم ستة حقوق وذکر منها غسله بعد موته وقد حصل مرة فلا یعاد

جو نص سی اسحدیث مین ثابت ہوا ہی واسطی مسلمان کی مسلمان پر چہہ حق ہین اونہین غسل میت کو بہی ذکر فرمایا سو ئی ایکبار ہولیا پہر اعادہ نہین ہی

ثم ینشف بثوب لئلا یبتل اکفانه ویجعل علی راسه ولحیته الحنوط وهو عطر مرکب من اشیاء طیبة ولا باس بسائر انواع الطیب

پہر کپڑے سی پونچہہ دین تاکہ کفن تر نہو جاوی اور اوسکی سر اور ڈاڑھی پر اگر چہ خوشبو مرکب لگا دین حنوط خوشبو ہی کئی خوشبو چیزونسی مرکب ہوتی ہی اور سب قسم کی خوشبوؤنکا

غیر الزعفران والورس فانهما یکرهان فی حق الرجال دون النساء ویجعل الکافور علی مساجده وهی جبهته وانفه ویداه و

سواء زعفران اور ورس کی کچہہ ڈر نہین ہی یہہ دونو مردون کی حق مین مکروہ ہین عورتون کی لئی مکروہ نہین اور مساجد پر کافور لگا دین اور مساجد اوسکی پیشانی ہی اور ناک اور دونو ہاتہہ

رکبتاه وقدماه لانه کان یسجد بهذه الاعضاء فکانت اولی بزیادة الکرامة ولا یسرح شعره ولحیته ولا یقص ظفره

اور دونو گہٹنی اور دونو قدم اسلئی کہ ان اعضاء پر سجدہ کرتا تہا اسواسطی زیادتی تعظیم کی یہہ ہی اعضاء لایق تر ہین اور بالون مین اور ڈاڑھی مین کنگہی نہ کرین اور نہ ناخن تراشین

وشعره لان هذه الاشیاء انما تفعل للزینة وقد استغنی عنها وما روی انه علیه الصلوة والسلام قال اصنعوا بموتاکم

اور نہ بال کترین کیونکہ یہہ سامان زینت کی ہین سو اسکی کچہہ حاجت نہین رہی اور یہہ جو روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سنگار بناؤ اپنی موتا کا

کما تصنعون بعروسکم محمول علی التطییب والتطهر لا علی التنقیص وازالة الجزء لکون ذلك غیر مسنون فی المیت وروی

جیسی سنگار کرتی ہو اپنی دلہنون کو سو محمول ہی خوشبو اور طہارت پر ناقص کرنی پر اور جزکی دور کرنی پر نہین کیونکہ یہہ امور میت کی حق مین غیر مسنون ہین اور

عن ابی حنیفة وابی یوسف ان الظفر ان کان منکسرا فلا باس باخذه ومن مات ولم یوجد ماء لیغسل یتیمم ویصلی علیه ثم

ابو حنیفہ اور ابو یوسف سی روایت ہی کہ ناخن اگر ٹوٹا ہو تو اوسکی کترنیکا کچہہ مضائقہ نہین اور اگر کوئی شخص مر جاوی اور پانی غسل کو نہ ہاتہہ آئی تو اوسکو تیمم کراوین اور نماز پڑہین پہر

ان وجد ماء یغسل وتعاد صلوته وقیل لا تعاد وان جری الماء علی المیت او اصابه مطر عن ابی یوسف انه لا ینوب عن الغسل

اگر پانی ملجاوی تو نہلا دین اور نماز دوبارہ پڑہین اور کوئی کہتا ہی کہ پہر نہ پڑہین اور اگر میت پر خود بخود پانی بہہ گیا یا مینہہ مین بہیگ گیا تو ابو یوسف سی روایت ہی کہ قایم مقام غسل کا نہین

لانا امرنا بالغسل وجریان الماء واصابة المطر لیس بغسل والغریق یغسل ثلاثا فی قول ابی یوسف وعند محمد فی روایة ان

ہوتا کیونکہ ہمکو حکم غسل دینی کا ہی اور پانیکا بہنا اور مینہہ مین بہیگنا کچہہ غسل نہین ہی اور ڈوبا ہوئی کو ابو یوسف کی قول پر تین بار غسل دین اور محمد کی قول کی موافق ایک روایت مین اگر

نوی الغسل عند الاخراج من الماء یغسل مرتین وان لم ینو یغسل ثلاثا وفی روایة عنه یغسل مرة واحدة وغاسل المیت

پانی مین سی نکالتی ہوئی غسل کی نیت کی ہو تو پہر دو بار نہلاوین اور اگر نیت غسل کی نہین کی تو تین بار نہلاوین اور ایک روایت مین اونسی کہ ایک ہی دفعہ نہلا دین اور میت کا نہلانیوالا

ینبغی ان یکون علی طهارة وان یکون اقرب الناس الیه وان لم یوجد فاهل الورع والصلاح واذا تم غسله یکفن ولکل واحد

چاہئی کہ باوضو ہو اور میت کا سب سی زیادہ ترقریب ہو اور اگر ایسا شخص موجود نہو تو کوئی خدا ترس اور پرہیزگار ہو اور جب نہلا چکین تو کفن پہناوین اور ہر ایک

من الرجل والمراة کفن السنة وکفن الکفایة وکفن الضرورة فی حقهما ما یوجد وکفن السنة للرجل قمیص وازار ولفافة

کی لئی عورت ہو یا مرد ایک تو کفن سنت ہی اور ایک کفن کفایت ہی اور لاچاری کا دونو کی لئی وہ ہی جو میسر آجاوی اور کفن سنت مرد کا قمیص یعنی کفنی اور تہبند اور چادر لوٹ کی

فالتیفع

القميص من المنكبين الى القدمين بلا دخريص ولا جيب ولا كمين وكل واحد من الازار واللفافة من الفرق الى

یہ قمیص دونوں مونڈھوں سے پاؤں تک بی کلی اور گریبان اور بی آستینوں کے اور ہر ایک تہبند اور پوٹ کی چادر سر سے

القدم فاذا اريد تكفينه يبسط اللفافة اولا ثم الازار ثم القميص ثم يوضع الميت فيه ويقمص ثم يعطف

پاؤں تک ہے پس جب کفن پہناویں تو پہلی پوٹ کی چادر بچھاویں پھر اوسکی اوپر تہبند بچھاویں اوسکے اوپر قمیص پھر اوسکے اوپر میت کو لٹا کر قمیص یعنی کفنی پہناویں پھر تہبند

الازار من جهة اليسار ثم من جهة اليمين ثم اللفافة كذلك وان خيف انتشار الكفن يعقد صيانة عن

پہلی بائیں طرف سے لپیٹیں پھر داہنی طرف سے پھر پوٹ کی چادر ایسے ہی لپیٹیں اور اگر کفن کے کھلنے کا خوف ہو تو گرہ لگادیں مبادا

الكشف وكفن الكفاية له ازار ولفافة ويكره اقل من ذلك الا عند الضرورة وكفن السنة للمرأة درع وخمار

کھل جاوے اور کفن کفایت مرد کے واسطے تہبند اور پوٹ ہے اور اس سے کم مکروہ ہے مگر ضرورت کے وقت اور کفن سنت عورت کی لئے پیراہن اور اوڑھنی

وازار ولفافة وخرقة تربط على ثدييها فانها تلبس الدرع اولا ثم يجعل شعرها ضفيرتين على صدرها فوق الدرع

اور تہبند اور پوٹ کی چادر اور دامنی جس میں اوسکی پستان چھپادیں پس عورت کو پہلی پیراہن پہناویں پھر اوسکی بالوں کی دو لٹیں کر کر پیراہن کی اوپر سینہ پر

ثم يوضع الخمار على راسها منشورة كالمقنعة فوق ذلك ثم يعطف الازار واللفافة كما ذكر في حق الرجال ثم تربط الخرقة

پھر اوڑھنی اوسکے سر پر مقنع کی طور پر رکھ کر اوپر پھیلا کر ڈالدیں پھر ازار اور لفافہ کو اوسی طور پر جو مردوں کی حق میں مذکور ہوا لپیٹ دیں پھر دامنی سینہ پر

فوق الاكفان وعرضها ما بين الثدي الى السرة وكفن الكفاية لها ازار ولفافة وخمار ويكره اقل من ذلك الا عند

سب کفنوں کی اوپر لپیٹ دیں اسکا عرض پستان سے ناف تک چاہئے اور کفن کفایت عورت کا تہبند اور پوٹ کی چادر اور اوڑھنی اس سے کم مکروہ ہے مگر

الضرورة ويجمر الاكفان قبل ان يدرج فيها الميت وترا ولا يزاد على خمس على ما ذكره الزيلعي وقال المرغيناني على ما ذكر

لاچاری کو اور کفنوں کو میت کی داخل کرنے سے پہلی خوشبو کی دھونی دیں طاق، یا پانچ بار سے زیادہ موافق بیان زیلعی کی نہیں اور مرغینانی موافق اوسکے جو منیہ کے

في شرح المنية ان كان في المال كثرة وفي الورثة قلة فكفن السنة اولى والا فكفن الكفاية اولى مع جواز كفن

شرح میں مذکور ہے کہتا ہے اگر ترکہ بہت ہو اور وارث کم ہوں تو کفن سنت اولیٰ ہے ورنہ تو کفن کفایت اولیٰ ہے اگرچہ کفن سنت تو بھی

السنة والمراهق في الكفن بمنزلة البالغ والطفل الذي لم يبلغ حد الشهوة فالاحسن ان يكفن فيما يكفن البالغ وان

جائز ہی اور مراہق کفن کی باب میں بجای بالغ کی ہے اور وہ لڑکا جو ابھی حد شہوت کو نہیں پہونچا تو بہتر ہے کہ اوسکو کفن بالغ کا دیویں اور اگر

كفن في ثوب واحد يجوز وبعد تكفينه يصلى عليه والصلوة عليه فرض كفاية ان اداها البعض ولو رجلا واحدا

اوسکو ایک ہی کپڑے کا کفن دیویں تو بھی جائز ہے اور کفنا کر اوسپر نماز پڑھیں اور نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اگر کوئی بھی ادا کر دے اگرچہ ایک ہی مرد یا

او امرأة واحدة تسقط عن الباقين والا ياثم الكل واذا حمل على سريره فالسنة ان يحمله اربعة نفر من جوانبه الاربعة

ایک ہی عورت ہو تو سب کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے اور نہیں تو سب گنہگار ہوتے ہیں اور جب اوسکو جنازہ پر اوٹھا چلیں تو مسنون یہ ہے کہ چار آدمی چاروں طرف سے اوٹھاویں

اذ فيه تخفيف للحاملين وصيانة للميت عن السقوط والانقلاب وتكثير الجماعة حتى لو لم يتبعه احد يكون هؤلاء

کیونکہ اس میں اوٹھانے والوں کو تخفیف ہے اور میت کی گرنے سے اور اولٹ پلٹ ہونے سے بھی حفاظت ہے اور جماعت کثیر ہو جاتی ہے یہانتک کہ اگر اور کوئی ساتھ نہ چلے تو یہی

جماعة ويسرعون به في المشي بلا خبب وعند كثرة الناس وتناوبهم في حمله يستحب لكل من يحمله ان يحمله من كل جانب

جماعت ہے اور چلنے میں جلدی کریں دوڑیں نہیں اور کثرت انبوہ میں اگر باری باری اوسکو لیکر چلیں تو ہر ایک کو چاروں طرف سے

عشر خطوات لقوله عليه الصلوة والسلام من حمل جنازة اربعين خطوة كفرت عنه اربعين كبيرة وكيفية حمله

دس دس قدم لیجانا مستحب ہے واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کی جو کوئی جنازہ چالیس قدم لیچلتا ہے تو اوسکے چالیس کبیرہ گناہ معاف ہو جاتی ہیں اور لیچلنے کی کیفیت

ان يبتدئ بالمقدم الايمن ويضعه على عاتقه الايمن ثم بالمؤخر الايمن ويضعه على عاتقه الايمن ثم بالمقدم الايسر

یہ ہے کہ پہلی اگلی داہنی جانب اوٹھا کر اپنی داہنے مونڈھے پر رکھے پھر پچھلے داہنے جانب اپنی داہنی مونڈھے پر رکھے پھر اگلی بائیں جانب اپنی

ويضعه على عاتقه الايسر ثم بالمؤخر الايسر ويضعه على عاتقه الايسر فالافضل لبقية الناس مشيهم خلفه لانه ابلغ
بائین مونڈہی پر رکہی پہر پچھلی بائین جانب اپنی بائین مونڈہی پر رکہی اور باقی لوگونکو یہہ افضل ہی کہ جنازہ کی پیچھے پیچھے چلین کیونکہ یہہ بہت
في الاتعاظ واذا بلغوا قبره يكره لهم الجلوس قبل وضعه على الارض ولا يكره بعد وضعه هذا في حق من يمشي مع الجنازة
کی لئی بہت خوب ہی اور جب قبر کی پاس پہنچین تو اونکو مکروہ ہی کہ جنازہ زمین پر اوتارنے سے پہلے بیٹھہ جاوین اور جب زمین پر اوتارلین تو مکروہ نہین یہہ اونکی حق مین ہی جو جنازہ کی ساتہہ ساتہہ چلے
واما لو ذهب قوم الى المصلى وجلسوا ينتظرونها فجيء بها فالصحيح انهم لا يقومون قبل الوضع وكذا من كان قاعدا على
اور اگر ایک قوم آگی جاکر نمازگاہ مین اوسکی منتظر بیٹہے ہون پہر اوس جنازہ کو وہان لیکر آوین تو صحیح یہہ ہے کہ یہہ قوم جنازہ زمین پر رکہنے سے پہلے کہڑے نہون اور ایسے ہی جو شخص رستہ پر بیٹہا ہو
الطريق فمرت به الجنازة الا اذا اراد ان يتبعها وما ورد في الاحاديث من القيام لها منسوخ ولا ينبغي لمن يتبعها
اور وہان کو جنازہ آجاوی ہان اگر جنازہ کی ساتہہ جانیکا ارادہ کری کہڑا ہوجاوے اور وہ جو حدیثون مین جنازہ کی لئی کہڑا ہونا آیا ہی سو منسوخ ہے، اور ساتہہ جانیوالونکو نہین چاہیے
ان يرجع قبل ان يصلي عليها وبعد ان يصلي عليها قالوا لا يرجع الا باذن اهلها وذكر في المحيط ان الرفيق يسعه الرجوع
کہ نماز جنازہ سی پہلی پہر کر چلی آوین اور بعد نماز کے بہی کہتی ہین کہ بدون اجازت ولی جنازہ کے نجاوین اور محیط مین کہا ہے کہ غلام کو مضایقہ نہین بی اجازت
بغير اذنهم وهو الاوجه والاولى على ما ذكر في شرح المنية ويحفر القبر واختلف في مقدار عمقه فقيل قدر نصف القامة
ولی میت کی چلا جاوی اور موافق مذکور شرح منیہ کے یہہ ہی ٹہیک اور اولی ہے اور قبر کہودین اور اوسکے گہراو مین اختلاف ہے کوئی کہتا ہی بقدر نیم قد آدم
وقيل الى الصدر وان زادوا الى القامة فهو افضل واحسن ثم الافضل فيه اللحد وهو ان يحفر في جانب القبلة منه
اور کوئی کہتا ہی سینہ تک اور اگر برابر قد آدم گہری کرین تو افضل اور حسن ہے پہر اوس مین اگر لحد یعنی بغلی بناوین تو بہت افضل ہے لحد یہہ ہوتا ہی کہ قبر کی اندر قبلہ کی طرف گہڑا
حفيرة ويوضع الميت فيها وان كانت الارض رخوة فلا باس بالشق وهو ان يحفر في وسط الارض حفيرة كالنهر ويبنى جانباها
کہود کر اوسکی اندر مردہ کو رکہدین اور اگر زمین بہس بہسی کمزور ہو تو شق کا کچہہ مضایقہ نہین شق یہہ ہی کہ قبر کی بیچون بیچ نہر کی وضع پر گڑہا کہودین اور اوسکی دونو پہلو
باللبن ويوضع الميت فيه ويسقف باللبن ولا يمس السقف الميت والسنة ان يوضع الميت في قبره من جانب القبلة
کچی اینٹ سی چن کر اوسکی اندر مردہ کو رکہین اور کچی اینٹ سی چہاپین اور چہت میت سی چہو وے نہ اور طریق مسنون یہہ ہے کہ میت کو قبر مین قبلہ کی طرف سی اوتارین
ولا تعيين في عدد الواضعين بل المعتبر حصول الكفاية وترا كانوا او شفعا ويقول جميعهم عند الوضع بسم الله و
اور اوتارنی والونکی گنتی مقرر نہین ہی بلکہ یہہ ہی معتبر ہی کہ جسقدر کفایت کرین طاق ہون یا جفت اور اوتارنی وقت سب کے سب یہہ پڑہین بسم اللہ و
على ملة رسول الله ويوجه الى القبلة ولا يلقى على ظهره وتحل العقدة لانها كانت لخوف انتشار الكفن وقد حصل
علی ملۃ رسول اللہ و میت کا منہہ قبلہ کیطرف پہیرین چت نہ ڈالین اور گرہ کہولدین کیونکہ گرہ تو اسلئی تہی کہ کفن نہ کہل جاوی سو نئی
الامن منه ويسوي اللبن والقصب على اللحد ويكره الاجر والخشب لانهما لاحكام البناء والقبر موضع البلاء والفناء وذو
اس سی بے خوف ہوئے اور لحد پر کچی اینٹ یا بانس بچہادین اور پکی اینٹ اور لکڑیان مکروہ ہین کیونکہ یہہ دونو چیزین مکان کی مضبوطی کے واسطے ہین اور قبر کہنگی اور فنا کی جگہہ ہے اور
الرحم المحرم اولى بوضع المراة فان لم يكن فاهل الصلاح من الاجانب ويسجى قبرها بثوب حال الوضع حتى يجعل اللبن
عورت کو اوتارنی کی لئی محرم شخص اولی ہی اگر موجود نہو تو اجنبی پرہیزگار اور عورت کی قبر پر اوتارتی ہوی جب تک لحد کو چہاپ چکین کپڑہ سی
ونحوه على اللحد لان مبنى حالهن على الستر ولا يسجى قبر الرجل لان مبنى حالهم على الكشف ثم يهال عليه التراب ويسنم القبر
پردہ کئی رہین اسلئی کہ عورتون کی حال کی بنا ستر پردہ ہے اور مرد کی قبر پر پردہ نہین چاہیے اسلئے کہ مردونکے حال مینے ظہور مناسب ہے پہر اوسپر مٹی دہکیل دین اور قبر کو بالشت بہر اونچی
قدر شبر ولا يسطح ولا يزاد على التراب الذي خرج عن القبر ولا باس برش الماء عليه كيلا ينتشر التراب بالريح ويكره ان يبنى
اونٹ کیسی پشت بنادین اور ہموار نکردین اور نہ اوپر ہی مٹی سوائے قبر کی کہدی ہوی کی ملاوین اور اوسپر پانی چہڑکنی کا کچہہ مضایقہ نہین تاکہ مٹی ہوا سے نہ اوڑ جاوے اور مکروہ ہے کہ اوسپر مکان
عليه بيت او قبة او نحو ذلك وكذا يكره وطوءه والجلوس عليه والنوم لديه والصلوة اليه لما روى عن مرثد الغنوي
یا گنبج وغیرہ بناوین اور ایسی ہی پایمال کرنا اوسپر بیٹہنا اور اوسکے پاس سونا اور اوسکے طرفکو نماز پڑہنے مکروہ ہے کیونکہ روایت ہی مرثد غنوی سے

انه علیه الصلوة والسلام قال لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیها ویکره الذبح عنده لما روی عن انس انه علیه الصلوة

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ قبر پر مت بیٹھو اور نہ اوسکے طرف کو نماز پڑہو اور قبر کے پاس ذبح کرنا مکروہ ہے کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے

والسلام قال لا عقر فی الاسلام وهو الذی کان یعقر عند القبر بقرة او شاة ویکره اتخاذ الضیافة من اهل المیت لکن

فرمایا کہ اسلام میں عقر نہیں ہے اور عقر وہ گائے یا بکری ہے جو قبر پر لیجا کر ذبح کرتی تہی اور میت کی اہل سے مہمانی کا لینا مکروہ ہے لیکن

یستحب لجیران المیت واقربائه الاباعد تهیئة الطعام لهم والحاجة فی الاکل لما روی عن ابن مسعود انه علیه السلام

میت کی ہمسایون اور دور کی ناتہ دارون کو کہانا تیار کرنا اہل میت کیواسطے اور اونکو بہت کہلانا مستحب ہے اسواسطے کہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے

لما جاءه نعی جعفر بن ابی طالب قال اصنعوا لآل جعفر طعاما فقد اتاهم ما یشغلهم ویستحب التعزیة لما روی عن ابن مسعود

جب خبر مرگ جعفر بن ابی طالب کے سنے تو فرمایا واسطے عیال جعفر کے کہانا تیار کرو کہ اونکو ایسے خبر آئی ہے جسمین مشغول ہین اور تعزیت مستحب ہے اسلئے کہ ابن مسعود سے روایت ہے

انه علیه الصلوة والسلام قال من عزی مصابا فله مثل اجره وکیفیة التعزیة ان یقال لمن مات له قریب اعظم الله

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے مصیبت زدہ کی تعزیت کی تو اوسکو ویسا ہی اجر ہے اور کیفیت تعزیت کی یہہ ہے کہ اوس سے جسکا قریب مر گیا ہو کہی خدا تجکو اجر عظیم

اجرك واحسن عزاك وغفر لمیتك ان کان المیت مکلفا والا لا یقول وغفر لمیتك ومن مات ولم یدفن ایاما بان وضع

عنایت کری اور تیری عزا نیک کرے اور تیری میت کو بخشے یہہ جب کہے اگر میت مکلف ہو اور نہین تو یہہ نکہے تیری میت کو بخشے اور جو شخص مرجاوے اور چند روز مدفون نہوا صندوق

فی التابوت لیحمل من مصر الی مصر اخر فما لم یدفن لا یسئل لان السوال لا یکون الا فیما یستقر فیه المیت حتی لو اکله

تابوت مین رکہا تہی تاکہ ایک شہر سی دوسرے شہر مین لیجاوین سو جب تک دفن نہو گا سوال منکر نکیر کا بہی نہوگا اسواسطے کہ سوال وہان ہوتا ہی جہان میت قرار پکڑے یہانتک کہ اگر اوسکو

السبع یکون السوال فی بطنه وهو لکل ذی روح من بنی ادم حتی الرضیع فانه یسئل فیلهمه الله الجواب وهل للانبیاء

درندہ کہا جاوی تو سوال اوسکے پیٹ مین ہوئیگا اور سوال بنی آدم مین سی ہر ایک جاندار سی ہوتا ہے یہانتک کہ دودہ پیتے بچہ سے بہی سوال ہوتا ہے سو اسکو اللہ تعالے جواب سکہلا دیتا ہے اور آیا انبیاء سے بہی

فی القبر سوال قد ذکر فی الظهیریة ان الزاهد الصغار قال لیس فی هذا نص ولا خبر ودلیل نفی ذلك عنهم اوضح یسرنا

قبر مین سوال ہوتا ہی سو ظہیریہ مین مذکور ہے کہ زاہد صفار کہتا ہے کہ اس باب مین نکوئی نص ہی اور نہ کوئی خبر اور انکے نفی کی دلیل ظاہر ہے الٰہی ہمکو

الله تعالی حسن الخاتمة عند الممات

نزع کے وقت خاتمہ بالخیر آسان کر

المجلس السابع والخمسون فی بیان جواز زیارة القبور وعدم جوازها

ستاون مجلس زیارت قبور کے جواز اور عدم جواز کے بیان مین

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم نهیتکم عن زیارة القبور فزوروها هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه بریدة

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی تمکو قبرون پر جانے سے منع کیا تہا سو اب قبرونکی زیارت کیا کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون میں سے ہے بریدہ کی روایت ہے

وفیه تصریح بوقوع النهی فی اوائل الاسلام عن زیارة القبور لکونها مبدأ عبادة الاصنام وکان ابتداء ذلك

اور اسمین تصریح ہے کہ اوایل اسلام مین زیارت قبور سے ممانعت ہوئی تہی اسلئے کہ یہہ ہی سبب بت پرستی کا ہے کہ پہلی پہل یہہ سخت مرض

الداء العضال فی قوم نوح النبی علیه السلام کما اخبر الله تعالی فی کتابه وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَنْ

نوح نبی علیہ السلام کے امت مین پیدا ہوا تہا چنانچہ اللہ تعالی اپنی کتاب مین خبر دیتا ہے کہا نوح نے ای رب میرے انہون میرا کہا نمانا اور مانا ایسے کا

لَمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا وَمَكَرُوا مَكْرًا كُبَّارًا وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ

جسکو اوسکی مال اور اولاد نے اور بڑہایا ٹوٹا اور داؤ کیا ہی بڑا داؤ اور بولی نہ چہوڑیو اپنی ٹہاکرونکو اور نہ چہوڑیو ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث

وَيَعُوقَ وَنَسْرًا قال ابن عباس وغیره من السلف کان هؤلاء قوما صالحین فی قوم نوح النبی علیه السلام فلما ماتوا عکف

اور یعوق اور نسر کو ابن عباس وغیرہ سلف کہتے ہین کہ یہہ لوگ نوح نبی علیہ السلام کی امت مین صلحا تہی جب یہہ مرگئے تو

الناس علی قبورهم ثم صوروا تماثیلهم ثم طال علیهم الامد فعبدوهم فلما کان منشاء عبادة الاصنام من جهة القبور

لوگون نے انکی قبر و پر بیٹہنا اختیار کیا پہر اونکی صورتونکی تصویرین بنالین پہر اسطرح مدت گذر گئی پہر بیٹہتے ہوتے اونکو پوجنی لگی پس جبکہ منشا بت پرستی کا قبرون سے پیدا ہوا ہے

نهى النبي عليه الصلوة والسلام اصحابه في اوائل الاسلام عن زيارة القبور سدًّا لذريعة الشرك لكونهم حديث العهد
تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے یاروں کو اوائل اسلام میں زیارت قبور سے منع کر دیا تاکہ شرک کا وسیلہ بند ہو جاوے کیونکہ اونکو کفر چھوڑے تھوڑی مدت ہوئی تھی
بالكفر ثم لما تمكن التوحيد في قلوبهم اذن لهم في زيارتها وعلمهم كيفيتها تارة بفعله وتارة بقوله وذلك في الاحاديث
پھر جب ہو گئی اونکی توحید دلوں میں جم گئی تو اونکو زیارت قبور کی اجازت دی اور اوسکی کیفیت سکھا دی کبھی کہا کر کبھی سنا کر اور یہہ مضمون بہت حدیثوں میں
الكثيرة بعضها في الاذن وبعضها في التعاليم وفي ضمنها بيان الفائدة اما التي في الاذن فمنها ما روى عن ابي سعيد
ہے بعضی درباب اذن ہیں اور بعضی درباب تعلیم اور اوسکے ضمن میں فواید کا بیان ہی پھر جو کہ درباب اذن ہیں اون میں سے ایک یہہ ہی ابو سعید کی روایت سے
انه عليه الصلوة والسلام قال اني كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فان فيها عبرة ومنها ما روى عن علي بن
کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ اسمیں عبرت پیدا ہوتی ہی اور ایک یہہ ہے علی ابن ابی طالب سے
ابي طالب انه عليه الصلوة والسلام قال اني كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تذكركم الاخرة ومنها ما روى
روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ تمکو آخرت یاد دلاتی ہی اور ایک یہہ ہے
عن ابن مسعود انه عليه الصلوة والسلام قال كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فانها تزهد في الدنيا ومنها
ابن مسعود کی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم زیارت کیا کرو کیونکہ یہہ دنیا چھڑاتی ہی اور ایک یہہ ہے
ما روي عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام قال زوروا القبور فانها تذكر الموت ومنها ما روى عن بريدة انه عليه السلام
ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ موت یاد دلاتی ہے اور ایک یہہ ہے بریدہ کی روایت سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
قال نهيتكم عن زيارة القبور فمن اراد ان يزور فليزر ولا تقولوا هجرا واما التي في التعليم فمنها ما روى عن بريدة
میں نے تمکو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب جو شخص زیارت قبور کا ارادہ کرے تو زیارت کرے اور بیہودہ نہ کہا کرو اور وہ حدیثیں جو تعلیم کے باب میں ہیں سو ایک تو یہہ ہے بریدہ کی روایت ہے
انه عليه الصلوة والسلام كان يعلمهم اذا خرجوا الى المقابر ان يقولوا السلام عليكم يا اهل الديار من المؤمنين والمسلمين
کہ نبی علیہ السلام سکھا دیتے تھی جب کوئی مقابر پر جاتا کہ کہے السلام علیکم اے اہل قبور مومنین اور مسلمین
وانا ان شاء الله بكم لاحقون انتم لنا سلف ونحن لكم تبع نسئل الله لنا ولكم العافية ومنها ما روى عن ام المؤمنين
اور ہم انشاء اللہ تمہارے پاس آتے ہیں تم ہمارے پیشوا ہو اور ہم تمہارے تابع ہیں ہم اللہ سے اپنی اور تمہاری عافیت مانگتے ہیں اور ایک یہہ ہی ام المومنین
عائشة انها قالت لرسول الله صلى الله عليه وسلم كيف اقول يا رسول الله في زيارة القبور قال قولي السلام على
عائشہ کی روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ میں زیارت قبور میں کیا کہا کروں آپ نے فرمایا کہہ سلام
اهل الديار من المؤمنين والمسلمين ويرحم الله المستقدمين منا ومنكم والمستأخرين وانا ان شاء الله بكم لاحقون ومنها
اہل دیار پر مومنین اور مسلمین میں سے اور اللہ رحمت کرے اگلوں پر ہم میں اور تم میں سے اور پچھلوں پر اور ہم انشاء اللہ تمہارے پاس آتے ہیں اور ایک یہہ ہے
ما روي عن ابي هريرة انه عليه الصلوة والسلام خرج الى المقبرة فقال السلام عليكم دار قوم مؤمنين وانا ان شاء الله
ابو ہریرہ کی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام مقبرہ کو تشریف لے گئے سو آپ نے فرمایا سلام تم پر اے دار قوم مومنین اور ہم انشاء اللہ
عن قريب منكم لاحقون ومنها ما روى عن ابن عباس رض انه عليه الصلوة والسلام مر بقبور المدينة فاقبل عليهم فقال
عنقریب تم سے ملنے والے ہیں اور ایک یہہ ہے ابن عباس کی روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام مدینہ شریف کے مقابر پر کو آگئے سو اودہر متوجہ ہو کر فرمایا
السلام عليكم يا اهل القبور يغفر الله لنا ولكم انتم سلفنا ونحن بالاثر فانه عليه الصلوة والسلام بين في هذه الاحاديث
سلام تم پر اے اہل قبور خدا بخشے ہمکو اور تمکو تم ہمارے اگلے ہو اور ہم تمہارے پیچھے ہیں بے شک نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ان حادیث میں
فائدة زيارة القبور وهي احسان الزائر الى نفسه والى اهل القبور اما احسانه الى نفسه فتذكر الموت والاخرة والزهد
زیارت قبور کا فائدہ بیان فرمایا اور وہ زیارت کرنیوالے کی حق میں اور اہل قبور کی حق میں بھلائی ہی اپنی حق میں تو یہہ بھلائی ہی موت کا اور آخرت کا یاد کرنا اور بے رغبتی دنیا سے

فی الدنیا والاتعاظ والاعتبار وأما احسانه الی اهل القبور فالسلام علیهم والدعاء لهم بالرحمة والمغفرة وسوال العافیة
دنیا کی اور پندپذیری اور عبرت اور اہل قبور کی حق مین بہلائی یہہ ہی او نپر سلام بہیجنا اور اونکی لئی رحمت اور مغفرت کی دعا کرنی اور عافیت کا سوال کرنا
قال عامة العلماء هذا فی حق الرجال واما النساء فلا یحل لهن ان یخرجن الی المقابر لما روی عن ابی هریرة انه علیه الصلوة والسلام
عامہ علما کہتی ہین یہہ مردونکی حق مین ہی اور رہی عورتین سو اونکو حلال نہین کہ مقابر مین جایا کرین اسلئی کہ ابوہریرہ سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے
لعن زوارات القبور وذکر فی نصاب الاحتساب ان القاضی سئل عن جواز خروج المراة الی المقابر فقال لا تسئل
قبرون مین جانے والی عورتون پر لعنت کی ہی اور نصاب الاحتساب مین ذکر ہی کہ قاضی سی کسی نی پوچہا کہ ایا عورتون کو مقابر مین جانا جائز ہے قاضی نی جواب دیا اسی مقام مین
عن الجواز فی مثل هذا وانما تسئله عن مقدار ما یلحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج کانت فی لعنة الله تعالی
جواز کو کیا پوچہتا ہی یہہ پوچہہ کہ عورتون پر کتنی لعنت برستی ہے بیشک جب عورت جانی کی نیت کرتی ہی تو اللہ تعالے اور اوسکے
وملئکته واذا خرجت لحقتها الشیاطین واذا اتت القبر یلعنها روح المیت واذا رجعت تکون فی لعنة الله تعالی
فرشتونکی لعنت مین داخل ہوتی ہی اور جب جلپڑتی ہی تو شیاطین اوسکی ساتہ ہو جاتے ہین اور جب قبر پر جا پہونچتی ہی تو میت کے روح لعنت کرتی ہے اور جب وہان سی پہرتی ہی تو خدا اور فرشتونکی لعنت مین
وملئکته حتی تعود الی منزلها وقد روی فی الخبر ایما امراة خرجت الی مقبرة یلعنها ملئکة السموات السبع والارضین
رہتی ہی جب تک اپنی گہر مین آوی اور روایت ہی حدیث مین جو عورت مقبرہ کو جاتی ہے تو اوس پر ساتون آسمان اور ساتون زمین کی فرشتی لعنت
السبع وایما امراة دعت للمیت بخیر ولم تخرج من بیتها یعطیها الله تعالی ثواب حجة وعمرة وروی عن سلمان وابی هریرة
کرتی ہین اور جو عورت میت کی لئی گہر مین بیٹہی ہوئی دعاء خیر کرتی ہے اوسکو اللہ تعالے ثواب ایک حج اور عمرہ کا دیتا ہے اور سلمان اور ابوہریرہ سی روایت ہے
انه علیه الصلوة والسلام ذات یوم خرج من المسجد فوقف علی باب داره فاتت بنته فاطمة رض فقال لها من
کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام ایک روز مسجد سے باہر آکر اپنی گہر کے دروازہ پر ٹہر گئے اس مین حضرت کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا آگئین آپ نی پوچہا کہان سے
این جئت فقالت خرجت الی منزل فلانة التی ماتت فقال هل ذهبت قبرها فقالت معاذ الله ان افعل شیئا بعد
آتی ہی عرض کیا فلانی عورت کی گہر گئے تہے وہ جو مرگئی ہے فرمایا کیا اوسکے قبر پر گئی تہی عرض کیا خدا پناہ مین رکہی اس سے کہ مین ایسا کام کرون بعد
ما سمعت منك ما سمعت فقال لو ذهبت قبرها لم ترحی رائحة الجنة فعلی هذا کل من یرید ان یزور القبور من الرجال
اسکی کہ مین سن چکی ہون آپ سے جو سنا ہے آپ نی فرمایا اگر تو قبر پر جاتی تو جنت کی خوشبو نسونگہتی اس بیان کی مطابق جو کوئی زیارت قبور کا ارادہ کریگا
ینبغی ان لا یکون حظه من زیارته لها الطواف علیها کالبهائم بل ینبغی له اذا جاءها ان یسلم علی اهلها ویخاطبهم
تو اوسکو چاہئے کہ اپنا حصہ زیارت قبور مین سی بہایم کی طرح قبر کا طواف ہی نہ ٹہیراوے بلکہ یہہ چاہئی کہ جب قبر پر آوی تو مقبور پر سلام بہیجی اور حاضرون کے طرح
خطاب الحاضرین ویسال لهم الرحمة والمغفرة والعافیة کما تقدم فی الاحادیث ثم یعتبر بمن کان تحت التراب وانقطع
خطاب کری اور اونکی لئی خدا سی رحمت اور مغفرت اور عافیت مانگی چنانچہ اوپر احادیث مین آچکا ہی پہر اوسکی حال سی جو مٹی تلی دب کر اہل و احباب سے
عن الاهل والاحباب وانه حین دخل القبر وابتلی بالسوال هل اصاب فی الجواب وکان قبره روضة من ریاض الجنة
جدا ہو گیا ہے عبرت پکڑی کہ یہہ جو قبر مین داخل ہو کر سوال جواب مین گرفتار رہوا آیا اچہا جواب پایا کہ اوسکی قبر بہشت کی باغ کا ایک چمن ہو گئی ہو
او اخطأ فی الجواب وکان قبره حفرة من حفر النار ثم یجعل نفسه کانه مات ودخل القبر وذهب عنه ماله واهله و
یا جواب مین چوک گیا کہ اوسکی قبر ایک گڑہا دوزخکی گڑہون مین سے ہو گئی ہو پہر اپنی ذات کو یہہ تصور کری کہ گویا مین مرگیا اور قبر مین داخل ہوا اور تمام مال و اہل اور
ولده ومعارفه وبقی وحیدا فریدا وهو الان یسئل فماذا یجیب وماذا یکون حاله ویکون مشغولا بهذا الاعتبار ما دام
اولاد اور دوست چہوٹ گئی اور مین اکیلا تنہا رہگیا اور اب گویا مجہسے سوال ہو رہا ہی اب کیا جواب دون اور میرا کیا حال ہوگا اسیہی عبرت مین مشغول رہی جب تک
هناك ویتعلق بمولاه فی الخلاص من هذه الامور الخطیرة العظیمة ویلجأ الیه واما قراءة القران هناك فجوزها بعض
وہان رہی اور اپنی مولی سی ان امور نہایت خوفناک کے رستگاری کی واسطی علاقہ پیدا کری اور اوسی کیطرف التجا کری اور قبر پر قران پڑہنا بعضے علما جائز بتاتی ہین

العلماء ومنعها البعض الآخر وقالوا لابد للزائر ان یکون مشغولا بالاعتبار وقراءة القران یحتاج صاحبها الی التدبر
اور بعضی منع کرتی ہین یہی کہتی ہین زائر کو چاہیئے کہ عبرت مین لگا رہے اور قرآن پڑہنے والے کو اوسمین غور اور

واحضار الفکر فیما یتعلق والاعتبار والفکر لا یجتمعان فی قلب واحد فی زمان واحد فان قال قائل انی اعتبر فی وقت
فکر لگانا چاہیئے جو پڑہتا ہی اور عبرت اور فکر دونو ایک دل کی اندر ایک وقت خاص مین جمع نہین ہوتے اگر کوئی معترض کہی کہ مجکو ایک وقت عبرت ہوتی ہے

واقرأ فی وقت اخر والقران اذا قرئ ینزل الرحمة فیرجی ان یلحق باهل القبور من تلك الرحمة شئ ینفعهم فالجواب عنه
اور دوسرے وقت قران پڑہتا ہون اور حال یہہ ہے کہ قران پڑہنے وقت اللہ کی رحمت اوترتی ہی لا امید ہی کہ اوس رحمت مین سی کچہہ اہل قبور کو پہنچکر فائدہ بخشی تو اسکے جواب کئی

من وجوه الاول ان قراءة القران وان کانت عبادة لکن کون الزائر مشغولا بما تقدم عن الفکر والاعتبار فی الموت وسوال
ہین اول یہہ کہ قران کا پڑہنا اگرچہ عبادت ہی پر زائر کا اوس وقت سوچ مین اور موت کی خوف مین اور منکر نکیر کے سوال وغیرہ مین

الملکین وغیر ذلك عبادة ایضا والوقت لیس محلا الا لهذه العبادة فقط فلا یخرج من عبادة الی عبادة اخری لاسیما
مشغول رہنا بہی عبادت ہی اور یہہ وقت صرف اس ہی عبادت کا ہے سو ایک عبادت کو چہوڑکر دوسری اختیار کرنی چاہیئے خاص کر

لاجل الغیر والثانی انه لو قرأ فی بیته واهدی ثوابها الیهم بان قال بلسانه بعد فراغه من قراءته اللهم اجعل ثواب ما
دوسری کی واسطے دوسرا جواب یہہ ہے کہ زائر اگر اپنی گہر مین قران پڑہکر ثواب اہل قبور کو ہدیہ کرے اسطور کہ قران پڑہنے سے فارغ ہوکر زبان سے یہہ کہے الٰہی اس قرات کا ثواب

قراته لاهل القبور لوصل الیهم ان هذا دعاء بوصول الثواب الیهم والدعاء یصل بلا خلاف فلا یحتاج ان یقرأ علی قبورهم
اہل قبور کو پہونچا دے تو البتہ یہہ ثواب ونکو ملیگا کیونکہ اہل قبور کو ثواب ملنی کی دعا ہی اور دعا بلا خلاف پہونچتی ہے سو اسکے کیا حاجت ہی کہ قران قبروں پر پڑہا جاوے

والثالث ان قراءته علی قبورهم قد یکون سبب العذاب بعضهم اذ کلما مرت ایة لم یعمل بها یقال له اما قرأتها اما سمعتها
تیسرا جواب یہہ ہی کہ قبرون پر قران پڑہنی سی کبہی کسی مردہ کو عذاب بہی ہونی لگتا ہے اسواسطے کہ جب ایسی آیت آویگی کہ اوسپر عمل نہین کیا تو اوسکو کہین گے کیا یہہ آیت تو

فکیف خالفتها ولم تعمل بها فیعذب لاجل مخالفته بها والرابع ان السنة لم ترد بها وکفی بها منعا فاذا کان کذلك فاللائق
نے نہین پڑہی سکا خلاف کیون کیا اور اسپر عمل کیون نکیا سو اس مخالفت کی باعث عذاب ہوتا ہے اور چوتہا جواب یہہ ہے کہ یہہ حدیث مین نہین آیا اور منع کرنیکو یہی کافی ہے جب یہہ بات ہوئی تو زائر کو یہی

بالزائر ان یتبع السنة ویقف عند ما شرع له ولا یتعداه لیکون محسنا الی نفسه والی اهل القبور لان زیارة القبور
لائق ہی کہ سنت کا تابع رہی اور شروع پر توقف کری تجاوز نکری تاکہ اپنا اور اہل قبور کا محسن ہووی اسلئی کہ زیارت قبور کے

نوعان زیارة شرعیة وزیارة بدعیة اما الزیارة الشرعیة التی اذن فیها رسول الله صلی الله علیه وسلم فالمقصود
دو طرح پر ہی زیارت شرعی اور زیارت بدعی زیارت شرعی تو وہ ہی جسمین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نی اجازت دی ہے پس مقصود

منها شیئان احدهما راجع الی الزائر وهو الاتعاظ والاعتبار والثانی راجع الی اهل القبور وهو ان یسلم علیهم الزائر ویدعو
اوس سی دو باتین ہین ایک تو فائدہ زائر کا ہے یعنی پند پذیری اور عبرت اور دوسرے فائدہ اہل قبور کا یعنی زائر اونکو سلام پہونچاوے اور اونکی لئی دعا خیر

لهم واما الزیارة البدعیة فهی زیارة القبور لاجل الصلوة عندها والطواف بها وتقبیلها واستلامها وتعفیر الخدود
کری اور زیارت بدعی یہہ ہے کہ قبرون مین نماز پڑہنے کو جاوی اور اونکی طواف کرنیکو اور قبرونکی بوسہ اور چومنی کو اور موہنہ قبر پر

علیها واخذ ترابها ودعاء اصحابها والاستغاثة بهم وسوالهم النصر والرزق والعافیة والولد وقضاء الدین وتفریج
ملنی کو اور وہان کی مٹی لینی کو اور اہل قبور کو پکار کر اون سی مدد مانگنی کو اور اونسی یاری اور رزق اور عافیت اور اولاد اور ادای قرض اور کہلنا

الکربات واغاثة اللهفان وغیر ذلك من الحاجات التی کان عباد الاصنام یسئلون من اصنامهم فان اصل
سختیونکا اور امداد بیچارون کے اور سوای اسکے اور اور حاجتین جو بت پرست اپنی بتون سی مانگتی ہین بیشک اصل اس

هذه الزیارة البدعیة الشرکیة ماخوذ منهم ولیس بشئ من ذلك مشروعا باتفاق علماء المسلمین اذ لم یفعله رسول الله
زیارت بدعی شرکی کی بت پرستون سی لی ہوئی ہی اور کوئی امر ان مین سے باتفاق تمام علماء مسلمین کے جائز نہین ہے اسواسطے کہ نہ تو یہہ رسول خدا

العٰلمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین بل قد انکر الصحابة ما هو دون ذلك بکثیر کما روی عن
العالمین نے کیا اور نہ کسی نے صحابہ اور تابعین میں سے اور نہ کسی نے تمام ائمہ دین میں سے بلکہ صحابہ نے اکثر اس سے کمتر باتوں میں انکار کیا ہے چنانچہ
المعرور بن سوید ان عمر صلی صلوة الصبح فی طریق مکة ثم رای الناس یذهبون مذهب فقال این یذهب هؤلاء
معرور بن سوید سے روایت ہے کہ عمر نے صبح کی نماز مکہ کی رستہ میں پڑہی پہر لوگوں کو دیکھا کہ ایک طرف کو جاتی ہیں پوچہا یہہ لوگ کہاں جاتی ہیں
فقیل مسجدا صلی فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم فهم یصلون فیه فقال انما هلك من کان قبلکم بمثل
کسی نے جواب دیا اوس مسجد میں جہاں رسول اللہ صلعم نے نماز پڑہے تہے سو یہہ لوگ بہی وہاں نماز پڑہیں گی پس فرمایا پہلی امتیں ایسی ہی باتوں سے ہلاک ہوئے
هذا کانوا یتبعون آثار انبیائهم ویتخذونها کنائس وبیعًا فمن ادرکته الصلوة فی هذه المساجد فلیصلها فیها ومن
ہیں کہ اپنی اپنی انبیا کی آثار پر لگے رہتی تہی اور انہی کو کنیسہ اور بیع یعنی عبادتگاہ بنا لیتے تہی پس جسکو وقت نماز کا ان مسجد میں ہو جاوی اوسی چاہیے کہ یہاں نماز پڑہ لے اور جسکو
لا فلیمض ولا یتعمدها وکذلك لما بلغه ان الناس یتناولون الشجرة التی بویع تحتها النبی علیه الصلوة والسلام ارسل الیها فقطعها
وقت نہو تو چلا جاوے اور خواہ مخواہ ارادہ نکرے اور ایسے ہی جب عمرؓ نے سنا کہ لوگ باری باری اوس درخت پر جاتے ہیں جسکے تلے نبی علیہ السلام نے بیعت لی تہی آدمی بہیجکر اوسکو کٹوا ڈالا
فاذا کان عمر فعل هذا بالشجرة التی بایع الصحابة تحتها رسول الله صلی الله علیه وسلم وذکرها الله تعالی فی القرآن حیث
پس جب عمرؓ نے اوس درخت کا یہہ حال کیا ہو جسکے تلے صحابہ نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تہی اور اللہ تعالی نے اوسکا ذکر قرآن میں کیا ہے جہاں
قال لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فماذا یکون حکمه فیما عداها ولقد جرد السلف الصالح
کہا ہے اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب بیعت کرنی لگی تجہسے اوس درخت کی نیچے اب اور کی تو کیا اصل ہے اور بیشک سلف صالح نے توحید کو خوب
التوحید وحموا جانبه حتی کانت الصحابة والتابعون حیث کانت الحجرة النبویة منفصلة عن المسجد الی زمن الولید
صاف کیا ہے اور توحید کی جانب کو حمایت کے سبب یہانتک کہ صحابہ اور تابعین اسواسطے کہ حجرہ نبوی علیہ السلام مسجد سے الگ تہا ولید بن عبد الملک کے عہد تک
بن عبد الملك لا یدخل فیها احد لا لصلوة ولا لدعاء ولا لشیء آخر مما هو من جنس العبادة بل کانوا یفعلون جمیع
کوئی اوس حجرہ میں نہیں گہستا تہا نہ تو واسطے نماز کے اور نہ واسطے دعا کی اور نہ کسی اور کام کو جو عبادت کی جنس کا ہو بلکہ وہ لوگ یہہ تمام عبادت
ذلك فی المسجد وکان احدهم اذا سلم علی النبی علیه السلام واراد الدعاء استقبل القبلة وجعل ظهره الی جدار القبر
مسجد میں کیا کرتی تہی اور ہر ایک کا یہہ حال تہا کہ جب نبی علیہ السلام پر درود پڑہکر دعا مانگتا تو قبلہ کیطرف متوجہ ہوتا اور اپنی پشت قبر شریف کی دیوار کے طرف کر لیتا
ثم دعا وهذا مما لا نزاع فیه بین العلماء وانما نزاعهم فی وقت السلام علیه قال ابو حنیفة یستقبل القبلة عند السلام
تو دعا مانگتا اور یہہ تو وہ مقدمہ ہے کہ اس میں علماء کو کچہہ بحث نہیں ہے بحث اس میں ہے کہ درود پڑہتی ہوئی کیا کری امام ابو حنیفہ کہتے ہیں بر وقت درود کی بہی قبلہ کیطرف موہنہ کرنا
ایضا ولا یستقبل القبر وقال غیره لا یستقبل القبر عند الدعاء بل قالوا انه یستقبل القبلة وقت الدعاء ولا یستقبل
چاہیے اور قبر کی طرف توجہ نہیں چاہیے اور اور کہتے ہیں دعا میں استقبال قبر کا نکری بلکہ کہتے ہیں دعا میں قبلہ کیطرف متوجہ ہونا چاہیے اور قبر کی طرف
القبر حتی لا یکون الدعاء عند القبر فان الدعاء عبادة کما ثبت بالحدیث المرفوع ان الدعاء هو العبادة والسلف الصالح
موہنہ کر کر کہڑا ہو تا کہ دعا قبر کی طرف نہ واقع ہو کیونکہ دعا عبادت ہوتی ہے چنانچہ حدیث مرفوع سے ثابت ہے کہ دعا عبادت سے ہے اور سلف صالح
من الصحابة والتابعین جعلوا العبادة خالصة لله تعالی ولم یفعلوا عند القبور شیئا منها الا ما اذن فیه النبی علیه
یعنی صحابہ اور تابعین نے عبادت کو خاص واسطے اللہ کا ٹہیرا لیا ہے اور اونہوں نے عبادت میں سے قبروں پر جاکر کچہہ نہیں کیا مگر وہی جسکی نبی علیہ السلام
الصلوة والسلام من السلام علی اصحابها وسؤال الرحمة والمغفرة والعافیة من الله لهم وسبب ذلك ان المیت قد انقطع
نے اجازت دی ہے یعنی اہل قبور پر سلام اور اللہ سے اونکی لئے رحمت اور مغفرت اور آرام مانگنا اور سبب اسکا یہہ ہے کہ میت کے اعمال تو منقطع
عمله وهو یحتاج الی من یدعو له ویشفع لاجله ولهذا شرع فی الصلوة علیه من الدعاء له وجوبا او ندبا ما لم یشرع
ہو چکے ہیں ثواب وسکو یہہ حاجت ہے کہ کوئی اوسکے لئے دعا مانگی اور شفاعت کری اور اسہی لئے میت کے واسطے وہ دعا وجوبا یا ندبا ثابت ہیں کہ اوس قسم کے

مثله فی الدعاء للحی فانا لما کنا اذا قمنا الی جنازة ندعو له ونشفع لاجله فبعد الدفن اولی ان ندعو له ونشفع لانه
دعا زندہ کی واسطے جائز نہیں سو ہم لوگ جب اوسکے جنازہ پر کہڑے ہو کر اوسکے واسطے دعا مانگتی ہوں اور اوسکی شفاعت کرتی ہوں تو دفن کے بعد بہت خوب ہے کہ اوسکے لئے دعا مانگیں اور شفاعت
فی قبره بعد الدفن اشد احتیاجا الی الدعاء له منه علی نعشه لانه حینئذ معرض للسوال وغیره علی ما روی عن عثمان
قبر کی اندر بعد دفن کے دعا کا بہت ہی محتاج ہے کہ اتنا نعش پر نہیں تہا کیونکہ اب وسکو سوال وغیرہ در پیش ہوتی ہیں جو اتی روایت عثمان
بن عفان انه علیه الصلوة والسلام کان اذا فرغ من دفن المیت وقف علیه وقال استغفروا لاخیکم واسالوا له
بن عفان کی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب میت کو دفنا کر فارغ ہوتی تو اوسہی جگہ توقف کر کر فرماتے مغفرت مانگو اپنی بہائی کی اور یہہ دعا کرو
التثبیت فانه الان یسئل وروی عن سفیان الثوری انه قال اذا سئل المیت من ربك یتزای له الشیطان فی صورة
کہ وہ ثابت رہی کیونکہ اب وہ سوال ہوتا ہے، اور سفیان ثوری سی روایت ہی کہ وہ کہتا تہا جب میت سی یہ سوال ہوتا ہی تیرا رب کون ہے تو اوسکو شیطان صورة بنا کر
ویشیر الی نفسه انی انا ربك قال الترمذی هذا فتنة عظیمة ولذلك کان النبی علیه الصلوة والسلام یدعو بالثبات
نظر آتا ہی اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہی کہ تیرا رب میں ہوں ترمذی کہتا ہی یہہ بڑا فتنہ ہی اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ثبات کی دعا مانگا کرتی تہی کہ
اللهم ثبت عند المسئلة منطقه وافتح ابواب السماء لروحه وکان یستحبون اذا وضع المیت فی اللحد ان یقال اللهم
الٰہی سوال کی وقت اوسکی بات کو ثابت رکہیو اور اوسکی روح پر آسمان کی دروازہ کہول دی اور بہت نیک جانتی تہی کہ میت کو لحد کی اندر رکہہ کر یہہ دعا مانگیں الٰہی
اعذه من الشیطن الرجیم فهذه سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم فی اهل القبور بضعا وعشرین سنة
اوسکو شیطان راندہ سی بچا بس یہہ ہی طریق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اہل قبور کی حق میں کئی اوپر بیس سال رہا
وهذه سنة الخلفاء الراشدین وطریقة جمیع الصحابة والتابعین فبدل اهل البدع والضلال قولا غیر الذی قیل
اور یہہ ہی طریق خلفاء راشدین اور طریقہ تمام صحابہ اور تابعین کا ہی پہر گمراہ بدعتیوں نی وہ بات جو اون سی کہی گئی تہی بدل ڈالی
لهم فانهم قصدوا بالزیارة التی شرعها رسول الله صلی الله علیه وسلم احسانا الی المیت والی الزائر سوالهم بالمیت و
انکی مراد زیارت سی جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نی میت اور زائر کی حق میں نیک سمجہہ کر جائز رکہا ہے یہہ ہے کہ میت کے وسیلہ سے
الاستعانة به ولیس هذا الا الفتنة التی قال فیها عبد الله بن مسعود رض کیف اذا البستکم فتنة یهرم فیها الکبیر
اور استعانت کرنا اور یہہ وہی فتنہ ہی جسمیں عبد اللہ بن مسعود نی کہا ہے کیا حال ہو گا جب تمکو فتنہ ڈہانپ لیگا جسمیں بڑا بڈہا ہو جاوے
وینشأ فیه الصغیر تجری علی الناس تتخذونها سنة اذا غیرت قیل غیرت السنة قال ابن القیم فی اغاثته هذا یدل
اور بچہ جوان ہو جاوی لوگوں پر جو گذری گا اوسکو سنت ٹہرا لینگے اگر اوسکو بدلیں تو یہہ کہیں سنت بدل ڈالی ابن قیم اغاثتہ میں کہتا ہے ابن مسعود کے
علی ان العمل اذا جری علی خلاف السنة فلا اعتبار ولا التفات الیه وقد جری العمل علی خلاف السنة منذ زمن طویل
اس قول سی معلوم ہوتا ہے کہ جب عمل طریق سنت کے خلاف ہونی لگی تو اوسکا کچہہ اعتبار نہیں اور نہ اوسطرف کچہہ توجہ ہے اور مدت دراز سے عمل برخلاف سنت ہو رہا ہے،
فاذن لا بد ان تکون شدید التوقی من محدثات الامور وان اتفق علیه الجمهور فلا یغرنك اطباقهم علی ما حدث
سو اب خواہ مخواہ محدثات امور یعنی بدعات سی بہت ہی بچا چاہیئے اگرچہ اوسپر جمہور متفق ہوں اونکی اتفاق پر نہ بہولنا کہ بدعات پر جو
بعد الصحابة بل ینبغی لك ان تکون حریصا علی التفتیش عن احوالهم واعمالهم فان اعلم الناس واقربهم الی الله اشبههم بهم
بعد صحابہ کی پیدا ہوئی ہیں کر رکہا ہے بلکہ تجہکو لایق ہی کہ اونکی احوال اور اعمال کی خوب تفتیش کرتا رہے کیونکہ سب میں بڑا عالم اور اللہ تعالے کا بڑا مقرب وہ ہی ہے جو اونکی ساتہہ
واعلمهم بطریقتهم اذ منهم اخذ الدین وهم اصول فی نقل الشریعة من صاحب الشرع فلا بد لك ان لا تکترث بمخالفتك
خوب ملتا ہو اور اونکی طریقے سے خوب واقف ہو اسواسطے کہ دین اونہی سی حاصل ہوا ہی اور وہی صاحب شرع سی شریعت نقل کرنیمیں اصل ہیں سو تجہکو لازم ہی کہ اپنی اہل عصر کی مخالفت کا
لاهل عصرك فی موافقتك لاهل عصر النبی علیه السلام اذ قد جاء فی الحدیث اذا اختلف الناس فعلیکم بالسواد الاعظم
صحابہ کی موافقت میں کچہہ فکر نکری کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ جب آدمیوں میں دو راہ ہو جاویں تو بڑی انبوہ کو لو

قال عبد الرحمن بن اسمعیل المعروف بابی شامة حیث جاء الامر بلزوم الجماعة فالمراد به لزوم الحق واتباعه وان کان
عبد الرحمن بن اسمعیل جو ابو شامہ مشہور ہی کہتا ہی جس جگہہ لزوم جماعت کا حکم ہے تو مراد اوس سے لزوم حق کی جانب کا اور حق کا اتباع ہی اگرچہ
المتمسك قلیلا والمخالف له کثیرا الا ان الحق ماکان علیه الجماعة الاولی وهم الصحابة ولا عبرة الی کثرة الباطل
حق والی تہوڑی اور اوسکی مخالف بہت ہون یاد رہی حق وہ ہی جسپر جماعت اولی رہی ہے یعنے صحابہ اور اونکی بعد جو باطل بہت پہیل گیا اوسکا
بعدهم وقد قال الفضیل بن عیاض ما معناه الزم طرق الهدی ولا یضرك قلة السالکین وایاك وطرق الضلالة
کچہہ اعتبار نہین اور فضیل بن عیاض نے ایسی بات کہی ہی کہ معنی اوسکی یہہ ہین راہ ہدایت پر لگا رہ اوسکی چلنی والون کی کمی سی تجہکو کچہہ خلل نہوگا اور گمراہی کی رستون سی بچتا رہ
ولا تغتر بکثرة الهالکین وقال ابن مسعود انتم فی زمان خیرکم فیه المتسارع فی الامور وسیاتی زمان بعدکم
اور ہالکین کے کثرت سی دہوکہ مین نہ آنا اور ابن مسعود کہتا ہی تم ایسے زمانہ مین ہو جسمین بہتر وہ شخص ہے جو عمل مین جلدی کریں اور تمہارے بعد ایسی زمانہ آ آبی
خیرکم فیه المثبت المتوقف لکثرة الشبهات قال الامام الغزالی لقد صدق لان من لم یثبت فی هذا الزمان بل
کہ بہتر اوسمین وہ شخص ہوگا جو ثابت رہے اور توقف کری بسبب کثرت شبہات کے امام غزالی کہتی ہین کہ بیشک سچ کہا ہے اسلئے کہ جو شخص اس زمانہ مین ثابت نرہے بلکہ
وافق الجماهیر فیما هم فیه وخاض فیما خاضوا فیه یهلك کما هلکوا فان اصل الدین وعمدته وقوامه لیس بکثرة
جمہور کا ساتہہ دی جو وہ کر رہی ہین اور اونکی فکرات مین غور کرنے لگی تو ہلاک ہو ویگا جیسے وہ ہلاک ہوے کیونکہ دین کی اصل اور عمدگی اور استواری
العبادة والتلاوة والمجاهدة بالجوع وغیره وانما هو باحترازه من الافات والعاهات التی یاتی علیه من البدع و
عبادت اور تلاوت کی کثرت سی اور بہوکہ پیاسی رہ کر مجاہدہ کرنے سی نہین ہے دین کی استواری صرف اون آفات اور صدمات کے بچنی سی ہے جو اوسپر بدعتون اور
المحدثات التی یؤدی الی تبدله وتغیره کما تبدل وتغیر ادیان الرسل علیهم السلام من قبل بسبب ذلك فعلی هذا
نئی نئی باتین گذرتی ہین جسمین دین تمام بدل سدل جاتا ہی جیسے پہلی رسل علیہم السلام کی دین اسیہی سبب سے بدل گئے ہین اس بات کی موافق
ینبغی للمؤمن ان لا یغتر ویستدل بقوة تصمیمه علی شئ وکثرة عبادته انه علی الحق فان تصمیمه علیه وعدم رجوعه عنه
مومن شخص کو چاہئی کہ فریب مین آکر اپنی قوت تصمیم سے کسی شئی پر اور اپنی کثرت عبادت سی یہہ استدلال نکری کہ وہ حق پر ہے کیونکہ اوسکا تصمیم کسی بات پر اور اوس سے رجوع نکرنا
ولو نشر بالمناشیر لا یدل علی کونه علی الحق فیه لان جزمه وتصمیمه علیه لیس من حیث کونه حقا بل من حیث
اگرچہ دو فترون مین پہیل جاوے پر یہہ دلالت نہین کرتا کہ اس باب مین حق پر ہی کیونکہ اوسکا جزم اور تصمیم اوس امر پر اسلئے نہین ہے کہ وہ حق ہی بلکہ اس جہت سی ہے
نشاته بین قوم یدینون به وللنشاة والمخالطة اثر عظیم فی تصمیم شئ حقا کان او باطلا الا تری ان مثل هذا
کہ وہ ایسی قوم مین پیدا ہوا ہی کہ وہ اوس امر کو دینیات سے جانتی ہین اور پیدائش اور رلنی ملنی اور صحبت کو ہر شئی کی تصمیم مین خواہ حق ہو یا باطل بڑا ہی اثر ہوتا ہی کیا دیکہا نہین کہ ایسی ہی
التصمیم یوجد علامة من ذوی الجهل المرکب کالیهود والنصاری ومن فی معناهم وان کان کذلك فالواجب علی کل
تصمیم تمام عام لوگ جہل مرکبون مین جیسے یہود اور نصاری اور جو انکی مثال ہین سب مین موجود ہی جب یہہ حال ہے تو ہر مسلم پر اس زمانہ مین
مسلم فی هذا الزمان ان یحترز عن الاغترار والمیل الی شئ من البدع والمحدثات ویصون دینه من العوائد التی
واجب ہی کہ ایسے شبہات اور بدعات اور محدثات کی رغبت سے بچتا رہے اور اپنی دین کو عادات سے جن سے
استانس بها وتربی علیها فانها سم قاتل قل من سلم من افاتها وظهر له الحق معها الا تری ان قریشا لاجل العوائد التی الفتها
مالوف ہو رہا ہی اور اسیہی مین پرورش پائی ہے قسم ہی بچاوے کیونکہ یہہ زہر قاتل ہی آکی آفت سی کم بچتی ہین اور رہجان مین حق کم ظاہر ہوتا ہی کیا دیکہا نہین کہ قریش نے انہین عادات کے مارے جنکی الفت
نفوسهم انکروا علی النبی صلی الله علیه وسلم ما جاء به من الهدی والبیان وکان ذلك سببا لکفرهم وطغیانهم ولذلك
اونکی جان لگی ہوئی تہی نبی علیہ الصلوۃ والسلام اور اونکی ہدایت اور بیان کو نمانا اور اسیہی سبب سے کافر ہوگئے اور سرکشی کی اور اسیہی لئے
کان ابن مسعود یقول ایاکم وما یحدث من البدع فان الدین لا یذهب بمرة من القلوب بل الشیطن یحدث لکم
ابن مسعود کہا کرتے تہے نئی بدعات سے بچو کیونکہ دین ایکبارگی دلون مین سے نہین جاویگا بلکہ شیطان تمہارے لئے بدعتین لگاتا جاویگا

بدعا حتی یذهب الایمان من قلوبکم نسئل الله تعالی ان یرینا الحق حقا ویرزقنا اتباعه ویرینا الباطل باطلا و
آخر ہوتی ہوتی تمہارے دلونمین سی ایمان نکل جاویگا ہم خداسی چاہتی ہین کہ ہمپر حق کو حق ظاہر کردی اور اوسکا اتباع نصیب کری اور ہم پر باطل کو
یرزقنا اجتنابه **المجلس الثامن والخمسون فی بیان ذکر الموت ولزوم الاستعداد له** قال رسول
باطل ظاہر کردی اور اوسی اجتناب نصیب کری اٹھاون مجلس موت کی یادگاری اور اوسکی تیاری کی لزوم مین رسول الله
الله صلی الله علیه وسلم اکثروا ذکر هازم اللذات الموت هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابو هریرة
صلے الله علیه وسلم نے فرمایا بہت کیا کرو یادگاری شی لذت شکن کی یعنی موت کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون سی ہے ابو ہریرہ کی روایت
ومعناه ان الموت یکسر کل لذة فاکثروا ذکره حتی تستعدوا له فان قوله علیه الصلوة والسلام اکثروا ذکر
سی اسکی یہہ معنے ہین کہ موت ہر لذت کو توڑ دیتی ہی سو اسکو ہر وقت یاد رکھو تاکہ اوسکی سامان مین لگو بیشک قول علیه السلام کا کہ اکثر ذکر رکھو
هازم اللذات کلام وجیز مختصر لکن جمع فیها جمیع المواعظ فان من ذکر الموت حقیقة ینقص علیه لذة الحاضرة
لذات توڑنی والیکا کلام نہایت مختصر ہے پر اسمین تمام مواعظ بھر دی ہین کیونکہ جو شخص حقیقت مین موت کو یاد رکھیگا تو اوسپر لذت حالیہ
ویمنعه من تمنیها فی المستقبل ویزهده فیما کان یؤمله منها لکن النفوس الراکدة والقلوب الغافلة تحتاج الی تکثیر
کم ہوجاویگی اور اوسکو آئندہ کی آرزو سی بند کردیگی اور جو امیدین رکھتا ہوگا سب چھوڑا دیگی پر نفوس سست اور غافل دلونکو یہہ حاجت ہے
اللفظ وتطویل الوعظ والا ففی قوله علیه الصلوة والسلام اکثروا ذکر هازم اللذات الموت مع قوله تعالی کل نفس ذائقة
کہ عبارت دراز اور وعظ طویل ہو نہین تو حدیث کی اس جملہ مین زیادہ کرو یادگاری لذات توڑنی والیکے جو موت ہی ہمراہ اس آیت کے
الموت ما یکفی السامع له والناظر فیه لان ذکر الموت یورث استشعار الانزعاج عن هذه الدار الفانیة والتوجه فی کل
ہر جان چکھنی والی ہی موت کو اسقدر مضمون ہی کہ سمجھنے والیکو اور غور کرنی والی کو کافی ہے اسلیئے کہ موت کی یاد کرنیمین اس دار فانی سی اکھڑ نیکے اور
لحظة الی الدار الباقیة اذ قد قال العلماء الموت لیس بعدم محض وفناء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقته
ہر لحظہ دار باقی کیطرف متوجہ رہنی کی عقل پیدا ہوتی ہی اسواسطے کہ علما کہتے ہین کہ موت نرا عدم اور صرف فنا ہی نہین ہی بلکہ موت کیا ہی
عنه وتبدل من حال الی حال وانتقال من دار الی دار وهو من اعظم المصائب وقد سماه الله تعالی مصیبة حیث قال
تعلق روح کا بدن سی چھوٹ جانا اور روح کا بدن سے جدا ہونا اور ایک حال کا دوسری حال پر بدل جانا اور ایک گھر سی دوسری گھر مین چلا جانا اور موت سب سے
فاصابتکم مصیبة الموت فالموت هو المصیبة العظمی واعظم منه الغفلة عنه وعدم ذکره وقلة التفکر فیه مع
بڑی مصیبت ہی اور الله تعالی نی بھی اسکا نام مصیبت رکھا ہی جہان فرمایا پھر آوی تمپر مصیبت موت کی پس موت ہی بڑی مصیبت ہی اور اوس سی بڑھ کر موت سی غفلت اور
ان فیه وحده لعبرة لمن اعتبر وقد قال القرطبی فی تذکرته ان الامة اجتمعت علی ان الموت لیس له سن معلوم ولا زمن
یاد نکرنا اور اوسمین فکر نہ لگانا باوجودیکہ صرف اوسمین عبرت ہانی والیکو بڑی عبرت ہے اور قرطبی نی اپنی تذکرہ مین کہا ہی کہ تمام امت بالاتفاق جانتی ہی کہ موت کا کوئی سال معین نہین اور نہ
معلوم ولا مرض معلوم وانما کان کذلك لیکون المرء علی هیبة منه مستعدا له لکن من غلب علیه حب الدنیا والانهماك
زمانہ معلوم اور نہ کوئی مرض مقرر اور یہہ اسلیئے ہی تاکہ آدمی ہر دم اوس سے ڈرتا اور سامان کرتا رہی لیکن جسپر دنیا کی محبت غالب ہو گئی ہو اور اوسکی لذتونمین
فی لذائذها لا محالة یغفل عن ذکره ولا یذکره بل اذا ذکر عنده یکرهه وینفر عنه طبعه لان غلبة حب الدنیا فی قلبه
کھپ گیا ہی بیشک اوسکی یاد سی غافل ہے کبھی یاد نہین کرتا بلکہ اوسکی پاس اگر موت کا ذکر آئی تو برا مانتا ہی اور اوسکی طبیعت کو نفرت ہوتی ہی اسلیئے کہ اوسکی دل مین دنیا کی
ورسوخ علائقها فیه یمنع عن التفکر فی الموت الذی هو سبب مفارقتها ولا یحب ذکره وان ذکره یذکره للتاسف علی الدنیا
محبت کا غلبہ اور دنیا کی مضبوط علاقی موت کی فکر سے روک دیتی ہین جو کہ سبب دنیا کی مفارقت کا ہی اور اوسکا ذکر اچھا نہین لگتا اور اگر موت کو یاد بھی کرتا ہی تو دنیا کی تاسف پر
ویشتغل بذمه ویزیده ذکره بعدا من الله تعالی اذ قد ورد فی الحدیث ان من کره لقاء الله تعالی کره الله لقاءه ومع هذا
موت کی برائیان کرتا ہی اور موت کا ایسا ذکر الله تعالی سی اور بھی دور کر دیتا ہی سو اسلئے کہ حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی الله تعالی کی ملاقات کو مکروہ جانتا ہی الله تعالی اوسکے صورت دیکھنی

فتذكره للموت خير له لان تذكر الموت ينقص عليه نعيمه ويكدر عليه صفوة لذته فكل ما يكدر على الانسان لذته وينقص
گروہ کہتا ہی تسپر ہی موت کا یاد کرنا بہتر ہی اسلئی کہ موت کو یاد کرنی سی دنیا کا عیش ناقص اور صاف لذت مکدر ہو جاتی ہی ہر چیز جو انسان کی لذت کو مکدر اور شہوت کو ناقص
عليه شهوته فهو من اسباب سعادته ولذا قال النبي عليه الصلوة والسلام اكثروا ذكر هاذم اللذات لان الانسان لا ينفك
کروے وہ ہی اسباب سعادت مین سی ہی اسلئے نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی بہت یاد کرو توڑنی والی لذت کو اسلئے کہ انسان دو حالت سے خالی
عن حالتين اما في ضيق ومحنة او في سعة ونعمة فان كان في ضيق ومحنة فذكر الموت يسهل عليه ما هو فيه بانه
نہین ہوتا یا تنگی اور محنت مین یا فراخی اور نعمت مین پس اگر شخص تنگی اور محنت مین ہی تو موت کا یاد کرنا اسپر تنگی اور محنت کو آسان کر دیتا ہی
يزول ولا يدوم والموت اصعب منه وان كان في سعة ونعمة فذكر الموت يمنعه عن الاغترار بها والسكون اليها كما
کہ یہ سب فنا ہونیوالا ہی ہمیشہ کو نہین ہے اور موت اوس سے سخت ہی اور اگر فراخی اور نعمت مین ہے تو موت کا یاد کرنا اوسکو دنیا کی فریفتگی سی اور دل لگانی سی باز رکھتا ہی چنانچہ
روى انه عليه الصلوة والسلام قال كفى بالموت واعظا وقال اللفاف من اكثر ذكر الموت اكرم بثلثة اشياء تعجيل
روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا موت نصیحت کرنیکو کفایت کرتی ہی لفاف کہتا ہی جو شخص موت کو بہت یاد کریگا تو اوسکو تین باتین حاصل ہونگی جلدی
التوبة وقناعة القلب ونشاط العبادة ومن نسي الموت عوقب بثلثة اشياء تسويف التوبة والحرص على الدنيا
توبہ اور دل مین قناعت اور عبادت مین سرور اور جو موت کو بہولا رہیگا تو وہ تین باتون مین مبتلا رہیگا توبہ کی تاخیر دنیا کا لالچ
والتكاسل في العبادة وقالت ام المؤمنين عائشة رض يا رسول الله هل يحشر مع الشهداء احد قال نعم من يذكر الموت
عبادت مین سستی ام المومنین عائشہ رض نے پوچھا یا رسول اللہ کوئی شہیدون کے ساتھ بہی اوٹھیگا فرمایا ہان جو ہر روز
في اليوم والليلة عشرين مرة وسبب النيل الى هذه الفضيلة ان ذكر الموت يوجب التجافي عن الدنيا والاستعداد
رات دن مین موت کو بیس دفعہ یاد کرلی اور سبب حصول اس درجہ کا یہ ہے کہ موت کی یاد کاری دنیا سی الگ کر دیتی ہی اور آخرت کے سامان مین لگاتی ہے
للاخرة والغفلة عنه تدعو الى الانهماك في شهوات الدنيا ولذاتها ونسيان الاخرة وقد قال النبي عليه الصلوة و
اور موت کی غفلت دنیا کی شہوات اور لذات مین ڈبو دیتی ہے اور آخرت کو بہلا دیتے ہے اور بیشک نبی علیہ السلام نے
السلام لابن عمر كن في الدنيا كانك غريب او عابر سبيل فكانه عليه الصلوة والسلام قال له انك مسافر ستسافر الى
ابن عمر کو فرمایا دنیا مین ایسا رہ جیسی مسافر یا رستہ چلتا پس گویا نبی علیہ السلام نے اوس سے یہ کہا تو مسافر ہی تجہے جلد آخرت کا
الاخرة فلا تتخذ الدنيا وطنا ولا تميل الى حظوظها وحطامها واغتنم صحتك واصرفها في طاعة الله تعالى و
سفر کرنا ہی سو دنیا کو وطن مت بنا اور دنیا کی لذت اور مال اسباب پر رغبت مت کر اور اپنے صحت کو غنیمت سمجہکر اللہ تعالی کی طاعت مین صرف کر
اجتهد ان تقدم في حياتك ما تقربه عينك يوم الجزاء وذلك انما يحصل بذكر الموت فلذلك كان ذكر الموت
اور کوشش کر کہ اپنی زندگی مین پہلے ایسے اعمال کرلی جسمین قیامت کی دن تیری آنکہ ٹہنڈی رہے اور یہ بات حاصل ہوتی ہے یادکاری موت کی اسلئی موت کا یاد کرنا
افضل وانفع وغفلة الناس عنه لقلة فكرهم فيه وعدم ذكرهم له ومن يذكره لا يذكره بقلب فارغ بل بقلب
بہت افضل اور نافع ہی اور لوگون کی غفلت صرف کوتاہی فکر اور موت کو یاد نکرنی سی ہے اور جو یاد کرتا ہی تو صفائی دل سی یاد نہین کرتا بلکہ دل مین
مشغول باشغال الدنيا فلا ينفع ذكره في قلبه مع ان الواجب على العبد ان يفرغ قلبه عن كل شئ الا عن ذكر الموت
دنیا کی خیالات بہری ہوتی ہین سو ایسے دل مین موت کا ایسا یاد کرنا فائدہ نہین کرتا باوجودیکہ انسان پر واجب ہے کہ اپنی دلکو سب خیالات سی سوای ذکر موت کے
الذي هو بين يديه فانه اذا ذكره بقلب فارغ يوشك ان يؤثر فيه وعند ذلك يقل فرحه وسروره بالدنيا وينكسر قلبه
جو سامنی کہڑی ہی خالی کرے ہی بیشک انسان اگر فارغ دل ہوکر موت کو یاد کریگا تو اسمین تاثیر جلد معلوم ہوگی اور اب دنیا کی فرحت اور سرور کمتی ہوتا جاویگا اور دل ٹوٹ جاویگا
فان من كان اسير النفس مصرا على الذنوب يجب عليه ان يجتهد في اصلاح نفسه بمداواة قلبه فان مداوات
پس جو شخص نفس کا مقید گناہون پر ڈٹا ہوا ہی اوسکو واجب ہے کہ اپنی دل کی علاج کی واسطی اصلاح نفس کے مشقت اختیار کرے کیونکہ دلون کی دوا کرنے واجب ہے

القلوب واجبة لاسيما اذا كان قاسية فعلاجها باربعة اشياء اذ قد قال العلماء اذا كانت القلوب قاسية
کیونکہ دلون کی دوا کرنی واجب ہے خاص ایسی وقت مین کہ وہ سخت ہو جاوین پہر اوسکا علاج چار چیزون سی ہی اسلئی کہ علما کہتے ہین کہ جب دل سخت ہو جاوین تو ایسی
فعلى اصحابها ان يلتزموا باربعة الاول حضور مجالس العلم التي يكثر فيها دعوة الخلق من الدنيا الى الاخرة ومن
لوگون کو چاہیئی کہ چار چیزونکو لازم کرلین اول علم کی ایسی مجلسون مین حاضر ہونا جسمین خلق کی رہنمائی دنیا سی آخرت کے طرف اور
المعصية الى الطاعة فان ذلك مما تلين القلوب ويخجم فيها والثاني ذكر الموت الذي هو هازم اللذات ومفرق
معصیت سی طاعت کی طرف بہت ہوتی ہو کیونکہ اس سی دلون مین نرمی اور درد پیدا ہوتا ہی اور دوسری موت کا یاد رکہنا جوکہ لذتون کو توڑتے ہی اور
الجماعات وموتم للبنين والبنات والثالث مشاهدة المحتضرين فان النظر الى المحتضر ومشاهدة سكراته ونزعاته
جماعات کو پراگندہ کرتی ہی اور بیٹا بیٹے کو چہوڑا دیتی ہی اور تیسری مرتی ہوؤنکا حالت نزع مین دیکہنا کیونکہ مشاہدہ سسکتے کا اور دیکہنا اوسکے ہچکیون اور نزع کا
وتامل صورته بعد موته يقطع عن النفوس لذاتها وعن القلوب مسراتها ويمنع الاجفان من النوم والابدان
اور غور کرنا اوسکی صورت کا بعد موت کے نفوس کو لذات سی اور قلوب کو مسرات سی اور پلکون کو نیند سے اور بدن کو
من الراحة ويبعث على الطاعات فهذه ثلثة امور ينبغي لمن كان قاسي القلب واسير النفس مصرا على الذنوب
ارام سی الگ کردیتا ہی اور طاعات پر اوبہارتا ہی سو یہہ تین طریقہ ہین چاہیئے کہ سخت دل آدمی نفس کا مغلوب گناہون پر لگا ہوا ان سی
ان يستعين بها على دوائه فان انتفع بها فذاك وان عظم عليه رين القلوب واستحكمت دواعي الذنوب
اپنے دل کا علاج کرے پہر اگر نفع ہوا تو بس اور کیا چاہیئی اور اگر دل کے عیب جم گئی اور اسباب گناہونکی جڑ پکڑ گئے
فزيارة القبور يؤثر في ذلك ما لم يؤثر الاول والثاني ولذلك قال النبي عليه الصلوة والسلام زوروا القبور
تو پہر اسمین قبور کی زیارت ایسا اثر کرتی ہی جو طریق اول اور ثانی اثر نہین کرتا اور اسی لئی نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا قبرونکی زیارت کیا کرو
فانها تذكر الموت والاخرة وتزهد في الدنيا فان الاول سماع بالاذن والثاني اخبار بالقلب بما اليه المصير و
کیونکہ اس سے موت اور آخرت یاد آتے ہی اور دنیا چہوٹتی ہے کیونکہ اول طریقہ کانونسی سننی کا ہی اور دوسرا طریقہ دل سی انجام کی سمجہ کا ہی اور
في مشاهدة من احتضر وزيارة من قبر معاينة ولذلك كانا ابلغ من الاول والثاني وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم
سسکتی کو دیکہنی مین اور قبر کے زیارت مین انجام کا معائنہ ہوتا ہی اور اسی لئی یہہ دونو اول اور ثانی سی بہت نافع ہین چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا
ليس الخبر كالمعاينة لكن الاعتبار والاتعاظ بحال المحتضر غير ممكن في كل وقت من الاوقات ولا يتفق لمن يريد علاج
سنا ہوا دیکہی ہوئی کی برابر نہین ہوتا پر عبرت اور پند پذیری سسکتے کی حال سی ہر وقت میسر ہونا ممکن نہین ہے اور جو اپنی دل کا علاج
قلبه في ساعة من الساعات واما زيارة القبور فوجودها اسرع والانتفاع بها اوسع لكن ينبغي لمن يقصد زيارة
کیا چاہی تو گہری گہری اوسکو نہین ملتا اور یہی زیارت قبور کی تو اسکا ہاتہہ آنا جلد ہو سکتا ہی اور منفعت اسکی بہت ہے پر لائق یون ہی کہ قبور کی زیارت کرے
القبور ان يحترز من الزيارة البدعية التي يقصدها اكثر الناس في هذا الزمان وهي زيارة قبور بعض المتبركين
تو زیارت بدعی سی پرہیز رکہی جوکہ اس زمانہ مین اکثر لوگون کو مقصود ہی یعنی متبرک لوگون کی قبر پر جاکر
لاجل الصلوة عندها والطواف بها وتقبيلها واستلامها وتعفير الخدود عليها واخذ ترابها ودعاء اصحابها
نماز پڑہنا اور قبرون پر طواف کرنا اور چومنا اور بوسہ دینا اور اوسپر گال ملنے اور وہان کی مٹی لینی اور مردونسی دعا مانگنی
والاستغاثة بهم وسوالهم النصر والرزق والولد والعافية وقضاء الديون وتفريج الكربات واغاثة اللهفان وغير
اور اونپر بہروسہ کرنا اور اون سی امداد اور رزق اور اولاد اور آرام اور قرضونکا ادا اور سختیونکی کشائش اور ناتوانون کی مدد مانگنا او
ذلك من الحاجات التي كان عباد الاوثان يسئلونها من اوثانهم اذ ليس شئ منها مشروعا باتفاق علماء المسلمين
سوا اسکی اور حاجتین جو بت پرست لوگ اپنے بتونسی مانگا کرتے ہین اسو سطی کہ اسمین سے کوئی بات بہی تمام علماء اہل اسلام کی نزدیک جائز نہین ہے

اذ لم یفعله رسول رب العلمین ولا احد من الصحابة والتابعین وسائر ائمة الدین بل یتادب بادابها ویکون حاضر
کیونکہ ایسا تو نہ رسول رب العالمین نے کیا اور نہ کسی صحابہ اور تابعین نے اور نہ کسی ائمہ دین نے بلکہ طریقے زیارت قبور کی سیکھ کر حضور دل سے
القلب فی اتیانها ولا یکون حظه منها الطواف علیها فقط لانه حالة تشارکه فیها البهائم بل یقصد بزیارته وجه الله تعالی
ادا کرے ایسا نہ ہو کہ زیارت قبور سے اسکا حصہ صرف طواف ہی ہو کیونکہ یہہ بات تو چارپائے بھی کرتے ہیں بلکہ زیارت سے صرف مقصود واسطے خدا تعالی کا ہو
واصلاح نفسه ودواء قلبه ویجتنب المشی علی المقابر والجلوس علیها ویخلع نعلیه ان دخلها کما جاء فی الحدیث
اور درستی اپنی حال کی اور علاج اپنی دل کا اور قبروں کی اوپر پھرا نکری اور نہ اون پر بیٹھے اور قبروں میں جاتی ہوئی جوتی اوتار لی جنانچہ حدیث میں آیا ہی
ویسلم علی اهلها ویخاطبهم خطاب الحاضرین ویقول السلام علیکم دار قوم مؤمنین فانه علیه الصلوة والسلام
اور مردوں پر سلام بھیجے اور اون سے مخاطب ہوکر کلام کری یہہ کہے سلام تمپر ای دار قوم مومنین کے کیونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام
کان یقول کذلك واذا وصل الی میت ینبغی له ان یاتیه من تلقاء وجهه ویسلم علیه ایضا لکن اذا اراد ان یدعو
یہہ ہی کہا کرتے تہے اور جب کسی مردہ کی پاس جاوی تو چاہیی کہ اوسکی منہہ کی سامنی سی جاوے اور اوسپر بھی سلام علیک کرے لیکن اگر دعا مانگنی کا قصد کری
یدعو قائما مستقبل القبلة وکذلك الکلام فی زیارة النبی علیه الصلوة والسلام ثم یعتبر بمن کان تحت التراب
تو رو بقبلہ کہڑا ہوکر مانگی اور ایسی ہی گفتگو نبی علیہ السلام کے زیارت میں ہے پہر اوسکی حال سے جو مٹی تلی دبگیا
وانقطع عن الاهل والاحباب بعد ان نافس الاصحاب والعشائر وجمع الاموال والذخائر وجاءه الموت فی وقت لم یحتسبه
اور اہل عیال اور یاروں سی جدا ہوگیا عبرت پذیر ہو ایکدن تہا کہ یاروں اور کنبی میں ملا جلا تہا اور مال اور ذخیرہ جمع کرتا تہا اور اوسکو ایسی وقت موت آگئی جو کا اوسکو گمان نہ تہا
وفی حال لم یرتقبه فانه حین دخل القبر وابتلی بالسؤال هل اصاب فی الجواب وکان قبره روضة من ریاض الجنة
اور ایسی حال میں جو توقع نکرتا تہا پہر یہہ جب قبر میں گیا اور سوال میں مبتلا ہوا تو خدا جانی جواب میں پورا اترا کہ اوسکی قبر بہشت کا چمن ہوگئی ہو
او اخطأ فی الجواب وکان قبره حفرة من حفر النیران ثم یجعل نفسه کانه مات ودخل القبر وذهب عنه اهله وولده
یا جواب میں پورا نہ اترا کہ اوسکی قبر ایک گڑہا دوزخ کا ہوگیا ہو پہر اپنی آپ کو تصور کری گویا مرگیا اور گور میں داخل ہوا اور اہل اور اولاد
ومعارفه وبقی وحیدا فریدا وهو الآن یسأل فماذا یجیب وماذا یکون حاله ثم یتامل حال من مضی من اخوانه واقرانه
اور جان پہچان جدا ہوگئی اکیلا تن تنہا رہ گیا اب مجہسے سوال ہو رہا ہی اب کیا جواب دوں اور میرا کیا انجام ہوگا پہر اپنی گذشتہ بہائی بندوں اور ہمسروں کی حال میں تامل کری
الذین املوا الآمال وجمعوا الاموال کیف انقطعت آمالهم ولم تغن عنهم اموالهم وغیر التراب محاسن وجوههم وافترقت فی
جو کہ بڑی بڑی امیدیں رکہتی تہی اور خوب مال جمع کیا تہا کیونکر اونکی امیدیں ٹوٹ گئیں اور مال متاع نی کچہہ فائدہ نہ دیا اور مٹی نی اونکی اچہی اچہی چہری بگاڑ دی اور
القبور اجزاؤهم وارملت بعدهم نساؤهم وشمل الیتیم اولادهم واقتسم غیرهم اموالهم ولیعلم ان میله الی الدنیا کمیلهم
گور میں اونکی اجزا بکہر گئے اور اونکی جوروئیں رانڈ ہوگئیں اور اونکی اولاد میں یتیمی پہیل گئی اور اونکا مال اوروں نے بانٹ لیا اور یوں یقین کری کہ میری رغبت دنیا میں ایسی ہی ہے اور میری
وغفلته کغفلتهم وانه لا شك صائر الی مصیرهم ولیتحقق ان حاله کحالهم وان الموت لقطیع والهلاك السریع بین یدیه
غفلت اون کیسی غفلت ہیں بیشک اوسی جگہہ جاؤنگا جہاں وہ گئی ہیں اور میرا حال بہی اونکا سا حال ہونے والا ہی اور موت ناگوار اور ہلاک سریع سامنے موجود ہی
وعند هذه التذکر والاعتبار یلین قلبه ویخشع جوارحه ویزول عنه جمع الاعتبارات الدنیویة ویقبل علی الاعمال الاخرویة
اسطرح کی یاد اور اعتبار سے البتہ دل نرم ہوجاویگا اور ہاتہہ پاؤں کانپ جاوینگے اور دنیا کی تمام رابطے جاتی رہینگے اور اعمال آخرت پر متوجہ ہووے گا
ویترك هواه ویتوجه الی طاعة مولاه ثم ینبغی له فی کل حین وزمان ان یکثر ذکر اقرانه وامثاله الذین مضوا قبله فیتذکر
اور ہوا ہوس ترک کرکر مولی کی طاعت اختیار کریگا پہر اسکو چاہی کہ دم بدم اپنی اقران اور امثال کا جو کہ اس سی پہلی مر گئے ہیں ذکر کیا کری
سرورهم ونشاطهم وعیشهم وعشرتهم وطول آمالهم واعتمادهم الی القوة والشباب ومیلهم الی الضحك والتلعاب
اور اونکی سرور اور نشاط اور اونکی عیش اور عشرت اور بڑی بڑی امیدیں اور اونکا بہروسہ قوت اور جوانی کا اور رغبت ہنسی اور کہیل کی یاد کیا کرے

ثم يتأمل كيف كانت حالهم وخلت منهم مجالستهم وديارهم وانقطعت آثارهم وضاعت اموالهم ثم ينظر في نفسه فانه
پھر یہہ سوچے کیسا اونکا حال تھا اور اونکی مجلس اور گھربار اونسے خالی رہ گئی اور اون کا نشان مٹ گیا اور اونکے مال تباہ ہوگئے پھر اپنی طرف خیال کرے کہ میرا بھی
سيكون عاقبة امره كعاقبة امرهم فيسعى في اصلاح نفسه باسقاط ما في ذمته من الفرائض والواجبات والاجتناب
انجام یہہ ہی ہونے والا ہی جو اونکا ہوا پھر اپنے حال کو درست کرے جو جو اسکے ذمہ پر فرائض اور واجبات باقی نکلتی ہیں ادا کرے
عن المحرمات والمكروهات والتوبة عن الذنوب والسيئات يسر الله التوبة والاستغفار اناء الليل واطراف النهار
اور حرام اور مکروہات سے بچے اور گناہوں اور بری کار سے توبہ کرے اللہ ہمکو رات کو اور صبح شام توبہ اور استغفار کی توفیق دے

المجلس التاسع والخمسون في بيان ماهية الطاعون وعدم التقدم عليه وعدم الفرار منه

اونسٹھویں مجلس وبا کی حقیقت میں اور نہ اوسکے اندر جانا اور نہ وہاں سے بھاگنا

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الطاعون رجز ارسل على طائفة من بني اسرائيل فاذا سمعتم به بارض فلا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طاعون یعنے وبا عذاب ہی جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر نازل ہوا تھا جب تم کسی سرزمین میں وبا سنو تو
تقدموا عليه واذا وقع وانتم فيه فلا تخرجوا منها فرارا منه هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه اسامة بن زيد
اوسمیں نجاؤ اور جب وبا آجاوے اور تم وہاں ہو تو وہاں سے وبا کی ڈر کی ماری مت نکلو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہی اسامہ بن زید کی روایت سے
والمراد بالطائفة المذكورة هم الذين امرهم الله تعالى ان يدخلوا الباب سجدا ويقولوا حطة فدخلوا الباب قائلين
اور مراد گروہ مذکورہ سے وہ قوم ہے جسکو اللہ تعالے کا حکم ہوا تھا کہ دروازہ میں سجدہ کرتے ہوئے اور حطہ یعنی معاف کیجئے کہتے ہوئے چلے جاو سو وہ لوگ دروازہ میں
حنطة فخالفوا امر الله تعالى فارسل الله تعالى عليهم الطاعون فمات منهم في ساعة واحدة اربعة وعشرون الفا من
حنطہ کہتے ہوئے داخل ہوئے اونہوں نے امر الہی کی جو خلاف کیا تو اللہ تعالی نے اون پر وبا بھیجی سو اون میں سے گھڑی بھر کی عرصہ میں چوبیس ہزار
شيوخهم وكبرائهم فدل الحديث على ان سبب ظهور الطاعون هو المخالفة لامر الله تعالى وقد وقع فيه النهي عن
بڑے بڑے آدمی مرگئے اب اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سبب طاعون وبا بڑے بڑے کا وہی امر الہی کی مخالفت ہے اور اس حدیث میں وہان یعنی وبا کی جگہہ میں جانے کی ممانعت ہے
القدوم عليه وعن الفرار عنه فالنهي الاول لبيان لزوم الحذر عن التعرض للتلف اذ لا يجوز للعبد ان يلقي نفسه الى
اور وہاں سے بھاگنے کی بھی ممانعت ہی تو اس پہلی ممانعت اسلئے ہے کہ تلف میں پڑنے سے بچو اسلئے کہ بندہ کو جایز نہیں ہے کہ اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے
التهلكة لقوله تعالى ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة والنهي الثاني لبيان لزوم التوكل والرضاء بقضاء الله تعالى وقدره
اس آیت سے اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت میں اور دوسری ممانعت واسطے بیان لزوم توکل کی ہی اور تقدیر الہی پر رضا
ولبيان ان العذاب الواقع بسبب المعصية لا يدفعه الفرار وانما يدفعه التوبة والاستغفار واختلف في هذا النهي
اور اس بیان کی واسطے کہ جو عذاب سبب گناہوں کی نازل ہوتا ہی وہ بھاگنے سے نہیں دفع ہوتا اوسکو تو فقط توبہ اور استغفار ہی دفع کرتی ہی اور اس نہی میں اختلاف ہے
فقال القاضي تاج الدين السبكي مذهبنا هو الذي عليه الاكثرون ان النهي عن الفرار منه للتحريم وقال بعض العلماء
سو قاضی تاج الدین سبکی کہتا ہی ہمارا مذہب وہ ہی ہی جسپر اکثر علماء ہیں کہ وہاں سے بھاگنے کی نہی تحریمی ہی اور بعض علماء کہتے ہیں
هو للتنزيه واتفقوا على جواز الخروج لشغل غرض غير الفرار لقوله عليه السلام في آخر الحديث ولا تخرجوا منها فرارا منه
کہ نہی تنزیہی ہی اور بالاتفاق کہتے ہیں کہ وہاں سے چلا جانا واسطے کسی کار کی سوائے بھاگنے کے جایز ہی اس دلیل سے کہ نبی علیہ السلام آخر حدیث میں فرماتی ہیں اور وہاں سے نکلو
ويدل على التحريم ما روي عن ام المؤمنين عائشة رضي الله عنها انه عليه السلام قال الفار من الطاعون كالفار من الزحف واخرج
اور حضرت ام المؤمنین عائشہ کی روایت سے ثابت ہوتی ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ وبا سے بھاگنے والا ایسا ہی جیسے لڑائی سے بھاگنے والا اور
ابن خزيمة في صحيحه ان الفرار منه من الكبائر والله تعالى يعاقب عليه ان لم يعف واختلف العلماء في حكمة ذلك النهي
ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہی کہ وبا سے بھاگنا گناہ کبیرہ ہی اور اللہ تعالے اسپر عذاب کریگا اگر نہ معاف کیا اور علماء کو اس ممانعت کی حکمت میں اختلاف ہے

فقيل

فقیل هو تعبدی لا یعقل معناه لان الفرار من المهالك مامور به وقد وقع النهی عنه وفیه سر لا یعلمه الا الله تعالیٰ
کوئی کہتا ہی اسمین بندگی ہی کچہہ معنی سمجہہ مین نہین آتی اسلئی کہ ہلاکت کے مقام سی بہاگ جانیکا حکم ہی اور اسمین ممانعت آئی ہی تو اسمین کوئی ایسی پوشیدہ بات ہے کہ اللہ کے سوا کوئی نہین جانتا
وقیل هو معلل بان الطاعون اذا وقع فی بلاد یعم من کان فیه بمداخلة سببه فلا یفید الفرار منه بل ان کان اجله حضر
اور کوئی کہتا ہی اوسکی یہہ علت ہے کہ وبا جب کسی ملک مین پڑتی ہی تو جو وہان ہوتا ہی سب پر پہیل جاتی ہی کیونکہ سبکے دخل ہوتا ہی پہر وہانسے بہاگنی مین کچہہ فائدہ نہین ہی بلکہ اگر
فالطاعون سبب موته سواء اقام او رحل فلما تعین المفسدة ولا انفکاك عنها تعین الاقامة لما فی الخروج من العبث
اوسکی موت آئی ہی تو وبا ہی اوسکی موتکا سبب ہے برابر اگر وہ شخص وہان رہے یا چلا جاوے پہر جب فساد معین ہی اور بچنا اوسی ممکن نہین ہے تو پہر اقامت ہی معین ہی اسلئی کہ چلی جانی مین ایسی بیفائدہ حرکت ہی
الذی لا یلیق بالعقلاء مع ان فیه الفرار من حکم قدره الله تعالیٰ وامر بالصبر علیه وجعل لمن یموت به اجر الشهید بل
جو عقلا کی حال سی مناسب نہین ہے باوجودیکہ اسمین تقدیر الٰہی سی بہاگنا ہی حال یہہ ہے کہ اسپر صبر کرنے کا حکم ہی اور اوسمین مرنی والی کی واسطے اجر شہید کا مقرر ہے بلکہ
جعل للمقیم فیه صابرا اجر الشهید ولو لم یمت بالطاعون والفرار من مثل هذا الاجر خسارة عظیمة مع انه لا یعلم
اسمین صبر سی قائم رہنی والی کی واسطے اجر شہید کا ہی اگرچہ وبا مین جیتا ہی اور بہاگنا ایسے اجر سے بڑی ہی ٹوٹی کی بات ہی باوجودیکہ یہہ خبر نہین
ان الموت الذی فر منه هل یسلم منه ام لا ونقل ابو الحسن المدائنی عن ابیه قال قلما فر احد من الطاعون فسلم قال
کہ جس موت سی بہاگتا ہون اسی سلامت بچونگا یا نہین اور ابو الحسن مدائنی اپنی باپ سے نقل کرتا ہی کہ وبا سے بہاگنے والا کم بچتا ہے
تاج الدین السبکی والذی حکاه مجرب ولیس ببعید ان یجعل الله الفرار منه سببا لقصر العمر وقد جاء فی الکتاب الکریم
تاج الدین سبکی کہتا ہی یہہ بات آزمودہ ہی اور کیا بعید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بہاگنی کی باعث سی اوسکی عمر کوتاہ کردی چنانچہ کتاب کریم سے یہہ مضمون حاصل ہوتا ہی
ما یوخذ منه ان الفرار من الجهاد سبب لقصر العمر وهو قوله تعالیٰ قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ
کہ جہاد مین سی بہاگنا عمر کوتاہ کردیتا ہے اور وہ یہہ آیت ہی تو کہہ ہرگز نہ فائدہ دیویگا تمکو بہاگنا اگر بہاگی تم مرنے سے یا مارے جانے سے
وَإِذًا لَا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا وحکی ان والده استنبط ذلك من هذه الایة وقال اهل التفسیر فی قوله تعالیٰ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا
اور اب نہ پہل پاؤگے مگر تہوڑے دنون اور نقل کرتا ہی کہ میرے باپ نے یہہ مضمون اسی آیت سے نکالا ہی اور مفسرین اس آیت مین تو نے نہ دیکہی وہ لوگ جو نکلے
مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ان اهل قریة وقع فیهم فخرجوا منها هاربین فاماتهم الله تعالیٰ ثم احیاهم لیعتبروا ویعلموا
اپنے گہرون سی اور وہ ہزارون تہی موت کی ڈر سی یہہ کہتی ہین کہ ایک قریہ مین وبا پڑی سو وہ لوگ وہانسے بہاگی پہر اللہ تعالیٰ نی اونکو ماردیا پہر زندہ کیا تاکہ عبرت پذیر ہوں اور جانین
ان لا ینفر من قضاء الله تعالیٰ وقدره وقد ورد فی الحدیث انه وخز اعدائنا من الجن علی ما روی عن ابی موسی الاشعری
کہ تقدیر الٰہی سی نہین بہاگا جاتا اور حدیث مین آیا ہی کہ وبا ہماری دشمنون جنات کی نیزہ زنی ہی موافق روایت ابو موسے اشعری کے
انه علیه السلام قال فناء امتی بالطعن والطاعون قیل یا رسول الله هذا الطعن قد عرفناه فما الطاعون قال وخز اعدائکم
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میری امت کی موت طعن اور طاعون سی ہی کسی نی عرض کیا یا رسول اللہ اس طعن کو تو ہم جانتی ہین پر طاعون کیا ہی فرمایا نیزہ زنی ہی تمہارے دشمنون
یعنی الجن وفی کل منهما شهادة قال ابن القیم فی کون الطاعون وخز اعدائنا من الجن حکمة بالغة وهی ان اعدائنا منهم
یعنے جن کی اور ان دونون مین شہادت ہی ابن القیم کہتا ہی کہ طاعون جو ہمارے دشمنون جنات کی نیزہ زنی ہی اسمین بڑے حکمت ہی وہ یہہ ہے کہ انمین سے شیاطین ہمارے دشمن ہین
شیاطینهم واما اهل الطاعة منهم فهم اخواننا فی الدین وقد امرنا الله تعالیٰ معاداة اعدائنا من الجن والانس وان
اور جو اونمین اہل طاعت ہین سو وہ ہمارے دینی بہائی ہین اور ہمکو حکم الٰہی ہے کہ اپنے دشمنونکی انسان ہون یا جن دشمنی کرین اور
نعادیهم طلبا لمرضاته وابی اکثر الناس الا مسالمتهم وموالاتهم فسلطهم الله تعالیٰ علیهم عقوبة لهم لانهم لما استجابوا حین اخذوهم
سند اللہ کے لڑین اور اکثر لوگ اس حکم سی پہر کر اونکی محبت کے مبتلا رہ گئے سو اونکو اللہ تعالیٰ نی اونپر عقوبت کی لئی غالب کردیا کیونکہ اونہون نے جب انکو
بالفسق والفجور واطاعوهم فی الفساد والشر اقتضت الحکمة الالهیة ان یسلطوا علیهم بالطعن فیهم
فسق و فجور کے لئے بلایا تو مان گئے اور فساد اور شر مین مطیع ہوگئے تو حکمت الٰہی نی یہی چاہا کہ یہہ بہی اونپر غالب آکر اون مین طعن قایم کرین

كما یسلط علیهم اعداءهم من الانس حین افسدوا فی الارض ونبذوا كتاب الله تعالی وراءهم فهذه المحاربة ملحمة من
جیسے کہ اونپر اونکی دشمن انسان غالب ہوجاتی ہین جب وہ ملک مین فساد برپا کرتے ہین اور کتاب اللہ کو پس پشت ڈالتے ہین پس یہہ محاربت صف جنگ
الانس والطاعون ملحمة من الجن وكل منهما یسلط علیهم بتقدیر العزیز الحكیم عقوبة لمن یستحق العقوبة وشهادة
انسانکی ہی اور طاعون صف جنگ جنات کی ہی اور یہہ دونو اونپر اللہ عزیز حکمت والی کی تقدیر سے واسطی عذاب مستحق عذاب کے اور واسطی شہادت مستحق
لمن هو اهل لها فهذه سنة الله تعالی فی العقوبات التی یقع عامة فیكون طهرا للمتقین وعذابا للفاجرین وقد ثبت
شہادت کے مسلط ہوجاتی ہین پس ایسی عقوبات مین جو عام نازل ہوتی ہین عادت الٰہی یہہ ہی جاری ہی سو متقیونکی واسطی طہارت اور بدکارونکی لئی عذاب ہی اور حدیث
فی الحدیث ان سبب وقوع الطاعون ظهور الفاحشة واعلان المنكرات علی ماروی عن ابن عمر انه علیه السلام قال لم یظهر
مین ثابت ہوچکا ہی کہ وبا پڑنیکا سبب ہے فاحشہ کا ظاہر ہونا اور منکرات کا برملا عمل مین آنا موافق روایت ابن عمر کے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا یہہ کبھی نہین ظاہر
الفاحشة فی قوم قط حتی یعلنوها الا فشی فیهم الطاعون واخرج مالك عن ابن عباس موقوفا والطبرانی مرفوعا ما فشا
کہ کسی قوم مین فاحشہ تو ایسا ظاہر ہو کہ برملا ہونی لگی اور وبا نہ پڑی اور مالک نے ابن عباس سے موقوفا اور طبرانی نی مرفوعا نقل کیا ہی نہین ظاہر ہوا
الزنا فی قوم قط الا كثر فیهم الموت قال ابن حجر الحكمة فی ذلك ان حد الزنا فی المحصن ازهاق الروح بصفة مخصوصة وهی
زنا کبھی کسی قوم مین مگر اونمین موت کے کثرت ہوئی ہے ابن حجر کہتا ہی حکمت اسمین یہہ ہے کہ زناکی حد محصن کے حق مین جان کا نکالنا ہی بطور خاص یعنی
الرجم فاذا لم یقم فیه الحد یسلط علیهم الجن لیقتلوهم قال السیوطی ومن تتمة ذلك ان الزنا لما كان فی غالب الاحوال
سنگسار کرکر پھر جب اوسمین یہہ حد قایم نہ ہوئی تو جن اونپر تعینات ہوئے تاکہ اونکو قتل کرین سیوطی کہتا ہی اسکا بقیہ یہہ ہے کہ زنا چونکہ اکثر اوقات
یقع سرا یسلط الله علیهم عدوا یقتلهم سرا من حیث لا یرونه وقاعدة العذاب انه اذا نزل بقوم یعم المستحق وغیره
پوشیدہ واقع ہوتا ہی تو اللہ تعالی بھی اونپر ایسا دشمن تعینات کرتا ہی کہ پوشیدہ مارڈالی ایسا کہ کسیکو معلوم نہو اور عذاب کا قاعدہ یہہ ہے کہ جب کسی قوم پر نازل ہوتی تو پہلی سب پر
ثم یبعثون علی نیاتهم كما روی عن عبد الله بن عمر انه علیه السلام قال اذا انزل الله بقوم عذابا اصاب العذاب من كان فیهم
پھر وہ اپنی اپنی نیتون کی موافق مبعوث ہوتی ہین چنانچہ عبد اللہ بن عمر سی روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی کسی قوم پر عذاب اوتارتا ہی تو جو وہان ہوتا ہی سب پر پہنچتا ہی
ثم یبعثون علی نیاتهم قال العلماء انما یصیب العذاب جمیع الناس لظهور المنكرات والاعلان بها لان انكارها وتغیرها
پھر وہ اپنی اپنی نیت پر مبعوث ہوتی ہین علماء کہتی ہین کہ تمام لوگونکو عذاب اسلئے پہنچتا ہی کہ منکرات ظاہر اور برملا عمل مین آتی ہین اور منکرات کا بند کرنا اور بدلنا
یصیر واجبا علیهم فمن رای ولم ینكر صار كمن فعل فی استحقاق العقوبة كما روی عن ابن عباس انه قیل یا رسول الله
اونپر واجب ہوجاتا ہی پھر جو دیکھی آنکھون ممانعت نکری تو وہ استحقاق عقوبت مین ایسا ہے گویا کہ عمل کرتا ہی چنانچہ روایت ہے ابن عباس سے کہ کسی نی عرض کیا یارسول اللہ
اتهلك القریة وفیها الصالحون قال نعم قیل بم یا رسول الله قال بتهاونهم وسكوتهم عن معاصی الله تعالی ثم ان
کیا تمام گاؤن ہلاک ہوجاتا ہی اور اوسمین صلحا ہوتی ہین فرمایا ہان عرض کیا کس خطا پر یارسول اللہ فرمایا خداکی نافرمانی پر اونکی سستی اور چپ رہنی سے پھر بیشک وہ
الطاعون وان كان یقع عذابا لهم بسبب سكوتهم عن المنكرات عند ظهورها لكن لما جعل لهم كفارة وطهرة كان لهم
وبا اگرچہ اونکی لئے منکرات کی ظہور پر چپ رہنی کی سزا مین عذاب آتا ہی پر چونکہ اونکی لئی کفارہ اور طہارت ہے تو اونکی حق مین
رحمة كما روی عن ام المؤمنین عائشة رض انه علیه الصلوة والسلام قال اذا كثر ذنوب العبد ولم یكن له ما یكفرها ابتلاه
رحمت ہے چنانچہ ام المؤمنین عائشہ سے روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا جب بندہ کی گناہ بہت ہوئی لگتے ہین اور کفارہ اوسکا کچھ نہین ہوتا
الله تعالی بالحزن لیكفرها ویجوز ان یكون فی حق من لم یقصر فیما وجب علیه من الامر بالمعروف والنهی عن المنكر لزیادة
تو اللہ تعالی کفارہ کیواسطی اوسکو غم مین مبتلا کردیتا ہی اور احتمال ہی کہ اوسکی حق مین جو تمام واجبات یعنی امر بالمعروف ونہی عن المنکر مین قصور نکری واسطے افزایش
حسناته كما جاء فی الحدیث ان الرجل لتكون له عند الله تعالی منزلة فما یبلغها بعمله فما یزال الله یبتلیه بما یكرهه
حسنات کے ہو چنانچہ حدیث مین آیا ہی کوئی شخص تقدیر الٰہی مین ایک مرتبہ کی لایق ہوتا ہی کہ اوسکو عمل کی برکت سی نہین حاصل کر سکتا تو اللہ تعالی اوسکو ہمیشہ مکروہات مین مبتلا رکھتا

حتی یبلغه ایاه وقد ورد فی الحدیث ان الطاعون شهادة للمؤمنین ورحمة لهم وزجر علی الکفرین وهو صریح فی ان
آخر وہ اوس مرتبہ پر پہنچا دیتا ہی اور بیشک حدیث میں آیا ہی کہ وبا مومنین کی حق میں شہادت اور رحمت ہی اور کفار کی لئی عذاب ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ
کونه شهادة ورحمة خاصة بالمؤمنین واذا وقع فی الکافر فانما هو عذاب عجل علیه فی الدنیا وله فی الاخرة اشد
وبا صرف مومنین کی لئی شہادت اور رحمت ہے اور جب کافر پر پڑتے ہے تو وہ عذاب ہے کہ اوس پر جلدی سے دنیا میں آگیا اور آخرت میں اوسکے لئے
العذاب واما العاصی المرتکب الکبیرة من هذه الامة اذا کان مصرا علیها ولم یتب عنها فکون الطاعون شهادة
اور بہی سخت عذاب ہی اور رہا گنہگار کبیرہ کرنیوالا اس امت میں سے اگر وہ کبائر پر اڑا ہوا ہی اور تائب نہیں ہوا تو وبا اوسکی حق میں شہادت ہی یا نہیں
له محل نظر اذ یحتمل ان یقال انه لاینال درجة الشهادة لشوم ماکان متلوثا به من الذنوب وقد قال الله تعالی
اسمین تامل ہی اسواسطے کہ ہو سکتا ہی کہ کوئی کہے یہہ شخص ان گناہوں کی وبال سی جسمین مبتلا تہا شہادت کا درجہ نہیں پا سکتا اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی
اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وایضا قد سبق ان الطاعون
کیا خیال رکہتے ہیں جنہوں نے کمائی ہیں برائیاں کہ ہم کر دینگے اونکو برابر اونکی جو یقین لائے ہیں اور کئی بہلے کام اور یہہ بہی گذر چکا ہے کہ وبا
ینشأ عن ظهور الفاحشه ویقع عقوبة بسبب المعصیة فکیف یکون شهادة ویحتمل ان یقال انه ینال درجة الشهادة لعموم الاخبار الواردة
فاحشہ کی ظاہر ہونے سی پڑتی ہی اور گناہ کے سبب سی عقوبت ہوتی ہی پہر شہادت کیونکر ہو سکتی ہی اور یہہ بہی احتمال ہی کہ کہئے کہ شہادت کا درجہ پاویگا
فیها لاسیما الحدیث الوارد عن انس انه علیه الصلوة والسلام قال الطاعون شهادة لکل مسلم فانه صریح فی العموم وبالقیاس
اسواسطے کہ حدیثوں میں حکم عام ہے خاص اوس حدیث میں جو انس روایت کرتا ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا وبا ہر مسلم کی لئی شہادت ہے اب یہہ مضمون صاف علی العموم ہے
علی شهید المعرکة ان یحکم له بالشهادة ولو کان له ذنوب کثیرة لم یتب عنها الا التبعات الادمیین للحدیث الوارد
اور معرکہ جنگ کے شہید پر قیاس کرکر حکم شہادت کا کر سکتی ہیں اگرچہ سوا حق العباد کی اوسکی ذمہ بہت سی گناہ ہی تو بہ باقی رہی ہوں بدلیل اس حدیث کی کہ
ان الشهید یغفر له کل ذنب الا الدین وسائر التبعات فی معنی الدین ولا یلزم من حصول درجة الشهادة لمن اکتسب السیئات
شہید کی تمام گناہ بجز قرض کے معاف ہو جاتی ہیں اور تمام حقوق بمنزلہ قرض کے ہیں اور یہہ لازم نہیں آتا کہ ایک شخص جو گناہ کرتا رہا شہادت کا درجہ پاکر
ان ساوی المؤمن الکامل فی المنزلة لان درجات الشهداء متفاوتة نعم یستفاد من الحدیث ان الشهادة لاتکفر
مومن کامل سے درجہ میں برابر ہو جاوے اسیواسطے کہ شہیدوں کی مرتبے کمتی بڑہتی ہوتے ہیں البتہ اس حدیث سی یہہ معلوم ہوتا ہے کہ شہادت سی حقوق
التبعات لکن التبعات لاتمنع الشهادة اذ لیس للشهادة معنی الا انها اذا حصلت لشخص یثیبه الله تعالی ثوابا مخصوصا
نہیں معاف ہوتی ہیں لیکن حقوق باقی رہنی سے کچہہ شہادت میں فرق نہیں آتا اسواسطے کہ شہادت کی یہہ ہی معنی ہیں کہ جب خدا کسیکے نصیب کرتا ہی تو اوسکو اللہ تعالی کی یہاں سے
ویغفر له ذنوبه غیر التبعات ثم ان کان له اعمال صالحة فهی تنفعه فی موازنة ما علیه من التبعات وتبقی له درجة الشهادة
ایک خاص ثواب ملتا ہی اور اوسکی تمام گناہ سوائی حقوق کی معاف ہو جاتی ہیں پہر اگر اوسکی اوپر اعمال صالحہ ہیں تو وہ اون حقوق کی مقابلہ میں فائدہ کرینگی اور درجہ شہادت کا اوسکے لئی بچا رہیگا
وان لم یکن له اعمال صالحة فالشهادة تکفر اعماله السیئة غیر التبعات وهو فی حق التبعات یبقی فی مشیة الله تعالی
اور اگر کچہہ اعمال صالحہ نہیں تو شہادت اوسکی گناہوں کو سوای حقوق کی تو محو کر دیگی اور بابت حقوق کے اللہ تعالی کی مشیت میں رہے گا
فانه تعالی اذا اراد ان لا یعذبه یرضی علیه خصمه کما روی انه علیه الصلوة والسلام بینما هو جالس اذ ضحک حتی
بیشک اللہ تعالی اگر چاہے کہ اوسپر عذاب نہو تو مدعیونکو راضی کر دیگا چنانچہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک وقت بیٹہی ہوئی ایسے ہنسی
بدت ثنایاه فقیل له لم تضحک یارسول الله قال رجلان من امتی جثیا بین یدی رب العزة فیقول احدهما یارب خذ
کہ دندان مبارک پیشین نظر آنے لگے پہر کسے نے پوچہا یا رسول اللہ آپ کیوں ہنستی ہیں فرمایا میری امت کے دو شخص رب العزت کی سامنی آئی ایک کہتا ہی ای رب میری میرا حق
لی مظلمتی من هذا الاخ فیقول الله تعالی اعط اخاک مظلمته فیقول یارب لم یبق من حسناتی شئ فیقول الله تعالی
اس بہائی سی دلا دی پہر اللہ تعالی فرماتا ہے اپنے بہائی کا حق ادا کر دی وہ جواب دیتا ہے الہی میری پاس تو کوئی بہلائی باقی نہیں رہی پہر اللہ تعالی مدعی سی کہتا ہے

للطالب ما تصنع باخيك لم يبق من حسناته شئ فيقول يا رب فليحمل عني اوزاري ففاضت عينا رسول الله
طالب سے کہیگا اب تجھ اپنی بھائی ہی کیا معاملہ کریگا اوسکی پاس تو کوئی حسنہ باقی نہیں رہا پھر وہ کہیگا یا رب پھر وہ میرا بوجھ یعنی گناہ اوٹھالی بس دونوں آنکھیں رسول الله
صلی الله علیه وسلم قال ان ذلك اليوم ليوم عظيم يحتاج الناس فيه ان يحمل عنهم اوزارهم ثم قال فيقول الله تعالى
صلے اللہ علیہ وسلم کی ٹپک پڑیں اور فرمایا بیشک وہ دن بڑا سخت دن ہی لوگ انکو اوٹھانے کی حاجت ہوگی کہ اونکی گناہ اورون پر پڑجاویں پھر آپ نے فرمایا پھر اللہ تعالے
للطالب حقه ارفع بصرك فانظر الى الجنان فيرفع بصره فيرى مدائن من فضة وقصورا من ذهب مكللة باللؤلؤ فيقول
حق طالب سے فرماویگا نگاہ اوٹھا کر جنت کی طرف تو دیکھ پھر وہ آنکھ اوٹھا کر دیکھتا ہی شہر کی شہر چاندی کی اور محل کے محل سونے کی تمام موتی جڑی ہوئے پھر عرض کریگا
لمن هذا يا رب فيقول الله تعالى هذا لمن يعطي ثمنه فيقول فمن يملك ثمنه يا رب فيقول الله تعالى انت تملكه فيقول
الٰہی یہ کسکی ہیں پھر اللہ تعالی فرماویگا جو کوئی انکی قیمت ادا کرے پھر عرض کریگا اسکی قیمت کسکی پاس ہے پھر اللہ تعالے فرماویگا اسکی قیمت تیری پاس ہے پھر عرض کریگا
بماذا يا رب فيقول الله تعالى بعفوك عن اخيك فيقول يا رب قد عفوت عنه فيقول الله تعالى خذ بيد اخيك وادخله
کس چیز کی بدلے پھر اللہ تعالے فرماویگا تیری اس بھائی کی معافی کی بدلے پھر عرض کریگا الٰہی میں نے بیشک اوسکو معاف کیا پھر اللہ تعالی فرماویگا اپنی بھائی کا ہاتھ پکڑ اور جنت میں لیجا
الجنة ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاتقوا الله واصلحوا ذات بينكم فان الله تعالى يصلح بين المؤمنين
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور آپس میں ملاپ رکھو کیونکہ اللہ تعالی قیامت کے روز مومنوں میں
يوم القيمة قال القرطبي نقلا عن شيخه هذا لبعض الناس ممن اراد الله تعالى ان لا يعذبه وكذا ما روي عنه عليه الصلوة
ملاپ کردیگا قرطبے اپنی اوستاد سے نقل کرتا ہی یہہ حال کسی کسی کا ہی جسکو اللہ تعالے عذاب سے بچانا چاہے اور ایسی ہی وہ جو نبی علیہ الصلوة والسلام
والسلام ان مناديا ينادي يوم القيمة من تحت العرش يا امة محمد اما كان لي قبلكم فقد وهبته لكم فبقيت التبعات
سے روایت ہی کہ ایک منادی قیامت کی دن عرش کے تلے سے آواز دیگا اے امت محمد کی جو میرا حق تمہاری ذمہ تہا میں نے تمکو بخشدیا اب حقوق عباد باقی ہیں
فتواهبوا وادخلوا الجنة برحمتي فهذا ايضا لبعض الناس اذ لو كان في جميعهم لما دخل احد النار وقد ورد اخبار صحيحة
سو ہر ایک دوسرے کو معاف کرکی میری رحمت سے جنت میں چلی جاؤ یہہ بہی کسی کسی کی واسطے ہی کیونکہ اگر سب کے لئی یہہ ہے ہو تو کوئی بہی دوزخ میں نہ جاوی اور بیشک صحیح حدیثیں
نقلها ثقات ولا بد من الايمان بها من كان من اهل الايمان لا يبقى في النار بسبب العصيان بل يخرج منها ولو بعد حين
جو ثقات کی روایت سے آئی ہیں اونپر بہی ایمان لانا ضرور ہی کہ کوئی ایماندار گناہوں کے سبب سے دوزخ میں نہیں پڑا رہیگا بلکہ دوزخ سے نکلیگا اگرچہ بعد زمانہ قلیل
وزمان والخروج منها لا يكون الا بعد الدخول فيها عصمنا الله تعالى عن الدخول فيها المجلس الستون في بيان فضيلة الصبر في
یا زمانہ دراز کی اور دوزخ سے باہر آنا بدون داخل ہوئی نہیں ہوسکتا الٰہی ہمکو دوزخ میں جانے سے بچائیو ساٹہویں مجلس میں صبر کی فضیلت کا بیان
موضع الطاعون وعدم جواز الدعاء لرفعه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس من احد يقع الطاعون فيمكث
موضع طاعون میں اور اوسکی دفع کے لئے دعا کا نہ جائز ہونا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کوئی نہیں کہ طاعون واقع ہو وہ پہر بیٹھے
في بلده صابرا محتسبا يعلم انه لا يصيبه الا ما كتب الله له الا كان له مثل اجر الشهيد هذا الحديث من صحاح المصابيح
اوس شہر میں صبر کرکر ثواب کے لئے یہہ سمجھ کر ٹہرا رہی کہ مجھکو وہ ہی پہنچیگا جو اللہ تعالے لکھ چکا ہی مگر اوسکی واسطے برابر اجر شہید کے ہوگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے
رويه ام المؤمنين عائشة رض قال ابن حجر مقتضى هذا الحديث ان اجر الشهيد يكون لمن لا يخرج من البلد الذي
ام المومنین عائشہ کی روایت سی ابن حجر کہتا ہی مقتضی اس حدیث کا یہہ ہی کہ شہید کا اجر اوسکو ہوتا ہی جو اوس شہر میں سے جہاں
وقع فيه الطاعون ويكون في حال اقامته قاصدا ثواب الله تعالى راجيا موعده عارفا بان ما يقع له فهو بتقدير الله تعالى
طاعون واقع ہوا ہی چلا نجاوی اور وہاں ٹہرا ہوا اللہ سی ثواب کا ارادہ کرے اور اوسکے وعدہ کا امیدوار رہی یہہ سمجھ کر کہ مجھپر جو گذریگا سو تقدیر الٰہی سی ہے
وما يصرف عنه فهو بتقدير الله تعالى غير متضجر بوقوعه معتمدا على ربه في كل حال فمن اتصف بهذه الصفات فمات
اور جو ٹل جاویگا سو تقدیر الٰہی سی ہے اور اوسکی واقع ہونی سے دل تنگ نہو اپنی رب پر ہر حال میں بہروسہ رکہی جس شخص میں یہہ صفات موجود ہوں پہر وہ

بغیر الطاعون فظاهر الحدیث ان اجر الشہید یحصل له ویؤیده روایة من مات فی الطاعون فهو شهید الحدیث حیث لم یقل بالطاعون
طاعون مین غیری تو یہہ موافق ظاہر حدیث کی اوسکو شہید کا ثواب ملتاہی اور اوسکی تائید یہہ روایت کرتی ہی جو شخص طاعون مین مرجاوے پس وہ شہید ہے آخر حدیث تک اسلئے کہ نہین کہا طاعون سے
ثم قال لو وجدت فی شخص هذه الصفات ثم مات بعد انقضاء زمن الطاعون فظاهر الحدیث انه یکون شهیدا و
پہر کہا جس شخص مین یہہ صفتین موجود ہون پہروہ بعد گذرنے موسم طاعون کی مری تو ظاہر حدیث سے معلوم ہوتاہی کہ وہ شہید ہے اور
نیة المؤمن خیر من عمله ثم قال ومما یستفاد من هذا الحدیث ان الصابر فی الطاعون المتصف بالصفات المذکورة
مومن کی نیت عمل سے بہتر ہوتی ہی پہر کہا اور اس حدیث سی نکلتاہے کہ طاعون مین صبر کرنے والا جو ان صفات مذکورہ سے موصوف ہو
یامن فتنة القبر لانه نظیر المرابط فی سبیل الله تعالی وقد صح ذلك فی المرابط کما فی حدیث مسلم وغیره ثم
قبر کے فتنہ سے محفوظ رہیگا اسلئے کہ گویا گہوڑا الگی ہوئی جہاد مین تیار ہی اور یہہ ثواب مرابط کے حق مین ثابت ہو چکاہی چنانچہ حدیث مسلم وغیرہ مین موجود ہے
قال واما من لم یتصف بالصفات المذکورة تراه یشتد تضجره ویشتغل بوجوه من الحیل فی دفعه بانواع الاشیاء
اور جس شخص مین صفات مذکورہ موجود نہون تو دیکہو کتنا دل تنگ ہوتاہی اور دفع کرنیکو قسم قسم کی حیلہ طرح طرح کی باتین جو وبا کی دور کرنیوالے
التی یقال انها تدفعه کالرقی والخواتم والتعویذات التی تعلق فی الرؤس وتکتب علی الابواب ویتشام بانواع الطیرة
مشہور ہین کئے جاتے ہے جیسے منتر اور نقوش اور تعویذ جو گلے مین ڈالتے ہین اور دروازون پہ لکہتے ہین اور شگون لیتا قسم قسم کی فال سے
التی نهی الشارع عنها ویحیل امره علی الهوی والماء من غیر نظر الی سببه الحقیقی الذی هو ظهور الفاحشة واعلان المنکرات
جو شرع مین ممنوع ہین اور حوالہ کرنا اسکے حال کا آب و ہوا پر اور حقیقی سبب کا کچہہ لحاظ نہین جو ظاہر ہونا فواحش کا اور ہویدا ہونا منکرات کا ہے
ویجتنب عن عیادة المرضی وحضور الجنائز التی ترقق القلوب وتستجلب الدموع وتورث الخشیة والخشوع واکثرهم
اور بیمارون کی عیادت اور جنازہ پر جانا سب چہوڑ دیتاہی جسسے دل نرم ہوتی ہین اور آنسو ٹپکتے ہین اور خوف و انکسار پیدا ہوتاہی اور ایسی لوگ اکثر
یموتون فی زمن الطاعون بالطاعون وغیره فتفوتهم درجة الشهادة بسبب عدم امتثالهم بالامر بالصبر علیه
طاعون کی موسم مین طاعون وغیرہ سی مرجاتے ہین سو انکو درجہ شہادت کا نہین ملیگا کیونکہ موافق حکم کے طاعون پر صبر نکیا
عند وقوعه وقد یموت بعض منهم فیزعمون انه یقوم بعد موته ویخرج من قبره لیلا ویدور بیوت الناس و
اور ان مین سے کوئی مرجاتاہی تو یہہ کہتے ہین کہ موت کی بعد یہہ اوٹہتاہی اور رات کو قبر مین سے نکل کر لوگون کے گہر مین پہرتاہوا
یدعو بعض اصحابها ویموت من دعاه وبهذا الزعم ینبشون قبره وینبحونه بل ربما یخرجونه ویحرقونه کما یفعله
اپنی یارون مین سی کسی کسی کو پکارتاہی پہر جسکو وہ پکارتاہی وہی مرجاتاہی اسی گمان پر اوسکی قبر اوکہیڑ کر اوسکو ذبح کر ڈالتی ہین بلکہ بعضے دفعہ اوسکو نکال کر پہونک دیتی ہین جیسا کچہ ہندو
کفار الهند مع کون هذه الافعال کلها مما ورد النهی عنها فی الشرع المحمدی وانما یرتکبونها لنفرتهم عن الطاعون وکراهتهم
کفار یہہ ہی کرتے ہین باوجودیکہ یہہ تمام حرکات دین محمدی مین سراسر ممنوع ہین اور یہہ حرکات اسیہی لئی کرتے ہین کہ طاعون سے گہبراتے ہین اور مکروہ سمجہتے ہین
له وقد ثبت انه علیه السلام دعا به امته وقال اللهم اجعل فناء امتی بالطعن والطاعون وبعضهم وان استشکل
اور بیشک ثابت ہو چکاہے کہ نبی علیہ السلام اپنی امت کے لئی اسکی دعا کی ہی فرمایا ہی الٰہی میری امت کے موت طعن اور طاعون سے دیجیے اور بعضون نی اگرچہ اس حدیث پر
هذا الحدیث بان اکثر الامة یموتون بغیرهما لکن اجیب بانهما الغالب علی فناء الامة وهو صحیح بلا شك اذ لو استقرع
یہہ اعتراض کیا ہی کہ موت اکثر امت کی تو بغیر طعن اور طاعون کی ہوتی ہی لیکن جواب یہہ ہے کہ اکثر یہہ ہی دونو امت کے موت کے لئی ہوتی ہین اور یہہ بات بیشک صحیح ہی کیونکہ اگر تحقیق
الامر لوجد العدد الذی مات فی الطاعون اکثر من العدد الذی مات فیما بینه وبین الطاعون الذی قبله فکیف اذا انضم
تلاش کرو تو البتہ گنتی طاعون کے مردون کی اون مردون سی زیادہ ہوگی جو درمیان مین اس طاعون کے اور پہلی طاعون کے مری ہین پہر اگر مقتولین کو شامل
الیه القتل الحاصل فی الجهاد وفی الفتن فان قیل کیف دعا علی امته بالهلاك فالجواب ان المقصود من هذا الدعاء لیس
کرین جو جہاد یا فتنہ مین قتل ہوئی ہین تو کیونکر نہ زیادہ ہونگی پہر اگر کوئی یہہ کہی کہ اپنی امت کی ہلاک کی کیون دعا کی تو جواب یہہ ہے کہ اس دعا سی ہلاک کا کوسنا مقصود نہیں ہے

دعاء علیہم بالھلاک وان کان من لوازمه الھلاک بل المراد منه حصول الشھادة لھم بکل من الامرین لان الموت
اگرچہ ہلاکت اوسکی لوازم سے ہی بلکہ ان دعا سے بوسیلہ ان دونو اسباب کے اونکے لئے شہادت مطلوب ہی کیونکہ موت تو ایسے پیچھے لگے ہوئی ہے
امر لازم لاخلاص منه فکان محط الدعاء علی جعل کل منھما سببا للموت الذی قدرہ الله تعالی ولا مفر منه حتی
کہ اوس سے اصلا مخلصی نہین ہے پس مطلب دعا کا یہہ ہی کہ طعن اور طاعون ہی سے موت آیا کری جو اللہ تعالی مقرر کے ہی اور اوس سے کوئی بچاؤ نہین ہے
یحصل بکل منھما الشھادة اما حصولھا بالطعن الذی ھو القتل الحاصل فی الجھاد والفتن فظاھر واما حصولھا
تاکہ ان دو وجہ سے شہادت ہوا کری پہر حصول شہادت طعن سی جو عین جہاد مین یا فتنہ مین مارے جاتے ہین ظاہر ہے رہا حصول شہادتکا
بالطاعون فلما ثبت بالحدیث انه وخز اعدائنا من الجن فیکون شھادة بلا ریب ولھذا کان الدعاء برفعه غیر
طاعون سے سو اسلئے کہ حدیث سی ثابت ہوا ہی کہ طاعون کو چبا ہماری دشمنون جنات کا ہے پس بیشک شہادت ہے اور اسہی لئے اوسکے رفع کی دعا جایز نہین ہے
مشروع قال المنبجی یکرہ لان معاذا امتنع منه واعتل بان الطاعون شھادة ورحمة ودعوة نبینا محمد علیه السلام
منبجی کہتا ہی کہ مکروہ ہی اسلئے کہ معاذ رض نے دعا نکی اور یہہ حجت کی کہ طاعون شہادت اور رحمت ہے اور ہمارے نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے
علی ما روی عن عبد الله بن رافع ان ابا عبیدة بن الجراح لما اصیب فی طاعون عمواس استخلف معاذا واشتد الامر
موافق روایت عبد اللہ بن رافع کے کہ ابو عبیدہ ابن جراح جب طاعون عمواس مین مبتلا ہوکر فوت ہوگئے تو معاذ رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب کیا اور ایسی شدت ہوگئی
فقال الناس لمعاذ ادع الله برفع ھذا الرجز فقال انه لیس برجز ولکنه دعوة نبیکم وموت صالحین قبلکم وشھادة
معاذ سے کہا کہ اللہ سے دعا مانگو کہ یہہ عذاب دور ہو جاوے معاذ نے کہا یہہ عذاب نہین ہے بلکہ یہہ تمہارے نبی کی دعا ہی اور اگلے صلحا کی موت اور شہادت ہی
یخص الله تعالی بھا من شاء منکم اللھم آت آل معاذ نصیبھم الاوفر من ھذه الرحمة فھذا القول من معاذ صریح بان
تم مین سے جسکو چاہے اللہ عطا فرماوے اے اللہ معاذ کی اہل کو بڑا حصہ اس رحمت مین سے عطا کر اور معاذ کی یہہ تقریر صریح ہے کہ
الدعاء برفعه غیر مشروع وقد صح ان معاذا اعلم الامة بالحلال والحرام وانه امام الفقھاء یوم القیمة فلو کان مشروعا
اسکے دور ہونیکے دعا جایز نہین ہی اور تحقیق ہو چکا ہے کہ معاذ تمام امت مین حلال اور حرام کو خوب جانتا تہا اور قیامت کی روز تمام فقہاء کا پیشوا ہوگا اگر یہہ دعا
لما احوجھم ان یسئلوہ بل کان یفعل من تلقاء نفسه بل لو کان مباحا لبادر بفعله عند سؤال الرعیة عنه ما ظنوا
جایز ہوتی تو لوگون کی کہنے کی کیا حاجت تہی بلکہ وہ خود بخود دعا کرتا بلکہ اگر دعا مباح ہوتی تو فورا کرتا جب لوگون نی اوس سے عرض کیا تہا اس خیال سی کہ ہمارے حق مین
انه مصلحة لھم وقد صرح الحنابلة المسئلة وقال صاحب الفروع منھم لا یقنت له لانه لم یثبت القنوت فی طاعون
بہتر ہے اور حنبلون نے اس مسئلہ کو صراحت سی بیان کیا ہی اور صاحب فروع اونمین سی کہتا ہی اسکی دعا نکرین اسلئے کہ طاعون عمواس وغیرہ مین دعا ثابت نہین ہوئی
عمواس وغیرہ وابن الحجر وان مال الی مشروعیته فزادی الا انه منع الاجتماع له وقال واما الاجتماع للدعاء برفعه کما فی
اور ابن حجر اگرچہ پسند کرتا ہی کہ الگ الگ جایز ہی پر اجتماع کو وہ ہے منع کرتا ہے اور کہتا ہی کہ جماعت کرنی رفع کی دعا کی لئی جیسے
الاستسقاء فبدعة حدثت بدمشق فی الطاعون الکبیر سنة تسع واربعین وسبعمائة ولم یفد شیئا بل ازداد الامر
نماز استسقا مین ہوتی ہی سو بدعت ہی دمشق مین جاکر ہوئی تہی بڑے طاعون ۷۴۹ھ سات سو انچاس مین اور کچہہ فائدہ بہی نہوا ہوا ایک حال اور بہی
شدة ثم قال ولو انه کان مشروعا لم یخف علی السلف ولا علی فقھاء الامصار واتباعھم فی الاعصار الماضیة فلم یبلغنا
تباہ ہوگیا پہر کہا اور اگر دعا جایز ہوتی تو سلف پر یہہ بات پوشیدہ نرہتے اور نہ ملک کی فقہا پر اور نہ اونکی تلامذہ پر زمانہ گذشتہ مین سو اس باب مین ہمکو نہ کوئی روایت ملی ہے
فی ذلک خبر ولا اثر عن المحدثین ولا فرع مسطور عن احد من الفقھاء وائمة الدین وقد تمسك قوم علی مشروعیته بقول
اور نہ محدثین سی کوئی اثر اور نہ کوئے جزی کسی فقیہ اور دین کی امام کی لکہی ہوئی ہے اور ایک قوم نی جواز دعا پر بعضے فقہاء کے
بعض الفقھاء ان القنوت فی الصلوات کلھا مشروع عند النوازل وان الاجتماع والدعاء لعموم الامراض جائز وقالوا ان تصریحھم
اس قول سی تمسک کیا ہی کہ دعا قنوت تمام نمازون مین بر وقت نزول حوادث کی مشروع ہے اور جماعت کرنی اور دعا مانگنی عموم امراض کے واسطے جایز ہے اور کہتے ہین کہ

بالمرض العام بمنزلة التصريح بالوباء الذي يشمل الطاعون وهو ايضا من اشد النوازل والجواب ان كلا من الوباء والنوازل

عموم امراض کا نام لینا بمنزلہ نام لینے وبا کی ہی جسمین طاعون بہی داخل ہے اور یہہ بہی بڑا حادثہ ہے اور جواب یہہ ہے کہ تمام وبا اور حوادث

وان كان عاما يشمل الطاعون وغيره الا ان الطاعون اختص بكونه شهادة ورحمة ودعوة نبينا محمد عليه الصلوٰة والسلام بخلاف

اگرچہ عام ہین کہ طاعون وغیرہ بہی اونمین داخل ہین پر طاعون مین خاص کر شہادت ہوتی ہی اور رحمت ہی اور ہمارے نبی علیہ الصلوٰة والسلام کی دعا ہے برخلاف

الوباء والنوازل ولهذا شرع الدعاء برفعهما ولم يشرع برفع الطاعون ويؤيد ذلك ورود النهي عن الفرار منه دون الوباء و

وبا اور حوادث کی اور اسیلئی وبا اور نوازل کی رفع کی دعا جایز ہی اور طاعون کے رفع کی دعا جائز نہین اور اسیکی تائید کرتی ہی طاعون سی بہاگنی کی ممانعت سوا اور وبا اور

سائر النوازل فانه قد وقع في القرن الاول مرات متعددة والصحابة يومئذ متوافرون واكابرهم موجودون ولم ينقل عن

اور تمام حوادث کے کیونکہ طاعون قرن اولی مین کئی بار نازل ہوا ہی اور صحابہ اوسوقت بہت اور بڑے بڑے موجود تہے اور کسی سی یہہ ثابت نہین

واحد منهم انه فعل شيئا من ذلك او امر به والمراد من قول معاذ دعوة نبيكم حديث اللهم اجعل فناء امتي بالطعن و

کہ کسی نے انمین سے کچہہ بہی آپ کیا ہو یا کسیکو بتایا ہو اور معاذ کا قول دعوة نبیکم اس سے مراد یہہ حدیث ہی الٰہی کردی نیستی میری امت کے طعن اور

الطاعون والمراد بالصالحين قبلكم قد تكلم عليه الكلاباذي فقال يجوز ان يكون المراد بهم بني اسرائيل فان الطاعون

طاعون سے اور صالحین سے جو قبل مار مراد ہین اونمین کلاباذی گفتگو کرتا ہی اوسکی رای یہہ ہی کہ اون لوگون سی بنی اسرائیل مراد ہوسکتی ہین کیونکہ گمان

وان كان قد وقع عذابا لهم بسبب سكوتهم عن المنكرات عند ظهورها الا انه قد جعل كفارة لهم وطهرة لما كان منهم

اگرچہ اونپر عذاب آیا تہا وقت ظہور اور برملا ہونے منکرات کے جو دم کہار ہے منع نکیا پر اونکی حق مین اونکی دم کہار ہنی کی گناہ کا کفارہ اور طہارت ہنتے

من السكوت كما كان قتل بعضهم بعضا كفارة لمن كان منهم عبد العجل فانهم تائبون صالحون مستسلمون وقد علم من

جیسی آپسمین ایک دوسرے کے ہاتہہ سے واسطے کفارہ گوسالہ پرستی کی سب قتل ہوئے کیونکہ یہہ سب تائب اور صلحی اور مطیع تہے اور اس سے معلوم ہوا

هذا ان الواجب على كل مسلم ان يسعى في اصلاح نفسه باسقاط ما في ذمته من الفرائض والواجبات والاجتناب عن

کہ مسلم پر واجب یہہ ہی کہ اپنی ذات کی صفائی اور اصلاح مین کوشش کری اسطور کہ جو اوسکے ذمہ فرایض اور واجبات ہین ادا کری

المحرمات والمكروهات والتوبة عن الذنوب والسيئات والمبادرة الى رد المظالم والتخلص من التبعات وهو مطلوب في كل

اور محرمات اور مکروہات سی بچے اور گناہون اور برائیون سی توبہ کری اور جور اور جفا کی معافی اور حقوق سی رستگاری مین جلدی کری اور اتنی سعی تو ہر وقت

وقت ويتاكد ذلك عند وقوع الوباء عموما ولمن وقع به الطاعون خصوصا لا سيما الوصية من غير ان يقع فيها حيف لقوله عم

درکار ہی اور اسمین وبا کی موسم مین عموما تاکید ہے اور جو طاعون مین مبتلا ہوا اوسکو زیادہ تر علی الخصوص وصیت مین کہ بلا قصور لی کم و کاست ہو واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کے

ما حق امرأ مسلم له شئ يوصي فيه يبيت ليلتين الا ووصيته مكتوبة عنده فان معناه اذا كان لامرء مسلم شئ يريد ان يوصي فيه

نہین اچہا کرتا شخص مسلمان مالک کسی چیز کا قابل وصیت کی کہ دو شب بسر کرے مگر وصیت اوسکی لکہی ہو اوسکی پاس اوسکی یہہ معنی ہین جب کسی مرد مسلمان پاس ایسی چیز ہو کہ اوسمین وصیت کیا چاہے

فحقه ليس الا ان يكون وصيته مكتوبة عنده لانه لا يدري متى يوافيه منيته ويحول بينه وبين ما يريده وقيد ليلتين

تو اوسکا حق اور نہین ہے مگر اوسکی وصیت لکہی ہوئی اوسکی پاس ہو کیونکہ کیا جانتا ہی اوسکی موت کب بیچ مین آکر اوسکی ارادہ کو روک لے اور دو شب کی قید

غير مقصود بل هو تنبيه على انه لا ينبغي ان يمضي عليه زمان وان كان قليلا الا ووصيته مكتوبة عنده لا سيما اذا كان عليه

کچہہ مقصود نہین ہی بلکہ یہہ تاکید ہے کہ ایسا نہین چاہئی کہ اوسپر کچہہ زمانہ گذری اگرچہ قلیل ہو مگر اوسکی وصیت لکہی ہوئی اوسکی پاس ہو خاص اوسوقت کہ اوسکی ذمہ

دين او وديعة او غير ذلك من الحقوق فح يلزمه الوصية ويستحب تعجيلها لانه لا يامن ان يشتد مرضه فيعتقل لسانه

قرض ہو یا امانت یا کوئی اور حق ہو پس اب اوسپر وصیت ضروری ہی اور اسمین جلدی اسلئے مستحب ہے کیا خبر ہی کہ مرض بڑہ کر زبان بند ہو جاوے

فيموت بغير وصية فيكون اثما بترك ما وجب عليه ان كانت الوصية واجبة عليه بان كان عليه حق من حقوق الله تعم

پہر بے وصیت مر جاوے اب اپنی ذمہ کا واجب ترک کرنی سی گنہگار ہوویگا اگر اوسپر وصیت بلحاظ واجب تہی کہ اوسکی ذمہ کوئی حق اللہ

وحقوق الناس وان لم يكن عليه من هذين الحقين بشيء لا يجب عليه الوصية بل يستحب ومحلها لمن كان له مال ولم يكن له

یا کوئی حق العباد باقی ہو اور اگر اوسکی ذمہ ان دونوں سی کچھہ نہین ہی تو وصیت واجب نہین ہوتی بلکہ مستحب ہے اور محل وصیت کا اسکی حق مین جسکی پاس مال تو ہی

وارث جميع المال وان كان له وارث فثلث المال ويستوفيه في الوصية الواجبة ان احتيج اليه وينقص منه في الوصية

پر وارث نہین تمام مال ہی اور اگر وارث ہی تو پہر تہائی مال اور تہائی مال وصیت واجبہ مین اگر حاجت پڑی تو پورا کر دی اور وصیت مستحب مین تہائی سی کم

المستحبة وطريقها ان يذكرها بلسانه عند عدلين ويبين قدرها وجنسها وصفتها وان كتبها وقراها عليهما واشهدهما

اور طریقہ وصیت کا یہہ ہی کہ اپنی زبان سی دو عادل کی سامنی ذکر کری اور اوسکی مقدار اور جنس اور صفت بیان کردی اگر وصیت لکہہ کر دونوکو پڑہ سناوی اور اونکو

عليها كان اولى لكن ينبغي له ان يحترز غاية الحذر ان يخص وارثا من ورثته بشيء على وجه التمليك والاقرار فيكون خاتمته

گواہ کردی تو بہت بہتر ہی لیکن چاہئی کہ ایسا ہرگز نکری کہ خاص ایک وارث کی لئی کوئی چیز معین کر کی مالک یا اوسکی لئی اقرار کردی پہر اوسکی خاتمہ کا

شر الاخاتمة خير لان الله تعالى تولى قسمة المواريث بنفسه واعطى كل ذي حق حقه وعينه له في كتابه الذي انزل على

برا انجام ہی اچہا نہین اسلئی کہ اللہ تعالی بذات خود قسمت مواریث کا ذمہ دار ہوا ہی اور ہر ایک حقدار کی لئی اپنی کتاب مین جو اپنی رسول پر نازل کی ہی

رسوله وتوعد من عصاه وبدل حكمه بدخول النار والخلود فيها فقال في اخر ايات المواريث ومن يعص الله ورسوله ويتعد

حصہ معین کر چکا ہی اور نافرمان کی حق مین جو اوسکی حکم کو تبدیل کرے دوزخ مین جانی کا ہمیشہ کی واسطے وعید فرمایا ہی چنانچہ مواریث کی اخیر آیات مین ہی اور جو کوئی نا حکمی کری اللہ کی اور رسول کی

حدوده يدخله نارا خالدا فيها وله عذاب مهين وروى عن ابي هريرة رض انه عليه الصلوة والسلام قال ان الرجل والمرأة

اور بڑہ جاوی اوسکی حدون سے اوسکو داخل کری آگ مین وہ پڑی رہی اوسمین اور اوسکو ذلت کی مار ہی اور ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا بیشک بعضی مرد اور عورت

ليعمل بطاعة الله ستين سنة ثم يحضرهما الموت فيضاران في الوصية فتجب لهما النار ثم قرء ابو هريرة قوله تعالى مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ

ساٹہہ برس تک اللہ کی عبادت کرتی رہتی ہین پہر جب اونکی موت آتی ہی تو وصیت مین بی اعتدالی کرتے ہین آخر اونکی لئی دوزخ واجب ہو جاتا ہی پہر ابو ہریرہ نی یہہ آیت پڑہی بعد وصیت کی

يُوصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ الى اخر الاية يسرنا الله تعالى من الاعمال ما يوافق رضاه المجلس الحادي والستون في بيان

جو ہو چکی ہے یا قرض کی جب وارثونکا نقصان نکیا ہو آخر تک الٰہی ہمہ اعمال موافق اپنی رضا کی آسان کر اکسٹہوین مجلس صبر کی بزرگی مین

فضيلة الصبر عند البلاء والمصائب وفضيلة الاسترجاع عندها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يزال البلاء بالمؤمن

بلیات اور مصائب پر اور اوسوقت انا للہ وانا الیہ راجعون کی پڑہنی کی فضیلت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ بلا مومن مرد

والمؤمنة في نفسه وماله وولده حتى يلقى الله تعالى وما عليه من خطيئة هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو

اور عورت کی جان اور مال اور اولاد پر اوترتی رہتی ہی آخر ایسا صاف ہو کر مرتا ہی کہ اوسپر کوئی گناہ نہین ہوتا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سے

هريرة ومعناه ان البلاء لا يزال يلحق بالمؤمن في نفسه وماله وولده حتى يموت ولا يبقى له ذنب بل يكون ذنوبه

اسکے معنی یہہ ہین کہ بلا ہمیشہ مومن کی جان اور مال اور اولاد پر آتی رہتی ہی آخر وہ مر جاتا ہی اور اوسکی ذمہ کوئی گناہ نہین رہتا بلکہ اوسکی تمام گناہ

كلها زائلة عنه بسبب ما اصابه من البلايا والمحن وقد روى عن ام المؤمنين عائشة انه عليه الصلوة والسلام

اسلئے محو ہو جاتی ہین کہ بلا اور محنتین اوٹہاتا ہے اور ام المومنین عائشہ رض سے روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے

قال اذا كثر ذنوب العبد ولم يكن له ما يكفرها ابتلاه الله تعالى بالحزن ليكفرها وروى عن ابي موسى الاشعري انه عليه

فرمایا جب کسی بندہ کی گناہ بہت ہو جاتی ہین اور اونکا کچھہ کفارہ نہین ہوتا تو اللہ تعالی اوسکو غم مین مبتلا کر دیتا ہی تاکہ کفارہ ہو جاوی اور ابو موسی اشعری سی روایت ہے

الصلوة والسلام قال لا يصيب العبد نكبة فما فوقها او دونها الا بذنب وما يعفو الله تعالى عنه اكثر وقرا قوله تعالى

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا بندہ پر کوئی گزند بہت یا تہوڑا بدون گناہ کی نہین آتا اور اللہ جو معاف کر دیتا ہے سو بہت ہین اور یہہ آیت پڑہی

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ يعني ان ما اصابكم من مصيبة اي مصيبة كانت

جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نے اور معاف کرتا ہی بہت یعنے تمپر جو مصیبت آتی ہی کیسی ہی ہووے

فهی بسبب معاصیکم التی اکتسبتموها والله تعالی یعفو عن کثیر من الذنوب فلا یعاقب علیها فی الدنیا وقال علی للمؤمن
سو وہ تمہاری نا فرمانی کی شامت سے ہے جو تم کر چکے ہو اور اللہ تعالی بہتیری گناہ معاف کر دیتا ہے اور انکی سزا دنیا میں نہیں دیتا اور علی رض کہتے ہیں مومن کیلئے
عند الله تعالی خمس نقمات فاولها المرض ثم المصائب فان کان ذنوبه اکثر یعذب فی قبره فان کانت اکثر من ذلك
اللہ تعالی کے یہاں پانچ عقوبت ہیں پہلی بیماری پھر مصیبتیں پھر اگر اوسکے گناہ بڑہتے ہوتے ہیں تو قبر میں عذاب ہوتا ہے پھر اگر اس سے بھی زیادہ ہوتے ہیں
یحبس علی الصراط وان کانت اکثر من ذلك یعذب فی جهنم علی قدر ذنوبه ثم یخرج منها وهذا کله مختص بالمجرمین واما
تو صراط پر رکتا ہے اور اگر اس سے بھی بڑہتے ہوتے ہیں تو گناہوں کی موافق دوزخ میں عذاب ہوتا ہے پھر اوس میں سے نکلیگا یہ تمام حال گنہگاروں کا ہے اور رہے
غیر المجرمین من المؤمنین فانما یصیبهم المصائب فی الدنیا لیرفع درجاتهم فی العقبی کما جاء فی الحدیث ان الرجل لتکون
بے گناہ مومن او نپر مصایب دنیاوی اسی ہی سے آتی ہے کہ اونکے درجات عقبے میں بلند ہوجاویں چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ بعضے شخص کا ایک مرتبہ
له عند الله منزلة فما یبلغها بعمله فما یزال الله تعالی یبتلیه بما یکرهه حتی یبلغه ایاها والاحادیث فی هذا المعنی
اللہ کے نزدیک مقرر ہوتا ہے سو وہ عمل کی برکت سے حاصل نہیں کر سکتا پس اللہ تعالی اوسکو مکروہات میں ہمیشہ مبتلا رکہتا ہے کہ وہ مرتبہ پالیتا ہے اور اس باب میں حدیثیں
کثیرة لکن ینبغی ان یعلم ان الثواب الوارد لاهل البلاء فی هذه الاحادیث وغیرها منوط بالصبر لا علی نفس المصیبة
بہت ہیں لیکن سمجھنے کی بات ہے کہ ثواب اہل بلا کا جو ان حدیثوں میں اور اور جگہہ آیا ہے اوسکا مدار صبر ہے عین مصیبت پر نہیں ہے
علی ما روی عن سفیان الثوری انه قال انما الاجر علی قدر الصبر والصبر خلق کسبی یتخلق به الانسان ویختص به ولا
موافق روایت سفیان ثوری کی وہ کہتا ہے کہ اجر برابر صبر کے ہوتا ہے اور صبر ایسی سیرت کسبی ہے جسکو صرف انسان ہی حاصل کر سکتا ہے انسان ہی سے خاص ہے
یتصور فی الملئکة والبهائم وهو ثبات القلب علی احکام القدر والشرع وحبس النفس عن الجزع واللسان عن الشکوی
فرشتے اور جانوروں میں نہیں ہو سکتا یعنی تقدیر اور شرع کی احکام پر دل کا قایم رکہنا اور نفس کو بیصبری سے اور زبان کو شکوہ شکایت سے
والجوارح عن فعل ما لا ینبغی قال الشیخ الامام عز الدین بن عبد السلام قد ظن بعض الناس ان المصاب ماجور علی مصیبة
اور اعضا کو بیہودہ کاروبار سے بند رکہنا شیخ امام عز الدین بن عبد السلام کہتا ہے بعضے لوگوں کا یہ گمان ہے کہ شخص مصیبت زدہ مصیبت پر ماجور ہوتا ہے
وهذا خطاء لان المصائب لیس من کسبه اصلا لا مباشرة ولا تسببا وقد قال الله تعالی انما تجزون ما کنتم تعملون
اور یہہ گمان غلط ہے اسلئے کہ مصیبت انسان کی اختیاری ہرگز نہیں ہے نہ باعتبار عمل کے اور نہ باعتبار سبب کے اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہے وہ ہی بدلہ پاؤگی جو کرتے تھے
فمن مات ولده وتلف ماله واصیب ببلاء فی بدنه فهذه المصائب لیست من کسبه ولا من تسببه حتی یوجر
بس جسکا بیٹا مر جاوے اور مال لٹ جاوے اور بدن پر آفت آجاوے تو یہہ مصیبتیں اوسکی اختیار سے نہیں ہیں اور نہ اسکے سبب پیدا کرنے سے تاکہ اسپر ثواب ملے
علیها بل ان صبر علیها یکون له اجر الصابرین وان رضی بها یکون له اجر الراضین لکن قد ورد فی الحدیث انما الصبر
بلکہ اگر اسپر صبر کریگا تو اوسکو صابرین کا سا ثواب ملیگا اور اگر اسپر رضامند ہوا تو رضامندوں کا اجر ملیگا لیکن حدیث میں بیشک یہہ آیا ہے کہ صبر
عند الصدمة الاولی کما روی عن انس انه علیه السلام مر بامراة تبکی عند قبر فقال لها اتقی الله واصبری فقالت الیك
پہلے صدمہ پر ہوا کرتا ہے چنانچہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ایک عورت کے پاس کہ قبر پر روتی تھی گئی آپنے فرمایا ای عورت خدا سے ڈر اور صبر کر جواب دیا الگ رہ مجہہ
عنی فانك لم تصب بمصیبتی ولم تعرفه فقیل لها انه النبی علیه السلام فاتت النبی علیه السلام فقالت لم اعرفك یا رسول
ایسی مصیبت نہیں پڑی ہے اور آپکو اوسنے نہ پہچانا کسی نے کہدیا کہ یہہ نبی علیہ السلام ہیں پھر وہ نبی علیہ الصلوة والسلام کی خدمت میں آئی اور عرض کیا میں نے تمکو یا رسول اللہ
الله فقال النبی علیه السلام انما الصبر عند الصدمة الاولی وانما قال کذلك اذ بعد ما مضی علیه زمان یحصل الصبر
پہچانا نہیں تہا پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا صبر پہلے صدمہ پر ہوتا ہے اور یہہ اسلئے فرمایا کہ جب اوسپر کچہہ دیر گذر جاتی ہے تو ہر مصیبت زدہ کو خود بخود صبر آجاتا ہے
لکل مصاب شاء ام ابی وقال ابن مبارك المصیبة واحدة فان جزع صاحبها صارت اثنتین احدهما المصیبة نفسها
چاہے یا نچاہے اور ابن المبارک کہتا ہے پہلے مصیبت ایک ہوتی ہے پھر اگر وہ بیصبری کرتا ہے تو دو مصیبتیں ہوجاتی ہیں ایک تو وہ ہی مصیبت

والاخری ذهاب اجرها وهو اعظم من المصیبة نفسها فان الجزع لا یرد ما فات ولا یرفع الحزن بل یبطل ثواب المصیبة
دوسرے ثواب کا فوت ہوجانا اور یہہ اوس پہلی مصیبت سے سخت ہی کیونکہ بیصبری گذشتہ بات کو نہیں پہیر لاتی اور نہ غم کو دور کرتی ہی بلکہ مصیبت کا ثواب باطل کردیتی ہے
لان من یجزع علی المصیبة فهو انما یشکو اربه ویرید ان یرد قضاؤه وقد ورد فی الحدیث ان المیت لیعذب ببکاء
اسلئے کہ مصیبت پر بیصبری کرنیوالا پروردگار کی شکایت کرتا ہی چاہتا ہی کہ قضا پہر جاوے اور بیشک حدیث مین آیا ہی کہ میت کو بیشک اہل وعیال کے رونے سے
اهله علیه وذلك اذا کان علی طریق النوح وکان المیت راضیا به قبل موته واما اذا لم یکن کذلك فلا باس بالبکاء
عذاب ہوتا ہی لیکن یہہ عذاب جب ہی کہ بطور نوحہ کی ہو اور میت بہی زندگی مین پسند کرتا ہو اور اگر یہہ دونوامر نہون تو پہر اوسپر
علیه رحمة له وشفقة علیه لما هو فیه من السوال المحتوم والعقاب الموهوم فان النبی علیه السلام حین مات
بطور رحمت اور شفقت کی رونے کا کیا ڈر اسپر کہ وہ سوال جواب اچہے اور عقوبت موہوم مین مبتلا ہوتا ہی کیونکہ نبے علیہ السلام جب آپ کا
ابنه ابرهیم بکی وقال له عبد الرحمن بن عوف وانت تبکی یا رسول الله فقال النبی علیه السلام یا ابن عوف انها رحمة
بیٹا ابراہیم مرگیا تہا تو روتی تہی اور عبد الرحمن بن عوف نے عرض کیا آپ روتی ہین یا رسول اللہ تب نبی علیہ السلام فرمایا ای ابن عوف یہہ رحمت ہے
جعلها الله تعالی فی قلوب عباده فانما یرحم الله من عباده الرحماء وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال القلب یحزن
کہ اللہ تعالی نے اپنی بندون کی دلونمین رکہدی ہی اور اللہ اپنی رحیم بندون پر رحمت کرتا ہی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا دل غمگین ہوتا ہے
والعین تدمع ولا نقول ما یسخط الرب فی روایة ولا نقول الا ما یرضی ربنا وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال ان
اور انکہین روتے ہین اور ہم وہ کلمہ نہین کہتی کہ پروردگار ناخوش ہو اور ایک روایت مین ہے ہم وہ کہتی ہین جسمین پروردگار رضی ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا کہ
الله لا یعذب بدمع العین ولا بحزن القلب ولکن یعذب بهذا واشار الی لسانه وفی حدیث اخر انه علیه السلام
اللہ تعالی انکہون کے آنسو سے عذاب نہین کرتا ہی اور نہ دل کی غم سے پر اس سے عذاب کرتا ہی اور زبان کی طرف اشارہ کیا اور ایک حدیث مین ہی کہ نبے علیہ السلام نے فرمایا
قال لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعی بدعوی الجاهلیة والمراد بدعوی الجاهلیة قولهم واویلاه واثبوراه واکاسیاه واناصراه
ہمارا ساتہے نہین ہی جو شخص منہہ کو پیٹے اور گریبان چیرے اور جاہلیت کیسی باتین بکے اور جاہلیت کی باتون سے یہہ قول مراد ہین ہائے ہائی مرنیوالی ہائی پوشاک والی مددگار
ونحو ذلك وروی انه علیه السلام قال الضرب علی الفخذ عند المصیبة یحبط الاجر ولهذا ندبت التعزیة وهی الحمل
اور مانند اسکی اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ران کا پیٹنا مصیبت کی وقت ثواب کو کہو دیتا ہی اور اسی لئے تعزیت مستحب ہوگئی ہی یعنے
علی العزاء وهو الصبر بوعد الاجر والدعاء للمیت والمصاب بالمغفرة قال الزیلعی لا باس بتعزیة اهل المیت وترغیبهم
صبر کا تعلیم کرنا واسطے ثواب موعود کے اور دعا خیر واسطے مردہ کی اور دعا مغفرت واسطے پسماندہ کی زیلعی کہتا ہی اہل میت کی تعزیت مین اور صبر کے رغبت دلانی مین
فی الصبر لقوله علیه السلام من عزی مصابا فله مثل اجره وکیفیة التعزیة ان یقال لمن اصابته المصیبة
کچہہ ڈر نہین واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کی جسنے مصیبت رسیدہ کی تعزیت کی تو اوسکی لئی برابر کا ثواب ہے اور طریقہ تعزیت کا یہہ ہے کہ مصیبت رسیدہ کو کہی
عظم الله اجرك واحسن عزاك وغفر لمیتك وقال الفقیه ابو اللیث ان العبد لا یدرك منزلة الاخیار الا بالصبر
خدا تجہکو بڑا اجر عنایت کری اور تیرا صبر نیک کردی اور تیرے مردہ کو بخشدی اور فقیہ ابو اللیث کہتا ہی کہ انسان کو درجہ اخیار کا نہین ملتا جب تک سختی اور
علی الشدة والاذی وقد امر الله تعالی نبیه بالصبر فقال فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ فالامر للنبی امر لامته
تکلیف پر صبر نکرے اور اللہ تعالے اپنی نبیسے صبر کو فرماتا ہے چنانچہ یہہ کہا سو تو ٹہہرا رہ جیسی ٹہہرے رہی ہین ہمت والی رسول پس نبی سے کہنا گویا امتسے کہنا ہی
فیجب علی من کان من الامة ان یقتدی بنبیه ویصبر علی ما یصیبه من الالم ویعلم ان ما دفعه الله تعالی عنه
سو جو امت مین داخل ہی اوسپر واجب ہے کہ اپنی نبی کی پیروی کرکر مصیبت الم وغیرہ پر صبر کری اور یقین کری کہ جو جو بلا اللہ تعالی نی بندہ پرسی دفع کی ہین
من البلاء اکثر مما اصابه ویحمد الله تعالی علی ذلك اذ روی انه علیه السلام قال اذا مات ولد العبد یقول الله تعالی
وہ زیادہ ہین اون سی جو اوسکو پہنچتے ہین اور اوسپر اللہ تعالی کا شکر بجالانا چاہئی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام فرمایا جب کسیکا بچہ مرتا ہی تو اللہ تعالی

للملٰئكة اقبضتم ولد عبدي فيقولون نعم فيقول اقبضتم ثمرة قلبه فيقولون نعم فيقول ماذا قال عبدي
فرشتون سی پوچھتا ہی کیا تمنی میرے بندہ کی بچہ کی جان نکال لی وہ عرض کرتی ہین ہان پھر فرماتا ہی کیا جان لے لی اوسکی دلکی ٹکڑی کی وہ عرض کرتی ہین ہان پھر پوچھتا ہی میرے بندے نے کیا کہا
حمدك واسترجع فيقول الله تعالى ابنوا لعبدي بيتا في الجنة وسموه بيت الحمد وقد ذكر ان اهل الاعمال
پھر وہ عرض کرتی ہین تیرے حمد کی اور انا لله وانا اليه راجعون کہا پھر الله تعالی فرماتا ہی میرے بندے کی لئی جنت مین گھر بناکر بیت الحمد نام رکھدو اور مذکور ہے کہ نمازے
من الصلوة والزكوة والصوم والحج يؤتى بهم يوم القيمة فيوفى اليهم اجورهم بالميزان ثم يؤتى باهل البلاء فلا ينصب
اور زکوۃ دینی والے اور روزہ دار اور حاجی جب قیامت کے دن حاضر کئے جاوینگے تو اونکا ثواب میزان سی تول کر پورا کیا جاویگا پھر مصیبت رسیدہ لوگ
لهم الميزان ولا ينشر لهم الديوان بل يصب الاجر صبا فيود اهل العافية لو ان جلودهم كانت قرضت في الدنيا
بلائی جاوینگی سو انکے لئی نہ ترازو کھڑی ہوگی اور نہ کچھہ دفتر موجود ہوگا بلکہ انکا اجر بے اندازہ برسایا جاکا پھر عافیت والی آرزو کرینگے کاشکی دنیا مین ہمارے کہال قینچیون سی کتری
بالمقاريض يرون ما يعطي لاهل البلاء من الثواب بغير حساب فذلك قوله تعالى اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ
جاتے کیونکہ دیکھینگے کہ اہل بلا کو کتنا بے حساب ثواب عطا ہوا یہہ قول الله تعالی کا ٹھہرنی والون ہی کو ملتا ہی اونکا نیگ
حِسَابٍ ولهذا كان السلف الصالح يفرحون بالبلاء في الدنيا لما تحققوا ان في الصبر عليه اجرا جزيلا لا نهاية فان
ان گنت اور اسی لئی متقدمین صلحاء دنیا مین بلا پر خوش ہوتی تہے کیونکہ اونکو یقین تہا کہ بلا پر صبر کرنیمین بڑا ہی ثواب بیحد ہی اگر کوئی
قيل ان كان المراد بالصبر على البلاء الرضى به وعدم الكراهة فلا قدرة للادمي عليه وان كان المراد به الفرح بوجوده
اعتراض کری کہ بلا پر صبر کرنے سے اگر یہہ مراد ہی کہ بلا پر راضی ہو اور ناخوش نہ آوی تو یہہ آدمی کی اختیار مین نہین ہے اور اگر اوس سے یہہ مراد ہی کہ بلا پر خوش ہو
فهو ابعد من الاول فالجواب ان الشارع لم ينه عن شئ لا يدخل تحت الوسع وانما نهى عن المكتسب كشق الجيوب وضرب
تو یہہ اوس سے بہی بعید تر معلوم ہوتا ہی تو جواب یہہ ہے کہ شارع نی ایسی شی ہی کہین منع نہین جو اوسکی اختیار مین نہو ممانعت اوسکی ہی جسکو کر سکتا ہی جیسی گریبان چیرنا
الخدود والقول باللسان كالندب والنياحة واما ما ذكر من فرح الصالحين به فذلك فرح شرعي مكتسب من قوة الايمان
گلے پیٹنے اور زبان سے بکنا جیسے چیخنا اور نوحہ کرنا اور وہ جو مذکور ہے یعنے بلا پر صلحا کی فرحت سو یہہ فرح شرعی ہی. ایمان اور یقین کے قوت سے
واليقين مثاله مثال رجل قال له الملك كلما اضربك سوطا اعطيك مائة دينار فان ذلك الرجل كما يفرح بكثرة ضرب
حاصل ہوتی ہی اوسکی مثال ایسی ہی کہ کسی شخص کو بادشاہ کہی مین تیری جب کوڑا ماروں تو ہر کوڑہ کی بدلہ سو اشرفی دونگا سو یہہ شخص باوجود الم کی جیسا
الملك له مع وجود الم الضرب لما يرجوا من جزيل العطاء فكذلك الصالحون لما سمعوا قوله تعالى انما يوفى الصبرون اجرهم
بادشاہ کی کثرت ضرب سے خوش ہوتا ہی کیونکہ بڑی بخشش کا امیدوار ہی تو ایسی نے جب یہہ آیت سنے ٹھہرنے والون ہی کو ملتا ہی اونکا نیگ
بغير حساب وقوله تعالى وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا وتيقنوا بحصول جزيل الثواب هان عليهم ما اصابهم في
ان گنت اور بدلہ دیا اونکو اسپر کہ وہ ٹھہری رہے باغ اور پوشاک ریشمی اور یقین لائی بڑی ثواب ملنی کا تو اونپر دنیا مین جو
الدنيا من المصائب كما حكي عن بعض النساء الصالحات انها عثرت يوما فانقطع ظفرها فضحكت فقيل لها اما تجدين
مصیبت گذری سب آسان ہوگئی چنانچہ کسی صالحہ عورت کا قصہ ہے کہ ایک روز پہسلکر گر پڑی تو اوسکا ناخن ٹوٹ گیا تو وہ ہنسی لگی کسی نے کہا کیا تجکو
مرارة الوجع فقالت ان لذة الثواب الحاصل من الله تعالى بالصبر والرضى ازالت عني مرارة الوجع قال العلماء حقيقة الرضى
اسمین دکھہ نہین ہوتا جواب دیا ثواب کی لذت نے جو الله تعالی سے صبر اور رضا پر ملیگا دکھہ کی تلخی کو میری لسی دور کردیا ہی علما کہتی ہین حقیقت رضا کی
ما علمنه الله تعالى ان نقوله عند المصيبة انا لله وانا اليه راجعون وهذا استرجاع باللسان فلا بد للعاقل عند اتيانه
وہ ہی جو الله تعالی نے ہمکو تعلیم کی ہی کہ مصیبت کی وقت پر کہا کرین ہم مال الله کا ہین اور ہمکو اوسکی طرف پہر جانا ہے اور یہہ تو استرجاع زبانی ہوا پھر عاقل کو لازم ہی اسکو زبان سے کہنی ہوے
به ان يتفكر في ثواب المصيبة ليسهل عليه المصيبة فان ثواب المصيبة اذا استقبله يوم القيمة يود لو ان جميع اولاده
مصیبت کی ثواب کو تصور کری تاکہ اوسپر مصیبت آسان ہوجاوی بیشک مصیبت کا ثواب جب قیامت کی روز سامنے آویگا تو یہہ آرزو کریگا کاشکی میرے ساری اولاد

واقربائه ما تواقبله فی الدنیا لینال ثواب مصیبتهم وقد وعد الله تعالی فی المصیبة ثوابا عظیما حیث قال ولنبلونکم
اور تمام ناسمجھ دار دنیا میں بیکیر سامنی مرجاتے تاکہ اونکی مصیبت کا ثواب ملتا اور بیشک اللہ تعالے نے مصیبت میں بڑی ثواب کا وعدہ فرمایا ہے چنانچہ کہتا ہی اور البتہ ہم آزماوینگے تمکو
بشئ من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرٰت وبشر الصٰبرین الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا لله و
کچھہ ایک ڈر سی اور بہوک سے اور نقصان سی مالونکی اور جانونکے اور میوونکی اور خوشی سنا ثابت رہنی والون کو کہ جب اونکو پہنچے کچھہ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور
انا الیه رجعون اولٰئك علیهم صلوٰت من ربهم ورحمة واولٰئك هم المهتدون یعنی ان کل من اصابه مصیبة فی ماله او ولده
ہمکو اوسیکے طرف پھر جانا ایسے لوگ اونہیں پر شاباشیں ہیں رب کے اور مہربانی اور وہی ہیں راہ پر مراد یہہ ہی کہ جسکو کچھہ مصیبت پہنچی مال میں یا اولاد میں
ونفسه او عرضه کالکلمة القبیحة التی یسمعها فی حقه او الهم الذی یهمه او الغم الذی یغمه من ضیق معیشته او
یا جان میں یا آبرو میں جیسے عیب کی بات اپنی حق میں سن پاوی یا ایسا اندوہ پہنچے جو سوچ لگادی یا غم پہنچے جسنے فکر میں ڈال رکھا ہو تنگی معیشت کا
قلة قوته او تعذر کسبه او عدم نبات زرعه او غیر ذلك فانه اذا صبر واحتسب ثواب مصیبته التی اصیب بها یعطیه
یا قلت روزی کا یا پیشہ نچلنے کا یا کہیتی ماری جانیکا یا کچھہ اور سوا اسکے اسپر جو صبر کریگا اور مصیبت کی ثواب کا جو اسپر گذری ہی امیدوار ہوویگا تو اللہ تعالے
الله تعالی ما وعده فی کتابه من الصلوٰة والرحمة والهدایة لانه تعالی لا یخلف المیعاد وروی عن عکرمة انه علیه السلام
وہی عطا کریگا جو اوسکی لئی اپنی کتاب میں وعدہ کیا ہی شاباش اور رحمت اور ہدایت کیونکہ اللہ تعالی وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور عکرمہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کا
طفی سراجه فقال انا لله وانا الیه رجعون فقیل له امصیبة هی یا رسول الله فقال نعم کل شئ یؤذی المؤمن فهو له
چراغ بجھگیا تہا سو آپنے فرمایا ہم مال اللہ کا ہیں اور ہمکو اوسیکی طرف پھر جانا کسے نی عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہہ مصیبت ہی پس فرمایا ہان جس شی سی مومن کو ایذا ہو وہی اوسکی
مصیبة وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال اذا انقطع شسع احدکم فلیسترجع فانها من المصائب وروی عن ام سلمة
مصیبت ہی اور ایک حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب کسیکی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاوے تو انا للہ پڑہی کیونکہ یہہ بہی مصیبت ہی اور ام سلمہ سی روایت ہے
انه علیه السلام قال ما من مسلم یصیبه مصیبة فیقول انا لله وانا الیه رجعون اللهم اجرنی فی مصیبتی واخلف
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس مسلم پر کچھہ مصیبت گذری پھر وہ کہے ہم اللہ کا مال ہیں اور ہمکو اوسیکی طرف پھر جانا الٰہی مجھکو میری مصیبت کا اجر دی اور مجھکو اوس سے
خیرا منها الا اجره الله فی مصیبته واخلف له خیرا منها وروی عن ابن عباس انه علیه السلام قال من استرجع عند المصیبة
بہتر عوض دی تو اللہ تعالے اوسکو اوسکی مصیبت کا اجر اور اوس سے بہتر عوض دیگا اور ابن عباس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جس نے مصیبت پر انا للہ پڑہا
جبر الله مصیبته واحسن عقباه وجعل له خلفا صالحا یرضاه وروی عن الحسین انه علیه السلام قال ما من مسلم یصاب
تو اللہ تعالی اوسکی مصیبت کو رفع اور اوسکا انجام نیک کردیگا اور اوسکا اچھا بدلا اوسکی پسند کا دیگا اور حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا نہیں کوئی مسلم کہ اوسپر
بمصیبة فیذکرها وان قدم عهدها فیحدث لها استرجاعا الا کتب الله له مثلها من الاجر یعنی انه تعالی یعطیه من الاجر
مصیبت گذری پھر وہ اوسکو یاد کری اگرچہ مدت گذر گئی ہو پھر وہ از سر نو انا للہ پڑہے مگر اللہ تعالے اوسکی لئی اتنا ہی اجر مقرر کریگا مراد یہہ ہی کہ اللہ تعالی اوسکو اجر
مثل الاجر الذی اعطاه یوم اصیب بها وروی عن سعید بن جبیر ان الاسترجاع لم یعط الامة من الامم الا لهذه الامة ولو اعطی
برابر اوس اجر کے جو مصیبت کے روز عطا کیا تہا عنایت کریگا اور سعید ابن جبیر سی روایت ہی کہ استرجاع سوا اس امت کی اور کسی امت کو عطا نہیں ہوا اگر کسیکو ملتا
لاحد لاعطی یعقوب النبی علیه السلام الا تری انه حین اصابه لم یسترجع بل قال یا اسفی علی یوسف وروی عن ابن عباس
تو البتہ یعقوب علیہ السلام کو ملتا کیا دیکھتا نہیں کہ یعقوب علیہ السلام نے مصیبت کے وقت انا للہ نہیں پڑہا بلکہ یہہ کہا کہ ای افسوس یوسف پر اور ابن عباس سے روایت ہے
انه نعی الیه ابنة له وهو فی السفر فاسترجع ثم نزل فصلی رکعتین ثم قال قد صنعنا ما امرنا الله تعالی فانه تعالی قال استعینوا
کہ اونکو سفر میں بیٹی کی سناونی آئی تو انا للہ پڑہا پھر اوتر کر دو رکعت پڑہیں پھر کہا ہمکو اللہ کا حکم تہا سو کر چکے کیونکہ اللہ تعالی نی فرمایا ہی قوت پکڑو
بالصبر والصلوٰة فینبغی للمؤمن ان یفعل کذلك فانه علیه السلام کان اذا حزنه امر فزع الی الصلوٰة لکونها ام العبادات
ثابت رہنی سے اور نماز سی اب مومن کو لازم ہی کہ یہہ ہی کیا کرے کیونکہ نبی علیہ السلام اگر کسے بات سی غمگین ہوتے تو نماز شروع کردیتے اسلئے کہ نماز سب عبادت کی اصل

ومعراج المؤمنین ومناجات رب العلمین قال علیه السلام ان اعظم الجزاء مع عظم البلاء وان الله تعالی اذا
اور مومنین کے لئے معراج اور پروردگار سے سرگوشی ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا بیشک بڑا ثواب بڑے بلا پر ہوتا ہے اور بیشک اللہ تعالی جب
احب قوما ابتلاهم فمن رضی فله الرضی ومن سخط فله السخط یعنی ان کثرة الثواب یحصل بحصول کثرة
کسی قوم کو محبوب کرتا ہے تو اونپر بلا نازل کرتا ہے پہر جو کہ اسپر راضی ہوا تو اوسکے لئے رضامندی ہے اور جو بیزار ہوا تو اوسکے لئے بیزاری ہے مراد یہ ہے کہ ثواب کے کثرت بلا کی کثرت سے
البلاء فمن رضی به وصبر علیه یحصل له رضاء الله تعالی ومن کره البلاء وجزع ولم یرض بحکمه تعالی یحصل
حاصل ہوتی ہے پہر جو راضی ہوا اور اوسپر صبر کیا تو اوسکے لئے اللہ کی رضامندی ہے اور جسنے بلا کو مکروہ جانا اور واویلا کیا اور اللہ کے حکم پر راضی نہوا تو اوسکے لئے
له سخط الله وغضبه لکن ینبغی ان یعلم ان الرضی والسخط محلهما القلب وهما یتعلقان به لا باللسان فلهذا تری
اللہ کی بیزاری اور غضب ہے لیکن سمجھنا چاہئے کہ رضامندی اور بیزاری کا ٹھکانا دل ہے یہہ دونوں دل سے علاقہ رکھتی ہیں زبان سے علاقہ نہیں رکھتی ہیں اسی لئے
کثیرا من الناس یکون له انین من وجع اوشدة المرض مع ان فی قلبه الرضی والتسلیم بالله تعالی فعلی هذا کل من
اکثر لوگون کو دیکہتے ہو کہ درد کی مارے یا بیماری کی شدت سے آہ اف تو کرتے ہیں لیکن اونکے دلمیں اللہ تعالی کی رضا اور تسلیم ہوتی ہے اس بیان کی موافق جس سے کہ آہ ءُف
یسمع منه انین لا یجوز ان یقال فی حقه انه غیر صابر وغیر راض بحکم الله تعالی اذ لا یطلع احد علی قلب احد
سننے میں آتی ہیں اسکو یہہ نہیں کہا چاہئے کہ صبر نہیں کرتا اور اللہ کی حکم پر راضی نہیں ہے اسلئے کہ کسیکو کسیکی دل کی کیا خبر ہے
وروی عن عامر الرامی انه علیه السلام قال ان المؤمن اذا اصابه السقم ثم عافاه الله تعالی کان کفارة لما مضی من
اور عامر رامی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن اگر بیمار ہو جاتا ہے پہر اوسکو اللہ تعالی عافیت دیتا ہے تو گذشتہ گناہوں کا کفارہ
ذنوبه وموعظة له فیما یستقبل وان المنافق اذا مرض ثم اعفی کان کالبعیر الذی عقله اهله ثم ارسلوه فلم یعلم
اور آیندہ کی واسطے پندہے اور بیشک منافق اگر بیمار ہوکر صحت پاتا ہے تو ایسا ہے جیسے اونٹ کہ پہلے اوسکو مالکون نے باندہ دیا پہر اوسکو چہوڑ دیا
لم عقلوه ولم ارسلوه فعلم من هذا انه تعالی انما یبتلی عبده المؤمن لمحو سیئاته اولرفع درجاته التی لم یبلغها
تو اوسکو خبر نہیں ہوتی کیون باندہا تہا اور کیون چہوڑ دیا اب اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی اپنے مومن بندہ کو اسلئے مبتلا کرتا ہے کہ اوسکی گناہ محو ہوں اور وہ درجات کہ بدون ان مصایب کے نہیں
الا بانواع البلایا فانه تعالی یرسل علیه فی الدنیا شدائدها ومحنها حمیة له عن الافتتان بها وتزهیدا له عنها
لے سکتا تہا بلند ہوجاوین سو اللہ تعالی اوسپر دنیا میں سختیان اور محنتین دنیا کی فتنہ سے بچانیکو اور دنیا سے چہوڑانیکو ڈالدیتا ہے
لئلا یطمئن الیها ویالف بمحبتها فیقطعه ذلك عن منازل الاخرة لانه متی ابتلی یضعف سورة نفسه ویذهب
تاکہ دنیا پر اطمینان کرکر اوسکے الفت میں نہ پہنس جاوے پہر اوسکی نحوست سے اخروی مراتب سے محروم نہ رہ جاوے کیونکہ جب مبتلا ہوتا ہے اوسکی نفس کے تندی سست اور بشری
صفات بشریته وینقطع عنه مواد الهوی ولذة الدنیا فیتوجه فی کل حال فی السراء والضراء الی مولاه ویالف الاقبال علیه
عادات جاتی رہینگے اور ہوا ہوس اور دنیا کی لذت اوسکی دلسے دور ہوکے پہر ہر حال راحت اور رنج میں اپنے مولی کے طرف متوجہ رہے گا اور اودہر لگانے سے
ویستوطن بالصبر والرضی بین یدیه الی ان یرفعه الی درجات الاحباب والاولیاء وهذا معنی ما روی عن انس انه علیه السلام
الفت پکڑیگا اور صبر اور رضا کو اپنی سامنے قایم رکہیگا آخر اوسکو مرتبہ دوستون اور اولیا کا حاصل ہوجاویگا اور انس رض کی روایت کے یہہ ہی معنی ہیں کہ نبی علیہ السلام
قال ان الله تعالی اذا اراد بعبد خیرا واراد ان یصافیه صب علیه من البلاء صبا ومن جملة ما یصب علیه من البلاء
فرمایا کہ بیشک اللہ تعالی جب کسیکی خیر یا اوسکو پاک کیا چاہتا ہے تو اوسپر بہت بلا ڈال دیتا ہے اور بعضے بلا ئیں اس قسم کی ہیں کہ
انه تعالی یقیض له ویسلط علیه من بعض خلقه من یقصده بالاذی حتی لو اختفی فی جحر ضب او فارة یقیض الله تعالی
کہ اللہ تعالی اپنی مخلوق میں سے ایسی کو اوسپر تعین کرکر غالب کر دیتا ہے کہ اوسکو ہر وقت ستاتا رہے یہان تک کہ اگر گوہ یا چوہے کی بل میں جاکر چہپی تو اللہ تعالی
له من یؤذیه کما روی عن علی انه علیه السلام قال لو کان المؤمن فی جحر ضب لیقیض الله تعالی له فیه من یؤذیه وروی
اوسہی جگہ ایذا رسان کو بہیجتا ہے چنانچہ علی رض سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مومن گوہ کی بل میں جا لگا ہوتا ہے تو اوسہی بل میں ستانیوالا موجود ہوتا ہے اور ایسی ہے

مثله عن انس بلفظ لو ان المؤمن کان فی جحر فارة لقیض له فیه من یؤذیه والحکمة فی ذلك ان البلاء یسبك صفات
انس سے بہہ عبارت روایت ہی اگر مومن چوہی کی بہٹہ مین ہووی تو اوسہی جگہہ اوسکا موذی جا موجود ہوتا ہی اور اسمین حکمت ہی کہ بلا صفات بشری کو گلا کر صاف کر دیتی ہی
العبد فکانه تعالی یسبك نفس عبده المؤمن بنار المحنة والبلاء لیصفیه من کدورات اخلاق بشریة لیصلح لولایته
گویا اللہ تعالی اپنی مومن بندہ کی نفس کو محنت اور بلا کی آگ مین گلا کر صاف کرتا ہی تاکہ عادات بشریکی کدورت سی صاف ہوکر ولایت اور محبت کے لایق ہو جاوے
ومحبته المجلس الثالث والستون فی بیان تحقیق قوله علیه السلام اغتنم خمسا قبل خمس
باسٹہوین مجلس اس حدیث کے تحقیق مین کہ غنیمت جان پانچ کو پہلے پانچ سے اخر حدیث تک
الحدیث وما یتفرع علیه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لرجل یعظه اغتنم خمسا قبل خمس شبابك
اور جو اس سے متعلق ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے پند دیتی ہوئی فرمایا غنیمت جان پانچ کو پہلے پانچ کی جوانی کو
قبل هرمك وصحتك قبل سقمك وغناك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحیاتك قبل موتك هذا الحدیث
پہلے بڑہاپی سے اور صحت کو پہلے بیماری سی اور توانگری کو پہلے فقر سے اور فرصت کو پہلے دہندی سی اور زندگی کو پہلے موت سی یہہ حدیث
من حسان المصابیح رواه میمون بن مهران فانه علیه السلام بین فیه ان الانسان فی حال شبابه یقدر علی
مصابیح کی حسن حدیثوں میں سی ہے میمون بن مہران کی روایت سی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ فرمایا کہ آدمی اپنی جوانی مین وہ کار کر سکتا ہے
الاعمال التی لا یقدر علیها فی حال هرمه فلا بد له ان یغتنم الفرصة ویشتغل بالطاعات فی حال شبابه قبل هرمه لانه
جو حالت پیری مین نہین کر سکتا سو اوسکو لازم ہی کہ فرصت کو غنیمت جانے اور عہد جوانی مین پیری سے پہلی عبادت مین مشغول رہی کیونکہ
فی حال شبابه ان ترك العمل واتبع هواه وتعود بالمعصیة لا یقدر علی ترکها فی حال هرمه فینبغی له ان یترك
جوانی مین اگر عمل خیر ترک کر کر ہوا ہوس مین پہنسا اور معصیت کی عادت کرلے تو پہر کیا طاقت ہی کہ بڑہاپی مین چہوڑ دی تو لایق یہہ ہی کہ معاصی کو
المعاصی فی حال شبابه ویعود نفسه باعمال الخیر حتی یسهل علیه فی حال هرمه وبین ایضا انه فی حال صحته یقدر
جوانی مین ترک کرے اور اعمال خیر کی عادت ڈالی تاکہ پیری مین جاکر آسانی رہی اور یہہ بہی بیان فرمایا کہ انسان اپنی صحت میں اپنی
علی کسب الخیرات بماله وبدنه فینبغی له ان یغتنم صحته ویجتهد فی کسب الخیرات بماله وبدنه لانه اذا مرض یضعف
مال اور بدن سی ثواب حاصل کر سکتا ہی پہر اوسکو لازم ہی کہ اپنی صحت کو غنیمت جانکر اپنے مال اور بدن سی کسب خیرات مین کوشش کری کیونکہ بیمار ہوکر بدن ناتوان ہو جاتا ہی
بدنه فلا یقدر علی الطاعات ببدنه ویقصر یده عن ماله فیما زاد علی الثلث فلا یقدر علی التصرف فی ماله الا فی مقدار
پہر بدن مین طاعات کی طاقت کہان رہتی ہی اور ہاتہہ بہی تہائی مال کی زیادہ سی تنگ ہو جاتا ہی پہر یہہ قدرت نہین کہ تہائی مال سی زیادہ خرچ کرے
ثلثه وبین ایضا انه فی حال غناءه وفی حال فراغه یقدر علی الطاعات بلا مانع فاذا بدل الغنی بالفقر والفراغ بالشغل
اور یہہ بہی بیان فرمایا کہ آدمی توانگری اور فرصت مین بلا موانع طاعات کر سکتا ہی اور جب توانگری کی بدلہ فقر آیا اور فرصت کی جگہہ دہندا لگا
یظهر الموانع فلا یقدر علی الطاعات بل یکون مشتغلا بامر المعاش فینبغی له ان یغتنم غناه وفراغه فی تحصیل الاعمال
تو پہر موانع پیدا ہوجاتے ہین پہر طاعات کی قدرت کہان بلک اپنی معاش کی فکر مین لگا رہتا ہے سو لایق یہہ ہی کہ توانگری اور فرصت کو صالح اعمال کی لئی غنیمت سمجہے
الصالحات لان الغنی یعقبه الفقر والفراغ یعقبه الشغل وبین ایضا انه فی حال حیوته یقدر علی العمل فاذا مات
اسلئے کہ غنا کے پیچہے فقر اور فرصت کی پیچہے دہندا لگا ہوا ہے اور یہہ بہی بیان فرمایا کہ آدمی اپنی زندگی مین عمل کر سکتا ہی اور جب موا
ینقطع عن العمل فینبغی له ان یغتنم حیاته ولا یضیع عمره فیما لا یعنیه فان کل نفس من انفاس العمر جوهرة نفیسة لا
تو عمل تمام ہوئے بس لازم یہہ ہی کہ اپنی زندگی کو غنیمت جانکر نکمے باتون مین عمر نکہوی کیونکہ عمر کا ایک ایک دم ایک نفیس بے بہا جوہر ہے
قیمة لها اذ یمکن ان یشتری بها کنز من کنوز الجنة التی لا تتناهی نعیمها ابد الاباد فاضاعة تلك الانفاس واشتراء ما
اسلئے کہ اسکے بدلہ ایک خزانہ جنت کی خزانون مین سی ہاتہہ آسکتا ہی جسکی نعمتین کبہی تمام نہونگے پہر ایسی انفاس کو ضایع کہونا اور ایسی چیز کا خریدنا

بما ما یکون سببا لهلاکه باتباع هواه غایة الخسران ونهایة الخذلان فان من یتبع هواه یفعل ما یضره ویهلکه
سو جو شخص کہ ہوا وہوس میں لگا ہوا ہی تو وہ ہی کام کرتا ہی جسمیں زیان اور نہایت نقصان ہی بڑا ہی کہ ہوا وہوس میں پھنسا کر ہلاک کرڈالے

حالا اومآلا وهو لا یشعر اویشعر لکن لخفة عقله یرجح اللذة الحاضرة التی لا بقاء لها علی العقوبات الاخرویة
حال اور مآل کا مضر اور تباہی ہو پر وہ بیخبر ہی یا جانتا ہی پر بیوقوفی سی حال کی ناپائدار لذت کو اخروی عقوبات سے جسکی

التی لا نهایة لها و بظن لعمی بصیرته وتناهی حماقته انه ظفر بشیء من اللذائذ ولا یعلم ذلک لاحمقانه
کچھ انتہا نہیں ہے بہتر سمجھتا ہی اور اندھا ہوکر کمال بیوقوفی سے خیال کرتا ہی کہ کچھ عیش اوڑایا اور احمق یہ نہیں سمجھتا کہ دنیا سے

یخرج من الدنیا ویری انه لم یظفر بشیء من اللذائذ اصلا لا من لذائذ الدنیا لانها عنه تزول ولا من لذائذ
ابہی نکلکر دیکھ لیگا کہ کچھ بہی عیش نکیا نہ تو دنیا کی عیش ولذت کیونکہ سب ہوچکینگی اور نہ

الاخرة اذ لیس له الیها الوصول فیبقی فی حسرة وندامة حین لا ینفعه الندم وقد روی انه علیه السلام قال
آخرت کی عیش کی لذت کیونکہ وہ کہاں ہاتھ آسکتے ہیں پہر حسرت اور ندامت باقی ہوگی اوسوقت ندامت سی کچھ فائدہ نہوگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

ما من احد یموت الا ندم قالوا وما ندامته یا رسول الله قال ان کان محسنا ندم ان لا یکون ازداد وان کان
جب کوئی مرتا ہی سو نادم ہوتا ہی عرض کیا یا رسول اللہ ندامت کیوں ہوتی ہی فرمایا اگر نیکوکار ہوتا ہی تو یہ ندامت ہوتی ہی کہ عمل زیادہ کیوں نکئی اور اگر

مسیئا ندم ان لا یکون نزع فیا ایها العاقل لا تضیع عمرک فی الغفلة واجتهد فی تحصیل متعة الاخرة قبل
بدکار ہوتا ہی تو یہ ندامت کیوں نہ باز آیا سو دانا ہوکر اپنے عمر غفلت میں کیوں کہوتا ہے آخرت کی سامان حاصل کرنیں کوشش اس سے پہلے کر

ان یجیء یوم لا تقدر علی تحصیلها فی ذلک الیوم فانک عن قریب ترا ین ذلک الیوم فتندم علی
کہ ایسا دن آجاوی کہ اوسروز تو ہرگز حاصل نہ کرسکے بیشک تو اوس دن کو جلد دیکھ لیگا پھر تو گذشتہ عمر پر

ما فات من عمرک فی غیر طاعة ربک ولا ینفعک الندم فان العبد اذا کان فی شغل من اشغال الدنیا و
بدون عبادت پروردگار کی نادم ہوگا اور ندامت سی کچھ فائدہ نہوگا کیونکہ آدمی جب تک دنیا کے کاروبار میں لگا رہتا ہے

کان شغله یمنعه من العمل واحال ذلک العمل علی فراغه وقال اذا فرغت عملت فذلک من حماقته من
اور وہ شغل اوسکو عمل نیک سی باز رکھتا ہی تو اوس عمل نیک کو فرصت کی وقت پر ڈال رکھتا ہی کہتا ہے فرصت ملیگی تو کرونگا سو یہ صرف بیوقوفی ہی

وجهین احدهما ایثار الدنیا علی الاخرة ولیس هذا من شان العاقل وقد قال الله تعالی بل تؤثرون
دو وجہ سی ایک تو دنیا کو آخرت پر پسند کرتا اور یہ عاقل کا کام نہیں ہے اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی بلکہ تم پسند

الحیوة الدنیا والاخرة خیر وابقی والثانی تسویفه العمل الی وان فراغه فانه قد لا یجد مهلة بل یختطفه
رکہتی ہو دنیا کا جینا اور پچھلا گھر بہتر ہے اور رہنے والا اور دوسری وجہ عمل کو فرصت کی وقت پر ڈال رکہنا کیونکہ بعضے دفعہ مہلت نہیں ملتی بلکہ

الموت قبل فراغه او یزداد شغله لان اشغال الدنیا یستلزم بعضها بعضا فیبقی بلا زاد لیوم المعاد فالواجب
موت فرصت کی وقت سی پہلے آپکڑتے ہی یا وہ دنیا کا دہندا بڑہتا چلا جاتا ہی کیونکہ دنیا کی کام کا سلسلہ ایک سی ایک لگا ہوا ہی پہر آخرت کے توشہ سی خالی رہجاتا ہے

علی العبد ان یبادر الی الاعمال الصالحات علی ای حال کان قبل وصول الموت وحصول الفوت لقوله
سو آدمی پر یہ واجب ہے کہ جلد ہی اعمال صالح کو کیسے حال میں ہو موت سی پہلی اور فوت سی پیشتر اختیار کری اس آیت کے

تعالی سارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها السموات والارض اعدت للمتقین فان من تعلق قلبه
مطابق اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پھیلاؤ ہی آسمان اور زمین تیار ہوئی ہی واسطی پرہیزگاروں کی بیشک جسکا دل

بالدنیا واخذ منها القدر الزائد علی حاجته من الطعام والشراب واللباس یکون مضرة علیه الا ان یستعین
دنیا پر لگا ہوا ہی اور دنیا میں سی کچھ مقدار حاجت سی بڑھکے کھانا اور پینا اور پوشاک حاصل کرتا ہی تو اوسکی حق میں مضر ہی ان اگر اوس سے طاعت الہی میں مدد لیوے

علی طاعة الله تعالی لان کل ما احبه الانسان وظفر به لا بد ان یفارقه فان کان احبه لغیر الله یعذب به

اسلئے کہ آدمی جس چیز کو محبت کی راہ سے پیدا کرتا ہی تو بالضرور اوس سے جدا ہوویگا پہر اگر اوسکی محبت واسطے غیر اللہ کی تہی تو اوسکے جدا ہونے

بفواته ان یحصل له من الالم قدر ما تعلق به قلبه ولهذا قال بعض السلف من احب الدنیا فلیوطن نفسه علی

سے دل دکہیگا اور اتنا ہی الم پیدا ہوویگا جسقدر اوس سے دل متعلق تہا اسی لئے بعض متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص دنیا کی محبت کرنی چاہتا ہے کہ اپنی جان کو

تحمل المصائب فان محبها لا ینفک عن ثلث مصائب هم لازم وتعب دائم وحسرة لا تنقضی فلو لم یکن لمحبها

مصیبت کا گہر بنالے کیونکہ دنیا کے محبت میں مصیبت سے خالی نہیں ہوتی فکر دائمی اور رنج ہمیشہ کا اور ارمان بے انتہا اور اگر دنیا دار کو تہرت کوئی

العذاب العاجل الا هذا لکفی له مصیبة فکیف اذا حیل بینه وبین محبوباته ولذاته کلها بالموت وصار

عذاب سوا اسکے نہو تو یہہ مصیبت ہی اوسکی لئے کفایت کرتی ہی پہر تو کیا حال ہوگا جب موت اوسمیں اور اوسکی محبوبات اور لذات کی بیچ میں آجاویگی اور وہی

معذبا بالنفس ما کان متلذذا به علی قدر لذته التی شغلته عن سعیه فی طلب زاده لیوم معاده اذ لو کان

عذاب میں رہ جاویگی جس سے مزہ اور لوٹتا تہا موافق اوس لذت کے جسکے مارے قیامت کی زاد راہ کی کچھہ سعی نکی اسلئے اگر کسیکی

له الف محبوب یزول به عند الموت فی وقت واحد الف مصیبة لانه کان یحب جمیعها ویسلب

ہزار محبوب ہوں تو موت کے آتے ہی اوسپر ہزار مصیبت ایکبارگی پڑ جاتے ہیں اسلئے کہ اسکو سب سے محبت تہی اور وہ سب کی سب

عنه فی لحظة واحدة کلها ویبقی فی حسرة وندامة بعد موته وهذا اول ما یلقاه عقیب موته من الالم فضلا

ایکدم بہر میں جاتی رہتی ہیں اور مرتے ہی حسرت اور ندامت میں رہ جاتا ہے اور یہہ تو پہلا الم ہے جو مرتے ہی پیش آویگا

عما اعده الله تعالی للذین استحبوا الحیوة الدنیا ورضوا بها من عذاب الاخرة والحاصل ان من احب

اوسکو تو کیا کہئے جو اللہ نے انکے لئے جو دنیا کو محبت سے آخرت کی عذاب پر پسند کرتے ہیں آخرت کا عذاب تیار کر رکہا ہی اور حاصل یہہ ہے کہ جو شخص

شیئا سوی الله تعالی ولم یکن محبته له لله تعالی ولا لکونه معینا علی طاعة الله تعالی یحصل له به

سوای اللہ تعالی کے اور چیز کی محبت پیدا کرے اور وہ محبت نہ خدا کے واسطے ہو اور نہ طاعت الہی پر مددگار ہو تو اوسکے حق میں

الضرر سواء ظفر به او لم یظفر فانه ان لم یظفر به یعیش بغصته ولا یستریح من التعب وان ظفر به یکون

مضر ہی برابر ہے کہ وہ شئی اوسکو حاصل ہو یا نہو کیونکہ اگر نہ حاصل ہوئی تو اوسکے غم میں لگا رہتا ہی رنج سے آرام نہیں پاتا اور اگر حاصل ہوئی تو وہ الم

ما حصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة علیه بعد فواته اضعاف اضعاف ما حصل له من اللذة

کہ حصول سے پہلے دیکہا وہ کا وہ اور اوسپر فوت ہونے کے بعد چند در چند اوس لذت سے زیادہ دل کے حسرت

ولو نال العبد کل حظ من حظوظ الدنیا وکل لذة من لذاتها ومضی عمره علیها ولم یسع فی تحصیل

اور اگر آدمی کو دنیا کے تمام عیش اور آرام عمر بہر حاصل رہیں اور ساری لذتیں اور اوسنے آخرت کی سعادت میں

السعادة فی الاخرة یصیر عند الموت کانه لم یظفر بشیء من حظوظها ولذاتها وتعود تلک الحظوظ

کچہہ سعی نکی تو وہ مرتے ہی ایسا ہوگا کہ دنیا میں کچہہ بہی مزا اور آرام نہ پایا اور وہی عیش اور آرام

واللذة عذابا له ویصیر معذبا بالنفس ما کان متنعما به من جهتین من جهة فوته مع شدة تعلق

اوسکے حق میں عذاب ہو جاوینگی اور وہی عیش کی چیزیں دو وجہ سے عذاب کا سبب بن جاوینگے ایک تو اونکا چہوٹنا اور

قلبه به ومن جهة عدم حصول ما هو له انفع وادوم فالمحبوب الحاصل یفوت عنه والمحبوب الاعظم

دل اونمیں لگا ہوا ہوگا دوسرے حاصل نہونا جو اوسکے لئے ہمیشہ کو مفید ہوتا اب حال کا محبوب تو ہاتہہ سے جاتا رہیگا اور محبوب اعظم

لا یحصل له وهذا اول ما یلحقه من العذاب قبل عذاب النار اذ قد قال العلماء لیس الموت بعدم محض

اوسکو میسر نہوگا اور یہہ تو وہ عذاب ہی جو دوزخ کے عذاب سی پہلے اسپر گذریگا اسو اسطے کہ علما کہتے ہیں کہ موت عدم محض

ولا فناء صرف وانما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقته عنه وتبدل من حال الى حال وانتقال من
اور نری فنا ہی نہیں ہی بلکہ موت کیا ہی روح کا علاقہ بدن سی چھوٹ جانا اور بدن سی الگ ہونا اور ایک حال سی دوسرا حال بدل جانا اور ایک جگہ سی
دار الى دار وهو اعظم المصائب وقد سماه الله تعالى مصيبة حيث قال فاصابتكم مصيبة الموت
دوسری جگہ نقل کرنا اور یہہ بڑی مصیبت ہی اور بیشک اللہ تعالی نی موت کا نام مصیبت رکہا ہی چنانچہ فرمایا ہے پہر پہنچے تم پر مصیبت موت کی
فالموت هو المصيبة العظمى واعظم منه الغفلة عنه وعدم ذكره وقلة التفكر فيه وترك العمل له واتباع
سو موت ہی بڑی مصیبت ہی اور اوس سی بڑہ کر غافل رہنا کہ نہ اوسکو یاد رکہی اور نہ اوسکا کچہہ فکر کری اور نہ اوسکی لئی کچہہ عمل کرے اور
الهوى فان اتباع الهوى سم من سموم الدين يفضي الى الهلاك يوم الدين مع ان المومن بنفس الايمان
ہوا وہوس میں پڑا رہی بیشک ہوا وہوس کی اطاعت دین کی حق میں ایسا زہر ہے کہ قیامت کی روز ہلاک کر دیگا باوجودیکہ مومن صرف بواسطہ ایمان کے
قد عاهد الله تعالى ان لا يعصيه وذلك لان الايمان قبول والتزام فمن يقول لا اله الا الله يصير كانه
اللہ تعالی سی یہہ عہد کر لیتا ہی کہ نافرمانی نکرونگا اور یہہ اسلئی کہ ایمان قبول اور ذمہ لینے کو کہتے ہیں پہر جو شخص لا اله الا الله کہتا ہے گویا وہ یہہ کہتا ہی
يقول اني علمت واعتقدت انه تعالى واحد في ذاته وصفاته وافعاله ولا يظهر في العالم شئ الا
کہ میں نی یقین کیا اور اعتقاد لایا کہ اللہ تعالی اپنی ذات اور صفات اور افعال میں یگانہ ہی اور عالم میں کوئی شئ اوسکی علم اور ارادہ اور
بعلمه وارادته وخلقه ولا يستحق العبادة الا هو واني التزمت عبادته ولا اعبد الا اياه فبعد هذه
پیدائش کی بدون ظاہر نہیں ہوسکتی اور کوئی سوا اوسکی مستحق بندگی کا نہیں اور میں نے اوسکی بندگی اپنی ذمہ لی اوسکی سوا کسیکی عبادت نکرونگا اب اس
المعاهدة يحرم عليه ان يعصيه في شئ من اوامره ونواهيه حتى اذا دعته نفسه الى نقض عهد مولاه
عہد کے بعد اوسکو نافرمانی کرنی حرام ہے کوئی بات ہو حکم یا ممانعت یہانتک کہ اگر اوسکی جی میں مولی کی عہد توڑنے کا خیال آوی
يلزمه ان يقول لها كما قال يوسف النبي عليه السلام لامراة العزيز حين دعته الى نفسها معاذ الله
تو اوسکو لازم ہے کہ جی میں یہہ کہی جیسے یوسف نبی علیه السلام نے عزیز کے جورو سے کہا تہا جب اوسنی اپنی طرف طلب کیا خدا کی پناہ
انه ربي احسن مثواي انه لا يفلح الظالمون فان من اشتد ميل نفسه الى ما يشتهيه وتركه مع قدرته عليه
وہ عزیز مالک ہے میرا اچہی طرح رکہا اسی مجہکو البتہ بہلا نہیں پاتی جو لوگ بے انصاف ہیں بیشک جسکا دل شہوت پر ٹوٹ پڑی اور شہوت کو قدرت ہوتی ہوئے
في موضع لا يطلع عليه الا الله تعالى يكون دليلا على صحة معاهدته مع ربه في ايمانه فان المومن اذا علم
ایسے مقام میں کہ سوا اللہ تعالی کی کوئی مطلع نہو اسکے ترک کرے تو یہہ دلیل ہے کہ اسنے اپنی ایمانی عہد کو رب کے ساتھہ پورا کیا بیشک مومن جب یہہ سمجہتا ہے
ان رضى مولاه في ترك هواه يقدم رضى مولاه على هواه ويكون لذته وصفاه فيما يرضى مولاه وان كان مخالفا
کہ مولی کے خوشی ہوا وہوس کے ترک میں ہی تو اپنی مولی کی خوشی اپنے خواہش پر مقدم رکہتا ہی اور اوسکی لذت اور صفا مولی کی رضامندی میں ہوتی ہی اگرچہ خواہش کے خلاف
لهواه ويكون المه وجفاه فيما لا يرضى مولاه وان كان موافقا لهواه بل يكون لذته في ترك شهواته لله تعالى
اور اوسکا الم اور جفا مولی کی ناخوشی میں ہوتا ہی اگرچہ خواہش کے موافق ہو بلکہ اوسکو ترک شہوات میں لذت اس سی زیادہ ہوتی ہی کہ اس لذت کو
اعظم من لذته في تناولها بل يكون كراهة تناولها عنده في خلوته اشد من كراهة الالم الضرب و
حاصل کرے بلکہ اوسپر لذت کی بیزاری میں خلوت میں مار اور قید کے الم سے زیادہ ہوتی ہے
الحبس الا ترى ان يوسف النبي عليه السلام حين قالت امراة العزيز في حقه وان لم يفعل ما آمره ليسجنن
کیا معلوم نہیں کہ یوسف نبی علیه السلام کے لئے جب زلیخا عزیز کی بیوی سنے یہہ کہا اور اگر نکریگا جو اوسکو میں کہتی ہوں البتہ قید پڑیگا
وليكونن من الصاغرين كيف قال رب السجن احب الي مما يدعونني اليه فان امراة العزيز لما كان قلبها
اور ہوگا بے عزت تو یوسف علیه السلام نے کیسے یہہ ہی کہا ای رب مجہکو قید پسند ہی اسبات سی جسطرف مجہکو بلاتیان ہیں کیونکہ زلیخا عزیز کی بیوی کا دل

خاليا عن الايمان مالت الى السوء والفحشاء مع كونها ذات زوج ويوسف النبي عليه السلام لما كان

چونکہ ایمان سے خالی تہا تو بدی اور فحش ہے کی طرف جہکی باوجودیکہ سہاگن تہی اور یوسف نبی علیہ السلام کے

قلبه غالبا بالايمان اعرض عما ارادت منه مع كونه شابا عزبا فان من يعمل بمقتضى الايمان يكون له تيسر

دل پر چونکہ ایمان غالب تہا تو اوسکا کہا نمانا باوجودیکہ جوان اور مجرد تہے بیشک جو شخص ایمان کی مطابق عمل کرتا ہے تو اوسکو

في الصبر عما يميل اليه نفسه اذا كان فيه سخط الله تعالى ويتقيد بمحاسبة نفسه ليكون الحساب عليه

نفس کی آرزو پر اگر اوسمین غصہ خدا کا ہوتا ہے تو صبر مین آتا ہے اور اپنی ذاتکے حساب مین لگا رہتا ہی تاکہ کل کو اوسپر حساب

اهون غدا وطريق المحاسبة ان ينظر في احواله هل لله عليه من حقوق الله تعالى وحقوق الناس شئ

آسان ہو جاوے اور طریق حساب لینی کا یہہ ہی کہ اپنی حال کو دیکہتا رہے کہ اوسپر کوئی حق اللہ تعالی یا حقوق عباد مین سے کچہہ باقی ہے

ام لا فيتدارك ما فاته من فرائض الله تعالى فيقضيها ويرد المظالم حبة حبة ويستحل كل من تعرض له

یا نہین پہر اگر فرائض الہی سے کچہہ قضا ہوا ہو تو اوسکو ادا کرکے عوض کر دیوے اور دانہ دانہ دعوی کا ہلکا کر دیوے اور جسکو

بيده ولسانه ويطيب قلوبهم بالاحسان اليهم حتى اذا مات لا يبقى عليه فريضة ولا مظلمة و

ہاتہہ یا زبان سے ستایا ہو تو معاف کرائی اور احسان کرکر اونکا دل خوش کردی آخر جب مری تو اوسپر کوئی فریضہ اور دعوی باقی نہو اور

يدخل الجنة بغير حساب لانه ان مات قبل رد المظالم يحيط به خصماؤه ويتشبثون فيه بمخالبهم فهذا

بے حساب و کتاب بہشت مین چلا جاوے کیونکہ اگر حقوق ادا کئے بغیر مر گیا تو اوسکے مدعے گہیر کر نوچینگے یہہ

يقول ضربتني وهذا يقول شتمتني وهذا يقول استخدمني وهذا يقول اخذت مالي وهذا يقول وجدتني

کہیگا تونی مجہکو مارا تہا وہ کہیگا مجہکو گالی دی تہی کوئی کہیگا مجہسے کام لیا تہا کوئی کہیگا میرا مال چہین لیا تہا کوئی کہیگا تونے مجہکو

مظلوما وكنت قادرا على دفع الظلم فما دفعت عني الظلم وهذا يقول رايتني على منكر فما نهيتني

مظلوم پایا اور تجہکو یہہ قدرت تہی کہ ظلم سے بچا دیتا پہر تونے مجہکو نہ بچایا اور کوئی کہیگا تونے مجہکو گناہ مین مبتلا دیکہا اور مجہکو منع نکیا

عنه فبينما هو كذلك مبهوت متحير من كثرة الخصماء وقد ضعف عن مقاومتهم ومد عنقه الرجاء الى

اب وہ اس حال مین مدعیون کی کثرت سے بحواس اور حیران ہو کر اونکی جواب دہی اور مقابلہ سے تہک کر

المولى الغفار لعله ينجيه من ايديهم اذ يقرع سمعه نداء الجبار اليوم تجزى كل نفس بما كسبت لا ظلم

مولی غفار کی طرف امیدوار ہووے گا شاید کہ انکی ہاتہہ سے بچالیوی ناگاہ اوسکی کانمین آواز آویگے آج بدلا پاویگا ہر جی جیسا کمایا ظلم نہین

اليوم فعند ذلك ينخلع قلبه ويوقن بهلاك نفسه فتفكر ايها الغافل ما انزل الله تعالى في كتابه

آج اب اوسکا دل چہوٹ جاویگا اور یقین کریگا کہ مر لیا اب سوچ تو او غافل اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین کیا نازل کیا ہے

حيث قال ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون ولا تتبع وسوسة الشيطان لانه عدو

جہان فرمایا ہی اور مت خیال کر کہ اللہ بے خبر ہے ان کاموں سے جو کرتے ہین بے انصاف اور شیطان کی وسوسہ کی پیروی مت کر کیونکہ شیطان تو بنی آدم کا

لبني ادم يريد اضلالهم ليجرهم مع نفسه الى النار فيجب على المومن ان يدفع وسوسته ويتخذه

دشمن ہے راہ سے بہکاتا ہے تاکہ اپنے ساتہہ دوزخ مین کہینچ لیجاوے اب مومن پر واجب ہی کہ اوسکا خیال دور کرے اور اوسکو دشمن سمجہے

عدوا كما قال الله تعالى ان الشيطان لكم عدو فاتخذوه عدوا وذكر الفقيه ابو الليث في التنبيه

چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم سمجہہ رکہو اوسکو دشمن اور فقیہ ابو اللیث نے تنبیہ مین کہا ہے

ان لك اربعة من الاعداء يحتاج ان تجاهد مع كل واحد منهم احدهم الدنيا وهي غدارة مكارة

کہ تیرے چار دشمن ہین اون مین سے ہر ایک کے ساتہہ لڑنا ضرور ہے ایک تو دنیا کہ عہد شکن اور فریب باز ہے

فلذلك

فلذلك قال الله تعالى فلا تغرنكم الحيوة الدنيا والثاني نفسك فهي شر الاعداء لما روي عن ابن عباس عن النبي عليه السلام

اسیواسطی اللہ تعالی فرماتا ہی سو تمکو نہ بہکاوی دنیا کا جینا اور دوسرا دشمن تیرا نفس ہی یہہ سب سی بدتر ہی موافق روایت ابن عباس کی کہ نبی علیہ السلام

قال اعدى عدوك نفسك التي بين جنبيك وقد اخبر الله تعالى انها بذاتها امارة بالسوء حيث قال ان

نی فرمایا سب سی بڑا دشمن تیرا نفس ہی جو تیری دونو پہلوؤں میں ہی اور بیشک اللہ تعالی خبر دیتا ہی کہ نفس خود بخود برائی کی بات بتاتا ہی جہان فرمایا ہی بیشک

النفس لامارة بالسوء والامر بالسوء دابها وعادتها لانها خلقت ظالمة جاهلة والعلم والعدل طارٍ عليها

جی تو سکہاتا ہی برائی اور برائی کا حکم دینا اوسکا طریق اور عادت ہی اسلیئے کہ اصل میں بیراہ اور جاہل پیدا ہوئی اور علم اور عدل عارضی ہوتا ہی

وان لم يدركها رحمة الله تعالى وفضله تبقى على جهلها وظلمها وتكون من حزب الشيطان وتجر من اطاعها

اور اگر اوسپر اللہ کی رحمت اور فضل نہووی تو جاہل کا جاہل اور ظالم کا ظالم ہی رہی اور شیطان کی جماعت میں بہرتی ہو اور اپنی فرمان بردار کو

الى العصيان ومخالفة الرحمن لانها تجري بطبعها في ميدان المخالفة والعبد بجهده يمنعها عن سوء المطالبة

گناہوں میں اور رحمان کی مخالفت پر لگادوی کیونکہ نفس بالطبع مخالفت کی میدان میں چلتا ہی اور آدمی اوسکو روک کر مواخذہ کی خوف سی منع کرتا ہی

فمن اطلق عنانها فهو شريكها في فسادها والثالث شيطان الجن فاستعذ بالله تعالى منه والرابع شيطان

پہر جسنی اوسکی باگ ڈہیلی چہوردی تو فساد میں اوسکا شریک ہی اور تیسرا دشمن شیطان جنی ہی سو اوس سی خدا کی پناہ مانگنا اور چوتہا دشمن

الانس فاحذره فانه اشد عليك من شيطان الجن لان شيطان الجن يكون اغواءه بالوسوسة واما شيطان

شیطان انسی ہی سو اوس سی بچنا جنی شیطان سی بہی تیری لیی سخت تر ہی اسلئے کہ جنی شیطان کا تو اغوا صرف خیالات سی ہوتا ہی اور انسی شیطان

الانس فهو رفيقك السوء يكون اغواءه بالمعاينة والمواجهة لا يزال يطلب عليك وجها يزيلك عما كنت عليه

تیرا رفیق بد ہوتا ہی اسکا اغوا ظاہر کہلم کہلا آمنا سامنی ہوتا ہی سر دم یہی تلاش رہتی ہی کہ کسیطرح تجہکو تیری وضع سی ڈگادی

كما قال بعض السلف انك تستعيذ بالله من الشيطان الرجيم فينصرف واما شيطان الانس فلا يبرح حتى يوقعك في

چنانچہ بعضی متقدمین کا قول ہی کہ جب تو شیطان رجیم سی اللہ کی پناہ لیتا ہی تو وہ ٹلجاتا ہی اور رہا شیطان انسی سو معصیت میں ڈالی بغیر کبہی نہیں ٹلتا

المعصية ولهذا قال النبي عليه السلام لا تصحب الا مؤمنا ولا يأكل طعامك الا تقي فانه عليه السلام حذر في هذا

اسیواسطی نبی علیہ السلام نی فرمایا سوای مومن کی کسیکی پاس مت بیٹہہ اور تیرا کہانا سوای پرہیزگار کی کوئی اور نہ کہاوی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں

الحديث عن مصاحبة من ليس بتقي وعن مخالطته لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة في القلب فيلزم

بدکار کی ہمنشینی اور ملنی جلنی سی اسلیئے ڈرایا ہی کہ ہمنشینی اور ملنی سی دلمیں الفت اور محبت پیدا ہوجاتی ہی پہر ضرور ہی کہ موافق

ان يكون كما قال النبي عليه السلام يحشر المرء على دين خليله فلينظر احدكم من يخالل وقد قال الله تعالى الاخلاء

ارشاد نبی علیہ السلام کی آدمی اپنی دوست کی دین پر اوٹہی اب ہر ایک کو غور کرنا چاہیی کیسی سی دوستی کرتا ہی اور اللہ تعالی فرما چکا ہی جتنی دوست ہیں

يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين فان كل واحد من الاخلاء غير المتقين يقول يوم القيمة يا ويلتى ليتني لم

اوسدن دشمن ہونگی مگر جو ہیں ڈروالی بیشک جو دوست پرہیزگار نہیں ہیں وہ قیامت کی روز یہہ کہینگی ای خرابی میری کہیں نہ

اتخذ فلانا خليلا ليت بيني وبينك بعد المشرقين فخليل الانسان ومحبه من يسعى في عمارة اخرته وان كان فيه

پکڑی ہوتی میں فلانی کی دوستی کسیطرح مجہہ میں اور تجہہ میں فرق ہو مشرق مغرب کا سو انسان کا دوست اور محب وہ ہی ہی کہ آخرت کی بہلائی میں سعی کری اگرچہ اوسمیں

ضرر لدنياه وعدوه من يسعى في خسارة اخرته وان كان فيه نفع لدنياه فعلى هذا ينبغي للمؤمن ان لا يتخذ

دنیا کا ضرر ہوجاوی اور دشمن وہ ہی جو آخرت کو خراب کری اگرچہ اوسمیں دنیا کا فائدہ ہو اس بیان کی مطابق مومن کو لازم ہی کہ دوستی ایسی ہی کری

خليلا الا من يثق بدينه وامانته ويعرف صلاحه وتقواه لان المرء يكون يوم القيمة مع من احب لما روي انه عليه السلام

جسکی دین اور امانت پر اعتماد ہو اور اوسکی صلاحیت اور تقوی معلوم ہو اسلئے کہ آدمی قیامت کی روز محبوب کی ساتھہ ہوویگا اس روایت کی موافق

قال المرء مع من احب قال الحسن البصري لا يغرنكم ظاهر قوله عليه السلام المرء مع من احب فانكم لم تلحقوا
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا آدمی ساتھ محبوب کے ہوویگا حسن بصری کہتے ہیں اس حدیث کی ظاہر معنوں پر نہ بہولنا کہ آدمی ساتھ محبوب کے ہوویگا بیشک تم بدون اعمال کے

الابرار الا باعمالكم فان اليهود والنصرى يحبون انبياءهم ولا يكونون معهم يوم القيمة وهذا القول منه
ابرار سے نہیں مل سکتے کیونکہ یہود اور نصاری اپنی انبیاء کو محبوب رکہتے ہیں اور قیامت کے دن اونکے ساتھ نہونگے اونکے اسبات مین یہہ

يشير الى ان مجرد المحبة من غير الموافقة في العمل لا ينفع فان تعظيم الانبياء والعلماء والصلحاء ومحبتهم انما
اشارہ ہے کہ نری محبت بدون موافقت اعمال کے مفید نہیں ہے کیونکہ انبیاء اور علماء اور صلحاء کی تعظیم اور محبت تو جب ہوتی ہے

يكون باتباعهم فيما دعوا اليه من العلم النافع والعمل الصالح واقتفاء اثارهم وسلوك طريقتهم لان من اتبعهم
کہ اونکی اطاعت کرے جدہر وہ بلاتے ہیں یعنی طرف علم نافع اور عمل صالح کی اور اونکی پیروی کرے اور اونکا سا طریق اختیار کرے اسلئے کہ جو شخص

اقتفى اثارهم فيكون سببا لتكثير اجورهم بمقتضى قوله عليه السلام من دعى الى هدى كان له من الاجر مثل اجور
اونکی اطاعت اور پیروی کریگا تو باعث اونکی زیادتی ثواب کا موافق ارشاد علیہ السلام کے جو شخص ہدایت کرے تو اوسکو برابر ہدایت ہونے والونکے ثواب ہوویگا

من تبعه لا ينقص ذلك من اجورهم شيئا واما من لم يتبعهم ولم يقتف اثارهم بل خالفهم في العمل واشتغل بتقبيل
اور اوسکے ثواب مین سے کچھ کم نہوویگا اور جسنے اطاعت نکی اور نہ اونکی پیروی کی بلکہ عمل میں تو اونسے مخالف اور اونکے ہاتھ پاؤں چومتا

ايديهم وتقليب نعالهم والتملق بين ايديهم والقيام عند رؤيتهم فليس ذلك من التعظيم والمحبة لانه جعلهم
اور جوتیان سیدہی کرتا اور سامنے خوشامد اور دیکہہ کے تعظیم کیلئے کہڑا ہوتا رہا تو یہہ کچہہ تعظیم اور محبت نہیں ہے کیونکہ اپنے ساتھہ

مع نفسه محروما من الاجر فاي تعظيم ومحبة في ذلك المجلس الثالث والستون في بيان محاسبة
اونکو بہی ثواب سے محروم رکہا پہر اسمین کیا تعظیم اور محبت ہوئی تریسٹہوین مجلس بندہ کی محاسبہ کی بیان مین

العبد يوم القيمة والمناقشة في الحساب قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تزول
قیامت کے دن اور حساب کی مناقشہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہل سکتے دونو

قدما عبد يوم القيمة حتى يسئل عن اربع خصال عن عمره فيما افناه وعن جسده فيما ابلاه وعن
پانو کسی آدمی کے قیامت کے روز جب تک پوچہا جاوے چار چیز؛ اونسے عمر سے کیونکر کہوئی اور بدن سے کیونکر پرانا کیا اور

ماله من اين اكتسبه وفيما انفقه وعن علمه ما عمل فيه هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابن
مال سے کہانسے کمایا اور کہان خرچ کیا اور علم سے اوسپر کیا عمل کیا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون میں ہے ابن مسعود کی

مسعود والعبد المذكور فيه وان كان عاما لكونه نكرة في سياق النفي لكنه مخصوص بقوله عليه السلام
روایت سے اور عبد جو اس حدیث مین آیا ہے اگرچہ عام ہے کہ نکرہ نیچے نفی کے پڑا ہے پر بیان خاص ہے بدلیل اس حدیث کے

يدخل الجنة من امتي سبعون الفا بغير حساب فعلى هذا يكون السؤال المذكور فيه لغير هؤلاء السبعين
میری امت مین سے ستر ہزار بے حساب جنت مین جاوینگے اسحدیث کے موافق یہہ چارون سوال سوا ان ستر ہزار کے اورون سے ہونگے

الفا فلا بد لكل من يؤمن بالله واليوم الاخر ان يعلم انه يسئل يوم القيمة ويناقش في الحساب ويطالب
اسپر ہرایک کو جو اللہ اور قیامت کے دن پہ ایمان لایا ہے ضرور ہے کہ جان رکہے کہ قیامت کے دن سوال ہوگا اور حساب مین جہگڑا پہیلیگا اور ذرہ ذرہ

بمثاقيل الذر من الخطرات واللحظات وبتحقق انه لا ينجيه من هذه الاخطار الا لزوم محاسبة النفس
سے خطرہ اور نگاہ کا مواخذہ ہوویگا اور ثابت ہے کہ ان خطرات سے بدون لازم کرنے حساب نفس کی نجات نہیں ہو سکتی

في تجارتها الاخروية ومطالبتها في انفاسها ولحظاتها وحركاتها وسكناتها فان من حاسب نفسه قبل ان
اوسکی تجارت کا حساب آخرت کی واسطے اور اوسکا مطالبہ حرکات اور سکنات مین دم دم اور گہڑی گہڑی بیشک جسنے حساب دینے سے پہلے اپنا حساب

یحاسب یخف علیه یوم القیمة حسابه ویحضره عند السؤال جوابه ویحسن منقلبه ومآبه ومن لم
درست کیا تو اوسپر روز قیامت کو حساب دینا سہل ہوویگا اور سوال ہوتی ہی جواب پیدا ہو جاویگا اور اوسکا مآل اور انجام نیک ہوویگا اور جسنی حساب

یحاسبها یدوم حسراته ویطول فی عرصات القیمة وقفاته ویعود الی الخزی والمقت سیاته فاذن
درست نکیا تو ہمیشہ کو ارمان رہیگا اور مدت دراز تک قیامت کی میدان مین کھڑا رہیگا اور اوسکی تمام گناہون کا انجام رسوائی اور ہلاکت ہی سو اب

لابد للمؤمن ان لایغفل فی تجارته لاخرته عن مراقبة نفسه فی حرکاتها وسکناتها ولحظاتها وخطراتها
مؤمن کو ضرور ہی کہ آخرت کی تجارت مین اپنی نفس کی نگہبانی سی غفلت نکری اوسکی حرکات اور سکنات اور لحاظات اور خطرات کو دیکھتا رہی

لان هذه التجارة ربحها الفردوس الاعلی وبلوغ سدرة المنتهی مع النبیین والصدیقین والشهداء فتدقیق
کیونکہ اس تجارت کا فائدہ فردوس اعلی اور مقام سدرة المنتہی انبیاء اور صدیقین اور شہداء کی ساتھ ہی سو اس تجارت کی

الحساب فی هذه التجارة اهم من تدقیقه فی تجارة الدنیا لان ارباح تجارة الدنیا بالقیاس الی النعیم المقیم فی
حساب کی صفائی بہ نسبت دنیا کی تجارت کی بہت ضرور ہی اسلئی کہ دنیا کی تجارت کا فائدہ بہ نسبت دائمی نعمتون اخروی کی کمتر ناپائدار ہی

العقبی قلیلة سریعة الزوال ولا خیر فی خیر لا یدوم بل شر لا یدوم خیر من خیر لا یدوم لان الشر الذی لا یدوم اذا
اور عیش ناپائدار مین کچھ خوبی نہین ہی بلکہ تکلیف ناپائدار عیش ناپائدار سی بہتر ہی اسلئی کہ تکلیف ناپائدار جب ہو چکی

زال یبقی الفرح دائما والخیر الذی لا یدوم اذا زال یبقی الاسف دائما فعلی هذا ینبغی للمؤمن اذا صلی فرغ
تو پہر دائمی فرحت رہیگی اور عیش ناپائدار جب ہو چکا تو ہمیشہ کو افسوس باقی رہیگا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ صبح ہوتی ہی

من فریضة الصبح ان یفرغ قلبه ساعة فیقول لنفسه یا نفس لیس لی بضاعة الا عمری فاذا فنی یفنی
فجر کی نماز سی فارغ ہو کر ایک دم اپنی دل کو خالی کر کر اپنی نفس سی یہہ کہی ای نفس میری پاس سوای عمر کی کوئی سرمایہ نہین ہی جب یہہ ہی ہو چکی تو

راس المال ویقع الیاس عن التجارة وطلب الربح وهذا الیوم یوم جدید قد امهلنی الله تعالی فیه و
راس مال ہو چکا پہر تجارت اور حصول منفعت کی امید نہین ہی اور آجکا دن نیا دن ہی کہ اللہ تعالی نی مجھکو اسمین مہلت عطا کی ہی اور

اخر فی اجلی ولو کان توفانی لکنت اتمنی ان یرجعنی الی الدنیا یوما واحدا حتی اعمل فیه صالحا فاحسب
اجل مین تاخیر کردی ہی اگر وفات دیدیتا تو یہی آرزو کرتا رہتا کہ ایکدن کی لئی مجھکو پہر دنیا مین بہیجدی تاکہ اوسدن نیک عمل کرون ای نفس تو اپنی سمجہ لی

یا نفس انک توفیت ثم رددت الی الدنیا فایاک ثم ایاک ان تضیع هذا الیوم فان کل ساعة من ساعات العمر بل
کہ مر کر پہر دنیا مین آیا ہی سو خبردار پہر خبردار یہہ دن ضایع نہو جاوی بیشک عمر کی ایک ایک ساعت بلکہ عمر کا

کل نفس من انفاسه جوهرة نفیسة لا بدل لها یمکن ان یشتری بها کنز من کنوز الجنة لا یتناهی نعیمها ابد
ایک ایک دم ایسا جوہر نفیس بی نظیر ہی کہ اوسکی بدلی جنت کا ایک خزانہ مول سکتی ہین جسکی نعمتین کبہی تمام نہونگی سو ایسی انفاس کا

الاباد فانقضاء هذه الانفاس ضائعة او مصروفة الی المعاصی غایة الخسران ونهایة الخذلان فان عمر الانسان
بیکار گذرنا یا معاصی مین لگا رہنا بڑا ہے خسارہ اور نہایت بی ہمتی ہی کیونکہ انسان کی زندگی

زمان الاعمال الصالحة المقربة له الی الله تعالی والموجبة له جزیل الثواب فی یوم الحساب وهذه هی
اعمال صالحہ کی واسطی ہی جس سی اللہ تعالی کا قرب حاصل ہو اور قیامت کی دن بڑا ہی ثواب ملی اور یہہ ہی

السعادة التی ینبغی للانسان ان یسعی فی تحصیلها اذ لیس له منها الا ما سعی کما قال الله تعالی وان لیس
سعادت ہی جسکی لئی انسان کو ضرور سعی کرنی چاہئی اسواسطی کہ انسان کو وہ ہی ملیگا جو آپ کرجائیگا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور یہہ

للانسان الا ما سعی فکل جزء یفوت من العمر خالیا من عمل صالح یفوت من سعادة الاخرة بقدره ولهذا
کہ آدمی کو وہی ملتا ہی جو کمایا پہر عمر کا جو دم عمل صالح سی خالی کٹتا ہی وتنی ہی سعادت اخروی گہٹتی ہی اور اسہی لئی

عظمت مراعاة السلف لانفاسهم ولحظاتهم وبادروا الى اغتنام ساعاتهم واوقاتهم ولم يضيعوا اعمارهم في
متقدمین اپنی انفاس اور لحظہ لحظہ کی بہت ہی خبرداری کرتی تہی اور ہردم اپنی ساعات اور اوقات کو غنیمت سمجہتی تہی اور اپنی عمر کو
البطالة والتقصير قال الحسن البصري ادركت قوما كانوا على ساعاتهم اشفق منكم على دنانيركم ودراهمكم
بیکار اور تقصیر مین نہ کہوتی تہی حسن بصری کہتی ہین مینی ایک قوم کو دیکہا ہی کہ وہ اپنی ساعات کو اس سی زیادہ سنبہالتی تہی کہ تم اپنی اشرفی روپیہ کو سنبہالتی ہو
فان واحدا منكم كما لا يحب ان يخرج منه درهم واحد الا فيما يعود اليه نفعه وهم كذلك كانوا لا يحبون
کیونکہ جیسی تم مین سی کوئی خوش نہین ہوتا کہ روپیہ ایسی کام مین خرچ ہو جاوی کہ کچہہ فائدہ نہو وہ لوگ بہی ایسی ہی خوش نہوتی تہی کہ انکی عمر مین سی ایک ساعت
ان يخرج من اعمارهم ساعة الا فيما يعود اليهم نفعه فان اليوم والليلة اربع وعشرون ساعة وقد ورد
بیفائدہ گذر جاوی بیشک دن رات چوبیس ساعت کا ہوتا ہی اور حدیث مین آیا ہی چنانچہ امام غزالی احیا مین بیان کرتی ہین کہ
في الخبر على ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء ان العبد يعرض عليه يوم القيمة لكل يوم وليلة اربع وعشرون
آدمی کو قیامت کی دن ہر ہر دن رات کی چوبیس چوبیس
خزانة مصفوفة فيفتح له منها خزانة فيراها مملوة نورا من حسناته التي عملها في تلك الساعة فيناله
خزانی کی قطار پیش آویگی پہر اوسکی لئی اونمین سی ایک خزانہ کہولینگی تو دیکہیگا کہ حسنات کی نور سی پر ہی جو جو اوس ساعت مین کیا تہا پہر اوسکو
من الفرح والسرور ما لو وزع على اهل النار لادهشهم ذلك الفرح والسرور عن احساس الم النار ويفتح له
اتنا فرحت اور سرور حاصل ہوگا کہ اگر وہ دوزخیون پر تقسیم کردین تو بہی حواس سی دوزخ کی الم کا ادراک نہ کرسکین پہر اوسکی لئی اور خزانہ کہلیگا
خزانة اخرى فيراها سوداء مظلمة يفوح نتنها ويغشاه ظلمتها وهي الساعة التي عصى الله تعالى فيها
اوسکو سیاہ تاریک دیکہیگا کہ بدبو پہیل رہی ہی اور اندہیرا چہا رہا ہی یہہ وہ ساعت ہوگی جسمین اللہ تعالی کی نافرمانی کی ہی
فيناله من الحزن والغم ما لو قسم على اهل الجنة لتنغص عليهم نعيمها ويفتح له خزانة اخرى فيراها فارغة
پہر اوسکو اتنا غم اور ملال پیدا ہوگا کہ اگر جنتیون پر تقسیم کردین تو اونپر جنت کی تمام نعمتین بی مزہ تلخ ہو جاوین پہر ایک اور خزانہ کہلیگا اوسکو خالی پاویگا
ليس فيها ما يسره وما يسوءه وهي الساعة التي نام فيها او اشتغل بشيء من مباحات الدنيا فيتحسر على خلوها
نہ اوسمین کچہہ خوشی ہی اور نہ کوئی غم یہہ وہ ساعت ہوگی جسمین سو رہا یا دنیا کی کسی مباح چیز مین مشغول ہوگیا پہر اسکی خالی ہونی پر
ويناله من الالم ما يناله من قدر على الربح الكثير والملك الكبير واهمله وتساهل فيه حتى فاته وهكذا يعرض
اتنا ارمان کرکر الم اوٹہاویگا جیسی کسیکو بڑہی فائدہ اور بڑا ملک ہاتہہ آسکتا تہا مگر اتنی سستی اور دیر کی کہ وہ ہاتہہ سی جاتا رہا اسیطرح خزانی
عليه خزائن اوقاته طول عمره فينبغي له ان يجتهد في تعميرها ولا يدعها فارغة عن الكنوز التي هي اسباب
عمر کی ساعات کی پیش آتی جاوینگی اب اوسکو سزاوار ہی کہ اوقات عمر کو آباد کری اور خزانونسی خالی نچہوڑی جو کہ باعث اسکی سعادت اور ملک کا ہین
سعادته وملكه ويسعى في حفظ جوارحه السبعة التي هي العين والاذن واللسان والبطن والفرج واليد
اور ساتون اعضاء کی حفاظت کری کہ وہ آنکہہ ہی اور کان اور زبان اور پیٹ اور شرمگاہ اور ہاتہہ
والرجل لانه ان فعل بواحد منها معصية يكون كافرا لنعمة الله تعالى في جميع الاسباب التي لا بد له منها
اور پانو کیونکہ انمین سی اگر کسی سی بہی گناہ کریگا تو اللہ کی نعمتون کا تمام اسباب مین منکر ٹہریگا جن جن اسباب کی عمل کرنیمین ضرورت ہوتی ہی آنکی
في اقدامه على العمل لان المراد من خلق الدنيا وما فيها ان يستعين الانسان على الوصول الى طاعة الله تعالى
کہ مقصود دنیا اور دنیا کی سامان کی پیدائش سی یہی ہی کہ انسان اللہ تعالی کی طاعت پر مدد حاصل کری
ولا يمكن الوصول الى طاعة الله تعالى الا بدوام البدن ولا يبقى البدن الا بالغذاء ولا يحصل الغذاء الا بالماء
اور طاعت الہی کا میسر ہونا بدون قیام بدن کی ممکن نہین ہی اور بدن بدون غذا کی قایم نہین رہتا اور غذا بدون پانی

والهواء

والهواء ولا يتم ذلك الا بخلق الارض والسماء فمن استعمل شيئا من اعضائه في غير طاعة الله تعالى يكون كافرا
اور ہوا کی پیدا نہیں ہوتی اور یہہ سب بدون پیدایش زمین آسمان کی پورا نہیں ہوتا پہر جسنی کوئی سا عضو سوای عبادت کی کسی کار مین لگائی رکہا تو وہ واسطہ کی ان تمام
لنعمة الله تعالى في جميع ذلك فلابد من حفظ الجوارح لان حفظها هو راس المال والربح بعد ذلك فمن لم يكن له راس
نعمتون سی منکر ہی اب حفاظت اعضا کی ضرور ہی کیونکہ انکی حفاظت بجای اصل مال کی ہی اور فائدہ اسکی بعد ہو ویگا پہر جسکی پاس اصل مال ہی نہین
المال كيف يحصل له الربح وهذه الجوارح السبع له للهلاك والنجاة فمن يهلك باهمالها وعدم حفظها
تو وہ فائدہ کیونکر پا سکتا ہی اور ان ساتون اعضا سی آدمی ہلاک ہوتا ہی اور نجات بہی پاتا ہی پس جو ہلاک ہوتا ہی تو اونکی چہوڑ دینی اور حفاظت نکرنی سی
ومن ينجو ينجو بحفظها وعدم ارسالها فحفظها اساس كل خير واهمالها اساس كل شر ولجهنم سبعة ابواب
اور جو نجات پاتا ہی تو اونکی حفاظت اور نہ چہوڑنی سی اب اعضا کی حفاظت تمام خوبی کی جڑ ہی اور چہوڑ دینا تمام بدی کی جڑ ہی اور دوزخ کی سات دروازی ہین
وانما يتعين تلك الابواب لمن عصى الله تعالى بتلك الجوارح فيلزم حفظها عن معاصيها اما العين فيحفظها
اور وہ دروازی نافرمانون کی واسطی اون اعضا کی نام سی مقرر ہین تو تمام اعضا کا معاصی سی بچانا ضرور ہی پہر آنکہہ کو حرام کی طرف نگاہ کرنی سی
عن النظر الى ما يحرم نظره بل عن كل فضول مستغنٍ عنه لان الله تعالى يسئل العبد عن فضول النظر كما يسئله عن
بچاوی بلکہ ہر زاید بیکار سی کیونکہ اللہ تعالی بندی سی فضول نگاہ کا بہی مواخذہ کریگا جیسی بیہودہ کلام سی مواخذہ کریگا
فضول الكلام فاذا حفظها عنه لا يقنع به بل يصرفها الى ما خلقت له من النظر الى عجائب صنع الله تعالى ليستدل
اور جب نگاہ کو گناہ سی محفوظ رکہا تو اسی پر نہ بیٹہہ رہی بلکہ نظر سی نظر کا کام لی یعنی عجائب صنایع الہی کو دیکہہ کر اوسکی
به على وجوده وقدمه ووحدته وقدرته وارادته وعلمه وحيوته والنظر في كتابه وسنة رسوله وسائر
وجود اور دوام اور وحدت اور قدرت اور ارادہ اور علم اور حیات پر استدلال کری اور اوسکی کتاب اور اوسکی رسول کی سنت اور تمام
كتب الدين ليتعلم امور دينه ويتعظ وهكذا يفعل في كل عضو لا سيما فيما هو رئيس الاعضاء وهو القلب الذي يلزم
کتب دین کو دیکہی تاکہ امور دینی سیکہی اور پند پذیر ہووی اور اسی طرح ہر ہر عضو کو کام مین لاوی خصوصا تمام اعضا کی رئیس کو یعنی دل جسکا
تطهيره من الاخلاق الذميمة وتزيينه بالاخلاق الحميدة وتكميله بالعلم المقرون بالعمل فان من تعلم مسئلة
عادات بد سی پاک رکہنا اور نیک سیرت سی آراستہ کرنا اور علم با عمل سی کامل بنانا ضرور ہی کیونکہ جو کوئی
من مسائل الدين ينبغي له ان يكون عاملا بها والا يسئل يوم القيمة عنها يدل عليه قوله عليه السلام وعن علمه ما
مسائل دینی مین سی کوئی مسئلہ سیکہی تو چاہیئی کہ اوسپر عمل کری اور نہین تو قیامت کی دن اسکا مواخذہ ہو ویگا اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی اور اوسکی علم سی پوچہینگی
عمل فيه فانه مخوف لانه عليه السلام لم يقل ما قال فيه فلينظر العبد فيما علم هل عمل به وكان من الصادقين الذين اثنى
کہ اوسپر کیا عمل کیا بیشک یہہ خوف کی جگہہ ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی یہہ نہین فرمایا اوسمین کیا بحث کی اب انسان کو غور کرنا چاہیئی اپنی علم مین آیا اوسپر عمل کیا تاکہ صادقین
الله تعالى عليهم بقوله اولئك الذين صدقوا او خالف علمه بفعله ودخل في قوله عليه السلام اشد الناس عذابا
مین داخل ہو جنکی اللہ تعالی یہہ ثنا کرتا ہی یہہ وہ قوم ہی جنہون نی سچ مانا یا عمل اپنی علم کی برخلاف کری اس حدیث کی مضمون مین داخل ہوا سخت تر عذاب
يوم القيمة عالم لم ينفعه الله بعلمه وروى عن ابن مسعود انه قال ما منكم من احد الا سيخلو الله به كما يخلو احدكم
قیامت کی دن عالم کو ہی جسکی علم سی اللہ تعالی نی نفع ندیا اور ابن مسعود سی روایت ہی کہ کہتی تہی جو ہی تم مین سی سو اکیلا دیکہیگا اسکو جیسی دیکہتی ہو تم اکیلی
بالقمر ليلة البدر ثم يقول ما غرك بي يا ابن ادم ما عملت بما علمت يا ابن ادم ماذا اجبت المرسلين يا ابن ادم الم اكن رقيبا
چودہوین رات کی چاند کو پہر فرماویگا تو نی ای شخص میری حق مین کیا دہوکا کہایا ای شخص تو نی موافق علم کی عمل کیا ای شخص تو نی مرسلین کا کہنا کیا مانا ای شخص کیا مین تیری
على عينك وانت تنظر بها الى ما لا يحل لك الم اكن رقيبا على اذنك وهكذا على سائر الاعضاء فتفكر يا مسكين في عظيم
آنکہہ کا نگہبان نتہا اور تو آنکہہ سی حرام کی طرف نظر کرتا تہا کیا مین تیری کان کا نگہبان نہین تہا اور اسی طرح تمام اعضا پر سوچ تو ای مسکین بیہری کتنی بڑی خطا ہی

خيانتك اذا ذكرك الله تعالى ذنوبك شفاها اذ يقول لك يا عبدي اما استحييت مني فبادرتني بالقبيح

جب اللہ تعالی تیری خطاؤں کو منہہ در منہہ یاد دلاویگا جب فرماویگا ای شخص کیا تونی مجہسی حیا نکی جلدیسی خطا کر بیٹہا

واستحييت من خلقي واظهرت لهم الجميل اكنت اهون عليك من سائر عبادي استخففت بنظري

اور میری خلقت سی حیا کر کر اونکی سامنی اپنی نیکوکاری ظاہر کی کیا مین تیری نظروں مین تمام مخلوقات سی ہلکا ٹہرا میری نگہبانی کو ہلکا سمجہہ کر تجہہ پر وا نکی

اليك ولم تكترث به واستعظمت نظر غيري فكيف يكون حالك وخجالتك اذا عدد عليك

اور اوروں کی نظر کو بہت بڑا سمجہا اوسوقت تیرا کیا حال ہوگا اور کیسی شرمساری ہوگی جب تجہہ پر اوسکی

نعماءه ومعاصيك والاءه ومساويك فان انكرت شيئا يشهد عليك جوارحك فتفتضح على ملأ

نعمتین اور تیری گناہ اور اوسکی خوبیان اور تیری خطا شمار ہونگی پہر اگر تو کچہہ انکار کریگا تو تیری اعضا تیرہ پاؤں گواہی دینگی پہر تو تمام خلق اللہ کی سامنی

الخلائق بشهادة الاعضاء الا ان الله تعالى وعد المؤمن ان يستر عليه ذنبه ولا يطلع عليه غيره

اعضاء کی گواہی سی رسوا ہوویگا ہان بیشک اللہ تعالی نی مومن سی وعدہ کیا ہی کہ اوسکی خطا چہپا دی اور غیر کو اوسپر خبردار نکری

كما روى عن ابي هريرة رضـ انه عليه السلام قال يدني الله العبد منه يوم القيمة ويضع عليه كنفه

جیسی ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اللہ تعالی قیامت کی دن بندہ کو پاس بلاویگا اور اوسپر پردہ ڈالکر

ويستره من الخلائق كلها ويدفع اليه كتابه في ذلك الستر فيقول له اقرا كتابك فيمر بالحسنة فيبيض لها

تمام خلایق سی چہپا لیگا پہر اوس پردہ کی اندر اوسکو نامۂ اعمال دیکر فرماویگا اسکو پڑہ تو سہی پہر یہہ حسنات کو دیکہہ کر خوشی سی کہل جاویگا

وجهه ويمر بالسيئة فيسود بها وجهه فيقول الله له اتعرف يا عبدي فيقول نعم يا رب اعرف فيقول اني اعرف

اور گناہوں کو دیکہہ کر چہرہ سیاہ ہوجاویگا پہر اللہ تعالی فرماویگا کچہہ جانتا بہی ہی عرض کریگا ہان ای پروردگار مین تو جانتا ہون

بها منك قد غفرتها لك فلا يزال يمر بحسنة تقبل فيسجد وسيئة تغفر فيسجد فلا يرى الخلائق منه

پہر اللہ فرماویگا مین تجہسی زیادہ جانتا ہون کہ تجہکو معاف کرچکا ہون پہر یہی حال رہیگا کہ حسنات کو مقبول دیکہیگا پس سجدہ کریگا اور خطا کو معاف پاویگا پہر سجدہ کریگا سو خلق کو

الا ذلك حتى ينادي الخلائق بعضها بعضا طوبى لهذا العبد الذي لم يعص قط ولا يدرون ما جرى بينه

اسکا یہی حال نظر آویگا یہانتک کہ آپسمین ایک دوسری سی کہیگا یہہ شخص کیا خوش نصیب ہی اسنی گناہ کبہی نہین کیا اور یہہ معلوم نہین کہ اللہ تعالی مین

وبين الله تعالى فيما وقفه عليه والاخبار بهذا المعنى كثيرة وذلك بفضل منه فانه يخاطبه خطاب

اور اوسمین وہان کہڑی کہڑی کیا معاملہ گذر گیا اور اس مضمون کی حدیثین بہت ہین اور یہہ اوسکا فضل ہی کہ اوسکو نرمی سی مخاطب ہوکر فرماویگا

الملاطفة فيقول له هل تعرف عبدي فيقول اعرف يا ربي ويقول ممتنا عليه ومظهرا فضله لديه

ای شخص جانتا بہی ہی عرض کریگا پروردگار مین جانتا ہون پہر منت رکہکر اور اوسپر اپنا فضل ظاہر کرکر فرماویگا

فاني سترتها عليك في الدنيا ولم افضحك بها وانا اغفرها لك اليوم قيل هذه ذنوب تاب عنها كما ذكر ابو نعيم

مینی دنیا مین تیری پردہ پوشی کی اور عزت رکہہ لی آج بہی تجہکو معاف کرتا ہون بعضی کہتی ہین یہہ گناہ توبہ کی ہوئی ہونگی چنانچہ ابونعیم

عن الاوزاعي عن هلال بن سعد ان الله تعالى يغفر الذنوب لكن لا يمحوها عن الصحيفة حتى يوقفه عليها يوم

اوزاعی سی اور وہ ہلال بن سعد سی روایت کرتا ہی کہ اللہ تعالی گناہ تو معاف کردیتا ہی پر نامۂ اعمال سی نہین مٹاتا تاکہ قیامت کی روز اوس سی آگاہ کردی

القيمة وان تاب منها قال القرطبي في تذكرته نقلا عن شيخه ولا يعارض هذا ما في التنزيل والحديث من

اگرچہ توبہ کرچکا ہو قرطبی اپنی تذکرہ مین اپنی اوستاد سی نقل کرتا ہی اور یہہ روایت قرآن اور حدیث کی مضمون سی مخالف نہین ہی

ان السيئات تبدل بالتوبة حسنات فلعل ذلك بعد ما يوقفه عليها ويدل على هذا ما روى عن ابن مسعود

یعنی خطائین بعد توبہ کی حسنات ہوجاتی ہین شاید کہ تبدیل آگاہ کرینکی بعد ہوتی ہو اور ابن مسعود کی روایت سی ایسا ہی معلوم ہوتا ہی

انه قال ینظر الانسان یوم القیمة فی کتابه فیری فی اوله المعاصی وفی اخرها حسنات فلما یرجع فی اوله

کہ وہ کہتی ہین کہ انسان قیامت کی دن اپنی نامہ اعمال مین نگاہ کریگا تو اول معاصی نظر آوینگی اور آخر مین حسنات پہر جب ابتداء نامہ پڑہیگا

رای کل حسنات وروی عن ابن عباس انه قال اذا تاب العبد تاب الله علیه وانسی الحفظة ما کانوا علموا من مساوی

تو کیا دیکہتا ہی کہ سراسر حسنات ہین اور ابن عباس روایت ہی کہ کہتی ہین جب بندہ توبہ کرتا ہی تو اللہ بہی اوسپر رحمت کرتا ہی اور کرام کاتبین کو بہلا دیتا ہی جو اوسکی گناہ

عمله وانسی جوارحه ما عملت من الخطایا وانسی مقامه من الارض وابه من السماء لیجیء یوم القیمة ولیس

دیکہہ چکی تہی اور اوسکی اعضا کو بہلا دیتا ہی جو جو خطا کی تہی اور زمین پر کا بہور ٹہکانا اور آسمان کی تلی کس جگہہ سب بہلا دیگا آخر قیامت کی دن ایسا صاف

من المخلوقات شیء یشهد علیه قیل هی ذنوب کانت بینه وبین الله تعالی واما ما کان بینه وبین العباد فلا بد

آویگا کہ مخلوقات مین سی کوئی اوسکا برا کہنی والا نہوگا بعضی کہتی ہین یہہ وہ گناہ ہین جو صرف حقوق اللہ مین تہی وہ گناہ جو حقوق العباد ہین سو انمین ضرور ہی

فیها من القصاص بالحسنات لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من کانت عنده مظلمة لاخیه من

کہ حسنات مین سی بدلہ ہووی چنانچہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکی ذمہ کوئی حق کسیکا ہو آبرو کا

عرض او مال فلیتحلل منه الیوم قبل ان یوخذ منه یوم لا دینار فیه ولا درهم ان کان له عمل صالح اخذ

یا مال کا تو لازم ہی کہ آج اوس روز کی مواخذہ سی پہلی کہ نہ دینار ہوگا اور نہ درہم معاف کرالی اگر اوسکی پاس عمل صالح ہونگی

منه بقدر مظلمته وان لم یکن له حسنات اخذ من سیات صاحبه فحمل علیه وروی عن ابی هریرة رض

تو بقدر حقوق کی لیلینگی اور اگر اوسکی پاس حسنات نہوئی تو مدعی کی گناہ لیکر اوسپر ڈالی جاوینگی اور ابو ہریرہ سی بہی روایت ہی

ایضا انه علیه السلام قال اتدرون من المفلس قالوا المفلس فینا من لا درهم معه ولا متاع قال ان المفلس من

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جانتی ہو مفلس کون ہوتا ہی عرض کیا مفلس ہم مین وہ ہوتا ہی جسکی پاس نہ درہم ہو اور نہ کچہہ سامان فرمایا مفلس میری امت مین

امتی من یاتی یوم القیمة بصلوة وزکوة ویاتی قد شتم هذا وقذف هذا وضرب هذا واکل مال هذا فیعطی

وہ ہوگا جو قیامت کی روز نماز اور زکوۃ لاویگا پہر کوئی آویگا کہ اوسکو برا کہا تہا اور اوسکو گالی دی تہی اور اوسکو مارا تہا اور اوسکا مال کہا گیا تہا۔

هذا من حسناته وهذا من حسناته فان فنیت حسناته قبل ان یقضی ما علیه اخذ من خطایاهم

پہر نیکیان کچہہ اسکو دی جاوینگی اور کچہہ اوسکو پس اگر اوسکی حسنات ادار حقوق سی پہلی ہوچکین تو اونکی گناہ لیکر اسکی ذمہ پڑینگی

فطرحت علیه ثم طرح فی النار فاذا تقرر هذا یجب علی کل مسلم البدار الی تدارک حاله فینظر هل علیه من

پہر اوسکو دوزخین پہینکدینگی جب یہہ ثابت ہوا تو ہر ایک مسلمان پر واجب ہی کہ جلد اپنی حال کا تدارک کری غور کری کہ میری ذمہ حق اللہ

حقوق الله تعالی وحقوق الناس شیء ام لا فیتدارک ما فاته من فرائض الله تعالی فیقضیها ویرد المظالم

یا حق العباد کچہہ ہی یا نہین پہر اوسکا عوض کردی جو فرائض الٰہی مین سی فوت ہوا ہو ادا کردی اور تمام حقوق دانہ دانہ واپس کری

حبة حبة ویستحل من تعرض له بیده ولسانه وسائر جوارحه ویطیب قلوبهم حتی یموت ولم یبق علیه

اور جسکو ہاتہہ سی یا زبان سی یا اور اعضا سی ستایا ہو اوس سی معاف کرالی اور اونکا دل خوش رکہی آخر مری تو ایسا کہ اوسکی ذمہ نہ کوئی

فریضة ولا مظلمة ویدخل الجنة بغیر حساب لانه ان مات قبل رد المظالم یحیط به خصمائه ویتشبثون

فریضہ ہو اور نہ کوئی حق اور بہشت مین بی حساب چلا جاوی اسلئی کہ اگر حقوق ادا کرنی سی پہلی مرگیا تو مدعی گہیر کر ناخن سی نوچینگی

فیه مخالبهم فهذا یقول ضربتنی وهذا یقول استخدمتنی وهذا یقول شتمتنی وهذا یقول استهزأتنی

ایک کہیگا مجکو مارا تہا کوئی کہیگا مجہسی خدمت لی تہی یہہ کہیگا مجکو گالی دی تہی وہ کہیگا مجہسی چہل کی تہی

وهذا یقول اغتبتنی وهذا یقول اخذت مالی وهذا یقول بایعتنی واخفیت عنی عیب متاعک وهذا

کوئی کہیگا میری غیبت کی تہی کوئی کہیگا تو نی میرا مال چہینا تہا کوئی کہیگا تو نی میری ہاتہہ مال بیچا اور اوسکا عیب نہ ظاہر کیا کوئی

یقول کذبتنی فی سعر متاعك وهذا یقول وجدتنی مظلوما وکنت قادرا علی دفع الظلم فما دفعت عنی الظلم
کہیگا مال کی بہاؤ مین تونی مجہسی جہوٹ بولا اور کوئی کہیگا تونی مجہپر ظلم ہوتی دیکہا اور تو دفع کرسکتا تہا پر تونی مجہکو ظلم سی نہ بچایا

وهذا یقول رأیتنی علی منکر فما نهیتنی عنه فبینما هو کذلك مبهوت متحیر من کثرة الخصماء اذ لم یبق فی عمره
اور کوئی کہیگا مجہکو تونی گناہ مین مبتلا دیکہا پہر مجہکو منع نکیا پس وہ اوسی حالت مین مدعیون کی کثرت سی حیران پریشان ہوگا اسواسطی کہ کوئی باقی نرہیگا

احد ممن عامله بدرهم او جالسه فی مجلس الا وقد استحق علیه مظلمة بغیبة او استهزاء او خیانة او نظر
تمام عمر مین جس سی کچہہ معاملہ کیا ہو درہم سی یا بیٹہا ہو مجلس مین مگر وہ مستحق ہوگا اوسپر کسی دعوی کا غیبت کا یا خوش طبعی کا یا خیانت کا یا

بعین حقارة وقد عجز عن مقاومتهم ومد عنق الرجاء الی المولی الغفار لعله ینجیه من ایدیهم اذ یقرع
حقارت سی دیکہنی کا اور بیشک اونکی مقابلہ سی تہک رہیگا اور مولی غفار کی طرف امیدوار ہوکر سر اوٹہاویگا کہ شاید وہی انکی ہاتہہ سی بچاوی کہ اسکی

سمعه نداء الجبار الیوم تجزی کل نفس بما کسبت لا ظلم الیوم فعند ذلك ینخلع قلبه ویوقن بهلاکه فتذکر
کان مین یہہ آواز آویگی آج بدلا پاویگا ہر جی جیسا کمایا ظلم نہین آج اسسنتی ہی دل چہوٹ جاویگا اور یقین کریگا کہ مرلیا سو ای غافل

ایها الغافل ما انذرك الله به فی کتابه حیث قال ولا تحسبن الله غافلا عما یعمل الظلمون فما اشد فرحك
یادکر جو اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین ڈرایا ہی کہ فرمایا اور مت خیال کر کہ اللہ بی خبر ہی ان کاموںسی جو کرتی ہین بی انصاف سو اب تو لوگون کی

الیوم بکسر اعراض الناس وتناول اموالهم وما اشد حسرتك فی ذلك الیوم اذا وقفت علی بساط العدل وشوفهت
آبرو بگاڑکر اور اونکا مال چہین کر کیسا خوش ہوتا ہی اور تجہکو اوس روز کسقدر حسرت ہوگی جب تو عدالت کی فرش پر کہڑا ہوگا اور سیاست کا

بخطاب السیاسة وانت مفلس فقیر عاجز لا تقدر ان ترد حقا او تظهر عذرا فعند ذلك تؤخذ من حسناتك
حکم سنیگا اور تو مفلس فقیر ہوگا طاقت ہوگی حق ادا کرنی کی یا عذر پیش لانی کی سو اوسوقت تیری حسنات تمام عمر بہر کی لیکر

التی صرفت فیها عمرك وتعطی الی خصمائك عوضا عن حقوقهم کما ورد فی الاحادیث فانظر الی مصیبتك
حقوق کی بدلہ مین تیری مدعیون کو دئی جاوینگی چنانچہ حدیثون مین آیا ہی سو اپنی مصیبت کو

فی مثل ذلك الیوم اذ قلما یوجد لك حسنة سلمت من آفات الریاء ومکائد الشیطان وان سلمت حسنة
ایسی دن مین غور کر اسلئی کہ بہت کم ہوگا نیک عمل کہ ریا کی آفت اور شیطان کی مکر سی سلامت بچا ہو اور اگر مدت دراز مین

واحدة فی مدة طویلة یبتدرها خصمائك ویأخذونها وقد قیل لو کان لرجل ثواب سبعین نبیا وکان له خصم واحد
کوئی ایک آدہا بچا ہی تو مدعی نزت چہین جہپٹ لینگی اور کہتی ہین اگر کسی شخص کی پاس ثواب ستر نبیون کی برابر ہووی اور اوسکا ایک ہی مدعی

بنصف دانق لا یدخل الجنة حتی یرضی خصمه وقیل یؤخذ بدانق قسط سبعمائة صلوة مقبولة فتعطی
نیم دانگ کا ہو بی رضامندی مدعی کی جنت مین نہین جاسکتا اور کہتی ہین کہ ایک دانگ کی بدلہ سات سو نمازون مقبول کا ثواب لیکر مدعی کو دیا جاویگا

للخصم ذکره القشیری فی التحبیر وقال الامام الغزالی فی الاحیاء ولعلك حاسبت نفسك وانت مواظب علی قیام
یہہ بیان قشیری کا ہی تحبیر مین اور امام غزالی احیاء مین کہتی ہین اور کاشکی تو اپنی ذات کا حساب کیا کری اور رات کی قیام

اللیل وصیام النهار لعلمت انك لا ینقضی علیك یوم الا ویجری علی لسانك من غیبة المسلمین ما یستوفی جمیع
اور دن کی صیام پر مداومت کرتا ہی تب تو بیشک معلوم کرلیگا کہ تجہہ پر کوئی دن ایسا نہین گذرتا کہ تیری زبان پر مسلمان کی غیبت نہ آتی ہو جو کہ تمام

حسناتك فکیف ببقیة السیئات من اکل الحرام والشبهات والتقصیر فی العبادات وکیف الخلاص من المظالم
حسنات کو پورا کرلیتی ہی یہہ باقی گناہون سی کیونکر بچی گی کہ مال حرام یا مشتبہ کہایا ہو اور عبادت مین کوتاہی کی ہو اور حقوق سی کیونکر رستگاری ہوگی

یوم یقتص فیه للجماء من القرناء ویقول الکافر یلیتنی کنت ترابا فاتق الله ایها المسکین فی مظالم العباد فان
جسروز منڈی جانور کا سینگ والی سی بدلہ لیا جاویگا اور کہیگا کافر کسیطرح مین مٹی ہوتا سو ای مسکین حقوق العباد مین خدا کا خوف کر کیونکہ

ماکان بینك وبین الله تعالی خاصة فالمغفرة الیه اسرع واما ماکان علیك من حقوق العباد فلابد من

جو کہ صرف حقوق الٰہی ہین تو اوسکی مغفرت جلد ہوسکتی ہی اور جو تجہپر حقوق العباد ہین تو اوسمین مالکونسی ضرور

استحلال اربابها فمن عسر علیه الاستحلال فعلیه ان یکثر ما قدر علیه من الاعمال الصلحٰت ویستغفر

معاف کرانا چاہئی اور جسکو معاف کرانا دشوار ہو تو حسب طاقت اعمال صالح زیادہ اور اپنی مظلوم مؤمن کی لئی تمام اوقات

لمن ظلمه من المؤمنین والمؤمنٰت فی عامة الاوقات فانه اذا فعل کذلك یرجی من فضل الله تعالی وکرمه

مغفرت کیا کری بیشک اگر یہہ تدبیر کریگا تو اللہ کی فضل وکرم سی امید ہی

ان یرضی خصمه یوم القیمة لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام بینما هو جالس اذ ضحك حتی بدت

کہ قیامت کی دن اوسکی مدعی کو راضی کردی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایکوقت بیٹھی ہوئی ناگاہ اتنا ہنسی کہ دندان مبارک

ثنایاه فقیل له مم تضحك یا رسول الله فقال رجلان من امتی جثیا بین یدی رب العزة فیقول احدهما

ظاہر ہوگئی کسیِ نی پوچہا یارسول اللہ آپ کیون ہنستی ہین فرمایا میری امت کی دو شخص رب العزت کی سامنی حاضر ہوئی پہر ایک کہنی لگا

یا رب خذ مظلمتی من هذا الاخ فیقول الله تعالی عط اخاك مظلمته فیقول یا رب ما بقی من حسناتی

یا الٰہی میرا حق اس بہائی سی دلا دی اللہ تعالی نی فرمایا اپنی بہائی کا حق ادا کردی عرض کیا الٰہی میری پاس کوئی حسنہ باقی نہین ہی

شیء فیقول الله تعالی ما تصنع باخیك لم یبق من حسناته شیء فیقول یا رب فلیحمل عنی من اوزاره

پہر اللہ تعالی نی فرمایا اب تو اپنی بہائی سی کیا معاملہ کریگا اسکی پاس تو کوئی حسنہ باقی نہین ہی عرض کیا یہہ میری گناہ ہی اوسپر رکہی جاوین

ففاضت عینا رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم قال ان ذلك الیوم لیوم یحتاج الناس فیه ان یحمل عنهم

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑی پہر فرمایا وہ ایسا دن ہوگا کہ لوگون کو یہہ حاجت ہوگی کہ ہماری گناہ اورون پر پڑ جاوین

من اوزارهم ثم قال فیقول الله تعالی للطالب حقه ارفع بصرك الی الجنان فیرفع بصره فیری ما اعجبه

پہر فرمایا پہر اللہ تعالی نی حق دار سی کہا دیکہہ تو جنت کی طرف وہ آنکہہ اوٹہاتی ہی کیا دیکہتا ہی کہ عجب طرح کی خیر اور نعمت

من الخیر والنعمة فیقول لمن هذا یا رب فیقول الله تعالی هذا لمن یعطینی ثمنه فیقول ومن یملك ثمنه

موجود ہی پوچہا الٰہی یہہ کسکا ہی اللہ فرماویگا یہہ اوسکا جو اسکی قیمت ادا کری عرض کیا الٰہی اسکی قیمت کون دیسکتا ہی

یا رب فیقول انت فیقول بماذا یا رب فیقول بعفوك عن اخیك فیقول قد عفوت عنه یا رب فیقول

اللہ فرماویگا تو دیسکتا ہی عرض کریگا الٰہی کہانسی اللہ فرماویگا اپنی بہائی کو معاف کردی عرض کیا الٰہی مین نی اوسکو معاف کیا پہر اللہ تعالی

الله تعالی خذ بید اخیك وادخل الجنة ثم قال رسول الله علیه السلام فاتقوا الله واصلحوا ذات بینکم

فرماویگا اپنی بہائی کا ہاتہہ پکڑکر جنت مین لیجا پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اب تم اللہ سی ڈرو اور آپسمین صلح رکہو

فان الله تعالی یصلح بین المؤمنین یوم القیمة قال القرطبی فی تذکرته نقلا عن شیخه هذا لبعض الناس

بیشک اللہ تعالی قیامت کی روز مسلمانون مین صلح کراویگا قرطبی اپنی تذکرہ مین شیخ سی نقل کرتا ہی ایسی وہ لوگ ہین

ممن اراد الله تعالی ان لا یعذبه بل اراد ان یعفو عنه ویغفر له ویرضی خصمه وکذلك ما روی عنه علیه السلام

جنکو اللہ تعالی کو عذاب کرنا منظور نہین ہی بلکہ یہہ مرضی ہی کہ اونکو معاف کرکر بخشدی اور مدعی کو راضی کردی اور ایسی ہی یہہ حدیث

ان منادیا ینادی من تحت العرش یوم القیمة یا امة محمد اما ما کان لی قبلکم فقد وهبته لکم فبقیت التبعات

کہ منادی قیامت کی دن عرش کی تلی سی آواز دیگا ای امت محمد کی میرا حق جو تمہاری ذمہ پر باقی تہا سو مینی معاف کیا اب حقوق عباد باقی ہین

فتواهبوا وادخلوا الجنة برحمتی فانه یصلح لبعض الناس لا لکل احد اذ لو کان ذلك لکل احد لما دخل احد النار

سو تم معاف کرکر میری رحمت سی جنت مین چلی جاؤ یہہ بہی بعضی شخصون کی لئی ہی ہر یک کی لئی نہین ہی کیونکر اگر ہر یک کی لئی ہوتا تو کوئی بہی دوزخ مین نہ جاتا

وقد وردت اخبار صحيحة نقلها ثقات ولا بد من الايمان بها ان من كان من اهل الايمان لا يبقى في النار

اور بیشک صحیح حدیثین ثقات نے نقل کی ہین اون پر ایمان لانا ضرور ہی کہ جو ایمان والا ہوگا سو گناہون کی شامت سے دوزخمین نہین رہیگا

بكسب الاوزار بل يخرج منها والخروج منها لا يكون الا بعد الدخول فيها قال القرطبي في تذكرته وقد ظن بعض

بلکہ دوزخ سے نکلیگا اور دوزخ مین سے نکلنا بدون داخل ہوئے نہین ہوسکتا قرطبی اپنی تذکرہ مین کہتی ہین بعضی علماء یہہ گمان کرتی ہین

العلماء ان الصيام يختص بعامله موفر له اجره ولا يؤخذ منه شئ لمظلمة ظلمها متمسكا بما قال الله تعالى

کہ روزہ صرف روزہ دار کی کام آئیگا اوسہی کی ثواب کو بڑہاویگا اسمین سے کسیکی حق کی بدلہ مین کچہہ نہ لیا جاویگا اس دلیل سے کہ اللہ تعالی نے

في الحديث القدسي الصوم لي وانا اجزي به لكن احاديث القصاص ترد هذا الظن فان الحقوق توخذ

حدیث قدسی مین فرمایا ہی کہ روزہ میری لئی ہی اور مین ہی اوسکی جزا دونگا لیکن بدلہ لینی کی حدیثین اس گمان کو غلط کرتی ہین کیونکہ حقوق تمام

من جميع الاعمال صوما كان او غيره وقيل الصوم سر بين العبد وربه لا يطلع عليه احد سواه لكونه نيته وترك

اعمال مین سے اداکئی جاوینگی روزہ ہو یا کچہہ اور ہو اور کوئی کہتا ہی روزہ درمیان بندہ اور پروردگار کی بہید ہی اوسپر سوای اوسکی کوئی مطلع نہین ہوتا کیونکہ روزہ

المفطرات والملئكة الكتبة لا يطلعون عليه ولا علم لهم فيه فاذا لم يكن معلوما لاحد ولا مكتوبا في الصحيفة

نیت ہی اور مفطرات سے بچنا اور فرشتی کرام کاتبین وہی جانا کرتی ہین جسکا اونکو علم ہو پہر جب روزہ کسیکو معلوم نہوا اور نہ اعمال نامہ مین مندرج ہوا

يستره الله تعالى ويخبوه حتى يكون له جنة من النار فانهم يطرحون عليه سياتهم فتذهب عنهم فلا

تو اللہ تعالی اوسکو چہپا رکہتا ہی تاکہ اوسکی لئی دوزخ کی ڈہال بنجاوی بیشک مدعی اسپر اپنی گناہ ڈالینگی سو اونسی اوتر جاویگی کچہہ

تضرهم لزوالها عنهم ولا يضره ايضا لكون الصوم جنة له قال القاضي ابو بكر بن العربي في سراج المريدين

ضرر نکرینگی کیونکہ اونکی ذمہ سی موقوف ہوچکی اور اسکو بہی ضرر نہ کرینگی اسلئی کہ روزہ اسکی لئی ڈہال موجود ہی قاضی ابو بکر بن عربی سراج المریدین مین کہتی ہین

هذا تاويل حسن ان شاء الله تعالى ولا تعارض والحمد لله المجلس الرابع والستون في بيان لزوم

یہہ خوب تاویل ہی ان شاء اللہ تعالی اسکی مقابلہ پر کچہہ نہین ہی اور حمد اللہ کی ہی چوسٹہوین مجلس اس بیان مین

محاسبة العبد نفسه قبل ان يحاسب ويناقش فيهلك قال رسول الله صلى الله

کہ بندہ کو محاسبہ کرنا اپنی ذات کا پہلی حساب دینی سے ضرور ہی کہ مناقشہ مین ہلاک نہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

عليه وسلم ليس احد يحاسب يوم القيمة الا هلك هذا الحديث في صحاح المصابيح رونه ام المؤمنين عائشة

فرمایا نہین کوئی جسی قیامت کی دن حساب طلب ہووی مگر ہلاک ہوویگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ام المؤمنین عائشہ کی روایت

فانها لما سمعته قالت اوليس يقول الله تعالى فسوف يحاسب حسابا يسيرا فقال النبي عليه السلام فذلك العرض

سے عائشہ رض نے یہہ سنتی ہی عرض کیا کیا اللہ تعالی یہہ نہین فرماتا تو اوسی حساب لیناہی آسان حساب پس نبی علیہ السلام نے فرمایا یہہ پیشی ہی

ولكن من نوقش في الحساب يهلك والمناقشة في الحساب ان يستقصي فيه بحيث لا يترك قليل ولا كثير ولا

ولیکن جسکی حساب مین مناقشہ ہوا وہ ہلاک ہوا اور حساب مین مناقشہ یہہ ہوتا ہی کہ حساب پورا کیا جاوی کوئی بات تہوڑی نہ بہت

صغير ولا كبير الا يسئل عنه واما العرض فهو ان يعرض على العبد عمله ولا يستقصي في حسابه والحديث يحتمل

چہوٹی نہ بڑی باقی نرہی کہ اوس سی سوال نہو اور عرض اتنا ہی ہوتا ہی کہ بندہ کی سامنی اوسکی اعمال کردین اور پورا پورا حساب نہو اور اس حدیث کی دو معنی ہوسکتی ہین

معنيين احدهما ان يكون نفس المناقشة هلاكا لما فيها من التوبيخ وثانيهما ان تفضي الى الهلاك فاذا ثبت

ایک یہہ کہ عین مناقشہ ہی ہلاکت ہووی کیونکہ اوسمین زجر و توبیخ ہوتی ہی اور دوسری یہہ کہ انجام کو ہلاکت پر پہنچادی جب یہہ امر ثابت ہوا

ان العبد يسئل يوم القيمة عن كل شئ حتى عن سمعه وبصره وفؤاده كما قال الله تعالى ان السمع والبصر

کہ آدمی سی قیامت کی دن ہر شئی کا سوال ہوگا یہان تک کہ کان اور آنکہہ اور دل سی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی بیشک کان اور آنکہہ

وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا فيجب عليه ان يحاسب نفسه قبل ان يناقش في الحساب لانه هو تاجر

اور دل یہہ سب پوچھی جاوینگی آب آدمی پر واجب ہی کہ اپنی حالکو حساب کی مناقشہ سی پہلی پڑتالتا رہی کیونکہ آدمی آخرت کی

في طريق الاخرة وبضاعته عمره وربحه صرف عمره في الطاعات والعبادات وخسرانه صرفه في المعاصي والسيآت ونفسه

رستہ کا سوداگر ہوتا ہی اور اسکا مال عمر ہی اور عمر کو طاعات اور عبادات میں صرف کرنا اوس تجارت کا فائدہ ہی اور عمر کا معاصی اور سیآت میں تلف کرنا

شريكه وهذه التجارة هي وان كانت تصلح للخير والشر لكنها للمعاصي اقبل والى الشهوات اميل فلابد له من مراقبتها ومحاسبتها

خسارہ ہی اور اس تجارت میں نفس اوسکا ساجھی ہی اور نفس میں اگرچہ صلاحیت نیکی بدی دونو کی ہی پر وہ معاصی کیطرف بہت متوجہ اور شہوات کی طرف بہت جھکتا ہی

لانه ان اهملها لحظة تسرع في الخيانة وان تمادى في الاهمال تمادى في الخيانة حتى يذهب راس المال كله

سو آدمی کو لازم ہی کہ اوسکی حفاظت اور محاسبہ کرتا رہی کیونکہ اگر دم بہر بہی حفاظت نکریگا تو وہ نزت خیانت کریگا اور اگر مدت دراز تک چہوڑی رکہا تو ہمیشہ خیانت کریگا

واما من لم يهملها بل راقبها وحاسبها يتبين له الربح والخسران والزيادة والنقصان

آخر وہ اصل مال تمام ہو چکیگا اور جسنی مطلق العنان نچہوڑا بلکہ دیکہتا رہا اور حساب لیتا رہا تو اوسکو نفع نقصان اور گہٹنا بڑہنا معلوم ہوتا رہی گا

ودليل وجوب محاسبتها قوله تعالى يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا

اور محاسبہ واجب ہونیکی دلیل یہہ آیت ہی ای ایمان والو ڈرتی رہو اللہ سی اور چاہی دیکہلی ہر جی کیا

قَدَّمَتْ لِغَدٍ ففي هذه الاية اشارة الى لزوم محاسبة النفس على ما مضى من الاعمال فكانه تعالى قال لينظر احدكم

بہیجا ہی کل کیواسطی سو اس آیت میں یہہ اشارہ ہی کہ گذری ہوئی اعمال پر نفس کا محاسبہ لازم ہی گویا اللہ تعالی یہہ فرماتا ہی کہ ہر ایک تم میں سی یہہ نگاہ کرتا رہی

ما قدم ليوم القيمة من الاعمال اهي من الصالحات التي تنجيه ام هي من الطالحات التي ترديه فان الحسنات يوم القيمة

کہ قیامت کی دن کی لئی کیا عمل کر رکہا ہی آیا وہ عمل نیک ہی جس سی نجات ہووی یا وہ عمل بد ہی کہ ہلاک کر ڈالی بیشک قیامت کی دن حساب

انما يخف على من يحاسب نفسه في الدنيا وانما يشق على من يهملها ولا يحاسبها فان من يحاسب نفسه في الرخاء

اوسہی شخص پر آسان ہووی گا جو اپنی نفس کا حساب دنیا میں لیتا رہتا ہی اور اوسپر دشوار ہوگا جسنی نفسکو چہوڑ رکہا ہی اور حساب نہیں لیتا کیونکہ جو شخص اپنی نفس کا حساب آرام کی وقت

قبل حساب الشدة يعود امره الى الرضاء والغبطة ومن يهملها ولا يحاسبها يعود امره الى الندامة والحسرة فان

سختی کی حساب سی پہلی لیتا ہی تو اوسکا انجام رضامندی اور آرزومندی کیطرف ہی اور جو چہوڑی رکہتا ہی اور اوسکا حساب نہیں لیتا تو اوسکا انجام ندامت اور حسرت کی

الانسان اذا مات ينكشف له بالموت ما لم يكن له مكشوفا في حيوته كما ينكشف للمستيقظ ما لم يكن مكشوفا في نومه

طرف بیشک انسان کو مرتی ہی موت کی سبب وہ سب باتیں معلوم ہو جاتی ہیں جو زندگی میں معلوم نہیں تہیں جیسی نیند سی جاگتی ہی وہ معلوم ہونی لگتا ہی جو سوتی میں

والناس نيام فاذا ماتوا انتبهوا فينكشف له اولا ما ينفعه من حسناته وما يضره من سيئاته فلا ينظر الى سيئة الا

معلوم نتہا اور آدمی اب سوتی ہیں مرینگی تو جاگینگی پہر اوسکو پہل پہل حسنات نفع رسان اور بدیاں ضرر رسان معلوم ہونگی پہر بدیوں کی طرف کا حسرت سی

يتحسر عليها تحسرا يختار ان يخوض غمرة النار للخلاص منها فانه ما دام في الدنيا كان يشغله شواغل الدنيا عن

دیکہ کر یہہ پسند کریگا کہ آگ کی دریا میں ڈوبوں کسیطرح مخلصی ہو کیونکہ جبتک دنیا میں رہا تو دنیا کی کاربار میں اسکی خبر نہ لی

الاطلاع عليها فبالموت ينقطع الشواغل وينكشف له جميع اعماله عند انقطاع النفس قبل الدفن وتشتعل فيه

اب موت سی وہ کار بار چہوٹی تو اوسپر تمام اعمال نفس کی منقطع ہوتی ہی دفن سی پہلی ظاہر ہونگی اور جدائیکی آگ دنیا فانی کی لذتوں سی

نار الفرقة عما كان يطمئن اليه من لذائذ الدنيا الفانية وهذا نوع من العذاب يهجم عليه قبل الدفن وبعد

جن پر جی لگا رہتا تہا ایکبارگی بہڑک اوٹہی گی اور یہہ بہی ایک طرح کا عذاب ہی جو دفن سی پہلی ہجوم کریگا اور دفن کی بعد

الدفن يرد روحه الى جسده لنوع اخر من العذاب ويكون حاله كحال من تنعم زمانا في دار ملك من الملوك

ایک دوسری طرح کی عذاب کی واسطی اوسکی بدن میں پہر جان ڈالی جاویگی اور اوسکا حال ایسا ہوگا جیسی کوئی تہوڑی دیر کو ایک بادشاہ کی گہر میں

عند غیبته اعتمادا علی ان الملک یتساهل فی امره او لا یدری ما یتعاطاه من قبیح افعاله فاخذه الملک یوما بغتة

اوسکی پیچہی اس بہروسہ پر عیش اوڑانی لگا کہ بادشاہ اس باب مین درگذر کریگا یا یہہ نہین سمجہتا کہ کیا بدمعاملہ کررہا ہی پہر اوسکو بادشاہ نی ایک روز جا پکڑ

وعرض علیه جریدة قد دونت فیها جمیع فواحشه وخیاناته ذرة ذرة وخطوة خطوة والملک قاهر غیور

گرفتار کرکی اوسکی عمل کی فرد پیش کی جسمین اوسکی تمام بدیان اور چوریان ذرہ ذرہ اور قدم قدم کی لکہی ہوئی تہین اور بادشاہ بڑا زبردست اور صاحب غیرت ہی

علی حرمه منتقم من الجنایات علی ملکه غیر ملتفت الی من یتشفع الیه من العصاة علیه فتفکر فی امر هذا الشخص

اپنی سلطنت مین خطاوار کا سزا دینی والا اور گنہگار سفارشی پر توجہ نہین کرتا اب خیال تو کر اس شخص کی حق مین کہ بادشاہ کی عذاب کرنی سی پہلی

ما یکون له حاله قبل وقوع عذاب الملک علیه من الخوف والخجالة والالم والندامة وهکذا یکون حال المیت

مارے خوف اور خجالت اور الم اور ندامت کی کیا کیا گذرتا ہوگا یہہ ہی حال میت کا جو دنیا کی لذتون پر

المغتر بلذائذ الدنیا المطمئن الیها قبل نزول عذاب القبر عند موته واما من احترز عن شهوات الدنیا واشتغل

اطمینان سی بہولا ہوا تہا عذاب قبر سی پہلی موت کی وقت ہوگا اور جو شخص دنیا کی شہوات سی الگ اور طاعات مین مصروف رہتا تہا

بالطاعات ولم یکن له انس الا بذکر الله تعالی فیکون حاله کحال من کان محبوسا فی مکان ضیق مظلم ففتح له

اور اوسکو سوا یاد الہی کی کوئی انس نہ تہا سو اوسکا حال ایسا ہوگا جیسی کوئی تنگ تاریک مکان مین قید ہو پہر اوسکی لئی ایک دروازہ کہل جاوی

باب فخرج منه الی بستان واسع لا یری منتهاه وفیه انواع الاشجار والازهار والطیور والثمار والحیاض

اوسمین سی ایک بڑی وسیع باغ مین چلا جاوی جسکی کچہہ اوڑ نظر نہ آتی ہو اور اوسمین قسم قسم کی درخت اور پہول اور پرند اور میوی اور حوضین

والانهار فعلی هذا ینبغی للعاقل ان یقبل علی نفسه ویقول لها یا نفس ما تعرفی ان بین یدیک الجنة والنار

اور نہرین ہون اس صورت مین عاقل کو لازم ہی کہ متوجہ ہوکر نفس سی کہی ای نفس کیا تجہکو خبر نہین کہ تیری آگی بہشت ہی اور دوزخ

وانت ذاهب الی احدهما عن قریب فما لک لا تستعد للموت وهو اقرب الیک من کل قریب فانک ان تراه

اور تو انمین سی کسی ایک مین جلدی جانیوالا ہی پہر تجہکو کیا ہوا کہ موت کا سامان نہین کرتا اور وہ ہر نزدیک شئی سی نزدیک تر ہی اور تو اوسکو گنتا ہی

بعیدا لکن الله تعالی یریه قریبا اذ قال ان الموت الذی تفرون منه فانه ملاقیکم وعساه ان یختطفک

دور سمجہہ پر اللہ کی علم مین بہت پاس ہی کیونکہ فرماتا ہی بیشک موت جس سی تم بہاگتی ہو سو وہ تمسی ملنی ہی اور شاید تجہکو آج آدہاوی یا کل

الیوم او غدا فانه اذا جاء یجیء بغتة من غیر تقدیم رسول اذ لیس لمجیئه سن معین ولا وقت معلوم لا فی

سو یہہ جب آئیگی ناگاہ آئیگی پہلی کوئی ایلچی نہ آئیگا کیونکہ اوسکی آمد کا نہ کوئی سال مقرر ہی اور نہ کوئی وقت معلوم ہی اور نہ موسم گرمی کا نہ

الصیف ولا فی الشتاء ولا فی اللیل ولا فی النهار ولا فی الصبی ولا فی الشباب بل کل نفس من انفاسک یمکن ان یجیء الموت

جاڑی کا اور نہ رات اور نہ دن اور نہ لڑکپن اور نہ جوانی بلکہ ہر وقت تیری اوقات مین سی ممکن ہی کہ ناگاہ

فیه فجاءة ولو لم یجیء الموت فیه فجاءة وهو یفضی الی الموت فما اعجب غفلتک عنه اما تتامل قوله تعالی اقترب للناس

موت آجاوی اور اگر موت ناگاہ نہ آوی تو مرض ناگاہ پیدا ہوجاوی وہ ہی موت تک لیجاوی اسمین تجہکو عجب غفلت ہی کیا تو اس آیت مین غور نہین کرتا نزدیک

حسابهم وهم فی غفلة معرضون وما اعجب حالک انک تدعی الایمان بلسانک واثر النفاق ظاهر علیک فان

آگئی ہی لوگون کو حساب کا وقت اور وہ بی خبر ٹلا تی ہین اور تیرا عجب حال ہی کہ زبانی تو ایمان کا دعوی کرتا ہی اور نفاق کا نشان تیری حال سی ظاہر ہی کیونکہ تیرا

سیدک ومولاک قد تکفل لک فی امر الدنیا حیث قال وما من دابة فی الارض الا علی الله رزقها وانت تکذبه

سید اور مولی دنیا کی خرچ برچ کا ذمہ دار ہوچکا ہی کیونکہ فرماتا ہی اور کوئی نہین پانو چلنی والا زمین پر مگر اللہ پر ہی اوسکی روزی اور تو اوسکو

بافعالک وتسکالب علیه تکالب المدهوش المستهتر ووکل امر الاخرة الی سعیک حیث قال وان لیس للانسان الا ما سعی

یعنی حرکتون سی جہٹلاتا ہی اور اوسپر دیوانہ بنا جاتا ہی جیسی مدہوش چہل باز اور اوسنی آخرت کی معاملہ کو تیری سعی پر حوالہ کیا ہی کیونکہ فرماتا ہی اور یہہ کہ آدمی کو وہی

ما سعی وانت تعرض عنها اعراض المغرور المستحقر ولیس هذا من علامات الایمان فلو کان الایمان باللسان

جو کمایا اور تو اسمین ایسی بی پروائی کرتا ہی جیسی مغرور حقارت کرنیوالا اس سی منہہ پہیر لیتا ہی اور زبانی دعوی ایمان کی علامت نہین ہی پس اگر ایمان کا زبانی دعوی

یکفی فلماذا یکون المنافقون فی الدرك الاسفل من النار فما جرأتك علی معصیة الله تعالی ان کان مع اعتقادك

کفایت کرتا تو منافق لوگ دوزخ کی تہہ مین کیون جاتی پس خدا تعالی کی معصیت پر تیری کیا ہی جرات ہی اگر تو یہہ اعتقاد کرتا ہی

انه تعالی لا یراك فما اعظم کفرك وان کان مع علمك بانه تعالی یراك فما اشنع قباحتك وما اشد حماقتك

کہ اللہ تعالی تجھکو نہین دیکھتا تو تیرا کتنا بڑا کفر ہی اور اگر تو یہہ جانتا ہی کہ اللہ تعالی دیکھتا ہی تو تیری کیا ہی بڑی قباحت ہی اور کیسی سخت حماقت ہی

فبای جسارة تتعرض لمقته وغضبه وشدید عقابه والیم عذابه افتظن انك تطیق عذابه وعقابه

پس تو کس دلیری پر خدا کی بغض اور غضب اور عقاب شدید اور دردناک عذاب کی سامنی آتا ہی کیا تو یون جانتا ہی کہ اوسکی عذاب اور عقاب کو

هیهات هیهات کانك لا تؤمن بیوم الحساب فان یهودیا لو اخبرك فی الذ طعماتك انه یضرك فی مرضك

سہیگا افسوس افسوس تو تو گویا قیامت کی دن پر ایمان ہی نہین لایا کیونکہ ایک یہودی اگر تجہی مرغوب سی مرغوب طعام کو کہدی کہ اس مرض مین یہہ تجھکو نقصان

لصبرت عنه وترکته افکان قول الله تعالی فی کتبه المنزلة وقول الانبیاء المویدین بالمعجزة اقل عندك

دیگا تو البتہ اوسپر صبر کری اور کہانا چہوڑدی پس گویا اللہ تعالی کا فرمودہ منزل کتابون مین اور انبیا کا ارشاد جنکو معجزہ سی تائید ہوئی ہی تیری نزدیک

تاثیرا من قول یهودی یخبرك عن ظن وتخمین مع نقصان عقل ودین بل لو اخبرك طفل من الاطفال بان

یہودی کی قول سی جو گمان اور اٹکل سی کہتا ہی تاثیر مین کمتر ہی باوجودیکہ نہ اوسکی عقل درست ہی اور نہ دین بلکہ اگر تجہسی ایک بچہ یہہ کہدی کہ

فی ثوبك عقربا لرمیت ثوبك فی الحال من غیر توقف ولا سؤال افکان قول الانبیاء والعلماء اقل عندك من

تیری کپڑی مین بچہو ہی تو تو ترت بی تامل اپنی کپڑی پہینکدی نہ سوچی نہ پوچہی اب انبیا اور علما کا قول تیری نزدیک بچہ کی قول سی کمتر ہی

قول صبی وصار نار جهنم واغلالها وافاعیها وعقاربها احقر عندك من عقرب لا تحس بالمه الا یوما

یا دوزخ کی آگ اور زنجیرین اور سانپ اور بچہو تیری نزدیک ایسی بچہو سی جنکی لہر غایت ایک دن

واقل منه فان کنت تعرف جمیع ذلك وتؤمن به فما بالك تشتغل بالشهوات وتسوف العمل والموت لك بالمرصاد

یا کمتر ہوتی ہی کمتر ہین اب اگر تو یہہ سب باتین جانتا ہی اور یقین کرتا ہی پہر تجھکو کیا ہوا کہ شہوت مین مشغول رہتا ہی اور نیک عمل مین تاخیر کرتا ہی اور موت تیری

فلعله یختطفك من غیر مهل فبماذا امنت من استعجاله فکم من مستقبل یوما لا یستکمله وکم من مومل غدا لم

داؤ مین ہی شاید کہ وہ تجھکو ابہی اچک لی پہر تجھکو اوسکی جلدی سی کیا بچاؤ ہی سو اکثر صبح کرنیوالی دن پورا نہین کرنی پاتی اور اکثر اگلی دن کی امید وار وہ

یبلغه وعلی تقدیر انك وعدت بالامهال مائة سنة واخرت العمل الی اخرها فما ظنك بمن لم یطعم الدابة

دن نہین پکڑ سکتی مانا کہ تجھکو سو برس کی عمر کا وعدہ دیا ہی اور تو آخر تک عمل مین تاخیر کرتا رہا اب تو کیا کہتا ہی کہ جو شخص اپنی ٹٹو کو کہانا دانہ

الا فی حضیض العقبة هل تقدر علی قطع العقبة بها وهل المانع عن المبادرة والباعث علی التسویف سبب غیر

کبہی نہ دیوی سوای دامن کوہ کی کیا وہ اتنی طاقت رکہتا ہی کہ اوس ٹٹو پر پہاڑ پر چڑہ جاوی اور نیک عمل کرنی سی باز رہنی کا اور آج کل کرتی رہنی کا اور کیا سبب ہی سوا اسکی

عجزك عن مخالفة هواك لما فی ذلك من التعب والمشقة وهل تجد یوما یاتیك ولا تعسر فیه مخالفة الهوی هذا یوم

کہ تو اپنی خواہش کی خلاف نہین کر سکتا کیونکہ اسمین دشواری اور مشقت ہوتی ہی کیا تجھکو کوئی ایسا دن معلوم ہی جسمین ہوا و ہوس کی مخالفت دشوار نہو گی ایسا دن تو

لم یخلقه الله تعالی ولا یخلقه لان الجنة والجنة محفوفة بالمکاره والمکاره لا تکون خفیفة علی النفوس

اللہ تعالی نی کوئی نہین پیدا کیا اور نہ پیدا کریگا سوای جنت کی اور جنت کی چہ طرف مکروہ چیزین اور مکارہ نفس کو کبہی خوش نہین آتی

قط هذا محال وجوده فان کنت لا تفهم هذه الامور الجلیة وترکن الی التسویف فای حماقة تزید علی هذه

اللہ تعالی کی ہرگز نہین پیدا کریگا اگر تو ایسی صاف صاف باتون کو نہین سمجہتا اور عمل مین درنگ کئی جاتا ہی اب کونسی نادانی اس نادانی سی زیادہ ہو گی اور اگر

الحماقة وان كنت تعتمد على كرم الله تعالى وفضله فما بالك لا تعتمد على كرمه وفضله في امور دنياك اما
تجھکو اللہ کی کرم اور فضل پر بہروسہ ہی تو کیا وجہ ہی کہ دنیا کی کاروبار میں اللہ تعالی کی کرم اور فضل پر بہروسا نہیں کرتا بہلا
تستعد للشتاء بقدر طول مدته فتجمع له القوت والحطب والكسوة وغيرها من اللوازم ولا تتكل على فضل الله و
کیا تو جاڑی کی لئی بقدر موسم کی تیاری نہیں کرتا کہانا اور ایندہن اور پوشاک وغیرہ ضروریات جمع کرتا ہی اور اللہ تعالی کی کرم اور فضل پر بہروسہ
كرمه حتى يدفع عنك برد الشتاء من غير جبة ونحوها فانه قادر على ذلك افتظن ان برد زمهرير جهنم
نہیں کرتا تاکہ اللہ تعالی یونہی جاڑی کی سردی بغیر جبہ وغیرہ کی دفع کردی کیونکہ اللہ تعالی کو یہہ بہی قدرت ہی کیا تجھکو یہہ خیال ہی کہ خنکی زمہریر کی جاڑی کی
اخف بردا واقل مدة من برد زمهرير الشتاء ام تظن انك تنجو منهما من غير سعي هيهات هيهات فان برد الشتاء
ٹھر سی ہلکی ہی اور تہوڑی دنوں ہوگی یا تجھکو یہہ خیال ہی کہ دونوں سی بی محنت بچ رہی گا کبہی نہیں کبہی نہیں بیشک جاڑی کی ٹھر
كما لا يندفع عنك الا بالجبة والحطب وسائر اللوازم كذا لا يندفع عنك حر نار جهنم وبرد زمهريرها الا بالتحصن
جیسی بدون جبہ اور ایندہن وغیرہ لوازم کی دفع نہیں ہوتی ایسی ہی دوزخ کی گرمی اور زمہریر کی ٹھر ہرگز نہیں جاتی بدون پناہ لینی
بحصن الطاعات والعبادات مع ترك المنكرات وانما كرم الله تعالى وفضله في ان يعرفك طريق التحصين لا في ان يدفع
طاعات اور عبادات کی منکرات کو چہوڑ کر اور اللہ تعالی کا کرم اور فضل یہہ ہی کہ تجھکو طریقہ پناہ کا بتا دیا یہہ نہیں ہی کہ اوسکی تکلیف
عنك العذاب بدون التحصن فان كرم الله تعالى وفضله في دفع برد الشتاء عنك ان يخلق لك النار و
بدون پناہ کی دور کردی بیشک اللہ تعالی کا کرم اور فضل جاڑا دفع کرنی کی باب میں یہہ ہی کہ تیری لئی آگ پیدا کردی اور
هداك طريق استخراجه من بين الحجر والحديد حتى تدفع عن نفسك برد الشتاء فكما ان شرى الجبة والحطب
اوسکو چقماق سی نکالنی کا طریقہ ہدایت کردیا کہ اپنی جان سی خنکی جاڑی کی دفع کری پر جیسی جبہ اور ایندہن
وسائر اللوازم مما يستغني عنه خالقك ومولاك وانما تشتريه لنفسك اذ جعله سببا لاستراحتك كذلك
اور اور تمام لوازم کی تیری خالق اور مولی کو کچھہ پرواہ اور نیاز مندی نہیں ہی صرف تو ہی اپنی جان کی فائدہ کو خرید لیتا ہی کیونکہ اسمیں تیرا آرام ہی ایسی ہی
طاعتك ومجاهدتك مما يستغني عنها خالقك ومولاك وانما هي طريق نجاتك من عذاب اليم ووصولك
تیری طاعت اور عبادت کی تیری خالق اور مولی کو پروا نہیں ہی عذاب الیم سی نجات کا یہہ ہی طریقہ ہی اور عیش دائمی کا وسیلہ
الى النعيم المقيم فمن احسن فلنفسه ومن اساء فعليها والله غني عن العلمين ولعلك تقول لا يمنعني
جسنی بہلائی کی سو اپنی جان کی لئی اور جسنی برا کیا سو اپنی نقصان کو اور اللہ بی پرواہی عالمین سی اور شاید تو کہنی لگی مجھکو راہ راست سی
عن الاستقامة الا حرصي على لذة الشهوات وقلة صبري على الالام والمشقات فان كنت صادقا في ذلك
بجز حرص مزہ داری شہوات کی اور سوای بی صبری الم اور مشقت کی اور کوئی نہیں روکتا اب اگر تو اسمیں سچا ہی تو تیری کتنی بڑی
فما اشد حمقك وما اقبح عذرك فان شهوات الدنيا فانية سريعة الزوال غير خالية عن الكدورات في
نادانی ہی اور کیا برا عذر ہی کیونکہ دنیا کی شہوات تو فانی ہی ابہی ہو چکین گی اور کبہی کسی وقت میں کدورت سی خالی نہیں ہین
حال من الاحوال فما بالك لا تطلب الدخول في الجنة للتنعم فيها بالشهوات الباقية الدائمة الصافية عن
اب تیرا کیا عجب حال ہی کہ جنت میں جانا طلب نہیں کرتا تاکہ اوسمیں عیش کیا کری شہوات باقیہ دائمی ہر طرح کی کدورت سی ہمیشہ کو صاف
الكدورات في جميع الاحوال فان الاخرة خير وابقى فاستعد للاخرة على قدر بقائك فيها فان بضاعتك
کیونکہ آخرت بہتر اور رہنی والی ہی اب تو آخرت کا سامان جتنک کہ تو وہان رہی تیار کر بیشک تیرا سرمایہ
ايام عمرك وقد ضيعت اكثرها وما بقي منها الا ايام معدودة فان اتجرت فيما بقي ربحت وان ضيعت الباقية
زندگی کی دن ہین سو تو اکثر کہو چکا ہی اوسمیں سی چند روز باقی رہ گئی ہین پہر اوس بقیہ مین اگر تجارت کریگا تو فائدہ ہوگا اور اگر باقی کو بہی کہو دیا

واستمر

واستمررت علی عادتك القدیم خسرت خسرانا مبینا فانتبه یا مسكین من نوم الغفلة فان الموت موعدك
اور اپنی قدیم عادت پر چلتا رہا تو خوب ظاہر ٹوٹا ہوگیا پس ای مسکین غفلت کی نیند سی آنکہین کہول بیشک موت تیرا وعدہ ہی

والقبر بیتك والتراب فراشك والفزع الاكبر امامك وعسكر الموتی فی خارج البلد ینتظرونك وكلهم
اور گور تیرا گہر ہی اور مٹی تیرا بچہونا ہی اور بڑا خوف تیری سامنی ہی اور مردون کا لشکر شہر سی باہر تیرا منتظر ہی وہ سب

آلوا بالایمان المغلظة ان لا یرجعوا من مكانهم حتی یاخذوك ویضموك الی انفسهم اما تعلم انهم یتمنون
سخت سخت قسمین کہائی ہوئی ہین کہ تجہکو بغیر اپنی جگہہ سی نہ ٹلینگی اور تجہکو اپنی ساتہہ ملا دینگی کیا تجہی خبر نہین کہ وہ ایک گہڑی کیواسطی دنیا مین آنیکی آرزو کرتی ہین

الرجعة الی الدنیا یوما لیشتغلوا فیه بتدارك ما فرط منهم وانت تضیع ایامك وتظن انهم دعوا الی الاخرة
تاکہ اپنی تقصیر کا عوض ادا کرین اور تو اپنی اوقات ضایع کرتا ہی تو یہہ خیال کرتا ہی کہ وہ تو آخرت مین بلائی گئی ہین

وانت من الخالدین هیهات هیهات فانك فی هدم عمرك منذ خرجت من بطن امك تبنی علی ظهر الارض
اور تو ہمیشہ یہان رہیگا کبہی نہین کبہی نہین کیونکہ تو اپنی عمر جب سی ماکی پیٹ سی پیدا ہوا ہی برباد کئی جاتا ہی زمین پر محل چنواتا ہی

قصرك وعن قریب یكون بطنها قبرك تفرح كل یوم بزیادة مالك ولا تحزن بنقصان عمرك تعرض عن الاخرة
اور عنقریب زمین کا گڑہا تیری قبر ہونیکو ہی ہر روز مال بڑہنی سی خوش ہوتا ہی اور عمر گہٹنی کا تجہکو کچہہ غم نہین ہی آخرت سی منہہ پہیر کر ہی

وهی مقبلة علیك وتقبل علی الدنیا وهی معرضة عنك فما اعجب حالك انك مع كونك مرتكبا لانواع
اور وہ سامنی چلی آتی ہی اور تو دنیا پر متوجہ ہوا ہی اور وہ تجہسی الگ ہوتی جاتی ہی تیرا یہہ عجیب حال ہی باوجودیکہ سب قسم کی گناہ کئی جاتا ہی

الخطایا لا تجتهد فی عمارة اخرتك بل تشتغل بعمارة دنیاك كانك غیر مرتحل عنها فاحذر یا مسكین
آخرت کی درستی مین ذرہ کوشش نہین ہی بلکہ دنیا کی درستی مین ایسا لگا ہوا ہی گویا کبہی نہین مریگا سو ڈر اپنی جان پر ای مسکین

یوما آلی الله تعالی علی نفسه ان لا یترك فیه عبدا امره فی الدنیا ونهاه فیها حتی یسئله عن عمله قلیله و
اوس دن سی کہ جاویگا تو خدا کی طرف کہ وہ اوس دن مین کسی آدم مکلف کو باقی نہ چہوڑیگا یہان تک کہ اوسی تمام اعمال کی پرسش کریگا تہوڑا ہو

كثیره دقیقه وجلیله خفیه وجلیه فانظر ایها الغافل بای قلب تقف بین یدیه وبای لسان تجیب
یا بہت ادنی ہو یا اعلی پوشیدہ ہو یا ظاہر سو دیکہہ تو اى غافل کیا منہہ لیکر سامنی کہڑا ہوگا اور کس زبان سی اوسکی سوال کا

عن سواله واعدد للسوال جوابا وللجواب صوابا واصرف بقیة عمرك الی العمل الصالح فی ایام قصار لایام
جواب دیگا سوال کا جواب تیار کر رکہہ جواب باصواب اور بچتی عمر چہوٹی چہوٹی دنون مین بڑی بڑی دنون کی

طوال فی دار الفناء لدار البقاء فان قلت ان نفسی لا تطاوعنی علی المجاهدة والمواظبة علی الطاعات فما سبیل
واسطی دار فنا مین دار بقا کی واسطی اچہی نیک کام مین صرف کر اگر تو یہہ کہی کہ میرا نفس مجاہدہ کو اور دائمی طاعات کو نہین مانتا ہی سو کیا

معالجتها فاعلم ان انفع اسباب علاجها علی ما ذكره الامام الغزالی فی الاحیاء ان تختار صحبة عبد یجاهد
کیا علاج تو سمجہہ لی کہ اسکا بڑا مفید علاج تو موافق بیان امام غزالی کی احیاء العلوم مین یہہ ہی کہ تو صحبت ایسی شخص کی اختیار کری جو طاعت الہی مین مجاہدہ

فی طاعة الله تعالی وتلاحظ احواله وتقتدی به لكن هذا العلاج متعذر فی هذا الزمان لفقد من یجتهد
کرتا ہو اور اوسکی حالات کو ملاحظہ کر کر اوسکی پیروی کری پر یہہ علاج اس زمانہ مین دشوار ہی کیونکہ ایسا شخص

فی العبادة اجتهاد الاولین فلا علاج انفع لك فی هذا الزمان من سماع احوالهم ومطالعة اخبارهم وما كانوا
جو متقدمین کی وضع پر عبادت مین مجاہدہ کرتا ہو نہین ملتا سو اب تیری لئی مفید علاج اس زمانہ مین اونکی حالات سننی کی برابر اور اخبار دریافت کرنی کی برابر کوئی نہین ہی

فیه من الجهد الجهید وقد انقضی تعبهم وبقی ثوابهم ونعیمهم لا ینقطع ابد الاباد وما اشد حسرة من لا یقتدی
کہ وہ کیا کیا دشوار مجاہدہ کرتی تہی اور بیشک اونکی محنت تو ہو چکی اور ثواب اور عیش باقی رہا جو کبہی تمام نہوگا اور کتنی بڑی حسرت اوٹہاویگا جو اونکی پیروی نہین کرتا

بهم فهب نفسه اياما قلائل شهوات مكدرة ثم ياتيه الموت ويحال بينه وبين ما يشتهيه فعليك ان تطالع
کہ اپنی نفس کو چند روز مکدر شہوات سی باز رکہی پہر اوسکو موت شہوات سی روک دیگی سو تجھکو صحابہ

احوال الصحابة والتابعين ومن بعدهم من المجاهدين وبالوقوف على احوالهم يستبين لك بعدك وبعد
اور تابعین اور انکی بعد کی مجاہدین کی احوال کا مطالعہ بہ ضرور ہی اور انکا حال دیکہ کر تجہہ پر یہہ کہل جاویگا کہ تو اور تیری زمانہ کی لوگ

اهل عصرك عن اهل الدين فان حدثتك نفسك وقالت انما تيسر الخير في ذلك الزمان لكثرة الاعوان
دینداروں سی کتنا الگ ہین پہر تیرا نفس اگر وسوسہ سی یہہ کہی کہ خیر اور عبادات اوسی زمانہ مین ہوسکتی تہی کیونکہ اسباب بہت تہا

واما في هذا الزمان فان خالفت اهل عصرك يسخرون بك ويقولون انه مجنون فوافقهم فيما هم فيه فلا
اور اب یہہ زمانہ اب اگر تو اہل عصر کی خلاف کریگا تو وہ مسخرہ بناکر باؤلا کہدینگی سو انکی موافق جو وہ کرتی ہین کیے جا

يجري عليك الا ما يجري عليهم والبلية اذا عمت طابت فاياك ان تنزل لي بحيل غرورها وتخدع
جو انکا حال ہو تیرا حال مرگ با انبوہ جشن ہوتا ہی سو تو بچتی رہنا مبادا اوسکی حیلہ اور فریب اور مکر اور زور مین آجاوی

بتدبيرها وقل لها ارايت لو هجم سيل يغرق كل من صادفه وثبت اهل البلد على مكانهم ولم ياخذوا حذرهم
تو اوسکو یہہ جواب دی کہ اگر پانیکی ایسی روچڑہ آوی کہ جو سامنی آوی سو ڈبو لی اور ایک گانو والی اپنی جگہہ پر ٹہری رہین اور اپنا بچاؤ نکریں

وانت تقدر على ان تفارقهم وتركب سفينة وتخلص بها من الغرق فهل يختلج في قلبك ان المصيبة
اور تجھکو اتنی قدرت ہووی کہ اونسی الگ ہوکر کشتی پر سوار ہوکر ڈوبنی نی بچ جاوی اب بہی تیری دلمین یہہ خدشہ آویگا کہ مرگ با انبوہ جشن ہوتا ہی

اذا عمت طابت ام تترك موافقتهم وتستجهلهم في صنيعهم وتاخذ حذرك مما دهاك فاذا كنت لا توافقهم خوفا
یا اونکا ساتہہ چہوڑکر اس حرکت سی اونکو نادان بتاویگا اور اوس روسی اپنا بچاؤ کر لیگا پہر اگر تو ڈوبنی کا مارا اونکا ساتہہ چہوڑتا ہی

من الغرق وعذاب الغرق لا يتمادى الا ساعة من ليل او نهار فكيف لا تهرب من عذاب الابد وانت متعرض له في كل
اور حال یہہ ہی کہ ڈوبنی کی تکلیف رات یا دن مین بجز ایک ساعت کی زیادہ نہین ہوتی پہر دائمی عذاب سی کیون نہین بچتا اور تو ہر وقت اوسکی سامنی چلا آتا ہی

حال ومن اين تطيب المصيبة اذا عمت فان الكفار لم يهلكوا الا بموافقة اهل زمانهم حيث قالوا
اور مرگ با انبوہ کبہی جشن ہوتا ہی بیشک کفار اہل زمانہ کی موافقت ہی سی ہلاک ہوتی ہین کیونکہ یہی کہتی تہی

انا وجدنا اباءنا على امة وانا على اثارهم مقتدون فاياك ثم اياك ان تنظر الى اهل عصرك ومن مضى
ہمنی اپنی باپ دادی ایک راہ پر پائی اور ہم اونہین کی قدمون پر چلتی ہین سو بچنا پہر بچنا اہل زمانہ پر اور جو پہلی گذر گئی ہین نگاہ کرنا

قبلك فانك ان تطع اكثر من في الارض يضلوك عن سبيل الله نسال الله ان يعصمنا من الضلال
بیشک اگر تو اکثر زمین کی باشندوں کی اطاعت کریگا تو اللہ کی راہ سی بہکاوینگی خدا سی دعا ہی کہ ہمکو گمراہی سی بچاوی

المجلس الخامس والستون في بيان حث الامة على التوبة ووجوبها على الفور وتحقيقها
پینسٹہوین مجلس امت کو توبہ پر رغبت دلانی مین اور واجب ہونا توبہ کا فی الفور اور توبہ کی تحقیق

بالمعاني الثلثة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ايها الناس توبوا الى الله فاني اتوب اليه
باعتبار تینون معانی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ای لوگو اللہ کیطرف توبہ کرو کیونکہ مین طرف اللہ کی

في اليوم مائة مرة هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه الاغر المزني وفيه حث الامة على التوبة لانه عليه السلام
ہر روز سو بار توبہ کرتا ہون یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی اغر مزنی کی روایت سی ہی اوراسمین امت کو توبہ پر ترغیب ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام

اذا كان يتوب في اليوم مائة مرة مع عظم شانه وكونه معصوما فكيف لا يشتغل بالتوبة ليلا ونهارا
[illegible] باوجود بزرگی شان کی [illegible] معصوم ہو کی [illegible] پہر کیونکر رات دن توبہ [illegible]

من يدنس جريدة اعماله بالذنب مرة بعد اخرى لكن ينبغي ان يعلم ان التوبة لا يتحقق الا بثلثة امور
جسکا نامۂ اعمال پی درپی گناہوں سی سیاہ ہوتا رہتا ہی لیکن سمجھنی کی بات ہی کہ توبہ بدون ان تین امور مرتبہ کی نہیں ہو سکتی ہی

مرتبة علم وحال وعمل فالعلم اول والحال ثان والعمل ثالث وذلك لان العبد اذا عرف عظم ضرر الذنوب
علم اور حال اور عمل اول مرتبہ علم ہی دوسرا مرتبہ حال ہی تیسرا مرتبہ عمل ہی اور یہہ اسلئی کہ آدمی جب یہہ معلوم کرتا ہی کہ گناہ سی بڑا ہی

وكونها حجابا بينه وبين محبوبه في الاخرة يحصل من هذه المعرفة في قلبه تألم ويسمى تالمه هذا ندما
نقصان ہوتا ہی اور گناہ آخرت میں میری اور محبوب کی بیچمیں مثال پردہ کی ہوجاویگا تو اس معرفت سی اوسکی دلمیں الم پیدا ہوتا ہی اور اس الم کو ندامت کہتی ہیں

فالمعرفة علم والندم حال حصل من العلم فاذا غلب هذا الندم على القلب يحصل منه فيه قصد الى فعل له
پس یہہ معرفت تو علم ہی اور یہہ ندامت حال ہی کہ اس معرفت سی پیدا ہوتا ہی پھر یہہ ندامت جب دلپر غالب ہوجاتی ہی تو دلمیں ایسی کام کا ارادہ آتا ہی

تعلق بالحال والاستقبال والماضي اما تعلقه بالحال فبترك الذنوب واما تعلقه بالاستقبال فبالعزم
جسکو زمانہ حال اور استقبال اور گذشتہ سی لگاؤ ہوتا ہی پھر زمانہ حال سی یہہ علاقہ ہوتا ہی کہ گناہ سی باز رہتا ہی اور استقبال سی یہہ علاقہ ہی کہ عزم کرتا ہی

على تركها الى اخر العمر واما تعلقه بالماضي فبتدارك مافات بالجبر والقضاء ان كان قابلا للجبر والقضاء
کہ عمر بھر پھر گناہ نکریگا اور زمانہ ماضی سی یہہ علاقہ ہی کہ جو بات فوت ہوگئی ہی اوسکا عوض اور قضا کری اگر قابل عوض اور قضا کی ہو

وهذا الفعل عمل حصل من الندم الحاصل من العلم والمراد من العلم ههنا الايمان واليقين بان الذنوب سموم
اوسکا یہہ فعل عمل ہی جو ندامت سی حاصل ہوا اور وہ ندامت علم سی پیدا ہوئی اور یہان علم سی مراد ایمان اور یقین ہی کہ گناہ آخرت میں زہر قاتل ہوتی ہیں

مهلكة في الاخرة ونور هذا الايمان اذا اشرق على القلب يثمر نار الندم لانه يبصر باشراق نور الايمان عليه انه
اور اس ایمان کا نور جب دل پر چمکتا ہی تو ندامت کی آگ بھڑک اوٹھتی ہی کیونکہ ایمان کی نور سی جو اوسپر چمکتا ہی ظاہر دیکھتا ہی کہ اپنی محبوب سی الگ رہ گیا

صار محجوبا عن محبوبه فيشتعل نار المحبة فيه فينبعث بتلك النار ارادة وقصد الى الفعل المتعلق بما ذكر
اب محبت کی حرارت شعلہ زن ہوتی ہی اوس حرارت کی زور سی اس فعل کا ارادہ پیدا ہوتا ہی جو اوقات مذکورہ حال اور استقبال اور ماضی سی

من الحال والاستقبال والماضي فالعلم والندم والقصد الى الفعل المذكور ثلثة معان يطلق اسم التوبة على مجموعها
متعلق ہی سو علم اور ندامت اور ارادہ فعل مذکور کا یہہ تین امور ہیں اس مجموعہ کو توبہ کہتی ہیں

فاذا تحققت هذه المعاني الثلثة يتحقق التوبة وكثيرا ما يطلق اسم التوبة على الندم وحده ويجعل العلم كالمقدمة
جب یہہ تینوں امر موجود ہوتی ہیں تو توبہ بیشک ہوتی ہی اور اکثر اوقات توبہ صرف ندامت کو کہدیتی ہیں اور علم کو اوسکا مقدمہ ٹھہراتی ہیں

والفعل المذكور كالثمرة وبهذا الاعتبار قال النبي عليه السلام الندم توبة اذ لا يخلو الندم عن علم يوجبه ويثمره
اور فعل مذکور کو ثمرہ جانتی ہیں اور اسی اعتبار سی نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی ندامت ہی توبہ ہی اسلئی کہ ندامت بدون علم کی کہ باعث اور موجد ہی اور

وعن عزم يتبعه ويتلوه فيكون الندم محفوفا بطرفيه احدهما ثمرته والاخر مثمره ثم ان التوبة واجبة على جميع
بغیر عزم کی کہ اوسکی پیچھی لازم ہوتا ہی نہیں ہوتی سو اب ندامت دونو طرف سی گھری ہوتی ہی ایک طرف ثمرہ اور دوسری طرف باعث اور موجد ہوتا ہی پھر بیشک توبہ تمام

المؤمنين على الفور اما وجوبها على الجميع فلقوله تعالى وتوبوا الى الله جميعا ايها المؤمنون ولقوله تعالى يا ايها الذين
مسلمانوں پر بالفعل فرض واجب ہی وجوب تو سبکی اوپر اس آیت سی ثابت ہی اور توبہ کرو الله کی طرف سب ملکر ای ایمان والو اور اس آیت سی ای ایمان والو

امنوا توبوا الى الله توبة نصوحا وظاهر هاتين الايتين يدل على ان التوبة واجبة على كل احد من المؤمنين
توبہ کرو الله کی آگی صاف دل کی توبہ اور ظاہر معنی ان دونوں آیتوں کی یہہ ہی دلالت کرتی ہیں کہ توبہ ہر ہر شخص مؤمن پر واجب ہی

لورود الامر فيهما على العموم ونور البصيرة ايضا يرشد الى ذلك لان معنى التوبة الرجوع عما لا يرضاه الله تعالى
کیونکہ امر ان دونو آیتوں میں سبکو عام ہی اور دل کی روشنی بھی یہہ ہی گواہی دیتی ہی اسواسطی کہ توبہ کی معنی الله تعالی کی نارضامندی سی

الى ما يرضاه وذلك لا يتصور الا من العاقل والعقل لا يكمل الا بعد كمال الشهوة والغضب وسائر الصفات المذمومة

رضامندی کی طرف رجوع کرنا اور یہہ امر صرف عاقل ہی سی ہو سکتا ہے اور عقل کامل نہیں ہوتی بدون کامل ہونی قوی شہوانی اور غضبی اور تمام اوصاف بد کی

التي هي وسائل الشيطان الى اغواء الانسان فان الشهوة من جنود الشيطان والعقل من جنود الملائكة وليس

جو جو وسیلی ہیں گمراہی انسان کی شیطان کی وسیلی ہیں کیونکہ شہوت شیطان کا لشکر ہی اور عقل فرشتون کا لشکر ہی اور پیدا

في الوجود انسان الا وشهوته التي هي عدة الشيطان متقدمة على عقله الذي هو عدة الملائكة فيكون الرجوع

انسان کوئی نہیں ہی جسکی شہوت جو شیطانی سامان ہی عقل پر کہ فرشتون کا سامان ہی مقدم نہو سو اب امور سابقہ سی جو شہوات کی

عما سبق من مساعدة الشهوات ضروريا في كل انسان بعد البلوغ لان من بلغ كافرا جاهلا الدين الاسلام يجب

مدد گار ہین باز رہنا ہر انسان کو بلاغت کی دنو نمین ضرور ہی اسلئے کہ جو شخص حالت کفر مین اسلام سی نا واقف بالغ ہو گیا تو اوسپر

عليه التوبة عن كفره وجهله بتعلم ما يحصل به الاسلام ومن بلغ مسلما تبعا لابويه غافلا عن حقيقة الاسلام

توبہ اپنی کفر اور جہالت سی واجب ہی کہ وہ باتین سیکہی جن سی اسلام حاصل ہووی اور جو شخص ماباپ کی ساتہہ حالت اسلام مین بالغ ہوا بی خبر اسلام کی حقیقت سی

يجب عليه التوبة عن غفلته بفهم معنى الاسلام اذ بعد البلوغ لا يفيده اسلام ابويه شيئا ما لم يسلم بنفسه

تو اوسپر توبہ اس غفلت سی واجب ہی کہ اسلام کی معنی خوب سمجہی اسلئے کہ بالغ ہو کر ماباپ کا اسلام اسکی حق مین کچہہ مفید نہین ہی جبتک خود مسلمان نہووی

فاذا فهم معنى الاسلام بعد البلوغ يجب عليه الرجوع عن عادته والفه بالاسترسال في الشهوات والعادات وهو اشق

پہر جب بالغ ہو کر معنی اسلام کی سمجہہ چکا تو اوسپر باز آنا اپنی عادات اور الفت سی کہ شہوات وغیرہ عادات مین بی مہار ہو رہا ہی واجب ہی اور اس قسم کی توبہ

ابواب التوبة وفيه هلك اكثر الخلق لعجزهم عنه لان الشهوة تكمل في الصبى قبل البلوغ وكمال العقل فيكون

سب قسمون کی نسبت دشوار ہی اور اسمین اکثر خلقت عاجز ہو کر ہلاک ہو گئی ہی اسلئے کہ شہوت لڑکپن مین بلاغت اور کمال عقل سی پہلی مستحکم ہو جاتی ہی سو

جند الشيطان في الابتداء مستوليا على مملكة القلب ويقع للقلب انس والف بمقتضيات الشهوات والعادات

شیطانی لشکر پہلی ہی دلکی ولایت کو مغلوب کر لیتا ہی اور دل کی اندر شہوات اور عادات کی محبت اور الفت پیدا ہو کر غالب آجاتی ہی

ويغلب فيه ذلك ويعسر عليه النزوع عنه ثم يلوح العقل الذي هو من حزب الله تعالى وجنده فان كان كاملا

اور اوس حالت سی اوسکو نکلنا دشوار ہوتا ہی پہر عقل کہ اللہ تعالی کا جتہا اور لشکر ہی ظاہر ہوتی ہی پہر اگر وہ کامل

قويا ينتهض لانقاذ عباد الله تعالى من يدي اعدائه شيئا فشيئا على التدريج فيكون اول شغله قمع جنود

اور قوی ہی تو واسطی چہوڑانی عباد الہی کی دشمنون کی ہاتہون سی آہستہ آہستہ بتدریج تیار ہوتی ہی پہر شیطانی لشکر کا اوکہاڑنا شہوتون کو توڑ کر

الشيطان بكسر الشهوات ومفارقة العادات ورد الطبع على سبيل القهر الى العبادات ولا معنى للتوبة الا هذا وان لم يكن

اور عادات کو چہوڑانا اور طبیعت کو بزور ہٹا کر عبادات پر لگانا اوسکا اول شغل ہی اور توبہ کی معنی سوا اسکی اور کچہہ نہین ہین اور اگر وہ عقل کامل

كاملا قويا تسلم مملكة القلب للشيطان وينجز اللعين وعده حيث قال لئن اخرتن الى يوم القيمة لاحتنكن ذريته

اور قوی نہووی تو دلکی مملکت شیطان کی حوالہ کر دیتی ہی اور وہ ملعون اپنا وعدہ پورا کرتا ہی چنانچہ کہتا ہی اگر تو مجکو ڈہیل دی قیامت کی دن تک تو اوسکی اولاد کو ڈاہنی دونگا

الا قليلا والمعنى انك ان اخرتني حيا الى يوم القيمة لاقودنهم حيث ما شئت

مگر تہوڑی سی اور مراد یہہ ہی کہ اگر تو مجکو جیتا چہوڑیگا قیامت تک تو بیشک اونکو جدہر چاہونگا کہینچ لیجاؤنگا

ولاستولين عليهم استيلاء قويا الا قليلا منهم وهم المخلصين من عبادك ... المخلصين

اور بیشک اونپر غالب رہونگا مگر اونمین سی بعضون پر کہ وہ ... کی ...

وهذا كقول اللعين لازينن لهم في الارض ولاغوينهم اجمعين وانما تيقن اللعين حصول ذلك مطلبه مع انه لا

اور یہہ چنانچہ وہ ملعون کہتا ہی البتہ مین اونکو بہاری دکہاؤنگا زمین مین اور راہ سی کہو دونگا انسبکو اور وہ لعین حصول اس مطلب کا باوجودیکہ غیب دان نہین ہی

يعلم الغيب استدلالا بما رأى فيهم من كون مبدء الشر متعددا ومبدء الخير واحدا اذ في نفس الانسان قوة بهيمية

اس دلیل سے سمجھ گیا کہ اوسنے دیکھا کہ آدمیون کی اندر بدی کی اسباب فو بہت ہین اور بھلائی کا سبب ایک ہی ہی کیونکہ انسان کی ذات مین قوت بہیمیہ

شهوانية وقوة سبعية غضبية وقوة وهمية شيطانية وهذه الثلثة مستولية عليه من اول الخلقة داعية

شہوانی اور قوت سبعی غضبی اور قوت وہمیہ شیطانی ہی اور تینون قوتین ابتداء پیدایش سی اسپر غالب چلی آتی ہین شر کی طرف

له الى الشر وبعد هذه الثلثة فيه قوة عقلية ملكية وهي وان كانت داعية الى الخير لكنها انما تكمل بعد استيلاء

متوجہ رکھتی ہین اور ان تین قوتون کی بعد اوسمین قوت عقلی ملکی ہوتی ہی اور یہہ اگرچہ آدمیکو خیر کی طرف بلاتی ہی پر یہہ قوت جب کامل ہوتی ہی کہ

الثلثة الاول على القلب فلما رأى اللعين فيه ذلك علم ان ما يريده يمكن حصوله فعلى هذا يكون التوبة فرض عين

وہ پہلی تینون قوتین دل پر غالب ہوجاوین جب شیطان ملعون نی انسان مین یہہ قوتین دیکھین توجان گیا کہ میرا ارادہ ہوسکتا ہی اب اس بیان کی موافق ہر ہر شخص پر توبہ

على كل شخص ولا يتصور ان يستغني عنها احد من افراد البشر واما وجوبها على الفور فلما في تأخيرها من الاصرار

فرض عین ہی اور معلوم نہین ہوتا کہ افراد انسان مین سی کوئی ہی اسکا حاجتمند ہو اور توبہ کا ترت فی الحال واجب ہونا سو اسلئی کہ تاخیر کرنی مین اصرار

المحرم الذي يتضاعف الذنوب به اذ يلزم بتأخيرها لحظة ذنب آخر ولجب التوبة حتى قالوا يلزم بتأخير التوبة

حرام لازم آتا ہی یعنی ہٹ کرنا کہ جس سی گناہ درگناہ بڑہتی چلی جاتی ہین کیونکہ توبہ سی ایکدم بہر تاخیر کرنی مین ایک اور گناہ واجب التوبہ پیدا ہوجاتا ہی

عن كبيرة زمانا واحدا كبيرتان الاولى وترك التوبة عنها وزمانين اربع كبائر الاوليان وترك التوبة عن كل منهما

اسیا کہتی ہین کہ گناہ کبیرہ کی توبہ سی ایکدم بہر تاخیر کرنیمین دو کبیرہ ہوجاتی ہین ایک وہی پہلا اور دوسرا توبہ نکرنی اور دو دم مین چار کبیرہ ہوجاتی ہین دو تو پہلی اور دونو سی توبہ نکرنی

وثلثة ازمنة ثماني كبائر واربعة ازمنة ستة عشر كبيرة وخمسة ازمنة اثنان وثلثون كبيرة وهكذا

اور تین دم مین آٹھ کبیرہ ہوتی ہین اور چار دم مین سولہ کبیرہ ہوتی ہین اور پانچ دم مین بتیس کبیرہ ہوتی ہین اسیطرح گناہ بڑہتی جاوینگی

يتضاعف الذنوب بها ازداد التأخير وقد ذكرنا فيما سبق ان العلم بكون الذنوب سموما مهلكة من نفس الايمان فاذا ثبت

جسقدر تاخیر ہوتی جاویگی اور اوپر مذکور ہوچکا ہی کہ گناہ کو زہر قاتل سمجھنا عین ایمان ہی جب یہہ ثابت ہو

ان هذا العلم من نفس الايمان يلزم ان يكون الايمان باعثا على ترك الذنوب فمن لم يتركها فهو فاقد هذا الجزء من الايمان

کہ یہہ علم عین ایمان ہی تو لازم آتا ہی کہ ایمان واسطی ترک ذنوب کی باعث ہوا کری پہر جو شخص گناہ کو ترک نہین کرتا تو اسمین ایمان کا یہہ جز نہین ہی

ولهذا قال النبي عليه السلام لا يزني الزاني حين يزني وهو مؤمن فانه عليه السلام ما اراد به نفي الايمان الذي هو العلم

اور اسیلئی نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ زانی زنا نہین کرتا کہ زنا کرتا ہو وہ مسلمان بہی ہو بیشک نبی علیہ السلام کی یہہ مراد نہین ہی کہ وہ ایمان جو خدا کا جاننا

بالله وملئكته وكتبه ورسله فان ذلك الايمان لا ينافيه الزنى وسائر الذنوب بل اراد به نفي الايمان الذي هو العلم

اور اوسکی فرشتون کا اور کتابون اور انبیا کا ہی جاتا رہا کیونکہ زنا اس ایمان کا منافی نہین ہی [illegible]

بكون الزنى مبعدا من الله تعالى وموجبا للمقت فعلى هذا لا يكون المصر على المعاصي كاملا في ايمانه بل يكون ناقصا فيه

کہ زنا خدا سی دور کردیتا ہی اور ہلاک کرڈالتا ہی باقی نہین رہتا اس بیان کی موافق جو شخص [illegible] ایمان [illegible]

وذلك لان ترك الذنوب لا يتصور الا بالصبر والصبر لا يتيسر الا بالخوف والخوف لا يتحقق الا [illegible]

اسلئی کہ ترک ذنوب بدون صبر کی خیال مین نہین آتا اور صبر بدون خوف کی [illegible]

والعلم بعظم ضرر الذنوب لا [illegible]

اور گناہون کی ضرر کا یقین بدون تصدیق خدا اور رسول کی نہین ہوتا [illegible]

الله تعالى ورسوله فيخاف عليه امر عظيم عند الموت [illegible]

نہین کی تو اوسپر مرتی دم بڑاہی خوف ہی اسلئی کہ ہوسکتا ہی کہ اوسکی موت [illegible]

الخاتمة ويبقى في جهنم ابد الآباد وان لم يختم له بسوء الخاتمة بل مات على الايمان يكون في مشية الله تعالى ان

خاتمہ بد پر یہودی اور ہمیشہ کو دوزخ میں پڑا رہی اور اگر انجام خاتمہ بد پر نہوا بلکہ ایمان پر مرا تو اب تابع مرضی الٰہی کا ہی چاہی اوسکو دوزخ میں ڈالکر

شاء يدخله جهنم ويعذبه فيها بقدر ذنوبه ثم يخرجه منها ويدخله الجنة ولو بعد حين وان شاء يعفو عنه

بمقدار معاصی کی عذاب دیکر بہر دوزخ مین سی نکال کر جنت مین داخل کری اگرچہ بعد عرصہ کی ہو اور چاہی اوسکو معاف کری

ويدخله الجنة بلا عذاب اذ لا يستحيل ان يشمله عموم العفو بسبب خفي حتى لا يطلع عليه احد غير الله تعالى

اور بلا عذاب جنت مین داخل کردی اصلی کہ کیا محال ہی کہ اوسکی عنایت عام اوسپر بہی ہو جاوی کسی پوشیدہ سبب سی جسکو بجز اللہ تعالی کی کوئی نہ جانتا ہو

كما لا يستحيل ان يدخل احد خربا لطلب كنز فاتفق ان يجده لكن من خرب بيته وضيع ماله وترك نفسه وعياله

جیسی ممکن ہی کہ کوئی اجاڑ کی اندر خزانہ کی تلاش مین جاوی بہر اتفاقا خزانہ پالیوی لیکن جسنی اپنا گہر خراب کردیا اور مال تلف کرا اپنی جان کو اور اولاد کو

جيا عاجزا انه ينتظر من فضل الله تعالى ان يرزقه كنزا تحت الارض في بيته فانه كما يعد من الحمقى المغرورين وان

بہوکا مارا کہ کہ میں اللہ کی اس فضل کا منتظر ہون کہ میری گہر کی اندر زمین مین سی خزانہ عنایت کری سو یہہ شخص جیسی احمق بیوقوف سمجہا جاویگا اگرچہ اوسکی خواہش

كان ما ينتظره غير مستحيل في قدرة الله تعالى وفضله كذلك من ينتظر المغفرة من فضل الله تعالى مع كونه مصرا

بلحاظ قدرت اور فضل الٰہی کی کچہہ محال نہین ہی ہوسکتی ہی ایسی ہی جو شخص بخشش کا امیدوار ہی اللہ تعالی کی فضل سی باوجودیکہ

على الذنوب غير سالك طريق المغفرة يعد من المعتوهين فبعض من هؤلاء الحمقى المغرورين يروج حماقته بكلام حسن

گناہون پر جم رہا ہی اور بخشش کی راہ نہین چلتا بیوقوف کہلاویگا پہر بعضی انہین سی احمق بہولی اپنی حماقت کی ساتہہ اس خوبی سی کلام کرتی ہین

ويقول ان الله كريم لا تضيق جنته عن مثلي ولا تضره معصيتي ثم ترى ذلك الاحمق يركب البحار ويختار مشاق الاسفار

اللہ تعالی بیشک کریم ہی اوسکی جنت مجہہ سوالی سی تنگ نہین ہو جاویگی اور میری معصیت سی اوسکا کیا ضرر ہی پہر تم اوس احمق کو دیکہتی ہو کہ دریا کا سفر کرتا ہی اور

في طلب الدرهم والدينار واذا قيل له ان الله تعالى كريم وخزائن دراهمه ودنانيره لا يقصر عن مثلك ولا يضره كسلك

واسطی طلب روپیہ اشرفی کی سفر کی مشقت کہینچتا ہی اور اگر یہہ کہی کہ اللہ تعالی بیشک کریم ہی اور اوسکی خزانی میں روپیہ اشرفی کی تجہہ سوالی کی لئی کچہہ کمی نہین ہی اور تجارت مین تیری

بترك التجارة فاجلس في بيتك عساه ان يرزقك من حيث لا تحتسب فانه يستحمق من يقول هكذا ويستهزء

سستی سی اوسکا کیا نقصان سو تو اپنی گہر بیٹہہ رہ ابہی تجہکو روزی دیدیگا جہانسی تیرا گمان نہو اب اس تقریر والی کو احمق بتاتا ہی اور ٹہٹہی کی راہ سی کہتا ہی

به ويقول ما هذا الهوس فان السماء لا تمطر ذهبا ولا فضة وانما يحصل ذلك بالكسب هكذا اجرت عادة

یہہ کیا واہیات ہی آسمان سی اشرفی روپیہ کبہی نہین برستا یہہ تو بدون محنت کسی کو حاصل نہین ہوتا اسیطرح اللہ کی عادت

الله تعالى وسنته ولا تبديل لسنة الله ولا يعلم هذا الاحمق ان رب الدنيا والاخرة واحد ولا تبديل

اور قاعدہ جاری ہی اللہ کی ہان قاعدی نہین بدلتی اب یہہ احمق نہین سمجہتا کہ پروردگار دین دنیا کا تو ایک ہی سو اوسکی قاعدی دونو

لسنته فيهما جميعا وقد اخبران ليس للانسان الا ما سعى فكيف يعتقد بكونه كريما في الاخرة ولا يعتقد بكونه

جہانمین نہین بدلتی اور بیشک یہہ فرمایا ہی اور نہین ہی واسطی انسان کی مگر جو کمایا اب کیونکر اوسکو آخرت کی لئی تو کریم جانتا ہی اور دنیا کی باب مین

كريما في الدنيا فان من يخاف من الهلاك في هذه الدنيا الفانية اذا كان يجب عليه الاحتراز عن السموم وما

کریم نہین سمجہتا بیشک جو شخص اس دار فانی مین ہلاکت سی ڈرتا ہو جب اوسپر یہہ واجب ہی کہ زہر وغیرہ مضر اور مہلک اشیا سی

يضره من المهلكات في كل حال فالخائف من الهلاك الابدي اولى ان يجب عليه الاحتراز عن المعاصي التي هي سموم

ہر وقت احتراز کیا کری پس جو شخص ہلاک ابدی کا اندیشہ کرتا ہو اوسپر اولی تر واجب ہی کہ جملہ معاصی سی جو دین کی حق مین زہر ہین احتراز کرتا رہی

الدين فان المخوف من هذه السموم فوات الاخرة الباقية التي ليست اضعاف اعمار الدنيا عشر عشيرتها اذ

کیونکہ اس زہر سی خوف آخرت باقیہ کی فوت کا ہی جسکی برابر دنیا کی چند در چند عمرین سوین حصہ کو نہین پہنچتی کیونکہ

لیس لمدتها غایة ولا نهایة وفیها النعیم المقیم والملك العظیم فی فوتها نار الجحیم والعذاب الالیم المجلس السادس
آخرت کی مدت کا نہ کچھ حد اور نہ کچھ انتہا اور اوسمین عیش دائمی اور سلطنت بڑی اور اوسکی فوت مین دوزخ کی آگ ہی اور عذاب دردناک

والستون فی بیان قوله علیه السلام ان الله یقبل توبة العبد ما لم یغرغر
چہاسٹوین مجلس اس حدیث کی بیان مین

قال رسول الله صلعم ان الله تعالی یقبل توبة العبد
بیشک اللہ تعالی بندہ کی توبہ قبول کرتا ہی جبتک سانس گلیمین نہ اٹکی یعنی نزع تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالی بندہ کی توبہ قبول کرتا ہی

ما لم یغرغر هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابن عمر والغرغرة تردد الشیء فی الحلق وتستعمل فی تردد الروح فیه
جبتک کہ جان گلیمین نہ آوی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابن عمر کی روایت سی اور اصل مین غرغرہ کسی چیز کا حلق کی اندر آنا جانا اور حلق مین روح کی آمد رفت پر بولا جاتا

وهو المراد ههنا والمعنی ان توبة المذنب مقبولة ما لم یبلغ الروح الحلقوم اذ عند الغرغرة وبلوغ الروح الحلقوم
مین استعمال کیا جاتا ہی اور یہان یہی مراد ہی اور معنی یہہ ہین کہ گنہگار کی توبہ مقبول ہوتی ہی جبتک روح گلیمین نہ آجاوی اسلئی کہ غرغرہ کی وقت جب روح حلقمین آتی ہی

یعاین ما یصیر الیه من رحمة او هوان ولا ینفعه حینئذ توبة ولا ایمان کما قال الله تعالی فیما انزله من القرآن
تو اپنی انجام کو ظاہر دیکھتا ہی رحمت یا خواری اب اوسکو نہ توبہ کچھ فائدہ کری اور نہ ایمان چنانچہ اللہ تعالی قرآن منزل مین فرماتا ہی

فلم یك ینفعهم ایمانهم لما رأوا باسنا وقال فی آیة اخری ولیست التوبة للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر
پہر نہ ہوا کہ کام آوی اونکو یقین لانا اونکا جب دیکھ چکی ہمارا عذاب اور ایک اور آیت مین فرمایا اور اونکی توبہ نہین جو کرتی جاتی ہین بری کام اور جب سامنی آوی

احدهم الموت قال انی تبت الآن لان من شرط التوبة العزم علی ترك الذنب الذی تُیب عنه وعدم المعاودة
ایسی کسیکو موت کہنی لگا مین نی اب توبہ کی اسواسطی کہ توبہ مین عزم کرنا ترک گناہ کا جس سی توبہ کی ہی اور اوسکو کبھی عمل مین نہ لانا شرط ہی اور یہہ عزم

علیه وذلك انما یتحقق اذا تمکن التائب منه وبقی اوان الاختیار فما لم یبلغ الروح الحلقوم لا ینقطع الرجاء فیصح
جبھی ہوسکتا ہی کہ تایب کو قدرت ہو اور اختیار کا وقت باقی ہو سو جبتک روح حلق مین نہین آتی تو امید منقطع نہین ہوتی پس تائب سی

منه الندم والعزم علی ترك الذنب فعلم من هذا ان التوبة مبسوطة للعبد حتی یعاین قابض الارواح وذلك
ندامت اور عزم ترک گناہ کا سب صحیح ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ بندہ کی لئی توبہ کا وقت فراخ ہی جبتک کہ قابض الارواح کو دیکھی اور یہہ جب ہی

عند الغرغرة وبلوغ الروح الحلقوم فعلی هذا یجب علی العبد ان یتوب عما کان علیه من المعاصی قبل المعاینة
کہ دم اٹکنی لگی اور روح حلق مین لگجاوی پس اس بیان کی موافق بندہ پر واجب ہی کہ اپنی تمام معاصی سی معاینہ اور غرغرہ سی پہلی توبہ کری

والغرغرة ولا ییاس من رحمة الله تعالی لانه تعالی قال لا ییاس من روح الله الا القوم الکافرون وقال فی آیة اخری
اور اللہ تعالی کی رحمت سی ناامید نہو اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی ناامید نہین اللہ کی فیض سی مگر وہی لوگ جو منکر ہین اور ایک اور آیت مین فرمایا

وهو الذی یقبل التوبة عن عباده ویعفوا عن السیئات فینبغی للعاقل ان یتوب فی کل وقت ولا یکون مصرا علی
اور وہ ہی جو قبول کرتا ہی توبہ اپنی بندونسی اور معاف کرتا ہی برائیان سو عاقل کو لازم ہی کہ ہر وقت توبہ کیا کری اور گناہ پر نہ اڑجاوی

الذنب فان التائب من الذنب لا یکون مصرا وان عاد فی الیوم سبعین مرة وقد جاء فی الحدیث انه علیه السلام
کیونکہ گناہ سی توبہ کرنیوالا گناہ کا مصر نہین ہوتا اگرچہ دن بہر مین پہر پہر کر ستر مرتبہ کری اور بیشک حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال من لزم من الاستغفار جعل الله له من کل ضیق مخرجا ومن کل هم فرجا ورزقه من حیث لا یحتسب و
ہی جو شخص استغفار کو لازم کرلی تو اللہ تعالی اوسکو ہر تنگی سی رستگاری دیتا ہی اور ہر غم سی کشادگی اور رزق دیتا ہی جہانسی گمان نہو اور

فی حدیث اخر انه علیه السلام قال کل بنی آدم خطاء وخیر الخطائین التوابون وروی انه علیه السلام قال والله
ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمام بنی آدم خطاوار ہین اور اچھی خطاوار وہ ہین جو توبہ کرتی ہین اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا قسم ہی اللہ کی

انی لاستغفر الله واتوب الیه فی الیوم اکثر من سبعین مرة وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال یا ایها الناس
کہ مین ہر روز استغفار اور توبہ ستر مرتبہ سی زیادہ کرتا ہون اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ای لوگو

توبوا الى الله فاني اتوب اليه في اليوم مائة مرة فانظروا يا اهل الانصاف اذا كان النبي عليه السلام يستغفر و
الله کی آگی توبہ کرو بیشک مین اوسکی آگی ہر روز سو بار توبہ کرتا ہون اب خیال تو کرو ای انصاف والو جب نبی علیہ السلام استغفار اور

يتوب وقد غفر الله له ما تقدم من ذنبه وما تاخر فالذي لم يظهر حاله اغفر له ام لا كيف لا يتوب الى الله تعالى
توبہ کرتی ہون باوجودیکہ اللہ تعالی اونکی تمام گناہ بالفرض اگلی اور پچھلی سب معاف کر چکا ہی پہر جسکا حال کچھہ معلوم نہین کہ معاف ہوا ہی یا نہین وہ اللہ کی سامنی

في كل وقت وكيف لا يجعل لسانه ابدا مشغولا بالاستغفار وقد روى عن ابن عباس انه عليه السلام قال هلك
ہر وقت کیونکر توبہ نہ کئی جاوی اور کیونکر ہمیشہ اپنی زبان کو استغفار مین مشغول نہ رکہی اور بیشک روایت ہی ابن عباس سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ماری گئی

المسوفون والمسوف من يقول سوف اتوب وهو هالك لانه يبني الامر على البقاء الذي ليس مفوضا اليه فلعله لا يبقى
درنگ کرنیوالی اور مسوّف وہ ہوتا ہی جو کہی اب توبہ کرلونگا اور وہ ہلاک ہوجاتا ہی اسلئی کہ بقا پر بہروسہ رکہتا ہی جو کہ اسکی حوالہ نہین ہی پہر شاید کہ جیتا نہ بچی

فان بقي فانه كما لا يقدر على ترك الذنب اليوم لا يقدر على تركه غدا لان عجزه عن الترك في الحال ليس الا
اور اگر بچا بہی تو جیسی اب گناہ نہین چہوڑ سکتا آگی کو بہی نہ چہوڑ سکی کیونکہ بالفعل اسکا مانع ترک معصیت سی بجز غلبۂ شہوت کی کوئی نہین

لغلبة الشهوة عليه والشهوة لا تفارقه غدا بل تتضاعف وتتاكد بالاعتياد فليست الشهوة التي اكّدها
اور شہوت تو اگلی روز بہی ساتہہ ہی بلکہ باعتبار عادت کی پہلی سی زیادہ اور مضبوط سو جس شہوت کو آدمی نی عادت کر کر

الانسان بالاعتياد كالتي لم يؤكدها وعن هذا هلك المسوّفون فانهم يظنون ان بين المتماثلين فرقا ولا يدرون
قوت بخشی ہی وہ ایسی ضعیف نہین ہوتی جسکی عادت نہین کی اسہی مین درنگ کرنیوالی ماری گئی کیونکہ وہ یہہ خیال کر رہی ہین کہ دو متماثل مین فرق ہوتا ہی یہہ نہین جانتی

ان الايام متشابهة في كون ترك الشهوة شاقا فيها وليس مثال المسوف الا مثال من يحتاج الى قلع شجرة فيراها
کہ دن سب ایک سی ہین ترک شہوت ہمیشہ دشوار ہی اور مسوّف یعنی توبہ مین دیر لگانیوالی کی مثال ایسی ہی کہ کسیکو ضرورت درخت اوکہاڑنی کی لگی سو اوسکو دیکہا

قوية لا تنقطع الا بمشقة شديدة فيقول اخّرها سنة ثم اعود اليها فاقلعها ومن المعلوم قطعا ان الشجر
تو مضبوط پایا کہ بی مشقت شدید کی نہین اوکہڑ سکتا اب وہ کہی کہ ایک برس بہر اور کہڑا رہنی دون پہر آکر اسکو اکہاڑون گا اور یہہ بات یقینی معلوم ہی کہ درخت

كلما بقيت في الارض ازداد رسوخها فلا حماقة في الدنيا اعظم من حماقته لانه عجز عن قلعها قبل ازدياد
جتنا زمین مین کہڑا رہیگا مضبوط اور زور ہوتا جاویگا اب دنیا مین اس سی بڑا احمق کوئی نہین ہی کیونکہ اس سی اب تو اکہڑ نہین سکتا کہ ابہی خوب بڑہی نہین ہوا

رسوخها ثم اخذ ينتظر القدرة على قلعها بعد ازدياد رسوخها اذا تحقق هذا فلا بد للمؤمن ان لا يفرغ من التوبة
پہر یہہ ایسی قوت کا منتظر ہی کہ بعد خوب مضبوط ہونیکی اکہاڑ ڈالی جب یہہ بات ثابت ہوچکی تو مومن کو ضرور ہی کہ توبہ سی کبہی کسیوقت فارغ نہ رہی

في وقت من الاوقات حتى ياتيه الموت وهو تائب فان التوبة فرض على جميع المؤمنين باتفاق المسلمين لقوله تعالى
اتنا کہ اگر موت آوی تو یہہ شخص تائب ہی ہو بیشک توبہ تمام مومنون پر فرض ہی سب مسلمانون کی اتفاق سی بدلیل اس آیت کی

وتوبوا الى الله جميعا ايها المؤمنون وقوله تعالى يا ايها الذين امنوا توبوا الى الله توبة نصوحا فانظر الى رحمت الله تعالى
اور توبہ کرو اللہ کی آگی سب ملکر ای ایمان والو اور بدلیل اس آیت کی ای ایمان والو توبہ کرو آگی اللہ کی صاف دلکی توبہ اب تو اللہ تعالی کی رحمت

ورافته على عباده كيف دعاهم الى التوبة وامرهم بها وسماهم مؤمنين بعد ما اذنبوا ثم بيّن ما لهم من الكرامة في التوبة فقال
اور مہر بندون کی حال پر دیکہہ تو کسطور اونکو توبہ تعلیم کی اور توبہ کا ارشاد کیا اور اونکا نام گناہ کرنیکی بعد بہی مومن رکہا پہر توبہ سی جو اونکو عزت ہوگی بیان کیا فرمایا

عسى ربكم ان يكفر عنكم سياتكم ويدخلكم جنت تجري من تحتها الانهر واخبر انه غفار لذنوبهم وقال و
شاید تمہارا رب اوتاری تمسی تمہاری برائیان اور داخل کری تمکو باغون مین جنکی نیچی بہتی ہین نہرین اور جتادیا کہ مین گناہ کا بڑا بخشنی والا ہون اور فرمایا اور

الذين اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم ومن يغفر الذنوب الا الله ولم يصروا
وہ لوگ جب کر بیٹہین کہلا گناہ یا برا کرین اپنی حق مین تو یاد کرین اللہ کو اور بخشش مانگین اپنی گناہون کی اور کون ہی گناہ بخشتا سوا اللہ کی اور نہ اڑ پڑین۔

علی ما فعلوا وهم یعلمون اولئك جزاؤهم مغفرة من ربهم وجنت تجری من تحتها الانهر خلدین فیها ونعم اجر
اپنی کئی پر جانتی ہوئی اونکی جزا ہی بخشش اونکی رب کی اور باغ جنکی نیچی بہتی نہرین رہ پڑی اونمین اور خوب مزدوری ہی

العملین ونص علی انه یحبهم بعد التوبة فقال ان الله یحب التوابین ویحب المتطهرین واشار الی ان التوبة طهارة
کام کرنیوالون کی اور کہول کر فرمادیا کہ بعد توبہ کی اونکو محبوب رکہتا ہون سو فرمایا اللہ کو خوش آتی ہین توبہ کرنیوالی اور خوش آتی ہین ستہرائی والی اور یہہ اشارہ کیا کہ توبہ اونکو

لهم عن انجاس الاوزار فلابد للمؤمن من التوبة لكن لها اربعة شروط ان اختل شرط منها لا یتحقق التوبة الاول الندم
پاک کرتی ہی گناہون کی نجاست سی اب مؤمن کو توبہ کرنی ضرور چاہیی لیکن توبہ کی واسطی چار شرطین ہین اگر اونمین سی ایک بہی کم ہو دیگی تو توبہ ٹہیک نہوگی اول یہہ کہ گذشتہ کی

بالقلب علی ما فعل من الذنوب فی الماضی ومعنی الندم تحزن وتوجع علی ما فعل وتمنی كونه لم یفعل والثانی ترك
گناہ پر دل سی نادم ہونا اور ندامت سی مراد ہی اپنی کئی ہوئی پر غمگین اور دردمند ہونا اور آرزو کرنا کاشکی یہہ نکرتا اور دوسری شرط معصیت کا

المعصیة فی الحال والثالث العزم علی ان لا یعود الی مثلها فی الاستقبال والرابع ان یكون ذلك خوفا من الله تعالی
فی الفور ترک کرنا تیسری شرط نیت کرنی کہ ایسا کار آیندہ کو پہر کبہی نکرونگا اور چوتہی شرط یہہ اور اللہ تعالی خوف سی ہون کوئی

لا لامر اخر فان من ندم علی شرب الخمر وتركه لما فیه من الصداع وزوال العقل والخلل بالمال والعرض لا یكون تائبا
اور وجہ نہو بیشک جو شخص شراب پینی پر نادم ہو کر اسلئی چہوڑ دوی کہ اوسمین دردسر ہوتا ہی اور بہکتا ہی اور مال خرچ ہوتا ہی اور آبرو بگڑتی ہی تو ایسا شخص موافق شرع کی

شرعا وكذلك من قال بلسانه استغفر الله وقلبه مصر علی المعصیة فاستغفاره ذلك یحتاج الی استغفار
تائب نہین ہی اور ایسی ہی جو شخص زبانی تو استغفر اللہ کہا کری اور اوسکا دل معصیت پر جما ہوا ہو تو ایسی توبہ سی بہی توبہ کرنی چاہیی جو ندامت کی ساتہہ ہو

مقارن بالندم لما روی عن علی انه رای رجلا قد فرغ من صلاته وقال انی استغفرك واتوب الیك سریعا فقال
کیونکہ حضرت علی سی روایت ہی کہ اونہون نی ایک شخص کو دیکہا کہ نماز سی سلام پہیرتی ہی جلدی سی کہنی لگا الہی مین تجہسی مغفرت مانگتا ہون تیری آگی توبہ کرتا ہون حضرت

علی یا هذا ان سرعة اللسان بالاستغفار توبة الكذابین فتوبتك تحتاج الی توبة وعن الحسن البصری انه قال
علی نی کہا ای شخص زبانی جلدی سی استغفار کرنی جہوٹہونکی توبہ ہوتی ہی تیری یہہ توبہ قابل توبہ کی ہی اور حسن بصری سی روایت ہی کہ وہ کہتی تہی

استغفارنا یحتاج الی استغفار قال القرطبی هذا قوله فی زمانه فكیف فی زماننا هذا الذی یری فیه الانسان مكبا
ہماری توبہ قابل توبہ کی ہی قرطبی کہتی ہین حسن بصری کا یہہ قول اونکی زمانہ مین ہی ہماری زمانہ کا تو کیا حال ہی جسمین تمام انسان ظلم پر اوندہی پڑی ہوئی ہین

علی الظلم حریصا علیه لا ینقلع عنه والسبحة فی یده یزعم انه یستغفر منه وذلك استهزاء منه واستخفاف لما روی
ایسی حریص کہ ذرہ نہین بچتی اور ہاتہون سی تسبیح ہلاتی ہین یا ین خیال کہ ہم توبہ کرتی ہین اور یہہ اسکی چہل بازی اور استخفاف ہی کیونکہ مروی ہی

انه علیه السلام قال المستغفر باللسان المصر علی الذنب كالمستهزئ بربه وانما التوبة ان یستغفر بلسانه وینوی
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا زبانی توبہ کرنیوالا دل سی گناہ پر اڑا ہوا گویا اپنی رب سی چہل کرتا ہی توبہ وہ ہی جو زبانی استغفار کر کر دل سی یہہ نیت کری

بقلبه ان لا یعود الی الذنب اصلا فاذا فعل ذلك یغفر الله له ذنبه وان كان عظیما اذ لیس ذنب اعظم من الكفر
کہ پہر ہرگز گناہ نکرونگا جب ایسا کرتا ہی تو اللہ اوسکی گناہ معاف کر دیتا ہی کتنا ہی بڑا ہو کیونکہ کفر سی بڑا کوئی گناہ نہین ہی

وقد قال الله تعالی لنبیه فی حق اهل الكفر قل للذین كفروا ان ینتهوا یغفر لهم ما قد سلف فما ظنك فیما دونه من المعاصی
اور اللہ تعالی اپنی نبی سی کفار کی حق مین فرماتا ہی تو کہدی کافرونکو اگر باز آوین تو معاف ہوا اونکو جو ہو چکا پہر تجہکو معاصی کی نسبت کفر سی کمتر مین کیا خیال ہی

وقد روی انه علیه السلام قال لو اخطا احدكم حتی ملا ما بین السماء والارض ثم تاب تاب الله علیه وفی حدیث
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر کوئی تم مین سی اتنی خطائین کری کہ آسمان اور زمین کا بیچ بہر جاوی پہر وہ توبہ کری تو اللہ اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور ایک اور حدیث مین

اخر انه علیه السلام قال ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله علیه یعنی انه اذا اقر بكونه مذنبا ثم تاب وندم
ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ آدمی جب اپنی گناہ کا اقرار کر کر توبہ کرتا ہی تو اللہ بہی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی مراد یہہ ہی کہ جب وہ اپنی خطاوار ہونیکا اقرار کری پہر توبہ کر کر

على ما فعل من الذنوب واكتسب من السيئات وعزم ان لا يعود الى مثله يقبل الله تعالى توبته ويتجاوز عن

کئی ہوئی گناہ اور کمائی ہوئی برائیون سی نادم ہو اور نیت کری کہ ایسا کام پہر نکرونگا تو اللہ تعالی اوسکی توبہ قبول کرتا ہی اور اوسکی گناہونسی درگذر فرماتا ہی

سیاته لكن ينبغي ان يعلم ان الذنوب على نوعين ذنب فيما بينك وبين الله تعالى وذنب فيما بينك وبين العباد

لیکن سمجھنی کی بات ہی کہ گناہ بہی دو نو قسم کی ہین ایک گناہ تیری اور خدا کی بیچمین یعنی حق اللہ ہی اور ایک گناہ تیری اور بندی کی درمیان مین یعنی حق العباد ہی

فالذنب الذي بينك وبين الله تعالى يكفي فيه الاستغفار باللسان والندم بالقلب والعزم على ان لا يعود

پہر جو گناہ صرف حق اللہ ہی تو اسمین صرف زبانسی استغفار اور دل سی ندامت اور پہر نکرنی کی نیت کافی ہی

فاذا فعل ذلك لا يبرح من مكانه حتى يغفر له ذنبه الا ان يكون شيئا من الفرائض فان الشرع لا يكتفي فيه

جب یہہ حال بنایا تو ابہی اپنی جگہہ سی نہین ٹلنی پاتا کہ اوسکی گناہ معاف ہوجاتی ہین ان اگر کوئی فریضہ ترک ہوا ہو کیونکہ شرع نی اسباب مین توبہ پر اکتفا نہین کیا

بمجرد التوبة بل اضاف الى ذلك في البعض قضاء كالصلوة والصوم وغيرها وفي البعض كفارة ايضا واما حقوق

بلکہ اوس توبہ کی ساتہہ بعضی جگہہ قضا لگا رکہی ہی جیسی نماز اور روزہ وغیرہ اور بعضی جگہہ کفارہ بہی لگا رکہا ہی اور رہی حقوق

الادميين فلا بد من ايصالها الى مستحقيها فان لم يوجدوا يلزم تصدقها عنهم بنية ان تكون وديعة

العباد پس پہچانا حقوق کا مالکون کی پاس ضرور ہی پہر اگر وہ لوگ نہ ملین تو دینا اونکی طرف سی اس نیت سی خیرات کردی کہ اللہ تعالی کی یہان ودیعت

عند الله تعالى يوصلها الى اصحابها يوم القيمة فمن لم يجد السبيل لخروجه عما عليه من التبعات لاعساره

رہی قیامت کی روز مالکون کی حوالہ کری پہر جسکو ماری مفلسی کی حقوق ادا کرنیکی کوئی راہ نہ ملی تو اوسکو

فعليه ان يكثر من الاعمال الصالحات ويستغفر لمن ظلمه من المؤمنين والمؤمنات في اكثر الاوقات فانه اذا فعل

یہہ لازم ہی کہ اعمال صالحہ بہت کیا کری اور اپنی مؤمن مظلومون کی حق مین اکثر اوقات استغفار کیا کری بیشک جب یہہ عمل کریگا

كذلك يرجى من فضل الله تعالى ان يرضي خصماءه يوم القيمة قيل لبعض العلماء هل للتائب من علامة يعرف بها

تو اللہ تعالی کی فضل سی امید ہی کہ قیامت کی دن اسکی مدعیون کو راضی کردی کسی نی ایک عالم سی پوچہا آیا تائب کی واسطی کوئی ایسی علامت ہی جس سی معلوم ہو

قبول توبته قال نعم علامته اربعة اشياء الاول ان ينقطع عن اصحاب السوء والثاني ان يكون معرضا عن

کہ توبہ قبول ہوئی کہا ہان اسکی چار علامتین ہین اول یہہ کہ بدکارونسی بیزار ہوجائی اور دوسری یہہ کہ ہر گناہ سی نفرت کری

كل ذنب مقبلا على الطاعات والثالث ان يذهب من قلبه فرح الدنيا ويرى حزن الاخرة دائما في قلبه والرابع

اور طاعات کی طرف متوجہ ہووی اور تیسری یہہ کہ اوسکی دلمین دنیا کی فرحت نرہی اور آخرت کا فکر دلمین ہمیشہ لگا رہی اور چوتہی یہہ

ان يرى نفسه فارغا عما ضمن الله له من امر الرزق ويكون مشغولا بما امر به فاذا وجد فيه هذه العلامات

کہ اپنی جان کو ایسی چیزون کی فکر سی جسکا اللہ تعالی ذمہ دار ہوچکا ہی فارغ پاوی جیسی رزق اور احکام الہی کی بجا آوری مین مشغول رہی جب اوسمین یہہ علامتین موجود ہوتی ہین

يكرمه الله تعالى باربع كرامات احدها ان يخرجه من الذنوب كانه لم يذنب قط والثاني ان يحبه والثالث ان

تو اوسکو اللہ تعالی چار کرامتین عنایت کرتا ہی ایک یہہ کہ گناہونسی ایسا صاف کردیتا ہی گویا کبہی بہی گناہ نہین کیا اور دوسری یہہ کہ اوسکو دوست رکہتا ہی تیسری یہہ

يحفظه من الشيطان ولا يسلطه عليه والرابع ان يؤمنه من الخوف قبل ان يخرج من الدنيا لانه تعالى قال

کہ اوسکو شیطانسی محفوظ رکہتا ہی شیطان کو اوسپر تسلط نہین دیتا چوتہی یہہ کہ خوف سی مامون رہتا ہی اس سی پہلی کہ دنیا مین سی روانہ ہو کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی

تتنزل عليهم الملئكة الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون ويجب له على الناس اربعة اشياء

اون پر اترتی ہین فرشتی کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کہاؤ اور خوشی سنو اوس بہشت کی جسکا تمکو وعدہ تہا اور اور لوگون پر اوسکی چار حق واجب ہوجاتی ہین

اولها ان يحبوه لانه تعالى قد احبه والثاني ان يدعوا له بالثبات على التوبة لان الثبات على التوبة اشد من

اول یہہ کہ اوس سی محبت کیا کرین کیونکہ اللہ تعالی اوس سی محبت کرتا ہی دوسری یہہ کہ اوسکی حق مین توبہ پر قایم رہنی کی دعا کیا کرین اسلئی کہ توبہ پر قایم رہنا توبہ کرنی سی

التوبة والثالث ان يجالسه ويذكره ويعاونه والرابع ان لا يعيّره بما سلف عن ذنوبه لانه تعالى قال حكاية

دشوار تر ہی تیسری یہہ کہ اوسکی پاس بیٹھ کر یاد الٰہی اور امداد کیا کرین چوتھی یہہ کہ باعتبار پہلی گناہون کی طعنہ زنی نکیا کرین اسلئی کہ اللہ تعالیٰ حضرت یوسف

عن يوسف عليه السلام لا تثريب عليكم اليوم قال الفقيه ابو الليث وذلك ان المؤمن ليس من شانه ان يقع في الذنب

علیہ السلام کی طرف سی حکایت کرتا ہی کچھ الزام نہین تمپر آج فقیہ ابو اللیث کہتی ہین یہہ اسلئی ہی کہ مؤمن کی شان سی نہین ہی کہ گناہ مین مبتلا ہووی

ولا يتعمده كما يدل عليه قوله تعالى وكرّه اليكم الكفر والفسوق والعصيان فانه تعالى قد اخبر انه بغض على المؤمنين

اور عمداً کیا کری چنانچہ اس آیت سی معلوم ہوتا ہی اور برا لگایا تمکو کفر اور گناہ اور بیحکمی کیونکہ اللہ تعالیٰ نی خبر دی ہی کہ ہمنی مؤمنون پر معصیت کو ناپسند

المعصية فلا يقع المؤمن فيها اذا كان ايمانه حقيقيا لا لسانيا الا في حال الغفلة فاذا تاب عنها لا يجوز ان يعيّر بها قال

کر دیا ہی سو مؤمن گناہ مین نہین پڑتا اگر اوسکا ایمان حقیقی ہو صرف زبانی ہی نہو مگر غفلت مین پھر جب اوسنی گناہ سی توبہ کی تو جائز نہین ہی کہ طعنہ زنی کرین

رسول الله صلى الله عليه وسلم الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہوشیار وہ ہی کہ اپنی جان کو ذلیل رکھی اور آخرت کی واسطی عمل کیا کری اور احمق وہ ہی کہ اپنی جان کو ہوا وہوس کی پیچھی لگاوی اور اللہ سی آرزوئین

هذا الحديث من حسان المصابيح رواه شداد بن الاوس ومعناه ان العاقل من غلب على نفسه وقهرها وحاسبها

طلب کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی شداد ابن اوس کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہین کہ عاقل وہ ہی جو نفس پر غالب آکر اوسکو دبا لی اور محاسبہ لیکر

ونظر ما عملت لآخرتها فان وجدها عملت خيرا حمد الله تعالى ويسعى في الازدياد فيه وان وجدها عملت شرا اشتغل

دیکھی کہ آخرت کی لئی کیا عمل کیا ہی اگر جانی کہ نیک عمل کیا ہی تو خدا کا شکر کر کر اسمین اور زیادہ کوشش کری اور اگر جانی کہ برا کام کیا ہی تو توبہ اور استغفار کر کر

بالتوبة والاستغفار واصلاح الحال بالتوجه الى الطاعات المنجية عن العقبات في العرصات والموصلة الى الدرجات

حال کو درست بنادی طاعات کی طرف متوجہ ہو جو قیامت کی عذاب سی نجات دی اور موت کی بعد بلند درجون پر پہنچاوی

بعد الممات والعاجز من غلبت عليه نفسه وصار تابعا لها واعطاها ما ارادت من المحرمات والمنهيات

اور بیوقوف وہ ہی جسپر نفس غالب آکر اوسکو اپنا تابع کر لی اور جو چاہی سو محرمات اور منہیات مین سی اوسکو دیوی

وتمنى على الله ان يغفر له ويدخل الجنة من غير التوبة والاستغفار واصلاح الحال وهذا هو الغرور والغرور على

اور اللہ سی یہہ تمنا کری کہ خدا بخشدی اور بی توبہ اور بی استغفار اور بلا درستی حال جنت مین داخل کر دی اور یہہ ہی غرور کہلاتا ہی اور غرور جیسی

ما ذكره الامام الغزالي في الاحياء هو سكون النفس الى ما يوافق الهوى ويميل اليه الطبع عن شبهة وخدعة من

امام غزالی نی احیاء العلوم مین ذکر کیا ہی نفس کا اطمینان اور موافق ہوا وہوس کی طبع کا میلان بسبب شبہ اور شیطانی مکر کی ہی

الشيطن فمن اعتقد انه على خير اما في العاجل او في الآجل عن شبهة فاسدة فهو مغرور واكثر الناس يظنون في

سو جو شخص اپنی حالت کو بالفعل یا آخر کو شبہ فاسدہ کی راہ سی بہتر سمجھتا ہی پس وہ دہوکہ مین گرفتار ہی اور اکثر لوگ اپنی دلمین اپنی حال کو

انفسهم خيرا مع كونهم مخطئين آثمين فهم اذن مغرورون وان اختلفت اصناف غرورهم وتفاوتت درجاتهم حتى

بہتر سمجھتی ہین باوجودیکہ خطاوار اور گنہگار ہوتی ہین اب وہ دہوکہ مین ہین اگرچہ جہات اور طریقی دہوکی کی مختلف ہون اور اونکی درجی کم وزیادہ ہون یہان تک

كان غرور بعضهم اظهر واكثر من بعض فمنهم من غرتهم الحيوة الدنيا ومنهم من غرهم بالله الغرور اما الذين غرتهم

کہ ہر ایک کا دہوکہ ایک سی فاحش اور بہت بڑہتی ہو پہر بعضی تو دنیا کی دہوکہ مین ہین اور بعضی اللہ کی ساتھ دہوکہ مین ہین پہر جو شخص دنیا کی

الحيوة الدنيا فهم الذين قالوا النقد خير من النسيئة والدنيا نقد والآخرة نسيئة فاذن الدنيا خير فلا بد من ايثارها

زندگی کی دہوکہ مین ہین سو وی شخص ہین جو کہتی ہین نقد اودہار سی بہتر ہی اور دنیا تو نقد ہی اور آخرت اودہار ہی سو اب دنیا بہتر ہی پس دنیا کا اختیار کرنا ضرور ہی

وهذا القياس فاسد يشبه قياس ابليس حيث قال في حق آدم النبي عليه السلام انا خير منه خلقتني من نار

اور یہہ استدلال فاسد ابلیس کا سا قیاس ہی کہ اوسنی آدم علیہ السلام کی حق مین کہا تہا مین اوس سی بہتر ہون مجکو تونی بنایا آگ سی

وخلقته من طين والى هؤلاء الاشارة بقوله تعالى الذين اشتروا الحيوة الدنيا بالاخرة فلا يخفف عنهم العذاب

اور اوسکو بنایا خاک سی اور انہی طرف اشارہ ہی اس آیت مین جنہون نی خرید کی دنیا کی زندگی آخرت دیکر سو نہ ہلکا ہوگا اونپر عذاب

ولا هم ينصرون وعلاج هذا الغرور اما التصديق بمجرد الايمان والتصديق بالبرهان اما التصديق بمجرد الايمان

اور نہ اونکو مدد پہنچی کی اور اس دہوکہ کا علاج یا تصدیق نری ایمانی سی ہی یا تصدیق برہانی سی پہر نری تصدیق ایمان کی

فهو ان يصدق الايات الواقعة فى القرآن من جملتها قوله تعالى ما عندكم ينفد وما عند الله باق وقوله تعالى

تو یہہ ہی کہ آیات کی جو کہ قرآن مین آئی ہین تصدیق کری جنمین سی ایک یہہ آیت ہی جو تم پاس ہی نبڑ جاویگا اور جو اللہ پاس ہی سو رہتا ہی اور ایک یہہ آیت

والاخرة خير وابقى وقوله تعالى وما الحيوة الدنيا الا متاع الغرور فانه عليه السلام قد اخبر بذلك طوائف

اور پچھلا گہر بہتر ہی اور رہنی والا اور یہہ آیت اور دنیا کا جینا یہی ہی جنس دغا کی بیشک نبی علیہ السلام نی بہت کفار کو اسکی خبر سنائی

من الكفار فصدقوه وامنوا به ولم يطالبوه بالبرهان وهذا ايمان يخرج العامة من الغرور واما التصديق

پس اونہون نی سچ مانا اور اوسپر ایمان لائی اور کوئی برہان آپ سی طلب نکی یہہ ایمان ہی کہ عوام لوگ دہوکہ سی بچ جاتی ہین اور تصدیق برہانی

بالبرهان فهو ان يعرف وجه فساد هذا القياس الذى نظمه ابليس فى قلبه فان كل مغرور فلغروره سبب و

یہہ ہی کہ اس قیاس کی فساد کو معلوم کری جو کہ ابلیس نی اپنی دلمین مرتب کیا تہا کیونکہ جو شخص دہوکہ مین آتا ہی تو اوسکا کوئی سبب ہوتا ہی اور

ذلك السبب هو دليله وكل دليل نوع قياس يقع فى القلب ويورث السكون اليه وان كان صاحبه لا يشعر به

وہی سبب اوسکی دلیل ہوتی ہی اور ہر دلیل ایک طرحکا قیاس ہوتا ہی جو دلمین پیدا ہوکر دلکو تسکین دیتا ہی اگرچہ قیاس والی کو اسکی خبر نہو

ولا يقدر على نظمه بالفاظ العلماء فالقياس الذى نظمه الشيطان فى قلب المغرور مركب من اصلين احدهما

اور نہ اتنی استعداد ہو کہ علماء کی طور پر عبارت مرتب کرلی پس وہ قیاس جو شیطان نی بہکی ہوئی کی دلمین مرتب کیا تہا دو اصل سی مرکب ہی ایک تو یہہ

الدنيا نقد والاخرة نسيئة وهذا صحيح والثانى النقد خير من النسيئة وهذا محل التلبيس اذ ليس الامر كذلك مطلقا

کہ دنیا نقد ہی اور آخرت ادہار ہی یہہ تو صحیح ہی اور دوسرا یہہ کہ نقد بہتر ہوتا ہی ادہار سی یہہ جگہ دہوکہ کی ہی کیونکہ کلیہ یون نہین ہی

بل اذا كان النقد مثل النسيئة فى المقدار والمقصود فهو خير منها واما اذا كان اقل من النسيئة فالنسيئة خير منه

بلکہ نقد اور ادہار دونو اگر مقدار اور مقصود مین برابر ہون تو جب تو نقد بہتر ہی اور اگر نقد مقدار مین ادہار سی کمتر ہو تو پہر نقد سی ادہار بہتر ہوتا ہی

فان هذا المغرور يبذل فى تجارته درهما نقدا ليأخذ عشرة نسيئة ولا يقول النقد خير من النسيئة وكذا اذا

کیونکہ یہہ مغرور ہی اپنی تجارت مین ایک روپیہ نقد خرچ کرتا ہی تا کہ دس روپیہ ادہار یعنی انجام کو حاصل کری اب نہین کہتا کہ نقد بہتر ہی ادہار سی اور ایسی ہی اگر

حذره الطبيب من الفواكه ولذائذ الاطعمة يترك ذلك فى الحال خوفا من الم المرض فى الاستقبال والتجار كلهم

طبیب میوی اور لذیذ کہانوں سی منع کردی تو آیندہ کو بیماری کی خوف کا مارا فورًا چہوڑ دیتا ہی اور تمام تجارت پیشہ

يركبون البحار ويختارون مشاق الاسفار فى الحال لاجل الربح والراحة واللذة فى الاستقبال فاذا كانت العشرة فى

دریا کا سفر اور سفر کی مشقتین بالفعل گوارا کرلیتی ہین آیندہ کی منفعت اور آرام اور لذت کی واسطی پہر جب آیندہ کی دس

الاستقبال خيرا من الواحد فى الحال وكذا اذا كان الربح والراحة واللذة فى الاستقبال خيرا من الالم والمشقة فى

حال کی ایک سی اور ایسی ہی آیندہ کی منفعت اور راحت اور لذت حال کی الم اور مشقت سی بہتر ہوئی تو

الحال فقس لذة الدنيا وراحتها من حيث مدتها بالنسبة الى مدة الاخرة فان اقصى عمر الانسان مائة سنة

پس دنیا کی لذت اور راحت کو باعتبار دنیا کی مدت کی آخرت کی مدت کی بنسبت قیاس کرلی کیونکہ انسان کی بڑی سی بڑی عمر سو برس کی ہوتی ہی

قلما يبلغها وهو ليس عشر عشير من جزء من الف جزء من مدة الاخرة فكانه ترك واحدا ليأخذ الف الف

اس سی بہت کم پہنچتا ہی سو یہہ سوان حصہ بہی نہین ہی ہزار دین حصہ مین کا آخرت کی مدت مین سی گویا اسنی ایک کو دس لاکہ لینی کی واسطی ترک کیا

بل لیاخذ مالانهایة له هذا من حیث المدة واما من حیث النوع فلذات الدنیا مکدرة مشوبة بانواع الآلام
بلکہ بی نہایت کی واسطی یہہ فرق ایش تو باعتبار مدت کی ہی اور باعتبار خوبی قسم کی سو دنیا کی لذتین طرح طرح کی الم سی مکدر اور سختیونسی آلودہ ہین

والشدائد ولذات الاخرة صافیة غیر مکدرة فاذن یظهر غلطه فی قوله النقد خیر من النسیئة وعند ذلك
اور آخرت کی لذتین صاف اور مصفا اب اوسکی غلطی صاف ظاہر ہوتی ہی کہ نقد بہتر ہوتا ہی اودہار سی اور اسوقت

یرجع الشیطان الی قیاس اخر وهو ان الیقین خیر من الشك والدنیا یقین والاخرة شك فلا یترك الیقین وهذا
شیطان ایک اور قیاس منتظم کرتا ہی اور وہ یہہ ہی یقین بہتر ہوتا ہی شک سی اور دنیا تو یقینی ہی اور آخرت مین شک ہی سو یقین کو ترک نہین کرسکتی اور یہہ

القیاس اکثر فسادا من الاول لکون کل من اصلیه باطلا لان کون الیقین خیرا لیس الا اذا کان مثله لا مطلقا
قیاس پہلی قیاس سی خراب تر ہی کیونکہ اسکی دونوا اصل غلط ہین اسلئی کہ یقین جب ہی بہتر ہوتا ہی کہ شک کی مثل ہو ورنہ کچھہ کلیہ نہین ہی

الا تری ان التاجر فی تعبه علی یقین وفی حصول ربحه علی شك وکذا المریض یشرب الدواء البشیع الکریه وهو فی
کیا تو نہین دیکہتا کہ سوداگر اپنی مشقت کو یقینی جانتا ہی اور فائدہ ہونی مین شک پر ہی اور ایسی بیمار کڑوی بدمزہ دوا پیتا ہی تلخی دوا کی تو یقینی ہی

مرارة الدواء علی یقین وفی حصول الشفاء علی شك لکن یقول الم مرارة الدواء قلیل بالنسبة الی الم امتداد المرض المؤدی
اور صحت ہونی مین شک ہی پر وہ یہہ کہتا ہی کہ الم کڑوی دوا کا بنسبت الم زیادتی مرض کی کمتر ہی جس مین

الی الهلاك فمن کان علی شك فی امر الاخرة یجب علیه ان یقول الصبر فی ایام قلائل وهو منتهی الامر قلیل بالنسبة
مر بہی جاتی ہین پہر جسکو آخرت کی باب مین شک ہو تو اوسپر یہہ تصور واجب ہی کہ صبر کرنا چند روز کا یعنی آخر حیات تک بہ نسبت

الی ما یقابله من امر الاخرة فان کان ما یقال فیه کذبا فما یفوتنی الا التنعم ایام حیاتی وقد کنت فی العدم من الازل
اپنی مقابل یعنی آخرت کی کمتر ہی کیونکہ آخرت کا حال جو مشہور ہی اگر جہوٹ نکلا تو میرا اسوا عیش زندگانی کی کیا جاتا رہیگا اور ہمیشہ مین ازل سی

الی الان واحسب انی بقیت فی العدم ولم اتنعم وان کان ما یقال فیه صدقا ابقی فی النار دهرا طویلا وهذا مما
اب تک نابود ہی تہا سو مین سمجہونگا معدوم ہی رہا عیش حاصل نہوا اور اگر یہہ مشہور سچہ ہوا تو مین زمانہ دراز تک آگ مین جلونگا اس مصیبت کی طاقت

لا یطاق به وکذلك قال علی لبعض الملحدین المنکرین للاخرة ان کان ما قلتم حقا تخلصتم وتخلصنا وان کان
ہرگز نہین ہی ایسا ہی علی رضی اللہ عنہ نی ایک ملحد سی جو آخرت کا منکر تہا جواب مین یہہ فرمایا جو تو کہتا ہی اگر سچہ ہوا تو تم بہی بچی اور ہم بہی بچی اور اگر

ما قلنا حقا تخلصنا وهلکتم ولیس هذا القول منه علی شك فی الاخرة بل کلم الملحد علی قدر عقله وبین له
ہمارا قول حق ہوا تو ہم بچی اور تم ماری گئی اور یہہ قول علی کا آخرت مین کچھہ شک کی راہ سی نہ تہا بلکہ ملحد سی اوسکی عقل کی موافق کلام کیا اور اوسکو ظاہر کردیا

انه وان لم یکن متیقنا فهو مغرور واما الاصل الثانی الذی هو ان الاخرة شك فهو باطل ایضا لان ذلك یقین
کہ بلا شبہ اگر وہ نہین یقین رکہتا تو وہ دہوکہ مین ہی اور اس قیاس کی دوسری اصل یعنی آخرت مشکوک ہی یہہ بہی باطل ہی اس لئی کہ مؤمن کی نزدیک

عند المؤمن وایمانه یدفع غرور الشیطان الا انه اذا ترك اوامر الله تعالی وضیع الاعمال الصالحة ولابس المعاصی
یقینی بات ہی اور اوسکا ایمان شیطان کی فریب کو دفع کردیتا ہی پر اتنا ہی کہ اسنی جب احکام الٰہی کو ترک اور اعمال صالحہ کو ضایع کیا اور معاصی

والمنکرات یکون مشارکا للکفار فی هذا الغرور لانه وان کان معترفا بکون الاخرة خیرا من الدنیا لکنه مال
اور منکرات مین مبتلا ہوا تو اس دہوکہ مین کفار کا شریک ہوگیا اسواسطی کہ اگرچہ آخرت کو دنیا سی بہتر جانتا ہی اور اقرار کرتا ہی پر دنیا کی طرف راغب ہوکر

الی الدنیا واثرها علی الاخرة واستحق ان یکون من اهل النار کالکفار الا ان امره یکون اخف لان اصل الایمان
دنیا کو آخرت پر پسند کرلیا ہی اور سزاوار ہی کہ کفار کی طرح ناری ہووی لیکن اسکا حال بہ نسبت کفار کی خفیف تر ہی کیونکہ اصل ایمان

ینجیه من العذاب الابدی ویخرجه من النار ولو بعد حین وهذا هو فائدة مجرد الایمان وحده واما
ابدی عذاب سی بچا کر دوزخ مین سی نکال دیگا اگرچہ کچھہ مدت کی بعد اتنا تو فائدہ نری ایمان کا ہی اور رہا

الفوز بالمقصود فلا یکفی له مجرد الایمان وحده بل لابد من ضم العمل الصالح الیه کما یدل علیه آیات القرآن
حاصل کرنا درجات مقصود کا سو اسمین نرا ایمان کافی نہین ہی بلکہ اوسکی ساتھہ عمل صالح بہی چاہیئی چنانچہ قرآن کی آیات سی معلوم ہوتا ہی
من جملتها قوله تعالى وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَى وقوله تعالى إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ
اونمین سی ایک یہہ آیت ہی اور میری بخشش ہی اوسپر جو توبہ کری اور یقین لاوی اور کری بہلا کام پہر راہ پر رہی اور یہہ آیت بیشک مہر الله کی نزدیک ہی نیکی والونسی
وقوله تعالى وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فوعد المغفرة فی کتاب الله تعالى منوط
اور یہہ آیت قسم اوتری دن کی مقرر انسان پر ٹوٹا ہی مگر جو یقین لائی اور کئی بہلی کام پس کتاب الله مین بخشش کا وعدہ ایمان
بالایمان والعمل الصالح جمیعا لا بالایمان وحده فمن اقر بلسانه ان الآخرة خیر وابقی ثم ترك العمل واشتغل بالمعاصی
اور عمل صالح دونو پر موقوف ہی نری ایمان پر نہین پہر جسنی زبانسی یہہ اقرار کیا کہ آخرت بہتر اور رہنی والی ہی پہر عمل خیر ترک کرکر معاصی مین مشغول ہوا
فهو من المغرورین بالدنیا والمسرورین بها والمحبین لها والکارهین للموت خیفة فوات لذاتها لا خیفة فوات لذات
تو وہ دنیا کی دہوکہ مین آیا ہوا ہی دنیا پر خوش ہوتا ہی اور اوسکی محبت مین موت سی ڈرتا ہی مبادا دنیا کی لذت فوت ہو جاوی یہہ خوف نہین ہی کہ آخرت کی لذت
الآخرة وحصول عقابها فهؤلاء هم الذین غرتهم الحیوة الدنیا وهم عن الآخرة هم غافلون والذین غرهم بالله الغرور
فوت ہوکر عقاب ہونی لگی سو یہہ وہ لوگ ہین جنکو دہوکہ دیا دنیا کی زندگی نی اور وہ آخرت سی بی خبر ہین اور جنکو دہوکہ مین ڈالا الله کی نام سی غرور نی
فهم الذین یهملون الاعمال ویشتغلون بالمنکرات ویقولون ان الله کریم رحیم نرجو رحمته ومغفرته وهذا
وہ وہی لوگ ہین جو اعمال مین سستی کرتی ہین اور منکرات مین مشغول رہتی ہین اور کہتی ہین کہ الله کریم اور رحیم ہی اوسکی رحمت اور مغفرت کی امید ہی یہہ
الکلام وان کان صحیحا فی نفسه مقبولا فی القلوب الا ان الشیطان لا یغوی الانسان الا بکلام مقبول الظاهر
بات اگرچہ حقیقت مین راست ہی دل مانتی ہین پر انسان کو شیطان ایسی ہی بات سی بہکاتا ہی جو ظاہر مین مقبول ہو
مردود الباطن ولولا حسن ظاهره لما انخدعت به القلوب لکن النبی علیه السلام کشف عن ذلك بقوله الکیس
اور باطن مین مردود اور اگر ظاہر مین پسندیدہ نہووی تو اوسکی بات پر دل ہرگز فریب نکہا دین لیکن نبی علیه السلام نی اسکو ظاہر کر دیا یہہ فرمایا کہ ہوشیار
من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنی علی الله وهذا التمنی هو الغرور الذی غیر
وہ ہی کہ اپنی آپ کو حقیر سمجہی اور آخرت کی لئی عمل کری اور احمق وہ ہی کہ ہوا ہوس کی پیچہی لگا ہی اور الله پر آرزوئین کری یہہ آرزو لگانی ہی دہوکا ہی جسکا شیطان نی بدلکر
الشیطان اسمه وسماه رجاء حتی خدع به کثیرا من الناس وقد شرح الله الرجاء بقوله الذین آمنوا وهاجروا
رجا نام رکہا ہی یہان تک کہ بہت لوگون کو اس فریب مین لی لیا ہی اور رجا کی شرح الله تعالى نی اس آیت مین آپ کر دی ہی جو لوگ ایمان لائی اور ہجرت کی
وجاهدوا فی سبیل الله اولئك یرجون رحمت الله وقیل للحسن قوم یقولون نرجو الله ویضیعون العمل فقال
اور لڑی الله کی راہ مین وہ امیدوار ہین الله کی مہر کی کسینی حسن سی کہا ایک لوگ یہہ کہتی ہین الله سی ہمکو امید ہی اور عمل خیر ضایع کرتی ہین حسن نی کہا
هیهات هیهات تلك امانیهم یترددون فیها من رجا شیئا طلبه ومن خاف شیئا هرب منه وکما لا ینبت فی الدنیا
افسوس افسوس یہہ آرزوئین ہین انکی فکر مین پڑی ہین جو شخص کسیکی آرزو کرتا ہی تو اوسکو طلب کرتا ہی اور جو کسی بات سی ڈرتا ہی تو اوس سی بہاگتا ہی اور جیسی دنیا مین
زرع الا بالحراثة کذلك لا یحصل فی الآخرة اجر وثواب الا بالایمان والعمل وکما کان معتوها من رجا ولدا ولم ینکح
کہیتی بدون بوئی نہین اگتی ایسی ہی آخرت مین اجر اور ثواب بدون ایمان اور عمل کی نہین ملتا اور جیسی نادان کہلاتا ہی جو شخص اولاد کی آرزو کری اور نکاح نکری
ونکح ولم یجامع او جامع ولم ینزل کذلك یکون معتوها من رجا رحمة الله تعالى ولم یؤمن او آمن ولم یعمل
یا نکاح تو کری پر صحبت نکری یا جماع بہی کری پر منزل نہو ایسی ہی نادان کہلاتا ہی جو شخص رحمت الٰہی کی امید رکہی اور ایمان نہ لاوی یا ایمان لاوی پر عمل صالح
الصالحات او عمل الصالحات ولم یترك السیئات وکما ان من نکح وجامع وانزل ینبغی له ان یرجو حصول الولد
نکری یا اعمال صالح بہی کری پر برائیان نچہوڑی اور جیسی جو شخص نکاح کری پہر جماع کری اور منزل ہووی تو اوسکو لایق ہی کہ اولاد کی آرزو کری

وان

وان يخاف عدم حصوله كذلك ان من امن وعمل الصلحت وترك السيأت ينبغي له ان يرجو حصول
اور اوسکا نہونی کا بہی خوف کری ایسی ہی جو شخص ایمان لایا اعمال نیک کئی اور برائیاں چہوڑ دین تو اوسکو لائق ہی کہ اجر اور ثواب کا

الاجر والثواب وان يخاف عدم حصوله فالواجب على المؤمن ان يتوب عن السيأت ويديم على الطاعات
متوقع ہووی اور محرومی سی ڈرتا رہی پس مؤمن پر یہہ واجب ہی کہ برائیوں سی توبہ کری اور ہمیشہ طاعات کرتا رہی

ثم يكون بين الخوف والرجا ولا يقنط من رحمة الله تعالى ولا يأمن من عذاب الله تعالى فان المنهمك في المعاصي
پہر خوف اور رجا دونو رکہی اور اللہ کی رحمت سی نا امید اور عذاب الٰہی سی بیخوف نہو بیشک جو شخص گناہوں مین مبتلا ہی

قد يخطر له التوبة فيقول له الشيطن انّى يقبل توبتك مع ارتكابك امثال تلك الذنوب فيجب عند
اوسکی دل مین کبہی توبہ کا خیال آتا ہی پر اوسکو شیطان یون بہکاتا ہی تیری توبہ کب قبول ہوتی ہی تو ایسی ایسی گناہوں مین گرفتار ہی پس ایسی حالت مین واجب ہی

ذلك قمع القنوط بالرجا ويقول ان الله كريم رحيم يغفر ذنوب التائبين لانه تعالى قال وانّي لغفّار لمن
کہ نا امیدی کو دفع کرکر امیدوار ہوجانا چاہئی اور کہی کہ بیشک اللہ کریم اور رحیم ہی توبہ کرنیوالون کی گناہ معاف کرتا ہی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی البتہ بخشنیوالا ہون جو

تاب ووعد قبول التوبة وقال وهو الذي يقبل التوبة عن عباده فان التوبة طاعة تكفر الذنوب كلها
توبہ کری اور توبہ قبول کرنیکا وعدہ کیا فرمایا اور وہ ہی ہی جو قبول کرتا ہی توبہ اپنی بندون سی بیشک توبہ ایسی عبادت ہی کہ گناہ صغیرہ ہون یا کبیرہ سب دہو

صغيرها وكبيرها حتى الكفر بخلاف ساير الطاعات فانها لا تكفر الا الصغائر فمن توقع المغفرة مع التوبة فهو
دیتی ہی یہان تک کہ کفر کو بخلاف تمام اور عبادات کی سوا اور عبادات صرف گناہ صغیرہ کو اوتار دیتی ہین پہر جو شخص توبہ کرکر بخشش کا امیدوار ہو تو وہ

راج ومن توقع المغفرة مع الاصرار فهو مغرور وكل توقع يورث التوبة والتشمر على العبادة فهو رجاء وكل توقع
راجی ہی اور گناہ پر اڑا ہوا بخشش کی توقع کرتا تو وہ مغرور ہی جس توقع مین توبہ اور عبادت کا عزم حاصل ہووی وہ ہی رجا ہی اور جس توقع مین

يوجب الفتور في العبادة والركون الى البطالة فهو غرور فان من خطر له ان يترك الذنوب ويشتغل بالعبادة
عبادت مین قصور اور بیہودگی کی طرف رغبت آوی وہ ہی غرور ہی کیونکہ جسکی دل مین یہہ خیال آوی کہ گناہ سی بچون اور عبادت کرون

يقول الشيطان له مالك تؤذي نفسك وتعذبها ولك رب كريم غفور رحيم فيفتر بذلك عن التوبة والعبادة
تو شیطان اوسکو یہہ وسوسہ دیتا ہی تجہکو کیا ہوا اپنی جان کو تکلیف اور عذاب دیتا ہی تیرا پروردگار تو کریم اور غفور اور رحیم ہی سو اس فریب مین آکر توبہ اور عبادت سی باز رہتا ہی

فهذا غرور وعند ذلك يجب على العبد ان يستعمل الخوف ويخوف نفسه بغضب الله تعالى وعظيم عقابه
سو یہہ ہی غرور ہی ایسی حالت مین ضرور ہی کہ آدمی خوف کری اور اپنی نفس کو غضب الٰہی اور اوسکی بڑی عذاب سی ڈراوی اور اوسکو یہہ سمجہاوی

ويقول لها ان الله تعالى كما كان غافر الذنوب وقابل التوبة فهو شديد العقاب ايضا وانه مع كونه كريما
کہ اللہ تعالی جیسی گناہ معاف اور توبہ قبول کرتا ہی پس وہ عذاب بہی بہت بڑا کرتا ہی اور کریم اور رحیم ہوکر

رحيما خلّد الكفار في النار ابد الاباد مع ان كفرهم لا يضره بل بسلط العذاب والمحن والامراض والعلل والفقر
کفار کو دوزخ مین قدیم کی لئی ڈال رکہا ہی باوجودیکہ اونکی کفر سی اوسکا کیا ضرر تہا ملک دنیا کی اندر اپنی بندون پر عذاب اور محنت اور دکہہ اور بیماری اور فقیری

والجوع على عباده في الدنيا مع كونه كريما رحيما قادرا على ازالتها فمن كان سنته في عباده كذلك كيف يغتر به
اور بہوکہ تعینات کر دیتا ہی حال یہہ کہ کریم ، اور رحیم ہی قدرت والا سب تکلیفین دور کرسکتا ہی پہر جسکا بندون کی حق مین یہہ طور ہو تو آدمی کب فریفتہ

العبد ولا يخافه وقد خوفه عقابه ورجاء اكثر الخلق في هذا الزمان هو سبب فتورهم عن العمل واقبالهم على الدنيا
ہوسکتا ہی کہ اوسکا خوف اوٹہا رکہی اور وہ بیشک اپنی عقاب سی ڈراچکا ہی اور اس زمانہ مین اکثر خلق کو رجا ایسی ہی کہ عمل مین سست دنیا پر متوجہ

واعراضهم عن طاعة الله تعالى واهمالهم للسعي للاخرة وهم لا يعلمون انه غرور وليس برجاء وقد خبر النبي عليه السلام
طاعت الٰہی سی بی پرواہ آخرت کی سعی مین چست کو ضعیف کر دیتی ہی اور نہیں سمجہتی کہ یہہ شیطانی دہوکہ ہی رجا نہین ہی اور بیشک نبی علیہ السلام خبر دی

ان الغرور سیغلب علی اخر هذه الامة قال الامام الغزالی قد کان ما اخبر به النبی علیه السلام فان الناس فی الزمان

چکی ہین کہ غرور آخر کو اس امت پر جلد زور پکڑ جاویگا امام غزالی کہتی ہین کہ نبی علیہ السلام نی جو خبر دی تہی وہ ہو گئی کیونکہ اول زمانہ مین لوگ ہمیشہ

الاول کانوا یواظبون علی الطاعات والعبادات ویبالغون فی الاحتراز عن الشبهات والشهوات ومع ذلک کانوا

طاعت اور عبادت مین مشغول رہتی تہی اور شبہات اور شہوات سی خوب بچتی تہی اور پہر بہی اپنی حال پہ

یخافون علی انفسهم ویبکون فی الخلوات واما الان فتری الخلق آمنین فرحین غیر خائفین مع اصرارهم علی

ڈرتی رہتی تہی اور تنہائی مین رویا کرتی تہی اور اب اس زمانہ مین دیکہتی ہو کہ خلقت امن کی اندر خوش وخورم بی خوف وہراس معاصی پر اڑی ہوئی

المعاصی وانهماکهم فی الدنیا واعراضهم عن طاعة الله تعالی ویزعمون انهم واثقون بکرم الله تعالی وفضله و

اور دنیا مین کہپی ہوئی طاعت الہی سی بی پرواہی اور کہتی ہین ہمکو اللہ کی کرم اور فضل پہ بڑا بہروسہ ہی اور اوسکی

راجون لعفوه ومغفرته ویقولون ان نعمته واسعة ورحمته شاملة واین معاصی العباد فی بحار مغفرته ویسمون

درگذر اور بخشش کی امید ہی اور کہتی ہین کہ اوسکی نعمت فراخ ہی اور رحمت عام اور بندون کی معاصی کی اوسکی دریای مغفرت مین کیا اصل ہی اور اس تمنی

تمنیهم واغترارهم رجاء ویقولون ان الرجاء مقام محمود فی الدین فکانهم یزعمون انهم عرفوا من کرم الله تعالی و

اور اغترار کا نام رجا رکہہ چہوڑا ہی اور کہتی ہین کہ رجا دین مین پسندیدہ مقام ہی سو گویا یہہ کہتی ہین کہ ہم اللہ کا کرم اور فضل

فضله مالم یعرفه الانبیاء والصحابة والسلف الصالح المجلس الثامن والستون فی بیان فضیلة التقوی

ایسا جانتی ہین کہ انبیا اور صحابہ اور صلحا پیشین نہین جانتی تہی اٹہسٹہوین مجلس تقوی اور حسن خلق کی فضیلت مین اور بیان دونوکی حقیقت کا

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اتدرون ما اکثر ما یدخل الناس الجنة تقوی الله وحسن الخلق هذا الحدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا تم جانتی ہو کیا چیز ہی جو جنت مین لوگون کو زیادہ لیجاویگی پرہیزگاری اور عادت نیک یہہ حدیث

من حسان المصابیح رواه ابو هریرة ومعناه ان اکثر اسباب السعادة الابدیة انما یحصل بالجمع بین هاتین الخصلتین

مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ اکثر سبب سعادت ابدی کا بدون جمع کرنی ان دونو خصلتون کی حاصل نہین ہو سکتا

فان التقوی اشارة الی حسن المعاملة مع الخالق وحسن الخلق اشارة الی حسن المعاملة مع الخلق فعلی هذا ینبغی

کیونکہ تقوی سی اشارہ طرف نیک معاملہ کی ہی ساتہہ خالق کی اور حسن خلق اشارہ طرف نیک معاملہ کی خلقت سی اسکی موافق لایق ہی

لمن علم ان سعادة الدنیا فانیة وان سعادة الاخرة باقیة ان یختار سعادة الاخرة علی سعادة الدنیا وسعادة

اسکو جو یہہ جانتا ہی کہ سعادت دنیوی فنا ہونیوالی ہی اور سعادت اخروی رہنی والی کہ سعادت اخروی کو سعادت دنیوی پر پسند کری اور سعادت

الاخرة لا تحصل الا بتقوی الله تعالی لان حسن الخلق وان ذکر معها اهتماما بشانه الا انه داخل فیها لانها عبارة عن

اخروی بدون تقوی الہی کی حاصل نہین ہوتی کیونکہ حسن خلق اگرچہ اوسکی ساتہہ عظمت شان کی لئی مذکور ہی پر وہ تقوی ہی مین داخل ہی اسلئی کہ تقوی یہہ کہلاتا ہی

اجتناب المنکرات والمنهی عنها واتیان المعروفات والمامور بها وبها تحصل خیرات الدنیا والاخرة اما الخیرات الدنیویة

منکرات اور ممنوعات سی بچنا اور امور حسنہ اور خدا کی فرمود کو بجالانا اور اسہی مین دنیا اور آخرت کی خوبیان موجود ہین پہر خوبیان دنیا کی

فمنها الحفظ والحراسة کما قال الله تعالی وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدهم شیئا ومنها النجاة من الشدائد والرزق من

ایک اونمین سی حفاظت اور نگہبانی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور اگر تم ٹہری رہو اور بچتی رہو کچہہ نہ بگڑیگا تمہارا اونکی فریب سی اور انمین سی سختیون سی نجات پانی اور حلال روزی

الحلال کما قال الله تعالی ومن یتق الله یجعل له مخرجا ویرزقه من حیث لا یحتسب واما الخیرات الاخرویة

چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو کوئی ڈرتا ہی اللہ سی دہ کر دی اوسکا گذارہ اور روزی دی اوسکو جہان سی اوسکو خیال نہو اور آخرت کی خوبیون مین سی یہہ ہی

فمنها اصلاح العمل کما قال الله تعالی یا ایها الذین امنوا اتقوا الله وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم ومنها

درستی اعمال کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی ای ایمان والو ڈرتی رہو اللہ سی اور کہو بات سیدہی کہ سنوار دی تمکو تمہاری کام اور انمین سی

قبول العمل کما قال الله تعالی انما یتقبل الله من المتقین ومنها الاکرام والاعزاز کما قال الله تعالی ان اکرمکم
قبولیت عمل کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ قبول کرتا ہی سو ادب والون سی اور انہین سی اکرام اور عزت چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی بیشک عزت اللہ کی ہان

عند الله اتقاکم ومنها البشارة کما قال الله تعالی الذین امنوا وکانوا یتقون لهم البشری فی الحیوة الدنیا
اوسہی کو بڑی جسکو ادب بڑا اور انہین سی مژدہ چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی جو لوگ یقین لائی اور رہی پرہیزگاری کرتی اونکو ہی خوشخبری دنیا کی جیتی

وفی الاخرة ومنها النجاة من النار کما قال الله تعالی ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظلمین فیها جثیا ومنها الخلود
اور آخرت مین اور انہین سی دوزخ سی نجات چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی پھر بچا لینگی ہم اونکو جو ڈرتی رہی اور چھوڑ دینگی گنہگارون کو اوسمین اوندہی پڑی اور انہین سی جنت

فی الجنة کما قال الله تعالی لکن الذین اتقوا ربهم لهم جنت تجری من تحتها الانهر خلدین فیها ومنها الدرجة
مین ہمیشہ کو رہنا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی لیکن جو لوگ ڈرتی رہی اپنی رب سی اونکو باغ ہین جنکی نیچی بہتی ندیان رہ پڑی اونمین اور انہین سی درجہ بلند

العلیا والمرتبة القصوی التی هی محبة الله تعالی کما قال الله تعالی ان الله یحب المتقین ولو لم یکن فی
اور انتہا کا مرتبہ یعنی محبت الہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ کو خوش آتی ہین احتیاط والی اور اگر تقوی مین

التقوی سوی هذه الخصلة لکفت فکیف لا یسعی العبد فی تحصیلها مع ان لها فضائل کثیرة سواها و
سوای اسکی کوئی خصلت نہوتی تو بہی کافی تہی پہر آدمی کیونکر نہ سعی کرکر اوسکو حاصل کری باوجودیکہ اوسمین اسکی سوائی بہت فضیلتین ہین اور

القران مملو بذکر فضائلها فانه تعالی قال فی ایة والله ولی المتقین وقال فی ایة اخری والعاقبة للمتقین
قرآن اسکی فضائل سی پر ہی بیشک اللہ تعالی ایک آیت مین فرماتا ہی اللہ رفیق ہی ڈرنیوالون کا اور دوسری آیت مین فرمایا اور آخیر بھلا ہی ڈر والون کا

وقال فی ایة اخری وازلفت الجنة للمتقین وغیرها الایات الدالة علی فضیلة التقوی فانه تعالی قد وصی
اور ایک اور آیت مین فرمایا اور نزدیک لائی گئی بہشت ڈر والون کی اور سوا اسکی اور آیتین جو تقوی کی فضیلت پر دلالت کرتی ہین اور اللہ تعالی نی بیشک

بها الاولین والاخرین من حیث قال ولقد وصینا الذین اوتوا الکتب من قبلکم وایاکم ان اتقوا الله والحاصل
پہلون اور پچھلون کو وصیت کی ہی چنانچہ فرماتا ہی اور ہمنی کہہ رکھا ہی پہلی کتاب والون کو اور تمکو کہ ڈرتی رہو اللہ سی حاصل یہہ ہی

انها اجماع کل خیر وهی فی اللغة فرط الصیانة وفی عرف الشرع عبارة عن التوقی عما یضره فی الاخرة من فعل او
کہ اسمین تمام خوبیان جمع ہین اور تقوی لغت مین خوب احتیاط کرنی اور عرف شرع مین ایسی اعمال سی بچنی کو کہتی ہین جو کرنی سی چھوڑنی سی آخرت مین ضرر

ترک فیلزم اجتناب الکبائر بالاتفاق فی تحصیلها وعند البعض یلزم اجتناب الصغائر ایضا
پہنچاوی سو واسطی حصول تقوی کی کبایر سی بچتی رہنا بالاتفاق لازم ہی اور بعضون کی نزدیک تقوی کی لئی صغایر سی بہی بچنا ضرور ہی

فی تحصیلها وهو الحق وقیل لا یلزم اجتنابها لانها مکفرة عن مجتنب الکبائر
اور یہی قول حق ہی اور کوئی کہتا ہی صغائر سی اجتناب ضروری نہین کیونکہ صغائر اوسکی اوترجاتی ہین جو کبایر سی بچتا ہی

فلا یستحق العبد بها العقوبة لقوله تعالی ان تجتنبوا کبائر ما تنهون عنه نکفر عنکم سیاتکم لکن هذا خطا
سو بندہ صغایر کی بدلہ سزا اور عقوبت کا نہین ہوتا اس آیت سی اگر تم بچتی رہو گی بڑی چیزون سی جو تمکو منع ہوئین تو ہم اوتار دینگی تمسی تقصیرین تمہاری لیکن یہہ رائی

مخالف لقواعد اهل السنة لان العقاب علی الصغیرة جائز عندهم ولو مع اجتناب الکبائر لان بعض المفسرین
خطا اور اہل سنت کی قواعد سی خلاف ہی کیونکہ اہل سنت کی نزدیک صغیرہ پر بہی عذاب کرنا جایز ہی اگرچہ کبایر سی بچتا ہی اسلئی کہ بعض مفسرین نی اس آیت مین کبایر سی مراد

حملوا الکبائر فی الایة علی انواع الشرک کشرک الیهود والنصاری والمجوس وغیرهم لان المطلق عند عدم القرینة
اقسام شرک لئی ہین جیسی یہود اور نصاری اور مجوس وغیرہ کا شرک کیونکہ مطلق سی بدون قرینہ کی فرد کامل مراد ہوتا ہی اور

ینصرف الی الکامل وهو الشرک وباجتنابه لا یتعین تکفیر غیره بل یبقی فی مشیة الله تعالی لقوله تعالی ان الله لا یغفر ان
فرد کامل شرک ہی اور شرک سی بچنی مین اور گناہ کا اوترنا مقرر نہین ہوتا بلکہ مشیت الہی مین رہتا ہی اس آیت سی بیشک اللہ یہہ نہین بخشتا

يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء مع ان الاصرار على الصغائر كبيرة فلا يكون مكفرة بل لابد من اجتنابها

کہ اوسکا شریک ٹہراوی اور اوس سی نیچی بخشتا ہی جسکو چاہی باوجودیکہ صغایر پر جمی رہنا کبیرہ ہوتا ہی پہر کفارہ کب ہوسکیگا بلکہ اوسی بہی اجتناب ضروری ہی

وقد روی عن عطية انه عليه السلام قال لا يبلغ العبد ان يكون من المتقين حتى يدع ما لا باس به حذرا

اور عطیہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا آدمی درجہ تقوی کا نہین پاتا جبتک لاباس کو نچہوڑی بخوف ابتلا ادنی زلہ کی

عما به باس وهذا الحديث نص في لزوم اجتناب الصغائر في تحصيل التقوى لانها على تقدير كونها مكفرة عن مجتنب

اس حدیث سی صاف ظاہر ہی کہ اجتناب صغائر سی واسطی حصول درجہ تقوی کی ضروری ہی کیونکہ صغائر کو مانا کہ کبایر کی بچنی والی سی اوترجاتی ہین

الكبائر يكون مما لا باس به فيلزم اجتنابها مع ان المعنى اللغوي الذي هو فرط الصيانة يقتضي اجتناب الكبائر و

پر لاباس بہ مین تو داخل ہین پس صغائر سی اجتناب لازم ہی باوجودیکہ لغوی معنی کی رعایت یعنی خوب احتیاط کرنی تقاضا یہہ ہی کہ کبائر سی اور

الشبهات ايضا لكن الاحتراز عن جميع الشبهات لا يمكن في هذا الزمان كما قال قاضيخان في فتاواه ليس زماننا زمان

شبہات سی بہی بچی لیکن اس زمانہ مین تمامی شبہات سی احتراز نہین ہوسکتا چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتی ہین ہمارا زمانہ شبہات کا زمانہ نہین ہی

الشبهات وعلى المسلم ان يتقي الحرام العائن وكذا قال صاحب الهداية في التجنيس وزمانهما قبل ستمائة سنة وقد بلغ

مسلم کا یہی ذمہ ہی کہ حرام ظاہر سی پرہیز رکہی اور ایسا ہی ہدایہ والا تجنیس مین کہتا ہی اور ان دونو کا زمانہ چہہ سو برس سی پہلی ہی اور اب تو

التاريخ الان ما بلغ ولا شك ان الفساد والتغير يزدان بزيادة بعد الزمان عن عهد النبوة والسبب في عدم امكان

زمانہ کا حال ہی سو ہی اور اسمین کچہہ شک نہین ہی کہ عہد نبوت سی زمانہ جتنا دور ہوتا جاتا ہی فساد اور تغیر بڑہتی جاتی ہین اور اس زمانہ مین شبہات سی

الاحتراز عن الشبهات في هذا الزمان عدة امور الاول ان قوام البدن وانتظام المعاش ليس الا بالنقود والحبوب ونحوها

احتراز نہوسکنی کی کئی سبب ہین اول یہہ کہ بدن کی تندرستی اور گذران کا انتظام بدون نقود اور دانہ وغیرہ کی

مما يخرج من الارض والغالب المستعمل في النقود والفسوخ ليس الا الدراهم وقد صغروها بحيث لا يعلم كم منها يبلغ قدر

جو زمین سی پیدا ہوتا ہی نہین ہوتا اور اکثر معاملات کی کرنی اور توڑنی میں چلن سوای دراہم کی نہین ہی سو انکو اتنا کم کرڈالا ہی کہ اصلا معلوم نہین ہوتا کہ انہین سی کی

وزن درهم واحد شرعي بل الطامعون من اخساء الفسقة والكفرة لا يزالون يقطعونها حتى صار المقطوع في الدراهم

درہم برابر ایک درہم شرعی کی ہوسکتی ہین بلکہ لالچی فرومایہ فاسق اور کفار ہمیشہ دراہم کو کترتی جاتی ہین یہان تک کہ کترا ہوا بچی سی بڑہتی

غالبا على غيره وسبب ذلك تركوا وزنها وجعلوها من المعدودات في البياعات والاستقراض والفضة وزنية ابدا

ہوگیا ہی اسکا باعث یہہ ہوا ہی کہ دراہم کو تولنا چہوڑ دیا ہی اور اونکو بیوع اور قرض وغیرہ مین معدود ٹہرا رکہا ہی اور چاندی ہمیشہ کی لئی وزنی ہی

لنص الشارع عليه فلا يتبدل بالعرف لان شرط اعتباره عدم النص وهذا مذهب ابي حنيفة ومحمد ورواية ظاهرة

شارع اوسکو صاف فرما چکا ہی سو عرف کی برتاؤ سی بدل نہین سکتی اسلئی کہ عرف وہان معتبر ہوتا ہی جہان نص موجود نہو اور یہہ ہی مذہب ہی ابو حنیفہ اور محمد کا اور یہہ ہی

عن ابي يوسف وفي رواية ضعيفة عنه يعتبر العرف مطلقا فاذا كانت الفضة وزنية ابدا يلزم بيان وزنها في

ظاہر روایت ابو یوسف سی اور ایک ضعیف روایت ابو یوسف سی یہہ ہی کہ عرف مطلق معتبر ہوتا ہی پہر جب چاندی ہمیشہ کو وزنی رہی تو اوسکا وزن بیان کردینا بیوع

البيايع والاستقراض لان بيان مقدار الثمن شرط صحة البيع ونحوه ومقدار الوزن لا يعلم بالعد كما لا يعلم

اور قرض مین ضرور ہوا اسلئی کہ ثمن کی مقدار بیان کرنی بیوع وغیرہ کی صحت کی لئی شرط ہی اور وزن کی مقدار گنتی سی معلوم نہین ہوتی جیسی تولنی سی

مقدار العددي بالوزن فاذا لم يبين وزنه يفسد البيع والاجارة والقرض ونحوها فيكون ما اشتري بالبيع الفاسد

گنتی معلوم نہین ہوتی پہر جب اسکا وزن معلوم نہوا تو بیع اور اجارہ اور قرض وغیرہ سب فاسد ہوئی پس جو جو بوسیلہ بیع فاسد کی خریدا

من الطعام والجارية مليكا للمشتري بعد القبض لكن لا يحل له اكل الطعام ولا وطء الجارية ولا مخلص منه و

کہانا یا لونڈی یہہ سب بعد قبض کی خریدار کی ملک ہو نگی پر اوسکو نہ تناول کہانی کا حلال ہی اور نہ صحبت لونڈی کی اور اس سی کوئی مخلص نہین ہی

ثم قيد في المعنى الشرعي ... وفرط الصيانة

شرعی معنوں میں جواں تقسیر میں گزری ہوسکے اور حد سے زیادہ احتیاط

لاحيلة

ولا حیلة فیه الا التمسك بالروایة الضعیفة عن ابی یوسف لتعسر الجمع بین العدد والوزن خصوصا
اور نہ اسمین کوئی حیلہ بجز تمسک اوسی ضعیف روایت کی جو ابو یوسف سی ہی کیونکہ گنتی اور تول کا جمع کرنا بہت دشوار ہی خاص کر

فی حق الفقراء وقد تقرر ان الضرورات تبیح المحظورات والثانی غلبة الطمع علی الناس بحیث تری کثیرا
فقراء کی حق مین اور بیشک ٹہر چکا ہی کہ ضرورت مین ممنوع چیز مباح ہو جاتی ہی اور دوسرا سبب لوگون پر طمع کا غالب ہو جانا چنانچہ تو اکثر لوگون کو دیکہتا ہی

منہم لا یرضون بحقوقہم ولا یقنعون بحظوظہم بل یتجاوزون الی الحرام والثالث غلبة الظلم بین الخلق
کہ اپنی حق پر راضی نہین ہوتی اور اپنی اپنی حصہ پر قناعت نہین کرتی بلکہ حرام تک بڑہ جاتی ہین اور تیسری خلقت مین ظلم کا پہیلنا

من الغصب والسرقة والخیانة والتزویر ونحوها والرابع غلبة الجہل علی التجار والصناع والاجراء والشرکاء
چہین لینا چرا لینا خیانت کرنی دغا کرنی اور مانند اسکی چوتہی اصل یا سبب مین جہالت کا غلبہ سوداگرون اور کاریگرون اور مزدورون اور شرکا پر

فی الاصل والعلة فلا یراعون شرائط الشرع فی معاملاتہم فاذن معاملاتہم لا تخلو اما ان تبطل فیکون
سو یہہ لوگ شرعی شرطون کی رعایت اپنی کاروبار معاملہ مین نہین کرتی پس اب اونکی معاملات اس سی خالی نہین یا باطل ہونگی پہر تو

مکسوبہم حراما او تفسد فتکرہ فتکون مکسوبہم خبیثا والحرام لا یکون ملکا بالقبض بل ان امکن الرد
اونکی کمائی حرام ہوگی یا فاسد اور مکروہ ہون کی اب اونکی کمائی خبیث مشکوک ہوگی اور حرام چیز قبضہ کرنی سی ملک نہین ہو جاتی بلکہ اگر اوسکی مالک تک

الی صاحبہ یجب الرد الیہ ویحصل الاثم بغیرہ ولا یجوز لاحد اخذہ بشراء او اجارة او ہبة او صدقة او
پہیر دینا ممکن ہو تو پہیر دینا واجب ہوتا ہی اور بدون اسکی گنہگار ہوتا ہی اور کسیکو اوسکا لینا جایز نہین خرید کر یا اجارہ سی یا ہبہ سی یا صدقہ سی یا

نحوہا اذ لا یصیر بہا حلالا وان تعذر الرد الی صاحبہ فسبیلہ التصدق لا غیر والخبیث وان کان ملکا
کسی اور وجہ سی مانند اسکی کیونکہ کوئی وجہ حلت کی نہین ہی اور اگر مالک تک پہنچانا دشوار ہو تو اوسکی راہ بجز صدقہ دینی کی کوئی نہین اور خبیث مشکوک اگرچہ قبضہ کرنی سی ملک

بالقبض لکن یجب علی مالکہ التصدق ویاثم بغیرہ ولا یجوز لاحد اخذہ الا ان یتصدق علیہ وہو فقیر فاذا
تو ہو جاتی ہی پر مالک کو واجب ہی کہ صدقہ دیدی اور سوا صدقہ کی گنہگار ہوتا ہی اور کسیکو اوسکا لینا جایز نہین ہی الا جسکو صدقہ دیدی اور وہ فقیر ہو جب

کان کذلك فکیف یمکن المعاملة بالناس فی ہذا الزمان مع الاحتراز عن الشبہات فان کثیرا ما فی ایدیہم
حال یہہ ہی تو اس زمانہ مین لوگون سی شبہات سی بچکر معاملہ کرنا کیونکر ممکن ہو سکتا ہی کیونکہ اکثر مال جو اونکی قبضہ مین ہین

من الاموال اما حرام او خبیث بسبب ظلم بعضہم بعضا بالغصب والسرقة والخیانة والتزویر ونحوہا
یا حرام ہین یا خبیث مشکوک آپکی ظلم سی بسبب غصب یا چوری یا خیانت یا دغا بازی وغیرہ کی

او بسبب عدم مراعاة شرائط الشرع فی معاملاتہم فالاخذ بالقول الاحوط والاحتراز عن الشبہات فی ہذا
یا اپنی معاملات مین شرعی شرایط کی رعایت نکرنی سی پس محتاط قول کو لینا اور شبہات سی بچنا اس

الزمان یستدعی ان لا یعامل مع الناس ویقتضی العزلة عنہم والفرار الی الجبال وسکنی المغارات وبطون الاودیة
زمانہ مین یہہ چاہتا ہی کہ لوگون کی ساتہہ کوئی معاملہ نکیجئی اور اونسی سراسر الگ ہو کر پہاڑون مین بہاگ جائی اور غارون اور نالون کی اندر رہا کری

ورتع العشب والکلاء وفی ہذا حرج عظیم وتکلیف بما لا یطاق وکلاہما منفیان فی الشرع بالنص لان الانسان
اور گہاس پہونس کہا لیا کری اور اسمین بڑا ہی حرج اور طاقت سی زیادہ تکلیف ہی اور شرع کی اندر یہہ دونو بدلالت نص نہین ہین کیونکہ انسان کی طبیعت

مدنی بالطبع لا یمکنہ ان یعیش وحدہ بل لا بد لہ ان یعیش مع الناس فیتعین فی ہذا الزمان لا محالة الاخذ
ملن سار ہی یہہ کب ہو سکتا ہی کہ اکیلا گذران کری بلکہ بالضرور اوسکی گذران آدمیون مین ہوگی پس اس زمانہ مین بالضرور امداد اوسی روایت سی لینی چاہیئی

بما قال محمد ومن تبعہ من المشائخ من جواز اخذ مال الغیر باذنہ ورضائہ بعوض وبغیر عوض ما لم یعلم کونہ
جو امام محمد کہتی ہین اور اونکی تلمیذ بعضی مشایخ کہ غیر کا مال اوسکی اجازت اور خوشی سی لینا بدلہ مین اور بن بدلہ جب تک صاف حرام معلوم نہو

حراما بعينه تمسكا باصول مقررة في الشرع من ان اليد دليل الملك وان الاصل في الاشياء الاباحة وان
جایز بتاتی ہین قواعد مقررہ شرع سی تمسک کرکر کہ قبضہ دلیل ملک ہوتاہی اور اصل اشیاء مین اباحت ہی اور
اليقين لا يزول بالشك وانما يزول بيقين مثله وان الثمن في العقود والفسوخ اذا كان من النقود لا يتعين
یقین شک سی دفع نہین ہوتا یقین جب ہی جاتاہی تب ویساہی یقین ہو اور ثمن عقود اور فسوخ مین اگر نقد روپیہ ہوتاہی تو تعین کرنی سی
بالتعيين بل يثبت بالذمة حتى لو اشير الى الثمن النقد ودفع غيره يجوز بخلاف المبيع فانه يتعين بالعقد حتى
متعین نہین ہوتا بلکہ ذمہ پر لازم ہوتاہی یہان تک اگر ثمن نقد کو اشارہ سی متعین کری اور وہ اور روپیہ دیدی تو جایز ہی برخلاف مبیع کی پس مبیع عقد کرنی سی متعین ہو جاتاہی
لا يجوز استبداله باخر واقامته مقامه الا بالفسخ وتكرار العقد وبما قال الكرخي وقد صرحوا بكون الفتوى عليه
یہانتک کہ اوسکو اور مبیع سی بدل دینا اور بدلہ کو اوسکی جگہہ ٹہرادینا جایز نہین ہی جبتک پہلا عقد فسخ اور دوبارہ عقد نکیا جاوی اور تمسک کرنا امام کرخی کی قول سی کہ صاف کہہ چکی ہین
في هذا الزمان ان المشتري بحرام بعينه حلال طيب الا ان يشار اليه حين العقد ثم سلم فح يكون ملكا خبيثا
کہ اس زمانہ مین فتوی اسی پر ہی کہ شی خریدی ہوئی ثمن معین حرام سی حلال پاکیزہ ہوتی ہی مگر اوس صورت مین کہ عقد کرتی ہوئی اوس ثمن حرام کی طرف اشارہ کرین پہر وہی دیدین
واجب التصدق وبما ذهب اليه ابو حنيفة من ان الخلط الرافع للتميز استهلاك موجب للتملك والضمان وبما روى
اب وہ شی ملک خبیث ہوگی اوسکا صدقہ کردینا واجب ہی اور تمسک کرنا امام ابو حنیفہ کی مذہب سی کہ ملادینا دو چیز کا جسمین امتیاز باقی نرہی ہلاک کردیناہی اسمین ملک حاصل ہوجاتی ہی اور ضمان
عنه ان سبب الطيب وجوب الضمان لا اداؤه نعم ما لا يدرك كله لا يترك كله فان الاحتراز عن جميع الشبهات لما
اور تمسک کرنا جو اونسی مروی ہی کہ سبب حلت کا وہی ضمان کا لازم آناہی اوسکا ادا کرنا نہین ان جو چیز سراسر میسر نہ آوی تو سراسر چہوڑنا نہ چاہئی بیشک احتراز تمام شبہات سی چونکہ
لم يكن ممكنا في هذا الزمان لزم الاحتراز عن الشبهات التي يمكن الاحتراز عنها في تحقق التقوى لان الطاعة
اس زمانہ مین ممکن نہین ہی تو احتراز کرنا ایسی شبہات سی جو کہ سہل ہین واسطی ثبوت تقوی کی لازم ہی اسواسطی کہ اطاعت موافق طاقت کی ہوتی ہی
بحسب الطاقة فمن اتقى عما في وسعه من الشبهات يرجى من فضل الله تعالى ان يعفو عنه ما ليس في وسعه
پہر جو شخص اپنی مقدور بہر شبہات سی بچتاہی تو اسد کی فضل سی امید ہی کہ اوسکو وہ معاف کردی جو اوسکی طاقت سی باہر ہی
ويجعل له ثواب المتقين واما طعام اهل الوظائف من الاوقاف او بيت المال فهو كسائر المكاسب فان الكسب
اور اوسکو ثواب متقیون کا عنایت کری اور رہا کہانا وظیفہ دارون کا اوقاف مین سی یا بیت المال مین سی سو وہ ایساہی جیسی اور تمام کمائی کیونکہ فائدہ لینا
بالبيع والاجارة ونحوهما اذا روعي فيها شرائط الشرع كما يكون حلالا طيبا كذلك الوقف اذا صح وروعي فيه شرائط
بیع اور اجارہ وغیرہ سی اگر اوسمین شرطین شرعی رعایت کی جاوین جیسی حلال طیب ہوتاہی ایسی ہی وقف اگر صحیح ہو اور شرطین وقف کی اوسمین
الواقف يكون حلالا طيبا وكذا بيت المال يحل لمن كان مصرفا له واخذه بقدر الكفاية وتفصيل الكفاية على ما
رعایت کی جاوین تو حلال طیب ہوتاہی اور ایسی ہی بیت المال حلال ہوتاہی اگر اوسکی قابل ہو اور بقدر کفایت لیا کری اور تفصیل کفایت کی موافق بیان
في الاحياء وغيره من الكتب في السلوك ولا فرق بين الوقف وبين بيت المال وبين غيرهما من المكاسب في كون
احیاء وغیرہ کتب کی سلوک مین اور درمیان وقف اور بیت المال وغیرہ آمدنیون کی اس باب مین کچہہ فرق نہین ہی
كل منها حلالا طيبا اذا روعي فيه شرائط الشرع وفي عدم كونه حلالا اذا لم يراع فيه شرائط الشرع وذكر في الواقعات
کہ یہ سب حلال طیب ہین اگر انمین شرایط شرعی رعایت کیجاوین اور مردار خبیث ہونی ہین اگر انمین شرایط شرعی رعایت نہووین اور واقعات مین مذکور ہی
ان الذين يقضون ويفتون ويشتغلون بالتعليم ويأكلون من بيت المال فانهم ليسوا عاملين بالاجرة بل هم عاملون
کہ جو لوگ حکم کرتی ہین اور فتوی دیتی ہین اور درس تدریس مین مصروف رہتی ہین اور بیت المال مین سی کہاتی ہین سو یہ لوگ یعنی قاضی مفتی مدرس مزدور نہین ہین
لله تعالى واجرهم على الله تعالى وكذلك ما يعطيه الامراء والسلاطين من اموالهم الى رجل حلال ما لم يعلم انه حرام
بلکہ اللہ کا کار کرتی ہین اور انکا اجر خدا پر ہی اور ایسی ہی جو کہ امرا اور سلاطین اپنی مال مین سی کسیکو کچہہ دیتی ہین سب حلال ہی جبتک معلوم نہو کہ وہ شی خاص حرام ہی

بعينه

بعینه نعم درجات الحلال کثیرة عالیة بعضها اعلی من بعض لکن فی زماننا لا یمکن الاخذ بالقول الاحوط فی
ہان مرتبہ حلال کی بہت ہین ایک سی ایک بالا پر ہماری زمانہ مین تقوی کی باب مین احتیاط کامل پر عمل کرنا ممکن نہین ہی

التقوی لان الاستقصاء البالغ فی الحلال علی قانون الورع الاعلی فی زماننا مما یفضی الی الحرج وهو مدفوع فی الدین
کیونکہ حلال کی باب مین ہنایت درجہ کا مبالغہ کرنی سی موافق قواعد اعلی رتبہ کی پرہیز کی ہماری زمانہ مین بڑا حرج ہوتا ہی اور دین کی اندر حرج نہین ہی

بل الشرع هو المیزان المستقیم فما لا یذمه الشرع فهو حلال رحمة من الله تعالی علی عباده فاذا تمسك احد بالشریعة
بلکہ شرع سیدہی ترازو ہی جسکو شرع برا نکہی وہ سب حلال ہی یہہ اللہ کی طرف سی بندونکی حال پر کمال رحمت ہی اور جب کوئی شریعت سی سند لاوی

فلیس لاحد ان ینکر علیه لان الانکار علیه استخفاف بالشریعة ومن استخف بالشریعة یخاف علیه زوال الایمان
پہر یہہ کسیکا مقدور ہی کہ اوسی انکار کری کیونکہ اسپر انکار کرنا شریعت کی تحقیر ہی اور جو شخص شرع کی تحقیر کری اوسپر کفر کا خوف ہی

اذا تحقق هذا فالورع والتقوی فی هذا الزمان ان یجعل ما فی ید کل انسان ملکا له ما لم یتیقن انه بعینه مغصوب
جب یہہ امر ثابت ہوا تو ورع اور تقوی اس زمانہ مین یہہ ہی کہ جو چیز جس شخص کی قبضہ مین ہی اوسہی کی ملک مانی جاوی جبتک یقینی معلوم نہو کہ یہہ خاص چیز چہینی ہوئی

او مسروق وان علم یقینا ان فی ماله حراما اذ قد قال قاضیخان فی فتاواه رجل دخل علی سلطان فقدم الیه شیء
یا چرائی ہوئی ہی اگرچہ یہہ بات یقینی معلوم ہو کہ آسکی مال مین حرام ہی ملا جلا ہی اسلئی کہ قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتا ہی کہ ایک شخص حاکم کی پاس گیا حاکم نی اوسی کوئی چیز

من المأکولات ان لم یعلم انه بعینه غصب یحل له ان یأکل لانه لم یعلم بالحرمة والاصل فی الاشیاء الاباحة
کہانیکو دی اگر یہہ معلوم ہو کہ یہہ ہی خاص غصب کی ہوئی ہی تو اوسکو کہا لینا حلال ہی اسلئی کہ اوسکی حرمت معلوم نہین ہی اور اصل اشیا مین اباحت ہی

وان علم انه بعینه حرام لا یحل له ان یأکل منه لانه علم بالحرمة وسئل ابو بکر البلخی عن الفقیر انه لو اخذ
اور اگر معلوم ہو کہ یہہ خاص چیز حرام ہی تو کہانا حلال نہین ہی کیونکہ حرمت معلوم ہو گئی کسینی ابو بکر بلخی سی فقیر کا حال پوچہا کہ اوسنی اگر

جائزة السلطان مع علمه ان السلطان اخذها غصبا ایحل له ذلك قال ان السلطان ان خلط الدراهم
عطیہ سلطان کا مغصوب جان بوجہہ کر لیلیا تو کیا اوسکو یہہ حلال ہی جواب دیا اگر سلطان نی دراہم ایک قسم کی دوسری

بعضها ببعض فلا باس باخذه وان دفع الیه عین الغصب من غیر خلط لا یجوز له اخذه قال الفقیه ابو اللیث
قسم مین ملا دئی تو لینی مین کچہہ خوف نہین ہی اور اگر اوسکو مغصوب درہم وہ کی وہ ہی بدون ملانی کی دیدئی تو لینا جایز نہین ہی فقیہ ابو اللیث کہتی ہین

هذا الجواب یستقیم علی قول ابی حنیفة اذ عنده من غصب الدراهم من قوم وخلط بعضها ببعض یملکه الغاصب
یہہ جواب ابو حنیفہ کی قول پر درست ہوتا ہی اسلئی کہ امام کی نزدیک اگر کسینی دراہم کسی سی چہین کر ایک کو دوسری مین ملا دئی تو غاصب مالک

ویکون مدیونا لهم وذکر فی بستان العارفین ان الناس اختلفوا فی اخذ جائزة السلطان قال بعضهم یجوز ما
اور اوسکا ضدار ہو جاتا ہی اور بستان العارفین مین مذکور ہی کہ فقہا مین درباب قبول کرنی عطیہ سلطان کی اختلاف ہی کوئی کہتا ہی جایز ہی

لم یعلم انه یعطیه من الحرام وقال بعضهم لا یجوز اما من اجازه فقد ذهب الی ما روی عن علی بن ابی طالب
جبتک نہ معلوم ہو کہ یہہ حرام کا مال دیا ہی اور کوئی کہتا ہی جایز نہین ہی پہر جو شخص جایز کہتا ہی تو اوسنی وہ اختیار کیا ہی جو علی بن ابی طالب سی روایت ہی

انه قال السلطان یصیب من الحلال والحرام فما یعطیك فخذه فانما یعطیك من الحلال وروی عن عمر انه علیه السلام
کہ فرمایا سلطان کی پاس حلال اور حرام سب آتا ہی پہر جو تجکو دیتا ہی سو لیلی کیونکہ تجکو حلال ہی دیتا ہی اور عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال من اعطی شیئا من غیر مسئلة فلیأخذه فانما هو رزق رزقه الله تعالی وروی عن حبیب بن ابی ثابت انه قال
فرمایا جسکو کوئی شخص بی مانگی کچہہ دیوی تو لی لینا چاہئی کیونکہ وہ اللہ تعالی نی رزق بہیجا ہی اور حبیب بن ابی ثابت سی روایت ہی کہ کہتا ہی

رأیت ابن عمر وابن عباس یأتیهما هدایا المختار فیقبلانها مع کونه مشهورا بالظلم وروی محمد بن الحسن عن ابی حنیفة
کہ مینی ابن عمر اور ابن عباس دونوکو دیکہا ہی کہ اونکی پاس ہدیہ مختار کا آتا اور وہ دونو لیلیتی باوجودیکہ مختار ظالم مشہور تہا اور محمد بن الحسن ابو حنیفہ سی اور وہ حماد سی

عن حماد ان ابرہیم النخعی خرج الی زہیر بن عبد اللہ الازدی وکان عاملا علی حلوان یطلب جائزتہ ہو وابو زر
روایت کرتی ہین کہ ابراہیم نخعی زہیر بن عبد اللہ ازدی کی پاس جب وہ حلوان کا عامل تہا اپنا جائزہ لینی گئی وہ اور ابوذر ہمدانی دونو
الہمدانی قال محمد وبہ ناخذ مالم تعرف شیئا من عطائہ حراما بعینہ وہذا قول ابی حنیفۃ المجلس التاسع والستون
محمد کہتا ہی ہماری یہہ ہی سند ہی جبتک نہ معلوم ہو کہ کوئی شی عطیہ مین بعینہ حرام ہی اور یہہ ہی قول ابو حنیفہ کا ہی اونہترون مجلس
فی بیان لزوم طلب کسب الحلال وای اطیب من المکاسب واقبح منہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بیان مین تلاش حلال کمائی کی اور کونسی کمائی پاک ہی اور کونسی بری ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
ان اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم ہذا الحدیث من حسان المصابیح روتہ ام المؤمنین
بیشک پاکیزہ تر تمہارا کہانا تمہاری کمائی کا ہی اور تمہاری اولاد بہی تمہاری کمائی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین سی ہی ام المؤمنین عائشہ کی
عائشۃ وفیہ تحریض علی الکسب الحلال لان المراد بالطیب ہہنا الحلال ومعنی الکسب الطلب والسعی فی تحصیل
روایت سی اسمین کسب حلال کی ترغیب ہی اسلئی کہ طیب سی مراد یہان حلال ہی اور کسب کی معنی تلاش اور کوشش رزق کی واسطی
الرزق وانما جعل الولد کسبا لان الوالد یطلبہ ویسعی فی تحصیلہ فیکون من جملۃ اکسابہ فیجوز لہ ان یاکل
اور اولاد کو کمائی اسواسطی ٹہرایا کہ اولاد کی طلب ہوتی ہی اور اوسکی لئی سعی کرتی ہین پس تو اولاد اوسکی کمائی مین داخل ہی اب اوسکو جایز ہی کہ اگر
من کسبہ اذا کان محتاجا والا فلا الا ان یطیب بہ نفسہ قال الفقیہ ابو اللیث فی بستان العارفین کرہ
محتاج ہووی تو اولاد کی کمائی مین سی کہالی اور نہین تو نہ کہاوی ہان اگر وہ دل سی خوش ہوتا ہو فقیہ ابو اللیث بستان العارفین مین کہتا ہی بعضی لوگ
بعض الناس الاشتغال بالکسب وقالوا الواجب علی کل انسان الاشتغال بعبادۃ اللہ والتوکل علیہ وحجتہم
کسب اختیار کرنیکو مکروہ کہتی ہین وہ لوگ یہہ کہتی ہین کہ ہر شخص پہ شغل عبادت الہی کا اور اوسپر بہروسا کرنا واجب ہی اور اونکی دلیل
قولہ تعالی وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون وقال النبی علیہ السلام ما اوحی الی ان اجمع المال واکن من التاجرین
یہہ آیت ہی اور مینی جو بنائی جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو اور یہہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مجہپر یہہ وحی نہین آئی کہ مال جمع کر کر تجارت کیا کرون
ولکن اوحی الی ان سبح بحمد ربک وکن من الساجدین واعبد ربک حتی یاتیک الیقین وقال عامۃ اہل العلم الکسب
لیکن یہہ وحی آئی ہی کہ تو یاد کر خوبیان اپنی رب کی اور رہ سجدہ کرنیوالومین اور بندگی کر اپنی رب کی جب تک پہنچی تجہکو موت اور عام اہل علم کہتی ہین کہ اتنی مزدوری
بمقدار ما یکفیہ ولعیالہ واجب فان زاد علی ذلک فہو مباح ولا یکون الاشتغال بطلب الزیادۃ حراما اذا لم یرد
کہ اوسکو اور اوسکی عیال کو کافی ہو واجب ہی اگر اس سی زیادہ ہووی تو مباح ہی اور زیادہ کی تلاش اگر فخر اور ریا منظور نہو تو حرام نہین ہی
بہ الفخر والریا وحجتہم انہ تعالی قد فرض الفرائض ولا یتاتی اداؤہا الا بستر العورۃ وقوۃ البدن ولا یحصل ستر العورۃ
ان لوگون کی یہہ دلیل ہی کہ اللہ تعالی نی بیشک فرایض ذمہ پر مقرر کئی ہین اور وہ فرایض بدون ستر عورت اور قوت بدن کی ادا نہین ہو سکتی اور ستر عورت
الا باللباس ولا قوۃ البدن الا بالقوت اذ قال اللہ تعالی وما جعلنہم جسدا لا یاکلون الطعام وتحصیل القوۃ واللباس
بدون پوشاک کی اور بدن کی قوت بغیر کہائی پیئی نہین ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور ایسی بدن نہ بنائی تہی کہ کہانا نہ کہاوین اور میسر آنا قوت اور لباس کا
لا یکون فی الغالب الا بالکسب وما ذکر فی انکار ذلک من الحجۃ فالجواب عنہ ان یقال ان التجارۃ اما ان یکون
اکثر اوقات بدون کسب کی نہین ہوتا اور جو دلیل اسکی انکار مین مذکور ہوئی ہی تو اوسکا یہہ جواب ہی کہ کہین تجارت یا تو واسطی طلب کفایت کی ہوتی ہی
لطلب الکفایۃ او لطلب الزیادۃ علی الکفایۃ فان کانت لطلب الکفایۃ فہی واجبۃ ماجور فاعلہا فیکون الاشتغال
یا واسطی طلب زیادت کی قدر کفایت پر پہر اگر واسطی طلب کفایت کی ہی تو واجب ہی ایسا شخص ثواب دیا جاتا ہی پہر تو یہہ دہندا
بہا اشتغالا بالعبادۃ وان کانت لطلب الزیادۃ فان کان طلب تلک الزیادۃ لاستکثار المال وادخارہ لا للصرف
بجای خود عبادت ہی اور اگر تجارت واسطی طلب زیادت کی ہی پہر اگر وہ زیادت واسطی کثرت مال اور خزانہ کی ہو کہ خیرات اور حسنات مین کام نہ آوی

الی الخیرات والحسنات فهو اقبال علی الدنیا التی حبها راس کل خطیئة فلا یکون الاشتغال بها اشتغالا بالعبادة

تو یہہ توجہ دنیا کی ہی جسکی محبت تمام گنا ہونکی سردار ہی پس یہہ دہندا شغل عبادت کا نہین ہی

بل ان وجد فیها تلبیس وخیانة یکون فسقا وظلما وان کان طلبها لیواسی بها الفقراء والضعفاء فهی افضل

بلکہ اسمین اگر کچہہ فریب اور خیانت ہوویگی تو فسق اور ظلم ہی اور اگر یہہ طلب اسلئی ہی کہ اس مال سی نقرار اور ضعفا کی ساتہہ مروت عمل مین آوی

من الاشتغال بالنوافل من العبادات البدنیة فکیف لا یکون الاشتغال بها اشتغالا بالعبادة وقد ذکر فی الاخبار

تو یہہ شغل عبادت بدنیہ مین سی نفلون کی پڑہنی سی افضل ہی پہر یہہ شغل کیونکر عبادت کا شغل نہوگا حالانکہ بیشک اخبار مین مذکور ہی

ان الرسل علیهم السلام کانوا یکتسبون ویاکلون من کسبهم فادم النبی علیه السلام زرع الحنطة وسقاها وحصدها

کہ رسل علیہم السلام اپنے کام کرکر اپنی کمائی سی کہاتی تہی پس آدم نبی علیہ السلام نی گیہون بوئی پہر اسکو پانی دیا پہر کاٹی

وداسها وطحنها وعجنها وخبزها واکلها ونوح النبی علیه السلام کان نجارا وابرهیم علیه السلام کان بزازا وداود

پہر گاہا پہر پیسا پہر خمیر بنایا اور پکاکر کہایا اور نوح نبی علیہ السلام کہاتی کا پیشہ کرتی تہی اور ابراہیم نبی علیہ السلام بزازی کرتی تہی اور داود

النبی علیه السلام کان یصنع الدرع وسلیمن النبی علیه السلام کان یصنع المکتل من الخوص ونبینا محمد علیه السلام

نبی علیہ السلام درع بنایا کرتی تہی اور سلیمان نبی علیہ السلام برگ خرما کی زنبیل بنایا کرتی تہی اور ہماری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نی

رعی الغنم وذکر فی الاحیاء ان اصحاب رسول الله علیه السلام کانوا یتجرون فی البر والبحر ویعملون فی نخیلهم

بکریان چرائی ہین اور احیاء العلوم مین مذکور ہی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خشکی اور دریا مین تجارت اور اپنی باغون کی اندر کام کیا کرتی تہی

وهم القدوة فیلزم الاقتداء بهم ولا یلتفت الی جماعة انکروا ذلك وقعدوا فی المساجد وعیونهم طامحة الی ما

اور یہہ لوگ پیشوا ہین انکی پیروی ضرور چاہیئی اور کیا اعتبار ہی اون لوگون کا جو اسی احتراز کرکر مسجدون مین جا بیٹہی ہین اور اونکی آنکہین لوگون کی مال کو تک رہی ہین

فی ایدی الناس فیسمون انفسهم متوکلین ولیسوا کذلك بل هم خرجوا عن حدود الشرع فانهم قد تمسکوا بقوله تعالی

اور اپنا نام متوکل رکہہ چہوڑا ہی اور حقیقت مین متوکل نہین ہین بلکہ یہہ ہی لوگ حد شرع سی باہر نکل گئی ہین انکی سند یہہ آیت ہی

وفی السماء رزقکم وما توعدون لکنهم بمعناه وتاویله جاهلون فان المراد به المطر الذی هو سبب انبات

اور اسمان مین ہی روزی تمہاری اور جو کچہہ تمسی وعدہ کیا پر اونکو اس آیت کی معنی اور تاویل معلوم نہین ہی کیونکہ اس سی مراد مینہہ ہی جس سی رزق پیدا ہوتا ہی

الرزق فلو کان الرزق ینزل من السماء بغیر کسب لما امرنا بالاکتساب والسعی فی الاسباب وقد قال الله تعالی فاذا

اور اگر رزق بہی آسمان پر سی بی محنت اوترا کرتا تو ہمکو کسب اور سعی کرنیکا حکم ہرگز نہوتا اور اللہ فرماتا ہی پہر جب

قضیت الصلوة فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل الله وقال فی ایة اخری لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا

تمام ہو چکی نماز تو پہیل پڑو زمین مین اور ڈہونڈہو فضل اللہ کا اور ایک اور آیت مین ہی کچہہ گناہ نہین تمپر کہ تلاش کرو فضل

من ربکم وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من الذنوب ذنوب لا یکفرها الا الهم فی طلب المعیشة وسئل

اپنی رب کا اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا گناہون مین سی بعضی گناہ ہین کہ اونکا کچہہ اور کفارہ نہین سوای مشقت طلب معیشت کی اور ابراہیم سی

ابرهیم عن التاجر الصدوق اهو احب الیك ام المتفرغ للعبادة فقال التاجر الصدوق احب الی لانه فی جهاد

کسینی حال سچی تاجر کا پوچہا آیا وہ تمکو محبوب ہی یا نرا عابد جواب دیا مجکو سچا تاجر محبوب ہی اسلئی کہ وہ جہاد کرتا ہی

یاتیه الشیطان من طریق الکیل والمیزان ومن قبل الاخذ والاعطاء فیجاهده وقال ابو قلابة لرجل لان اراك

اوسکی پاس شیطان وسوسہ کو آتا ہی پیمانہ اور ترازو کی راہ سی اور لینی اور دینی کی طرف سی سو یہہ تاجر اوسپر جہاد کرتا ہی اور ابو قلابہ نی ایک شخص کو کہا اگر

تطلب معاشك احب الی من ان اراك فی زاویة المسجد لکن لا ینبغی للتاجر ان یشغله معاشه عن معاده فیکون عمره

مین تجہکو معاش کی طلب مین دیکہون تو بہت بہتر ہی اسکی کہ تجہکو مسجد کی کونہ مین دیکہون پر تاجر کو یہہ نہین چاہیئی کہ معاش کی دہندی مین معاد کو بہلا جاوی کہ پہر تو اوسکی عمر

ضائعا وصفقته خاسرة لان مایفوته من الربح فی الاخرة لایفی به ماینال فی الدنیا فیکون ممن اشتری
برباد ہوئی اور تجارت مین ٹوٹا آیا کیونکہ جتنا اخروی فائدہ اسکا تلف ہوگا اوسکا عوض جو دنیا مین پیدا کیا نہین ہوسکتا پس اونمین سی ہوگا کہ دنیا کی

الحیوة الدنیا بالاخرة بل ینبغی له ان یشفق علی نفسه فی تجارته ولاینسی نصیبه من الدنیا للاخرة کما
زندگی بعوض آخرت کی مول لی بلکہ اوسکو یون چاہئی کہ تجارت مین اپنی جان کی غمخواری کری اور نہ بہولی اپنا حصہ دنیا مین کا آخرت کی لئی جیسا

قال الله تعالی ولا تنس نصیبک من الدنیا فان الدنیا مزرعة الاخرة وفیها تکتسب الحسنات والمسجد
کہ فرمایا اللہ تعالی نی اور نہ بہول اپنا حصہ دنیا مین سی ف کیونکہ دنیا آخرت کی کہیتی ہی اسہی مین حسنات حاصل ہوسکتی ہین اور مسجد

والبیت والسوق له حکم واحد وانما النجاة بالتقوی وهی تتحقق فی جمیع الاحوال وقد روی عن ابی ذر انه علیه السلام
اور گہر اور بازار سب کا حال ایک سا ہی اور نجات تقوی ہی سی ہوتی ہی اور تقوی ہر حال مین متحقق ہوتا ہی اور ابوذر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال اتق الله حیث ماکنت فان وظیفة التقوی لاتنقطع عن المجردین للدین کیف ماتقلبت بهم الاحوال
اللہ سی ڈرتا رہ جہان رہی بیشک لوازم تقوی کی دین کی عزلت نشینون سی کبہی دور نہین ہوتی اونکا حال کیسا ہی بدلتا رہی

اذ فیها یرون نجاتهم وربحهم وبها یکون حیاتهم وعیشهم وانما یتم شفقته علی نفسه فی تجارته بمراعاة
کیونکہ وہ لوگ اوسہی مین اپنی نجات اور فائدہ دیکہتی ہین اور اوسہی مین اونکی زندگی اور آرام ہی اور تجارت کی اندر غمخواری اپنی جان کی کئی امور کی لحاظ سی پوری ہوتی ہی

عدة امور الاول ان ینوی بما اکتسبه الاستعفاف عن السوال وکف الطمع عن الناس واستعانة علی
اول یہہ کہ اس نیت سی لاوی کہ مانگنی تانگنی سی بچتا رہی اور لوگون کی طرف طمع نہ آوی اور دین کی مدت کری

الدین وقیاما بکفایة عیاله لیکون من المجاهدین لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من سعی
اور اپنی عیال کی ذمہ داری بجا لاوی تاکہ مجاہدون مین داخل ہووی کیونکہ ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اپنی عیال کی

علی عیاله من حله فهو کالمجاهد فی سبیل الله فاذا اضمر فی قلبه هذه النیات یکون عاملا فی طریق الاخرة
خبر حلال مال سی لی پس وہ ایسا ہی جیسی اللہ کی راہ مین مجاہد جب اپنی دل مین یہہ نیتین کریگا تو آخرت کی راہ کا عامل ہوویگا

فان استفاد مالا فقد ربحه فی الدنیا والاخرة وان لم یستفد مالا ربح فی الاخرة والثانی ان یقصد فی صنعته
پہر اگر اوسکو مال ہاتہہ آیا تو اوسی فائدہ دنیا اور آخرت دونو کا پیدا کیا اور اگر مال حاصل نہ ہوا تو آخرت ہی کا فائدہ ہوا دوسرا یہہ کہ اپنی پیشی

وتجارته القیام بفرض من الفروض الکفایات اذ لو ترکت الصناعات والتجارات کلها لبطلت المعائش وهلک
ور تجارت سی یہہ قصد کری کہ فرض کفایہ ادا کرتا ہی اسلئی کہ اگر تمام پیشی اور تجارات ترک کردین تو گذران مشکل پڑجاوی اور خلقت

الخلق لان انتظام امر الکل بتعاون الکل وتکفل کل فریق بعمل اذ لو اقبل کلهم علی صنعة واحدة لتعطلت البواقی
مرجاوی کیونکہ سب کی حال کی درستی سب کی امداد سی ہوتی ہی اور ہر فریق کی ذمہ داری سی جدی جدی عمل پر اسلئی کہ اگر سب انسان ایک ہی پیشہ کرنی لگین تو باقی کی پیشی بیکار

وهلکوا لکن الصناعات منها ماهو مهم ومنها ماهو مستغنی عنه لرجوعه الی طلب التنعم والتزین فی الدنیا فینبغی
ہوجاوین اور مر رہین لیکن بعضی پیشی تو بہت ضرور ہوتی ہین اور بعضون کی چندان ضرورت نہین ہوتی اونکا مآل عیش طلبی ہی اور دنیا کا سنگار اور آرایش ہی اسلئی چاہئی

له ان یشتغل بصناعة مهمة لیکون فی قیامه بها کافیا عن المسلمین فی مهم فی الدین ولایشتغل بصناعة
ہی کہ ضروری پیشہ کو اختیار کری تاکہ اوس پیشہ سی ضروریات دین مین سب مسلمانون کا حاجت روا ہو اور نقاشی اور زرگری وغیرہ

النقش والصیاغة وجمیع ماتزخرف به الدنیا وذکر فی الاختیار ان افضل اسباب الکسب التجارة ثم الزراعة
اور تمام اونچیزی جنمین دنیا کی زیب وزینت ہی اختیار نکری اور اختیار مین مذکور ہی کہ عمدہ اسباب کمائی کا تجارت ہی پہر کہیتی

ثم الصناعة لما روی انه علیه السلام قال الحرفة امان من الفقر ومنهم من فضل الزراعة علی التجارة لکونها
پہر ہاتہہ کی کاری گری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ حرفہ فقیری سی بچاتا ہی اور بعضی تجارت سی کہیتی کو بہتر کہتی ہین کیونکہ اسکا

ف کہ وہ تین کپڑی کفن کی ہین ۱۲

اعم نفعا اذ قد روی انه علیه السلام قال ما زرع مسلم زرعا وما غرس شجرة فتناول منها انسان او دابة
نفع عام ہوتا ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو مسلمان کہیتی کرتا ہی اور درخت لگاتا ہی پہر اوسمین سی کوئی انسان یا چوپایہ

او طیر الا کانت له صدقة والثالث ان لا یمنعه سوق الدنیا عن سوق الاخرة وهو المسجد فینبغی له ان
یا پرندہ کہاوی تو اوسکی لئی صدقہ ہوگا اور تیسری یہہ کہ دنیا کا بازار آخرت کی بازار سی نہ روک رکہی کہ وہ مسجد ہی سو یون چاہیی کہ

یجعل اول النهار الی وقت دخول السوق لاخرته فیلازم المسجد فی ذلك الوقت ویواظب علی الاذکار والاوراد
اول روز یعنی صبح کی وقت جبتک کہ نکل کر بازار جاری ہو آخرت کی لئی مقرر کری اوس وقت مین مسجد کی بیٹہا ہوا ذکر اور وظیفہ مین مشغول رہی

لیکون من الذین قال الله تعالی فیهم فی بیوت اذن الله ان ترفع ویذکر فیها اسمه یسبح له فیها بالغدو
تاکہ اوس زمرہ مین داخل ہو جنکی حق مین اللہ تعالی فرماتا ہی اون گہرون مین کہ اللہ نی حکم دیا اونکو بلند کرنیکا اور وہان اوسکا نام پڑہنی کا یاد کرتی ہین اوسکی وہان صبح اور

والاصال رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله ثم انه مهما سمع الاذان للظهر والعصر ینبغی له ان یفرغ
شام وہ مرد کہ نہین غافل ہوتی سوداگری مین نہ بیچنی مین اللہ کی یاد سی پہر جب وہ ظہر اور عصر کی اذان سنا کری تو لایق ہی کہ دہندہی سی فارغ ہوکر

عن شغله وینزعج من مکانه ویدع کل ما کان فیه لان ما یفوته من فضیلة التکبیر مع الامام فی اول الوقت
اپنی جگہہ سی کہڑا ہو جاوی اور سب کار بار چہوڑ دی اسلئی کہ اول وقت مین امام کی ساتہہ تکبیر اولی کا ثواب جو فوت ہو جاویگا

لا یوازیها الدنیا بما فیها وقد جاء فی تفسیر قوله تعالی رجال لا تلهیهم تجارة ولا بیع عن ذکر الله انهم کانوا
اوسکی برابر دنیا اور جو دنیا مین ہی کچہہ نہین ہو سکتا اور اس آیت کی تفسیر مین آیا ہی وہ مرد غافل نہین ہوتی سوداگری مین نہ بیچنی مین اللہ کی یاد سی کہ وہ لوگ

حدادین وخرازین وکان احدهم اذا رفع المطرق او غرز الاشفی فسمع الاذان لم یخرج الاشفی ولم یوقع المطرقة
لوہار اور موچی تہی اور ہر ایک کا یہہ حال تہا کہ اگر ہتوڑا اوٹہایا یا ستاری گڑوئی پہر اذان سن پائی تو یہہ درفش نہ نکالتا اور وہ ہتوڑا نہ مارتا

بل رمی بها وقام الی الصلوة وهکذا یکون تجارة من یتجر لطلب الکفایة لا للتنعم فی الدنیا فان مثله یتجر فی الدنیا
بلکہ سب پہینک پہانک کر نماز کو چلی جاتی جو لوگ کفایت کی طالب ہوتی ہین اور عیش دنیا کا مقصود نہین رکہتی اونکی یہی تجارت ہوتی ہی کیونکہ ایسی لوگ دنیا کی تجارت کرتی ہین

ولا یضیع دینه فی تجارته لعلمه بان ربح الاخرة اولی بالطلب من ربح الدنیا فان من یطلب الدنیا للاستعانة
اور اس تجارت مین دین ضایع نہین ہوتا اسلئی کہ جانتی ہین کہ آخرت کا فائدہ طلب کرنا دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی بیشک جو شخص دنیا آخرت کی امداد کی واسطی حاصل کرتا ہی

بها علی الاخرة کیف یدع ربح الاخرة بل ینبغی له ان لا یکون شدید الحرص علی السوق والتجارة بان یکون اول داخل
وہ آخرت کا فائدہ کیونکر چہوڑ دیگا بلکہ اوسکو یون لازم ہی کہ بازار اور تجارت پر بہت لالچ نکری کہ بازار مین سب سی پہلی جایا کری

فیها واخر خارج منها اذ روی عن معاذ بن جبل وعبد الله بن عمر ان ابلیس یقول لولده زلنبور سر بکتائبك فائت
اور سب سی پیچہی آیا کری کیونکہ معاذ بن جبل اور عبد اللہ بن عمر سی روایت ہی کہ ابلیس اپنی بچی زلنبور سی کہا کرتا ہی کہ اپنی کتائب بازار مین لیجا

الاسواق وزین لهم الخلف والکذب والخدیعة والمکر والخیانة وکن مع اول من یدخل فیها واخر من یخرج منها
اور اونکو بہلا بنا کر دکہا خلاف اور جہوٹہ اور فریب اور مکر اور چوری اور اوسکی ساتہہ رہ جو بازار مین سب سی پہلی آوی اور سب سی پیچہی جاوی

وفی الخبر ان شر البقاع الاسواق وشر اهلها اولهم دخولا واخرهم خروجا وطریق الاحتراز عنه ان یراقب
اور حدیث مین ہی کہ سب سی بری جگہ بازار مین اور سب سی برا وہ بازاری جو پہلی آوی اور پیچہی جاوی اور طریقہ احتراز کا یہہ ہی کہ اپنی کفایت کی وقت کو دیکہتا رہی

وقت کفایته فاذا حصل له کفایة وقته ینصرف ویشتغل بتجارة الاخرة هکذا کان یفعل صلحاء السلف
اتنی لگ جاوی تو چلا آوی اور آخرت کی تجارت مین لگی صلحا پہلی زمانہ کی یونہی کیا کرتی تہی

فمنهم کان ینصرف بعد الظهر ومنهم من کان ینصرف بعد العصر ومنهم من کان لا یعمل فی الاسبوع الا
اونمین سی بعضی ایسی تہی کہ ظہر کی بعد چلی آتی تہی اور کوئی ایسا تہا کہ عصر کی بعد چلا آتا تہا اور کوئی ایسا تہا کہ ہفتہ بہر مین

سوماً ويوزن وكانوا يكتفون بذلك ثم ينبغي للمكتسب ان يراعي في معاملته العدل ويجتنب الظلم لان
كام كرتا اورسب اوسہی پر اکتفا کرتی پہر پیشہ ورکو لازم ہی کہ اپنی معاملہ مین عدالت برتی اورظلم سی بچتا رہی اسلئی
المعاملة قد تجري على وجه يحكم المفتي بصحتها وانعقادها لكنها تشتمل على ظلم يتعرض به العامل لسخط
کہ بعضی وقت معاملہ ایسی طور پر ہوجاتا ہی کہ مفتی اوسکو جایز بتادی اور عقد کو ٹھیک کہی پر اوسمین ایسا ظلم ہوجاتا ہی جس سی اہل معاملہ پر غضب
الله تعالى اذ ليس كل نهي مقتضيا لفساد العقد والمراد من الظلم ما يستضر به الغير فكل ما يستضر به الغير
الہی آتا ہی اسلئی کہ ہر نہی ایسی نہین ہوتی کہ عقد کو فاسد کردیا کری اور مراد ظلم سی یہہ ہی کہ جسمین غیر کا نقصان ہوجاوی پہر جسمین غیر کا نقصان ہوتا ہو
فهو ظلم وانما العدل ان لا يصدر عنه ضر لاحد والضابط فيه ان لا يحب لاحد الا ما يحب لنفسه فكل ما
وہی ظلم ہی اور عدل وہ ہی جسمین کسیکا کچہہ نقصان نہو اور قاعدہ کلیہ اسمین یہہ ہی کہ ہریک کی لئی وہ ہی بات پسند کری جو اپنی لئی پسند کرتا ہی پہر جو
لو عومل به كان يشق عليه ويثقل على قلبه ينبغي له ان لا يعامل به غيره بل ينبغي له ان يستوي عنده درهم
معاملہ ... گوارا اور اوسکی دل پر بہاری گذرتا ہو تو چاہئی کہ ویسا معاملہ غیر سی نکری بلکہ یون لازم ہی کہ اسکی نزدیک اپنا اور پرایا روپیہ یکسان ہووی
... غيره هذا هو الاجمال واما التفصيل ففي عدة امور الاول ان لا يثني على السلعة فانه ان وصفها
یہہ تو قاعدہ مجمل ہی اور رہی تفصیل سو کئی باتون مین ہی اول یہہ کہ بکری کی چیز کی تعریف نکیا کری کیونکہ اگر ایسی تعریف کی
... فان لم يقبله منه فهو كذب محض وان قبل منه فهو مع كونه كذبا تلبيس وظلم وان وصفها
... اگر خریدار نمانی پس وہ نرا جہوٹہہ ہی اور اگر خریدار نی مان لیا تو اب وہ جہوٹ کا جہوٹ اور دہوکا اور ظلم ہی اور اگر اوسکی ایسی تعریف
... بما علم به المشتري فهو هذيان وتكلم بما لا يعنيه ويحاسب عليه لان كل كلمة تصدر عن الانسان
... یعنی سچی پہر اگر خریدار کو معلوم ہی تو یہہ تعریف بیہودہ بک ہی اور نکمی بات اور اسکا حساب لیا جاویگا اسلئی کہ جو بات انسان کی منہہ سی نکلتی ہی
... يحاسب عليها لقوله تعالى ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد وان لم يعلم به المشتري ما لم يذكر
... ہونیوالا ہی اس دلیل سی نہین بولتا ایک بات جو نہین اوس پاس راہ دیکہتا تیار اور اگر خریدار کو وصف معلوم نہو جبتک یہہ ذکر نکری
... بذكر القدر الموجود فيه من غير مبالغة واطناب ويكون قصده منه ان تعرفه اخوه المسلم
... وتنا کہنی مین کچہہ ڈر نہین ہی مبالغہ نکری بات نہ پہیلاوی اور اس بیان سی غرض یہہ ہو کہ برادر مسلمان کو معلوم ہوجاوی تو رغبت سی خریدی
فيه ويحصل حاجته ولا ينبغي له ان يحلف عليه البتة لانه ان كان كاذبا فقد اتى باليمين الغموس
... جاوی اور ہرگز لایق نہین ہی کہ اوسپر قسم کہاوی اسلئی کہ اگر جہوٹہا ہوا تو اسنی یمین غموس کہائی
الكبائر التي تذر الديار بلاقع وان كان صادقا فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لايمانه واساء فيه
... ساہ ہی کہ ملک کو اوجاڑ دیتی ہی اور اگر سچا ہی تو اسنی الله تعالی کی نام کو اپنی قسمون کا نشانہ بنایا اور برا کیا
... الدنيا اخس من ان يقصد ترويجها بذكر اسم الله تعالى من غير ضرورة والثاني ان لا يكتم من عيوبها وخفايا
... اس مرتبہ سی کمتر ہی کہ بی ضرورت الله تعالی کا نام لیکر اوسکو رونق دی جاوی دوسری یہہ ہی کہ نہ اوسکی عیوب پوشیدہ کری اور نہ
... شيئا اصلا بل يجب عليه ان يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها لانه ان اخفى شيئا منها يكون ظالما غاشا
... بات چہپی ہوئی چہپاوی بلکہ اوسپر یہہ واجب ہی کہ اوسکی تمام عیب چہپی اور ظاہر بیان کردی کیونکہ اگر کوئی عیب اوسمین سی چہپاویگا تو ظالم اور خائن ٹہرلگا
... والغش حرام والنصح واجب ومهما اظهر احسن وجهي الثوب واخفى الوجه الاخر يكون غاشا وكذلك
... اور خیانت کرنی حرام ہی اور خیر خواہی واجب اور اگر تہان کا اچہا پلا دکہلادیا اور دوسرا پلا چہپالیوی تو خائن ہوتا ہی اور ایسی
... احسن فردي الخف او النعل وامثاله وكذلك اذا عرض المتاع في موضع مظلم والحاصل ان الغش
... جہا فرد پیش کردی اور جوتی کی جہی یا ائی اور مانند اسکی اور ایسی ہی اگر اسباب کو اندہیری مین سامنی کری حاصل یہہ ہی کہ دغا

حرام في البيوع والصنائع جميعا فلا ينبغي للصانع ان يتهاون بعمله على وجه لو عامله به غيره لا يرتضيه بل ينبغي له
تمام بیوع اور صناعات مین حرام ہی سو کاریگر کو نہین چاہی کہ اپنی کار مین ایسی سستی برتی کہ اگر کوئی اور اوسکی ساتھ ویسا معاملہ کری تو وہ پسند نکری بلکہ لائق یہہ ہی

ان يحسن الصنعة ويحكمها وان وقع فيها عيب يبين جليتها وبه يتخلص من الغش الحرام ومن كونه ظالما للناس
کہ اپنا کار بہت درست اور مضبوط بناوی اور اگر اتفاقا عیبدار ہو جاوی تو عیب بیان کر دی اسمین دغا سی جو حرام ہی اور خلق پر ظلم کرنی سی بچ جاتا ہی

ومن هذا القبيل ما روى عن امام احمد انه سئل عن الرفو بحيث لا يتبين فقال لا يجوز لمن يبيعه ويخفيه و
اور اسی قسم کی امام احمد سی یہہ روایت ہی کہ اونسی کسی نی ایسی رفو کا مسئلہ پوچھا کہ ہرگز معلوم نہو پس جواب دیا بیچنی والی کو جایز نہین ہی کہ کپڑا بیچدی اور رفو چھپاوی

انما يحل اذا علم انه يظهره ولا يخفيه او لا يريد بيعه ويدل على تحريم الغش انه عليه السلام مر برجل يبيع الطعام
اور حلال جب ہوتا ہی کہ معلوم ہو جاوی کہ یہہ بیان کر دیگا چھپانیکا نہین یا بیچیگا نہین اور دغا کی حرمت پر یہہ روایت دلیل ہی کہ نبی علیہ السلام ایک شخص کی پاس گئی کہ وہ گیہون بیچتا تہا

فاعجبه فادخل يده فنالت اصابعه بللا فقال ما هذا يا صاحب الطعام فقال اصابته السماء يا رسول
سو آپکو پسند آئی پہر آپ نی اونکی اندر ہاتہہ ڈالا تو او انگلیان بہیگ گئین فرمایا یہہ کیا ای گیہون والی عرض کیا یا رسول اللہ بوندین پڑ گئین ہین

الله فقال النبي صلى الله عليه وسلم هلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس من غشنا فليس منا ويدل
پہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اسکو اوپر کی رخ کیون نکر دیا تا کہ اسکو سب لوگ دیکہتی جو کوئی ہمکو دغا دیوی سو ہم مین سی نہین اور خیرخواہی

على وجوب النصح باظهار العيوب انه عليه السلام لما بايع جريرا على الاسلام واراد ان ينصرف جذبه و
کی وجوب پر عیوب کی اظہار سی یہہ دلیل ہی کہ نبی علیہ السلام نی جب جریر سی اسلام پر بیعت لی اور اونہی روانگی کا ارادہ کیا تب آپنی اوسکو کہینچکر

اشترط عليه النصح لكل مسلم وكان جرير اذا قام الى السلعة ليبيعها بصر عيوبها ثم يخبر مشتريها ويقول له
یہہ شرط کی کہ مسلمانون کی خیرخواہی کرتی رہنا اور جریر کا یہہ حال تہا جب اسباب بیچنی کہڑا ہوتا تو اوسکا عیب دکہا دیتا اور خریدار کو خبر کر دیتا پہر خریدار سی یہہ کہدیتا

ان شئت فخذ وان شئت فاترك وكان واثلة بن الاسقع واقفا فباع رجل ناقة له بثلثمائة درهم وغفل
چاہو لو اور چاہو مت لو اور واثلہ بن الاسقع کہڑی تہی کہ ایک شخص نی اپنی اونٹنی تین سو درہم کو بیچ ڈالی اور واثلہ کو خبر نہ تہی

واثلة وذهب المشتري بالناقة فسعى وراءه وصاح به قال يا هذا اشتريتها للظهر او للحم فقال بل للظهر فقال ان
خریدار اونٹنی لیکر چلتا ہوا پہر واثلہ نی پیچہی سی دوڑ کر پکار کر کہا ای شخص یہہ اونٹنی تو نی سواری کی لئی لی ہی یا ذبح کرنیکو جواب دیا سواری کی واسطی پہر واثلہ نی کہا

بخفها نقبا قد رايته وانها لا تتابع السير فعاد فردها فنقصه البايع مائة درهم وقال لواثلة رحمك الله قد
اسکی کہوری مین زخم ہی مینی دیکہا ہی یہہ خوب نہین چل سکتی پس وہ ہٹکر پہیرنی لگا پہر بایع نی سو درہم قیمت کی کم کر دئی اور واثلہ سی کہا اللہ تجہپر رحم کری تو نی

افسدت على بيعي فقال واثلة انا بايعنا رسول الله صلعم على النصح لكل مسلم وسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
میری بیع بگاڑ دی واثلہ نی کہا ہمنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی ہر مسلم کی خیرخواہی پر بیعت کی ہی اور مینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی

يقول لا يحل لاحد ان يبيع بيعا الا بين ما فيه ولا لمن يعلم ذلك الا بينه وقد تبين من هذا انهم قد فهموا ان النصح
کہ فرماتی تہی حلال نہین ہی کسیکو کہ کوئی شی بیچی مگر بیان کر دی جو اوسمین ہی اور عیب کی جاننی والی کو حلال نہین ہی مگر کہ بیان کر دی اور بیشک اس سی ظاہر ہوا کہ وہ لوگ یہہ سمجہی ہوئی تہی

من الشروط الداخلة تحت بيعتهم له عليه السلام على الاسلام وهو ان لا يرضى لاخيه المسلم الا ما يرضى لنفسه
وہ شرط ہی کہ اونکی بیعت اسلام مین داخل ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سی ہوئی اور نصح یہہ ہی کہ پسند نکری اپنی برادر مسلم کیواسطی مگر وہ بات جو اپنی لئی پسند کرتا ہی

وهذا امر يشق على اكثر الخلق ولن يتيسر على احد الا بان يعتقد امرين احدهما ان يعلم ان تلبيسه العيوب و
اور یہہ بات اکثر خلق پر دشوار گذرتی ہی اور بدون اعتقاد دو بات کی کسیکو میسر نہین ہو سکتی ایک تو یقین کری کہ عیوب کو چہپانا اور

ترويجه السلع لا يزيد في رزقه بل يمحقه ويذهب بركته وما يجمعه من متفرقات التلبيسات يهلكه الله تعالى
اسباب کو رونق دینا رزق نہین بڑہاتا بلکہ اوسکو نیست نابود کر دیتا ہی اور برکت کہو دیتا ہی اور جو مال طرح طرح کی دغا بازیونسی جمع کرتا ہی اوسکو اللہ تعالی ایک ہی

دفعة واحدة اما بالاحراق او بالاغراق او باخذ اللصوص والظلمة والكفرة والثانى ان يعلم ان ربح الاخرة خير
تلف کر دیتا ہی یا جلا دیتا ہی یا ڈبو دیتا ہی یا چور لیجاتی ہیں یا ظالم اور کفار چھین لیتی ہیں اور دوسرا یہہ یقین کری کہ آخرت کا فائدہ

من ربح الدنيا وان فوائد اموال الدنيا ينقضى بانقضاء العمر ويبقى مظالمها واوزارها فكيف يختار العاقل ان يستبدل
دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی اور مال کی دنیاوی فائدی جب عمر ہو لیتی ہی سب ہو چکتی ہیں اوسکا وبال اور بوجھہ سر پر رہ جاتا ہی پہر عاقل آدمی کو کب پسند آتا ہی کہ ادنی چیز کو

الذى هو ادنى بالذى هو خير فان قيل مهما وجب على التاجران يذكر عيوب متاعه لا يتم له المعاملة فما الطريق فيما
اعلی شی سی بدل لیوی اگر کوئی کہی جب بیچنی والی پر یہہ واجب ہوا کہ مبیع کی عیب کہہ دیا کری تو معاملہ کبھی پورا نہو گا پہر اسمین کونسی راہ ہی

فالجواب انه اذا التزم ان لا يشترى الا الجيد بحيث لو امسك لنفسه يرتضيه فانه اذا باعه وقنع بربح يسير
تو جواب یہہ ہی کہ تاجر جب یہہ عہد کر لی کہ سوای عمدہ شی کی مول نلیا کری ایسی کہ اپنی لئی اگر بچا رکہی تو مقبول پسندیدہ ہو دی سو تاجر جب اوسکو بیچی اور تہوڑی سی نفع پر قناعت

يبارك له فيه لا يحتاج الى تلبيس فمن تعود هذا لا يشترى المعيب فان وقع فى يده نادرا يذكر عيبه ويقنع
کری تو اوسمین برکت ہو دیگی دغا فریب کی کچہہ حاجت نہین ہی پہر جسکی یہہ عادت ہو جاویگی تو عیب دار چیز مول نلیگا پہر اگر اتفاقا عیب دار اوسکی ہاتہہ آجاوی تو اوسکا عیب ظاہر

بقيمته وانما يتعذر هذا على التجار لانهم لا يقنعون بربح يسير بل يطلبون بربح كثير ولا يحصل ذلك الا بالتلبيس
کر دی اور اوسکی قیمت ہی پر قناعت کری اور یہہ بات تجار پر اسلئی دشوار گذرتی ہی کہ وہ تہوڑی نفع پر قناعت نہین کرتی بلکہ بڑی فائدہ کی طالب ہوتی ہین یہہ جب ہاتہہ آتا ہی

واما من يقنع بربح يسير فيسهل له ذلك وقد حكى عن السلف الصالح كثير من ذلك من جملتها ان ابن سيرين باع
اور جو تہوڑی نفع پر قناعت کرتا ہی اوسپر آسان ہی اور متقدمین صلحاء کی ایسی باتین بہت مشہور ہین اونمین سی ایک یہہ ہی کہ ابن سیرین نی ایک بکری

شاة وقال للمشترى ابين لك ما فيها من العيب انها تقلب العلف برجلها وباع الحسن بن صالح جارية وقال
بیچی اور خریدار سی کہا مین اسکا عیب تجہسی بیان کر دون یہہ بکری گہاس کو پانوسی روندہ کر خراب کر دیتی ہی اور حسن بن صالح نی لونڈی بیچی اور

للمشترى انها تنخمت عندنا مرة دما وهكذا ينبغى ان يكون اهل الدين فمن لا يقدر عليه فليترك المعاملة او
خریدار سی کہا کہ اسنی ہماری پاس ایکدفعہ لہو ڈالا تہا اور دیندار ہون تو ایسی ہون جس سی اتنا نہو سکی تو وہ معاملہ چہوڑ دی یا

ليوطن نفسه على عذاب النار والثالث ان لا يجوز فى المقدار وذلك بتعديل المكيال والميزان والاحتياط فيهما
دوزخ کی اندر اپنا گہر بنا وی اور تیسری یہہ کہ مقدار مین کمی بیشی نکری یہہ امر پیمانہ اور ترازو کی درستی سی ہوتا ہی اور دونوں مین احتیاط سی

اذ قال الله تعالى ويل للمطففين الذين اذا اكتالوا على الناس يستوفون واذا كالوهم او وزنوهم يخسرون ولا
کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی خرابی ہی گہٹانیوالون کی وہ کہ جب ناپ لین لوگونسی پورا بہر لین اور جب ماپ دین اونکو یا تول دین تو گہٹا کر دین

مخلص من هذا الا بان يزيد اذا اعطى وينقص اذا اخذ لان العدل الحقيقى قلما يتصور فان من يستقصى فى
اسکا بچاؤ جب ہی کہ دیتی ہوئی کچہہ بڑہا دیوی اور لیتی ہوئی کچہہ کم لی اسلئی کہ ٹہیک پورا پورا بہت کمتر ہوتا ہی بیشک جو شخص اپنا حق خوب پورا لیوی

اخذ حقه بكماله يوشك ان يتعداه ولذلك اذا اشترى رسول الله صلى الله عليه وسلم شيئا قال للذى يزن
تو عجب نہین کہ حق سی بڑہ جاوی اور اسیلئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی شی خریدتی تو ثمن ادا کرنیوالی سی فرماتی

الثمن زن وارجح وكان بعض السلف يقول لا اشترى الويل بحبة فكان اذا اخذ نقص حبة واذا اعطى زاد حبة
ثمن تول دی اور کچہہ زیادہ دی اور بعضی متقدمین کہا کرتی ہی ہم ویل کو بعوض دانہ کی نہین خریدتی پہر اگر کچہہ آپ لیتی تو بمقدار دانہ کی کم لیتی اور اگر اور کو دیتی تو بمقدار

وكان يقول ويل لمن يبيع بحبة جنة عرضها السموات والارض فكل من خلط بالبر ترابا او تبنا ثم كاله يكون
دانہ زیادہ دیتی اور کہتی افسوس ہی جو جنت کو بعوض دانہ کی دیدی جسکا پہیلاؤ ہی آسمان اور زمین پس جو شخص گیہون مین مٹی یا تنکی ملا کر ناپ دیوی تو وہ

من المطففين فى الكيل وكل قصاب وزن مع اللحم عظما او شيئا لم تجر به العادة يكون من المطففين فى الوزن
پیمانہ کا کہٹانیوالا ہی اور جو قصائی گوشت کی ساتہہ ہڈی یا اور کچہہ خلاف رسم چہیچڑا وغیرہ تول دی تو وہ وزن کہٹانیوالا ہی

وقس على هذا سائر التقديرات حتى في الذراع الذي يتعاطاه البزاز فانه في وقت الذرع ان ارسل الثوب ولم يمده
اور اسی پر تمام تقدیرات یعنی اندازہ کی چیزیں قیاس کر لو یہاں تک کہ گز گٹ جس سی بزاز لیں دیں کرتا ہی پس بیشک بزاز گز گٹ کرتی ہوئی اگر کپڑا ڈھیلا کر دے اور

اذا اشتراه ومده ولم يرسله اذا باعه فكل ذلك يكون من التطفيف الذي يعرض صاحبه للويل الثالث ان يصدق
جب آپ خریدی او کہینچی اور ڈھیلا نکری جب بیچی تو یہہ سب وہ ہی تطفیف ہی جس سی ویل پیش آویگا اور تیسری ہر وقت بھاؤ کو سچ کہی

في سعر الوقت اذ لا يجوز لاحد ان يلبس على البايع او المشتري سعر الوقت ويغتنم الفرصة ويخفي من البايع غلاء السعر
کہیا کری اسلئی کہ کسیکو یہہ جایز نہیں ہی کہ بایع سی یا خریدار سی بھاؤ وقت کا چھپا لیوی اور فرصت کو غنیمت سمجھکر بایع سی بھاؤ کی گرانی

او من المشتري انحطاطه فان من يفعل هذا يكون من الظالمين التاركين للنصح الواجب وقد امر الله تعالى بالعدل و
یا خریدار سی ارزانی پوشیدہ کر لی بیشک جو ایسا کریگا وہ ظالم ہی نصح واجب کا تارک اور بیشک اللہ تعالی کا حکم ہی واسطی عدل اور

الاحسان حيث قال إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ والعدل سبب للنجاة فقط وهو يجري مجرى سلامة راس
احسان کی چنانچہ یہہ فرماتا ہی بیشک اللہ تعالی حکم کرتا ہی انصاف کو اور بھلائی کو اور عدل سبب نجات کا ہوتا ہی فقط اور قایم ہی مقام سلامت یعنی اصل

المال والاحسان سبب الفوز ونيل السعادة وهو يجري مجرى الربح فكما لا يعد من العقلاء من يقنع في معاملات
مال کی اور احسان سبب مراد پانی اور حصول سعادت کا ہی اور قایم ہی مقام منفعت کی پہر جیسی کہ عاقل نہیں شمار کیا جاتا جو شخص معاملات دنیا میں

الدنيا براس ماله كذلك في معاملة الاخرة فلا ينبغي للمؤمن ان يقتصر على العدل ويدع باب الاحسان مع انه تعالى
اپنی اصل مال پر قناعت کرتا ہی ایسی ہی معاملات اخروی میں سو مؤمن کو لایق نہیں ہی کہ صرف عدل پہ کتفا کر کر احسان کا باب بند کر دی باوجودیکہ اللہ تعالی

قال وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللّٰهُ إِلَيْكَ وقال في اية اخرى إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ والمراد من الاحسان فيما
فرماتا ہی اور بھلائی کر جیسی بھلائی کی اللہ نی تجہسی اور ایک اور آیت میں فرماتا ہی بیشک مہر اللہ کی نزدیک ہی نیکی والوں سی اور احسان سی مراد یہاں یہہ کہ

نحن فيه ما ينتفع به في المعاملة وهو غير واجب بل هو تفضل وانما الواجب العدل وترك الظلم وينال العامل رتبة الاحسان
معاملہ میں جس بات سی منفعت ہو اگرچہ یہہ واجب تو نہیں پر خوبی کی بات ہی واجب صرف عدل کی ہی اور ظلم کا نکرنا اور احسان کا رتبہ پاتا ہی

بواحد من عدة امور الاول في الغبن فينبغي له ان لا يغبن صاحبه بما لا يتغابن به في العادة حتى لو بذل المشتري
جو کوئی ان چند امور میں سی کوئی سا عمل میں لاوی پہلی غبن میں یوں لازم ہی کہ مالکو اتنا نقصان نہ دیوی کہ عادت کی موافق وتنا نہ دیتی ہوں یہاں تک کہ اگر مشتری

زيادة على الربح المعتاد لشدة حاجته ينبغي للبايع ان يمتنع عن قبوله لان اخذ الزيادة اذا لم يكن فيه تلبيس
بی ضرورت کا مارا فائدہ مروج سی زیادہ دینی لگی تو بایع کو چاہیئی کہ نہ لیوی اس لئی کہ بڑھتی لینی میں اگرچہ دون دغابازی کی ہووی

وان لم يكن ظلما لكنه ترك للاحسان مع ان من يقنع بربح قليل يكثر معاملاته ويستفيد من تكررها ربحا
اگرچہ ظلم نہیں ہی پر احسان ترک ہوتا ہی باوجودیکہ جو کوئی تھوڑی نفع پر قناعت کرتا ہی تو اوسکی بکری بہت ہوتی لگتی ہی اور اسطرح کی بکری میں بہت فائدہ

كثيرا وبه يظهر البركة والثاني في احتمال الغبن فان من يشتري طعاما او متاعا من فقير ويحتمل الغبن ويتساهل
بڑھتا ہی اور اسی میں برکت ہوتی ہی اور دوسری نقصان اوٹھانی میں بیشک جو شخص غلہ یا اور مال فقیر سی خریدی اور نقصان وہاں اوسپر آسانی کر کر

فيه فانه يكون محسنا داخلا في قوله عليه السلام رحم الله امرأ سهل البيع والشراء واما من يشتري من غني
تو وہ محسن ہوتا ہی اس روایت میں داخل کہ رحم کری اللہ اوسپر جو آسان کری بیع اور شراء کو اور جو شخص غنی تونگر سوداگر سی خریدی کا

تاجر يطلب زيادة على الربح المعتاد فاحتمال الغبن منه ليس بمحمود بل هو تضييع المال من غير فائدة في الدنيا
جو فائدہ مروج سی زیادہ طلب کرتا ہو پس ایسی موقع پر نقصان اوٹہانا قابل تعریف کی نہیں ہی بلکہ بی فائدہ مال کا ضایع کرنا ہی نہ فائدہ دنیا کا نہ آخرت کا

والاخرة وقد ورد في الحديث ان المغبون لا محمود ولا ماجور والكمال ان لا يَغبِن ولا يُغبَن وقد كان خيار السلف
اور بیشک حدیث میں آیا ہی کہ مغبون کی نہ تعریف ہی اور نہ ثواب کمال کی بات یہہ ہی کہ نہ کسیکو نقصان دی اور نہ آپ نقصان اوٹہاوی اور عمدہ لوگ سلف

یستقصون فی الشراء ثم یهبون کثیرا من المال فقیل لبعضهم تستقصی فی شرائك علی الیسیر ثم تهب الکثیر

خرید میں خوب پورا حق لیا کرتی تھی پھر اکثر مال بخشدیتی تھی کسینی کسی سی پوچھا خرید نی کے وقت ادنی چیز کو خوب پورا کرتی ہو پھر اکثر بخشدیتی ہو

فلا تبالی فقال لان الواهب یعطی فضله والمغبون یضیع عقله والثالث فی استیفاء الثمن وسائر الدیون

تو کچھ پروا نہیں کرتی جواب دیا بخشنی والا اپنا فضل عطا کرتا ہی اور مغبون اپنی عقل ضایع کرتا ہی اور تیسری ثمن اور قرض پورا لینی میں

والاحسان فیه یکون تارة بالمسامحة وتارة بالامهال والتاخیر وتارة بالمساهلة فی طلب جودة النقد وکل

اسمیں احسان کبھی تو درگذر کرنی میں ہی اور کبھی درنگ اور مہلت کرنیمیں اور کبھی سہولت برتنی میں کہرا روپیہ لینی سی اور یہہ تمام امور

ذلك مندوب الیه محثوث علیه لقوله علیه السلام رحم الله امرأ سهل البیع سهل القضاء سهل الاقتضاء

محبوب اور مرغوب ہیں بدلیل اس حدیث کی رحم کری اللہ اوس شخص پر جو آسانی برتی بیع میں آسانی برتی ادامیں آسانی برتی تقاضا میں

فینبغی له ان یغتنم دعاء رسول الله صلی الله علیه وسلم وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال اسمح یسمح لك

اوسکو چاہیی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو غنیمت سمجھی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا درگذر کر درگذر ہوگی تجہسی

وفی حدیث انه علیه السلام قال من انظر معسرا او ترك له حاسبه الله حسابا یسیرا وفی لفظ اخر اظله

اور ایک حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی مہلت دی مفلس کو یا اوسکو معاف کیا تو اوسنی اللہ تعالی آسانی سی حساب لیگا اور ایک روایت میں ہی اوسکو

الله تحت ظل عرشه یوم لا ظل الا ظله فهذا هی طرق التجارات فی السلف فقد اندرست فمن قام بها فی هذا

اللہ تعالی اپنی عرش کا سایہ دیگا اوس روز کہ سوا اوسکی کوئی سایہ نہو گا سلف میں تجارات کا یہی طریق تھا جو اب پرانا ہوگیا جو شخص اس زمانہ میں

الزمان یکون ممن احیی هذه السنة ویرجی له من فضل الله تعالی جزیل الرحمة المجلس السبعون

اوسکو پہر قایم کری تو اوسنی یہہ سنت زندہ کی اسکی نئی فضل الہی سی رحمت کی بڑی امید ہی ستروین مجلس میں

فی بیان حرمة الاحتکار وسائر ما یتعلق به من الاحکام الشرعیة قال رسول الله

بیان احتکار کی حرمت کا اور تمام احکام شرعی جو اس سی متعلق ہیں رسول اللہ

صلی الله علیه وسلم من احتکر فهو خاطئ هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه عمر بن عبد الله ومعناه

نی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جسنی احتکار کیا پس وہ خطاوار ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون میں سی ہی عمر بن عبد اللہ کی روایت سی اسکی

ان من یجمع الطعام الذی یجلب الی البلد ویحبسه لیبیعه وقت الغلاء فهو اثم لتعلق حق العامة به و

جو شخص غلہ جمع کرلی جو کہ شہر کی طرف رسد آتی ہی اور اسکو روک رکہی اسلئی کہ گران کرکر بیچی تو وہ گنہگار ہی کیونکہ اوسمین سب عوام کا حق ہی اور

هو بالحبس والامتناع عن البیع یرید ابطال حقهم وتضییق الامر علیهم وهو ظلم عام وصاحبه ملعون لما

محتکر اوسکو روک کر بیچنی سی بند کرکر اونکا حق باطل اور اونکا حال تنگ کیا چاہتا ہی اور یہہ ظلم عام ہی اور ایسا شخص ملعون ہی کیونکہ

روی انه علیه السلام قال الجالب مرزوق والمحتکر ملعون فانه علیه السلام بین فی هذا الحدیث ان الذی

روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا غلہ لانیوالا رزق دیا جاتا ہی اور محتکر پہ لعنت ہی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث میں فرمایا کہ جو شخص

یجلب الامتعة والاقوات ویبیعها لتحصیل الربح یحصل له الربح ولا اثم علیه لان الناس ینتفعون به فینال له برکة

اسباب اور قوت لا لاکر واسطی تحصیل فائدہ کی بیچتا ہی تو اوسکو نفع ہو رہتا ہی اور کچہہ اوسپر گناہ نہیں ہی اسلئی کہ سب خلقت اوس سی فائدہ لیتی ہی

دعائهم والذی یشتری الطعام الذی یجیء الی البلد ویحبسه لیبیعه وقت الغلاء فهو ملعون بعید عن رحمة

اسکو بہی اونکی دعا سی فائدہ ہوتا ہی اور جو شخص تمام غلہ شہر کی رسد کا خرید کر روک رکہتا ہی تاکہ مہنگا کرکر بیچی سو وہ ملعون اور اللہ کی رحمت سی دور

الله تعالی ولا یحصل له البرکة فاذا دام فی ذلك الفعل فاذا رفع امره الی القاضی یامره القاضی ببیع ما یفضله

ہوتا ہی اور اوسکو کبہی برکت نہیں ہوتی جبتک یہہ کار کرتا رہی پہر اگر اوسکی خبر قاضی تک جاوی تو اوسکو قاضی وتنی غلہ کی بیچا جو اوسکی ادر اوسکی

من قوته وقوت عياله على السعة بمثل القيمة بان يقول له بعه بما يبيع الناس ولا يسعر لقوله عليه السلام

عیال کی فراغت کی ساتھ کہانی سی بڑہی قیمت برابر سی بیچی یعنی حاکم اسطورپر کہدی کہ اسکو بیچ ڈال جیسے اور لوگ بیچتی ہیں اور بہاؤ نہ ٹہراوی چاہیے اسواسطی کی

لا تسعروا فان الله هو المسعر القابض الباسط الرازق وفي هذا الحديث مبالغة في النهي عن التسعير

تم بہاؤ نہ ٹہراؤ بیشک بہاؤ اسد ہی مقرر کرتا ہی جو تنگ کرتا ہی اور فراخ اور رزق دیتا ہی اور اسحدیث میں بہاؤ ٹہرانی کی بڑی ممانعت ہی

اذ بين فيه ان التسعير مما يتولاه الله تعالى بنفسه ولم يكله الى غيره من عباده فليس لهم ان يتكلفوا فيه

اسلئی اسمین یہہ بیان ہی کہ بہاؤ کا متولی اللہ تعالی بذات خود ہی اسکو کسی اور پر اپنی بندوں میں سی حوالہ نہیں کیا سو انکو نہیں چاہیے کہ اسمیں تکلف کریں

وان فعلوا لا يحصل لهم الا الضيق وشدة عقوبة لهم على معارضتهم له تعالى في قضاياه فعلى هذا ينبغي للقاضي

اور اگر کرینگی تو انکو ملیگی بجز تنگی اور سختی عذاب کی کچھہ نہوگا کیونکہ مقابلہ کرتی ہیں احکام الہی میں اس بیان کی موافق قاضی کو چاہیے

ان يتعرض لحقه الا اذا كان فيه ضرر للعامة بان يتعدى ارباب الاموال عن قيمتها تعديا فاحشا بان

کہ اوسکی حق میں دخل نہ دیوی ہاں اگر عوام کا ضرر ہوتا ہو اسطور کہ مالوالی اوسکی قیمت میں تعدی فاحش کرتی ہوں

يبيعوها بضعف قيمتها فح يسعر القاضي بمشورة اهل الرأي والبصيرة صيانة لحقوق الناس ثم ان من

کہ دو چند قیمت کو بیچنی لگیں پس اب قاضی اہل رائی اور بصیرت کی صلاح سی عوام کا حق بچانیکی لئی بہاؤ مقرر کردی پہر اگر کسینی

باع منهم بما قدره القاضي وان صح بيعه لكونه غير مكره على البيع لكن ان كان اذا نقص يخاف ان يضربه

اونمیں سی قاضی کی بہاؤ پر بیچا اگرچہ بیع جائز ہی کیونکہ بیع پر زبردستی نہیں ہوئی ہی لیکن اگر ایسا حال ہو کہ اگر اوس بہاؤ سی کم کری تو خوف قاضی کی

القاضي لا يحل للمشتري ما باعه البائع لانه في معنى المكره فيلزم للمشتري ان يقول له عند الشراء بعني ما تحب

مار کا ہی تو مشتری کو بائع کا بیچا ہوا حلال نہیں ہی کیونکہ یہہ بہی گویا زبردستی کی بیع ہی پس اب مشتری کو یوں چاہیے کہ خریدتی وقت یہہ لفظ کہدی میری ہاتہہ

فح باي شيء يبيعه يحل فعلى هذا يلزم للقاضي اذا رفع اليه امر المحتكر ان لا يعجل بالعقوبة ولا التسعير بل ينهاه

اپنی مرضی کی موافق بیچدی اسوقت جتنی کو بیچیگا حلال ہو دیگا اسصورت میں قاضی کو لازم ہی کہ جب اوسکی پاس محتکر کی فریاد آوی تو نہ عقوبت میں جلدی کری اور نہ بہاؤ مقرر کری

عن الاحتكار ويزجره عنه ويامره بالبيع وان لم يمتثل يعظه ويهدده وان امتنع ولو يبع يحبسه ويعزره

منع اور ملامت کردی اور کہدی کہ بیچ ڈال اور اگر نہ مانی تو سمجہاوی اور دہمکاوی اور اگر پہر بہی نہ مانی اور نہ بیچی تو اوسکو قید کری اور تعزیر دی

حتى يمتنع عن سوء عمله لانه بارتكاب ما لا يحل له استحق العقوبة وليس فيه حد مقدر فيعزر دفعا للضرر

یہاں تک کہ اپنی فعل قبیح سی باز آوی کیونکہ ممنوع بات اختیار کر کر عقوبت کا سزاوار ہو گیا ہی اور اسمیں کوئی حد تو مقرر نہیں ہی لاچار واسطی دفع ضرر عوام کی تعزیر

عن الناس بل الصحيح انه ان امتنع عن البيع يبيعه القاضي اتفاقا وهذا فيما يضر حبسه عند الحاجة اليه

دیا جاوی بلکہ صحیح یہہ ہی کہ اگر وہ آپ نہ بیچی تو سب فقہاء کی نزدیک قاضی بیچ ڈالی یہہ حکم اوس مبیع کا ہی جسکا بند کر رکہنا حاجت کی وقت ضرر کرتا ہو

مما هو قوت البشر والبهائم كالبر والشعير والتمر والتين والزبيب وقال ابو يوسف كل ما يضر بالناس حبسه سواء

جیسی قوت آدمیوں کا اور چارپایوں کا جیسی گیہوں اور جو اور چہواری اور انجیر اور مویز اور امام ابو یوسف کہتی ہیں جس چیز کا روک رکہنا عوام کو ضرر کری برابر ہی

كان ماكولا او غير ماكول فهو احتكار لا يجوز حبسه وان كان ثوبا او ذهبا او فضة ومدة الحبس قيل اربعون

کہ خوردنی ہو یا نہ خوردنی وہ سب احتکار ہوتا ہی اوسکا روکنا جائز نہیں ہی اگرچہ کپڑا ہو یا سونا یا چاندی اور مدت روک رکہنی کی جسی احتکار کہیں کوئی کہتا ہی

يوما لما روي انه عليه السلام قال من احتكر اربعين يوما فقد برئ من الله وبرئ الله منه وفي حديث

چالیس دن ہیں کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی احتکار کیا چالیس دن بیشک بیزار ہوا اللہ سی اور اللہ بیزار ہوا اوس سی اور ایک اور حدیث میں ہی

اخر انه عليه السلام قال من احتكر اربعين يوما ثم تصدق به لم تكن صدقته كفارة للاحتكاره وقيل شهر

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی چالیس روز احتکار کیا پہر اوسنی وہ شی صدقہ کردی تو یہہ صدقہ کفارہ اوسکا نہیں ہو سکتا اور کوئی کہتا ہی ایک مہینہ ہی

وهذا في حق المعاقبة في الدنيا واما الاثم فهو حاصل وان قلت المدة ومن حبس غلة ارضه لا يكون محتكرا
اور یہہ مدت واسطے سزا دنیاوی کی ہی اور گناہ وہ بہرصورت ہوتا ہی اگرچہ مدت کمتر ہو اور جس شخص نے اپنی زمین کا غلہ جمع کر رکہا تو محتکر نہیں ہوتا اسواسطے
خالص حقه لم يتعلق به حق العامة لكن لو كان للناس اليه حاجة فالافضل له ان يبيعه ولو امتنع عن
کہ یہہ اوسکا خالص حق ہی اس سے حق عوام کا متعلق نہیں ہی لیکن اگر عوام کو اوسکی حاجت ہووی تو پہر افضل یہہ ہی کہ بیچڈالی اور اگر نہ بیچی
البيع يكون مسيئا لسوء نيته وقلة شفقته على المسلمين واما ما جلبه من بلد اخر ففيه اختلاف والاحتياط
تو برا کرتا ہی کیونکہ اوسکی نیت بری اور مسلمانوں پر شفقت نہیں ہی اور جو غلہ وغیرہ بہر کر اور شہر سے لاوی سو اوسمیں اختلاف ہی احتیاط اسمیں ہی
في بيعه بسعر يومه حتى ينال الثواب الموعود بقوله عليه السلام من جلب طعاما فباعه بسعر يومه فكانما
کہ اوسہی روز کی بہاؤ سے بیچڈالی تاکہ وہ ثواب پاوی جسکا اس حدیث میں وعدہ ہی جو غلہ بہر لیجاوی اور اوسہی روز کی بہاؤ سے بیچڈالی تو گویا
تصدق به وفي لفظ اخر فكانما اعتق رقبة وقد حكي عن بعض السلف انه كان بواسط فجهز سفينة حنطة
اوسنی وہ تمام صدقہ کردیا اور ایک اور روایت میں ہی گویا اوسنی غلام آزاد کردیا کسی بزرگ کی حکایت ہی کہ واسط میں تہا اوسنی ایک کشتی گیہوں کی بصرہ کو روانہ کی
الى البصرة وكتب الى وكيله بع هذا الطعام يوم يدخل البصرة ولا تؤخره الى غد فوافق سعة في السعر فقال له
اور گماشتہ کو لکہہ بہیجا اس غلہ کو بصرہ میں پہنچتے ہی بیچدینا اگلی دن تک نہ رکہنا پہر کشتی پہنچی تو بہاؤ ارزان ہوگیا تاجروں نے
التجار ان اخرته جمعة ربحت فيه اضعافه فاخره جمعة فربح امثاله فكتب الى صاحبه بذلك فكتب اليه صاحبه
کہا اگر جمعہ تک اتنہ تہام لو تو کئی گونہ فائدہ ہوجاوی اوسنی جمعہ تک تہام لیا تو خوب فائدہ ہوا اور مالک کو اوسکی خبر لکہہ بہیجی مالک نے گماشتہ کو پہر لکہا
يا هذا انا كنا قد قنعنا بربح يسير مع سلامة ديننا وانك قد خالفت فاذا وصل اليك كتابي هذا فخذ المال كله فتصدق
ای شخص ہمنی تو تہوڑے سی نفع پر دین کی سلامتی کی لئی قناعت کی تہی اور تونی اوسکی خلاف کیا اس خط کی پڑہتے ہی وہ سبکا سب بصرہ کی فقرا کو صدقہ دیدینا
به على فقراء البصرة لعلي انجو من اثم الاحتكار راسا براس وقد علم من هذا ان الاحتكار لا يخلو عن الكراهة
کاشکی مجہکو احتکار کی گناہ سے نجات ملی برابر برابر اس سے معلوم ہوتا ہی کہ احتکار کراہت سے خالی نہیں ہی
وان اتسعت الاطعمة وكثرت الاقوات واستغنى الناس عنها ولم يرغبوا فيها وذلك لان المحتكر ينتظر مبادي
اگرچہ غلہ بہت موجود ہو اور کہانا کثرت سے ملتا ہو اور عوام کو اوسکی نہ پروا ہو اور نہ اوسمیں کچہہ رغبت ہو اور یہہ اسلئی کہ محتکر کو اسباب ضرر رسانی پر
الاضرار التي هي ارتفاع الاسعار وانتظار مبادي الاضرار محظور كانتظار عينه لكنه دونه والحاصل ان التجارة في
نظر رہتی ہی کہ وہ گران ہونا بہاؤ کا ہی اور اسباب ضرر پر نگاہ رکہنی ایسی ممنوع ہی جیسی نظر رکہنی عین ضرر پر گو وہ اس سے کمتر ہی حاصل یہہ ہی کہ تجارت
الاطعمة والاقوات لطلب الربح مما لا يستحب بل ينبغي طلب الربح في شيء اخر وفي حكم الاحتكار على هذا التفصيل تلقي
غلہ وغیرہ قوت کی منفعت کی واسطی اچہی نہیں ہی بلکہ منفعت اور شی میں حاصل چاہیی اور احتکار ہی میں داخل ہی اسہی تفصیل پر بڑہ کر
الجلب وهو بفتحتين ما يجلب من بلد الى بلد فانه اذا قرب الى البلد يكره استقباله واشتراؤه ثمه لتعلق حق
جالینا جلب کا اور جلب جیم اور لام کی زبر سے بہرتی یعنی رسد ایک شہر سے اور شہر کی طرف سو وہ رسد جب شہر کی پاس آپہنچی تو پہر آگی بڑہ کر وہاں جا خریدنا مکروہ ہی کیونکہ اوس سے
العامة به والمتلقي يريد ابطاله حقهم وتضييق الامر عليهم وقد نهى النبي عليه السلام عن تلقي الجلب وقال لا تلقوا
عوام کا حق متعلق ہوجاتا ہی اور آگی بڑہ کی لینی والا اونکا حق باطل اور اونکو تنگ کیا چاہتا ہی اور بیشک نبی علیہ السلام نی تلقی جلب سے منع فرمایا ہی رسد کو آگی بڑہکر
الجلب وفي حديث اخر انه عليه السلام قال لا تلقوا السلع حتى يهبط بها الى السوق وهذا اذا لم يلبس السعر على الواردين
ست خریدو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہ جاؤ خرید اسباب کو جبتک بازار میں نہ اوتری اور یہہ حکم جبہی کہ بہاؤ بہرنی والوں کو معلوم ہو
واما اذا لبس عليهم السعر واشترى منهم متاعهم باقل من قيمته فيتعدد الكراهة ويتاكد الحرمة لان هذا الصنع
اور اگر اونکو بہاؤ معلوم نہو اور اونکی متاع اونسی قیمت گہٹا کر جا خریدی تو اب کئی کراہت جمع ہونگی اور حرمت سخت ہوجائیگی اسلئی کہ یہہ عمل

سهم فی بیان حب ... (illegible header line)

فمن الغش الحرام المضاد للنصح الواجب المفسر بان لا يرضى لاخيه ما لا يرضى لنفسه بل هو من الظلم اذ كل ما يتضرر
غش خیانت حرام میں داخل ہے اور نصیحت جسکی برخلاف جسکی یہہ تفسیر ہے کہ پسند نہ کرے اپنے بہائی کی واسطے جو ... بلکہ یہہ ظلم ہے سو جس چیز سے
به المسلم فهو ظلم وانما العدل ان لا يضر احدا لاخيه المسلم ولا يحب له الا ما يحب لنفسه لما قال عليه السلام
مسلم کا نقصان ہوتا ہو وہ سب ظلم ہے اور عدل وہ ہے کہ کوئی اپنی برادر مسلم کو نقصان نہ دے اور پسند نہ کرے اوسکی حق میں سوا اوسکی کہ پسند کرے اپنی واسطے کیونکہ حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام
قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب لنفسه قال بعض العلماء من باع شيئا بدرهم فانه لو كان لا يشتريه
نے فرمایا مومن نہیں ہوتا کوئی تم میں سے یہاں تک کہ محبوب جانے واسطے اپنی بہائی کی جو محبوب ہے واسطے اپنی بعضی علماء کہتے ہیں جس شخص کو کوئی شی ایکدرم بیچے اور اگر وہ شی اوسکی
الا بنصف درهم فهو يكون ممن ترك النصح المامور به ولم يحب لاخيه ما احب لنفسه وقد حكى ان يونس بن
ہوتی تو آپ آدہی سے زیادہ کو ہرگز نہ لیتا پس وہ شخص نصح مامور بہ کا تارک ہے اور اسنے اپنی بہائی کی لئے وہ بات پسند نہ کی جو اپنی لئے پسند کرتا ہے حکایت کرتے ہیں کہ یونس بن
عبيد الله انه كان عنده حلل مختلفة الاثمان قيمة بعضها اربعمائة وقيمة بعضها مائتان فذهب الى الصلوة
عبید اللہ کی پاس چادریں مختلف قیمت کی تہیں کوئی چار سو کی تہی اور کوئی دو سو کی پہر یونس اپنی بہتیجے کو
وترك ابن اخيه في الدكان فجاء اعرابي وطلب حلة باربعمائة فعرض عليه من حلل المائتين فاستحسنها واشترها
دکان میں بٹہاکر نماز کو چلا گیا پہر ایک اعرابی نے آکر چادر چار سو درہم کی مانگی اوس لڑکے نے دو سو والی اوسکی سامنے کردی اوسنے پسند کرکے چار سو کو خرید کر
منه باربعمائة وذهب فاستقبله يونس وراى حلته في يده وعرفها فقال بكم اشتريتها فقال باربعمائة
چلا تو اوسکی سامنے سے یونس آگیا وہ چادر اوسکی ہاتہ میں دیکہہ کر پہچان لی پوچہا کتنی کو لی جواب دیا چار سو کو
فقال لا تساوي اكثر من مائتين فارجع حتى تردها قال هذه تساوي ببلدنا خمسمائة درهم وانا ارتضيها ولا
یونس نے کہا یہہ چادر دو سو سے زیادہ کی نہیں ہے چل پہیر دے اوسنے جواب دیا یہہ چادر ہماری شہر میں پانسو روپیہ کی ہے میں پسند کرچکا ہوں میں
اردها فقال له يونس انك وان رضيتها لكن النصح في الدين خير من الدنيا بما فيها فرده الى الدكان ورد عليه
نہیں پہیرتا پہر یونس نے کہا اگرچہ تو پسند کرچکا ہے لیکن دین کی خیرخواہی بہتر ہے دنیا اور مافیہا کی خیرخواہی سے پہر اوسکو دکان پر ہٹا لایا اور سو روپیہ پہیر دئے
مائة درهم ثم توجه الى ابن اخيه وقال له اما خشيت الله تعالى حتى ربحت مثل الثمن وتركت النصح
پہر بہتیجے کی طرف متوجہ ہو کر کہا تجہکو خدا کا خوف نہ آیا کہ ثمن کی برابر تو نے نفع لیا اور مسلمانوں کی خیرخواہی ترک کردی
للمسلمين فقال له ابن اخيه والله ما اخذها الا ورضي بها قال فهلا رضيت له ما ترضى لنفسك وابلغ من
بہتیجے نے جواب دیا خدا کی قسم اسنے تو خوب پسند کرکر لی تہی یونس نے کہا پہر تو نے اوسکی لئے وہ کیوں نہ کیا جو اپنی لئے پسند کرتا ہے اور اس سے بڑہ کر
ذلك ما حكي عن رجل من التابعين انه كان بالبصرة وله غلام بالسوس يجهز اليه السكر فكتب اليه غلامه
ایک شخص تابعی کی حکایت ہے کہ وہ بصرہ میں تہا اور اوسکا غلام سوس میں تہا اوسکی پاس شکر بہیجا کرتا تہا پہر اوسکی غلام نے لکہا
ان قصب السكر قد اصابه افة في هذه السنة فاشتر السكر فانه يربح كثيرا فاشترى من رجل سكرا كثيرا
کہ اس سال میں ایکہہ ماری گئی ہیں شکر خرید لینا اسمیں خوب نفع ہو دیگی سو اوسنے ایک شخص سے بہت سی شکر خرید لی
فلما جاء وقته باعه وربح فيه ثلثين الف درهم فانصرف الى بيته فتفكر ليلته فقال ربحت ثلثين الفا و
پہر جب وقت آیا تو وہ بیچی اور تیس ہزار درہم نفع ہوا پس وہ اپنی گہر چلا گیا پہر تمام شب دل میں سوچتا رہا کہ میں نے تیس ہزار درہم نفع لیا اور
تركت نصح رجل من المسلمين فلما اصبح غدا اليه فدفع اليه ثلثين الفا فقال بارك الله لك فيها فقال و
خیرخواہی ایک مرد مسلمان کی ترک کی جب فجر ہوئی تو صبح دم اوسکی پاس جاکر تیس ہزار درہم اوسکو دیدئے اوسنے کہا تیری لئے خدا اسمیں برکت دے اوسنے کہا
من اين صارت هذه لي فقال اني كتمتك حقيقة الحال وكان السكر قد غلا في ذلك الوقت فقال رحمك
پہر درہم میری کیونکر ہوگئی جواب دیا میں نے تجہسے اصل حال چہپا لیا تہا شکر اوس وقت مہنگی ہوگئی تہی اوسنے کہا خدا تجہہ پر رحم کرے

قد اعلمتنی الان وقد طیبتہا لک فرجع الی بیتہ فتفکر وقال ما نصحتہ لعلہ استحیی منہ فترکہا لی فبکر الیہ

مجھکو اب جتا دیا میںنی تجھی کو حلال کی وہ پھر اپنی گھر چلا آیا پھر سوچ کر کہا یہہ خیر خواہی نہوئی شاید اوسنی شرم کی ماری مجھکو دیدی ہوں پھر صبحدم اوسکی پاس

فقال عفاک اللہ خذ مالک فہو اطیب لقلبی فاخذ منہ ثلثین الفا وعلم من ھذا انہ لیس لاحد ان

جاکر کہا خدا تجھکو معاف کری اپنا مال لی میری دل کو یہہ ہی پسند آتا ہی پھر اوسنی تیس ہزار درہم لی لئی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ کسیکو یوں نچاہیی

ینتہض الفرصۃ ویخفی من البایع غلاء السعر ومن المشتری انحطاطہ فان من یفعل ذلک یکون ظالما

کہ فرصت کو غنیمت سمجھ کر بایع سی گرانی بہاؤ کی اور خریدار سی ارزانی چھپالیا کری بیشک جو ایسا عمل کریگا وہ ظالم اور خائن

غاشا تارکا للنصح الواجب فان المعاملۃ قد تجری علی وجہ یفتی المفتی بصحتہا وانعقادہا لکنہا تشتمل علی ظلم

اور نصح واجب کا تارک ہی کیونکہ معاملہ بعضی وقت ایسی طور سی بہکت جاتا ہی کہ مفتی اوسکو درست اور منعقد بتا دیوی پر اوسمین ایسا ظلم ہوجاتا ہی

یتعرض بہ العامل لسخط اللہ تعالی اذ لیس کل نہی مقتضیا لفساد العقد کالبیع عند الاذان الاول للجمعۃ فانہ

کہ اوسکا کرنیوالا نشانہ غضب الٰہی کا ہوجاوی اسلئی کہ ہر نہی تو عقد کو فاسد نہیں کردیتی جیسی بیع جمعہ کی روز پہلی اذان کی ہوتی ہوی یہہ بیع

وان کان جائزا لکنہ مکروہ لان فیہ اخلالا بواجب السعی ھذا اذا قعدا او وقفا فتبایعا اذ قد قال اللہ تعالی اذا

اگرچہ جایز ہی پر مکروہ ہی اسلئی کہ اسمین سعی واجب میں دیر ہوتی ہی یہہ اوس صورت میں کہ بایع اور مشتری بیٹھ جاوین یا کھڑی رہکر بیع کرین کیونکہ اللہ تعالی فرماتی

نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع واما اذا تبایعا حال مشیہما فلا کراھۃ فیہ

جب اذان ہو نماز کی دن جمعہ کی تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑو بیچنا ہاں اگر وہ دونو چلتی چلتی بیع کرلیں تو اسمین کچھ کراہت نہیں ہی

وکذا یکرہ النجش وھو ان یزید فی الثمن من لا یرید الشراء بعد ما بلغت السلعۃ قیمتہا لیرغب غیرہ فیہا وانما

اور ایسی ہی نجش مکروہ ہوتا ہی نجش یہہ ہی کہ قیمت مبیع کی ایسا شخص بڑھاوی جسکو خریداری منظور نہو جبکہ وہ سودا اپنی قیمت پر آچکا ہو تاکہ غیر کو اسمین رغبت پیدا ہو اور

کرہ ذلک لانہ تغریر للمسلم وظلم لہ مع انہ علیہ السلام نہی عن النجش وقال لا تناجشوا ھذا اذا بلغت السلعۃ

مکروہ اسلئی ہی کہ اسمین ایک مسلم کی ساتہہ دہوکہ اور ظلم ہوتا ہی باوجودیکہ نبی علیہ السلام نی نجش سی منع فرمایا ہی کہ نجش مت کرو یہہ اس صورت میں کہ مبیع

قیمتہا واما اذا لم تبلغ قیمتہا وزاد فی الثمن من لا یرید الشراء الی ان تبلغ السلعۃ تمام قیمتہا لا یکرہ وکذا یکرہ

اپنی قیمت پر آچکی ہو اور اگر ابہی قیمت پر نہیں آئی اور کسینی ثمن بدون ارادہ خریداری کی بڑھا دیا تاکہ مبیع کی قیمت پوری ہوجاوی تو مکروہ نہیں ہی اور ایسا ہی مکروہ ہی

السوم علی سوم غیرہ بعد رضائہما بثمن لقولہ علیہ السلام لا یسوم الرجل علی سوم اخیہ وھو نہی بصیغۃ

ثمن بڑھانا بارادہ خرید کی دوسری کی خریداری پر جب کہ وہ دونو رضامند ہوچکی ہوں اسلئی کہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہی اپنی بھائی کی خرید پر کوئی اپنی خرید کا ارادہ نکری اور

النفی فیکون ابلغ واما اذا لم یرکن احدھما الی الاخر فلا باس للغیر ان یساومہ ویشتریہ لانہ بیع من یزید ولا

لا یسوم نہی ہی صورت نفی پر سو اسمین بڑا مبالغہ ہی ہاں اگر ابہی ایک دوسری کی طرف مایل نہیں ہی تو غیر کو کچھ مضائقہ نہیں کہ قیمت بڑھا کر خرید لی کیونکہ یہہ بیع من یزید ہی

کراھۃ فیہ لورود الاثر فیہ وھو ما روی عن انس انہ علیہ السلام باع قدحا وحلسا ببیع من یزید وکذا یکرہ

اسمین کچھ کراہت نہیں ہی کیونکہ اسمین آثار آئی ہیں ایک یہہ کہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی ایک پیالہ اور ٹاٹ بطور بیع من یزید کی بیچا اور ایسی ہی

بیع الحاضر للبادی لقولہ علیہ السلام لا یبیع الحاضر للبادی وھذا اذا کان اھل البلد فی قحط وھو یبیع من

بیع شہر والی کی صحرانشین سی مکروہ ہی واسطی ارشاد نبی علیہ السلام کی شہر والا جنگلی کی ہاتہہ نہ بیچا کری یہہ اس صورت میں ہی کہ شہر کی اندر قحط ہو اور بایع گران قیمت کی لالچ سی

اھل البدو طمعا للثمن الغالی لما فیہ من الاضرار بہم واما اذا لم یکن کذلک فلا باس بہ لانعدام الضرر وقیل

صحرانشین لوگوں کی ہاتہہ بیچی کیونکہ اسمین شہر والوں کو ضرر ہوتا ہی اور ایسا حال یعنی قحط نہو تو کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ کوئی ضرر نہیں ہی اور بعضی

صورتہ ان یجیء البادی بسلعۃ الی مصر فیقول لہ الحاضر دع سلعتک عندی لا بیعہا لک بثمن غال ویحبسہ

کہتی ہیں اسکی صورت یوں ہی کہ کوئی صحرانشین شہر میں سودا لیکر آوی سو ایک شہری اوسکو کہی اپنا مال میری پاس چھوڑ جا میں گران قیمت سی بیچ رکھوں گا پھر اپنی پاس اوسکو

نہی اخرے اور نیلام کی

عنده الى ان يغالي في الثمن وهذا مكروه في ايام العسرة ثم ينبغي ان يعلم ان البيع عند الحنفية كما ينعقد بالقول

اتنی دنون رکھہ چھوڑی کہ مہنگا ہوجاوی اور ایسا معاملہ تنگی کی دنون مین مکروہ ہی پہر سمجھنی کی بات ہی کہ بیع حنفیون کی نزدیک جیسی لفظ یعنی بولنی چالنی سی ہوجاتی ہی

ركنه الايجاب والقبول كذلك ينعقد بالفعل وركنه التعاطي فلا بد فيه من الاعطاء من الجانبين عند

اوسکا رکن ایجاب وقبول ہی ایسی ہی ہاتھ کی حرکت سی پوری ہوجاتی ہی اور اسکا رکن لین دین ہی اس بیع مین بایع اور مشتری دونو کی طرف سی ثمن اور مبیع کا دینا

البعض وعند البعض يكفي الاعطاء من احد الجانبين اذا بين الثمن او كان معلوما كما لو قال رجل لمن يبيع الحنطة

ضرور ہی اور بعضون کی نزدیک صرف ایک طرف سی حوالہ کردینا کفایت کرتا ہی اگر ثمن مقرر ہوچکا ہو یا کسی طور سی معلوم ہو جیسی کوئی شخص گیہون بیچنی والی سی پوچھی

كيف تبيع الحنطة فقال قفيزا بدرهم فقال كل لي خمسة اقفزة فكال فذهب بها فهذا بيع وعليه خمسة دراهم

تو گیہون کیا بہاؤ بیچتا ہی وہ کہی بارہ صاع ایک درہم کی پہر وہ ہی خریدار کہی پانچ قفیز میری لئی ناپ دی اور اوسنی ناپ دی اور وہ لی گیا سو یہہ بیع پوری ہی اور اوسکی

وكذا لو قال البايع للمشتري بعت هذا منك بدرهم فقبضه المشتري ولم يقل شيئا ينعقد البيع وعليه درهم

اور ایسی ہی اگر بایع مشتری سی کہی مین نی یہہ سودا تیرے ہاتھہ ایک درہم کو بیچا پہر مشتری اوس شی کو قبضہ کرلی اور کچھہ نہ بولی تو یہہ بیع بھی پوری ہی اور اوسکی ذمہ ایک درہم

وكذا لو اشترى وقرا من الحطب بثمانية ثم قال ائت بوقر اخر والقه ههنا ففعل يكون ذلك بيعا ولو طلب

اور ایسی ہی اگر ایک گٹھہ لکڑی کا آٹھہ پیسی کو مول لیا پہر کہا ایک گٹھہ اور لاکر یہان ڈالدی اور اوسنی لا ڈالا تو یہہ بیع پوری ہی اور وہ آٹھہ پیسی

الثمانية وكذا لو كان لرجل على اخر الف درهم وقال المديون للدائن اعطيك لدينك دنانير ولم يقع بينهما بيع

مانگ لی اور ایسی ہی اگر ایک شخص کی دوسری کی ذمہ ہزار درہم قرض آتی ہون اور مدیون یعنی قرضدار قرض خواہ سی کہی مین تیری قرضہ کی بابت اشرفیان لادیتا ہون

بل فارقه ثم اتى بالدنانير ودفعها اليه يكون في تلك الساعة بيعا بالتعاطي واما لو اشترى رجل من اخر وسائد

بلکہ وہ چلا گیا پہر اشرفیان لاکر اوسکی حوالہ کردین تو اب اوسوقت تعاطی سی بیع پوری ہوجاوی گی اور اگر ایک شخص دوسری سی تکیی اور فرش

وطنافس وهي غير منسوجة بعد ولم يضرب اجلا حتى يصير سلما فلا يجوز ولو نسج الوسائد والطنافس وسلمها اليه لا يصح

خریدی اور وہ بنی ہوئی ابہی تیار نہوا اور مدت بہی نہ ٹہرا دین تاکہ بیع سلم ہی ہوجاوی تو یہہ بیع جایز نہین ہی اور اگر تکیی اور فرش تیار کرکر اوسکو حوالہ کردی تو بہی بیع

ايضا لان التعاطي انما يكون بيعا اذا لم يكن مبنيا على بيع فاسد او باطل واما اذا كان مبنيا عليه فلا فعلى هذا

جایز نہین ہی اسلئی کہ طرفین سی لین دین کی بیع جب جایز ہوتی ہی کہ اوسکی بنیاد بیع فاسد یا باطل پر نہو اور اگر اوسکی بنیاد بیع فاسد یا باطل پر ہوگی تو جایز نہین ہوتی پس

ما يفعله اكثر الناس في هذا الزمان من اخذ ما ارادوا من صاحبه من الماكولات وغيرها من غير عقد صحيح

اس زمانہ مین جو اکثر لوگون کا عمل ہی کہ جو چاہتی ہین سوداگر دوکاندار سی کہانی پینی کا سامان اور سوا اوسکی بدون عقد صحیح کی لیلیتی ہین

ولا معاطاة ولا بيان الثمن الى وقت المحاسبة فذلك حرام وكل من يأكل منه او ينتفع به مع العلم به فهو متعمد

اور بغیر طرفین سی لین دین کرتی ہین اور نہ حساب کی وقت تک ثمن بیان کرتی ہین سو یہہ سب حرام ہی اور جو شخص اوسمین سی کہاتا ہی یا جان بوجھہ کر نفع لیتا ہی سو وہ عمدا

لاكل الحرام والانتفاع به ومرتكب للاثم اذ فيما سوى الخبز واللحم لا بد من بيان الثمن ليكون بيعا بالتعاطي ثم

حرام خوری کرتا ہی اور نفع حرام لیتا ہی اور گناہ اختیار کرتا ہی اسلئی کہ بجز روٹی اور گوشت کی سب سودی مین ثمن مقرر کرنا ضرور ہی تاکہ بیع تعاطی کی ہوجاوی پہر

ينبغي ان يعلم ان البيع الذي لا يجوز ثلثة انواع فاسد وباطل وموقوف اما الفاسد فهو منعقد لكن لا يفيد الملك

یاد رکہنا چاہئی کہ بیع جو جایز نہین ہوتی تین قسم پر ہی فاسد اور باطل اور موقوف بیع فاسد منعقد تو ہوجاتی ہی پر صرف عقد سی ملک کا فائدہ نہین

بمجرد العقد بل انما يفيد بعد قبض المشتري المبيع باذن البايع صريحا او دلالة فانه اذا قبضه في مجلس العقد

بلکہ مفید جب ہوتی ہی کہ خریدار بایع کی صاف اجازت سی یا قرینہ سی مبیع پر قبضہ کرلی پس جب خریدار مجلس عقد مین بایع کی سامنی مبیع پر قبضہ کرلی

بحضرة البايع ولم ينهه البايع يملكه ملكا خبيثا ولهذا قيل لا يحل له ان يتصرف فيه بتمليك وانتفاع حتى

اور بایع اوسکو منع نکری تو خریدار ملک مردار سی اوسکا مالک ہوجاتا ہی اسیلئی کہتی ہین کہ خریدار کو اوسمین تصرف کرنا حلال نہین ہی کسیکو مالک کرنی یا برتنی کا

كان طعاما لا يحل له اكله ولو كان جارية لا يحل له وطيها بل يجب على كل واحد من البايع والمشتري فسخ العقد
طعام ہو تو اوسکا کہانا حلال نہین ہی اور اگر لونڈی ہی تو اوس سی صحبت حلال نہین بلکہ ہر ایک بایع اور مشتری پر واسطی دفع فساد کی عقد کا فسخ کرنا

دفعا للفساد وان لم يفسخاه بل باع المشتري ما قبضه بالشراء الفاسد بعقد صحيح ينفذ بيعه لانه لما ملكه ملك
واجب ہی اور اگر دونون فسخ عقد نکیا بلکہ مشتری نی شراء فاسد سی قبضہ کر کر بطور عقد صحیح کی اور کی ہاتہہ بیچ ڈالا تو اوسکی بیع پوری ہو جاوی گی اسلئی

تمليكه لغيره بالبيع وغيره فلا يتصور بعده الفسخ لتعلق حق العبد به ووجوب الفسخ سابقا كان لحق الشرع
کہ جب مبیع کا مالک ہوا تو اوسکی تملیک کا بہی بطور بیع وغیرہ کی مالک ہی پہر بعد اسکی فسخ نہین ہو سکتا کیونکہ اب اوسی حق عبد متعلق ہو گیا اور پہلی درجہ مین فسخ عقد جو واجب تہا

واذا اجتمع حق الشرع وحق العبد يقدم حق العبد لحاجته نعم كان الاولى للمشتري ان ينزه عن شرائه
تو واسطی حق شرع کی تہا اور جب حق شرع اور حق عبد جمع ہو جاتی ہین تو حق عبد کو مقدم رکہتی ہین اسلئی کہ عبد حاجتمند ہی ان مشتری ثانی کی حق مین بہتر یہہ تہا کہ اوسکی

اذ قيل من غلب على ظنه ان اكثر معاملات اهل السوق على الفساد ينبغي له ان يتنزه عن شراء شيء منهم ومع هذا لو
کیونکہ کہتی ہین جسکو یون معلوم ہو کہ اکثر معاملات اس بازار والون کی فساد سی خالی نہین ہین تو اوسکو چاہیی کہ اون سی کوئی شی مول نہ لیوی اور پہر بہی اگر اونسی

اشترى منهم شيئا يحل له الانتفاع به اذا كان العقد الاخير صحيحا ومما ينبغي ان يتعلم ان من اشترى متاعا بالف درهم
کوئی شی مول لیلیویگا تو اوسکو برتنا حلال ہی اگر پچہلا عقد صحیح واقع ہوا ہو اور معلوم رکہنا چاہیی کہ اگر کسینی ہزار روپیہ کا مال شراء فاسد سی مول لیکر قبضہ کر لیا

شراء فاسدا وقبضه ثم باعه وربح فيه لا يحل له الربح بل يجب عليه ان يتصدق به ومن باع متاعا بالف درهم
پہر اوسکو فائدہ سی بیچ ڈالا تو اوسکو وہ فائدہ حلال نہین ہی بلکہ اوسپر واجب ہی کہ خیرات کر دی اور اگر کسینی ہزار روپیہ کا مال بیع

بيعا فاسدا وقبض الثمن ثم اشترى به شيئا وباعه وربح فيه يحل له الربح ولا يجب عليه ان يتصدق به والفرق
فاسد سی بیچا اور قیمت لی لی پہر اوس روپیہ سی اور مال مول لیا اور اوسکو فائدی سی بیچا تو اوسکو یہہ فائدہ حلال ہی اوسپر خیرات کرنا واجب نہین ہی اور فرق

بينهما على ما ذكر في الهداية ان المتاع مما يتعين بالتعيين فيتعلق العقد به فيتمكن الخبث في الربح والدراهم والدنانير
ان دونون صورتون مین موافق بیان صاحب ہدایہ کی یہہ ہی کہ اسباب تعیین کرنی سی متعین ہو جاتا ہی سو عقد اسباب معین ہی متعلق ہو جاتا ہی پس خباثت فائدہ مین اثر کر جاتی

لا تتعينان في العقود والفسوخ بل يثبت الثمن في ذمة المشتري فلا يتعلق العقد الثاني بعينها فلا يتمكن
عقود اور فسوخ مین متعین نہین ہوتی بلکہ مشتری کی ذمہ مطلق ثمن ثابت ہو جاتا ہی سو دوسرا عقد اوس دراہم اور دنانیر خاص سی متعلق نہین ہوتا

الخبث في الربح الا ان يشير اليها وينقد منها فيتعلق سلامة الشراء بها لوقوعها ثمنا فيكون ملكا خبيثا واجب التصدق
اسلئی خباثت فائدہ مین اثر نہین کرتی ہان اگر اوسہی کی طرف اشارہ کری پہر اوسہی مین سی پرکہدیوی تو اب خریداری اوسہی سی متعلق ہو گی کیونکہ وہی ثمن ٹہرا اب ملک مردار ہو گی خیرات کرنا

واما الباطل فهو غير منعقد فلا يفيد الملك اصلا ولهذا قيل من غلب على ظنه ان اكثر معاملات اهل السوق على
اور بیع باطل سری سی منعقد نہین ہوتی سو وئی فائدہ ملک کا ہرگز نہین دیتی اسہی لئی کہتی ہین کہ جسکو یون معلوم ہو کہ اکثر معاملات اس بازار والون کی باطل ہوتی ہین

البطلان ليس له ان يشتري منهم شيئا ولا يحل له ما اشتراه منهم واما الموقوف فهو بيع مال الغير بغير اذنه فانه
تو اوسکو کوئی چیز اونسی مول لینی جایز نہین ہی اور اونسی جو مول لیگا حلال نہین ہو گا اور بیع موقوف غیر کی مال کا بی اجازت بیچ ڈالنا یہہ بیع اگرچہ منعقد ہو جاتی

وان كان منعقدا ومفيد الملك على سبيل التوقف على اجازة مالكه لكن لا يفيد تمام الملك لتعلق حق الغير به
اور فائدہ ملک کا بطور موقوف دیتی ہی یعنی اگر مالک جایز رکہہ لی لیکن اجازت بغیر ملک پوری نہین ہوتی اسلئی کہ غیر کا حق اوسمین باقی ہی

وجميع المعاملات الجارية في جميع المغصوبات والغارات الواقعة في هذا الزمان من هذا القبيل ولهذا قال
اور تمام معاملات جو اس زمانہ مین تمام چہینے اور لوٹی ہوئی اشیا مین جاری ہین سب اسہی طرح کی ہین اور اسہی لئی

صاحب البزازية في ايام غارة المسلمين لا يشترى من العسكر شيء لانه حرام ملك الغير ثم ينبغي للتاجران
صاحب بزازیہ کہتا ہی مسلمانون کی غارت گری کی عہد مین لشکریون سی کوئی شی مول نہ لیجاوی اسلئی کہ حرام غیر کی ملک ہی پہر تاجر کو لایق یون ہی

براع

يراعي في معاملته العدل ويجتنب الظلم والمراد بالظلم ان يتضرر به الغير فكلما يتضرر به الغير فهو ظلم وانما
کہ اپنی معاملہ مین عدل کا لحاظ رکہی اور ظلم سی بچی اور ظلم سی مراد یہہ ہی کہ جسمین غیر کا نقصان ہووی سو جسمین غیر کا نقصان ہوتا ہو سو ظلم ہی

العدل ان لا يتضرر منه احد بشيء ما ولا يتصور ذلك الا بالاحتراز عن عدة امور احدها ان لا يجور في
عدل وہ ہی کہ جسمین کسیکا کچھہ نقصان نہووی اور یہہ امر خیال مین نہین آتا جبتک کئی باتونسی احتراز نکری ایک یہہ کہ مقدار مین تفاوت

المقدار وذلك بتعديل المكيال والميزان والاحتياط لانه تعالى قال ويل للمطففين الذين اذا اكتالوا
نکری اور یہہ پیمانہ اور ترازو پوری پوری اور احتیاط رکہنی سی ہوتا ہی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی خرابی ہی گہٹا نیوالون کی وہ کہ جب ناپ لین

على الناس يستوفون واذا كالوهم او وزنوهم يخسرون ولا ينجو من هذا الا من يزيد اذا اعطى وينقص اذا
لوگونسی پورا بہر لین اور جب ناپ دین اونکو یا تول کر دین تو گہٹا کر دین اور اس سی وہ ہی بچتا ہی جو دیتی وقت کچھہ زیادہ دیوی اور لیتی ہوئی کچھہ کم لیوی

اخذ لان العدل الحقيقي قلما يتصور فان من يستقصي في اخذ حقه بكماله يوشك ان يتعداه ولذلك
اسلئی کہ عدل حقیقی بہت ہی کم خیال مین آتا ہی بیشک جو شخص اپنا حق پورا پورا لیا چاہی تو غالب ہی کہ اوسپر تعدی کر بیٹھی اور اسیہی واسطی

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اشترى شيئا يقول للوزان زن وارجح وكان بعض السلف يقول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کچھہ مول لیتی تو قیمت ادا کرنیوالی سی فرماتی تول دی اور کچھہ زیادہ دی اور بعضی متقدم کہتی تہی

لا اشتري الويل بحبة وكان اذا اخذ نقص حبة واذا اعطى زاد حبة ويقول ويل لمن يبيع بحبة جنة عرضها
کہ ہم ایک دانہ کی بدلہ عذاب نہین لیتی اور اگر کچھہ مول لیتی تو کچھہ دانہ کم لیتی اور اگر دیتی تو کچھہ دانہ زیادہ دیتی اور کہتی افسوس ہی جو دانہ کی بدلہ جنت دیڈالی جسکا پہلاؤ

السموات والارض والثاني ما يجب الاحتراز عنها ان لا يمدح السلعة فانه ان وصفها بما ليس فيها فان لم
آسمان اور زمین ہی اور دوسرا امر جس سی احتراز چاہئی یہہ ہی کہ مال کی تعریف نکیا کری کیونکہ اگر ایسی تعریف کی جو اوسمین نہین ہی پہر خریدار نی اسکا قول اگر

يقبل قوله فهو كذب محض وان قبل فهو مع كونه كذبا تلبيس وظلم وان وصفها بما فيها فان علم به المشتري
نہ مانا تو یہہ صرف جہوٹہ ہی جہوٹہ ہی اور اگر مان لیا تو جہوٹہ کا جہوٹہ اور دغابازی اور ظلم ہی اور اگر سچی تعریف کی تو پہر اگر خریدار بہی جانتا ہی

فهو هذيان وتكلم بما لا يعنيه فيحاسب عليه لان كل كلمة تصدر عن الانسان فانه يحاسب عليها لقوله تعالى
تو وہ بیہودہ بک ہی اور کلام بی فائدہ اس پر بہی حساب ہوگا کیونکہ انسان کی زبان سی جو کلمہ نکلتا ہی اوسہی پر حساب ہوویگا بدلیل اس آیت کی

ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد وان لم يعرف المشتري ما فيها ما لم يذكر فلا باس بذكر القدر الموجود فيها من
نہین بولتا ایک بات جو نہین اوس پاس راہ دیکہتا تیار اور اگر خریدار نہین جانتا جبتک بیان نکرو تو پہر جتنا ہی اوتنی ہی بیان کرینمین

غير مبالغة واطناب ولا يحلف البتة لانه ان كان كذبا يكون يمينه غموسا وهو من الكبائر التي تذر الديار
بدون مبالغہ اور تطویل کی کچھہ مضائقہ نہین اور قسم ہرگز نہ کہاوی اسلئی کہ اگر جہوٹہی ہی تو یمین غموس ہو گی اور یہہ قسم ایسی کبیرہ ہی کہ ملک کو اوجاڑ دیتی ہی

بلاقع وان كان صادقا فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لايمانه واساء فيه لان الدنيا اخس من ان يقصد
اور اگر سچی ہی تو بیشک اللہ کی نام کو اپنی قسمون کا نشانہ بنایا اور اسمین برا کیا اسلئی کہ دنیا اتنی درجہ کی نہین ہی کہ اوسکو بلا ضرورت

ترويجها بذكر اسم الله تعالى من غير ضرورة حتى قال الفقهاء يكره للتاجر ان يذكر اسم الله تعالى او يصلي على النبي صلى
اللہ کی نام سی رونق دیجاوی یہان تک کہ فقہا کہتی ہین تاجر کو مکروہ ہی کہ اپنا مال کہولتی ہوئی ترویج کی نیت سی بسم اللہ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود

الله عليه وسلم عند فتح متاعه على قصد ترويجه بان يقول اللهم صل على محمد ما اجود هذا والثالث مما
پڑہا کری اسطور پر کہ کہی سبحان اللہ کیا مال ہی یا اللہم صل علی محمد کیا خوب مال ہی اور تیسرا امر جس سی احتراز کرنا چاہئی

يجب الاحتراز عنها ان يكتم شيئا من عيوب السلعة بل يجب عليه ان يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها لانه
یہہ ہی کہ مال کا کوئی عیب چہپا رکہی بلکہ بایع پر واجب ہی کہ اوسکی تمام عیب ظاہر و باطن جتلا دیوی کیونکہ

اذا اخفی شیئا منها یکون غاشا تارکا للنصح الواجب فمن اظهر احسن وجهی الثوب او عرضه فی الموضع المظلم
اگر کچھ بھی عیب چھپا رکھیگا تو خیانت پیشہ نصح واجب کا تارک ہوگا پھر جسنے تھان کا اچھا پلہ دیکھا دیا یا اندھیری کی اندر سامنی کیا

او عرض احسن فردی الخف او النعل ونحوهما یکون غاشا والغش حرام فی البیوع والصنایع جمیعا فلا ینبغی للصانع
یا موزہ یا جوتی کی اچھی پوائی دیکھادی تو یہہ شخص خائن ہی اور تمام بیوع اور کاریگریوں مین خیانت کرنی حرام ہی سو کاریگر کو لایق نہیں کہ

ان یتهاون بعمله علی وجه لو عامله به غیره لا یرتضیه بل ینبغی له ان یحسن الصنعة ویحکمها ثم یبین عیبها
اپنی کام مین ایسی سستی کیا کری کہ اگر اوسکی ساتھہ کوئی اور کری تو پسند نکری بلکہ یون چاہیی کہ کار خوب صورت اور مضبوط بنایا کری پھر اوسکا عیب بیان کردی

ان وقع فیها عیب فان قیل اذا وجب علی التاجر ان یذکر عیوب متاعه لا یتم له المعاملة فما الطریق فیها فاعلم ان
اگر اتفاقا عیب واقع ہوگیا ہو اور اگر کوئی یہہ اعتراض کری کہ جب تاجر پر مال کا عیب بیان کرنا واجب ہوا تو اوسکا معاملہ کبھی پورا نہ ہوویگا پھر اسکا کونسا راہ ہی تو سمجھلی

التاجر اذا شرط علی نفسه ان لا یشتری للبیع الا الجید وقنع بربح یسیر یبارک له فیه ولا یحتاج الی تلبیس فمن
کہ تاجر جب اپنی اوپر یہہ شرط کرلی کہ بیچنی کی لئی سوا مال جید کی کبھی نہ لونگا اور تھوڑسی نفع پر قناعت کری تو اوسہی مین برکت ہوویگی دغابازی کی کچھ حاجت نہیں ہی

تعود هذا لا یشتری معیبا فان وقع فی یده نادرا یذکر عیبه ویقنع بقیمته وانما یتعذر هذا علی التجار لانهم
پھر جسکی یہہ عادت پڑجاتی ہی تو عیب دار مال نہیں لیتا پھر اگر اتفاقا اوسکی ہاتھہ آہی جاوی تو اوسکا عیب بیان کردی اور اوسکی اصل قیمت پر قناعت کری اور تجاروں پر اسلئی

لا یقنعون بربح یسیر بل یطلبون ربحا کثیرا ولا یحصل ذلک الا بالتلبیس والتلبیس حرام فلا یجوز للبایع ولا للمشتری
دشوار ہوتا ہی کہ تھوڑی نفع پر قناعت نہیں کرتی بلکہ بڑی فائدہ کی طالب ہوتی ہین اور بڑا فائدہ بدون دغابازی کی نہین ہوتا اور دغابازی حرام ہی سو جایز نہیں ہی نہ بایع کو نہ مشتری کو

ان یلبس احدهما الآخر لان من یفعل هذا یکون ظالما تارکا للنصح علی المسلمین وقد روی انه علیه السلام قال
کہ ایک دوسری سی فریب کیا کری اسلئی کہ جو ایسا کریگا وہ ظالم ہی اونسی مسلمانوں کی خیرخواہی ترک کی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

البیعان اذا صدقا ونصحا بورک لهما فی بیعهما واذا کذبا وکتما نزعت برکة بیعهما ومن لم یعرف الزیادة والنقصان
بایع اور مشتری دونو اگر سچہ بولیں اور خیرخواہی کرین تو اونکی لئی بیع مین برکت ہوویگی اور اگر جھوٹ بولین اور عیب چھپالیں تو بیع کی برکت نکل جاویگی اور جو شخص بڑھتی گھٹتی کو

الا بالمکیال والمیزان لا یصدق هذا الحدیث ولا یعرف ان الدرهم الواحد قد یبارک فیه ویکون سببا لسعادته
بدون پیمانہ اور ترازو کی نہیں جانتا تو اسحدیث کی تصدیق نہیں کرتا اور وہ یہہ نہیں جانتا کہ ایک درہم مین کبھی ایسی برکت ہوتی ہی جسمین سعادت دینی اور دنیا کی حاصل ہوجاوی

فی الدین والدنیا بان یصرفه فیما یجب علیه من امر دینه او دنیاه وان الالاف المؤلفة قد ینزع عنها البرکة وتکون
مصدر کہ اوسکو اپنی واجبات دینی اور دنیوی مین صرف کری اور بیشک ہزاروں جمع کی ہوئی میں سی کبھی برکت نکل جاتی ہی وہ ہی اوسکو

سببا لهلاکه فی الدنیا والآخرة اما فی الدنیا فکما یشاهد فی هذا الزمان من تسلط الظلمة علیه واخذ ماله بانواع
دین اور دنیا مین لی ڈوبتا ہی چنانچہ اس زمانہ مین دیکھتی ہین کہ ظالم لوگ غالب ہوکر اوسکی تمام مال متاع طرح طرح کی عذاب دیکر

العقوبات واما فی الآخرة فبان یصرفها فی المحرمات والمنکرات لا سیما فی الرشوة التی یکون بها کل واحد من الراشی و
چھین لیتی ہین اور رہا آخرت مین سو اس وضع سی کہ مال کو حرام اور ممنوعات مین خرچ کرتا ہی خاص کر رشوت مین جسکی باعث سی ہر ایک یعنی رشوت دینی والا

المرتشی والساعی بینهما ملعونا بلعن رسول الله صلی الله علیه وسلم فمن اراد ان یتیسر علیه النصح للمسلمین فلا بد له
اور رشوت لینی والا اور بیچکا دلال ملعون ہوجاتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوسپر لعنت پڑتی ہی اب جسکا یہہ ارادہ ہووی کہ اوسکو نصیحت اہل اسلام کی

من امرین احدهما ان یعلم ویعتقد ان تلبیسه لا یزید فی رزقه بل یمحقه ویذهب برکته فان ما یجمعه من
میسر ہووی تو اوسکو دو باتین لازم ہین ایک تو یہہ سمجھی اور یقین کری کہ فریب اور مکر سی روزی نہیں بڑھتی بلکہ تلف ہوجاتی ہی اور برکت جاتی رہتی ہی بیشک جتنا مال

متفرقات التلبیسات قد یهلکه الله تعالی دفعة واحدة اما بالاغراق او بالاحراق او باخذ اللصوص والظلمة
طرح طرح کی فریب اور حیلہ سی جمع کرتا ہی اوسکو بعضی دفعہ تو اللہ تعالی ایک بار ہی تلف کردیتا ہی یا ڈبو کر یا جلا کر یا چور چرا لیتی ہین یا ظالم

الکفرة والثانی ان یعلم ویعتقد ان ربح الاخرة خیر من ربح الدنیا وان فوائد اموال الدنیا تنقضی بانقضاء
اور کافر لوگ جنمین لیتی ہین اور دوسری یہہ سمجھی اور یقین کری کہ آخرت کا فائدہ دنیا کی فائدہ سی بہتر ہی اور بیشک دنیا کی فائدی ہو چکتی ہین جیسے زندگی ہو لیتی ہی
العمر وتبقی مظالمها واوزارها فکیف یرضی العاقل ان یستبدل الذی هو ادنی بالذی هو خیر والخیر کله فی
اور اوسکا وبال اور بوجہہ سر پر رہجاتا ہی عاقل آدمی کب پسند کرتا ہی کہ ادنی چیز کو اعلی چیز سی بدل لیوی اور خوبی سراسر
سلامة الدین یسر نا الله سلامة الدین المجلس الحادی والسبعون فی بیان ای تاجر یحشر
دین کی سلامتی مین ہی الٰہی ہمکو دین کی سلامتی نصیب کر اکہترو ین مجلس اس بیان مین کہ کونسا تاجر قیامت کی دن فاجر ہو کر اوٹھیگا
یوم القیمة فاجرا وای صادقا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم التجار یحشرون یوم القیمة فجارا
اور کونسا صادق ہو کر رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا تاجر لوگ قیامت کی دن فاجر ہو کر اوٹھینگی
الا من اتقی وبر وصدق هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه عبید بن رفاعة عن ابیه والاصل فی الفجور المیل
مگر جو کہ متقی ہی اور نیکوکار اور سچا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی عبید بن رفاعہ اپنی باپ سی روایت کرتا ہی اور اصل مین فجور ٹل جانا
عن القصد ومنه یقال للکاذب فاجر وعلی هذا المعنی سمی التجار فی الحدیث فجارا اذ من عادتهم فی تجارتهم
راستی اور میانہ روی سی اسی جگہ سی جھوٹی کو فاجر کہتی ہین اور اسی اعتبار سی سوداگرون کو حدیث شریف مین فجار نام کہا کیونکہ تجارت مین
غالبا التدلیس والتهالك علی ترویج السلع بما تیسر لهم من الایمان الکاذبة ونحوها وهذا حکم علیهم فی الحدیث
عیب کا چھپا لینا اور اسباب کی رواج دینی پر کہپ رہنا اکثر اونکی عادت ہوتی ہی جسطور ہوسکی جھوٹی قسمون سی یا مانند اوسکی اسی لئی حدیث مین اونکی حق مین حکم ہوا
بانهم یحشرون یوم القیمة فی زمرة الکذابین الذین کثر منهم الکذب الا من اتقی الکذب وبر فی یمینه وصدق
کہ تاجر قیامت کی دن ایسی جھوٹون مین داخل ہونگی جنکا جھوٹ کثرت سی ہی مگر وہ تاجر جو جھوٹ سی بچتا رہا اور قسم مین پاک اور بات مین سچا رہا
فی حدیثه فانه لا یحشر معهم بل یحشر مع الابرار کما روی عن ابی سعید انه قال التاجر الصدوق الامین یحشر
سو ایسا تاجر جھوٹون مین داخل نہین ہوویگا بلکہ ابرار کی ساتہہ اوٹھیگا چنانچہ ابو سعید خدری سی روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا سچا اور امانت دار تاجر
مع النبیین والصدیقین والشهداء فعلم من هذا ان اللازم للتاجر فی معاملته ان یستعمل الصدق والامانة
نبیون اور صدیقون اور شہیدون کی ہمراہ ہوویگا اس سی معلوم ہوا کہ تاجر کو لازم ہی کہ اپنی معاملہ صداقت اور امانت سی کیا کری
ویجتنب الکذب والخیانة حتی یحشر مع الابرار ولا یحشر مع الفجار بل الواجب علیه ان یراعی فی تجارته
اور جھوٹ اور خیانت سی بچتا رہی تاکہ ابرار مین داخل ہووی اور فجار مین نہ مل جاوی بلکہ تاجر پر یہہ واجب ہی کہ تجارت مین عدل اور انصاف کا
العدل والانصاف ویجانب الظلم والاعتساف لان المعاملة قد تجری علی وجه یحکم المفتی بصحتها وانعقادها
لحاظ رکہی اور ظلم اور بی راہی سی بچی اسلئی کہ معاملہ بعضی دفعہ ایسی طور پر ہہکت جاتا ہی کہ مفتی اوسکو درست اور منعقد بتا دی
لکنها تشتمل علی ظلم یتعرض به المعامل لسخط الله تعالی اذ لیس کل نهی مقتضیا لفساد العقد والمراد من الظلم ما
پر اوسمین ایسا ظلم ہو جاتا ہی جس سی وہ شخص نشانہ غضب الٰہی کا بن جاتا ہی کیونکہ ہر نہی سی عقد فاسد نہین ہو جاتا اور ظلم سی مراد وہ عمل ہی جسمین
یتضرر به الغیر فکل ما یتضرر به الغیر فهو ظلم وانما العدل ان لا یتضرر منه احد بشیء ولا یتصور ذلك الا بالاحتراز
غیر کا نقصان ہو جاوی سو جس عمل مین غیر کا نقصان ہوتا ہو وہ ہی ظلم ہی اور عدل وہ ہی ہی کہ جسمین کسیکا کچہہ نقصان نہووی اور عدل جب ہو سکتا ہی کہ چند باتون سی
عن عدة امور الاول ترویج الزیوف من النقود فانه ظلم عام یتضرر به الناس لان من یروج شیئا منها الی غیره
احتراز کری اول کہوٹی نقود کی برتاوسی بیشک یہہ ظلم عام ہی اسمین سبکا نقصان ہی اسلئی کہ جو شخص کوئی کہوٹا نقد اور کو دیویگا
فذلك الغیر ان لم یعرف انه زیف فهو یتضرر به وان عرف انه زیف فهو یروجه الی غیره وغیره الی غیره وهکذا
پہر اوسی اگر نہ پرکہا کہ وہ کہوٹا ہی تو وہ نقصان پاویگا اور اگر پرکہا کہ یہہ کہوٹا ہی تو وہ اور کو دیویگا اور وہ اور کو دیوی گا اور اسیطرح

لا يزال يتردد في ايدي الناس بعض ضرره ويشيع فساده ويكون وبال الكل من حين ترويجه الى وقت انقراضه راجعا
لوگون کی ہاتہون مین پہرتا رہیگا اور سب کا نقصان ہوتا رہیگا اور فساد پہیلتا جاویگا اور سبکا وبال جب سے اسنے دیا تہا اوسکی کہوٹی تک کا اسکی سر پڑیگا

اليه بمقتضى قوله عليه السلام من سن سنة سيئة فعمل بها من بعده كان عليه وزرها ووزر من عمل بها لا
بدلیل اس حدیث کی جسنی طریقہ بد نکالا پہر اوسپر اورون نی بعد اوسکی عمل کیا تو اوسکا اور جو جو اوسپر عمل کریگی سب کا بوجہ اسپر ہوویگا

ينقص من اوزارهم شيء ولهذا قال بعض السلف انفاق درهم واحد من الزيوف اشد من سرقة مائة درهم
اونکی گناہ سی کچہ کم نہ کرینگی اسیلئی بعضی متقدمین کا قول ہی کہ کہوٹی ایکدرہم کا چلانا چوکہی سو درہم کی چوریسی بدتر ہی

من العباد لان سرقة المائة معصية واحدة منقضية واما انفاق زيف فهو معصية مستمرة يعمل بها مادام
اسلئی کہ چورانا سو درہم کا ایک گناہ ہی کہ ہو چکا اور کہوٹی روپیہ کا گناہ جاری ہی عمل مین آتی جاتاہی جبتک وہ کہوٹا

ذلك الزيف يدور في ايدي الناس فيكون عليه في حياته وبعد مماته اثم ما افسد ونقص من اموال الناس بسببه
روپیہ لوگون کی ہاتہ مین پہرتا رہتاہی سو اوسکی زندگی بہر اور بعد موت کی گناہ باقی رہیگا جسقدر لوگون کا مال اوسکی سبب سی خراب اور تلف ہوویگا

الى ان فناء ذلك الزيف وانقراضه فطوبى لمن يموت ويموت معه ذنوبه وويل لمن يموت ويبقى بعده ذنوبه
جبتک وہ کہوٹا روپیہ گلکر فنا ہو جاوی سو مژدہ ہی اوسکو جو مرجاوی اور اوسکی تمام گناہ ہوچکین اور افسوس ہی اوسکی لئی جو مرجاوی اور بعد اوسکی گناہ قایم رہین

وقد قيل انفاق الدرهم الردي على من يعلمه اكبر ذنبا من انفاقه على من لا يعلمه لان الاول متعمد والثاني
اور کوئی کہتاہی کہ جان کار کو کہوٹی روپیہ کا دیدینا بڑا گناہ ہی ان جان کو دینی سی اسلئی کہ وہ اول تو متعمد ہی اور دوسرا خطاوار ہی لیکن خطا یعنی ان جان پنی کا گناہ بندی کی حق مین

مخطي لكن الخطاء في حق العباد غير موضوع فعلى هذا يجب على التاجر ان يتعلم احوال النقود ليميز الزيف من غيره
معتبر نہین ہوتا اسکی موافق تاجر پر واجب ہی کہ روپیہ کا پرکہنا بہی سیکہی تاکہ کہوٹا کہرا پہچان لیا کری

لا يستقصي لنفسه بل لئلا يسلمه الى غيره بعدم علمه فيكون اثما لتقصيره في تعلم ما يلزمه في معاملته اذ كل
اس نیت سی نہین کہ اپنا حق پورا کیا کری بلکہ اس نیت سی کہ انجان پنی غیر کو ندی بیٹہی پہر گنہگار ہوگا اسلئی کہ معاملات کی لوازم سی سیکہنی مین جو قصور کیا کیونکہ ہر

عمل علم يجب تحصيله لمن يباشره كيلا يقع في الاثم ولهذا كان السلف يتعلمون احوال النقود نظرا لدينهم لا لدنياهم
کار بار کی لئی علم ہوتاہی کہ اوس کاروائی والی کو اوسکا سیکہنا واجب ہوتاہی تاکہ گناہ مین نہ پہنچاوی اور اسیواسطی متقدمین نقود کا پرکہنا واسطی لحاظ دین کی سیکہا کرتی تہی دنیا کی

فان من يقع في يده شيء من الزيوف ينبغي له ان يجتهد في اعدامه وافنائه ومحو اثره ولا يسعى في ترويجه لانه
بیشک جسکی ہاتہ کوئی کہوٹا روپیہ پیسا آجاوی تو اوسکو لایق ہی کہ اوسکی کہونی اور فنا کرنی مین اور اوسکا نشان مٹانی مین کوشش کری اور اسکی چلانی مین سعی نکری کیونکہ

ان روجه الى من لا يعرفه يكون اثما لايصاله اليه الضرر وان روجه الى من يعرفه يكون اثما ايضا لان من
اگر انجان کو دیدیا تو اسلئی گنہگار ہوگا کہ اوسکا نقصان کیا اور اگر جان کار کی حوالہ کیا تو تو بہی گنہگار ہوگا اسلئی

ياخذه لا ياخذه غالبا الا ليروجه الى غيره اذ لو لم يكن قصده ذلك لكان لا يرغب في اخذه اصلا فيكون
کہ لینی والا اکثر اسیلئی لیلیتاہی کہ اور کو دیدی کیونکہ اگر اوسکی ایسی نیت نہوتی تو ہرگز بہی نہ لیتا تو اب اسنی

تسليمه اليه تسليطا له على الفساد واعانة له على الشر ومشاركة معه في الاثم واما من ياخذه ليكون من الذين
کہوٹا روپیہ دیکر اوسکو فساد پر قایم کیا اور بدی پر امداد کی اور گناہ مین شریک ہوا اور رہا وہ شخص جو اسواسطی لیتاہی کہ اوس زمرہ مین

دعا لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بقوله رحم الله امرأ سهل البيع سهل الشراء سهل القضاء سهل الاقتضاء فلا باس
داخل ہووی جنکی حقمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی دعا خیر فرمائی ہی اسحدیث مین رحم کری اللہ اوس شخص پر جو آسانی سی بیچی آسانی سی خریدی آسانی سی اداکری آسانی

له ان ياخذه على قصد اعدامه وافنائه ومحو اثره لا على قصد ترويجه في معاملته اذ لو كان قصده كذلك
اوسکو ضرر نہی کہ اس نیت سی لیوی کہ اوسکو توڑی اور فنا کردی اور نشان مٹاوی نہ اس نیت سی کہ اوسکو معاملات مین جاری کری اگر اوسکی یہہ نیت ہی

يكون

یکون داخلا فی شر روجه الشیطان الیه فی معرض الخیر والمراد بالزیف من الدراهم والدنانیر ما لیس فیه
تو وہ اوس برائی میں داخل ہی جسکو شیطان نے خوبصورت بناکر دکہایا ہی اور کہوٹی درہم اور دینار سی وہ مراد ہی جسمین نہ کچہہ چاندی ہو

ولا ذهب اصلا بل هو مموه وأما ما فیه فضة او ذهب فالعبرة فیه للغالب ان کان الغالب علی الدراهم
اور نہ سونا بلکہ صرف ملمع ہو اور جسمین چاندی اور سونا ہو تو اوسمین اکثر کا اعتبار ہی اگر درہم مین چاندی زیادہ ہووی

الفضة فهی فضة وان کان الغالب علی الدنانیر الذهب فهی ذهب لان النقود لا تخلو عن قلیل غش
تو وہ چاندی ہی اور دینار مین اگر سونا زیادہ ہووی تو وہ سونا ہی کیونکہ نقود ایسی کم ہوتی ہین جسمین کچہہ نہ کچہہ ملونی نہو

اما خلقة کما فی الردی من الفضة والذهب او عادة بسبب انها تتفتت ولا تنطبع بدون الغش وانما
یا اصلی ہوتی ہی جیسی نرسی چاندی اور کم درکا سونا یا عادت کی موافق اس سبب سی کہ اوسکو کوٹتی ہین اور بیدون ملونی کی گہڑا نہین جاتا

تنطبع بخلط الغش بها فعلی هذا یعتبر الغالب لان المغلوب فی مقابلة الغالب کالمعدوم فاذا کان الغالب
گہڑا جب ہی جاتا ہی کہ اوسمین ملاکا ملی اس حال کی موافق اکثر کا اعتبار ہوتا ہی کیونکہ غالب کی سامنی مغلوب کی کچہہ ہستی نہین ہوتی پس تو اگر دراہم مین چاندی

علی الدراهم الفضة وعلی الدنانیر الذهب فهما فی حکم الفضة والذهب وان کان الغالب علیهما الغش فان کانتا
غالب ہو اور دنانیر مین سونا پہر وہ دونو چاندی اور سونی مین داخل ہین اور اگر اونکی اندر میل بڑہتی ہو تو پہر اگر اونکا

نقد البلد فما دام رواجهما باقیا فهما ثمن لا یتعلق العقد بعینهما بل انما یتعلق بجنسهما وان ارتفع رواجهما
چلن جاری ہی تو جب تک اونکا چلن باقی رہیگا تب تک وہ ثمن یعنی نقد مین عقد اونکی تعیین سی متعلق نہین ہوتا بلکہ اوس سکہ کی دراہم اور دنانیر سی متعلق ہوگا وہ ہون یا اور

فهما سلعتان یتعلق العقد بعینهما ان علم المتعاقدان حالهما وعلم کل واحد منهما ان صاحبه یعلم حالهما وان لم یعلما
تو پہر وہ رخت اور جنس بست مین داخل ہین عقد مین متعین ہو جاینگی اگر اونکا حال بایع اور مشتری کو معلوم ہو اور دونو یہہ بہی جانتی ہون کہ ہر ایک کو ان دراہم دنانیر کا

او لم یعلم احدهما او علما لکن لم یعلم کل واحد منهما ان صاحبه یعلم فالعقد لا یتعلق بهما بل انما یتعلق بالرایج
دونون کو معلوم نہین یا ایک کو معلوم نہین یا دونو کو معلوم تو ہی پر دونو کو یہہ خبر نہین کہ وہ دوسرا بہی جانتا ہی تو عقد ایسی دراہم و دنانیر سی علاقہ نہین رکہتا بلکہ چلن بازار سی

فی البلد وان لم یرتفع رواجهما بالکلیة بل کانتا بحیث یقبلهما البعض دون البعض فهما کالزیوف لا یتعلق العقد
علاقہ رکہتا ہی اور اگر اونکا رواج چلن بالکل نہین گیا بلکہ ایسا ہی کوئی تو لیتا ہی اور کوئی نہین لیتا تو اب وہ دراہم و دنانیر کہوٹون مین داخل ہین عقد کی

بعینهما بل انما یتعلق بجنسهما من الزیوف ان کان البایع یعلم حالهما لثبوت الرضی منه بجنس الزیوف وان کان
متعین نہین ہون گی بلکہ عقد مین اوس سکہ کی کہوٹی دراہم اور دنانیر دینی ہون گی اگر بایع کو اونکا حال معلوم تہا کیونکہ بایع اوس سکہ کی کہوٹون پر راضی ہو چکا ہی اور اگر

البایع لا یعلم حالهما لا یتعلق العقد لا بجنسهما من الجیاد لعدم ثبوت الرضی منه بجنس الزیوف والثانی مما
بایع کو اونکی حال سی اطلاع نہین تہی تو پہر عقد مین اوس سکہ کی کہری دینی ہونگی کیونکہ بایع کی رضا اوس قسم کی کہوٹون پر ثابت نہین ہی اور دوسرا امر جس سی

یجب الاحتراز عنه مدح السلعة فان من یصفها بما لیس فیها ولم یقبل قوله فهو کذب وان قبل قوله فهو
احتراز کرنا واجب ہی اسباب کی تعریف کرنی بیشک جو شخص اسباب کی ایسی تعریف کری جو اوسمین موجود نہین ہی اور وہ مان نہین لیا تو وہ صرف جہوٹ ہی اور اگر اوسکا

مع کونه کذبا تلبیس وظلم وان وصفها بما فیها فان کان المشتری یعلم به فهو هذیان وتکلم بما لا یعنیه ویحاسب
کہا مان لیا تو وہ جہوٹ کا جہوٹ اور دغابازی اور ظلم ہی اور اگر ایسی تعریف کی جو اوسمین ہی یعنی سچی پہر اگر مشتری کو وہ معلوم ہی تو مفت کی بک اور بیفائدہ کلام ہی اسپر محاسبہ

علیه اذ ما من کلمة تصدر عن الانسان الا یحاسب علیها لقوله تعالی ما یلفظ من قول الا لدیه رقیب
کیونکہ جو بات انسان کی زبان سی نکلتی ہی سو ہی محاسبہ طلب ہی بدلیل اس آیت کی نہین بولتا ایک بات جو نہین اوس پاس ایک راہ دیکہتا

عتید وان کان المشتری لا یعلم ما فیها فذکر ما فیها بالقدر الموجود فیها من غیر مبالغة وافراط و یکون
تیار اور اگر مشتری کو معلوم نہین ہی تو اوسکا مضائقہ نہین ہی کہ جتنی بات اوسمین واقعی ہو اوس بات کو کم و کم بیان کر دی اس نیت سی

قصده منه ان يعرفه اخوه المسلم ويرغب فيه ويحصل مقصوده ولا يحلف البتة لانه ان كان كاذبا يكون
که اپنی بہائی مسلمان کو جتلا کر ترغیب دی که اوسکا مقصود حاصل ہو جاوی اور قسم ہرگز نه کہاوی کیونکه اگر جہوٹی ہی
يمينه غموسا وهي من الكبائر التي تذر الديار بلاقع وان كان صادقا فقد جعل اسم الله تعالى عرضة لايمانه
تو یہ یمین غموس ایسی کبیرہ ہی که ملک کو اجاڑ دیتی ہی اور اگر سچی ہی تو بیشک اسد تعالی کی نام کو اپنی قسمونکا نشانه بنایا
واساء فيه لان الدنيا اخس من ان يقصد ترويجها بذكر اسم الله تعالى من غير ضرورة حتى قال الفقهاء يكره
اور برا کیا کیونکہ دنیا کا اتنا درجہ کہاں ہی کہ بلا ضرورت خدا کا نام لیکر اوسکو رونق دیجیئی یہان تک که فقہا کہتی ہین تاجر کو
للتاجر ان يذكر الله تعالى او يصلي على النبي عليه السلام عند فتح متاعه على قصد ترويجه بان يقول اللهم
مکروہ ہی که اسباب کہولتی ہوئی ترویج کی نیت سی بسم الله کہا کری یا نبی صلی الله علیه وسلم پر درود پڑہا کری اسطور که کہا کری اللهم
صل على محمد ما اجود هذا والثالث مما يجب الاحتراز عنه كتم عيوب السلعة فان من يكتم شيئا منها يكون
صل علی محمد کیا خوب مال ہی اور تیسرا امر جس سی احتراز واجب ہی مال کا عیب چہپا لینا بیشک جو شخص کوئی عیب چہپا لیتا ہی تو وہ
ظالما تاركا للنصح الواجب مرتكبا للغش الحرام فالواجب عليه ان يظهر جميع عيوبها خفيها وجليها وهذا امر
ظالم اور خیرخواہی کا تارک که جو اوسپر واجب تہی اور اختیار کرنیوالا دغا حرام کا ہوتا ہی پس تاجر پر واجب ہی که مبیع کی تمام عیوب ظاہر و باطن بیان کر دیا کری اور یہہ بات
يشق على اكثر الخلق فمن لا يقدر عليه فليترك التجارة او ليوطن نفسه على عذاب النار والرابع مما يجب الاحتراز
اکثر لوگوں پر دشوار گذرتی ہی پہر جس سی یہہ بات نہو سکی تو اوسکو لازم ہی که تجارت موقوف کری یا اپنی جان کی واسطی دوزخ مین ٹہکانا بنا دی اور چوتہا امر جس سی احتراز کرنا
عنه الخيانة فان من يخون لا يخلو اما ان يكون خيانته في المقدار او في السعر او في المرابحة والتولية فاما
واجب ہی خیانت کرنی بیشک جو شخص خیانت کرتا ہی تو وہ خالی نہین که یا تو مقدار مین خیانت کرتا ہی یا بہاؤ مین یا نفع لینی مین یا ازکی از بیچنی مین پہر
من يكون خيانته في المقدار فهو يدخل تحت قوله تعالى ويل للمطففين الذين اذا اكتالوا على الناس يستوفون
جو شخص مقدار مین خیانت کرتا ہی تو وہ اس آیت کی مضمون مین داخل ہی خرابی ہی کہٹا نیوالون کی وہ که جب ماپ لین لوگوں سی پورا بہر لین
واذا كالوهم او وزنوهم يخسرون ولا ينجو من هذا الا من يزيد اذا اعطى وينقص اذا اخذ لان العدل الحقيقي
اور جب دین اونکو یا تول دین تو کہٹا کر دین اور اس وبال سی وہ ہی بچتا ہی جو دینی مین کچہ زیادہ دیدی اور لینی مین کچہ کم لیلی اسلئی که حقیقی عدل تو
قلما يتصور فان من يستقصي في اخذ حقه بكماله يوشك ان يتجاوزه ولذلك كان النبي عليه السلام اذا
بہت ہی کم خیال مین آتا ہی بیشک جو کوئی اپنا حق پورا پورا لیا چاہی تو کیا بعید ہی که حد سی بڑہ جاوی اور اسی واسطی نبی علیه السلام جب
اشترى شيئا يقول للذي يزن الثمن زن وارجح وكان بعض السلف يقول لا اشتري الويل بحبة وكان اذا اخذ
کوئی شی مول لیتی تو ثمن دینی والی سی فرما دیتی که ثمن تول دی اور کچہ زیادہ دی اور بعضی متقدمین کا قول ہی ہم بعوض ایک دانہ کی دوزخ نہین خریدتی اور اونکا یہہ حال تہا
نقص حبة واذا اعطى زاد حبة وكان يقول ويل لمن يبيع بحبة جنة عرضها السموات والارض واما من يكون
که جب لیتی تو کچہ کم لیتی اور جب دیتی تو کچہ بڑہا دیتی اور یہہ کہتی افسوس اوسکی حق مین جو دانہ کی بدلہ ایسا جنت بیچ ڈالی جسکا پہیلاؤ آسمان اور زمین ہی اور جو شخص
خيانته في السعر فهو من الظالمين التاركين للنصح الواجب اذ ليس لاحد ان يلبس على البايع او المشتري سعر الوقت
بہاؤ مین خیانت کرتا ہی سو وہ ایسا ظالم ہی که نصیحت جو اوسپر واجب تہی ترک کی کیونکہ کسیکو جایز نہین ہی که بایع یا مشتری پر بہاؤ اوسوقت کا دہلا دیوی
وينتهض الفرصة ويخفي من البايع غلاء السعر ومن المشتري انحطاطه فان من يفعل ذلك يكون من الذين لا يحب
اور فرصت کو غنیمت سمجہی بایع سی تو گرانی بہاؤ کی چہپالی اور مشتری سی ارزانی بیشک جو ایسا کام کرتا ہی وہ اون لوگوں مین داخل ہی که نہین پسند کرتا
احدهم لاخيه المسلم ما يحب لنفسه وقد روي انه عليه السلام قال لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب
اپنی بہائی مسلم کی واسطی جو اپنی واسطی پسند کرتا ہی اور روایت ہی که نبی علیه السلام نی فرمایا مؤمن نہین ہوتا کوئی تم مین سی جبتک نه پسند کری اپنی بہائی کی

لنفسه

لنفسه وأما من یکون خیانته فی المرابحة والتولیة فلا بد له من معرفتهما حتی یمکن له الاحتراز عنهما

حق میں جو اپنی حق میں پسند کرتا ہی اور جو شخص نفع پر دیتی ہیں اور دام کی دام دینی میں خیانت کرتا ہی تو اوسکو پہلی اون دونوں کا سمجھنا چاہیئی تاکہ اوس سی بچ سکی

أما المرابحة فهی بیع ما ملکه بمثل ما قام علیه بزیادة ربحه وأما التولیة فهو بیع ما ملکه بمثل ما قام علیه

مرابحت تو بیچنا مال کا جتنی کو اسکو پڑا ہو اور اسپر کچھہ نفع لیکر اور تولیہ بیچنا مالکا جتنی کو اسکو پڑا ہو

بدون زیادة ربح وکل منهما انما یصح اذا کان رأس المال مثلیا لان مبناهما علی الامانة والاحتراز

بدون نفع لئی یعنی دلم کی دام کو اور یہہ دونو بیع جب صحیح ہوتی ہین کہ راس المال مثلی یعنی ذوات الامثال سی ہو کیونکہ ان دونوں کی بنیاد امانت اور خیانت سی

عن الخیانة وشبهتها فان الغبی الذی لا یهتدی فی التجارة یعتمد علی الفعل الذکر الذی یهتدی فیهما و

اور خیانت کی شبہ سی احتراز پر ہی بیشک بہولا بچارہ جو تجارت کی ڈہنگ نہین جانتا وہ بہروسہ کیا کرتا ہی ایسی شخص کی ذکر کرنی پر جو تجارت کا مشاق ہو اور

یطیب نفسه بمثل ما اشتراه بزیادة ربح فی المرابحة وبدونها فی التولیة وان لم یکن رأس المال مثلیا

اپنی جی میں خوش ہوتا ہی خریدی کی خریدی سی فائدہ بڑہتی دیکر مرابحہ میں اور بدون فائدکی تولیہ میں اور اگر راس المال ذوات الامثال سی نہو

بل کان قیمیا یکون قدره مجهولا لا یعلم الا بالظن والتخمین فیتمکن شبهة الخیانة فلا یتحقق المرابحة

بلکہ ذوات القیم سی ہو تو اوسکی مقدار مجہول ہوویگی اگر معلوم ہو تو گمان اور اٹکل سی ہو پہر اسمین خیانت کا شبہ قایم ہو جاتا ہی پہر مرابحہ اور تولیہ دونو ثابت

والتولیة الا ان یکون المشتری مرابحة وتولیة ممن ملك ذلك البدل بوجه من الوجوه فح یمکن للبایع ان

نہین ہوتی آزراہ بیع مرابحہ اور تولیہ کی اوسمین سی کہ مالک ہو گیا ہو اسی بدل یعنی ثمن کا کسیطرح پر پس اسوقت روا ہی بایع کو یعنی پہلی جو مشتری

یبیع منه ما اشتراه بذلك البدل وبربح معلوم فی المرابحة او بدونه فی التولیة ومن اشتری متاعا

بدل کی ہی تب اوس چیز کو کہ خریدہ تہا مشتری اول نی عوض اس بدل کی مع نفع معلوم کی بیچ ڈالی مرابحہ میں یا بدون نفع کی بیع تولیہ میں اور جس شخص نی کچہہ مال

بالنقود یجوز له ان یضم الی الثمن اجرة القصار والصباغ والحمال وغیر ذلك مما یزید فی عین المبیع او

نقد دیکر خریدا تو اوسکو جائز ہی کہ ثمن میں مزدوری دہوبی اور رنگ ریز اور بلیہ دار وغیرہ کی جس سی کہ عین مبیع یا

قیمته کسوق الغنم فانه یزید فی قیمتها کما یزید الحمل فی قیمة المتاع لان القیمة تختلف باختلاف المکان ویقول

قیمت مبیع بڑہ جاوی جیسی بکریان ہکالیجانا اس سی بہی بکری کی قیمت بڑہتی ہی جیسی بلی دار سی قیمت مال کی بڑہتی ہی اسواسطی کہ مکان بدلنی سی قیمت بدل جاتی ہی اور یون بیان کری

قام علی بکذا ولا یقول اشتریت بکذا تحرزا عن الکذب وان فعل شیئا من هذه المذکورات بنفسه لا یضمه

کہ مجہکو اتنی میں پڑی ہی یہہ نہ کہی میں نی اتنی کو خریدی ہی تاکہ جہوٹ سی بچ جاوی اور اگر کوئی کام ان مذکور سابقہ سی بذات خود سر انجام کر لیا ہو تو اوسکی مزدوری ثمن میں

وکذا لا یضم نفقة نفسه ولا جعل الابق ولا کراء بیت الحفظ ولا اجر الطبیب والمعلم والراعی والدلال لان

اور ایسی ہی اپنی ذات کا خرچ اور نہ انعام بہاگی ہوئی غلام کا اور نہ کرایہ حفاظت کی مکان کا اور نہ نذرانہ طبیب اور اوستاد کا اور نہ اجرت چرواہی اور دلال کی کیونکہ

هذه المذکورات لا تزید فی المبیع شیئا ومن اشتری ثوبا بعشرین وقبضه ثم باعه مرابحة بثلثین وتقابضا

ان اخراجات سی مبیع میں کچہہ نہین بڑہتا اور اگر کسینی ایک تہان پارچہ کا بیس روپیہ کو لیکر قبضہ کر لیا پہر اوسکو بطور مرابحہ تیس روپیہ کو بیچکر دونو نی اپنا اپنا مال پر قبضہ کر لیا

ثم اشتراه من مشتریه بعشرین واراد ان یبیعه مرابحة یطرح الربح ویبیعه علی عشرة ویقول قام علی

پہر اسنی دوبارہ وہ ہی تہان اپنی خریدار سی بیس روپیہ کو خرید لیا اب اگر اوس تہان کو بطور مرابحہ بیچی تو اول کا نفع کم کر کی دس روپیہ پر نفع لی اور یون بیان کری کہ یہہ تہان مجہکو

بعشرة ولو کان اشتراه بعشرین وباع باربعین ثم اشتراه بعشرین لا یبیعه مرابحة اصلا لانه قبل شرائه

دس روپیہ کو پڑا ہی اور اگر اول دفعہ میں بیس روپیہ کو لیکر چالیس کو بیچا ہو پہر اوسکو دوبارہ بیس کو لیا ہو تو اس صورت میں ہرگز مرابحہ سی نہ بیچی اسلئی کہ دوبارہ خریدنی سی پہلی

ثانیا یحتمل ان یرد علیه بعیب ویسقط الربح الذی ربحه فلما اشتراه ثانیا تاکد ذلك الربح الذی کان

شاید کہ وہ تہان بواسطہ عیب کی پہر جاتا تو جسقدر اس نی نفع لیا ہی یعنی بیس روپیہ وہ جاتا رہتا جسوقت اسنی دوبارہ خرید لیا تو وہ نفع جو ساقط ہونیکو تہا قایم

علی شرف السقوط فیصیر الشراء الثانی شبهة حصول الربح به وللتاکید حکم الایجاب ففی المسئلة الاولی یصیر

اور ثابت ہوگیا اب دوبارہ خریدنے مین یہہ شبہ ہوتا ہی کہ اس خرید کی سبب سے نفع ملا اور تاکید کی لئی حکم ایجاب کا ہوتا ہی سو پہلی صورت کا انجام یہہ ہی

کانہ اشتری ثوبا وعشرة دراهم بعشرین فیتقابل العشرة بالعشرة فیبقی الثوب بعشرة فلا یبیعه مرابحة

گویا اس نی ایک تہان اور دس روپیہ بیس روپیہ کو لئی پہر دس روپیہ تو دس روپیہ کی برابر ہوگئی اور تہان دس مین پڑ گیا سو اسکو بطور مرابحہ

او تولیة الا علی عشرة وفی المسئلة الثانیة یصیر کانه اشتری ثوبا وعشرین درهما بعشرین فیتقابل العشرون

اور تولیہ کی بیچی تو دس روپیہ ہی پر بیچی اور دوسری صورت کا انجام یون ہی کہ گویا ایک تہان اور بیس روپیہ بیس روپیہ کو لئی پہر بیس روپیہ تو بیس روپیہ کی برابر ہوی

بالعشرین فیبقی الثوب مجانا فلا یبیعه مرابحة ولا تولیة احترازا عن شبهة الخیانة لانها لحقیقتها فیهما

اور وہ تہان مفت پڑ گیا سو مرابحہ اور تولیہ سی نہ بیچی تا کہ شبہ خیانت کا نرہی کیونکہ مرابحہ اور تولیہ مین خیانت کا شبہہ بہی

احتیاطا ولهذا لو کان لرجل علی اخر عشرة دراهم فصالحه منها علی ثوب لا یبیع ذلك الثوب مرابحة ولا تولیة

احتیاطا بمنزلہ عین خیانت کی ہوتا ہی اسیلئی اگر کسیکی دوسری پر دس روپیہ قرض آتی ہون قرضدار نی اوس سی ایک تہان پر صلح کرلی تو اوس تہان کو بطور مرابحہ اور تولیہ کی

علی عشرة لان مبنی الصلح علی الحط والاسقاط بخلاف ما اذا تخلل ثالث لان التاکید یحصل بغیره ومن اشتری

دس روپیہ پر نہ بیچی اسواسطی کہ بنیاد صلح کی کمی اور معافی پر ہوتی ہی برخلاف اوس صورت کی کہ تیسرا شخص بیچمین آجاوی اس لئی کہ اب تقرر غیر سی حاصل ہوا ہی اور جس شخص نی

اشیاء صفقة واحدة بثمن واحد لیس له ان یبیع بعضها مرابحة علی حصتها من الثمن لان ذلك لا یکون

کئی چیزین مجتمعة ایک عقد مین سبکا ایک ثمن ٹہرا کر مول لین تو اوسکو جایز نہین ہی کہ اونمین سی بعض کو بطور مرابحہ کی ثمن مین کا حصہ ٹہرا کر بیچی کیونکہ حصہ ثمن مین سی

الا باعتبار القیمة وتقسیمها لا یخلو عن شبهة الغلط ومن اشتری جاریة سلیمة فاعورت بافة سماویة او وطیها

ٹہرانا بدون اعتبار قیمت کی نہین ہوسکتا اور تقسیم کرنیمین غلطی کا شبہ باقی رہتا ہی اور اگر کسینی ایک لونڈی اچہی بچہی خریدی پہر آفت سماوی یعنی بی اختیار کسی کانی ہوگئی یا اوس سی

وهی ثیبة ولم ینقصها الوطی یجوز له ان یبیعها مرابحة او تولیة لکن یجب علیه بیان عیبها ولا یجب علیه بیان

وہ ثیبہ یعنی شوہر رسیدہ تہی صحبت نی اوسکا کچہہ نہ بگاڑا تو اوسکو جایز ہی کہ لونڈی کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچ ڈالی لیکن اوسپر اتنا واجب ہی کہ عیب بیان کردی اور یہہ واجب نہین ہی

حدوث العیب عنده ما لم یسئله المشتری ولا بیان وطئه اذ لم یحتبس عنده شیئ یقابل الثمن لان الاوصاف

کہ کہی یہہ عیب میری پاس پیدا ہوا ہی جبتک خریدار نہ پوچہی اور نہ صحبت کا بیان کرنا واجب ہی اس لئی کہ اسنی کوئی ایسی شی نہین رکہہ لی جو ثمن کی مقابلہ ہو کیونکہ اوصاف کی

لا یقابلها شیئ من الثمن وکذا منافع البضع اذ لم ینقصها الوطی لا یقابلها شیئ من الثمن واما اذا فقأ المشتری

مقابلہ مین ثمن کچہہ نہین ہوتا اور ایسی ہی بضع کی منافع اگر اونکو وطی سی کچہہ نقصان نہ آیا ہو تو ثمن اونکی مقابلہ مین کچہہ نہین ہوتا ہان اگر خود مشتری ہی نی

عینها او فقأها اجنبی واخذ المشتری ارشها او وطیها المشتری وهی بکر فلا یبیعها الا بالبیان لانه حبس بعض المبیع

اوسکی آنکہہ پہوڑ دی یا کوئی غیر شخص اوسکی آنکہہ پہوڑ دی اور مشتری دیت لیلیوی یا مشتری اوس سی صحبت کری اور وہ باکرہ تہی تو اوسکو بدون بیان کی نہ بیچی کیونکہ اب مبیع مین سی گویا کچہہ حق

لکون ما فات منه کالسالم له معنی باخذ بدله اذا جنی غیره وکذا اذا جنی نفسه اذ لو لم یکن ملکه لکان

لی کہا ہی اسلئی کہ جو آنکہہ مین سی خراب ہوا ہی وہ گویا اسکی پاس ہی عوض لینی سی اگر خطا غیر کی ہو اور ایسی ہی اگر آپ بذات خود خیانت کی ہو اسواسطی کہ اگر لونڈی اسکی ملک نہوتی

مضمونا علیه فصار سقوط الضمان عنه کاخذ البدل فلا یمکنه بیع الباقی مرابحة وتولیة بکل الثمن بلا

تو بیشک ضمان اسکی ذمہ پڑتا بس تو اب ضمان کا ذمہ پر نہ آنا بمنزلہ عوض لینی کی ہی سو اسکو بطور مرابحہ یا تولیہ کی پوری اصل ثمن سی باقی کا بیچنا بدون بیان کی روا

بیان لان الاوصاف اذا صارت مقصودة بالاتلاف یصیر لها حصة من الثمن وکذا العذرة یصیر لها

نہین ہی اسلئی کہ جب اوصاف تلف کرنی سی مقصود ہو جاتی ہین تو انکی مقابلہ مین حصہ رسد ثمن ہوا کرتا ہی اور ایسی ہی بکارت کی مقابلہ حصہ ثمن کا

حصة من الثمن لکونها جزء من العین وقد حبسها فلا بد من البیان ومن اشتری ثوبا فاصاب قرض فارة

ہوتا ہی کیونکہ بکارت اصل کا جزء ہوتا ہی سو اسکو اوسنی روک رکہا تو اب بیان کرنا ضرور چاہی اور جس نی تہان خریدا پہر اوسکو چوہی نی کتر دیا

او حرق نار یجوز له ان یبیعه مرابحة او تولیة بلا بیان حدوث العیب عنده اذ قدر ان الاوصاف تابعة

یا کچھ جل گیا تو اوسکا بیچنا بطور مرابحہ یا تولیہ کی بغیر جتلائی جایز ہی اسواسطی کہ آگی کہہ چکی ہیں کہ اوصاف تابع ہوتی

لا یقابلها شیء من الثمن وان تکسر بنشره وطیه لا یجوز له ان یبیعه مرابحة او تولیة بلا بیان لانه صار

ہیں اونکی مقابلہ میں ثمن کچھ نہیں ہوتا اور اگر پھیلاتی اور تہہ کرتی پھٹگیا تو اب جایز نہیں کہ بطور مرابحہ یا تولیہ کی بلا اظہار بیچڈالی اسلئی کہ وصف تلف کرنی

مقصودا بالاتلاف ومن اشتری دارا او دابة واصاب من غلتهما شیئا یجوز له ان یبیعهما مرابحة او تولیة بلا

سی مقصود ہوگیا اور جس نی کوئی گہر یا جانور چوپایہ خریدا اور اونکی کرایہ سی کچھ نفع پیدا کیا تو اوسکو جایز ہی کہ دونو کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بی

بیان لان الغلة لیست متولدة من العین بل هی استیفاء منفعة واستیفاء المنفعة لا یمنع بیع المرابحة او التولیة

اظہار بیچڈالی اسلئی کہ کرایہ اصل میں سی نہیں پیدا ہوتا بلکہ کرایہ منفعت کا پورا کرنا ہی اور منفعت کا پورا کرنا بیع مرابحہ یا تولیہ سی منع نہیں کرتا

بخلاف ما لو اشتری شاة واصاب من لبنها وصوفها فانه اذا باعها مرابحة او تولیة یطرح من راس المال قدر

برخلاف اوس صورت کی کہ اگر بکری مول لیوی اور اوسکا دودہ پیوی اور اون کترلی تو یہہ شخص اگر بکری کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچی تو اصل قیمت میں سی جتنا

ما اصاب منها ولو اشتری جاریة او شاة او نخیلا فولدت الجاریة والشاة او اثمر النخیل یبیع الاصل مع الزیادة

فائدہ لیا ہی کم کردی اور اگر لونڈی مول لی یا بکری یا میوہ دار درخت پھر لونڈی جنی یا بکری بیاہی یا درخت پہل لایا تو اصل کو مع افزایش یعنی بچہ اور

مرابحة او تولیة ولو استهلك الزیادة لا یبیع الاصل مرابحة او تولیة حتی یبین ما استهلك منها ولو اشتری شیئا

بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچی اور اگر وہ افزایش یعنی بچہ اور پہل تلف ہوجاوی تو اصل کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی نہ بیچی جبتک بیان نکری جسقدر اوسمیں سی تلف ہوا ہی اور اگر کوئی شی

بثمن ثم زاد فی الثمن او حط البایع عنه او زاد فی المبیع یلتحق کل من الزیادة والحط باصل العقد ویظهر حکم الالتحاق

ثمن معین کرکر مول لی پھر ثمن پر مشتری نی کچھ بڑہا دیا تو یہہ تمام گھٹی بڑہی اصل عقد میں ملجاوی گی اور حکم اس کمی زیادتی کا مرابحہ اور تولیہ میں جاکر ظاہر ہوگا

فی المرابحة والتولیة حتی اذا اراد ان یبیع ذلك الشیء مرابحة او تولیة لا یبیعه الا بما بقی من الثمن بعد الحط فی صورة

یہاں تک کہ اگر اوس شی کو بطور مرابحہ یا تولیہ کی بیچا چاہی تو کمی کی صورت میں اوس ثمن پر بیچی جو کم کرنی کی بعد باقی رہا تہا

الحط او بما زاد علی اصل الثمن او علی اصل المبیع فی صورة الزیادة ومن اشتری متاعا بالف درهم نسیئة وباعه بربح

اور بڑہتی کی صورت اوس ثمن پر جو اصل ثمن پر یا اصل مبیع پر بعد بڑہائی کی ہوگیا ہی اور جس شخص نی کچھ مال ہزار روپیہ کو ادہار مول لیا اور اوسکو سو روپیہ نفع

مائة ولم یبین للمشتری ذلك فعلمه المشتری فهو مخیر ان شاء رده وان شاء قبله بالف ومائة لان للاجل شبها بالمبیع

گیارہ سو کو بیچا اور مشتری سی حال ادہار کا بیان نکیا پہر مشتری کو وہ معلوم ہوگیا تو مشتری کو اختیار ہی چاہی وہ مال ہٹادی اور چاہی گیارہ سو کو رکہ لی اسلئی کہ مدت سی

ان یزاد فی الثمن لاجل الاجل والشبهة فی هذا الباب ملحقة بالحقیقة فصار کانه اشتری شیئین وباع احدهما

مدت کی سبب سی ثمن بڑہ جایا کرتا ہی اور شبہہ خیانت کا اس باب یعنی مرابحہ میں بعینہ خیانت ہوتی ہی تو انجام یہہ ہوا کہ گویا اس نی دو چیزیں مول لیں اور ایک چیز

بثمنیهما مرابحة والمرابحة توجب الاحتراز عن مثل هذه الخیانة یسر نا الله تعالی الاحتراز عن جمیع الشبهات والخیانات

کل ثمن کو بطور مرابحہ کی بیچدی اور مرابحہ میں ایسی ایسی خیانت سی احتراز واجب ہی آلہی تمام شبہات اور خیانات سی احتراز کرنا ہمپر آسان کر

المجلس الثانی والسبعون فی تحریض التاجر علی ملازمة الصدق والامانة فی جمیع اقواله

بہتر وین مجلس تاجر کو رغبت دلانی میں اوپر اختیار کرنی صدق اور امانت کی تمام اقوال اور افعال میں

وافعاله قال رسول الله صلی الله علیه وسلم التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشهداء

رسول الله صلی الله علیہ وسلم نی فرمایا بڑا سچا اور امانت دار تاجر نبیوں اور صدیقوں اور شہداء کی ہمراہ ہی

الحدیث من حسان المصابیح رواه ابو سعید وفیه تحریض للتاجر علی ملازمة الصدق والامانة فی جمیع اقواله

حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی ابو سعید کی روایت ہی اوراسمیں تاجر کو رغبت دلانی ہی سچ اور امانت اختیار کرنی پر تمام اقوال

وافعاله لاسيما في بيعه وشرائه كما هو مقتضى صيغة المبالغة في الصدوق والامين فان رب الارباب ومسبب
اور افعال مین خاص کر بیع اور شرا مین جیسی کہ مطلب مبالغہ کی صیغہ کا ہی لفظ صدوق اور امین مین بیشک پروردگار عالم اور مسبب
الاسباب جعل الاخرة دار الثواب والعقاب وجعل الدنيا دار التشمر والاكتساب لكن ليس التشمر في الدنيا مقصودا
الاسباب نی آخرت کو ثواب اور عذاب کا گہر بنایا ہی اور دنیا کو محنت کشی اور تحصیل کا گہر مقرر کیا لیکن دنیا مین صرف آخرت کی لئی محنت کشی
على الاخرة بدون المعيشة بل المعيشة ذريعة الى الاخرة ولا يكون المعيشة ذريعة الى الاخرة مالم يتادب المتشمر في
بدون معیشت کی نہین ہی بلکہ معیشت آخرت کا وسیلہ ہی اور معیشت آخرت کا وسیلہ نہین ہوسکتی جب تک دنیا کا طالب طریقہ شرعی
طلبها باداب الشرع فان الشرع اعتبر في طلبها اركانا وشروطا يجب عليه رعايتها عند مباشرته في طلبها حتى يكون
اختیار نکری کیونکہ شرع نی دنیا کی طلب کیواسطی ارکان اور شرطین ٹہرائی ہین جب دنیا کی طلب کری تو اونکی رعایت واجب ہوتی ہی تاکہ
كسبه صحيحا خاليا عن البطلان والفساد خالصا عن شائبة الحرمة والكراهة اذ لو ترك رعايتها لا يكون كسبه
اوسکی کمائی درست بطلان اور فساد سی خالی اور حرمت اور کراہت کی ملونی سی صاف ہو کیونکہ اگر اون قواعد شرعی کی رعایت نکریگا تو اوسکی کمائی
صحيحا بل تارة يكون باطلا وتارة يكون فاسدا فلا يكون خاليا عن الحرمة والكراهة فعلى هذا لابد له من معرفة
درست نہو گی بلکہ بعضی دفعہ باطل اور بعضی دفعہ فاسد ہوگی پہر حرمت اور کراہت سی کبہی پاک نہو گی اس بیان کی موافق اوسکو بیع اور شرا
البيع والشراء وكيفية انعقادهما حتى يميز عنده الباطل من الفاسد والفاسد من الصحيح ويتخلص من الحرمة والكراهة
اور کیفیت انعقاد کی معرفت پیدا کرنی ضرور چاہئی تاکہ باطل کو فاسد سی اور فاسد کو صحیح سی الگ الگ کرسکی اور حرمت اور کراہت سی بچ جاوی
ويتيسر له الصدق والامانة فيهما فالبيع مبادلة المال بالمال وينعقد بالايجاب والقبول والمراد بالايجاب الكلام الصادر
اور بیع اور شرا مین صدق اور امانت میسر ہوسکی تو اب بیع بدلنا مال کا مال سی ہی اور ایجاب اور قبول سی پوری ہوتی ہی اور مراد ایجاب سی کلام اول کی ہی
من احد العاقدين اولا بايعا كان او مشتريا والمراد بالقبول الكلام الصادر من الاخر ثانيا بايعا كان او مشتريا
جو دونو مین کسی ایک سی صادر ہو بایع ہو یا مشتری اور قبول سی مراد کلام دوسری کی ہی جو دوسری سی صادر ہو بایع ہو یا مشتری
وانما ينعقد بهما اذا كانا بلفظ الماضي مثل ان يقول البايع للمشتري بعت منك هذا بكذا فيقول المشتري اشتريت
اور بیع ایجاب اور قبول سی جب گٹہتی ہی کہ وہ دونو ماضی کی لفظ ہون جیسی بایع مشتری سی کہی یہہ مال مین تیری ہاتہہ اتنی کو بیچ چکا پہر مشتری کہی مین لی چکا
او يقول المشتري للبايع اشتريت منك هذا بكذا فيقول البايع بعت لان البيع انشاء تصرف شرعي والانشاء اثبات ما
یا پہلی مشتری بایع سی کہی مین تجہسی یہہ چیز اتنی کو مول لی چکا پہر بایع کہی مین بیچ چکا اس لئی کہ بیع انشا یعنی نیا تصرف شرعی ہوتا ہی اور انشا مین قایم کرنا
لم يكن ثابتا وهو لا يعرف الا بالشرع لان واضع اللغة لم يضع له لفظا خاصا والشرع قد استعمل فيه اللفظ الموضوع
معدوم کا ہوتا ہی اوسکا علم بدون شرع کی نہین ہوتا اسواسطی کہ لغت بنانیوالی نی اسکی لئی کوئی خاص لفظ نہین وضع کیا اور شرع نی اسمین ایسا لفظ
للاخبار المستعمل في الماضي الذي يدل على الوجود حتى يدل على ان هذا التصرف مما يراد وجوده فينعقد به البيع و
جو ماضی مین خبر کی واسطی مستعمل ہوتا ہی استعمال کیا ہی جسمین وجود پر دلالت ہوتی ہی تاکہ یہہ معلوم ہو کہ یہہ ہی تصرف مقصود ہی پہر اوس سی بیع منعقد ہو جاتی ہی
لا ينعقد بلفظين احدهما امر بل لابد فيه من ثلثة الفاظ كما اذا قال المشتري للبايع بع مني هذا بكذا وقال البايع
اور ایسی لفظون سی منعقد نہین ہوتی جو ایک امر ہو بلکہ اسمین تین لفظون کی ضرورت پڑتی ہی جیسی اگر مشتری بایع سی کہی یہہ مال میری ہاتہہ اتنی کو بیچدی اور بایع کہی
بعت فما لم يقل المشتري ثانيا اشتريت لا ينعقد البيع وكذا اذا قال البايع للمشتري اشتر مني هذا بكذا وقال المشتري
مینی بیچا پہر جبتک مشتری دوبارہ یون نکہیگا کہ مینی خریدا تو بیع منعقد نہو گی اور ایسی ہی اگر بایع مشتری سی کہی مجہسی یہہ اتنی کو خرید لی اور مشتری کہی
اشتريت فما لم يقل البايع ثانيا بعت لا ينعقد البيع واما اذا كان احد اللفظين او كلاهما مضارعا فينعقد البيع اذا قارنه
مین نی خریدا پہر جبتک بایع دوبارہ یون نکہیگا کہ مین نی بیچا تو بیع منعقد نہو گی اور اگر دونو مین سی ایک کلام یا دونو کلام مضارع ہون تو بہی بیع منعقد ہو جاتی ہی

البيع

النیۃ ویحمل لفظ المضارع علی الحال وکذا ینعقد البیع بکل ما یدل علی معنی بعت واشتریت کما اذا قال البایع
نیت ہو اور اوس لفظ مضارع سے حال کے معنی لیلینگے اور ایسے ہی بیع ہر لفظ سے جسمین بعت یا اشتریت کے سے معنی ہون منعقد ہو جاتی ہی جیسے بایع مشتری سے کہے
للمشتری بعت منك هذا بكذا وقال المشتری قبلت او قال المشتری للبایع اشتریت منك هذا بكذا وقال البایع
میں یہہ شی تیری ہاتھ اتنی کو بیچی اور مشتری کہے مین نے قبول کی یا مشتری بایع کو کہے مین نے تجھسے فلانی چیز اتنی کو مول لی اور بایع کہے
خذه ینعقد البیع فی کلتا الصورتین اما فی الصورۃ الاولی فظاهر واما فی الصورۃ الثانیہ فلانہ لما امر ان
لیلی تو بیع دونو صورتون مین منعقد ہو جاوے گی پہلی صورت مین تو ظاہر ہی اور رہی دوسری صورت سو اسلئے کہ جب بایع نے اوسکو
یاخذه بالبدل وهو لا یكون الا بالبیع صار كانہ قال بعتہ منك بہ فخذه فیقدر البیع اقتضاء فیثبت العقد
بعوض بدل کے لیلینے کی اجازت دی تو یہہ بدلہ بدون بیع کے نہین ہوتا تو انجام اسکا یہہ ہوا گویا بایع نے کہا مین نے تیرے ہاتھ اتنی کو بیچی سو تو لیلے پس بیع
باعتباره لا بلفظین احدهما امر حتی ینافی ما سبق لان المعنی هو المعتبر فی هذه العقود ولهذا ینعقد البیع بالتعاطی
باعتبار اقتضاء کے مقدر ہو گی پس انعقاد بیع کا اس اعتبار سے ہوگا اور بیع منعقد نہین ہوتی ایسے دو لفظ سے کہ اونمین سے ایک امر ہو کہ منافی بیان سابق کے ہو اسلئے کہ ان عقود
فی الخسیس والنفیس هو الصحیح لتحقق المرضیات لكن لا بد فیہ من الاعطاء من الجانبین عند البعض وعند البعض
مبیع کم بہا ہو یا بیش بہا یہی مذہب صحیح ہی کیونکہ رضامندی ہو جاتی ہی لیکن اس صورت مین بعضون کے نزدیک ضرور ہی کہ دونو طرف سے ثمن اور مبیع ہکسارین اور بعضون کے نزدیک
یكفی الاعطاء من جانب واحد فان محمد اشار فی الجامع الصغیر الی ان تسلیم المبیع یكفی فی تحقق البیع هذا
ایک طرف سے ادا کرنا ہی کفایت کرتا ہی کیونکہ امام محمد رح نے جامع صغیر مین یہہ اشارہ کیا ہی کہ مبیع حوالہ کر دینا واسطے ثبوت بیع کے کافی ہی یہہ اس صورت مین
اذا بین الثمن او كان معلوما كما اذا قال رجل لبایع الحنطۃ بكم تبیع الحنطۃ فقال قفیز بدرهم فقال كلنی
ہی کہ ثمن بیان کردین یا کسطرح سے معلوم ہو جیسے کوئی گیہون بیچنے والے سے پوچھے گیہون کیا بہاؤ بیچتا ہی اوسنے کہا فی روپیہ ایک پیمانہ پھر اوسنے کہا مجکو پانچ
خمسۃ اقفزۃ فكالہ فذهب بہا فهذا بیع فعلیہ خمسۃ دراهم وكذا لو اشتری وقرا من الحطب بثمانیۃ ثم
قفیز ناپ دے پھر اوسنے ناپ دئے پھر وہ لیکر چلا گیا یہہ بیع پوری ہی اور اوسکے ذمہ پانچ روپیہ ہین اور ایسے ہی اگر ایک بہار لکڑی کا آٹھ پیسے کو خریدا پھر
قال ائت بوقر اخر والقہ ههنا ففعل فهذا بیع ولہ ان یطلب الثمانیۃ ولو قال لبایع الحطب بكم تبیع هذا الوقر
کہا ایک بہار اور لا کر یہان ڈالدے اوسنے لا ڈالا تو یہہ بیع پوری ہی اور اوسکو مطالبہ آٹھ پیسے کا پہنچتا ہی اور اگر لکڑہارے سے کہا یہہ گٹھا لکڑی کا کتنے کو
من الحطب فقال بثمانیۃ فقال سق الحمار فساقہ اختلفوا فیہ قال بعضهم لا یكون بیعا ما لم یتسلم الحطب ولم ینقد
بیچتا ہی اوسنے کہا آٹھ پیسے کو پھر اوسنے کہا گدہا ہانک لا پھر وہ ہانک لیگیا اسمین اختلاف کرتے ہین بعضے کہتے ہین بیع پوری نہین ہوتی جبتک لکڑیان حوالہ نکردے
الثمن وقال بعضهم یكون بیعا لانهما تراضیا علی التملیك والتملك والتراضی هو المعتبر فی الباب الا انہ لما كان
اور پیسے نہ لیلے اور بعضے کہتے ہین بیع ہو گئی کیونکہ دونو لینے دینے پر راضی ہین اور تملیک اور دونو کی رضامندی ہی بیوع مین معتبر ہی اتنا ہی کہ دلکی رضامندی
باطنا اقیم الایجاب والقبول مقامہ لدلالتهما علیہ فاذا اوجب احد العاقدین بایعا كان او مشتریا كما اذا قال البایع
امر مخفی ہی ایجاب قبول کو اوسکی جگہ ٹہرا دیا ہی اس سے رضا معلوم ہو جاتی ہی پھر جب ایک نے ایجاب کیا بایع ہو یا مشتری جیسے کہ بایع مشتری سے کہے
للمشتری بعت منك هذا بكذا او قال المشتری للبایع اشتریت منك هذا بكذا فالاخر بالخیار ان شاء قبل
مین نے تیرے ہاتھ فلانی شی اتنی کو بیچی یا مشتری بایع سے کہے مین نے تجھسے اتنی کو مول لی اب دوسرے کو اختیار ہی چاہے اوس مجلس مین عقد کو قبول کرے
العقد فی المجلس وان شاء رده وهذا الخیار یسمی خیار القبول ویمتد الی اخر المجلس ولا یبطل بالتاخیر الیہ و
اور چاہے رد کرے اور اس اختیار کو خیار قبول کہتے ہین اور یہہ اختیار آخر مجلس تک باقی رہتا ہی مجلس تک تاخیر سے باطل نہین ہوتا
ان طال ما لم یظهر ما یبطلہ اذ یحتاج الیہ المرء للتروی ولیس لہ ان یقبل العقد فی البعض دون البعض اذ فیہ
اگرچہ مجلس دراز ہو جاوے جبتک ایسی حرکت ظاہر نہو جس سے خیار باطل ہو جاوے کیونکہ آدمی کو مہلت کی حاجت سوچنے کیلئے ہوتی ہی اور اوسکو یہہ اختیار نہین ہی کہ مبیع کو

تفريق الصفقة فيتضرر به احد العاقدين لان المبيعان كان واحدا يلزمه ضرر الشركة وان كان متعددا فالعادة

صفقہ یعنی عقد پورا نہین رہتا پہر دونوں مین سی کسی ایک کا نقصان ہوگا کیونکہ مبیع اگر ایک ہی شی ہی تو نقصان شرکت کا لازم آتا ہی اور اگر کئی ہین تو عادت یون پڑی ہوئی ہی

ضم الجيد الى الردي ونقص ثمن الجيد لترويج الردي فلو ثبت له خيار القبول في البعض يقبل الجيد ويترك

کہ عمدہ کو ناقص کی ساتہہ ملا کر ناقص کی نکاسی کی لئی عمدہ کی قیمت کچہہ کم کر دیتی ہین اب اگر اوسکو یہہ اختیار رہو دی کہ جو نسی چاہی چہانٹ لی تو وہ عمدہ کو لیلیویگا اور

الردي فيزول الجيد عن يد البايع باقل من ثمنه وفيه ضرر له الا اذا كرر العقد وبين ثمن كل واحد بان

ناقص کو نہ لیگا تو بایع کی ہاتہہ سی عمدہ مبیع کم قیمت کو جاتی رہی گی اور اسمین بایع کا بڑا ضرر ہی ہان اگر دوبارہ عقد کری اور ہر ایک کا ثمن جدا جدا بیان کر دی

قال بعت هذا بكذا وهذا بكذا فحينئذ ينتفي الضرر عنه فما لم يحصل القبول يبطل الايجاب بقيام واحد منهما

اسطور کہ مینی یہہ اتنی کو اور یہہ اتنی کو بیچا اب اوسکا کچہہ ضرر نہین ہی پہر جبتک قبول نہووی تو ایجاب دونون مین سی ایک کی کہڑی ہونی

ايهما كان ولا يبقى لواحد منهما ولاية القبول بعده لان القيام دليل الرجوع وكذا لو قال البايع للمشتري بعت

کوئی ہی کہڑا ہو جاوی پہر دونون مین سی کسیکو اختیار قبول کا باقی نہین رہتا کیونکہ کہڑا ہو جانا رجوع کی دلیل ہی اور ایسی ہی اگر بایع نی مشتری سی کہا مین نی تیری ہاتہہ مبیع

منك هذا بكذا ولم يقل المشتري شيئا حتى كلم البايع انسانا في حاجة لم يبطل الايجاب واذا حصل الايجاب

اتنی کو بیچا ابہی مشتری نی کچہہ جواب نہین دیا کہ بایع اور شخص سی کچہہ بات چیت کرنی لگا تو ایجاب باطل نہین ہوگا اور جب ایجاب قبول دونو ہو چکی

والقبول يتم العقد ولا يكون لواحد منهما خيار اصلا لا في المجلس ولا بعده الا من عيب او عدم رؤية

ہین تو عقد پورا ہو جاتا ہی اب دونون مین سی ہرگز کسیکو کچہہ اختیار پہیر نی پہیر نیکا نہین ہی نہ مجلس مین نہ بعد مجلس کی مگر بسبب عیب کی یا نہ دیکہنی کی

وفي العوض المشار اليه مبيعا كان او ثمنا يكفي الاشارة في صحة البيع بلا علم بقدره ووصفه وفي غير

اور عوض مین جو سامنی موجود ہو مبیع ہو یا ثمن واسطی صحت بیع کی بدون دریافت مقدار اور وصف کی اشارہ کفایت کرتا ہی اور جو سامنی نہو

المشار اليه لا بد من علم بقدره ووصفه لان التسليم واجب بالعقد ويمتنع حصوله بالجهالة المفضية

تو اوسکی مقدار اور وصف کا علم ضرور چاہئی اسلئی کہ بعد عقد کی تسلیم واجب ہووےگی اور بسبب جہالت کی جس سی جہگڑا پیدا ہوتا ہی ہرگز نہین ہو سکتا

الى النزاع ويصح البيع بثمن حال وثمن مؤجل لاطلاق قوله تعالى واحل الله البيع ولما روي انه عليه السلام

اور بیع ثمن حالی یعنی نقد اور ثمن مؤجل یعنی ادہار دونو صحیح ہو جاتی ہی کیونکہ آیت مین کوئی قید نہین ہی اور حلال کی اللہ نی بیع کو اور اسلئی کہ روایت ہی

اشترى من يهودي طعاما الى اجل ورهن درعه لكن لا بد ان يكون الاجل معلوما اذ لو لم يكن معلوما بل

ایک یہودی سی ایک مدت پر ادہار غلہ مول لیا اور زرہ گروی رکہہ دی لیکن مدت کا معلوم ہونا ضرور چاہئی اسواسطی کہ اگر مدت معلوم نہو گی بلکہ

كان مجهولا كالبيع الى قدوم الحاج او الى الحصاد او الى الدياس او الى القطاف او الى الجزاز لكانت جهالته مانعة من

مجہول ہو گی جیسی بیچنا بشرط ادہار ثمن حاجیون کی آنی پر یا کہیتی کٹنی پر یا پیر اوٹہنی پر یا انگور ٹوٹنی پر یا اون کترنی پر تو یہہ جہالت بیشک تسلیم ثمن سی

التسليم الواجب بالعقد لان هذه الاوقات تتقدم تارة وتتاخر اخرى فربما يطالبه البايع في قريب المدة و

مانع ہو گی جو عقد سی واجب ہو گئی ہی اسلئی کہ یہہ اوقات کہین اگیتی ہوتی ہین اور کہین پچہیتی سو کبہی بایع اول وقت مین مطالبہ کریگا اور

المشتري يؤخره الى بعيدها ويقع بينهما التنازع الموجب لفساد العقد ولو انهما تبايعا الى هذه الاجال ثم تراضيا

مشتری پچہیتی وقت تک ٹلاویگا پہر اون دونو مین جہگڑا پڑیگا جس سی عقد فاسد ہو جاتا ہی اور اگر دونو نی بیع انہی اوقات مذکورہ پر کی پہر دونو نی راضی ہوکر

باسقاط الاجل قبل قدوم الحاج وشروع الناس في الحصاد والدياس وغيرهما ينقلب البيع صحيحا لارتفاع المفسد

حاجیون کی آنی سی اور کہیتی کی کاٹنی سی اور پیر کی اوہانی وغیرہ سی پہلی مدت موقوف کی تو وہ ہی بیع صحیح ہو جاویگی کیونکہ مفسد پہلی

قبل تقرره ولو وقع بينهما البيع مطلقا ثم اجل الثمن الى هذه الاوقات يجوز لان هذا تاجيل الدين والجهالة

جاتا رہا اور اگر دونو مین بیع بلا شرط واقع ہوئی پہر بعد اسکی ثمن کی یہہ ہی اوقات مقرر کر دئی تو جایز ہی اسلئی کہ یہہ دین کی مدت ہی اور تہوڑی سی

اليسيرة

الیسیرۃ متحملۃ فیہ لان کل دین اذا اجلہ صاحبہ الی اجل معلوم او الی اجل مجہول جہالۃ یسیرۃ کالتاجیل
جہالت کی اسمین گنجایش ہوسکتی ہی کیونکہ کوئی سا دین ہو جب قرض خواہ اوسکی مدت معین معلوم یا مدت کچھ مجہول مقرر کردیتا ہی جیسی مدت
الی ہذہ الاوقات یصیر ذلک الدین مؤجلا ویکون تاجیلہ لازما الا القرض فان تاجیلہ لا یکون لازما
ان اوقات مذکورہ کی تو وہ دین مؤجل ہوجاتا ہی اور اوسکی مدت لازم ہوجاتی ہی سوا قرض نقد کی بیشک اسکی مدت لازم نہین ہوتی
بل یجوز ابطالہ لکونہ من التبرعات ولا جبر فیہا کما فی الاعارۃ ولو اراد ان یکون تاجیلہ لازما فطریقہ ان یحیل
بلکہ اوسکا ابطال جایز ہی کیونکہ یہہ قرض صرف احسان ہوتا ہی اسمین کوئی زبردستی نہین چلتی جیسی عاریت مین اور اگر چاہو کہ قرض نقد کی مدت لازم ہوجاوی تو یون طریقہ ہی
المستقرض المقرض علی رجل بدینہ فیؤجل المقرض ذلک الرجل مدۃ معلومۃ فحینئذ یکون التاجیل لازما
کہ قرضدار قرض خواہ کو اپنی دین کا حوالہ اور شخص پر کردی پہر قرض خواہ اوس شخص کی لئی مدت معلومہ مقرر کردی پس اب مدت لازم ہوجاویگی
حتی لو اراد المقرض ان یطالبہ قبل تلک المدۃ لیس لہ ذلک ومن اشتری شیئا مما ینقل لا یجوز لہ ان یبیعہ حتی
یہانتک کہ اگر قرض خواہ اوس مدت سی پہلی طلب کرنا چاہی تو اوسکو اختیار نہین ہی اور جسنی کوئی شی منقول مول لی تو اوسکو قبضہ کرنی سی پہلی بیچڈالنا جایز نہین ہی
یقبضہ لما روی انہ علیہ الصلوۃ والسلام نہی عن بیع ما لم یقبض لما فیہ من غرر انفساخ العقد علی تقدیر
اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نی منع فرمایا ہی بی قبضہ کی ہوئی بیع سی کیونکہ اسمین احتمال عقد ٹوٹنی کا ہوتا ہی اگر مبیع
ہلاکہ فانہ لو ہلک قبل قبضہ ینفسخ العقد ویعود الی قدیم ملک البایع فیکون المشتری بایعا ملک غیرہ
تلف ہوجاوی بیشک اگر مبیع قبض سی پہلی ہلاک ہوجاوی تو عقد ٹوٹ جاتا ہی اور مبیع بایع کی اصلی ملک مین داخل ہوجاتا ہی تو اب مشتری گویا غیر کا مال
واما اذا قبضہ فحینئذ یتم البیع فیکون بایعا ملک نفسہ فلما کان قبل القبض لا یدری ان البیع یتم فیکون
بیچتا ہی اور اگر مشتری قبضہ کرچکا تو اب بیع پوری ہوچکی اب اپنا مال بیچتا ہی اور چونکہ قبضی سی پہلی نہین معلوم کہ آیا بیع پوری ہوگی کہ اپنا مال بیچتا ہی
بایعا ملک نفسہ او ینفسخ فیکون بایعا ملک غیرہ حکم بعدم الجواز بخلاف بیع العقار قبل قبضہ فانہ یجوز
یا ٹوٹ جاویگی کہ بیگانہ مال بیچتا ہی تو اسلئی حکم عدم جواز کا ہی برخلاف بیع زمین وغیرہ کی قبضہ سی پہلی کہ یہہ بیع جایز ہی
لعدم المانع فیہ وہو غرر انفساخ العقد علی تقدیر الہلاک لان الہلاک فی العقار نادر ویجوز التصرف فی الثمن
کیونکہ اسمین وہ مانع یعنی شبہہ عقد ٹوٹ جانیکا بشرط ہلاک مبیع کی نہین ہی اسلئی کہ زمین کم ہلاک ہوتی ہی اور ثمن مین قبضہ سی پہلی تصرف جایز
قبل قبضہ سواء کان مما لا یتعین کالنقود او مما یتعین کالمکیل والموزون حتی لو باع متاعا بدراہم او بکر حنطۃ
ہی برابر ہی کہ غیر معین ہو جیسی نقود یا متعین ہو جیسی مکیل اور موزون یہانتک کہ اگر کچہہ مال بعوض دراہم یا گون گیہون کی
یجوز لہ ان یاخذ بدلہما شیئا آخر لوجود المجوز وہو الملک وانتفاء المانع وہو غرر الانفساخ بالہلاک لان الثمن
بیچا تو بایع کو جایز ہی کہ اونکی بدلہ کوئی اور چیز مشتری سی لیلیوی کیونکہ جایز کرنیوالی یعنی ملک موجود ہی اور مانع نہین ہی یعنی شبہہ عقد ٹوٹنی کا ہلاک ہونی سی کیونکہ ثمن
یثبت فی الذمۃ ولا یتعین بالتعیین والمکیل والموزون وان کان مبیعا من وجہ لکنہ ثمن من وجہ فلا ینفسخ
ذمہ پر ثابت ہوجاتا ہی اور تعین کرنی سی معین نہین ہوتا اور مکیل اور موزون اگرچہ ایک وجہ سی مبیع ہین پر ایک وجہ سی ثمن ہین سو بیع انکی ہلاک ہونی سی
البیع بہلاکہ والمراد بجواز التصرف فی الثمن قبل قبضہ جواز تملیکہ ممن علیہ الدین ولو بعوض لا جواز تملیکہ من
نہین ٹوٹیگی اور ثمن مین تصرف قبل قبض جو جایز ہی اس سی یہہ مراد ہی کہ جسکی ذمہ پر ثمن ہوتا ہی اوسکو مالک کردی تو جایز ہی اگرچہ بدلہ لی یہہ مراد نہین ہی
غیر من علیہ الدین لان تملیک الدین من غیر من علیہ الدین لیس بمشروع ویجوز بیع الحنطۃ وغیرہا من
کہ سواء اوسکی یعنی ذمہ دار کی اور کو مالک کرنا جایز ہی اسلئی کہ دین کا مالک کرنا اور کو سوا دین دار کی جایز نہین ہی اور بیچنا گیہون وغیرہ دانہ کا
الحبوب مکائلۃ ومجازفۃ وباناء لا یعرف قدرہ ولا ینکبس بالکبس واما اذا کان ینکبس بالکبس کالزنبیل ونحوہ فلا یجوز
پیمانہ سی اور تخمین سی یعنی ڈہیری اور ایک ایسی پیمانہ سی ناپ کر جسکی مقدار معلوم نہو اور کہینچنی سی نہ برہتا ہو جایز ہی اور ہان اگر کہینچنی سی برہتا ہو جیسی زنبیل وغیرہ

فمن اشترى كيليا مجازفة يجوز له ان يبيعه او ياكله قبل ان يكيله لان البيع يقع على المشار اليه لا على مقدار
اور جس نی کیلی شی کی ڈھیری اٹکل سی مول لی تو اوسکو جایز ہی کہ بغیر کیل کئی بیچ ڈالی یا کہا لیوی اسواسطی کہ اس صورت مین بیع موجود کی ہوتی ہی مقدار معین کی نہین ہوتی
معين فيكون الكل له وان اشتراه بشرط الكيل لا يبيعه ولا ياكله حتى يكيله لاحتمال ان يزيد على المشروط
وہ سبکا سب اوسیکا ہی اور اگر ڈھیری بشرط کیل کی مول لی تو بغیر کیل کئی نہ بیچی اور نہ کہاوی اسواسطی کہ شاید مقدار مشروط سی کچھ بڑھ جاوی
وهو للبايع والتصرف في مال الغير حرام يجب الاحتراز عنه ويكفي كيل البايع بعد بيعه بحضرة المشتري في الصحيح لان
اور وہ بایع کا مال ہوگا اور غیر کی مال مین تصرف حرام ہی اس سی بچنا ضرور چاہیئی اور بیچنی کی بعد مشتری کی سامنی بایع کا کیل کرنا صحیح مذہب مین کفایت کرتا ہی کیونکہ
المبيع يصير به معلوما ويتحقق معنى التسليم ولا اعتبار بكيله قبل البيع ولو بحضرة المشتري لان الشرط كيل
مبیع اس سی ہی معلوم ہوجاتا ہی اور تسلیم ثابت ہوجاتی ہی اور بیچنی سی پہلی بایع کی کیل کا کچھ اعتبار نہین ہی اگرچہ مشتری کی سامنی ہو اسلئی کہ شرط کیل
البايع او المشتري وهو ليس بواحد منهما ولا بكيل بعد البيع بغيبة المشتري لان الكيل من باب التسليم اذ به يصير
بایع کا ہی یا مشتری کا اور قبل البیع وہ کوئی بہی نہین ہی نہ بایع ہی اور نہ مشتری اور نہ بعد بیع کی کیل کا کچھ اعتبار مشتری کی بس غیبت میں اسلئی کہ کیل قسم تسلیم
المبيع معلوما ولا تسليم الا بحضرته وكذا لو اشترى ما يوزن او يعد بشرط الوزن او العد لا يبيعه ولا ياكله حتى
مبیع معلوم ہوتا ہی اور تسلیم مشتری کی موجود ہوئی بغیر نہین ہوتی اور ایسی ہی اگر تول کی شی یا گنتی کی شی بشرط وزن یا شمار کی مول لی تو بدون تولی یا گنی نہ بیچی اور نہ کہاوی
يزنه او يعده الا ان البايع لو وزنه او عده بعد البيع بحضرة المشتري يكفي ولو اشترى ما يذرع بشرط الذرع
جبتک تول یا گن نہ لی ہان اگر بایع بیع کی بعد مشتری کی سامنی تولدی یا گن دی تو کفایت کرتا ہی اور اگر گزگت کی شی بشرط گزگت کی مول لی
يجوز له ان يبيعه قبل الذرع لان الذراع وصف لا يقابله شئ من الثمن فيكون الكل له قال الزيلعي هذا اذا لم يسم
تو جایز ہی کہ ناپنی سی پہلی بیچ ڈالی اسلئی کہ گزگت ایسا وصف ہی کہ اوسکی مقابلہ مین ثمن کچھ نہین ہوتا وہ سب اوسیکا ہی زیلعی کہتا ہی یہہ اوس صورت مین ہی
البايع لكل ذراع ثمنا واما اذا سمى وقال كل ذراع بكذا فلا يحل للمشتري ان يتصرف فيه حتى يذرعه ومن باع
کہ بایع فی ذرع ثمن نہ ٹھہراوی اور اگر فی درعہ ثمن معین کردی مثلا چار آنہ گز تو مشتری کو حلال نہین ہی کہ گزگت کئی بغیر اوسمین تصرف کری اور اگر کسینی
صبرة كل قفيز بكذا ولم يذكر عدد قفزانها لا يجوز البيع عند ابي حنيفة الا في قفيز واحد لتعذر صرف العقد الى
اناج کا ڈھیر بیچا ہر پیمانہ اتنی کو اور بیان نکیا کتنی پیمانہ ہی تو امام ابی حنیفہ کی نزدیک بیع جایز نہین ہی بجز ایک پیمانہ کی کیونکہ عقد تمام ڈھیر پر نہین پڑتا
الكل لجهالة المبيع والثمن جهالة تفضي الى النزاع لان البايع يطلب الثمن اولا بموجب العقد والمشتري لا يدفعه
اسلئی کہ مبیع اور ثمن دونو ایسی مجہول ہین جسمین جہگڑا کھڑا ہوجاوی اسواسطی کہ بایع موافق تقاضاء عقد کی ثمن پہلی طلب کریگا اور مشتری نہین دیویگا
لكونه غير معلوم لكون المبيع غير معلوم واذا تعذر صرفه الى الكل يصرف الى الواحد وهو معلوم ولو زالت
کیونکہ ثمن کی مقدار معلوم نہین ہی اسلئی کہ مبیع معلوم نہین ہی اور جونکہ عقد کو تمام مبیع پر صرف نہین کرسکتی تو ایک پیمانہ پر لگاویگی اور ایک تو معلوم ہی اور اگر
الجهالة في المجلس بالكيل او بذكر جميع القفزان يجوز البيع في جميعها لكن يكون المشتري مخيرا وهكذا الحكم
مجلس کی اندر جہالت رفع ہوجاوی کیل کرنی سی یا تمام پیمانہ بیان کردینی سی تو بیع تمام ڈھیر کی جایز ہوجاویگی لیکن مشتری کو لینی نہ لینی کا اختیار رہوگا اور تمام
في جميع الموزونات والمعدودات المتقاربة ولو باع قطيع غنم كل شاة بكذا ولم يذكر عددها لا يجوز البيع في جميعها
موزونات اور معدودات مین جو ایک سی ہوں ایسا ہی حکم ہی اور اگر ریوڑ بکریوں کا اسطور بیچا کہ ہر ایک راس اتنی کو اور اونکی گنتی بیان نکی تو امام ابو حنیفہ کی نزدیک
عند ابي حنيفة كما ذكر ان العقد يصرف الى الواحد وهو متفاوت لكون افراد الشاة متفاوتة وتفاوت الافراد
بیع سراسر جایز نہین ہی چنانچہ ذکر ہوچکا ہی کہ عقد ایک عدد پر مصروف ہوتا ہی اور وہ متفاوت ہی اسلئی کہ راس بکریوں کی ایک سی نہین ہوتی اور تفاوت افراد کا
يقتضي الجهالة المفضية الى النزاع وكذا الحكم في كل معدود متفاوت اذا باع عدل ثوب كل ثوب بكذا ولم يذكر
ایسی جہالت ہوتی ہی کہ جسمین جہگڑا کہڑا ہوجاوی اور ہر ایک معدود متفاوت کا ایسا ہی حکم ہی اگر گٹھڑی تہان کی اسطور بیچی کہ ہر ایک تہان اتنی کو اور گنتی بیان

عددها لا یجوز البیع فی جمیعها بالجهالة المفضیة الی النزاع وعندهما یجوز البیع فی جمیع ذلک وقد ذکر فی

گنتی تو بیع سراسر جایز نہوگی بسبب جہالت کی جو جھگڑا کھڑا کردیتی ہی اور صاحبین کی نزدیک بیع تمام کی جایز ہی اور فتاوی قاضیخان مین

فتاوی قاضیخان ان الفتوی علی قولهما تیسیرا علی الناس ولو ذکر عددها وقال المشتری بعت منک هذا

مذکور ہی کہ لوگون پر آسانی کی واسطی صاحبین کی قول پر فتوی ہی اور اگر بایع نی گنتی بیان کر کر مشتری سی کہا مین نی تیری ہاتہہ یہہ ریوڑ

القطیع علی انه مائة شاة او هذا العدل علی انه مائة ثوب بکذا یصح البیع لکون کل من المبیع والثمن معلوما

کہ سو بکریان ہین اور یہہ گٹھڑی کہ سو تہان ہین اتنی کو بیچا تو بیع صحیح ہی اسواسطی کہ مبیع اور ثمن نام لینی سی دونو معلوم ہوگئی ہین

بالتسمیة لکن ان وجده المشتری اقل او اکثر یفسد البیع اما فساده اذا وجده اکثر فلعدم دخول الزوائد

لیکن اگر مشتری نی کم یا زیادہ پائی تو بیع فاسد ہوجاویگی پہر فساد بیع کا زیادتی کی صورت مین اسواسطی ہی کہ فرد زائد عقد کی

تحت العقد فیجب رده وهو مجهول لکون افراد الشاة او الثوب متفاوتة واما فساده اذا وجده اقل فلوجوب

تلی نہین آیا تو اوسکا پہٹا دینا واجب ہی اور وہ معلوم نہین کونسا ہی اسلئی کہ راس بکریون کی یا تہان کپڑی کی ایک سی نہین ہین اور فساد بیع کا کمی کی حالت مین اسلئی ہی کہ

سقوط حصة الناقص من الثمن عن ذمته وهی مجهولة اذ لا یدری ان الناقص کان جیدا او وسطا او ردیا ولو

مقدار قیمت کتنے فرد کی منجملہ ثمن کی اوسکی ذمہ سی کم کرنی چاہی اور وہ معلوم نہین کیا معلوم ہی کہ کمی کا تہان یا راس عمدہ ہی یا درمیانہ ہی یا کمتیل ہی اور اگر

بیّن لکل منها ثمنا وقال کل شاة او کل ثوب بکذا یصح البیع فی الاقل لکن یکون المشتری مخیرا ان شاء اخذ الموجود

بایع نی ہر یک کا ثمن بیان کردیا کہ ہر یک راس اور ہر یک تہان اتنی کو تو بیع کمی کی صورت مین صحیح ہی لیکن مشتری کو اختیار ہی چاہی موجود کو حصہ رسد

بحصته من الثمن لکونه معلوما وان شاء ترکه ویفسد فی الاکثر لجهالة المبیع ومن قال لغیره بعت منک کر امن

ثمن مین سی مول لیلی کیونکہ معلوم ہی اور چاہی نہ لیوی اور برہتی کی صورت مین فاسد ہی کیونکہ مبیع مجہول ہی اور جس نی دوسری سی کہا مین نی تیری ہاتہہ پیمانہ

الحنطة التی فی هذا الانبار او من هذا الکدس ثم اعطاه حنطة من موضع اخر لا یجوز لان ما سوی النقود یتعین

گیہون کا اس ڈہیر مین سی یا اس خرمن مین سی بیچا پہر اوسکو گیہون اور جگہ سی حوالہ کئی تو جایز نہین ہی اسلئی کہ سب شی سوای نقود کی تعین کرنی سی

بالتعیین فلا یجوز استبداله واقامة الاخر مقامه الا بالفسخ وتکرار العقد ومن باع شیئا وقال للمشتری بعته منک

معین ہوجاتی ہی پس اوسکا بدلنا اور اور کا اوسکی جگہ قایم کرنا جایز نہین ہی ان وہ عقد توڑ کر دوبارہ عقد کری تو جایز ہی اور جس نی کوئی شی بیچی اور مشتری سی کہا یہہ شی تیری

بغیر ثمن یکون البیع باطلا لان الثمن اذا نفی ینتفی رکن البیع فلا یکون بیعا ولو باعه وسکت عن ثمنه لا یبطل البیع

بغیر ثمن کی بیچی تو یہہ بیع باطل ہی کیونکہ جب ثمن نہین ہوتا تو بیع کا رکن نہین ہوتا تو بیع کب ہوگی اور اگر کوئی شی بیچی اور ثمن سی چپ کر رہا تو بیع باطل نہین ہوتی

بل یفسد لان مطلق البیع یقتضی المعاوضة واذا سکت عن الثمن یکون غرضه القیمة ویصیر کانه باعه

بلکہ فاسد ہوتی ہی اسلئی کہ مطلق بیع معاوضہ کو چاہتی ہی اور جب اوسنی ثمن بیان نکیا تو اوسکی غرض قیمت لینیکی ہی اسکا انجام یہہ ہی کہ گویا قیمت کو بیچا

بقیمته وبیع الشیء بقیمته فاسد لا باطل والحاصل ان البیع اذا لم یکن صحیحا فهو قد یکون باطلا وقد یکون

اور شی کو قیمت سی بیچنا فاسد ہوتا ہی باطل نہین ہوتا اور حاصل یہہ ہی کہ بیع اگر صحیح نہین ہوتی تو پہر وہ بعضی دفعہ باطل ہوتی ہی اور کبہی

فاسدا فلا بد من بیان کل منهما لیمکن الاحتراز عنهما فالبیع الباطل ما لا یصح باصله ووصفه ولا یفید الملک اصلا

فاسد اب ہر یک کا بیان کرنا ضرور ہوا تا کہ ان دونو سی بچ سکین سو بیع باطل تو وہ ہی کہ اپنی اصل اور وصف مین صحیح نہو اور ہرگز فائدہ ملک کا نہین دیتی

ولهذا قیل من غلب علی ظنه ان اکثر معاملة اهل السوق علی البطلان لیس له ان یشتری منهم شیئا ولا یحل له ما

اسہی لئی کہتی ہین جسکو گمان غالب یون ہو کہ اکثر معاملات ان بازار والون کی باطل ہوتی ہین تو اوسکو جایز نہین ہی کہ اونسی کوئی چیز مول لی اور جو مال اونسی لیگا

اشتراه منهم والبیع الفاسد ما یصح باصله لا بوصفه ویفید الملک فی المبیع بعد قبض المشتری ایاه لکن لا علی

حلال نہوگا اور بیع فاسد وہ ہی جو اصل مین صحیح ہو وصف مین غیر صحیح اور مبیع پر جب مشتری قبضہ کر لیتا ہی تو فائدہ ملک کا دیتی ہی لیکن پاکیزگی کی

وجه الطيب بل على وجه الخبث ولهذا قيل لا يحل له ان يتصرف فيه بتمليك او انتفاع حتى لو كان طعاما
راہ سی نہین بلکہ خباثت کی راہ سی اسہی واسطی کہتی ہین کہ ایسی مبیع مین تصرف یعنی کسیکو مالک کرنا یا نفع لینا حلال نہین ہی یہان تک کہ اگر طعام ہو

لا يحل له اكله ولو كان جارية لا يحل له وطيها بل يجب على كل واحد من البايع والمشتري فسخ العقد دفعا للفساد
تو کہانا حلال نہین ہی اور اگر لونڈی ہی تو صحبت حلال نہین ہی بلکہ ہریک بایع اور مشتری پر واسطی اوٹہانی فساد کی عقد کا توڑنا واجب ہی

وان لم يفسخا بل باع المشتري ما قبضه بالشراء الفاسد بعقد صحيح ينفذ بيعه لانه لما ملكه ملك تمليكه لغيره
اور اگر دونو نی ملکر بیع نہ توڑی بلکہ مشتری نی وہی مبیع بیع فاسد کا قبضہ مین لیکر اور کی ہاتہہ عقد صحیح سی بیچڈالا تو اوسکی بیع قایم رہیگی کیونکہ جب مبیع کا مالک ہوا تو

بالبيع وغيره فلا يتصور بعده الفسخ لتعلق حق العبد به لان وجوب الفسخ سابقا كان لحق الشرع واذا اجتمع
بطور بیع یا ہبہ وغیرہ کی دیڈالنی کا بہی مالک ہوا اب بعد اوسکی فسخ نہین ہوسکتا کیونکہ اب بندہ کا حق متعلق ہوگیا اسلئی کہ پہلی تو واسطی حق شرع کی فسخ واجب تہا اور جب حق عبد اور حق شرع

حق العبد مع حق الشرع يقدم حق العبد لحاجته ثم كان الاولى للمشتري ان يتنزه عن شرائه اذ قيل من ظن
جمع ہوجاتی ہین تو حق عبد کا مقدم رکہتی ہین کیونکہ عبد حاجتمند ہی ہان مشتری کو اولی یہہ تہا کہ اوسکو مول نہ لیتا کیونکہ کہتی ہین جسکو یہہ معلوم ہو

ان اكثر معاملات اهل السوق على الفساد ينبغي له ان يتنزه عن شراء شيء منهم ومع هذا لو اشترى منهم شيئا
کہ اکثر معاملات اس بازار والون کی فاسد ہوتی ہین تو بہتر یہہ ہی کہ اونسی کوئی چیز مول نہ لیوی اور تو بہی اگر اونسی کوئی چیز مول لیلیگا

يحل له الانتفاع به اذا كان العقد الاخير صحيحا وذلك لان البيع ركنه مبادلة المال بالمال فكل بيع يوجد خلل
تو اوسی نفع اوٹہانا حلال ہوگا اگر یہہ عقد اخیر کا صحیح ہی اسلئی کہ بیع کا رکن یہہ ہی بدلنا مال کا بعوض مال کی ہی پہر جس بیع کی رکن مین

في ركنه فهو باطل وكل بيع لا يوجد خلل في ركنه بل في غيره كالتسليم والتسلم الواجبين به والانتفاع المقصود منه
خلل ہوتا ہی تو وہ باطل ہوتی ہی اور جس بیع کی رکن مین خلل نہین ہوتا بلکہ وصف مین ہووی جیسی تسلیم اور تسلم جو عقد سی واجب ہوتی ہین اور انتفاع جو مبیع سی

وغير ذلك فهو فاسد فحينئذ البيع بالدم والميتة التي ماتت حتف انفها ونحوهما باطل لانه لا يصح باصله ووصفه
مقصود ہوتا ہی اور سوا اسکی تو وہ بیع فاسد ہوتی ہی پس اب بیع بعوض لوہو اور مردار یعنی خود بخود مری ہوئی جانور کی اور مانند انکی باطل ہی اسلئی کہ اپنی اصل اور وصف دونو مین

لعدم وجود ركنه الذي هو مبادلة المال بالمال لان صفة المالية للشيء انما تثبت بتمول كل الناس او بعضهم
صحیح نہین ہی کیونکہ اسکا رکن یعنی بدلنا مال کا مال سی موجود نہین ہی اسواسطی کہ شی مین وصف مالیت کا جب ہوتا ہی کہ تمام لوگ یا بعضی لوگ اوسکو مال سمجہین

اياه وهذه الاشياء لا تعد مالا عند احد ممن له دين سماوي والبيع بالخمر والخنزير ونحوهما يكون فاسدا لانه يصح
اور یہہ چیزین یعنی لوہو اور مردار کوئی شخص دین سماوی والا مال نہین سمجہتا اور بیع بعوض شراب اور سور کی اور مانند انکی فاسد ہوتی ہی اسلئی کہ اصل مین

باصله لوجود ركنه الذي هو مبادلة المال بالمال لان هذه الاشياء تعد مالا عند بعض اهل الكفر ولا يصح بوصفه
صحیح ہی اوسکا رکن موجود ہی یعنی مبادلہ مال کا مال سی اسلئی کہ یہہ چیزین بعضی کفار کی نزدیک مال ہوتی ہین اور وصف مین صحیح نہین ہی

لعدم تقومها لان التقوم للشيء انما يثبت باباحة الانتفاع به شرعا والشرع قد ابطل الانتفاع بهما في حق المسلمين
اسلئی کہ یہہ چیزین قیمتی نہین ہین کیونکہ کوئی شی صاحب قیمت جب ہوتی ہی کہ شرع مین اوسکا برتنا مباح ہووی اور شرع ان دونو کا برتنا مسلمانون کی حق مین باطل

ومن باع كرا من الحنطة ولم يكن في ملكه حنطة يبطل البيع لعدم وجود ركنه الذي هو مبادلة المال بالمال
اور جس نی ایک پیمانہ گیہون کا بیچا جبکہ اوسکی ملک مین گیہون نہین ہین تو بیع باطل ہوگی کیونکہ اوسکا رکن موجود نہین ہی یعنی مبادلہ مال کا مال سی

لان المال موجود يميل اليه الطبع ويجري فيه البذل والمنع والمعدوم ليس بمال ولو كانت في ملكه حنطة لكن كانت اقل
اسلئی کہ مال موجود ہوتا ہی کہ اوسکی طرف طبیعت راغب ہو اور اوسکو چاہی خرچ کری چاہی روک رکہی اور شی معدوم مال نہین ہوتی اور اگر اوسکی ملک مین گیہون تو ہوتی پر مقدار

مما سماه يبطل البيع في المعدوم ويفسد في الموجود ولا يجوز بيع زيت على ان يوزن بظرفه ويطرح عنه بازاء الظرف
مقرری مبیع سی کمتی تو معدوم مین بیع باطل اور موجود مین بیع فاسد ہوتی اور جایز نہین ہی بیچنا تیل کا باین شرط کہ برتن سمیت تول کر بعوض وزن برتن کی

کرا

كذا رطلا لانه شرط لا يقتضيه العقد وانما مقتضاه ان يطرح عنه وزن الظرف واذا شرط ان يطرح عنه
اتنی رطل تیل کہٹا وین اسلئی کہ یہہ شرط عقد سی خارج اور الگ ہی عقد کا مقتضا تو یہہ ہی کہ برتن کا جتنا وزن ہووی وتنا کہٹا دین اور جب شرط یہہ ٹہری کہ رطل بہ
كذا رطلا يكون شرطا مخالفا لمقتضى العقد لجواز ان يكون وزن الظرف اقل من ذلك او اكثر فيؤدي الى جهالة
کمتی کرین تو یہہ شرط مقتضا عقد سی مخالف ہوئی کیونکہ شاید کہ وزن برتن کا اوس مقدار سی کمتی یا بڑہتی ہووی اس سی ایک تو مبیع مجہول ہوجاتا ہی
المبيع ووقوع بعض الزيت بغير ثمن او بعض الثمن بمقابلة ما لم يكن موجودا من الزيت وان شرط ان يطرح عنه
دوسری یا کچہہ تیل مفت جاتا ہی یا کچہہ ثمن بدون تیل کی مفت دینا پڑتا ہی اور اگر یہہ شرط کرین کہ جتنا وزن برتن کا ہووی
وزن الظرف يجوز لانه يوافق مقتضى العقد وما يوافق مقتضى العقد لا يفسد العقد بل يؤكده وكذا لا يجوز بيع
وتنا کم کرین تو جایز ہی اسلئی کہ مقتضاء عقد کی موافق ہی اور جو شرط موافق مقتضاء عقد کی ہو عقد کو فاسد نہین کرتی بلکہ عقد مقرر کردیتی ہی اور ایسی ہی دریا مین
السمك في الماء لانه قبل الاصطياد به غير مملوك فيكون عدم الجواز بمعنى البطلان وبعد الاصطياد له والقائه
تیرتی مچھلی کی بیع جایز نہین ہی کیونکہ شکار کئی بغیر مملوک نہین ہوتی پس یہہ عدم جواز بطلان کی معنون مین ہی اور شکار کرکر جو اوسکو حوض مین
في الحظيرة ان كانت الحظيرة كبيرة لا يمكن اخذه منها الا بتكلف واحتيال فهو غير مقدور التسليم فيكون عدم
چہوڑ دین اگر وہ حوض اتنا بڑا ہووی کہ وہ مچھلی بدون تکلف اور حیلہ یعنی جال وغیرہ کی ہاتہہ نہین آتی تو اوسکی تسلیم قابو مین نہین ہی اب عدم
الجواز بمعنى الفساد وان كانت الحظيرة صغيرة يمكن اخذه منها بلا تكلف واحتيال يجوز بيعه لانه مقدور التسليم
جواز بیع سی فساد مراد ہوویگا اور اگر حوض اتنا چہوٹا ہی کہ بلا تکلف اور بی حیلہ مچھلی ہاتہہ آسکتی ہی تو اس صورت مین بیع جایز ہی کیونکہ حوالہ کرسکتا ہی
لكن اذا سلم الى المشتري فله خيار الرؤية وان راه قبل ذلك في الماء لان السمك يتفاوت خارج الماء وكذا لا يجوز
لیکن جب مشتری کو دی چکا تو مشتری کو خیار رؤیت حاصل ہی اگرچہ پہلی پانی کی اندر دیکہہ چکا ہو اسلئی کہ مچھلی پانی سی باہر آکر متفاوت ہوجاتی ہی اور ایسی ہی
بيع الطير في الهواء لانه قبل الاخذ به غير مملوك فيكون عدم الجواز بمعنى البطلان وبعد الاخذ به وارساله
بیع اوڑتی ہوئی جانور کی جایز نہین ہی اسلئی کہ پکڑنی سی پہلی مملوک نہین ہوتا تو اب عدم جواز باطل کی معنون مین ہی اور جب اوسکو پکڑ کرکی ہاتہہ سی پہر چہوڑ دیا
من يده ان كان لا يرجع اليه فهو غير مقدور التسليم فيكون عدم الجواز بمعنى الفساد وان كان يرجع اليه كالحمام
اگر اسکی بلائی سی نہین آتا تو تسلیم کرنا اوسکی قابو مین نہین ہی پس اب عدم جواز سی فاسد مراد ہی اور اگر اسکی پاس چلا آتا ہی جیسی کبوتر
يجوز بيعه لانه مقدور التسليم وكذا لا يجوز بيع اللبن في الضرع لانه مشكوك الوجود لاحتمال كونه انتفاخا فلا يكون
تو اسکی بیع جایز ہی اسلئی کہ تسلیم کرسکتا ہی اور ایسی ہی دودہ کا تہنون کی اندر ہی دوہی بیچنا جایز نہین ہی اسواسطی کہ اوسمین شک ہوتا ہی شاید کہ وہ کچہہ پہول رہا ہو پہر تو
مالا فعلى هذا يبطل البيع او لانه يزداد شيئا فشيئا والبيع لا يتناول الزيادة لعدم وجودها عند العقد فيختلط المبيع
وہ کچہہ مال نہوگا پس اب بیع باطل ہوویگی یا اسلئی کہ دودہ تہوڑا تہوڑا بڑہتا جاتا ہی اور عقد بیع مین بڑہتی مال داخل نہین ہوتا کیونکہ وہ عقد کی وقت موجود نہین ہوتا پس مبیع
بغيره على وجه يتعذر تميزه فعلى هذا يفسد البيع وكذا لا يجوز بيع الصوف على ظهر الغنم لوجهين احدهما انه متصل بالحيوان
مین بیگانہ شی ایسی طرح مل گئی کہ تمیز نہین ہوسکتی سو اب یہہ بیع فاسد ہوویگی اور ایسی ہی اون کی بیع بکری کی کمر پر یعنی بغیر کترنی جایز نہین ہی دو وجہ سی ایک تو یہہ کہ اون حیوان سی
فهو له وصف محض بخلاف ما هو متصل بالشجر فانه عين مال مقصود من وجه فيجوز بيعه والوجه الثاني انه ينمو من
جبتک ملی ہوئی ہی تو وہ حیوان کا نرا وصف ہی وصف ہی برخلاف اسکی جو درخت مین لگا رہتا ہی بیشک ایک وجہ سی عین مال مقصود ہوتا ہی سو اسکی بیع جایز ہی دوسری وجہ یہہ کہ
اسفله فيختلط المبيع بغيره بخلاف القوائم المتصلة بالشجر فانها تزداد من اعلاها فلا يختلط المبيع بغيره ويعلم ذلك
اون نیچی کیطرف سی بڑہتی ہی سو مبیع غیر کی مال مین ملجاتی ہی برخلاف ٹہنیون کی جو درخت سی ملی ہوتی ہی کیونکہ یہہ اوپر کی جانب سی بڑہتی ہی سو مبیع غیر کی ساتہہ نہین ملتی اور یہہ
ان الصوف على ظهر الغنم اذا خضب يبقى المخضوب بعد ايام على راسه لا في اصله واما القوائم فلو ربط خيط في اعلاها
اسطرح معلوم ہوا کہ اون کو بکری کی پیٹہہ پر اگر رنگ دیوین تو بعد چند روز کی رنگی ہوئی اوپر کی طرف ہوجاتی ہی جڑ مین نہین رہتی اور رہی قوایم اگر اونمین سر کی اوپر دہاگا

يبقى ذلك الخيط بعد ايام اسفل مما هو راسها الان والاعلى ملك المشتري وما يحدث من الزيادة يحدث في ملكه و
بعد چند روز کی سرسی جواب ہی نیچی کی طرف رہ جاتا ہی اوراوپر کی جانب ملک خریدار کی ہی اور پہر کو جو بڑھتا جاویگا سو اوسکی ملک مین بڑہیگا اور
كذا لا يجوز بيع جلد الميتة قبل ان يدبغ لكونه غير منتفع به لنجاستة وقد قال النبي عليه السلام لا تنتفعوا من
ایسی ہی مردار کی کہال کا بیچنا بدون دباغت کی جایز نہین ہی کیونکہ ناپاکی کی سبب اوس سی نفع نہین لی سکتی اور بیشک نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی مردار کی چمڑی کو مت برتو
الميتة باهاب وهو اسم لغير المدبوغ وبعد الدباغ يجوز بيعه والانتفاع به لطهارته بالدباغ فان قيل نجاسته
اور اہاب ایسی چمڑی کو کہتی ہین جو دباغت نہوا ہوا اور دباغت کرکر بیچنا اور برتنا سب جایز ہی اسلیئی کہ دباغت سی پاک ہوجاتا ہی پہر اگر کوئی اعتراض کری
باتصال الدسومات به وذلك لا يمنع جواز البيع كالثوب النجس فالجواب ان الدسومات في الجلد خلقية فما لم تزل بالدباغ
کہ نجاست تو چکنائی کی ملنی سی ہوتی ہی اس سی بیع ممتنع نہین ہوتی جیسی ناپاک کپڑا تو جواب یہہ ہی کہ جلد مین چکنائی پیدائشی ہوتی ہی جب تک اوسکو دباغت سی دور نکرو
تكون كعين الجلد وبهذا الاعتبار يكون الجلد محرم العين بخلاف النجاسة في الثوب فانها ليست خلقية بل جاورته
تو گویا عین جلد ہی اور اسی اعتبار سی چمڑی کی ذات حرام ہوتی ہی برخلاف ناپاک کپڑی کی سو یہہ پیدائشی نہین ہوتی بلکہ کپڑی سی لگ جاتی ہی
بعد ما لم تكن متصلة به فلا يتغير حكمه من جواز بيعه والانتفاع به فكما يجوز بيع جلد الميتة والانتفاع به بعد
بعد اسکی کہ وہ پاک ہوتا ہی سو اسکا حکم جواز بیع اور برتنی کا بدل نہین سکتا پہر جیسی کہ دباغت کی بعد مردار کا چمڑا بیچنا اور برتنا جایز ہی
الدباغ كذلك يجوز بيع عظمها وقرنها وعصبها وصوفها وشعرها ووبرها والانتفاع بها اذا لم تكن عليها دسومة
ایسی ہی مردار کی ہڈیان اور سینگ اور پٹہی اور گوسپند کی پشم اور بال اور اونٹ کی اُون بیچنی اور برتنی جایز ہی جب ان پر چربی نہووی
لانها طاهرة لا يحلها الموت لعدم الحيوة فيها بل فيها النمو كالنبات واما اذا كانت عليها دسومة فهو نجسة لا يجوز بيعها
کیونکہ یہہ سب پاک ہوتی ہین انمین موت کا اثر نہین ہوتا اسلیئی کہ انمین جان نہین ہوتی بلکہ انمین صرف بڑھنا ہوتا ہی جیسی گہانس پہونس ہان اگر ان پر چربی ہوگی تو ناپاک ہوگی
ولا الانتفاع بها وكذا لا يجوز بيع الجذع في السقف والذراع في الثوب اذ لا يمكن تسليمه الا بضرر لا يوجبه العقد
اور نہ استعمال اور ایسی بیچنا شہتیر چہت مین چڑہی ہوئیکا اور ایک گز کا کپڑی مین سی جایز نہین اسلیئی کہ بی نقصان اوٹہائی تسلیم نہین کرسکتا اور عقد ضرر کو نہین چاہتا
لو قلع البايع الجذع او قطع الذراع قبل ان يفسخ المشتري العقد يعود البيع صحيحا لزوال المفسد الذي هو الضرر
اور اگر بایع نی شہتیر کو اوکہاڑ لیا اور گز بہر کپڑا پہاڑ دیا کہ ابہی مشتری نی عقد کو نہین توڑا تو یہہ ہی بیع صحیح ہوجاتیگی کیونکہ مفسد یعنی ضرر تقرر سی پہلی دفع ہوگیا
قبل تقرره هذا اذا كان الجذع معينا والثوب مما يضره التبعيض كالقميص ونحوه اذ لو لم يكن الثوب مما يضره التبعيض
یہہ اوس صورت مین ہی کہ شہتیر معین ہو اور کپڑا ایسا ہو جسکی پہاڑنی سی نقصان ہوتا ہو جیسی کرتہ وغیرہ اسواسطی کہ اگر کپڑا ایسا نہو جسکی پہاڑنی سی نقصان ہوتا ہو
كالكرباس يجوز البيع ولو لم يكن الجذع معينا لا يعود البيع صحيحا للجهالة فان قيل اذا باع جلد الشاة المعينة قبل
جیسی تہان تو بیع جایز ہی اور اگر شہتیر معین نہوگا تو ہی بیع جہالت کی سبب درست نہین ہی اگر کوئی یہہ اعتراض کری اگر ایک بکری کا چمڑا ذبح کرنی سی پہلی
الذبح لا يجوز ولو ذبح الشاة وسلخ جلدها وسلمه الى المشتري لا ينقلب البيع صحيحا وان كان الجلد عينا موجودا كالجذع
بیچڈالی تو جایز نہین ہی پہر اگر بکری کو ذبح کرکر اور چمڑا اودہیڑ کر مشتری کی حوالہ کری تو بیع درست نہین ہوجاتی اگرچہ چمڑا معین موجود ہی جیسی شاہتیر
في السقف وكذا لو باع كرشها او اكارعها ثم ذبحها وسلم ما باع منها فالجواب ان الجلد وان كانت عينا موجودا لكنه
چہت کی اندر موجود ہی اور ایسی ہی اگر بکری کا پیٹا اور پایہ بیچدی پہر ذبح کرکر جو بیچا تہا حوالہ کردی تو جواب یہہ ہی کہ چمڑا اگرچہ عین موجود ہی پر وہ غیر مبیع کی ساتہہ
متصل بغير المبيع خلقة فيكون تابعا له فيكون العجز عن التسليم معنى اصليا لا حكميا بخلاف الجذع فانه
پیدائشی متصل ہی سو اسہی کا تابع ہی پہر تسلیم مین عجز اصلی ثابت ہی کچہہ عجز حکمی نہین ہی برخلاف شہتیر کی کہ وہ
عين مال في نفسه وانما ثبت الاتصال بينه وبين غيره بعارض فعل العباد والعجز عن التسليم حكمي
بذات خود جداگانہ مال ہی اور غیر کی ساتہہ عارضی متصل ہوگیا ہی تو یہہ آدمیون کا کام ہی یہان تسلیم مین حکما عجز ہی

لما فیه من افساد بناء غیر مستحق بالعقد فاذا قلع والتزم الضرر بزوال المانع فیجوز ومن باع جاریة ثم
کیونکہ اسمین ایک مکان خراب ہوتا ہی جسکو عقد نہین چاہتا جب اوسنی اوکھاڑ کر اپنا ضرر قبول کیا تو مانع جاتا رہا پس بیع جایز ہوگئی اور جو شخص لونڈی کو بیچکر

انکر بیعها لا یحل له وطیها ما لم یترك المشتری الخصومة فاذا ترکها وسمع البایع انه ترکها یحل له وطیها ومن
مکر جاوی تو اوس سی صحبت کرنی حلال نہین ہی جبتک مشتری دعوی نچھوڑدی جب مشتری دعوی چھوڑدی اور بایع سن لی کہ دعوی ترک کیا تب صحبت حلال ہوگی اور جو شخص

اشتری جاریة ثم انکر شراءها لا یحل للبایع ان یطئها ما لم یعزم علی ترك الخصومة لان البیع لا ینفسخ بجرد
لونڈی خریدکر مکر جاوی تو بہی بایع کو صحبت کرنی حلال نہین ہی جبتک پکا قصد ترک خصومت کا نکری اسلئی کہ بیع مشتری کی انکار کرنی سی نہین

جحود المشتری ما لم یعزم البایع علی ترك الخصومة فاذا عزم علی ترکها یتم الفسخ بتراضیهما فیحل له وطیها کما
ٹوٹ جاتی جبتک بایع دعوی نہ ترک کری پہر جب بایع نی مخاصمت ترک کی تو دونون کی رضامندی سی فسخ کامل ہوگیا پہر صحبت حلال ہی جیسی

اذا اشتری جاریة علی انه بالخیار ثلثة ایام وقبضها ثم رد علی البایع فی ایام الخیار جاریة وقال هی
کہ کسینی ایک لونڈی تین دن تک کی اختیار پر خریدکر قبضہ کرلیا پہر خیار کی مدت کی اندر اندر لونڈی بایع کو ہٹادی اور بیان کیا یہہ وہ ہی لونڈی ہی

التی اشتریتها وقبضتها کان القول قوله لانه انکر قبض غیرها فان رضی البایع بها یحل له وطیها لان المشتری
جو مین مول لی گیا تہا تو اب اسہی کا قول معتبر ہوگا اسلئی کہ دوسری لونڈی کی قبضہ کا انکار کرتا ہی پہر اگر بایع اسپر راضی ہوگیا تو اوسکو اوس سی صحبت حلال ہی اسلئی کہ

لما رد غیر ما اشتراها فقد رضی بتملك البایع ایاها بالاولی فاذا رضی البایع بها یتم البیع بینهما بطریق التعاطی
جب اوس لونڈی ہٹا کردی تو بایع کی ملکیت پر لونڈی کی حق مین پہلی کی بدلہ راضی ہوا پہر اگر بایع بہی اوس لونڈی پر راضی ہوا تو اون دونون مین تعاطی کی بیع ہوگئی

وکذا القصار اذا رد علی صاحب الثوب ثوبا غیر ثوبه ورضی به صاحب الثوب ومن اشتری شیئا مما یتسارع الیه
اور ایسی ہی دہوبی اگر کپڑی کی مالک کو بدل کر اور کپڑا اپنی ملک کا دیدیوی اور وہ راضی ہوکر لیلیوی اور اگر کسینی ایسی چیز جو جلد بگڑکر بس سا جاتی ہو

الفساد کاللحم والسمك ونحوهما ولم یقبضه بل ذهب الی بیته لیجیء بالثمن وطال مکثه وخاف البایع ان یفسد
جیسی گوشت اور مچہلی یا ایسی اور شی مول لی اور قبضہ نکیا بلکہ اپنی گہر چلا گیا تاکہ ثمن لادیوی اسمین دیر لگ گئی اور بایع کو یہہ خوف ہوا کہ مبیع

ذلك الشیء یجوز له ان یبیعه من غیره استحسانا وللمشتری الثانی ان یشتریه منه وان کان یعلم بذلك
بگڑ نجاوی تو بایع کو استحسانا جایز ہی کہ اوسکو اور کی ہاتہہ بیچڈالی اور اس دوسری مشتری کو بہی خریدنا جایز ہی اگرچہ پہلی بیع کو جانتا ہو

لان البایع رضی بالفسخ وکذا المشتری الاول ظاهرا ثم ان کان الثمن الثانی اکثر الاول کان علیه ان یتصدق
اسلئی کہ بایع اور ایسی پہلا مشتری بظاہر حال فسخ پر راضی ہی پہر اگر دوسری دفعہ ثمن پہلی دفعہ سی زیادہ ہاتہہ آیا تو اوسکو لازم ہی کہ وتنی کو خیرات کردی

بالزیادة وان کان اقل کان النقصان علیه لا علی المشتری الاول ولو جاء صبی الی القاضی بفلس او خبز وطلب
اور اگر کمتر ہی تو یہہ نقصان بایع کا ہی مشتری اول پر نہین پڑیگا اور اگر کوئی لڑکا نابالغ پیسا یا روٹی لیکر کسی ... کاندار پاس آیا اور کوئی ایسی چیز

منه شیئا مما ینتفع به فی البیت کالملح والاشنان ونحوهما یجوز له ان یبیعه منه وان طلب منه جوزا او فستقا
مانگی جو کہرون مین کام آتی ہی جیسی نمک اور اشنان یا اونکی مانند تو جایز ہی کہ اوسکی ہاتہہ بیچی اور اگر جوز یا پستہ

او نحو ذلك مما یشتریه الصبی لنفسه لا یبیعه منه لانه فی الوجه الاول ماذون ظاهرا وفی الوجه الثانی لا ومن دفع
یا انکی مثل مانگی جو لڑکی اپنی واسطی لیا کرتی ہین تو اوسکی ہاتہہ نہ بیچی اسلئی کہ پہلی صورت مین وہ لڑکا بظاہر حال ماذون ہی اور دوسری صورت مین ماذون نہین ہی اور اگر کسینی

الی خباز دراهم وقال له اشتریت منك بهذه الدراهم کذا منا من الخبز وجعل یاخذ کل یوم منه خمسة امناء
نان بائی کو دراہم حوالہ کئی اور کہا مین نی تجہسی اس نقد کی بدلہ اتنی سیر روٹی خریدی اور ہر روز بعوض ایک ایک درہم کی پانچ سیر روٹیان لینی شروع کی

بدرهم فالبیع فاسد وما یاکله یاکله بعقد فاسد نهو مکروه وان اعطاه دراهم ولم یقل اشتریت منك
تو بیع فاسد ہی اور جو کہاتا ہی عقد فاسد سی کہاتا ہی سو وہ مکروہ ہی ہان اگر اوسکو دراہم حوالہ کئی اور یہہ نکہا کہ مین تجہسی

كذا منا من الخبز وجعل يأخذ كل يوم منه خمسة امناء بدرهم فالبيع جائز وما يأكله حلال وان كان نيته
اتنی سیر روٹیاں مول لی چکا اور [illegible] ہر روز اوس میں سے پانچ سیر روٹیاں لیتا ایک درہم کی لینی شروع کین تو بیع جایز ہی اور جو کہاتا ہی حلال ہی اگرچہ دراہم دیتی ہوئی

عند الدفع الشراء اذ تجرد النية لا ينعقد البيع وانما ينعقد عند الاخذ وعند الاخذ كل من المبيع والثمن معلوم
خریداری کی نیت ہووی اسواسطی کہ نری نیت سے بیع نہیں ہوجاتی بیع تب ہی ہوتی ہی تب لیوی اور لیتی وقت مبیع اور ثمن دونو معلوم ہین

ويصح بيع الثمر على الشجر سواء بدا صلاحه او لم يبدُ لانه مال متقوم لكونه منتفعا به في الحال او في المآل و
اور بیع پہل درخت پر لگی ہوئی کی جایز ہی [illegible] کہ [illegible] مال قیمت دار ہی اور ہی اب یا آگی کو فایدہ ہوسکتا ہی

على المشتري قطعه في الحال تفريغا لملك البائع وهذا اذا اشتراه مطلقا او بشرط القطع واما اذا اشتراه بشرط
لیکن مشتری کو لازم ہی کہ [illegible] توڑ کر بایع کا درخت خالی کر [illegible] اور یہہ اوس صورت میں ہی کہ مطلقا خرید کیا ہو یا توڑ لینیکی شرط کر لی ہو اور اگر درخت پر چھوڑنی کی

تركه على الشجر فيفسد البيع [illegible] يقتضيه العقد وفيه نفع لاحد العاقدين اذ يحصل فيه للمشتري زيادة
شرط کر لی ہو تو بیع فاسد [illegible] کہ یہہ شرط عقد [illegible] اور اسمین مشتری کا فایدہ ہی اسواسطی کہ مشتری کا پہل اب خوب تیار

جودة وطراوة ولو اشتراه مطلقا وتركه على الشجر باذن البائع يطيب له الفضل وان تركه بغير اذنه يتصدق
در تر و تازہ ہو ویگا اور اگر پہل کو مطلق خرید کر بایع کی اجازت سی درخت پر لگی رہنی دیا تو [illegible] یعنی فایدہ حلال ہی اور اگر بلا اجازت درخت پر رکہا

بما زاد في ذاته لحصوله بجهة محظورة وهي حصوله بقوة الارض المغصوبة وهذا اذا تركه قبل ان يتناهى
تو جتنا فایدہ پہل کی اندر پیدا ہوا ہی [illegible] یعنی حاصل ہوا ہی یعنی زمین مغصوب کی زور سی اور یہہ اس صورت مین ہی کہ پہل جتنا بڑہتا ہی اوس سی

عظمه واما اذا تركه بعد ما تناهى عظمه فلا يتصدق بشيء منه لان هذا تغير حال من النيء الى النضج لا
پہلی خرید کر درخت پر رکہی اور اگر جتنا بڑہنا [illegible] لیا [illegible] بلا اجازت درخت پر رکہا تو اسمین سی کچہہ خیرات کرنا لازم نہیں ہی کیونکہ اب صرف تغیر حال کا ہی کچا تہا پک گیا

زيادة في جسمه فان الثمر اذا بلغ ذلك المبلغ لا يزيد فيه شيء من ملك البائع بل يكون نضجه من الشمس ولونه
کچہہ مادہ جسم کا نہیں بڑہتا کیونکہ پہل جب [illegible] مقدار کو پہنچ جاتا ہی تو پہر اوسمین بایع کی ملک مین سی کچہہ نہیں بڑہتا بلکہ آفتاب کی گرمی سی پکتا ہی اور چاند کی

من القمر وطعمه من الكواكب [illegible] فيه الا عمل الشمس والقمر والكواكب وذلك بتقدير العزيز الحكيم المجلس
تاثیر سی رنگت پکڑتا ہی تاروں کی اثر سی مزہ [illegible] بجز تاثیر سورج اور چاند اور تاروں کی کچہہ نہیں ہی یہہ تقدیر عزیز حکیم کی ہی

الثالث والسبعون في بيان حقيقة الربوا واحكام غوائله قال رسول الله صلى الله
تہترہوین مجلس [illegible] اور اوسکی انجام بد کی بیان مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی

عليه وسلم ليأتين على الناس زمان لا يبقى منهم احد الا اكل الربوا فان لم يأكله اصابه من غباره وفي رواية
فرمایا [illegible] لوگوں پر ایک [illegible] سود کہائی سے بچیگا اگر سود نہ کہا ویگا تو اسکو سود کا غبار ہی پہنچے گا اور ایک روایت مین

من بخاره هذا الحديث [illegible] فان الناس ليأتي عليهم زمان يكثر
[illegible] بخار یہہ حدیث [illegible] لوگوں پر ایسا وقت آویگا جسمین سود کی کثرت ہوگی

فيه الربوا ولا يبقى فيه [illegible] فان لم يأكله يصيبه من غباره او بخاره [illegible] من الماء
[illegible] اوسکو سود کا غبار یا بہاپ پہنچے گی اور بخار وہ ہی جو پانی مین کا جوش اٹہتا ہوی

عند غليانه [illegible] الربوا الذي [illegible] الربوا [illegible] يوم القيمة نارا يغلي منه دماغ آكله
[illegible] اور سود قیامت کی دن جو آگ بن جاویگا کہانیوالی کا دماغ اوس سی

ويخرج منه بخار [illegible] البخار [illegible] وكذا الغبار اذا [illegible] ينتشر في الجو فيصيب كل من كان
جوش کریگا [illegible] بخار کو نسبت دی [illegible] غبار اور گرد زمین آسمان کی درمیان مین پہیلتا ہی پہر جو نزدیک ہوتا ہی سب پر پہنچتا ہی

مدنه فعلى هذا يكون معنى الحديث على ما ذكره التوربشتي ان الربوا يكثر تعاطيه فينتقل عند التعامل من يد
اسکی موافق ہو . معنی حدیث کی مطابق بیان توربشتی کی یہہ ہی کہ سود کا لین دین بہت پہیل جاویگا پہر جب ایک کی ہاتھ سی دوسری میں گیا تو منتقل ہوکر

الى يد فيختلط باموال الناس فيأكلونه من غير قصد به فلا يسلم احد من اثمه وضرره وان سلم من تناوله
تمام لوگون کی مال میں ملجاویگا پہر سب اوسکو کہا جاوینگی ... کوئی بہی اوسکی گناہ اور ضرر سی سلامت نرہیگا اگرچہ خاص لینی دینی سی سلامت رہی

وتعاطيه وسبب ذلك شيوع الجهل وعدم العلم باحكام البيع والشرى اذ قلما يوجد من يخبر بما اخبر به النبي عليه السلام
اور اسکا سبب یہہ ہی کہ جہالت کا پہیلنا اور بیع وشرا کی احکام کی ناواقفی ہی کیونکہ ایسا شخص بہت کم ملتا ہی کہ حدیث کی معنی بتاوی

ويعمل به فيجد من ياكل الربوا وهو لا يعلم انه ربوا فيكون اثما لتقصيره في امر دينه فان من يبيع ويشتري من غير
اور اوسپر عمل کری پہر تو تو دیکہیگا کہ دیندار آدمی بی خبر سود کہا رہا ہی اور نہین جانتا کہ یہہ سود ہی اور وہ اوسکی گنہگار ہوتا ہی کہ دین کی باب میں تقصیر کی کیونکہ جو شخص مسائل

ان يتعلم احكام البيع والشرى ياكل الربوا شاء او ابى ولهذا كان عمر يطوف في السوق ويضرب التجار بالدرة ويقول لا يبيع في
اور احکام بیع وشرا کی سیکہی بدون تجارت کرنی لگی تو وہ سود کہاویگا دل چاہی یا انکار کری اور اسیلئی عمر رض بازار میں پہرتی اور سوداگرون کو کوڑی مارتی اور کہتی ہمارے

سوقنا من لم يتفقه في الدين والا ياكل الربوا شاء ام ابى فعلى هذا يجب على المؤمن ان يتعلم احكام البيع والشرى حتى يمكن
بازار میں جو شخص مسائل دینی نہ جانتا ہو سودا نکیا کری نہیں تو وہ سود کہاویگا دل چاہی یا انکار کری اس بیان کی موافق مؤمن پر واجب ہی کہ بیع وشرا کی مسائل سیکہا کری

له الاحتراز عن الربوا لان الربوا حرام حرمه الله تعالى في كتابه وشدد الامر فيه بايات من جملتها قوله تعالى الذين
تاکہ سود سی بچ سکی کیونکہ سود حرام ہی سود کو اللہ تعالی نی اپنی کتاب میں حرام کرکر کئی آیات میں تشدد کیا ہی اونہیں سی ایک یہہ آیت ہی جو لوگ

يَأْكُلُونَ الرِّبٰوا لَا يَقُومُونَ اِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ فانه تعالى قد اخبر في هذه الاية ان الذين
کہاتی ہین سود نہ اوٹہینگی قیامت کو مگر جسطرح اوٹہتا ہی جسکی حواس کہو دئی جن نی لپٹ کر بیشک اللہ تعالی نی اس آیت میں یہہ خبر دی ہی کہ جو لوگ

يأكلون الربوا لا يقومون من قبورهم اذا بعثوا الا كقيام المصروع من الجنون الذي يكون فيهم بسبب اكلهم الربوا
سود کہاتی ہین وہ قبرون میں سی جو نکالی جاوینگی تو ایسی اوٹہینگی جیسی مرگی مارا ہوا مثرہن سی جو اونکی اندر سود کہانی سی پیدا ہوگی

فيكون قيامهم وسقوطهم كالمصروع لكن لا لاختلال عقولهم بل لان الله تعالى يربي في بطونهم ما اكلوه من الربوا
پہر اونکا اوٹہنا اور گرنا مرگی والی کا سا ہوویگا پر اسلئی نہیں کہ اونکی عقل میں فتور ہوویگی بلکہ اسواسطی کہ اللہ تعالی اونکی پیٹ میں سود کو پرورش کریگا اونکی

فيثقلهم يصيرون كالحبالى يقومون تارة ويسقطون اخرى وهذه العقوبة تشملهم يوم القيمة يعرفون بها عند
بوجہ کی مارے حاملہ کیطرح کبہی اوٹہینگی اور کبہی گر پڑینگی اور یہی عذاب قیامت کی دن اونکو ایسا بگاڑیگا کہ اسہی سی اہل محشر کو معلوم ہوجاوینگی

اهل المحشر فان كل احد من اهل الموقف يعرف انهم اكلة الربوا وقد روى انه عليه السلام قال ليلة اسري بي اتيت على قوم
بیشک ہر ہر شخص اہل موقف میں سمجہہ جاویگا کہ یہہ سود خوار ہیں اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ معراج کی شب کو میں ایک قوم پر پہنچا

بطونهم كالبيوت فيها الحيات [illegible] فقلت من هؤلاء يا جبرئيل قال هؤلاء اكلة الربوا فعلى هذا
کہ اونکی پیٹ [illegible] اس بیان کی موافق

ينبغي لمن يتجر ان [illegible] الذهب والفضة في
[illegible]

اللغة مطلق الفضل وفي الشريعة [illegible] الربوا [illegible] نوعان ربوا
اصل لغت میں مطلق زیادت کو کہتی ہیں اور اصطلاح شرع میں وہ زیادت جسکا بدلہ احد المتبایعین [illegible] مشروط ہوا اور سود کی دو قسم ہی ایک یہہ زیادت کا

النسيئة اما ربوا الفضل فشرطه ان يكون العوضان من جنس واحد وان يكونا من جنس المكيل والموزون وان يكونا
اور ایک سود ادہار کا سو زیادت [illegible] جنس کی ہوں اور یہہ شرط کہ دونو جنس مکیل کی ہوں یا جنس موزون سی اور یہہ شرط کہ دونو

مما یدخل تحت المعیار الشرعی وهو الکیل فی المکیلات والوزن فی الموزونات ویعبر عنهما بالقدر فعلی هذا فضل
ایسی ہوں کہ مقدار شرعی کی تلی داخل ہوں کہ وہ مکیلات مین کیل ہی اور موزونات مین وزن ہی اوران دونو کو قدر کہتی ہین اب اس بیان کی موافق زیادت
قفیزی شعیر علی قفیز بر لا یکون ربو العدم کونهما من جنس واحد وفضل مذروع علی مذروع کفضل ذراعی
دو پیمانہ جو کی ایک پیمانہ گیہوں پر سود نہووںگا کیونکہ دونو ایک جنس نہین ہین اور زیادت گز گت کی گز گت پر جیسی زیادت دو گز کپڑی کی
ثوب علی ذراع منه وفضل معدود کفضل بیضتین علی بیضة لا یکون ربو العدم کونهما من جنس المکیل
ایک گز کپڑی پر اور زیادت معدود کی جیسی زیادت دو انڈون کی ایک انڈی پر سود نہین ہی کیونکہ یہہ دونو نہ جنس مکیل مین
او الموزون وفضل حفنتی حنطة علی حفنة منها لا یکون ربو العدم دخولهما تحت المعیار الشرعی لان
اور نہ جنس موزون اور زیادت دو مٹھی گیہوں کی ایک مٹھی گیہوں پر سود نہین ہی اسلئی کہ یہہ دونو قدر شرعی کی تلی داخل نہین ہی
المعتبر فی تقدیر المکیلات فی الشرع نصف الصاع لا ما دونه وفضل کری بر وکری شعیر علی کر بر وکر
اسواسطی کہ شرع مین تقدیر مکیلات مین معتبر آدہا صاع ہی اس سی کمتی نہین اور زیادت دو پیمانہ گیہوں اور دو پیمانہ جو کی اوپر ایک پیمانہ گیہوں اور ایک
شعیر لا یکون ربوا لان الاول وان کان فاضلا علی الثانی الا انه غیر خال عن العوض بصرف الجنس الی خلاف
جو کی سود نہین ہی اسلئی کہ اول اگرچہ دوسری سی بڑہتی ہی لیکن بدلہ سی خالی نہین ہی بسبب لگا دینی ایک جنس کی بدلہ خلاف جنس کی
الجنس فان الجنس اذا قوبل بالجنس یقابل کل جزء من احدهما بکل جزء من الاخر فان وجد فی احدهما فضل یصیر
کیونکہ جب ایک جنس اپنی جنس کی ساتہہ مقابل ہوتی ہی تو ہر ہر جزء ایک کا دوسری کی ہر ہر جزء کی مقابلہ ہوتا ہی پہر اگر ایک جنس مین زیادت ہوتی ہی تو وہ زیادت
ذلک الفضل تاویا علی مالکه فلصیانة اموال الناس عن التوی اوجب الشارع فیهما المماثلة بالقدر واذا قابل
مالک سی مفت جاتی ہی سو لوگون کا مال تلف ہونی سی بچانی کو شارع نی اوسمین مماثلت قدر کی واجب کردی ہی اور جب ایک جنس خلاف
الجنس بغیر الجنس لا یتصور مقابلة جزء بجزء حتی یتحقق التوی لان التوی انما یتحقق عند مقابلة الجنس
جنس کی مقابلہ ہووی تو پہر مقابلہ جزء کا جزء سی متصور نہین تاکہ مفت جانا ثابت ہووی اسلئی کہ مفت جانا جب ہی ثابت ہوتا ہی کہ جنس کا مقابلہ
بالجنس مع وجود الفضل فی احدهما واما ربو النسیئة فشرطه ان یکون الجنس والقدر متحدا فی العوضین
جنس سی ہو اور ایک بڑہتی ہو اور رہا سود ادہار کا سو اوسمین یہہ شرط ہی کہ دونو عوض مین جنس یا قدر ایک ہی ہووی
لان علة الربوا عند العلماء الحنفیة الکیل مع الجنس والوزن مع الجنس فاذا وجد الوصفان ای الجنس والمعنی
اسلئی کہ علت سود کی علماء حنفیہ کی نزدیک کیل مع الجنس ہی یا وزن مع الجنس ہی پس جب دونو وصف یعنی جنس اور اسکی ساتہہ لگی ہوئی معنی یعنی کیل
المضموم الیه من الکیل والوزن یحرم الفضل والنساء لوجود العلة المحرمة لهما واذا عدما یحل الفضل والنساء
اور وزن موجود ہوں تو زیادت اور ادہار دونو حرام ہوتی ہین اسلئی کہ علت دونون کی حرام کرنیوالی موجود ہی اور جب یہہ دونو وصف نہوں تو زیادت اور ادہار
لعدم العلة المحرمة لهما واذا وجد احدهما وعدم الاخر یحل الفضل ویحرم النساء لان جزء العلة وان
دونو حلال ہین کیونکہ علت دونون کی حرام کرنیوالی نہین ہی اور جب ایک وصف ہو اور دوسرا نہو تو زیادت حلال ہی اور ادہار حرام اسلئی کہ علت کا جز اگرچہ
کان لا یوجد الحکم لکنه یورث الشبهة وهی فی باب الربوا ملحقة بالحقیقة وان کانت ادنی منها فلا بد من
حکم کو پیدا نہین کرسکتا پر شبہ کو پیدا کرسکتا ہی اور سود کی باب مین شبہہ حقیقت کی ساتہہ شمار ہوا ہی اگرچہ شبہہ حقیقت سی کم رتبہ ہی پس
اعتبار الطرفین ففی النسیئة احد البدلین معدوم وبیع المعدوم لا یجوز فیصیر هذا المعنی مرجحا لتلک
اعتبار دونو طرف کا ضرور ہی سو ادہار مین احد البدلین معدوم ہوتا ہی اور بیع معدوم کی جایز نہین ہی پہر یہہ بات شبہہ کو قوی کردیتی ہی
الشبهة وفی غیر النسیئة هذه الشبهة لا تعتبر لکونها ادنی من الحقیقة والحاصل ان حرمة الفضل بوجود الوصفین
اور بدون ادہار کی اس شبہہ کا کچہہ اعتبار نہین ہی کیونکہ شبہہ حقیقت کی سامنی بی حقیقت ہوتا ہی خلاصہ یہہ ہی کہ حرمت زیادت کی دونو وصف کی ہونی پر ہی

وحرمة النساء بوجود احدهما اما القدر او الجنس فعلی هذا لزم بیان ما کان من جنس واحد وما لم یکن من جنس واحد
اور حرمت ادہار کی ایک وصف پر یا قدر ہو یا جنس ہو اسکی موافق لازم ہوا بیان کرنا ایک جنس کا اور جو ایک جنس نہین ہین

فالعنب جنس واحد وان اختلفت الوانه واسماؤه وکذا الزبیب حتی لا یجوز بیع بعضها بالبعض متساویا وکذا
سو انگور سب ایک جنس ہین اگرچہ اونکی رنگ اور نام جدی ہون اور ایسی ہی مویز یہان تک کہ ایک قسم کی بیع دوسری قسم سی جایز نہین مگر برابر برابر اور ایسی ہی

ثمار النخل کلها جنس واحد وان اختلفت انواعها حتی لا یجوز بیع بعضها بالبعض الا متساویا وکذا کل نوع من
چہوارے تمام ایک جنس ہین اگرچہ اونکی قسمین مختلف ہین یہان تک کہ ایک قسم کی بیع دوسری قسم سی سوا برابر کی جایز نہین اور ایسی ہی پہل ہر ایک

الشجر کالکمثری وغیره جنس واحد لا یجوز بیع نوع منه بنوعه الا متساویا وکذا البقر والجوامیش جنس واحد لا یجوز
درخت کا جیسی امرود وغیرہ ایک ہی جنس ہی ایک قسم کی بیع دوسری نوع سی کمتی بڑہتی جایز نہین اور ایسی ہی گای اور بہیس ایک جنس ہی ایک کا گوشت

بیع لحم احدهما بلحم الاخر الا متساویا وکذا الابل عرابها وبخاتیها جنس واحد لا یجوز بیع لحم احدهما بلحم الاخر الا متساویا
دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچنا جایز نہین اور ایسی ہی اونٹ عربی ہو یا بختی ایک جنس ہین ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچنا جایز نہین

وکذا الغنم ضأنها ومعزها جنس واحد لا یجوز بیع لحم احدهما بلحم الاخر الا متساویا ولحم الابل والبقر والغنم والبانها اجناس
اور ایسی ہی گوسپند مین بہیڑ اور بکری ایک جنس ہین ایک کا گوشت دوسری کی گوشت سی کم و زیادہ بیچنا جایز نہین اور اونٹ اور گای اور بکری کا گوشت اور انکا دودہ

مختلفة وکذا الالیة واللحم وشحم البطن اجناس مختلفة وکذا الحدید والرصاص والنحاس والصفر اجناس مختلفة حتی
مختلف جنسین ہین اور ایسی ہی چکتی اور گوشت اور پیٹ کی چربی مختلف چیزین ہین اور ایسی ہی لوہا اور رانگ اور تانبا اور کانسی مختلف جنسین ہین یہان تک

یجوز بیع بعض هذه الاجناس ببعض الاخر متساویا ومتفاضلا لا نسیئة لوجود احد جزئی العلة وهو الوزن فی
کہ بیع ہر ایک کی انہین سی دوسری جنس سی برابر برابر اور کمتی بڑہتی دونو طرح جایز ہی اور ادہار نہین جایز ہی کہ ان سب مین علت کا ایک جزو موجود ہی یعنی وزن

جمیعها والاصل فیه قوله علیه السلام الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر
اور اصل اسمین یہہ حدیث ہی سونا بدلہ سونی کی اور چاندی بدلہ چاندی کی اور گیہون بدلہ گیہون کی اور جو بدلہ جو کی اور چہوارا

بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل یدا بید فمن زاد واستزاد فقد اربی الاخذ والمعطی سواء وهو حدیث مشهور تلقاه
بدلہ چہوارے کی اور نمک بدلہ نمک کی برابر برابر دست بدست پہر جسنی زیادہ دیا اور زیادہ لیا بیشک سود لیا لینی والا اور دینی والا دونو برابر ہین اور یہہ حدیث مشہور ہی

بالقبول واتفقوا علی ان الحکم لیس مقصورا علی هذه الاشیاء الستة بل النص معلول وعلته عند الحنفیة فی الذهب
اسکو علما ر قبول کرکر اسپر متفق ہوئی ہین کہ حکم انہی چہون اشیاء پر حصر نہین ہی بلکہ یہہ نص معلول ہی اور اسکی علت علماء حنفیہ کی نزدیک سونی

والفضة الوزن مع الجنس فیتعدی الی کل موزون کالحدید ونحوه وفی الاربعة الباقیة الکیل مع الجنس فیتعدی
اور چاندی مین وزن مع الجنس ہی سو اسکا اثر ہر ایک موزون مین پہنچتا ہی جیسی لوہا وغیرہ اور باقی کی چارون مین کیل مع الجنس ہی اسکا اثر

الی کل مکیل کالجص ونحوه لان المراد بالمثل المذکور فی الحدیث الکیل فی المکیلات والوزن فی الموزونات لما جاء
ہر مکیل مین پہنچتا ہی جیسی چونہ وغیرہ اسلئی کہ مراد لفظ مثل سی جو حدیث مین آیا ہی مکیلات مین کیل اور موزونات مین وزن ہی چنانچہ

فی روایة اخری وزنا بوزن وکیلا بکیل مکان قوله مثلا بمثل وروی الحدیث بروایتین بالنصب والرفع اما النصب
ایک اور روایت مین وزنا بوزن وکیلا بکیل آیا ہی یعنی وزن اور کیل مین برابر بجای مثلا بمثل کی اور اس حدیث کی دو روایت ہین زبر اور پیش زبر کی صورت مین

فتقدیره بیعوا الذهب بالذهب فیکون الکلام امرا واما الرفع فتقدیره یباع الذهب بالذهب فیکون الکلام
تقدیر کلام کی یہہ ہی بیچو تم سونی کو سونی سی تو یہہ امر ہوا اور رہا پیش اس صورت مین تقدیر کلام یہہ ہی بیچا جاوی سونا سونی سی اب یہہ

خبرا وخبر الرسول امر فلما کان الامر للوجوب مع کون البیع مباحا صرف الوجوب الی رعایة المماثلة والمراد بالمماثلة
خبر ہوئی اور خبر رسول کی بجای امر کی ہوتی ہی اور چونکہ امر وجوب کی لئی ہوتا ہی اور بیع اصل مین مباح ہی تو اس وجوب کو رعایت مماثلت پر لگا دیا اور مراد مماثلت سی

المماثلة فی القدر لا فی الوصف لما روی عن عبادة بن الصامت انه علیه الصلوة والسلام قال جیدها
قدر کی مماثلت ہی وصف کی مماثلت نہین ہی کیونکہ عبادہ بن الصامت سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اچہین عمدہ

وردیہا سواء وکلام الرسول یفسر بعضه بعضا فکل ما ورد فیه النص من الشارع انه یباع بالکیل کالبر والشعیر
اور ناقص برابر ہین اور ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کیا کرتی ہی پہر جس چیز مین شارع کی طرف سی یہہ نص آئی ہی کہ کیل سی بیچی جاوی جیسی گیہون اور جو

والتمر والملح فهو کیلی ابدا وان ترك الناس فیه الکیل وکل ما ورد فیه النص من الشارع انه یباع بالوزن کالذهب
اور چہوارے اور نمک سو وہ ہمیشہ کو کیلی ہی اگرچہ لوگ اوسمین کیل کو ترک کردین اور جس چیز مین شارع سی یہہ نص آئی ہی وزن سی بیچی جاوی جیسی سونا

والفضة فهو وزنی ابدا وان ترك الناس فیه الوزن وکل ما لم یرد فیه النص من الشارع انه یباع بالکیل
اور چاندی سو وہ ہمیشہ کو وزنی ہی اگرچہ آدمی اوسمین وزن کرنا چہوڑ دین اور جس چیز مین شارع کی طرف سی کچہہ نص نہین ہی کہ اوسکو کیل سی بیچو

او الوزن فهو محمول علی عرف الناس وعاداتهم فلو بیع الحنطة بجنسها متساویا فی الوزن او بیع الذهب بجنسه
یا وزن سی تو اوسکو لوگون کی رسم اور عادت پر قیاس کرینگی پہر اگر گیہون گیہون سی وزن مین برابر کرکر اور سونا سونی سی کیل مین برابر کرکر

متساویا فی الکیل لا یجوز لتوهم الفضل علی ما هو المعیار الشرعی فی کل واحد منهما وهو الکیل فی الحنطة والوزن
بیچا جاوی تو جایز نہین ہی اسلئی شاید معیار شرعی مین جو دونون کی باب مین مقرر ہی کمی زیادتی ہو اور وہ کیل ہی گیہون مین اور وزن ہی

فی الذهب وکذا لو بیع الحنطة بجنسها او الذهب بجنسه مجازفة لا یجوز اذا لم یعرف العاقدان القدر فی
سونی مین اور ایسی ہی اگر گیہون کو گیہون سی یا سونی کو سونی سی اٹکل سی بیچین تو جایز نہین ہی اگر بایع اور مشتری کو مقدار

الحنطة والذهب وان کانت فی الواقع الحنطة متساویة بجنسها فی الکیل والذهب متساویا بجنسه فی الوزن
گیہون اور سونی کی معلوم نہو اگرچہ واقع مین گیہون گیہون سی کیل مین اور سونا سونی سی وزن مین برابر ہی ہو

لان العلم بالتساوی وقت العقد شرط لصحة العقد حتی لو تبایعا الحنطة بالحنطة والذهب بالذهب مجازفة وتقابضا
اسوسطی کہ برابری کا معلوم ہونا وقت عقد کی واسطی صحت عقد کی شرط ہی یہان تک کہ اگر دونون گیہون گیہون سی اور سونا سونی سی اٹکل کرکر بیچا اور قبضہ بہی کر لیا

ثم علما التساوی بکیل الحنطة ووزن الذهب لا ینقلب العقد جائزا فعلی هذا یکون معنی الحدیث اذا بیع شیء من
پہر گیہون کیل کرنی سی اور سونا تولنی سی معلوم ہوا کہ برابر ہین تو عقد صحیح نہین ہو جاویگا اس بیان کی موافق حدیث کی معنی یہہ ہین اگر کوئی شی

الموزونات او المکیلات بجنسه یجب ان یباع وزنا بوزن وکیلا بکیل فان بیع متفاضلا یکون حراما لانه
وزنی یا کیلی ہم جنس سی بیچی جاوی تو واجب ہی کہ وزن مین اور کیل مین برابر ہو اور اگر کم و زیادہ بیچین تو حرام ہی اسوسطی کہ نبی

علیه الصلوة والسلام اخبر فی هذا الحدیث ان من اعطی الزیادة او اخذها فانه یدخل فی الربوا والمعطی والآخذ
علیہ الصلوة والسلام نی اس حدیث مین فرمایا ہی کہ جسنی زیادہ دیا یا زیادہ لیا وہ سب سود ہی اور دینی والا اور لینی والا

سواء فی الاثم واللعن الذی جاء فی حدیث رواه جابر انه علیه الصلوة والسلام لعن آکل الربوا وموکله وکذا یجب
گناہ اور لعنت مین دونو برابر ہین جو کہ جابر کی حدیث مین وارد ہی کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نی سود کہانیوالی پر اور کہلانی والی پر لعنت کی ہی اور ایسی ہی واجب ہی

ان یباع یدا بید لکن المعتبر فی غیر الصرف مما یجری فیه الربوا تعیین البدلین فی مجلس العقد لا تقابضهما فیه حتی لو
کہ ہاتہہ بہ ہاتہہ ہو لیکن سوا بیع صرف کی جن اشیا مین سود ہو سکتا ہی اونمین بدلین کا مجلس عقد مین متعین کرنا معتبر ہی طرفین کا قبضہ ضروری نہین ہی یہان تک

باع حنطة بحنطة بعینها وتفرقا قبل القبض یجوز البیع لان المراد من قوله علیه الصلوة والسلام یدا بید عینا بعین
کہ اگر گیہون بدلہ گیہون کی متعین کرکر بیچی پہر وہ دونو قبضہ سی پہلی جدی ہو گئی تو بیع جایز ہی اسلئی کہ لفظ یدًا بیدٍ سی جو حدیث مین ہی مراد عینًا بعینٍ ہی یعنی دونو متعین

بدلیل ان عبادة بن الصامت رواه هکذا عینا بعین بخلاف الصرف فانه نوع من البیع یکون کل واحد من عوضیه من
اس دلیل سی کہ عبادہ بن الصامت یون روایت کرتی ہین کہ عینًا بعینٍ برخلاف بیع صرف کی کیونکہ یہہ اس قسم کی بیع ہی کہ اسمین دونو عوض

جنس

جنس الاثمان وهي النقود فاذا بيع منها الجنس بجنسه كما اذا بيع الذهب بالذهب او الفضة بالفضة
جنس ثمن سے ہوتی ہیں یعنی نقودوں سے اگر ایک جنس کو اپنی جنس سے بیچیں جیسے سونا سونے سے یا چاندی چاندی سے تو وزن میں برابر ہونا

بشرط التساوي في الوزن والتقابض قبل الافتراق بالابدان واذا بيع منها الجنس بغير جنسه كما اذا بيع الذهب
شرط ہے اور افتراق جسمانی سے پہلے قبضہ بھی شرط ہے اور اگر ایک جنس دوسری جنس سے بیچیں جیسے سونا

بالفضة او الفضة بالذهب لا يشترط التساوي في الوزن بل يجوز التفاضل والمجازفة لكن يشترط التقابض
چاندی سے یا چاندی سونے سے تو وزن میں برابر ہونا شرط نہیں بلکہ کمتی بڑھتی اور اٹکل سے بھی جائز ہے لیکن قبضہ طرفین کا

قبل الافتراق بالابدان لقوله عليه الصلوة والسلام الفضة بالفضة هاء وهاء وفي حديث اخر انه عليه الصلوة
افتراق جسمانی سے پہلے شرط ہے واسطے ارشاد نبی علیہ السلام کی چاندی بعوض چاندی کی ادھر لی اودھر دی اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ

والسلام قال الذهب بالورق هاء وهاء وهو بالمد وفتح الهمزة صوت بمعنى خذ والمراد به التقابض قبل الافتراق
والسلام نے فرمایا سونا بعوض چاندی کی ادھر لی اودھر دی اور ہا بمد اور ہمزہ کی زبر سے آواز ہے بمعنی لے اس سے مراد ہے دونو کا قبضہ جسمانی افتراق سے

بالابدان لان المعنى ان كل واحد من المتعاقدين يقول لصاحبه هاء فيتقابضان قبل الافتراق بالابدان وان
پہلے کیونکہ معنی یہہ ہیں کہ بایع اور مشتری ہر یک دوسرے سے کہوے لے تاکہ دونو کا قبضہ افتراق بدنی سے پہلے ہوجاوے اور اگر

كانا يمشيان معا في جهة واحدة حتى لو مشيا فرسخا ثم تقابضا قبل الافتراق يصح لقول ابن عمر رضي الله عنه
وہ دونو ایک طرف کو ہمراہ چلے جاتے ہوں یہاں تک کہ اگر کوس بہر جاکر بہم قبضہ کریں افتراق سے پہلے تو درست ہے کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے

وان وثب من سطح فثب معه وليس المراد من هذا الكلام الامر بالوثبة المهلكة بل المراد منه المبالغة في ترك
اگر وہ چھت سے کود پڑے تو یہہ بھی اوسکے ساتھ کود اور اس کلام سے مراد کود پڑنے کا حکم نہیں ہے جو ہلاک کردیتا ہے بلکہ مراد مبالغہ ہے کہ قبضہ سے پہلے ساتھ ہرگز

الافتراق قبل القبض ولا يشترط وجود العوضين في ملكهما وقت العقد حتى لو باع احدهما من الاخر دينارا
نچھوڑے اور یہہ شرط نہیں ہے کہ عقد کی وقت دونو عوض طرفین کی ملک میں ہوں یہاں تک کہ اگر ایک نے دوسرے کے ہاتھ ایک دینار

بعشرة دراهم ولم يكن في ملكهما شيء من العوضين واستقرض كل منهما ما وجب عليه اداؤه من الدين
بعوض دس درہم کے بیچا اور نہ ایک پاس دینار ہے اور نہ دوسرے پاس دراہم پھر دونوں نے اپنا اپنا دین واجب الادا ایک نے دینار اور دوسرے نے دراہم

ودفعه الى صاحبه قبل الافتراق يجوز فعلى هذا يكون من الربوا ما يفعله كثير من الناس في هذا الزمان
قرض لیکر افتراق سے پہلے ادا کردیا تو جایز ہے اس بیان کی موافق جو اکثر لوگ اس زمانہ میں عمل کرتے ہیں سب سود میں داخل ہے

وهو ان احدهم يذهب الى واحد من اهل السوق فيعطيه دينارا او قرشا فيقول له اعطني به دراهم فيعطيه
یعنی ایک شخص بازار میں دکاندار پاس جاکر ایک دینار یا قرش اوسکو دیکر کہتا ہے اسکی مجھے دراہم دیدے پھر وہ اوسکو

بعضا من الدراهم او لا يعطيه شيئا بل يقول له ليس عندي دراهم فات بعد ساعة فاعطيك دراهمك فيذهب
کبھی تو تھوڑے سے دراہم دیدیتا ہے اور بعضی دفعہ کچھ بھی نہیں دیتا بلکہ اوس سے کہتا ہے اب تو دراہم میرے پاس نہیں ہیں پھر گھڑی بھر کے بعد آجانا تمہارے دراہم حوالہ کرونگا

من غير قبض جميع الدراهم وهذا باطل داخل في الربوا لوجود الافتراق قبل القبض الواجب في الصرف وعلى تقدير
پھر وہ دراہم لئے بغیر چلا جاتا ہے یہہ سب باطل سود میں داخل ہے کیونکہ افتراق قبضہ سے پہلے جو صرف میں واجب ہے ہوجاتا ہے اور بالفرض تمام دراہم پر

قبض الدراهم كلها قبل الافتراق يقبضها بالعدد لا بالوزن وهو وان كان جائزا في الدينار لعدم وجوب الوزن عند اختلاف
قبل الافتراق قبضہ بھی کرتے ہیں تو گنکر قبضہ کرتے ہیں وزن کرکر نہیں کرتے ایسا قبضہ اگرچہ دینار میں جایز ہے کیونکہ جب جنس بدل جاتی ہے تو وزن واجب نہیں

الجنس لكن لا يجوز في القرش لوجوب الوزن عند اتحاد الجنس حتى يعلم التساوي في الوزن والظاهر ان القرش
ہوتا لیکن قرش میں جایز نہیں ہے اسلئے کہ جب جنس متحد ہووے تو وزن واجب ہوتا ہے تاکہ برابری وزن میں معلوم ہوجاوے اور ظاہر یہہ ہے کہ قرش

اكثر وزنا من الدراهم المعدودة فيكون ربوا وطريق الخلاص من الربوا اذا بيع بلا وزن الفضة الكثيرة بالفضة
دراہم معدودسی وزن مین زیادہ ہوتا ہی پہر سود ہی ہو ویگا اورحیلہ سود سی بچنی کا اگر بی وزن بڑہتی چاندی تہوڑی چاندی سی بیچین تو یہہ ہی

القليلة ان يجعل فى قلتهما وزنا شئ من خلاف الجنس مما له قيمة اذ لو لم يكن له قيمة كحفنة من التراب لا يصح البيع
کسوزن مین تہوڑی چاندی کی ساتہہ کچہہ اور چیز قیمت دار خلاف جنس ملادین اسلئی کہ اگر بی قیمت شی ہوگی جیسی ایک مٹہی مٹی تو بیع جایز نہوگی

واقل ما يكون قيمته مشروطة لجواز البيع فلس ثم قيمة الخلاف ان كانت مثل قيمة الزيادة يجوز البيع ولا يكره
اور کم سی کم قیمت دار شی جسمین بیع درست ہوجاوی پیسا ہی پہر اگر قیمت اوس شی مخالف کی برابر اودہر کی بڑہتی چاندی کی ہو تو بلا کراہت بیع جایز ہی

وان كانت شيئا قليلا يجوز البيع لكن يكره كذا روى عن محمد فقيل له كيف تجده فى قلبك قال مثل الجبل ولو
اور اگر وہ تہوڑی ہووی تو بیع جایز ہی پر مکروہ امام محمد سی یہہ ہی روایت ہی کسی نی اونسی پوچہا تمہاری دلین کیسی معلوم ہوتی ہی کہا جیسی پہاڑ ۔ اور اگر

بعث رجل الى الصير فى مع الرسول دينارا ليصرف له لا يصح لوجوب التقابض قبل الافتراق بالابدان وقبض الرسول وتسليمه
کسی شخص نی صراف کی پاس رسول کی ہاتہہ دینا بہیجا تاکہ بہنا لاوی تو جایز نہین ہی کیونکہ قبضہ فراق جسمانی سی پہلی واجب ہی اور رسول کی قبضہ اور تسلیم کا

لا يعتبر فينبغى ان يوكله لان الوكيل يقوم مقام الموكل فيعتبر قبضه وتسليمه فيوجد التقابض قبل الافتراق
کچہہ اعتبار نہین ہی اب یون لازم ہی کہ اوسکو وکیل کردی اسلئی کہ وکیل موکل کی جگہہ ہوتا ہی اوسکا دیا لیا سب معتبر ہی اب طرفین کا قبضہ افتراق جسمانی سی پہلی

بالابدان ولا يجوز التصرف فى ثمن الصرف قبل قبضه فان من باع دينارا بعشرة دراهم ولم يقبض الدراهم بل
ہو جاویگا اور بیع صرف مین قبضہ سی پہلی ثمن مین تصرف جایز نہین ہی بیشک اگر کسینی ایک دینار دس دراہم کو بیچا اور دراہم پر ابہی قبضہ نہین کیا کہ دراہم کا

اشترى بها ثوبا يفسد البيع فى الثوب لفوات القبض الواجب بالعقد حقا لله تعالى والقياس كان يقتضى جوازه
ایک تہان مول لیلیا تو کپڑی کی بیع فاسد ہی کیونکہ قبضہ جو بسبب عقد کی حق اللہ واجب ہوا تہا فوت ہوگیا اور قیاس چاہتا ہی کہ جایز ہووی

لان الدراهم والدنانير لا تتعين فينصرف العقد الى مطلقها وانما لم يجز لان الصرف بيع ولا بد فيه من مبيع وليس
اسلئی کہ دراہم اور دنانیر متعین نہین ہوتی تو یہہ عقد مطلق ثمن کی طرف لگجاوی اور جایز اسوسطی نہین کہ صرف بیع ہی اسمین مبیع کا ہونا ضرور ہی اور

فيه سوى الثمنين وليس احدهما اولى بكونه مبيعا من الآخر فيجعل كل واحد منهما مبيعا من وجه وثمنا من
اسمین بجز دونو ثمن کی کچہہ نہین ہوتا اور ایک کو دوسری پر کچہہ فوقیت نہین ہی جو مبیع ٹہرایا جاوی اب لاچار ہر یک ایک وجہ سی مبیع ہی اور ایک وجہ سی ثمن

وجه وان كانا ثمنين خلقة والثمن فى باب الصرف مبيع من وجه وبيع المبيع قبل القبض لا يجوز وليس من ضرورة
ہی اگرچہ خلقی یعنی اصل مین دونو ثمن ہین اور ثمن باب صرف مین ایک وجہ سی مبیع ہوتا ہی اور مبیع کی بیع قبضہ سی پہلی جایز نہین ہی اور مبیع ہونی سی یہہ ضرور

كونه مبيعا ان يكون متعينا فان المسلم فيه ليس بمتعين مع كونه مبيعا فى السلم يسر الله تعالى عملا موافقا
نہین ہی کہ متعین بہی ہوجاوی کیونکہ سلم مین مسلم فیہ یعنی بدہنی کی چیز مبیع ہوکر متعین نہین ہوتی الٰہی ہمپر اعمال موافق اپنی رضامندی کی

لرضائه المجلس الرابع والسبعون فى بيان حقيقة السلم واحكامه وغيره من انواع
آسان کری چوہترین مجلس حقیقت بیع سلم کی بیان مین اور اوسکی احکام اور سوا اوسکی اور اقسام

العقود قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اسلف فى شئ فليسلف فى كيل معلوم ووزن معلوم
عقود کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو شخص کسی شی مین بدہنی بدہی تو چاہئی کہ کیل معلوم ہون اور وزن معلوم ہو

الى اجل معلوم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عباس مع ذكر سببه وهو انه عليه الصلوة والسلام
اور مدت معلوم ہو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عباس کی روایت سی اسکی ساتہہ سبب بہی بیان کیا وہ یہہ ہی کہ نبی علیہ السلام

قدم المدينة وهم يسلفون فى الثمار السنة والسنتين والثلث اى يعطون الثمن فى الحال ويشترون الثمار
مدینہ مین تشریف لائی تو وہانکی لوگ ثمر درخت مین بدہنی کیا کرتی تہی ایک سال کی اور دو سال کی اور تین سال کی یعنی ثمن اب دیدیتی اور پہل ایکسال کا یا زیادہ کا خرید

الى

الی سنة او اکثر فقال النبی صلی الله علیه وسلم من اسلف فی شیء فلیسلف فی کیل معلوم ووزن معلوم

یعنی تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پیشگی کسی شی میں کرے تو چاہیے کہ پیشگی کیل معلوم اور وزن معلوم میں مدت معلوم تک

الی اجل معلوم فانه علیه الصلوة والسلام امرهم ان یبینوا قدر الکیلی بالکیل وقدر الوزنی بالوزن

کرے پس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونکو فرمادیا کہ کیلی کی مقدار کیل سے کہول لیا کریں اور وزنی کی مقدار وزن سے کہول لیا کریں

اذا اشتروا شیئا منها بطریق السلف وهو بفتحتین وان کان له معنیان احدهما القرض والاخر السلم

جب ان دونوں میں سے کسی چیز میں پیشگی بدھیں اور سلف کے معنی دونوں زبر سے اگرچہ دو ہیں ایک قرض اور دوسری بیع سلم

الا ان المراد به ههنا السلم الذی هو نوع من البیع ویکون المبیع فیه دینا علی البایع ویسمی المبیع مسلما فیه

پر یہاں مراد سلم ہی ہے کہ وہ ایک قسم کی بیع ہے اور اسمیں مبیع بایع کی ذمہ پر دین ہوا کرتا ہے اور مبیع کو مسلم فیہ کہتے ہیں

والبایع مسلما الیه والثمن راس المال والمشتری رب السلم ویجوز فی کل ما یعلم قدره ووصفه کالمکیلات

اور بایع کو مسلم الیہ اور ثمن کو راس المال اور مشتری کو رب السلم اور ہر ایک شی میں جسکی مقدار اور وصف معلوم ہوسکتا ہو جایز ہے جیسے اشیاء کیلی

والموزونات والمذروعات والمعدودات المتقاربة التی لا یتفاوت احادها تفاوتا فاحشا کالجوز والبیض فان

اور وزنی اور گزگت اور گنتی کی جو ایک سی ہوں اور اوسکی احاد میں فرق ظاہر نہوتا ہو جیسے جوز اور انڈی کیونکہ

الکبیر والصغیر منهما سواء لاصطلاح الناس علی اهدار التفاوت فیهما اذ لا یباع جوز بفلس واخر بفلسین و

انمیں بڑا اور چہوٹا برابر ہوتا ہے اسلیے کہ اس تفاوت کی چہوڑنے پر سب لوگ متفق ہیں یہہ نہیں کہ ایک جوز ایک پیسی کو بکی اور دوسرا دو پیسی کو اور

کذلک البیض بخلاف البطیخ والرمان فان احادها متفاوتة تفاوتا فاحشا وبتفاوت احادهما فی المالیة

ایسی ہی انڈا کا بخلاف خربزہ اور انار کی بیشک انکی احاد میں ظاہر فرق ہوتا ہے اور انکی احاد کی مالیت مختلف ہوتی ہے

یعرف کونهما من العددی المتفاوت لا من العددی المتقارب لان الضابط فی معرفتهما تفاوت احادهما فی المالیة

معلوم ہوتا ہے کہ یہہ عددی متفاوت ہیں عددی متقارب نہیں ہیں کیونکہ انکی پہچان کا یہہ ہی قاعدہ ہے کہ انکی احاد مالیت میں الگ الگ ہوں

وهذا هو المروی عن ابی یوسف ویؤیده ما روی عن ابی حنیفة ان السلم لا یجوز فی بیض النعامة لتفاوت احادها

یہہ تقریر امام ابو یوسف سے روایت ہے اور اسکی تائید ہے جو کہ روایت امام ابو حنیفہ سے ہے کہ بیع سلم شترمرغ کی انڈوں میں جایز نہیں ہے اوسکی احاد مالیت میں

فی المالیة ثم انه فی المعدودات المتقاربة کما یجوز عددا یجوز کیلا لان المقدار یعرف بالعدد تارة وبالکیل اخری

مختلف ہوتی ہیں پہر بیع سلم معدودات متقاربہ میں جیسے گنتی کرکر جایز ہے کیل سے بہی جایز ہے اسلیے کہ مقدار کبہی گنتی سے معلوم ہوتی ہے اور کبہی کیل سے

ولا یجوز فی کل ما لا یعلم قدره ووصفه کالحیوانات واطرافها ولحومها وجلودها وکذا لا یجوز فیما لا یوجد من

اور جسکی مقدار اور وصف معلوم نہوتی ہو اوسمیں سلم جایز نہیں ہے جیسے حیوانات اور اوکی اطراف اور گوشت اور چمڑے اور ایسی ہی اوس شی میں جو عقد کی وقت سے

حین العقد الی حلول الاجل بان ینقطع عند العقد او عند حلول الاجل او فیما بینهما وحد الانقطاع ان لا یوجد

آخر مدت مقرری تک موجود نرہی جایز نہیں ایسا کہ یا عقد کی وقت نہو یا مدت گذرنے پر باقی نرہے یا ان دونوں کی بیچ میں ہوچکی اور انقطاع کی حد یہہ ہے کہ بازار میں جہاں وہ

فی السوق الذی یباع فیه ولا عبرة بوجوده فی البیوت لعدم امکان تحصیله بالاکتساب وتسلیمه الی صاحبه وکذا

شی بکتی ہے نہ ملے اور گہروں میں اگر ہووے تو اسکا اعتبار نہیں ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ کسی وسیلہ سے پیدا کر کر رب السلم کی حوالہ کردے اور ایسی ہی

لا یجوز فی طعام قریة بعینها وثمرة نخلة بعینها لاحتمال الانقطاع بعروض الافة فینتفی القدرة علی التسلیم وکذا

کسی خاص گانو کی غلہ میں اور کسی خاص درخت کی پہل میں جایز نہیں ہے شاید کہ وہ کسی آفت سے فنا ہوجاوی پہر کہاں سے دے سکیگا اور ایسی ہی

لا یجوز بمکیال رجل بعینه او ذراع رجل بعینه اذا لم یعلم مقداره لان التسلیم یتاخر فیه فیحتمل ان یضیع ذلك

ایک شخص خاص کی پیمانہ سے یا کسی شخص کی گز سے جایز نہیں ہے اگر اوسکی مقدار معلوم نہو کیونکہ اس صورت میں تسلیم کو دیر لگتی ہے اس صورت میں شاید کہ وہ پیمانہ

المکیال او ذلك الذراع فیفضی الی المنازعة والحاصل ان السلم لا یصح عند ابی حنیفة الا بسبع شرائط وهو
یا وہ ذراع جاتا رہے پھر جھگڑا مچیگا خلاصہ یہہ ہے کہ بیع سلم امام ابو حنیفہ کے نزدیک بدون سات شرطون کے جایز نہین ہے ایک تو
بیان جنسه کبر او شعیر وبیان نوعه کصیفی او خریفی وبیان وصفه کجید اوردی وبیان قدره کعشرین
بیان جنس جیسے گیہون یا جو اور بیان نوع جیسے صیفی یا خریفی اور بیان وصف جیسے عمدہ یا کہٹیل اور بیان مقدار جیسے بیس
کرا او ثلثین رطلا وبیان اجله واقله شهر فی الاصح وبیان راس ماله ان کان کیلیا او وزنیا او عددیا وبیان
پیمانہ یا تیس رطل اور بیان مدت اور یہہ کم سے کم اصح روایت مین ایک مہینہ ہے اور بیان راس المال کا اگر وہ کیلی ہو یا وزنی ہو یا عددی ہو اور بیان
مکان ایفائه ان کان لحمله مؤنة یحتاج الی ظهر واجرة وان لم یکن لحمله مؤنة کالمسك والعنبر یوفیه حیث
مکان کا جہان وہ شی ادا کی جاوی اگر اوسکی اوٹہانی مین ایسا خرچ ہوتا ہو کہ حاجت باربرداری اور مزدوری کی پڑتی ہو اور اگر اوسکی پہنچانی مین کچھہ خرچ نہوتا ہو جیسی مشک اور عنبر
یشاء واما قبض راس المال قبل الافتراق بالابدان فلیس بشرط لصحته بل هو شرط لبقائه علی الصحة فانه ینعقد
تو جہان چاہی ادا کری اور رہا راس المال کا قبضہ افتراق جسمانی سی پہلی سو یہہ صحت عقد کی شرط نہین ہے بلکہ یہہ شرط ہے واسطی باقی رہنی عقد کی صحت پر بیشک یہہ عقد
صحیحا ثم یبطل بالافتراق قبل القبض وحد الافتراق ان یتواری کل واحد منهما عن عین صاحبه حتی لو اسلم
صحیح ہوا کرتا ہی پہر افتراق قبل قبض سی باطل ہو جاتا ہے اور افتراق کی حد یہہ ہے کہ ہر یک ایک دوسری کی نظرون سی چھپ جاوی یہان تک کہ اگر کسینی بیس دراہم کا
رجل عشرین دراهم فی کر بر ولم یکن عنده الدراهم ودخل بیته لیخرج الدراهم وتواری عن عین صاحبه
گیہون کی ایک پیمانہ مین عقد سلم کیا اور اوسکی پاس دراہم نہین تہی وہ دراہم لانیکی واسطی گہر مین گیا اور مسلم الیہ کی نظر سی غائب ہو گیا
یبطل السلم وان لم یتوار لا یبطل بل یبقی علی الصحة وکذا لو سارا میلا او اکثر ولم یفترقا الا بعد القبض لا یبطل
تو سلم باطل ہو جاویگی اور اگر غائب نہوا تو باطل نہو گی بلکہ درست رہیگی اور ایسی ہی اگر دو کوس پہر یا زیادہ چلی گئی اور بدون قبض کی جدا نہوئی تو سلم باطل نہین ہوتی
السلم بل یبقی علی الصحة ومن اسلم الی رجل دینا له علیه وافترقا قبل النقد لا یجوز وان نقد قبل الافتراق یجوز
بلکہ درست رہتی ہے اور اگر کسینی ایک شخص سی قرض کی بدلہ جو اوسکی ذمہ آتا تہا بیع سلم کی اور پرکہہ دینی سی پہلی جدا ہو گئی تو جایز نہین ہے اور اگر افتراق سی پہلی پرکہہ دینی
ولا یجوز التصرف فی راس المال والمسلم فیه قبل القبض اما عدم جواز التصرف فی راس المال فلان فیه تفویت القبض
تو جایز ہی اور راس المال اور مسلم فیہ مین قبضہ سی پہلی تصرف جایز نہین ہے راس المال مین تو تصرف اسواسطی جایز نہین ہے کہ اسمین قبضہ فوت ہوتا ہی جو
الواجب بالعقد واما عدم جواز التصرف فی المسلم فیه فلانه مبیع والتصرف فیه قبل القبض لا یجوز وکذا لا یجوز فیه
عقد سی واجب ہوا تہا اور مسلم فیہ تصرف اسواسطی جایز نہین ہی کہ وہ مبیع ہی اور مبیع مین تصرف قبضہ سی پہلی جایز نہین ہی اور ایسی ہی مسلم فیہ مین
قبل القبض الشرکة والتولیة ونحوهما لانه تصرف فیه قبل القبض فصورة الشرکة ان یقول رب السلم لرجل اعطی نصف
قبضہ سی پہلی نہ شرکت جایز ہی اور نہ تولیہ وغیرہ کیونکہ یہہ سب قبل القبض تصرف ہی پس شرکت کی صورت یہہ ہے کہ رب السلم کسی سی یہہ پیش کری مجھکو آدہا راس المال
راس المال لیکون نصف المسلم فیه لك وصورة التولیة ان یقول رب السلم لرجل اعطنی جمیع راس المال لیکون
دیدی آدہا مسلم فیہ تیرا ہوگا اور تولیہ کی صورت یہہ ہے کہ رب السلم کسیکو کہوی تمام راس المال مجھکو دیدی تمام مسلم فیہ تیرا ہوگیا
جمیع المسلم فیه لك ومن اسلم فی کر بر فلما حل الاجل اشتری المسلم الیه من رجل کر بر وامر رب السلم ان یقبضه
اور اگر کسینی گیہون کی پیمانہ مین سلم کی پہر جب مدت گذر چکی ہوئی تو مسلم الیہ نی کسی شخص سی پیمانہ گیہون کا مول لیکر رب السلم سی کہا کہ اوس سی گیہون اپنی حق کی
قضاء لحقه وقبضه لا یکون قضاء لحقه حتی لو هلك المقبوض فی ید رب السلم یهلك من مال المسلم الیه ولو
لیلی اور اوسنی لیلی تو اوسکا حق یعنی مسلم فیہ ادا نہوگا یہان تک کہ اگر وہ مقبوض رب السلم کی قبضہ مین تلف ہو جاوی تو مسلم الیہ کا جاویگا اور اگر اوسکو
امره ان یقبضه له ثم لنفسه فاکتاله له ثم لنفسه یجوز لاجتماع الصفقتین بشرط الکیل فلا بد من الکیل مرتین
یون کہی کہ وہ گیہون پہلی میری لئی قبضہ کر پہر اپنی لئی پہر اوسنی پہلی اوسکی لئی کیل کئی پہر اپنی لئی کیل کئی تو جایز ہی بسبب جمع ہونی دو عقد کی بشرط کیل کی سو دو دفعہ کیل کرنا ضرور چاہیی

لنهی النبی علیه الصلوة والسلام عن بیع الطعام حتی یجری فیه صاعان ومن اسلم فی کر بر فلما حل الاجل دفع
کیونکہ نبی علیہ السلام نے غلہ کی بیچنے سے منع کیا ہے جبتک اوسمین دوبار پیمانہ جاری نہوئے اور اگر کسینے گیہون کی پیمانہ مین سلم کی جب مدت گذر گئی

الی المسلم الیه غرایر وامره ان یکیل المسلم فیه فیها وکال وهو غائب ولم یکن فی الغرائر من جنس المسلم فیه شیء لا یکون
تو اوسنے مسلم الیہ کو گون یا تھیلہ دیکر کہا کہ مسلم فیہ یعنی مبیع اسمین ناپ دینا مسلم الیہ نے اوسکی پیچھے کیل کرکر بھر دیئے اور حال یہہ ہے کہ اون گون مین مسلم فیہ کی جنس کا کچھہ نہین تھا

قضاء حتی لو هلك یهلك من مال المسلم الیه لان امره لم یصادف ملکه لکون حقه فی الدین لا فی العین ویصیر
تو یہہ ادا نہوگا یہانتک کہ اگر تلف ہو جاوین تو مسلم الیہ کا مال تلف ہوگا اسلئے کہ اوسکا امر اوسکی ملک سے متصل نہین ہوا کیونکہ اوسکا حق تو ابھی دین مین ہی عین مین نہین ہی اور صورت

المسلم الیه کانه استعار الغرائر وجعل ملکه فیها ولو اجتمع الدین والعین بان اسلم رجل فی کر بر فلما حل
یون ہوجاتی ہی کہ گویا مسلم الیہ نے تھیلہ عاریت مانگ کر اپنا مال اوسمین بھر دیا اور اگر دین اور عین جمع ہو جاوین اسطور کہ کسی شخص نے پیمانہ گیہون مین بیع سلم کی جب مدت تمام ہوئی

الاجل اشتری من المسلم الیه کرا اخر معینا ودفع الیه غرائر لیجعل فیها الکر العین والکر الدین فانه ان جعل العین
تو رب السلم نے مسلم الیہ سے ایک اور پیمانہ گیہون کا خرید کر اوسکو تھیلہ دیدیا کہ اوسمین یہہ گیہون حال کی خرید اور گیہون مسلم فیہ بھر دیوے اب مسلم الیہ نے اگر گیہون خرید حال کی

فیها اولا یصیر المشتری قابضا لهما جمیعا اما العین فلصحة امره فیه لمصادفته ملکه لانه ملکه بالشراء فیکون
اوسمین پہلی بھر دیئے تو مشتری یعنی رب السلم دونو کا قابض ایکدم سے ہوگیا عین کا تو اسلئے کہ اسمین اوسکا حکم درست ہی کہ اوسکی ملک مین واقع ہوا ہی کیونکہ خرید کر مالک ہو چکا ہی

فعل المامور کفعل الامر واما الدین فلاتصاله بملکه برضاه وبالاتصال بالملك بالرضی یثبت القبض وان جعل
اب عمل مامور کا بجای عمل آمر کی ہی اور رہا دین یعنی مسلم فیہ اسلئے قابض ہوا کہ رضا سے اوسکی ملک مین مل گیا اور رضامندی کی ساتھہ ملک مین ملجانی سے قبضہ ثابت ہو جاتا ہی اور اگر

الدین فیها اولا لا یصیر المشتری قابضا لشیء منها اما الدین فلعدم صحة امره فیه لعدم مصادفته ملکه لان حقه
مسلم الیہ نے مسلم فیہ کو پہلی بھر دیا تو مشتری یعنی رب السلم دونو کا قابض نہین ہوویگا دین یعنی مسلم فیہ کا اسلئے کہ اسمین اوسکا کہنا درست نہین ہی کیونکہ اوسکی ملک پر نہین ہی اسلئے کہ اوسکا

فی الدین لا فی العین وهذا عین فیکون المامور بجعله فی الغرائر متصرفا فی ملك نفسه فلا یکون فعله کفعل الامر
حق دین مین ہی عین مین نہین ہی اور یہہ عین ہی اب مامور یعنی مسلم الیہ نے جو گیہون گون مین بھر دیئے ہین تو اپنی ملک مین تصرف کیا ہی سو اسکا کیا مانند آمر کی کئی کی نہین ہی

واما العین فلانه خلطه بملکه قبل التسلیم وهو استهلاك عند ابی حنیفة فینفسخ البیع وههنا نوع اخر من البیع
اور رہا عین سو اسلئے کہ بایع نے تسلیم سے پہلی اپنی ملک مین ملا دئے ہین اور یہہ امام ابو حنیفہ کی نزدیک ہلاک کر دینا ہی سو بیع فسخ ہو جاویگی اور یہان ایک اور قسم کی بیع ہی

یسمی استصناعا وهو ان یقول رجل لصانع اصنع لی من مالك شیئا صورته کذا وقدره کذا بکذا درهما بلا ذکر
اوسکو استصناع کہتی ہین وہ یہہ ہی کہ ایک شخص کاریگر سے کہی میری لئی اپنی مال مین سے فلانی چیز اس صورت کی اور اتنی بڑی اتنی قیمت کو بنا دے مدت کا کچھہ ذکر نہین کیا

اجل معلوم فان کان ذلك الشیء مما جری فیه التعامل کالخف والطشت والقمقمة ونحوها یصح استحسانا
پھر اگر وہ ایسی شئ بنوائی جسمین لوگون کا عمل درآمد رواج پڑ رہا ہی جیسی موزہ اور لگن اور قمقمہ وغیرہ تو استحسانا درست ہی

للاجماع الثابت بالتعامل من زمن النبی علیه السلام الی یومنا هذا ویکون بیعا لا عدة حتی یجبر الصانع علی تحصیله
کیونکہ رواج کی سبب نبی علیہ السلام کی عہد سے آج تک اجماع چلا آتا ہی اور یہہ بیع ہی ہوتی ہی کچھہ وعدہ نہین ہی یہان تک کہ کاریگر بنانی کی لئی زور کیا جاویگا

ولا یرجع الامر عنه ولو کان عدة لکان للامر الرجوع ولم یکن علی الصانع الجبر والمبیع هو العین لا عمل حتی لو جاء بما
اور بنوانی والا پھر نہین سکتا اگر وعدہ ہی ہوتا تو بنوانی والا پھر جاسکتا اور کاریگر پر زور نہ چلتا اور مبیع وہ شئ یعنی موزہ وغیرہ ہوتی ہی عمل نہین ہوتا یہانتک کہ اگر وہ

صنعه قبل العقد او صنعه غیره یصح ولو کان المبیع عمله لما صح ولا یتعین المبیع للامر بلا اختیاره حتی یصح
عقد سے پہلی کا بنا ہوا یا اور کاریگر کی ہاتھہ کا دیوی تو جایز ہی اور اگر مبیع عمل ہی ہوتا تو کیونکر جایز ہوتا اور مبیع لینے بغیر آمر کی نہین ہوجاتی یہان تک کہ

للصانع بیعه قبل رویة الامر ولو تعین له لما صح بیعه وللامر الخیار عند الرویة لانه اشتری ما لم یره فیکون له خیار
کاریگر کو اختیار ہی کہ آمر کی دیکھنے سے پہلی چاہی تو بیچدے اور اگر اوسکی ہوچکتی تو بیع ہرگز نہ جایز ہوتی اور بنوانی والی کو دیکھتی پر اختیار ہی اسلئے کہ بن دیکھی خرید ہی کہ

الروية وان لم يكن ذلك الشئ ما جرى فيه التعامل كالثياب ونحوها لا يصح الا اذا ذكر فيه اجل معلوم وبيّن

رویت حاصل ہی اور اگر وہ شئی ایسی نہیں ہی جسمین لوگون کا عملدرآمد اور رواج ہو جیسی کپڑا وغیرہ تو جایز نہین ہی جبتک کہ اوسمین مدت نہ ٹہری اور ساتون شرطین سلم کی

شرائط السلم فحينئذ يصح بطريق السلم لا بطريق الاستصناع ثم لما كان احد معنى السلف القرض ناسب بيانه

نہ بیان ہون سواب بطور بیع سلم کی جایز ہوگی بطور استصناع کی نہین پہر چونکہ ایک معنی سلف کی قرض کی تہی تو بیان اسکا بہی بیان مناسب معلوم ہوا

ههنا وان لم يكن مرادا به لان الشرع قد اذن فيه واجمع الامة على جوازه وهو ما تعطيه غيرك من المال لتقضاه

اگرچہ مراد نہین ہی کیونکہ شرع نی اسمین اجازت دی ہی اور اسکی جواز پر امت کا اجماع ہی اور قرض یہہ ہی کہ تو اپنا مال غیر کو دیوی تاکہ وہ اوسکو پہر ادا کری

ويجري في كل كيلي ووزني وعددي متقارب لا فيما كان متفاوتا كالحيوان والثوب والخشب والاصل فيه ان

اور قرض ہر ایک کیلی اور وزنی اور عددی متقارب مین جایز ہی عددی متفاوت مین جایز نہین ہی جیسی حیوان اور کپڑا اور لکڑی اور قاعدہ کلیہ یہہ ہی

كل ما كان من ذوات الامثال ويكون عند الاستهلاك مضمونا بالمثل لا بالقيمة يجوز استقراضه وكل ما لم يكن

کہ جو شئی ذوات الامثال سی ہی اور ہلاک ہونی پر اوسکا ضمان بالمثل ہوتا ہی ضمان بالقیمت نہین ہوتا تو اوسکا قرض لینا جایز ہی اور جو شئی

من ذوات الامثال ولا يكون عند الاستهلاك مضمونا بالمثل بل بالقيمة لا يجوز استقراضه حتى لو استقرض

ذوات الامثال سی نہین ہی اور ہلاک ہونی پر ضمان بالمثل نہین آتا بلکہ ضمان بالقیمۃ آتا ہی تو اوسکا قرض لینا جایز نہین ہی یہان تک کہ اگر کسی شخص نی

رجل من اخر عبدا او حيوانا اخر فقضى به دينه يضمن قيمته لان قرض الحيوان فاسد والقرض الفاسد

دوسری سی غلام یا اور حیوان اودہار لیکر اپنا قرض ادا کیا تو اوسکی قیمت کا ضامن ہوگا اسواسطی کہ حیوان کا قرض لینا فاسد ہی اور قرض فاسد قبضہ کی بعد

يفيد الملك بالقبض ويكون عند الاستهلاك مضمونا بالقيمة كالبيع الفاسد ومن دفع الى غيره مالا و

ملک مین آجاتا ہی اور ہلاک ہونی پر اوسکی قیمت ذمہ پر آجاتی ہی جیسی بیع فاسد مین اور اگر کسینی دوسری کو مال دیکر

قال له خذ هذا المال واصرفه الى حوايجك يكون ذلك المال قرضا لا هبة لان هذا القول وان كان

کہا یہہ مال لی اور اپنی کاروبار مین لگالی تو یہہ مال قرض ہو دیگا ہبہ نہین ہو دیگا اسلئی کہ اس قول مین اگرچہ

يحتملهما الا ان الثابت به لا يكون هبة بل يكون قرضا لكونه ادناهما ولو دفع اليه ثوبا وقال له البسه

دونو مراد ہو سکتی ہین پر اس سی ہبہ بالخصوص ثابت نہین ہوتا بلکہ قرض ثابت ہوتا ہی کیونکہ قرض دونو مین کمتر ہی اور اگر کپڑا دیکر کہا کہ لی اس سی کو کپڑا اوہایا کر

لا يكون قرضا لكون قرض الثوب فاسدا بل يكون هبة تصحيحا لتصرفه ومن اخذ من القصاب لحما

تو قرض نہین ہوگا کیونکہ کپڑیکا اودہار فاسد ہی بلکہ ہبہ ہو دیگا تاکہ اوسکا تصرف درست رہی اور اگر کسینی قصائی سی گوشت لیا

ولم يذكر انه قرض او شراء يكون قرضا فاسدا يملكه بالقبض ولا يحل له اكله وذكر في المنتقى ان اللحم

اور یہہ نہ کہا کہ اودہار لیتا ہون یا مول تو یہہ قرض فاسد ہوگا قبضہ کی بعد مالک ہو جاویگا اور کہانا حلال نہوویگا اور منتقی مین مذکور ہی کہ گوشت کا

يجوز استقراضه وزنا عند اصحابنا وذلك لانه على ما ذكر في نوادر ابن رستم عن محمد مثلي يضمن بالمثل

قرض لینا وزنا ہماری اصحاب کی نزدیک جایز ہی اسلئی کہ گوشت موافق بیان نوادر ابن رستم کی امام محمد سی مثلی ہی اسکا ضمان بالمثل ہی

وذكر في الجامع الكبير انه يضمن بالقيمة وقال الاسبيجابي هذا محمول على ما اذا انقطع عن ايدي الناس

اور جامع کبیر مین مذکور ہی کہ گوشت کا ضمان بالقیمۃ آتا ہی اور اسبیجابی کہتا ہی کہ ضمان بالقیمۃ اسصورت مین ہی کہ لوگون کی قابو مین نرہی

وفي شرح الطحاوي ان كل موزون مثلي وهذا يقتضي ان يكون اللحم مثليا وكذا يقتضي ان يكون العنب والغزل

اور شرح طحاوی مین ہی کہ وزنی چیزین سب مثلی ہین اس سی لازم آتا ہی کہ گوشت مثلی ہووی اور ایسی ہی لازم آتا ہی کہ انگور اور سوت

مثليا ويجوز استقراض الكاغذ عددا لانه عددي متقارب ومن اتلف دبس غيره يضمن قيمته لان

مثلی ہووی اور اودہار کرنا کاغذ کا گنکر جایز ہی اسلئی کہ عددی متقارب ہی اور اگر کسینی شیرۂ خرما وغیرہ تلف کردیا تو قیمت دیویگا اسلئی

ماکان من صنع العباد لا یمکنهم مراعات المماثلة فیه لتفاوتهم فی الحذاقة فعلی هذا کان ینبغی ان لا یجوز
کہ جو چیز آدمیون کی بنائی ہوئی ہوتی ہی اوسمین مماثلت ممکن نہین ہی کیونکہ کارگیری مین سب مختلف ہوتی ہین اس تقریر کی موافق چاہیی کہ کاغذ کا

استقراضه لکن قیل یجوز استقراضه لکونه مثلیا علی قولهما والعصیر مثلی وکذا اذا صار دبسا بغیر نار
قرض لینا جایز نہووی لیکن کہتی ہین کہ قرض لینا جایز ہی کیونکہ صاحبین کی قول پہ مثلی ہی اور شیرہ انگور کا مثلی ہی اور ایسی ہی اگر شیرہ بغیر آگ پکائی شراب ہوجاوی

والدقیق والخبز قیمی فعلی هذا کان ینبغی ان لا یجوز استقراضهما لکن ذکر فی فتاوی قاضیخان ان استقراض الدقیق
اور آٹا اور روٹی قیمتی ہی اسکی موافق یون چاہیی تہا کہ انکا اودہار لینا جایز نہوتا پر فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی کہ اودہار لینا آٹی کا

یجوز وزنا وکیلا وکذا یجوز استقراض الخبز وزنا وعددا عند محمد وعند ابی یوسف یجوز وزنا لا عددا وعلیه
وزن یا کیل کرکر جایز ہی اور ایسی ہی اودہار لینا روٹی کا وزن سی یا گنکر امام محمد کی نزدیک جایز ہی اور امام ابو یوسف کی نزدیک وزن کرکر تو جایز ہی گنکر نہین جایز

الفتوی ولو استقرض جماعة من رجل دراهم وامروه ان یدفعها الی واحد منهم ودفعها الیه لیس له ان یطلب منه
اور اسہی پر فتوی ہی اور اگر ایک جماعت نی ملکر ایک شخص سی دراہم قرض مانگی اور سب نی کہا کہ ہم مین سی فلانی شخص کو دیدینا اور اوسنی اوسکی حوالہ کئی اب اوسکو اختیار نہین

الا حصته فقط والتوکیل بقبض القرض صحیح کما اذا قال رجل لاخر اقرضنی کذا درهما ثم وکل رجلا بقبضه یصح
کہ اوس فلانی سی سوای اوسکی حصہ کی طلب کری اور وکالت واسطی قبضہ قرض کی درست ہی جیسی کوئی شخص کسی سی کہی مجھکو اتنی درہم قرض دیدی پہر کسیکو اوسکی قبضہ کی لئی وکیل کری تو صحیح ہی

ولا یصح التوکیل بالاستقراض حتی لا یثبت الملک للموکل فیما استقرض له لانه تفویض التصرف فی ملک الغیر
اور قرض لینی والی مین وکیل کرنا صحیح نہین ہی یہان تک کہ وہ جو قرض اوسکی لئی نکلوائیگا اوسمین موکل کی ملک ثابت نہوگی اسواسطی کہ غیر کی ملک مین تصرف کا حوالہ کرنا ہی

فلا یجوز بخلاف الرسالة فانها صحیحة اذ لیس فیها تفویض التصرف لکون الرسول سفیرا محضا لانه یقول ارسلنی
سو جایز نہین ہی برخلاف رسالت کی رسالت صحیح ہی کیونکہ اسمین حوالہ کرنا تصرف کا غیر کی ملک مین نہین ہی اسلئی کہ رسول صرف واسطہ ہوتا ہی کیونکہ جاکر یہہ ہی کہیگا

الیک فلان ویستقرض منک کذا فحینئذ یثبت الملک للمرسل والتوکیل بالاقراض صحیح لانه تفویض التصرف فی
مجہکو فلانی نی تیری پاس بہیجا ہی اتنی درہم تجہسی قرض مانگتا ہی اب ملک بہیجنی والی کی ثابت ہوگی اور وکالت قرض دینی مین درست ہی اسواسطی کہ اپنی ملک مین تصرف

ملک نفسه ومن کان له علی اخر حنطة وباعها منه بدراهم الی اجل لا یجوز لانه بیع الدین بالدین وقد نهی عنه
اوسکی حوالہ کرتا ہی اور اگر کسیکی گیہون دوسری کی ذمہ آتی ہون اور وہ اوسکی ہاتہہ ایکمدت پر بیچڈالی تو جایز نہین ہی کیونکہ یہہ بیع دین کی دین سی ہی اور اس سی بیشک

النبی علیه السلام وطریق الجواز ان یشتری بها منه ثوبا ویقبضه ثم یبیعه منه بدراهم الی اجل وهذا
نبی علیہ السلام نی منع کیا ہی اور حیلہ جواز کا یون ہی کہ اوس سی بعوض گیہون کی کپڑا خرید کر قبضہ کرلی پہر وہ کپڑا اوسکی ہاتہہ بعوض درہم کی مدت پر بیچڈالی اور

مما یجب حفظه فی هذا الزمان لان بعض الناس یستقرض حنطة او شعیرا او غیر ذلک مما یجوز استقراضه
اس زمانہ مین اسکی حفاظت واجب ہی اس لئی کہ بعضی آدمی گیہون یا جو وغیرہ جو بطور استقراض کی لینا درست ہی قرض لیکر کہا بیجاتی ہین

ویتلفها ثم یطالبه المالک بها ویعجز عن ادائها ویشتریها منه بدراهم الی اجل وهو فاسد لا یجوز ثم ینبغی ان یعلم
پہر مالک مانگتا ہی تو ادا نہین کرسکتی اور اوسکو مدت پر بدلہ دراہم کی خرید لیتا ہی یہہ بیع فاسد ہی جایز نہین ہی اور یاد رکہنی کی بات ہی

ان کل دین حال اذا اجله صاحبه یصیر ذلک الدین مؤجلا ویکون تاجیله لازما الا القرض فان تاجیله
جو دین بلا مدت ہووی اگر مالک اوسمین مدت ٹہرادی تو وہ دین مؤجل ہی اور مدت لازم ہوجاتی ہی بجز قرض کی کہ اسمین مدت

لا یکون لازما بل یجوز للمقرض طلبه متی شاء لانه فی الابتداء اعارة وبهذا الاعتبار لا یلزم فیه التاجیل لکونه
لازم نہین ہوجاتی بلکہ قرض خواہ کو جایز ہی جب چاہی مانگ لی کیونکہ قرض ابتدا مین عاریت ہوتی ہی اس اعتبار سی اسمین مدت نہین ہوتی

من التبرعات ولا جبر فیها کما فی الاعارة وفی الانتهاء معاوضة وبهذا الاعتبار لا یصح فیه التاجیل لکونه
کہ صرف احسان ہی احسان کیکا کچہہ زور نہین ہی جیسی عاریت مین اور آخر کو ادلا بدلا ہوجاتا ہی اور اس اعتبار سی اسمین مدت درست نہین ہی اسوسطی

بيع الدراهم بالدراهم نسيئة وهو ربوا وهذا يقتضي ان لا يجوز القرض وانما جوّز نظرا الى ابتدائه لكن بلا
کہ یہہ بیع درہم کی درہم سی ادہار ہی اور یہہ سود ہوتا ہی اور اس سی لازم آتا ہی کہ قرض ہی جایز نہو سو جایز صرف بلحاظ ابتدا کی ہی لیکن

لزوم الاجل فيه ولو اراد ان يكون الاجل لازما فيه فطريقه ان يحيل المستقرض المقرض على رجل بدينه عليه فيؤجل
اسمین مدت لازم نہین ہی اور اگر اسمین مدت کی ضرورت پڑے تو یون کرے کہ قرضدار قرضخواہ کو کسی اور پر حوالہ کردی اب قرضخواہ

المقرض ذلك الرجل مدة معلومة فحينئذ يكون الاجل لازما حتى لا يكون للمقرض ان يطالب ذلك الرجل قبل تمام
اوسکی لئی مدت معین مقرر کردی اب مدت لازم ہو جاویگی یہان تک کہ قرضخواہ کو اختیار نہین ہی کہ اوس شخص سی اتمام مدت سی

تلك المدة المجلس الخامس والسبعون في بيان السوال الحرام والوعيد فيه وفي اي موضع
پہلی مانگی پچہترون مجلس سوال حرام کی بیان مین اور اسمین کیا وعید ہی اور کس موقع پر

يجوز قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يزال الرجل يسئل الناس حتى ياتي يوم القيمة ليس في وجهه
جایز ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا آدمی ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہی آخر قیامت کو آویگا اوسکی چہری پر گوشت

مزعة لحم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عمر والمزعة بضم الميم وسكون الزاء المعجمة وبالعين المهملة
نہین ہوگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی ابن عمر کی روایت سی اور مزعہ میم کی پیش اور زاء نقطہ دار کی سکون اور عین بی نقطہ سی

قطعة لحم والمراد بعدمها يوم القيمة في وجه السائل ما يلحقه في الاخرة من الفضاحة والهوان لان السوال
گوشت کی ٹکڑی کو کہتی ہین اور قیامت کی دن سائل کی منہہ پر گوشت نہونی سی یہہ مراد ہی کہ آخرت مین وہ نہایت فضیحت اور خوار ہوویگا اسلئی کہ سوال اصل مین

حرام في الاصل ولا يباح الا عند الضرورة وانما كان الاصل فيه الحرمة لانه لا ينفك عن عدة امور محرمة
حرام ہی اور بدون ضرورت کی مباح نہین ہی اور سوال اصل مین حرام اسواسطی ہی کہ سوال بدون کئی حرام باتون کی نہین ہو سکتا

الاول اظهار الشكوى من الله تعالى فكما ان العبد المملوك اذا سئل يكون سواله شنيعا على مولاه فكذلك
اول یہہ کہ اللہ تعالی کی شکایت ظاہر کرنی سو جیسی غلام مملوک اگر بہیک مانگنی لگی تو اوسکا مانگنا مولی پر دشوار کرتا ہی ایسی ہی

سوال العبد يكون شنيعا على الله تعالى وهذا يقتضي ان يحرم السوال ولا يحل الا عند الضرورة والثاني اذلال
بندہ کا سوال اللہ کو برا لگتا ہی اس سی لازم آتا ہی کہ سوال حرام ہو اور بلا ضرورت کبہی حلال نہو وی جیسی مردار کہانا بلا ضرورت حلال نہین دوسرا اور

في نفسه لغير الله تعالى وليس للمؤمن ان يذل نفسه لغير الله تعالى بل الواجب عليه ان يذل نفسه لله تعالى
اپنی تئین سوا اللہ تعالی کی اور کی سامنی خوار کرنا اور مؤمن کو نہین چاہئی کہ آپ کو غیر اللہ کی سامنی ذلیل کری بلکہ واجب یہہ ہی کہ اپنی جان کو خدا کی سامنی خوار کری

اذ فيه عزه وشرفه في الدنيا وفي الاخرة والثالث ايذاء المسئول غالبا لانه ربما لا يسمع نفسه بالبذل ويستحيي
کیونکہ اسمین دنیا اور آخرت کی عزت اور شرافت ہی اور تیسری مسئول کو اکثر حال مین ستانا اسلئی کہ بعضی اوقات دینی کو دل نہین چاہتا اور حیا آتی ہی

ان يرى بالمنع في صورة البخلاء ففي البذل نقصان ماله وفي المنع نقصان جاهه وبكل منهما يحصل له الايذاء
کہ ندینی سی بخیل کی صورت بنتا ہی سو دینی مین تو مال کا نقصان ہی اور ندینی مین عزت کا نقصان اور دونو بات سی رنجیدہ ہوتا ہی اور ایذا اوٹہاتا ہی

والايذاء حرام لا يحل الا عند الضرورة ثم انه ان بذل لا يبذل الا حياء او رياء فيحرم على الاخذ اخذه اذا
اور تکلیف دینی حرام ہی بلا ضرورت حلال نہین ہی پہر اگر وہ دیگا بہی تو شرم کا مارا یا ریا کی واسطی دیگا سو ایسا دیا لینی والی پر بہی لینا حرام ہی جب

فهمت هذه المحظورات فهمت قوله عليه السلام مسئلة الناس من الفواحش ما احل من الفواحش
تونی یہہ خرابیان سمجہہ لین تو اسحدیث کی معنی بہی تجہکو آگئی سوال کرنا آدمیون سی فواحش سی ہی فواحش مین سی سوا اسکی کوئی حلال نہین ہی

غيرها فانظر كيف سماها فاحشة ولا خفاء ان الفاحشة لا تباح الا عند الضرورة واختلف العلماء في
بلیہہ تو کیسی اسکا نام فاحشہ رکہا ہی اور ظاہر ہی کہ فاحشہ بلا ضرورت کبہی مباح نہین ہوتا اور علما کو اسمین اختلاف ہی کہ سوال کس

کہ لا يحل السوال الا عند الضرورة ١٢

وقت

وقت یحل السوال فقال بعضهم من وجد غداء یومه وعشاء لیلته لا یحل له السوال وقال بعضهم من قدر
وقت حلال ہوتا ہی بعضی کہتی ہین جسکی پاس ایک دن رات کا کہانا موجود ہی اوسکو سوال کرنا حلال نہین ہی اور بعضی کہتی ہین جو شخص کما سکتا ہو اوسکو
علی الکسب لیس له ان یسال الا اذا استغرق اوقاته لطلب العلم وقال بعضهم لیس لنا وضع المقادیر بل نستدرك
سوال کرنا نہ چاہیئی مگر سوقت کہ اوسکا سارا وقت علم کی تحصیل مین مشغول ہو اور بعضی کہتی ہین ہمکو اختیار نہین کہ اندازہ ٹہراوین بلکہ اسکا علم
ذلك بالتوقیف وقد ورد فی الحدیث انه علیه السلام قال استغنوا بغناء الله تعالی قالوا وما هو یا رسول الله
نقل پر موقوف ہی اور بیشک حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا غنی رہو الله کی غنا سی صحابہ نی پوچہا وہ کیا ہی یا رسول الله
قال غداء یوم وعشاء لیلة وفی حدیث اخر انه علیه الصلوة والسلام قال من سئل وله خمسون درهما
فرمایا کہانا صبح کا اور کہانا رات کا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا جو شخص مانگی اور اوسکی پاس پچاس درہم
او عدلها من الذهب فقد سئل الحافا وفی لفظ اخر اربعون درهما فمهما اختلفت الروایات فی التقدیرات یلزم
یا اتنا اور مال سونی کا ہو تو اوسکا سوال لجاجت کا ہی اور ایک روایت مین چالیس درہم آئی ہین اور جب تقدیرات کی روایتین مختلف ہوئین تو لازم ہی
ان تحمل علی احوال مختلفة فما یحتاج الیه السائل فی الحال من طعام یومه ولیلته ولباس یلبسه ومأوی یسكنه
کہ اختلاف احوال پر قیاس کیجاوین پہر جس چیز کا سائل فی الحال محتاج ہووی مثلا دن اور رات کی کہانیکا اور کپڑی کی پہننی کا اور رہنی کی گہر کا
فلا شك فیه واما سواله للمستقبل فله فیه ثلث درجات احدها ما یحتاج الیه غدا والثانیة ما یحتاج الیه
تو اوسکی جواز مین کچہ شک نہین ہی اور سوال کرنا آیندہ کی لئی اسمین سائل تین درجہ پر ہوتا ہی ایک درجہ یہہ ہی کہ اگلی ہی دن اوسکا حاجتمند ہو اور دوسرا یہہ کہ
بعد اربعین یوما او خمسین یوما والثالثة ما یحتاج الیه فی السنة فنقطع ان من معه ما یكفیه ولعیاله سنة
بعد چالیس یا پچاس دن کی اوسکا محتاج ہووی تیسرا یہہ کہ سال بہر مین محتاج ہو سو ہمکو یقین ہی کہ جسکی پاس اتنا کچہ ہو کہ اوسکو اور اوسکی عیال کو سال بہر
فسواله حرام لان ذلك غایة الغناء فان كان یحتاج الیه قبل السنة لكن یقدر علی السوال فی ذلك الوقت ولا
کفایت کری تو اوسکو مانگنا حرام ہی کیونکہ یہہ بڑی ہی غنا ہی پہر اگر سال تمام ہونی سی پہلی حاجتمند ہووی لیکن اوس وقت حاجت پر بہی سوال کر سکتا ہی
یفوت فرصة السوال لا یحل له السوال لانه مستغن عن السوال فی الحال وربما لا یعیش الی الغد فیكون قد
فرصت سوال کی ہاتہ سی نہین جاتی تو اوسکو اب سوال کرنا حلال نہین کیونکہ بالفعل سوال کی حاجت نہین ہی اور بعضی وقت اگلی روز تک جیتا نہین رہتا
سئل ما لا یحتاج الیه اذ وجد عنده ما یكفیه من غداء یومه ولیلته وان كان یفوته فرصة السوال ولا
تو اس صورت مین ناحق سوال کیا اسلئی کہ اوسکی پاس اتنا تہا جو صبح اور شام کی کہانی کو کفایت کری اور اگر ایسا حال ہی کہ فرصت ہاتہ سی جاتی ہی
یجد من یعطیه لو اخرت السوال یباح له السوال لان البقاء الی السنة غیر بعید وهو بتاخیر السوال یخاف ان
اور کوئی دینی والا نملیگا تو اب سوال کرنا مباح ہی کیونکہ برس بہر جینا کچہ بعید نہین ہی اور سوال پہیر پر رکہنی مین خوف یہہ ہی اگر سوال پہیر پر رکہین
یبقی مضطرا عاجزا عما یغنیه والمدة التی یحتاج فیها الی السوال لا یقبل الضبط وهو منوطة باجتهاده ونظره
کہ مبادا عاجز لاچار رہ جاوی اور مقرر کرنا اس مدت کا جسمین حاجت سوال کی پڑ جاوی قابل ضبط کی نہین ہی وہ صرف اسکی قیاس پر ہی
لنفسه فیستفتی قلبه ویعمل به ولا یصغی الی تخویف الشیطن لانه یعد الفقر ویامر بالفحشاء التی ابحث الضرورة
اور جان کی خیر خواہی پر موقوف ہی سو یہہ شخص اپنی دل سی فتوی لیوی اور اوسپر عمل کری اور شیطان کی ڈرانی پر کان نہ دہری وہ تو فقر کا وعدہ اور فحشاء کا امر کیا کرتا ہی
فان من عجز عن الكسب واشتد جوعه وخاف علی نفسه یلزمه السوال لان السوال نوع اكتساب لما روی انه
بیشک جو شخص کمائی سی لاچار ہو اور بہوک مارنی لگی اور جان کا خوف ہو تو اوسکو سوال کرنا چاہی کیونکہ سوال بہی ایک طرح کا کمائی ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی
علیه الصلوة والسلام قال السوال اخر الكسب فان ترك السوال فی تلك الحالة حتی مات بإثم لانه القی نفسه
علیه السلام نی فرمایا ہی کہ سوال لاچاری کی کمائی ہی پہر اگر ایسی حالت مین سوال نکیا آخر مر گیا تو گنہگار ہوگا کیونکہ اپنی جان کو ہلاک کیا

الی التهلکة اذ کان السوال یوصله الی ما یقوم به نفسه فی تلك الحالة کالکسب ولا ذل فی السوال فی تلك

اسوقت کہ سوال کا وہ چیز میسر ہوتی ہی جس سی اوسکی جان ایسی حالت مین بچ جاتی جیسی کمائی سی اور ایسی حالت مین سوال سی کچھہ ذلت نہین ہوتی

الحالة وانما الذل اذا سال من غیر حاجة فان من له قوت یومه لا یحل له السوال لانه یذل نفسه من

ذلت تو جب ہی کہ بلا ضرورت مانگی بیشک جسکی پاس ایکدن کا کہانا ہووی اوسکو سوال کرنا حلال نہین ہی اسلی کہ اپنی تئین بی ضرورت

غیر ضرورة وهو حرام لما روی انه علیه السلام قال لا یحل للمسلم ان یذل نفسه وان عجز عن طلب القوت

ذلیل کرتا ہی اور یہہ حرام ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ مسلم کو حلال نہین ہی کہ اپنی تئین ذلیل کری اور اگر وہ اپنی کہانی اور کمانی سی عاجز ہو

نفسه یفترض علی کل من علم حاله ان یطعمه او یدل علیه من یطعمه صونا له عن الهلاك وان امتنعوا

تو ہر واقف حال پر یہہ فرض ہی کہ اوسکو کہانا دیوی یا ایسی کو بتلادی کہ وہ اوسکو کہانا دیوی تاکہ وہ مرنی سی بچی اور اگر نہین سی کسیی ندیا

من ذلك حتی مات یشترکون فی الاثم وان اطعمه واحد یسقط الاثم عن الباقین قال الحسن البصری وابو

آخر وہ مرگیا تو گنہ مین سب شریک ہین اور اگر کسی ایک نی ہی کہلا دیا تو سب سی گنہ جاتا رہا حسن بصری اور ابو عبید

عبید من کان له اربعین درهما فهو غنی وذهب الثوری وابن المبارك وابن احمد بن حنبل وطائفة من

کہتی ہین جسکی پاس چالیس درہم ہون تو وہ غنی ہی اور ثوری اور ابن مبارک اور احمد بن حنبل اور ایک جماعت علماء کا یہہ مذہب ہی

العلماء الی ان من کان له خمسون درهما او قیمتها من الذهب لا یدفع الیه شیء من الزکوة وقالت الحنفیة

جسکی پاس پچاس درہم ہون یا اوس قیمت کا سونا تو ایسی کو زکوۃ نہ دینی چاہئی اور علماء حنفیہ کہتی ہین

یجوز دفع الزکوة الی من یملك دون النصاب وان کان صحیحا مکتسبا مع قولهم من کان له قوت یومه

ایسی شخص کو زکوۃ دینی درست ہی جو مالک پوری نصاب کا نہو اگرچہ بہلا چنگا کماؤ ہو باوجودیکہ یہہ بہی کہتی ہین جسکی پاس ایک روز کا قوت ہووی

لا یحل له السوال وذکر فی الخانیة القدرة علی الغداء والعشاء یحرم سؤال الغداء والعشاء ویجوز معها سوال

اوسکو سوال حلال نہین ہی اور خانیہ مین مذکور ہی کہ صبح شام کی کہانی کی قدرت صبح شام کا کہانا مانگنا حرام کردیتی ہی تسپر مانگنا کرتہ

الجبة والکساء وقال الزیلعی وکذا الفقیر القوی یحرم علیه السوال وروی ان عمر سمع سائلا یسئل بعد

اور چادر کا جایز ہی اور زیلعی کہتاہی اور ایسی ہی ہٹی کٹی فقیر کو سوال کرنا حرام ہی اور روایت ہی کہ عمر رض نی سائل کو بعد مغرب کی مانگتی ہوئی سنا

المغرب فقال لواحد من خدامه عش الرجل فقام وعشاه ثم سمعه ثانیا یسئل فقال لخادمه الم اقل لك

سو اپنی ایک خادم سی کہا شام کی خوراک اس سائل کو دیدی وہ اوٹہا اور دیدی پہر اوسکو دوبارہ سنا کہ مانگتا ہی پہر خادم سی کہا مینی تجہسی کہا نہین تہا

عش الرجل فقال قد عشیته یا امیر المؤمنین فنظر عمر فاذا تحت ابطه مخلاة مملوة خبزا فقال انك لست

کہ اوسکو شام کی خوراک دیدی عرض کیا یا امیر المؤمنین مین نی دیدی پہر عمر نی دیکہا دیکہتی ہین کہ اوسکی بغل مین تہیلا روٹیون سی بہرا ہوا ہی فرمایا تو ہر گز سائل نہین ہی

بسائل بل انك تاجر ثم اخذ مخلاته ونثر ما فیها بین یدی ابل الصدقة وضرب بالدرة فلو لم یکن سواله

بلکہ تو سوداگر ہی پہر اوسکا تہیلا لیکر جو اوسمین تہا خیرات کی اونٹون کی آگی بکہیر دیا اور اوسکو درّہ سی تعزیر دی اب اوسکو اگر سوال کرنا حرام نہوتا

حراما لما ضربه ولما اخذ مخلاته ونثر ما فیها بین یدی الابل اما ضربه فکان للتادیب فیجوز تادیب السائل

تو اوسکو کیون مارتی اور اوسکا تہیلا لیکر اونٹون کی آگی کیون ڈالدیتی البتہ اوسکا مارنا تادیب کی لئی تہا سو سائل کی تادیب اور اوسکا

وزجره اذ کان سؤاله علی غیر وجه الشرع واما اخذ ماله فانه راه مستغنیا عن السؤال وعلم ان ما اعطاه

دہمکانا جب سوال برخلاف شرع کرتا ہو تو جایز ہی اور رہا اوسکی مال کا لیلینا سو اسلئی کہ اوسکو سوال سی غنی دیکہا اور جانا کہ جسنی اسکو دیا ہی

انما اعطاه علی اعتقاد انه محتاج وقد کان کاذبا فی اظهار الحاجة ولم یدخل فی ملکه باخذه مع التلبیس

محتاج سمجہہ کر دیا ہی اور یہہ سائل بیشک حاجتمندی ظاہر کرنیمین جہوٹہا تہا سو اسکی ملک مین نہین آیا مکر سی جو لیا ہی

وعسر تمییزه ورده الی اصحابه اذ لا یعرف اصحابه باعیانهم فبقی مالا لا مالک له فوجب صرفه الی مصالح
اور اب اوسکی تمیز دشوار ہی کہ اوسکی مالک پر رد کیا جاوی خاص خاص کیا معلوم ہی کسنی کسنی دیا ہی ایسا مال بلا مالک ہو گیا اب اوسکو مصالح مسلمین میں صرف کرنا
المسلمین وابل الصدقة وعلفها من مصالح المسلمین فصرفه الیها فعلم من فعل عمران السائل اذا تجاوز حد
واجب ہی اور صدقہ کی اونٹ اور اونکا کہانا مصالح مسلمین سی ہی سو اونکی آگی ڈالدیا حضرت عمر کی اس فعل سی معلوم ہوا کہ سائل اگر حد شرعی سی تجاوز کری
الشرع یجوز زجره وتادیبه واما قوله تعالی واما السائل فلا تنهر فهذا فی حق السائل للحاجة فان من کان
تو اوسکو زجر اور تادیب جایز ہی اور رہی یہہ آیت اور جو مانگتا ہو اوسکو نہ جھڑک سو یہہ حاجتمند سائل کی حق میں ہی بیشک جو شخص
یسئل لفاقة وحاجة وکان سواله علی وجه الشرع یکون زجره معصیة لکونه یرید الاخرة علی ما قال ابراهیم النخعی
فاقہ اور حاجت کا مارا مانگتا ہو اور اوسکا سوال موافق شرع کی ہو تو ایسی کا زجر گناہ ہی کیونکہ وہ آخرت کا طالب ہی موافق قول ابراہیم نخعی کی
ان السائل یرید الاخرة الی باب احدکم فیقول أتبعثون شیئا الی اهلیکم وقال ابراهیم بن ادهم نعم القوم السؤال یحملون
کہ بیشک سائل آخرت کا طالب ہوتا ہی جو تمہاری دروازی پر آکر کہتا ہی کیا دیتی ہو کچھہ اپنی اہل کو اور ابراہیم بن ادہم کہتی ہیں کیا خوب لوگ ہیں مانگنی والی ہمارا
زادنا الی الاخرة فاذا کان کذلک لا ینبغی ان یرد محروما بل ینبغی ان یعطی له شیئا ولو کان قلیلا خیفة ان یکون
توشہ آخرت میں اوٹھا لیجاتی ہیں جب حال یہہ ہی تو لایق نہیں ہی کہ سائل محروم چلا جاوی بلکہ اوسکو کچھہ نہ کچھہ دیا چاہیی اگرچہ تہوڑا سا ہو ڈر ہی باین خوف شاید کہ
صادقا فی اظهار الحاجة فیهلک من یرده محروما اذا قدر علی اعطائه شیئا واما اذا لم یقدر علی اعطائه شیئا فینبغی
کہ اپنی حاجت سچ بیان کرتا ہو پہر اوسکی خرابی ہی جو محروم ہٹا دیوی اگر کچھہ دی سکتا ہی اگر کچھہ دینی کا مقدور ہی نہیں تو لایق یوں ہی کہ اچھی نرم بات کہکر
له ان یرده برد جمیل من القول ولا یزجره ولا یغلظ له القول الا اذا الح علیه فحینئذ یجوز زجره وتغلیظ القول
ہٹا دی نہ جھڑکی نہ سخت بات کہی ہاں اگر وہ الحاح کری جاوی تو جھڑکنا اور سخت کہنا جایز ہی
علیه کما قال بعض العلماء اذا سئل فقیر من انسان شیئا فرده برد جمیل من القول ثم الح علیه الفقیر یجوز ان
چنانچہ بعضی علماء کہتی ہیں جب فقیر کسی شخص سی کچھہ مانگی پہر وہ اوسکو اچھی بات سی ٹلا دی پہر فقیر وہیں گڑگڑاتی جاوی تو جھڑک دینا
یزجره ویغلظ علیه القول بان یقول له ما هذا الالحاح خف الله تعالی ولا تؤذ الناس بالحاحک فان الالحاح
اور سخت کہنا جایز ہی کہ اسطور کہی یہہ کیا الحاح ہی خدا سی ڈر اپنی الحاح سی لوگوں کو کیوں ستاتا ہی بیشک الحاح
ممنوع وکذا السائل الذی یسئل فی المسجد ویؤذی الناس یتخطی رقابهم لا ینبغی ان یتصدق علیه لانه اعانة
ممنوع ہی اور ایسی ہی جو سائل مسجد میں مانگتا ہو اور نمازیوں کو ستا کر گردنوں پر کو اچکتا ہو تو ایسی کو دینا اچھا نہیں اسلیی کہ یہہ مسجد میں گناہ کی
له علی الاثم فی المسجد کما قال قاضیخان فی فتاواه لا ینبغی ان یتصدق علی السائل فی المسجد الجامع لان ذلک
امداد ہی چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی میں کہتا ہی بہتر نہیں کہ مسجد جامع کی سائل کو خیرات دیجاوی کیوں کہ نمازیوں کی ستانی کی
اعانة له علی اذی الناس وعن ابی نصر العیاضی انه قال من اخرج السؤال من الجامع ارجوا ان یغفر الله له
امداد ہی اور ابی نصر عیاضی سی روایت ہی کہ کہتا ہی جو شخص سائل کو مسجد جامع سی باہر کردی مجھکو امید ہی کہ خدا اوسکو بخشدی
باخراجهم من المسجد وعن خلف بن ایوب انه قال لو کنت قاضیا لم اقبل شهادة من یتصدق علی السائل فی
اونکو جو مسجد میں سی نکالدیا اور خلف بن ایوب سی روایت ہی کہ کہتا تہا اگر میں قاضی ہوتا تو مسجد کی سائل کو خیرات دینی والی کی گواہی قبول نکرتا
المسجد وعن ابی بکر ابن اسمعیل انه قال هذا فلس واحد یحتاج الی سبعین فلسا لیکون تلک السبعون کفارة لذلک
اور ابی بکر بن اسماعیل سی روایت ہی کہ کہتا تہا یہہ ایک پیسہ ہی اس ایک پیسی کی واسطی ستر پیسی چاہییں تاکہ وہ ستر اس ایک پیسی کی کفارہ ہوں
الفلس الواحد وعن ابی مطیع البلخی انه قال لا یحل للرجل ان یعطی سؤال المساجد لما فیه من الوعید فان کان
اور ابو مطیع بلخی سی روایت ہی کہ کہتا تہا کہ مسجدوں کی سائلوں کو دینا کسیکو حلال نہیں ہی کیونکہ اسمیں وعید ہی پس اگر سائل

السائل لا يتخطى رقاب الناس ولا يمر بين يدي المصلي ويسئل لامر لا بد منه ولا يسئل الحافا فلا باس بالسؤال والتصدق
لوگوں کی گردنوں پر نہ جاتا ہو اور نہ نمازیوں کی سامنی کو پھرتا ہو اور امر ضروری میں سوال کرتا ہو اور الحاح نہ کرتا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں مانگنی کا اور نہ دینی کا

عليه لما روي ان السؤال كانوا يسئلون على عهد رسول الله عليه الصلوة والسلام في المسجد حتى روي ان عليا
کیونکہ روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد میں بھی منگتی مسجد میں مانگا کرتی تھی یہاں تک کہ روایت ہی کہ علی رضی اللہ عنہ نی

تصدق بخاتمه وهو في الركوع فمدحه الله تعالى بقوله ويؤتون الزكوة وهم راكعون وذكر في نصاب الاحتساب
عین رکوع کی اندر اپنی انگوٹھی دیدی تھی اور اللہ تعالی اس آیت میں اونکی مدح کرتا ہی اور دیتی ہیں زکوۃ اور وہ نوی ہیں اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی

ان القاضي سئل عن التصدق على سؤال المسجد الجامع في وقت الخطبة وقبلها هل يجوز ام لا فقال اما في الخطبة
کہ قاضی سی کسی نی حال صدقہ کا پوچھا مسجد جامع کی مانگنی والوں پر عین خطبہ کی وقت اور خطبہ سی پہلی آیا جائز ہی یا نہیں قاضی نی جواب دیا

فلا يجوز التصدق بحال من الاحوال وان خيف الهلاك على السائل لان في وقت الخطبة لا يجوز الصلوة التي هي
خطبہ کی وقت تصدق کسی حالت میں جائز نہیں ہی اگرچہ سائل مرنی لگی اسلئی کہ خطبہ کی وقت نماز بھی جائز نہیں ہی جو تمام عبادات میں

راس العبادات واساسها ولا التسبيح والتهليل وقراءة القران فضلا عن التصدق واما قبل الخطبة فهي على
عمدہ اور عبادات کی بنیاد ہی اور نہ سبحان اللہ پڑھنا اور نہ تلاوت قرآن صدقہ کی تو کیا اصل ہی اور رہا خطبہ سی پہلی اسکی

وجهين ان كان السائل يلزم مكانه ولا يدور من صف الى صف ولا يتخطى رقاب الناس فالتصدق عليه يجوز
دو حال میں اگر سائل اپنی جگہہ بیٹھا ہوا ہی صفوں کو چیرتا نہیں پھرتا اور نہ نمازیوں کی گردنوں پر کو جاتا ہی تو ایسی کو دینا جائز ہی

ويثاب عليه واما اذا كان يتخطى رقاب الناس فالتصدق عليه حرام ومن تصدق عليه يشاركه في وزره
اور ثواب ہی اور وہ سائل جو نمازیوں کی گردنوں پر کو جاوی سو ایسی کو دینا حرام ہی اور جو شخص ایسی کو دیگا تو اوس سائل کی گناہ میں

الذي يعتريه من المرور بين يدي المصلي وتشوش في القراءة وتخطي رقاب الناس وروي انه عليه الصلوة والسلام
جو اوسپر مصلیوں کی سامنی پھرنی سی اور قرأت میں خیال بٹانی سی اور نمازیوں کی گردنوں پر کو چلنی سی گناہ ہوتا ہی اوسمیں شریک ہوگا اور روایت ہی کہ نبی

قال اذا كان يوم القيمة ينادي مناد ليقم اعداء الله فلا يقوم الا سؤال المساجد لان المساجد انما بنيت
فرمایا جب قیامت کا روز ہوگا تو منادی آواز دیگا سو خدا کی دشمن کھڑی ہو جاؤ سو بجز مسجد کی منگتوں کی کوئی نہ کھڑا ہوگا کیونکہ مسجدیں صرف نماز

للصلوة والذكر لا للتكسب والشكاية من الله تعالى فان الانسان اذا جاء دار ملك وهو جالس مع اصدقائه
اور یاد الہی کی واسطی بنی ہیں کمائی اور اللہ تعالی کی شکوہ شکایت کی واسطی نہیں ہیں بیشک کوئی انسان جب بادشاہ کی دربار میں جاوی کہ وہ اپنی دوستوں میں بیٹھا ہو

فشكى منه بين يدي اصدقائه فانه يغضب عليه لا محالة فكذلك ههنا فعلى هذا كان القياس ان لا يجوز
پھر اوسکی شکایت اوسکی دوستوں کی سامنی کرنی لگی تو وہ بادشاہ بیشک اوسپر غصہ کریگا ایسی ہی یہاں اسکی موافق قیاس میں یوں آتا ہی کہ مسجد کی

التصدق على سؤال المساجد اصلا لما ذكرنا من المنقول والمعقول لكن استحسن في السائل الذي يسئل لحاجة
منگتوں کو صدقہ دینا ہرگز جائز نہو ان دلائل عقلی اور نقلی سی جو مذکور ہو چکی ہیں لیکن ایسی سائل کی لئی جو حاجتمند ہووی

ولا يتخطى رقاب الناس ولا يسئل الحافا بالنصوص العامة في التصدق وفي حق السائل والحاصل ان السؤال
اور نمازیوں کی گردنوں پر کو نہ جاتا ہو اور لپٹ کر سوال نہ کرتا ہو استحسانا جائز ہی کیونکہ نصوص صدقہ دینی میں اور سائل کی حق میں عام ہیں خلاصہ یہ ہی کہ سوال میں

قد ورد فيه ما يدل على جوازه وما يدل على عدم جوازه فيكون قسمين احدهما جائز فيجوز الاعطاء لاجله
دونو طرح کی روایات ہیں بعضی سی جواز معلوم ہوتا ہی اور بعضی سی عدم جواز سو سوال دو قسم کا ہوا ایک تو جائز سو اوسمیں دینا بھی جائز ہی

والاخر غير جائز فلا يجوز الاعطاء لاجله واذا لم يعلم حال السائل هل يسئل عن حاجة
اور دوسرا ممنوع اوسمیں دینا بھی جائز نہیں اور اگر سائل کا حال معلوم نہو کہ آیا حاجتمند ہی

او عن غير حاجة ولم يظهر منه ما يخالف الشرع ينبغي للمؤمن ان لا يرده
یا غنی ہی اور کوئی حرکت اوس سی خلاف شرع ظاہر نہو وی تو مؤمن کو لازم ہی کہ ایسی کو محروم نہ

محروما اذا قدر على اعطائه شيئا لاحتمال ان يكون محتاجا فلا يفلح من يرده
جانی دی اگر کچھ دیدینی کا مقدور رکھتا ہی شاید وہ محتاج ہو پھر محروم رکھنا اچھا نہیں ہی

محروما اذا قدر على عطائه شيئا وقد حكي عن بعض الفقراء انه ضعف من الجوع فقيل له لم لا تسئل والسوال
اگر کچھ دینی کی مقدور رکھتا ہو اور کسی فقیر کی حکایت ہی کہ وہ مارے بہوک کی ناتوان ہوگیا کسی نی کہا تو مانگ کیوں نہیں لیتا تجھکو

حلال عليك الان فقال اخاف ان اسئل الناس فيردوني محروما مع قدرتهم على الاعطاء فيهلكهم الله تعالى
تو اس حالت مین سوال کرنا حلال ہی اوسنی کہا مجھکو یہہ ڈر ہی کہ مین لوگون سی مانگون پھر وہ مجھکو باوجود مقدور کی محروم رکھین اور پھر اونکو اللہ تعالی ہلاک کر ڈالی

ثم ينبغي ان يعلم ان العلماء اذا سئلوا في مجلس علمهم شيئا عن الناس لا يحل لهم ذلك لكون ذلك اكتسابا بالعلم
یہہ سمجھنی کی بات ہی کہ اگر علما درس تدریس کی مجلس مین لوگون سی کوئی شی طلب کرین تو یہہ اونکو حلال نہین ہی کیونکہ علم اور طاعت سی کمائی ہی

والطاعات سواء سئلوا لانفسهم او لغيرهم ومن السوال المذموم اهدار قدر الاخذ كثير كما يفعل في دعوة العرس
برابر ہی کہ اپنی لئی طلب کرین یا غیر کی واسطی اور ایک بُرے ڈہنگ کا سوال یہہ ہی کہ تہوڑا تحفہ دیکر بہت سا لینا چنانچہ عرس اور ختنون کی دعوت

والختان واتخاذ الغنم لاجل النسل اذ قيل فيما نزل قوله تعالى ولا تمنن تستكثر ثم ينبغي ان يعلم ان صلى الله عليه السلام
مین ہوتا ہی اور لی لینا غنم کا واسطی حصول نسل کی کیونکہ کہتی ہین کہ یہہ آیت اسی باب مین نازل ہوئی ہی اور نہ کر احسان کہ وہ زیادہ دی پھر یہہ بہی یاد رکھنا چاہئے کہ نبی علیہ السلام

قال لابي بكر وابي ذر وثوبان لا تسئلوا احدا شيئا وان سقط سوطك وكان ابو بكر وثوبان ينزلان عند سقوط
ابو بکر اور ابوذر اور ثوبان سی فرمایا کسی سی کچھ نہ مانگنا اگرچہ کوڑا گر پڑی اور ابو بکر اور ثوبان کا یہہ حال تہا کہ اگر انکا کوڑا لوگون کی

سوطهما في جمع مايكون من الناس ولا يقولان للشاة عندهما ناولنيه فدل هذا على ان حرمة السوال لا تقتصر
مجمع مین ہاتہہ سی گر پڑتا تو اتر کر اوٹہا لی کسی پاس کی پیادہ پاسی نہ کہتی ذرا کوڑا پکڑا دینا اس سی معلوم ہوا کہ سوال کی حرمت کچھ مال پر منحصر نہین ہی

على سوال المال بل تعم الاستخدام وسوال النفقة عمن لا حق له فيه خصوصا ان كان صبيا او مملوكا للغير
بلکہ خدمت لینی کو بہی شامل ہی اور سوال نفقہ کو بہی ایسی شخص سی کہ اوسمین حقدار نہیں خاص کر اگر بچہ نابالغ ہو یا غیر کا غلام ہو

واما ابن نفسه فيجوز استخدامه لتهذيبه وتاديبه وكذلك يجوز استخدام مملوكه واجيره وزوجته في مصالح
ہان اگر اپنا بچہ ہو تو اوس سی خدمت لینی واسطی تہذیب اور تادیب کی درست ہی اور ایسی ہی اپنی غلام سی اور مزدور سی خدمت لینی جایز ہی اور اپنی بی بی سی

داخل بيته وتلميذه باذنه ان كان بالغا وباذن وليه ان كان صبيا يسرنا الله تعالى عملا موافقا لمرضاته
گہر کی اندر کی کار بار مین اور اپنی شاگرد سی بشرط اجازت اگر بالغ ہو اور باجازت ولی کی اگر نابالغ ہو الہی ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی آسان کر

المجلس السادس والسبعون في بيان حقوق المماليك على المولى وغيره من

چہترون مجلس غلامون کی حقوق مین مولی پر اور سوا اوسکی

الاحكام قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للمملوك طعامه وكسوته ولا يكلف من العمل الا ما يطيق
اور احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا واسطی غلام کی ہی اوسکا کہانا اور پہنا اور طاقت سی زیادہ کام کی تکلیف نہ دیا جاوی

هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان المملوك عبدا كان او امة يجب على مولاه من
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ مملوک کی ائی غلام ہو یا لونڈی خرچ بقدر کفایت

نفقة شفقة ما يكفيه وكسوته قدر ما يحتاج اليه وليس له ان يكلفه من عمل لا ما يطيقه دائما كما قال في كتاب
اور کپڑا موافق حاجت کی مولی پر واجب ہی اور مولی کو نہین چاہئی کہ کار بار مین ایسی تکلیف دی یا جو طاقت نرہنی ہو واسطی کہ

الکریم ولا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا وقد روی عن علی بن ابی طالب انہ علیہ السلام قال فی خطبتہ یا ایہا الناس

اپنی کتاب بزرگ مین فرماتا ہی اللہ تکلیف نہین دیتا کسی شخصکو مگر جواوسکی گنجایش ہی اور بیشک علی بن ابی طالب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی خطبہ مین فرمایا ای لوگو

اللہ اللہ فیما ملکت ایمانکم فاطعموہم مما تاکلون والبسوہم مما تلبسون ولا تکلفوہم ما لا یطیقون فانہ لحم ودم

ڈرو اللہ سی ڈرو اللہ سی اپنی غلام لونڈیون کی حق مین اونکو کہلاؤ جو تم کہاتی ہو اور اونکو پہناؤ جو تم پہنتی ہو اور وہ تکلیف نہ دو جو اونسی نہو سکی کیونکہ وہ بہی گوشت اور خون مین

وخلق امثالکم فمن ظلمہم فانا خصمہم یوم القیمۃ واللہ حاکمہم وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام قال اخوانکم

تمہاری مثل پیدا ہوئی ہین پہر جو اونپر ظلم کریگا تو قیامت کو مین اونکا دشمن ہونگا اور اللہ اونکا حاکم ہوگا اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمہاری بہائی ہین

جعلہم اللہ تعالی تحت ایدیکم فمن جعل اللہ تعالی اخاہ تحت یدیہ فلیطعمہ مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ولا

خدا نی اونکو تمہاری ہاتہہ تلی کر دیا ہی سو اللہ تعالی نی جسکی ہاتہہ تلی یعنی فرمان بردار بہائی کو کر دیا ہی تو اوسکو وہ ہی کہانا دیوی جو آپ کہاتا ہی اور وہ ہی پہناوی جو آپ

یکلفہ من العمل ما یغلبہ فان کلفہ ما یغلبہ فلیعنہ علیہ فانہ علیہ السلام بین فی ہذا الحدیث ان الممالیک

اور کام اتنی تکلیف کا نہ دیوی جو اوسپر غالب آجاوی اور اگر ایسی ہی تکلیف دی تو اوسکی مدد کری بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ مملوک

من العبید والاماء اخوان لملاکہم اما من جہۃ کونہم من بنی ادم او من جہۃ کونہم مسلمین فمن کان

غلام لونڈیان اپنی مالکون کی بہائی ہین یا اس جہت سی کہ سب بنی آدم ہین یا اس جہت سی کہ مسلمان ہین پہر جسکی ہاتہہ تلی اوسکا بہائی ہووی

اخوہ تحت یدہ یجب علیہ ان یطعمہ مما یاکل ویلبسہ مما یلبس ولا یکلفہ من العمل الا ما یتمکن ان یخرج

تو اوسپر واجب ہی کہ اوسکو وہ ہی کہانا دیوی جو آپ کہاتا ہی اور وہ ہی پہناوی جو آپ پہنتا ہی اور وتنا ہی کام کہی جسکو وہ بہگتا سکی

من عہدتہ ویطیق ان یدوم علیہ لا علی ما یطیق علیہ یوما او یومین او اکثر ثم یعجز عنہ بل ان کلفہ امرا

اور اوسکو ہمیشہ کر لیا کری ایسا کام نکہی کہ ایک دو دن یا کچہہ زیادہ کر کر پہر تہک رہی بلکہ اگر کوئی کار دشوار کہی

صعبا یعینہ علیہ ولا یجمع علیہ عملین او اکثر مثل ان یامرہ بالخبز والطبخ والغسل لما روی ان رجلا دخل

تو اوسکی مدد کری اور دو کام یا زیادہ اوسپر نہ ڈالی مثلا اوسکو حکم کری روٹی پکا اور سالن پکا اور نہلا کیونکہ روایت ہی کہ ایک شخص سلمان کی

علی سلمان وہو یعجن فقال یا ابا عبد اللہ ما ہذا فقال بعثت الخادم فی شغل فکرہت ان اجمع علیہ

پاس آیا وہ آٹا گوندتی تہی اوسنی تعجب سی کہا یا ابا عبد اللہ یہہ کیا ہی جواب دیا مینی غلام کو ایک کام بہیجا ہی مجہکو پسند نہین آتا کہ اوسپر دو کام

عملین وقد جاء فی الحدیث انہ علیہ السلام قال لا یدخل الجنۃ سیء الملکۃ والمراد بسیء الملکۃ من یسیء

ڈالدون اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا برا مالک جنت مین نہین جاویگا اور مراد بری مالک سی وہ شخص ہی کہ اپنی غلام کی

مملوکہ وذکر فی کتب الفقہ ان المولی یجب علیہ نفقۃ مملوکہ فان ابی عن الانفاق علیہ فان کان المملوک

ساتہہ برائی کری اور فقہ کی کتابون مین مذکور ہی کہ غلام کا خرچ مولی کی ذمہ واجب ہی پہر اگر مولی اوسکی خرچ سی انکار کری تو وہ غلام اگر

قادرا علی الکسب یوٴمر المولی ببیعہ لما روی عن ابی ذر انہ علیہ السلام قال من لائمکم من مملوکیکم فاطعموہم

کما سکتا ہی تو قاضی مولی سی کہی کہ اسکو بیچ ڈال کیونکہ ابو ذر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو غلام تمہاری موافق ہو تو اوسکو اپنی کہانی مین سی

مما تاکلون واکسوہم مما تکسون ومن لا یلائمکم منہم فبیعوہم فلا تعذبوا خلق اللہ تعالی یعنی ان من کان من

کہلاؤ اور اپنی کپڑے مین سی کپڑا پہناؤ اور جو موافق نہو اوسکو بیچ ڈالو اللہ کی بندون پر عذاب مت کرو مراد یہہ ہی کہ جو لسا

مملوکیکم موافقا لکم فاحسنوا الیہم ومن لم یکن منہم موافقا لکم فبیعوہم ولا تعذبوہم وذکر الفقیہ ابو اللیث

غلام تمہارا موافق ہووی تو اوسکی ساتہہ سلوک کرو اور جو تمہاری موافق نہین ہی تو اوسکو بیچ ڈالو اونکو عذاب مت کرو اور فقیہ ابو اللیث

فی التنبیہ عن عطاء بن یسار ان ابا ذر ضرب وجہ غلام لہ فاستعدی علیہ النبی علیہ السلام قال لا تضربوا

تنبیہ الغافلین مین عطاء ابن یسار سی روایت کرتی ہین ابو ذر نی اپنی غلام کی منہہ پر مارا سو نبی علیہ السلام نی اوسکی فریاد رسی کی فرمایا مسلمانون کی منہہ پر مت مارو

علی الکسب وینفق علی نفسہ وان لم یکن

وجوع المسلمين واطعموهم مما تاكلون والبسوهم مما تلبسون فان رابوكم فبيعوهم وروى عن ابی مسعود الانصاری

اونکو کہلاؤ جو تم کہاتی ہو اور پہناؤ جو تم پہنتی ہو پہر اگر وہ تمہاری سامنے دعا بازی کریں تو اونکو بیچ ڈالو اور ابو مسعود انصاری سی روایت ہی

انه قال كنت اضرب غلاما لى فسمعت من خلفى صوتا اعلم ابا مسعود لله اقدر عليك منك عليه

کہ وہ کہتی ہین کہ مین اپنی غلام کو مارتا تہا سو مینی اپنی پیچہی سی یہہ آواز سنی سمجہہ لی ای ابو مسعود اللہ تجہپر بہت توانا ہی بہ نسبت تیری اس غلام پر

فالتفت فاذا هو رسول الله عليه السلام فقلت هو حر لوجه الله تعالى فقال عليه السلام لو لم تفعل للفحتك

مینی جو اودہر دیکہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہی مینی عرض کیا یہہ واسطی خدا کی آزاد ہی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اگر تو یون نکرتا تو البتہ مجہکو

النار او لمستك النار وفى حديث اخر رواه ابن عمر انه عليه الصلوة والسلام قال من ضرب غلاما له حدا

آگ پہونکتی یا یہہ فرمایا بیشک تجہکو آگ لگتی اور ایک اور حدیث مین ہی ابن عمر کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی اپنی غلام کو ناحق حد ماری

لم ياته او لطمه فان كفارته ان يعتقه يعنى ان من ضرب غلامه على ذنب لم يفعلها او لطمه فاثم ذلك

یا طمانچہ مارا تو اوسکا کفارہ یہہ ہی کہ اوسکو آزاد کردی مراد یہہ ہی کہ جسنی اپنی غلام کو خطا کی بہانہ مارا جو اوس سی نہین ہوئی یا طمانچہ مارا تو اوس مار کا وبال

الضرب لا يزول الا باعتاقه هذا اذا لم يصدر عنه ذنب واما اذا صدر عنه ذنب فقد رخص النبى عليه السلام

بدون آزاد کئی نہین جاتا یہہ اوس صورت مین ہی کہ اوس سی خطا نہوئی ہو اور اگر اوس سی خطا کی ہو تو بیشک نبی علیہ السلام نی اجازت دی ہی

فى تاديبه بقدر ذنبه فان العقوبة بالضرب على وجه التعزير ينبغى ان لا يبلغ حده اقل الحد واقله اربعون

کہ بمقدار گناہ کی ادب دیا چاہیئی کیونکہ بطور تعزیر کی مار کر سزا دینی بہتر یہہ ہی کہ کم سی کم حد کی برابر نہو جاوی اور حد کی کم سی کم چالیس درہ ہین

سوطا وهو حد العبيد والاماء فى القذف والشرب فينبغى ان يكون التعزير عند ابى حنيفة اقل من ذلك

اور یہہ حد غلام لونڈیوں کی ہی گالی دینی اور شراب خواری مین اب سزاوار یہہ ہی کہ امام ابو حنیفہ کی نزدیک تعزیر اس مقدار سی کم ہو

بان يكون اكثره تسعة وثلثون سوطا واقله ثلثة وانما كان اقله ثلثة اذ باقل منها لا يقع الزجر فيضربه

یعنی زیادہ سی زیادہ انتالیس درہ ہوں اور کم سی کم تین درہ اور کم سی کم تین اسلئی ہین کہ اس سی کمتر مین کچہہ دہمکی نہین ہوتی پہر تین سی لیکر

منها الى تسعة وثلثين قدر ما يرى انه يزجر منه لكن لا يضربه عند غضبه بل يضربه بعد انتفاء غضبه

انتالیس تک اختیار ہی جتنی مین دیکہی کہ اب مان گیا لیکن اوسکو غصہ کی وقت نہ ماری بلکہ جب غصہ جاتا رہی تو ماری

اذ قد يضربه بالغضب زيادة على قدر ذنبه فيوخذ بقدر الزيادة يوم القيمة بل ينبغى له عند غضبه عليه

اسواسطی کہ غصہ مین شاید کہ گناہ سی زیادہ مار بیٹہی پہر اوس بڑہتی کی بدلہ قیامت کی دن مواخذہ ہو دی بلکہ یون چاہیئی کہ جب غلام پر کسی

بجرم وخيانة ان يتفكر فى معاصيه وجنايته على الله تعالى وتقصيره فى طاعة الله تعالى ويرى تقصير مملوكه

جرم اور خیانت سی غصہ آوی تو فکر کری کہ مینی اللہ تعالی کی گناہ کتنی کئی ہین اور طاعت الٰہی مین کیا کیا قصور کیا ہی پہر مملوک کی تقصیر

فى خدمته ناشيا من تقصيره فى خدمة خالقه ويعفو عنه فى اليوم والليلة سبعين مرة لما روى عن عبد الله

اپنی خدمت مین دیکہہ کر خیال کری کہ یہہ خدمت خالق کی تقصیر کا وبال ہی اور رات دن مین اوسکی ستر خطائین معاف کردیا کری اسواسطی کہ عبد اللہ

بن عمر ان رجلا جاء الى النبى عليه السلام فقال يا رسول الله كم نعفو عن الخادم فسكت ثم اعاد الكلام فصمت

بن عمر سی روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی آکر پوچہا یا رسول اللہ ہم خادم کو کی بار معاف کر دیا کرین آپ چپ ہو رہی اوس نی دوبارہ عرض کیا آپ پہر چپ رہی

فلما كانت الثالثة قال اعفوا فى كل يوم سبعين مرة وفى حديث اخر انه عليه الصلوة والسلام قال اذا ضرب

پہر جب تیسری بار عرض کیا تو فرمایا ہر روز ستر بار معاف کیا کرو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب تم مین سی کوئی

احدكم خادمه فذكر الله تعالى فليمسك اى ينحى عنه بالعفو ويذكر قصاص يوم القيمة ولا يضربه على ذنبه

اپنی غلام کو ماری اور وہ اللہ کا نام لیوی تو چاہیئی کہ باز رہی یعنی معاف کر کی الگ ہو جاوی اور قیامت کی دن کا قصاص یاد کری اور اوسکو اوسکی لغزش

ونسيان ولا على كسر الاناء لما روى عن كعب بن عجرة انه عليه السلام قال لا تضربوا اماءكم على كسر انائكم
اور بہول پر نہ مارے اور نہ برتن ٹوٹنی پر مارے کیونکہ کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اپنی لونڈیوں کو برتن ٹوٹنے پر مت مارا کرو

فان لها اجالا كاجال الناس وفی حديث اخر رواه الصعق انه عليه السلام قال لا تغضبوا ولا تسخطوا فی
کیونکہ برتنوں کی بہی عمر ہوتی ہے جیسے آدمیوں کی اور ایک اور حدیث میں آیا ہے صعق کی روایت سے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا برتن ٹوٹنے پر غصہ مت کرو اور مت جہنجلاؤ

كسر الانية فان لها اجال الانس وقد حكى ان ميمون بن مهران كان عنده ضيف فاستعجل على جاريته بالعشاء
بیشک برتنوں کی عمریں ہیں انسانوں کی سی اور حکایت ہے کہ میمون ابن مہران کے پاس مہمان آگیا اوسنے جلدی سے لونڈی کے ہاتھ شام کا کہانا منگایا

فجاءت مسرعة وفی يدها قصعة مملوة بطعام حار فعثرت واراقتها على راس سيدها قال سيدها احرقتنی یا جارية
وہ بہاگی آئی اور اوسکے ہاتہ میں پیالہ گرم گرم کہانیکا بہرا ہوا تہا سو پہسل کر گر پڑی اور وہ کہانا مولی کے سر پر گر گیا مولی نے کہا اے لونڈی تونے مجھکو جلا دیا

فقالت الجارية يا معلم الخير ويا مؤدب الناس ارجع الى ما يقول الله تعالى قال ما يقول الله تعالى قالت يقول
وہ لونڈی بولی اے معلم الخیر اور اے مؤدب الناس خیال تو کر اللہ تعالی کیا فرماتا ہے مولی نے کہا اللہ تعالی کیا کہتا ہے بولی فرماتا ہے

والكاظمين الغيظ قال كظمت غيظی قال زد فان الله تعالى يقول والعافين عن الناس قال قد عفوت
اور دبا لیتے ہیں غصہ میمون نے کہا میں نے اپنا غصہ دبا لیا لونڈی بولی زیادہ کر اللہ تعالی فرماتا ہے اور معاف کرتے ہیں لوگوں کو میمون نے کہا میں نے تجھکو معاف کیا

عنك قالت ان الله تعالى يقول والله يحب المحسنين قال انت حرة لوجه الله تعالى وقيل للاحنف
لونڈی نے کہا اللہ تعالی فرماتا ہے اور اللہ چاہتا ہے نیکی والوں کو میمون نے کہا جا تو واسطے خدا کے آزاد ہے اور احنف بن قیس سے

بن قيس ممن تعلمت الحلم قال من قيس بن عاصم انه كان فی داره جالسا اذ اتت جارية بسفود عليه شواء فسقط
کسینے پوچھا تو نے حلم کس سے سیکھا ہے کہا قیس بن عاصم سے وہ اپنے گہر میں بیٹھا تہا ناگہاں اوسکی لونڈی کباب کی جلتی ہوئی سیخ لئے ہوئی آئی سو وہ سیخ اوسکے ہاتہ سے

من يدها السفود على ابن له فعقره فمات فدهشت الجارية فقال لا يسكن روع هذه الجارية الا العتق فقال
چھوٹکر قیس کے بیٹے پر گر پڑی اوسکو زخمی کر دیا پہر وہ مر گیا اسمیں وہ لونڈی بہوچکارہ گئی پہر قیس نے کہا اس لونڈی کا خوف بدون آزاد ہوئے نہیں جاویگا پہر کہا

انت حرة لوجه الله تعالى يا جارية لا باس عليك وروی عن ابی امامة انه عليه الصلوة والسلام وهب لعلی
اے جاریہ تو واسطے خدا کے آزاد ہے ڈر کا مت اور ابو امامہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت علی کو ایک غلام دیا

غلاما فقال له لا تضربه فانی نهيت عن ضرب اهل الصلوة وقد رايته يصلی فانه عليه السلام اشار فی
اور فرمایا اسکو مارنا مت کیونکہ مجھکو نمازی کی مار دہاڑ سے ممانعت ہوئی ہے اور میں نے اسکو نماز پڑہتے دیکھا ہے بیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں اشارہ

هذا الحديث ان المصلی لا ياتی غالبا بما يستحق الضرب لان الصلوة تنهی عن الفحشاء والمنكر وروی عن الحسن البصری
فرمایا کہ نمازی اکثر ایسی خطا نہیں کرتا جسمیں مار کہاوے اسلئے کہ نماز فحشاء اور منکرات سے بچا رکہتی ہے اور حسن بصری سے روایت ہے

انه سئل عن مملوك يرسله مولاه فی حاجة وتحضره صلوة الجماعة او الجمعة بای ذلك يبدا قال بحاجة مولاه
کہ اونسے کسی نے حال غلام کا پوچھا کہ اسکو مولی کسی کام کو بہیجے اور اوسکو جماعت کی یا جمعہ کی نماز پیش آجاوے تو اب کیا کرے جواب دیا مولی کا کام

قال الفقيه ابو الليث هذا اذا كان فی الوقت سعة ولا يخاف فوت الصلوة واما اذا خاف فوتها فلا يجوز له
فقیہ ابو اللیث کہتے ہیں یہہ جب ہے کہ وقت میں گنجایش ہو اور نماز کی فوت کا خوف نہو اور اگر فوت کا خوف ہو تو پہر نماز کی وقت سے تاخیر

تاخيرها عن وقتها لما روی انه عليه السلام قال لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق وذكر فی المظهر ان السيد
جایز نہیں ہے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا خدا کی گناہ میں بندہ کی تابعداری نہیں ہے اور مظہر میں مذکور ہے کہ مولی کو

لا يجوز له ان يمنع عبده عن اداء فرائض الله تعالى لاجل خدمته واذا ادى العبد فرائض الله تعالى لا يجوز
جایز نہیں ہے کہ غلام کو اپنی خدمت کی غرض سے فرایض الہی ادا نکرنے دے اور غلام جب فرایض الہی ادا کر چکے تو اوسکو جایز نہیں ہے

له ان يترك خدمة سيده ويشتغل بعبادة غير واجبة عليه الا ان ياذن له سيده فيها حتى لو احرم
کہ مولی کی خدمت چھوڑ کر عبادت غیر واجبی کرنی لگی البتہ اگر اوسکا مولی اجازت دیوی تو مضایقہ نہیں یہانتک کہ اگر غلام نے حج کی

للحج بغير اذن سيده يجوز للسيد ان يخرجه من الاحرام ويمنعه عن اتمام الحج ولو حج وفات عنه خدمة
لیے احرام باندہا تو مولی کو جایز ہے کہ اوسکو احرام میں سے نکال لے حج پورا نہ کرنے دے اور اگر غلام نے حج کیا اور اوسمیں خدمت مولی کی فوت ہوگئی

سيده يكون اثما وكذا يجوز لسيده ان يمنعه عن صلوة النفل وصوم النفل ولا يجوز له ان يمنعه
تو گنہگار ہوگا اور ایسی ہی مولی کو جایز ہے کہ غلام کو نماز نفل اور روزہ نفل سے روکدے اور مولی کو یہہ جایز نہیں ہے کہ تشہد اور الحمد

عن تعلم التشهد والفاتحة وعدة سور من القران وفرائض الصلوة والصوم لان هذه الاشياء واجبة
اور چند سورتیں قرآن کی اور فرایض نماز روزہ کی نہ سیکھنے دے اسلیے کہ یہہ سب واجب ہیں

لا يجوز اهمالها بخلاف غيرها وينبغي للعبد ان يغتنم ايام رقه لما روي انه عليه السلام قال اذا نصح العبد لسيده
انکا ترک جایز نہیں ہے اس سے علاوہ کا ترک مضایقہ نہیں اور غلام کو چاہیے کہ اپنی غلامی کا زمانہ غنیمت سمجھے کیونکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب غلام اپنے

واحسن عبادة ربه كان له الاجر مرتين وفي حديث اخر انه عليه السلام قال نعما للمملوك ان يتوفاه الله
اور عبادت اپنے رب کی اچھی ادا کرتا ہے تو اوسکو دوہرا ثواب ہوتا ہے اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کیا اچھا غلام ہے جسکو اللہ تعالی وفات دے

يحسن عبادة ربه وطاعة سيده نعماله وقد روي انه عليه السلام قال في وعيد الابق من مولاه اذا
کہ رب کی عبادت اور مولی کی اطاعت اچھی کرگیا اوسیکو نعمت ہے اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے غلام کے حق میں جو مولی سے بہاگ جاوے فرمایا جب غلام بہاگ جاتا

ابق العبد لم يقبل له صلوة وفي حديث اخر انه عليه السلام قال ايما عبد ابق برئت منه الذمة وينبغي
تو اوسکی نماز قبول نہیں ہوتی اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو غلام بہاگ جاتا ہے اوس سے ذمہ خالی ہے اور مولی کو

للمولى اذا طالت مدة مملوكه في خدمته ان يعتقه لعله يتخوبه مما بقي عليه من حقوقه ومظالمه راسا
لازم ہے کہ جب غلام کو خدمت کرتے ہوئے مدت دراز ہوجاوے تو اوسکو آزاد کردے کیا بعید ہے کہ اسکے سبب باقی حقوق اور مظالم سے برابر برابر بچ جاوے

براس ولعل الله تعالى يعتق بكل عضو منه عضوا منه لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال
شاید کہ اللہ تعالی غلام کے ہر عضو کے بدلے اسکے اعضا کو آزاد کردے کیونکہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

من اعتق رقبة مسلمة اعتق الله تعالى بكل عضو منه عضوا من النار حتى فرجه بفرجه وفيه اشارة
جسنے غلام مسلمان آزاد کیا تو اللہ تعالی اوسکے ہر عضو کے بدلے اسکے اعضا آگ سے آزاد کریگا یہانتک کہ اسکی شرمگاہ اوسکی شرمگاہ کے بدلے اسمیں اشارہ ہے

الى استحباب اعتاق كامل الاعضاء بان لا يكون مجبوبا او خصيا انما المقابلة اذ فهم منه انه تعالى
کہ آزاد کرنیکا حق یہہ ہے کہ اعضا کامل ہوں ایسا کہ ذکر بریدہ یا خوجہ نہو تاکہ پورا مقابلہ ہو جاوے اسلیے کہ اس حدیث سے یوں معلوم ہوتا ہے

يعتق فرج المعتق من النار بمقابلة اعتاق فرج مملوكه من الرق ولذلك قيل المستحب ان يعتق الرجل
کہ اللہ تعالی معتق کی شرمگاہ آگ سے آزاد کردیتا ہے بدلے میں آزادگی شرمگاہ غلام کی غلامی سے اسیلیے کہتے ہیں کہ مستحب یہہ ہے کہ مرد تو غلام آزاد کیا کرے

عبدا والمراة امة تحقيقا للمقابلة وكذا ينبغي للسيد اذا اتى مملوكه بطعام قد اصلحه ان يقعده معه
اور عورت لونڈی تاکہ مقابلہ ثابت ہو جاوے اور ایسی ہی سید کو لازم ہے کہ جب غلام کہانا پکا کر لاوے تو اوسکو اپنی ساتہہ دسترخوان پہ بٹہالے

على الخوان وان لم يقعده يعطيه لقمة ويقول له كل هذه لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام
اور اگر نہ بٹہاوے تو ایک لقمہ ہی دیدے اور کہدے کہ لے کہالے کیونکہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا

قال اذا صنع لاحدكم خادمه طعامه ثم جاء به وقد ولي حره ودخانه فليقعده معه فلياكل فان
جب تمہارے لیے غلام کہانا پکاوے پہر لیکر آوے اور بیشک اوسنے گرمی اوٹہائی اور دہواں کہایا تو چاہیے کہ اوسکو کہانے کو ساتہہ بٹہالے اگر

کان الطعام مستفوها قلیلا فلیضع فی یده منه اکلة او اکلتین وفی الفتاوی رجل لا ینفق علی عبده
کہانیوالی بہت ہون اور کہانا تہوڑا ہو تو اوسکی ہاتہہ پر اوسمین سی ایک یا دو لقمین رکہدی اور فتاوی مین ہی کہ ایک شخص غلام کا خرچ نہین اوٹہاتا

ان کان العبد قادرا علی الکسب لا یاکل من مال مولاه بلا رضاه وان لم یکن قادرا علی الکسب او منعه
اگر وہ غلام کما سکتا ہی تو مولی کی مال مین سی اوسکی بی رضا نہ کہاوی اور اگر کما نہین سکتا یا مولی کمانی نہین

مولاه عن الکسب یجوز له ان یاکل من مال مولاه بلا رضاه والامة تاکل مطلقا روی عن ام سلمة رض
دیتا تو اب جائز ہی کہ مولی کی مال مین سی بلا اجازت کہالی اور لونڈی بہر حال کہا یا کری ام سلمہ سی روایت ہی

انه علیه السلام کان یقول فی مرضه الصلوة وما ملکت ایمانکم فانه علیه السلام قرن الممالیک بالصلوة
کہ نبی علیہ السلام مرض کی حالت مین فرماتی تہی نماز کی اور مملوک کی حفاظت کرو بیشک نبی علیہ السلام نی ممالیک کو نماز کی ساتہہ ملاکر

وامر بحفظهم کما امر بحفظها لیعلم ان القیام بمقدار حاجتهم من الطعام واللباس وتعلم الدین واجب
انکی حفاظت کا حکم دیا جیسی نماز کی حفاظت کا تاکہ معلوم ہو کہ ممالیک کی خدمت بقدر حاجت کہانی پہنی اور دین سیکہنی کی لوگون کی ذمہ

علی من یملکهم کما یجب الصلوة علیهم فان المسلم کما یجب علیه نفقة عبیده وامائه قدر ما یکفیهم کذلك
ایسی واجب ہی جیسی اونپر نماز واجب ہی بیشک مسلمان پر جیسی خرچ غلامون اور لونڈیون کا بقدر کفایت واجب ہی ایسی ہی

یجب علیه ان یعلمهم ما فرض الله تعالی علیهم وما نهاهم عنه فان هذا امر قد اهمل اکثر العلماء فی هذا
اوسپر یہہ واجب ہی کہ سیکہادی اللہ تعالی نی کیا کیا اونپر فرض کیا ہی اور کیا کیا منع کیا ہی بیشک یہہ ایسا کام ہی کہ اس زمانہ مین اکثر علماء نی چہوڑ دیا ہی

الزمان فضلا عن العوام فان العبید والاماء فی هذا الزمان لا یقصدون بالتعلیم اصلا بل انما یقصدون
عوام کو کیا روئین بیشک غلام لونڈیان اس زمانہ مین دین سیکہنی کا ارادہ ہرگز نہین کرتی بلکہ بجز مقاصد

لقضاء المآرب الدنیویة فقط کانهم عند ملاکهم حیوان بهیمی لا تکلیف علیهم فان کثیرا ممن یدعی
دنیوی کی کچہہ ارادہ نہین کرتی گویا وہ اپنی مالکون کی پاس بیل ڈنگر ہین اونکی ذمہ احکام شرعی نہین ہین بیشک اس زمانہ مین اکثر شخص جو اسلام کا

الاسلام فی هذا الزمان یکون عنده عبید واماء فلا یامرهم بواجب ولا ینهاهم عن حرام بل یکون العبد و
دعوی کرتی ہین اونکی پاس غلام لونڈیان ہین پر اونکو نہ کسی واجب کا حکم کرتی ہین اور نہ حرام سی روکتی ہین بلکہ غلام لونڈیون کو

الجاریة فی ملکه عدة سنین لا یصلیان الصلوة المفروضة ویرتکبان امورا کثیرة من المناهی والمنکرات
اونکی ملک مین کئی کئی برس گذر جاتی ہین کہ فرض نماز نہین پڑہتی اور بہتیری اعمال مناہی اور منکرات کی جاتی ہین

وهو یریهما ویتغافل عنهما ویظن ان اثمهما علیهما لا علیه ولا یعلم ذلك المسکین انه مؤاخذ بما صدر عنهما
اور میان دیکہا کرتی ہین اور کچہہ نہین کہتی اس خیال مین ہین کہ اونکا گناہ اونپر ہی مجہپر نہین ہی اور بیچارہ کو یہہ خبر نہین کہ جو گناہ اونسی ہوگا وہ اوسمین پکڑا جاویگا

ومسئول عنه ومعاقب علیه یوم القیمة لما روی عن عمر بن الخطاب انه علیه السلام قال کلکم راع
اور اوسی پوچہہ ہوگی اور قیامت کی دن اوسپر عذاب ہوگا کیونکہ عمر بن الخطاب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تم سب نگہبان ہو

وکلکم مسئول عن رعیته فاذا علم الانسان ان یسئل عن عبیده وامائه یوم القیمة لا یترکهم کالبهائم
اور نگہبانی کی سب سی پوچہہ ہوگی جب آدمی کو یہہ معلوم ہو کہ قیامت کو غلام لونڈیونکی مجہسی پوچہہ ہوگی تو اونکو شتر بی مہار

المرسلة بلا ضابط دینی ولا زاجر شرعی بل یشدهم بزمام الشریعة ویقیدهم بالاحکام الدینیة ویصونهم
بی ضابطہ دینی اور بغیر زاجر شرعی کی کیون چہوڑی بلکہ اونکو شریعت کی رسی مین باندہی اور احکام دینی مین گہیری

عن موجبات العقوبات الاخرویة اذ قال الله تعالی یا ایها الذین امنوا قوا انفسکم واهلیکم نارا فان الاهل
اور عذاب اخروی کی اسباب سی بچاوی اللہ تعالی فرماتا ہی ای ایمان والو بچاؤ اپنی جان کو اور اپنی گہر والون کو اس آگ سی بیشک لفظ اہل کا

وان

وان کان الاصل فیہ ان یطلق علی القرابۃ لکن یطلق علی الاتباع ایضا ولا یبعد ان یکون المراد ہہنا ہذا
اگرچہ اصل مین قرابت دار پر بولتی ہین لیکن اتباع کو بھی کہتی ہین اور کیا بعید ہی کہ یہان عموم کی جہت سی

المعنی لعمومہ فعلی ہذا یجب علی المؤمن ان یعلم عبیدہ واماءہ من احکام الاسلام قدر ما یجب علیہم
یہہ ہی معنی مراد ہون اس تقریر کی موافق مؤمن پر واجب ہی کہ اپنی غلام لونڈیون کو احکام دینی جسقدر اونپر واجب ہین سکہا دیوی

ثم یامرہم باداء الفرائض والواجبات وینہاہم عن ارتکاب المعاصی والمحرمات بالرفق اولا فان ابوا
پہر اونسی فرایض اور واجبات ادا کرانی اور معاصی اور محرمات پر عمل کرنیسی منع کردی پہلی تو نرمی سی پہر اگر نہ مانین

یغلظ الکلام علیہم فان ابوا یضربہم فمن لم یدخل منہم طریق الصلاح بعد ذلک یبیعہ لانہ مادام
تو زبانی دہمکاکر پہر بہی اگر باز نہ آوین تو مار کر پہر بہی اگر کوئی اونمین سی طریقہ خوبی کا نہ لی تو اوسکو بیچ ڈالی اسلئی کہ جب تک اسکی ملک

فی ملکہ یجب علیہ حفظہ کما قال قاضیخان فی فتاویہ رجل لہ عبد مریض لا یقدر علی الوضوء عن
مین رہیگا اوسکی حفاظت کا ذمہ دار ہی چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتی ہین ایک شخص کی پاس غلام بیمار ہی وضو نہین کرسکتا

محمد یجب علی المولی ان یوضیہ لانہ مادام فی ملکہ کان علیہ تعاہدہ لکن ینبغی ان یعلم ان المولی و
امام محمد سی ہی کہ مولی پر وضوء کرانا واجب ہی اسلئی کہ جبتک اسکی ملک مین ہی تب تک اوسکا ذمہ دار ہی لیکن سمجھنا چاہئی کہ مولی کو اگرچہ غلام کا مارنا

ان جاز لہ ان یضرب عبدہ اذا اتی بما لا یوجب الحد لکن اذا اتی بما یوجب الحد فلیس لہ ان یقیم علیہ
جایز ہی اگر وہ ایسی خطا کری کہ جسمین حد نہ آتی ہو لیکن اگر ایسا کام کریگا جسمین حد آتی ہو تو مولی کو اختیار نہین ہی کہ مقدمہ پیش کئی بغیر جبتک حاکم

الحد الا باذن الحاکم بعد المرافعۃ الیہ وثبوتہ عندہ فاذا اقام علیہ الحد ولم ینزجر یبیعہ ولو بثمن بخس
ثابت کرکر حکم نہ دی اسپر حد جاری کری پہر جب اوسپر حد جاری ہوچکی تو بہی نہ باز آوی تو بیچ ڈالی اگرچہ کم دامون سستا

لما روی عن ابی ہریرۃ رض انہ قال اذا زنت امۃ احدکم فتبین زناہا فلیحدہا بحد ولا یثرب علیہا ثم ان
اسوسطی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب کسیکی لونڈی زنا کری اور وہ ظاہر ہوجاوی تو اوسکو حد مارنی چاہئی اور اوسکو کچہہ سرزنش نہ کری پہر اگر

زنت فلیحدہا بحد ولا یثرب علیہا ثم ان زنت الثالثۃ فلیبعہا ولو بحبل من شعر وفی ذکر الامۃ علی الاطلاق
دوبارہ زنا کری تو پہر حد مارنی چاہئی اور کچہہ سرزنش نہ کری پہر اگر تیسری دفعہ زنا کری تو اوسکو بیچ ڈالی اگرچہ بدلہ بال کی رسی کی اور مطلق لونڈی کی ذکر کرنی مین

اشعار بان حدہا منکوحۃ کانت او غیرہا الجلد لا انہ نصف جلد الحرائر لقولہ تعالی فان اتین بفاحشۃ
یہہ اشارہ ہی کہ لونڈی کی حد منکوحہ ہو یا غیر منکوحہ درہ ہین اتنا ہی کہ ازاد عورت سی آدہی بدلیل اس ایت کی پہر اگر کرین بیحیا ہی کا کام

فعلیہن نصف ما علی المحصنت من العذاب والمراد بالفاحشۃ فی الایۃ الزنا وبالمحصنت الحرائر وبالعذاب
تو اونپر ہی آدہی مار جو بی بیون پر مقرر ہی اور مراد لفظ فاحشہ سی اس آیت مین زنا ہی اور محصنت سی مراد ازاد عورتین ہین اور عذاب سی مراد

الجلد لا الرجم لانہ لا ینتصف واستدل الشافعی بہذا الحدیث علی ان للمولی اقامۃ الحد علی مملوکہ وقال
درہ ہین سنگسار نہین ہی کیونکہ سنگساری کا آدہا نہین ہی اور امام شافعی نی اس حدیث سی استدلال کیا ہی کہ مولی کو اپنی غلام پر حد جاری کرنیکا اختیار ہی اور

الحنفیون لیس لہ ذلک الا باذن الامام لقولہ علیہ السلام اربع الی الولاۃ وذکر منہا الحدود والولاۃ جمع الوالی
حنفیہ کہتی ہین کہ بدون اذن امام کی مولی کو اختیار نہین ہی بدلیل اس حدیث کی کہ چار باتین والیون کی اختیار مین ہین اونہی مین حدود کو ذکر کیا اور ولاۃ جمع والی کی

وہو اذا اطلق ینصرف الی من لہ ولایۃ عامۃ وہو السلطان او نائبہ واما التصریح بالنہی عن التثریب
اور اسکو بی قید بولتی ہین تو وہ حاکم مراد ہوتا ہی جسکو حکومت عام ہو یعنی بادشاہ یا اوسکا نائب اور صریح ممانعت سرزنش سی لونڈیون کو

علیہا بعد الامر بجلدہا فلان عقوبۃ الزنا قبل ان یشرع الجلد کان التثریب وہو التوبیخ والتعییر
بعد حکم دینی درہ زنی کی اسواسطی ہی کہ زنا کی عقوبت درہ مقرر ہونی سی پہلی تثریب تہی یعنی جہڑکنا اور شرم دلانی

فیکون معنی الحدیث لا یقتصر علی تعییرها بل لیقم علیها الحد وقیل معناه لا تثریب علیها بعد اقامة الحد
تو معنی حدیث کی یہہ ہوئی کہ سرزنش پر اکتفا نکریں بلکہ اوسپر حد جاری کیجاوی . اور بعضی کہتی ہیں اسکی معنی یہہ ہیں کہ جب حد جاری ہوچکی تو اب سرزنش نہیں ہی
علیها واما الامر ببیعها فی الثالثة فلما فیه من ترک المخالطة مع الفساق واهل المعاصی فان قیل کیف یکره
اور رہا حکم بیچ ڈالنیکا تیسری دفعہ مین اسلئی ہی کہ اسمین فساق اور فجار کا ملاپ اور صحبت چھوٹتی ہی پہر اگر کوئی اعتراض کری یہہ کیونکر ہی
شیئا لنفسه ویرتضیه لاخیه المسلم مع انه علیه السلام قال لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب
کہ ایک شئی کو اپنی لئی برا سمجہی اور بہائی مسلمان کی لئی پسند کری باوجودیکہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی مؤمن نہوگا کوئی تم میں سی جبتک کہ پسند کری واسطی بہائی
لنفسه فالجواب انه یبیعها علی قصد ان تستعف عند مشتریها بضبطها او بالاحسان الیها والتوسعة علیها
مسلمان کی جو پسند کری اپنی لئی تو اسکا جواب یہہ ہی کہ اس نیت سی بیچی کہ مشتری کی پاس جاکر اوسکی ضبط یا احسان کرنی سی اور فراخی برتنی سی عفیفہ ہوجاوی
وذکر فی نصاب الاحتساب ان من اعتاد ان یشتم ممالیکه کل یوم وکل ساعة لا یقبل شهادته وان کان
اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی جسکی یہہ عادت پڑجاوی کہ غلاموں کو ہر روز اور ہر وقت گالیاں دیا کری تو اوسکی گواہی مردود ہی اور اگر کبھی کبھی گالی دیتا ہو
احیانا تقبل ان لم یکن قذفا وان کان قذفا یسقط العدالة ویوجب الجلد لکن لا یضرب فی الدنیا لان المولی
تو گواہی اوس صورت مین قبول ہوگی کہ وہ گالی قذف نہووی اور اگر قذف ہو تو وہ عادل نہیں رہتا اور درّہ مارنی آتی ہیں لیکن دنیا مین نہیں اسلئی کہ مولی پر
لا یعاقب فی الدنیا بسبب عبده بل یضرب فی الآخرة لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال من قذف
دنیا مین غلام کی جہت سی عقاب نہیں ہوتا بلکہ آخرت مین لگینگی کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص اپنی غلام کو
مملوکه وهو بریء مما قال جلد یوم القیمة الا ان یکون کما قال وذکر الفقیه ابو اللیث فی التنبیه عن عامر الشعبی
گالی دی اور وہ اوسکی گالی سی پاک ہی تو قیامت کی دن درّہ لگینگی الا اگر اوسکی کہنی کی موافق ہو تو خیر اور فقیہ ابو اللیث تنبیہ مین عامر شعبی سی روایت کرتا ہی
انه قال سنستقی رجل من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم من اهل بیت فدعت المرأة خادمتها فابطأت
کہ ایک شخص نی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سی ایک اہل بیت سی پانی مانگا سو بی بی گہر والی نی لونڈی کو بلایا اوسنی دیر کی
فقذفتها فقال ذلک الرجل اما انک لتجدین لها یوم القیمة او تقیمن اربعة انها کما قلت فاعتقها
پہر بی بی نی اوسکو گالی دی پہر اوس شخص نی کہا بیشک قیامت کی دن تجہپر حد لگیگی یا چار گواہ لاؤ کہ یہہ لونڈی ایسی ہی جو تو کہتی ہی ، پہر بی بی نی اوسکو آزاد
قال عسی ان یکفر هذا عنک هذا الحدیث وان دل علی ان قذف المملوک یوجب الحد لکن لا
اوس شخص نی کہا امید ہی کہ تیرا یہہ عوض ہوجاوی اس حدیث سی اگرچہ معلوم ہوتا ہی کہ غلام کو گالی دینی سی حد لازم آتی ہی لیکن حد
یوجبه لعدم الاحصان فیه لان شرط الاحصان فی حد القذف خمسة الحریة والاسلام والعقل و
واجب نہیں ہوتی اسلئی کہ محصن نہیں ہی اسلئی کہ حد قذف مین احصان کی شرطیں پانچ ہیں ازادگی اور اسلام اور عقل اور
البلوغ والعفة عن الزنا فمن لم یوجد فیه واحد من هذه الشروط الخمسة لا یکون محصنا فقذفه
بلوغ اور پاک ہونا زنا سی پہر جسمین ان پانچ شرطوں مین سی کوئی سی ایک بہی موجود نہوگی تو وہ محصن نہیں ہوگا ایسی کی قذف سی حد نہیں آتی
لا یوجب الحد بل یوجب التعزیر البالغ غایته وهو تسعة وثلثون سوطا عند ابی حنیفة وعند ابی یوسف فی
بلکہ بڑی سی بڑی تعزیر آتی ہی اور وہ نزدیک امام ابو حنیفہ کی انتالیس درّہ ہیں اور امام ابو یوسف کی نزدیک ایک
روایة خمسة وخمسون وفی روایة تسعة وسبعون فان لم یضرب فی الدنیا یضرب فی الآخرة بسیاط
روایت مین پچپن درّہ ہیں اور ایک روایت مین اناسی درّہ ہیں سو دنیا مین اگر نہ لگینگی تو آخرت مین سب کی سامنی آگ کی درّہ لگینگی
من النار علی رؤس الاشهاد ومن یوجد فیه هذه الشروط الخمسة کلها یکون محصنا ویوجب قذفه الحد
اور جسمین یہہ پانچوں شرطیں تمام موجود ہوں تو وہ محصن ہی اوسکی قذف سی حد لازم آتی ہی

وهو ثمانون سوطا للحر ونصفها للعبد مع عدم قبول شهادتهما ولو بعد التوبة لقوله تعالى والذين يرمون
یعنی اسی درّہ آزاد کی لئی اور آدہی غلام کی لئی اور گواہی بہی مقبول نہوگی اگرچہ توبہ کریں بدلیل اس آیت کی اور جو لوگ عیب لگاتی ہیں

المحصنت ثم لم ياتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا واولئك هم
قیدوالیوں کو پہر نہ لائی چار شاہد تو مارو اونکو اسی چوٹ قچی کی اور نہ مانو اونکی کوئی گواہی کبہی اور وہ ہی لوگ ہیں

الفسقون الا الذين تابوا من بعد ذلك واصلحوا فانه تعالى قد بين في هذه الاية ان الذين يرمون المحصنت
بی حکم مگر جنہوں نی توبہ کی اس پیچہی اور سنوار پکڑی بیشک اللہ تعالی نی اس آیت میں بیان فرمایا ہی کہ جو لوگ تہمت زنا کی کرتی ہیں پاک عورتوں پر

بالزنا ثم لم ياتوا باربعة شهداء يتوجه عليهم ثلثة احكام وجوب جلدهم ورد شهادتهم وكونهم فاسقين الا
پہر نہیں لاتی چار گواہ تو اونپر تین حکم جاری ہونگی بالضرور درہ مارنی اور گواہی مردود اور وہ فاسق ہیں پر اتنا ہی

انهم ان تابوا واقروا بالكذب وبراءة للقذوف واستحلوا منه واصلحوا ما افسدوا من كسر العرض وهتك الستر
کہ اگر وہ توبہ کریں اور اپنی جہوٹ اور مقذوف کی برات کی قائل ہوں اور اوس ہی معاف کرالیں اور جو خرابی کی تہی اوسکو درست کریں یعنی بی آبروئی اور پردہ دری

يرتفع عنهم الفسق للاستثناء الواقع في الاية ولا يرتفع عنهم الجلد ولا رد الشهادة عند العلماء الحنفية والحاصل
تو فسق دور ہو جائیگا اسلئی کہ آیت میں استثناء واقع ہی اور درّہ معاف نہیں ہوسکتی اور نہ گواہی مقبول ہوسکی نزدیک علماء حنفیہ کی اور حاصل یہہ ہی

ان في الاية تصريحا بترتيب الاحكام الثلثة عليهم بمجرد العجز عن اقامة البينة بلا اشتراط الكذب في الحقيقة
کہ آیت میں صاف تینوں حکم اونپر مرتب کر رکہی ہیں گواہ گذارنی سی عاجز ہوتی ہی لازم ہیں اور کچہہ شرط نہیں ہی کہ حقیقت اور نفس الامر میں

ونفس الامر لان القذف خبر يحتمل الصدق والكذب الا انهم بهتك ستر العفة بلا فائدة حيث عجزوا عن الاثبات
جہوٹ ہو دی اسلئی کہ قذف خبر ہی احتمال صدق اور کذب دونو کا رکہتی ہی لیکن وہ عفت کی پردہ دری بلا فائدہ کرکر کہ ثابت نکر سکی

كانوا فاسقين مستحقين للعقوبة التي هي الجلد ورد الشهادة وان كانوا صادقين في نفس الامر اذ قال الله تعالى
فاسق ہو گئی اور سزاوار اس عذاب کی ہوئی یعنی درہ اور رد شہادت اگرچہ واقع میں سچی ہی ہوں اسواسطی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی

لولا جاءوا عليه باربعة شهداء فاذ لم ياتوا بالشهداء فاولئك عند الله هم الكذبون فعلم من هذا ان ما لا حجة
کیوں نلائی وہ اس بات پر چار شاہد پہر جب نہ لائی شاہد تو اللہ کی ہاں وہ ہی ہیں جہوٹی اس ہی معلوم ہوا کہ جس بات پر حجت نہو سکی

عليه فهو في حكمه تعالى كذب ولذلك رتب عليه الحد لعدم الفائدة في الاخبار به من الحسبة
وہ حکم الہی میں جہوٹ ہی اسی لئی اوسپر حد قایم ہوئی کیونکہ اس خبر میں کوئی سا فائدہ نہیں ہی نہ تنبیہ

والزجر والسياسة بل هو مجرد هتك الستر وكسر العرض وهذا اذا كانوا صدقين فكيف اذا كانوا
اور نہ زجر اور نہ سیاست بلکہ یہہ صرف پردہ دری اور بی آبروئی ہی یہہ اس صورت میں ہی اگر سچی ہوں پہر کیا کہوں اگر

كذبين وهم يحسبونه هينا وهو عند الله عظيم ولهم في الاخرة عذاب اليم نعم من راى رجلا يزني
جہوٹی ہوں اور وہ لوگ سہل سمجہتی ہیں اور وہ اللہ کی ہاں بڑی ہی اور اونکی لئی ہی آخرت میں دکہہ کی مار ہی ہاں جو شخص کسیکو زنا کرتی دیکہی

يحل له ان يقتله وانما لا يقتله لانه لا يصدق انه قتله لانه راه يزني المجلس السابع والسبعون
تو اوسکو اوسکا قتل کرنا حلال ہی اور قتل اسلئی نہیں کرتا کہ ثابت نکر سکیگا کہ میں نی زنا کرتا دیکہہ کر قتل کیا ہی ستترویں مجلس

في بيان حرمة اللواطة وعقوبتها وغيرها قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اخوف ما
اغلام کی حرمت کی بیان میں اور اوسکی سزا وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مجہکو بڑی سی بڑا خوف

اخاف على امتي عمل قوم لوط هذا الحديث من حسان المصابيح رواه جابر وفيه تنبيه عظيم على كون عملهم
اپنی امت پر عمل قوم لوط کا ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی جابر کی روایت سی اور اسمیں بڑی تنبیہ ہی کہ اونکا یہہ عمل

من اعظم الذنوب ولهذا عاقبهم الله تعالى بما لم يعاقب به امة من الامم وجمع عليهم من انواع العذاب ما لم

اعظم المعاصی سے ہی اسیہی لئی اللہ تعالی نی اونکو ایسا عذاب دیا کہ تمام امتوں میں سی کسیکو نہیں دیا اور اونپر کئی قسم کی عذاب جمع کر دیئی جو اور کسی

يجمعه على غيرهم من بني آدم وذمهم وكرر قصتهم في عدة سور من كتابه الكريم حتى يرتدع من علمهم الذين يؤمنون

بنی آدم پیہ جمع نہیں کئی اور اونکی برائی بیان کی اور بار بار اونکا قصہ اپنی کتاب کریم کی کئی سورتوں میں بیان کیا تاکہ جو لوگ خدا اور قیامت کی

بالله واليوم الآخر اشد الارتداع ويحترزوا عنه وعن مباديه كالنظر والمصاحبة واللمس والقبلة اشد

دن پر ایمان لائی ہین اس سی خوب باز آوین اور اوس سی اور اوسکی اسباب سی جیسا دیکہنا اور پاس بیٹہنا اور ہاتہہ لگانا اور منہہ چومنا

الاحتراز ولا يقربوا منه ولا يحوموا حوله فضلا عن ان يفعلوه اذ قد روي ان طباع جميع الحيوانات

خوب احتراز کرین اور اوسکی پاس نہ پہٹکین اور اوسکی گرد نجاوین کرنیکا تو کیا ذکر ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ تمام حیوانات کی طبیعتین بجز سور اور بندر کی اوس عمل سی

يأباه الا الخنازير والقرد وفي رواية الا الخنزير والحمار فمن يميل طبعه اليه يكون في الدناءة والخساسة

نفرت کرتی ہین اور ایک روایت مین ہی سوای سور اور گدہی کی پہر جسکی طبیعت ادہر مایل ہووی تو وہ دنائت اور خساست

والخباثة مثل الخنازير والقرد والحمار بل هو ادنى منها حالا لما روي انه عليه السلام قال الخنازير والقرد

اور خباثت مین سور اور بندر اور گدہی کی برابر ہی بلکہ اونسی بہی بدتر اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سور اور بندر

اعقل عند الله تعالى ممن يرتكب المعاصي وذلك لان من يرتكب المعاصي على الاستمرار من غير التوبة والاستغفار

اللہ کی نزدیک اوس سی زیادہ ہوشیار ہین جو معاصی اختیار کرتا ہی اسلئی کہ جو شخص معاصی مین ہمیشہ گرفتار رہتا ہی بی توبہ اور استغفار کی

يكون من الذين قال الله تعالى فيهم اولئك كالانعام بل هم اضل فانه تعالى شبههم بالبهائم في كون مشاعرهم

وہ اون لوگون مین ہی جنکو اللہ تعالی فرماتا ہی وہ جیسی چوپائی بلکہ اونسی زیادہ بی راہ کیونکہ اللہ تعالی انکو بہایم سی تشبیہ دی کہ انکی دل و دماغ

متوجهة الى اسباب الدنيا ومقصورة عليها وعدم التفكر فيما يقرع اذانهم من الآيات وعدم الانتفاع بها بل

اسباب دنیوی کی طرف متوجہ ہو کر اوسی کی ہو رہی اور اونکا کچہہ فکر نہین ہی جو آیات سنتی ہین اور اونسی نہ کچہہ نفع لیتی ہین بلکہ ایسی لوگون کو

جعلهم اضل منها لانها تدرك ما من شانها ان تدركه من المنافع والمضار وتجتهد غاية جهدها في جلب

اونسی بہی گمراہ تر ٹہرایا کیونکہ ڈنگر تو دتنا سمجہتی ہین جو اونکی سمجہنی کی لایق ہی فائدہ اور نقصان کو منفعت کی وصول مین اور مضرت کی دفع مین خوب کوشش کرتی ہین

ما ينفعها وسلب ما يضرها وتنقاد لصاحبها وتميز من يحسن اليها ممن يسيء اليها وهؤلاء ليسوا كذلك حيث لا يميزون

اور اپنی مالک کی مطیع رہتی ہین اور اپنی محسن اور ایذا رسان مین تمیز کرتی ہین اور یہہ لوگ بدکار ایسی نہین ہین کیونکہ یہہ منفعت

بين المنافع والمضار ويجتهدون غاية جهدهم في جلب ما يضرهم وسلب ما ينفعهم ولا ينقادون لربهم ولا يعرفون

اور مضرت مین فرق نہین کرتی اور مضرت حاصل کرنیکو اور منفعت کہونی پر ٹوٹ پڑتی ہین اور اپنی پروردگار کی فرمان برداری نہین کرتی اور نہ اوسکی احسان

احسانه اليهم من اساءة الشيطان الذي هو عدو عدوهم ويقدمون على العذاب الاليم ولا يقدمون على

کی تمیز کرتی ہین شیطان کی بدی سی جو کہ اونکا بڑا ہی دشمن ہی اور سخت عذاب پر دوڑتی ہین اور عیش دائمی

النعيم المقيم ويكونون من الذين قال الله تعالى فيهم يعلمون ظاهرا من الحيوة الدنيا وهم عن الآخرة هم

کی طرف متوجہ نہین ہوتی اور اون لوگون مین داخل ہین جنکو اللہ تعالی فرماتا ہی جانتی ہین اوپر اوپر دنیا کا جینا اور وی لوگ آخرت سی

غافلون يعني انهم يعلمون ظاهرا حقيرا خسيسا من الدنيا وهو ما يشاهدونه من زخارفها وملاذها وسائر

خبر نہین رکہتی یعنی وہ لوگ دنیا مین سی یہہ ہی حقیر بی حقیقت کو سمجہہ رہی ہین اور وہ ہی جو دیکہتی ہین دنیا کی زیب و زینت اور لذتین اور تمام

احوالها الموافقة لشهواتهم الملائمة لاهوائهم وهم عن الآخرة التي هي مطلب الاعلى والمقصد الاقصى غافلون

حالات جو اونکی شہوات کی موافق ہین اور ہوا ہوس کی مناسب اور یہہ لوگ آخرت سی جو بڑا مطلب اور غایت درجہ کا مقصد ہی غفلت مین ہین

٨

لا يخطرونها ببالهم ولا يدركون من احوال الدنيا ما يؤدي الى معرفتها ولا يتفكرون فيها حتى يحصل لهم علم بها

اسکا خیال دلمین نہین لاتی اور دنیا کی حالات مین سی اوسپر نظر نہین ڈالتی جس سی آخرت کی سمجھ آوی اور نہ اوسمین فکر کرتی ہین تا کہ اونکو آخرت کا علم آوی

فان العلم بامور الاخرة موقوف على العلم بوجود الباري تعالى وقدرته وارادته وعلمه وحيوته وذلك العلم لا يحصل

کیونکہ علم اخروی امور کا وجود باری تعالی اور اوسکی قدرت اور اراده اور علم اور حیات کی علم پر موقوف ہی اور یہہ علم بدون نگاه

الا بالنظر الى المصنوعات والتفكر في احوالها المتغيرة وهم قصروا النظر على الظواهر الخسيسة كالبهائم ولم يتفكروا في

کرنیکی مصنوعات مین اور بغیر فکر کرنیکی بدلتی حالات مین حاصل نہین ہوسکتا اور اونہون نی ڈنگرون کی طرح صرف ظاہر بی حقیقت پر نگاه کر رکھی ہی

عجائب صنعه تعالى ليستدلوا بها على وجوده وصفاته التي يتوقف عليها وجود الممكنات فيعلموا ان ما اخبر به من امور

اور عجائبات صنع الٰہی مین فکر نہین کرتی تا کہ اوسکی وسیلہ سی اوسکی وجود اور صفات پہ استدلال کرسکین جسپیر وجود ممکنات کا موقوف ہی اور معلوم کرین کہ امور اخروی جنکی خبر

الاخرة امور ممكنة يلزم ثبوتها وكون المكلفين فيها فريقين فريق في الجنة وفريق في السعير بحكم صلاح الاعمال

آئی ہی امور ممکنہ ہین انکا ثبوت لازم ہی اور مکلف لوگ اسمین دو قسم پر ہین اعمال کی خوبی اور بدی کی لحاظ سی ایک قسم جنت مین اور ایک قسم دوزخ مین پھر بیشک سبب

وفسادها ثم ان سبب محبة العبد للمعاصي والفجور فساد العلم او فساد القصد او فسادهما جميعا بل قد قيل فساد

آدمی کی محبت کا معاصی اور فجور سی یا نرا علم کا فساد ہی یا نرا قصد کا فساد یا ملکر دونو کا فساد بلکہ بعضی کہتی ہین

القصد من فساد العلم فان من علم ما في المضار من المضرة حقيقة العلم لا يميل اليه الا ترى ان من علم

قصد کا فساد بہی علم کی فساد مین سی ہی اسلئی کہ جسکو خوب معلوم ہووی کہ مضر چیز مین نقصان ہی تو اودہر رغبت نہین کرتا تو دیکھتا نہین کہ جسکو یقینی معلوم ہو

من طعام لذيذ انه مسموم لا يقدم عليه فعلى هذا ان الايمان الحقيقي هو الذي يحمل صاحبه على فعل

کہ فلانی لذیذ کہانی مین زہر ملا ہی اوسمین ہاتھ نہین ڈالتا اس بیان کی موافق بیشک حقیقی ایمان وه ہی جس سی آدمی منفعت اخروی کو اختیار کری

ما ينفعه في الاخرة وترك ما يضره فيها فاذا لم يفعل ما ينفعه في الاخرة ولم يترك ما يضره فيها لا يكون ايمانه حقيقيا

اور مضرات اخروی کو چھوڑی پھر اگر آدمی نہ تو منفعت اخروی پر عمل کری اور نہ مضرات اخروی کو چھوڑی تو اسکا ایمان حقیقی نہین ہی

بل لسانيا لا قلبيا فان المؤمن بالنار حقيقة الايمان حتى كانه يراها لا يسلك طريقها الموصلة اليها فضلا

بلکہ زبانی ہی دلی نہین کیونکہ جو شخص دوزخ پر ایسا حقیقی ایمان لایا گویا اوسکو دیکھ رہا ہی تو ایسا راه نہین چلیگا جو اودہر لیجاوی اور سعی کرکر

عن ان يسعى في دخولها والمؤمن بالجنة حقيقة الايمان حتى كانه يراها لا يمهل عن طلبها بل يسعى في دخولها

داخل ہونیکا تو کہان مرتبہ اور جو جنت پر ایسا حقیقی ایمان لایا ہی گویا کہ اوسکی نظر کی سامنی ہی اوسکی طلب مین سستی نہین کریگا بلکہ سعی کرکر داخل ہوگا

وهذا امر يجده الانسان في نفسه عند سعيه في امور الدنيا من دفع ما يضره وجلب ما ينفعه فعلى هذا كل من اعتاد

اور یہہ تو ایسی بات ہی کہ آدمی جب دنیاوی کاروبار مین لگتا ہی تو اپنی دلمین سوچ لی کہ نقصان سی حتی المقدور بچتا ہی اور منفعت کو حاصل کرتا ہی اس بیان کی موافق

ان يعمل عمل قوم لوط لا يكون ايمانه حقيقيا بل لسانيا لان جرمه لا يشبهه سائر الجرائم ولهذا اختلف العلماء

جسکی عادت عمل قوم لوط کی پڑ جاوی تو اوسکا ایمان حقیقی نہین ہی بلکہ زبانی ہی کیونکہ اسکی خطا اور خطاؤن سی نہین ملتی اسی لئی اسکی حد مین علماء کو اختلاف ہی

في حده فذهب قوم الى ان الفاعل يحد حد الزنا فانه ان كان محصنا يرجم وان لم يكن محصنا يجلد مائة جلدة

ایک گروه کا یہہ مذہب ہی کہ فاعل پر حد زنا کی جاری ہو پھر اگر فاعل محصن ہی تو سنگسار کرین اور اگر محصن نہین تو سو دره مارین

وهو قول الشافعي وابي يوسف ومحمد بن الحسن والحسن البصري وعطاء والنخعي وقتادة والاوزاعي وذهب قوم

اور یہہ ہی قول شافعی اور ابو یوسف اور محمد بن الحسن اور حسن بصری اور عطاء اور نخعی اور قتاده اور اوزاعی کا ہی اور ایک قوم کا یہہ مذہب ہی

الى انه يرجم محصنا كان او غير محصن وكذا المفعول به وهو قول مالك واحمد واستدلوا على ذلك بان الله تعالى

کہ سنگسار کرین محصن ہو یا غیر محصن اور ایسی ہی مفعول بہ کو اور قول مالک اور احمد کا یہہ ہی اسپر انکا استدلال یہہ ہی کہ الله تعالی

اهلك قوم لوط بالرجم كما قال فی محكم تنزيله وامطرنا عليهم حجارة من سجيل وجه الاستدلال ان شريعة

نے قوم لوط کو پتہروں سے ہلاک کیا چنانچہ اپنی کتاب میں فرمایا ہے اور برسائے ہمنے اونپر پتہر جان کہنگر کی وجہ استدلال کی یہہ ہے کہ پہلی شریعتیں

من قبلنا شريعة لنا اذا قصته بلا انكار ولم يظهر نسخها وقد حكيت بلا انكار ولم يظهر نسخها بل روی انه عليه السلام

بعینہ ہماری شریعت ہے اگر اوسکا بیان بلا انکار چلا آوے اور اوسکا نسخ ظاہر نہووے اور اسکی حکایت بلا انکار ہے اور اسکا نسخ بہی ظاہر نہیں ہے بلکہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام

قال من وجدتموه يعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول به واتفق عليه الصحابة وان اختلفوا فی كيفيته فان

فرمایا جسکو دیکہو کہ عمل قوم لوط کا کرتا ہے تو فاعل اور مفعول ہر دونو کو قتل کرو اور صحابہ تمام اسپر متفق ہیں اگرچہ طریقہ قتل میں مختلف ہیں کیونکہ

اربعة من الخلفاء احرقوه وهم ابوبكر وعلی وعبد الله بن زبير وهشام بن عبد الملك ويروی عن ابی بكر انه قال هدم

چار خلفا نے اوسکو جلا دیا ہے یعنی ابوبکر اور علی اور عبد الله بن زبیر اور ہشام بن عبد الملک نے اور ابوبکر سے یہہ بہی روایت ہے کہ کہتا تہا اوسکی اوپر

عليه البيت وقال ابن عباس ينظر اعلی بناء فيرمی منه منكوسا ثم يتبع بالحجارة لان قوم لوط اهلكوا كذلك حيث

گہر کو گرا دیں اور ابن عباس کہتے ہیں ایک بلند مکان تجویز کرکے اوسپر سے سر کے بل گراویں پہر ترت پتہر ماریں اسلئے کہ قوم لوط اسیطرح ہلاک کیا گیا ہے کیونکہ

حملت قريتهم ونكست بهم ولا شك فی اتباع الهدم بهم حال نزولهم وذكر صدر الشريعة فی درر الاحكام ان الصحابة

انکی گانوکو اوٹہا کر اوندہا ڈالدیا تہا اور بیشک جب وہ گرے ترت اونکے اوپر مکان گرے اور صدر الشریعہ نے درر الاحکام میں ذکر کیا کہ صحابہ

اختلفوا فی موجبه من الاحراق بالنار وهدم الجدار والتنكيس من محل مرتفع واتباع الاحجار وعند ابی حنيفة يعزر

اسکی سزا میں یعنی آگ میں جلانا اور اوسپر دیوار گرانا اور اونچے مکان سے اوندہا گرا کر ترت پتہر مارنے اختلاف کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک کو ایسی ہی

بامثال هذه الامور وهذا هو المناسب فی هذا المحل لغلظ الجناية ووجود الموافقة للصحابة فان التعزير بهذا الوجه و

تعزیر دیں اور اس محل میں یہہ ہی مناسب ہے کیونکہ گناہ بہت سخت ہے اور صحابہ کی رائے سے اتفاق ہے بیشک اسطرح کی تعزیر

ان كان فوق الحد لكن يجوز علی طريق السياسة حتی لا يبقی للوطی رخصة فی الميل الی اللواطة فان عدم لزوم الحد

اگرچہ حد سے زیادہ ہے لیکن سیاست کے واسطے جائز ہے تاکہ لوطی کے واسطے لواطت کی طرف سہارا رغبت کا باقی نرہے اور حد کا لازم نہونا

فيها عند ابی حنيفة ليس لخفة امرها فان حرمتها عنده وعند جميع العلماء اعظم من حرمة الزنا بل لكون خبثها

اس گناہ میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک اسلئے نہیں ہے کہ یہہ گناہ ہلکا ہے کیونکہ اسکی حرمت تو اونکے اور تمام علماء کے نزدیک زنا کی حرمت سے برتر ہے بلکہ اسکی خباثت

مركوزا فی الطباع لان المحل مستقذر لا يميل اليها من له طبع سليم ولا تستند الی زاجر للامتناع عنها بل اكتفی فيها

جو دلوں میں گڑی ہوئی ہے کیونکہ یہہ جگہہ نجس ناپاک ہے جسکی طبیعت سلیم ہے ادہر کبہی خیال نہیں کرتا اور اسکو کسی زاجر مانع کی حاجت ہے بلکہ یہہ ہی نفرت طبیعی

بالمانع الطبعی كما اكتفی به فی اكل الرجيع وشرب البول لكن لما كان فی النفوس الخبيثة المتعدية لحدود الله تعالی اقوی الداعی

روکنے کو کافی ہے جیسے کہ نفرت طبیعی گوہ کہانے اور موت پینے میں کافی ہے لیکن چونکہ خبیث نفسوں کو جو حدود الٰہی سے تجاوز کرتی ہیں اور ہر طرح اشتیاق ہے تو خوب سختی سے

اليها وجب الزجر عنها بابلغ وجه فانها فی هذا الزمان قد شاعت فی هذه الامة المحمدية وانتشرت بين عربها وعجمها وعالمها و

روکنا واجب ہوا کیونکہ لواطت اس زمانہ میں درمیان امت محمدی کی بہت پہیل گئی ہے اور درمیان عرب اور عجم کی اور عالم اور

جاهلها وخواصها وعوامها وبلغت مبلغا كانوا يفتخرون بها ويلومون من لا امرد له ويطعنون فيه ويقولون انه

جاہل اور خاص وعام میں منتشر ہوکر یہہ نوبت ہوگئی ہے کہ اسمیں فخر کرتے ہیں اور جسکے پاس امرد نہووے اوسکو ملامت اور طعن کرتے ہیں کہتے ہیں یہہ

ليس بادمی ولا مذاق له ويفتخرون بقيام الامرد بين ايديهم ويلبسونه احسن الثياب من المحرمات ليری علی احسن

کیا آدمی ہے اسکو کچہہ مذاق نہیں ہے اور ناز کرتے ہیں کہ اونکے سامنے امرد موجود ہے اور اوسکو اچہے اچہے حرام کپڑے پہناتے ہیں تاکہ اچہی صورت نظر آوے

الهيئة وقد روی انه عليه السلام قال من سره ان يتمثل له الرجال قياما فليتبوء مقعده من النار فان هذا الوعيد

اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسکو پسند آوے کہ مرد اوسکے آگے تصویر کی طرح کہڑے رہیں تو وہ اپنی بیٹہک دوزخ میں بناوے بیشک یہہ وعید

فی قیام الرجال فکیف فی قیام المردة الذین لا یجوز النظر الیہم حوما ذکر فی النوازل ان الغلام اذا کان صبیحا لا یجوز
مردون کی قیام میں ہی پہر امرد کی قیام پر جنکی طرف دیکھنا ہی جایز نہیں دیکھنی کیا ہوتا ہی چنانچہ نوازل میں مذکور ہی کہ اگر لڑکا خوبصورت ہو تو اوسکی طرف دیکھنا جایز نہیں ہی
النظر الیہ لما روی انہ علیہ السلام قال وایاکم ومجالسة اولاد الاغنیاء فان لہم صورة العورة وفتنتہم اشد من
کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بچو اولاد اغنیا کی ہمنشینی سی کیونکہ انکی صورت عورت کی سی ہوتی ہی اور انکا فتنہ عورتون کی
فتنة النساء وذکر فی ملتقط الناصری ان الغلام اذا بلغ مبلغ الرجال ولم یکن صبیحا فحکمہ حکم الرجال وان کان
فتنہ سی بدتر ہی اور ملتقط ناصری میں مذکور ہی کہ لڑکا جب مردون کی حد کو پہنچی اور خوب صورت نہو وی تو اوسکا حکم مردون کا سا ہی اور اگر
صبیحا فحکمہ حکم النساء وھو عورة من قرنہ الی قدمہ لا یحل النظر الیہ عن شہوة واما السلام والنظر لا عن شہوة
خوب صورت ہووی تو اوسکا حکم عورتون کا سا ہی اور وہ عورت ہی سر سی پانو تک بنظر شہوت اوسکو دیکھنا حلال نہیں اور سلام کرنی اور بی شہوت دیکھنی میں
فلا باس بہ ولہذا لم یؤمر بالنقاب وقد جاء فی الاخبار ان عبد اللہ بن عمر کان جالسا فی باب دارہ مع بعض اصحابہ
کچہہ مضائقہ نہیں اور اسہی لئی اوسکو منہہ ڈہکنی کا حکم نہین ہی اور اخبار میں آیا ہی کہ عبد اللہ بن عمر اپنی گہر کی دروازہ میں اپنی یارون کی ساتہہ بیٹہی تہی سو اونہون نی
فرای غلاما صبیحا قد اقبل من السکة فقام ودخل دارہ فلما قالوا ذھب خرج من الدار فقیل لہ ھذا من عندک
ایک لڑکا خوبصورت دیکہا کہ کوچہ میں سی سامنی آگیا تو کہڑی ہو کر گہر میں گہس گئی جب یارون نی کہا وہ چلا گیا تب گہر میں سی نکل کسینی پوچہا یہہ اپنی طرف سی احتیاط ہی
یا ابا عبد الرحمن ام سمعت شیئا من رسول اللہ علیہ الصلوة والسلام فقال سمعت رسول اللہ علیہ السلام یقول النظر
یا ابو عبد الرحمن یا کچہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی جواب دیا میںنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی سنا ہی کہ فرماتی تہی کہ لڑکون کی طرف
الیہم حرام والکلام معہم حرام ومجالستہم حرام وقال القاضی سمعت الامام یقول ان مع کل امرأة شیطانین ومع
دیکہنا حرام ہی اور بولنا حرام ہی اور ہمنشینی حرام ہی اور قاضی کہتا ہی میںنی امام سی سنا ہی کہتی تہی بیشک ہر عورت کی ساتہہ دو شیطان ہوتی ہین اور ہر
کل غلام صبیح ثمانیة عشر شیطانا وکان محمد بن الحسن صبیحا وکان ابو حنیفة یجلسہ خلفہ او خلف ساریة المسجد
خوبصورت لڑکی کی ساتہہ اٹہارہ شیطان ہوتی ہین اور محمد بن الحسن خوبصورت تہی امام ابو حنیفہ باوجود کمال تقوی کی اونکو اپنی پس پشت بیٹہایا کرتی تہی یا مسجد کی ستون
حتی لا یقع علیہ بصرہ مخافة خیانة العین مع کمال تقواہ وقال سفیان یکون فی ھذہ الامة ثلثة اصناف من
تاکہ اوسپر نگاہ نپڑی مبادا آنکہہ سی خیانت ہووی اور سفیان کا قول ہی کہ اس امت میں تین قسم کی لوطی ہونگی
اللوطیین صنف ینظرون وصنف یصافحون وصنف یعملون والشر فی الصبیان اکثر من النساء لان من مال قلبہ الی
ایک قسم بہانپنی والی نظرباز اور ایک قسم دست بوسی کرنیوالی اور ایک قسم عمل کرنیوالی اور لڑکون میں بہ نسبت عورتون کی بڑا فتنہ ہی اسلئی کہ اگر کسیکا دل عورت پر
امرأة یمکن استباحتہا بالنکاح والنظر الی وجہ الصبی یورث الحب فلا یمکن استباحة اللواطة بوجہ من الوجوہ
مبتلا ہو تو اوسکا مباح کرنا بوسیلہ نکاح کی ممکن ہی اور لڑکون کو دیکہنا جو عشق پیدا کرتا ہی تو لواطہ کا مباح ہونا ہرگز کسی صورت میں ممکن نہین ہی
فاذا غلب علیہ حبہ یرتکب الفعل القبیح ویکون من الھالکین المستہزءین بایات اللہ تعالی ودینہ اذ قد یشتد بینہما
پہر جب اوسکا عشق غالب ہو ویگا تو فعل بد کریگا اور ہلاک ہو کر آیات اور دین الٰہی سی چہل کرنیوالون میں ٹہریگا کیونکہ بعضی دفعہ دونون میں
الاتصال ویحصل فیہما من الاقتران والمخالطة مثل ما یحصل بین الزوجین حتی ان فجار الفسقة یسمونہما زوجین
نہایت محبت ہو جاتی ہی اور ہر دم کی ملاقات اور رلنا ملنا ایسا ہوتا ہی جیسی میان بی بی میں یہان تک کہ فاسق بدکار اونکو خصم جورو نام رکہتی ہین
ویقولون تزوج فلان بفلان والحاضرون یسمعون قولہم ویرون حالہم ولا یمنعونہم بل یضحکون ویعجبہم مثل ذلک
اور کہتی ہین فلانی نی فلانی کو جورو بنایا ہی اور پاس بیٹہنی والی اونکی یہہ باتین سنا کرتی ہین اور اونکا حال دیکہا کرتی ہین اور منع نہین کرتی بلکہ ہنسا کرتی ہین اور ایسی چیزین بہت اونکو
المزاح ولا یبالون بخروج الایمان والاسلام عنہم وقد قال قاضیخان فی فتاواہ یکرہ بیع الغلام الامرد من رجل فاسق
پسند آتی ہی اور ایمان اور اسلام جاتی یا رہی کچہہ خیال نہین کرتی اور قاضیخان نی اپنی فتاوی میں کہا ہی امرد غلام کا مرد فاسق کی ہاتہہ بیچنا مکروہ ہی

يعلم انه يعصي الله تعالى به لانه اعانة على المعصية واتفق العلماء من السلف والخلف على كون اللواطة حراماً
جسکو جانتا ہو کہ اللہ کا نافرمان ہی کیونکہ اسمین معصیت کی امداد ہی اور تمام علماء متقدمین اور متاخرین لواطہ کو حرام کہتی ہین

لانه تعالى خلق الخلق ذكراً وانثى وخلق لكل منهما اعضاء ليصرف كل منهما كل واحد من تلك الاعضاء الى ما خلق
کیونکہ اللہ تعالی نی خلق کو نر اور مادہ پیدا کیا ہی اور ہر ایک کو اعضا الگ الگ دئی تا ہر ایک نر و مادہ اپنی اپنی تمام اعضاء کو اوسی صرف کرین جسواسطی پیدا کئی ہین

له وجعل الانثى محلا للحرث كما اخبر به في كتابه وقال نساؤكم حرث لكم فاتوا حرثكم انى شئتم فهل يليق للعاقل
اور عورت کو محل پیدایش کا بنایا چنانچہ اپنی کتاب مین خبر دی ہی عورتین تمہاری کھیتی ہین تمہاری سو جاؤ اپنی کھیتی مین جہانسی چاہو پہر عاقل کو کیا

ان يصرف عضواً من اعضائه الى غير ما خلق له وهل يمكن له الحرث فيما ليس محلا للحرث فان قيل سلمنا ان الغلام
کہ اپنی کسی عضو کو تمام اعضاء مین سی خلق الہی کی نابی محل صرف کری بہلا کھیتی کب ممکن ہی ایسی جگہہ جو محل کھیتی کا نہین پہر اگر کوئی کہی یہہ تو مانا کہ لڑکا

ليس محلا للحرث لكنه محل لقضاء الشهوة واستيفاء اللذة فاذا كان مملوكا لم لا يجوز لصاحبه ان يتصرف فيه
کھیتی کا محل نہین ہی لیکن محل قضاء شہوت کا اور استیفاء لذت کا تو ہی پہر اگر وہ مملوک ہووی تو مالک کو اوسمین ویسا تصرف کیون نہین جایز ہی

كما يتصرف في سائر املاكه من الماكولات والملبوسات فالجواب ان الانسان وان كان له ان يتصرف في ماله لكنه
جیسے اور تمام املاک مین تصرف کرتا ہی کہانی اور پہنی مین تو جواب یہہ ہی کہ بیشک آدمی کو اگرچہ اوسکی مال مین ہر طرحکا تصرف حاصل ہی پر اوسکو

محجور عن التصرف التام فيه لان ما في يده من المال ليس له في الحقيقة بل هو في يده عارية اذن له في الشرع ان يتصرف
غلام مین پوری تصرف سی ممانعت ہی اسلئی کہ جو مال اسکی قبضہ مین ہی حقیقت مین اسکا نہین ہی بلکہ اسکی قبضہ مین مستعار ہی شرع سی یہہ اجازت ہی کہ اوسمین

فيه بوجه ومنع عن التصرف فيه بوجه آخر ولم ياذن له الشرع ان يتصرف في هذا المحل المكروه لغاية خباثته ونهاية
ایکطرح کا تصرف کری اور ممانعت ہی کہ ایک اور وجہ سی تصرف نکری اور شرع نی اجازت نہین دی کہ اس محل مکروہ مین تصرف کری کیونکہ غایت درجہ کی خباثت اور نہایت مرتبکی

قذارته الا ترى ان وطي الزوجة في القبل مع كونه حلالا قد وقع المنع عنه حال الحيض لاجل الاذى بقوله تعالى
نجاست ہی کیا معلوم نہین کہ جماع بی بی کا قبل مین باوجودیکہ حلال ہی کبہی اوس سی بہی ممانعت ہی جیسی حیض مین گندگی کی سبب سی واسطی ارشاد الہی کی

ويسئلونك عن المحيض قل هو اذى فاعتزلوا النساء في المحيض وهي ايام يسيرة من الشهر فكيف لا يمنع عن موضع
اور پوچہتی ہین تجہسی حکم حیض کا تو کہہ وہ گندگی ہی سو تم پری رہو عورتون سی حیض کی وقت اور وہ تمام مہینی مین چندروز ہوتا ہی پہر کیونکر نہ ممانعت ہووی ایسی جگہہ سی

لا يفارق النجاسة التي اشد من دم الحيض اصلا فعلم من هذا ان مجرد الملك لا يقتضي التصرف فيما لم ياذن فيه
جہانسی نجاست اصلاً نہین دور ہوتی جو کہ حیض کی خون سی کا زیادہ ترنجس ہی اس سی معلوم ہوا کہ صرف ملکیت سی یہہ نہین ہو سکتا کہ بدون اذن شرع کی سب تصرف کیا کری

الشرع الا ترى ان الامة المجوسية او الوثنية مع كونها محلا للحرث لا يجوز لصاحبها ان يتصرف فيها بالتقبيل والتفخيذ
دیکہتا نہین کہ لونڈی مجوسیہ آتش پرست یا وثنیہ بت پرست باوجودیکہ محل کہیتی کا ہی لیکن اوسکی مالک کو جایز نہین کہ اوسمین کچہہ تصرف کری بوسہ لینا یا تفخیذ وغیرہ

وغيرها من دواعي الجماع فضلا عن الجماع وكذا البهيمة مع كونها محلا لقضاء الشهوة لا يجوز لمالكها قضاء الشهوة فيها
جو جماع کی لوازم ہین جماع کی تو کہان نوبت ہی اور ایسی ہی چوپایہ باوجودیکہ اوس سی قضاء شہوت ہو سکتی ہی پر مالک کو چوپایہ سی قضاء شہوت جایز نہین ہی جب یہہ بات مسلم ہوئی

اذا تقرر هذا فالواجب على كل مسلم ان يحترز عن هذا الفعل القبيح لما روي انه عليه السلام قال من عمل قوم لوط
تو ہر مسلم پر واجب ہی کہ ایسی فعل بد سی کنارہ کری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی قوم لوط کا سا عمل کیا

يعذب في النار منكوسا وروي ايضا انه عليه السلام قال اذا علا الذكر الذكر اهتز العرش وتقول السموات ربنا
وہ دوزخ مین اوندہا پہینکا جاویگا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جب نر پر نر چڑہتا ہی تو عرش کانپا اوٹہتا ہی اور افلاک کہتی ہین کہ ای رب ہمکو

يا رب ياذن لنا باهلاكه وتقول الارض يا رب مرنا ان نبتلعه فيقول الله تعالى دعوه فان طريقه على ووقوفه بين يدي
حکم دی اسکو ہلاک کر ڈالین اور زمین کہتی ہی ای رب ہمکو حکم ہو تو اسکو نگلجاوین اللہ تعالی فرماتا ہی تم جانی دو اسکا رستہ میری طرف ہی آخر میری سامنی کہڑا ہونا ہی

وروی ایضا انه علیه السلام قال لو اغتسل اللوطی بالبحار السبع لم یجئ یوم القیمة الا جنبا وذکر فی الفتاوی
اور یہہ بہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا لوطی اگرچہ ساتون دریامین نہاوی پر قیامت کی دن ناپاک ہی آویگا اور فتاوی

الصوفیة عن سفیان ان اللواطة لا تکون فی الجنة لان الله تعالی استبعدها واستقبحها وقال ما سبقکم بها
صوفیہ مین سفیان سی نقل ہی کہ لواطت جنت مین نہین ہوگی کیونکہ اللہ تعالی نی اسکو بہت مستبعد اور بدتر ٹہرایا ہی اور فرمایا تم سی پہلی نہین کی

من احد من العلمین وسماها خبیثة حیث قال ونجینه من القریة التی کانت تعمل الخبائث والجنة منزهة
یہہ کسیتی نی جہان مین اور اسکا نام خبیثہ رکہا جہان کہ بیان کیا ہی اور بچایا ہمنی اسکو اوس شہر سی جو کرتی تہی گندہ کام اور جنت مین

عن الخبائث قیل قد یعلم من هذا ان الجنة لکونها طیبة لطیفة فی غایة اللطافة اذا کانت لا تقبل اللواطة
خبائث کا کیا کام ہی کسیکی یہہ تقریر ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ جنت چونکہ طیب اور غایت درجہ کا پاکیزہ تر ہی جب اوسمین لواطت نہین ہوسکتی

لکونها فعلا خبیثا یلزم ان لا یقبل من یفعلها فی الدنیا لکونه خبیثا خسیسا فی غایة الخباثة والخساسة لان
کیونکہ فعل خبیث ہی تو لازم آتا ہی کہ گنجایش نہو اوسکی جو دنیا مین لواطت کرتا ہی کیونکہ غایت درجہ کا خبیث اور خسیس ہی اسلئی کہ

المتصف بالخبث خبیث الا ان یتدارکه الله بالتوبة النصوح الماحیة لجمیع الذنوب المجلس الثامن
جو خباثت کا کام کری وہ ہی خبیث ہوتا ہی مگر اس صورت مین کہ اللہ تعالی توبہ خالص ہی اسکا بدلہ کردی جسی تمام گناہ دور ہوجاتی ہین اٹہتروین مجلس

والسبعون فی بیان حرمة شرب الخمر وبیان عقوبتها وسائر المنکرات قال رسول الله صلی الله

مین بیان شراب کی حرمت اور اوسکی عقوبت کا اور تمام منکرات کا رسول اللہ صلی اللہ

علیه وسلم من شرب الخمر فی الدنیا فمات وهو یدمنها ولم یتب منها لم یشربها فی الاخرة هذا الحدیث
علیہ وسلم نی فرمایا جسنی دنیا مین شراب پی پہر مرگیا اور ہمیشہ پیتا رہا اور توبہ نکی تو قیامت مین وہ کونہ پی سکیگا یہہ حدیث

من صحاح المصابیح رواه ابن عمر ومعناه ان من داوم علی شرب الخمر فمات ولم یتب منها لا یدخل الجنة
مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عمر کی روایت سی اسکی یہہ معنی ہین جو ہمیشہ شراب پیتا رہا پہر مرگیا اور توبہ نہین کی تو جنت مین نہین جاویگا

ولا یشرب من خمرها لان نوعا من شرابها الخمر لقوله تعالی وانهر من خمر لذة للشاربین یعنی ان فی
اور نہ وہانکی شراب نصیب ہوگی اسلئی کہ ایک قسم وہانکی شراب خمر ہی بدلیل اس آیت کی اور نہرین ہین شراب کی جسمین مزہ ہی پینی والون کا مراد یہہ ہی کہ

الجنة انهارا من خمر لذیذة لیس فیها کراهة الطعم والریح ولا غائلة السکر والخمار وانما هی تلذذ محض
جنت مین مزہ دار شرابون کی نہرین ہین نہ اوسکا مزہ اور بو مکروہ ہی اور نہ رنج نشہ اور خمار کا وہ نرا مزہ ہی مزہ ہی

یتلذذ بها الشاربون فمن یدخل الجنة لا بد ان یشرب منها ولا یکون محروما عنها فیکون عدم شربه
پینی والی مزہ اوڑاوینگی پہر جو جنت مین جاویگا وہ بالضرور پیویگا اوسکی محروم ہرگز نہوگا اب نہ ملنا شراب کا

منها کنایة عن عدم دخوله فیها بسبب شرب الخمر فی الدنیا لان خمر الدنیا حرام نجس نجاسة غلیظة لا یحل
اشارہ ہی کہ دنیا کی شراب پینی سی جنت مین نہ جاویگا کیونکہ دنیا کی شراب حرام ناپاک مغلظہ ہی اوسکا پینا حلال نہین

شربها ومن شرب منها طائعا ولو قطرة یقام علیه الحد وهو ثمانون جلدة للحر ونصفها للعبد فان لم یضرب
ہی اور جو شخص بہ طیب خاطر اگرچہ ایک قطرہ پیوی اوسپر حد جاری کیجاویگی یعنی اسی درہ ازاد کی اور چالیس درہ غلام کی اگر دنیا مین نہ لگینگی

فی الدنیا یضرب فی الاخرة بسیاط من النار علی رؤس الاشهاد ویکفر مستحلها ویحرم بیعها وشراؤها واکل
تو آخرت مین آگ کی درہ سبکی سامنی لگین کی اور جو شخص حلال سمجہی وہ کافر ہی اور اوسکا بیچنا اور خریدنا اور اوسکی قیمت

ثمنها ویمنع اهل الذمة من اظهار شربها وبیعها وقد ذکر فی کتب الفقه ان جارة بیت بالامصار وبقرانا
کہانی سب حرام ہی اور ذمی لوگ برملا پینی اور بیچنی نہ پاوین اور فقہ کی کتابون مین مذکور ہی کہ گہر والکرایہ دینا شہرون مین اور ہماری قریون مین شراب

ممن يبيع فيه الخمر مسلما كان او كافرا لا يجوز لانه اعانة على المعصية وقد قال الله تعالى تعاونوا على البر

فروش کو مسلم ہو یا کافر جایز نہین ہی اسواسطی کہ معصیت کی امداد ہی اور اللہ تعالی کا یہہ حکم ہی اور آپسمین مدد کرو نیک کام پر اور

التقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان وما نقل عن ابى حنيفة انه جوز ذلك فى السواد فمراده بالسواد على

پرہیزگاری پر اور مدد نکرو گناہ پر اور زیادتی پر اور وہ روایت جو ابو حنیفہ سی منقول ہی کہ سواد مین بیچنا یا کرایہ دینا جایز ہی سواد کی مراد سواد ہی

ما صرح به العلماء سواد الكوفة لان غالب اهلها كان اهل الذمة واما سواد بلادنا فاعلام الاسلام فيها

موافق تصریح علماء کی گردہ کوفہ کا ہی اسلئی کہ اکثر باشندہ وہاں کی ذمی تھی اور ہمارا گردہ ہماری شہرون کا سو اسلام کی نیزہ یہان

ظاهرة فلا يمكنون فيها كما لا يمكنون فى الامصار وهو الصحيح وقد ذكر فى نصاب الاحتساب ان المحتسب لو احرق بيت

غالب ہین یہان اونکی بہی اتنی قدرت کہان جیسی شہرون مین قدرت نہین یہہ صحیح ہی اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ محتسب اگر ایسا مکان جو

الخمار المشهور لا يضمن اذا علم انه لا ينزجر بدونه لتعينه طريقا للحسبة نعم ان اصحابنا لم يروعنهم فى

شراب خانہ مشہور ہو پہونکدی تو ضمان نہین آتا اگر یہہ سمجہی کہ بدون اسکی نہ باز آویگا کیونکہ یہہ ہی طریقہ احتساب کا ہی ہان ہماری علماء سی درباب جلادینی کلال خانہ کی

احراق البيت شئ وانما ورد عنهم هدم البيت وكسر الدنان لكن ذكر فى الفصل الثامن من كتاب الصلوة من

کوئی روایت نہین ہی اونسی یہہ ہی روایتین ہین کہ کلال خانہ کو گرادی اور مٹکی پہوڑدی لیکن محیط کی آٹھوین فصل مین کتاب الصلوۃ سی مذکور ہی

المحيط انه عليه السلام قال لقد هممت ان آمر رجلا يصلى بالناس وانظر الى قوم يتخلفون عن الجماعة فاحرق

کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مینی ارادہ کیا تہا کہ ایک شخص واسطی نماز جماعت کی مقرر کردون اور مین اون لوگون کو دیکہون جو جماعت سی پیچہی رہ جاتی ہین پہر اونکی گہر

بيوتهم وهذا الخبر يدل على جواز احراق بيت من يتخلف عن الجماعة لان الهم على المعصية لا يجوز من الرسول لانه

پہونکدون اس حدیث سی معلوم ہوتا ہی کہ تارک جماعت کا گہر پہونک دینا جایز ہی اسواسطی کہ عزم معصیت کا رسول سی نہین ہو سکتا کیونکہ یہہ بہی

معصية فاذا علم جواز احراق البيت على ترك السنة المؤكدة فما ظنك فى احراق البيت على ترك الواجب و

معصیت ہی پہر جب گہر کا پہونک دینا سنت موکدہ کی ترک سی جایز ہو تو اب گہر جلانی مین ترک واجب اور فرض پر تیرا خیال کیا ہی

الفرض وقد ذكر فى الباب الثلثين من شرح ادب القاضى للخصاف ان عمر خطب الناس يوما فقال بلغنى ان فى بيت

اور خصاف کی شرح ادب القاضی کی تیسوین باب مین مذکور ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نی ایکروز لوگون کو خطبہ سنایا کہا مینی سنا ہی کہ

فلان وفلان مسكرا فانى آتى بيوتهما فان كان حقا احرق بيوتهما وهما رجلان رجل من قريش ورجل من

فلانی اور فلانی کی گہر مین شراب ہی مین اونکی تلاشی لونگا اگر سچ نکلا تو اونکی گہر پہونک دونگا اور وہ دو شخص ایک تو قریش مین سی تہا اور ایک

ثقيف فسمع القريشى بذلك فحذر واخرج ما فى بيته من المسكر واراقه ولم يفعل الثقفى وكان اسمه مرشد فاتى

ثقیف مین سی سو قریشی نی یہہ بات سن پایی ڈرا اور جو اوسکی گہر مین نشہ تہا سب پہینکدیا اور ثقفی نی کچہہ پروا نکی اور اوسکا نام مرشد تہا پہر

عمر بيت القريشى فلم يجد فيه شيئا من المسكر واتى بيت الثقفى فوجد فيه خمرا فاحرق بيته وقال انت

عمر نی قریشی کی گہر کی تلاشی لی تو نشہ کچہہ نہ پایا پہر ثقفی کی گہر گئی تو وہان شراب موجود تہی سو اوسکا گہر پہونکدیا اور فرمایا تو مرشد

بمرشد وعلم من هذا الاثر ان المحتسب اذا بلغه خبر من المنكرات ينبغى له ان يعلنه ويهدد عليه لان عمر

نہین ہی اور اس اثر سی معلوم ہوا کہ محتسب جب منکرات کی خبر سنی تو اوسکو چاہئی کہ مشہور کری اور دہمکادی کیونکہ عمر نی

لما بلغه خبر المسكر اعلنه فى خطبته ووعظه وهدد عليه باحراق البيت والغلظ القريشى ولم يحرق بيته

جب شراب کی خبر سنی تو خطبہ اور وعظ مین ظاہر کیا اور گہر پہونک دینی سی دہمکایا اور قریشی نی تو نصیحت مانی اوسکا گہر رہا

ولم يتعظ الثقفى فاحرق بيته لانه هدد به فلا يليق بالسياسة ان يهدد بشئ ثم لا ياتى به وروى ان نفرا من

اور ثقفی نی نہ نصیحت مانی سو اوسکا گہر جلادیا کیونکہ یہہ ہی دہمکی دی تہی پہر سیاست کی خلاف ہی کہ دہمکی دی اور اوسپر عمل نہ کری اور روایت ہی کہ اہل شام

اهل الشام شربوا الخمر وقالوا هي لنا حلال لانه تعالى قال ليس على الذين امنوا وعملوا الصلحت جناح فيما طعموا
مین سی چند آدمیون نی شراب پی اور کہنی لگی ہمکو حلال ہی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی جو لوگ ایمان لائی اور کام نیک کئی اونپر نہین گناہ جو کچھ پہلی کہا چکی

فكتب فيهم الى عمر بذلك وكتب عمر ان ابعثوا بهم الى فلما قدموا جمع لهم عمر رض اصحاب رسول الله عليه السلام
سو یہہ بات عمر کی پاس لکہی آئی عمر نی جواب لکہا کہ اونکو یہان بہیجدو جب وہ آئی تو عمر رض نی اونکی لئی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کرکر

وشاورهم فيهم فقالوا يا امير المؤمنين انهم افتروا على الله تعالى وشرعوا في دينه مالم ياذن به فاضرب اعناقهم
مشورہ کیا سب نی کہا یا امیر المؤمنین ان لوگون نی اللہ پر افترا کیا اور اوسکی دین مین نیا راہ نکالا جسکی اجازت نہین ہی سو انکو قتل کر

وعلي في القوم ساكت فقال له عمر ما ترى فيهم يا علي فقال ارى ان تستتيبهم فان تابوا فاضرب كل واحد منهم
اور علی رض سب مین چپ تہی عمر رض نی اونسی پوچہا یا علی انکی باب مین آپکی کیا رائی ہی کہا میری نزدیک انسی توبہ کراؤ اگر توبہ کرین تو ہرایک کی

ثمانين جلدة وان لم يتوبوا فاضرب اعناقهم فاستتابهم فتابوا وضرب كل واحد منهم ثمانين جلدة والجواب
اسی اسی درہ مارو اور اگر توبہ نکرین تو انکو قتل کرو عمر نی اونسی توبہ کرائی تو اونہون نی توبہ کی اور ہرایک کی اسی اسی درہ ماری اور جواب

عن الاية التي استدلوا بها على اباحة الخمر ما روى عن ابن عباس انه قال لما نزل تحريم الخمر قالوا يا رسول الله كيف
اوس آیت کا جس سی اونہون نی اباحت خمر پر حجت کی تہی یہہ ہی جو روایت ہی ابن عباس سی کہ جب شراب کی حرمت قرآن مین آئی تو لوگون نی عرض کیا یا رسول اللہ

باخواننا الذين ماتوا وهم يشربون الخمر فنزل قوله تعالى ليس على الذين امنوا وعملوا الصلحت جناح فيما طعموا
ہماری بہائیون کا کیا حال ہوگا جو مرگئی اور شراب پیتی تہی تب یہہ آیت اوتری جو لوگ ایمان لائی اور کام نیک کئی اونپر نہین گناہ جو کچھ پہلی کہا چکی

يعني ان الذين شربوا الخمر قبل تحريمها لا اثم عليهم انما الاثم على الذين يشربونها بعد تحريمها فان قيل تحريم
مراد یہہ ہی کہ جنہون نی حرام ہونی سی پہلی شراب پی وہ گنہگار نہین ہین گنہگار وہ ہی ہین جو بعد حرمت کی پیتی ہین اگر کوئی کہی کہ حرمت

شرب ما يزيل العقل الذي هو ملاك معرفة الله تعالى وشكر نعمه حسن لا شبهة فيه فلم كان حلالا للامم
ایسی چیز کی پینی کی جو عقل کو کہو دیوی کہ وہ معرفت آلہی اور نعمتون کی شکر کی جڑ ہی بہت خوب ہی اسمین کچہہ شبہہ نہین ہی پر پہلی امتون کی واسطی کیون حلال تہی

السالفة مع احتياجهم الى ذلك فالجواب ان العقل لا يزول بشرب القليل منه وانما يزول بالسكر والسكر حرام
اسکی وہ بہی تو حاجتمند تہی سو جواب یہہ ہی کہ تہوڑی پینی مین عقل کم نہین ہوتی عقل جب ہی جاتی ہی کہ نشہ چڑہی اور نشہ

في جميع الاديان لكن القليل من الخمر قد حرمت على هذه الامة المشهود لهم بالخيرية تكرمة لهم من الله تعالى
تمام دینون مین حرام رہا ہی لیکن اس امت کی حق مین جسکی عمدگی کی گواہی گذر چکی ہی تہوڑی بہی شراب ہی حرام ہوگئی ہی یہہ اللہ تعالی کی طرف سی کرامت ہی

لئلا يقعوا في المحظور الذي هو السكر لان قليلها يدعوا الى كثيرها وهذا من خواصها ولهذا يزداد لذة شاربها
تاکہ نشہ مین جو کہ ممنوع ہی مبتلا نہوجاوین کیونکہ تہوڑی شراب بہت کا مزہ لگا دیتی ہی یہہ ہی اسکا خاصہ ہی اسہی لئی شرابی کا مزہ شراب بڑہانی سی

بالاستكثار منها بخلاف سائر المشروبات فان قيل الداعي المذكور كان موجودا فيها فلم لم تحرم ابتداء ومن حرمت
بڑہا جاتا ہی برخلاف تمام اور شربتون کی اگر کوئی کہی کہ داعی یعنی خاصہ مذکور تو اوسمین ہمیشہ موجود تہا پہر پہلی ہی ابتداء اسلام مین کیون نہ حرام ہوگئی

[illegible] فالجواب ان الشهادة بالخيرية لم تكن اذ ذاك واما التدريج الطارى فلئلا يقع النفرة عن الاسلام فانهم
[illegible] حرام ہوئی تو جواب یہہ ہی کہ عمدگی کی گواہی ابتدا مین کہان تہی اور رہی آہستگی سو اسلئی کہ اسلام کی نفرت مین نہ آجاوی کیونکہ وہ ایک

[illegible] كانوا مؤلفين بشربها فلكونهم مؤلفين بشربها اظهر الله تعالى فضله وحسن [illegible] دفعة و
[illegible] مین شراب کی بڑی شوقین تہی تو اونکی شوق کی لحاظ سی اللہ تعالی نی اپنا فضل اور احسان ظاہر فرمایا [illegible] حرام نہ کی

[illegible] حتى توارد في شانها اربع ايات نزل في مكة قوله تعالى ومن ثمرات النخيل والاعناب تتخذون
[illegible] حرام کی یہان تک کہ شراب کی باب مین چار آیتین اوتزین مکہ مین تو یہہ آیت آئی اور میوونسی کہجورونکی اور انگورونکی کہ بناتی ہو

منه سكرا ورزقا حسنا والمراد من السكر الخمر فقال كبراء الصحابة لو كان فيها خير لم تميز من الرزق الحسن
اوس سی نشہ اور روزی خاصی اور سکر سی شراب مراد ہی بڑی بڑی فہیم صحابہ قایل ہوئی کہ اگر شراب مین کچھہ خوبی ہوتی تو رزق حسن سی الگ کیون ہوتی

فتركوها وخفي على غيرهم ان توصيف المعطوف بالحسن لا يخلو عن الدلالة على ان في المعطوف عليه قبحا فلم يتركوها
سو اونہون نی تو ترک کی اور اور لوگون پر یہہ امر پوشیدہ رہگیا کہ معطوف کی موصوف ہونی مین خوبی سی یہہ ہی دلالت ہی کہ معطوف علیہ مین کچھہ نہ کچھہ برائی ہی سو اونہون نی پینی نہ چہوڑی

ثم ان عمر ومعاذا ونفرا من الصحابة قالوا يا رسول الله افتنا في الخمر والميسر فان احدهما مذهبة للعقل والاخر
پہر عمر اور معاذ اور کئی اور صحابہ نی عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو شراب اور جوئی کا حکم بتاؤ بیشک ایک تو عقل کہو دیتی ہی اور دوسرا مال تلف

متلف للمال فنزل قوله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما
کرتا ہی تب یہہ آیت آئی تجہسی پوچہتی ہین حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ انمین گناہ بڑا ہی اور فائدی بہی ہین لوگون کو اور انکا گناہ فائدی سی بڑا ہی اس آیت مین

فانه تعالى لم يحرمهما بل ذمهما ونبه بذلك على ان اجتنابهما اولى من اقترافهما لان الحكم في الامور للاغلب فامتنع كثير
بیشک اللہ تعالی نی شراب حرام تو نہین کی بلکہ اوسکی ہجو کی اور اس سی آگاہ کیا کہ شراب سی کنارہ کرنا بہ نسبت برتنی کی اولی ہی اسلئی کہ ہر کار مین حکم غالب پر ہوتا ہی پہر بہت لوگ تو

منهم عنهما فقالوا لا حاجة لنا فيما فيه اثم كبير وقال بعضهم ناخذ نفعهما ونترك اثمهما فلم يمتنعوا عنهما ثم ان عبد
دونو سی باز آئی کہا ہمکو اوسکی کچہہ حاجت نہین جسمین بڑا گناہ ہوتا ہو اور بعضی لوگ کہنی لگی ہم انکا فائدہ حاصل کرتی ہین اور گناہ ترک کرتی ہین سو دونو سی باز نہ آئی پہر عبد الرحمن

الرحمن بن عوف صنع طعاما فدعا جماعة من الصحابة واتاهم بخمر فشربوا وسكروا وحضرت صلوة المغرب فقدموا
بن عوف نی ضیافت کا کہانا پکا کر ایک جماعت صحابہ کو طلب کیا اور شراب پیش کی پہر سب نی پی اور مست ہوگئی اور وہین مغرب کا وقت ہوگیا تو اونہون نی ایک کو

احدهم فقرأ قل يا ايها الكفرون اعبد ما تعبدون بسكن الى اخر السورة بحذف لا فنزل قوله تعالى يا ايها الذين امنوا
امام کیا اونی اسطور پڑہا قل یا ایہا الکافرون اعبد ما تعبدون آخر سورۃ تک اسہی طرح لفظ لا کا نہ پڑہا پہر یہہ آیت اوتری ای ایمان والو

لا تقربوا الصلوة وانتم سكرى فهذه الاية اشد من الاولى لانه تعالى حرم فيها السكر في مواقيت الصلوة لان مرجع
نزدیک نہو نماز کی جب تمکو نشہ ہو یہہ آیت پہلی آیت سی تیز ہی اسلئی کہ اللہ تعالی نی اس آیت مین اوقات نماز مین نشہ حرام کردیا اسلئی کہ مآل

النهي ليس هو المقيد مع بقاء القيد مرخصا بحاله بل مرجع النهي انما هو القيد مع بقاء المقيد لازما بحاله
نہی کا مقید نہین ہی اگر قید جون کی تون مرخص رہی بلکہ مآل نہی کا وہ قید ہی مقید سمیت لازم بحال

لان الصلوة كانت على المؤمنين كتبا موقوتا فكانه تعالى قال يا ايها الذين امنوا لا تسكروا في اوقات الصلوة فترك
کیونکہ نماز مسلمانون پر فرض وقت بندہی ہوئی ہی تو گویا اللہ تعالی نی فرمایا ای ایمان والو نماز کی وقت نشہ مت کہاؤ پہر اکثر لوگون نی

اكثرهم شربها فشربها اقلهم في غير اوقات الصلوة فمنهم من كان يشربها بعد صلوة العشاء فيصبح وقد زال عنه
شراب پینا ترک کیا اور کچہہ لوگ سوای اوقات نماز کی پینی رہی پہر بعضی ایسی تہی کہ نماز عشا کی بعد پیتی صبح ہوتی تک نشہ اوتر جاتا

السكر ومنهم من كان يشربها بعد صلوة الصبح فيصحو عند مجئ وقت الظهر فخلا اكثر اوقاتهم عن الشرب فسهل
اور بعضی صبح کی نماز کی بعد پیتی تو وہ ظہر کی وقت تک ہوشیار ہو جاتی سو اونکا اکثر وقت شراب سی صاف جاتا تہا اسمین دشواری

نقلهم الى التحريم المطلق ثم ان عتبان بن مالك دعا رجالا من المسلمين وشوى لهم راس بعير فاكلوا وشربوا الخمر
حرمت مطلقہ کی اونپر سہل ہوگئی پہر عتبان بن مالک نی کئی شخص مسلمان بلاکر اونکی لئی اونٹ کی سری بہونی پہر اونہون نی کہانا کہایا اور شراب پی

فلما سكروا تفاخروا وتناشدوا الاشعار وكان فيهم سعد بن ابي وقاص فانشد شعرا فيه هجاء الانصار فاخذ رجل
جب مست ہوئی اپنی اپنی شیخی کرنی لگی اور شعر پڑہنی شروع کئی اس جماعت مین سعد بن ابی وقاص بہی تہی اونہون نی انصار کی ہجو کی شعر پڑہنی شروع کئی پہر ایک شخص نی

منهم لحي البعير فضرب به راس سعد فشجه موضحة فانطلق سعد الى رسول الله عليه السلام فشكى اليه وكان
اونمین سی اونٹ کا جبڑا لیکر سعد کی سر پر اوٹہا کر جبڑا کہ سر کہل گیا پہر سعد نی رسول اللہ صلی اللہ کی پاس آکر فریاد کی اور

عمر حاضرا فقال اللهم بین لنا فی الخمر بیانا شافیا فنزل قوله تعالی یا ایها الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب
عمر اوسوقت حاضر تہی دعاکی یا الٰہی ہمیر شراب کا بیان شافی کہولدی پہر یہہ آیت اوتری ای ایمان والو یہہ جو ہی شراب اور جوا اور بت
والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوه لعلکم تفلحون انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوة والبغضاء
اور پانسی گندی کام ہین شیطان کی سو انسی بچتی رہو شاید تمہارا بہلا ہو شیطان یہہ ہی چاہتا ہی کہ ڈالی تم ہین دشمنی اور بیر
فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر الله وعن الصلوة فهل انتم منتهون فقال عمر انتهینا یا رب فدلت هذه الایة
شراب سی اور جوئی سی اور روکی تمکو اسد کی یاد سی اور نماز سی پہر اب تم باز آؤ گی عمر نی کہا الٰہی ہم باز آئی اس آیت سی
علی تحریم الخمر قطعا من عشرة اوجه احدها انه تعالی قرنها بالمیسر الذی هو القمار وهو حرام بالاتفاق وکذا ما
شراب کی قطعی حرمت دس وجہ سی معلوم ہوتی ہی ایک یہہ کہ اسد تعالی نی شراب کو میسر کی ساتہہ ذکر کیا میسر جو قمار ہی اور وہ بالاتفاق حرام ہی اور ایسی ہی جو
قرن به والثانی انه تعالی قرنها بالانصاب وهی فی الحرمة کذلک والثالث انه تعالی قرنها بالازلام وهی فی الحرمة
اوسکی ساتہہ ہووی اور دوسری یہہ کہ اسد تعالی نی اوسکو انصاب کی ساتہہ ملایا انصاب بہی حرمت مین ویسی ہی ہین تیسری یہہ کہ اسد تعالی نی ازلام کی ساتہہ متصل کیا وہ بہی حرمت مین
کذلک والرابع انه تعالی سماها رجسا وهو اسم للحرام النجس العین والخامس انه تعالی جعلها من عمل الشیطن تنبیها
ویسی ہی ہین اور چوتہی یہہ کہ اسد تعالی نی اوسکا نام رجس رکہا اور رجس حرام نجس ذاتی کو کہتی ہین اور پانچوین یہہ کہ اسد تعالی نی اوسکو عمل شیطان کا قرار دیا اس تنبیہ کی
علی ان تعاطیها شر بحت والسادس انه تعالی امر باجتنابها والامر للوجوب فیلزم الامتثال والسابع انه تعالی وعد
واسطی کہ اسکا برتنا شر محض ہی اور چہٹی یہہ کہ اسد تعالی نی ہمکو اوس سی کنارہ کرنیکا ارشاد کیا اور امر ی مامور بہ واجب ہوجاتا ہی اب اطاعت ضروری اور ساتوین یہہ کہ اسد تعالی نی
الفلاح علی ذلک الاجتناب والفلاح لا یحصل الا باجتناب المحرم والثامن انه تعالی قال انما یرید الشیطن ان یوقع
اوس کنارہ کشی پر فلاح کا وعدہ فرمایا اور فلاح حرام سی کنارہ کشی بغیر حاصل نہین ہوسکتی آٹہوین یہہ کہ اسد تعالی نی فرمایا شیطان یہہ ہی چاہتا ہی کہ تمہاری درمیان مین
بینکم العداوة والبغضاء وما یؤدی الی ذلک فهو حرام والتاسع انه تعالی بین ان مراد الشیطان ان یصدهم
دشمنی اور بیر پیدا کردی اور جس سی دشمنی وغیرہ پیدا ہو سو وہ حرام ہی نوین یہہ کہ اسد تعالی نی بیان کیا کہ شیطان کی یہہ غرض ہی کہ یاد الٰہی
عن ذکر الله وعن الصلوة وذلک حرام والعاشر انه تعالی امر بالانتهاء عنها والانتهاء لا یجب الا عما هو حرام
اور نماز سی روکدی اور یہہ سب حرام ہی دسوین یہہ کہ اسد تعالی نی فرمایا اس سی باز آؤ اور باز آنا اوس سی واجب ہوتا ہی جو حرام ہووی
فثبت بهذه الوجوه حرمة الخمر قطعا فترکوا شربها جمیعا حتی روی عن انس انه قال کنت مع جماعة من الصحابة
اب ان وجوہات سی حرمت شراب کی قطعی ثابت ہوئی پہر سب نی اوسکا پینا ترک کیا یہان تک کہ انس سی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین صحابہ کی جماعت کی ساتہہ
فی دار ابی طلحة الانصاری وهم یشربون الخمر وانا ساقیهم اذ مر علینا رجل فقال ان الخمر قد حرمت فوالله
ابو طلحہ انصاری کی گہر مین تہا اور دور شراب کا چل رہا تہا اور مین اونکو پلاتا تہا ناگاہ وہان ایک شخص آگیا کہا شراب تو بیشک حرام ہوگئی پہر خدا کی قسم
ما توقفوا وما سئلوا عنها حتی قالوا اهرق ما فی انائک یا انس فاهرقته وما عادوا فیها ابدا حتی لقوا الله تعالی وروی
ذرہ دیر نکی اور نہ کچہہ کہا یہہ ہی کہا انس جتنی تیری برتن مین ہی گرادی سو مینی گرادی اور کسینی پہر کبہی نہ پی یہان تک کہ مرگئی اور
عن علی انه قال لو وقعت قطرة منها فی البیر فبنیت مکانها منارة لم اؤذن علیها ولو وقعت قطرة منها
علی رض سی روایت ہی کہ کہتی تہی کہ اگر شراب کی ایک بوند کوئی مین گرجاوی پہر کوئی کی جگہ مینار بناوین تو مین اوسپر اذان نہ پڑہون اور اگر شراب کی ایک بوند
فی البحر ثم جف فنبتت فیه الکلاء لم ارعه وروی عن عثمان انه قال اجتنبوا الخمر فانها ام الخبائث
دریا مین گرپڑی پہر وہ خشک ہوکر گہاس جم آوی تو مین نہ چراؤن اور عثمان رض سی روایت ہی کہ وہ کہتی تہی کنارہ کرو شراب سی بیشک یہہ تمام خبائث کی ماہی
فوالله لا یجتمع الایمان والخمر فی قلب رجل الا یوشک ان یذهب احدهما بالاخر
قسم ہی اسد کی کہ کسی شخص کی دل مین ایمان اور شراب دونو جمع نہین ہوتی مگر قریب ہی کہ انمین سی کوئی ایک دوسری کو کہودی

یعنی ان شارب الخمر اذا سکر یجری علی لسانه کلمة الکفر فانه وان لم یعتبر ارتداده فی حال السکر لعدم القصد
مراد یہ ہی کہ شرابی جب مست ہوتا ہی تو اوسکی زبان پر کلمہ کفر کا آجاتا ہی اب حالت مستی مین قصد اور اعتقاد نہوتی سی اگرچہ اوسکی ارتداد کا اعتبار نہین ہی

والاعتقاد لکن یتعود لسانه ذلك ویخاف علیه عند الموت ان یجری علی لسانه کلمة الکفر ویخرج من الدنیا علی
پر اوسکی زبان کو یہہ ہی عادت پڑجاتی ہی اوسپر یہہ خوف ہوتا ہی کہ مرتی دم بہی اوسکی زبان سی کلمہ کفر کا نکلی اور دنیا سی کافر ہوکر مرجاوی

الکفر لان اکثر ما ینزع الایمان من العبد عند الموت لیس الا بسبب ذنوبه التی یفعلها فی حیاته فیبقی فی النار
کیونکہ اکثر آدمی کا ایمان مرتی وقت جو کہو جاتا ہی سو صرف بسبب گناہونکی جو زندگی میں کرتا رہتا ہی پہر ہمیشہ کو دوزخ میں پڑا رہیگا

ابدا وقد روی ان اهل النار یساقون الی النار فاذا دنوا منها یستقبلهم الملئکة بمقامع من حدید فاذا
اور روایت ہی کہ دوزخیوں کو جب دوزخ کی طرف لیجاتی ہین جب وہ نزدیک ہوجاتی ہین تو سامنی سی فرشتی لوہی کی گرز لیکر آتی ہین جب

دخلوها لا یبقی منهم عضو الا یلزمه عذاب اما حیة تنهشه واما عقرب تلسعه او نار تسفعه او ملك
وہ دوزخ مین داخل ہوجاتی ہین تو اونکا کوئی ٹکڑا بدن کا باقی نہین رہتا کہ عذاب نہو یا تو اوسکو سانپ ڈستا ہی یا بچہو ڈنک مارتا ہی یا آگ جلا کر کویلا کردیتی ہی یا فرشتہ

یضربه بمقمع فاذا ضربه الملك ضربة یهوی فی النار مقدار اربعین عاما لا یبلغ قعرها وقعرها ثم یرفعه
گرز سی مارتا ہی جب اوسکی فرشتہ ایک چوٹ لگاتا ہی تو چالیس برس کی مسافت پر آگ کی اندر دہس جاتا ہی ابہی اوسکی تہہ کو نہین پہنچتا کہ آگ کی لپٹ

اللهب فاذا بدا راسه یضربه الملك ضربة اخری فیهوی فیها فیعذب فیها ما شاء الله تعالی ان یعذبوا ثم
پہر اوچہال دیتی ہی وہین اوسکا سر نکلتا ہی کہ فرشتہ دوسری چوٹ لگاتا ہی پہر آگ مین اوتر جاتا ہی پہر یہہ ہی عذاب ہوتی جاویگا جب تک مرضی الہی عذاب دینی کی ہوگی

یدعون خزنة جهنم قائلین لهم ادعوا ربکم یخفف عنا یوما من العذاب فلا یجیبونهم ثم یدعون مالکا فلا
پہر وہ دوزخ کی تعیناتیون کو پکار کر یہہ کہینگی مانگو اپنی رب سی کہ ہمپر ہلکا کری ایکدن تہوڑا عذاب سو وہ کچہہ جواب نہینگی پہر وہ مالک کو پکارینگی وہ بہی

یجیبهم فیقولون قد دعونا الخزنة ودعونا المالك فلم یجیبونا هلموا فلنجزع فلا یغنی عنهم ثم یقولون هلموا
جواب ندیگا پہر کہینگی ہم تعیناتیون کو پکار چکی اور مالک کو پکار چکی سو کوئی جواب نہین دیتا آؤ ہم اپنی عذر بیان کرین سو کچہہ فائدہ نہوگا پہر کہینگی آؤ

فنصبر فیصبرون ولا یغنی عنهم فیقولون سواء علینا اجزعنا ام صبرنا ما لنا من محیص فهذا العذاب و
صبر کرین پہر صبر کرینگی اور کچہہ فائدہ نہوگا پہر کہینگی برابر ہی ہماری حق مین ہم بیقراری کرین یا صبر کرین ہمکو خلاصی نہین پس یہہ عذاب

ان کان للکفار لکن المسلم اذا شرب الخمر یجری علی لسانه کلمة الکفر ویتعود لسانه ان یتکلم بکلمة الکفر
اگرچہ کفار کی لئی ہی لیکن مسلم بہی اگر شراب پیتا ہی تو اوسکی زبان سی کلمہ کفر کا نکلتا ہی اور اوسکی زبان کو عادت پڑجاتی ہی کہ کلمہ کفر کا بکا کری

فینزع عنه الایمان فیصیر من جملة الکفار فیبقی ابدا فی عذاب النار فینبغی للمؤمن ان یمتنع عن شربها و
سو اوسکا ایمان جاتا رہتا ہی اور کفار مین داخل ہوجاتا ہی پہر ہمیشہ کو دوزخ مین پڑا رہیگا اب مؤمن کو چاہیئی کہ شراب پینی سی باز رہی اور

ینقطع عمن یشربها ویتفکر فی هول یوم القیمة فان من یتفکر فی هوله لا یمیل قلبه الی شربها والی صحبة من
شرابی کی پاس نہ بیٹہی اور قیامت کی ہول کا خیال رکہی کیونکہ جو شخص قیامت کی ہول کا خیال رکہتا ہی اوسکا دل نہ شراب پینی کو چاہی نہ شرابی کی صحبت کو

یشربها لکن لا بد من معرفة حقیقتها وهی النیّ من ماء العنب اذا غلا واشتد وقذف بالزبد واذا لم یقذف بالزبد
لیکن شراب کی حقیقت بہی دریافت کرنی چاہیئی شراب وہ ہی جو انگور کی شیرہ کی ہوتی ہی جب خوب جوش کہا کر کف گرانی لگی اور جبتک کف نہ گرانی لگین

لا یصیر خمرا عند ابی حنیفة وعندهما اذا اشتد یصیر خمرا وان لم یقذف بالزبد واما المثلث وهو ما طبخ
امام ابو حنیفہ کی نزدیک خمر نہین ہوتی اور صاحبین کی نزدیک جب خوب جوش کہا جاوی خمر ہوجاتی ہی اگرچہ کف نہ آوین اور مثلث وہ ہوتی ہی کہ انگور کا شیرہ

من عصیر العنب حتی ذهب ثلثاه وبقی ثلثه ثم غلا واشتد وصار مسکرا فعند محمد واکثر الفقهاء قلیله وکثیره
پکتی پکتی دو تہائی جل کر ایک تہائی رہ جاوی پہر خوب جوش کہا کر مسکر ہو جاوی سو امام محمد اور اکثر فقہاء کی نزدیک اسمین سی تہوڑی اور بہت

حرام وکذا کل ما ھو مسکر من کل شراب سواء کان مما یتخذ من الحبوب کالحنطۃ والشعیر والذرۃ او من الالبان
سب حرام ہی اور ایسی ہی ہر ایک شراب میں سی جو مسکر ہو برابر ہی کہ دانہ سی بنتی ہو جیسی گیہوں اور جو اور جوار یا دودھ
والعسل او التین وعند ابی حنیفۃ وابی یوسف یحل شربہ ما لم یسکر واذا اسکر الشارب لا یحل شربہ حتی قال ابو
اور شہد اور انجیر سی اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی نزدیک جب تک نشہ نہ لاوی پینا حلال ہی اور جب پینی والیکو مست کردی تو پینا حلال نہیں
اللیث فی التنبیہ الشارب المطبوخ اعظم ذنبا واثما من شارب الخمر لان شارب الخمر مقر بانہ شرب الخمر الحرام فیصیر
ابو اللیث تنبیہ میں کہتا ہی کہ مطبوخ کا پینی والا بڑا گنہگار ہی شراب پینی والی سی اسلئی کہ شراب پینی والا قائل ہی کہ میں نی شراب حرام پی سو وہ فاسق
فاسقا وشارب المطبوخ یشرب المسکر ویراہ حلالا وقد اجمع المسلمون علی ان شرب المسکر حرام واذا استحل ما ھو
ہوتا ہی اور مطبوخ پینی والا مسکر پیتا ہی اور حلال جانتا ہی اور مسلمان اسپر سب متفق ہیں کہ مسکر کا پینا حرام ہی اور جب حرام بالاجماع کو حلال سمجہی تو
حرام بالاجماع یصیر کافرا وشرب المطبوخ ما لم یسکر انما یحل اذا لم یقصد بہ اللھو والطرب واما اذا قصد بہ اللھو و
کافر ہو جاتا ہی اور مطبوخ غیر مسکر کا پینا جبہی تک حلال ہی کہ اوس سی لہو اور طرب مقصود نہو اور اگر بہ نیت لہو اور
الطرب فلا یحل شربہ حتی سئل عنہ ابو حفص الکبیر فقال لا یحل شربہ فقیل لہ خالفت الشیخین فقال لا انھما
طرب کی پیوین تو حلال نہیں ہی یہاں تک کہ ابو حفص کبیر سی پوچھا تو کہا اوسکا پینا حلال نہیں ہی کسی نی کہا شیخین کی خلاف کہتی ہو جواب دیا نہیں اسلئی کہ وہ دونو
کانا یحلانہ لاستمراء الطعام والناس فی زماننا یشربونہ للفجور والتلھی فعلم من ھذا ان الخلاف فیما قصد بہ التقوی
ہضم طعام کی لئی حلال کہتی تہی اور اس زمانہ کی لوگ فجور اور لہو کی لئی پیتی ہیں اس سی معلوم ہوا کہ خلاف اوس صورت میں ہی کہ مقصود عبادت کی قوت ہو
علی العبادۃ واما اذا قصد بہ التلھی فلا یحل اتفاقا بل اذا شرب الماء وغیرہ من المباحات بلھو وطرب علی ھیئۃ
اور اگر صرف لہو مقصود ہو تو اتفاقا حلال نہیں بلکہ اگر پانی وغیرہ مباحات لہو اور طرب سی فاسقوں کی وضع پر پیوی
الفسقۃ حرمت ایضا المجلس التاسع والسبعون فی بیان حرمۃ الغلول ووجوب التقسیم بین
تو یہہ بہی حرام ہی اناسی مجلس میں بیان غنیمت کی چوری کی حرمت کا اور تقسیم واجب ہونیکا غانمین میں
الغانمین کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ادوا الخیاط والمخیط وایاکم والغلول فانہ عار علی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتی تہی ادا کر دیا کرو سوئی اور دہاگا اور بچو غنیمت کی چوری سی قیامت کی دن
اھلہ یوم القیمۃ ھذا الحدیث من حسان المصابیح رواہ عبادۃ بن الصامت والمراد من الغلول الخیانۃ فی
غلول کرنیوالوں پر بڑی شرم ہوگی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی عبادۃ بن الصامت کی روایت سی اور مراد غلول سی غنیمت کی
الغنیمۃ وھی ما اخذ من الکفار عنوۃ وھی لم تکن حلالا للامم السالفۃ لکن اللہ تعالی تفضل لھذہ الامۃ فجعلھا
خیانت ہی اور غنیمت وہ مال ہی جو غالب ہوکر کفار سی چہین لیں اور غنیمت پہلی امتوں کو حلال نہ تہی لیکن اللہ تعالی نی اس امت پر اپنا فضل کرکر انکو غنیمت
حلالا لھم حیث قال فکلوا مما غنمتم حلالا طیبا وحکمھا بعد اخراجھا الی دار الاسلام ان یجمع ما فی ایدی الغزاۃ
حلال کردی ہی چنانچہ فرمایا ہی سو کہاؤ جو غنیمت لاؤ حلال ستہری اور غنیمت کا حکم جب دار الاسلام میں لی آوین تو یہہ ہی کہ جو غازیوں کی پاس ہووی سب یکجا
حتی ما فضل من ماکلھم ومعالفھم سوی النفل وسیاتی بیانہ ثم یخرج منھا الخمس للیتمی والمسکین وابن السبیل ثم
جمع کریں یہاں تک کہ جو کہا کر اور دواب کی گہاس سی بچ رہی بجز تنفیل یعنی عطاء زاید کی جسکا بیان اب آتا ہی پہر اوسمیں سی پانچواں حصہ واسطی یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کی
یقسم باقیھا بین الغانمین فیعطی للراجل سھم وللفارس سھمان عند ابی حنیفۃ وعند غیرہ یعطی للفارس ثلثۃ
نکال کر پہر باقی غانمین میں یعنی لشکر پر بانٹ دیں اب امام ابو حنیفہ کی نزدیک پیادہ کو اکہرہ حصہ اور سوار کو دوہرا حصہ اور سوا اوکی اور کہتی ہیں کہ سوار کو تہرہ حصہ ہی
اسھم ولیس للامام علی ما ذکر فی فتاوی قاضیخان ان یقسم الغنائم فی دار الحرب قبل اخراجھا الی دار الاسلام الا
اور موافق مذکور فتاوی قاضیخان کی امام کو یہہ اختیار نہیں ہی کہ غنایم کو دار الحرب کی اندر دار الاسلام میں لانی سی پہلی تقسیم کردی ہاں

ان یفتح بلدة من بلاد اهل الحرب ویقسم الغنائم فیها ثم یجوز قسمته لانه لما فتحها صار تلك البقعة من
اگر کوئی شہر اہل حرب کی شہروں مین سی فتح کرکر اوسمین غنایم تقسیم کردی تو اب تقسیم جایز ہی کیونکہ جب امام نی شہر فتح کرلیا تو وہ جگہہ دار الاسلام کی ہوگئی
دار الاسلام فیجوز قسمة الغنائم فیها هذا حکم الشرع فی الغنیمة لکن فی هذا الزمان قد ترك هذا الحکم
پہر اوسمین قسمت غنایم کی جایز ہی غنیمت مین شرع کا تو یہہ حکم ہی لیکن اس زمانہ مین یہہ حکم چہوٹ چہاٹ کر ایسا ہوگیا ہی
وجعل کالشریعة المنسوخة حیث لا یقسم الغنائم بین الغانمین ولا یخرج خمسها لان العادة فی هذا الزمان
جیسی دین منسوخ کیونکہ نہ تو غنایم لشکر پر بٹتی ہین اور نہ اوسمین سی خمس نکلتا ہی کیونکہ اس زمانہ مین یہہ عادت ہی
ان العسکر اذا دخلوا دار الحرب وغلبوا علی الکفار ینتهبون اموالهم فیاخذ بعضهم شیئا کثیرا وبعضهم
کہ جب لشکر دار الحرب مین جاکر کفار پر غالب آتا ہی اور اونکا مال لوٹتی ہین تو کوئی تو بہت کچہہ لیلیتا ہی اور کوئی تہوڑا
شیئا قلیلا وبعضهم لا یاخذ شیئا بل یبقی محروما ثم یتفرقون علی تلك الحالة بلا قسمة بینهم ولا اخراج الخمس
اور کسیکو کچہہ نہین ملتا بلکہ محروم رہ جاتا ہی پہر ایسی ہی ادہر اودہر ہوجاتی ہین اور اونمین قسمت نہین ہوتی اور نہ خمس نکلتا ہی
وهذا هو الغلول الذی ورد من الشارع وعیدات شدیدة فی احادیث کثیرة منها ما روی عن ابی هریرة ان
اور یہہ ہی غلول ہی جسمین شارع نی بہت حدیثون مین سخت سخت وعید فرمائی ہین ایک یہہ ہی جو ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ
رجلا اهدی لرسول الله صلی الله علیه وسلم غلاما یقال له مدعم فبینما هو یحط رحلا لرسول الله صلی الله
ایک شخصنی غلام واسطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدیہ بہیجا اسکا نام مدعم تہا جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ اوتار رہا تہا
علیه وسلم اذ اصابه سهم من عدو فقتله فقال الناس هنیئا له الجنة فقال رسول الله علیه السلام کلا
ناگاہ دشمن کی طرف سی اوسکی تیر آ لگا اور اوسکو مار ڈالا سو لوگ بولی اسکو جنت مبارک ہو پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا ہرگز نہین
والذی نفسی بیده ان الشملة التی اخذها یوم خیبر من المغانم لم یصبها المقاسم لتشتعل علیه نارا فلما
قسم ہی اوس ذات کی کہ میری جان اوسکی قبضہ مین ہی وہ کملی جو خیبر کی دن تقسیم سی پہلی غنیمت مین سی لیلی تہی آگ کا شعلہ بہڑکا رہی ہی جب
سمع الناس ذلك فزعوا فجاء رجل بشراك او شراکین فقال اصبت هذا یوم خیبر فقال رسول الله صلی
یہہ لوگون نی سنا تو کانپ اوٹہی پہر ایک شخص ایک تسمہ پاپوش کا یا دو تسمی لایا عرض کیا یہہ خیبر کی دن مینی لئی تہی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
الله علیه وسلم من نار شراك او شراکان من نار ومنها ما روی عن زید بن خالد ان رجلا من اصحاب النبی علیه السلام
فرمایا آگ کا ایک تسمہ ہی یا دو تسمی آگ کی ہین اور اون حدیثون مین سی ایک یہہ ہی جو زید بن خالد سی روایت ہی کہ ایک صحابی نی
توفی یوم خیبر فذکروا ذلك لرسول الله علیه السلام فقال صلوا علی صاحبکم فتغیر وجوه الناس فقال ان
خیبر کی روز وفات پائی سو یہہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سی بیان کی آپ نی فرمایا اپنی یار پر تم ہی نماز پڑہو یہہ سنکر لوگون کی چہرہ بدل گئی پہر فرمایا
صاحبکم قد غل فی سبیل الله ففتشنا متاعه فوجدنا خرزا من خرز یهود لا یساوی درهمین ومنها ما روی
تمہاری یار نی غنیمت مین خیانت کی ہی سو ہمنی اوسکی اسباب مین ڈہونڈہا تو ایک مہرہ یہود کی مہرون مین سی پایا دو درم کا بہی نہین تہا اور ایک یہہ ہی
عن عبد الله بن عمرو انه علیه السلام کان اذا اصاب غنیمة امر بلالا فینادی فی الناس فیجیئون بغنائمهم فیخمسه
جو عبد اللہ بن عمرو سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام بروقت حصول غنیمت کی بلال کو فرماتی وہ لوگون مین پکار دیتا وہ اپنی اپنی غنیمت لاکر جمع کردیتی پہر آپ خمس نکالکر
ویقسمه فجاء رجل بعد ذلك بزمام من شعر فقال هذا فیما اصبناه من الغنیمة فقال النبی علیه السلام اسمعت
تقسیم کردیتی پہر ایک شخص بعد تقسیم کی ایک روز بالون کی رسی لیکر آیا اور عرض کیا غنیمت مین سی یہہ لی تہی پس نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ تو نی بلال کو
بلالا ینادی ثلثا قال نعم قال فما منعك ان تجیء به فاعتذر فقال کن انت الذی تجیء به یوم القیمة فلن اقبل عنك
آواز دیتی سنا تہا عرض کیا ہان فرمایا پہر تو کیون نہ لایا اوسنی کچہہ عذر کیا پہر فرمایا تو ہی رکہہ قیامت کی روز لیکر آئیو مین تجہسی نہین لیتا

وانما امتنع النبی علیه السلام من اخذ الزمام لانه کان فیه لجمیع الغانمین شرکة وقد تفرقوا ولم یمکن ایصال
اور نبی علیہ السلام نی وہ رسی اسواسطی نلی کہ اوسمین تمام لشکر کی شرکت تہی وہ سب اوہر اودہر ہو گئی تہی اور ہر یک کا
نصیب کل واحد منهم من ذلك الزمام الی صاحبه فترکه فی یده لیکون اثمه علیه لانه هو الغاصب
حصہ اوس رسی مین سی حصہ دار کو پہنچا نا ممکن نہین تہا اور اوسہی کی پاس اسلئی رہنی دی کہ اوسکا گناہ اوسی پر رہی کیونکہ وہ ہی غاصب تہا
فعلی هذا ما یاخذه غزاة زماننا من الغنائم بلا قسمة ولا اخراج الخمس لا یحل لاحد منهم ان یاکل منها لان
ان روایات کی موافق ہماری زمانہ کی غازی جو غنایم بلا قسمت لیلیتی ہین اور خمس بہی نہین نکالتی تو اونکو اوسمین سی کہانا حلال نہین ہی کیونکہ
اخذهم لم یکن علی طریق الشرع ومع هذا نسمع کثیرا منهم یقولون لقد وصلنا من اهل الحرب مال هو حلال
اونکا قبضہ شرع کی موافق نہین ہی اسپر سننی مین آتا ہی کہ اکثر یون کہتی ہین ہمنی کفار کا ایسا حلال مال حاصل کیا ہی
لنا من المال الموروث من ابائنا وامهاتنا ولا یعرف هؤلاء المغرورون انهم اخذوه علی غیر طریق الشرع فلا یکون حلالا
کہ ویسا ماں باپ کی میراث کا بہی نہین ہوتا اوران مغرور لوگون کو یہہ خبر نہین ہی کہ انہون نی خلاف شرع لیلیا ہی پہر حلال کیونکر ہوگا
اذ فیه حق الفریقین من المستحقین احدهما الیتمٰی والمسٰکین وابن السبیل لان الخمس حقهم وهو باق فیه والثانی
کیونکہ اسمین حق دونو فریق مستحق کا ہی ایک فریق تو یتیم اور مساکین اور مسافر ہین اسلئی کہ خمس انہین کا حق ہی کہ وہ اوسمین باقی ہی اور دوسرا فریق
الغزاة الذین کانوا معهم لان الباقی بعد الخمس حقهم وهو باق فیه لم یقسم بینهم علی طریق الشرع فکیف یکون حلالا
وہ غازی ہین جو اونکی ہمراہ تہی اسلئی کہ خمس نکالکر جو بچا اسمین اونکا بہی حق ہی وہ اوسمین باقی ہی کہ بطور شرع انہین تقسیم نہین ہوا پہر حلال کیونکر ہوویگا
بل لو کان الماخوذ جاریة لا یجوز للاخذ علی هذا الوجه ان یتصرف فیها لکونها مشترکة مستحقة البعض ولو
بلکہ اسطرح کی لی ہوئی اگر لونڈی ہووی تو لینی والیکو اصلا تصرف جایز نہین ہوگا کیونکہ وہ مشترک ہی کچہہ اسکا حق ہی اگرچہ
بعد اخراج خمسها لبقاء حق باقی الغزاة فیها ولا خلاف ان الجاریة المشترکة یحرم وطئها علی جمیع الشرکاء ولا فرق
خمس نکل چکا ہو کیونکہ حق لشکر کا اسمین باقی رہتا ہی اور اسمین کسیکو خلاف نہین ہی کہ مشترک لونڈی سی تمام شرکا کو وطی حرام ہی اور حرمت مین
فی الحرمة بین من قل نصیبه او کثر وقد اتفقوا علی ان احدا من الغانمین لا یجوز له ان یطاء جاریة من السبی قبل القسمة
اسکی کچہہ فرق نہین ہوتا کہ حصہ تہوڑا ہو یا بہت اور اسپر سب متفق ہین کہ لشکر مین سی کسیکو جایز نہین ہی کہ قیدیون مین سی لونڈی کو قسمت سی پہلی وطی کری
واختلفوا فیما یجب علیه اذا وطئها فقال مالك یحد لانه زان وقال ابو حنیفة لا حد علیه بل علیه عقوبة
اور اسمین اختلاف ہی کہ واطی پر کیا لازم آتا ہی اگر وطی کری سو امام مالک کہتی ہین حد آتی ہی کیونکہ وہ زانی ہی اور ابو حنیفہ کہتی ہین اوسپر حد نہین ہی بلکہ اوسپر عذاب ہی
وان حصل منها ولد فهو مملوك یرد الی الغنیمة فاذا کان الامر کذلك یخاف علی من یقتل الکافر لکفره
اور اگر بچہ جنی تو وہ غلام ہی غنیمت مین شامل کیا جاوی جب حال یہہ ہی تو خوف ہی اوسپر جو کافر کو کفر کی سبب قتل کرتا ہی ایسا نہو
ان یکفر هو بنفسه باستحلال الغنائم الغیر المقسومة والفروج المشترکة ثم یسری
کہ وہ آپ کافر ہو جاوی غنایم بلا تقسیم کو اور فروج مشترکہ کو حلال سمجہہ کر پہر یہ فساد
هذا الفساد الی کل من یتملك منهم الجواری وغیرها وهذا داء عضال عسیر الزوال لان
آگی کو چلیگا جو جو شخص کہ لونڈیان وغیرہ اونسی خریدیگا یہہ بڑا سخت مرض ہی اسکا جانا دشوار ہی کیونکہ
اکثر الاجناد فی هذا الزمان نبذوا احکام الاسلام وراء ظهورهم کانهم
اس زمانہ کی اکثر لشکریون نی احکام اسلامی پس پشت ڈالدئی ہین گویا کہ اونکو
لم یکلفوا بها فلا یبالون بما فعلوا فکیف یمکن العلاج بجمع ما فی ایدیهم من الغنائم
کچہہ حکم ہوا ہی نہین سو جو کرتی ہین اوسکی کچہہ پروا نہین ہی پہر اسکا کیا علاج کہ جو جو غنایم اونکی قبضہ مین ہی کہان سی جمع کرین

وتقسیمہا بینہم مع عدم انقیادہم الی الشرع فلما تعذر جمعہا وتقسیمہا بینہم صار ما فی ید کل واحد منہم بمنزلة اللقطة
اور کیونکر تقسیم کریں اس صورت میں کہ وہ تابع شرع کی نہیں ہیں پھر جب جمع کرنا اور اونمیں تقسیم دشوار ہوئی تو جو جو اونکی ہاتھہ آیا ہی لقطہ کی برابر ہی

فمن کان فقیرا یرجی ان یجوز لہ ان یتصرف فیہ ومن کان غنیا لا یجوز لہ ان یتصرف فیہ بل یلزمہ ان یتصدق
پھر جو شخص فقیر ہو تو امید ہی کہ اوسمیں اوسکو تصرف جایز ہو اور جو غنی ہیں اونکو جایز نہیں ہی کہ اوسمیں تصرف کریں بلکہ غنی کو لازم ہی کسی فقیر پر خیرات کریں

بہ علی فقیر ثم ان اراد ان یتملکہ من ذلک الفقیر اما بالاستیہاب او بالشراء ہذا اذا کان ما فی یدہ ماخوذا من غیر تنفیل
پھر اگر چاہی کہ اوس فقیر سے لیکر مالک ہو جاوی تو یا بطور ہبہ کی یا خرید کر یہ سب اوس صورت میں ہی کہ جو اوسکی قبضہ میں ہی بغیر تنفیل یعنی انعام

واما اذا کان اخذہ بطریق التنفیل فہو لہ خاصة لا یشارکہ فیہ احد لکن لا یملکہ الا بعد اخراجہ الی دار الاسلام
اور جس صورت میں کہ بطور تنفیل یعنی انعام کی لیا ہو تو وہ خاص اوسکی ملک ہی اوسمیں کوئی شریک نہیں ہی لیکن اوسکا مالک نہیں ہوتا جبتک دار الاسلام میں نہ لی آوی

حتی لو قال الامام او امیر العسکر من اصاب جاریة فہی لہ فاصاب احد من الغزاة جاریة واستبراہا لا یحل لہ
یہان تک کہ اگر امام نے یا سالار لشکر نے حکم دیا کہ جسکی لونڈی ہاتھہ آوی وہ اوسی کی ہی پھر کسی غازی کو لونڈی ہاتھہ آ جاوی اور حیض سے رحم پاک بہی کر لی تو بہی نہ وطی

وطیہا ولا بیعہا قبل اخراجہا الی دار الاسلام والمراد من التنفیل التحریض علی القتال باعطاء شیء زاید علی سہم الغنیمة
حلال ہی اور نہ اوسکی بیع جبتک دار الاسلام میں نہ لی آوی اور مراد تنفیل سے لڑائی کی رغبت دلانی ہی کچھہ حصہ غنیمت سے زاید دیکر

وہو مندوب لقولہ تعالی یا ایہا النبی حرض المؤمنین علی القتال فینبغی للامام او لامیر العسکر ان ینتفل بان یقول
اور رغبت دلانی مستحب ہی بدلیل اس آیت کی ای نبی شوق دلا مسلمانوں کو لڑائیکا سو امام کو یا سالار لشکر کو چاہئی کہ عطا زاید دیوی اسطور کہ کہی

من قتل قتیلا فلہ سلبہ او یقول لسریة ما اصبتم فہو لکم او ربعہ او ثلثہ او نحو ذلک ولا ینفل بکل الماخوذ
جسنے مارا کسی کافر کو تو اوسی کا ہی سامان اوسکا یا چھوٹی لشکر کو حکم دی لوٹ سب تمہاری ہی یا اوسکا چوتہائی یا تہائی یا مانند اسکی اور تمام لوٹ کو معاف نکردی

اذ فیہ ابطال حق الکل وان فعل ذلک مع سریة یجوز اذ قد یکون المصلحة فیہ کذا ذکر فی الہدایة وذکر فی شرح المجمع
کیونکہ اسمین سبکا حق تلف ہوتا ہی اگر ایسا حکم سریہ کو تو جایز ہی اسلئی کہ بعضی وقت اسہی مین مصلحت ہوتی ہی ہدایہ مین یہہ ہی مذکور ہی اور شرح مجمع مین مذکور ہی

ان الامام لا ینفل بکل الماخوذ اذ فیہ ابطال القسمة المشروعة فی الغنیمة وذکر فی السیر الکبیر ان الامام اذا قال للعسکر
کہ امام تمام لوٹ کو نفل نکردی کیونکہ اسمین قسمت جو غنیمت مین شرعا چاہیی باطل ہوتی ہی اور سیر الکبیر مین مذکور ہی کہ امام اگر تمام لشکر کو حکم دی کہ

جمیعا ما اصبتم فہو لکم بعد الخمس لا یجوز لان المقصود من التنفیل التحریض علی القتال وانما یحصل ذلک بتخصیص
لوٹ تمہاری ہی خمس نکالکر تو جایز نہین ہی اسلئی کہ غرض تنفیل سے لڑائی پر اوبہارنا ہوتا ہی یہہ جب ہوتی ہی کہ کسی کسی کو خاص کر

البعض بشیء وفی التعمیم ابطال تفضیل الفارس علی الراجل وکذا اذا قال ما اصبتم فہو لکم ولم یقل بعد الخمس اذ فیہ
کچھہ مقرر کردیں اور تعمیم مین سوار کی فضیلت جو پیادی پر ہی باطل ہوتی ہی اور ایسی ہی جایز نہین اگر حکم دی جو لوٹ ہی سب تمہاری اور بعد الخمس نکہی اسلئی کہ اسمین

ابطال الخمس الذی اوجبہ اللہ تعالی فی الغنیمة فعلی ہذا ما ذکر فی فتاوی قاضیخان ان الامام اذا قال من اصاب شیئا
خمس جو اللہ تعالی نے غنیمت مین واجب کیا ہی باطل ہوتا ہی اس بیان کی موافق جو فتاوی قاضی مین مذکور ہی کہ امام حکم دی کہ جسکو جو شی ہاتھہ لگی

فہو لہ فاصاب واحد منہم شیئا فی دار الحرب یکون لہ خاصة ولا یجب فیہ الخمس ولا یشارکہ فیہ غیرہ وان
وہ اوسی کی ہی پھر کسیکو کوئی شی دار الحرب مین ہاتھہ آگئی تو خاص اوسی کی ہو جاویگی نہ اسمین خمس واجب ہی اور نہ کوئی اور اسمین شریک ہی اور اگر

مات فی دار الحرب فما اصابہ یکون میراثا عنہ وکذا ما ذکر فی منیة المفتی ان الامام اذا قال من اصاب شیئا فہو لہ
دار الحرب مین وہ مرجاوی تو وہ شی اوسکی میراث ہو ویگی اور ایسی ہی جو کہ منیة المفتی مین مذکور ہی کہ امام اگر حکم دی جسکو جو ہاتھہ آوی وہ اوسی کا ہی

یدخل الامام فی التنفیل ینبغی ان یحمل علی کون قول الامام مقولا لسریة لا لکل العسکر لئلا یفہم منہ المخالفة لسائر
تو امام بہی تنفیل مین داخل ہوتا ہی یہہ دونو روایت قاضی خان اور منیة المفتی کی چاہئی کہ محمول اس حال پر ہون کہ امام یہہ حکم سریہ کو دی تمام لشکر کو نہین تاکہ یہہ مطلب تمام کتابوں کی مخالف

سریہ پانچ آدمی سی نو تک یا چار سو تک یعنی چھوٹا سا لشکر ۱۲ منہ

الکتب

الكتب ولا يظن جواز التنفيل العام واما دخول الامام في التنفيل فلذهابه معهم لا لكون التنفيل عاما وانما لم يصرحا
نہ ہو جاوی اور یہہ گمان نہ ہووی کہ تنفیل عام جایز ہی اور امام تنفیل میں اسلئی داخل ہوتا ہی کہ اونکی ساتہہ جاتا ہی اسلئی نہیں کہ تنفیل عام ہوتی ہی اور دونوں نے تصریح نکی

به واكتفيا بالاطلاق لاعتمادهما على ظهور الامر وشهرته نظرا الى قانون الفقه وبناء على قاعدة الاصول من ان
اور مطلق پر اکتفا کرلیا اسلئی کہ دونوں کو یہہ اعتماد تہا بلحاظ قانون فقہ اور قاعدہ اصول کی یہہ ظاہر اور مشہور ہی کہ دو جہتین سی محکم بات مراد ہوتی ہی

المحتمل يحمل على المحكم والحاصل ان من اخذ شيئا في دار الحرب بغير التنفيل لا يكون له بل يكون غنيمة يجب فيها الخمس
اور حاصل یہہ ہی کہ جسنی کوئی چیز دار الحرب میں بلا تنفیل لوٹی تو وہ اوسکی نہوگی بلکہ غنیمت ہو دیگی اوسمین خمس واجب ہوگا

على ما ذكر في فتاوى قاضيخان ان سرية اذا خرجوا بغير تنفيل الامام وخرجوا لطلب العلف فما اصابوا يكون غنيمة يجب فيها
موافق روایت فتاوی قاضیخان کی کہ سریہ اگر بغیر تنفیل امام کی لڑائی کو جاوی یا گہاس وغیرہ کی تلاش میں جاویگا تو جو اونکی ہاتہہ آویگا غنیمت ہوویگا اوسمین

الخمس ولا يختص بالسرية وكذا لو قتلوا كافرا يكون سلبه غنيمة ولا يختص به القاتل وذكر فيها ايضا ان الغازي اذا اخذ
خمس واجب ہی اور سریہ کی اوسمین کچہہ خصوصیت نہین ہی اور ایسی ہی اگر کافر کو قتل کرین تو اوسکا اسباب غنیمت ہوگا اوسمین قاتل کو کچہہ خصوصیت نہیں اور اسی میں یہہ بہی مذکور ہی

في دار الحرب شيئا من المباحات التي لا تكون في يد احد ان كان له قيمة كالطير والسمك والخشب والكنز يكون ذلك
کہ غازی اگر دار الحرب مین کوئی ایسی چیز مباحات مین سی لیوی جو کسیکی نہین ہوتی اگر اوسکی کچہہ قیمت ہی جیسی پرند یا مچہلی یا لکڑی یا خزانہ تو یہہ سب

الشيء غنيمة يجب فيها الخمس وان لم يكن له قيمة فهو لمن اخذه ولا خمس فيه لانه بمنزلة الماء والكلاء ثم ذكر فيها
غنیمت ہوگی اوسمین خمس واجب ہی اور اگر اوسکی کچہہ قیمت نہین تو اوس سپاہی کی ہی اوسمین خمس نہین ہی کیونکہ پانی اور گہاس کی برابر ہی پہر یہہ بہی

ايضا ان الغازي اذا ذبح غنم الغنيمة او بقرها للاكل عند الحاجة رد جلدها الى الغنيمة لان الجلد ليس بماكول ولا
اوسی مین مذکور ہی کہ غازی اگر غنیمت کی بکری یا گائی کہانی کی لئی حاجت کی وقت ذبح کرڈالی تو اوسکا چمڑا غنیمت مین شامل کردی کیونکہ چمڑا نہ کہانی کی چیز ہی اور نہ

من العلف وذكر في الهداية ان المسلمين اذا خرجوا من دار الحرب لا يجوز لهم ان يعلفوا دوابهم من الغنيمة ولا ان
لباس ہی اور ہدایہ مین مذکور ہی کہ مسلمان جب دار الحرب سی باہر نکل آوین تو اونکو جایز نہین کہ اپنی جانورون کو غنیمت مین سی چارہ دیوین یا آپ

ياكلوا منها لان الضرورة قد ارتفعت والاباحة باعتبارها ومن فضل معه علف او طعام رده الى الغنيمة قبل القسمة
اوسمین سی کہاوین کیونکہ ضرورت کا وقت گذر گیا اور اباحت ضرورت کی واسطی تہی اور جسکی پاس گہاس یا کہانا بچ رہ گیا تو قسمت سی پہلی غنیمت مین شامل کردی

وان انتفع به رد قيمته الى المغنم وبعد القسمة ان كان غنيا تصدق به وان انتفع به تصدق بقيمته وان كان
اور اگر اوسکو برت لیا تو اوسکی قیمت غنیمت مین شامل کردی اور قسمت کی بعد اگر غنی ہی تو خیرات کردی اور اگر اوس سی نفع اوٹہاوی تو اوسکی قیمت خیرات کردی اور اگر

من المحاويج انتفع به لانه صار في حكم اللقطة لتعذر الرد على الغانمين فاذا كان الحكم في الغنيمة كذلك مع ان
محتاج ہی تو برت لی کیونکہ اب حکم پائی ہوئی چیز کا سا ہی اب غانمین پر تقسیم کرنا دشوار ہی اور جب غنیمت مین یہہ حکم ہی باوجودیکہ

للغانمين فيها حقا لكونهم شركاء فيها فما ظنك في مكاسب الظلم من الغصب والغارات التي شاعت في بلاد الاسلام
غانمین کا اوسمین حق ہوتا ہی کیونکہ اوسمین سب شریک ہین پہر تیرا کیا خیال ہی ظلم کی کمائی مین غصب اور لوٹ سی جو ان دنون بلاد اسلام مین پہیل رہی ہی

في هذه الايام لاسيما عند تحصيل بيت المال فان الذين نصبوا لتحصيله ياخذون اموال الناس ظلما في البنادر و
خاص کر بر وقت تحصیل بیت المال کی بیشک جو لوگ اوسکی تحصیل پر متعین ہوتی ہین وہ لوگون کا مال ظلم سی بندرون مین اور

الاسواق وغيرها باسم العشر والزكوة ويشددون على اصحابها تشديدا عظيما وقد كان النبي عليه السلام اذا بعث
بازارون وغیرہ مین عشر اور زکوۃ کی بہانہ چہین لیتی ہین اور مالکون پر بڑی ہی سختی کرتی ہین اور نبی علیہ السلام کا یہہ حال تہا کہ جب

من اصحابه احدا لبعض امره يقول بشروا ولا تنفروا ويسروا ولا تعسروا اي بشروا الناس بالاجر على الطاعات وانواع الخيرات
کسی صحابی کو کسی کام کو بہیجتی تو فرمادیتی مژدہ دینا گہبرا نہ دینا آسانی کرنا تنگ نکرنا یعنی لوگون کو طاعات اور انواع خیرات پر ثواب کا مژدہ سنانا

التی من جملتها اعطاء مایجب علیہم من العشر والزکوة ولاتقنطوھم من رحمة اللہ تعالی عند ارتکابہم المنکرات و
کہ جسمین ادا عشر اور زکوة واجب بھی داخل ہی ثواب کی بشارت دینا اور اونکو رحمت الٰہی سی مایوس نہ کرنا اگر اونسی کچھہ عمل بد ہوجاوی
مباشرتہم المحرمات بل رغبوھم الی التوبة والطاعات وطیبوا انفسہم بقبولہا وسھلوا علیہم الامور باخذ مایجب علیہم
اور حرام فعل کر بیٹھین بلکہ اونکو توبہ اور عبادت پر رغبت دلانا اور اونکی دل ایسی راضی کرو کہ اوسکو مان لین اور اونپر آسانی رکھنا اونکی واجبات
من العشر والخراج وزکوة السوائم واموال التجارة بسھولة ولطف ولاتشددوا علیہم باخذ مالایجب علیہم او باخذ اکثر
عشر اور خراج اور چارپایہ چرندہ اور تجارت کی مال کی زکوة لینی مین سہولت اور لطف برتنا اور اونپر سختی نکرنا کہ جو اونپر واجب نہین ہی وہ لیا کرو یا واجب
مما یجب علیہم اذ روی انہ علیہ السلام قال لایدخل الجنة صاحب مکس وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام قال صاحب
سی زیادہ لیا کرو اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جنت مین نہین جاویگا صاحب مکس اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا صاحب
المکس فی النار قال البغوی اراد بصاحب المکس من یاخذ من التجار مکسا باسم العشر اذا مروا علیہم وقال الحافظ و
مکس دوزخ مین ہی بغوی کہتا ہی کہ صاحب مکس سی مراد وہ شخص ہی جو سوداگرون سی عشر کا نام رکھہ کر محصول لیلیتا ہی جب اونکی پاس کو گذرین اور حافظ کہتا ہی اور
اما الان فانہم یاخذون مکسا باسم العشر ومکوسا اخر لیس لہا اسم بل کل مایاخذونہ حرام وسحت وقد قال اللہ تعالی
اب تو وہ لوگ ہین کہ ایک خراج تو عشر کی نام سی لیلیتی ہین اور کتنی ہی اور خراج لیتی ہین کہ انکا کچھہ بھی نام نہین ہی بلکہ جو وہ لیتی ہین سب حرام اور نہایت مردار ہی اور اللہ تعالی فرماچکا
ویل للمطففین الذین فاذا کان حال المطفف ھکذا مع ان اخذہ شیء قلیل من راس الکیل والوزن فماذا یکون
خرابی ہی کمتی دینیوالون کی جب حال کم تولنی والیکا یہہ ہی باوجودیکہ وہ کیل یا وزن مین سی تھوڑا سا رکھہ لیتا ہی پہر اون لوگون کا کیا حال ہوگا
حال الملتزمین الذین یاخذون اموال الناس بلاکیل ولاوزن ویقولون ھو حق السلطان او حق فلان ویخرجون
جو خواہ مخواہ مال لوگون کا لیلیتی ہین نہ ناپین اور نہ تولین اور بیان کرتی ہین یہہ سلطان کا حق ہی یا فلانی کا حق ہی اور ایمان سی باہر
عن الایمان اذ قد ذکر فی کثیر من کتب الفتاوی ان من قال لبیت المال ھذا مال السلطان یکفر فکیف لغیرہ بل انہم
ہوجاتی ہین اسلئی کہ اکثر فتاوون مین مذکور ہی کہ جو شخص بیت المال کو کہی یہہ سلطان کا مال ہی وہ کافر ہوجاتا ہی پہر کیونکر نہو جب اور کا بتاوی
یخونون فی بیت المال ایضا وقد روی انہ علیہ السلام بین فی ھذا الحدیث او یتصرفون فیہ بغیر امر اللہ تعالی
بلکہ وہ لوگ بیت المال مین بھی خیانت کرتی ہین اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین بیان فرمایا جو لوگ بیت المال مین راہ نکالتی ہین اور اوسمین بی حکم
ورسولہ فلہم النار یوم القیمة فان بیت المال علی ماذکر فی البزازیة وغیرھا اربعة انواع الاول الصدقات وما
خدا اور رسول کی تصرف کرتی ہین سو اونکی لئی قیامت کی دن آگ ہی کیونکہ بیت المال موافق بیان بزازیہ وغیرہ کی چار قسم کی ہین اول تو صدقات اور جو
فی معناھا کالعشر فیصرف الی المصارف التی ذکرت فی قولہ تعالی انما الصدقت للفقراء والمسکین والعاملین علیہا والمؤلفة
اسکی مثل ہی جیسی عشر سو خرچ ہوگا ان مصارف پر جو اس آیت مین مذکور ہین زکوة جو ہی سو حق ہی مفلسون کا اور محتاجون کا اور اوس کام پر جانیوالون کا اور
قلوبہم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فہم ثمانیة اصناف لکن سقط منہم مؤلفة القلوب وبقی
جنکا دل پرچانا ہی اور گردن چھڑانی مین اور جو تاوان بھرین اور اسکی راہ مین اور راہ کی مسافر کو پس یہہ آٹھہ قسم کی لوگ ہین پر انمین سی مؤلفة القلوب اب باقی نہین رہی اور
سبعة اصناف وھم الفقراء والمسکین والعاملون والمکاتبون والمدیونون ومنقطع الغزاة وابناء السبیل والثانی
یہہ سات قسم کی رہین فقیر اور مسکین اور اگاہی کرنیوالی اور مکاتب غلام اور قرضدار لوگ اور مفلس غازی اور مسافر اور دوسرا
خمس الغنائم والمعادن والرکاز فیصرف الی ماذکر فی قولہ تعالی واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول
بیت المال غنیمتون کا خمس اور کہان کی آمد اور دبا خزانہ اسکا مصرف اس آیت مین مذکور ہی اور جان رکھو کہ جو غنیمت لاؤ کچھہ چیز سو اللہ کی واسطی اوسمین سی پانچوان حصہ
ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل وھم ستة اصناف لکن ذکر اللہ تعالی للتبرک وسہم الرسول وذوی القربی
اہل قرابت والی کی اور یتیم کی اور محتاج کی اور مسافر کی یہہ چھہ قسم کی لوگ ہین لیکن اللہ کا نام تو برکت کی واسطی ہی اور حصہ رسول کا اور ذوی القربی کا

ساقط فبقی ثلثة اصناف وهم الیتمی والمسکین وابن السبیل الا ان فقراء ذوی القربی یدخلون فیهم

اب نہین ہی اب تین قسم باقی رہین یتیم بچی اور مساکین اور مسافر اتنا ہی کہ ذوی القربی مین سی فقرا انہین داخل

ویقدمون علیهم دون اغنیاءهم والثالث ما یوخذ من خراج الارض وجزیة الرؤس وما اهدی الی الامام

اور اونپر مقدم ہین غنی لوگ داخل نہین ہین اور تیسرا بیت المال وہ ہی جو زمینون کا محصول حاصل ہوتا ہی اور جزیہ آدمی سری کا اور امام کو جو اہل حرب نذرانہ

من اهل الحرب وما یاخذه العاشر من اهل الذمة والمستامن فیصرف الی مصالح المسلمین من سد الثغور

دیوین اور جو کہ عاشر ذمی اور مستامن تاجرونسی لیوی یہہ سب مسلمانون کی مصالح مین خرچ مین آویگا یعنی راہ آمد کفار کا روکنا

وعمارة الرباطات والجسور وحفر انهار العامة وارزاق العلماء النافعین والقضاة العادلین والغزاة

اور خانقاہون کی تیاری اور پل بنانی اور عام نہرین کہدوانی اور علماء نفع رسان اور عادل قاضیون کی اور غازیون

والمحتسبین والرابع اللقطة وترکة المیت الذی لا وارث له فیصرف الی معالجة المرضی وادویتهم واطعمتهم

اور محتسبون کی مشاہرہ اور چوتہا بیت المال پایا ہوا مال اور لاوارث میت کا ترکہ یہہ خرچ ہوگا بیمارون کی علاج اور ادویات اور کہانی مین

واکفان الموتی ونفقة اللقیط ومن هو عاجز عن الکسب فعلی الامام ان ینظر فی هذه الاموال ویضعها مواضعها

اور مردون کی کفنون مین اور لاوارث بچون اور کمائی سی عاجزون کی نفقہ مین سو امام کو لازم ہی کہ ان تمام اموال کو غور کرکر الگ الگ محل پر رکہی

فان الشارع قدر لها المصارف وجعل لکل مال قوما فان تعدی فیه وصرفه الی شهواته ولذاته یکون من

کیونکہ شارع انکا مصرف مقرر کرچکا ہی اور ہر ایک مال کی لئی حق دار ٹہرا دیا ہی پہر جو کوئی اسمین تعدی کرکی اپنی ہوا اور ہوس اور لذت مین صرف کر ڈالی

الخاسرین لانه تعالی لم یولّه علی المسلمین لیکون رئیسا اکلا شاربا مستریحا بل لینصر الدین ویرفع فساد المفسدین

وہ بڑا ٹوٹی والا ہی کیونکہ اوسکو اللہ تعالی نی والی مسلمانون کا اسلئی نہین کیا کہ سردار ہوکر کہاوی پیوی چین اوڑاوی بلکہ اسلئی کہ دین کی مدد اور مفسدونکا فساد رفع کرے

وینظر الی العلماء والفقراء وسائر المستحقین وینزلهم منازلهم ویعطیهم کفایتهم من بیت المال الذی هو امانة

اور علماء اور فقراء اور تمام حق دارون پر شفقت رکہی اور اونکی مراتب مین فرق نکری اور اونکو بقدر کفایت بیت المال مین سی جو اوسکی پاس امانت ہی عطا کیا کری

عنده لیس له فیه الا کواحد منهم اذ قد ذکر فی التجنیس ان الواجب علی الائمة والسلاطین والولاة ان یصرفوا هذه

اور امام کا اوسمین بہی اتنا ہی حق ہی جتنا کسی ایک کا اوسمین سی اسواسطی کہ تجنیس مین مذکور ہی کہ امامون اور سلاطین اور والیون پر یہہ واجب ہی کہ یہہ حقوق

الحقوق الی اربابها ولا یحبسوها عنهم وان قصروا فیه فوباله علیهم یسئلون عنه یوم القیمة وذکر فی شرح المجمع

حق دارون کو پہنچا دین اونسی روک نرکہین اور اگر اسمین کچہہ قصور کرین تو اوسکا وبال اونکی اوپر ہی قیامت کی دن اسکی پوچہہ ہوگی اور شرح مجمع مین مذکور ہی

ان الواجب علی الامراء ان یجعلوا لکل نوع من تلک الاموال بیتا علی حدة ویصرفوا کلا منها الی مصرفه ولو اخذوا منها لانفسهم

کہ امراء پر واجب ہی کہ ہر ہر قسم کی بیت المال کی لئی مکان جدا جدا بنالی اور ہر قسم کی خزانہ کو اوسکی مصرف پر خرچ کری اور اگر امراء اوسمین سی کچہہ اپنی لئی

اکثر مما یکفیهم او خلطوها وصرفوها الی غیر المصارف ولم یراعوها یکونون من الظالمین وقال الزیلعی وعلی الامام ان

قدر کفایت سی زیادہ لیلین یا اوسکو ملا جلا کر بی محل صرف کردین اور رعایت نکرین تو وہ ظالم ہونگی اور زیلعی کہتا ہی اور امام کو لازم ہی

یجعل لکل نوع من هذه الانواع بیتا یخصه ولا یخلط بعضه ببعض لان لکل نوع حکما یختص به وان لم یکن فی بعضها

کہ ہر ہر قسم کی خزانہ کی واسطی خاص خاص مکان تیار کری اور ایک کو دوسری مین نہ ملاوی کیونکہ ہر خزانہ کا جدا خاص حکم ہی اور اگر اتفاقا کسی ایک خزانہ مین

شئ فللامام ان یستقرض علیه من النوع الاخر ویصرفه الی اهل ذلک النوع ثم اذا حصل من ذلک النوع شئ یرده

کچہہ باقی نرہی تو امام کو اختیار ہی کہ اوس خزانہ پر دوسری خزانہ سی قرض لیکر مقروض خزانہ کی حق دارون پر صرف کردی پہر جب اوس خزانہ مین مال آجاوی تو اوسکو

فی المستقرض منه الا ان یکون المصروف من الصدقات او من خمس الغنائم علی اهل الخراج وهم فقراء فانه لا یرد فیه

خزانہ مستقرض منہ مین ادا کردی مگر اوس صورت مین کہ مصروف صدقات سی یا خمس غنائم سی اہل خراج پر ہووی اور وہ لوگ فقیر ہون تو اب کچہہ ادا کرنا نہین

شيئا لانهم يستحقون بالفقر وكذا في غيره اذا صرفه الى المستحق ويجب على الامام ان يتقي الله تعالى ويصرف الى
اسواسطے کہ فقر کی جہت سے وہ حق دار ہیں اور ایسی ہی اور خزانہ میں اگر حق دار پر خرچ ہوا ہو اور امام پر واجب ہے کہ اللہ سے ڈرے اور ہر ہر مستحق کو
كل مستحق قدر حاجته من غير زيادة وان قصر في ذلك كان الله تعالى عليه حسيبا وذكر في المحيط ان الامام ان
بقدر حاجت دیدیا کرے زیادہ نہ دیوے اور اگر اسمیں قصور کریگا تو اللہ اوسپر حساب لینے والا ہے اور محیط میں مذکور ہے کہ امام اگر بیت المال
استقرض على مال بيت الصدقات من بيت مال الخراج وصرفه الى الفقراء لا يصير قرضا عليهم لان الخراج له حكم
صدقات پر بیت المال خراج سے قرض لیکر فقراء پر صرف کردے تو قرض نہیں ہوتا اسلیے کہ خراج کو حکم
الفيء والغنيمة وللفقراء فيه حظ وانما لا يعطى لهم لاستغنائهم بالصدقات فاذا احتاجوا اليه يصرف اليهم فعلى الامام
فی اور غنیمت کا ہے اور فقراء کا اسمیں حصہ ہوتا ہے اور انکو دیتے اسلئے نہیں کہ صدقات کی جہت سے مستغنی ہوتے ہیں جب اونکو اوسکا احتیاج ہوئی تو دینا چاہیے سو امام کو
ان يتقي الله في صرف هذه الاموال الى مصارفها وفي ايصال هذه الحقوق الى اربابها على ما يرى من تفضيل وتسوية
لازم ہے کہ اللہ سے ڈرے ان اموال کو اسکی حق داروں پر صرف کرے اور یہ حقوق حق داروں کو پہنچادے جیسا نیک سمجھے کم وزیادہ یا برابر برابر
من غير ان يميل في ذلك الى الهوى ولا يحبس عنهم ولا يجعل لهم الا قدر ما يكفيهم ويكفي اعوانهم بالمعروف وان قصر
... اور اوسکو حق داروں سے روک نرکھے اور اونکا اتنا مقرر کرے جو انکو اور اونکی مددگاروں کو دستور کی موافق کفایت کرجاے اور اگر
في ذلك ... كان الله عليه حسيبا فقد ظهر من هذا ان السلطان ليس ما في يده من بيت المال ملكا له بل
... تو اللہ تعالی اوسپر حساب لینے والا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو سلطان کی قبضہ میں ہوتا ہے خزانہ بیت المال کا اوسکی ملک نہیں ہوتا بلکہ
هو امانة عنده يجب عليه ان يصرفه الى مصارفه لكن لما كان هو ايضا من المصارف جاز له ان ياخذ من مال الخراج
... جسپر ہے کہ اوسکو مصارف مقرری پر خرچ کرے لیکن چونکہ سلطان بھی مصارف میں داخل ہے تو اوسکو جائز ہے کہ خراج کی مال میں سے فقط
قدر كفايته فقط لا غير ويواخذ ان اخذ من قدر كفايته وصرفه الى مماليك اصطفاها وزينها بانواع الملابس المحرمة
... اور ... غلاموں پر صرف کرے اور اونکو اچھے اچھے کپڑے جو پہننے حرام ہیں پہنا اوسجاکر
واوقفها ... به يكون من الخائنين وقد روي انه عليه السلام قال من سره ان يتمثل له الرجال قياما
... اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جسکو پسند آوے کہ اوسکی آگے آدمی تصویر کی طرح کھڑے رہیں
فليتبوأ مقعده من النار ثم ينبغي ان يعلم ان من له عطاء من بيت المال ان كان من المصارف يجوز له ان يصرفه
تو اپنا ٹھکانا دوزخ میں کرلے پھر جان رکھو کہ جسکے لیے بیت المال میں سے روزینہ مقرر ہو اگر وہ شخص مصارف میں داخل ہے تو اوسکو جائز ہے کہ اپنے کام میں لاوے
الى مصالحه وان لم يكن من المصارف فلا يجوز له ان يصرفه الى مصالحه بل يلزمه ان يتصدق به الى الفقراء واذا
اور اگر مصارف میں نہیں ہے تو اوسکو جائز نہیں ہے کہ وہ روزینہ اپنے کام میں لگاوے بلکہ اوسکو لازم ہے کہ فقراء کو خیرات دیدے اور اگر
... بل يصير حلالا فللسلطان او نائبه ان يقرر فيه من كان من المصارف وان قرر فيه من
چھوڑ مریگا تو وہ ورثہ میں نہیں آویگا بلکہ فقراء کو حلال ہوگا سو سلطان یا اوسکی نائب کو لازم ہے کہ اوسکی جگہ ایسے کو مقرر کردے جو مصارف میں داخل ہو اور اگر اتفاقا
ليس من المصارف يجب عليه ان يخرجه ويقرر فيه من هو من المصارف وان لم يفعل يكون اثما بوجهين كما ذكر في البزازية
ایسے کو مقرر کردے جو مصارف میں نہیں ہے تو اوسپر واجب ہے کہ اوسکو موقوف کرے اور ایسے کو قایم کرے جو مصارف میں داخل ہو اور اگر نہیں کریگا تو دو وجہ سے گنہگار ہوگا چنانچہ بزازیہ میں مذکور ہے
ان من له عطاء في الديوان ان مات عن ابنين فاصطلحا ان يكتب في الديوان اسم احدهما وياخذ العطاء ولا يكون
... جسکو روزینہ ... دو بیٹے چھوڑ کر مرجاوے اور وہ دونوں صلح کرلیں کہ دفتر میں ایک کی نام پر لکھا رہے وہ ہی روزینہ لیا کرے اور
... وينبذ له من كان له العطاء مالا معلوما فالصلح باطل ويرد بدل الصلح والعطاء للذي جعل الامام
... دوسرا ... اوسکو بدلہ دیا کرے تو یہ صلح باطل ہے اور بدل صلح کا یعنی وہ مال ہٹا دیا جاویگا اور وہ روزینہ اسکی ہے کہ

العطاء له لان الاستحقاق للعطاء باثبات الامام لا دخل فیه برضی الغیر وجعله غیر ان السلطان ان منع المستحق
جسکی لئی امام تجویز کری اسلئی کہ حقیقت روزینہ کی امام کی تجویز پر ہی کسیکی رضامندی اور تقرر کرنیکو اسمین کچھ دخل نہین ہی سوا اسکی کہ سلطان اگر مستحق کو محروم
یقع فی الظلم مرتین فی قضیة واحدة حرمان المستحق واثبات غیر المستحق مقامه یسر نا الله عملا موافقا لرضا
کروی تو ایک مقدمہ مین دوہرا گناہ ہوگا مستحق کا محروم کرنا اور غیر مستحق کا اوسکی جگہ قایم کرنا الہی عمل مطابق اپنی رضامندی کی ہمپر آسان کر

المجلس الثمانون فی بیان ظهور الفتن وما یخالف الشرع وکیف یعمل حینئذ قال رسول الله

اسی مجلس مین بیان فتنون اور مخالف شرع کی ظہور کا کہ اسوقت کسطور عمل کیا جاوی رسول الله

صلی الله علیه وسلم بادروا بالاعمال فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل مؤمنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح
صلی الله علیه وسلم نی فرمایا جلدی کرلو اعمال فتنون سی پہلی جیسی ٹکڑی اندھیری رات کی صبح کو شخص مؤمن ہوگا اور شام کو کافر یا شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو
کافرا یبیع دینه بعرض من الدنیا هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة فانه علیه السلام اشار فیه الی
کافر اپنا دین بعوض سامان دنیا کی بیچ ڈالیگا یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین سی ہی ابو ہریرہ کی روایت سی نبی صلی الله علیه وسلم نی اشارہ فرمایا طرف
ظهور الفتن المتکاثرة المتراکمة کتراکم ظلام اللیل المظلم لا یعرف احد طریق الخلاص منها وامر بالمسارعة الی الاعمال
ظہور بہت فتنون کی تہ بتہ جیسی اندھیرا تاریک شب کا تہ بتہ ہوتا ہی کسیکو رستہ مخلصی کا معلوم نہین ہوگا اور حکم جلدی اعمال صالحہ کی نسبت
المتعلقة قبل مجیئها اذ عند مجیئها یشتد الامر ولا یقدر احد فیها علی الاشتغال بالاعمال الصالحة بل یصبح الرجل
[illegible] ہوئی سی پہلی اسلئی امر فرمایا کہ جب فتنہ پیدا ہو جائیگا تو بڑی مشکل پڑنی لی پھر نیک عمل کرنیکی کسیکو طاقت نہین بلکہ آدمی صبح کو
مؤمنا ویمسی کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح کافرا وسبب وقوع المسلم فی الکفر عند ظهور الفتن یحتمل ان یکون بوقوع
مؤمن ہوگا تو شام کو کافر یا شام کو مؤمن تو صبح کو کافر اور فتنون کی [illegible] مسلمان کی [illegible] شاید کہ اسلئی [illegible] ہونگی کہ [illegible]
القتال بینهم فیستحل کل واحد منهم دم الآخر وماله فیکفرون [illegible] الآخر وماله ویحتمل ان یکون
ہونگی [illegible] طرفین سی ایک دوسری کا خون اور مال حلال سمجھینگا [illegible] خون اور مال حلال سمجھکر [illegible] [illegible] اسسبب سی کہ
بوقوع الاختلاف بینهم فیغلب الکفار علی بلادهم فیدعونهم الی دینهم ویرتد بعضهم لطلب الجاه ونیل منهم
آپسمین مختلف ہوجاوین سو کفار اونکی ملک پر غالب ہوجاوینگی پھر وہ اپنی دین کی دعوت کرینگی پھر کوئی مرتبہ دین کی [illegible] ہوجاویگا
کما اشیر الیه فی آخر الحدیث حیث قیل یبیع دینه بعرض من الدنیا فان العرض [illegible] متاع الدنیا وحطامها
چنانچہ آخر حدیث مین یہہ ہی اشارہ ہی چنانچہ فرمایا کہ اپنا دین بعوض سامان دنیا کی بیچ دیگا بیشک عرض [illegible]
ویحتمل ان یکون بغلبة الظلم والفساد علیهم فلا یراعون الشرع فی الحکومات بل یخرجون منه الی انواع الظلم و
اور شاید کہ بسبب کثرت ظلم اور فساد کی کہ فیصلون مین شرع کی رعایت نہین کرینگی بلکہ شرع سی نکلکر قسم قسم کی ظلم اور
السیاسات ویسفکون الدماء ویاخذون الاموال بغیر حق ویعتقدون انهم علی الحق فی ارتکابهم تلك الآثام
سیاست مین مبتلا ہونگی اور خون ریزی کرینگی اور ناحق لوگون کی مال چھین لینگی اور اپنی تئین ان گناہون کی عمل کرنی مین حق پر سمجھینگی
ولا یدرون انهم بذلك الاعتقاد یخرجون من الاسلام وربما یصلبون السارق ویقتلونه باعتقاد جواز
اور یہہ نہین سمجھینگی کہ ہم اس اعتقاد مین اسلام سی باہر ہوئی اور بعضی دفعہ چور کو صولی دینگی اور قتل کر ڈالینگی اس اعتقاد سی کہ چور کو
صلبه وقتله فیکفرون بذلك الاعتقاد لان حد السارق لیس صلبه وقتله بل حده قطع یده لقوله تعالی
صولی دینا اور قتل کرنا جایز ہی سو اسی اعتقاد سی کافر ہو جاوینگی [illegible] نہین بلکہ اوسکی حد [illegible] الله آیت
السارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما وربما یعجب [illegible] احدهم فیامرهم بقتله من غیر سبب یوجب قتله
[illegible] چور کوئی چورنی ہو دونو کی ہاتھ [illegible] اور بعضی دفعہ بادشاہ کسی [illegible] قتل کا حکم دیتا ہی اور کوئی وجہ [illegible]

فيقتلونه باعتقاد كون امره حقا واجبا عليهم فيكفرون بذلك الاعتقاد اذ لا طاعة للمخلوق في معصية
سو وہ لوگ اوسکو قتل کرتے ہیں یہہ سمجھ کر کہ حکم بادشاہی حق ہی ہمپر واجب ہی سو اسی اعتقاد سے کافر ہوجاتے ہیں اسلئے کہ خدا کی

الخالق على ما ورد في الحديث فان قيل مجرد الامر من السلطان بلا تهديد ولا وعيد اكراه فاذا كان اكراها فهل
کی اطاعت نہیں ہی چنانچہ حدیث میں ہی اگر کوئی کہی صرف حکم بادشاہ کا بغیر دہمکی اور وعید کی اکراہ ہوتا ہی پھر جب اکراہ ہوا تو آیا

يرخص لهم قتله فالجواب ان قتل المسلم بغير حق لا يحل لضرورة ما على ما ذكر في اكراه شرح الهداية انه من اكره بقتل على
اونکو اوسکی قتل کی اجازت ہی تو جواب یہہ ہی کہ ناحق قتل مسلم کا کسی ضرورت میں بھی حلال نہیں ہی موافق بیان ہدایہ کی باب اکراہ میں اگر کسیکو قتل سے

قتل غيره بغير حق لا يسعه ان يقدم عليه بل يصبر حتى يقتل فان قتله يكون اثما لان قتل المسلم بغير حق مما
اکراہ کیا کسیکی ناحق قتل پر تو اوسکو گنجایش نہیں ہی کہ اسپر پیش دستی کری بلکہ صبر کری یہان تک کہ جان دی اور اگر اوسکو قتل کریگا تو گنہگار ہوگا اسلئے کہ ناحق

لا يستباح لضرورة ما فكذا بالاكراه وذكر في الاصول ان دليل الرخصة خوف الهلاك والقاتل والمقتول
قتل مسلم کا کسی ضرورت میں بھی مباح نہیں ہی ایسی ہی اکراہ سی اور اصول میں مذکور ہی کہ رخصت کی دلیل خوف ہلاک کا ہی اور قاتل و مقتول اسمین

فيه سواء فاذا استويا لا يحل للفاعل قتل غيره لتخليص نفسه لان الله تعالى عظم امر قتل المسلم حيث قال و
دونو برابر ہیں پھر جب دونو برابر ہوئی تو فاعل کو غیر کا قتل اپنی جان بچانی کو جایز نہیں ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی نے قتل مسلم کو بڑا ہی گناہ ٹھرایا ہی چنانچہ فرمایا اور

من يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها فاذا كان كذلك ينبغي ان يعلم ان كثيرا من ولاة زماننا وقضاة
جو کوئی مار ڈالی مسلمان کو قصد کر کر تو اوسکی سزا دوزخ ہی پڑا رہی اوسمین جب یہہ ٹھرا تو یہہ سمجھو کہ ہماری زمانہ کی اکثر والیون نی اور ہماری عہد کی اکثر قاضیون نی

عصرنا قد هجروا الشرع المحمدي واحدثوا طريقا غير مرضي وسموه عرفا وشاع بينهم العمل به حتى كاد ان يرفض الشرع
شرع محمدی کو چھوڑ دیا ہی اور نیا رستہ ناپسندیدہ نکالکر اوسکا نام عرف رکہا ہی اور سب اوسی پر عمل کرتی ہیں یہان تک کہ اب یہہ حال ہی کہ شرع بالکل ترک

به لانهم كانوا لا يفصلون قضية بمحض الشرع بلا خلط العرف لكنهم كانوا يفصلون قضايا كثيرة بمحض العرف بلا خلط
ہو جاوی کیونکہ وہ کوئی مقدمہ صرف شرع سی بدون عرف کی ملائی فیصلہ نہیں کرتی لیکن بہتیری قضیہ صرف عرف سی بدون لحاظ شرع کی فیصل کرتی ہیں

الشرع ويعتقدون ان بمحض الشرع لا يتم النظام ولا يستقيم حال الانام ويقولون ذلك جهرا ولا يعدونه نكرا فتامل
اور یہہ سمجھی ہیں کہ نری شرع سی نظام پورا نہیں ہوتا اور خلقت کا حال درست نہیں رہتا اور یہہ بات علی الاعلان کہتی ہیں کچھہ برا نہیں جانتی اب سوچ تو

ايها المنصف هل لهذا القول ولهذا الاعتقاد محمل غير القول بنسخ الشريعة المحمدية بما ابتدعوه بآرائهم الفاسدة من
ای منصف ایا کچھہ اس قول اور اس اعتقاد کی بھی معنی ہیں بجز اسکی کہ شریعت محمدی کو بسبب سیاسات بد اور تعذیبات سخت کی جو اپنی فاسد عقلونسی نکال کر

السياسات الشنيعة والتعذيبات الشديدة وما حملهم على ذلك الاعتقاد وما جراهم على ذلك الفساد الا ما يرونه من
گھڑی کی ہیں منسوخ کہتی ہیں اور اونکا یہہ اعتقاد اور یہہ جرأت اس فساد پر اسلئی ہوئی ہی کہ دیکھتی ہیں

ظهور السارق والقاتل احيانا بتهديداتهم البليغة وتشديداتهم الاليمة نعم قد يظهر السارق والقاتل احيانا بتهديداتهم
کہ بعضی دفعہ چور اور قاتل اونکی غایت درجہ کی دہمکیون اور سخت گیریسی ہاتھ آجاتی ہیں ہان سچ کبھی چور اور قاتل تو اونکی دہمکی

وتشديداتهم لكن الى ان يظهر ظالم واحد يظلم خلقا كثيرا في انفسهم واعراضهم بل يهلك بعضهم بانواع العقوبات
اور سختی سی پیدا ہوجاتا ہی پر جب تک ایک ظالم ہاتھ لگی اتنی بہتیری خلقت کی جان اور ابرو پر ظلم گذر جاتا ہی بلکہ بعضی لوگ طرح طرح کی عقوبت

واصناف التعذيبات ويتعطل اعضاء بعضهم وأما اخذ اموالهم واهلاكها فلا يعدونها شيئا بل يبيحونها ويستحلونها
اور قسم قسم کی عذاب میں ہلاک اور بعضون کی اعضاء بیکار ہوجاتی ہیں اور اموال لیلینا یا تلف کردینا یہہ تو کچھہ شمار ہی نہیں ہی بلکہ یہہ تو مباح اور حلال جانتی ہیں

فاذا كان السعي في رفع ظلم ظالم واحد متضمنا لمظالم كثيرة غير منحصرة فتفكر ايها العاقل هل يليق مثلها
پھر جب ایک ظالم کا ظلم دفع کرنی کی سعی میں بہت سی ظلم غیر منحصر عمل میں آئین اب فکر کی بات ہی ای عاقل کیا اہل ایمان کو ایسا ہی عمل لایق ہی

لاهل الایمان وهل یجوز فعلها فی دار الامان وتحقق ان الشارع لم یترك تلك القاعدة الا بعد وزنها بمیزان
اور دار الامان میں ایسا کام کہاں جایز ہی اور ثابت ہی کہ شارع نی یہہ قاعدہ تب چھوڑا ہی کہ اسکو حکمت کی ترازو میں خوب تول لیا ہی

الحکمة وظهور غلبة مضارها علی منفعتها فان الحکیم لا یحکم له الا بما فیه المنفعة العامة الشاملة او بما
اور اسکا نقصان بہ نسبت فائدہ کی زیادہ معلوم ہو چکا ہی بیشک حکیم وہی حکم دیتا ہی جسمیں منفعت عام اور شامل ہو یا جسمیں فائدہ

یغلب منفعته علی مضرته لا بما یغلب مضرته علی منفعته الا تری ان الخمر والمیسر کیف حرمهما الله تعالی فی
نقصان سی زیادہ ہو وہ حکم نہیں دیتا جسکی مضرت منفعت سی زیادہ ہو تجھکو معلوم نہیں کہ شراب اور جوئی کو اللہ تعالی نی قرآن میں

القرآن بعد ما نص فیه بنفعهما حیث قال یسئلونك عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس واثمهما اکبر من نفعهما
کیسی حرام کیا بعد اسکی کہ انکی فائدی بہی کہہ چکا چنانچہ فرمایا تجہسی پوچہتی ہیں حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ انمیں گناہ بڑا ہی اور فائدی بہی ہیں لوگوں کو اور انکا

لان جانب النفع اذا غلب علیه جانب الضر یرجح جانب الضر فان اهل العرف فی هذا الزمان کثیرا ما یظلمون اهل بلدة و
کیونکہ نفع کی جانب جب ضرر کی جانب غالب ہو جاتی ہی تو ضرر کی جانب کا لحاظ ہوتا ہی بیشک اہل عرف اس زمانہ میں ایک ظالم کی واسطی شہر کی شہر پر اور

اهل قریة بانواع المظالم بسبب ظالم واحد ومع هذا لا یظفرون بذلك الظالم فیکون مظالمهم اشد بالفرقیة
گانو کی گانو پر ہر قسم کی اکثر ظلم کر ڈالتی ہیں اور تسپر بہی وہ ظالم ہاتہہ نہیں آتا اب انکا ظلم اوس ظالم کی ظلم سی ہزار گونہ ہو جاتا ہی

من ظلم ذلك الظالم مع بقاء ظلمه فلیس مثلهم الا کمثل من یقصد احراق حشیش نبت خلال زرع فیوقد النار
اور وہ کا وہ باقی رہتا ہی انکی مثال ایسی ہی جیسی کوئی گہاس جلانی کا ارادہ کری جو کہیت کی اندر اوگتا ہی پہر اوس کہیت کی اندر آگ جلادی

وسط زرعه فیحترق الزرع واما الحشیش الذی قصد احراقه فربما یحترق وربما لا یحترق فلعمر الله لیس هذا
اور تمام کہیت پہک جاوی اور وہ گہاس جسکا جلانا منظور تہا کبہی جلجاتا ہی اور بعضی دفعہ قایم رہتا ہی سو اللہ کی قسم ہی کہ یہہ

من الاصلاح بل هو من الافساد فلو کان فی هذا العرف خیر لکان القرون التی یستعمل هذا العرف فیها خیرا من
انتظام نہیں ہی بلکہ کہنڈت ہی اگر اس عرف میں کچہہ خوبی ہوتی تو بیشک یہہ زمانہ جسمیں یہہ عرف خوب برتا جاتا ہی اون عہد سی

القرون التی لم یستعمل فیها هذا العرف کقرون النبی علیه السلام والخلفاء الراشدین والتابعین ولا شك ان خیر
جنمیں یہہ عرف نہیں برتا گیا بہتر ہوتا جیسی عہد نبی علیہ السلام کا اور عہد خلفاء راشدین کا اور تابعین کا اور اسمیں شک نہیں کہ

القرون قرن النبی علیه السلام ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم شاع الکذب والفساد الی قرننا الذی هو شر
سب سی بہتر زمانہ نبی علیہ السلام کا ہی پہر اونکا جو اونسی متصل ہیں پہر اونکا جو انسی متصل ہیں پہر جہوٹ اور فساد پہیل گیا ہماری زمانہ تک جو سب سی بدتر ہی

القرون یشهد بذلك الاحادیث المشهورة بل المتواترة ولو بالقدر المشترك فان قیل تلك القرون لکونها قرون
مشہور حدیثیں بلکہ متواتر اسکی گواہ ہیں اگرچہ ملتی جلتی مضمون سی پہر اگر کوئی کہی وی زمانہ چونکہ رشد

الرشد والصلاح وعهد الصدق والفلاح کان الامر یتم بسهولة الشرع ولا یحتاج الی صعوبة العرف واما هذه
اور صلاح کی اور عہد صدق اور فلاح کی تہی تو انتظام شرع کی سہولت سی ہو جاتا تہا عرف کی اس صعوبت کی حاجت نہیں ہوتی تہی اور یہہ

القرون فلما کان الغالب فیها الفسق والفساد والکذب والعناد اضطر العقلاء الی اجراء العرف الشدید لما راوا
زمانہ اسمیں فسق اور فساد اور جہوٹ اور عناد جو غالب ہو گیا ہی تو عقلا نی لاچار ہو کر یہہ عرف سخت جاری کیا کیونکہ دیکہتی تہی

من عدم انزجار اهلها بالشرع السدید فالجواب ان هذا السؤال لا یبقی له مورد بعد ما علم فی اجراء العرف من
کہ اس زمانہ کی لوگ صرف شرع محکم سی باز نہیں آتی سو جواب یہہ ہی کہ اس سوال کا ٹہکانا نہیں ہی جب عرف کی جاری کرنی میں مفاسد

المفاسد وما فی الشرع من کفایته فی جمیع الاعصار لجمیع المقاصد ثم ان ما ذکر من کون القرون السابقة قرون
مان لیی اور شرع کی کفایت تمام عہدوں میں تمام مطالب کی لیی تسلیم کر لی پہر وہ جو مذکور ہوا کہ وہ زمانی رشد

الرشد والصلاح وهذه القرون قرون الفسق والفساد ليس الا بركة اجراء الشريف في تلك القرون وشامت احداث
اور صلاح کی تہی اور یہہ زمانہ فسق اور فساد کا ہی تو یہہ نہیں ہی مگر بسبب برکت اجرا شرع شریف کی اوس عہد میں اور بسبب نحوست پیدا کرنی
العرف السخيف في هذه القرون اذ في هذه القرون كثر اولاد الزنا بسبب اكراه اهل العرف اهل كل بلدة واهل كل قرية
نکمی عرف کی اس عہد میں کیونکہ اس زمانہ میں حرام کی اولاد بہت ہوگئی ہی اسلئے کہ اہل عرف ہر یک شہر پر اور ہر یک گانو پر
في كل سنة بل في كل شهر مرارا على الحلف بالطلاق في انواع القضايا فيلزم الحنث بالضرورة وبهذا السبب كثر
سال بسال بلکہ ماہ بماہ کئی کئی بار زور اور ظلم سی ہر یک قضیہ میں طلاق کی قسمیں دلاتی رہی پہر قسم کا ٹوٹنا بالضرور لازم آجاتا ہی اس سبب سی
اولاد الزنا في هذا الزمان واشتغلوا بالتزويرات والتلبيسات وانواع الفساد اذ لا يصدر من الذوات الخبيثة
اس زمانہ میں حرام کی اولاد بہت ہوگئی اور مکر اور فریب اور طرح طرح کی فساد کرنی لگی کیونکہ بدذات آدمی سی سوا بدذاتی کی
الا الافعال الخبيثة فان قيل العقوبة المتجاوزة عما عينه الشرع قد صدرت عن السلف وذكر في الكتب المعتبرة
اور کیا ہوتا ہی پہر اگر کوئی کہی کہ ایسی عقوبت جو شرع کی حد معین سی بڑہ جاوی بیشک سلف سی بہی عمل میں آئی ہی اور معتبر کتابوں میں مذکور ہی
انها محمولة على السياسة فلم لا يجوز ان يكون العرف المذكور محمولا على السياسة ايضا فالجواب ان السياسة على
کہ وہ عقوبت سیاست پر محمول ہی پہر کیوں نہیں جایز کہ یہہ عرف مذکور بہی سیاست پر محمول ہووی سو اسکا جواب یہہ ہی کہ سیاست
ما ذكر في معين الحكام نوعان احدهما ظالمة والاخرى عادلة اما الظالمة فالشرع يحرمها ويحكم بعدم جوازها
موافق مضمون معین الحکام کی دو قسم کی ہی ایک تو ظالمہ ہی اور دوسری عادلہ ظالمہ کو تو شرع نی حرام اور مطلق ناجایز کہا ہی
والعرف المذكور عينها وبسببها ينفتح ابواب المظالم الشنيعة ويوخذ الاموال ويسفك الدماء بغير الشريعة واما
اور یہہ عرف مذکور بعینہ وہی ہی اور اسی کی سبب سی ظلم شنیع کی دروازی کہل جاتی ہیں اور مال چہنتی ہیں اور خلاف شرع خونریزی ہوتی ہی اور رہی
العادلة فالشرع يوجب المصير اليها والاعتماد عليها وهي ما ذكر في العناية تغليظ جناية لها حكم شرعي حسما لمادة
عادلہ سو شرع سی اوسکی طرف توجہ اور اوسپر اعتماد کرنا واجب ہی اور وہ ہی سیاست عادلہ وہ ہی جو کتاب عنایہ میں مذکور ہی خطا بحکم شرعی سی فساد کی جڑ
الفساد وقيل هي الشريعة مغلظة وبسببها يخرج الحق من الظالم ويندفع كثير من المظالم ويرتدع اهل الفساد من
کاٹنی کی واسطی تنگ پکڑنا اور کوئی کہتا ہی کہ وہ ہی شریعت بہاری ہی اور اوسکی سبب سی حق ظالم کی قبضہ سی نکل آتا ہی اور اور بہت مظالم بند ہوجاتی ہیں اور مفسد لوگ
الفساد وباهمالها يضيع الحقوق ويتعطل الحدود فلا بد من اعتبارها لكن بعد معرفة طريق اجرائها لئلا يتجاوز
فساد کرنا چہوڑ دیتی ہیں اگر اسکو چہوڑ دیجی تو حقوق تلف ہوتی ہیں اور حدود بیکار سو اسکا اعتبار ضرور ہی لیکن پہلی اوسکی اجرا کو سمجہہ لینا چاہئی تاکہ اوس سی بڑہ کر
منها الى غيرها اذ لا يمكن رفع الفساد من وجه الارض الا بعقوبة المتهمين بالاجرام المشهورين بها بعقوبات الشرع
اور کچہہ نہ کر بیٹہی اسواسطی کہ روئی زمین سی فساد دور نہیں ہوسکتا جب تک مفسدوں کو عقوبت شرعی نہو جنکی نام پر جرم لگی ہوئی ہیں اور اوس باب میں
بقدر تهمتهم وشهرتهم بها اما بالحبس كما ذكر في حدود فتاوى قاضيخان ان من يتهم بالقتل والسرقة وضرب الناس يحبس
مشہور ہیں جسقدر اونپر تہمت اور جتنا اونکا شہرہ ہو یا تو قید کر کر چنانچہ حدود فتاوی قاضیخان میں مذکور ہی کہ جنکی نام پر خون اور چوری اور ایذا رسانی لوگوں کی تہمت ہووی
ويخلد في السجن الى ان يظهر توبته وذكر في باب الحبس من قضاء الخلاصة والبزازية ان الدعار وهم الذين يقصدون اتلاف
اسکو قید کریں اور قید خانہ میں اتنی پڑا رکہیں کہ وہ توبہ کری اور خلاصہ کی قضا کی باب الحبس میں اور بزازیہ میں مذکور ہی کہ دعار یعنی وہ لوگ جو لوگوں کا مال اور
اموال الناس وانفسهم يحبسون حتى يعرف توبتهم بظهور شعار الصالحين في سيماهم وبالضرب كما ذكر في اكراه البزازية
جان تلف کیا چاہتی ہیں قید کئی جاویں جبتک کہ اونکی توبہ معلوم ہو کہ اونکی چہروں پر اطوار صلحا کی سی ظاہر ہو جاویں یا مار مار کر چنانچہ بزازیہ کی اکراہ میں مذکور ہی
ان حسن بن زياد سئل عن المتهم بالسرقة ايحل ضربه حتى يقر قال ما لم يقطع اللحم ولم يظهر العظم يعني ان ضربه
کہ حسن بن زیاد سی پوچہا گیا چور کو چوری کی تہمت میں مارنا جایز ہی تا کہ اقرار کری کہا جبتک کہ گوشت نہ کٹی اور ہڈی نہ نکل آوی مراد یہہ ہی کہ ایسا مارنا

ينبغي ان لا يخرج عن صفة ضرب الحدود ولا يعاقب بغير عقوبات الشرع بل يضرب ضرب تعزير لا ضرب حد او
کہ حد کی وضع سے مخالف ہو جاوے اور کوئی اور عقوبت سوای عقوبات شرعی کی نکرین بلکہ تعزیر کیسی مار مارین حد کیسی مار نمارین

بالقتل كما ذكر في سير البزازية ان عطاء بن حمزة سئل عن قتل الاعونة البغاة والظلمة في ايام الفترة فقال يباح
قتل کر کر چنانچہ سیر بزازیہ مین مذکور ہی کہ عطاء بن حمزہ سے پوچھا کہ ایام فترہ مین باغیون اور ظالمون کی جو حامی ہون انکو قتل کرنا چاہیے جواب دیا

قتلهم لانهم مسارعون في الارض بالفساد وقيل له انهم يمتنعون عن السعي في تلك الايام ويتوارون قال ذلك امتناع
اونکا قتل مباح ہی کیونکہ وہ ملک مین فساد کرنیکو دوڑتے ہین کسی نے کہا اب تو وہ اوس عمل سے باز آئے ہین اور چھپ گئے ہین کہا لاچاری کو باز آئے ہین

ضرورة ولو ردوا لعادوا لما نهوا عنه وكذلك قال الامام السيد ابو شجاع وزاد بان قال يثاب قاتلهم قال لان من
اور اگر پھر وہی حال ہو تو پھر وہی کرین جو انکو منع ہوا تہا اور ایسے ہی امام سید ابو شجاع نے کہا ہی اور اتنا زیادہ کہا کہ اونکے قاتل کو ثواب ہوویگا کیسے کہا کہ قاتل کو ثواب

شرط الاسلام الشفقة على الخلق والفرح بفرحهم والحزن بحزنهم وهم على عكس ذلك وذكر في كراهية البزازية انه كان
کیسا ہوگا کہا اسلیے کہ اسلام کی شرط ہی کہ خلق پر شفقت کرے اور اونکی خوشی سے خوش ہو اور اونکے غم سے غمگین اور وہ لوگ اسکے برخلاف ہین اور بزازیہ کی کراہیہ مین مذکور ہی

يفتي بكفرهم واختيار المشايخ ان لا يفتي بكفرهم وجواز القتل لا يدل على الكفر قال الله تعالى انما جزاء الذين يحاربون
کہ اونکے کفر پر فتوی تہا اور مشایخ کا عندیا یون ہی کہ کفر پر فتوی ندیوین اور قتل جایز ہونے سے کفر نہین ثابت ہوتا اللہ تعالی فرماتا ہی یہہ ہی سزا ہی اونکی جو لڑائی کرتے ہین

الله ورسوله ويسعون في الارض فسادا ان يقتلوا والاعونة من المحاربين الله ورسوله وذكر في باب السعاية من
اللہ سے اور اوسکے رسول سے اور دوڑتے ہین ملک مین فساد کرنیکو کہ اونکو قتل کرین یا سولی چڑھاوین اور مددگار بہی اللہ اور رسول سے لڑنیوالے ہین اور باب السعایہ مین

جنايات البزازية ان المشايخ لفساد الملك بسبب السعاية افتوا بان قتل الاعونة والسعاية في زمان الفترة جائز والتقييد
جنایات بزازیہ سے مذکور ہی کہ مشایخ نے اسلیے کہ بسبب سعایۃ کی ملک مین فساد پہیل گیا تہا فتوی دیا تہا کہ قتل باغی کی مددگار کا زمانہ فترۃ مین جایز ہی اور قید سے

لكونهم في مثل ذلك الزمان اشد ضررا فيلحقون بالذين يحاربون الله ورسوله ويسعون في الارض فسادا فعلى هذا
کیونکہ اونسے ایسے زمانہ مین بڑا ضرر ہوویگا پہر وہ اون لوگون مین مل جاوینگے جو اللہ اور رسول سے لڑتے ہین اور ملک مین فساد کرتے پہرتے ہین اس راے کی موافق

يجوز قتلهم لكن باسهل الطرق واقلها عذابا كالصلب وضرب العنق لا باصعبها واكثرها عقابا كالسياسات الجارية
اونکا قتل جایز ہی پر آسانی سے جسمین تکلیف نہووے جیسے سولی اور سر اوڑا دینا سخت عذاب سے نہین جسمین تکلیف زیادہ ہو جیسے سیاسات اس زمانہ مین

في هذا الزمان لما روي انه عليه السلام قال اذا قتلتم فاحسنوا القتلة فعلم من هذا النقول ان اجراء هذه العقوبات
مروج ہین کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر قتل کرو تو اچھی طرح قتل کرو ان نقلون سے معلوم ہوا کہ ان عقوبات کا جاری کرنا

انما يجوز اذا كان المدعى عليه متهما بالجرائم مشهورا بها وانكر ما ادعي عليه واما اذا لم يكن متهما بها بل كان رجلا صالحا
جب جایز ہی کہ مدعی علیہ جرم مین بدنام اور خطاواری مین مشہور ہو اور وہ دعوی سے منکر ہو اور اگر اوسپر کچھہ تہمت نہو بلکہ مرد نیک خوبی سے مشہور ہو

مشهورا بالصلاح فلا يجوز عقوبته اصلا بل يحلف ويخلى سبيله ان لم يقم عليه بينة وان كان مجهول الحال لا يعرف ببر
تو ایسے کی عقوبت ہرگز جایز نہین ہی بلکہ قسم لیکر چھوڑ دین اگر گواہ نہون اور اگر مجہول الحال ہو یعنی نہ تو نیکو کار مشہور ہی اور نہ بدکار تو ایسے کو

ولا فجور يجوز حبسه يوما او يومين حتى يتبين حاله بالبينة او بالاقرار وان لم يظهر شيء منهما يحلف ويخلى سبيله ولا
ایک یا دو دن قید کرنا جایز ہی یہان تک کہ اوسکا حال یا گواہ سے یا اقرار سے ظاہر ہو جاوے اور اگر کچھہ بہی ظاہر نہو تو قسم لیکر چھوڑ دین اور

يجوز ضربه كما ذكر في سرقة الخلاصة والبزازية ان عصام بن يوسف دخل على الامير فاتي بسارق فانكر السرقة فقال الامير
مارنا جایز نہین ہی چنانچہ خلاصہ اور بزازیہ کی باب السرقہ مین مذکور ہی کہ عصام بن یوسف امیر کی پاس گیا وہان ایک چور پکڑا آیا سو اوسنے چوری سے انکار کیا امیر نے

لعصام بن يوسف ايش يجب عليه فقال عصام عليه اليمين وعلى المدعي البينة فقال الامير هاتوا بالسوط والعقابين
عصام بن یوسف سے پوچھا اسپر کیا واجب ہی عصام نے کہا اسپر قسم ہی اور مدعی پر گواہ امیر نے کہا کوڑا اور دو ستیان لاؤ

فما ضربه عشرا حتی اقر واتی بما سرقه فقال عصام سبحان الله ما رایت ظلما اشبه بالعدل من هذا فانظر کیف
پہر دس کوڑی نہین لگائی تہی کہ اوسنی اقرار کیا اور چوری کا مال لادیا عصام نی کہا سبحان اللہ مین نی اس ظلم سی زیادہ عدل سی ملتا ہوا کوئی ظلم نہین دیکہا اب دیکہو تو کیونکر

سماہ ظلما مع ظہور الحق ولم یجعلہ عدلا بل جعلہ شبیہا بہ لعدم وجود علامۃ ظاہرۃ موجبۃ لذلک
اسکا نام ظلم لیا باوجودیکہ حق ظاہر ہوگیا تہا اوسکو عدل نہین ٹہرایا بلکہ عدل کا مشابہ کیونکہ کوئی ظاہر دلیل جس سی ضرب واجب ہوجاوی نہین تہی

لانہ وان ظہر بہ الحق فی ہذہ المرۃ لکن کثیرا ما لا یظہر فیکون ظلما محضا بخلاف المتہم بالجرایم فان ضربہ
اسواسطی کہ اگرچہ اوسوقت تو حق ظاہر ہوگیا لیکن اکثر حق ظاہر نہین ہوا کرتا پہر نرا ظلم ہی ظلم ہوتا ہی بوخلاف اوسکی جو جرایم سی بدنام ہورہا ہو بیشک

لیس لمجرد استخراج الحق بل لیمتنع عن افعالہ المذمومۃ سواء ظہر الحق ولم یظہر فافترقا وکل ما ذکر الی ہنا من جو
اوسکا مارنا صرف حق پیدا کرنی کی لئی نہین ہی بلکہ اس لئی کہ اپنی افعال بد سی باز آوی برابر ہی کہ حق ظاہر ہو یا نہ ظاہر ہو سو ان دونو مین فرق ہی اور یہان تک جو مذکور ہوا

اجراء العقوبۃ علی المتہمین بالجرایم انما ہو قبل ثبوتہا بالبینۃ والاقرار واما بعد ثبوتہا باحدہما فیقام علیہما ما
یعنی اجراء عقوبت کا جایز ہونا جرایم کی بدناموں پر ثبوت سی پہلی پہلی ہی گواہونسی ہو یا اقرار سی اور اگر جرم ثابت ہوجاوی کسی ایک وجہ اقرار یا بینہ سی تو پہر اونپر

عین لہم فی الشرع من الحد والتعزیر یسر نا اللہ تعالی الاعمال الموافقۃ لرضائہ المجلس الحادی والثمانون فی بیان احکام القضاء
وہ ہی قایم ہوویگا جو شرع نی مقرر کیا ہی حد اور تعزیر آلہی ہمپر اعمال موافق اپنی رضا کی آسان کر اکیاسی مجلس احکام قضا کی بیان مین

واخذہ بالرشوۃ وحکومتہ بشہادۃ الزور قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما انا
اور عہدہ قضا کو رشوت سی لینی مین اور جہوٹی گواہی پر حکم کرنی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مین تو

بشر وانکم تختصمون الی ولعل بعضکم یکون الحن بحجتہ من بعض واقضی لہ علی نحو ما اسمع منہ فمن
خدا کا بندہ ہون اور تم میری پاس فیصلی لاتی ہو اور شاید کہ بعضا تم مین سی حجت مین ہوشیار ہو بعضی سی اور جیسا اوس سی سونگا مین فیصلہ کر دونگا پہر

قضیت لہ بشیء من حق اخیہ فلا یاخذنہ فانما اقطع لہ قطعۃ من النار ہذا الحدیث من صحاح المصابیح
مین جسکو دوسری کی حق مین سی دلانی لگون تو وہ ہرگز نہ لیوی یہہ ہی کہ اوسکی واسطی ٹکڑا آگ کا جدا کئی دیتا ہون یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

روتہ ام المؤمنین ام سلمۃ ومعناہ انکم تختصمون الی وربما یکون بعضکم مبطلا فی دعواہ ولا اعرف
ام المؤمنین ام سلمہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہی کہ تم اپنی فیصلہ میری پاس لاتی ہو اور بعضی وقت کوئی اپنی دعوی مین جہوٹا ہوتا ہی اور مجکو وہ اپنی

کونہ مبطلا فی دعواہ الا انہ افطن بحجتہ واقدر علی تقریرہا بحیث اظنہ صادقا فی دعواہ اقضی لہ
دعوی مین جہوٹا معلوم نہین ہوتا لیکن چونکہ وہ حجت مین ایسا قوی اور تقریر مین اتنا چسپ ہوتا ہی کہ مین اوسکی دعوی کو سچا گمان کرکر اوسکی دعوی کی

علی وفق دعواہ فیکون ما قضیتہ لہ من حق اخیہ قطعۃ من النار لکونہ حراما یسوقہ الی النار فانہ علیہ السلام
موافق دلا دیتا ہون پہر وہ جو مین اوسکو دلاتا ہون بہائی کی حق مین سی آگ کا ٹکڑا ہوتا ہی کیونکہ وہ حرام ہی دوزخ مین کہینچ لیجاویگا بیشک نبی علیہ السلام نی

صدر کلامہ فی ہذا الحدیث بقولہ انما انا بشر تنبیہا علی جواز عدم مطابقۃ حکمہ لما فی نفس الامر لکونہ بشرا لا
اپنی کلام اس حدیث مین اس لفظ سی شروع کی کہ مین آدمی ہون اس تنبیہ کی واسطی کہ حکم نفس الامر سی غیر مطابق ہوسکتا ہی کہ وہ بشر ہین

یعلم من الغیب ولا یطلع علی الضمائر الا ما یوحی الیہ ولا یلزم منہ ان یکون حکمہ خطاء اذ لیس ہذا من قبیل الخطاء
غیب دان نہین ہین دل کی بہید پر جب ہی خبر ہوتی ہی کہ وحی آوی اور اس سی یہہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ حکم بیجا ہی اسواسطی کہ یہہ حکم مین غلطی نہین ہی

فی الحکم لان الحاکم مامور مکلف بان یحکم بین الخصمین بالظاہر علی حسب ما یسمعہ من کلامہما وعلی ما یقتضیہ
کیونکہ حاکم کی ذمہ یہہ ہی ہی کہ دونو مدعی مدعی علیہ مین ظاہر کی موافق جیسا کہ اونکی کلام سنکر معلوم ہو اور جو اونکی حجت سی ثابت ہو حکم کردی

حجتہما لا بما فی نفس الامر حتی ان من کان مبطلا فی دعواہ اذا اتی بشاہدی الزور ولو یعلم القاضی بکذبہما وقضی
یہہ نہین ہی کہ نفس الامر کا حکم ہو یہان تک کہ جسکا دعوی جہوٹا ہو اور وہ جہوٹی دو گواہ گذار دی اور قاضی کو اونکا جہوٹ معلوم نہو اور وہ اونکی گواہی کی

بشہادتہما بعد تعدیلہما فہو محق فی الحکم وان لم یکن ما حکم بہ ثابتا فی نفس الامر فعلم من ھذا ان حکم القاضی
موافق اونکی تعدیل کی بعد حکم کردی تو قاضی کا حکم حق پر ہی اگرچہ وہ مدعا نفس الامر مین ثابت نہو اس سی معلوم ہوا کہ قاضی کا حکم

بشہادۃ الزور لا یحل ما کان حراما ولا یحرّم ما کان حلالا ولا ینفذ قضاؤہ الا ظاھرا وھذا متفق علیہ
جہوٹی گواہی سی حرام کو حلال نہین کردیتا اور نہ حلال کو حرام اور اوسکا حکم ظاہر ہی مین جاری ہوتا ہی یہہ بات املاک مرسلہ

فی الاملاک المرسلۃ التی لم یذکر فیہا سبب معین من اسباب الملک واما فی العقود کالبیع والشراء والنکاح
کہ جنمین کوئی خاص سبب ملک کا بیان نہو متفق علیہ ہی اور رہی عقود جیسی بیع اور شرا اور نکاح

والاجارۃ ونحوھا وفی الفسوخ کالاقالۃ والطلاق ونحوھما فعند ابی حنیفۃ ینفذ ظاھرا وباطنا وعندہ غیرہ
اور اجارہ اور مانند انکی اور فسوخ عقد جیسی اقالہ اور طلاق اور مانند انکی سو امام ابو حنیفہ کی نزدیک حکم قاضی کا ظاہر اور باطن مین جاری ہوتا ہی اور اونکی

انما ینفذ ظاھرا لا باطنا لھم ان القضاء اظہار ما کان ثابتا لا اثبات ما لم یکن ثابتا وما ادعی من العقود والفسوخ لم یکن
نزدیک فقط ظاہر مین جاری ہوتا ہی باطن مین نہین ہوتا انکی یہہ دلیل ہی کہ قضا ظاہر کرنا ثابت کا ہی غیر ثابت کا ثابت کرنا نہین ہی اور دعوی عقود مین اور فسوخ مین ثابت

ثابتا عند کون الدعوی باطلۃ والشھود کاذبۃ فلا ینفذ القضاء فیہ الا ظاھرا واما باطنا فلا لان القضاء انما
نہین ہوتا جس صورت مین کہ دعوی جہوٹا ہو اور گواہی جہوٹی ہون تو اب قضا صرف ظاہر مین نافذ ہوگی باطن مین نہین ہوگی اسلئی کہ قضا حجت کی

ینفذ بقدر الحجۃ والحجۃ باطلۃ فی الباطن لکون شہادۃ الزور حجۃ فی الظاھر لا فی الباطن والمشھود لہ
موافق نافذ ہوتی ہی اور یہہ حجت تو باطن مین غلط ہی کیونکہ گواہ جہوٹی ہین ظاہر مین حجت ہی باطن مین نہین اور گواہون والا

یعلم ذلک والقاضی لا یعلمہ فینفذ قضاؤہ ظاھرا لا باطنا کما فی الاملاک المرسلۃ ولہ ان القاضی اذا اقیمت عندہ
اسکو جانتا ہی اور قاضی نہین جانتا سو قضا ظاہر مین نافذ ہوگی باطن مین نہین ہوگی جیسی املاک مرسلہ مین اور امام صاحب کی یہہ دلیل ہی کہ قاضی کی پاس

البینۃ وعدلت یکون علیہ القضاء واجبا حتی لو امتنع عن القضاء او اخرہ یکون اثما لکن لما کان القضاء اظہار
جب گواہ آئی اور تعدیل ہوچکی تو اوسپر حکم دینا واجب ہی یہان تک کہ اگر کچہہ حکم ندیوی یا درنگ کری تو گنہگار ہوتا ہی لیکن چونکہ قضا ظاہر کرنا

ما کان ثابتا ولم یکن ما ادعی من العقود والفسوخ ثابتا عند کون الدعوی باطلۃ والشھود کاذبۃ وجب اثباتہ
ثابت کا ہوتا ہی اور مدعا عقود اور فسوخ ثابت نہین ہوتا جس صورت مین کہ دعوی باطل اور گواہ جہوٹی ہون تو اب بطور اقتضا کی

اقتضاء لئلا یلزم ان یکون القاضی مکلفا بما لیس فی وسعہ فان قضاء القاضی فیما یحتمل الانشاء ولم یکن فی المحل
مدعا ثابت کرنا ضرور ہوا تا کہ قاضی کی تکلیف طاقت سی زیادہ لازم نہ آوی بیشک حکم قاضی ایسی محل مین ہی کہ احتمال نئی سری ہونیکا ہی اور اس محل مین

مانع وکانت الشھود کاذبۃ یکون انشاء لانہ مامور بالقضاء بالحق ولا یکون قضاؤہ بالحق فیما یحتمل الانشاء ولم
کوئی مانع نہین ہی اور گواہ جو جہوٹی تہی تو انشا یعنی از سر نو اب ہوجائیگا کیونکہ قاضی قضا بر حق کا مامور ہی اور اوسکی قضاء برحق ایسی محل مین کہ احتمال انشا کا ہووی اور

یکن فی المحل مانع وکانت الشھود کاذبۃ الا بالحمل علی الانشاء والعقود والفسوخ مما یحتمل الانشاء وللقاضی ولایۃ الانشاء
وہان مانع بہی نہو اور گواہ بہی جہوٹی ہون نہین ہوسکتی بدون حمل کئی انشا پر اور عقود اور فسوخ مین انشا یعنی از سر نو کا احتمال ہی اور قاضی از سر نو کردینیکا

فی الجملۃ فیجعل قضاؤہ انشاء بطریق الاقتضاء فیصیر کانہ قال فی دعوی عقد النکاح لہ زوجتک ایاہ وحکمت
فی الجملہ مختار ہی سو اوسکی قضا بطریق اقتضاء انشا از سر نو ہوگی اسکی انجام یہہ ہی گویا قاضی عقد نکاح کی دعوی مین یہہ کہتا ہی مینی تیرا نکاح اسکی ساتہہ کردیا

بینکما بالنکاح وفی دعوی فسخ النکاح بصیر کانہ قال فرقتک عنہ وحکمت بینکما بالطلاق وکذا فی غیر ذلک
اور مین نی تم دونو مین نکاح کا حکم دیا اور فسخ نکاح کی دعوی مین یہہ انجام ہوتا ہی گویا قاضی کہتا ہی مین نی تجکو اوس سی جدا کیا اور تم دونو مین طلاق [illegible]

مما ادعی من العقود والفسوخ بخلاف الاملاک المرسلۃ فان القضاء فیہا بشہادۃ الزور [illegible]
دعوون مین جو جو دعوی عقود اور فسوخ کی ہون برخلاف املاک مرسلہ یعنی بی قید کی بیشک اوسمین قضا جہوٹی گواہون سی صرف [illegible]

الملك لابد له من سبب وفي الاسباب كثرة ومزاحمة ولا يمكن للقاضي ان يعين شيئا منها بدون الحجة اذ ليس بعضها
ہر ملک کی واسطی کوئی سبب چاہئی اور سباب تو بہت ہین ایک دوسری کا مخالف قاضی سی یہہ نہین ہو سکتا کہ اونمین سی کسی ایک کو بدون حجت کی مقرر کرلی کیونکہ ایک کو
اولى من البعض فحينئذ لا يمكن اثبات شيء منها سابقا على القضاء بطريق الاقتضاء لان الملك ليس مما يحتمل الانشاء
ایک پر کچھہ فوقیت نہین ہی سو اب بطریق اقتضا قضا سی پہلی کچھہ بہی ثابت نہین ہو سکتا اسلئی کہ ملک مین احتمال انشا کا یعنی ازسرنو کا تو نہین ہی
والقاضي ليس مامورا بالقضاء بالملك بل هو مامور بالقضاء بقصر يد المدعى عليه عن المدعي فهذا هو النافذ منه
اور قاضی کو یہہ حکم نہین کہ ملک کا حکم دیا کری بلکہ اوسکو یہہ حکم ہی کہ مدعی علیہ کا ہاتہہ مدعی سی کوتاہ کردی سو یہہ ہی کہ ظاہر مین نافذ ہوتی ہی
ظاهرا لا غير بيانه ان رجلا اذا ادعى على رجل بيعا او شراء في جارية او طعام واقام شاهدي الزور وقضى القاضي
فقط اسکی تفصیل یہہ ہی کہ ایک شخص نی ایک شخص پر ایک لونڈی یا طعام کی بیع کا یا شراء کا دعوی کیا اور دو جہوٹی گواہ گذاردئی اور قاضی نی
بينهما بالبيع او الشراء ينفذ قضاؤه ظاهرا او باطنا حتى يحل لمن حكم له بالجارية او الطعام ان يطأ الجارية بعد الاستبراء
اون دونون مین بیع یا شراء کا حکم دیا تو یہہ حکم ظاہرا و باطن مین نافذ ہوجائیگا یہان تک کہ جسکو وہ لونڈی یا طعام دلایا گیا ہی حلال ہی کہ لونڈی سی بعد رحم صاف کرنی کی
ويأكل الطعام لثبوت الملك له بالثمن الذي وقع الشهادة به واما اذا ادعى رجل على رجل ملكا مطلقا في جارية او
وطی کری اور کہانا کہا لیوی کیونکہ اوسکی ملک ثمن سی ثابت ہوچکی جسکی گواہ گذر چکی ہین اور رہی وہ صورت کہ ایک شخص ایک شخص پر لونڈی یا طعام کی مطلق ملکیت کا دعوی
طعام من غير تعيين سبب من اسباب الملك واقام شاهدي الزور وقضى القاضي بينهما بالملك لا ينفذ قضاؤه الا
کری اور کوئی سبب خاص ملک کا بیان نکری اور دو جہوٹی گواہ گذاردی اور قاضی اونمین حکم ملکیت کا دیدیوی تو اب اوسکا حکم فقط ظاہر مین نافذ ہوگا
ظاهرا حتى لا يحل لمن حكم له الجارية او الطعام ان يطأ الجارية او يأكل الطعام لعدم ثبوت الملك له فيما بينه وبين
یہان تک کہ جسکو لونڈی یا طعام دلا دیوی حلال نہین ہی کہ لونڈی سی صحبت کری یا طعام کو کہا لیوی کیونکہ اوسکی ملک فیما بینہ وبین اللہ یعنی واقع مین ثابت
الله تعالى ومن امثلة العقود ان احدا من الرجال او النساء اذا ادعى على اخر نكاحا واقام شاهدي الزور وقضى
نہین ہی اور ایک مثال عقد کی یہہ ہی کہ کوئی مرد ہو یا عورت اگر دوسری پر نکاح کا دعوی کرکر دو جہوٹی گواہ گذاردی اور قاضی
القاضي بينهما بالنكاح ينفذ قضاؤه ظاهرا وباطنا حتى يحل للرجل الوطي وللمرأة التمكين هذا اذا لم يكن المرأة في
اونمین حکم نکاح کا کردی تو اب قضا ظاہر اور باطن مین نافذ ہوجائیگی یہان تک مرد کو وطی اور عورت کو اپنی اوپر قبضہ دینا حلال ہی یہہ اوس صورت مین ہی کہ وہ عورت
نكاح الغير او عدته فاما اذا كان في نكاح الغير او عدته فالقضاء انما ينفذ ظاهرا فقط لا باطنا ومن امثلة الفسخ
اور کی نکاح مین یا عدت مین نہو اور اگر اور کسیکی نکاح یا عدت مین ہوگی تو قضا صرف ظاہر مین نافذ ہوگی باطن مین نہوگی اور مثال فسخ کی یہہ ہی
ان احد الزوجين اذا ادعى على اخر فسخ النكاح واقام شاهدي الزور وقضى القاضي بينهما بالفرقة ينفذ قضاؤه ظاهرا و
کہ خاوند جورو مین سی کسی نی دوسری پر فسخ نکاح کا دعوی کرکر دو جہوٹی گواہ گذاردئی اور قاضی نی اونمین جدائی کا حکم دیدیا تو یہہ حکم ظاہر و باطن مین نافذ ہوگا
باطنا حتى يحرم للرجل الوطي وللمرأة التمكين ويجوز لها التزوج بزوج اخر ويجوز للزوج الاخر وطئها وان علم ان الزوج
یہان تک کہ اوس خاوند کو اب وطی اور جورو کو اپنی اوپر قبضہ دینا حرام ہی اور عورت کو جائز ہی کہ اور خصم کرلی اور اوس دوسری خاوند کو اوسکی وطی جائز ہی اگرچہ معلوم ہو کہ پہلی
الاول لم يطلقها بان كان احد شاهدي الزور وهذا كله قد كان ظاهرا معلوما مما ذكر لكن ينبغي ان يعلم ايضا ان
خاوند نی اسکو طلاق نہین دی ہی اسطور کہ اون دو جہوٹی گواہون مین کا ایک یہہ ہی ہو اور یہہ تمام مذکور سابق سی ظاہر اور معلوم ہی پر یہہ بہی سمجھہ لو کہ
قضاء القاضي في العقود والفسوخ بشهادة الزور وان كان نافذا ظاهرا وباطنا ومفيدا للحل عند ابي حنيفة لكونه
قاضی کا حکم عقود اور فسوخ مین جہوٹی گواہی سی اگرچہ ظاہر و باطن مین نافذ اور امام کی نزدیک حلت کا فائدہ بہی دیتا ہی کیونکہ عقد یا فسخ
انشاء بطريق الاقتضاء الا ان المدعي والشهود لا يخلو من ان يتعرضوا لسخط الله تعالى وعقابه حيث ارتكبوا ما نهى الله
بطور اقتضاء کی ازسرنو ہوجاتا ہی اتنا ہی کہ مدعی اور گواہ دونو غضب الہی اور عقاب سی نہ بچین گی کیونکہ اونہون نی وہ عمل کیا ہی جو اللہ

ورسوله وسعوا في ابطال حق الغير وظلمه لاسيما اذا لم يكن الثمن الذي شهدوا به مساويا للقيمة اما المدعي فانه ارتكب

اور اوسکی رسول نی منع کیا ہی اور غیر کی حق تلفی اور ظلم مین سعی کی ہی خاص کر اوس صورت مین کہ ثمن جسکی گواہی دی ہی قیمت کی برابر نہو مدعی نی تو جھوٹ بولا

الكذب وادعى ماليس له وقد روي انه عليه السلام قال من ادعى ماليس له فليس منا فليتبوا مقعده من النار واما الشهود

اور ایسا دعوی کیا جو اوسکا حق نہین ہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنے دعوی کیا جو اوسکا حق نہین ہی وہ ہم مین سی نہین ہی چاہئی کہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین بنا لیوی

فانهم ارتكبوا الكبيرة التي شابهت الشرك وهي شهادة الزور وكذا المدعي حيث رضي بها وقد روي انه عليه السلام

اور یہی گواہ سو اونہون نی وہ گناہ کبیرہ اختیار کیا کہ شرک کی مانند ہی یعنی جھوٹی گواہی ایسی ہی مدعی کہ اوسپر رضامند ہوا اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال عدلت شهادة الزور بالاشراك بالله تعالى ثلث مرات ثم قرأ قوله تعالى فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور فانه

تین بار فرمایا جھوٹی گواہی اشراک باللہ کی برابر ہی پھر یہہ آیت پڑھی سو بچتی رہو بتون کی گند گی سی اور بچتی رہو جھوٹی بات سی بیشک نبی علیہ السلام

بين في هذا الحديث ان شهادة الزور كانت مساوية للشرك في حصول الاثم الموجب لدخول النار الا ان الشرك موجب للخلود

نی اس حدیث مین بیان فرمایا کہ جھوٹی گواہی گناہ مین شرک کی برابر ہی جس سی بالضرور دوزخ مین داخل ہونا ہی اتنا ہی کہ شرک سی دوام کو دوزخ ہی

فيها وشهادة الزور غير موجبة له ومما ينبغي ان يعلم ايضا ان قضاء القاضي بشهادة الزور في العقود والفسوخ انما ينفذ ويفيد

اور جھوٹی گواہی سی دوام نہین ہی اور یہہ بھی سمجھنی کی بات ہی کہ قاضی کا حکم جھوٹی گواہی سی عقود اور فسوخ مین جب نافذ ہوتا ہی حلت کا فائدہ

الحل اذا اخذ القاضي القضاء بغير رشوة واما اذا اخذ القضاء بالرشوة فلا يكون قاضيا ولا ينفذ حكمه على ما ذكر في عامة

دیتا ہی کہ قاضی کو عہدہ قضا بغیر رشوت ملا ہو اور اگر قضا رشوت دیکر لی ہی تو وہ قاضی ہی اور نہ اوسکا حکم نافذ ہی چنانچہ تمام کتابون مین مذکور ہی

الكتب فعلى هذا لا يوجد في هذا الزمان قاض ينفذ حكمه اذ قلما يوجد قاض ياخذ القضاء بغير الرشوة فان القضاة في هذا

اس روایت کی موافق اب اس زمانہ مین ایسا کوئی قاضی نہین ہی جسکا حکم نافذ ہو کیونکہ بہت کم قاضی ہین جنکو قضا بدون رشوت کی ملا ہو بیشک اس زمانہ کی قاضی

الزمان يسعون في اخذ القضاء بالرشوة سعيا بليغا ويبذلون في تحصيله مالا كثيرا اسموه باسماء غير الرشوة مع كونه كله

رشوت دیکر قضا لینی مین نہایت درجہ کی سعی کرتی ہین اور قضا کی لئی خوب مال خرچ کرتی ہین اور اوسکا نام سوای رشوت کی کچھ اور رکھتی ہین باوجودیکہ سب

رشوة فكيف يوجد فيهم قاض ينفذ حكمه فانهم باخذهم القضاء بالرشوة يكونون سببا لابطال كثير من الاحكام الشرعية

رشوت ہی پھر کہان ہی ایسا قاضی جسکا حکم نافذ ہووی کیونکہ قاضی لوگ رشوتون سی قضا لیکر بہتیری احکام شرعی باطل کرتی ہین

لان كثيرا من امور المسلمين مفوض الى رايهم وموقوف على حكمهم وهم اذا اخذوا القضاء بالرشوة لا ينفذ حكمهم في شيء

سبلئی کہ اکثر امور مسلمانون کی اونکی رای پر مفوض اور اونکی حکم پر موقوف ہین اور اونہون نی جب قضا رشوت دیکر لی تو اونکا حکم کسی فیصلہ شرعی مین نافذ نہین ہوتا

من المحكومات الشرعية فيلزم بطلان كثير من امور المسلمين لاسيما النكاح الذي يكون مفوضا اليهم فان القاضي الذي اخذ

تو اب مسلمانون کی بہتیری امور باطل ہوتی ہین خاص کر نکاح جو انکی طرف مفوض ہی بیشک جس قاضی نی رشوت دیکر

القضاء بالرشوة اذا عقد النكاح الذي فوض اليه يكون ذلك النكاح باطلا فيلزم ان يكون الزوج والزوجة زانيين ما داما

قضا حاصل کی ہی جب وہ کسیکا عقد نکاح کریگا جو اوسکی طرف مفوض ہی تو وہ نکاح باطل ہوگا اب یہہ لازم آتا ہی کہ دونو خاوند جورو زانی ہون جب تک

تحت ذلك النكاح وليس هذا الا لكثرة محبتهم للدنيا وقلة مبالاتهم في الدين فانهم لغلبة غفلتهم عن الآخرة ياخذون القضاء

اوس نکاح مین رہین اور یہہ حال اسیلئی ہی کہ دنیا کی محبت بہت ہی اور دین کی پروا کمتر ہی کیونکہ یہہ قاضی آخرت سی خوب غافل ہوکر قضا کو رشوت سی

بالرشوة ولا يبالون بكونهم ملعونين بلعن رسول الله عليه السلام بل يفتخرون به مع ان كثيرا من السلف امتنعوا عن قبوله

حاصل کرتی ہین اور اوسکی کچھ پروا نہین کہ اونپر رسول علیہ السلام کی لعنت پڑتی ہی بلکہ اوسپر فخر کرتی ہین باوجودیکہ سلف مین اکثر لوگون نی باوجود نہایت اکراہ کی بھی

حتى اكرهوا اكراها بليغا على قبوله فلم يقبلوه فضلا عن بذل المال في اخذه الا ترى ان ابا حنيفة دعي الى القضاء ثلث مرات

قبول نہین کیا اور اوسکی لئی مال خرچ کرنیکا تو کیا ذکر ہی دیکھتا نہین کہ امام ابوحنیفہ کو قضا کی لئی تین دفعہ بلایا

فابى حتى حبس وضرب فى كل مرة ثلثين سوطا فلما خاف على نفسه قال حتى اشاور اصحابى فشاورهم فقال ابو يوسف
پر انکار ہی کیا آخر کو قید ہوئی اور ہر بار تیس تیس کوڑی کہائی پہر جب جان کا خوف ہوا تو کہا مین اپنی یارون سی مشورہ لیلون پہر مشورہ کیا تو ابو یوسف نی کہا

لو تقلدت لانتفعت الناس فنظر اليه ابو حنيفة نظر الغضب وقال لو امرت ان اعبر البحر سباحة لكنت اقدر عليه
اگر قضا لیلو تو لوگون کا بڑا فائدہ ہی پہر ابو حنیفہ نی اونکی طرف غصہ سی گہور کر کہا اگر مجھکو یہہ حکم ہوتا کہ دریا کو تیر کر اوتر جاؤن تو البتہ مجھکو قدرت تہی

فكانى بك قاضيا فاعرض ولم ينظر اليه بعد ذلك وكذلك دعي محمد الى القضاء فابى حتى قيد وحبس نيفا وخمسين يوما
میری جگہہ تو ہی قاضی سہی پہر منہہ پہیر لیا اور اونکی طرف پہر نہ دیکہا اور اسیطور امام محمد کو قضا کی واسطی بلایا سو انکار کیا یہان تک کہ قید ہوئی اور پچاس اور کئی دن محبوس

واضطر فتقلده وانما امتنع هؤلاء الكرام عن تقلده لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال من جعل قاضيا
رہی لاجرم لاچار ہو کر قضا لیلی اور اس جماعت بزرگ نی اسپی لئی نہ مانا کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص لوگون پر قاضی ہوا

بين الناس فقد ذبح بغير سكين والمراد من الذبح فى هذا الحديث القتل فان القتل بغير سكين كسقي السم مثلا لا يؤثر
بیشک بی چہری کا ذبح ہوا اور ذبح سی مراد اس حدیث مین قتل ہی بیشک قتل بغیر چہری کی جیسی زہر پلا دینا مثلا ظاہر مین کچہہ اثر نہین کرتا

فى الظاهر وانما يؤثر فى الباطن بازهاق الروح كذا القضاء لا يؤثر فى الظاهر لانه فى الظاهر رفعة وعظمة وانما يؤثر
اور باطن مین ایسا اثر کرتا ہی کہ جان نکل جاتی ہی ایسی ہی قضا ظاہر مین کچہہ اثر نہین کرتی کیونکہ ظاہر مین تو رفعت اور عظمت ہی باطن مین ایسا اثر کرتی ہی

فى الباطن باهلاك الدين لان القاضي قلما يعدل بين الخصمين بل ربما يميل فى الحكم الى الاصدقاء والاقرباء او الى من
کہ دین ہلاک کر دیتی ہی اسلئی کہ قاضی خصمین مین بہت ہی کم عدل کرتی ہین بلکہ اکثر حکم مین دوست کی اور اقربا کی طرفداری کر جاتی ہین یا کسی منصب والی کی

له منصب يتوقع نواله او يخاف بلاءه وربما يوسوس له نفسه على قبول الرشوة فمن كان حاله كذلك فالموت خير
جس سی کچہہ وصول کی توقع ہو یا اوسکی بلا کا خوف ہو اور بعضی وقت دلمین رشوت لینی کا خطرہ گذرتا ہی پہر جسکا ایسا حال ہووی تو ایسی قضا سی موت بہتر ہی

من القضاء لان الموت يقطعه عن المعاصي والقضاء يوقعه فى المعاصي فان قيل القضاء بالحق من اقوى الفرائض
کیونکہ موت تو معاصی سی الگ کر دیتی ہی اور قضا معاصی مین مبتلا کر دیتی ہی پہر اگر کوئی کہی حکم حق پہ دینا عمدہ فرائض سی ہی

واشرف العبادات لكونه امرا بالمعروف ونهيا عن المنكر وقد امر الله به النبيين كما قال فى كتابه انا انزلنا التورية
اور عبادات مین اشرف ہی اسلئی کہ امر بالمعروف اور بند کرنا بدی سی ہی اور اللہ نی انبیا کو یہہ حکم کیا ہی چنانچہ قرآن مین فرماتا ہی ہمنی اوتاری توریت

فيها هدى ونور يحكم بها النبيون وقال لنبينا عليه السلام انا انزلنا اليك الكتب بالحق لتحكم بين الناس فما وجه
اسمین ہدایت اور روشنی اوسپر حکم کرتی پیغمبر اور ہماری نبی علیہ السلام کو فرمایا ہمنی اوتاری تجہکو کتاب سچی کہ تو انصاف کری لوگون مین پہر اس سی

الامتناع عنه فالجواب انه وان كان من اقوى الفرائض واشرف العبادات لكن ذكر فى كتب الفقه ان من كان
رکنی کی کیا وجہ ہی جواب یہہ ہی کہ قضا اگرچہ بڑا فریضہ اور عبادات مین اشرف ہی پر فقہ کی کتابون مین مذکور ہی کہ جو شخص

صالحا له ينبغي له ان لا يطلبه بقلبه ولا يسئله بلسانه فان دعي اليه بلا طلبه فقال بعض العلماء يكره له الدخول فيه
قضا کی لائق ہو اوسکو لازم ہی کہ دل سی اوسکا طالب نہووی اور نہ زبان سی اوسکا سوال کری پہر اگر بلا طلب اوسکی لئی مقرر کرین تو بعضی علماء کہتی ہین کہ اختیار سی قضا مین

مختارا لما روي عن انس انه عليه السلام قال من ابتغى القضاء وسئله وكل الى نفسه ومن اكره عليه انزل الله تعالى
پہنسنا مکروہ ہی اسلئی کہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی قضا تلاش کی اور سوال کیا تو اپنی ذات پر حوالہ کیا جاتا ہی اور جو بزور قاضی کیا گیا تو اللہ تعالی

عليه ملكا يسدده فانه عليه السلام اشار فى هذا الحديث الى ان من يطلب القضاء بقلبه ويسئله بلسانه يفوض امره
اوسپر فرشتہ تعین کر دیتا ہی وہ اوسکو راستی پر رکہتا ہی سو نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ اشارہ کیا کہ جو شخص قضا کو بدل تلاش اور زبان سی سوال کرتا ہی تو وہ اوسکی

الى نفسه ومن يفوض امره الى نفسه لا يهدى الى الصواب لان النفس امارة بالسوء تجر صاحبها الى المخالفة وسوء المطالبة
ذات پر حوالہ ہی اور جسکا امر اوسکی ذات پر حوالہ رہا صواب کا راہ نہین پاتا اسلئی کہ نفس برائی ہی بتاتا ہی اپنی یار کو مخالفت اور بری مطالب کی طرف کہینچتا ہی

فلا يسلم من الوقوع في الظلم والمعصية وايضا من يطلب القضاء ويسئله يعتمد علمه وورعه فيكون صاحب عجب
پہنچتا ہی سو ظلم اور معصیت سی سلامت نہیں رہتا اور یہہ بہی ہی کہ جو قضا کی طلب اور سوال کرتا ہی تو اپنی علم اور پرہیزپر بہروسہ کرتا ہی اب اوسمین تکبر آویگا
فيحرم التوفيق واما من يكره عليه فانه يصير منكسر القلب بالاكراه فيعتصم بحبل الله تعالى ويتوكل على الله
اور توفیق سی محروم ہو گا اور جسپر قضا کی لئی زور ہوتا ہی تو اکراہ سی آزردہ دل ہو کر اللہ کی رسی سی سہارا لیتا ہی اور اللہ پر توکل کرتا ہی
ومن يعتصم بالله فقد هدي الى صراط مستقيم ومن يتوكل على الله فهو حسبه فيلهمه الرشد ويوفقه
اور جو اللہ کا سہارا پکڑتا ہی بیشک سیدہی راہ پاتا ہی اور جو شخص اللہ پر توکل کری وہ اوسکا ذمہ دار ہی پس اوسکی ذہن رشد پیدا کردیتا ہی اور
الصواب يسرنا الله تعالى عملا مطابقا لرضائه بلطفه وكرمه المجلس الثاني والثمانون في بيان
صواب مین پہنچاتا ہی الٰہی ہمپر عمل مطابق اپنی رضا کی اپنی لطف اور کرم سی آسان کر بیاسی مجلس اوس شخص کی بیان مین

من يجوز له الوعظ للناس ومن لا يجوز وما يتفرع عليه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
جسکو لوگون کی لئی وعظ کہنا جایز ہی اور جسکو نہین جایز اور اسپر کیا پیدا ہوتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
لا يقص الا امير او مامور او مختال هذا الحديث من حسان المصابيح رواه عوف بن مالك ومثله ما رواه ايضا انه علم
وعظ نہین بیان کرتا مگر امیر یا مامور یا شیخی خورا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی عوف ابن مالک کی روایت سی اور ایسی ہی مضمون کی وہ حدیث ہی
قال القصاص ثلثة امير ومامور ومختال والقص التكلم بالقصص ويستعمل في الوعظ وهو المراد ههنا والمعنى ان الذين
علیہ السلام نی فرمایا وعظ کہنی والی تین ہین امیر اور مامور اور شیخی کرنیوالا اور قصہ کی معنی ہین قصہ بیان کرنا اور قص وعظ مین برتا جاتا ہی اور یہان وعظ ہی مراد ہی اور معنی یہہ ہین
يعظون الناس ثلثة احدهم الامير وهو الحاكم فان الحكام في الزمان الاول كانوا يعظون الناس ويقصون عليهم اخبار
جو شخص لوگون کو وعظ کہتی ہین تین ہین ایک تو امیر یعنی حاکم بیشک پہلی زمانہ مین حکام ہی لوگون کو وعظ کیا کرتی تہی اور گذری ہوئی خبرین انکو سناتی تہی
الماضية ليعتبروا وثانيهم المامور وهو الذي امره الامير بالوعظ واذن له فيه وثالثهم المختال وهو الذي ليس بامير
تاکہ عبرت پذیر ہون اور دوسرا مامور یعنی جسکو امیر نی واسطی وعظ کی مقرر کیا اور اجازت دی ہی اور تیسرا مختال یعنی نہ وہ امیر ہی
ولا مامور من جهته بل هو فضولي يفعل ذلك تكبرا على الناس وطلبا للرياسة بينهم ويرائيهم بقوله وفعله وفيه
اور نہ امیر کی طرف سی مامور بلکہ وہ شخص زاید ہی یہہ پیشہ لوگون پر بزرگ ہونی کو اور اونمین ریاست لینی کو اختیار کرتا ہی اور اونکو اپنا قول اور فعل دکہلاتا ہی اور اسمین
زجر للواعظ عن الوعظ بغير اذن الامام وانما كان كذلك لان الامام يجب عليه ان يقوم بمصالح الرعية وينصب
واعظ کو کہ بدون اذن امام کی وعظ کہی ممانعت ہی اور ممانعت اسلئی ہی کہ امام پر واجب ہی کہ واسطی مصلحت رعیت کی مستعد ہی اور ہر ہر گانو مین
في كل قرية وفي كل محلة عالما متدينا يعلم الناس دينهم فينظر في العلماء فمن يرى فيه علما وديانة وحسن عقيدة
اور ہر ہر محلہ مین ایک ایک عالم دیندار تعین کری کہ وہ لوگون کو دین تعلیم کیا کری پہر علماء مین غور کری جسمین علم اور دیانت اور نیک عقیدہ دیکہی
ياذن له ان يعظ الناس ومن لا يرى فيه هذه الصفات لا ياذن له في الوعظ لئلا يوقع الناس في البدعة والضلالة
اوسکو اجازت دی کہ لوگون کو وعظ کیا کری اور جسمین یہہ صفات نہ پاوی تو اوسکو وعظ کی اجازت نہ دی تاکہ لوگون کو بدعت اور بی راہی مین نہ پہنساوی
كما هو واقع في هذا الزمان وذلك لان الخلق لا يولدون بالعلم وانما يولدون بالجهل والجهل مرض من امراض القلوب
جیسا اس زمانہ مین ہو رہا ہی اور یہہ اسواسطی ضرور ہی کہ خلق عالم نہین پیدا ہوتی یہہ ہی جہالت مین پیدا ہوتی ہی اور جہالت دلکی بیماریون مین سی ایک مرض ہی
فلا بد له من طبيب حاذق يعالجهم ويزيل مرضهم بتعليم احكام الدين في اصله وفرعه ومن لم يكن حاذقا
سو اس مرض کی لئی کوئی پکا طبیب چاہئی کہ علاج کر کر دین کی اصلی اور فرعی احکام سکہا کر اونکا دلی مرض کہو دی اور جو پکا طبیب نہین ہی
لا يزيل مرضهم بل يزيدهم مرضا فيهلكهم وقد ذكر في الاحياء ان الدنيا دار المرض اذ ليس في بطن الارض الا ميت
تو اونکا دکہہ نہین کہو دیگا بلکہ اور دکہہ بڑہا کر ہلاک کر دیگا اور احیاء مین مذکور ہی کہ دنیا بیماری کا کہر ہی کیونکہ جو زمین کی اندر ہی سو مردہ ہی

ولا على ظهرها الا سقيم ومرض القلوب اكثر من مرض الابدان وانما صار كذلك لثلث علل احدها ان من كان

اور جو اوسکی باہر ہی سو بیمار ہی اور دلکی دکھہ جسمانی بیماریسی زیادہ ہین اور یہہ حال تین سبب سی ہوگیا ہی ایک تو یہہ کہ جو

مريض القلب لا يدري كونه مريضا والثانية ان عاقبة مرض القلب لا يشاهد قبل الموت بخلاف مرض البدن

دلکا دکھیا ہی وہ اپنی تئین دکھیا نہین سمجھتا اور دوسرا سبب یہہ ہی کہ دلکی بیماریکا انجام موت سی پہلی ظاہر نظر نہین آتا برخلاف مرض بدنی کی

فان عاقبته موت مشاهد تنفر عنه الطباع وتكون ما بعد الموت غير مشاهد قلت النفرة عن الذنوب

کہ اوسکا انجام موت نظر آتی ہی سو طبیعتین اوس سی نفرت کرتی ہین اور موت کی بعد کا حال جو ظاہر نہین نظر آتا اسلئی گناہونسی نفرت کم ہوگئی ہی

ويتكل مرتكبها على فضل الله تعالى ولا يشتغل بعلاج مرض قلبه بل يشتغل بعلاج مرض بدنه من غير اتكال

اور گنہگار اللہ تعالی کی فضل پر تکیہ کرلیتا ہی اور اپنی دلکی دکھہ کا علاج نہین کرتا بلکہ بدنی مرض کا علاج فضل الہی پر بی تکیہ کئی کرتا ہی

على فضل الله تعالى مع كون فضل الله تعالى عاما في الدنيا والاخرة والثالثة وهي الداء العضال فقد الطبيب

باوجودیکہ اللہ تعالی کا فضل دنیا اور آخرت دونون مین برابر ہی اور تیسرا سبب یہہ ہی اور یہہ بڑا سخت دکھہ ہی یعنی طبیب کا نہونا

فان الاطباء هم العلماء وهم في هذا الزمان قد مرضوا مرضا شديدا حتى عجزوا عن علاج انفسهم فضلا عن

کیونکہ اسکی طبیب تو علماء ہین سو اس زمانہ مین وہ خود ہی سخت بیمار ہین یہان تک کہ اپنا ہی علاج نہین کرسکتی غیر کی تو کیا گنتی ہی اس سبب سی یہہ دکھہ

علاج غيرهم وبهذا السبب عم الداء وانقطع الدواء وهلك الخلق بل اشتغل الاطباء بفنون الاغواء فليتهم

اور بہی زیادہ پہیل گیا اور علاج جاتا رہا اور خلق مرگئی بلکہ طبیب طرح طرح کی اغوا مین مشغول ہین کاشکی وہ طبیب

اذا لم يصلحوا لم يفسدوا وليتهم سكتوا ولم ينطقوا فانهم اذا تكلموا لا يقصدون في مواعظهم الا استمالة قلوب العوام

اگر علاج نکرتی تو دکھہ ہی نہ بڑہاتی اور کاشکی وہ خاموش رہتی کچہہ نبولتی بیشک جب وہ بولتی ہین تو اوس وعظ سی سوا بہلانی قلوب عوام کی کچہہ اور غرض نہین

ولا يتوصلون اليها الا بذكر الرجاء والرحمة لكون ذلك الذ في الاسماع واخف على الطباع فينصرف الخلق عن مجلس

ہوتی اور اسکا وسیلہ یہہ ہی امید اور رحمت کا ذکر ہزار کہا ہی کیونکہ یہہ ہی کانون مین لذیذ اور طبیعتون پہ ہلکا ہی پہر خلقت مجلس وعظ سی جب اوٹھتی ہی

وعظهم وقد استفادوا مزيد جرأة على المعاصي ومهما كان الطبيب كذلك يهلك المريض بالدواء حيث يضعه

تو اونکو گناہون پر اور بہی جرات پیدا ہوجاتی ہی اور جب طبیب ہی ایسا ہووی تو دکہیا دوا ہی سی مریگا کیونکہ طبیب بی محل دوا

في غير موضعه فان الخوف والرجاء دواءان لكن لشخصين متضادي العلة فالذي غلب عليه الخوف حتى هجر

دیتا ہی بیشک خوف اور رجا دو نو دوا تو ہین پر ایسی دو شخص کی جو ایک سی بیمار نہون پہر جسپر خوف اتنا غالب آیا کہ دنیا بالکل ترک کی

الدنيا بالكلية وكلف نفسه ما لا يطيق وضيق عليه العيش يكسر سورة خوفه بذكر اسباب الرجاء وسعة رحمة

اور اپنی جان طاقت سی زیادہ تکلیف مین ڈالی اور عیش تنگ کرلیا تو اوسکی خوف کی شدت کو اسباب رجا کی اور فراخی رحمت الہی کا ذکر کرکی

الله تعالى ليعود الى الاعتدال وكذا المصر على الذنوب المشتهي للتوبة الممتنع عنها بحكم القنوط واليأس استعظاما

گہٹادی تاکہ وہ اعتدال پر آجاوی اور ایسی ہی جو گناہ پر اڑا ہوا توبہ کا آرزومند کر بسبب ناامیدی اور یاس کی اپنی گناہون کو سخت سخت سمجھہ کر

لذنوبه التي سبقت يعالج ايضا بذكر اسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالى حتى يطمع في قبول توبته فيتوب

جو اوس سی عمل مین آئی ہین توبہ نکرتا ہو ایسی کا علاج بہی یہہ ہی ذکر کرنا اسباب رجا کا اور فراخی رحمت الہی کا تاکہ اوسکو توقع قبول توبہ کی پیدا ہو پہر وہ توبہ کری

فاما معالجة المغرور المسترسل في المعاصي بذكر اسباب الرجاء وسعة رحمة الله تعالى فيضاهي معالجة المحموم

اور رہا دہوکی مین پڑا ہوا معاصی مین بی قید اسکا علاج ذکر اسباب رجا سی اور بیان فراخی رحمت الہی ہی ایسا ہی جیسی تپ چڑہی کو

بالعسل وذكر في موضع اخر من الاحياء ان هذا الزمان زمان لا ينبغي ان يذكر فيه للخلق اسباب الرجاء و

شہد پلادیا اور احیاء کی ایک اور جگہ مین مذکور ہی کہ یہہ ایسا زمانہ ہی کہ اسمین خلقت کی سامنی ذکر اسباب رجا کا اور بیان فراخی

رحمة الله تعالى لان ذكرها يهلكهم بالكلية لكنها لما كانت اخف على النفوس والذ في القلوب ولم يكن غرض

رحمت الٰہی کا اچھا نہیں کیونکہ یہہ دونو ذکر خلقت کو سراسر کہوئی دیتی ہین لیکن یہہ ذکر لوگون پر جو ہلکا ہی اور اونکی دلون مین لذت پیدا کرتا ہی اور واعظون کی

الوعاظ الا استمالة القلوب واستنطاق الخلق بالثناء عليهم كيف ما كانوا مالوا الى الارجاء حتى ازداد الفساق فسادا

غرض یہی رہتی کی بہلانی اور خلقت سی اپنی تعریف کرانی کی سوا کچھہ اور نہین رہی خلق کا حال کچھہ ہی ہوا کرو تو واعظ خواہ مخواہ رجا کی طرف متوجہ ہوتی ہین یہانتک کہ فاسقون

والمنهمكون في طغيانهم تماديا وذكر في موضع آخر ان الخلق الموجودين في هذا الزمان كان الاصلح لهم غلبة الخوف بشرط

اور بہی فساد بڑہ گیا اور سرکشی مین پہنسی ہوئی لوگ اور بہی ڈوب گئی اور ایک جگہ مین مذکور ہی کہ اس زمانہ کی خلقت کی لئی اصلح یہہ ہی کہ اونپر خوف غالب کیا جاوی پر اتنا

ان لا يخرجهم الى الياس وترك العمل وقطع الطمع من المغفرة فيكون ذلك سببا للتكاسل عن العمل وداعيا الى الانهماك

کہ وہ نا امید ہو کر عمل ترک نکردین اور مغفرت کی طمع نہ جاتی رہی کیونکہ اب عمل مین سست ہو لاچار معاصی مین کہپ جاوینگی سو یہہ درجہ یاس کا ہی

في المعاصي فان ذلك قنوط وليس بخوف بل الخوف هو الذي يحث على العمل ويكدر جميع الشهوات ويزعج القلب

خوف کا نہین ہی بلکہ خوف یہہ ہوتا ہی کہ عمل کی رغبت ہو اور تمام شہوات بی مزہ ہو جاوین اور دل دنیا کی رغبت سی بیزار ہو کر

عن الركون الى دار الغرور ويدعوه الى الميل الى دار السرور وهذا هو الخوف المحمود لا الياس الموجب للقنوط فاذا كان

اوکہڑ جاوی اور آخرت کی رغبت ہونی لگی اور یہہ حالت اچھی خوف کی ہی یاس کا درجہ نہین جسمین نا امید ہو جاوی جب حال ایسا ہی

الامر كذلك فالطريق الذي ينبغي ان يسلكه الواعظ في وعظه مع الخلق في هذا الزمان اذا كان مامورا من

تو وہ رستہ جو واعظون کو وعظ مین اس زمانہ کی خلقت کی ساتہہ چلنا چاہئی جب کہ واعظ امام کی طرف سی مامور ہو تو یہہ ہی کہ

جهة الامام ان يذكر ما في القرآن من الآيات المخوفة للمذنبين وما ورد في الاخبار والآثار في ذم المجرمين ومدح التائبين

کہ قرآن مین سی وہ آیات بیان کری جنمین گنہگارون کی واسطی خوف ہی اور وہ احادیث اور آثار جنمین گنہگارون کی ہجو اور توبہ کر کر اطاعت کرنیوالون کی مدح ہی

المطيعين ويستكثر منها ان كان وارث رسول رب العالمين فانه عليه السلام ما خلف دينارا ولا درهما وانما

اور اسیہی قسم کی کثرت رکہی اگر رسول رب العالمین کا وارث ہی بیشک نبی علیہ السلام نی نہ دینار چہوڑا ہی اور نہ درہم یہہ ہی

خلف العلم والحكمة وورثه كل عالم بقدر ما اصابه ثم ينبغي له ان يقرر عندهم ان تعجيل العقوبة على الذنب متوقع

علم اور حکمت چہوڑ گئی ہین اور ہر عالم اوسکا وارث ہوا جتنا اوسکی نصیب مین تہا پہر یون چاہئی کہ اونکی سامنی تقریر کری کہ گناہ کی وبال سی دنیا مین اپنی عقوبت ہو جانی

في الدنيا ويبين لهم ان كل ما يصيب الانسان من المصائب في الدنيا فهو بسبب ذنبه كما قال الله تعالى وما اصابكم

ممکن ہی اور بیان کری کہ انسان پہ دنیا مین جو مصیبت پڑ جاتی ہی سو وہ سب گناہون کی وبال سی ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو پڑتی تمپر

من مصيبة فبما كسبت ايديكم فينبغي له ان يخوفهم بذلك لان بعض الناس يخاف من العقوبة في الدنيا ويتساهل

کوئی سختی سو بدلہ اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی اب لازم ہی کہ اونکو یہہ ہی خوف دلاوی اسلئی کہ بعضی آدمی دنیا ہی کی عقوبت سی ڈرتی ہین اور آخرت کی

في امر الآخرة لفرط جهله فيلزمه ان يبين له ان الذنوب كلها يتعجل في الدنيا شؤمها في غالب الامر ويضيق عليه رزقه

بات مین جہالت کی ماری سہولت برتتی ہین تو اب واعظ کو لازم ہی کہ اونکی سامنی یہہ بیان کری کہ گناہون کی شامت اکثر دنیا مین جلد آجاتی ہی اور آدمی کی سبب رزق تنگ

بسببها لما روي انه عليه السلام قال ان العبد ليحرم الرزق بسبب ذنب يصيبه ثم ينبغي له ان يفخم امر الوعظ ويرفع

ہو جاتی ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ آدمی گناہ کی سبب رزق سی محروم ہو جاتا ہی پہر اوسکو چاہئی کہ وعظ عظمت سی اور اپنی آواز بلند کری

صوته ويكون منه في وعظه ما يشعر بالحال الذي هو فيه من الترغيب والترهيب لما روي عن جابر انه عليه السلام

اور وعظ مین جو بیان کرتا ہو ویسا ہی حال بنالی کہ صوت سی ترغیب اور خوف معلوم ہو کیونکہ جابر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کا

كان اذا خطب احمرت عيناه وعلا صوته كانه منذر جيش وكذا ينبغي له اذا تكلم بكلام ان يكرره ثلث مرات

یہہ حال تہا کہ جب وعظ فرماتی تو آنکہین سرخ اور آواز بلند ہو جاتی گویا فوج سی ڈراتی ہین اور ایسی ہی لازم ہی کہ جب کوئی بات کہی تو تین بار کہی

ليفهمه سامعوه ويتمكن في قلوبهم ويحفظوه لما روي عن انس انه عليه السلام كان اذا تكلم بكلمة اعادها ثلثا
تاکہ سننے والے سمجھ لیں اور اونکے دلوں میں بیٹھ جاوی اور یاد رکھیں کیونکہ انس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام اگر کوئی بات فرماتے تو تین بار کہتے
حتی تفہم عنه لكن يجب عليه ان يحترز عن خلط كلامه البدعة لما ذكر في الاحياء ان الواعظ مهما مزج كلامه ببدعة
تاکہ خوب سمجھ لیں لیکن واعظ پر واجب ہی کہ اپنے کلام میں بدعت کی باتیں نہ ملاوے کیونکہ احیاء میں مذکور ہی کہ واعظ اگر بدعت بیان کرنے لگے
يجب منعه ولا يجوز حضور مجلسه الا على قصد الرد عليه ان قدر وان لم يقدر لا يحضر مجلسه وكذا اذا كان كلامه
تو اوسکا روکنا واجب ہی اور اوسکی مجلس میں جانا جائز نہیں مگر بارادۂ رد کی جاوی تو جاوی اگر قدرت رکھتا ہو اور اگر قدرت نہو تو اوسکی مجلس میں نجاوی اور ایسی ہی اگر اوسکی کلام
مائلا الى الارجاء وتجرئة الناس على المعاصي وزاد بسببه رجاء الخلق على خوفهم فهو منكر يجب منعه لكونه
ارجا کی طرف جھکتی ہو اور لوگوں کو معاصی پر جرات ہوتی ہو اور اس باعث سے خلق کو رجا خوف سے زیادہ بڑھ جاوی اب وہ واعظ نہیں منکر ہی اوسکا روکنا چاہئے
فسادة عظيما بل الاقرب والاليق بطباع الخلق ان يرجح خوفهم على رجائهم لانهم الى الخوف احوج وذكر في الرسالة
اسکا بڑا فساد ہی بلکہ خلقت کی حال کی مطابق یہہ ہی کہ اونپر رجا سے خوف غالب رہی کیونکہ خوف کی زیادہ تر محتاج ہیں اور امام غزالی کی رسالہ میں
المسماة بايها الولد للامام الغزالي ان الواعظ ينبغي له ان يكون عزمه وهمته ان يدعو الناس من الدنيا الى
جسکا نام ایہا الولد ہی مذکور ہی کہ واعظ کو چاہئے کہ اوسکا قصد اور ہمت یہہ ہی ہووی کہ لوگوں کو دنیا سے آخرت کی طرف بلاوی اور معصیت سے طاعت کی طرف
الاخرة ومن المعصية الى الطاعة ومن الحرص الى القناعة ويحبب اليهم الاخرة ويبغض عليهم الدنيا ويعلمهم
طلب کری اور حرص سے قناعت کی طرف اشارہ کری اور اونکو آخرت کی محبت اور دنیا کا بغض دلاوی اور اونکو عبارت
العبادة والتقوى لان الغالب في طباعهم الزيغ عن منهج الشرع والسعي فيما لا يرضى الله تعالى فيلقي في قلوبهم
اور پرہیزگاری تعلیم کری اسلئے کہ اونکی طبیعتوں میں اکثر شرع کی راہ سے کجی اور برخلاف رضامندی اللہ تعالی کی سعی ہوتی ہی سو اونکی دلوں میں خدا کا خوف
الرعب ويخوفهم عما يستقبلهم من المخاوف لعل صفات باطنهم تتغير ومعاملة ظاهرهم تتبدل ويظهر منهم الحرص
ڈالی اور اونکو سامنے آنی ہوئی خوفناک چیزوں سے ڈراوی شاید کہ اونکی صفات باطنی بدل جاویں اور ظاہر کا معاملہ پلٹ جاوی اور اونسے طاعت کی حرص
الى الطاعة والرجوع عن المعصية وهذا هو طريق الوعظ والنصيحة وكل واعظ لا يكون وعظه هكذا فوعظه وبال
اور معصیت سے رجوع ظاہر ہونے لگی اور یہہ ہی طریقہ وعظ اور نصیحت کا اور جس واعظ کا وعظ ایسا نہو وی تو اوسکا وعظ کہنے
على القائل والسامع بل قيل انه شيطان في صورة الانسان يخرج الخلق عن طريق الحق ويهلكهم فيجب عليهم ان يهربوا
اور سننے دونوں پر وبال ہی بلکہ بعضی کہتے ہیں کہ وہ انسان کی صورت میں شیطان ہی کہ خلقت کو طریق حق سے بچلا کر ہلاک کرتا ہی سو خلق پر واجب ہی کہ اوس سے ایسا بھاگیں
منه فرارهم من الاسد لان ما يفسده هذا الواعظ من دينهم لا يستطيع ان يفسد بمثله الشيطان ومن كان له يد و
جیسے شیر سے بھاگتے ہیں کیونکہ یہہ واعظ جتنا انکا دین برباد کریگا شیطان کی قدرت نہیں کہ اتنا برباد کری اور جسکو قابو اور قوت ہووی
قدرة يجب عليه ان ينزله من منابر المسلمين ويمنعه عما باشره لانه من جملة الامر بالمعروف والنهي عن المنكر وكذا الوعاظ
واجب ہی کہ اوسکو مسلمانوں کی منبر سے اوتار دی اور وعظ کہنے سے روکدی کیونکہ آمر ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں داخل ہی اور ایسی ہی وہ واعظ
الذين يشتغلون بالقصص التي يتطرق اليها الزيادة والنقصان والكذب والبهتان قد ورد نهي السلف عن الجلوس في
کہ کہانیاں بیان کرتی ہیں جسمیں زیادتی کمی اور جھوٹ اور بہتان ملا ہوا ہی مقتدیان سلف انکی مجلس میں جانے سے منع کر گئے ہیں
مجلسهم لان القصص منها ما ينفع سماعه ومنها ما يضر سماعه وان كان صدقا فمن فتح على نفسه ذلك الباب يختلط
اسلئے کہ بعضی قصوں کا سننا مفید ہوتا ہی اور بعضی قصوں کا سننا ضرر کرتا ہی اگرچہ سچا ہووی پھر جو شخص اپنی اوپر یہہ دروازہ کھول لیگا تو اوسپر
عليه الصدق بالكذب والنافع بالضار وقال احمد بن حنبل القصة ان كانت من قصص الانبياء والصالحين
سچ جھوٹ میں اور نافع مضر میں ملا رہیگا تمیز نہو گی اور احمد بن حنبل کہتی ہیں کہ قصہ اگر انبیا اور صلحا کا ہو

فيما يتعلق بامور الدين وكانت صحيحة الرواية فلا ارى به باسا فليحذر الكذب وحكاية احوال تؤدي الى هفوات
جو امور دینی سی متعلق ہی اور سروایت بہی صحیح ہو تو اسمین کچہ مضائقہ نہین معلوم ہوتا سو جہوٹ سی اور ایسی احوال بیان کرنی سی پرہیز کری جسمین خطا

ومساهلات يقصر فهم العوام عن درك معانيها فان العامي يتمسك بذلك في مساهلاته وهفواته ويمهد لنفسه
اور سہل انگاری ہو اور عوام کا فہم اوسکی معانی سمجہنی سی قاصر ہو کیونکہ عام لوگ اوس حکایت مین سی سہل انگاری اور خطا کی سند کرکر اپنی لئی ایک عذر بنا

عذرا فيها ويقول قد صدر عن بعض المشائخ وبعض الاكابر كيت وكيت وكيف بنا وكلنا بصدد المعاصي فلا غرو
کر رکہ لیتی ہین اور کہنی لگتی ہین بیشک بعضی بعضی مشائخ اور بزرگوں سی ایسی ایسی باتین ہوگئین ہین اور ہماری تو کیا شمار ہی ہم تو سراسر گنہگار ہی ہین

ان صدر مني ذنب فقد صدر عمن هو اكبر مني ويفيد ذلك جرءة على الله تعالى من حيث لا يدري وبعد الاحتراز
اگر ہم سی کوئی گناہ ہوگیا تو کیا تعجب ہی جب ہم سی جو بڑی بزرگ ہین اونسی ہوگیا ہی اور اسمین عوام کو خدا پر ایسی جرءت پیدا ہوتی ہی کہ اونکو خبر نہین ہوتی اور

عن هذين فلا باس به وعند ذلك يرجع القصص المحمودة الى ما اشتمل عليه القران وصح في الكتب الصحيحة من الاخبار
ان دونو امر اگر نہون تو پہر کچہ خوف نہین ہی اب وہ اچہی اچہی سچی حکایات مطابق ہوگئین جو قرآن مین آئی ہین اور تاریخ کی معتبر کتابون مین صحیح صحیح مذکور ہین

واما ما يوجد في بعض الكتب التي يذكر فيها من قصص الانبياء ما لا يليق بحالهم فيجب تنزيههم عنها كقصة داود النبي
اور ہی وہ قصی جو بعضی کتابون مین ملتی ہین جنمین انبیاء علیہم السلام کی قصہ ایسی مذکور ہین کہ انبیاء کی حال سی مناسب نہین ہین ایسی قصون سی اونکو پاک سمجہنا واجب ہی

فانها على ما يرويها القصاص من انه عليه السلام دخل ذات يوم محرابه واغلق بابه وجعل يصلي ويقرا الزبور
جیسی قصہ داود نبی علیہ السلام کا سو یہہ قصہ موافق روایت قصاص کی کہ داود علیہ السلام نی ایکروز اپنی محراب مین داخل ہوکر دروازہ بند کرلیا اور نماز اور زبور کی تلاوت مین مشغول ہوئے

فبينما هو كذلك اذ جاء الشيطان في صورة حمامة من ذهب فمد يده ليأخذها لابن له صغير فطارت فامتد
وہ اسی حال مین تہی کہ ناگاہ شیطان سونی کا کبوتر بنکر آگیا سو داود علیہ السلام نی چہوٹی بیٹی کی کہیلنی کی واسطی اوسکی پکڑنی کو ہاتہ لپکایا وہ اوڑگیا پہر ہاتہ لپکایا

اليها فطارت فوقعت في كوة فتبعها فابصر امراة جميلة قد نقضت شعرها فغطى بدنها وهي كانت امراة رجل
تو وہ اوڑکر تابدان مین گرپڑا اوسکی پیچہی گئی تو ایک عورت خوبصورت کہ اوسنی اپنی بال کہول کر بدن ڈہک لیا نظر پڑگئی اور وہ ایک شخص کی جورو تہی

يقال له اوريا وكان من غزاة البلقاء فكتب الى صاحب بعث البلقاء وهو ايوب بن صوريا ان ابعث
نام اوسکا اوریا اور بلقا کی غازیون مین تہا پہر داود نی بلقا کی سردار لشکر یعنی ایوب بن صوریا کو یہہ لکہا کہ مین اوریا کو بہیجتا ہون

اوريا فقدمه على التابوت وكان من يتقدم على التابوت لا يحل له ان يرجع حتى يفتح الله تعالى على يديه او يستشهد
سو تو اوسکو تابوت پر پیش کر دینا اور قاعدہ یون تہا کہ جو شخص تابوت پر پیش ہوتا تہا اوسکو حلال نہین تہا کہ بدون فتح کی ہوئی چلا آوی یا شہید ہو جاوی

ففتح الله تعالى على يده وسلم وامره ان يرده مرة اخرى وثالثة حتى قتل واتاه خبر قتله ولم يحزن كما يحزن على
سو اللہ تعالی نی اوسکی ہاتہہ پر فتح دی اور وہ سلامت بچا پہر اوسکو حکم دیا کہ اوسکو دوبارہ اور سہ بارہ روانہ کری آخر وہ مارا گیا اور داود علیہ السلام کو خبر اوسکی قتل کی آئی تو

الشهداء فتزوج امراته فهذا وامثاله افك مبتدع تمجه الاسماع ومنكر مخترع تنفر عنه الطباع ناش من عدم
شہدا پر ہوتا تہا پہر اوسکی بی بی سی نکاح کرلیا سو یہہ قصہ اور ایسی ایسی اور بعضی طوفان گہڑلئی ہین کان سننی سی انکار کرتی ہین اور بیجا بنائی ہوئی ہین جنسی طبیعتون کو نفرت ہوتی ہی

العلم بما يجب وما يستحيل وما يجوز في حق الانبياء فويل لمن ابتدعه واشاعه ونباله من اخترعه واذاعه اذ يقبح
اسکا باعث یہہ جہالت ہی کہ انبیاء علیہم السلام کی حق مین کیا واجب ہی [illegible]

ان يحدث به عن بعض المتسمين بالصلاح [illegible]
[illegible]

قال علي كرم الله وجهه من حدث بحديث داود النبي عليه السلام على ما يرويه القصاص جلدته مائة وستين
کہ جو شخص داود علیہ السلام کی بات موافق روایت قصاص کی بیان کریگا تو مین اوسکو ایک سو ساٹہہ کوڑی ماروں گا

وهذا حد الفرية على الانبياء وروي ان عمر بن عبد العزيز حدث بذلك وكان عنده رجل من اهل الحق فكذب
اور انبیا پر تہمت لیلنیکی یہہ ہی حد ہی اور روایت ہی کہ عمر بن عبد العزیز کی سامنی یہہ ہی بیان ہوا اور اوسکی پاس ایک شخص حقانی موجود تہا سو اوسنی

المحدث به وقال ان القصة ان كانت على ما في كتاب الله تعالى فما ينبغي ان يلتمس خلافها بان يقال غير ذلك
اس قصی کو جہٹلایا کہا کہ قصہ داود کا اگر کتاب اللہ کی موافق ہی تو کیا مناسب ہی کہ اوسکی خلاف تلاش کریں کہ اوسکی سوائی اور کچھہ بیان ہو

وان كانت على ما ذكرت فقد كف الله تعالى عنها سترا على نبيه فما ينبغي اظهارها عليه فقال عمر بن عبد العزيز
اور اگر تیری اظہار کی موافق ہو تو بیشک اللہ تعالی نی اسکا اپنی نبی پر پردہ رکہا تو اوسکا بیان کرنا لایق نہین ہی عمر بن عبد العزیز نی کہا

لسماع هذا الكلام احب الي مما طلعت عليه الشمس وانما قال ذلك لانها قصة زل فيها كثير من الناس وقالوا
یہہ بات مجہکو سب نا تولنسی محبوب تر ہی جن پر آفتاب چمکتا ہی اور یہہ اسلئی کہا کہ یہہ ایسا قصہ ہی کہ اسمین بہت لوگ پہسل پڑی ہین اور حضرت داود

في نبي الله داود عليه السلام ما لا يليق بحال الانبياء فان اصل القصة على ما ذكر في بعض التفاسير ان داود النبي ع
نبی علیہ السلام کو ایسا کہنی لگتی ہین کہ انبیاء کی حال سی مناسب نہین ہی اور اصل قصہ موافق بعضی تفسیرون کی یون ہی کہ داود نبی کی نظر اوریا کی

راى امراة رجل يقال له اوريا فمال قلبه اليها فساله ان يطلقها فاستحيى ان يرده ففعل فتزوجها وهي ام سليمان
جورو پر پڑ گئی تو اوسپر اونکا دل آگیا سو داود ع نی اوریا کو کہا کہ اوسکو طلاق دیدی اوسنی حیا کی ماری سوال رد نکیا جب اوسنی طلاق دیدی اونہون نی نکاح کر لیا

النبي ع وكان ذلك جائزا في شريعته معتادا بين امته غير مخل بالمروة حيث كان يسئل بعضهم بعضا ان ينزل له
اور وہ عورت سلیمان علیہ السلام کی ماں ہی اور یہہ طریقہ اونکی شریعت مین جایز اور امت مین مروج تہا اور خلاف مروت نتہا کیونکہ جب کسیکی بی بی کسیکو پسند آتی تہی تو پہر اوسی سوال کرتا تہا

عن امراته فيتزوجها اذا اعجبته وكان الانصار في صدر الاسلام يواسون المهاجرين بمثل ذلك من غير نكير خلا انه عليه السلام
کہ اپنی بی بی میری لئی چہوڑدی پہر وہ نکاح کرلیتا اور انصار ابتداء اسلام مین اسیطرح بی طعن وطنز مہاجرین کی ساتہہ طریق مروت برتتی تہی ہان داود علیہ السلام کو

لعظم منزلته وارتفاع مرتبته وعلو شانه لم يكن ينبغي له ان يتعاطى ما يتعاطاه احاد امته ويسال رجلا ليس له
بسبب عظمت منزلت اور رفعت قربت اور علو شان کی مناسب نتہا کہ ایسا معاملہ کرین جو کہ اونکی امت کی ادنی آدمی کرتی تہی اور وہ بہی ایسی شخص سی سوال کرین کہ اوسکی

الا امراة واحدة ان ينزل له عنها فيتزوجها مع كثرة نسائه بل كان ينبغي له ان يغالب هواه ويقهر نفسه ويصبر
پاس ایکہی بی بی تہی کہ میری لئی چہوڑدی پہر اوس ہی نکاح کرلین باوجودیکہ انکی پاس بی بیان بہت تہین بلکہ انکو یون لازم تہا کہ ہوا کو مغلوب کرتی اور نفس کو دبا لیتی

على ما امتحن به فعلى هذا القول لا يلزم في حق داود ع الا ترك الاولى لان وقوع بصره عليها كان من غير قصده
اور اس امتحان پر صبر کرتی اس بیان کی موافق حضرت داود کی حق مین یہہ ہی لازم آتا ہی کہ ترک اولی ہوا کیونکہ اوس عورت پر نظر تو بلا قصد پڑ گئی تہی

فلا يكون ذنبا وكذا ميل قلبه اليها عقيب النظرة لا يكون ذنبا لان الاحتراز عنه غير مقدور للبشر وانما عوتب كل
سو کچہہ گناہ نہین ہی اور ایسا ہی دیکہنی کی بعد دل کا آجانا کچہہ گناہ نہین ہی کیونکہ یہہ امر آدمی کی بس مین نہین ہی اور یہہ تمام عتاب الہی

هذا العتاب حتى بعث الملئكة بالخصومة عنده تمثيلا لحاله وتقريرا لذلك لديه لان الانبياء يواخذون بادنى شئ
کہ اونکی پاس فرشتی جہگڑتی ہوئی اونکی حال کی صورت اور تقریر لیکر آئی تو اسلئی ہوا کہ انبیاء علیہم السلام سی مواخذہ ایسی ذرہ بات پر ہوجاتا ہی

كان منهم مما لا يوخذ بذلك غيرهم بل يعد ذلك من غيرهم من ارفع الاعمال واجلها الا ترى ان يونس النبي ع لما دعى
کہ اور دونسی اوسپر مواخذہ نہین ہوتا بلکہ وہ بات اورون کی حق مین بڑا عمل اور نیک تر ہوتا ہی کیا معلوم نہین کہ یونس نبی علیہ السلام نی جب اپنی قوم کو

قومه الى الايمان وابوا عن قبوله واصروا على الكفر والعصيان وبالغوا في العناد والطغيان حتى عيل صبره ولم
ایمان پر بلایا اور اونہون نی تسلیم سی انکار کیا اور کفر اور عصیان پر اڑ گئی اور عناد اور سرکشی حد کو پہنچادی یہان تک کہ اونکو صبر دشوار ہوگیا اور

يطق على المصابرة معهم خرج من بينهم غضبا لله تعالى وبغضا للكفر وهذا وان كان يعد من ارفع الاعمال
طاقت صبر کی نرہی تو اونمین سی خدا کی واسطی غصہ ہوکر کفر کی دشمنی کی ماری چلی گئی یہہ بات اگرچہ اور مومن کی حق مین عمدہ اور نیک تر عمل

واجلها

واجلها بالنسبة الى غيره من احاد المؤمنين لكن لما كان خروجه من بينهم بلا اذن من الله تعالى وكان عليه
شمار میں آتا ہی پر حضرت یونس کا اونمین سی چلا جانا جو بدون حکم اللہ تعالی کی تہا اور اونکو لازم یہہ تہا

ان يصبر وينتظر الاذن من الله تعالى عوتب وحبس في بطن الحوت مقدار ماشاء الله تعالى والحاصل
کہ صبر ہی کرتی اور اللہ تعالی کی حکم کی منتظر رہتی تو عتاب ہوا اور مچہلی کی پیٹ میں بمقدار مشیت الہی قید رہی حاصل یہہ ہی

ان الانبياء في زمان نبوتهم معصومون عن الكبائر مطلقا وعن الصغائر عمدا لكن يجوز صدور الصغائر عنهم
کہ انبیاء نبوت کی زمانہ میں کبایر سی تو مطلقا معصوم ہوتی ہیں اور عمدا صغایر سی بہی لیکن اونسی صغیرہ کا ہو جانا

سهوا او على سبيل النسيان او على سبيل الخطاء في التاويل وتسمى ذلك زلة وهي الصغيرة التي يفعل من غير قصد
از روی سہو یا بہول کر یا تاویل میں چوک کر جایز ہی اور اوسکو زلہ کہتی ہیں یعنی صغیرہ جو بی ارادہ ہو جاوی

اليها كما قال الامام السرخسي اما الزلة فلا يوجد فيها القصد الى عينها وانما يوجد فيها القصد الى اصل الفعل
چنانچہ امام سرخسی کہتا ہی کہ زلہ میں وہ فعل خاص مقصود نہیں ہوتا اوسمیں وہ اصل فعل مراد ہوتا ہی

لانها ماخوذة من قولهم زل الرجل في الطين اذا لم يوجد منه القصد الى الوقوع ولا الى الثبات بعد الوقوع
کیونکہ لفظ زلہ کا انکی اس محاورہ سی لیا ہی آدمی کیچڑ میں پہسل پڑا جب اوسکا ارادہ گرنیکا نہیں ہوتا اور نہ ثبات کا بعد گرنیکی

وان وجد منه القصد الى المشي في الطريق وانما يؤاخذ الانبياء عليها لانها لا تخلو عن نوع تقصير يمكن المكلف
اگرچہ اوس سی راہ میں قصد چلنی کا پایا گیا اور انبیاء سی اتنی بات پر اسلئی مواخذہ ہوتا ہی کہ اسمیں بہی کچہہ تو تقصیر ہی کہ مرد مکلف اگر ثابت رہی

الاحتراز عنه عند التثبت واما المعصية حقيقة فهي فعل حرام يقصد اليه مع العلم بحرمته فيستحيل صدوره
تو بچ سکتا ہی اور رہی معصیت حقیقی سو وہ فعل حرام ہی کہ اوسکی حرمت جان کر اوسکی طرف قصد کری سو ایسی بات انبیاء سی ہونی محال ہی

عنهم وما يوجد ما يوهم صدور الذنب عنهم في زمان نبوتهم من قصصهم الواقعة في القران والاحاديث والاثار فالجواب
اور یہہ جو زمانہ نبوت میں گناہ ہونیکا وہم اونکی قصون سی پیدا ہوتا ہی جو قرآن اور حدیث اور آثار میں آئی ہیں تو ان قصون کا

عن تلك القصص اجمالا ان ما كان منها منقولا بالاحاد يجب رده لان نسبة الخطاء الى الرواة اهون من نسبة
مجمل جواب یہہ ہی کہ جو قصی احاد سی منقول ہیں اونکا رد کرنا واجب ہی کیونکہ راوی کی طرف خطا کا لگا دینا انبیاء کی طرف خطا لگانی سی آسان

المعاصي الى الانبياء وما كان منها منقولا بالتواتر فما دام له محمل اخر يحمل عليه ويصرف عن ظاهره لدلائل العصمة
ہی اور جو قصی بالتواتر منقول ہیں. پہر جبتک اوسکی اور معنی بن سکیں تو ظاہر سی پہیر کر اوسپر حمل کریں کیونکہ دلایل عصمت کی موجود ہیں

وما لا يوجد له محيص يحمل على انه كان من قبيل ترك الاولى او من الصغائر الصادرة عنهم سهوا ونسيانا ......
اور جسمیں کوئی مخلصی نہیں ہی تو اوسکو یہہ قیاس کریں کہ ترک اولی ہوا یا صغیرہ ہی کہ اونسی سہوا یا بہول کر ہو گیا اور ترک اولی ہونا

ينافي تسميته ذنبا كما في قوله تعالى ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر ولا الاستغفار عنهم كما في قصة
یا صغیرہ کا سہوا یا بہول کر ہونا اسکی منافی نہیں ہی کہ اوسکا نام گناہ ہووی چنانچہ اس آیت میں تا معاف کری تجکو اللہ جو آگی ہوئی تیری گناہ اور جو پیچہی رہی اور نہ اونسی استغفار

داود النبي ع ولا الاعتراف بكونه ظلما كما في قصة ادم النبي ع لانه وان كان حسنة بالنسبة الى غيرهم لكن
داود نبی علیہ السلام کی قصہ میں اور نہ اقرار اوسکی ظلم ہونیکا جیسی کہ آدم نبی علیہ السلام کی قصہ میں کیونکہ وہ اگرچہ اوروں کی حق میں حسنہ ہی لیکن بہ نسبت انبیاء کی گناہ ہی

بالنسبة اليهم يعد ذنبا ويستغفرون عنه ويعترفون بكونه ظلما لكون حسنات الابرار سيات المقربين ولهذا
انبیاء اوس سی استغفار اور اوسکی ظلم ہونیکا اقرار کرتی ہیں کیونکہ حسنات ابرار کی مقربون کی حق میں بمنزلہ سیآت کی ہوتی ہیں اور اسیہی لئی

قال اهل العرفان من كان في مقام القرب مع الله تعالى وتحركت همته بالتصرف في نهاره لتدبير ما يفطر في ليلة
اہل عرفان کہتی ہیں کہ جو شخص اللہ تعالی سی قرب رکہتا ہو اور دنمیں اوسکی ہمت صرف ہو تاکہ آتنا پیدا کری کہ رات کو روزہ افطار کری

وكذا من قبيل ترك الاولى او من الصغائر الصادرة عنهم سهوا ونسيانا
ترک اولی ہوا یا صغیرہ

تکتب له خطیئة لان ذلك من قلة الوثوق بفضل الله تعالی وقلة الیقین برزقه الموعود وهذه مرتبة الانبیاء
تو اوسکی حق مین خطا لکھی جاتی ہی کیونکہ اسمین فضل الٰہی پر بھروسہ کامل اور روزی موعود پر یقین نہین ہی اور یہہ رتبہ انبیاء

والصدیقین والاولیاء المقربین المجلس الثالث والثمانون فی بیان ان الله یبعث لهذه الامة
اور صدیقین اور اولیاء مقربین کا ہی تراسی مجلس اس بیان مین کہ الله تعالی اس امت کی لئی

علی راس کل مائة سنة من یجدد الدین قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله یبعث
ہر صدی کی سری پر ایسا شخص پیدا کرتا ہی کہ دین از سر نو قایم کردی رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا بیشک الله تعالی

لهذه الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لها دینها هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابو هریرة والمراد
اس امت کی واسطی ہر صدی کی سری پر ایسا شخص پیدا کرتا ہی کہ دین کو اوس کی سر نو قایم کری یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور مراد

من راس کل مائة سنة اولها من هجرة النبویة والمراد من تجدید الدین للامة احیاء ما اندرس من العمل بالکتاب
ہر صدی کی سری سی صدی کا ابتدا ہی ہجرت نبوی سی اور دین نیا کرنی سی امت کی لئی زندہ کردینا پرانی اعمال کا موافق کتاب اور سنت کی

والسنة والامر بمقتضاهما فان المبعوث علی راس المائة والمجدد للدین قیل یلزم ان یکون رجلا مشهورا بالعلم
اور اونکی موافق امر کرنا مراد ہی نہیں صدی کی سری پر دین کا مجدد جو مبعوث ہو تو کہتی ہین کہ ضرور ہی کہ وہ شخص علم مین مشہور اور فضیلت مین

معروفا بالفضل مشارا الیه فی الدین وان ینقضی المائة وهو حی ولا یعلم ذلك المجدد الا بغلبة الظن ممن
معروف اور دین مین مشار الیہ ہو اور ساری صدی مین زندہ رہی اور وہ مجدد اپنی ہم عصر علماء مین سی گمان غالب سی

عاصره من العلماء بقرائن احواله والانتفاع بعلمه اذ المجدد للدین لابد ان یکون عالما بالعلوم الدینیة الظاهرة
بوسیلہ قراین احوال اور افادہ علم کی معلوم ہوتا ہی کیونکہ دین کا مجدد ضرور ہی کہ تمام علوم دینی ظاہری اور باطنی کا عالم

والباطنة ناصرا للسنة قامعا للبدعة وان یعم علمه اهل زمانه وانما کان التجدید علی راس کل مائة سنة
اور سنت کا حامی بدعت کا اوکھاڑنیوالا اور اوسکا علم تمام اہل زمانہ پر عام ہو اور ہر صدی کی سری پر تجدید دین کی اسلئی ہوتی ہی

لانخرام العلماء فیه غالبا واندراس السنن وظهور البدع فیحتاج حینئذ الی تجدید الدین فیاتی الله تعالی من
کہ اس مدت مین اکثر علماء کم ہوجاتی ہین اور سنتین پرانی اور بدعتین ظاہر ہوجاتی ہین سو اب تجدید دین کی ضرورت پڑتی ہی سو الله تعالی خلق مین سی

الخلق بعوض من السلف اما واحدا او متعددا فکان عند المائة الاولی عمر بن عبد العزیز وعند المائة الثانیة
بعوض متقدمین کی کسیکو موجود کردیتا ہی یا ایک یا کئی سو پہلی صدی کی سری پر تو عمر بن عبد العزیز تہی اور دوسری صدی پر

الامام الشافعی وعند المائة الثالثة ابن شریح والاشعری وعند المائة الرابعة الباقلانی وعند المائة الخامسة
امام شافعی اور تیسری صدی پر ابن شریح اور اشعری اور چوتہی صدی پر باقلانی اور پانچوین صدی پر

الامام الغزالی وعند المائة السادسة الامام فخر الدین الرازی والرافعی وعند المائة السابعة ابن دقیق العید
امام غزالی اور چہٹی صدی پر امام فخر الدین رازی اور رافعی اور ساتوین صدی پر ابن دقیق العید

وعند المائة الثامنة الحبر البلقینی والحافظ زین الدین وعند المائة التاسع الامام السیوطی وعند المائة
اور آٹھوین صدی پر حبر بلقینی اور حافظ زین الدین اور نوین صدی پر امام سیوطی اور دسوین

العاشرة لم یتبین من هو قال السیوطی ونظیر هذا الحدیث ما ورد ان راس کل مائة سنة یکون عندها
صدی پر معلوم نہین کون ہی سیوطی کہتا ہی اس حدیث کی نظیر وہ ہی جو وارد ہوا کہ ہر صدی کی سر پر ایک امیر ہوتا ہی

امیر فکان عند المائة الاولی الحجاج الذی عم ظلمه وفساده فجدد الله تعالی بعمر بن عبد العزیز وکان عند
سو پہلی صدی پر تو حجاج تہا جسکا ظلم اور فساد عام ہوگیا سو الله تعالی نی دین کی تجدید عمر بن عبد العزیز سی کی اور دوسری

المائة الثانية فتنة المامون الذى خالطه المعتزلة فحسنوا له القول بخلق القرآن وغير ذلك
اور دوسری صدی پر مامون کا فتنہ ہوا کہ معتزلوں نے مخالطت بہم پہنچا کر اوسکو حدوث قرآن کا اور سوای اسکی
من البدع الاعتقادية حتى امتحن العلماء بذلك امتحانا عاما فى الاقطار ومن لم يجب فبعضهم
اور بہت بدعات اعتقادی کا قایل کر دیا یہانتک کہ اوسنے اس مسئلہ میں عام علماء روی زمین کا امتحان لیا اور جسنے نمانا پہر بعضوں کو
ضرب وبعضهم قيد وبعضهم قتل وهذه من اعظم الفتن فى هذه الامة ولم يدع خليفة قبله الى
مارا اور کسیکو قید اور حبس کیا اور کسیکو جان سے مارا اور اس امت میں آگی برابر کوئی فتنہ نہیں ہوا اور اس سے پہلی کسی خلیفہ نے بدعت کو اتنا رواج
شئ من البدع فقيض الله تعالى عند هذه المائة الشافعى فطبق الارض بعلومه وهو اول من افتى
نہیں دیا سو اللہ تعالی نے اس صدی پر شافعی کو پیدا کیا پس اوسنے اپنی علم سے زمین کو پر کر دیا اور اونہوں نے سب سے پہلی
بقتل من قال بخلق القرآن وتكفيره وكان عند المائة الثالثة فتنة القرامطة فى كثير من البلاد
واسطے قتل اور کفر ایسی شخص کی جو حدوث قرآن کا قائل ہو فتوی دیا اور تیسری صدی پر قرامطہ کا فتنہ اکثر شہروں میں پہیلا
حتى دخلوا مكة وقتلوا الحجيج فى المسجد الحرام قتلا ذريعا وطرحوا القتلى فى بير زمزم وضربوا الحجر الاسود
یہانتک کہ مکہ میں جاکر حاجیوں کو مسجد حرام میں بہت قتل کیا اور لاشیں چاہ زمزم میں ڈالدیں اور حجر اسود کو
بالدبوس فكسروه ثم قلعوه وحملوه الى بلادهم وبقى عندهم اكثر من عشرين سنة ثم اشترى منهم
گرز مار کر توڑ ڈالا پہر اوکہاڑ کر اپنی ملک کو لیگئی اور بیس برس سے زیادہ اونکی پاس رہا پہر اونسے تیس ہزار دینار کو خرید کر
بثلثين الف دينار واعيد الى مكة فى محله وكان عند المائة الرابعة فتنة الحاكم بامر الله وناهيك ما فعل
مکہ میں لائی اور اوسی جگہہ پر رکہا اور چوتہی صدی پر فتنہ حاکم بامر اللہ کا ہوا اور کچہہ حد نہیں جو فساد
من الفساد بل هو اعظم شرا من كان قبله بكثير فانه امر الناس بالسجود له اذا ذكر اسمه فى الخطبة و
کہ اوسنے کیا بلکہ اسکا فساد پہلی کی نسبت کئی درجہ بدتر تہا کیونکہ اسنے لوگوں کو یہہ حکم دیا کہ جب خطبہ میں میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور
من كان قبله لم يامر احدا بالسجود له اذا ذكر اسمه فى الخطبة وكان عند المائة الخامسة استيلاء
جو مفسد اس سے پہلی تہی کسینے اپنی لئی سجدہ کا حکم نہیں دیا تہا کہ جب خطبہ میں میرا نام آوی تو سجدہ کرو اور پانچویں صدی پر اکثر شام کی شہروں پر
الفرنج على كثير من البلاد الشامية حتى دخلوا بيت المقدس وقتلوا فيه وحده اكثر من سبعين الفا
فرنگیوں کا غلبہ ہوگیا یہانتک کہ اونہوں نے بیت المقدس میں جاکر صرف وہان ستر ہزار آدمیوں سے زیادہ قتل کر ڈالی
وذهب الناس هاربين من الشام الى العراق مستغيثين على الفرنج وبقى بيت المقدس فى ايديهم احدى
اور خلقت فرنگیوں کی فریادی شام سے عراق کو بہاگ گئی اور بیت المقدس تین مہینی ایک روز انکی قبضہ میں رہا
وتسعين يوما الى ان خلصه الله تعالى عنهم بيد السلطان صلاح الدين بن ايوب وكان عند المائة
آخر اللہ تعالی نے انکی قبضہ میں سے سلطان صلاح الدین بن ایوب کی ہاتہہ پر چہوڑا لیا اور چہٹی صدی پر
السادسة خروج التتار وعموم الفساد حتى ان العلماء حكموا بكفرهم واختلفوا فى البلاد التى استولوا عليها
قوم تتار نے غلبہ کر کر فساد عام کر دیا یہانتک کہ علماء نے اونکی کفر کا فتوی دیا اور اون شہروں میں جن پر غالب ہوگئے تہے اختلاف ہے
هل هى من بلاد الاسلام او لا وقالوا البلاد التى فى ايديهم اليوم لا شك انها من بلاد الاسلام لعدم اتصالها
آیا وہ شہر دار الاسلام میں یا نہیں اور کہتے ہیں کہ جو شہر آج اونکی قبضہ میں ہیں بیشک وہ دار الاسلام میں ہیں کیونکہ دار الحرب سے متصل نہیں ہیں
ببلاد الحرب ولم يظهروا فيها احكام الكفر بل البلاد التى عليها وال مسلم من جهتهم يجوزونها اقامة الجمعة
اور نہ اونمیں احکام کفر کی جاری کئی ہیں بلکہ جس شہر میں اونکی طرف سے مسلمان حاکم ہے وہ وہیں نماز جمعہ و...

الاعياد واخذ الخراج وتقليد القضاة وتزويج اليتمى لاستيلاء المسلم عليها وطاعته للكفرة اما موادعة

عید کی پڑہنی اور خراج کا لینا اور قاضیون کا منصوب ہونا اور یتیمون کا نکاح کردینا جایز ہی کیونکہ اون شہرون پر مسلم کا غلبہ ہی اور وہ کفار کا جو مطیع ہی یا تو بطریق صلح ہی

او مخادعة واما البلاد التي عليها ولاة كفار فيجوز فيها ايضا اقامة الجمعة والعيدين والقاضي قاضٍ بتراضي

یا فریب کی ہی اور جن شہرون پر کفار حاکم ہین سو اونمین بہی جمعہ اور عیدین کا قایم کرنا جایز ہی اور قاضی بہی قاضی ہوگا مسلمانون کی مرضی

المسلمين اذ قد تقرر ان ببقاء شيء من العلة يبقى الحكم وقد حكمنا بلا خلاف بان هذه الديار قبل استيلاء

سی اسلئی کہ یہہ بات ٹہری ہوئی ہی کہ جبتک کچہہ علت باقی رہی حکم باقی رہتا ہی اور بیشک بلاخلاف یہہ یقین کرچکی ہین کہ یہہ شہر قوم تتار کی غلبہ سی

التتار من ديار الاسلام وبعد استيلائهم اعلان الاذان والجمع والجماعات والحكم بمقتضى الشرع والفتوى ذائع

پہلی دیار اسلام تہی اور اونکی غلبہ کی بعد برملا ہونا اذان اور جمعہ اور جماعات کا اور حکم مطابق شرع اور فتوی کی جاری ہی

بلا نكير من ملوكهم فالحكم بانها من بلاد الحرب لا جهة له واعلان بيع الخمر واخذ الضرائب والمكوس برسم التتار

اونکی بادشاہ کو اسمین کچہہ تکرار نہین پہر حکم کرنا کہ دار الحرب ہی اسکی کوئی وجہ نہین ہی اور ظاہر شراب کا بکنا اور چونگی اور خراج کا لینا موافق رسم تتار کی ایسا ہی

كاعلان بني قريظة في المدينة باليهود وطلب الحكم من الطاغوت في مقابلة رسول الله عليه السلام ومع ذلك كانت المدينة

جیسی بنی قریظہ مدینہ مین یہودیت ظاہر کرتی تہی اور بتون سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقابلہ مین حکم لیتی تہی تسپر بہی مدینہ بلاشبہ

بلدة الاسلام بلا ريب ثم ان من قال منهم انا مسلم وشهد بكلمتي الشهادة يحكم باسلامه لكن في الخلاصة مسئلة يجب التنبيه

دار الاسلام تہا پہر بیشک جو شخص اونمین سی کہی مین مسلم ہون اور دونو کلمون شہادت کی گواہی دی تو اوسکی اسلام کا حکم ہوویگا لیکن خلاصہ مین ایک مسئلہ ہی اوسکی

عليها وهي ان اهل بلدة اذا كانوا يدعون الاسلام ويصلون ويصومون ويقرءون القران ومع ذلك يعبدون الاوثان

اطلاع دینی چاہیئی یعنی اگر ایک شہر والی دعوی اسلام کا کرتی ہون اور نماز پڑہتی ہون اور روزہ رکہتی ہون اور قرآن کی تلاوت کرتی ہون اور تسپر بت پرستی کرتی ہون

فاغار عليهم المسلمون وسبوهم واراد انسان ان يشتري من تلك السبايا ان كانوا يقرون بالعبودية لملكهم جاز الشراء

پہر مسلمان اونپر غارت کرکر گرفتار کرلاوین اور کوئی شخص اون قیدیون مین سی کسیکی خریداری کا ارادہ کری تو اب اگر اپنی بادشاہ کی عبودیت کا اقرار کرتی ہین تو خریدنا

وان لم يكونوا مقرين بالعبودية لملكهم جاز شراء النساء والصبيان دون الكبار قال قاضيخان في فتاواه

اور اگر اقرار اپنی بادشاہ کی عبودیت کا نہین کرتی تو خریدلینا عورتون اور بچون کا جایز ہی بڑی مردون کا جایز نہین قاضی خان اپنی فتاوی مین کہتا ہی

لانهم لما اقروا بالاسلام ثم عبدوا الاوثان كانوا مرتدين فيجوز استرقاق نسائهم وصغارهم ولا يجوز استرقاق كبارهم

اسلئی کہ جب اونہون نی اسلام کا اقرار کیا اور پہر بت پرستی کی تو وہ مرتد ہوئی تو اب اونکی عورتون اور بچون کا غلام کرلینا جایز ہی اور بالغ مردون کا غلام کرلینا جایز نہین

الا ان يكونوا مقرين بالعبودية لملكهم فحينئذ يجوز استرقاقهم فاذا ملكهم السابي يجوز له بيعهم وكان عند المائة

ہان اگر اپنی بادشاہ کی عبودیت کی قائل ہون تو اب اونکا بہی غلام کرلینا جایز ہی جب قید کرنیوالا اونکا مالک ہوا تو اونکی بیع بہی جایز ہی اور ساتوین

السابعة غلاء وفناء عظيمان في ديار مصر والشام بحيث اكلت الحمر والبغال والكلاب وكان عند المائة الثامنة فتنة

صدی پر قحط گرانی اور وبا دیار مصر اور شام مین اسقدر ہوئی کہ گدہی اور خچر اور کتی کہائی اور آٹہوین صدی پر فتنہ

تمرلنك واما المائة التاسعة فقد قال العلامة الناصري لا اشك ولا ارتاب ان فتنة المائة التاسعة هي فتنة السلطان

تیمور لنگ کا ہوا اور نوین صدی پر علامہ ناصری کہتا ہی کہ اسمین مجہکو کچہہ شک اور شبہ نہین ہی کہ فتنہ نوین صدی کا وہ فتنہ سلطان سلیم خان کا ہی

سليم خان وحروبه مع اخوته وقتله اياهم واولادهم ثم حروبه مع صاحب الشرف وكسره وقتله واخذ بلاده ثم اجتماع

اور اوسکی لڑائیان بہائیون سی اور اونکی اولاد کا قتل کرنا پہر اوسکی جنگ وجدال صاحب الشرف سی اور اوسکا توڑنا اور مار ڈالنا اور ملک چہین لینا پہر

بعسكر مصر وقتل سلطانها واكابر امرائها ثم دخوله مصر وفعله فيها مع اهلها ما فعل وفي المائة العاشرة ظهرت فتن

مصر کی لشکر کی ساتہہ جمع ہونا اور وہانکی سلطان کو اور بڑی بڑی امیرون کو قتل کرنا پہر مصر مین جاکر وہانکی باشندون کی ساتہہ جو جو کیا اور دسوین صدی مین بہت سی

كثيره

كثيرة متوالية غير منقطعة الى الآن حتى كان اهل الاسلام يتعامل بعضهم مع البعض معاملة الكفار في قتل بعضهم
بلائیں پیدا ہوئیں جو آج تک چلی آتی ہیں یہاں تک کہ اہل اسلام ایک دوسری کی ساتھہ کفار کا سا معاملہ کرتا ہی کہ کوئی کسیکو مار ڈالتا ہی
بعضا وقد روی عن جریر انه علیه السلام قال فی حجة الوداع لا ترجعن بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض
اور جریر سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی حجۃ الوداع میں فرمایا تم میری بعد کافر مت ہو جانا کہ ایک دوسری کو قتل کرنا شروع کری
یعنی ان شان الکفار ان یقتل بعضهم بعضا فلا تتشبهوا بهم ایها المؤمنون فی قتل بعضکم بعضا ولا یکن افعالکم شبیهة
مراد یہہ ہی کہ یہہ کفار کا چلن ہی کہ کوئی کسیکو مار ڈالی سو تم مؤمن ہو کر آپکی خون ریزی میں اونکی مثل نہو جانا اور تمہارے چلن مسلمانوں کی
بافعالهم فی ضرب رقاب المسلمین وروی عن ابی بکرة انه علیه السلام قال اذا التقی المسلمان فحمل احدهما السلاح علی
قتل میں اونکی افعال سی نہ ملتی لگی اور ابو بکرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان مقابل ہوتی ہیں پھر کوئی اپنی بہائی پر ہتیار اوٹہاتا
اخیه فهما فی جرف جهنم فاذا قتل احدهما صاحبه دخلاها جمیعا فان القاتل یدخلها بفعله والمقتول یدخلها بسعیه
تو وہ دونو دوزخ کی بیچمیں ہیں جب ایک اپنی یار کو قتل کر دیتا ہی تو دونو دوزخ میں جاتی ہیں قاتل تو اوسکو مار کر دوزخ میں جاتا ہی اور مقتول اپنی بہائی کی قتل کی سعی سی
فی قتل اخیه کما اجاب به النبی علیه السلام فی حدیث اخر رواه ابو بکرة ایضا انه علیه السلام قال اذا التقی المسلمان
دوزخ میں جاتا ہی چنانچہ اسکا جواب نبی علیہ السلام نی ایک اور حدیث میں دیا ہی وہ بہی ابو بکرہ ہی روایت کرتا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان تلوار لیکر
بسیفهما فالقاتل والمقتول فی النار قال ابو بکرة قلت یا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال انه کان حریصا
مقابل ہوتی ہیں تو قاتل اور مقتول دونو جہنمی ہیں ابو بکرہ کہتا ہی میں نی عرض کیا یا رسول الله یہہ تو قاتل ہی مقتول کا کیا قصور ہی فرمایا یہہ بہی اپنی بہائی کی
علی قتل اخیه وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال بادروا بالاعمال فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل مؤمنا ویمسی
قتل پر حریص تہا اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جلدی کرو اعمال کی فتنوں سے جیسی ٹکڑی اندہیری رات کی صبح کو آدمی مسلمان ہوگا اور شام کو
کافرا ویمسی مؤمنا ویصبح کافرا یبیع دینه بعرض من الدنیا فکانه علیه السلام قال سیاتی فتن کاللیل المظلم لا یعرف احد
کافر اور شام کو مسلمان ہوگا اور صبح کو کافر اپنا دین بعوض اسباب دنیا کی بیچ دیگا سو گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا اب نزدیک ایسی فتنی آوینگی جیسی اندہیری رات
طریق الخلاص منها ولا یقدر صاحب الورد علی محافظة الوظائف والاوقات فیها فاسرعوا بالاعمال الصالحات قبل ان یاتیکم الفتن
کسیکو مخلصی کا رستہ نہ ملیگا اور اوسمیں صاحب ورد کو قدرت محافظۃ وظائف اور اوقات کی نرہیگی سو جلدی کرو صالح اعمال میں اس سی پہلی کہ تمپر فتنی آجاویں
اذ عند مجیئها لا یخلو اما ان یقتتل طائفتان من المؤمنین ویستحل کل منهما دم الاخری ومالها فیکفر بهذا الاعتقاد واما
کیونکہ جب فتنی آوینگی تو کوئی دو جماعت مؤمنین کی نہ باقی رہینگی مگر ہر ایک دوسری کا خون اور مال حلال سمجہیگا سو اس عقیدہ سی کافر ہو دیگا اور
ان یغلب الفسقة ویریقون دماء المسلمین ویاخذون اموالهم بغیر حق ویزنون ویشربون الخمر ویلبسون الحریر ویعتقدون
یا فساق غالب ہو کر مسلمانوں کی خونریزی کرینگی اور ناحق اونکی مال چہین لینگی اور زنا کرینگی اور شراب پیوینگی اور حریر پہنینگی اور اعتقاد کرینگی
انهم علی الحق ویفتیهم بعض علماء السوء بجواز افعالهم وربما یقتلون السارق ویصلبونه باعتقاد جواز قتله
کہ ہم حق پر ہیں اور بعضی علماء بد اونکو فتوی دینگی کہ یہہ افعال جایز ہیں اور بعضی وقت جایز سمجہہ کر چور کو قتل کرینگی اور سولی چڑہاوینگی
وصلبه ویکفرون بذلك الاعتقاد لان حد السارق لیس القتل والصلب بل حده قطع یده لقوله تعالی والسارق
اور اسہی اعتقاد سی کافر ہو جاوینگی اسلئی کہ چور کی حد قتل اور سولی نہیں ہی بلکہ چور کی حد ہاتہہ کاٹنا ہی بدلیل اس آیت کے اور جو کوئی چور مرد
والسارقة فاقطعوا ایدیهما ولیس ذلك الا وقوع ما روی عن عبد الله بن عمرو بن العاص انه علیه السلام قال ان
یا عورت ہو تو کاٹ ڈالو اونکی ہاتہہ اور یہہ اوس روایت کا ظہور ہی جو عبد الله بن عمرو بن العاص سی ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک
الله تعالی لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعه عن العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس
الله علم یوں نہیں اوٹہا لیگا کہ آدمیوں کی دلمیں سی نکال لی لیکن علماء کو قبض کر کر اوٹہا لیگا یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نرہیگا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالینگی

رءوسا جهالا فسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا واضلوا فانه عليه السلام بين في هذا الحديث ان الله تعالى لا يقبض
جب اونسی پوچہین گی تو وہ جہالت سی فتوی دینگی پہر آپ ہی گمراہ ہونگی اور اورونکو گمراہ کرینگی بیشک نبی علیہ السلام نی اسحدیث مین بیان فرمایا کہ اللہ تعالی علم کو
العلم من بين الناس على طريق محوه من صدور العلماء ورفعه من بينهم الى السماء فان ذلك وان كان جائزا في قدرة
لوگون مین سی یون نہین قبض کریگا کہ علماء کی دلین سی بہلا دیوی اور اونکی اندر سی آسمان پر لیجاوی کیونکہ اسطرح ہی اگرچہ باعتبار قدرت الہی کی ہوسکتا ہی
الله تعالى لا ان هذا الحديث يدل على عدم وقوعه بل الواقع انه تعالى يقبض العلم بقبض ارواح العلماء فانه تعالى
پر یہہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ یون نہوگا بلکہ یون قبض ہوگا کہ اللہ تعالی علماء کی روحین قبض کرکر علم کو اوٹہا لیگا اور جب اللہ تعالی
اذا قبض ارواح العلماء ولم يترك عالما يبقى الجهال فيتخذهم الناس لكونهم في زي العلماء قضاة ومفتين فيقضي قاضيهم
علماء کی روح قبض کریگا اور کوئی عالم نہ چہوڑیگا تو جاہل باقی رہ جاوینگی سو لوگ اونکی سند پکڑینگی کیونکہ وہ جاہل علماء اور قاضی اور مفتیون کی صورت ہونگی پہر اونکی قاضی
بغير علم ويفتي مفتيهم بغير علم فيكونون ضالين ومضلين قال الدميري هذا الحديث يبين ان المراد بقبض العلم في الاحاديث
قاضی بدون علم کی حکم جاری کریگا اور مفتی بدون علم کی فتوی دیگا سو آپ ہی گمراہ ہونگی اور اونکو گمراہ کرینگی دمیری کہتا ہی یہہ حدیث بیان کرتی ہی کہ علم کی اوٹہ جانی سی مراد احادیث
المطلقة ليس محوه من صدور حفاظه بل معناه انه يموت حملته ويتخذ الناس رءوسا جهالا يحكمون بجهالاتهم ويفتون بجهالاتهم
مطلقہ مین یہہ نہین ہی کہ حافظون کی سینہ مین سی محو ہو جاویگا بلکہ یہہ مراد ہی کہ حافظ سب مر جاوینگی پہر لوگ جہال کو سردار بنالین کی وہ اپنی جہالت سی حکم دینگی او اپنی جہالت سی
فيضلون ويضلون قال القرطبي معنى الحديث ان الله تعالى يقبض العلماء ويبقى الجهال الذين يتعاطون مناصب العلماء
فتوی آپ ہی گمراہ ہونگی اور اونکو گمراہ کرینگی قرطبی کہتا ہی حدیث کی یہہ معنی ہین کہ اللہ تعالی علماء کو اوٹہا لیگا اور ایسی جہال باقی رہ جاوینگی کہ علماء کی مناصب فتوی
في الفتوى والتعليم فيفتون بغير علم ويعلمون من غير علم وينتشر الجهل وقد ظهر ذلك ووجد ما اخبر النبي عليه السلام فكان
اور تعلیم آپ لیلینگی پہر بغیر علم کی فتوی دینگی اور بغیر علم کی سکہلاوینگی اور جہل پہیل جاویگا اور بیشک یہہ ظاہر ہو چکا ہی اور نبی علیہ السلام نی جو خبر دی ہی سو پائی گئی
دليلا من ادلة نبوته خصوصا في هذه الازمنة غير انه جاء في الترمذي عن ابي الدرداء ما يدل على ان الذي يرفع هو العمل
سو یہہ بہی دلائل نبوت مین سی ایک دلیل ہی خاص کر اس زمانہ مین اتنا ہی کہ ترمذی مین ابو الدرداء سی روایت آئی ہی اوس سی معلوم ہوتا ہی کہ عمل اوٹہ جاویگا
حيث قال كنا مع رسول الله عليه السلام فشخص ببصره الى السماء ثم قال هذا اوان يختلس فيه العلم من الناس حتى لا يقدروا
چنانچہ کہتا ہی کہ ہم رسول اللہ علیہ السلام کی ساتہہ تہی اور آپ نی آسمان کی طرف دیکہا پہر فرمایا یہہ وقت ہی کہ اسمین لوگون سی علم اوچک لینگی اتنا کہ کچہہ قدرت باقی نرہیگی
فيه على شئ فقال زياد بن لبيد الانصاري كيف يختلس العلم منا وقد قرأنا القرآن ولنقرئنه نساءنا وابناءنا فقال النبي
زیاد بن لبید انصاری نی عرض کیا ہم سی علم کیونکر اوچک لینگی اور ہم قرآن پڑہتی ہین اور بالضرور اپنی عورتون کو اور بچون کو پڑہائین گی نبی علیہ السلام نی فرمایا
ثكلتك امك يا زياد هذه التوراة والانجيل عند اليهود والنصارى فماذا تغني عنهم وظاهر هذا الحديث يدل على ان الذي
ای زیاد تجہکو تیری ما روئی یہہ توریت اور انجیل یہود اور نصاری کی پاس ہی پہر اونکو کیا فائدہ ہوتا ہی اور ظاہر معنی اسحدیث کی یون دلالت کرتی ہین
يرفع هو العمل لا نفس العلم بخلاف ما ظهر من الحديث السابق فانه صريح في رفع العلم وقيل لا تنافي بينهما فان العلم اذا
کہ عمل اوٹہ جاویگا خود علم نہین جاویگا برخلاف اول معنونکی جو پہلی حدیث سی معلوم ہوتی ہین بیشک اوس سی علم کا اوٹہنا صریح معلوم ہوتا ہی اور بعضی کہتی ہین ان دونون مین کچہہ
ذهب بموت العلماء يخلفهم الجهال ويفتون بالجهل ويعمل به فيذهب العلم والعمل وان كانت المصاحف والكتب بايدي
مرنی سی علم جاتا رہا اونکی بعد جہال رہینگی اور جہالت سی فتوی دینگی اوسی پر عمل ہوویگا پہر علم اور عمل دونو گئی اگرچہ قرآن اور کتابین لوگون کی سامنی دہری رہین
الناس كما كان كذلك اهل الكتابين ولذلك قال النبي عليه السلام لزياد ثكلتك امك يا زياد هذه التوراة والانجيل
جیسی حال دونو کتابون والون کا ہی اور اسی لئی نبی علیہ السلام نی زیاد کو فرمایا تجہکو تیری ما روئی یہہ توریت اور انجیل یہود اور
عند اليهود والنصارى فماذا تغني عنهم فان علماءهم لما انقرضوا خلفهم جهالهم وخالفوا الكتاب وحرفوه فجهلوا معناه
نصاری کی پاس مین یہہ کیا فائدہ دی کیونکہ اونکی علماء جب گذر گئی تو اونکی پیچہی جہال رہ گئی اور کتاب کی برخلاف ہو گئی اور کتاب کو بدل ڈالا پہر معنی

فعملوا بالجهل وافتوا بغیر علم فارتفع العلم والعمل وبقیت اشخاص الکتب عندهم لا تغنی عنهم شیئا یسرنا

اور جہل پر عمل کیا اور بغیر علم کی فتوی دیا پہر علم اور عمل دونو جاتی رہی اور کتابین اونکی پاس بیفائدہ دہری رہ گئین آپنی ہمیں

الله تعالی عملا موافقا لرضائه المجلس الرابع والثمانون فی بیان کیفیة السلام وافضلیة من

عمل موافق اپنی رضا کی سہل کر مجلس چوراسی طرز سلام کی بیان مین اور افضلیت سلام

بدائه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اولی الناس بالله تعالی من بدا بالسلام هذا الحدیث من

پہلی کرنیوالی کی رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا بیشک لوگون مین سی اولی نزدیک الله تعالی کی وہ ہی جو سلام پہلی کری یہہ حدیث

حسان المصابیح رواه ابوامامة ومعناه ان احق الناس برحمة الله تعالی واقربهم الیها من بدا بالسلام

مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابوامامہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ لوگون مین سی بڑا مستحق رحمت الہی کا اور رحمت سی بہت نزدیک وہ ہی جو سلام پہلی کری

وظاهره یدل علی کون السلام افضل من الرد وقد ذهب الیه بعض العلماء وقال بعضهم الرد افضل لانه فرض

ظاہر اس حدیث سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ سلام رد سلام سی افضل ہی اور بیشک بعضی علماء کا یہہ ہی مذہب ہی اور بعضی کہتی ہین رد سلام افضل ہی کیونکہ جواب

والسلام سنة فاجر الفرض اکثر من السنة ودلیل فرضیته قوله تعالی واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن

سلام کا فرض ہی اور سلام سنت ہی سو ثواب فرض کا سنت سی زیادہ ہوتا ہی اور دلیل فرضیت کی یہہ آیت ہی اور جب تمکو دعا دیوی کوئی تم ہی دعا دو اوس سی بہتر

منها او ردوها فان کل واحد من قوله تعالی فحیوا او ردوا امر وظاهر الامر الوجوب فیکون رد السلام واجبا لکن

یا وہ ہی کہو الٹ کر اس آیت مین دونو لفظ فحیوا اور ردوا امر ہین اور ظاہر امر کا وجوب ہوتا ہی پہر رد سلام واجب ہوویگا پر

علی وجه التخییر الزیادة علی السلام بذکر الرحمة والبرکات وبین ترکها فان من سلم علی الغیر فقال السلام علیك

سلام پر زیادہ بڑہانی مین اختیار ہی ذکر رحمت اور برکت کا زیادہ کری یا نہ کری پہر جسنی دوسری کو سلام کرتی ہوئی کہا السلام علیک

یکون ذلك الغیر مخیرا فی الرد بین ان یقول وعلیك السلام ورحمة الله بزیادة الرحمة والبرکات معا او یقول

تو دوسرا رد سلام مین مختار ہی اسمین کہ علیک السلام ورحمۃ الله رحمت اور برکت دونو بڑہا کر جواب دی یا اتنا ہی کہی

وعلیك السلام بغیر زیادة شیء منهما وهذا القدر فرض والزیادة فضل ولیس المراد من الرد ان یقول رددت

وعلیک السلام دونو مین سی کچہہ نہ بڑہاوی اتنا تو فرض ہی اور زیادہ کرنا افضل ہی اور رد سلام سی یہہ مراد نہین ہی کہ رددت

علیك سلامك بل المراد به کون الجواب قدر السلام فان اقل ما یتادی به سنة السلام اذا سلم علی واحد ان

علیک السلام کہدی بلکہ مراد یہہ ہی کہ جواب برابر سلام کی ہو بیشک کم سی کم حسن سی سلام کی سنت ادا ہو جاوی جب کسیکو سلام کری تو یہہ ہی

یقول السلام علیك بحرف التعریف ولو قال سلام علیك بغیر حرف التعریف بل بالتنوین یصح لان احدهما یقوم

کہ السلام علیک کہی حرف تعریف یعنی الف لام سی اور اگر یون کہی سلام علیک بدون الف لام کی بلکہ میم کی تنوین کی ساتہہ تو بہی درست ہی کیونکہ ایک دوسری کی

مقام الاخر وبدونهما لا یصح ولا یکون سلاما والاولی ان یقول فی السلام علی الواحد السلام علیکم بحرف التعریف

جگہ ہو جاتا ہی اور بدون دونو یعنی تنوین اور لام کی درست نہین ہی اور سلام نہین ہوتا اور بہتر یون ہی کہ ایک شخص پر سلام کرتی ہوئی کہی السلام علیکم ساتہہ تعریف کی

او سلام علیکم بغیر حرف التعریف بل بالتنوین مع ضمیر الجمع فیهما لیکون سلاما علیه وعلی ملئکته لان المسلم لا یکون

یا سلام علیکم بدون حرف تعریف کی بلکہ میم کی تنوین سی دونو صورت مین ضمیر جمع کی تاکہ اوسپر اور اوسکی فرشتون پر سلام ہو جاوی اسلئی کہ مسلمان اکیلا کبہی نہین

وحده بل یکون معه علی اصح الاقاویل خمس من الملئکة واحد عن یمینه یکتب الحسنات وواحد عن یساره

ہوتا بلکہ اوسکی ساتہہ موافق اصح قول کی پانچ فرشتی ہوتی ہین ایک تو داہنی طرف جو نیکیان لکہتا ہی اور ایک بائین طرف

یکتب السیات وواحد امامه یلقنه الخیرات وواحد وراءه یدفع عنه المکاره وواحد عند ناصیته یکتب ما

جو برائیان لکہتا ہی اور ایک سامنی جو خیرات کی ہدایت کرتا ہی اور ایک پیچہی جو مکروہات سی بچاتا ہی اور ایک پیشانی کی پاس جو درود کو

يصلي على النبي عليه السلام ويبلغه اياه فينبغي ادخالهم في السلام ومن يدخل بيته يستحب له ان يسلم على اهله لانهم
لکہتا ہی جو نبی علیہ السلام پر جتنی بار پڑہی اور اوسکو پہنچاتا ہی سو لائق ہی کہ اونکو بہی سلام مین شامل کرین اور جو شخص اپنی گہر مین جاوی تو مستحب ہی کہ اپنی اہل پر سلام کری
احق بالسلام من غيرهم وقد روي عن انس انه عليه السلام قال يا بني اذا دخلت على اهلك فسلم عليهم يكون
کیونکہ وہ اورون کی نسبت سلام کی زیادہ مستحق ہین اور انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ای بچی جب تو اپنی اہل پاس جاوی تو اونپر سلام کر وہ
بركة عليك وعلى اهل بيتك وذكر في فتاوى قاضيخان ان من اتى باب دار انسان يجب عليه ان يستاذن قبل
تجہہ پر اور تیری اہل پر برکت ہووی گی اور فتاوی قاضیخان مین مذکور ہی جب کوئی کسی شخص کی دروازہ پر آوی تو اوسپر واجب ہی کہ پہلی سلام کر کر اجازت
السلام ثم اذا دخل يسلم اولا ثم يتكلم وان كان في الفضاء يسلم اولا ثم يتكلم وحكي عن بعض الصلحين على ما ذكر
طلب کری پہر جب اندر جاوی تو پہلی سلام کری پہر بات چیت کری اور اگر میدان مین ہو تو پہلی سلام کری پہر بات کری اور بعضی صلحار کی حکایت ہی چنانچہ
في بستان العارفين ان واحدا من اصدقائه استقبله وقال له كيف اصبحت فقال له الرجل الصالح ويحك ما هذا
بستان العارفین مین مذکور ہی کہ اوسکا ایک دوست سامنی سی آگیا کہنی لگا مزاج اچہا ہی اوس مرد صالح نی کہا افسوس تجہکو یہہ کیا کہا
فهلا قلت السلام عليكم فيكون لك عشر حسنات وارد عليك فيكون لي عشر حسنات فاذا اجتمع عشرون
اول یہہ کیون نہ کہا السلام علیکم کہ تیری لئی دس نیکیان ہوتین پہر مین جواب دیتا تو میری لئی دس نیکیان ہوتین اور جب بیس نیکیان جمع ہو جاتین
حسنة يرجى عند ذلك نزول الرحمة وحصول المغفرة واما الانحناء فمكروه في كل حال لكل احد لما روي عن انس ان
تو پہر نزول رحمت اور حصول مغفرت کی امید ہوتی اور رہا جہکنا سو ہر حال ہر یک کو مکروہ ہی کیونکہ انس سی روایت ہی
رجلا قال يا رسول الله الرجل منا يلتقي اخاه اينحني له قال لا قال النووي هذا الحديث صحيح لم يات له معارض
کہ ایک شخص نی عرض کیا یا رسول اللہ کوئی شخص ہم مین سی جب اپنی بہائی سی ملتا ہی تو اوسکی لئی جہکی فرمایا نہین نووی کہتا ہی یہہ حدیث صحیح ہی اسکی معارض کوئی
ولا مصير الى مخالفته ولا ينبغي ان يغتر بكثرة من يفعله ممن ينتسب الى علم وصلاح فان الاقتداء لا يكون الا
حدیث نہین ہی اور نہ ٹہکانا اسکی مخالفت کا اور سزاوار نہین ہی کہ بہت سی علم اور صلاح والون کو جہکتا دیکہہ کر دہوکا کہا جاوین کیونکہ پیروی فقط نبی علیہ السلام کی ہی
بالنبي عليه السلام لانه تعالى قال وما اتكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا وقال في اية اخرى فليحذر الذين
اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو دی تمکو رسول سو لیلو اور جس سی منع کری سو چہوڑ دو اور ایک اور آیت مین فرمایا سو ڈرتی رہین جو لوگ
يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم وقد قال الفضيل بن عياض كلاما معناه اتبع طرق
خلاف کرتی ہین اوسکی حکم کا کہ پڑی اونپر کچہہ خرابی یا پہنچی اونکو دکہہ کی مار اور فضیل بن عیاض نی ایک بات کہی ہی اوسکی یہہ معنی ہین ہدایت کا رستہ
الهدى ولا يضرك قلة السالكين واياك وطرق الضلالة ولا تغتر بكثرة الهالكين واما المصافحة فسنة عند التلاقي
اختیار کر اور کمتر چلنی والونسی کچہہ ضرر نہین ہی اور گمراہی کی رستہ سی بچتا رہ اور ہالکین کی کثرت سی دہوکہ مین نہ آ اور رہا مصافحہ سو ملتی وقت سنت ہی
لما روي عن البراء انه عليه السلام قال ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان الا غفر لهما قبل ان يفترقا ويستحب
کیونکہ براء سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی دو مسلمان کہ ملین اور مصافحہ کرین مگر جدا ہونی سی پہلی بخشی جاتی ہین اور مستحب ہی
ان يكون معها بشاشة بالوجه ودعاء بالمغفرة لما روي عن البراء ايضا انه عليه السلام قال ان المسلمين اذا التقيا
کہ مصافحہ کی ساتہہ چہری پر خوشی کی آثار ہون اور مغفرت کی دعا کیونکہ براء سی یہہ بہی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا بیشک دو مسلمان جب ملکر
فتصافحا وتحاتا بود ونصيحة تناثرت خطاياهما بينهما وفي رواية انه عليه السلام قال اذا التقى مسلمان فتصافحا و
مصافحہ کرتی ہین اور محبت اور خیر خواہی جمع ہوتی ہین تو اونکی گناہ دونو کی بیچ مین جہڑ پڑتی ہین اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان ملکر مصافحہ اور
حمدا الله تعالى واستغفراه غفر الله لهما وفي حديث اخر رواه انس انه عليه السلام قال ما من عبدين متحابين
اللہ کی حمد کرتی ہین اور مغفرت مانگتی ہین تو اللہ دونو کو بخشدیتا ہی اور ایک اور حدیث مین انس کی روایت سی ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا نہین کوئی دو شخص للہ ہی دوست

فی الله یستقبل احدهما الاخر فیتصافحه فیصلیان علی النبی الا لم یفترقا حتی یغفر الله من ذنوبهما ما تقدم
کہ دونو آمنی سامنی ہوکر مصافحہ کرین پہر درود بہیجین محمد پر مگر اتنی جدا نہین ہوتی کہ اللہ تعالی اونکی گناہ جو ہو چکی ہین
منها وما تاخر وهذه المصافحة یکون من تمام السلام بینهما لما روی انه علیه السلام قال تمام تحیاتکم بینکم المصافحة
اور جو ہونگی سب بخشدیتا ہی اور یہہ مصافحہ اونمین سلام کی تمامی ہوتی ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمامی تمہاری آپس کی سلام کی مصافحہ ہی
والمراد من التحیة السلام والاصل فی السلام قوله تعالی یا ایها الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا
اور تحیہ سی سلام مراد ہی اور اصل دلیل سلام کی یہہ آیت ہی ای ایمان والو مت جایا کرو کسیکی گہرون مین اپنی گہرون کی سوا جبتک نہ اجازت لو
وتسلموا علی اهلها ذلکم خیر لکم ان الاستیذان والتسلیم خیر لکم من ان تدخلوا بغتة وتحیة الجاهلیة کان
کرو اور سلام دلیواوس گہر والون پر یہہ بہتر ہی تمہاری حق مین یعنی اجازت لینی اور سلام کرنا تمہاری حق مین اس سی بہتر ہی کہ چانچک گہس جاؤ اور جاہلیت کا سلام یون تہا
الرجل منهم اذا دخل بیتا غیر بیته قال حییتم صباحا وحییتم مساء ودخل فربما اصاب الرجل مع امراته فی لحاف
جبکوئی شخص سوا اپنی گہر کی اور کی گہر جاتا تو کہتا میں نی تحیہ کیا تمہیں صبح کو اور تحیہ کیا شام کو اور گہس جاتا سو اکثر گہر والیکو جورو کی ساتہ ایک لحاف مین جا لیتا
وروی ان رجلا قال للنبی علیه السلام استاذن علی امی قال نعم قال انها لا خادم لها غیری استاذن کلما دخلت
اور روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام سی پوچہا کیا ماں سی بہی اجازت لیا کرون فرمایا ہان عرض کیا اوسکی پاس کوئی خدمتگار بجز میری نہین ہی پہر کیا جب
قال اتحب ان تراها عریانة قال لا قال فاستاذن لعلکم تذکرون متعلق بمحذوف ای انزل علیکم او قیل لکم هذا
جایا کرون اجازت لیا کرون فرمایا کیا تجہکو پسند آتا ہی کہ اوسکو ننگی دیکہی عرض کیا نہین فرمایا تو پس اجازت لیا کر لعلکم تذکرون یہہ کلمہ عبارت محذوف یعنی انزل علیکم سی متعلق ہی
ارادة ان تذکروا وتعلموا ما هو اصلح لکم فان لم تجدوا فیها احدا یاذن لکم فلا تدخلوها حتی یؤذن لکم حتی یاتی من
یعنی تمسی بیان کیا اس غرض سی کہ نصیحت پذیر ہو اگرچہ جانو تم وہ چیز کہ محتاج ہو اوسکی پہر اگر اوسمین کوئی نہو کہ تمکو اجازت دیوی تو مت گہسو اوسمین جبتک تمکو اجازت ہو یہانتک کہ
یاذن لکم فان المانع من الدخول لیس الاطلاع علی العورات فقط بل وعلی ما یخفیه الناس عادة من ان التصرف فی ملک الغیر بغیر
اجازت دینیوالا آجاوی کیونکہ روک اندر کی جانی سی کچہ یہہ ہی نہین ہی اطلاع عورات پر فقط بلکہ اطلاع اوسکی جو لوگ عادت کی موافق چہپاتی ہین یعنی تصرف کرنا غیر کی چیز مین بغیر
اذنه حرام واستثنی ما عرض من حرق او غرق او کان فیه منکر ونحوها فان قیل لکم ارجعوا فارجعوا هو
اجازت کی حرام ہی استثنا کی گئی ہی ضرورت جو پیش آوی قسم جلنی یا ڈوبنی سی یا اوسمین کوئی بات خلاف شرع ہو مانند اوسکی اور اگر تمکو کہا کہ پہر جاؤ تو پہر جاؤ
ازکی لکم ای الرجوع اطهر لکم وانفع لدینکم فان من یدخل بیتا ینبغی له ان یسلم علی من کان فیه فان لم یکن
اسمین خوب ستہرائی ہی تمہاری یعنی ہٹ جانا تمہاری لئی طہارت اور دین مین مفید ہی بیشک جو شخص کسیکی گہر مین جاوی تو اوسکو لائق ہی کہ گہر والون پر سلام بہیجی اور اگر وہان
فیه احد یسلم علی نفسه بان یقول السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین لانه تعالی قال فاذا دخلتم بیوتا فسلموا
کوئی نہو تو اپنی اوپر سلام بہیجی اسطور کہی سلام ہمپر اور خدا کی صالح بندون پر کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی پہر جب جانی لگو کبہی گہرون مین تو
علی انفسکم فالایة تقتضی هذین الامرین جمیعا وهما التسلیم علی الاهل عند وجودهم وعلی نفسه عند عدم
سلام کہو اپنی اوپر پس آیت سی دونو امر لازم ہین یعنی سلام کرنا اہلخانہ پر اگر وہان موجود ہون اور اپنی اوپر اگر وہان کوئی نہو
وجود احد منهم وادنی ما یتادی به الرد ان یقال وعلیک السلام بواو العطف حتی لو ترک الواو لا یصیر ردا
اور کم سی کم جسمین سلام کا جواب ادا ہو جاوی اتنا ہی وعلیک السلام ساتہ واو عاطفہ کی یہانتک کہ اگر واو کو ترک کریگا تو جواب نہو دیگا
لان الوارد فی الشرع الرد مع الواو فاذا ترک لا یعتد به ولا یسقط الفرض بدونه وکمال السلام ان یقال السلام
اسلئی کہ شرع مین جواب واو کی ساتہ آیا ہی جب اوسکو ترک کیا تو عبارت کا کچہ اعتبار نہین ہی اور بدون واو کی فرض ادا نہوگا اور کمال سلام یہہ ہی کہ کہی
علیکم ورحمة الله وبرکاته لما روی انه علیه السلام قال من قال السلام علیکم
السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ...

السلام عليكم ورحمة الله كتب له عشرون حسنة ومن قال السلام عليكم ورحمة الله وبركاته كتب له ثلثون
السلام علیکم ورحمۃ اللہ اوسکی لئی بیس نیکیان لکہی جاتی ہین اورجس نی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اوسکی لئی تیس نیکیان لکہی جاتی ہین

حسنة فانه عليه السلام قد بين في هذا الحديث ان في السلام عشر حسنات وفي ضم الرحمة اليه عشرين حسنة
اس لئی کہ نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین فرمادیاہی کہ سلام مین دس نیکیان ہین اوراوسپر رحمۃ کی ملانی مین بیس نیکیان ہین

وفي ضم البركات اليهما ثلثين حسنة وهي النهاية لانتظامها لجميع فنون المطالب التي هي السلامة عن المضار ونيل المنافع
اوراوسپر برکات ملانی مین تیس نیکیان ہین اوریہہ انتہا کادرجہ ہی اسمین تمام اقسام کے مطالب آگئی یعنی سلامتی اسباب ضررسی اورحصول منفعت کا

ودوامها ونماؤها ولا ينبغي ان يزاد على ذلك لما روي عن ابن عباس انه قال لكل شيء منتهى ومنتهى السلام البركات
ہمیشہ کو اوراونکی افزایش اورسزاوارنہین ہی کہ اس سی زیادہ بڑہاوی اسلئی کہ روایت ہی کہ ابن عباس نی کہاہی ہرشی کا انتہا ہوتاہی اورسلام کا انتہا برکات ہی

ثم ينبغي ان يعلم ان من يسلم على احد انما يصير مؤديا حق السنة اذا رفع صوته مقدار ما يحصل به الاسماع
پہر سمجہا چاہیئی کہ جو شخص کسی پرسلام بہیجتاہی اوسی کا حق سنت جب ادا ہوتاہی کہ اتنی بلند آوازسی کہی کہ وہ سن لی

فان لم يحصل به الاسماع لا يصير مؤديا حق السلام فلا يجب الرد لان الشرط في ثبوت الحكم للشيء العلم به فاذا
اوراگروہ نہ سنی تو اوس سی حق سلام کا ادا نہین ہوتا اورجواب بہی واجب نہین ہوتا اسواسطی کہ کسی شئی کی حکم ثابت ہونی مین اوس شئی کا علم شرط ہی جب

لم يحصل العلم بالسلام لا يكون الرد فرضا وكذا من يرد السلام انما يكون مؤديا فرض الرد اذا رفع صوته مقدار
سلام کی خبر نہوئی توجواب بہی فرض نہین ہوتا ایسی ہی جو سلام کا جواب دیتاہی اوس سی فرضیت جواب کی جب ادا ہوتی ہی کہ آواز اتنی بلند کری

ما يحصل به الاسماع فان لم يحصل به الاسماع لا يسقط فرض الرد فان من يسلم على واحد يكون الرد فرضا عليه
کہ وہ سن لی اگروہ جواب مسموع نہوا تو فرضیت جواب کی ساقط نہوگی پس جو شخص کسیکو سلام کرتاہی تو اوسپر جواب فرض ہوجاتاہی

حتى لو لم يرد يكون اثما ومن سلم على جماعة يكون الرد فرضا عليهم حتى لو تركه كلهم يكونون اثمين وان رده
یہان تک کہ اگرجواب نہ دیگا تو گنہگار ہوگا اوراگر کسینی ایک جماعۃ کو سلام کیا تو جواب اون سب پر فرض ہوجاتاہی یہان تک کہ اگر کوئی بہی جواب نہ دیگا تو سب گنہگار ہونگی

بعضهم يسقط الفرض عن الباقين لكن الافضل ان يرده كلهم ولو كان فيهم صبي ولم يرده الا الصبي لا يسقط
اوراگر کسی ایک نی بہی جواب دیدیا تو سب کی ذمہ سی فرض ساقط ہوجاتاہی پر افضل یہہ ہی کہ سب جواب دیوین اوراگر اوس جماعت مین بچہ نابالغ ہو اوراونمین سی سوای بچہ کی

عنهم الفرض لان الصبي ليس من اهل الفرض ويشترط في الرد ان يكون على الفور حتى لو اخره لا يعد ردا ويستحب
کوئی جواب نہ دیوی تو اونکی ذمہ سی فرض ساقط نہین ہوتا اسلئی کہ بچہ کی ذمہ پر کچہہ فرض نہین ہوتا اورجواب کی یہہ شرط ہی کہ ترت جواب دیوی اگر دیر کی بعد جواب دیگا تو جواب نہین

لمن سلم على واحد واسمعه سلامه وتوجه عليه الرد بشروطه فلم يرد ان يجعله في حل منه فيقول ابرأته من حقي
گنا جاتا اورجو شخص کسیکو سلام کری اوراوسکو سلام سنادی اورجواب اوسکی ذمہ پر سلام کی شرط سی لازم آجاوی پہر وہ جواب نہ دیوی تو مستحب ہی کہ سلام کرنیوالا اپنی طرف سی معاف

في رد سلامي وجعلته في حل منه او نحو ذلك فاذا قال هذا يسقط به حقه واذا دخل جماعة على قوم يسن لجميعهم
کردی یہہ کہدی کہ مینی اپنا حق سلام کی جواب کا معاف کیا یا مینی اپنی طرف سی اوسکو معاف کیا یا مانند اسکی جب اتنا کہدیگا تو اوسکا حق ساقط ہوجائیگا اوراگر ایک جماعت جمع ہوکر

ان يسلموا ويكره لهم ترك السلام فان سلم بعضهم يسقط الكراهة عن الباقين لان السلام سنة على الكفاية
ایک قوم کی پاس آوی تو سبکو مسنون ہی کہ سلام علیک کرین اورسلام کا ترک کرنا اونکو مکروہ ہی پہر اگر بعضون نی سلام علیک کرلی تو کراہت سبکی ذمہ سی اوترگئی کیونکہ سلام سنت کفایہ ہی

كما ان الرد فرض على الكفاية على ما روي عن زيد بن وهب انه عليه السلام قال اذا مر قوم بقوم فسلم واحد
جیسی سلام کا جواب فرض کفایہ ہی چنانچہ زید بن وہب سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب ایک جماعت ایک جماعت پر گذری اورایک شخص

منهم اجزاهم واذا رد واحد منهم اجزا عنهم واذا دخل واحد على جماعة قليلة يعمهم سلام واحد يكفي سلام واحد
اونمین سی سلام علیک کری تو سبکو کافی ہی اوراگر ایک شخص جواب دیدی تو اونکی طرف سی کافی ہی اوراگر ایک شخص چہوٹی جماعت کی پاس آوی تو سبکو ایک سلام کری سب پر

على جميعهم وما زاد من تخصيص بعضهم فهو ادب ويكفي في الرد ان يرد واحد منهم فمن زاد منهم فهو ادب
اور جو زیادہ کری کسی خاص کو تو یہہ ادب ہی اور جواب ہی کافی ہی اگر ایک شخص جواب دیدی پہر اگر اونمین سی کسی اور نی بہی جواب دیدیا تو یہہ
وان كان جمعا عظيما لا ينتشر فيهم سلام واحد كالجامع والمسجد العظيم فالسنة ان يسلم عليهم اذا شاهد هو
ادب ہی اور اگر بڑی جماعت ہو تو ایک سلام کہان پہیلتا پہریگا جیسی مسجد جامع اور بڑی مسجد تو سنت یہہ ہی کہ اونکو سلام کرتا جاوی جبسی ملتا جاوی
ويكون مؤديا حق السلام في جميع من سمعه فان اراد ان يجلس فيهم يسقط عنه سنة السلام فيمن لم يسمع سلامه
اور حق اونکی سلام کا ادا کر چکیگا جو جو سن لینگی پہر یہہ شخص اگر انمین بیٹہنا چاہی تو اسکی ذمہ سی سنت سلام کی ساقط ہوئی بہ نسبت باقیون کی
من الباقين وان اراد ان يجلس فيمن لم يسمع سلامه ففيه وجهان احدهما ان سنة السلام عليهم حصلت بالسلام
جنہون نی سلام نہین سنا اور اگر اوس قوم مین بیٹہنا چاہی جنہون نی سلام نہین سنا تو اسمین دو وجہین ہین ایک یہہ کہ سنت سلام اونکی حق کی پہلون پر سلام کرنی سی
على اوائلهم لكونهم جمعا واحدا فلو اعاد السلام عليهم يكون ادبا والوجه الثاني لكون سنة السلام باقية في حق
ادا ہو چکی کیونکہ یہہ سب ایک ہی جماعت ہی پہر اگر اسنی انکو بہی سلام کیا تو ادب ہی اور دوسری یہہ وجہ ہی کہ سنت سلام انکی حق کی جنکو اسکا سلام
من لم يبلغهم سلامه والسنة ان يسلم الراكب على الماشي والماشي على القاعد والصغير على الكبير والقليل
نہین پہنچا باقی ہی اور مسنون یہہ ہی کہ سوار پیادہ کو سلام کری اور چلتا ہوا بیٹہی کو اور چہوٹا بڑی کو اور چہوٹی جماعت
على الكثير ولو خالفوا وسلم الماشي على الراكب والكثير على القليل والكبير على الصغير لا يكره بل يكون تركا لما
بڑی جماعت کو اور اگر اسکی خلاف کیا یعنی پیادہ نی سوار کو سلام کیا یا بڑی جماعت نی چہوٹی جماعت کو اور بڑی نی چہوٹی کو تو مکروہ نہین ہی بلکہ اپنا حق ترک کیا
يستحقه من سلام غيره عليه ومن مر على قارئ القران لا ينبغي ان يسلم عليه كيلا يشغله عن القراءة فان
نہ دوسرا اسکو سلام کرتا اور جو شخص قرآن کی تلاوت کرتی پاس جا پہنچا تو اوسکو سلام کرنا نہین چاہئی تاکہ تلاوت سی نہ روکدی پہر اگر اسنی
سلم عليه قال بعضهم لا يجب عليه الرد وقال بعضهم يجب وهو اختيار فقيه ابي الليث ومن مر على من اتى
سلام کیا تو بعضی کہتی ہین اوسپر جواب واجب نہین ہی اور بعضی کہتی ہین واجب ہی فقیہ ابو اللیث نی یہہ ہی اختیار کیا ہی اور جو شخص ایسی پاس پہنچا
الخلاء وهو يتغوط او يبول ينبغي له ان لا يسلم عليه في هذه الحالة فان سلم عليه قال ابو حنيفة رض يرد عليه بقلبه
جو بیت الخلا مین یا پاخانہ پہرتا ہی یا پیشاب کرتا ہی تو چاہئی کہ اس حالت مین اوس سی سلام علیک نکری پہر اگر اوسپر سلام علیک کی تو ابو حنیفہ کہتی ہین کہ دل سی جواب
لا بلسانه وقال ابو يوسف لا يرد عليه بقلبه ولا بلسانه ولا بعد الفراغ ايضا وقال محمد يرد عليه بعد الفراغ و
دی زبان سی نہ بولی اور ابو یوسف کہتی ہین نہ دل سی جواب دی نہ زبان سی اور نہ بعد فراغت کی اور امام محمد کہتی ہین فارغ ہو کر جواب دی اور
لا يسلم على احد وقت الخطبة فان سلم والخطيب في الخطبة لا يجب الرد على السامع ومن كان جالسا مع قوم
خطبہ کی وقت کسی سی سلام علیک نکری پہر اگر سلام کیا اور خطیب خطبہ مین ہو تو سننی والی پر جواب واجب نہین ہی اور جو شخص ایک جماعت مین بیٹہا ہوا تہا
ثم قام للذهاب فالسنة ان يسلم عليهم لما روي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال اذا انتهى احدكم الى المجلس فليسلم
پہر جانی لگا تو سنت یہہ ہی کہ وہ ہی اونکو سلام کری کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب کوئی مجلس مین آوی تو سلام کری
فاذا اراد ان يقوم فليسلم فليست الاولى باحق من الاخرى قال الامام النووي ظاهر هذا الحديث يقتضي ان يجب على
پہر اگر کہڑا ہووی تو سلام کری سو پہلی جماعت بڑی حق دار نہین ہی دوسری سی امام نووی کہتی ہین ظاہر اس حدیث کا یون چاہتا ہی کہ جماعت کی
الجماعة رد السلام على هذا الذي سلم عليهم وفارقهم وقال بعض العلماء جرت عادة بعض الناس بالسلام عند
ذمہ جواب سلام کا اس شخص پر واجب ہی جسنی سلام کیا تہا اور جدا ہوا ہی اور بعضی علماء کہتی ہین بعضی لوگون کو سلام کرنیکی عادت پڑی ہوئی ہی
مفارقة القوم وذلك دعاء يستحب له الجواب لان السلام انما يكون عند اللقاء لا عند الانصراف وانكر هذا بعض
جب جماعت سی جدا ہون اور یہہ دعا ہی اوسکی لئی جواب مستحب ہی اسلئی کہ سلام ملاقات کی وقت ہوتا ہی جدا ہوتی نہین ہوتا اور امام ابو بکر شافعی

الامام ابوبکر الشافعی وقال هذا القول فاسد لان السلام کما کان سنة عند اللقاء کذلک هو سنة عند الانصراف

اس بات سی . انکار کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہہ بات غلط ہی اسواسطی کہ سلام جیسی ملتی وقت سنت ہی ایسی ہی جدا ہوتی ہوئی سنت ہی

علی ما دل علیه الحدیث السابق ومن کتب کتابا وکتب فیه سلاما علی احد او ارسل الیه سلاما بالرسول فبلغه

چنانچہ اسپر حدیث سابق دلالت کرتی ہی اور اگر کسینی خط لکہا اور اوسمین کسیکو سلام لکہدیا یا کسیکو سلام زبانی رسول کی کہلا بہیجا پہر اوسکی پاس

الکتاب او الرسالة یجب علیه الرد علی الفور لان السلام علی الغائب لا یکون الا بالرسالة او بالکتاب فعلیه ان یرد بمثله

خط یا زبانی سلام پہنچا تو اوسپر فورًا جواب واجب ہی اسلئی کہ سلام غائب پر نہیں ہوسکتا مگر زبانی رسول کی یا خط مین سو اوسپر لازم ہی کہ ویسا ہی جواب دی

او باحسن منه لکن ینبغی ان یعلم ان من بلّغ الغیر سلام احد ینبغی لذلک الغیر ان یرد علیهما ویقول علیک

یا اوس سی بہتر لیکن سمجہا چاہئی کہ جسنی کسی غیر کو کسیکا سلام پہنچایا تو اوس غیر کو لازم ہی کہ سلام کا جواب دونو کو دی اسطور علیک

وعلیه السلام لما روی ان رجلا قال للنبی علیه السلام ان ابی یقرئک السلام فقال النبی علیه السلام علیک

وعلیہ السلام اسلئی کہ روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیہ السلام سی عرض کیا کہ میرا باپ آپکو سلام کہتا ہی سو نبی علیہ السلام نی فرمایا تجہہ پر

وعلی ابیک السلام ومن سلم علی احد ثم لقیه ثانیا او راٰه ثانیا یستحب له ان یسلم علیه ثانیا لما روی انه علیه السلام

اور تیری باپ پر سلام اور اگر کسینی کسیکو سلام کیا پہر اوس سی دوبارہ ملگیا یا دوبارہ دیکہا تو مستحب ہی کہ اوسکو دوبارہ سلام کری کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

کان اذا دخل المسجد یسلم علی اصحابه ثم اذا صعد المنبر واقبل علیهم یسلم علیهم ثانیا ویروی عن ابی هریرة انه علیه السلام

جب مسجد مین آتی تو اپنی اصحاب سی سلام علیک کرتی پہر جب منبر پہ چڑہ کر اونکی آمنا سامنی ہوتی تو دوبارہ سلام علیک کرتی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام

قال اذا لقی احدکم اخاه فلیسلم علیه فان حالت بینهما شجرة او جدار او حجر ثم لقیه فلیسلم علیه وکان اصحاب رسول

نی فرمایا جب کوئی تم مین سی اپنی بہائی سی ملی تو سلام کری پہر اون دونون کی بیچمین اگر درخت یا دیوار یا پہتر آجاوی اور پہر ملی تو سلام کری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ

الله علیه السلام اذا ساروا فی طریق فاستقبلهم شجرة فاجتازوها یسلم بعضهم علی بعض واذا التقی الاثنان

وسلم کی اصحاب جب رستہ چلتی اور اونکی سامنی درخت آجاتا تو اوس سی بڑہ کر آپسمین سلام کیا کرتی اور جب دو شخص ملین

وقال کل واحد منهما للاخر دفعة او علی الترتیب السلام علیکم قبل یصیر کل واحد منهما مسلما علی الاخر ولا یقوم ذلک

اور ہر یک دونون مین سی دفعتًہ یا بترتیب سلام علیک کری کہتی ہین کہ دونو کی طرف سی سلام علیک ہوجاتی ہی اور یہہ سلام جواب کی جگہ

مقام الرد بل یجب علی کل واحد منهما الرد والصواب علی ما ذکره النووی ان سلام احدهما ان کان بعد سلام الاخر

نہیں ہوگا بلکہ دونو پر جواب واجب ہی اور صواب موافق ذکر نووی کی یہہ ہی کہ ایک کا سلام اگر بعد دوسری کی سلام کی ہی

یکون ردا لکون هذا اللفظ صالحا للرد والا فلا ومن لقی احدا فقال له ابتداء علیکم السلام لا یکون ذلک سلاما

تو جواب ہوجاتا ہی کیونکہ یہہ لفظ قابل جواب کی ہی اور نہیں تو نہیں اور اگر کوئی کسی سی ملا اور پہلی ہی کہا علیکم السلام تو یہہ عبارت سلام نہیں ہوتا

حتی لا یستحق الرد لان هذه الصیغة مشروعة للرد لا للابتداء فلا تقوم مقام السلام علی الاحیاء بل هی تحیة

یہانتک کہ وہ مستحق جواب کا نہین کیونکہ یہہ عبارت شرع مین جواب کی واسطی مقرر ہی ابتداء کی واسطی نہیں ہی سو زندون پر سلام کی قایم مقام نہو گی بلکہ یہہ سلام

الموتی علی ما روی ان رجلا اتی النبی صلی الله علیه وسلم فقال علیک السلام یا رسول الله فقال النبی علیه السلام لا تقل

موتی کا ہی موافق اس روایت کی کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آکر کہا علیک السلام یا رسول اللہ سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا علیک السلام

علیک السلام علیک السلام تحیة الموتی فانه علیه السلام قد بیّن فی هذا الحدیث ان هذه الصیغة لیست

مت کہا کر علیک السلام موتی کا سلام ہی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نی اسحدیث مین بیان کردیا کہ یہہ عبارت اسلئی نہیں ہی

مما یسلم بها علی الاحیاء بل انما یسلم بها علی الاموات لان الاحیاء وضعهم فی الشرع عند السلام صیغة وعند الرد

کہ زندون پر سلام کیجئی بلکہ اس عبارت سی مردون پر سلام کرتی ہین کیونکہ شرع مین زندون کی واسطی سلام کی اور عبارت ہی اور جواب کی واسطی

صیغة فلا یحسن ان یوضع ما وضع للرد موضع السلام واما الاموات فلا رد علیهم فیستوی فی حقهم السلام
اور عبارت سوا چاہئیں ہی کہ جو عبارت جواب کی لئی ہی وہ سلام جگہ استعمال کریں اور مردوں پر تو جواب نہیں ہوتا پہر اونکی حق میں سلام

علیهم بالصیغتین لما روی انه علیه السلام کان یسلم علی اهل القبور بقوله السلام علیکم دار قوم مؤمنین
علیک دونو عبارت سی برابر ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اہل قبور پر سلام علیک اس عبارت سی کرتی تہی السلام علیکم ملک قوم مؤمنین کی

ومن سلم علی اصم یستحب له ان یتکلم السلام بلسانه لقدرته علیه ویشیر بیده حتی یحصل الافهام فیستحق
اور جو شخص بہری کو سلام کری تو مستحب ہی کہ سلام زبان سی کہی کیونکہ اسکو قدرت ہی اور ہاتہہ سی اشارہ کردی تاکہ وہ سمجہہ جاوی اور یہہ مستحق جواب کا ہو

الرد ولو لم یجمع بینهما لا یستحق الرد ولو سلم علیه اصم واراد ان یرد علیه یلزمه ان یتکلم الرد بلسانه لقدرته
اور اگر دونو بات نکریگا تو مستحق جواب کا نہیں ہی اور اگر بہرہ اسکو سلام کری اور یہہ جواب دیا چاہی تو لازم ہی کہ جواب زبانسی دی کیونکہ اسپر قادر ہی

علیه ویشیر بیده لیحصل الافهام ویسقط عنه الرد ولو سلم علی اخرس فاشار الاخرس بیده یسقط عنه الفرض
اور ہاتہہ سی اشارہ کردی تاکہ وہ سمجہہ جاوی اور اسکی ذمہ سی جواب ادا ہو جاوی اور اگر گونگی کو سلام کیا اور گونگی نی ہاتہہ سی اشارہ کردیا تو اوسکی ذمہ سی فرض ادا ہو جاتا ہی

لان اشارته قائمة مقام العبارة ولو سلم علیه الاخرس بالاشارة یستحق الرد والنساء بعضهن مع بعض فی
کیونکہ اوسکا اشارہ قایم مقام بولنی کی ہی اور اگر گونگی نی اشارہ سی اسکو سلام کیا تو وہ مستحق جواب کا ہی اور عورتیں عورتیں آپسمیں سلام علیک کی باب میں

حکم السلام کالرجال واما الرجل اذا سلم علی امرأة فان کانت زوجته او جاریته او کانت من محارمه فعلیها الرد
مانند مردوں کی ہیں اور اگر مرد عورت کو سلام کری اگر وہ عورت اوسکی بی بی ہی یا لونڈی ہی یا اوسکی کوئی محرم ہی تو اوسپر جواب دینا لازم ہی

وان کانت اجنبیة شابة لا یجوز لها الرد ویکون الرجل مفرطا فی السلام علیها وکذا المرأة ان سلمت علی رجل فاذا
اور اگر کوئی غیر جوان ہی تو اوسکو جواب دینا جایز نہیں اور وہ مرد اس سلام میں بیجا پر ہی اور ایسی ہی عورت اگر مرد کو سلام کری پہر اگر

کانت زوجته او جاریته او کانت من محارمه او کانت عجوزا لا یخاف منها الفتنة فعلیه الرد وان کانت شابة یمیل
وہ اوسکی جورو یا لونڈی یا اوسکی کوئی محرم ہی یا ایسی بڑہیا ہی کہ اوسپر کچہہ خوف فتنہ کا نہیں تو مرد کی ذمہ جواب لازم ہی اور اگر ایسی جوان ہی کہ

الیها النفس یکره له الرد وتکون المرأة مفرطة فی السلام علیه واما الصبیان فالسنة ان یسلم علیهم لما روی عن
نفس کو اوسکی طرف رغبت ہوئی تو جواب دینا مکروہ ہی اور عورت اس سلام میں بیجا پر ہی اور نابالغ بچوں کو سلام کرنا مسنون ہی اسلئی کہ انس سی روایت ہی

انس انه مر علی صبیان فسلم علیهم وقال کان النبی علیه السلام یفعله وفی روایة انه علیه السلام مر علی غلمان
کہ وہ لڑکوں پر گذری تو اونکو سلام کیا اور کہا نبی علیہ السلام ہی کیا کرتی تہی اور ایک روایت میں ہی کہ نبی علیہ السلام لڑکوں کی پاس آگئی

فسلم علیهم ولو سلم صبی علی بالغ فالصحیح وجوب رد سلامه لقوله تعالی واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها او ردوها
تو اونکو سلام کیا اور اگر نابالغ لڑکا بالغ کو سلام کری تو صحیح یوں ہی کہ جواب دینا واجب ہی بدلیل اس آیت کی اور جب تمکو دعا دیوی کوئی تو تم بہی دعا دو بہتر

المبتدعة ومن اقترف ذنبا عظیما ولم یتب منه فینبغی ان لا یسلم علیهم ولا یرد سلامهم قال البزازی یسلم علی لاعب
اور بدعتی لوگ اور جو بڑی گناہ کرتی ہیں اور اوس گناہ سی توبہ نہیں کرتی تو سزاوار ہی کہ انکو سلام نکری اور نہ انکی سلام کا جواب دی بزازی لکہتا ہی کہ امام کی

الشطرنج عند الامام لیشغله عن ساعة الرد لا عندهما لان المجاهر بالفسق فی معتقده ولو مجتهدا لا یستحق الاکرام
نزدیک شطرنج باز کو سلام کرلی تاکہ دم بہر جواب دیتا ہوا شطرنج سی باز رہی صاحبین کی نزدیک سلام نکری اسلئی کہ فاسق علی الاعلان اپنی معتقد میں اگرچہ اجتہادی

وقال النووی فمن اضطر الی السلام علی الظلمة اذا دخل علیهم وخاف ان یترتب علیه فی دینه ودنیاه ضرر ان لم یسلم
ہو سزاوار عزت کا نہیں ہی اور نووی کہتا ہی جو شخص ظالموں کو سلام کرنیمیں لاچار ہو جب اونکی پاس جاوی اور یہہ ڈر ہو کہ اگر انکو سلام نہیں کرتا تو دینی کا یا دنیا کا

علیهم یسلم علیهم وینوی ان السلام اسم من اسماء الله تعالی لیکون المعنی ان الله علیکم رقیب فیجازیکم به
تو اونکو سلام کرلی اور یہہ نیت کرلی کہ سلام الله کا نام ہی تاکہ یہہ معنی ہوجاوین کہ الله تمہاری اوپر نگہبان ہی سو تمکو تمہاری لایق سزا دیویگا

نستحقون واما اهل الذمة فيكره للمسلم ان يسلم عليهم ابتداء لما روى عن ابى هريرة انه عليه السلام
اور رہی ذمی لوگ سو مسلم کو مکروہ ہی کہ اونکو پہلی سلام کری کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
قال لا تبدءوا اليهود والنصارى بالسلام قال قاضيخان فى فتاواه هذا اذا لم يكن للمسلم حاجة اليه واما
کہ یہود اور نصاری کو پہلی سلام مت کرو قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتا ہی یہہ اوس صورت مین ہی کہ مسلمان کی کوئی غرض نہ اوسکی ہو
اذا كانت فلا باس ان يسلم عليه ومن سلم على من لم يعرفه فبان انه ذمى يستحب له ان يسترد سلامه فيقول
اور اگر کوئی غرض ہی تو سلام کرنی مین کچھ ڈر نہین ہی اور اگر کسینی کسی ناواقف کو سلام کیا پہر معلوم ہوا کہ وہ ذمی ہی تو اوسکو مستحب ہی کہ اپنا سلام ہٹالی یون کہی
رد على سلامى لما روى ان عبد الله بن عمر سلم على رجل فقيل له انه يهودى فتبعه فقال له رد على سلامى
ہٹا دی میرا سلام کیونکہ روایت ہی کہ عبد اللہ بن عمر نی ایک شخص کو سلام کیا پہر کسی نی کہا یہہ تو یہودی ہی پہر عبد اللہ نی اوسکی پیچھی جاکر کہا میرا سلام ہٹا دی
واذا سلم ذمى على مسلم ينبغى للمسلم ان لا يزيد فى الرد عليه على قوله عليك لما روى عن انس انه عليه السلام
اور اگر ذمی مسلمان کو سلام کری تو مسلمان کو چاہیئی کہ جواب مین اس سی کچھ زیادہ نہ کہی اتنا ہی کہی علیک کیونکہ انس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
قال اذا سلم عليكم اهل الكتاب فقولوا وعليكم قال الخطابى هكذا يرويه عامة المحدثين وعليكم بالواو وكان
جب اہل کتاب تمکو سلام کرین تو کہو وعلیکم خطابی کہتا ہی کہ عام محدث یہہ ہی روایت کرتی ہین وعلیکم واو سمیت اور
سفيان بن عيينة يرويه عليكم بغير الواو وهو الصواب اذ بغير الواو يصير ما قالوه بعينه مردودا عليهم وبالواو
سفیان بن عیینہ علیکم روایت کرتا ہی بدون واو کی اور حق یہہ ہی اسواسطی کہ بدون واو کی جو اہل کتاب کہتی ہین بعینہ وہ ہی اونپر مردود ہوگا اور واو
يقع الاشتراك معهم والدخول فيما قالوه لان الواو حرف عطف يجمع بين الشيئين وقال النووى اتفقوا على لزوم الرد
سی اونکی ساتھ شرکت اور جو اونہون نی کہا ہی اسمین شامل ہونا ہوگا اسلیئی کہ واو حرف عطف کا ہی دو شی کو جمع کردیتا ہی اور نووی کہتا ہی سب علما متفق ہین
على اهل الكتاب لكن لا يذكر السلام بل يقال عليكم بالواو وعليكم بدونها اذ قد جاءت الاحاديث
کہ اہل کتاب کا جواب دینا لازم ہی لیکن سلام کو ذکر نہ کری بلکہ بدلی سلام کی اسطور کہی وعلیکم واو سی اور علیکم بدون واو کی اسلیئی کہ حدیثین واو کی ساتھ بہی
باثبات الواو وحذفها واثباتها اكثر فعلى هذا يكون فى معناها وجهان احدهما كونها للعطف والتشريك لانهم
آئی ہین اور بدون واو کی بہی اور واو کی ساتھ زیادہ ہین اب اسکی معنی دو طرح پر ہین ایک تو یہہ کہ واو عاطفہ ہو اور شرکت کی لئی کیونکہ
كانوا يقولون للمسلمين السام عليكم وقد فسر السام بالموت فيكون المعنى نحن وانتم فيه سواء كلنا نموت والثانى كونها
وہ لوگ مسلمانون کو یہہ کہا کرتی تہی السام علیکم اور سام کی معنی موت ہی اب یہہ مراد ہوئی ہم اور تم موت مین برابر ہین ہم سب مرجاوینگی اور دوسری یہہ
للاستيناف لا للعطف والتشريك فيكون المعنى ونحن نقول عليكم ما قلتم او تستحقونه او ما تريدون بنا وقيل اذا
کہ واو استیناف کا ہو عطف اور شرکت کا نہو اب یہہ مراد ہوگی اور ہم ہی کہتی ہین تمپر ہی جو تم کہتی ہو یا جسکی تم لایق ہو یا جو تم ہماری ساتھ ارادہ کرتی ہو اور کوئی
لم يكن منهم تعريض بالدعاء علينا يكون اثبات الواو فى الرد عليهم دعاءهم بالاسلام لكونه مدار السلامة فى الدارين
کہتا ہی اگر وہ نیت ہمپر بد دعا نکرتی ہون تو جواب مین واو کی ہونی سی اونکی لئی اسلام کی دعا ہوگی کیونکہ دارین مین یہہ ہی سبب سلامتی کا ہی

المجلس الخامس والثمانون فى بيان هجران اخيه المسلم فوق ثلثة ايام قال رسول الله صلى الله عليه
پچاسی مجلس بیان مین برادر مسلمان کو چہوڑ دینی مین زیادہ تین روز سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا
وسلم لا يحل لرجل ان يهجر اخاه فوق ثلث ليال يلتقيان فيعرض هذا ويعرض هذا وخيرهما الذى يبدا بالسلام
حلال نہین ہی کسیکو کہ اپنی بہائی کو زیادہ تین رات سی چہوڑ رکہی جب ملین تو یہہ ادہر کو ہوجاوی اور وہ ادہر کو اور نہین اچہا وہ ہی جو پہلی سلام کری
هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه سعد بن ابى وقاص وهو بمنطوقه يدل على حرمة هجران المسلم اكثر من
یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی سعد بن ابی وقاص کی روایت سی اسکا منطوق دلالت کرتا ہی کہ چہوڑ دینا مسلم کا زیادہ

ثلاثة

ثلثة ایام وما جوز هجرانه ثلثة ایام فانما یدل علیه بمفهومه لا بمنطوقه فمن التزم حجیة المفهوم جاز له
تین روز سی زیادہ حرام ہی اور تین دن تک چھوڑنیکا جواز اسکی مفہوم سی معلوم ہوتا ہی منطوق سی نہین معلوم ہوتا پھر جو شخص مفہوم کو حجت مانتا ہی اوسکو
ان یقول ان الادمی مجبول علی الغضب وسوء الخلق فرخص له فی الثلث لقلتها حتی یذهب عنه ذلك الغضب
جایز ہی کہ کہی بیشک آدمی کو غضب خلقی عادت ہی سو آپ نی تین دن کی اجازت دی کیونکہ مدت قلیل ہی تاکہ اوسکا غصہ اوتر جاوی
ولم یرخص له فیما فوق ذلك لکثرته فقوله علیه السلام یلتقیان فیعرض هذا ویعرض هذا بیان کیفیة هجرانهما
اور اس سی زیادہ کی اجازت نہین دی پھر مدت زیادہ ہی اب یہہ جملہ حدیث کا کہ ملتی ہین پھر یہہ ادہر ہو جاتا ہی اور وہ اودہر یہہ چھوڑ دینی کی کیفیت کا بیان ہی
وقوله وخیرهما الذی یبدأ بالسلام حث علی ترك الهجران فانه یزول بالسلام علی ما ذهب الیه الجمهور وتخصیص
اور یہہ جملہ دونین اچھا وہ ہی جو پہلی سلام کری رغبت ہی جدائی کی ترک پر کیونکہ موافق مذہب جمہور کی جدائی سلام سی جاتی رہتی ہی اور خاص
الاخ بالذکر یشعر بالغلبة والمراد به الاخ فی الدین دون القرابة بدلیل قوله علیه السلام فی حدیث اخر لا یحل
اخ کو ذکر کرنا تغلیبا معلوم ہوتا ہی اور اس سی مراد دینی برادر ہی قرابت کا مراد نہین بدلیل ارشاد نبی علیہ السلام کی ایک اور حدیث مین کہ مسلم کو
لمسلم ان یهجر مسلما فوق ثلث لیال فانهما ناکبان عن الحق ما داما علی صرامهما واولهما فیأ یکون سبقته بالفیء کفارة له
حلال نہین ہی کہ مسلم کو زیادہ تین رات سی چھوڑی رکہی بیشک یہہ دونو جبتک لڑتی رہین حق سی کجرو ہین اور اونمین سی پہلی باز آنی والی کو اوسکی سبقت ہی کفارہ ہی
وروی عن ابی هریرة انه علیه السلام قال تفتح ابواب الجنة یوم الاثنین ویوم الخمیس فیغفر لکل عبد لا یشرك بالله
اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا پیر کو اور جمعرات کو جنت کی دروازی کہلتی ہین پہر ہر ایک بندہ کہ اللہ کی ساتھ کچھہ شریک نکرتا ہو بخشا
شیئا الا رجل کانت بینه وبین اخیه شحناء فیقال انظروا هذین حتی یصطلحا وفی روایة انه علیه السلام قال یعرض
جاتا ہی سوای اوس شخص کی کہ اوسمین اور اوسکی بہائی مین کینہ ہو پہر حکم ہوتا ہی ان دونو کو رہنی دو جبتک آپسمین صلح کرین اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
اعمال الناس فی کل جمعة مرتین یوم الاثنین ویوم الخمیس فیغفر لکل عبد مؤمن الا عبدا بینه وبین اخیه شحناء
کہ ہر ہفتہ مین لوگون کی اعمال دوبار پیش ہوتی ہین پیر کی دن اور جمعرات کی دن سو ہر ایک بندہ مؤمن بخشا جاتا ہی مگر وہ بندہ کہ اوسمین اور اوسکی بہائی مین کینہ ہو
فیقال اترکوا هذین حتی یفیئا المراد بالجمعة ایام الاسبوع بدلیل انه علیه السلام بینها بقوله یوم الاثنین
حکم ہوتا ہی انکو رہنی دو جبتک ملاقات کرلین اور مراد جمعہ سی ہفتہ کی ایام ہین اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام نی اسکو پیر کی دن اور
ویوم الخمیس علی طریق التعبیر عن الشیء باخر جزئه والشحناء العداوة والمعنی اترکوا مغفرتهما حتی یرجعا من
جمعرات کی دن سی تفسیر کیا جسطور ایک شی کا اخیر جزء بیان کرتی ہین اور شحناء کی معنی دشمنی کی ہین اور معنی جملہ کی یہہ ہین چھوڑ دو انکی بخشش کو جبتک
العداوة الی الصداقة لان الاخوة الدینیة تقتضی الصداقة وتنافی العداوة فان المؤمنین اخوة من حیث انهم
دونو دشمنی سی دوستی کیطرف آوین اسواسطی کہ دینی برادری دوستی کا تقاضا کرتی ہی اور عداوت کی برخلاف ہی کیونکہ تمام مؤمن بہائی ہوتی ہین اسواسطی کہ
ینتسبون الی اصل واحد هو الایمان الموجب للحیوة الباقیة کما ان الاخوة من النسب ینتسبون الی اصل واحد هو
سب ایک اصل سی نسبت رکہتی ہین یعنی ایمان سی جس سی دائمی زندگی ہوتی ہی جیسی نسبی برادر ایک اصل سی منسوب ہوتی ہین یعنی
الاب الموجب للحیوة الفانیة فالاخوة الدینیة اقوی من الاخوة النسبیة لان الاخوة النسبیة اذا خلت عن الاخوة
باپ سی جس سی حیات فانیہ ہوتی ہی سو دینی برادری نسبی برادری سی بہت قوی ہوتی ہی اسلئی کہ نسبی برادری جب دینی برادری بغیر ہوتی
الدینیة لا تعتبر الا تری ان المسلم اذا مات وکان له اخ کافر یکون ماله للمسلمین لا لاخیه الکافر فعلی هذا یجب
ہی تو اسکا کچھہ اعتبار نہین ہوتا دیکھتا نہین کہ مسلمان اگر مرجاوی اور اوسکا بہائی کافر موجود ہو تو اوس مسلم کا مال مسلمانون کو ملیگا کافر بہائی کو نہین ملیگا اس بنا
علی المسلم ان یترك ما ینافی الاخوة الدینیة الموجبة للصداقة والمزیلة للعداوة لما روی عن ابی هریرة انه علیه السلام
کی موافق مسلمان پر واجب ہی کہ مخالفات دینی برادری کو ترک کری جو دوستی کو واجب اور دشمنی دور کرتی ہی کیونکہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی

قال النبی علیه السلام لا یحل لمسلم ان یهجر اخاه فوق ثلث فمن هجر فوق ثلث فمات دخل النار یعنی انه استحق ان یدخل النار لانه
فرمایا مسلم کو حلال نہیں ہی کہ اپنی بہائی کو تین روز سی زیادہ چہوڑ دی اور جسنی تین دن سی زیادہ چہوڑ رکہا پہر وہ مرگیا تو دوزخ میں جاویگا مراد یہہ ہی کہ اس
مات عاصیا غیر تائب وذلک یستدعی ان یکون من اهل النار هذا اذا کان الهجران لامر دنیوی کالتقصیر فی
کیونکہ گنہگار بی توبہ مرا ہی اس سی لازم آتا ہی کہ دوزخی ہووی یہہ اوس صورت میں ہی کہ یہہ ترک ملاقات دنیاوی سبب سی ہو
حقوق الصحبة والعشرة واما اذا کان فی حق الدین لفسق ومعصیة فالزیادة علی الثلث مشروع فان هجران
جیسی حقوق صحبت اور عشرت کی ادا کرنیکا قصور اور اگر بسبب حق دینی کی ہو جیسی فسق اور معصیت تو تین دن سی زیادہ بہی جایز ہی کیونکہ بدکاروں کا
اهل العصیان یجوز الی ان یزول عنهم ذلک العصیان ویظهر توبتهم لانه من قبیل الامر بالمعروف والنهی عن المنکر و
ترک کرنا جایز ہی جبتک کہ وہ بدکاری ترک کریں اور اونکی توبہ ظاہر ہووی کیونکہ یہہ عمل امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں داخل ہی اور
قد قال الله تعالی لا تجد قوما یؤمنون بالله والیوم الآخر یوادون من حاد الله ورسوله ولو کانوا اٰباءهم
الله تعالی فرماتا ہی تو نہ دیکہیگا کوئی لوگ جو یقین رکہتی ہوں الله پر اور پچہلی دن پر پہر دوستی کریں ایسوں سی جو مخالف ہوئی الله کی اور اوسکی رسول کی پرچہ وہ
او ابناءهم او اخوانهم او عشیرتهم نزلت هذه الآیة علی ان من یرتکب المعاصی والمنکرات یجب هجره
اپنی ماباپ یا اپنی بیٹی یا اپنی بہائی یا اپنی کنبی والی ہوں اس آیت سی معلوم ہوتا ہی کہ معاصی اور منکرات پر عمل کرنیوالی کی ترک ملاقات واجب ہی
وان کان من الاقربین والمراد من ظلم لغیره وعصی الله تعالی به فان عدم الاعراض عنه احسان
اگرچہ سگا ہو اور مراد یہہ ہی کہ جو کسی پر ظلم کرتا ہو اور خدا کی نافرمانی کرتا ہو کیونکہ ایسی شخص سی اعراض نہ کرنا گویا اوسپر احسان ہی
الیه فیکون احسانا الی المسیء واساءة للمظلوم وحق المظلوم اولی بالمراعاة وتقویة
سو ایسی پر احسان کرنا اچہا نہیں ہی کیونکہ احسان مظلوم کی ساتہہ بدی ہی اور رعایت مظلوم کی حق کی اولی ہوتی ہی اور مظلوم کا دل
قلبه بالاعراض عن الظالم احب الی الله تعالی من تقویة قلب الظالم وقد هجر النبی علیه السلام الثلثة الذین
قوی کرنا ظالم سی [illegible] اور بیشک نبی علیه السلام نی تین شخصوں کو جو
تخلفوا عن غزوة تبوک ولم یکلمهم خمسین یوما وامر الناس بهجرهم حتی انزل الله تعالی توبتهم وروی انه
جنگ تبوک سی پیچہی رہ گئی تہی چہوڑ دیا تہا اور پچاس روز تک اونسی نہیں بولی تہی اور لوگوں سی فرمایا تہا کہ انکو چہوڑو یہانتک کہ الله تعالی نی اونکی توبہ قبول کی
علیه السلام اعتل بعیر لصفیة فقال لزینب اعطیها بعیرا وکان عندها فضل بعیر فقالت انا اعطی تلک
اور روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی جب صفیہ کا اونٹ بیمار ہوگیا تہا زینب سی کہا تو اوسکو اونٹ دیدی اور اوسکی پاس ایک اونٹ بچا ہوا تہا تو زینب نی عرض کیا
الیهودیة فغضب النبی علیه السلام فهجرها ذا الحجة والمحرم وبعض صفر ولم یوجد فی السنة مدة الهجر اکثر
میں اوس یہودیہ کو دونگی پہر نبی علیه السلام غضبناک ہوئی اور اوسکو تمام ذی الحجہ اور تمام محرم اور چند روز صفر کی چہوڑی رکہا کہیں حدیث میں اس سی زیادہ مدت ترک کی نہیں
من ذلک لکن قد وجد من السلف من هجر اخاه المسلم فی امر مکروه من امور الدین السنة والسنتین ومنهم من
نہیں ملی لیکن بعضی سلف ایسی گذری ہیں کہ اپنی بہائی مسلمان کو بسبب امر مکروہ دینی کی ایک برس اور دو برس چہوڑی رکہا ہی اور بعضی ایسی ہیں
هجر صاحبه فی ذلک مدة عمره ورأوا انفسهم فی فسحة من ذلک ما لم یرجع المهجور عما ارتکب وکان الامام احمد ممن
کہ اپنی صاحب یعنی مسلم کو اسی بابت تمام عمر چہوڑ رکہا ہی اور اپنی تئیں اس باب میں بی قصور جانتی تہی جبتک کہ وہ مہجور اوس عمل سی نہ باز آیا اور امام احمد بہی اہل معاصی
یهجر اهل المعاصی ومن یقارف الافعال الردیة فانه هجر بعض اصحابه ممن کان یتعلم منه وکان یتردد الیه ولا
کو اور جو کہ افعال ردیہ کا مرتکب ہو چہوڑ دیا کرتی تہی بیشک انہوں نی ایک شاگرد کو جو اونسی پڑہتا تہا چہوڑ دیا تہا وہ آتا جاتا تہا پر
یکلمه فلم یزل یسأله عن تغیر حاله ولا یذکره حتی قال له یوما بلغنی انک طینت حائط دارک من جانب الشارع
بات نہ کرتی تہی وہ ہمیشہ پوچہتا رہتا کہ آپ کیوں بیزار ہیں اور وہ کچہہ نہ کہتی آخر ایک روز یہہ کہا میں نی سنا ہی کہ تو نی اپنی گہر کی دیوار شارع عام کی

فقد اخذت قدر سمك الطين من شارع المسلمين فلا تصل لتعلم العلم وهجر ابن عمر ابناله الى ان مات فى اصل
طرف سی لیپی ہی سو تو نی برابر دل گاری کی مسلمانوں کی شارع عام میں سی لیلیا تو علم سکہانی کی نہیں ہی اور ابن عمر نی اپنی بیٹی کو مرتی دم تک چہوڑی رکہا اور
ذلك ان من وقف على منكر ولم يستطع ان ينكره بيده ولسانه وامكنه ان يظهر دلائل الانكار يلزمه ذلك
اصل اسکی یہہ ہی کہ جسکو کوئی امر بد معلوم ہوا اور ہاتہہ اور زبان سی منع نہیں کرسکتا اور یہہ ہوسکتا ہی کہ بیزاری کی علامات ظاہر کری تو اوسکو یہہ ہی لازم ہی
اذ لا ينبغى للمؤمن ان يترك احدا على منكر لقرابته او لصداقته ومودته فان صداقته ومودته يوجب له ان
اسلئی کہ مؤمن کو یہہ اچہا نہیں ہی کہ کسیکو امر منکر پر بسبب لحاظ قرابت یا صداقت او مودت کی چہوڑ دی کیونکہ صداقت او مودت کا تو حق یہہ ہی کہ اوسکو
ينظر اليه بنظر الرحمة ويرى اقدامه على المنكر مصيبة على نفسه ويكون مغتما حزينا من تعرضه لعقاب
نظر رحمت سی دیکہی اور اوسکی منکر میں مبتلا ہونی کو اپنی حال پر مصیبت سمجہی اور غمگین اور حزین ہووی کہ یہہ اب عقاب الٰہی میں
الله تعالى ويقصد تخليصه منه بالانكار عليه اذ ليس من مقتضى الرحمة له ترك الانكار عليه وعدم التعرض
گرفتار ہوا اور بیزار ہوکر اوسکی بچانی کا قصد کری مقتضی رحمت کا یہہ نہیں ہی کہ اوس سی بیزار نہوا اور اوسکو منع نکری
له بل من كمال الرحمة له الانكار عليه و... ... الى الصراط المستقيم والا تنقلب صداقته
بلکہ یہہ بیزاری اور طریق درست اور راہ راست پر لانا اوسکی حق میں کمال ... ... نہیں تو دنیا ... کی دوستی
عداوة يوم القيمة كما اخبر الله تعالى عن ذلك وقال الاخلاء يومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقين فان كل
دشمنی ہو جاویگی چنانچہ الله تعالی اسکی خبر دیتا ہی فرماتا ہی جتنی دوست ہیں اوس دن ... ہونگی مگر جو ہیں ڈروالی بیشک ہر
واحد من الاخلاء الغير المتقين يقول فى ذلك اليوم يا ويلتى ليتنى لم اتخذ فلانا خليلا ليت بينى وبينه بعد المشرقين
ایک دوست ناپرہیزگار اوس روز کہی گا خرابی میری کاشکی میں فلان کو دوست نکرتا کاشکی میری اور اوسکی بیچمیں مسافت مشرقین کی
فصديق الانسان من يسعى فى عمارة اخرته وان كان فيه ضرر الدنيا وعدوه من يسعى فى خسارة اخرته وان
ہوتی پس آدمی کا دوست وہ ہی ہی جو آخرت کی درستی میں کوشش کری اگرچہ اسمیں دنیا کا نقصان ہووی اور دشمن وہ ہی جو آخرت کو خراب کردی اگرچہ
كان فيه نفع لدنياه وقد قال الله تعالى وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان ولا شك ان من
اوسمیں دنیا کا فائدہ ہو اور الله تعالی فرماتا ہی مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نکرو گناہ پر اور زیادتی پر اور بیشک جسنی
راى اخاه المسلم على منكر ولم ينهه عنه فقد اعانه عليه ... ... الاعراض عليه
کسی برادر مسلمان کو بری کار پر ... دیکہا اور منع نکیا تو بیشک اسکی مدد کی ... اور اعراض نکیا
وروى عن ابى هريرة ان رجلا يتعلق برجل يوم القيمة وهو لا يعرفه فيقول له مالك تتعلق بى وما رايتك فيقول
اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ ایک شخص ایک شخص کا قیامت کی دن دامن ... پکڑیگا اور وہ اوسکو نہ پہچانتا ہوگا وہ کہیگا تو کون ہی مجکو پکڑتا ہی میں نی تجکو
بلى قد رايتنى يوما على منكر فلم تغيره وروى عن ابن عمر ان رجلا يؤمر به الى النار ويؤمر بجلسائه ايضا فيقولون
کبہی نہیں دیکہا وہ کہیگا ہاں تو نی بیشک مجکو ایکروز منکر پر دیکہا اور منع نکیا اور ابن عمر سی روایت ہی کہ ایک کو دوزخکا حکم ہوگا اور اوسکی ہمنشینوں کو بہی سو وہ عرض کرینگی
ما لنا فيقال لهم الكنتم تامرونه اذ انتم تنهونه فيقولون ... اذهبوا به الى النار وهذا امر خطر قلما يقع السلامة
ہماری کیا خطا ہی جواب ہوگا کیا تم اوسکو امر کرتی تہی کیا تم اوسکو منع کرتی ... بہیجی نہیں پہر حکم ہوگا کہ اوسکی ساتہ ہمنشینوں کو دوزخ میں بہیجو اور یہہ بات بڑی مشکل ہی
عنه لان كثيرا من المنكرات تظهر فى كل زمان فلا تغيير بل يقع السكوت عنها لاستيناس النفوس بها ولذلك قال النبى
اس سی کم بچا جاتا ہی اسلئی کہ ہر زمانہ میں منکرات کی کثرت ہی اور ممانعت نہیں ہوتی بلکہ چپ ہو رہتی ہیں کیونکہ نفسوں کو منکرات کی محبت ہی اسی لئی نبی علیہ السلام
فى حديث رواه ابو سعيد لا تصاحب الا مؤمنا ولا ياكل طعامك الا تقى فانه عليه السلام حذر المؤمن فى هذا الحديث
نی فرمایا ایک حدیث میں کہ ابو سعید کی روایت سی ہی پاس مت بیٹہہ سوا مؤمن کی اور کہانا مت دی سوا پرہیزگار کی بیشک نبی علیہ السلام اس حدیث میں مؤمن کو

عن مصاحبة من لیس بتقی وعن مخالطته لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة فی القلب فیلزم ان یکون
ناپرہیزگار کی پاس بیٹہنی اور ملنی جلنی سی منع کیا ہی کیونکہ پاس بیٹہنی اور ملنی جلنی سی دلین الفت اور محبت پیدا ہوجاتی ہی پہر ضرور ہی کہ وہ ہی ہو
کما قال النبی علیه السلام فی حدیث رواه ابو هریرة یحشر المرء علی دین خلیله فلینظر احدکم من یخالل یعنی ان من
جونبی علیه السلام نی فرمایا اوس حدیث مین جو ابوہریرہ روایت کرتی ہین آدمی دوست کی دین پر اوٹہیگا اب سب خیال کرین کسکو دوست بنا رکہا ہی مراد یہہ ہی
یرید ان یعرف حال نفسه فلینظر الی صدیقه فان کان صدیقه صالحا فهو من الصلحین وان کان صدیقه
جو کوئی اپنا حال دریافت کیا چاہتی تو اپنی دوست کو دیکہہ لی پہر اگر اوسکا دوست صالح ہی تو وہ بہی صالح ہی اور اگر اوسکا دوست
فاسقا فهو من الفاسقین لکون الطباع مجبولة علی التشبیه والاقتداء والطبع یسرق من الطبع من حیث لا یدری
فاسق ہی تو وہ بہی فاسق ہی کیونکہ طبیعت کو مشابہت اور پیروی کی عادت ہوتی ہی اور طبیعت طبیعت سی ایسا چرالیتی ہی کہ آدمی کو خبر نہین ہوتی
الانسان ومشاهدة المنکر یهون امر المعصیة فی القلب ویذهب نفرته عنها فلا یوجد فیه اضعف الایمان المذکور
اور منکر کو دیکہتی دیکہتی گناہ دل پر آسان ہوجاتا ہی اور اوسکی نفرت دل سی جاتی رہتی ہی پہر اوسمین ضعیف ایمان بہی نہین رہتا جو حدیث مین مذکور ہی
فیما روی عن ابی سعید انه علیه السلام قال من رای منکم منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان
ابوسعید سی روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا جو شخص منکر کو دیکہی تو ہاتہہ سی منع کری اور اگر طاقت نہو تو زبان سی اور اگر
لم یستطع فبقلبه وذلك اضعف الایمان فاذا لم یوجد فیه اضعف الایمان فما ذا یرجی ان یوجد فیه المجلس
طاقت نہو تو دل سی بیزار رہو اور یہہ بہت ضعیف ایمان ہی پہر اگر اوسمین ضعیف ایمان بہی نہو تو پہر کیا توقع ہی کہ اوسمین ایمان ہوگا چہیاسی
السادس والثمانون فی بیان التحذیر من سوء الظن وهی التجسس قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
مجلس ڈرانی کی بیان مین بدگمانی سی کہ وہ تلاش ہی رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا
ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تجسسوا هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة وفیه تحذیر
بچتی رہو بدگمانی سی بیشک بدگمانی بڑی جہوٹ بات ہی اور تلاش نکیا کرو یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ کی روایت سی اور اسمین
من الظن ونهی عن التجسس اما الظن فهو فی الشریعة قسمان محمود ومذموم والمراد به ههنا ما هو المذموم المسیٔ الذی
ظن سی ڈراوا ہی اور تلاش سی ممانعت شریعت مین ظن کی دو قسم ہین ایک محمود دوسرا مذموم اور یہان مراد وہ ہی جو مذموم برا ہی
هو عقد القلب وحکمه علی شخص بالسوء من غیر علامة ظاهرة تقتضی ذلك واما الخواطر وحدیث النفس التی لا یمکن
یعنی دل مین ایک شخص پر برائی کا گمان بدون ظاہر علامت کی جس سی ثابت ہوجاوی ٹہان لینا اور یقین کرلینا اور رہی خطرات اور نفس کی خیالات جو دفع
دفعها فانها اذا لم تستقر ولم تستمر فمعفو عنها لان العبد انما یکلف بما فی وسعه لا بما لیس فی وسعه وحد الظن
نہین ہوسکتی تو وہ اگر جم نہ جاوین اور مستمر نہووین تو معاف ہین کیونکہ بندہ کو وہی تکلیف دی جاتی ہی جو اوس سی ہوسکی وہ نہین ہوتی جو نہوسکی اور بدگمانی کی
السیٔ حمل فعل المؤمن علی وجه فاسد مع امکان حمله علی وجه حسن وهذا ینقسم الی قسمین الاول هو الذی یکون
حد یہہ ہی کہ مؤمن کی عمل کو وجہ فاسد پر قیاس کرنا باوجودیکہ اچہی وجہ پر بہی قیاس ہوسکتا ہی اور اسکی دو قسم ہین پہلی قسم وہ ہی جسکا باعث اوسکی
منشاؤه سوء اعتقادك فیه حتی لو صدر منه فعل له وجهان یحملك سوء اعتقادك فیه علی حمله علی الوجه
حق مین تیری بداعتقادی ہو یہان تک کہ اگر اوس سی کوئی کام ذوجہتین ہووی تو تو اپنی بداعتقادی سی اوسکی برائی پر قیاس کری
الاردی من غیر علامة تخصصه به وهذا جنایة علیه بالقلب وهو حرام فی حق کل مؤمن القسم الثانی هو
بدون ایسی علامت کی جو برائی سی خاص کردی اور یہہ اوسکی ایسی خطا ہی جو دل سی ہوئی اور یہہ خطا ہر مؤمن کی حق مین حرام ہی دوسری قسم وہ ہی
الذی یستند الی علامة فانها تحرك الظن تحریکا ضروریا لا یقدر الانسان علی دفعه والذی یمیز الظنون
جسکی کچہہ علامت موجود ہو بیشک وہ علامت گمان کو بالضرور ایسی حرکت دیگی کہ آدمی اوسکو ہٹا نہین سکتا اور وہ قاعدہ جس سی ظنون واجب الاجتناب

التي يجب اجتنابها عما عداها ان كل ظن لم يظهر له علامة صحيحة ولم يعرف له سبب ظاهر فانه حرام
دوسری قسم سے الگ ہوجاوین یہہ ہی کہ جس گمان کی لئی کوئی علامت صحیح ظاہر نہو اور نہ اسکا کچھ سبب ظاہر معلوم ہو تو ایسا گمان حرام
واجب الاجتناب وذلك اذا كان المظنون به ممن يشهد منه الخير ويصدر في الظاهر فظن الشر والفساد به
واجب الاجتناب ہی اور یہہ جب ہی کہ جسکی حق مین گمان بد کیا ہی وہ ایسا شخص ہو کہ ظاہر مین اوس سے خیر اور صلاح دیکھنے مین آتی ہون اُس
حرام بخلاف من اشتهر بين الناس بتعاطي الريبة والمجاهرة بالمعاصي فان حسن الظن به لا يجوز اذ للظن حالتان
گمان شر اور فساد کا اوسکی حق مین حرام ہی بخلاف ایسے شخص کی جو لوگون مین فریب باز مشہور ہو اور گناہون مین ظاہر مبتلا ہو ایسیکی حق مین نیک گمان جایز نہین ہی کیونکہ
الاولى ان يقع في القلب شيء ويعرف ويقوى بوجه من وجوه الامارات فيجوز الحكم به لان اكثر احكام الشرع مبنية
گمان کی دو حالتین ہین پہلی یہہ کہ دلمین کچہہ خیال آوی اور معلوم ہو اور کسیطرح کی نشانی سے قوی ہو جاوی تو اوسپر حکم کرنا جایز ہی اسلئی کہ اکثر شرعی احکام غلبۂ ظن پر
على غلبة الظن كالقياس وخبر الواحد وغير ذلك من قيم المتلفات واروش الجنايا والحالة الثانية ان يقع في النفس
مبنی ہین جیسے قیاس اور خبر واحد اور سوا اسکی جیسے قیمت تلف کی ہوئی چیزون کی اور خطاؤن کا تاوان اور دوسری حالت یہہ ہی کہ نفس کی اندر
شيء من غير دلالة على كون ذلك الشيء اولى من ضده فلا يجوز الحكم به بل هو منهي عنه لقوله تعالى يايها الذين امنوا
کوئی خطرہ آوی بدون ایسی دلالت کی کہ اسکی یہہ ہی جانب ضد سے اولی ہو تو اوسپر حکم جایز نہین ہی بلکہ یہہ ممنوع ہی اس آیت سے ای ایمان والو
اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا يغتب بعضكم بعضا فانه تعالى قد نهى في هذه الاية عن
بچتی رہو بہت تہمتین کرنی سے مقرر بعضی تہمت گناہ ہی اور بہید نہ ٹٹولو کسیکا اور بد نکہو پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کو بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین بدگمانی
الظن السيء ثم عن التجسس ثم عن الغيبة لان اول ما يقع في قلب الانسان الظن السيء ثم يحتاج الى التجسس ثم يشرع
سے ممانعت کی پہر تجسس سے پہر غیبت سے منع کیا کیونکہ پہلی جو انسان کی دلمین آتا ہی تو بدگمانی پہر اوسکو تلاش کی حاجت پڑتی ہی پہر غیبت
في الغيبة وسبب تحريم ظن السيء ان اسرار الانسان لا يعلمها الا الله تعالى وليس لاحد ان يعتقد في غيره سوء الا اذا
کرنی شروع کرتا ہی اور بدگمانی کی حرمت کا یہہ سبب ہی کہ آدمی کی دل کی بات خدا ہی جانتا ہی اور کسیکو جایز نہین ہی کہ اور کسیکی حق مین اعتقاد بد کیا کری الا
انكشف له حاله بوجه لا يحتمل التاويل فعند ذلك لا يمكنه ان لا يعتقد فيه ما علمه منه بامارة ومشاهدة بعينه
اوسکا حال ایسی وجہ سے ظاہر ہو جاوی کہ تاویل کی گنجایش نرہی اب اس سے نہین ہو سکتا کہ اوسکا اعتقاد نہ کری جو کہ علامت سے معلوم کیا اور آنکہون سے دیکہا
وسمعه باذنه واما ما لم يعلمه بامارة ولم يشاهده بعينه ولم يسمعه باذنه بل وقع في قلبه من غير سبب ظاهر فهو شيء
اور کانوں سے سنا اور جبتک نشان سے معلوم نہین ہوا اور نہ انکہون سے دیکہا اور نہ کانوں سے سنا بلکہ بی سبب ظاہر خود بخود دلمین خیال آگیا تو یہہ ایسا خطرہ ہی
القاه الشيطان في قلبه فينبغي له ان يكذبه لانه افسق الفاسقين وقد قال الله تعالى يايها الذين امنوا ان جاءكم
کہ شیطان نی دلمین ڈالا ہی تو چاہیی کہ اسکو جہوٹہہ مانی کیونکہ شیطان بڑا ہی فاسق ہی اور اللہ تعالی فرماتا ہی ای ایمان والو اگر آوی تم پاس
فاسق بنبا فتبينوا ان تصيبوا قوما بجهالة فتصبحوا على ما فعلتم ندمين روي في سبب نزول هذه الاية انه عليه الصلوة
ایک گنہگار خبر لیکر تو تحقیق کرو کہین جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سے پہر کل کو لگو اپنی کئی پر پچتانی شان نزول اس آیت کی یون مروی ہی کہ نبی علیہ السلام نی
والسلام بعث وليد بن عقبة مصدقا الى بني المصطلق فلما سمعوا به استقبلوه فحسب انهم مقاتلوه اذ كان
ولید بن عقبہ کو صدقات کی اوگہانی کو بنی المصطلق پاس بہیجا تہا جب انہون نی یہہ سنا تو اوسکی پیشوائی کو نکلی اوسنی جانا لڑنی آتی ہین کیونکہ
بينه وبينهم عداوة فرجع وقال لرسول الله عليه السلام انهم ارتدوا فمنعوا الزكوة فهم رسول الله عليه السلام
اوسمین اور اونمین دشمنی چلی آتی تہی سو آسنی آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ وہ تو سب مرتد ہوگئی اور زکوۃ ندی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی
بقتالهم فنزلت هذه الاية لبيان وجوب الاحتراز عن الاعتماد على قول الفاسق لان من لا يتحامى الفسق لا يتحامى الكذب
اونپر جہاد کا اہتمام کیا تب یہہ آیت اوتری اس بیان کی لئی کہ فاسق کی بات پر بہروسہ کرنی سے احتراز واجب ہی کیونکہ جو فسق سے پرہیز نہین کرتا جہوٹ سے

الذی نوع منه بل یرید القاء الفتنة بین الناس وفیها دلالة علی ان من یفعل شیئا بجهالة من غیر ان یتعرف حقیقة

کہ وہ بہی ایک قسم کا فسق ہی بلکہ لوگون مین فتنہ پہیلایا چاہتا ہی اور اسمین یہہ دلالت ہی کہ جو شخص کوئی عمل جہالت سی بدون سمجہی حقیقت حال کی

الحال یصیر نادما البتة ولو بعد زمان والندم هم دائم علی ما وقع مع تمنی انه لم یقع وقال بعض العلماء المراد بالظن

کر بیٹہتا ہی بالضرور وہ شرمسار ہوتا ہی اگرچہ کچہہ مدت کی بعد اور شرمساری ایک دائمی غم ہی گذری ہوئی بات پر اس امید مین کہ کاشکی یہہ بات نہوتی اور بعضی علما کہتی

الواقع فی الایة والحدیث التهمة کمن یتهم بالفاحشة او بشرب الخمر او نحو ذلك ولم یظهر علیه ما یقتضی ذلك فان

ہین مراد ظن سی جو آیت اور حدیث مین ہی تہمت لینی ہی جیسی کوئی فاحشہ کی یا شرابخوری کی یا مثل اسکی بدون ظہور علامات مثبت کی تہمت لگاوی بیشک

من حکم بالظن علی غیره بشر یبعثه الشیطان علی ان یطول فیه اللسان بالغیبة والبهتان او یقصر فی القیام

جو شخص گمان سی غیر پر برائی کا یقین کرتا ہی تو اوسکو شیطان اوبہارتا ہی کہ اوسکی غیبت اور بہتان مین زبان درازی کرے اوسکی اداء حقوق مین قصور اور عزت مین فتور کری

بحقوقه او یتوفی فی اکرامه ان ینظر الیه بعین الاحتقار و یری نفسه خیرا منه وکل ذلك من المهلکات ولذلك منع

کہ حقارت کی آنکہہ سی دیکہی اور اپنی آپ کو اوس سی بہتر سمجہی یہہ تمام اطوار مہلک ہین اور اسہی لئی نبی علیہ السلام نی تہمت کی جگہ جانی سی منع کیا ہی

النبی علیه السلام من التعرض لمواضع التهم فقالوا اتقوا مواضع التهم حتی انه علیه السلام احترز من ذلك اذ روی

فرمایا ہی بچتی رہو تہمت کی جگہہ سی یہان تک کہ نبی علیہ السلام نی اس سی خود احتراز فرمایا ہی کیونکہ

عن علی بن الحسین ان صفیة بنت حیی قالت ان النبی علیه السلام کان معتکفا فاتیته فتحدثت عنده فلما انصرفت

علی بن الحسین سی روایت ہی کہ صفیہ بنت حیی کہتی ہی کہ نبی علیہ السلام معتکف تہی مین اونکی پاس آکر باتین کرنی لگی جب مین وہانسی چلی تو پیغمبر علیہ السلام

قام ومشی معی فمر رجلان من الانصار فسلما ثم مضیا فدعاهما النبی علیه السلام فقال انها صفیة بنت حیی فقالا

میری ساتہہ چلی اسمین دو شخص انصاری آگئی اور سلام کرکر چلی پہر نبی علیہ السلام نی اونکو بلا کر فرمایا یہہ صفیہ بنت حیی ہی ان دونون نی عرض کیا

یا رسول الله ما نظن بك الا خیرا قال ان الشیطن یجری من ابن ادم مجری الدم وانی خشیت ان یدخل علیکما فانظر

یا رسول اللہ ہمکو آپ پر سوای خیر کی کچہہ گمان نہین ہی آپ نی فرمایا شیطان آدمی کی اندر ایسا پہرتا ہی جیسی لوہو اور مجکو خوف آیا مبادا تمپر دخل کرجاوی اب دیکہہ

انه علیه السلام کیف اشفق علیهما بل علی جمیع الامة وعلمهم طریق الاجتناب عن التهمة حتی لا یتساهل العالم المعروف

کہ نبی علیہ السلام نی اونپر کیا شفقت فرمائی بلکہ تمام امت پر اور اونکو تہمت سی بچاو کا طریقہ سکہادیا تاکہ کوئی عالم جو صالح مشہور ہو

بالصلاح فی احواله ویقول لا یظن بمثلی الا الخیر عجبا بنفسه فان من کان من المؤمنین اورع الناس واتقاهم واعلمهم

اپنی احوال مین سہل انگاری نکری کہ اپنی عجب مین یہہ کہنی لگی کہ مجہہ سی شخص مین سوای خیر کی کب بدگمانی ہوسکتی ہی اسلئی کہ کوئی کیسا ہی مؤمن سب سی بڑا پرہیزگار

لا ینظر الیه الناس کلهم بعین واحدة بل ینظر الیه بعضهم بعین الرضی وبعضهم بعین السخط فعلی هذا یجب علی المؤمن

اور بڑا متقی اور بڑا عالم ہو تو بہی تمام خلقت اوسکو ایک نظر سی نہین دیکہتی بلکہ بعضی اوسکو اعتقاد کی نگاہ سی دیکہتی ہین اور بعضی غصہ سی اس بیان کی موافق مؤمن پر

الاحتراز عن مواضع التهم لئلا یتهم الناس بالمنکرات ودلیل کون الظن بمعنی التهمة فی الایة والحدیث ورود النهی

واجب ہی کہ تہمت کی مقام سی احتراز کری تاکہ لوگ منکرات سی بدنام نکرین اور اسکی دلیل کہ ظن جو آیت اور حدیث مین ہی تہمت کی معنون مین ہی وارد ہونا نہی کا ہی

بعده عن التجسس فان الانسان قد یقع له خاطر التهمة ابتداء فیرید ان یتجسس لیتحقق ما وقع له من خاطر

بعد اوسکی تجسس سی کیونکہ آدمی کی دلین بعضی وقت پہلی تہمت کا خطرہ آتا ہی پہر اوسکی تلاش پڑتی ہی تاکہ جو خطرہ تہمت کا واقع ہوا ہی ثابت ہوجاوی

تلك التهمة لان التجسس من ثمرات سوء الظن فان من وقع فی قلبه خاطر لا یقنع بالظن بل یطلب التحقیق

کیونکہ تجسس بدگمانی کا پہل ہوتا ہی بیشک جسکی دلین کچہہ خطرہ آتا ہی تو اوسپر اکتفا نہین کیا کرتا بلکہ تحقیق کی لئی

فیشتغل بالتجسس فنهی الله تعالی ورسوله عن التجسس وهو البحث عن عیوب الناس وطلب الامارات المعرفة لها

تجسس مین لگ جاتا ہی سو اللہ تعالی اور اوسکی رسول نی تجسس کی ممانعت کی اور تجسس لوگون کی عیب بیان کرنی اور ایسی نشانیان تلاش کرنی جنسی یقین ہوجاوی

فان

فان حصلت امارة من امارات المعرفة بلا تجسس واورثت معرفة جاز العمل بمقتضاها فاما طلبها فلا رخصة

پهر اگر کوئی علامت یقینی یون ہی بلا تلاش حاصل ہو جاوی اور اوس سی یقین ہو جاوی تو اوسپر عمل جایز ہی اور جو اوسکی تلاش سو اوسکی ہرگز

فيه اصلا وقد روي عن عبد الله بن المبارك انه قال لعلي والد سهيل ارضيت عن سهيل فقال له سهيل

رخصت نہین ہی اور عبد اللہ بن مبارک سی روایت ہی کہ اونہی علی سہیل کی باپ سی کہا کیا تو سہیل سی خوش ہی سہیل نی اوس سی کہا کیا تجکو

اليس قد نهاك الله عن التجسس فتصاغرت الى عبد الله نفسه فكل امر اذا فتشت منه ثقل على صاحبك

اللہ تعالی نی تجسس سی منع نہین کیا پس عبد اللہ اپنی دلین شرمندہ ہوگئی سو جو بات کہ تو اوسکی تلاش کری اور تیری یار پر اوسکی آگاہی دشوار گذری

مطالعتك اياه واسره منك فهو تجسس قال ابن الجوزي لا ينبغي لاحد ان يسترق السمع على دار غيره ليسمع

اور وہ تجسی اوسکو چھپاتا تھا پس وہ ہی تجسس ہی ابن الجوزی کہتا ہی کسیکو نہین چاہیی کہ غیر کی گہر پر کان لگاوی تاکہ باجون کی آواز سنی

صوت الاوتار ولا ان يتعرض للشم ليدرك رائحة الخمر ولا ان يمس ما ستر بثوبه ليعرف ما هو ولا ان يستخبر الجيران

اور نہ سونگہنی کا قصد کری تاکہ شراب کی بو پالیوی اور نہ ٹٹولی جو کپڑی تلی ڈہکہ رکہا ہو کہ وہ کیا ہی اور نہ پڑوس کی خبر لیتا پہری

بما جرى فان فعل شيئا من ذلك يدخل في مذمة التجسس ومذمة قوله تعالى والذين يؤذون المؤمنين و

کہ وہان کیا گذرا اگر اسمین سی کچھ ہی کریگا تو وہ تجسس کی مذمت مین داخل ہوگا اور اس آیت کی مذمت مین اور جو لوگ تہمت لگاتی ہین مسلمان مردون کو اور

المؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبينا وروي عن ابن عمر انه عليه السلام صعد المنبر فنادى

عورتون کو بن کئی کام کی تو اوٹہایا اونہون نی بوجہہ جہوٹ کا اور صریح گناہ کا اور ابن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام منبر پر تشریف لی گئی پہر بلند آواز سی

بصوت رفيع فقال يا معشر من اسلم بلسانه ولم يفض الايمان الى قلبه لا تؤذوا المسلمين ولا تعيروهم ولا تتبعوا

پکار کر فرمایا ای وہ جماعت جو زبانی مسلمان ہو اور دلون مین ایمان کا اثر نہین ہی مسلمانون کو مت ستاؤ اور نہ عار دلاؤ اور نہ اونکی

عوراتهم فان من تتبع عورة اخيه تتبع الله عورته ومن تتبع الله عورته يفضحه ولو في جوف بيته

پوشیدہ عیب ڈہونڈو بیشک جو شخص اپنی بہائی کی چہپی عیب تلاش کرتا ہی اللہ تعالی اوسکی چہپی عیب ظاہر کرتا ہی اور جسکی چہپی عیب اللہ ظاہر کرتا ہی تو خوار کر دیتا ہی اگرچہ

وقال بعض السلف من اراد ان يسلم من الغيبة فليسد على نفسه باب الظنون فان من سلم من الظن سلم من

اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ جو شخص چاہی کہ غیبت کرنی سی سلامت بچی تو لازم ہی کہ اپنی اوپر بدگمانیون کا دروازہ بند کردی کیونکہ جو شخص بدگمانی سی بچ رہتا ہی

التجسس ومن سلم من التجسس سلم من الغيبة ومن سلم من الغيبة سلم من الزور ومن سلم من الزور سلم من البهتان

تو تجسس سی بچ رہتا ہی اور جو تجسس سی بچا غیبت سی بچا اور جو غیبت سی بچا جہوٹ سی بچا اور جو جہوٹ سی بچا وہ بہتان سی بچا

فلو ظهر من مسلم علامة تدل على فساده لا يجوز عقد القلب عليها واساءة الظن بالمسلم بها لما روي انه عليه السلام

پہر اگر کسی مسلمان سی ایسی علامت ظاہر ہو جاوی کہ فساد پر دلالت کرتی ہو تو اوسکو دلمین بٹہا لینا اور اوسکی سبب مسلم پر بدگمانی جایز نہین ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام

قال ان الله تعالى حرم من المسلم دمه وماله وعرضه وان يظن به ظن السوء فلا يستباح ظن السوء الا بما يستباح

نی فرمایا بیشک اللہ تعالی نی مسلمان کا خون اور مال اور عزت اور اوسکی حق مین بدگمانیان کرنی حرام کردی ہین پہر بدگمانی اوسی طرح سی مباح ہوتی ہی جسطرح

به المال وهو بيقين عن مشاهدة او بينة عادلة وان خطر لك سوء الظن ولم يكن لك يقين ينبغي لك ان

اوسکا مال مباح ہوتا ہی یعنی یقین سی مشاہدہ ہوا ہو یا عادل گواہ ہون اور اگر دلمین بدگمانی آئی اور تجکو اوسپر یقین نہین ہی تو تجہکو لازم ہی کہ

تدفعه عن نفسك وتقرر عليها ان حاله مستور عندك فما رايته منه من العلامة يحتمل الخير والشر فكيف

اوس خطرہ کو دلمین سی دور کردی اور اوسکو یون ٹہراوی کہ اوسکا حال مجہسی پوشیدہ ہی اور جو علامت نظر آتی ہی وہ نیک اور بد دونو احتمال رکہتی ہی

تحكم عليه بالشر واما اذا اخبرك به عدل ومال قلبك الى تصديقه كنت معذورا لانك لو كذبته تكون

پہر بدی ہی کا کیون یقین کرتا ہی اور اگر اسکی خبر کوئی عادل تجکو سنا دی اور تیرا دل اوسکی تصدیق پر مایل ہو تو اب تو معذور ہی اسلئی کہ اگر تو اسکو جہوٹا کہی

جانیا علیه حیث ظننت به الکذب وهذا من سوء الظن ایضا فلا ینبغی لك ان تحسن الظن باحد و
تو اسکا گنہگار ہوتا ہی اسواسطی کہ اسکی حق مین گمان جہوٹا کیا یہہ بہی ایک بدگمانی ہی سو تجہکو لایق نہین ہی کہ ایک کی حق مین گمان اچہا اور

تسیئه بالآخر بل ینبغی لك ان تبحث عن حالهما هل بینهما عداوة ومحاسدة وتعنت ام لا فان کان بینهما
دوسری کی حق مین گمان برا کری بلکہ تجہکو یہہ چاہئی کہ ان دونو کا حال دریافت کری کہ آیا ان دونو مین دشمنی اور حسد اور سرکشی ہی یا نہین پہر اگر ان دونون مین

شیء منها یتطرق التهمة والشرع قد رد شهادة الاب العدل للتهمة فلك ان تتوقف عند ذلك ولا تحکم
کچہہ حسد وغیرہ ہو تو اب تہمت نی راہ پائی اور شرع نی تو عادل باپ کی گواہی کو بہی تہمت کی لئی نہین مانا اب تجہکو چاہئی کہ کچہہ یقین نکری نہ جہوٹ اور نہ سچ

علیه بکذب ولا بصدق وتقول ما ذکر من حاله کان فی ستر الله تعالی عندی وکان امره محجوبا عنی وقد بقی کما
اور اسکی حال مذکور کو کہنا چاہئی کہ وہ مجہسی الله تعالی کی پردہ پوشی مین ہی اور اوسکا حال مجہسی پوشیدہ ہی اور وہ ویسا ہی ہی جیسی تہا

کان لم ینکشف لی من امره شیء هذا اذا اخبرك عدل واحد واما اذا اخبرك عدلان فلا مجال لك من عدم تصدیقهما
تہا مجہکو اوسکا حال کچہہ معلوم نہین یہہ اوس صورت مین ہی کہ ایک عادل بیان کری اور اگر تجہکو دو عادل خبر دیوین تو اب تصدیق کرنی سی تجہکو کوئی علاج نہین

لانها حجة فی الشرع لکن ینبغی ان یعلم ان الانسان لعدم کونه خالیا عن الخطاء والنقصان لا یوجد احد
کیونکہ یہہ دونو شرعی حجت ہین لیکن جاننا چاہئی کہ کوئی آدمی از بسکہ خطا اور نقصان سی خالی نہین ہوتا تو جو مؤمن ہوگا

من المؤمنین الا وله محاسن ومساوی فمن غلبت محاسنه علی مساویه فهو یعد من الصلحین ولذلك قال
اوسکی حسنات بہی ہونگی اور جرایم بہی پہر جسکی خوبیان برائیوں سی زیادہ ہون وہ صلحاء مین شمار کیا جاتا ہی اسی لئی

الامام الشافعی ما احد من المسلمین یطیع الله تعالی ولا یعصیه ولا احد من المؤمنین یعصی الله ولا یطیعه
امام شافعی نی کہا ہی کوئی مسلمان ایسا نہین ہی کہ سراسر الله کا مطیع ہو اور نافرمانی نکرتا ہو اور نہ کوئی ایسا مؤمن جو سراسر گناہ کرتا ہو اور کچہہ طاعت نکرتا ہو

فمن کان طاعاته اکثر من معاصیه فهو عدل فی حکم الشرع فاذا کان مثل هذا عدلا فی حق الله تعالی فکونه
پہر جسکی طاعات معاصی سی زیادہ ہون تو وہ شرع مین عادل ہی جب ایسا شخص حق الله مین عادل ہووی تو تیری نظرون مین

عدلا عندك اولی واحری وروی ان رجلا اثنی علی رجل عند النبی علیه السلام فلما کان من الغد ذمه فقال
اولی اور سزاوار تر ہی کہ عادل ہو اور روایت ہی کہ ایک شخص نی نبی علیه السلام کی سامنی ایک کی ثنا اور تعریف کی جب اگلا دن ہوا تو اوسکو برا

والله لقد صدقت علیه بالامس وما کذبت علیه الیوم فانه ارضانی بالامس فقلت فی حقه احسن ما علمت فیه
کہنی لگا اور کہا قسم خدا کی بیشک مین نی کل سچ عرض کیا تہا اور نہ آج جہوٹ کہتا ہون کل تو اوسنی مجہکو خوش کیا تہا سو مین نی اوسکی حق مین جو نیک معلوم تہا

واغضبنی الیوم فقلت فی حقه اقبح ما علمت فیه فقال النبی علیه السلام ان من البیان سحرا فکانه علیه السلام
کہدیا تہا اور آج اوسنی ناخوش کیا تو مجہکو جو برائی معلوم تہی وہ کہدی پہر نبی علیه السلام نی فرمایا بیشک بعضی تقریر جادو ہی گویا نبی علیه السلام کو معلوم

کره ذلك وشبهه بالسحر اذ ما من شخص الا ویمکن تحسین حاله وتقبیحها بما یوجد فیه من الخصال المحمودة والمذ
مکروہ معلوم ہوا اور جادو سی مشابہت دی کیونکہ ایسا کوئی نہین کہ اوسکی حال پر بلحاظ عادات نیک اور بد کی تحسین یا تقبیح نہو سکی

المجلس السابع والثمانون فی بیان النهی عن المصاحبة والماکلة مع الفاسق قال رسول

ستاسی مجلس فاسق کی صحبت اور ساتہہ کہانی سی ممانعت کی بیان مین رسول

الله صلی الله علیه وسلم لا تصحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامك الا تقی هذا الحدیث من حسان المصابیح
الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا مت ساتہہ ہو سوا مؤمن کی اور مت کہانا دی سواء پرہیزگار کی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی

رواه ابو سعید والمراد بالمؤمن المذکور فیه المؤمن الخاص الذی یقابله الفاسق کما فی قوله تعالی افمن
ابو سعید کی روایت سی اور مؤمن سی مراد اس حدیث مین وہ مؤمن خاص ہی جسکی مقابلہ مین فاسق ہوتا ہی جیسی اس آیت مین بہلا ایک جو

کان مؤمنا کمن کان فاسقا لا یستوون فکانه علیه السلام قال لا تصاحب الا صالحا ولا تخالل الا تقیا فانه
جو ہی ایمان پر برابر اوسکی جو ہی حکم ہی نہین برابر ہوتی گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا مت ساتھہ ہو سوا صالح کی اور دوستی مت کر سوا پرہیزگار کی بیشک
علیه السلام قد حذر المؤمن فی هذا الحدیث عن مصاحبة من لیس بتقی وزجره عن مخالطته ومواکلته
نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین مؤمن کو ناپرہیزگار کی صحبت سی ڈرایا ہی اور اسکی ملنی جلنی اور ساتھہ کہانی سی منع کیا
لان الصحبة والمخالطة توقع الالفة والمحبة فی القلب فیلزم ان یکون کما قال النبی علیه السلام فی حدیث رواه
اسلئی کہ ہمنشینی اور ملاقات سی دلین الفت اور محبت پیدا ہو جاتی ہی پہر یہہ ہی ہو کر رہیگا جیسا نبی علیہ السلام نی حدیث مین ابو ہریرہ کی روایت
ابو هریرة یحشر المرء علی دین خلیله فلینظر احدکم من یخالل یعنی ان من کان صدیقه صالحا یکون صالحا
سی فرمایا ہر شخص اپنی دوست کی دین پر اوٹہیگا اب ہر یک خیال کرلی کسکو دوست بنا رکہا ہی مراد یہہ ہی جسکا دوست صالح ہوگا وہ بہی صالح ہوگا
ومن کان صدیقه فاسقا یکون فاسقا فیدخل فی عموم قوله تعالی الاخلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقین
اور جسکا دوست فاسق ہوگا وہ بہی فاسق ہوگا پہر اس آیت کی عام مضمون مین داخل ہوگا جتنی دوست ہین اوسدن دشمن ہونگی آپسمین مگر جو ہین ڈر والی
فان کل واحد من الاخلاء الغیر المتقین یقول یوم القیمة یویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا یلیت بینی وبینه بعد
بیشک ہر یک دوست ناپرہیزگار قیامت کی دن یہہ ہی کہیگا ای خرابی میری کہین نہ پکڑی ہوتی مینی فلانی کی دوستی کسیطرح مجہہ مین اور اوسمین فرق ہو
المشرقین فعلی هذا ینبغی للمؤمن ان لا یتخذ خلیلا الا من یثق بدینه وامانته ویعرف صلاحه وتقواه اذ لا یصلح
مشرق اور مغرب کاسا اس بیان کی موافق مؤمن کو لازم ہی کہ دوست اوسیہی کو پکڑی جسکی دین اور امانت پر اعتماد کلی ہو اور اوسکی خوبی اور تقوی معلوم ہو کیونکہ ہر یک
للصداقة کل احد بل لابد ان یکون فیمن یؤثر صداقته عدة خصال الاولی العقل اذ لا خیر فی صداقة الاحمق لان
شخص دوستی کی قابل نہین ہوتا بلکہ ضرور ہی کہ تو جسکی دوستی پسند کرتا ہی اوسمین کئی خصلتین ہون اول عقل اسواسطی کہ احمق کی دوستی مین کچہہ خوبی نہین ہی
احسن حاله ان یضرك وهو یرید نفعك وترجع الی القطیعة والوحشة عاقبتها وان طالت مدتها ولذلك
اوسکا اچہی سی اچہا حال یہہ ہوتا ہی کہ بہلائی کرنیمین نقصان کردی اور اوسکا انجام ترک ملاقات اور وحشت ہوگی اگرچہ دوستی پر مدت گذر جاوی اسیلئی
قیل العدو العاقل خیر من الصدیق الاحمق والمراد من العاقل من یفهم الامور علی ما هی علیه اما بنفسه او بتعلیمه
کیسا قول ہی دانا دشمن نادان دوست سی بہتر ہی اور عاقل سی مراد وہ ہی کہ امور کی حقیقت اور اصل کو سمجہتا ہو یا خود بخود یا سیکہہ سمجہہ کر
وتفهیمه وقد روی عن الحسن انه قال هجران الاحمق قربان الی الله تعالی وقال عیسی النبی علیه السلام انی
اور حسن سی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی احمق سی الگ رہنا اللہ تعالی کی قربت ہی اور عیسی نبی علیہ السلام کہتی ہین مین
ما عجزت من احیاء الموتی وقد عجزت عن معالجة الاحمق والثانیة حسن الخلق اذ لا خیر فی صداقة من لا یملك
مردی کو زندہ کرتا ہوا عاجز نہین ہوا پر احمق کی علاج سی لاچار ہو گیا ہون دوسری حسن خلق اسلئی کہ جو غصہ اور شہوت کیوقت اپنی قابو مین نہ رہی
نفسه عند الغضب والشهوة فان العاقل وان کان یدرك الاشیاء علی ما هی علیه لکن اذا غلبه الغضب والشهوة
تو اوسکی دوستی مین کیا خوبی ہی بیشک عاقل اگرچہ اشیاء کی اصل سی واقف ہوتا ہی پہ جب اوسپر غصہ اور شہوت غلبہ کریگی تو اپنا طرفدار
یطیع نفسه ویفعل ما یقتضیه هواه والثالثة الصلاح اذ لا خیر فی صداقة الفاسق لان من یرتکب الکبیرة لا یخاف الله تعالی
ہوویگا اور وہ ہی کام کریگا جو اوسکی خواہش ہی اور تیسری صلاح اسواسطی کہ فاسق کی دوستی مین کچہہ خیر نہین ہی کیونکہ جو شخص گناہ کبیرہ کرتا ہی تو خدا سی نہین ڈرتا
ومن لا یخاف الله تعالی لا یؤمن غائلته ولا یوثق بصداقته والرابعة الصدق اذ لا خیر فی صداقة الکذاب لان
اور جو خدا سی نہ ڈرتا ہو تو اوسکی بدی سی نہین بچا جاتا اور نہ اوسکی دوستی پر بہروسہ اور چوتہی صدق کیونکہ جہوٹی کی دوستی مین کوئی بہلائی نہین ہی کیونکہ
مثله مثل السراب یقرب الیك البعید ویبعد منك القریب وتکون منه دائما علی الغرور والخامسة الشجاعة اذ لا
اوسکی مثال ایسی ہی جیسی دہوکہا تجہسی دور کو نزدیک کر دیتا ہی اور نزدیک کو دور اور ہمیشہ فریب دیتا رہیگا پانچوین مردانگی اسواسطی کہ ڈرپوک کی

في صداقة الجبان لانه يترك نصرتك واعانتك عند الشدة ويخونك بل يختفي ويغيب عنك والسادسة الوفاء اذ
دوستی مین کچھ فائدہ نہین ہی کیونکہ خوف اور سختی کی وقت تیری نصرت اور اعانت سی بیٹھ رہیگا اور تجھکو ڈرا دیگا بلکہ چھپ کر غائب ہو جائیگا چھٹی وفا اسواسطی

لا خير في صداقة من لا وفاء له ومعنى الوفاء الثبات على المحبة والدوام عليها والمحبة الدائمة هي التي تكون في الله لان
بیوفا کی دوستی مین کچھ فائدہ نہین ہی اور معنی وفا کی محبت پر قایم اور دایم رہنا اور دائمی محبت وہ ہی ہوتی ہی جو خدا کی واسطی ہو اسلئی

ما يكون لغرض من الاغراض يزول بزوال ذلك الغرض فلا يتحقق الوفاء لان ما ينافي الوفاء لا يكون من الوفاء فمن الوفاء في
کہ جو محبت کسی غرض کی واسطی ہوتی ہی تو جب غرض نکلجاتی ہی محبت بہی ہو لیتی ہی پہر وفا کہان کیونکہ جو وفا کی برخلاف ہو وہ وفا مین داخل نہین ہی ایک وفا

حق صديقه مراعاة جميع اصدقائه واقاربه والمتعلقين به لان مراعاتهم اوقع في قلبه من مراعاة نفسه فيكون
داری دوست کی یہہ بہی ہی کہ اوسکی تمام دوستون اور سگی سودہرون اور علاقہ دارون کی رعایت کری کیونکہ ان لوگون کی رعایت اوسکی دلمین بہت جگہ کرتی ہی بہ نسبت

فرحه بتفقد من يتعلق به اكثر لانه على تعدي المحبة منه الى من يتعلق به حتى قالوا ان الكلب الذي يكون في باب دار صديقه
اپنی رعایت کی پہر اوسکی خوشی اوسکی متعلقون پر عنایت کرنی سی زیادہ تر ہو گی کیونکہ اس کا معلوم ہوتا ہی کہ اوسکی محبت بڑھ کی متعلقون تک پہنچی ہی یہانتک کہ کہتی ہین کہ جو کتا دوست کی

ينبغي ان يتميز في قلبه عن سائر الكلاب ومن الوفاء ان لا يصادق عدو صديقه اذ قال الامام الشافعي اذا اطاع صديقك عدوك
دروازی پر ہو چاہی کہ دلمین وہ بہی بہ نسبت اور کتون کی متمیز ہو اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ دوست کی دشمن سی دوستی نکری کیونکہ امام شافعی کہتی ہین جب تیرا دوست تیری دشمن کا

فقد اشتركا في عداوتك ومن الوفاء ان لا يتغير حاله في التواضع مع صديقه وان ارتفع شانه واتسعت ولايته وعظم جاهه
فرمان بردار ہو تو دونو تیری دشمنی مین شریک ہین اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ دوستکی تواضع کرنیمین حال نہ بدل جاوی اگرچہ شان بلند اور ولایت فراخ اور مرتبہ عظیم ہو جاوی

ومن الوفاء ان يتورع عما يوجب الفرقة بينهما اذ من تمام الوفاء ان يكون شديد الجزع من المفارقة ولذلك قال بعض من السلف
اور ایک فاداری یہہ ہی کہ اسباب فرقت سی خوفناک رہی اسلئی کہ پوری دوستی یہہ ہی کہ مفارقت سی بہت ڈرتا ہو اور اسیہی لئی بعضی متقدمین نی کہا ہی

وجدت جميع مصيبات الزمان هينة سوى مفارقة الاحباب وقال ابن المبارك الذ الاشياء مجالسة الاحباب ومن الوفاء الموافقة
مین زمانہ کی تمام مصیبتون کو سہل پاتا ہون بجز جدائی دوستون کی اور ابن مبارک کہتی ہین بڑی مزہ دار چیز دوستون کی ہمنشینی ہی اور ایک وفاداری یہہ ہی کہ

فيما لا يخالف الحق واما فيما يخالف الحق في امر يتعلق بالدين فليس من الوفاء الموافقة فيه بل من الوفاء المخالفة فيه والتنبيه على ما هو الحق كما
جو حق کی برخلاف نہو اوسمین ساتھ دی اور رہی وہ بات جو دینیات مین حق کی برخلاف ہو تو اوسمین موافقت کرنی وفاداری نہین ہی بلکہ اب مخالفت مین اور حق کی جتلانی مین وفا

حكي عن الامام الشافعي انه يواخي محمد بن الحكم وكان يبره ويقبل عليه ويقول ما يقيمني بمصر غيره فلما راى الناس صدق
داری ہی چنانچہ امام شافعی سی حکایت کرتی ہین کہ وہ محمد بن الحکم سی الفت برادرانہ رکہتی تہی اور اوسکو پاس بٹہاتی اور اوسکی پاس جایا کرتی اور کہتی تہی کہ مجکو مصر مین اسکی سوا کوئی نہین

مودتهما ظنوا انه يفوض اليه امر مجلسه بعد وفاته فقالوا له في مرضه الذي توفي فيه الى من تفوض امر مجلسك بعدك
جب لوگون نی صدق مودت اسقدر دیکہا تو خیال کیا کہ اپنی وفات کی بعد اپنی مجلس کا خلیفہ اسیہی کو کرینگی سو لوگون نی اون سی مرض الموت مین پوچہا اپنی بعد خلافت مجلس کی کسکو تفویض کرینگا

وكان محمد بن الحكم عند راسه واستشرف ليومي اليه فقال الشافعي سبحان الله يجلس مجلسي ابو يعقوب البويطي ومال اصحاب الشافعي
اور اوسوقت محمد بن الحکم بہی سرہانی کہڑی تہی سو سامنی ہوئی تاکہ اوسکی طرف اشارہ کردین تب امام شافعی نی کہا پاک ہی اللہ میری جگہہ ابو یعقوب البویطی بیٹہی اور شافعی کی تمام شاگرد

الى البويطي فانكر له محمد بن الحكم مع انه كان حمل عنه مذهبه كله الا ان البويطي كان افضل واقرب الى الزهد والورع فان بعض
بویطی کی طرف متوجہ ہوگئی سو محمد بن الحکم کو یہہ بات بری لگی باوجودیکہ اونسی تمام مذہب سیکہا تہا مگر بویطی افضل اور بڑا زاہد اور متورع تہا بیشک بعضا شخص

من يشتهر بالعلم والفضل بين الخلق قد يكون غيره افضل منه اما مطلقا او بخصوصية فيه لكن لا يتفطن ذلك كثير من الناس
جو خلقت کی اندر علم اور فضل مین مشہور ہو جاتا ہی بعضی وقت اور شخص اوس سی افضل ہوا کرتا ہی یا ہر باب مین یا کسی خاص امر مین لیکن اسبات کو اکثر لوگ سمجہا نہین کرتی

فيعرضون عن غير المشهور ويشتغلون بالمشهور عندهم فيفوتهم تحصيل فضيلة من ليس بمشهور عندهم فنصح الامام الشافعي
تو اب غیر مشہور کو چہوڑکر جو انہین مشہور ہوتا ہی اوسہی متعرض ہو جاتی ہین سو اونسی اوس غیر مشہور کی فضیلت فوت ہو جاتی ہی سو امام شافعی نی واسطی اللہ کی اور مسلمانون کی

للہ

لله تعالى وللمسلمين واختار الافضل وترك المداهنة ولم يؤثر رضى الخلق على رضاء الله تعالى فلما توفي الامام
منفعت کی لئی خیر خواہی کی اور افضل کو پسند اور غلطی کو ترک کیا اور خلقت کی رضامندی اللہ کی رضامندی پر اختیار نکی پہر جب امام شافعی نی وفات کی
الشافعي انقلب محمد بن الحكم عن مذهبه ورجع الى مذهب ابيه ودرس كتب مالك واما البويطي فاثر الزهد و
تو محمد بن الحکم اونکی مذہب سی پہر کر اپنی باپ کی مذہب پہ ہو گیا اور امام مالک کی کتابونکا درس شروع کیا اور بویطی زہد اور خلوت لیکر عبادت مین
الخمول واشتغل بالعبادة ولم يعجبه الجمع والجلوس في الحلقة فظهر من هذا كله ان الصالح للصداقة من يجتمع فيه
مشغول ہوا اور اوسکو جماعت کا ہونا اور حلقہ مین بیٹھنا پسند نہ آیا اس تمام بیان سی ظاہر ہوا کہ دوستی کی لایق وہ ہی جسمین یہہ خصلتین جمع ہوں
هذه الخصال فان لم يجتمع فيه هذه الخصال فعليك باعتزال الناس جملة وملازمة بيتك اذ ليس للعاقل في
پہر اگر اوسمین یہہ خصال جمع نہوں تو پہر تمام خلقت سی الگ ہو کر اپنی گہر کی اندر بیٹھا رہ اسلئی کہ عاقل کو اس زمانہ مین
هذا الزمان الا التحصن بالسكوت وملازمة البيوت وقد قال ابو سليمان الخطابي دع الراغبين في صحبتك والتعلم منك
سوای خاموشی کی اور گہر مین بیٹھہ رہنی کی کوئی پناہ نہیں ہی اور ابو سلیمان خطابی کہہ چکی ہیں چہوڑ اپنی ہمنشینوں اور شاگردوں کو
فليس لك منهم صديق ولا رفيق اخوان العلانية واعداء السر اذا لقوك مدحوك واذا غبت عنهم اغتابوك من اتاك
کہ انمین نہ تیرا کوئی دوست ہی اور نہ رفیق ظاہر کی بہائی ہیں باطن مین دشمن جب ملیں تعریف کریں اور جب تو اونسی غایب ہووی تو غیبت کریں بڑا کہیں
منهم كان عليك رقيبا واذا خرج من عندك كان عليك خطيبا فلا تغتر باجتماعهم لديك وتملقهم بين يديك
اونمین سی جو تیری پاس آتا ہی تو تیرا رقیب ہوتا ہی اور جب تیری پاس سی چلا جاتا ہی تو تیری بدگوئی کرتا ہی سو یہہ فریب نکہانا کہ تیری پاس جمع ہوتی ہیں اور تیری سامنی
فما غرضهم العلم بل غرضهم ان يتخذوك سلما الى اوطارهم وحمارا في حاجاتهم وان قصرت في غرض من اغراضهم
خوشامد کرتی ہیں سو اونکی غرض علم نہیں ہی بلکہ اونکی غرض یہہ ہی کہ تجہکو اپنی حاجات کا زینہ اور اپنی بوجہہ کا گدہا بار بردار بنالیں اور اگر تو نی اونکی کسی غرض مین ذرہ قصور کیا
يكونون اشد اعدائك ويعدون ترددهم اليك منة عليك ويرونه حقا واجبا لديك ويعرضون عليك ان تبذل
تو پہر وہ تیری بڑی ہی دشمن ہیں اور اپنی آمدرفت کو تیری اوپر احسان جتلاوین اور اوسکو تیری اوپر حق واجب سمجہیں اور خواہش کریں کہ تو اپنی
لهم عرضك ودينك وتكون لهم تابعا خسيسا بعد ان كنت متبوعا رئيسا وقد روي عن ابن عمر انه عليه السلام قال
آبرو اور دین اونکی لئی کہو دی اور اونکا ادنی فرمان بردار بن کر رہی بعد اسکی کہ تو حاکم اور سردار تہا اور ابن عمر سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
الشيخ في قومه كالنبي في امته وانما يكون الشيخ في قومه كذلك لانه يعلمهم دينهم كما علم كل نبي امته دينهم ومن حق
کہ شیخ اپنی قوم مین ایسا ہی کہ نبی اپنی امت مین اور شیخ اپنی قوم مین اس مرتبہ پر اسلئی ہوتا ہی کہ اونکو دین سکہاتا ہی جیسی نبی اپنی امت کو دین سکہاتی تہی اور شاگرد پر استاد کا حق
المتعلم في حق من علمه خيرا ولو حرفا واحدا ان يحترمه ظاهرا وباطنا لكونه مثل ابيه بل هو اولى لما روي عن ابي هريرة انه
کہ خیر سکہائی ہو اگرچہ ایک حرف بتایا ہو یہہ ہی کہ ظاہر و باطن میں اوسکی عزت کری کیونکہ بجای باپ کی ہی بلکہ بہتر اسلئی کہ ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی
عليه السلام قال انما انا لكم مثل الوالد لولده وفي حديث اخر انه عليه السلام قال خير الاباء من علمك وسبب ذلك
علیہ السلام نی فرمایا مین تمہاری لئی ایسا ہوں جیسی کہ بیٹی کی لئی باپ اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا اچہا باپ وہ جو تجہکو علم سکہاوی وجہ اسکی یہہ ہی
ان المعلم يقصد انقاذه من نار الاخرة وهو اهم من انقاذ الابوين لولدهما من نار الدنيا وكذلك كان حق المعلم اعظم
کہ اوستاد آخرت کی آگ سی بچاتا ہی اور یہہ مقصود تر ہی اس سی کہ ماباپ اپنی اولاد کو دنیا کی آگ سی بچاتی ہیں اور ایسی ہی اوستاد کا حق بہی ماباپ کی حق سی
من حق الوالدين فانهما وان كانا سببين للوجود والحيوة الفانية لكن لولا المعلم وافادته ما هو سبب للحيوة الاخروية
بڑا ہی کیونکہ ماباپ اگرچہ سبب وجود اور حیات فانی کی ہیں لیکن اگر اوستاد اور اوسکی فائدہ رسانی نہوتی جس سی حیات اخروی دائمی حاصل ہوتی ہی
الدائمة لساق ما حصل من جهتهما الى الهلاك الدائم ثم انه لما كان مثل الاب يلزمه ان يجري المتعلم مجرى ابنه ويشفق
تو بیشک جو ماباپ کی جہت سی حاصل ہوا ہی قدیم کو ہلاک کردیتا پہر جب اوستاد بجای باپ کی ہوا تو اوسکو لازم ہی کہ شاگرد کو بجای بیٹی کی سمجہی اوسپر شفقت کری

عليه ويمنعه عن تجاوز مرتبته الى مرتبة لم يستحقها ولم يجئ اوانها ويبين له ان المقصود من العلم تحصيل سعادة
اور ایسا مرتبہ لینی سی جسکا وہ ابہی مستحق نہیں ہی اور اوسکا ابہی وقت نہیں آیا منع کری اور اوس سی بیان کردی کہ علم سی سعادت اخروی مطلوب ہوتی ہی
الآخرة لا طلب الرياسة والمفاخرة كما حكى ان ابا يوسف لما عقد مجلس التدريس من غير اعلام ابي حنيفة ارسل
ریاست اور عزت مطلوب نہیں ہوتی چنانچہ حکایت ہی کہ ابو یوسف نی جب مدرسہ بدون اطلاع امام ابو حنیفہ کی تجویز کیا تو امام نی اونکی پاس آدمی بہیجا
اليه ابو حنيفة رجلا ليسئله عن عدة مسائل من جملتها انه سأله عن قصار جحد الثوب ثم جاء به مقصورا اهل يستحق
تاکہ اونسی چند مسئلہ پوچہا تو ی اونہین ایک یہہ مسئلہ پوچہا ایک دہوبی ہی کپڑی سی منکر ہو گیا پہر دہو کر لی آیا تو آیا وہ اجرت کا مستحق ہی
الاجرام لا فقال ابو يوسف يستحق فقال الرجل اخطأت فقال لا يستحق فقال اخطأت فتحير ابو يوسف فقال الرجل ان كانت
یا نہیں ابو یوسف نی کہا مستحق ہی اوس شخص نی کہا غلط پہر کہا مستحق نہیں پہر اوس شخص نی کہا غلط پہر ابو یوسف حیران ہوی تو اوس شخص نی کہا
القصارة قبل الجحود يستحق والا فلا وهكذا اخطاه في كل ما اجاب من سائر المسائل فعلم ابو يوسف قصوره فعاد الى
اگر انکار کرنی سی پہلی دہو چکا ہی تو اجرت کا مستحق ہی اور نہیں تو نہیں اسیطرح تمام مسائل کی جواب مین غلطی پکڑی اب ابو یوسف اپنا قصور پا گئی پہر امام کی پاس
ابي حنيفة وحين جاء قال له ابو حنيفة ما جاء بك الا مسئلة القصار فانك تزببت قبل ان تحصرم سبحان الله
حاضر ہوی اور جب وہ آئی تو ابو حنیفہ نی کہا تجہکو صرف دہوبی کا مسئلہ لایا ہی بیشک تو نی انگور پکنی سی پہلی توڑا سبحان اللہ
من رجل يعقد مجلسا ويتكلم في دين الله ولا يحسن مسئلة في الاجارة ثم قال من ظن انه استغنى عن التعلم فليبك
ایک شخص مجلس بنا کر اللہ کی دین مین گفتگو کری اور اجارہ کا مسئلہ بہی ٹہیک نہین آتا پہر فرمایا جسکو یہہ خیال ہو کہ علم سیکہنی کی مجہکو حاجت نہین تو وہ
على نفسه وكان سبب انفراده على ما ذكر في مناقب الكردري انه مرض مرضا شديدا فعاده الامام فقال لقد كنت
اپنی جان کو رووی اور سبب ابو یوسف کی جدا ہونیکا موافق مذکور مناقب کردری کی یہہ ہی کہ وہ سخت بیمار ہوی امام اونکی عیادت کو گئی اور فرمایا مجہکو تجہہ سی امید تہی
اؤملك بعدي للمسلمين ولئن اصبت ليموتن علم كثير فلما برأ اعجب بنفسه وعقد مجلس الامالي ولم يتفطن ان في قول
کہ میری بعد مسلمانون کا رئیس اور پیشوا ہوتا اور اگر تو مر گیا تو بہت علم جا وینگی پہر جب وہ اچہی ہو گئی تو اپنی دلین خوش ہوی اور مدرسہ تیار کیا اور یہہ نہ سمجہی کہ امام کا یہہ
الامام لقد كنت اؤملك بعدي للمسلمين اشارة الى ان المتعلم لا ينبغي له ان يستبد بنفسه في زمن استاذه بلا اذن
مجہکو امید تہی کہ میری بعد مسلمانون کا بیشک رئیس اور پیشوا ہوتا اشارہ ہی کہ شاگرد کو نہین چاہئی کہ اپنی آپ اوستاد کی سامنی بی اذن مستقل ہو جاوی
منه ثم لما علم قصوره ترك مجلسه وعاد الى ابي حنيفة واشتغل بالتعلم منه قال ابن المبارك لا يزال المرء عالما ما
پہر اونکو جب اپنا قصور ثابت ہوا تو وہ مجلس تو تیار چہوڑی اور امام ابو حنیفہ کی پاس آکر پڑہنا شروع کیا ابن المبارک کہتی ہین کہ آدمی ہمیشہ عالم رہتا ہی
طلب العلم فاذا ظن انه علم فقد جهل وقال الامام الغزالي في الاحياء كل متعلم استبقى لنفسه رأيا واختيارا وراء اختيار
جبتک علم طلب کرتا ہی پہر جب یہہ خیال بندہ کہ مین سیکہہ چکا تو اب جاہل ہوا اور امام غزالی احیاء مین کہتی ہین جو شاگرد اپنی کوئی رای تجویز کری علاوہ
المعلم فاحكم عليه بالخسران

المجلس الثامن والثمانون في بيان افضل الاعمال الحب في الله والبغض في الله

اوستاد کی رای کی پسند کری تو اوسکو خاسر سمجہہ لو
اٹہاسی مجلس افضل اعمال کی بیان مین کہ محبت برای خدا اور بغض برای خدا ہی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الاعمال الحب في الله والبغض في الله هذا الحديث من حسان المصابيح
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اچہی سی اچہا عمل اللہ دوستی اور اللہ دشمنی ہی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی
رواه ابوذر وفيه اشارة الى ان المؤمن لا بد له ان يكون له اصدقاء يحبهم في الله تعالى واعداء يبغضهم في الله
ابوذر کی روایت سی اور اسمین یہہ اشارہ ہی کہ مؤمن کی لئی بالضرور بعضی دوست ہوا کرین کہ برای خدا اونکو محبوب رکہا کری اور بعضی دشمن کہ برای خدا
فانه اذا احب احدا لكونه مطيعا لله تعالى فلا بد له ان يبغضه عند كونه عاصيا لله تعالى لان من يكون محبوبا بالسبب
اونکو مبغوض رکہا کری بیشک اگر کسیکو اللہ کا فرمان بردار دیکہہ کر محبوب رکہیگا تو پہر بالضرور اوسکو مبغوض رکہیگا جب وہ اللہ کی نافرمانی کریگا اسلئی کہ جو شخص کسی سبب سی

فبالضرورة يكون مبغوضا لضده وهو مطرد في الحب والبغض لكن كل واحد منهما دفين في القلب وانما يترشح
محبوب ہو جاتا ہے تو بالضرور اوسکا خلاف کرنیسے مبغوض ہو جاویگا اور آدمی محبت اور بغض میں یکساں ہوتا ہے لیکن حب اور بغض دونو اوسکی دل میں گڑی ہوئی
عند الغلبة اذ عند غلبة الحب يظهر افعال المحبين من المقاربة والموافقة ويسمى موالاة وعند غلبة البغض
اور غلبہ کی حالت میں ظاہر ہو جاتی ہیں اسلئی کہ محبت کا غلبہ میں دوستوں کی سی افعال ہونی لگتی ہیں مقاربت اور موافقت اسی کو دوستی کہتی ہیں اور بغض کی حالت میں
يظهر افعال المبغضين من المباعدة والمخالفة ويسمى معاداة فان قيل بای طريق يمكن اظهار البغض فالجواب
عداوت کی سی افعال ہونی لگتی ہیں دوری اور مخالفت اسیکا نام دشمنی ہے اگر کوئی پوچھے بغض کو کسطور پر ظاہر کرے تو جواب یہ ہے
ان اظهاره لا يخلو اما ان يكون في القول او في الفعل اما في القول فيكون تارة بكف اللسان عن مكالمته ومحادثته
کہ بغض کا اظہار دو حال سے خالی نہیں یا تو گفتگو میں ہوگا یا کاروبار میں گفتگو میں تو بعضی وقت اوسکی ساتھ بولنی اور بات چیت سے رکنا
وتارة بتغليظ القول عليه واما في الفعل فيكون تارة بقطع السعي في اعانته وتارة بالسعي في اساءته وافساد ماربه
اور کبھی سخت بولنا اور کاروبار میں کبھی تو اوسکی امداد میں تندہی نکرنی اور کبھی اوسکی بد... کی و... مقصد خراب ... کی
فيما يفسد عليه طريق المعصية لا فيما لا يؤثر فيه وهذا اذا صدر عنه المعصية على طريق القصد كبيرة كانت او
اسطور کہ اوسکی لئی طریقہ معصیت کا باقی نرہی نہ ایسا افساد کہ طریق معصیت میں اثر نکری اور یہہ اوس صورت میں ہی کہ معصیت قصداً کرتا ہو کبیرہ ہو یا
صغيرة واما ما جرى مجرى الهفوة التي يعلم انه نادم عليها غير مصر عليها فالاولى فيه الاغماض والستر لا سيما اذا كانت
صغیرہ اور جو گناہ کہ قایم مقام لغزش کی ہو کہ معلوم ہوتا ہو وہ اسپر شرمندہ ہی اصرار نہیں کرتا تو اسمیں اولی یہہ ہی کہ چشم پوشی اور پردہ پوشی کری خاص کر ایسا
معصية بالجناية على حقك او حق من يتعلق بك فعدم الاعتراض حسن لان العفو عمن ظلمك واساء اليك
کہ وہ معصیت تیری حق میں یا تیری کسی متعلق کی حق میں ظلم ہو تو اب اوسکی درگذر ہی اچھی ہی کیونکہ درگذر کرنا ایسی سی جو تجھپر ظلم کری اور تیری ساتھ برائی
من اخلاق الصديقين واما من ظلم غيرك وعصى الله تعالى به فعدم الاعتراض عنه احسان اليه فلا يحسن الاحسان
کری صدیقین کی عادت ہی اور جو شخص اوروں پر ظلم اور اللہ کی نافرمانی کری تو اب باز پرس نکرنا اوسپر احسان ہی سو ایسی پر احسان کرنا اچھا نہیں ہی
اليه لان الاحسان اليه اساءة الى المظلوم وحق المظلوم اولى بالمراعاة وتقوية قلبه بالاعراض عن الظالم احب
کیونکہ اسپر احسان کرنا مظلوم کی حق میں برا ہی اور رعایت مظلوم کی حق کی اولی ہوتی ہی اور مظلوم کا دل ظالم سی اعراض کر قوی کرنا
الى الله تعالى من تقوية قلب الظالم وقد اتفق السلف على اظهار البغض والعداوة للظلمة والمبتدعة وكل من عصى الله تعالى
اللہ تعالی کو ظالم کی تقویت سی زیادہ تر محبوب ہی اور متقدمین سب متفق ہیں کہ ظالم اور بدعتیوں کی ساتھ اور اور جو کوئی خدا کی ایسی نافرمانی کرتا ہو
بمعصية متعدية منه الى غيره واما من عصى الله تعالى في حق نفسه فقد اختلفوا فيه فمنهم من نظر اليه بنظر
کہ اوسکا اثر غیر تک پہنچی اوسکی ساتھ بغض اور عداوت ظاہر کیا کری اور رہا وہ شخص کہ گناہ کا وبال صرف اپنی جان پر لیتا ہی تو اسمیں اختلاف ہی سو بعضی تو اوسکی طرف بنظر
الرحمة ولم يعرض عنه ومنهم من شدد الانكار عليه واختار المهاجرة عنه لقوله تعالى لا تجد قوما يؤمنون بالله
رحمت دیکھتی ہیں بیزار نہیں ہوتی اور بعضی اوسپر بہت تشدد کر کر اوس سی مہاجرت اختیار کرتی ہیں بدلیل اس آیت کی تو نہ دیکھی گا کوئی لوگ جو یقین رکھتی ہوں اللہ پر
واليوم الاخر يوادون من حاد الله ورسوله ولو كانوا اباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشيرتهم فدلت الاية على ان
اور پچھلی دن پہ پھر دوستی کریں ایسوں سی جو مخالف ہوئی اللہ کی اور اوسکی رسول کی اور پڑی وہ اپنی باپ ہوں یا اپنی بیٹی یا اپنی بھائی یا اپنی گہرانی کی سو یہہ آیت دلالت کرتی ہی
من يرتكب المعاصي والمنكرات يجب هجره ولو كان من الاقرباء ويكون هذا الهجر على وجه العقوبة والتاديب
کہ جو شخص معاصی اور منکرات پر عمل کرتا ہی اوسی الگ رہنا واجب ہی اگرچہ سگا سودہرا ہو دیکا اور یہہ چھوٹ چھٹاؤ بطور سزا اور تادیب کی
بمنزلة التعزير واما النظر اليه بنظر الرحمة فيفضي الى المداهنة لان اكثر البواعث على الاعضاد على المعاصي مداهنة
بجای تعزیر کی ہوتی ہی اور اوسکی طرف نظر رحمت سی دیکھنا دین میں سستی پیدا کرتا ہی اسلئی کہ اکثر اسباب گناہ کی امداد کی یہہ ہی ہیں مداہنت

ومراعاة القلوب والخوف من نفرتها ووحشتها فيظن الغبي الاحمق انه ينظر اليه بنظر الرحمة ومحك ذلك انه ان
اور دلداری کرنی اور نفرت اور وحشت سی خوف کرنا اب احمق نافہم یہہ خیال کرتا ہی کہ میری طرف نظر رحمت سی دیکھتا ہی اور اسکا امتحان یہہ ہی کہ اگر
كان يترحم عليه عند جناية على حقه ويقول هذا شئ قد قدر له فكيف لا يفعله والقدر لا ينفع منه الحذر
یہہ حال ہوتا کہ اوسپر اپنی حق مین تعدی کرنی سی رحمت کرکر یہہ کہتا کہ تقدیر سی یون ہی ہونا تہا یہہ کیونکر نہ کرتا اور تقدیر سی نہین بہاگا جاتا
يصلح ان يترحم عليه عند جناية على حق الله تعالى وان كان يغتاظ عليه عند جنايته على حقه ويترحم عليه
تو مضائقہ نہین کہ اوسپر حقوق الٰہی مین تعدی کرنی پر رحم کری اور اگر اپنی حق تلفی پر غیظ وغصہ کرتا ہی اور اللہ تعالی کی گناہ پر
عند جنايته على حق الله تعالى فهو مداهن مغرور بكيد الشيطان فان قيل العصاة والفساق على مراتب
رحمت کرتا ہی تو یہہ ضعیف الایمان شیطان کی مکر مین پہنسا ہوا ہی اور اگر کوئی پوچہی گنہگار اور فاسق مختلف
مختلفة فهل يسلك في جميعهم مسلكا واحدا ام لا فالجواب ان المخالف لامر الله تعالى لا يخلو اما ان يكون في اعتقاده
درجی کی ہوتی ہین پہر کیا سب کی ساتہہ ایک ہی طریقہ برتی یا نہین تو جواب یہہ ہی کہ اللہ تعالی کی حکم کا مخالف دو حال سی خالی نہین ہی یا تو اعتقاد مین ہی
او في عمله والمخالف في الاعتقاد ثلثة اقسام الاول الكافر وهو ان كان حربيا يستحق القتل والاسترقاق وان كان
یا عمل مین ہی اور جو اعتقاد مین مخالف ہی تین قسم پر ہی اول تو کافر اور کافر اگر حربی ہی تو لایق قتل اور غلام بنانی کی ہی اور اگر
ذميا لا يجوز ايذاؤه الا بالاعراض عنه والكف عن مخالطته ومعاملته ويكره كراهة شديدة تكاد تنتهي الى
ذمی ہی تو اوسکا ستانا جایز نہین ہی مگر کم توجہی سی اور مخالطت اور معاملہ ترک کرنی سی اور سخت مکروہ ہی بلکہ قریب حرام کی ذمی کی
التحريم الانبساط معه والاسترسال اليه كالاسترسال الى الاصدقاء والثاني المبتدع الذي يدعو الى بدعته فان
ساتہہ خوشیان منانی اور تحفہ بہیجنا جیسی دوستون کو بہیجا کرتی ہین اور دوسرا بدعتی جو اورونکو بدعت سکہاوی بیشک
بدعته ان كانت بحيث يكفر بها فامره اشد من الذمي لانه لا يقر بجزية ولا يسامح بعقد الذمة وان كانت مما
اوسکی بدعت اگر ایسی ہی کہ اوس سی کافر ہو جاتا ہی تو اوسکا حال ذمی سی بدتر ہی اسلئی کہ بدعتی نہ اقرار جزیہ کا کرتا ہی اور نہ پروا ذمی ہونی کی کرتا ہی اور اگر بدعت
لا يكفر بها فامره بينه وبين الله تعالى اخف من امر الكافر لا محالة الا ان الانكار عليه اشد منه على الكافر لان شر
ایسی نہین ہی جو کافر کردی تو اوسکا معاملہ اللہ سی بہ نسبت کافر کی بہت سہل ہی مگر اتنا ہی کہ بدعتی سی متارکت بہ نسبت کافر کی زیادہ کرنی چاہئی اسلئی کہ کافر
الكافر غير متعد لان المسلمين لا يلتفتون اليه ولا يقبلون قوله لكونه كافرا واما المبتدع الذي يدعو الى بدعته و
کا کفر اورون مین اثر نہین کرتا کیونکہ مسلمان ادہر متوجہ نہین ہوتی اور کافر سمجہہ کر نہ اوسکا کہا مانتی ہین اور وہ بدعتی جو اورونکو بدعت سکہاوی اور
يزعم ان ما يدعو اليه حق فهو سبب لغواية الخلق فشره متعد فالاستحباب في اظهار بغضه ومعاداته والانقطاع
کہی جو مین کہتا ہون حق ہی سو یہہ شخص خلقت کو گمراہ کردیگا اسکی بدی بڑہنی والی ہی ایسی سی بغض اور عداوت ظاہر کرنی اور اوسکو ترک کرنا
عنه والتشنيع عليه ببدعته وتنفير الناس عنه وان سلم في الملا فترك الجواب اولى تنفيرا للناس عنه وتقبيحا للبدعة
اور بدعت مین اوسکی شناعت کرنی اور لوگون کو اوس سی متنفر کرنا مستحب ہی اور اگر مجمع مین سلام کری تو جواب نہ دینا بہتر ہی تا لوگون کو نفرت اور بدعت کی برائی ظاہر ہو
لان جواب السلام وان كان واجبا لكن يسقط بادنى غرض وغرض الزجر عن البدعة اهم والثالث المبتدع العامي الذي
اسلئی کہ سلام کا جواب اگرچہ واجب ہی پر ادنی غرض سی ساقط ہو جاتا ہی اور بدعت کی ممانعت تو بڑی ضروری غرض ہی اور تیسرا گہٹیل بدعتی جو
لا يقدر على الدعوة فالاولى ان لا يفاتح بالتغليظ والاهانة بل ينبغي ان يتلطف به في النصح لان قلوب العوام سريعة
اورکو نہین سکہا سکتا تو بہتر یہہ ہی کہ پہلی ہی اوسکی تغلیظ اور اہانت نکرین بلکہ یون چاہئی کہ اوسکو نرمی سی نصیحت کرین کیونکہ عوام کی دل جلد
التقلب فان لم ينفع النصح وكان في الاعراض عنه تقبيح لبدعته في عينه يتاكد الاستحباب في الاعراض عنه لان
پلٹ جاتی ہین پہر اگر نصیحت نمانی اور اوسکی نظر مین کم توجہی سی بدعت کی اہانت ہوتی ہو تو اب ادہر متوجہ نہونا زیادہ تر مستحب ہی اسواسطی

البدعة

البدعة اذا لم يبالغ في تقبيحها لتسمّ بين الخلق ويعم فسادها ولذلك قال الشيخ علاء الدين السيمنانی قدس الله سره

کہ بدعت کو اگر خوب برا نکرین تو خلقت مین مروج ہو اور اوسکا فساد پہیل جاتا ہی۔ اور اسیواسطی شیخ علاء الدین سیمنانی کہتا ہی کہ مرد مسلمان کو ضرور ہی

اذا رای رجلا يتعاطى شيئا من الاهواء والبدع ويتهاون بشئ من السنن ان يهجره ويتبرأ منه ويتركه حيا وميتا فلا

کہ جب کسیکو کچھ معاملہ ہوا و ہوس اور بدعت کا کرتا دیکہی یا کسی سنت مین سستی کرتا پاوی تو اوس سی الگ ہی اور بیزار ہو جاوی اور جیتا مرتا سب چہوڑ دیگا

يسلم عليه اذا لقيه ولا يجيبه اذا ابتدا بالسلام عليه الى ان يترك بدعته ويرجع الى الحق وان مات لا يشيع جنازته

اور جب ملی تو سلام نکری اور اگر وہ سلام کری تو اوسکا جواب بہی نہ دی یہان تک کہ بدعت سی باز آوی اور حق کی طرف متوجہ ہووی اور اگر وہ مرجاوی تو جنازہ کی

والنهي عن الهجران فوق ثلث ليال انما هو فيما يقع بين الرجلين من جهة التقصير في حقوق الصحبة والعشرة

اور ممانعت ہجران تین دن سی زیادہ کی جو آئی ہی تو اوس صورت مین ہی کہ دو شخصون مین بسبب کچھ ادائی حقوق ملاقات اور حق عشرت کی ہو جاوی

دون ما كان في حق الدين فان هجران اهل الاهواء والبدع دائم الى ان يتوبوا فقد مضت الصحابة والتابعون و

او سمین نہین جو واسطی حق دین کی ہو بیشک متارکت اہل ہوا اور بدعتیون کی ہمیشہ کو ہی یہان تک کہ توبہ کرین بیشک تمام صحابہ اور تابعین اور

اتباعهم وعلماء السنة على هذا مجتمعين متفقين على معاداة اهل البدعة وهجرانهم وعن سهل في تفسير قوله تعالى

تبع تابعین اور علماء اہل سنت اس حکم پر مجتمع اور متفق ہو چکی ہین کہ اہل بدعت سی دشمنی کرنی چاہی اور اونکو چہوڑنا چاہی اور سہل سی اس آیت کی تفسیر مین

لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الاخر يوادون من حاد الله ورسوله انه قال من صحح ايمانه واخلص توحيده فانه لا

آیا ہی تو نہ دیکہیگا کوئی لوگ جو یقین رکہتی ہون اللہ پر اور پچہلی دن پر پہر دوستی کرین ایسون سی جو مخالف ہوئی اللہ کی اور اوسکی رسول کی کہ کہا جسنی اپنا ایمان صحیح کیا اور

يجالس مبتدعا ولا يؤاكله بل يظهر له من نفسه العداوة والبغضاء ومن داهن مبتدعا سلب الله تعالى عنه

تو وہ بدعتی کی ساتہہ نہ بیٹہی اور نہ اوسکی ساتہہ کہاوی بلکہ اپنی طرف سی اوسکی حق مین دشمنی اور بغض ظاہر کری اور جسنی بدعتی کی ساتہہ مداہنت کی تو اللہ تعالی اوس سی

حلاوة اليقين ومن جاء الى مبتدع لطلب العز والغنى في الدنيا اذله الله تعالى بذلك العز وافقره بذلك الغنى

حلاوت یقین کی لی لیتا ہی اور جسنی بدعتی کو واسطی تلاش عزت اور تونگری دنیا کی مقبول کہا اللہ تعالی اوسکو اوس عزت مین خوار اور اوس تونگری مین مفلس کریگا

ومن ضحك في وجه مبتدع ينزع الله تعالى نور الايمان من قلبه وعن الثوري من سمع من مبتدع لم ينفعه الله تعالى

اور جو شخص بدعتی کو دیکہکر خوش ہوتا ہی تو اللہ تعالی ایمان کا نور اوسکی دل سی نکال لیتا ہی اور ثوری سی روایت ہی جسنی بدعتی کی بات سنی تو اللہ تعالی اوس بات سی

بما سمع ومن صافحه فقد نقض عروة الاسلام وعن فضيل من احب صاحب بدعة احبط الله تعالى عمله واخرج نور الاسلام

فائدہ نہین دیتا اور جو اوس سی مصافحہ کرتا ہی تو توڑ دیتا ہی پکڑ اسلام کا اور فضیل سی روایت ہی جو بدعتی کو دوست رکہی اللہ تعالی اوسکی اعمال حبط کرتا ہی اور اسلام کا نور

من قلبه وعنه من جلس مع صاحب بدعة فاحذره وعنه اذا رايت مبتدعا في طريق فخذ طريقا اخر وقال الفضيل

اوسکی دل سی نکال دیتا ہی اور اوسی سی روایت ہی جو شخص بدعتی کا ہمنشین ہو تو اوس سی بچ اور اسیسی روایت ہی اگر تو بدعتی کو کسی راہ مین دیکہی تو تو اور راہ اختیار کر اور فضیل

من زوج كريمته من صاحب بدعة خرج نور الايمان من قلبه واما العاصي بفعله وعمله لا باعتقاده فهو الذي يفسق في نفسه بشرب

کہتی ہین جو شخص بدعتی سی ملی گیا تو ایمان کا نور اوسکی دل سی نکل جاتا ہی اور گنہگار فعل اور عمل مین بدون اعتقاد کی سو وہ ہی جو آپ اپنی ذات سی بدکاری شراب

الخمر او ترك الواجب او مقارفة محظور يخصه ولا يتعدى منه الى غيره فانه ان صودف وقت مباشرته المنكر يجب منعه

پیکر یا کوئی واجب ترک کرکر یا امر محظور کو چہوڑ کر جو اوسکی ساتہہ خاص ہی اور وہ فسق اور مین اثر نکرتا ہو سو ایسی شخصکو اگر عین اوس عمل منکر مین پاوین تو اوسکی ممانعت واجب ہی

بما يمتنع منه ولو بالضرب او بالقتل عند القدرة لكون النهي عن المنكر واجبا ووجوبه لا يختص بالولاة بل يجوز

جسطور منع کیا جاوی اگرچہ مار پیٹ سی یا قتل سی اگر قدرت ہو کیونکہ ممانعت امر منکر کی واجب ہی اور منکر کی ممانعت کچھ نری حاکم پر واجب نہین ہی بلکہ

لكل واحد من احاد الرعية اقامته بالقول والفعل على حسب استطاعته سواء كان حرا او عبدا او امراة لكن ينبغي

عوام رعایا مین سی ہر ہر شخصکو ضرور ہی کہ ممانعت کری زبان سی اور ہاتہہ سی موافق طاقت کی برابر ہی کہ حر ہو یا غلام یا عورت لیکن چاہیی

ان یکون بالتدریج من الاغلظ الی الاغلظ بحسب حال المنکر کما ذکر فی المحیط ان من رای غیرہ مکشوف الرکبۃ
کستدریج کی ساتھ ہووگا پہلی کچھ سختی پھر زیادہ سختی معصیت کی حال کی موافق چنانچہ محیط مین مذکور ہی کہ جسنی کسیکو گھٹنا کھولی ہوئی دیکھا
ینکر علیہ برفق ولا ینازعہ ان لج وفی الفخذ ینکر علیہ بعنف ولا یضربہ ان لج وفی السؤۃ یضربہ وان لج یقتلہ
تو نرمی سی منع کردی اوس سی جھگڑا نکری اگر وہ اصرار کری اور ران کہلی ہوئی مین سختی سی منع کری اور مارینہین اگر وہ درشتی کری اور شرمگاہ مین اوسکو ماری اور اگر درشتی کری تو قتل کری
وھکذا الحکم فی سائر المنکرات عند الاستطاعۃ وعند عدم الاستطاعۃ ینبغی ان یکون حزینا مغتما اذ
اور تمام معاصیمین بروقت طاقت کی یہہ ہی حکم ہی اور بی طاقتی کی حالت مین چاہیی کہ دل سی بیزار اور غمناک ہووی اسلئی
قد ورد فی الحدیث انہ علیہ السلام قال یاتی علی الناس زمان یذوب قلب المؤمن فیہ کما یذوب الملح فی الماء لکثرۃ ما
کہ حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ لوگون پر ایک ایسا زمانہ آنیوالا ہی کہ مؤمن کا دل ایسا گھل جاویگا جیسی نمک پانی مین گل جاتا ہی معاصی کی کثرت
یری من المنکرات ولا یقدر علی دفعہا وروی عن ابی ھریرۃ ان رجلا یتعلق برجل یوم القیمۃ وھو لا یعرفہ فیقول لہ
جو دیکھیگا اور منع کرنی کی قدرت نہو گی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ ایک شخص قیامت کی دن کسیکا دامن گیر ہوگا اور وہ اوسکو نہ پہچانتا ہوگا کہیگا تو
مالک تتعلق بی وما رایتک قط فیقول بلی قد رایتنی یوما علی منکر فلم تغیرہ فھذا امر خطر قلما یقع السلامۃ منہ اذ نظہر
مجسی کیون لپٹتا ہی مین نی تجھکو کبھی نہین دیکھا وہ کہیگا ان تو نی مجھکو ایکدن معصیت پر دیکھا پر منع نہین کیا اب یہہ بات بڑی مشکل ہی اس سی نہین بچا جاتا کیونکہ
فی کل حین وزمان کثیر من المنکرات فلا تغییر بل یقع السکوت عنہا لاستیناس النفوس بہا ولھذا قال بعض العلماء واللہ
ہر وقت دمبدم بہتیری منکرات عمل مین آتی ہین اور کچھہ روک نہین بلکہ چپ رہنا پڑتا ہی کیونکہ معاصے دلون مین مانوس ہوگئی ہین اسلئی بعضی علماء کا قول
ما ابالی بکثرۃ المنکرات والبدع وانما ابالی واخاف من تانیس القلوب بہا لان الاشیاء اذا توالت مباشرتہا انستہا النفس
ہی مجھکو منکرات اور بدعت کی کثرت کا کچھہ خوف نہین مجھکو تو بڑا خوف یہہ ہی کہ دلین محبوب نہو جاوین کیونکہ جو چیزین بار بار عمل مین آتی ہین تو نفس کو محبوب ہوجاتی ہین
والنفس اذا انست شیئا قل ان تتاثر لہ ویوضحہ الحدیث الوارد فی تغییر المنکر وھو ما روی عن ابی سعید انہ
اور نفس کو جو چیز محبوب ہوتی ہی تو کم چھوڑتا ہی اسکی تفصیل وہ حدیث ہی جو تغیر منکرات مین آئی ہی ابو سعید سی روایت ہی کہ نبی
علیہ السلام قال من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک
علیہ السلام نی فرمایا اگر کوئی تم مین سی منکر دیکھی تو لازم ہی کہ ہاتھہ سی روکی اور اگر طاقت نہو تو زبان سی اور اگر طاقت نہو تو دل سی اور یہہ
اضعف الایمان فانہ علیہ السلام اخبر فی ھذا الحدیث ان التغییر بالقلب اضعف الایمان وھو ما یجدہ المؤمن
ضعیف ایمان ہی بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین یہہ خبر دی ہی کہ دل سی بیزار ہونا ضعیف ایمان ہی یعنی مؤمن جو اپنی دلین اوس کام کی
فی قلبہ من البغض لذلک الفعل المرئی وانزعاجہ وقلعہ وھو فی الغالب انما یحصل فیما یندر وقوعہ واما
مشاہدہ سی بغض اور اوسکا اوکھاڑنا اور دفع کرنا پاتا ہی اور ایسی حالت دلی اغلب اوس کام مین ہوتی ہی جو گاہی گاہی ہوتا ہو اور
الاشیاء التی تشاھد فی کل حین وزمان فتستانسہا النفس فلا یوجد فی القلب القلق والانزعاج الذی ھو اضعف
جو کام ہر وقت اور ہر لحظہ دیکھنی مین آتی ہین سو نفس سی مانوس ہوجاتی ہین پھر اوسکا کچھہ قلق اور دفعیہ کہ وہ اضعف الایمان ہی
الایمان واذا لم یوجد فی القلب اضعف الایمان فماذا یرجی ان یوجد فیہ ویزیدہ ایضاحا ما ذکر فی قوت القلوب
وہ بھی دلمین نہین رہتا اور جب دلمین اضعف الایمان بھی نہوا تو پھر کیا توقع باقی رہ گئی اور اسکی بڑی تفصیل تو وہ ہی جو قوت القلوب مین مذکور ہی
ان الحسن البصری قال اول بدعۃ رایت بلت الدم ثم بعد ذلک بلت اصفر ثم عاد الامر الی العادۃ فانہ لقوۃ ایمانہ
کہ حسن بصری نی کہا پہلی پہل بدعت جو مین نی دیکھی تو لہو موتا پھر اوسکی بعد زرد پیشاب آیا پھر اسکی عادت پڑگئی کیونکہ اونکو بسبب قوت ایمان کی
وورعہ بیتہ وما لم یعہدہ قوی انزعاجہ حتی تغیر مزاجہ وظھر اثرہ فی مائہ فان مزاج الانسان اذا تغیر یظھر اثرہ فی مائہ
بدعت خلاف عادت دیکھہ کر بہت غصہ آیا ایسا کہ اونکا مزاج متغیر ہوکر اوسکا اثر پیشاب مین ظاہر ہوگیا کیونکہ آدمی کا مزاج جب بدلتا ہی تو اوسکا اثر پیشاب مین

الاترى ان الاطباء يستدلون على داء المريض من مائه فلما استمر تلك البدعة ولو يقدر على تغييرها تغير

کیا نہیں جانتا کہ طبیب لوگ دیکھیا کی مرض پر پیشاب سے استدلال کرتی ہیں پہر جب بدعت قرار پا گئی اور روک کی قدرت نہیں ہوئی

ذلك لانزعاج الاول لاستيناس النفس بها وبقي عنده من الانزعاج قدر ما يلزمه من التغيير بالقلب لان الانكار

تو پہلی مدافعت دل سے بدل گئی کیونکہ نفس کو چندان اجنبی نہ معلوم ہوئی اور دلمین اوسکی مدافعت کا خیال صرف اتنا باقی رہگیا ورنہ اتنے مین تغیر ہوا اسواسطے کہ دل کا

بالقلب لا يسقط بوجه من الوجوه اذ لا مانع يمنع منه ولا يقتصر عليه الا هو ضعيف الايمان سواء استطاع

انکار کسیطرح نہیں جاتا اسلئے کہ اسکا کوئی مانع نہیں ہوتا اور اتنی پر اکتفا وہی کرتا ہی جو ضعیف الایمان ہووی برابر ہی کہ انکار

الانكار باليد واللسان اولم يستطع لكن عند عدم الاستطاعة يسقط عنه الاثم ويبقى مع ضعف الايمان

ہاتہ سی اور زبان سی کرسکتا ہو یا نکرسکتا ہو لیکن بیمقدوری کی حالت مین گناہ نہیں ہوتا ایمان مین ضعف بدستور رہتا ہی

فان المنكر اذا كثر ولم يقدر المؤمن على منعه وسكت ولم يتكلم بشيء لا ياثم لان التكليف بقدر الوسع لما قال

بیشک معصیت جب کثرت سی ہوئی لگیں اور مومن کو ممانعت پر قدرت نہو اور وہ چپ ہو کر کچھ نہ کہی تو گنہگار نہیں ہوتا ہی کہ تکلیف بقدر طاقت

الله تعالى لا يكلف الله نفسا الا وسعها المجلس التاسع والثمانون في بيان متابعة الرسول في الامر

چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر جو کچہ اوسکی طاقت ہو نواسی مجلس اس بیان مین کہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا امر اور نہی مین لازم ہی اسمین مخالفت

والنهي قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نهيتكم عنه فاجتنبوه وما امرتكم به فافعلوا منه ما استطعتم

جایز نہیں ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جو تمکو مین منع کردون تو اوس سی پرہیز کرو اور جو تمکو حکم کردون تو اوسکو جہان تک ہو سکی عمل مین لاؤ

فانما اهلك الذين من قبلكم كثرة مسائلهم واختلافهم على انبيائهم هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه

کیونکہ تمسی پہلی امتین اسیلئے تباہ ہوئین کہ اپنی انبیا سے پوچھ پوچھ کر حرف کرتی رہین یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابوہریرہ کی

ابو هريرة والخطاب فيه خطاب مشافهة والخطاب بالمشافهة مختص بالموجود الحاضرين في ذلك الوقت وتناوله

روایت سی اور اسمین خطاب بھی تو خطاب آمنا سامنی کا ہی اور آمنا سامنی کا خطاب اونہیں ہوتا ہی جو اوسوقت مین موجود وحاضر ہوتی ہین

لغيرهم ممن كان غائبا وممن سيوجد بعدهم الى يوم القيامة ليس بطريق الحقيقة بل اما بطريق تغليب الفريق

اور اونکی حق مین جو اونکی سوای غائب ہوتی ہین اور جو اونکی بعد قیامت تک پیدا ہونگی بطور حقیقت کی نہین ہوتا بلکہ اونپر بطور تغلیب فریق

الاول على الثاني او بطريق تعميم حكمه له بدليل خارجي فان الاجماع منعقد على ان اخر هذه الامة مكلف

اول کی ثانی پر یا اوسی حکم کو کسی دلیل خارجی سی عام کردینی سی ہوتا ہی کیونکہ اس امر پر اجماع ہو چکا ہی کہ اس امت کی آخر پر بھی وہی حکم ہی

بما كلف به اولها كما يشير اليه قوله عليه السلام الحلال ما جرى على لساني الى يوم القيامة والحرام ما جرى على

جو اول پر تہا چنانچہ اسحدیث مین یہی اشارہ ہی قیامت تک حلال ہی جو میری زبان پر آچکا ہی اور قیامت تک حرام ہی جو میری زبان پر

لساني الى يوم القيامة ثم ان الحديث المذكور سابقا من جوامع الكلم التي اوتيها النبي عليه السلام وهو قاعدة عظيمة

آچکا ہی پہر وہ حدیث جو سابق مین مذکور ہوئی گویا جوامع الکلم ہی جو نبی علیہ السلام کو ملا ہی اور وہ اسلام کی قواعد مین سی

من قواعد الاسلام [illegible]

بڑا قاعدہ ہی اسواسطے کہ جمیع احکام اپنی [illegible]

النهي يتناول الحرمة والكراهة [illegible]

نہی مین حرمت اور کراہت [illegible]

استطعتم لان [illegible]

حاصل کرنا ہی کو اسلئے کہ [illegible]

بالاستطاعة واما قوله تم اتقوا الله حق تقاته فالصحیح الصواب الذی جزم به المحققون ان قوله تعالی فاتقوا الله
اور یہہ آیت ڈرتی رہو اللہ سی جیسا چاہیی تو صحیح صواب جو مختار محقق لوگون کا ہی یہہ ہی کہ یہہ آیت سو ڈرو اللہ سی جتنا ہو سکی

ما استطعتم مفسر له ومبین المراد به لانه تعالی لم یکلف عباده الا بالمستطاع حتی قال لا یکلف الله نفسا الا وسعها
جہان تک سکو اوسکی تفسیر ہی اور اوس سی جو مراد ہی کہول دیتی ہی اسلئی کہ اللہ تعالی نی اپنی بندون کو طاقت سی زیادہ کی تکلیف نہین دی ہی یہان تک کہ فرمایا

وقال فی ایة اخری وما جعل علیکم فی الدین من حرج ثم ان النهی فی قوله علیه السلام ما نهیتکم عنه فاجتنبوه
مگر جو اوسکی گنجایش ہو۔ یہ آیت مین فرمایا ہی اور نہین رکہی تمپر دین مین کچہ مشکل پہر نہی جو اسحدیث مین ہی کہ جو مین تمکو منع کرون تو اوس سی پرہیز کرو

یقتضی ترک جمیع ما نهی عنه مطلقا اذ لا یحصل الامتثال الا بذلک بخلاف الامر فی قوله علیه السلام وما امرتکم
یہہ ہی تقاضا کرتی ہی کہ تمام منہیات مطلقا عمل مین نہ آوین کیونکہ بدون اسکی اطاعت نہین ہوتی برخلاف امر کی اسحدیث مین اور جو مین تمکو امر کرون

به فافعلوا منه ما استطعتم فانه لا یقتضی الا الاتیان بما یقدر علیه ثم ان من کان مریضا اذ لو یقدر علی القیام فی الصلوة
تو جسقدر تمسی ہو سکی وہ کرو اس سی عمل کرنا بقدر استطاعت ہی کی لازم آتا ہی جیسی کوئی بیمار ہو اگر نماز مین کہڑا نہین ہو سکتا تو بیٹہ کر پڑہ لی

یصلی قاعدا برکوع وسجود وان لم یقدر علی الرکوع والسجود یصلی بالایماء قاعدا ویجعل سجوده اخفض من رکوعه
رکوع اور سجود ادا کری اور اگر رکوع اور سجود ہی نہین ادا کر سکتا تو بیٹہ کر اشارہ سی پڑہ لی اور سجدہ کو بہ نسبت رکوع کی زیادہ پست کری

لیتحقق الفرق بینهما وان لم یقدر علی القعود یصلی بالایماء مضطجعا او مستلقیا وکذا اذا کان راکبا علی الدابة
تاکہ دونون مین فرق رہی اور اگر بیٹہ ہی نہین سکتا تو اشارہ سی ادا کری کروٹ پر پڑا ہوا یا چت اور ایسی ہی اگر چوپایہ پر سوار ہو

وخاف عند النزول علی نفسه او دابته من سبع او لص او کان فی مطر شدید او طین یغیب وجهه فیه ولا یجد مکانا
اور اوترنی مین اپنی جان کا یا اوس سواری کا خوف کرتا ہو درندہ سی یا چور سی یا مینہہ کی رو پڑتی ہو یا ایسا کیچڑ گارا ہو کہ جسمین منہہ دہسجاوی اور کوئی

جافا او کان عاجزا عن النزول والرکوب لکبر سنه او ضعف مزاجه او کان دابته جموحا لا یمکنه الرکوب بلا معین
خشک جگہ نہ ملی یا سوار ہی اوترنی مین عاجز ہو ماری بڑہاپی کی یا ناتوانی مزاج سی یا اوسکا گہوڑا ایسا ہو کہ بدون مددگار کی نہین چڑہ سکتا

او کانت القافلة فی البادیة تسیر ویخاف علی نفسه وثیابه لو نزل فانه یصلی علی الدابة بالایماء کیف ما یمکنه وکذا المرأة
یا قافلہ جنگل مین چلا جاتا ہو اور اگر اوترے تو خوف ہی جان کا یا کپڑون کا تو یہہ ہی سواری کی اوپر اشارہ سی جسطرح بن آوی پڑہ لی اور ایسی ہی عورت

اذا لم یکن لها محرم ولم تستطع النزول والرکوب بنفسها تصلی علی الدابة بالایماء فبذلک یحصل الامتثال فی
جب اوسکی ساتہہ محرم نہو اور وہ اپنی آپ اوتر چڑہ نہ سکتی ہو تو دابہ کی اوپر اشارہ سی پڑہ لی ان تمام صورتون مین انہی ہی مین امتثال

جمیع ذلک وکذلک لو لم یجد من الثیاب ما یستر به عورته ومن الماء ما یغسل به اعضاء وضوئه مرة واحدة
ہو جاویگا اور ایسی ہی اگر اتنا کپڑا میسر نہو کہ عورت ڈہک سکی اور اتنا پانی نہ ملی کہ اعضاء وضوء کی ایک ایک بار دہو لی

او یعجز عن استعمال الماء فی بعض اعضائه فی الوضوء والغسل او عن اتیان بعض ارکان الصلوة او بعض شروطها
یا وضوء مین یا غسل مین بعض اعضاء پر پانی نہ لگا سکی یا کوئی رکن یا کوئی شرط نماز کی ادا نہ کر سکی

فباتیان الممکن یحصل الامتثال وقوله علیه السلام فانما اهلک الذین من قبلکم کثرة مسائلهم جاء بینا
تو پہر جتنا ادا کر سکتا ہی وہ ہی پورا امتثال ہی اور یہہ ارشاد نبوی علیہ السلام کا کہ تمسی پہلون کو کثرت کی پوچہا پاچہی نی ہلاک کر دیا مسلم مین

فی کتاب مسلم عن ابی هریرة فانه قال خطبنا رسول الله علیه السلام فقال یا ایها الناس قد فرض الله علیکم الحج
ابو ہریرہ رضی اللہ سی روایت ہی وہ کہتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی ہمکو خطبہ سنایا فرمایا ای لوگو بیشک اللہ نی تمپر حج فرض کر دیا ہی

فحجوا فقال رجل اکل عام فسکت النبی علیه السلام حتی قالها ثلاثا فقال النبی علیه السلام لو قلت نعم لوجبت
سو حج کیا کرو ایک شخص نی عرض کیا کیا ہر سال پہر نبی علیہ السلام چپ ہو رہی یہان تک کہ اوسنی تین بار یہہ عرض کیا پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا اگر مین ہان کہدیتا کہ ہان

قال النبي عليه السلام ذروني ما تركتكم فانما هلك من كان قبلكم بكثرة سؤالهم واختلافهم على انبيائهم فاذا امرتكم

نبی علیہ السلام نے فرمایا مجھکو اسی پر رہنے دو جسپر میں نے تمکو چھوڑ رکھا ہے تمسے پہلے جو لوگ ہلاک ہوئے ہیں تو بہت پوچھا پاچھی کا اور اپنے انبیاء کی خلاف کرنے ہی سے

بشيء فاتوا منه ما استطعتم واذا نهيتكم عن شيء فدعوه فانه عليه السلام صار كانه قال اتركوني في مدة تركي

سو جب میں تمکو کوئی بات کہا کروں تو اوسکو جتنا تمسے ہو سکے کیا کرو اور جب منع کیا کروں کسی بات سے تو وہ چھوڑ دیا کرو اب نبی علیہ السلام نے گویا یہ فرمایا یوں ہی رہنے دیا کرو

اياكم من الامر بالشيء او النهي عنه ولا تلحوا علي في السؤال ولا تبالغوا في الاستقصاء والا يشدد عليكم كما شدد على

جبتک میں تمکو کسی بات کی امر میں یا ممانعت میں چھوڑے رکھوں اور خواہ مخواہ مجھسے سوالات کیا کرو اور نہ پورا کرنے میں حد سے بڑھا کرو ورنہ تمپر ایسا تشدد ہوگا

بني اسرائيل حين وقع فيهم قتيل ولم يدروا من قتل وسالوا موسى النبي عليه السلام ان يبينه لهم فقال لهم موسى النبي عليه السلام

جیسے بنی اسرائیل پر تشدد ہوا تہا جب اونمیں ایک مردہ ملا اور اوسکا قاتل نہ معلوم ہوا پہر اونہوں نے نبی علیہ السلام سے پوچھا کہ ہمکو قاتل بتا دو سو موسی علیہ السلام نے

ان الله يامركم ان تذبحوا بقرة وتضربوه ببعضها فيحيي ويخبركم بقاتله فلما سمعوا منه هذا القول تعجبوا من امر

اونسے کہا کہ اللہ تعالی تمکو فرماتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو اور اوسکا ایک ٹکڑا مردے سے لگا دو وہ زندہ ہو کر اپنا قاتل تمکو بتا دیگا جب اونہوں نے حضرت موسی سے یہہ بات سنی

ميتة يضرب ببعضها ميت فيحيي فيخبركم بقاتله فشرعوا في السؤال عن حالها صفتها وسنها ولونها حتى امروا ان يذبحوا بقرة على صفة

کہ مردہ گائے کا گوشت مردے سے لگائیں تو مردہ زندہ ہو کر اپنا قاتل کا نام تمکو بتا دیگا بس اب اونہوں نے گائے کا حال اور قسم اور عمر اور رنگ پوچھنا شروع کیا آخر کو ایسی گائے

لم توجد تلك الصفة الا في بقرة واحدة ولم يبعها صاحبها الا بملء جلدها ذهبا فاشتروها بذلك وذبحوها وضربوا

حکم ہوا کہ جیسی ایک ہی گائے تہی اور اوسکی مالک نے بیچی تو اوسکا چمڑا سونے سے بہر دلیا پہر اوسی قیمت کو مول لیکر ذبح کی اور گوشت کا کچھ مردہ سے لگایا

القتيل ببعضها فحيي وسمى لهم قاتله فانهم في ابتداء الامر لو ذبحوا بقرة اية بقرة كانت لكانوا ممتثلين لامر الله تعالى

پہر وہ زندہ ہوا اور قاتل کا نام بتایا اگر وہ پہلی حکم ہوتے ہی کوئی سی گائے ذبح کر دیتے تو فرمان الہی ادا ہو جاتا پر وہ اپنے اوپر سختی نے کو

لكنهم شددوا على انفسهم بالاستقصاء في السؤال شدد الله تعالى عليهم وقد اشار النبي عليه السلام الى ذلك

سوال کرنے گئے اللہ تعالی نے اونپر شدت کی اور بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اودہر یہہ ایماء سے کیا ہے

بقوله فانما هلك من كان قبلكم بكثرة سؤالهم واختلافهم على انبيائهم وانما كان كثرة السؤال والاختلاف على الانبياء

کہ جو تمسے پہلے گذرے ہیں بہت سوال کرنیسے اور انبیاء علیہم السلام کا خلاف کرنے سے ہلاک ہوئے اور کثرت سوال اور انبیاء کا خلاف کرکر

سببا للهلاك لان الله تعالى انما بعثهم ليعلموا الناس ما يحتاجون اليه في دينهم ودنياهم وما فيه مصالح دنياهم واخراهم

اسلئے ہلاک ہو گئے کہ اللہ تعالی نے انبیاء کو اسی لئے بہیجا ہے کہ لوگوں کو حاجت کی باتیں دین کی سکہا دیں اور جس امر میں اونکی دنیا اور دین کا بہلا ہو جتا دیں

وجعل كلا منهم امينا على امته ولا يجوز لهم ان يسكتوا عند الحاجة او يتكلموا على خلاف المصلحة وكثرة السؤال

اور اللہ تعالی نے ہر ایک نبی کو امت کی کاروبار کا امین پیدا کیا ہے اور اونکو جائز نہیں ہے کہ حاجت کی وقت چپ رہیں یا برخلاف مصلحت کچھ کہہ اوٹہیں

على من كان شانه هذا والاختلاف عليه امارة عدم الثقة بقوله وعلامة سوء الظن به ولا شك ان سوء الظن

اور ایسے لوگوں سے بار بار سوال کرنا اور اونسے خلاف کرنا نشانی بے اعتمادی کی اونکی کہنے پر اور علامت بدگمانی کی ہے اور بلاشک نبی پر بدگمانی

بالنبي يوجب الهلاك وقد قال المشائخ من قال لاستاذه لم فهو لا يفلح ابدا فما ظنك بمن لا يتادب بين يدي الرسول

ہلاک کر دیتی ہے اور مشایخ کا قول ہے جو کوئی استاد کی سامنے کہے کیوں اوسکا کبہی بہلا نہیں ہوتا پہر تیرا کیا خیال ہے اوسکی حق میں جو رسول علیہ السلام کے سامنے

ويجاوز حد التسليم والقبول ثم انه عليه السلام اشار بذكر كثرة السؤال الى ان بعض السؤال لا يضر وهو ما كان

ادب نکرے اور تسلیم اور قبولیت کی مقام سے بڑہ جاوے پہر نبی علیہ السلام نے کثرت سوال کی ذکر کرنے میں یہہ اشارہ فرمایا ہے کہ بعضا سوال نقصان نہیں کرتا یعنی

ما دعت اليه الحاجة واما الاكثار مما لا يعنيهم ولا يليق بهم فهو تضييع للعمر ودليل على التردد وقد يكون سببا للوقوع في

جو حاجت کی وقت ہو اور بہت سوال جو بیفائدہ ہیں اور اونکو لائق نہیں سو یہہ عمر تلف کرنا ہے

الزیغ والبدع لسوء الفهم وضعف البصیرة ومن اجل ذلک ضل من کان قبلهم من الامم السالفة واستوجبوا اللعن
بسبب نافہمی اور ضعف بصیرت کی ہی اور بدعتوں مین جا پہنستا ہی اور اسیی سبب سی تہی پہلی امتین گمراہ ہو کر ملعون ہوگئین اور اونکی
والمسخ وغیر ذلک من البلایا والمحن وقوله علیه السلام واختلافهم معطوف علی الکثرة لا علی السؤال لان الاختلاف
صورتین بدل گئین اور سوا اسکی اور بہت بلائین اور محنتین بہگتین اور حدیث کا لفظ واختلافهم کثرت پر معطوف ہی سوال پر معطوف نہین اسلئی کہ انبیاء
علی الانبیاء غیر جائز قلیلا کان او کثیرا لانه تعالی لم یجعل احدا منهم مستعدا لنبوته وامینا لوحیه الا وقد تکفل
کی مخالفت اصلا جایز نہین ہی تہوڑی نہ بہت اسلئی کہ اللہ تعالی نی اونکو لایق نبوت کی اور امین اپنی وحی کا تب کیا ہی کہ آپ اونکی صواب اندیشی کا ذمہ دار
له بالاصابة وایده بالهدایة الی الاصلح والارشد فعلی کل واحد من امته ان یلقی سمعه الیه ویشهد بقلبه بین
ہولیا ہی اور امور اصلح و ارشد مین ہدایت کی تائید کی ہی اب امت کی ہر ہر شخص کو لازم ہی کہ اونکی بات کان لگا کر سنی اور دلسی اونکی سامنی گواہی دی
یدیه ویغتنم کلامه اذا تکلم وسکوته اذا سکت ویسد عنده باب الاختلاف ولا یفتح علیه باب الاعتراض بل یتبعه
اور اونکی کلام کو جب وہ کچہہ فرماوین اور اونکی خاموشی کو جب چپ رہین غنیمت سمجہی اور دروازہ اختلاف کا تیغہ کری اور اعتراض کا باب کبہی نہ کہولی بلکہ اطاعت
اذ فی معنی نبینا محمد علیه السلام غیره من الانبیاء وقد قال الله تعالی فی حقه واتبعوه لعلکم تهتدون وعلم من دین
کیونکہ اور سب انبیاء الماضیین بمنزلہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہین اور بیشک اللہ تعالی نی اونکی حق مین فرمایا ہی اور اوسکی تابع رہو شاید تم راہ پاؤ اور
الصحابة ضرورة انهم کانوا یتبعونه فی جمیع افعاله واقواله من غیر توقف ولا تردد اصلا الا ما قام فیه دلیل علی
صحابہ کی معاملات دینی سی یقینی معلوم ہی کہ صحابہ تمام افعال اور اقوال مین اونکی اطاعت کرتی تہی اصلا توقف اور تردد نہین ہوتا تہا ان اگر کوئی دلیل
اختصاصه به فانهم قد خلعوا نعالهم حین خلع نعله ونزعوا خواتیمهم حین نزع خاتمه وکانوا یبحثون بحثا عظیما
کسی کام کی کہ ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سی خاص ہی چہوڑ جاتی بیشک صحابہ نی اپنی پاپوش اوتار ڈالی جب آپ نی اپنی جوتی اوتاری اور انگوٹہی نکالی
عن هیئة جلوسه ونومه وکیفیة اکله وشربه وغیر ذلک لیقتدوا به وانهم حین ارادوا التبتل والانقطاع
اور آپ کی طرز نشست اور خواب اور طریقہ کہانی اور پینی وغیرہ کی آپس مین بہت بحث اور پوچہا پاچہ رکہتی تہی تاکہ اسکی پیروی کرین اور جب صحابہ نی
للعبادة لیلا ونهارا قال لهم اما انا فآکل واشرب وانام واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی
رات دن صرف عبادت ہی کی ہو رہین تو آپ نی فرمایا مین کہاتا ہی ہون اور پیتا ہی ہون اور سوتا ہی ہون اور عورتون سی نکاح ہی کرتا ہون
ثم نهاهم بفعله عما قصدوه مع انه قبل التأمل یری انه من اکبر الطاعات وافضل العبادات ولهذا قال ابو بکر الصدیق
اب دیکہو تو نبی صلعم نی صحابہ کو اوس ارادہ سی اپنا کام بتا کر کیونکر ہٹا دیا ہی باوجودیکہ ناسمجہی سی پہلی ظاہر مین معلوم ہوتا ہی کہ بڑی ہی طاعت اور افضل عبادت تہی اور اسیلئی ابو بکر
دیننا مبنی علی المنقول لا علی مناسبات العقول وقال الامام الغزالی فی اصول الدین ایاک ان تتصرف بعقلک
صدیق کہتی ہین ہماری دین کی بنیاد منقول پر ہی مناسبات عقلی پر نہین ہی اور امام غزالی اصول الدین مین کہتی ہین بچیارہ عقلی تصرفات سی کر
وتقول ما کان خیرا ونافعا فهو کلما کان اکثر کان انفع فان عقلک لا یهتدی الی اسرار الامور الالهیة وانما
تو یہ نہ کہنی لگی جو بات بہتر اور مفید ہی تو جتنی زیادہ ہوگی مفید تر ہوگی کیونکہ امور الہی کی اسرار کو تیری عقل کہان پاسکتی ہی اون اسرار کو
یتلقفها قوة النبی علیه السلام فعلیک بالاتباع فان خواص الامور لا تدرک بالقیاس او ما تری کیف ندبت الی
قوت نبوی ہی اوٹہا سکتی ہی سو تجہکو صرف اتباع ہی لازم ہی کیونکہ بعضی خاص امور قیاس سی معلوم نہین ہوتی کیا تو نہین جانتا کیونکر تجہکو وسطی نماز کی بلایا
الصلوة ونهیت عنها جمیع النهار دائرت بترکها بعد الصبح وبعد العصر وعند الطلوع والغروب والزوال وذلک ینتهی الی
اور دنین سی ہر وقت پڑہنی کی ممانعت کی اور بعد صبح کی اور بعد عصر کی اور عین طلوع اور غروب اور زوال پر حکم ترک نماز کا ہوا اور یہ تمام زمانہ
قدر ثلث النهار وآثار الفساد ظاهرة فی قیاسک هذا فانه کقولک الدواء نافع للمریض فکلما کان اکثر کان انفع ومن المعلوم
بقدر تہائی دن کی ہوتا ہی کیونکہ تیری اس قیاس مین تو فساد ظاہر معلوم ہوتا ہی یہ قیاس تو ایسا ہی جیسی دوا بیمار کو سودمند ہوتی ہی پہر جتنی زیادہ ہوگی وہ نافع

ان كثرة الدواء ربما يقتل وقال فی الاحياء اعلم ان الطبيب الحاذق كما يطلع فی المعالجات على اسرار يستبعدها
کہ دوا کی کثرت بعضی وقت مار ڈالتی ہی اور احیاء مین کہا ہی سمجھہ تو طبیب حاذق جیسی معالجات میں ایسی ایسی اسرار جانتا ہی کہ ناواقف لوگ حیران ہوتی ہین

من لا يعرفها فكذلك الانبياء اطباء القلوب والعلماء باسباب الحيوة الاخروية فلا تتحكم على سنتهم بعقلك
ایسی ہی انبیاء دلوں کی طبیب ہیں اور اخروی زندگی کی اسباب سی واقف ہیں سو تو اونکی وضع پر عقلی تکی مت لگا

فتهلك فكم من شخص يصيبه عارض فی اصبعه فيقتضی عقله ان يطليه حتى ينبهه طبيب حاذق ان علاجه
تو ہلاک ہو رہی کا بہت شخص ہوتی ہین کہ اونکی اونگلی دکھنی لگتی ہی اوسکی عقل میں آتا ہی کہ اسپر لیپ کرنا چاہیے یہان تک کہ طبیب حاذق تجویز کرتا ہی کہ اسکا علاج

ان يطلی الكتف من الجانب الاخر من البدن فيستبعد ذلك من حيث انه لا يعلم كيفية انشعاب الاعصاب فكذا
بدن کی دوسری طرف کی مونڈھی پر لیپ کرنا چاہیے پہر اسمین وہ حیران ہوتا ہی اسلیے کہ پٹھوں کی راہ اور کیفیت سی واقف نہین ہی ایسا ہی

الامر فی طريق الاخرة ودقائق سنتهم ليس فی وسع العقل الاحاطة بها كما ان فی خواص الاحجار امورا غاب عنا
حال آخرت کی راہ کا ہی اسکی دقیقی عقل کی احاطہ مین نہین سما سکتی جیسی پتھروں مین بعضی ایسی خواص ہین کہ ہم نہین جانتی

علمها حتى لا نعرف السبب الذی به يجذب المقناطيس الحديد والعجائب فی العقائد والاعمال اكثر مما فی الادوية
انہا ... کہ ہمکو اسکا سبب معلوم نہین کہ مقناطیس لوہی کو کیوں کھینچ لیتا ہی اور عقاید اور اعمال کی عجایب تو دوا دارو سی بہت زیادہ ہین

فكما ان العقول تقصر عن ادراك منافع الادوية مع ان التجربة سبيل اليها فكذلك العقول تقصر عن ادراك
جیسی عقلین دوا دارو کی تاثیرات سی واقف نہین ہین باوجودیکہ تجربہ کو بہی ادہر راہ ہی ایسی ہی عقلین حیات اخروی کی مفید شئی کی سمجہ سی قاصر ہین

ما ينفع فی الحيوة الاخرة مع ان التجربة غير متطرقة اليها وانما يكون ذلك لو رجع الينا بعض الاموات فاخبرونا
باوجودیکہ تجربہ کو بہی ادہر کوئی راہ نہین یہہ حال جب معلوم ہوتا اگر کوئی مردہ ہماری پاس چلا آتا پہر ہمکو بتا دیتا

عن الاعمال المقربة الى الله تعالى والمبعدة عنه وكذا العقائد وذلك مما لا مطمع فيه فيكفيك من منفعة العقل
کونسی اعمال اللہ تعالی سی نزدیک کر دیتی ہین اور کونسی دور ڈالدیتی ہین اور ایسی ہی عقاید اور اسکی تو کوئی امید نہین ہی اب عقل کا اتنا فائدہ ہی بہت ہی

ان يهديك الى صدق النبی عليه السلام ويفهمك موارد اشاراته ثم اعزله عن التصرف ولازم الاتباع فلا
کہ تجہکو واسطی تصدیق نبی علیہ السلام کی ہدایت کرتی ہی اور موارد اشارات سمجہا دیتی ہی پہر عقل کو تصرف سی بیکار رکہہ کر اتباع لازم کرلی تیری

تسلم الا به قال بعض العلماء العقل يوصلك الى صدق النبی عليه السلام ثم تتركه وتقتدی بالنبی عليه السلام
سلامتی اسیمین ہی بعضی علماء کہتی ہین عقل تجہکو نبی علیہ السلام کی تصدیق تک پہنچا دیتی ہی پہر تو اوسکو چہوڑ اور افعال اور ترک افعال مین نبی کی

فی افعاله وتركه كالفرس فی سفرك الظاهر فانه يوصلك الى البحر ثم تتركه وتركب فی السفينة وتقتدی بالملاح فی
پیروی کی جیسی گہوڑا ظاہری سفر مین دریا تک پہنچا دیتا ہی پہر تو اوسکو چہوڑ کر کشتی مین سوار ہو جا اور اوسکی چلانی اور ٹہرانی مین ملاح کی پیروی کر

مجريها ومرسيها وقال الشيخ الكلاباذی ان الله تعالى لم يبن امور الدين على عقول العباد ولم يعد ولم يوعد
اور شیخ کلاباذی کہتا ہی کہ اللہ تعالی نی امور دینی کی بنیاد بندوں کی عقلوں پر نہین رکہی ہی اور نہ وعدہ کیا ہی اور نہ وعید

على ما يحتمله عقولهم ويدركونه بافهامهم او يقيسونه بارائهم بل وعد واوعد بمشيته وارادته وامر ونهی
موافق عقلی احتمالات کی کہ اوسکو وہ اپنی فہم اور رای سی سمجہہ لین اور جانچ لین بلکہ وعدہ اور وعید اپنی مشیت اور ارادہ کی موافق اور امر اور نہی

بحكمته وعلمه ولو كان كل ما لا يدركه العقول مردودا لكان اكثر الشرايع مستحيلا على موضوع عقول العباد و
اپنی حکمت اور علم کی مطابق کیا ہی اور اگر جو امر کہ عقل سی دریافت نہین ہو سکتا ہو مردود ہوتا تو اکثر احکام شرعی موافق موضوع عقول عباد کی محال ہو جاتی اور

ذلك ان الله تعالى اوجب الغسل بخروج المنی الذی طاهر عند بعض الصحابة وكثير من فقهاء الامة واوجب غسل
وہ یہہ امور ہین کہ اللہ تعالی نی منی کی نکلنی سی جو کہ نزدیک بعضی صحابہ کی اور اکثر فقہاء امت کی پاک ہی نہانا واجب کیا ہی

الاطراف من خروج الغائط الذی لاخلاف بین الامۃ وسائر من یقوم بہ العقل من غیرھا علی نجاستہ و
اور پاخانہ کی نکلنی سی صرف ہاتہہ پانو وغیرہ اعضاء وضو کا دہونا واجب کیا جسکی نجاست اور پلیدی اور بدبو مین کسیکو امت مین سی

قذارتہ ونتنہ واوجب بریح تخرج من موضع الحدث ما اوجبہ بخروج الغائط الکثیر الفاحش فبای عقل
اور تمام عقلاء ورا امت کو اصلا خلاف نہین ہی اور موضع حدث سی ہوا کی نکلنی پر بہی وہی واجب کیا جو پاخانہ کی نکلنی پر جو نہایت فاحش ہی یا بہت عقل کونسی

تستقیم ھذا وبای رای یجب بمساواۃ ریح لیس لھا عین قائمۃ لما یقوم عینہ ویزید علی الریح نتنا وقذارۃ
سی یہہ درست ہو سکتا ہی اور کونسی رای مین ہوا جسکی کچہہ جسمیت قایم نہین ہی برابر ہو سکتی ہی اوسکی ساتہہ جو مجسم ہی اور ہوا پر باعتبار بدبو اور نجاست کی برتری

واوجب قطع یمین مؤمن بسرقۃ عشرۃ دراھم وعند البعض بثلثۃ دراھم او دون ذلک ثم یسوی بین ھذا القدر
اور دس درہم کی چوری پر اور بعضون کی نزدیک تین درہم کی چوری پر یا اسی کمتر پر مؤمن کا داہنا ہاتہہ کاٹنا واجب کیا ہی پہر اتنی مقدار مال سی بڑہ کر

من المال وبین مائۃ الف دینار ویکون القطع فیھما سواء واعطی الام من ولدھا الثلث ثم ان کان للمتوفی اخوۃ
لاکہہ اشرفی تک وہی داہنا ہاتہہ کاٹنا برابر ہی اور ماکو بیٹا بیٹی کی ترکہ مین سی تہائی دلایا ہی پہر اگر میت کی اونی دو بہائی بہن ہون

جعل لھا السدس من غیر ان یرث الاخوۃ من ذلک المیت شیئا فبای عقل یدرک ھذا الا تسلیما وانقیادا یسرنا
تو ما کی لئی چہٹا حصہ ہی حالانکہ وہ بہائی بہن بہی میت کی کچہہ وارث نہین ہوتی اب یہہ کونسی عقل مین آسکتا ہی بجز تسلیم اور اطاعت کی اٰلٰہی ہمکو

اللہ تعالی بلطفہ وکرمہ تسلیما وانقیادا

المجلس التسعون فی بیان سبق رحمۃ اللہ وغلبتہا علی غضبہ و کماھیتہما

اپنی لطف سی اور کرم سی تسلیم اور اطاعت آسان کر دی نوی مجلس رحمت الٰہی کی سبقت مین اور اوسکی غلبہ مین غضب پر اور دونو کی حقیقت مین

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما قضی اللہ الخلق کتب کتابا فھو عندہ فوق عرشہ ان رحمتی سبقت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا جب اللہ تعالی خلقت کو پیدا کر چکا تو ایک حکم لکہا سو وہ عرش کی اوپر اوسکی پاس ہی بیشک میری رحمت میری غصہ سی

غضبی وفی روایۃ ان رحمتی غلبت غضبی ھذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ ابو ھریرۃ ومعناہ ان اللہ تعالی
سابق ہی اور ایک روایت مین ہی بیشک میری رحمت میری غصہ پر غالب ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ ہین کہ اللہ تعالی

لما خلق الخلق حکم حکما جازما ووعد وعدا لازما ان رحمتہ سبقت وغلبت غضبہ فالرحمۃ عبارۃ عن
جب خلقت کو پیدا کر چکا تو حکم یقینی اور وعدہ ضروری دیا کہ اوسکی رحمت غضب پر سابق اور غالب ہی سو رحمت کیا ہی ارادہ ثواب دینی کا

ارادۃ الاثابۃ للمطیع والغضب عبارۃ عن ارادۃ الانتقام من العاصی فعلی ھذا کان کل واحد منھما صفۃ من
مطیع کو اور غضب ارادہ بدلا لینی کا گنہگار سی اس بیان کی موافق رحمت اور غضب دونو

صفات اللہ تعالی راجعۃ الی الارادۃ ومن المعلوم قطعا ان صفاتہ تعالی کلھا قدیمۃ لا یوصف بعضھا بکونہ
اللہ تعالی کی صفات ہین انجام انکا ارادہ ہی اور یقینی معلوم ہی کہ تمام صفات الٰہی قدیم ہین کوئی کسی پر نہ سابق ہو سکتی ہی

سابقا وغالبا علی الاخر فلزم ان یقال المقصود من ھذا الکلام بیان سعۃ رحمۃ اللہ تعالی وشمولھا علی الخلق
اور نہ غالب اب لاچار قائل ہونا پڑا کہ اسی مقصود بیان کرنا وسعت رحمت الٰہی کا ہی اور اسکا عموم اور شمول خلق پر

لانھا تتعلق بالمطیع والعاصی والصغیر والکبیر واما الغضب فلا یتعلق الا بالعاصی ثم ان قسط الخلق من الرحمۃ اکثر
کیونکہ رحمت مطیع اور گنہگار اور صغیر اور کبیر سب پر ہوتی ہی اور رہا غضب سو فقط عاصی ہی پر ہوتا ہی پہر بیشک رحمت مین سی حصہ خلقت کا زیادہ ہی

من قسطھم من الغضب لانھم ینالون الرحمۃ من غیر استحقاق ولا ینالون الغضب الا باستحقاق فصارت الرحمۃ
بہ نسبت حصہ غضب کی کیونکہ وہ لوگ بدون استحقاق کی بہی رحمت پاتی ہین اور غضب مین بدون استحقاق کی گرفتار نہین ہوتی اب گویا رحمت

کانھا السابقۃ الغالبۃ بالنسبۃ الی الغضب ثم ان الرحمۃ تقتضی دفع المضار عن الغیر وایصال المنافع الیہ وان
غضب سی سابق اور غالب ہی پہر بیشک رحمت غیر سی مضرت دور کرنیکا اور فائدہ پہنچانیکا تقاضا کرتی ہی اگرچہ

كرهتها نفسه وشقت عليها وهذه هي الرحمة الحقيقية الا ترى ان الاب كان من رحمته بولده ان يمنعه عن شهواته
اوسکا نفس پسند نکری اور اوسپر دشوار ہو تو مرتبہ حقیقی رحمت کا ہی کیا تو نہیں جانتا کہ باپ کی رحمت بیٹی کی حق مین یہہ ہکم ہی کہ اوسکو شہوات سی بندکری
ويكرهه على العلم والادب بالضرب وغيره ومتى اهمل ذلك من ولده كان ذلك من عدم رحمته به وان ظن انه من
اور علم ادب مار مار کر سکہاوی اور یہہ طریقہ اگر بیٹی سی موقوف رکہی گا تو یہہ اوسپر بی رحمتی ہی اگرچہ بیٹا یہہ سمجہی
رحمته به فان هذه الرحمة مقرونة بالجهل كرحمة الام ولذلك كان من رحمة الله تعالى بعباده ان يبتليهم
کہ بڑی رحمت ہی کیونکہ یہہ رحمت جہالت کی راہ سی ہی جیسی ماں کی رحمت ایسی ہی رحمت الٰہی بندون پر یہہ ہی کہ اونکو اوامر اور نواہی مین
بالاوامر والنواهي لا لحاجة منه اليهم بما امرهم به ولا لبخل منه عليهم بما نهاهم عنه بل ليهتدوا الى صراط مستقيم
آزماتا ہی کچھ مامور بہ مین اوسکی اللہ تعالیٰ کی کوئی غرض نہین ہی اور نہ ممنوعات مین اوسکی کچھ بخل ہی بلکہ اسلئی کہ سیدہی راہ چلین
ويدخلوا في النعيم المقيم ومن رحمته ايضا انه نغص عليهم الدنيا وكدرها وسلط عليهم البلاء فيها حمية لهم عنها لئلا
اور دائمی عیش مین داخل ہون اور یہہ بہی اوسکی رحمت ہی کہ دنیا کو اونپر کمتر اور مکدر اور بلا اونپر مسلط کر رکہی ہی کہ دنیا سی بچین تا کہ دنیا مین
يطمئنوا بها وبالغوا محبتها وينقطعوا من منازل الاخرة فانه تعالى ساقهم الى تلك المنازل بسياط الابتلاء فمنعهم
باطمینان خاطر ہو کر غایت درجہ کی محبت نکرین اور منازل اخروی سی الگ نہ ہو رہین بیشک اللہ تعالیٰ نی اونکو اون منازل پر ابتلا کی تازیونسی روانہ کیا ہی سو اونکو
ليعطيهم وابتلاهم ليعافيهم واماتهم ليحييهم فان العبد متى ابتلا يضعف سورة نفسه ويذهب صفات بشريته
بند کیا تا کہ عطا کری اور مبتلا کیا تا کہ در گذر کری اور موت دی تا کہ پہر زندہ کری کیونکہ بندہ جب مبتلا ہو جاتا ہی تو اوسکی نفس کی تیزی کہٹ جاتی ہی اور صفات بشری جاتی رہتی ہی
وينقطع عنه مواد الهوى ولذة الدنيا ويتوجه عند كل سراء وضراء الى مولاه ويالف الاقبال عليه ويستوطن
اور مادہ ہوا و ہوس اور دنیا کی لذت منقطع ہو جاتی ہی اور ہر حال خوشی اور رنج مین اپنی مولیٰ کیطرف متوجہ رہتا ہی اور اوسکی طرف توجہ سی الفت پکڑ کر اوسکی سامنی
بالصبر والرضى بين يديه الى ان يرفعه الى درجة الاولياء والاحباب لان البلاء يسبك العبد فكانه تعالى يسبك
صبر اور رضا کو وطن کر لیتا ہی یہان تک کہ اوسکو اولیا اور احباب کی درجہ پر سربلند کر دیتا ہی کیونکہ مصیبت بندہ کو سانچہ مین لوتارتی ہی
عبده المؤمن بنار المحنة والبلاء ليصفيه من كدرات اخلاق البشرية ليصلح لولايته ومحبته وهذا هو السعادة
گویا اللہ تعالیٰ اپنی مؤمن بندہ کو بلا اور محنت کی آگ سی ڈالتا ہی تا کہ اخلاق بشری کی میل سی صاف ہو کر قابل ولایت اور محبت کی ہو جاوی اور سعادت عظمی
العظمى والكرامة الكبرى لكن وقع الجهل من بني ادم وطلبوا السعادة والكرامة بالدين الفاسد والدنيا الفانية وهما
اور کرامت کبری یہہ ہی ہی لیکن بنی آدم سی بڑی جہالت ہوی کہ اونہون نی سعادت اور کرامت دین فاسد اور دنیا فانی کی وسیلہ سی طلب کی اور یہہ دونو
في الحقيقة ضد مطلوبه ففاتهم مطلوبهم من حيث قصدوه ووقعوا في الالم من حيث اجتنبوه وذلك لان الاعمال التي
حقیقت مین مطلوب کی ضد ہین سو اونکا مطلوب جس راہ سی طلب کیا تہا فوت ہو گیا اور بچتی ہوئی الم مین آپڑی اور یہہ اسواسطی کہ لوگ جو اعمال
يعملها الناس اما ان يتخذوها دينا اولا وما يتخذوها دينا اما ان يكون دينا حقا اولا فالنعيم المقيم لا يكون الا في الدين
کرتی ہین یا تو اوسکو دین سمجہتی ہین یا نہین سمجہتی اور جسکو دین سمجہتی ہین یا وہ دین حق ہوتا ہی یا دین حق نہین ہوتا سو عیش دائمی تو صرف دین حق ہی مین ہوتی ہی
الحق فاهله هم اصحاب النعيم المقيم كما اخبر الله تعالى به في كتابه في مواضع عديدة من جملتها قوله تعالى في حق المتقين
اور اہل دین حق کی وہ ہی اصحاب عیش دائمی کی ہین چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مین کئی جگہ اسکی خبر دیتا ہی انمین سی ایک یہہ آیت ہی پرہیزگار ہدایت والون کی حق مین
المهتدين اولئك على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون وقوله تعالى فمن اتبع هداي فلا يضل ولا يشقى وقوله تعالى
اونہون نی پائی ہی راہ اپنی رب کی اور وہ ہی مراد کو پہنچی اور یہہ آیت پہر جو چلا میری بتائی راہ نہ وہ بہکیگا نہ وہ تکلیف مین پڑیگا اور یہہ آیت
فمن تبع هداي فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون وقوله تعالى ان الابرار لفي نعيم وان الفجار لفي جحيم والقران مملوء بعد
تو جو کوئی چلا میری بتائی پر نہ ڈر ہوگا اونکو اور نہ اونکو غم اور یہہ آیت بیشک نیک لوگ ہین آرام مین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین اور قرآن اس وعدہ

النعیم المقیم لاهل الهدایة والعمل الصالح فی الاخرة وبوعد الجحیم لاهل الضلالة والعمل السیئ فیها وذلك مما
اور وعید سی پر ہی کہ آخرت مین ہدایت اور نیک اعمال والون کی لئی عیش دائمی ہی اور گمراہون اور بدکارون کی واسطی دوزخ ہی اور اسی مضمون پر
اتفق علیه الرسل من اولهم الی اخرهم واما المصائب التی تصیبهم فی الدنیا فان لم یکن لهم ذنب تکون تلك
تمام رسل اول سی آخر تک متفق ہین اور رہی وہ مصیبتین جو دنیا مین پڑ جاتی ہین اگر وہ خطا کی ہین تو اون مصائب سی عقبی
المصائب لرفع الدرجات فی العقبی علی ما جاء فی الحدیث ان الرجل لتکون له عند الله منزلة فما یبلغها بعمله
مین رفع درجات ہو دیگا چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ بعضی شخص کا اللہ کی ہان مرتبہ ہوتا ہی اور وہ بذریعہ عمل کی حاصل نہین کر سکتا
فما یزال الله تعالی یبتلیه بما یکره حتی یبلغه ایاها والاحادیث فی هذا المعنی کثیرة وان کان لهم ذنب تکون
پہر اللہ تعالی ہمیشہ اوسکو مکروہات مین مبتلا رکہتا ہی آخر وہ درجہ لیلیتا ہی اور اس مضمون کی حدیثین بہت ہین اور اگر وہ لوگ خطاوار ہین تو وہ
تلك المصائب بسبب ذنوبهم کما قال الله تعالی وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم فتکون تلك
مصیبتین اونکی گناہون کا وبال ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی پہر وہ مصیبتین
المصائب کفارة لذنوبهم علی ما روی عن ام المؤمنین عائشة انه علیه السلام قال اذا کثر ذنوب العبد
اونکی گناہ صاف کر دیتی ہین موافق روایت ام المؤمنین عائشہ کی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب آدمی کی گناہ بڑہ جاتی ہین
ولم یکن له ما یکفرها ابتلاه الله تعالی بالحزن لیکفرها وفی حدیث اخر رواه ابو هریرة انه علیه السلام قال
اور کفارہ ہوتا نہین تو اللہ تعالی غم مین مبتلا کر دیتا ہی تاکہ گناہون کو صاف کر دی اور ایک اور حدیث مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا
لا یزال البلاء بالمؤمن والمؤمنة فی نفسه وماله وولده حتی یلقی الله تعالی وما علیها من خطیئة الا ان البعض
ہمیشہ مؤمن مرد اور مؤمن عورت پر بلا نازل رہتی ہی جان پر اور مال پر اور اولاد پر یہان تک کہ اللہ تعالی کی ہان صاف ہو کر چلا جاتا ہی اوسکی ذمہ کوئی گناہ
منهم مع کونه متلوثا بالاثام یظن انه قائم علی الدین الحق بالتمام ویتهم ربه لجهله ولا یعلم احسانه الیه
نہین ہوتا لیکن بعضی لوگ با وجودیکہ گناہون مین آلودہ ہوتی ہین پہر گمان پکاتی ہین کہ ہم دین حق پر خوب قایم ہین اور اپنی جہالت سی رب پر تہمت لیتی ہین یہہ نہین جانتی
ویقول اذا اصابه نوع من البلاء یا رب ما ذنبی حتی فعلت بی هذا ویعتقد ان السلامة والراحة فی الدنیا للصالحین
کہ اوسکا کتنا احسان ہی اور جب اوسپر کسیطرح کی بلا آتی ہی تو کہتا ہی الہی میری کیا خطا ہی جو تو نی میری ساتہہ ایسا کیا اور یون سمجہہ رہا ہی کہ دنیا مین سلامتی اور آرام
والمحنة والمشقة فیها للطالحین ویعتمد علی ذلك الاعتقاد وذلك الاعتقاد فتنة عظیمة صدت کثیرا من الخلق
صلحا کی لئی ہی اور محنت مشقت بدکارون کی ہی اور اسی پر بہروسہ کئی ہوئی ہی اور ایسا اعتقاد بڑا ہی فتنہ ہی اس فتنہ نی بہت خلقت کو دین حق پر قایم رہنی سی
عن القیام علی الدین الحق واصله الجهل بحقیقة الدین الحق ومن هذا الجهل یتولد الاعراض عن القیام علی
بند کر دیا ہی اور اصل مین یہہ جہالت ہی کہ دین حق کی حقیقت نہین جانتا اور اس جہالت سی بہت ایسی غفلتین پیدا ہوتی ہین جنکی ماری دین حق پر
الدین الحق حتی فسد بذلك الاعتقاد کثیر من عابد جاهل لا بصیرة له فی امور الدین وناسك منتسب الی
قایم نہین رہتا یہان تک کہ اس اعتقاد سی بہت جہال عابد بگڑ گئی جنکو امور دین مین کچہہ سمجہہ نہ تہی اور بہت پرہیزگار نام کی عالم جنکو
العلم لا معرفة له بحقائق الدین اذ من المعلوم قطعا ان العبد وان کان مؤمنا بما جاء به النبی علیه السلام
حقایق دین سی کچہہ معرفت نہ تہی اسواسطی کہ اتنی بات یقینا معلوم ہی کہ آدمی اگرچہ احکام شرعی نبی کی لائی ہوئی پر ایمان لایا ہو
الا انه محتاج الی ما لا بد له منه من جلب النفع ودفع الضر واذا اعتقد ان القیام علی الدین الحق ینافی ذلك ومن یتمسك
مگر وہ اپنی ضروریات کا محتاج ہوتا ہی نفع اوٹہانا اور نقصان دفع کرنا اور جب یہہ اعتقاد کریگا کہ دین حق پر قایم ہونا اسکی برخلاف ہی اور جسنی دین حق کا
به یتعرض بما لا یقدر علیه من البلاء ویفوته حظوظه ومنافعه العاجلة ویلزم من ذلك اعراضه عن حال
تمسک کیا تو نشانہ ایسی بلا کا ہوگا جسکی طاقت نہو اور اوسکو منفعت حالی سی کچہہ بہرہ نہو گا تو اس سی لازم آتا ہی کہ وہ مقرب لوگ گذری ہوون کی حال پر

السابقين المقربين بل عن حال المقتصدين اصحاب اليمين بل دخوله في زمرة الظلمين بل في زمرة المنافقين حتى
متوجہ نہو بلکہ راہ راست والون کی حال پر بہی جو داہنی ہاتہ والی ہین بلکہ لازم آتا ہی کہ ظالمون کی زمرہ مین داخل ہو بلکہ منافقون مین یہان تک
يسمع من بعضهم يقول اذا تبت الى الله تعالى وعملت عملا صالحا يضيق رزقي ويكدر معيشتي واذا رجعت الى
کہ سنا گیا ہی کہ بعضی یون کہتی ہین کہ جب مین اللہ کیطرف رجوع اور اعمال نیک کرتا ہون تو میری روزی تنگ اور عیش بی لذت ہوتا ہی اور اگر معصیت پہ
المعصية واعطيت نفسي مرادها يتسع رزقي ويحسن معيشتي وهذا من جهله بدين الله ووعده ووعيده وما
ہٹکر نفس کی مراد ہوا ہوس پوری کرتا ہون تو رزق فراخ اور معیشت درست ہوجاتی ہی اور یہہ اسلئی کہ اللہ کی دین کو اور اوسکی وعدہ اور وعید کو نہین جانتا
معه من الدين الحق حيث يظن انه قائم على الدين الحق ويفعل ما امر به ويترك ما نهي عنه مع انه كثيرا ما يترك
اور نہ اپنی دین کو جانتا ہی کیونکہ یہہ خیال کر رہا ہی کہ مین دین حق پہ قایم ہون اور مامور بہ پر عمل اور منہیات کو ترک کرتا ہون باوجودیکہ اکثر اوقات بہتیری ایسی
كثيرا من الامور الواجبة عليه لعدم علمه بها ولا بوجوبها فيكون من اهل التقصير في العلم بل كثيرا ما يتركها بعد العلم
امور جو اوسپر واجب ہوتی ہین بی علمی مطلق سی یا غیر واجب سمجہہ کر ترک کر دیتا ہی سو علم کی باب مین صاحب تقصیر ہو جاتا ہی بلکہ اکثر امور واجبہ جان بوجہہ کر
بها وبوجوبها اما كسلا وتهاونا او لنوع من التاويل الباطل او لظنه انه مشتغل بما هو اهم منها او لغير ذلك
ترک کرتا ہی یا تو ماری سستی اور کاہلی کی یا کوئی جہوٹا بہانہ کرکی یا اوس وہم سی کہ ہم اوس سی بہی ضروری کار مین لگ رہی ہین یا اور کسی وہم سی
بل كثيرا ما يتعبد لله تعالى بترك ما هو واجب عليه من الامر بالمعروف والنهي عن المنكر مع قدرته عليه ويزعم
بلکہ اکثر اوقات اللہ کی عبادت کرتا ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو جو اوسکی زمہ واجب ہی قدرت ہوتی سواتی ترک کر دیتا ہی اور کہتا یون ہی
انه متقرب الى الله تعالى بترك ما لا يعنيه ويظن انه قائم على الدين الحق ولا يعلم انه من امقت الخلق الى
کہ ہم بیہودہ امور کو ترک کرکر قربت الٰہی پیدا کرتی ہین اور خیال یہہ کر رہا ہی کہ دین حق پر قایم ہون اور یہہ خبر ہی نہین کہ خدا تعالی کا سب سی زیادہ مردود
الله تعالى وابغضهم له بل كثيرا ما يتعبد لله تعالى بما حرمه الله تعالى عليه ويعتقد انه طاعة وعبادة وحاله
اور سب سی زیادہ مبغوض ہی بلکہ اکثر اوقات حرام کو عمل مین لاکر عبادت الٰہی کرتا ہی اس اعتقاد پہ کہ یہہ طاعت اور عبادت ہی اب اسکا حال
في ذلك شر من حال من يفعل ذلك ويعتقد انه معصية وذنب كاصحاب التغني الذين يتقربون الى الله تعالى
اوس شخص سی بدتر ہی جو حرام کو گناہ اور معصیت سمجہکر کرتا ہی جیسی کہ بعضی پیر زادہ مزامیر سنکر خدا کی قربت چاہتی ہین
ويظنون انهم اولياء الله تعالى واحباؤه وكثير من الناس اذا غلب عليه عدوه وهو عند نفسه من الصالحين
اور گمان کر رہی ہین کہ ہم خدا کی دوست اور محبوب ہین اور اکثر لوگ جب اونپر دشمن غالب ہوجاتا ہی اور وہ اپنی گمان مین صالح ہین
وعدوه من الفاسقين وفي ظنه انه من كل وجه محق ومظلوم وعدوه باطل وظلوم يقول ان اهل الحق في
اور اونکا دشمن فاسق ہی اور اپنی گمان مین بہرحال حق پر ہین اور مظلوم ہین اور دشمن باطل پر ہی اور ظالم ہی تو کہتی ہین کہ حق والی دنیا مین
الدنيا مغلوب ومقهور واهل الباطل مرفوع ومنصور مع ان الامر في الحقيقة ليس كذلك بل قد يكون معه
مغلوب اور مقہور ہی ہوتی ہین اور اہل باطل سربلند اور فتحیاب ہوتی ہین باوجودیکہ حقیقت مین حال یون نہین ہی بلکہ کبہی وہ خود ہی
نوع من الظلم والباطل ومع عدوه نوع من الحق والعدل الا ان الانسان لكونه مجبولا على حب نفسه وعلى
کچہہ نہ کچہہ ظلم اور باطل پر اور اوسکا دشمن ایک طرح کی حق اور عدل پر ہوتا ہی لیکن آدمی اپنی محبت اور دشمن کی عداوت پیدایشی رکہتا ہی
بغض خصمه لا يرى الا محاسن نفسه ومساوي خصمه بل قد يشتد حبه لنفسه حتى يرى مساويها محاسن
پہر اسکو بجز اپنی خوبیون اور دشمن کی برائیون کی کچہہ نہین سوجہتا بلکہ بعضی دفعہ اپنی محبت اتنی بڑہ جاتی ہی کہ اپنی برائیون کو بہی حسنات سمجہتا ہی
ويشتد بغضه لخصمه حتى يرى محاسنها مساوي وهذا من جهله المقرون بالظلم والهوى وبعدم علمه بوعد
اور دشمن کی عداوت اتنی ہوجاتی ہی کہ اوسکی خوبیون کو بہی برا جانتا ہی اور یہہ جہالت اوسکی ظلم اور ہوا پرستی ملی ہوئی ہی اور اللہ تعالی کی وعدہ

الله تعالى ووعيده وما معه من الدين الحق فانه تعالى قد ضمن فی كتابه نصر دينه الحق والقائمين به علما
اور وعیدکا اور اپنی دین حق کا علم نہین ہی بیشک اللہ تعالی اپنی کتاب مین دین حق کی اور جو دین پر باعتبار علم اور عمل کی قایم ہین انکی امداد کا ضامن
وعملا ولم يضمن نصر الباطل ولو اعتقد صاحبه انه على الحق وكذا كل من العزة والرفعة انما يكون لاهل
ہولیاہی اور باطل کا مددگار نہین ہی اگرچہ باطل والا اپنی تئین حق پر جانا کری اور ایسی ہی تمام عزت اور رفعت واسطی دینداروں کی ہی
الدين الذى به بعث الله رسله وانزل كتبه كما قال الله تعالى ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين وقال
جسکی واسطی اللہ تعالی نی رسول بہیجی اور کتابین اوتارین چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور زور اللہ کا ہی اور اوسکی رسول کا اور ایمان والون کا اور فرمایا
الله تعالى وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين فللعبد من العزة والرفعة بحسب ما معه من الايمان وحقائقه
اللہ تعالی نی اور تم ہی غالب رہوگی اگر تم ایمان رکہتی ہو سو آدمی کی لئی عزت اور رفعت وتنی ہوتی ہی جتنا باعتبار علم اور عمل کی اوسکا ایمان
علما وعملا فاذا فاته حظ من العزة والرفعة ففى مقابلة ما فاته من حقايق الايمان علما وعملا وكذا النصر
اور ایمانی حقایق ہوتی ہین پہر اگر اوسکی عزت اور رفعت کچہہ کہٹ جاتی ہی سو وتنی ہی جو اوسکی ایمان مین باعتبار علم اور عمل کی فرق آتا ہی اور ایسی ہی پوری
التام والتائيد الكامل انما يكون لاهل الايمان الكامل وقد يقع الغلط فی كثير من الناس ويعتقد انه تعالى
امداد اور کامل تائید اوسہی کی ہی کہ جسکا ایمان کامل ہی اور بیشک اکثر لوگون کو غلطی ہو جاتی ہی کہ یہہ اعتقاد کرتا ہی کہ اللہ تعالی
لا يؤيد صاحب الدين الحق ولا ينصره ولا يجعل له العافية فى الدنيا بوجه من الوجوه بل يعيش فيها طول
دین حق والی کی نہ تائید کرتا ہی اور نہ نصرت اور نہ اوسکو کسیطرحکا دنیا مین ارام دیتا ہی بلکہ دنیا مین تمام عمر
عمره مظلوما مقهورا مع امتثاله بما امر به ظاهرا وباطنا وانتهائه عما نهى عنه ظاهرا وباطنا ويظن ان
مظلوم اور مغلوب رہتا ہی باوجودیکہ ماموربہ کی ظاہر و باطن مین اطاعت کرتا ہی اور منہیات سی بظاہر اور باطن مین بچتا ہی اور یہہ خیال کرتا ہی
اهل الدين الحق يكونون فى الدنيا اذلاء مقهورين فاذا ذكر لهما وعده فى القران يقول هذا فى الاخرة فقط ولا يثق
کہ دین حق والی دنیا مین خوار اور مغلوب ہی ہوتی ہین اور جب اوسکی سامنی قرآن کا وعدہ بیان کرو تو کہنی لگی یہہ صرف آخرت ہی مین ہی اور اللہ کی وعدہ
بوعد الله تعالى بنصر دينه واهله فى الدنيا والاخرة وهذا من سوء الفهم لانه تعالى بين فى كتابه انه ينصر
پر یقین نہین کرتا کہ اپنی دین اور دینداروں کا دنیا اور آخرت دونون مین مددگار ہی اور یہہ اوسکی نافہمی ہی کیونکہ اللہ تعالی نی اپنی کتاب مین بیان فرمایا ہی کہ
المؤمنين فى الدنيا والاخرة قال انا لننصر رسلنا والذين امنوا فى الحيوة الدنيا ويوم يقوم الاشهاد وقال تعالى
کہ مؤمنون کی دنیا اور آخرت مین مدد کریگی فرمایا ہم مدد کرتی ہین اپنی رسولون کی اور ایمان والون کی دنیا کی جیتی اور جب کہڑی ہونگی گواہ اور فرمایا اللہ تعالی نی
ولو قاتلكم الذين كفروا لولوا الادبار ثم لا يجدون وليا ولا نصيرا سنة الله التى قد خلت من قبل ولن تجد
اور اگر لڑتی تمسی کافر تو پہیرتی پیٹہہ پہر نہ پاوینگی حمایتی نہ مددگار [illegible]
لسنة الله تبديلا وهذا خطاب للمؤمنين القائمين بحقائق الايمان ظاهرا وباطنا وقال الله تعالى
رسم اللہ کی بدلتی اور یہہ خطاب اون مؤمنون کو ہی جو حقائق ایمان پر ظاہر و باطن مین قایم ہین اور فرمایا اللہ تعالی نی
والعاقبة للمتقين والمراد بالعاقبة العاقبة فى الدنيا قبل الاخرة لانه تعالى ذكر ذلك فى سورة الاعراف حكاية عما
اور آخر بہلا ہی ڈروالون کا اور مراد عاقبت سی دنیا کا انجام ہی آخرت سی پہلی اسلئی کہ اللہ تعالی نی اسکو سورۂ اعراف مین موسی علیہ السلام کی
قال موسى النبى عليه السلام لقومه استعينوا بالله واصبروا ان الارض لله يورثها من يشاء من عباده
زبانی قوم کی لئی بیان فرمایا ہی مدد مانگو اللہ سی اور ثابت رہو زمین ہی اللہ کی اوسکا وارث کری جسکو چاہی اپنی بندون مین سی
والعاقبة للمتقين بل ذكر مثل ذلك فى سورة هود بعد قصة نوح النبى عليه السلام ونصره على قومه
اور آخر بہلا ہی ڈروالون کا بلکہ ایسا ہی سورۂ ہود مین بعد قصۂ نوح علیہ السلام کی اونکی قوم پر نصرت کرکر فرمایا ہی

فقال تلک من انباء الغیب نوحیہا الیک ما کنت تعلمہا انت ولا قومک من قبل ھذا فاصبر ان العاقبۃ
یہہ بعضی چیزین ہین غیب کی کہ ہم بہیجتی ہین تیری طرف انکو جانتا نتہا تو اور نہ تیری قوم اسی پہلی سو تو ٹہرا رہ البتہ آخر بہلا ہی

للمتقین فیکون المعنی ان عاقبۃ النصر تکون لک ولمن تبعک کما کانت لنوح النبی علیہ السلام ولمن تبعہ و
ڈرنیوالون کا سو اب معنی یہہ ہونگی کہ آخر کو نصرت تیری اور تیری ساتہیونکی لئی ہی جیسی نوح علیہ السلام کی اور اوسکی ساتہیون کی ہوئی تہی اور

قال تعالی وکان حقا علینا نصر المؤمنین وقال تعالی فایدنا الذین امنوا علی عدوھم فاصبحوا ظاھرین فمن نقص
فرمایا اللہ تعالی نی اور حق ہی ہمپر مدد ایمان والون کی اور فرمایا اللہ تعالی نی پہر زور دیا ہمنی اونکو جو یقین لائی تہی اونکی دشمنون پر پہر ہوری غالب پہر جسکی

عملہ بمقتضی الایمان ینقص نصیبہ من النصر والتائید ولھذا قیل ما اصاب العبد من مصیبۃ فی نفسہ او
اعمال مقتضای ایمان سی کمتر ہوتی ہین اوسکا حصہ بہی نصر اور تائید کا کمتی ہوجاتا ہی اسی لئی کہا گیا ہی کہ آدمی پر جو مصیبت آتی ہی جان پر یا

مالہ او بغلبۃ العدو علیہ فانما ھو بذنوبہ اما بترک واجب او فعل محرم ثم ان ھہنا امورا لا بد من معرفتہا
مال پر یا دشمن کی غلبہ سی تو یہہ بسبب گناہون کا وبال ہی یا تو واجب ترک ہوتا ہی یا حرام عمل مین آتا ہی پہر یہان کئی بات ہین سمجہنی چاہئین

الاول ان ما یصیب الانسان فی بعض الازمان من غلبۃ العدو علیہ وایذائہ لہ فامر لازم للطبیعۃ البشریۃ
اول یہہ کہ آدمی پر بعضی وقت جو مصیبت آتی ہی دشمن کا غلبہ اور اوسکی ایذا دہی سو یہہ بات موافق ارادۂ الہی اور حکمت ربانی کی

والنشاۃ الانسانیۃ بالارادۃ الالھیۃ والحکمۃ الربانیۃ کالحر الشدید والبرد القوی والامراض والھموم و
طبیعت بشری اور عادات انسانی کی لوازم سی ہی جیسی گرمی کی شدت اور جاڑی کی ٹہر اور بیماریان اور غم و غصہ

الغموم اللاحقۃ لہ حتی الاطفال والبہائم فلو تجرد الخیر عن الشر والنفع عن الضر واللذۃ عن الالم لکان ھذا
جو آدمی پر گذرتا ہی یہان تک کہ بچون اور جانورون پر پہر اگر خیر شر سی اور نفع ضر سی اور لذت الم سی خالی او صاف ہو جاتی

العالم عالما اخر غیر ھذا العالم ونشأۃ اخری غیر ھذہ النشأۃ والثانی ان الانسان مدنی بالطبع لا یمکنہ ان
تو یہہ عالم اور ہی عالم ہوجاوی یہہ عالم نرہی اور پیدایش اور ہوجاوی سوا اس پیدایش کی اور دوسری بات یہہ ہی کہ آدمی مل بسار ہوتا ہی آبادی

یعیش وحدہ بل لا بد لہ ان یعیش مع الناس وللناس ارادات واعتبارات یطلبون منہ ان یوافقہم علیہا
زندگی نہین کرسکتا بلکہ اوسکو ضرور ہی کہ آدمیون کی ساتہہ رہا کری اور اون لوگون کی کچہہ کچہہ ارادی اور اعتبارات ہوتی ہین کہ اوسکو اپنی موافق

وان لم یوافقہم یؤذونہ ویعذبونہ وان وافقہم وکان موافقتہ ایاھم علی باطل یحصل لہ العذاب والالم من
کیا کرتی ہین اور اگر موافق نہو تو ایذا دیتی ہین اور ستاتی ہین اور اگر اونسی موافق ہوا اور وہ موافقت باطل پر ہوئی تو اوسکو اور طرح کا عذاب اور الم ہووی گا

وجہ اخر ولا ریب ان الم المخالفۃ لھم فی باطلہم اسہل من الالم المرتب علی موافقتہم فالم یسیر یعقبہ لذۃ
اور آپین کچہہ شک نہین ہی کہ باطل مین مخالفت کا الم اوس الم سی بہت سہل ہی کہ اونکی موافقت سی ہووی گا پس تہوڑا سا الم کہ اوسکی پیچہی بڑی لذت

عظیمۃ دائمۃ اولی بالاحتمال من لذۃ یسیرۃ یعقبہا الم عظیم دائم والثالث ان البلاء الذی یصیب
دائمی ہووی اوٹہانا اولی ہی بہ نسبت ایسی تہوڑی سی لذت کی کہ اوسکی بعد بڑا الم دائمی ہووی تیسری بات یہہ ہی کہ آدمی پر حق کی راہ مین گذرتی ہی

الانسان فی طریق الحق لا یخلو اما ان یکون فی نفسہ او مالہ او عرضہ او اھلہ واشد ھذہ الاقسام ما کان
اس حال سی خالی نہین ہی کہ اوسکی جان پر ہووی یا اوسکی مال پر یا آبرو پر یا اہل پر اور قسمون مین سی بڑی سخت وہ ہی

فی نفسہ وغایتہ ان یقتل ویکون شہیدا وھذا اشرف الموتات واسہلہا لان الشہید لا یجد من الالم الا
جو جان پر ہووی اور اوسکا انجام یہہ ہی کہ مارا جاوی اور شہید ہوجاوی اور یہہ موت سب موتون مین اشرف ہی اور سب سی سہل اسلئی کہ شہید کو اتنا ہی الم ہوتا ہی

مثل القرصۃ ولیس فی قتل الشہید الم زائد علی ما ھو المعتاد لبنی ادم عند موتہم علی فرشہم ولا موت مقدم علی
کہ جیسی چیونٹی کاٹی یا چٹکی لو اور شہید کی قتل مین کوئی الم زیادہ اسی نہین ہوتا جو بنی آدم کی لئی بستر پر مرنی کی دستور ہی اور کوئی موت جلد مرنی کی یہ تقدیم نہین

اجله لان المسطور فی الکتب الکلامیة ان المیت مقتول باجله فمن فر من الموت او من القتل وظن انه
سلئی کہ عقائد کی کتابون مین یہہ لکہا ہوا ہی کہ مقتول اپنی اجل پر مرتا ہی پہر جو شخص موت سی یا قتل سی بہاگی اس خیال پر کہ بہاگنی سی عمر دراز

بفراره یطول عمره ویتمتع بالعیش الکثیر فقد کذبه الله تعالی فی هذا الظن وقال قل لن ینفعکم الفرار ان فررتم
ہوگی اور خوب عیش اوڑاوٗن گا تو اللہ تعالی اوسکو اس خیال مین جہٹلاتا ہی تو کہہ ہرگز نہ فائدہ دیگا تمکو بہاگنا اگر بہاگو گی

من الموت او القتل واذا لا تمتعون الا قلیلا فانه تعالی بین فی هذه الآیة ان الفرار من الموت او القتل لا ینفع
مرنی سی یا ماری جانی سی اور پہر بہی پہل نہ پاوٗ گی مگر تہوڑی دلون پس اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان کردیا کہ موت یا قتل سی بہاگنا کچہہ فائدہ نہین دیتا

الا قلیلا اذ لا خلاص لاحد من الموت بل لا بد له منه فیفوته بهذا الفرار ما هو خیر له منه من الحیوة الابدیة
مگر کچہہ تہوڑا کیونکہ موت سی کسیکو مخلصی نہین ہی بلکہ موت ضرور ہی سو اس بہاگنی مین جو موت سی بہتر ہی اتہہ سی جاتی رہتی ہی یعنی ہمیشہ کی زندگی

التی تحصل للشهید عند ربه فان من اختار فی الدنیا الراحة علی التعب فی سبیل الله اتعبه الله تعالی اضعاف
کہ رب کی یہان شہید کو ملتی ہی بیشک جو شخص دنیا کا آرام پسند کرتا ہی اللہ کی رستی کی محنت پر تو اللہ تعالی اوسکو کئی گونہ زیادہ محنت دیتا ہی

ما ناله فی غیر سبیل الله تعالی الا تری ان ابلیس لما امتنع من السجود لآدم النبی علیه السلام فرارا من الخضوع له
جو اور رستہ مین اوٹہاتا ہی کیا نہین دیکہتا کہ ابلیس نی جو آدم نبی علیہ السلام کی سجدہ سی ذلت سی بچنی کو باز رہا تو اللہ تعالی نی اوسکو

جعله الله تعالی اذل الاذلین وصیره خادم الفساق ذریته وفجارهم الی یوم الدین وکذلک کل من یمتنع
سب سی زیادہ خوار کر کر قیامت تک آدم کی ذریت مین ہی فساق اور فجار کا خادم بنا دیا اور ایسی ہی جو شخص اپنی ذات کو

ان یذل نفسه لله تعالی ویتعب بدنه فی طاعته ومرضاته لا بد ان یذل لمن کان اظلم خلق الله تعالی
ذلیل کرنی سی واسطی اللہ کی اور بدن کو اللہ کی طاعت اور مرضی کی محنت اوٹہانی سی بچاوی تو ضرور ہی کہ وہ شخص ایسی کی سامنی ذلیل ہو کہ تمام خلق اللہ مین

وافسدهم ویتعب نفسه وبدنه فی طاعته ومرضاته عقوبة له من الله تعالی ولذلک قال بعض العارفین
ظالم اور مفسد ہو اور بسبب عقوبت الٰہی کی اوسکی جان اور بدن اوسہی کی طاعت اور مرضی کی محنت مین مبتلا ہی اور اسہی لئی بعضی عارف کہتی ہین جو شخص

من لم یعبد الحق اختیارا یعبد الخلق اضطرارا فینعزل عن خدمة الخالق الی خدمة المخلوق فعلی هذا کان
اپنی اختیار سی حق کی بندگی نہین کرتا تو وہ لاچار ہو کر خلق کی بندگی کرتا ہی پس خالق کی خدمت سی معزول ہو کر مخلوق کی خدمت کرنی لگتا ہی اس بیان کی موافق

الواجب علی العبد ان یشتغل بعبادة الله تعالی وطاعته ویترک الاعتراض علیه ویرضی بقضائه فی کل ما
آدمی پر واجب ہی کہ اللہ تعالی کی عبادت اور طاعت کیا کری اور کسیطرحکا اعتراض نکری اور اوس حکم پر راضی رہی اوسکی یہان سی جو

جاء من عنده من النفع والضر والصحة والمرض والمنع والعطاء والالم والاذی ویلاحظ قوله تعالی عسی ان تکرهوا
آوی نفع یا نقصان صحت یا مرض روک یا بخشش الم یا تکلیف اور اس آیت کا مضمون کو لحاظ کری شاید تمکو

شیئا وهو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وهو شر لکم والله یعلم وانتم لا تعلمون ویتیقن انه تعالی ارحم بعباده من
بری لگی ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمکو اور شاید تمکو خوش لگی ایک چیز اور وہ بری ہو تمکو اور اللہ جانتا ہی اور تم نہین جانتی اور یقین کرجانی کہ اللہ تعالی اپنی بندون پر اس سی زیادہ

الوالدة بولدها وانه تعالی اعلم بمصلحته من نفسه ثم اذا ظهر عطاء یشکر الله تعالی واذا وقع بلاء یحاسب نفسه
رحمت والا ہی کہ ما اپنی اولاد پہ اور اللہ تعالی اوسکی مصلحت کو اوس سی زیادہ جانتا ہی پہر اگر عطا ظاہر ہوئی تو اللہ کا شکر بجالاوی اور اگر بلا آوی تو اپنا حساب لیوی

فیما صدر منها حتی استحق ذلک اذ قال الله تعالی وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر
کہ ایسی کیا خطا ہوئی کہ جسمین اس بلا کا سزاوار ہوا کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہاری ہاتہون نی اور معاف کردیتا ہی

فانه تعالی بین فی هذه الآیة ان ما اصاب العبد من مصیبة ای مصیبة کانت فهی بسبب ذنوبه التی اکتسبها
بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین یہہ بیان فرمایا کہ آدمی پر جو مصیبت آتی ہی کوئی مصیبت ہو سو وہ گناہون کا وبال ہی جو آپ کمائی ہین

بنفسه

بنفسه والله تعالی یعفو عن کثیر منها فلا یعاقب علیها فی الدنیا واما فی العقبی فهو فی مشیة الله تعالی

اور الله تعالی بہتیری گناہ معاف کردیتا ہی سو اونپر دنیا مین عذاب نہین کرتا اور عقبی مین اگر توبہ نہین کی تو مشیت الہی مین ہی

ان لم یتب عنها فانه تعالی ان شاء یعفو عنه ویدخله الجنة بلا عذاب وان شاء یعذبه فی جهنم

بیشک الله تعالی چاہی معاف کرکر بلا عذاب جنت مین داخل کردی اور چاہی گناہون کی موافق دوزخ مین عذاب دیوی

بقدر ذنوبه ثم یخرجه منها ویدخله الجنة قال علی للمؤمن عند الله تعالی خمس نقمات فاولها المرض

پہر دوزخ سی نکال کر جنت مین داخل کری حضرت علی کہتی ہین مؤمن کی حق مین الله تعالی کی ہان پانچ عقوبت ہین پہلی تو دکہہ

ثم المصائب فان کانت ذنوبه اکثر من ذلك یعذب فی قبره فان کانت اکثر من ذلك یحبس علی الصراط وان

پہر مصیبتین پہر اگر اسکی گناہ اس سی بہی زیادہ ہوئی تو گور مین عذاب ہوگا پہر اگر اس سی بہی زیادہ ہین تو پلصراط پر رکیگا اور اگر

کان اکثر من ذلك یعذب فی جهنم علی قدر ذنوبه ثم یخرج منها بالتوحید المجلس الحادی والتسعون

اس سی بہی زیادہ ہین تو گناہون کی موافق دوزخ مین رہ کر پہر توحید کی برکت سی نکلیگا اکیانوین مجلس

فی بیان ان الشیطن یجری من الانسان مجری الدم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم

اس بیان مین کہ شیطان انسان کی اندر مثال خون کی پہرتا ہی رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا

ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواته ام المؤمنین صفیة

بیشک شیطان انسان کی اندر خون کی مثال پہرتا ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ام المؤمنین صفیہ کی روایت سی

والمراد بالشیطان ههنا وسوسته لا نفسه فی المجری یحتمل ان یکون اسم مکان فیکون المعنی ان کید

اور شیطان سی مراد اسجگہہ شیطانی وسوسہ ہی عین شیطان نہین ہی پس اب لفظ مجری مین احتمال ہی کہ اسم ظرف ہووی اب معنی یون ہوجاینگی کہ

الشیطن ووسوسته یجری فی الانسان جریان الدم فان الدم کما یجری فی اعضاء الانسان من غیر احساس الانسان

کہ شیطان کا مکر اور وسوسہ انسان مین لوہو کی طرح پہرتا ہی بیشک لوہو جیسی انسان کی اعضا مین پہرتا ہی اور آدمی کو اوسکی خبر نہین ہوتی

بجریانها فکذلك وسوسة الشیطن تجری فی اعضاء الانسان من غیر احساس الانسان بجریانها وقیل یجوز

ایسی ہی شیطانی وسوسہ انسان کی اعضا مین پہرتا ہی اور آدمی کو خبر نہین ہوتی اور کوئی کہتا ہی کہ جایز ہی

ان یراد بالشیطان نفسه لا وسوسته فانه لکونه غیر کثیف لا یبعد ان یجری فی عروق الانسان لان غیر

کہ عین شیطان مراد لیں وسوسہ نہ مراد لیں اسلئی کہ شیطان مادی جو نہین ہی تو کیا تعجب ہی کہ انسان کی رگون مین پہرتا ہو اسلئی کہ بی مادہ شئی

الکثیف یدخل فی الکثیف کالهواء النافذ فی البدن فیجری الشیطن فی الانسان مجری الدم ویصادف نفسه

مادی مین گہس جاتی ہی جیسی ہوا بدن مین سو اب شیطان ہی انسان کی اندر خون کی طرح پہرتا ہی اور اوسکی جان کی پاس ہوکر

ویسئلها عما تحبه وتریده فاذا عرف مقصودها ومرادها یستعین بها علی الانسان فی اضلاله واخراجه

پوچہتا ہی تجہکو کیا پسند ہی تیرا کیا ارادہ ہی پہر اوسکا مقصود اور مراد پاکر راہ سی بچلانی مین اور طریق مستقیم سی نکالنی مین

عن الطریق المستقیم فانه یورده الموارد التی یتخیل الیه ان فیها منفعة ثم یصدره المصادر التی فیها عطبه

انسان کی مدد کرتا ہی پس وہ شیطان آدمی کو ایسی کہاٹ لگادیتا ہی جہان یہہ خیال ہو کہ اسمین یہہ فائدہ ہی پہر ایسی جگہہ پہنچتا ہی جہان عطا ہی نہ آدی

ثم یتبرأ منه ویسلمه ویقف یشمت به ویضحك منه فانه یامره بالسرقة والزنا وقتل النفس ثم یدل علیه

پہر اوس سی الگ ہوکر اوسہی کی حوالہ کردیتا ہی اور آپ ٹہٹہا مارتا اور ہنستا ہی سو وہ آدمی سی پہلی تو چوری اور زنا اور خون کرا دیتا ہی پہر ظاہر کرکر

ویفضحه کما فعل بالراهب الذی زنا بامراة فلما ولدت امره بقتلها وقتل ولدها ثم دل علیه اهلها وکشف

فضیحت کردیتا ہی جیسی ایک راہب کی ساتہہ کیا کہ اوسنی ایک عورت سی زنا کیا پہر وہ جنی تو اوسی اوسکو اور اوسکی بچہ کو قتل کرایا پہر عورت کی مالکون کو بتا دیا

حاشیہ: ... فیه الدم ... ویحتمل ان یکون مصدرا میمیا فیکون المعنی ان الشیطان و وسوسته ... [illegible]

لهم امره فلما اراد واصلبه امره بالسجود له لینجیه فلما سجد له فرمنه وترکه وفیه نزل قوله تعالی

اور اسکی سبب حال کہول دیا جب وہ لوگ اوسکو صولی دینی لگی تو اپنی تئین سجدہ کرایا کہ بچا دونگا جب وسنی سجدہ کیا تو اوسکو چہوڑکر بہاگ گیا اسہی قصہ مین یہہ آیت اوتری ہی

کمثل الشیطن اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریٔ منک انی اخاف الله رب العلمین ولا

جیسی کہاوت شیطان کی جب کہی انسان کو تو منکر ہو پہر جب وہ منکر ہوا کہی مین الگ ہون تجہسی مین ڈرتا ہون اللہ سی جو رب ساری جہان کا اور ن

یختص هذا بالذی ذکرت هذه القصة عنه بل هو عام فی کل من یطیع الشیطان فی امره بالکفر والعصیان

شیطان کا یہہ مکر کچہہ اوس سی خاص نہین ہی جسکا یہہ قصہ مذکور ہوا بلکہ علی العموم ہر ایک سی جو شیطان کا کفر اور معصیت مین مطیع ہی

لینصره ویقضی حاجته ثم یتبرأ منه ویسلمه کما یتبرا من جملة اولیائه یوم القیمة ویقول

تاکہ وہ حضرت کری اور حاجت روا کری پہر اوسکو اوسہی پر ڈال کر الگ ہوجاتا ہی جیسی اپنی تمام دوستون سی قیامت کو الگ ہوجاویگا یہہ کہہ کر

لهم انی کفرت بما اشرکتمون من قبل فانه یورطهم الموارد فی الدنیا ثم یتبرأ منه یوم القیمة فعلی هذا ینبغی للعاقل

مین نہین قبول رکہتا جو تمنی مجکو شریک ٹہرایا تہا پہلی بیشک یہہ شیطان اپنی دوستون کو دنیا مین ایک کہاٹ پر لگا دیتا ہی پہر اونسی قیامت کو الگ ہو جاویگا اس بیان موافق

ان یجتهد فی دفع وسوسته عن نفسه اذ لیس تسلطه علی الانسان بالتقهر والالجاء بل تسلط علیه بالتزیین

عاقل کو لازم ہی کہ اپنی دلین سی اسکا وسوسہ جسطرح بنی دور کری اسلئی کہ انسان پر شیطان کا غلبہ قہر اور زورسی نہین ہی بلکہ معاصی کی زینت دینی اور

والاغواء لما روی انه علیه السلام قال خلق ابلیس مزینا ولیس الیه من الاضلال شیٔ فانه علیه السلام

بہکانی سی ہی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ابلیس زینت دینی کو پیدا ہوا ہی اور گمراہ کرنی کی بات اوسکی اختیار مین نہین ہی بیشک نبی علیہ السلام نے

بین فی هذا الحدیث ان الشیطن لیس بمسلط علی بنی ادم بحیث یامرهم بالمعصیة ویلجئهم علیها اذ لو کان

اس حدیث مین فرمایا کہ شیطان بنی آدم پر اسطور غالب نہین ہی کہ معصیت کا حکم کرکر گناہ پر لاچار کردی اگر یہہ حال ہوتا

الامر کذلک لما نجا من شره احد بل شانه ان یوسوس فی صدورهم ویزین المعصیة الیهم ولیس بیده اکثر

تو اسکی بدی سی کوئی بہی نہ بچتا بلکہ اسکا یہہ طریق ہی کہ بنی آدم کی دلون مین وسوسہ پیدا کرتا ہی اور معصیت کو اونکی نظرون مین خوبصورت بنا دیتا ہی

من ذلک کما اخبر الله تعالی عنه انه یقول لاهل النار یوم القیمة وما کان لی علیکم من سلطن الا ان دعوتکم

اس سی زیادہ کچہہ مقدور نہین ہی چنانچہ اللہ تعالی اسکی خبر دیتا ہی کہ قیامت کی دن دوزخیون سی یون کہیگا اور تم پر مجکو حکومت نہ تہی مگر مین نی تمکو بلایا

فاستجبتم لی فلا تلومونی ولوموا انفسکم یعنی ان دعوتی ایاکم الی الباطل لم یکن بطریق القهر والالجاء ولا

پہر تمنی مان لیا سو مجکو مت الزام دو اور الزام دو اپنی تئین مراد یہہ ہی کہ میرا بلانا تمکو باطل پر کچہہ بطور قہر اور لاچار کرنی نہین تہا اور نہ

بحجة وبرهان یدل علی صدقی بل بمجرد تزیین وتسویل فاستجبتم لی لموافقة دعوتی هواء کم واغراضکم

کسی حجت اور دلیل سی تہا کہ میری صدق پر دلالت کرتی ہو بلکہ صرف زینت اور آرایش سی تہا سو تمنی میرا کہا اپنی ہوا ہوس اور غرضون کی موافق دیکہہ کر مان لیا

ولم تستجیبوا لربکم الذی دعاکم الی الحق دعوة مقرونة بالحجج والبینت لعدم موافقة دعوته اهواءکم

اور اپنی رب کا کہا نہ مانا جسنی حق پر دلائل اور بینات کی ساتہہ بلایا تہا کیونکہ اللہ کی طلب تمہاری ہوا ہوس اور غرض کی

واغراضکم فان عدو الله تعالی لما امتنع عن السجود لادم النبی علیه السلام واخرج من زمرة الملئکة المقربین

مطابق نہ تہی بیشک شیطان نی جب آدم علیہ السلام کو سجدہ نکیا اور مقرب ملائک کی زمرہ سی یا جنت میں سی نکالا گیا

ومن الجنة وسال ان ینظر الی یوم یبعث فیه ادم النبی علیه السلام وذریته للجزاء فانظر الی یوم الوقت

اور اسنی سوال کیا کہ اوس دن تک کہ آدم نبی ؑ اور اوسکی اولاد جزا کی لئی اوٹہائی جاوین مہلت ملی پہر اوسکو اوسوقت

المعلوم الذی هو وقت النفخة الاولی التی علم الله تعالی ان من فی السموت ومن فی الارض یصعق عندها

معلوم تک مہلت ملی جو کہ وقت پہلی نفخہ کا ہے اللہ جانتا ہی کہ جو آسمان اور زمین مین ہین اوسوقت سب بیہوش ہو جاوینگی

الا من شاء الله تعالی قال رب بما اغویتنی لازینن لهم فی الارض ولاغوینهم اجمعین الا عبادک
مگر جنکو الله بچا رکہی تو شیطان نی یہہ کہا ای رب جیسا تونی مجکو راہ سی کہویا مین انکو بہار دکہلاونگا زمین مین اور راہ سی کہودونگا سبکو مگر جو تیری
منهم المخلصین واستثنی عباد الله الذین اخلصهم الله تعالی لطاعته وعبادته وطهرهم عن تاثیر
چنی بندی ہین اور اوسنی ان بندون کو جدا کیا جنکو الله تعالی نی واسطی اپنی طاعت اور عبادت کی خاص کیا ہی اور انکو اوسکی بہکاوی کی اثر سی
اغوائه فیهم فلما استثناهم وکان طریقهم مرضیا عند الله تعالی قال الله تعالی هذا صراط علی مستقیم
پاک کر رکہا ہی پہر جب انکو جدا کیا اور انکا چلن الله تعالی کو پسند تہا تو الله تعالی نی فرمایا یہہ راہ ہی مجہہ تک سیدہی
ان عبادی لیس لک علیهم سلطن الا من اتبعک من الغاوین فانه تعالی قد اخبر فی هذه الایة ان عباده
جو میری بندی ہین تجہکو اونپر زور نہین مگر جو تیری راہ چلا خراب لوگون مین بیشک الله تعالی نی اس آیت مین خبر دی ہی کہ میری بندی
الذین اخلصهم لطاعته وعبادته لیس لعدوه علیهم سلطن بل سلطانه علی الذین اتبعوه من الغاوین واخبر
جو خالص طاعت اور عبادت کی لئی ہین اونپر میری دشمن کو غلبہ نہین ہی بلکہ اوسکا غلبہ اون لوگون پر ہی جو گمراہ اوسکی تابع ہین اور دوسری
فی ایة اخری ان عباده المؤمنین المتوکلین لا سلطان له علیهم فقال انه لیس له سلطن علی الذین امنوا
آیت مین خبر دی ہی کہ بیشک میری بندی مؤمن اور متوکل اونپر شیطان کو غلبہ نہین ہی فرمایا اوسکا زور نہین چلتا اونپر جو یقین رکہتی ہین اور
علی ربهم یتوکلون انما سلطانه علی الذین یتولونه والذین هم به مشرکون وهذه الایة تضمنت امرین احدهما
اپنی رب پر بہروسہ کرتی ہین اوسکا زور اونہی پر ہی جو اوسکو رفیق سمجہتی ہین اور جو اوسکو شریک ٹہراتی ہین اور اس آیت مین دو باتین ہین ایک تو یہہ
نفی سلطانه علی اهل الایمان وعلی الذین یفوضون امرهم الی الله تعالی فی کل ما یاتون ویذرون فان وسوسته
کہ ایمان والون پر اور جو لوگ اپنی کاروبار الله پر حوالہ کر دیتی ہین تمام جو کرتی ہین یا نہین کرتی اون پر غلبہ نہین ہی بیشک شیطان کا وسوسہ
لا تؤثر فیهم ودعوته غیر مستجابة عندهم والثانی اثبات سلطانه علی اهل الشرک وعلی الذین یتخذونه ولیا
اونمین اثر نہین کرتا اور اوسکا بولاوا اونکو مقبول نہین ہی اور دوسری یہہ کہ مشرکون پر اور جو لوگ شیطان کو اپنا دوست رکہتی ہین
ویطیعون وسوسته ویستجیبون دعوته والمراد بسلطانه علیهم تسلطه علیهم بالوسوسة والدعوة المستتبعة
اور اوسکی وسوسہ کی مطیع ہین اور اوسکا بولاوا مانتی ہین اونپر غلبہ ثابت ہی اور اونپر غلبہ جو ہی تو اوس ہی یہہ مراد ہی کہ تسلط وسوسہ سی اور بولانی سی ہی
للاستجابة لا بالقسر والالجاء لانه منتف من الکل لما سبق من قوله تعالی حکایة عنه وما کان لی علیکم من سلطن
کہ ترنت مان چلین کچہ زور سی اور لاچار کر کر نہین ہی کیونکہ ایسا تسلط تو کسی پر بہی نہین ہی اسلئی کہ اوسکا قول بطور حکایت کی گذر چکا ہی اور مجہکو تمپر حکومت نہ تہی
الا ان دعوتکم فاستجبتم لی ولما علم عدو الله تعالی انه تعالی لا یسلطه علی عباده المخلصین قال فبعزتک
مگر مین نی تمکو بلایا پہر تمنی مان لیا اور جب شیطان کو یقین ہوا کہ الله تعالی اپنی مخلص بندون پر غلبہ نہین دیتا بولا تو قسم ہی تیری عزت کی
لاغوینهم اجمعین الا عبادک منهم المخلصین وقد اخبر الله تعالی ان عدوه ابلیس حین وبخ بقوله تعالی
مین گمراہ کرونگا ان سبکو مگر جو بندی ہین انمین تیری چنی اور الله تعالی نی خبر دی ہی کہ جب شیطان کو یہہ جہڑکی ملی
وما منعک الا تسجد اذ امرتک قال فبما اغویتنی لهم صراطک المستقیم ثم لاتینهم من بین ایدیهم ومن خلفهم
اور تجہکو کیا مانع تہا کہ سجدہ نکیا جب مینی فرمایا بولا تو جیسی تونی مجہی بدراہ کیا ہی مین بیٹہونگا اونکی تاک مین تیری سیدہی راہ پر پہر اونپر آونگا آگی سی اور پیچہی سی
وعن ایمانهم وعن شمائلهم ولا تجد اکثرهم شاکرین قال جمهور المفسرین والنحاة کلمة علی ههنا محذوفة ونصب صراطک
اور داہنی سی اور بائین سی اور نہ پاویگا تو اکثر اونمین شکر گذار تمام مفسر اور نحوی کہتی ہین کہ یہان سی لفظ علی کا محذوف ہی اور زبر صراط کا
علی نزع الخافض کانه قیل لاقعدن علی صراطک المستقیم ثم لاتینهم من جمیع جهاتهم وهذا تفصیل لما اجمله
حرف جر دور کرنی سی ہی گویا عبارت یون ہی لاقعدن علی صراطک المستقیم پہر اون پاس سب طرفون سی آونگا اور یہہ تفصیل اوس اجمال کی ہی

فی قوله فبعزتك لاغوينهم اجمعين و تمثيل لوسوسته اليهم وتسويله عليهم ما امكنه وقدر عليه اذ ما من
جو اس عبارت مین ہی قسم تیری عزت کی مین سبکو گمراہ کرونگا اور تمثیل اونکی وسوسہ کی اور آرایش کی ہی جو اونپر آویگی اور جسپر قادر ہوگا کیونکہ جو
طريق خير الا والشيطان قاعد عليه يقطعه على السالكين فيه بانواع مكائده وغروره فانه يشأم نفس الانسان
خیر کا رستہ ہی سو اوسپر شیطان بیٹھا ہوا چلنی والون پر طرح طرح کی مکر اور فریب سی راہ مارتا ہی کیونکہ شیطان انسان کی نفس پر غور کرکر
ليعلم اى القوتين غالب عليها هل هى قوة الاقدام ام هى قوة الاحجام فان راى ان الغالب عليها قوة الاحجام ياخذ
معلوم کرتا ہی کہ دونو قوت مین سی اسپر کونسی غالب ہی آیا قوت عمل کی یا قوت باز رہنی کی پھر اگر دیکھتا ہی کہ اوسپر قوت باز رہنی کی غالب ہی تو اوسکی
فى تثبيطه واضعاف همته وارادته عن المامور به ويثقله عليه ويهون عليه تركه حتى يتركه جملة
ہمت میں سستی کا بڑھانا اور مامور بہ سی ارادہ کا پھیرنا شروع کرتا ہی اور اوسپر عمل دشوار اور ترک کرنا آسان کردیتا ہی آخر وہ اوسکو سراسر ترک کرتا ہی
او يقتصر فيه ويتهاون به وان راى ان الغالب عليها قوة الاقدام ياخذ فى تقليل المامور به عنده ويوهم انه
یا اوسمین قصور کرتا ہی یا اوسمین سستی کرتا ہی اور اگر دیکھتا ہی کہ اوسپر قوت عمل کی غالب ہی تو مامور بہ کو اوسکی نظر مین کہٹانا شروع کرتا ہی اور وہم مین ڈالتا ہی
لا يكفيه بل يحتاج الى مبالغة وزيادة ويقصر بالاول ويتجاوز بالثانى وقد قال بعض السلف ما امر الله بامر الا
کہ مجھکو کافی نہوگا بلکہ حاجت مبالغہ اور زیادت کی ہی اور اول مین تقصیر ہوتی ہی اور دوسری مین بڑھ جاتا ہی اور بعضی متقدمین کا قول ہی کہ اللہ تعالی جو
وللشيطان فيه نزغتان اما الى تفريط وتقصير واما الى افراط وغلو ولا يبالى بايهما ظفر وقد قطع كثيرا من
حکم ہی سو اوسمین شیطان کی دو جہٹکی ہین یا بطرف کوتاہی اور تقصیر کی یا بطرف زیادتی اور افزایش کی اور یہہ پروا نہین کرتا کسپر فتحیاب ہو اور اکثر
الناس فى هذين الواديين وادى التفريط والتقصير ووادى الافراط والتجاوز والثابت منهم على الطريق
لوگون پر شیطان نی انہون دونو میدان مین رہزنی کی ہی ایک میدان تفریط اور تقصیر کا اور ایک میدان افراط اور تجاوز کا اور ان لوگون مین سی اوس
الذى كان عليه رسول الله عليه السلام واصحابه قليل جدا فمنهم الذين يبنون المساجد والمدارس
رستہ پر قایم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکی اصحاب کا ہی بہت ہی کمتر ہین اسلئی کہ بعضی ایسی شخص ہین کہ مسجدین اور مدرسی
والقناطر والرباط من اموال جمعوها من الظلم بالغصب والنهب والرشوة والجهات المحظورة ويظنون انهم
اور پل اور خانقاہ ایسی مال سی بناتی ہین کہ جو ظلم سی اور چہین جہپٹ اور رشوت اور بیجا طریق سی جمع کیا ہی اور خیال باندہ رکھا ہی کہ ہم
استحقوا بذلك مغفرة من الله تعالى وثوابا كثيرا ولا يعرفون انهم تعرضوا لسخط الله تعالى فى جمعها وانفاقها
اسکی بدلہ مین اللہ کی طرف سی سزاوار مغفرت کی اور بڑی ثواب کی ہین اور یہہ نہین سمجھتی کہ وہ قابل غضب الہی کی ہین اس مال کی جمع کرنی مین بہی اور خرچ کرنی مین
اذ كان الواجب عليهم الامتناع عن جمعها على هذا الوجه فلما عصوا الله تعالى بجمعها على هذا الوجه كان الواجب
بہی اسواسطی کہ اونپر یہہ واجب تہا کہ اس وجہ سی مال جمع نکرتی پھر اگر اونہون نی اس وجہ سی جمع کرنی مین نافرمانی کی تو اب اونپر یہہ واجب تہا
عليهم التوبة والرجوع الى الله تعالى وردها الى اصحابها ان امكن والا فالى ورثتهم ان وجدوا والا كان الواجب
کہ توبہ اور خدا کی طرف رجوع کرتی اور مال مالکون کو ہٹا دیتی اگر ہو سکتا اور نہین تو اونکی وارثون کو اگر پاتی اور نہین تو یہہ واجب تہا
عليهم تفريقها على الفقراء بنية ان تكون وديعة عند الله تعالى يوصلها الى اصحابها يوم القيمة وهم لعدم
کہ فقرا پر اس نیت سی تقسیم کرتی کہ اللہ تعالی کی پاس امانت رہی قیامت کی روز مالکون کو پہنچا دیوی اور وہ مال جو فقرا پر
تفريقها على الفقراء بقيت عليهم وتوخذ من اعمالهم يوم القيمة ومنهم من يستغفر الله تعالى ويسبحه ويهلله
تقسیم نہوی تو اونکی ذمہ باقی رہی قیامت کی روز اونکی اعمال مین سی لئی جاوینگی اور بعضی لوگ خدا سی مغفرت مانگتی ہین اور زبان سی ہر روز سبحان اللہ
بلسانه فى اليوم مائة مرة ثم لا يزال يغتاب الناس ويشتمهم ويمزق اعراضهم ويتكلم بما لا يرضاه الله تعالى
سو سو مرتبہ پڑہتی ہین پھر متصل لوگون کی غیبت کرتی ہین گالیان سناتی ہین اور اونکی بی آبروئی کئی جاتی ہین اور برخلاف رضامندی خدا تعالی کی

طول نهاره من غير حصر ولا عد ويظن ان حسناته اكثر من سياته لعدم محاسبة نفسه وعدم تفقد معاصيه
تمام دن بی انتہا اور بی شمار باتین بکی جاتی ہین اور گمان یہہ رکہتی ہین کہ ہماری حسنات گناہون سی زیادہ ہین کیونکہ اپنی نفس کا محاسبہ اور گناہون کی تلاش نہین کرتی

ویکون نظره الی عدد تسبیحه وتهلیله ویغفل عن هذیانه الذی لو کتب لکان مثل تسبیحه وتهلیله مائة
اب اپنی تسبیح اور تہلیل کی گنتی پر تو نگاہ ہی اور بیہودہ باتون کا اگر لکہی جاوین تو تسبیح اور تہلیل کی برابر سو بار بلکہ ہزار بار ہو جاوین

مرة بل الف مرة وقد کتبه کرام الکاتبون ووعد الله تعالی علی کل کلمة عقابا حیث قال ما یلفظ من قول الا لدیه
کچہہ خیال نہین اور بیشک کرام الکاتبین اوسکو لکہہ چکی ہین اور اللہ تعالی ہر ہر کلمہ پر عقاب کا وعدہ کر چکا ہی چنانچہ فرمایا نہین بولتا ایک بات جو نہین اوس پاس

رقیب عتید فهو ابدا یتامل فی فضائل التسبیحات والتهلیلات ولا یلتفت الی ما ورد فی عقوبة المغتابین والنمامین
ایک راہ دیکہتا طیار سو وہ شخص ہر دم تسبیحات اور تہلیلات کی فضایل تو سوچتا رہتا ہی اور ادہر خیال نہین کرتا کہ غیبت کرنیوالون اور سخن چینون

والکذابین وغیر ذلک ممن لا یحترز من افات اللسان ولعمر الله لو کان الکرامون الکاتبون یطلبون منه اجرة لما
اور جہوٹون کی لئی کیا عقاب تجویز ہوا ہی اور سوا اسکی اور زبانی آفات جن سی احتراز نہین ہی اور قسم ہی اگر کرام کاتبین اوسکی اجرت لیا کرتی کہ جو جو

یکتبونه من هذیانه الذی یزاد علی تسبیحه وتهلیله الف مرة لکان یکف لسانه حتی عدة جملة من مهماته وکان یعد
اوسکی بیہودہ باتین کہ تسبیح اور تہلیل سی ہزار گونہ زیادہ ہوتی ہین اور وہ لکہتی ہین تو بیشک اپنی زبان بند رکہتا اور اوسکو اپنا ضروری کار سمجہتا اور بولنی کو

ما نطق به فی فتراته ویحسبه ویوازیه بتسبیحاته حتی لا یفضل علیه اجرة الکتابة فیا عجبا لمن یحاسب نفسه
اپنی لغزش مین گنتا اور محاسبہ کرتا اور تسبیحات کی برابر رکہتا ایسا نہو کہ کتابت کی مزدوری زیادہ دینی آجاوی پہر بڑا تعجب ہی کہ اپنی نفس کا حساب

ویحتاط خوفا من ذهاب قیراط فی الاجرة ولا یحتاط خوفا من فوات فردوس الاعلی جنة الماوی فی الاخرة ولیس هذه
اور احتیاط اس خوف کا مارا تو کری کہ کوئی کوڑی اجرت مین نہ جاتی رہی اور اس خوف کی احتیاط نکری کہ فردوس اعلی اور جنت الماوی آخرت مین ہاتہہ نہ آویگا اور یہہ

الغفلة الا مصیبة عظیمة لمن یتفکر فیها وقد وقعنا فی امر ان شککنا فیه نکون من الکفرة الجاحدین وان صدقنا
غفلت تو بڑی مصیبت ہی اسمین کوئی فکر کری اور ہم ایسی بلا مین آگئی ہین کہ اگر اسمین شک کرین تو منکر کافر ہوتی ہین اور اسکی تصدیق کرین

به نکون من الجهلة المغرورین ولیس هذا عمل من صدق بما جاء به القران ورسول رب العلمین المجلس الثانی و
تو جاہل مغرور ہین اور یہہ کام اوسکا نہین ہی جو احکام قرآن اور رسول رب العالمین کی تصدیق کرتا ہی بانوین مجلس

التسعون فی بیان عدم المواخذة بالوسوسة ما لم تعمل بها او تتکلم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
اس بیان مین کہ وسوسہ پر کچہہ مواخذہ نہین ہی جبتک عمل مین نہ آوی اور یا زبان پر نگذری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا

ان الله تعالی تجاوز عن امتی ما توسوست به صدورها ما لم تعمل به او تتکلم هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه
بیشک اللہ تعالی نی میری امت کو معاف کیا ہی جو اونکی دلون مین خیالات آوین جبتک عمل نہ کرین یا زبان پر نہ لاوین یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی

ابو هریرة وفیه دلیل علی ان المرفوع عن هذه الامة لم یکن مرفوعا من الامم السالفة لان التخصیص بالذکر لا بد له
ابو ہریرہ کی روایت سی اور اسمین یہہ دلیل ہی کہ جو اس امت کو معاف ہی پہلی امتون کو معاف نتہا اسلئی کہ اس امت کی خاص مذکور ہونیکا کوئی فائدہ چاہئی

من فائدة والمعنی انه تعالی عفی عن هذه الامة ما یخطر فی قلوبهم من الخواطر المذمومة واحادیث النفس فان ما یقع فی
اور معنی یہہ ہین کہ اللہ تعالی نی اس امت کو خیالات بد اور نفسانی وہم جو اونکی دلون مین گذرتی ہین معاف کردئی ہین پہر دلین جو خیالات نکمی

القلب من الخواطر الدنیة المذمومة یسمی وسوسة وما یقع فیه من الخواطر المرضیة الحسنة یسمی الهاما ثم الوسوسة
بد گذرتی ہین وسوسہ کہلاتی ہین اور دلین جو خیال پسندیدہ نیک آتی ہین الہام کہلاتی ہین پہر کر

اما ضروریة او اختیاریة فالضروریة هی الخواطر التی تدخل فی القلب من غیر اختیار وهذا معفو عن جمیع الامم لکونه
یا تو ضروری ہوتا ہی یا با اختیار پہر ضروری تو وہ خیالات ہین جو دلین بی اختیار آجاتی ہین اور یہہ تو تمام امتون کو معاف ہوئی ہین اسواسطی

خارجا عن حد الاستطاعة والاختيارية هي الخواطر التي تدخل في القلب وتستجلبها الطبع وتتبعها النفس وترددها
کہ حد استطاعت سے باہر ہے اور اختیاری وہ خیالات ہیں جو دلمین آتی ہیں اور طبیعت اونکو کہینچ لاتی ہے اور نفس اوسکی پیچہی لگا رہتا ہے اور بار بار پہیرتا

وتتلذذ منها فتميل الى العمل او التكلم بها وهذا النوع هو الذي عفي عن هذه الامة دون سائر الامم تشريفا لنبينا وتفضيلا
ہے اور لذت اوٹھاتا ہے پہر اوسپر عمل کی یا بیان کی رغبت کرتا ہے اور یہہ ہی وہ قسم ہے جو اس امت سے علاوہ تمام امتوں سے بسبب شرافت ہمارے نبی اور فضیلت اوسکی امت کی

لامته واما العقائد الفاسدة ومساوي الاخلاق وما ينضم اليها من اعمال القلوب فهي بمعزل عن الدخول في جملة ما
معاف ہوا ہے اور رہی فاسد عقیدے اور بد عادات یہ اور جو انمین ملی ہوئی ہیں یعنی اعمال قلوب سو یہہ وسوسہ دلی میں داخل ہونے سے الگ ہیں

وسوست به الصدور بل هي من اعمال القلوب التي يؤاخذ بها الانسان والحاصل ان ما يقع في القلب على خمس مراتب الاولى
بلکہ یہہ وہ اعمال قلوب ہیں جسمین انسان سے مواخذہ ہووےگا اور حاصل یہہ ہے کہ دلکی خیالات پانچ درجہ پر ہیں پہلا تو

الهاجس وهو ما يقع فيه ابتداء ثم الخاطر وهو جريان ما يقع فيه ثم حديث النفس وهو التردد فيما يقع فيه هل يفعل
ہاجس کہ وہ دلمین پہلی ہی آتا ہے پہر اوسکی بعد خاطر یعنی اوسکا جاری ہونا جو دلمین آیا ہے پہر حدیث النفس یعنی اوسمین تردد جو دلمین آیا ہے کہ کرون

ام لا ثم الهم وهو ترجيح جانب الفعل ثم العزم وهو القطع على الفعل والجزم به وهذه الخواطر ان كانت في المعاصي ففيها
یا نہیں پہر ہم یعنی کرنی کی جانب کو غالب کرنا پہر عزم یعنی فعل پر ٹوٹ پڑنا اور جزم کرنا اور یہہ خیالات اگر گناہوں کی ہوتی ہیں تو اسمین

تفصيل اما الهاجس فلا يؤاخذ به احد اجماعا لانه ليس من فعل العبد وانما هو شيء ورد عليه لا قدرة له على دفعه ولا
تفصیل ہے ہاجس سے تو متفق علیہ کسی کی مواخذہ نہیں ہے کیونکہ یہہ بندہ کا کیا ہوا نہیں ہے یہہ تو ایسی بات ہے کہ خود بخود آجاتی ہے کہ اوسکو قدرت نہیں کہ دفع کردے یا

على منعه واما الخاطر الذي بعده فالعبد قادر على دفعه بصرف الهاجس اول وروده ومع هذا هو وما بعده من حديث
روک دے اور خاطر جو اسکی بعد ہے سو آدمی کو اسکی دفع پہ قدرت ہوتی ہے کہ ہاجس کو آتی ہی پہیر دے تس پر بہی یہہ اور اسکی بعد کا یعنی حدیث النفس

النفس مرفوعان عن الامة بالحديث الصحيح الوارد في ارتفاع حديث النفس عن هذه الامة وهو قوله عليه السلام عفي عن امتي
اس امت کو سب معاف ہیں بدلیل حدیث صحیح کی جو اس بات میں آئی ہے کہ حدیث النفس اس امت کو معاف ہے وہ حدیث یہہ ہے کہ میری امت کو معاف ہے

ما حدثت به نفوسهم فاذا ارتفع حديث النفس يرتفع ما قبله بالطريق الاولى وهذه الثلثة لو كانت في الحسنات لا
جو اونکی نفس حدیث کرتی ہیں پہر جب حدیث النفس معاف ہوا تو اوس سے پہلی کی خیالات بطریق اولی معاف ہونگی اور یہہ تینون اگر حسنات میں ہیں تو اسکا

يكتب له بها اجر لعدم القصد واما الهم فقد بين في الحديث الصحيح ان الهم بالحسنة يكتب حسنة وان لم تفعل لظهور
کچہہ ثواب نہیں ہوتا کیونکہ قصد نہیں ہے اور رہا ہم سو حدیث صحیح میں آیا ہے کہ نیک ہم کا ثواب ہوتا ہے اگرچہ بسبب کسی مانع کی عمل میں

مانع والهم بالسيئة لا يكتب سيئة بل ينتظر فان تركها العبد لله تعالى يكتب عليه حسنة وان فعلها يكتب عليه
نہ آوے اور بد ہم کا کچہہ گناہ نہیں ہوتا بلکہ ملتوی رہتا ہے اگر آدمی نے اوسکو یہہ ترک کیا تو اوسکو ثواب ہوتا ہے اور اگر کربیٹھا تو نری عمل کا گناہ

اثم الفعل وحده لا اثم الهم لان الهم مرفوع عن هذه الامة واما العزم على السيئة فبعض العلماء وان جعله من الهم المرفوع
ہوتا ہے ہم کا کچہہ گناہ نہیں ہوتا کیونکہ ہم اس امت کو معاف ہے اور رہا عزم بدی کا سو بعضی علمانے اسکو اگرچہ اوس ہم میں داخل کیا ہے جو معاف ہے

الا ان المحققين على كون العبد مؤاخذا به لكن ان ندم على عزمه وترك الفعل خوفا من الله تعالى يكتب له حسنة
پر محقق اسپر ہیں کہ اسمین بندہ سے مواخذہ ہووےگا لیکن اگر اپنی عزم پہ نادم ہوا اور اللہ کی خوف سے وہ کام نکیا تو اوسکو ثواب ہوتا ہے

لان عزمه على السيئة وان كان سيئة لكن امتناعه عنها حسنة فيكتب حسنة واما اذا فات عنه الفعل بعائق او
کیونکہ عزم گناہ کا اگرچہ گناہ ہے لیکن اوسی باز رہنا نیک عمل ہے سو ثواب ہوتا ہے اور جس صورت میں کہ وہ کام کسی مانع کی سبب یا

تركه بعذر لاحق لا خوفا من الله تعالى يكتب عليه سيئة لان عزمه فعل اختياري من افعال القلوب فيؤخذ به
کسی عذر کی مارے نہیں ہوا کچہہ اوسکو خوف الہی سے نہیں چہوڑا تو اب گناہ ہوتا ہے کیونکہ عزم افعال قلوب میں سے فعل اختیاری ہے سو عازم کی پکڑ ہوگی

صاحبه اذ قد روی انه علیه السلام قال یحشر الناس علی نیاتهم ولا شك ان من عزم فی اللیل ان یصبح ویقتل مؤمنا
اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تمام لوگ اپنی اپنی نیتوں پر محشور ہونگی اور اسمین کچھہ شک نہین ہی کہ جو شخص رات کو یہہ عزم کری کہ صبح ہوتی ہی کسی مسلم کو قتل

او یزنی بامرأة او یشرب خمرا او یرتکب غیر ذلك من الذنوب فمات اللیلة یموت عاصیا مصرا علی الذنب ویحشر علی
یا کسی عورت سی زنا کرونگا یا شراب پیونگا یا کوئی اور گناہ کرونگا پہر وہ اوسی شب مین مرگیا تو گناہ پر اڑا ہوا گنہگار مریگا اور اپنی نیت پر اوٹہیگا

نیته مع ان الواقع منه العزم علی المعصیة دون فعلها والدلیل الدال علیه ما روی انه علیه السلام قال اذا التقی
باوجودیکہ اوسکو صرف معصیت کا عزم ہی تہا کچھہ عمل نہین کیا اور دلیل اس مطلب پر یہہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب دو مسلمان

المسلمان بسیفیهما فالقاتل والمقتول فی النار قیل یا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال لانه اراد قتل
تلوار لیکر مقابل ہوتی ہین تو قاتل اور مقتول دونو جہنمی ہین کسینی عرض کیا یا رسول اللہ بہلا یہہ تو قاتل تہا اب مقتول نی کیا کیا فرمایا اسلئی کہ یہہ بہی اپنی

صاحبه وهذا نص فی کون المقتول من اهل النار بمجرد الارادة مع انه قتل مظلوما فکیف لا یؤخذ العبد بالنیة
یار کی قتل کا ارادہ رکہتا تہا اور یہہ نص ہی کہ مقتول نری ارادہ سی جہنمی ہی باوجودیکہ مظلوم قتل ہوا ہی پہر کیونکر آدمی سی نیت کا مواخذہ نہین ہی

والعزم وکل ما یدخل تحت اختیاره فهو مواخذ به الا ان یکفره بحسنة ونقض العزم بالندم حسنة فلذلك یکتب
اور عزم اور جو جو آدمی کی اختیاری ہی سو اوسکا مواخذہ ہوتا ہی ان اگر نیک کام سی اوسکا بدلا کردی تو خیر اور ندامت سی عزم کا توڑ دینا ہی نیک کام ہی اسی لئی

حسنة واما فوات المراد بعائق فلیس بحسنة فلذلك یکتب سیئة فیؤخذ بها فکیف لا یؤاخذ العبد باعمال القلوب
ثواب ہوتا ہی اور رہی وہ صورت جو کسی مانع کی سبب سی عمل فوت ہوجاوی سو یہہ حسنہ نہین ہی اسیلئی گناہ ہوتا ہی پہر مواخذہ ہوگا اب کیونکر آدمی کا مواخذہ اعمال قلوب

والکبر والعجب والریاء والحسد والنفاق وجملة الخبائث من اعمال القلوب وقد قال الله تعالی ان السمع والبصر والفؤاد کل
اور کبر اور تکبر اور ریا اور حسد اور نفاق پر نہوویگا اور جتنی خبائث ہین سو اعمال قلوب ہین اور بیشک اللہ تعالی نی فرمایا ہی بیشک کان اور آنکہ اور دل ان سبہی

اولئك کان عنه مسئولا فانه تعالی قد بین فی هذه الایة ان العبد بکل واحد من تلك الاعضاء یکون مسئولا فیما یدخل
اوس سی پوچہہ ہی اب اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان کیا کہ آدمی سی بعوض ہر ہر عضو کی پوچہہ ہوگی جو جو کام آکی اختیار مین ہین

تحت اختیاره مثلا لو وقع بصره علی اجنبیة بغیر اختیار منه لا یؤاخذ بهذه النظرة فان اتبعها نظرة ثانیة یکون
مثلا اگر نامحرم عورت پر بطور عادت کی بی اختیار نگاہ پڑجاوی تو اس نگاہ کا کچھہ مواخذہ نہین ہی پہر اگر اوسپر دوبارہ نظر دوڑائی تو اس دوسری نظر کا

مواخذا بهذه النظرة الثانیة لکونه مختارا فیها کذلك خواطر القلوب تجری هذا المجری بل القلب اولی بالمواخذة لانه
مواخذہ ہوویگا کیونکہ اسمین اختیار تہا ایسی ہی دلکی خیالات اسہی کی قایم مقام ہین بلکہ دل کا مواخذہ اولی ہی کیونکہ سبکی اصل ہی

الاصل فان من حکم قلبه بشیء وکان مخطأ فیه یصیر مجزیا به ان خیرا فخیر وان شرا فشر کمن ظن انه متطهر حضر
بیشک جسکا دل کسی بیجابات پر حکم کری تو ویسی ہی بدلا ملیگا اگر نیک ہی تو نیک اور اگر بد ہی تو بد جیسی کسینی گمان کیا کہ مین باوضو ہون اور

الجمعة وصلاها ثم تذکر انه کان غیر متطهر یکون مثابا بفعله وان ترکها ثم تذکر یکون معاقبا علی ترکه ومن وجد علی فراشه امرأة
جاکر جمعہ کی نماز ادا کی پہر یاد آیا کہ پاک نہین ہی تو بہی اسکا ثواب ہوگا اور اگر جمعہ کو ترک کیا پہر یاد آیا تو اس ترک پر عقاب ہوگا اور جسنی اپنی بستر پر عورت پائی

فظنها زوجته فوطئها لا یکون عاصیا بوطئها وان کانت اجنبیة وان ظنها اجنبیة فوطئها بهذا الظن یکون عاصیا
اور گمان کیا کہ میری بی بی ہی پہر اوس سی جماع کیا تو اس جماع سی گنہگار نہین ہوگا اگرچہ غیر عورت ہو اور اگر اوس عورت کو غیر سمجہا پہر اسی آپہی خیال پر جماع کیا تو اس جماع سی

بوطئها وان کانت زوجته کل ذلك بالنظر الی القلب دون الجوارح فان الوسوسة انما تکون مرفوعة عن هذه الامة اذا
گنہگار ہوگا اگرچہ اوسکی بی بی ہو یہہ تمام باعتبار دل کی ہی جوارح کا لحاظ نہین ہی کیونکہ وسوسہ تو سراسر اس امت کو معاف ہی جبتک

لم تبلغ رتبة العزم فاما اذا بلغت تلك المرتبة فلا تکون مرفوعة بل یؤاخذ به العبد فیلزم علیه نقضها بالندم والاستغفار
عزم کا مرتبہ نہ پاوی پہر اگر اوس درجہ تک جا پہنچی تو پہر معاف نہین ہی بلکہ اسپر آدمی سی مواخذہ ہوتا ہی سو لازم ہی کہ اس عزم کو ندامت اور استغفار سی توڑ دی

حتی تنقلب حسنة لکن ینبغی ان یعلم ان الوسوسة قد تکون من جهة تلبیس ابلیس فان الشیطان قد تلبس علی
تاکہ پلٹ کر عمل نیک ہو جاوی لیکن سمجھنی کی بات ہی کہ وسوسہ بعضی وقت ابلیس کی فریب سی ہو تا ہی بیشک شیطان بعضی وقت انسان پر یہہ شبہ ڈالتا ہی

الانسان فیقول العمر طویل والصبر علی ترک الشهوات طول العمر الم شدید فکیف تترک اللذات والشهوات فعند ذلک
کہتا ہی کہ عمر بہت دراز ہی اور ترک شہوات پر تمام عمر صبر کرنا بڑا ہی سخت عذاب ہی اب لذتین اور شہوات کیونکر ترک کر دیجیئی اب ایسی وقت آدمی کو

یلزم للعبد ان یذکر عظیم ثواب الله تعالی والیم عقابه ووعده ووعیده ویجدد ایمانه ویقینه ویقول نعم الصبر عن
لازم ہی کہ اللہ تعالی کا بڑا ثواب اور سخت عذاب اور اوسکی وعدی اور وعید یاد کری اور از سر نو ایمان اور یقین کو سنبھالی اور کہی البتہ صبر کرنا

الشهوات شدید لکن الصبر علی النار اشد فلا بد من اختیار اخفهما فاذا ذکر العبد ذلک یخنس الشیطان ویهرب اذ لا یستطیع
شہوات سی سخت ہی لیکن آگ پر صبر کرنا اور بہی بہت سخت ہی سو کمتر کو اختیار کرنا چاہیئی جب آدمی یہہ بات یاد کرتا ہی تو شیطان پس پشت بہاگ جاتا ہی کیونکہ شیطان کی

ان یقول لیس الصبر علی النار اشد من الصبر علی المعصیة ولا یملك ان یقول المعصیة لا تفضی الی النار لان
یہہ طاقت نہین ہی کہ کہوی آگ پہ صبر کرنا معصیت پر صبر کرنی سی سخت نہین ہی اور نہ یہہ کہہ سکتا ہی کہ معصیت دوزخ مین نہ لیجاویگی اسواسطی کہ آدمی کا

ایمان العبد یدفعه وینقطع عنه وسوسته بنور الایمان فان العبد اذا کان ایمانه حقیقیا لا لسانیا بل
ایمان اسکو دفع کر دیتا ہی اور ایمان کی نور سی اوسکا وسوسہ کٹ جاتا ہی بیشک جب آدمی کا ایمان حقیقی ہوتا ہی نرا زبانی نہین ہوتا بلکہ

قلبیا یقینیا یدفع عن نفسه وسوسة الشیطان ویتخذه عدوا امتثالا لقوله تعالی ان الشیطان لکم عدو
دلی یقینی ہوتا ہی تو اپنی دل سی شیطانی وسوسہ دور کر دیتا ہی اور شیطان کو دشمن جانتا ہی اس آیت کی موافق تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہی

فاتخذوه عدوا فانه تعالی بین فی هذه الایة ان الشیطن عدو لبنی ادم وامرهم ان یتخذوه عدوا لانه
سو تم سمجھ رکہو اوسکو دشمن اللہ تعالی نی اس آیت مین بیان کیا کہ شیطان بنی آدم کا دشمن ہی اور یہہ حکم کیا کہ وہ بہی اوسکو دشمن سمجھین کیونکہ

یرید اضلالهم لیجرهم مع نفسه الی النار فعلی هذا ینبغی للعاقل ان یعرف عدوه ویجتهد فی دفع وسوسته
اونکو گمراہ کیا چاہتا ہی تاکہ اپنی ساتھہ دوزخ مین کھینچ لیجاوی اس بیان کی موافق عاقل کو چاہی کہ اپنا دشمن پہچان کر اوسکا وسوسہ بزور دفع کر دی

ولا یدفع وسوسته الا بمخالفة الهوی فمن منع نفسه عن الهوی یکون من عباد الله الذین لا یتسلط علیهم
اور بدون مخالفت ہوا ہوس کی اوسکا وسوسہ دفع نہین ہوتا پہر جسنی اپنی نفس کو ہوا سی روک رکہا تو وہ اون لوگون مین ہوتا ہی جن پر شیطان غالب نہین ہوتا

الشیطن علی ما اخبر الله تعالی بذلك وقال ان عبادی لیس لك علیهم سلطن فدلت الایة علی ان الشیطان
موافق مدلول اس آیت کی وہ میری بندی ہین اونپر نہین تیری حکومت یہہ آیت دلالت کرتی ہی کہ شیطان

لا یتسلط علی من کان من عباد الله تعالی وانما یتسلط علی من لم یکن من عباد الله تعالی فمن یتبع الهوی لا یکون
اونپر جو اللہ کی عبادت کرنیوالی ہین غلبہ نہین کر سکتا اونہی پر غلبہ کرتا ہی جو اللہ کی عابد نہین ہین پہر جو شخص اپنی ہوا کا تابع ہی وہ

من عباد الله تعالی بل یکون من عباد الهوی اذ قال الله تعالی ارءیت من اتخذ الهه هوىه اشار الی کون
اللہ تعالی کا عابد نہین ہی بلکہ ہوا کا پوجنی والا ہی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی بہلا دیکھہ تو جسنی پوجنا پکڑا اپنی چاؤ کا یہہ اشارہ ہی کہ

الهوی الهه ومعبوده والی کونه من عباد الهوی لا من عباد الله تعالی فمن لم یکن من عباد الله تعالی بل کان
ہوا ہی اوسکا خدا اور معبود ہی اور وہ ہوا کا بندہ ہی اللہ کا بندہ نہین ہی پہر جو شخص اللہ کا بندہ نہووی بلکہ ہوا کا

من عباد الهوی یتسلط علیه الشیطان بواسطة الهوی الذی یتشعب منه الشهوات فکما ان الشهوات
بندہ ہووی تو اوسپر شیطان بوسیلہ ہوا کی جسمین سی شہوات کی شاخین نکلتی ہین غالب رہتا ہی سو جیسی شہوتین انسان کی

ساریة فی لحم الانسان ودمه کذلك سلطنة الشیطان ساریة فی لحم الانسان ودمه ومحیطة به من
گوشت پوست اور خون مین پہیلی ہوئی ہین ایسی ہی شیطان کی سلطنت آدمی کی اندر گوشت اور لہو مین سیر کرتی ہی اور ہر طرف سی گہیری ہوئی ہی

جمیع جوانبه ولذلك قال النبی علیه السلام ان الشیطان لیجری من ابن ادم مجری الدم فضیقوا مجاریه
اسیسی نبی علیه السلام نی فرمایا کہ شیطان ابن آدم مین مثال خون کی پہرتاہی اب تم اوسکی آمد کا رستہ بہوک سی بند کرو
بالجوع وانما امر النبی علیه السلام بتضییق مجاری الشیطان بالجوع لان تسلط الشیطان علی الانسان لیس
اور نبی علیه السلام نی شیطان کا رستہ بہوک سی بند کرنی کو اسلئی فرمایا ہی کہ شیطان کا غلبہ انسان پر بدون وسیلہ شہوت کی
الا بواسطة الشهوة والشهوة تنکسر بالجوع فمن یرید ان یسلم من تسلط الشیطان علیه فعلیه الملازمة بالصوم حتی یسلم
نہین ہوسکتا اور شہوت بہوک سی ٹوٹ جاتی ہی پہر جو شخص چاہی کہ مین شیطان کی غلبہ سی سلامت رہون تو اوسکو روزی رکہنی چاہئین
من تسلط الشیطان علیه فان من یتبع مقتضی الشهوة المنشعبة عن الهوی یظهر تسلط الشیطان علیه بواسطة
تاکہ شیطان کی غلبہ سی سلامت رہی بیشک جو شخص شہوت کی پیچہی پڑا رہتاہی جو ہوا کی شاخ ہی تو اوسپر بوسیلہ ہوا کی شیطان کا غلبہ ہو جاتاہی
الهوی لان الهوی مرعی الشیطان ومرتعه ولما لم یکن احد خالیا عن الشهوة المنشعبة عن الهوی لم یوجد احد
کیونکہ ہوا ہوس شیطان کی بیٹہک اور چراگاہ ہی اور چونکہ کوئی شخص شہوت سی جو شاخ ہوا ہوس کی ہی خالی نہین ہی تو ایسا بہی کوئی نہین ہی
خالیا عن ان یکون للشیطان فیه تسلط ولذلك قال النبی علیه السلام فی حدیث رواه ابن مسعود ما منکم من
کہ اوسپر شیطان کا کچہہ بہی غلبہ نہو اور اسیسی لئی نبی علیه السلام نی فرمایاہی حدیث مین جو ابن مسعود سی روایت ہی تم مین سی ایسا کوئی نہین کہ
احد الا وله شیطان قالوا وانت یا رسول الله قال علیه السلام وانا الا ان الله تعالی اعاننی علیه فاسلم فلا یامرنی
اوسکا شیطان نہو عرض کیا اور تم یا رسول الله فرمایا اور مین بہی پر اتناہی کہ الله تعالی نی اوسپر میری مدد کی سو وہ مسلمان ہوگیا اب وہ سوا
الا بالخیر بیانه علی ما ذکره الامام الغزالی فی الاحیاء ان الشیطان لا یتصرف فی الانسان الا بواسطة الشهوة فمن
خیر کی کچہہ نہین کہتا اسکی تفصیل موافق بیان امام غزالی کی احیاء مین یہہ ہی کہ شیطان انسان مین بدون وسیلہ شہوت کی تصرف نہین کرسکتا پہر جسکی
اعانه الله تعالی علی کسر شهوته حتی یصیر لا ینبسط الا حیث ینبغی والی الحد الذی ینبغی فشهوته لا تدعوه
الله تعالی نی شہوت توڑنی پر امداد کی یہان تک کہ ایسا بن جاوی کہ ادہر متوجہ ہو کہ جہان چاہئی اور اس حد تک جو سزاوار ہی سو اوسکی شہوت شر کی طرف نہین بلاتی
الی الشر والشیطان المتدرع بها لا یامر الا بالخیر فعلم من هذا الحدیث ان بنی ادم لا یتصور ان ینفك الشیطان عنهم
اور شیطان جو شہوت کا لباس پہنی ہوئی ہی سوا خیر کی نہین کہتا اس حدیث سی معلوم ہوا کہ خیال مین نہین آتا کہ کوئی آدمی شیطان سی جدا ہو
وانما یتمیز بعضهم عن بعض بموافقتهم اياه ومخالفتهم اياه فمن یغلب علیه مقتضیات الشهوة یجد الشیطان
اور آپسمین ایک کو دوسری سی اتناہی فرق ہی کہ شیطان سی کتنا موافق ہی یا اوس سی کتنا مخالف ہی پہر جسپر مقتضیات شہوت کی غالب ہین اوسمین شیطان
فیه مجالا فیتسلط علیه ولاکتناف الشهوات للانسان من جوانبه قال ابلیس علی ما اخبر الله تعالی عنه لاقعدن لهم صراطك المستقیم ثم لاتینهم من بین ایدیهم ومن خلفهم وعن ایمانهم وعن شمائلهم ولا تجد اکثرهم
جگہہ قدرت پاتاہی اور اوسپر تسلط کرلیتاہی اور انسان کو جو شہوات نی ہر طرف سی گہیر رکہاہی تو ابلیس کا یہہ قول ہی جیسا کہ الله تعالی خبر دیتاہی مین بیٹہونگا
ونکی تاک مین تیری سیدہی راہ پر پہر اونپر آونگا آگی سی اور پیچہی سی اور داہنی سی اور بائین سی اور نہ پاویگا تو اونمین سی اکثر
شاکرین فانه یاتی الانسان من جمیع جهاته بانواع مکائده ویحبب الیه الفعل الذی یضره حتی یخیل الیه
شکر گذار پہر شیطان انسان کی ہر ایک طرف سی طرح طرح کی مکر لاتاہی اور وہ کام اوسکو پسند کرا دیتاہی جو مضر ہی یہان تک کہ وہ خیال کرتاہی
انه من انفع الاشیاء الیه ویکره الیه فعل الذی ینفعه حتی یخیل الیه انه من اضر الاشیاء الیه وبهذا الطریق
کہ یہہ کام سب سی زیادہ مفید ہی اور وہ کام ناپسند کرا دیتاہی جو نافع ہو یہان تک کہ خیال کرتاہی کہ یہہ کام سب سی زیادہ مضر ہی اور اس طریق سی
کاد کثیرا من الناس حتی القاهم فی اللهو المختلفة والاراء المتنوعة واوصلهم الی الکفر والضلال واوقعهم فی الاثام
بہت لوگون کو فریب دیاہی یہان تک کہ اونکو مختلف لہو مین اور الگ الگ رائی مین لگا دیاہی اور کفر اور گمراہی مین پہنچا دیاہی اور گناہ اور وبال مین

والوبال ومع هذا يعدهم الفوز بالجنان مع الكفر والفسوق والعصيان ويخوف المؤمنين من جنده واوليائه
پہنسا دیا ہی اور تسپر اس کفر اور فسق اور عصیان پر دخول جنت کا وعدہ کرتا ہی اور مؤمنوں کو اپنی لشکر اور رفقا سی اتنا ڈراتا ہی
حتى لا يجاهدونهم ولا يامرونهم بالمعروف ولا ينهونهم عن المنكر وهذا من عظيم كيده لاهل الايمان وقد اخبر الله تعالى
کہ وہ اونپر جہاد نہیں کرتی اور نہ امر بالمعروف اور نہ نہی عن المنکر کرتی ہیں اور اہل ایمان کو یہہ بڑا ہی دم دی رکہا ہی اور اللہ تعالی
بذلك في كتابه فقال انما ذلكم الشيطن يخوف اولياءه فلا تخافوهم وخافون ان كنتم مؤمنين والمعنى عند جميع
اپنی کتاب میں فرماتا ہی یہہ جو ہی سو شیطان ہی کہ ڈراتا ہی اپنی دوستوں سی سو تم اونسی مت ڈرو اور مجہسی ڈرو اگر ایمان رکہتی ہو اور تمام مفسرون کی
المفسرين انه يخوفكم باوليائه فلا تخافوهم قال قتادة يعظمهم في صدوركم ولهذا قال فلا تخافوهم وخافون ان كنتم
نزدیک یہہ معنی ہیں کہ شیطان تمکو اپنی رفیقوں سی ڈراتا ہی سو تم اونسی مت ڈرو قتادہ کہتی ہیں اونکو بڑا اور بہاری کر کر دکہاتا ہی اسیی واسطی کہا تم اونسی مت ڈرو اور مجہسی ڈرو اگر تم
مؤمنين فان ايمان المؤمنين كلما كان قويا يزول عنه خوف اولياء الشيطان فيامر بالمعروف وينهى عن المنكر
مؤمن ہو بیشک مؤمن کا ایمان جتنا قوی ہوتا ہی وتنا ہی شیطان کی رفیقوں کا خوف دور ہوتا ہی پہر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا شروع کرتا ہی
وكلما كان ضعيفا يقوى فيه خوف اولياء الشيطان فلا يامر بالمعروف ولا ينهى عن المنكر ومن كيده ايضا انه يخدع
اور جتنا ضعیف ہوتا ہی وتنا ہی اوسپر شیطان کی رفیقوں کا خوف قوی ہوجاتا ہی پہر نہ امر بالمعروف کری اور نہ نہی عن المنکر اور یہہ بہی اوسکا کید ہی کہ اونکو فریب دیتا ہی
الذين احكموا العلوم الشرعية العلمية والعملية حتى انهم كانوا يشتغلون بها ويتعمقون فيها لكنهم يهملون تفقد
جنہوں نی علوم شرعی علمی اور عملی خوب یاد کئی ہیں یہاں تک کہ وہ اوس علم میں مشغول رہتی ہیں اور غور کئی جاتی ہیں پر اعضا بدنی کو معاصی سی
الجوارح ولا يحفظونها عن المعاصي ولا يستعملونها في الطاعات ويظنون انهم بلغوا عند الله تعالى من العلم مرتبة
نہیں بچاتی اور نہ اونکو طاعات میں صرف کرتی ہیں اور گمان یہہ رکہتی ہیں کہ ہمکو اللہ تعالی کی ہاں وہ مرتبہ حاصل ہوگیا ہی
لا يعذبون ولا يطالبون بذنوبهم بل يقبل في الخلق شفاعتهم فانهم لو تاملوا العلموا ان العلم علمان علم المعاملة
کہ عذاب نہیں ہوگا اور نہ گناہوں کی پرسش ہوگی بلکہ خلقت کی حق میں ہماری شفاعت منظور ہوگی یہہ لوگ اگر تامل کریں تو جانیں کہ علم دو ہوتی ہیں ایک علم معاملہ
وعلم المكاشفة فاما علم المعاملة فهو معرفة الحلال والحرام ومعرفة الاخلاق المحمودة والمذمومة وهي علوم لا تراد
یعنی ظاہری کا اور ایک علم مکاشفہ کا باطنی علم معاملہ کا تو یہہ ہی دریافت کرنا حلال اور حرام کا اور پہچاننا اخلاق نیک اور بد کا یہہ ایسی علم ہیں کہ انہیں عمل ہی اصل
الا للعمل ولولا الحاجة الى العمل لم تكن هذه العلوم قيمة فكل علم يراد للعمل لا يكون له قيمة بدون العمل فمن احكم
مقصود ہی اور اگر عمل کی طرف حاجت نہوتی تو ان علوم کی ہی کچہہ قدر نہوتی اب جو علم کہ عمل کی لئی مقصود ہوتا ہی اوسکی قدر بدون عمل کی کچہہ نہیں ہی پہر جسنی علم
علم الطاعات ولم يفعلها واحكم علم المعاصي ولم يجتنبها واحكم علم الاخلاق المحمودة ولم يزين نفسه بها واحكم علم
طاعات کا خوب سیکہا اور طاعت نکی اور علم معاصی کا خوب سیکہا اور معاصی سی باز نآیا اور علم اخلاق محمودہ کو خوب یاد کیا اور اونسی اخلاق سی مزین نکیا اور علم
الاخلاق المذمومة ولم يطهر نفسه عنها فهو مغرور ويكيد الشيطان اذ يقول له الشيطن مطلبك القرب
اخلاق ذمیمہ خوب ازبر کیا اور اپنی آپکو اونسی پاک نکیا تو وہ شیطان کی فریب میں پہنسا ہوا ہی بلکہ شیطان اوسی سمجہاتا ہی کہ تیری غرض تو قرب الہی
من الله تعالى ونيل ثوابه والعلم يقربك من الله ويوصلك الى ثوابه ويتلو عليه الايات والاخبار الواردة
ہی اور ثواب حاصل کرنا سو یہی علم اللہ تعالی سی قریب اور ثواب حاصل کر دیتا ہی اور اسکی سند آیات اور احادیث جو علم کی فضائل میں آئی ہیں پڑہ سناتا ہی
في فضائل العلم فمن كان من اهل الهوى يرى ذلك موافقا لهواه فيطمئن اليه قلبه ويهمل العمل ومن كان
پہر جو شخص اہل ہوا سی ہی اوسکی تو مرضی کی موافق ہوتی ہیں اوسکی تو دلجمعی ہوئی عمل سی کچہہ کام نرکہا اور جو عالم
من اهل التقوى يقول للشيطان تذكرني ما ورد في فضائل العلم ولا تذكرني ما ورد في العلماء التاركين للعمل
ڈروالی ہوتی ہیں تو شیطان سی کہتی ہیں تو وہ روایات تو یاد دلاتا ہی جو علم کی فضائل میں ہیں اور وہ یاد نہیں دلاتا جو علماء تارک عمل کی حق میں آئی ہیں

فان الذي اخبر بفضيلة العلم هو الذي اخبر بعقوبة العلماء السوء فانه تعالى قال مثل الذين حملوا التورية
بیشک جسنی فضیلت علم کی بتائی ہی اوسہی نی علماء بدکار کا عذاب بہی بتایا ہی بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی کہاوت ہی اونکی جنپر لادی توریت
ثم لم يحملوها كمثل الحمار يحمل اسفارا وقال الله تعالى في اية اخرى فمثله كمثل الكلب فاي خزي اعظم
پہر نہ اوٹہائی اونہوں نی جیسی کہاوت گدہی کی پیٹ پر لادی ہی کتابیں اور ایک اور آیت میں فرمایا ہی تو اوسکا حال جیسی کتا گدہی اور کتی کی مشابہت سی
من التمثيل بالحمار والكلب وقال النبي عليه السلام اشد الناس عذابا يوم القيمة عالم لم ينفعه الله بعلمه وقال
کونسی رسوائی زیادہ ہی اور نبی علیہ السلام نی فرمایا سب سی زیادہ عذاب میں قیامت کی دن وہ عالم ہوگا جسکی علم سی اللہ نی اوسکو نفع نہ دیا اور نبی
عليه السلام في حديث اخر من ازداد علما ولم يزدد هدى لم يزدد من الله الا بعدا وبعد ورود امثال تلك
علیہ السلام نی ایک اور حدیث میں فرمایا جو شخص علم میں بڑہا اور ہدایت میں نہ بڑہا تو اللہ تعالی کی ان سوای دوری کی نہیں بڑہیگا اور بعد وارد ہونی
التشديدات مما لا يحصى في حق العالم التارك للعمل كيف يعتقد انه على خير مع تاكد حجة الله تعالى عليه
ایسی ایسی شدائد بیشمار کی عالم تارک العمل کی حق میں کیونکر اعتقاد کرتا ہی کہ وہ نیک راہ پر ہی باوجودیکہ اوسپر حجت الہی خوب قایم ہی
واما علم المكاشفة فهو العلم بالله تعالى وصفاته واسمائه فمن احكم هذا العلم ثم اهمل العمل وضيع امر
اور علم مکاشفہ کا یعنی باطنی سو وہ علم معرفت الہی اور اوسکی صفات اور اسمار کا ہی سو جسنی یہہ علم خوب حاصل کیا پہر عمل نکیا اور امر الہی کو ضایع کیا
الله تعالى فهو مغرور ايضا فغروره يدل على انه لم يحصل من معرفة الله الا الاسامي دون المعاني لانه لو
تو وہ بہی شیطان کی فریب میں ہی بس اوسکی شوریدگی دلالت کرتی ہی کہ اوسکو معرفت الہی سی سوا نام کی کچہہ حاصل نہیں ہوا معانی تک نہیں پہنچا کیونکہ اگر
عرف الله تعالى حق معرفته لخشيه واتقاه كما قال الله تعالى انما يخشى الله من عباده العلماء نسال الله تعالى
عارف باللہ ہوتا جو حق ہی تو اوسی ڈرتا اور تقوی کرتا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اللہ سی ڈرتی وہ ہی ہیں اوسکی بندوں میں جنکو سمجہہ ہی ہم سوال کرتی ہیں
ان يجعلنا ممن يخشى الله تعالى

المجلس الثالث والتسعون في بيان ان للشيطان لمة بابن ادم

اور کہ ہمکو اللہ سی ڈرنیوالا بنادی تراونویں مجلس اس بیان میں کہ ابن آدم سی شیطان کو ایک قرب ہوتا ہی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان للشيطان لمة بابن ادم وللملك لمة فاما لمة الشيطان فايعاد بالشر وتكذيب بالحق واما لمة الملك فايعاد بالخير وتصديق بالحق فمن وجد ذلك فليعلم انه من الله تعالى
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا بیشک ابن آدم سی شیطان کو ایک قرب ہوتا ہی اور فرشتہ کو ایک قرب ہوتا ہی پہر قرب شیطان کا تو برائی کا خیال اور حق کی تکذیب اور فرشتہ کا قرب خیر کا الہام اور حق کی تصدیق پہر جو شخص دلمیں یہہ ہی پاوی تو جان لی کہ اللہ تعالی کی طرف سی ہی
فليحمد الله تعالى ومن وجد الاخرى فليتعوذ بالله تعالى من الشيطان الرجيم هذا الحديث من حسان المصابيح
اب اللہ کی حمد کری اور جسنی وہ دوسرا پایا تو شیطان راندہ سی اللہ کی پناہ مانگی یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں ہی
رواه ابن مسعود واللمة المذكورة فيه من الالمام وهو القرب فان كل واحد من الملك والشيطان بقرب
ابن مسعود کی روایت سی اور لفظ لمہ جو اس حدیث میں آیا ہی الام سی مشتق ہی یعنی قرب بیشک ہر ایک فرشتہ اور شیطان انہیں دونو کام کی
من الانسان لهذين الامرين وهما الايعاد بالخير والايعاد بالشر والمراد بهما الهامان اللذان يقع في القلب احدهما
لیی انسان کی ساتہ ہوتی ہیں یعنی ایعاد بالخیر اور ایعاد بالشر اور ان دونوں سی مراد وہی دو الہام ہیں جو کسیکی دلمیں آتی ہیں ایک
بواسطة الملك والاخر بواسطة الشيطان وما يقع بواسطة الملك يسمى الهاما وما يقع فيه بواسطة الشيطان
فرشتہ کی واسطی سی اور دوسرا شیطان کی جہت سی اور جو فرشتہ کی واسطی سی ہوتا ہی الہام کہلاتا ہی اور شیطان کی جہت سی جو ہوتا ہی
يسمى وسوسة والقلب متغاير بينهما لانه باصل فطرته يصلح لقبول اثار الملئكة واثار الشيطان
وسوسہ کہلاتا ہی اور دل دونوں میں جای کا رزار ہوتا ہی اسلئی کہ باعتبار اصل پیدایش کی فرشتوں کا اثر بہی آسکتا ہی اور شیطان کا اثر بہی

صلاحا متساویا لا یترجح احدهما علی الاخر لا باتباع الهوی ولا کباب علی الشهوات او بمخالفة الهوی والاعراض
برابر برابر کسی جانب کو دوسری پر غلبہ نہین ہوتا مگر باعتبار پیروی ہوا کی اور شہوات پر اوندہا گرنی کی یا باعتبار مخالفت ہوا کی اور شہوات سی

عن الشهوات فان الانسان اذا اتبع مقتضی الشهوة والغضب یظهر تسلط الشیطان علی قلبه بواسطة الهوی ویصیر
منہہ پہیرنی کی بیشک انسان جب شہوت اور غضب کی پیروی کرتا ہی تو اوسکی دل پر شیطان کا غلبہ بوسیلہ ہوا کی ظاہر ہوا کرتا ہی اور اسکا دل

قلبه عش الشیطان ومقره لکون الهوی مرعی الشیطان ومرتعه واذا جاهد نفسه ولم یتبع مقتضی الشهوة و
شیطان کا صبحتی اور مقام ہوجاتا ہی کیونکہ ہوا ہوس شیطان کی چراگاہ اور بیٹہک ہی اور اگر اوسی نفس کو مارا اور لوازم شہوت اور

الغضب یکون قلبه مستقر الملئکة ومهبطهم لکن لما لم یکن قلب من القلوب خالیا عن الشهوة والغضب والحرص
غضب کی پیروی نکی تو اوسکا دل ملائکہ کا مقام اور گذرگاہ ہوجاتا ہی لیکن چونکہ کوئی دل کیسا ہی شہوت اور غضب اور حرص

والطمع وغیر ذلک من الصفات البشریة المنشعبة عن الهوی لم یتصور ان یوجد قلب خال من ان یکون فیه
اور طمع وغیرہ صفات بشری سی جو ہوا کی شاخین ہین خالی نہین ہوتا تو خیال مین نہین آتا کہ کوئی دل ایسا ہو کہ جہان شیطان کی وسوسہ

للشیطان جولان بالوسوسة ولا یزول وسوسته الا بذکر شیء سوی ما وسوس به فیه اذ عند حصول ذکر شیء
کا گذر ہوتا ہو اور اوسکا وسوسہ کبہی نہین جاتا بدون ذکر کسی اور بات بجز اوس وسوسہ کی اسواسطی کہ جب کسی اور چیز کا ذکر آتا ہی

فیه ینعدم ما کان فیه من قبل الا ان کل شیء سوی ذکر الله تعالی وما یتعلق به یجوز ان یکون مجالا للشیطان
تو پہلی بات جاتی رہتی ہی اتنا ہی کہ ہر یک بات سواء ذکر آلہی کی اور جو اوسی متعلق ہی گذرگاہ شیطان کا ہو سکتا ہی

فذکر الله تعالی هو الذی یؤمن جانبه ویعلم انه لیس مجالا للشیطان فان القلب مثاله مثال حصن له ابواب
سو ایسا تو ذکر الہی ہی کہ جسکی طرف سی خاطر جمع ہی اور معلوم ہی کہ گذرگاہ شیطان کا نہین ہی بیشک دل کی مثال ایسی ہی جیسی ایک قلعہ کئی دروازہ والا

کثیرة والشیطان یرید ان یدخل فیه من کل باب ویملکه ویستولی علیه فلا بد للعبد من حفظه ولا
اور شیطان چاہتا ہی کہ اوسمین ہر یک دروازہ سی آکر مالک اور مستولی ہوجاوی اب آدمی کو اوسکی حفاظت کرنی چاہئی اور

یقدر علی حفظه الا بحراسة ابوابه وسد مداخله ومواضع ثلمه وابوابه ومداخله الصفات المذمومة
اوسکی حفاظت بدون نگہبانی دروازون کی اور روکنی آمد کی راہ اور کہسنی کی رخنہ کی نہین ہوسکتی اور قلعہ کی دروازہ اور آمد کی راہ صفات مذمومہ ہین

فلیس للادمی صفة من صفات المذمومة الا وهی قوة من اقوات الشیطان وسلاح من اسلحته وباب من
سو آدمی کی کوئی صفت صفات مذمومہ مین سی ایسی نہین ہی کہ وہ شیطان کا کوئی قوت اور اوسکی ہتیارون مین کا ایک ہتیار اور اوسکی دروازون

ابوابه ومدخل من مداخله وهذه الابواب والمداخل کثیرة بعضها ظاهرة وبعضها غامضة وکلها
مین سی ایک دروازہ اور اوسکی آمد کا راہ نہو اور یہہ دروازی اور آمد کی راہ بہت ہین بعضی ظاہر ہین اور بعضی پوشیدہ اور شیطان کی لئی سب

مفتوحة للشیطان ولیس للملک فیه الا باب واحد وقد یلتبس ذلک الواحد بهذا الکثیر فالعبد فیه مثاله
کہلی ہوئی ہین اور اونمین سی فرشتہ کی لئی ایک ہی دروازہ ہی اور کبہی وہ ایک بہی ان سب مین ملجاتا ہی اسصورت مین آدمی کی کہاوت ایسی ہی

مثال المسافر الذی بقی فی بادیة کثیرة الطرق غامضة المسالک فی لیلة مظلمة فلا یکاد یفلح الا بعین بصیرة وطلوع
جیسی مسافر تنہا جنگل مین جہان چارطرف باریک رستی جاتی ہون اندہیری رات مین سو یہہ مسافر بدون عین بصیرت اور روشنی چمکتی

شمس مشرقة والمراد بعین البصیرة ههنا هو القلب المصفی بالتقوی والمراد بالشمس المشرقة هو العلم المستفاد من
سورج کی نہین سنبہل سکتا اور عین بصیرت سی یہان تقوی سی صاف کیا ہوا دل مراد ہی اور آفتاب روشن سی وہ علم مراد ہی جو

کتاب الله تعالی وسنة رسوله اذ بهما یعلم غوامض طرقه وابوابه ومداخله التی یدخل منها فی القلب الامراض
کتاب اللہ اور سنت رسول سی حاصل ہوا ہو کیونکہ انہی دونوسی باریک رستی اور اوسکی دروازی اور دل کا راستہ الیسا جسی بیماری علاج کی

المعالجة

المحتاجة الى العلاج وعلاج الشيء لا يكون الا بضده وضد جميع الوساوس الشيطانية ذكر الله بالاستعاذة
محتاج دل ہین اسکی علاج کی ہوسکتی ہیں اور ہر مرض کا علاج اوسکی ضد سی ہوتا ہی اور تمام وسوسہ شیطانی کی ضد اللہ کا ذکر ہی ساتھہ اعوذ باللہ کی

والتبري من الحول والقوة بان يقال اعوذ بالله من الشيطان الرجيم لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم
اور بری ہونا حول اور قوت سی اسطورسی پڑہی پناہ لیتا ہون اللہ کی شیطان مردود سی اور نہ پھرنا گناہ سی اور نہ قوت طاعت کی مگر اللہ بزرگ برتر سی

فان قيل هل يكفي في الدفع مجرد ذكر الله تعالى ام لا بد فيه من العلاج فما العلاج فيه فالجواب ان العلاج فيه سد
اگر کوئی پوچھی آیا دفع کی لیی صرف ذکر اللہ کافی ہی یا اسمین کچھہ علاج بہی چاہیی پہر اسمین علاج کیا ہی سو جواب یہہ ہی کہ اسمین علاج یہہ ہی

مداخله بتطهير القلب عن الصفات المذمومة وتعميره بالتقوى حتى يتمكن الذكر فيه ولا يقدر على ذلك
کہ اوسکی آمد کی راہ دلکو صفات مذمومہ سی پاک اور تقوی سی آباد کرکر بند کردی تاکہ دل کی اندر ذکر قایم رہی اور اسپر سوا متقیون کی

الا المتقون الذين طهروا قلوبهم من الصفات المذمومة وعمروها بالتقوى وغلب عليهم ذكر الله تعالى فان
کسیکی قدرت نہین ہوتی جنہون نی اپنی دل صفات مذمومہ سی پاک اور تقوی کی سی آباد کررکہی ہین اور اونپر یاد الہی غالب ہوگئی ہی بیشک ذکر الہی

الذكر لا يتمكن في القلب الا بعد عمارته بالتقوى وتطهيره من الصفات المذمومة فلا بد من تطهيره ليتمكن الذكر
دلمین جب ہی قایم رہتا ہی کہ تقوی سی آباد اور صفات مذمومہ سی پاک ہوچکی اب اوسکا پاک کرنا ضرور ہوا تاکہ اوسمین ذکر قایم رہی

فيه لان الذكر لو لم يتمكن فيه يصير حديث النفس فلا يدفع وسوسة الشيطان ولذلك قال الله تعالى ان الذين
اسلیی کہ اگر ذکر دلمین قایم نہ رہا تو وہ حدیث النفس ہوگا پہر اس سی شیطانی وسوسہ دفع نہین ہوسکیگا اور اسہی لئی اللہ تعالی فرماتا ہی جو لوگ

اتقوا اذا مسهم طائف من الشيطان تذكروا فاذا هم مبصرون فانه تعالى قد خص ذلك بالمتقين فان القلب اذا
ڈر رکہتی ہین جہان پڑ گیا اونپر شیطان کا گذر چونک گئی پہر تبہی اونکو سوجہہ آگئی بیشک اللہ تعالی نی اس بات کو پرہیزگاروں سی خاص کیا ہی کیونکہ دل اگر

تطهر من الصفات المذمومة لا يكون للشيطان فيه استقرار بل انما يكون فيه اجتياز ويمنعه من الاجتياز
صفات مذمومہ سی پاک ہوجاتا ہی تو اوسمین شیطان کا قیام نہین ہوتا بلکہ یہہ ہی آمد رفت ہوتی ہی اور آمد رفت سی بہی اوسکا ذکر الہی بند کردیتا ہی

ذكر الله تعالى فمثاله مثال كلب جائع يقرب منك فان لم يكن بين يديك شيء من الطعام ينزجر بقولك اخسأ فمجرد
سو اوسکی مثال ایسی ہی جیسی بہوکا کتا تیری پاس چلا آوی پہر اگر تیری سامنی کچھہ کہانا نہو تو اتنا ہی کہنی سی چلا جاتا ہی اوب پس صرف

الصوت يدفعه وان كان بين يديك شيء من الطعام يهجم عليه ولا يندفع بمجرد الكلام فالقلب الخالي عن الهوى
دہتکار اوسکو دفع کردیتی ہی اور اگر تیری سامنی کوئی کہانا موجود ہو تو حملہ کرتا ہی اور صرف دہتکار سی نہین جاتا سو جو دل ہوا سی خالی ہو

ينزجر الشيطان عنه بمجرد الذكر اذ لا يطرقه الشيطان الا عند غفلته وخلوه عن ذكر الله تعالى فاذا عاد الى الذكر
تو شیطان وہان سی صرف ذکر سی چلا جاتا ہی کیونکہ شیطان غفلت ہی کی وقت دلمین جب ذکر الہی سی خالی پاوی تو جاسکتا ہی پہر جب وہ ذکر کرتا ہی تو

يخنس الشيطان فاما القلب المعلق بالهوى فلكون الهوى قوي الشيطان يستقر فيه الشيطان ولا يندفع بالذكر
پچہلی پانو بہاگتا ہی اور جو دل ہوا مین لگا ہو ہی تو ہوا ہوس جو شیطان کی قوت بازو ہی تو وہان شیطان جگہہ پکڑ لیتا ہی اور ذکر سی نہین ٹلتا

والحاصل ان القلب مهما غلب عليه مقتضيات الهوى يجد الشيطان مجالا فيوسوس فيه ومهما اشتغل بالذكر يخنس
خلاصہ یہہ ہی کہ دل پر اگر لوازم ہوا کی غالب ہوجاتی ہین تو شیطان کا گذر ہوجاتا ہی پہر اوسمین وسوسہ پیدا کرتا ہی اور جب ذکر مین مشغول ہوتا ہی تو شیطان

عنه الشيطان ويقبل اليه الملك فيه ويلهم فيه والتطارد بين جندي الملك والشيطان في معركة القلب
وہان سی چلدیتا ہی اور فرشتہ وہان آکر الہام کرتا ہی اور قلب کی معرکہ مین درمیان دونو لشکر فرشتہ اور شیطان کی ہمیشہ جنگ دہکا پیل رہتی ہی

دائم الى ان ينفتح القلب لاحدهما فاكثر القلوب قد فتحها الشيطان وملكها فامتلأت بالوساوس الداعية الى ايثار
آخر کو کسی ایک کی فتح ہوجاتی ہی سو اکثر دل تو شیطان فتح کرکر مالک ہوگیا ہی پہر وہ ایسی وسوسون سی پر ہوگئی ہین جو کہ طرف اختیار کرنی دنیا

الدنيا واطراح الاخرة ومبدأ امتلاءها اتباع الهوى ولا يمكن فتحها بعد ذلك الا بتخليتها عن الهوى وتحليتها بذكر
اور الک کرنی آخرت کی بلاتی ہین اور سبب وسوسہ ہونیکا ہوا کی پیروی ہی اب اوسکا فتح ہونا ممکن نہین ہی بدون اسکی کہ ہواسی خالی کرکر ذکر آلہی سی رونق پاوی
الله تعالى وذلك لا يتيسر الا بمعرفة الخواطر الداخلة فيها فان الخواطر الداخلة فيها تنقسم الى ما يعلم قطعا انه داع
اور یہہ حالت میسر نہین ہوتی بدون دریافت خطرات کی جو دل کی اندر ہوتی ہین کیونکہ اندر کی خطرات کی ایک تو یہہ قسم ہی کہ یقینی معلوم ہی کہ وہ خیر کی طرف بلاتی ہی
الى الخير فلا يخفى في كونه الهاما والى ما يعلم قطعا انه داع الى الشر فلا يخفى في كونه وسوسة والى ما يتردد فيه فلا
اب وہ بلاشبہ الہام ہی دوسری یہہ کہ یقینی معلوم ہی کہ بدی کیطرف بلاتی ہی پہروہ بلاشبہ وسوسہ ہی تیسری تردد یعنی دودلی نہین
يدرى انه من لمة الملك او من لمة الشيطان اذ من مكائد الشيطان ان يعرض الشر في معرض الخير وتمييز ذلك
معلوم کہ وہ فرشتہ کی اثر سی ہی یا شیطان کی اثر سی کیونکہ شیطان کا مکر یہہ بہی ہوتا ہی کہ بدی کو خوبی کی لباس مین پیش کردی اسکی تمیز بہت
غامض وبه يهلك كثير من العباد والزهاد والعلماء والصلحاء والفقراء والاغنياء وسائر اصناف الخلق ممن يكرهون
دشوار ہی اور اس مکر سی بہت لوگ عابد اور زاہد اور عالم اور صالح اور فقیر اور غنی اور تمام قسم کی خلقت ہلاک ہوگئی ہی جو جو لوگ
ظاهر الذنوب ولا يرضون لانفسهم الخوض في المعاصي الصريحة فان الشيطان لا يقدر ان يدعوهم الى الشر الصريح
کہ ظاہر گناہ کو ناپسند کرتی ہین اور اپنی لیی صریح گناہ مین خوض کرنی پر راضی نہین ہوتی تو شیطان کی طاقت نہین ہی کہ اونکو صریح گناہ پر بلاوی اب اوس گناہ کو
فيصوره بصورة الخير وتلبيساته من هذا الجنس لا نهاية لها ومكائده فيما يتعلق بالعقائد والاعمال لا تحصى وان
خیر کی صورت دیدیتا ہی اور اسطرح کی تلبیسات کا کوئی نہایت نہین ہی اور شیطان کا مکر جو عقائد اور اعمال سی علاقہ رکہتی ہین بیشمار ہین بیشک
تلبيسه في الاعتقادات والعبادات قد انتشر في البلاد وشاع بين العباد فينبغي للعبد ان يقف عند كل هم يخطر
شیطان کی اعتقادات اور عبادات کی تمام شہرون مین منتشر اور تمام خلقت مین مشہور ہین اب انسان کو چاہئی کہ ہر ہر تخم جو اوسکی دلمین گذرتا ہی
بباله ليعلم انه من لمة الملك او من لمة الشيطان ويمعن النظر فيه بنور البصيرة لا بهوى الطبع لان الوسواس يجاذب
تامل کرکر سوچی تاکہ معلوم ہووی کہ فرشتہ کا اثر ہی یا شیطان کا اثر اور بصیرت کی نور سی اوسمین خوب غور کری ہوای طبیعی سی نہ سوچی اسلئی کہ وسوسہ دلکو کہینچکر
القلب الى زخرفه ويلهيه عن ذكر الله تعالى فلا بد من المجاهدة وهذه المجاهدة لا آخر لها الى الموت ولا يتخلص
[illegible] کرتی ہی کرکی لہو یا ڈالدیتا ہی سو اوسمین مجاہدہ ضرور چاہئی اور یہہ مجاہدہ موت تک پورا نہین ہوتا اور زندگی بہر شیطان سی کوئی
احد من الشيطان ما دام حيا فانه ما دام حيا فابواب القلب للشيطان منفتحة غير منغلقة ومهما كان الباب
نہین چہوٹتا کیونکہ آدمی جبتک زندہ رہتا ہی تو شیطان کی واسطی دروازی دلکی کہلی رہتی ہین بند نہین ہوتی اور جب دروازا
مفتوحا والعدو غير غافل لا يدفع الا بالحراسة والمجاهدة ولذلك لما قال رجل للحسن يا ابا سعيد اينام ابليس تبسم
چوپٹ اور دشمن چوکس ہوا تو بدون نگہبانی اور مجاہدہ کی دفع نہین ہوگا اسہی لئی جب کسی شخص نی حسن سی پوچہا کہ ای ابوسعید کیا ابلیس سوتا بہی ہی تو تبسم کرکر
وقال لو كان ينام لوجدنا راحة فان قيل هل يؤاخذ العبد بجميع وساوس القلوب وخواطرها او لا يؤاخذ بجميعها
کہا اگر ابلیس سویا کرتا تو ہم آرام سی ہی رہتی اگر کوئی پوچہی کیا انسان سی تمام وسوسون دلی اور خواطر کا مواخذہ ہووی گا یا سبکا مواخذہ نہین ہی
بل ببعضها فالجواب ان ذلك غامض لا يوقف عليه ما لم يعلم تفصيل وساوس القلوب وخواطرها من مبدء وقوعها فيها
بلکہ کسی کسی کا ہی تو جواب یہہ ہی کہ یہہ امر بہت مشکل ہی معلوم نہین ہوسکتا جبتک تفصیل دلکی وسوسون اور خطرات کی ابتداء پیدا ہونی سی معلوم نہووی
الى ان يظهر في الجوارح آثارها فان ما يقع في قلب الانسان كما ذكره الامام الغزالي في الاحياء على اربع مراتب الاولى
یہان تک کہ اعضاء پر اوسکا اثر ظاہر ہووی اسلئی کہ انسان کی دلی خطرات موافق ذکر امام غزالی کی احیاء مین چار مرتبہ پر ہین پہلا مرتبہ یہہ ہی
ان يرد على قلبه ابتداء من غير قصد منه وهو الخاطر ويسمى حديث النفس كما لو خطر على قلبه النظر الى امرأة كانت
کہ اسکی دل پر ہچہی ہی بلا قصد خیال آوی اور اسکو حدیث النفس کہتی ہین جیسی اوسکی دلمین یہہ خیال آوی کہ عورت کو جو پیچہی

وراء ظهره في الطريق بحيث لو التفت اليها لراها والثانية هيجان الرغبة في قلبه الى الفعل الذي هو نظر اليها

راستہ میں ہی دیکھنا چاہئی ایسا کہ اگر منہہ پھیری تو البتہ دیکھ لی اور دوسرا مرتبہ دلمیں اوس کام کی رغبت کا جوش کرنا یعنی رغبت اوس عورت کی دیکھنی کی

وهو حركة الشهوة التي تكون في الطبع وتتولد من الخاطر الاول ويسمى ميل الطبع والثالث حكمه بان هذا الفعل

اور یہہ شہوت کی حرکت ہی جو خود بخود طبیعت میں ہوتی ہی اور اوس پہلی خیال ہی پیدا ہوتی ہی اسکو میل طبع کہتی ہیں تیسری مرتبہ حکم کرنا کہ یہہ کام

الذي هو النظر اليها ينبغي ان يفعل وهو يتبع الخاطر والميل ويسمى اعتقادا والرابعة تصميم عزمه على الفعل الذي

یعنی اوس عورت کا دیکھنا ہی چاہئی اور یہہ مرتبہ خاطر اور میل دونوں کی پیچھی ہوتا ہی اور اسکو اعتقاد کہتی ہیں اور چوتھا مرتبہ اوس کام پر عزم کا مصمم مقرر کرنا

هو النظر اليها ويسمى هذا هما وقصدا ونية وهذا الهم قد يكون له مبدأ ضعيف لكن اذا اصغى القلب الخاطر حتى

یعنی عورت کی دیکھنی پر اور اسکو ہم اور قصد اور نیت کہتی ہیں اور اس ہم کا مبدا کبھی ضعیف ہوتا ہی لیکن اگر دل خاطر کو صاف کرتا ہی یہاں تک

طالت محادثته للنفس يتاكد هذا الهم ويصير ارادة مجزومة اذا ثبت هذا فالخاطر لا يؤاخذ به العبد لانه لا

کہ آپسمین بات کہنا نفس کی دراز ہو جاوی تو ہم پکا ہوتا ہی اور ارادہ بالجزم ہو جاتا ہی جب یہ معلوم ہو چکا تو خاطر پر بندہ سی مواخذہ نہیں ہی کیونکہ یہہ خیال

يدخل تحت الاختيار وكذا الميل وهو هيجان الشهوة لا يؤاخذ به العبد لعدم دخوله تحت الاختيار وهو

اختیاری نہیں ہی اور ایسا ہی میل یعنی جوش شہوت کا آدمی سی مواخذہ نہیں ہی کیونکہ اختیار میں نہیں ہی اور اسی حدیث میں یہہ ہی مراد ہی

المراد بقوله عليه السلام عفي عن امتي ما حدثت به انفسها لان حديث النفس عبارة عن الخواطر التي يقع

میری امت سی حدیث النفس معاف ہوا ہی اسلئی کہ حدیث النفس خیالات ہوتی ہیں جو دلمیں بی قصد آجاتی ہیں اور اونپر

في القلب ولا يتبعها عزم اذ لا يسمى الهم والعزم حديث النفس واما الثالث وهو اعتقاد وحكم القلب فمتردد بين ان

کچھہ عزم نہیں ہوتا کیونکہ ہم اور عزم حدیث النفس نہیں کہلاتا اور رہا تیسرا مرتبہ کہ وہ دلکا اعتقاد اور حکم ہی سو وہ دو حال سی زیادہ نہیں ہی

يكون اختياريا او اضطراريا فالعبد يؤاخذ بالاختياري ولا يؤاخذ بالاضطراري واما الرابع وهو الهم فيؤاخذ

یا اختیاری ہوگا یا اضطراری سو اختیاری میں آدمی سی مواخذہ ہی اور اضطراری میں مواخذہ نہیں ہی اور رہا چوتھا مرتبہ یعنی ہم سو اسمین

به العبد الا انه ان ندم على همه وترك الفعل خوفا من الله تعالى يكتب له حسنة لان همه وان كان

بندہ سی مواخذہ ہی اتنا ہی کہ اگر اپنی ہم پر نادم ہو کر اوس کام کو اللہ تعالی کی خوف سی ترک کیا تو ثواب ہوتا ہی اسواسطی کہ ہم انسان کا اگرچہ

سيئة لكن امتناعه ومجاهدته نفسه يكون من الحسنات التي يستحق بها صاحبها الثواب وان تعوق

بدی ہی پر اوس سی باز رہنا اور اوسپر نفس کا مجاہدہ حسنات میں ہی جسکی عوض میں انسان مستحق ثواب کا ہوتا ہی اور اگر وہ کام

الفعل بعائق وتركه لعذر لا خوفا من الله يكتب له سيئة لان همه فعل اختياري للقلب فيؤاخذ به صاحبه

کسی اور مانع کی سبب سی نہو سکا اور کسی عذر سی نکیا کچھہ خوف الہی سی نہیں چھوڑا تو گناہ ہوتا ہی کیونکہ ہم تو دل کا فعل اختیاری ہی سو اسپر مواخذہ ہوتا ہی

فان من عزم على معصية وتعذر عليه فعلها بسبب او غفلة لا يكون تركه خوفا من الله تعالى فكيف يكتب

بیشک جسنی معصیت پر عزم کیا اور کسی سبب سی اوسپر عمل دشوار ہو گیا یا غفلت سی رہ گیا تو یہہ خوف الہی کی سبب سی باز نہیں رہا اب اوسکو ثواب

له حسنة وقد روي انه عليه السلام قال يحشر الناس على نياتهم ولا شك ان من عزم في الليل ان يصبح ويقتل

کیسا ہووی اور یہہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی کہ آدمی اپنی اپنی نیتوں پر اوٹھینگی اور اسمیں شک نہیں ہی کہ اگر رات کو کسینی یہہ عزم کیا کہ صبح ہوتی فلانی کو

مسلما او يزني بامراة او يشرب الخمر او يفعل غير ذلك من الذنوب فمات تلك الليلة يموت عاصيا مصرا على الذنوب

قتل کرونگا یا فلانی عورت سی زنا کرونگا یا شراب پیونگا یا کوئی اور گناہ کرونگا پھر اوسی رات میں مر گیا تو گنہگار گناہوں پر ڈٹا ہوا مریگا

ويحشر على نيته مع ان الواقع منه العزم على المعصية دون فعلها والدليل عليه ما روي انه عليه السلام قال اذا

اور اپنی نیت پر اوٹھیگا باوجودیکہ اوسنی صرف گناہ کا عزم واقع ہوا تھا کیا کچھہ بھی نہیں ہی اور اسکی دلیل یہہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب

التقی المسلمان بسیفهما فالقاتل والمقتول فی النار قیل یا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال لانه اراد
دو مسلمان تلوار لیکر مقابل ہوتی ہین تو قاتل مقتول دونو جہنمی ہین کسینی عرض کیا یا رسول اللہ یہہ تو قاتل تہا مقتول کی کیا خطا ہی فرمایا اسلئی کہ وہ بہی

ان یقتل صاحبه وهذا نص فی کون المقتول من اهل النار بمجرد الارادة مع انه قتل مظلوما فکیف لا یواخذ
تو یار کو قتل کیا چاہتا تہا اور یہہ صاف بیان ہی کہ صرف ارادہ سی مقتول بہی دوزخی ہی باوجودیکہ مظلوم مارا گیا ہی اب بندہ سی نیت اور عزم پر کیونکر مواخذہ نہین

العبد بالنیة والعزم وکل ما یدخل تحت اختیاره فهو مواخذ به الا ان یکفره بحسنة ونقض العزم بالندم حسنة
ہوگا اور جو بات اختیاری ہی سو اوسمین مواخذہ ہی یا اوسکا عوض کسی حسنہ سی کردی اور عزم کا ندامت سی توڑنا بہی حسنہ ہوتا ہی

فلذلک یکتب حسنة واما فوت المراد بعائق فلیس بحسنة فلذلک یکتب سیئة فیواخذ بها العبد فکیف لا یواخذ
اسیلئی ثواب لکہا جاتا ہی اور اوس کام کا فوت ہونا کسی مانع سی سو یہہ حسنہ نہین ہی اسہی لئی گناہ لکہا جاتا ہی اور اوسپر آدمی سی مواخذہ ہی اب آدمی سی

العبد باعمال القلوب والکبر والعجب والریاء والحسد والنفاق وجملة الخبائث من اعمال القلوب وقد قال الله تعالی
افعال قلوب یعنی کبر اور خودبینی اور ریا اور کینہ اور نفاق پر کیونکر مواخذہ نہو اور خبائث تمام اعمال قلوب سی ہین اور اللہ تعالی فرماتا ہی

ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنه مسؤلا فانه تعالی اخبر فی هذه الایة ان العبد بکل واحد من
بیشک کان اور انکہہ اور دل ان سب کی اوس سی پوچہہ ہوگی بیشک اللہ تعالی نی اس آیت مین یہہ خبر دی ہی کہ آدمی سی بعوض ہر ہر عضو کی

تلک الاعضاء یکون مسؤلا عنه فیما یدخل تحت اختیاره مثلا لو وقع بصره علی محرم بغیر اختیاره لا یؤاخذ بهذه
جو باتین اختیاری ہین پوچہہ ہوگی مثلا اسکی نگاہ کسی حرام پر بی اختیار جا پڑی تو اس نظر کا کچہہ مواخذہ نہین ہی پہر اگر اسکی بعد دوبارہ

النظرة فان اتبعها نظرة ثانیة یکون مؤاخذا بهذه النظرة الثانیة لکونه مختارا فیها وکذلک خواطر القلوب تجری
نگاہ کی تو اس نگاہ ثانی کا مواخذہ ہوویگا کیونکہ اسمین اختیار تہا اور ایسی ہی دلی خطرات کا یہہ ہی

هذا المجری بل القلب اولی بالمواخذة لانه الاصل فان من حکم قلبه بشیء وکان مخطأ فیه یصیر مجزیا به ان خیرا
راہ ہی بلکہ دل پر مواخذہ اولی ہی کیونکہ سب کی اصل ہی بیشک جسکی دل نی کسی بیجا بات پر عزم کیا تو اوسکا عوض ہوتا ہی اگر نیک ہی تو نیک

فخیر وان شرا فشر کمن ظن انه متطهر وحضر الجمعة وصلاها ثم تذکر انه کان غیر متطهر یکون مثابا بفعله وان
اور اگر بد ہی تو بد جیسی کوئی خیال کری کہ مین پاک ہون اور جاکر نماز جمعہ ادا کی پہر یاد آیا کہ مین پاک نتہا تو اس نماز کا ثواب ہوگا اور اگر نماز

ترکها ثم تذکر یکون معاقبا بترکه ومن وجد علی فراشه امرأة فظن انها امراته فوطئها بهذا الظن لا یکون عاصیا بوطئها
یون ہی ترک کی پہر یاد آیا تو نماز چہوڑنیکا عقاب ہوگا اور اگر کسینی اپنی بستر پر عورت دیکہی گمان کیا کہ میری بی بی ہی پہر اسہی خیال پہ اوسی جماع کیا تو اس جماع سی گنہگار نہوگا

وان کانت اجنبیة وان ظن انها اجنبیة فوطئها بهذا الظن یکون عاصیا بوطئها وان کانت زوجته کل ذلک بالنظر
اگرچہ غیر عورت ہو اور اگر اسکو اجنبی خیال کیا پہر اسہی خیال پر جماع کیا تو اس جماع پر گنہگار ہوگا اگرچہ اوسکی بی بی ہی ہوئی یہہ تمام باعتبار عزم

الی القلب دون الجوارح فان الوسوسة انما تکون مرفوعة من هذه الامة اذا لم یبلغ مرتبة العزم فاما اذا بلغت تلک المرتبة
دل کی ہی جوارح پر نہین ہی کیونکہ وسوسہ اس امت کو جبتک عزم کی درجہ کو نہ پہنچی معاف ہی اور اگر اوس درجہ کو جا پہنچا

فلا تکون مرفوعة بل یواخذ بها العبد فیجب علیه ان ینقضها بالندم والاستغفار حتی تنقلب حسنة والا یکون
تو پہر معاف نہین ہی بلکہ آدمی سی اسپر مواخذہ ہی سو اوسکو واجب ہی کہ عزم کو ندامت سی توڑی اور استغفار کری تاکہ ثواب ملی اور نہین تو

الشیطان مستولیا علی مملکة القلب وینجز اللعین وعده الذی حکاه الله تعالی عنه حیث قال لئن اخرتن الی
شیطان دلکی مملکت پر غالب ہوجاویگا اور لعین اپنا وعدہ پورا کریگا جسکی اللہ تعالی حکایت کرتا ہی چنانچہ فرمایا اگر تو مجہکو ڈہیل دی

یوم القیمة لاحتنکن ذریته الا قلیلا والمعنی انک ان اخرتنی حیا الی یوم القیمة لاقود ن‌هم حیث ما شئت و
قیامت کی دن تک تو اوسکی اولاد کو ڈہانٹی دیلون مگر تہوڑی اور معنی یہہ ہین کہ اگر تو مجہکو قیامت تک زندہ باقی رہنی دیگا تو البتہ مین اونکو جہان چاہونگا کہینچ لیجاونگا

لاستولی

لاستولين عليهم استيلاء قويا الا قليلا منهم وهم المخلصون من عبادك الصلحين وهذا كقول اللعين لازينن
اور پھر خوب قابو کر لونگا مگر کچھ تھوڑون پر جو تیری بندی مخلص صلحاء ہونگی اور یہہ ایسا ہی ہی جیسی لعین کا یہہ قول ہی البتہ زینت

لهم في الارض ولاغوينهم اجمعين وانما عرف اللعين حصول هذا المطلب له مع انه لا يعلم الغيب استدلالا بما راى
اونکو بہارین دکہاؤن گا زمین مین اور راہ سی کہوونگا سبکو اور شیطان مردود اس مطلب کا حصول باوجودیکہ غیب دان نہین ہی اس دلیل سی جان گیا

فيهم من كون مبدء الشر متعددا ومبدء الخير واحدا اذ في نفس الانسان قوة بهيمية شهوانية وقوة سبعية
کہ اونمین آثار بدی کی بہت پائی اور مبداء خیر کا ایک کیونکہ انسان کی نفس مین قوت بہیمی شہوانی ہوتی ہی اور قوت سبعی غضبی

غضبية وقوة وهمية شيطانية وهذه الثلثة مستولية عليه من اول الخلقة داعية له الى الشر وبعد هذه
اور قوت وہمی شیطانی اور یہہ تینون قوتین تو آدمی پر ابتداء پیدایش سی غالب ہوتی ہین شر کیطرف بلاتی ہین اور ان

الثلثة فيه قوة عقلية ملكية وهي وان كانت داعية الى الخير لكنها انما تكمل بعد استيلاء الثلثة الاول على القلب
تین کی بعد قوت عقلیہ ملکی ہوتی ہی اور یہہ قوت اگرچہ خیر کی راہ بتاتی ہی پر کامل جب ہوتی ہی کہ یہہ تینون پہلی قوتین دل پر غالب ہوچکین

فلما راى اللعين ذلك علم ان ما يريده يمكن حصوله فان الشهوة والغضب قد ينقادان للانسان انقيادا تاما
پہر جب لعین نی یہہ حال دیکہا تو جان گیا کہ میرا ارادہ ہوجانا ممکن ہی کیونکہ شہوت اور غضب بعضی دفعہ انسان کی خوب مطیع ہوکر

فيعينانه على طريقه الذي يسلكه ويحسنان مرافقته في سفره الذي هو بصدده وقد يستعصيان عليه استعصاء بغي
جس راستہ وہ چلتا ہی اوسکی امداد کرتی ہین اور وہ جس سفر کی درپی ہوتا ہی اوسمین رفاقت خوب کرتی ہین اور کبہی اوسپر نہایت سرکشی بغاوت

وتمردا حتى يملكانه ويستعبدانه وفيه هلاكه وانقطاعه عن سفره الذي به وصوله الى سعادة الابد فينبغي له
اور تمردی کرتی ہین یہان تک کہ اوسکی مالک ہوکر اوسکو مطیع کر لیتی ہین اور اسمین انسان ہلاک ہو چکتا ہی اور اوس سفر سی جسمین سعادت ابدی وصول ہونی رہ جاتا ہی

ان يستعين عليهما بالعقل وان ترك الاستعانة به وسلطهما على نفسه يهلك هلاكا بينا ويخسر خسرانا عظيما و
اب انسان کو یون تدبیر کرنی چاہئی کہ اونپر عقل سی مدد لیوی اور اگر عقل سی مدد نہ لی اور اپنی اوپر اونکو تسلط دیدیا تو ظاہر مارا گیا اور بڑا ہی ٹوٹا اوٹہایا اور

ذلك حال اكثر الخلق فان عقولهم صارت مسخرة لشهواتهم في استنباط الحيل لقضاء الشهوة وكان من حقهم ان يكون
اکثر خلق کا یہہ ہی حال ہی کیونکہ اونکی عقلین قضاء شہوت کی لئی حیلہ حوالی نکالنی کو شہوت کی مطیع ہوگئی ہین اور اونکو یون چاہئی تہا کہ

شهواتهم مسخرة لعقولهم فيما يفتقر اليه العقل فان المؤمن قد يقع في قلبه خاطر الهوى فيدعوه الى الشر فيلحقه
اونکی شہوات عقلون کی مطیع ہوتی جہان عقل محتاج ہے بیشک مومن کی دلمین کبہی خطرہ ہوا کا آکر بدی کی طرف بلاتا ہی تو پہر اوسکو

خاطر الايمان فيمنعه عن الشر ويدعوه الى الخير فينبعث الشيطان الى نصرة خاطر الشر فيقوي داعي الهوى ويحسن التمتع
خطرہ ایمانی بدیسی روک کر خیر کی طرف بلاتا ہی اب شیطان بدخطرہ کی قوت کو ابہارتا ہی سو خواہش ہوا کی زور پکڑ جاتی ہی اور دنیا کی لذتون سی

والتنعم بملاذ الدنيا فيميل النفس اليها فينبعث العقل الى نصرة خاطر الخير ويوبخ النفس ويقبح فعلها وينسبها الى الجهل و
عیش اور چین کو پسند کرتا ہی اب نفس کو ادہر رغبت ہوتی ہی پہر عقل اوسکی مدد کو اوٹہ کر نیکی دلمین ڈالتی ہی اور نفس کو جہڑکتی ہی اور اوسکی فعل کو برا کہہ کر اور جہل کیطرف

يشبهها بالبهايم في هجومها على الشر وعدم اكتراثها بالعواقب فيميل النفس الى نصح العقل فيحمل الشيطن على النفس حملة و
نسبت دیکر ڈنگرونمین ملاتی ہی کہ تجہکو برائی کی کثرت اور انجام ہی بی پروائی ہی نفس کو عقل کی نصیحت پر رغبت ہوتی ہی پہر شیطان نفس پر یکبار حملہ کرکر سمجہاتا ہی

يقول لها ما لك تمتنعين عن هواك وهل يوجد احد من اهل عصرك يخالف هواه اما ترين ان اكثر علماء زمانك لا
تجہکو کیا ہوا کہ اپنی عیش سی الگ ہوتا ہی تیری زمانہ مین کوئی ایسا ہی جو عیش سی الگ رہتا ہو دیکہتا نہین کہ تیری زمانہ کی اکثر علماء

يحترزون عن الهوى ولو كان شرا لامتنعوا عنه افتترك لهم ملاذ الدنيا يتمتعون بها وتبقى محروما متعبا يضحك عليك
عیش رانی سی پرہیز نہین کرتی اگر عیش و آرام برا ہوتا تو وہ بہی باز رہتی کیا عیش اور لذت دنیا کی اونکو دیتا ہی اور تو مشقت مین محروم رہی تجہپر تیری ہمسر

کہ وہ چین اڑاوین

اهو وقتاً فیمیل النفس الی وسوسة الشیطان فتجر العقل حتی تنقاد رجلة ویقتلها لانها اهل الاشارة الامر بتم الشیاء والنهی
اب نفس کو وسوسۂ شیطانی پر رغبت آنی لگتی ہی ہو عقل نفس پر تحکم کرکر سمجھاتی ہی کہ ... اور جو ... اور

الاخرة وماواه ان یقنعین بلذة یسیرة ونترکین لذة الجنة التی لا یتناهی نعیمها ابد الاباد ام تستحقین الم النار ونغترین
آخرت کی تیکا نیکو بہول گیا کہ تو اس تہوڑی لذت پر قناعت کرکر جنت کی بی انتہا لذت جو کبہی تمام نہووی چہوڑ دیتا ہی کیا سزاوار دوزخ کی عذابکا ہوا چاہتا ہی

بغفلة الناس واتباعهم اهواءهم مع ان عذاب النار لا یخفف عنك بمعصیة غیرك افترى ان الناس کلهم لو وقفوا فی الشمس
اور لوگون کی غفلت سی کہ اپنی ہوا وہوس کی پیچہی لگ رہی ہین دہوکہ مین آتا ہی باوجودیکہ تجہسی دوزخ کا عذاب اور کی معصیت کی سبب ہلکا نہین ہوگا دیکہہ تو اگر تمام خلقت

یوم الصیف وکان لك بیت بارد اکنت تساعدهم علی القیام فی الشمس ام تخالفهم وتذهب من الشمس الی ظل بیتك
دہوپ مین ہون اور تیری لئی سردخانہ ہو تو کیا تو اونکی ساتہہ دہوپ مین کہڑا رہیگا یا اونکی برخلاف تو دہوپ مین سی کہر کی سایہ مین چلا جاویگا

فانك اذا کنت تخالفهم فرارا من حر الشمس فکیف لا تخالفهم فرارا من حر النار فعند ذلك تمیل النفس الی رای العقل وهی لا تزال
پہر تو جب اونکی برخلاف آفتاب کی گرمی سی بہاگتا ہی پہر کیونکر اونکی برخلاف آگ کی گرمی سی نہین بہاگتا پہر اب اس فہمایش عقل سی نفس عقل کی مشورہ پر متوجہ ہوتا ہی

تتردد متجاذبة بین هذین الجدالین الی ان یغلب علی قلب الانسان ما هو اولی به فان کان الغالب علیه الصفات الشیطانیة
اسی برودلی مین کبہی ادہر کبہی ادہر تردد کئی جاتا ہی آخر انسان کی دل پر وہ ہی غالب آجاتا ہی جو اوسکی حال کی مناسب ہو اگر اوسپر صفات شیطانی غالب ہوئین

یمیل الی الشر ویجری علی جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب لبعده من الله تعالی وان کان الغالب علیه الصفات الملکیة
تو شر کی طرف متوجہ ہوا اور اوسکی اعضا سی بسبب سابقہ تقدیر کی وہ ہی ہوتا ہی جو اللہ تعالی سی دور ڈالدی اور اگر اوسپر صفات ملکی غالب ہوئین

یمیل الی الخیر ویظهر علی جوارحه بسابق القضاء ما هو سبب لقربه من الله تعالی وهذه الطاعات والمعاصی اذا ظهرت تکون
تو خیر کیطرف جہکتا ہی اور اوسکی جوارح سی بسبب سابقہ تقدیر کی وہ ہی عمل مین آتا ہی جس سی قرب الہی حاصل ہو اور یہہ طاعات اور معاصی جب ظاہر ہوتی ہین

علامات یعرف بها سوابق القضاء والقدر وهی انما تظهر من خزائن الغیب بواسطة خزائن القلب فانه خزائن الملکوت
تو یہہ نشانیان ہین کہ انسی قضا اور قدر کا حکم معلوم ہوجاتا ہی اور طاعات اور معاصی خزانہ غیب سی بواسطہ خزانۂ دلکی ظاہر ہوا کرتی ہین کیونکہ دل خزانہ

فمن خلق للجنة یسرت له الطاعات واسبابها ومن خلق للنار یسرت لها المعاصی واسبابها فانه تعالی خلق الجنة وخلق
باطنی ہی پس جو شخص جنتی پیدا ہوا ہی اوسکو طاعات اور اسباب طاعات میسر ہوجاتی ہین اور جو شخص دوزخی پیدا ہوا ہی اوسکو معاصی اور اسباب معاصی سہل ہوجاتی ہین

لها اهلا فاستعملهم بالطاعات وخلق النار وخلق لها اهلا فاستعملهم بالمعاصی ثم عرف للخلق علامة اهل الجنة واهل النار
بیشک اللہ تعالی نی جنت پیدا کیا اور جنتی پیدا کرکر طاعات مین لگادئی ہین اور دوزخ پیدا کیا اور دوزخی پیدا کرکر معاصی مین لگا دئی ہین پہر خلقت کو انہی جنتی اور

فقال ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم نسال الله تعالی ان یجعلنا من اهل الجنة ولا یجعلنا من اهل النار المجلس
دوزخی کی بتادی ہی فرمایا بیشک نیک لوگ آرام مین ہین اور بیشک گنہگار دوزخ مین ہین الہی ہمکو جنتی کرنا اور نہ گردان ہمکو اہل نار مجلس

الرابع والتسعون فی بیان ظهر الاسلام غریبا وسیعود غریبا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم بدأ
چورانوین اس بیان مین کہ اسلام غریب شروع ہوا تہا اور پہر ہوجاویگا جیسا ظاہر ہوا تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا اسلام ابتدا مین

الاسلام غریبا وسیعود غریبا کما بدأ فطوبی للغرباء هذا الحدیث من صحاح المصابیح رواه ابو هریرة ومعناه ان
غریب شروع ہوا تہا پہر غریب ہوجاویگا جیسی شروع ہوا تہا اب غریبون کو خوشی ہووی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی

الاسلام فی ابتدائه ظهر فی احاد من الناس وقلة منهم ثم انتشر وشاع وصار قویا وبعد ذلك سیلحقه النقص والاختلال
اسکی معنی یہہ ہین کہ اسلام ابتدا مین کسی کسی آدمی سی ظاہر ہوا اور بہت تہوڑا پہر پہیل گیا اور مشہور ہوا اور قوی ہوگیا اور بعد اسکی پہر اوسپر نقصان اور خلل آویگا

حتی لا یبقی الا فی احاد من الناس وقلة منهم وهم الغرباء وقد جاء تفسیر الغرباء فی حدیث اخر انهم النزاع من القبائل
یہان تک کہ باقی نہین رہیگا مگر کسی کسی مین بہت تہوڑا یعنی غربا مین اور غربا کی تفسیر ایک اور حدیث مین یون آئی ہی کہ وہ ... قبیلون سی یعنی

انهم الذين كانوا قليلا فلا يوجد في كل قبيلة منهم الا الواحد او الاثنان بل لا يوجد واحد منهم في القبائل والبلدان
یہہ وہ لوگ ہیں جو تہوڑی تہی سو ہر قبیلہ میں انہیں سی سوا ایک یا دو کی نہیں ہوتی بلکہ ایک بہی انہیں کا قبیلوں اور شہروں میں نہیں ہوگا

كما كان كذلك في اول الاسلام وفي حديث اخر انهم الذين يصلحون اذا فسد الناس يعني انهم قوم صالحون عاملون بالسنة
جیسی اول اسلام میں نہیں تہی اور ایک اور حدیث میں ہی کہ یہہ وہ لوگ ہیں جو بہلائی کرتی ہیں جب لوگ بگڑ جاتی ہیں مراد یہہ ہی کہ وہ اصلاح پر ہیں سنت پر عمل کرتی ہیں

في زمن فساد الناس وفي حديث اخر انهم الذين يصلحون ما افسده الناس بعدي من سنتي فهؤلاء هم الغرباء الممدوحون
جس زمانہ میں لوگ فساد کرتی ہیں اور ایک اور حدیث میں ہی کہ یہہ وہ لوگ ہیں جو درست کرینگی جو کہ اور لوگ میری بعد میری سنت کو بگاڑ ڈالینگی سو یہہ جماعت غربا کی ہی

المغبوطون ولقلتهم في الناس جدا سموا غرباء وهم قسمان احدهما من يصلح نفسه عند فساد الناس والثاني من يصلح
جسکی مدح ہوئی اور اونکی ہی مرتبہ کی آرزو ہوگی اور چونکہ یہہ لوگ بہت کمتر ہیں تو انکا نام غربا ہوا انکی دو قسم ہیں ایک تو وہ جو اپنا حال درست کرلی جب لوگ بگڑ جاویں دوسری قسم وہ

ما افسده الناس من السنة وهو اعلى القسمين وهم القائمون بوظيفة الامر بالمعروف والنهي عن المنكر فهؤلاء اقل الناس
جو اور لوگوں کی بگاڑی ہوئی سنت کو درست کریں اور یہہ دونوں میں اعلی درجہ کی ہیں یہہ ہی لوگ امر المعروف اور نہی عن المنکر کی وظیفہ پر قایم ہوئی سو یہہ ہی لوگ

في اخر الزمان ولذلك وصفوا بالغربة لقلتهم كما جاء في بعض الروايات انهم قوم صالحون قليل في قوم سوء كثير من
آخر زمانہ میں بہت کمتر ہونگی اور اسیہی لئی غربت انکا وصف ٹہرا ہی کیونکہ قلیل ہیں چنانچہ بعض روایات میں آیا ہی کہ وہ لوگ صالح ہیں اور کمتر بری قوم کی اندر

يبغضهم اكثر ممن يطيعهم ففي هذا اشارة الى قلتهم وقلة المستجيبين لهم وكثرة المخالفين لهم والعاصين لامرهم وهذا
جو بہت ہونگی اونکی بدخواہ بہ نسبت اطاعت کرنیوالوں کی بہت زیادہ اور اسمیں اونکی اور انکی تابع کی قلت کا اور دشمنوں کی اور نافرمانوں کی کثرت کا اشارہ ہی اور اسمیں

الفضل العظيم الموعود لاهل الغربة انما هو لغربتهم بين الناس وتمسكهم بالسنة بين ظلم الاهواء فاذا راى المؤمن ما كان
فضل بزرگ کا جو اہل غربت کی لئی وعدہ ہوا ہی تو اسی لئی کہ وہ لوگ سب لوگوں میں غریب ہیں اور ہوا ہوس کی تاریکی میں وہ سنت کو پکڑتی ہیں پس جب کوئی مؤمن اس زمانہ میں لوگوں کا

عليه الناس في هذا الزمان من البدع والضلالات وعدولهم عن الصراط المستقيم الذي كان عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم
حال دیکہی یعنی بدعتیں اور بی راہیاں اور سیدہی راہ سی الگ چلنا جسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

واصحابه ودعاهم اليه وقدح فيما هم عليه من المنكرات فهناك تقوم قيامتهم ويبصبون له الحبائل ويجلبون
اور اوسکی اصحاب تہی اور اونکو اوس راہ مستقیم پر بلائی اور اونکی عمل منکرات کو لوٹی لیس وقت اوسمیں قیامت برپا ہوگی اور اوس مؤمن کی لئی جال بچہا دینگی اور اوسپر

عليهم بخيلهم ورجلهم فهو غريب في دينه لفساد اديانهم غريب في تمسكه بالسنة لتمسكهم بالبدع غريب في اعتقاده
اپنی سوار اور پیادی چڑہا دینگی اب وہ شخص اپنی دین میں غریب ہی کیونکہ اونکی دین سب فاسد ہیں اور یہہ شخص سنت سی تمسک کرنیمیں غریب ہی کیونکہ وہ سب لوگ بدعتوں سی

لفساد عقائدهم غريب في طريقه لفساد طرقهم غريب في معاشرته معهم لانه لا يعاشرهم فيما تهوى نفوسهم وبالجملة
تمسک کرتی ہیں اپنی اعتقاد میں غریب ہی کیونکہ اونکی عقائد تمام فاسد ہیں اپنی طریق میں غریب ہی کیونکہ اونکی سب طریق فاسد ہیں اونکی ساتہہ گذران میں غریب ہی کیونکہ اونکی ساتہہ نہیں

فهو غريب في امور دنياه واخرته لا يجد مساعدا ولا معينا وقد قال الله تعالى تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا
کہ وہ تمام امور دنیا میں اور اخروی میں غریب ہی نہ اوسکا کوئی مددگار ہی اور نہ کوئی معین اور بیشک اللہ تعالی فرماتا ہی آپسمیں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نکرو

على الاثم والعدوان فهو عالم بدينه بين قوم جاهلين بدينهم صاحب سنة بين اهل بدع داع الى الله تعالى ورسوله
گناہ پر اور زیادتی پر پس وہ ہی ایک ایسی قوم میں جو اپنا دین نہیں جانتی اپنی دین کا عالم ہی بدعتیوں میں صاحب سنت ہی اللہ اور اوسکی رسول کی طرف

بين دعاة الى البدع والضلال امر بالمعروف ناه عن المنكر بين قوم المعروف عندهم منكر والمنكر معروف ولهذا قال النبي عليه السلام
بلاتا ہی اوس قوم میں جو بدعتوں اور گمراہیوں پر بلاتی ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہی اون لوگوں میں کہ معروف انکی نزدیک منکر ہی اور منکر اونکی نزدیک معروف

ياتي على الناس زمان الصابر فيهم على دينه كالقابض على الجمر فانه عليه السلام بين في هذا الحديث انه يأتي بأخلاف الناس
لوگوں پر ایک زمانہ آویگا کہ اونمیں دین پر صبر کرنیوالا ایسا ہی جیسی ہاتہہ میں چنگاری ہوئی بیشک نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص ہاتہہ میں آگ لیوی

بالکف کما لا یمکنه الاخذ بالسهولة الا بالصبر الشدید فکذلک من یتمسك بالسنة ویعمل بها فی اخر الزمان لا یمکنه المحافظة
جیسی اوسکو آگ کا لینا بدون سخت صبر کی سہل نہین ہی ایسی ہی وہ جو سنت سی تمسک کرتا ہی اور سنت پر عمل کرتا ہی آخر زمانہ مین اوسکو دین کی محافظت

علی دینه بالسهولة الا بالصبر الشدید ولذلك کان اجره کثیرا کما قال النبی علیه السلام من تمسك بسنتی عند فساد
بدون بڑی صبر کی سہل نہین ہی اسہی واسطی اوسکا ثواب بہی بہت بڑا ہی چنانچہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو شخص میری سنت کو اختیار کری جب میری امت

امتی فله اجر مائة شهید وروی عن ابی امامة انه علیه السلام قال ان لکل شیء اقبالا وادبارا وان من اقبال الدین ما کنتم
فاسد ہوجاوی تو اوسکی لئی سو شہید کا ثواب ہی اور ابو امامہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہر شی کا اقبال ہوتا ہی اور ادبار اور بیشک دین کا اقبال یہہ ہی

علیه من العمی والجهالة وما بعثنی الله به وان من اقبال الدین ان تفقه القبیلة باسرها حتی لا یوجد فیها الا الفاسق
کہ تم سب اندہی اور جاہل تہی مجہکو اللہ نی بہیجا اور اقبال دین کا یہہ ہی کہ تمام قبیلہ دانا ہوگیا یہان تک کہ اوسمین فاسق سوای ایک

والفاسقان فهما مقهوران ذلیلان وان من ادبار الدین ان تجفو القبیلة باسرها حتی لا یری فیها الا الفقیه او الفقیهان
یا دو کی نہین ہی سوئی مغلوب اور خوار اور دین کا ادبار یہہ ہی کہ تمام قبیلہ مین ڈہونڈہ پہرو تو اوسمین سوای ایک یا دو فقیہون کی نہ ملی

وهما مقهوران ذلیلان لا یجدان علی ذلك اعوانا ولا انصارا فانه علیه السلام وصف المؤمن العامل بالسنة الفقیه
اور وہ بہی مغلوب اور خوار اس حال پر نہ پاوینگی کوئی مددگار اور نہ کوئی یار پس نبی علیہ السلام نی مؤمن کا وصف جو سنت پر عمل کری دین کا فقیہ ہو

فی الدین بانه یکون فی اخر الزمان عند الناس مقهورا ذلیلا لا یجد معینا ولا نصیرا ولذلك قال الثوری اذا رایت العالم
یہہ بیان کیا کہ وہ آخر زمانہ مین جب تمام لوگ فاسد ہوجاوینگی مغلوب ہوگا اور خوار نہ معین پاویگا اور نہ مددگار اور اسہی لئی ثوری نی کہا ہی جب تو دیکہی کہ عالم کی

کثیر الاصدقاء فاعلم انه مخلط لانه ان نطق بالحق ابغضوه وعن کعب الاحبار انه قال لیاتینکم زمان تکره فیه الموعظة
بہت دوست ہین تو سمجہلی کہ وہ خالص نہین ہی کیونکہ اگر وہ حق بولتا تو اوسکی سب دشمن ہوجاتی اور کعب احبار سی روایت ہی کہ اونہونی کہا البتہ تم پر ایک ایسا زمانہ آویگا

حتی یختفی المؤمن بایمانه کما یختفی الفاجر بفجوره ویعیر المؤمن بایمانه کما یعیر الفاجر بفجوره وانما یعظم ذل المؤمن فی
یہان تک کہ مؤمن اپنا ایمان لیکر ایسی چہپتا پہریگا جیسی بدکار بدکاری لیکر چہپتا ہو اور مؤمن اپنی ایمان مین مطعون ہوگا جیسی کہ کار فجور سی مطعون ہوتا ہی اور مؤمن کی ذلت آخر

اخر الزمان لکثرة اهل الفسق والظلم والبدع ویکون بینهم غریبا کانهم یکرهونه ویؤذونه لمخالفة طریقه لطریقهم
زمانہ مین اسہی لئی بڑہ جاویگی کہ فاسق اور ظالم اور بدعتی بہت ہوجاوینگی اور وہ اونمین تنہا ہوویگا سب کی سب اوسکی تحقیر کرکر ایذا دینگی کیونکہ اوسکا رستہ

ومباینة مقصوده لمقصودهم وعدم موافقته لهم فیما هم علیه لا سیما ان امرهم بمعروف ونهاهم عن منکر کما قال حذیفة
اونکی رستہ سی مخالف اور اوسکا مقصود اونکی مقصود سی الگ ہوویگا اور اونکی چال چلن سی موافق نہین ہوگا خاص کر اوس وقت کہ معروف کا اونکو حکم اور بدی سی اونکو بند کری

الیمانی یاتی علی الناس زمان یکون فیهم جیفة حمار احب الیهم من مؤمن یامرهم بالمعروف وینهاهم عن المنکر وروی عن ابن عباس
ابن الیمان نی کہا ہی کہ لوگون پر ایسا زمانہ آویگا کہ اونکو مردار گدہا زیادہ محبوب ہوویگا ایسی مؤمن سی کہ اونکو نیک بات بتاوی اور گناہ سی بند کری اور ابن عباس سی

انه علیه السلام قال یاتی علی الناس زمان یذوب فیه قلب المؤمن کما یذوب الملح فی الماء قیل بم ذلك یا رسول الله قال
روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ لوگون پر ایسا زمانہ آویگا کہ مؤمن کا دل ایسا گہل جاویگا جیسی پانی مین نمک گہل جاتا ہی کسینی عرض کیا کسلئی یا رسول اللہ فرمایا

مما یری من المنکر فلا یستطیع تغییره فان من السلف من رای منکرا فلم یقدر علی ازالته فبال دما ومنهم من مرض
اسلئی کہ منکرات دیکہیگا اور بدل نہ سکیگا بیشک بعضی متقدمین نی منکر کو دیکہا اور ممانعت کی قدرت نہین ہوئی تو خون موتنی لگا اور بعضا مدت

ایاما وقد قال النبی علیه السلام اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الصالحون فکما ان الانبیاء لم یخلو عن الابتلاء بالجاحدین
اور بیشک نبی علیہ السلام نی فرمایا تمام لوگون سی زیادہ بلاء مین انبیاء ہین پہر صلحاء سو جیسی انبیا منکرون کی ابتلاء سی خالی نہین ہوتی

کذلك لا یخلو العلماء والصلحاء والامرون بالمعروف والناهون عن المنکر عن الابتلاء بالمصرین علی المعاصی فان من
ایسی ہی علماء اور صلحاء اور معروف کی امر کرنیوالی اور منکرات سی روکنی والی اون لوگون کی ابتلاء مین ہین جو معاصی پر اڑی ہوئی ہین بیشک جو شخص

امر بالمعروف ونهی عن المنکر فی هذا الزمان یکون قائما بالرکن الاعظم فی الدین والمهم الذی بعث الله به جمیع
اس زمانہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کری تو اوسنی دین کا بڑا ہی رکن سنبھال رکھا ہی اور بڑا ضروری کام جسکی لیے اللہ تعالی نے تمام مرسلین کو بھیجا ہی
المرسلین ولذلك قال النبی علیه السلام من امر بالمعروف ونهی عن المنکر فهو خلیفة الله فی ارضه وخلیفة
اور اسی لیے نبی علیہ السلام نے فرمایا جسنے امر بالمعروف کیا اور منکر کی ممانعت کی تو وہ زمین میں اللہ کا خلیفہ اور اوسکی کتاب
کتابه ورسوله وانما کان کذلك لان الانبیاء ما بعثوا الا للامر بالمعروف والنهی عن المنکر وذلك وظیفتهم التی
اور رسول کا خلیفہ ہی اور یہہ درجہ اسلیے ہی کہ انبیاء اسی واسطے بھیجے گئے ہیں کہ نیک بات بتادیں اور بدی منع کریں اور یہہ ہی اونکا وظیفہ ہی جو
جاءوا بها فمن تبعهم فیها وامر ونهی یکون نائبا عنهم فی هذا الامر العظیم وتلی منزلته منزلتهم فی هذا الخطب الجسیم
لیکر آئی ہیں پہر جو شخص اونکا تابع ہوا اس باب میں اور امر کیا اور نہی کی تو اس امر عظیم میں اونکا نائب ہوا اور اسکا مرتبہ اونکی مرتبہ سے اس کار بزرگ میں قریب ہوجاویگا
کما اشیر الیه فی قوله تعالی ان الذین یکفرون بایت الله ویقتلون النبیین بغیر حق ویقتلون الذین یامرون
چنانچہ اسکا اشارہ اس آیت میں ہی جو لوگ منکر ہیں اللہ کی آیتوں سے اور مار ڈالتے ہیں نبیوں کو ناحق اور مار ڈالتے ہیں جو کوئی کہی
بالقسط من الناس فبشرهم بعذاب الیم فانه تعالی ذکر الذین یامرون بالعدل بعد الانبیاء فی الترتیب وقد
انصاف کو لوگوں میں سے سو اونکو خوشخبری سنا دکھ والی مار کی سو اسنے اول لوگوں کا جو عدل کا حکم کرتے ہیں بعد انبیاء کی ترتیب سے ذکر کیا اور اس
ذکر فی تفسیر هذه الایة انه علیه السلام قال قتل بنو اسرائیل ثلثة واربعین نبیا فی اول النهار فی ساعة واحدة
آیت کی تفسیر میں مذکور ہی کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ بنی اسرائیل نے تینتالیس نبی اول روز ایک ساعت میں قتل کئے پہر
فقام مائة واثنا عشر رجلا من عباد بنی اسرائیل فامروهم بالمعروف ونهوهم عن المنکر فقتلوهم جمیعا فی اخر
ایک سو بارہ شخص بنی اسرائیل کی عابد مستعد ہوئی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا شروع کیا سو آخر وقت اون سبکو قتل کیا
النهار وهم الذین ذکرهم الله تعالی فی قوله ویقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس فان اهل الدین من الامرین
یہہ وہ لوگ ہیں جنکا ذکر اللہ تعالی نے اس آیت میں کیا اور مار ڈالتے ہیں جو کوئی کہیں انصاف کو لوگوں میں سے بیشک دیندار امر بالمعروف
بالمعروف والناهین عن المنکر قلما ینفك عن ضروب الاذی وانواع البلاء بالاخراج من البلاد والسعایة
اور نہی عن المنکر کرنیوالی اقسام تکلیفوں سے اور انواع بلیات سے بہت کم بچتی ہیں شہروں سے نکالی جاتی ہیں
الی السلاطین والحکام والشهادة علیهم بالکفر والخروج عن الدین ونسبتهم الی ما یوجب فسقهم من البدع والمعاصی
سلاطین اور حکام کی پاس اونکی چغلی کہاتی ہیں اور اون پر کفر کی اور دین سے بی دینی کی گواہی دیتے ہیں اور ایسے عمل کی نسبت کردیتے ہیں جسمیں اونکا فسق واجب
وغیر ذلك مما هو خیر لهم فی الدنیا والاخرة فعلی هذا ینبغی للامر بالمعروف والناهی عن المنکر ان یوطن نفسه علی الصبر
ہوجاوی بدعتیں اور معاصی وغیرہ جو کہ اونکی حق میں دنیا اور آخرت میں بہتر ہی سو اس بیان کی موافق جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر مستعد ہو اوسکو لازم ہی
علی ما یصیبه من اذی الخلق لانه تعالی قد ذکر الصبر فی مواضع من کتابه وامر به فی بعضها وقال یایها الذین
کہ خلقت کی ہاتھہ سے جو تکلیف پہنچی اوسپر خوب صبر کری اسلیے کہ اللہ تعالی نے صبر کو اپنی کتاب میں کئی جگہہ ذکر کیا ہی اور بعضی جگہہ صبر کا حکم فرمایا اے ایمان والو
امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا الله لعلکم تفلحون وقال فی ایة اخری واصبروا ان الله مع الصابرین
ثابت رہو اور مقابلہ میں مضبوطی کرو اور لگی رہو اور ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم مراد کو پہنچو اور ایک اور آیت میں فرمایا اور ٹہری رہو اللہ ساتہہ ہی ٹہرنیوالوں کی
وقد جمع الله تعالی للصابرین من الاجور ما لم یجمعها لغیرهم وقال اولئك علیهم صلوات من ربهم ورحمة و
اور اللہ نے صبر کرنیوالوں کی لیے اتنا ثواب جمع کیا ہی جو اوروں کی لیے جمع نہیں کیا اور فرمایا ایسے لوگ اونہی پر شاباشیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور
اولئك هم المهتدون قال العلماء کفی بالصبر اجرا ان الاعمال کلها تضاعف بعشر امثالها الی سبعمائة الا
وہ ہی ہیں راہ پر علماء کہتے ہیں صبر کا یہہ ہی اجر بہت ہی کہ تمام اعمال دس گونہ ہوجاتے ہیں سات سو تک سوا

الصبر فان اجره يوفى بغير حساب كما قال الله تعالى انما يوفى الصبرون اجرهم بغير حساب وقد جاء الامر
صبر کی کہ اوسکا ثواب بی حساب ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی صبر کرنیوالوں ہی کو ملتا ہی اونکا ثواب الٹ گنت اور بیشک صبر کا حکم

بالصبر مقارنا بالامر بالمعروف والنهي عن المنكر مصرحا في قوله تعالى وامر بالمعروف وانه عن المنكر واصبر على ما
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ساتھ اس آیت میں صاف ہوا ہی اور سکہا بہلی بات اور منع کر برائی سی اور سہار جو

اصابك ان ذلك من عزم الامور وفي هذه الاية اشارة الى ان من يامر بالمعروف وينهى عن المنكر قد يوذى فاذا
تجہپر پڑی بیشک یہہ ہین ہمت کی کام اور اس آیت میں یہہ اشارہ ہی کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنیوالی کو تکلیف دیتی ہین جب

اوذي يجب عليه ان يصبر ويعلم ان ما يجري عليه من اذى الخلق فهو بمشية الله تعالى وقضائه وقدره فيراه كالتاذي
اوسکو تکلیف دیوین تو اوسکو واجب ہی کہ صبر کری اور سمجہی کہ جو اوسپر خلقت کیطرف سی تکلیف گذرتی ہی سو موافق مشیت اور قضا اور تقدیر الٰہی کی ہی سو اوسکو ایسا سمجہی جیسی

بالحر والبرد والمرض فاذا شاهد هذا يستريح ويتيقن ان ذلك كائن لا محالة لان ما شاء الله تعالى يكون ويجب وجوده
تکلیف گرمی جاڑی کی کہ بیماری کی جب یہہ سمجہیگا تو رنج نہوویگا اور یقین کریگا کہ یہہ تکلیف بالضرور ہونی ہی تہی کیونکہ جو اللہ چاہتا ہی ہوکر رہتا ہی اوسکا ہونا ضروری

وما لم يشأ لا يكون بل يمتنع وجوده فليس للجزع منه وجه بل لا بد له فيه من الصبر لان من لا يصبر على ما يصيبه
اور جو نہیں چاہتا ہرگز نہیں ہوتا بلکہ اوسکا ہونا محال ہی اب گہبراہٹ کی کوئی وجہ نہیں ہی بلکہ اسمین صبر ضروری ہی اسلئی کہ جو شخص مصیبت پر بالاختیار صبر نہیں کرتا

اختيارا وهو محمود يصبر على اكثر منه اضطرارا وهو مذموم فينبغي له ان يصبر ويترك الانتقام لانه ان لم يترك
حال انکہ محمود ہی تو وہ اوسسی بڑی مصیبت پہ لاچار ہوکر صبر کرتا ہی اور یہہ مذموم ہی سو یہہ ہی چاہئی کہ صبر کرکر انتقام کی درپی نہو اسلئی کہ اگر انتقام معاف

الانتقام بل اشتغل به يعقبه الخوف والذل والندامة اذ يحصل بسببه العداوة والعاقل لا يامن من عدوه ولو كان
نکریگا بلکہ انتقام مین مصروف ہوویگا تو اوسکی بعد خوف اور ذلت اور ندامت ہوویگی اسلئی کہ عداوت پیدا ہو جاتی ہی اور مرد عاقل دشمن سی اگرچہ حقیر ہو ویسی نہیں ہوتا ہی

حقيرا فاذا غفر وعفى ولم يشتغل بالانتقام يامن من حصول العداوة ويتخلص من وقوع الندامة مع ان في العفو
اور اگر بخشدیگا اور معاف کردیگا اور انتقام پر متوجہ نہوگا تو عداوت سی کچہہ خوف نہوگا اور ندامت سی بہی بچیگا باوجودیکہ عفو مین

عزة اذ قد صح انه عليه السلام قال ما زاد الله عبدا بعفو الا عزا بل ينبغي له ان يقابله بالاحسان اليه لانه قد
بڑی عزت ہی اسلئی کہ ثابت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ اللہ تعالی معاف کرنیوالی بندہ کو عزت ہی دیتا ہی بلکہ اوسکو چاہئی کہ اوسپر کچہہ احسان کردی کیونکہ اوسنی

اهدى اليه حسناته ونقلها من صحيفته نفسه الى صحيفته ويرى ان اساته اليه نعمة من الله تعالى عليه حيث
اپنی حسنات تحفہ دی ہیں اور اپنی نامہ اعمال میں سی اوسکی نامہ اعمال مین بدل دی ہین اور یہہ سمجہی کہ میری ساتہہ اوسکی برائی میری حق مین اللہ کی نعمت ہی کیونکہ

جعله مظلوما يترقب النصر في الدنيا والاجر في العقبى ولم يجعله ظالما يترقب المقت في الدنيا والاخرة والعاقل لو
مجہکو مظلوم بنایا کہ دنیا مین اوسکی لئی نصرت ہی اور عقبی مین ثواب اور ظالم نہین بنایا کہ دنیا اور آخرت مین ہلاکت ہوتی

خير بين هاتين الحالتين لاختار ان يكون مظلوما ان ما يصيبه من اذى الخلق تكون كفارة لذنوبه [illegible]
ان دونو حالت کا اختیار دین تو البتہ مظلومیت کو پسند کری اسلئی کہ اسکو جو تکلیف خلقت سی پہنچیگی اوسکی گناہوں کا عوض ہوویگی کیونکہ مومن کو

المومن هم ولا غم ولا اذى الا كفر الله تعالى به من خطاياه وذلك في الحقيقة دواء [illegible] الا ان ما
جو ہم یا غم یا کوئی تکلیف ہوتی ہی اللہ تعالی اوسکی بدلہ اوسکی گناہ اوتار دیتا ہی اور حقیقت مین یہہ اوسکی دوا ہی [illegible] کیونکہ

يصيبه من اذى الخلق يكون له كالدواء المر الكريهة فينبغي له ان لا ينظر [illegible]
اوسکو جسقدر خلقت سی تکلیف ہوگی گویا وہ بمنزلہ دوا ہی سو یوں چاہئی کہ دوا کی تلخی اور بدمزگی پر نظر نکری اور [illegible]

[illegible] بل ينبغي له ان ينظر الى نفعه [illegible]
بلکہ یوں چاہئی کہ نفع پہ نگاہ کری اور جسکی طرف سی آئی وہ اپنی حضرت سی فائدہ دیتا ہی

پچانویں مجلس

والتسعون

والتسعون في بيان نعمة الصحة والفراغ وبيان مغبونية صاحبهما

اس بیان مین که تندرستی اور فراغت نعمت ہی اور اس بیان مین که صحت اور فراغت والیکو کیا غبن ہوتا ہی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس الصحة والفراغ هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابن عباس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا دو نعمتین ہین که اونمین اکثر لوگ خسارہ ہی اوٹہاتی ہین تندرستی اور فراغت یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثون مین ہی ابن عباس کی روایت سی

ومعناه ان الصحة والفراغ نعمتان عظيمتان لكن لا يعرف كثير من الناس قدرهما ماداموا فيهما حيث لا يعملون الصالحات ولا يتهيأون ليوم الممات فان الانسان في حال صحته يقدر على كسب الخيرات ببدنه وماله

اسکی یہہ معنی ہین که تندرستی اور فراغت دو بڑی نعمتین ہین پر اکثر لوگ انکی قدر نہین جانتی جبتک تندرست اور فارغ رہتی ہین کیونکه نه اعمال صالح کرتی ہین اور نه موت کی دن کا کچھہ سامان کیونکه انسان تندرستی کی حالت مین اپنی بدن اور مال دونو سی خیرات حاصل کرسکتا ہی

واذا مرض يضعف بدنه عن العمل ويقصر يده عن ماله فيما زاد على الثلث فلا يقدر على الطاعة ببدنه ولا على التصرف في ماله الا مقدار ثلثه فينبغي له ان يغتنم صحته ويجتهد في اكتساب الخيرات ببدنه وماله وكذا في

اور جب بیمار ہوا تو بدن تو عمل سی تھک رہتا ہی اور سوایی تہائی مال کی زیادہ سی کوتاہ ہوجاتا ہی اب نه بدن کو طاعت پر قدرت ہوتی ہی اور نه مال پر قابو سوای تہائی حصه کی سو لایق یہہ ہی که اب صحت کو غنیمت جانکر بدن اور مال سی خیرات کرلی اور ایسی ہی

حال فراغه يقدر على الطاعة بلا مانع فاذا ابتدل الفراغ بالاشتغال يظهر الموانع فلا يقدر على الطاعة فان الانسان قد يكون صحيحا لكن لا يكون متفرغا بل يكون مشتغلا بامر المعاش وقد يكون مستغنيا لكن لا يكون صحيحا فاذا اجتمع فيه الصحة والفراغ فغلب عليه الكسل عن الطاعة فهو مغبون بيان ذلك ان الدنيا مزرعة

فراغت مین طاعت پر بی روک ٹوک قدرت ہوتی ہی پہر اگر فراغت کی بعد دہندی مین لگ گیا تو موانع پیدا ہوجاوینگی پہر طاعت کا اختیار کہان رہتا ہی کیونکه انسان کبھی بہلا چنگا ہوتا ہی لیکن فارغ نہین ہوتا بلکه کمائی کی کاربار مین لگا ہوتا ہی اور بعضی وقت تونگر ہوتا ہی پر تندرست نہین ہوتا اور جب اسکو صحت اور فراغت دونو ہون پہر سستی کی مارا طاعت نکری تو وہ ٹوٹی مین ہی اسکا بیان یہہ ہی که دنیا آخرت کی کہیتی

الاخرة وفيها التجارة التي يظهر ربحها في الاخرة فمن استعمل فراغه وصحته في طاعة الله تعالى فهو المغبوط لان الفراغ يعقبه الشغل والصحة يعقبها السقم ومن استرسل في الصحة مع نفسه الامارة بالسوء الخالدة الى الراحة

ہی اور دنیا مین ایسی تجارت ہوتی ہی جسکا فائدہ آخرت مین ملتا ہی پہر جسنی اپنی فراغت اور تندرستی کو اللہ تعالی کی عبادت مین صرف کیا تو وہ ضبط والا ہی که فراغت کی بعد کاربار لگجاتی ہین اور تندرستی کی بعد بیماری لگی ہوئی ہی اور جو شخص صحت مین ہمراہ نفس امارہ کی جو ہمیشہ آرام طلب ہی پہلا پہرتا رہا

فترك المحافظة على الحدود والمواظبة على الطاعات يكون مغبونا وكذلك اذا كان فارغا فان المشغول قد يكون له معذرة بخلاف الفارغ اذ يرتفع عنه المعذرة ويقوم عليه الحجة فينبغي له ان يغتنم فراغه ويسعى في

اور نگہبانی حدود پر اور مداومت طاعات پر نکی تو وہ خسارہ اوٹہاویگا اور ایسی ہی اگر فارغ ہووی کیونکه کاربار کو بعضی وقت عذر ہوتا ہی برخلاف فارغ کی اسلئی که فارغ کو کوئی عذر نہین ہوتا اوسپر حجت قایم ہوتی ہی اب لایق یون ہی که فراغت کو غنیمت سمجھہ کر صالح اعمال مین

تحصيل الاعمال الصالحات ولا يضيع عمره فيما لا يعنيه وان كل نفس من انفاس العمر جوهرة نفيسة لا قيمة لها لانها

خوب سعی کری اور عمر کو بیہودہ برباد نکری کیونکه عمر مین سی جو ہر دم ایک نفیس بی بہا جواہر ہوتا ہی اسواسطی

صالحة لان توصله الى سعادة الابد وتنقذه من شقاوة السرمد فاي جوهرة انفس من هذه الجوهرة فاذا ضيعها في الغفلة قد خسر خسرانا عظيما واذا صرفها الى المعصية فقد هلك هلاكا مبينا فان عمر الانسان ميدان لاعماله

که اسکی وسیلہ سی سعادت ابدی میسر ہوسکتی ہی اور ہمیشہ کی بدبختی سی بچ سکتا ہی پہر اس جواہر سی کونسا جواہر بہتر ہوگا پہر اگر اسکو غفلت مین کہو دیا تو بڑا ہی ٹوٹا اوٹہایا اور جب اسکو معصیت مین لگایا تو بیشک ظاہر مارا گیا کیونکه آدمی کی زندگی صالح اعمال کی لئی فراخ میدان ہی

۴ ومن استعملهما في معصية الله فهو المغبون ۱۲
اور جسنی انکو اسکی معصیت مین خرچ کیا تو وہ مغبون ہی ۱۲

الصالحة المقربة له من الله تعالى والموجبة له جزيل الثواب في يوم الحساب وهذه هي السعادة التي ليس
جو اللہ تعالی سی نزدیک اور قیامت کی دن بڑا ثواب واجب کردی اور یہہ ہی وہ سعادت کہ انسان کی لئی

للانسان منها الا ما سعى كما قال الله تعالى وان ليس للانسان الا ما سعى فكل وقت يفوت من عمره خاليا من عمل صالح
اسمین سی وہ تنا ہی ہوتا ہی جو کرچکی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور یہہ کہ آدمی کو وہ ہی ملتا ہی جو کمایا پہر جو دم زندگی کا عمل صالح سی خالی گذرتا ہی

يكون حسرة وندامة عليه يوم القيمة على ما جاء في الخبر ما من ساعة ياتي على العبد لا يذكر الله تعالى فيها الا كانت
اوسپر قیامت کی روز افسوس اور ندامت ہوگی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ جب آدمی پر ایسی ساعت گذرتی ہی کہ اسمین اللہ کی یاد نہین کرتا وہ ہی اوسپر

عليه حسرة وروي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال ما من احد يموت الا ندم قالوا وما ندامته يا رسول
حسرت ہوگی اور ابوہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جو آدمی مرتا ہی سو نادم ہوویگا عرض کیا یا رسول اللہ ندامت کیا ہوگی

الله قال ان كان محسنا ندم ان لا يكون ازداد وان كان مسيئا ندم ان يكون نزع وروي عن ابن عباس انه قال
فرمایا اگر وہ نیکوکار ہی تو یون نادم ہوگا کہ زیادہ کیون نکیا اور اگر بدکار ہی تو یہہ ندامت ہوگی کہ کاشکی مین باز آتا اور ابن عباس سی روایت ہی

في تفسير النفس اللوامة ما من احد الا ويلوم نفسه يوم القيمة يلوم المحسن نفسه ان لا يكون ازداد احسانا ويلوم
کہ نفس اللوامہ کی تفسیر مین کہا ہی جو کوئی ہی سو قیامت کی دن اپنی آپکو ملامت کریگا محسن تو اپنی آپکو یہہ ملامت کریگا کہ حسنات زیادہ کیون نکئی اور بدکار

المسيء نفسه ان لا يكون رجع عن اساءته فيا ايها العاقل لا تضيع عمرك في الغفلة فاجتهد في تحصيل امتعة الآخرة قبل
اپنی آپکو یہہ ملامت کریگا کہ بدی سی باز کیون نہ آیا سو ای عاقل اپنی عمر غفلت مین مت کہو اور آخرت کا سامان حاصل کرنیمین کوشش کر اوس وقت سی پہلی

ان يجيء يوم لا تقدر على تحصيلها في ذلك اليوم فانك عن قريب تعاين ذلك اليوم فتندم على ما فات من عمرك في غير طاعة
کہ ایسا دن آجاوی کہ تو اوس روز کچہہ حاصل نہ کرسکیگا اور اب تو جلد اوس دن کو دیکہہ لیگا اور گذری کا ہوئی عمر پر جو رب کی عبادت سی خالی گئی ہی

ربك ولا ينفعك الندم فان العبد اذا كان في شغل من اشغال الدنيا وكان شغله يمنعه من العمل واحال ذلك العمل على فراغه
ندامت اوٹہائیگا اور ندامت سی کچہہ فائدہ نہوگا بیشک جب آدمی دنیا کی کسی دہندے مین لگا رہتا ہی اور وہ مشغلہ عمل سی روک رکہی اور اوس عمل کو فراغت کی وقت پر ملتوی

وقال اذا فرغت عملت فذلك من حماقته من وجهين احدهما ايثار الدنيا على الآخرة وليس هذا من شان العقلاء وقد
رکہہ کر کہی فرصت ہوگی تو کرونگا سو یہہ اوسکی حماقت ہی دو وجہ سی ایک دنیا کا پسند کرنا آخرت پر یہہ عقلاء کی شان سی نہین ہی اور

قال الله تعالى بل تؤثرون الحيوة الدنيا والآخرة خير وابقى وثانيهما تسويفه العمل الى اوان فراغه فانه قد لا يجد مهلة
اللہ تعالی فرماتا ہی کوئی نہین تم آگی رکہتی ہو دنیا کا جینا اور پچہلا گہر بہتر ہی اور رہنی والا اور دوسری وجہ عمل کو فراغت کی وقت تک مہلت مین رکہنا کیونکہ بعضی وقت

بل يختطفه الموت قبل فراغه او يزداد شغله لان اشغال الدنيا يستلزم بعضها بعضا فيبقى بلا زاد ليوم المعاد
فرصت نہین ملتی بلکہ موت فرصت سی پہلی اچک لیتی ہی یا دہندہ بڑہ جاتا ہی کیونکہ دنیا کی کاروبار آپسمین ملی چلی مسلسل ہوتی ہین پہر یہہ شخص معاد کی لئی خالی بی توشہ رہ جاتا ہی

فالواجب على العبد ان يبادر الى الاعمال الصالحات على اي حال كان قبل وصول الموت وحصول الفوت لقوله تع
پس آدمی پر واجب ہی کہ اعمال صالحہ مین جلدی کری کیسا ہی وقت ہو وی موت سی پہلی اور فوت ہونی سی آگی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی

وسارعوا الى مغفرة من ربكم وجنة عرضها السموات والارض اعدت للمتقين فان من تعلق قلبه بالدنيا و
اور دوڑو بخشش پر اپنی رب کی اور جنت پر جسکا پہیلاؤ ہی آسمان اور زمین تیار ہوئی ہی واسطی پرہیزگارون کی بیشک جسکا دل دنیا مین الجہتا ہی اور

اخذ منها القدر الزائد على حاجته من الطعام والشراب واللباس يكون مضرة عليه الا ان يستعين به على
دنیا مین سی حاجت سی زیادہ کہانا پینا لباس حاصل کرچکتا ہی تو اوسکی حق مین مضر ہوتی ہی ان اگر اوسی طاعت الہی کی استمداد لی

طاعة الله تعالى لان كل ما احبه الانسان وظفر به لابد ان يفارقه فان كان احبه لغير الله تعالى يعذب
تو مضر نہین کیونکہ جو چیز آدمی کو محبوب ہوتی ہی اور حاصل کرلیتا ہی تو بالضرور اوسی جدا ہو دیگا اگر اوسکی محبت سواء اللہ کی اور وجہ سی تہی تو اوسکا فوت ہونا

به بفواته اذ يحصل له من الالم قدر ما تعلق به قلبه فان من معه ما يكفيه فهو فارغ القلب فلو وجد مائة

بہی عذاب ہوویگا اسلئی کہ دوستاہی الم ہوتاہی جتنا اوسکی دل کو لگاؤ ہوتاہی کیونکہ جسکی پاس سرمایہ بقدر کفایت ہوتاہی تو فارغ دل ہوتاہی پہر اگر سو

دينار ينبعث من قلبه عشر شهوات يحتاج كل شهوة منها الى مائة دينار فلا يكفيه ما وجده بل يحتاج

اشرفیاں اوسکو ہاتھ لگ جاویں تو اوسکی دلین شہوت کی دس شاخین ایسی پیدا ہوتی ہین کہ ہر ہر شہوت مین سو سو دینار کی حاجت ہووی پس جو ہاتھ آیا تہا کافی نہین ہوا بلکہ

الى تسعمائة اخرى وقد كان قبل وجود المائة مستغنيا فالان وجدها وظن انه صار غنيا بها ولا يشعر انه

نوسو کی اور حاجت ہوتی ہی اور حال یون ہی کہ جب یہہ سو نہتی تو مستغنی تہا اب جو وہ پائی تو گمان کرتاہی کہ غنی ہوگیا اور یہہ نہین سمجہتا

صار محتاجا الى تسعمائة اخرى ليشترى دارا ويعمرها ويشترى جارية ولباسا فاخرا لها ولنفسه وكل منها

کہ نوسو کا اور محتاج ہوگیا تاکہ مکان خریدی اور اوسکو بنوا لی اور لونڈی مول لیوی اور اوسکی اور اپنی لئی سنہری پوشاک بنوا لی اور ہر ایک کی لئی

يستدعى ما يناسب ويليق به مما لا اخر له فيقع فى هاوية اخرها قعر جهنم ولا اخر لها سواه وقد حكى ان واحدا

لوازم جو اوسکی مناسب اور لایق ہو بیشمار چاہین سو یہہ ایسی گڑہی مین گرتاہی جسکا انجام دوزخ کا گہراو ہی سوا اوسکی کوئی انتہا نہین ہی اور حکایت ہی کہ ایک

من الملوك حمل اليه قدح من فيروزج وكان ذلك القدح مرصعا بالجواهر ولم ير مثله ففرح به الملك فرحا شديدا

بادشاہ کی پاس فیروزہ کا پیالہ آیا اور اوسمین جواہرات جڑی ہوئی تہی اوسکی مثل دیکہنی مین نہین آیا تہا بادشاہ اوسی بہت خوش ہوا

وكان عنده حكيم فقال له الملك كيف ترى ذلك قال اراه عليك مصيبة وفقرا قال كيف قال لان كل ما يملكه

اور اوسکی پاس ایک حکیم تہا بادشاہ نی فرمایا حکیم جی تم کہو کیساہی عرض کیا مجہکو تو تیری حق مین مصیبت اور فقر معلوم ہوتاہی کہا کیونکر عرض کیا اسلئی کہ انسان کی ملک

الانسان فى الدنيا لا يدوم فهذا القدح ان ضاع او انكسر تصير محتاجا اليه ولا يوجد مثله ويكون عليك مصيبة

دنیا مین جو ہوتی ہی ہمیشہ نہین رہتی پہر یہہ پیالہ اگر جاتا رہا یا ٹوٹ گیا تو تمکو اسکی حاجت ہوویگی اور ایسا نہین ملیگا تو تم پر ایسی مصیبت ہوویگی

لا جبر لها وقد كنت قبل ان يحمل اليك فى امن من المصيبة والفقر ثم فى يوم من الايام قد اتفق ان القدح قد انكسر فعظمت

جسکا کچہہ علاج نہین ہی اور بیشک تم اسی پہلی کہ یہہ پیالہ تمہاری پاس آوی مصیبت اور احتیاج سی امن مین تہی پہر ایک روز اتفاقا وہ پیالہ ٹوٹ گیا تو

فيه مصيبة الملك وقال صدق الحكيم كان حقا ليته لم يحمل الى وامثال هذه المصيبة بل اعظم منها تنزل بكل

بادشاہ کو بڑاہی رنج ہوا اور کہا حکیم جی سچ کہتی تہی کاشکی یہہ پیالہ میری پاس نہ آتا اور ایساہی رنج ہوتاہی بلکہ اس سی بہی بہت زیادہ جو شخص دنیا سی

من له علاقة بالدنيا فانهم معذبون بالحرص عليها والتعب العظيم فى تحصيلها والحسرة الشديدة عند فواتها

علاقہ رکہتی ہین یہہ لوگ بہی اوسکی حرص مین جلا کرتی ہین اور اوسکی لئی سخت محنت اوٹہاتی ہین اور اوسکی حسرت مین تڑپا کرتی ہین جب جاتی رہتی ہی

ولهذا قال بعض السلف من احب الدنيا فليوطن نفسه على تحمل المصائب فان محبها لا تنفك عن ثلث مصائب

اور اسہی لئی بعض متقدمین کا قول ہی کہ جسنی دنیا کو دوست کیا تو اپنی جان کو مصیبتوں کی لئی تیار رکہی کیونکہ دنیا کا دوست تین مصیبتوں سی خالی نہین ہوتا

هم لازم وتعب دائم وحسرة لا تنقضى فلو لم يكن لمحبها من العذاب العاجل الا هذا يكفى له مصيبة فكيف اذا حيل

فکر ہر وقت کا اور تعب دایمی اور حسرت بی انتہا اگر دنیا کی دوست کو حال کا عذاب سوا آیندہ کی کچہہ نہوتا تو یہہ ہی مصیبت کافی تہی پہر کیا حال ہوگا جب اوسمین

بينه وبين محبوباته ولذاته كلها بالموت وصار معذبا بنفس ما كان متلذذا به على قدر لذته التى شغلته عن

اور اوسکی تمام محبوبات اور لذات مین موت حایل ہوجاویگی اور عذاب دیکہیگا جتنی لذت اوٹہاتا تہا موافق اوسہی لذت کی جسنی زاد اخروی کی سعی سی روک رکہا تہا

سعيه فى طلب زاده ليوم معاده اذ لو كان لاحد الف محبوب ينزل به عند الموت فى وقت واحد الف مصيبة لانه

اسلئی کہ اگر کسیکی ہزار محبوب ہوں تو مرتی وقت ایکدم مین اوسپر ہزار مصیبتین پڑجاوینگی کیونکہ اوسکی

كان يحب جميعها ويسلب عنه فى لحظة واحدة كلها ويبقى فى حسرة وندامة بعد موته وهذا اول ما يلقاه عقيب

محبوب تہی اور ایک لحظہ بہر مین سب سی جدا ہوگیا اور موت کی بعد حسرت اور ندامت مین پڑا رہیگا اور یہہ تو وہ الم ہی جو مرتی ہی پیش آویگا

موته من الالام فضلا عما اعده الله تعالى من عذاب النار للذين استحبوا الحيوة الدنيا ورضوا بها والحاصل
علاوہ اوسکی جو اللہ تعالی نے دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہی اونکی لئی جو دنیا کی زندگی دوست رکھتی ہیں اور پسند کرتی ہیں خلاصہ یہہ ہی

ان من احب شيئا سوى الله تعالى ولم يكن محبته له لله تعالى ولا لكونه معينا له على طاعة الله تعالى يحصل
کہ سوائی اللہ کی جو کسی شئی کو محبوب رکہتا ہی اور اوسکی محبت واسطی اللہ کی نہو اور نہ اسلئی کہ وہ طاعت الٰہی پر امداد کرتی ہی تو اوسی ضرر حاصل ہوتا ہی

له به الضرر سواء ظفر به اولم يظفر فانه ان لم يظفر به يعيش بغصته ولا يستريح من التعب وان ظفر به
برابر ہی کہ وہ شئی حاصل ہو جاوی یا نہ حاصل ہو کیونکہ اگر نہ ہاتہ آئی تو غصہ میں رہتا ہی اور تعب سی آرام نہیں پاتا اور اگر میسر آگئی

يكون ما حصل له من الالم قبل حصوله ومن الحسرة عليه بعد فواته اضعاف اضعاف ما حصل له من اللذة ولو نال
تو میسر آنیسی پہلی کا الم جو ہو چکا اور بعد اوسکی گم ہونی کی حسرت جو لذت سی چند در چند ہوگی اور اگر آدمی کو

العبد كل حظ من حظوظ الدنيا وكل لذة من لذاتها ومضى عمره عليها ولم يسع في تحصيل سعادة الاخرة يصير
دنیا کی تمام عیش اور دنیا کی ساری لذتیں میسر آئیں اور عمر اسی میں تمام کر دی اور سعادت اخروی کی تحصیل میں سعی نکی تو مرتی ہی

عند الموت كانه لم يظفر بشيء من حظوظها ولذاتها وتعود تلك الحظوظ واللذات عذابا له ويصير معذبا
گویا کچہ نہ تہا نہ کوئی عیش تہا اور نہ کچہہ لذت تہی اور وہ ہی عیش اور چین عذاب ہو جاویگی اور دو وجہ سی عذاب

بنفس ما كان منعما به من جهتين من جهة فوته مع شدة تعلق قلبه به ومن جهة عدم حصول ما هو انفع له
بہگتی کا جسکا آرام پاتا تہا اس جہت سی کہ وہ فوت ہوئی اور دلکو اوسی بڑا لگاؤ تہا اور اس جہت سی کہ جو بہت نافع

وادوم فالمحبوب الحاصل يفوت عنه والمحبوب الاعظم لا يحصل له فهذا اول ما يلحقه عقيب موته من
اور دوام کی لئی تہا حاصل نہوا سو محبوب ہاتہ آیا ہوا جاتا رہیگا اور بڑا محبوب حاصل نہوگا یہہ تو وہ عذاب ہی جو مرتی ہی اور دوزخ کی عذاب سی پہلی

العذاب قبل عذاب النار لان الموت ليس بعدم محض وفناء صرف بل هو مفارقة الدنيا وقدوم على الله تعالى و
بہگتی گا اسلئی کہ موت عدم محض اور صرف فنا نہیں ہی بلکہ موت دنیا کی مفارقت ہی اور اللہ کی سامنی ہونا اور

لا يبقى مع العبد عند الموت الا شيئان العلم والعمل وهما للعبد من المنجيات والباقيات الصالحات ويوصلانه
آدمی کی ساتہہ مرتی دم دو ہی چیزیں رہتی ہیں علم اور عمل اور یہہ ہی آدمی کو نجات دیتی ہیں اور نیک پس ماندہ ہیں اور اللہ تعالی کی

الى الله تعالى والى لذة لقائه وهذه هي السعادة التي تتعجل له عقيب الموت ويصير قبره روضة من رياض
دیدار کی لذت تک پہنچا دیتی ہیں اور یہہ ہی سعادت ہی کہ مرنی کی بعد جلدی سی حاصل ہوتی ہی اور اسکی گور ایک چمن بہشت کا بن جاتی ہی

الجنة الى ان يدخل اوان الرؤية في الجنة والمراد بالعلم العلم بالله تعالى وصفاته وافعاله وملئكته وكتبه ورسله وسائر
یہاں تک کہ وقت جنت میں کی دیدار کا آجاتا ہی اور علم سی مراد علم معرفت الٰہی کا ہی اور صفات کا اور افعال کا اور فرشتوں کا اور کتابوں کا اور رسولوں کا

ما يجب العلم به من الاعتقاديات والعمليات والمراد بالعمل العبادة الخالصة لوجه الله تعالى الموافقة لكتاب
اور اور جو جو علم واجب ہیں اعتقادیات اور عملیات کا اور عمل سی مراد عبادت ہی جو خالص للہ اور کتاب اللہ

الله تعالى وسنة رسوله ثم كل من العلم والعمل لا يحصل الا ببقاء البدن وصحته وبقاؤه وصحته لا يتيسر الا
اور سنت رسول کی موافق ہو پہر کوئی علم اور عمل حاصل نہیں ہو سکتا بدون باقی رہنی بدن اور تندرستی کی اور بدن کی بقا اور تندرستی نہیں میسر ہوتی

بالقوت واللباس والمسكن وكل منها يحتاج الى اسباب فالقدر الذي لا بد منه من هذه الثلثة ان اخذه
بدون کہانی پہنی اور گہر کی اور ان سبکی لئی اسباب چاہئی پہر وہ مقدار جو ان تینوں کی لئی کافی ہو اگر آدمی نی دنیا میں سی

العبد من الدنيا للاخرة لا يكون من ابناء الدنيا بل يكون الدنيا في حقه مزرعة الاخرة فان الدنيا والاخرة
آخرت کی لئی پیدا کی تو یہہ شخص دنیا داروں میں نہیں ہی بلکہ دنیا اسکی حق میں آخرت کی کہیتی ہی کیونکہ دنیا اور آخرت

عبارتان عن حالتين من احوال الانسان فالقريب الذي يسمى دنيا وهو كل ما ينقضي لذته قبل الموت والمتأخر
انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں سو اول حالت نزدیک کی دنیا کہلاتی ہی یعنی جسکی لذت موت سی پہلی ہو لی اور پچھلی حالت

المتأخر يسمى آخرة وهو كل ما لا ينقضي لذته بعد الموت فعلى هذا ان جميع ما يكون للانسان اليه ميل ويكون له
درنگ کی آخرت کہلاتی ہی یعنی جسکی لذت بعد موت کی تمام نہووی اس بیان کی موافق جو جو چیزیں کہ آدمی کو ادہر رغبت ہوتی ہی اور اونکا

حظ عاجل ليس بمذموم بل كل ما كان له فيه حظ عاجل قبل الموت ولا يبقى له ثمرته بعد الموت فهو من الدنيا في حقه
حظ ابہی ہی سب مذموم نہیں ہیں بلکہ جسمیں کہ ابہی حظ ہووی موت سی پہلی اور اوسکا ثمرہ موت کی بعد نرہی وہ ہی اوسکی حق میں دنیا ہی

وكل ما يكون له فيه حظ عاجل قبل الموت ويبقى ثمرته بعد الموت كالطاعات والعبادات وما يكون له اعانة عليها فهو
اور جسکا حظ ابہی موت سی پہلی ہو اور اوسکا ثمرہ موت کی بعد بہی باقی رہی جیسی طاعات اور عبادات اور جو اسباب عبادت کی مددگار ہیں سو وہ

ليس من الدنيا في حقه بل هو من الآخرة اذ روي انه عليه السلام قال حبب الي من دنياكم ثلث الطيب والنساء
اوسکی حق میں دنیا نہیں ہیں بلکہ آخرت میں داخل ہیں اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا مجہکو تمہاری دنیا میں سی تین چیزیں محبوب ہیں خوشبو اور عورتیں

وقرة عيني في الصلوة فانه عليه السلام جعل الصلوة من جملة ملاذ الدنيا ولذلك اضافها اليها لان التلذذ بتحريك
اور ٹہنڈک میری آنکہوں کی نماز میں ہی اب نبی علیہ السلام نی نماز کو دنیا کی لذتوں میں ٹہرایا اسیلیے دنیا کی طرف نسبت کیا اسلیے کہ تلذذ ہاتہ پانو ہلانیکا

الجوارح في الركوع والسجود انما يكون في الدنيا وكل ما يدخل في الحس والمشاهدة فهو من عالم الشهادة فيكون من الدنيا
رکوع اور سجود میں دنیا ہی میں ہوتا ہی اور جو چیز محسوس اور مشاہد ہوتی ہی سو وہ عالم ظاہری سی ہی دنیا ہی کی ہی لیکن

لكن لا يعد منها بل يعد من الآخرة لبقاء ثمرته يسر لنا الله تعالى المجلس السادس والتسعون في بيان نهي من اكل
آخرت میں شمار ہوتی ہی کیونکہ اوسکا ثمرہ باقی رہتا ہی الہی ہمکو عمل موافق اپنی پسند کی آسان کر چہیانویں مجلس بیچ بیان ممانعت اوس شخص کی

ما فيه رائحة كريهة من دخول المسجد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن
بودار چیز کہاوی مسجد میں آنی سی رسول الله صلی الله علیه وسلم نی فرمایا جو شخص اس درخت بدبو کی کہاوی

مسجدنا فان الملئكة تتأذى مما يتأذى منه الانس هذا الحديث من صحاح المصابيح رواه ابو هريرة
ہرگز نہ آوی کیونکہ فرشتی ایذا پاتی ہیں جس سی آدمیوں کو ایذا ہوتی ہی یہہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں ہی ابو ہریرہ

الواقعة فيه اشارة الى جنس ما له رائحة كريهة والمعنى ان من اكل شيئا ما له رائحة كريهة فلا يقربن مسجدنا
بندہ جو اس حدیث میں آیا ہی اشارہ ہی طرف جنس بدبو کی اور مراد اس سی یہہ ہی کہ جو شخص بودار چیز کہاوی تو ہرگز ہماری مسجد کی نزدیک نہ آوی

الاضافة ان يكون المراد من المسجد مسجد النبي عليه السلام لكن الجمهور قالوا هو عام لكل مسجد
ظاہر یہہ ہی کہ مسجد سی مراد مسجد نبوی ہی صلی الله علیه وسلم لیکن تمام علما کہتی ہیں کہ یہہ سب مساجد کی حق میں عام

في حديث آخر فلا يقربن المساجد بل الحقوا به كل مجمع الخير كمجلس العلم ومصلى العيد والجنازة ونحوها
حدیث میں یوں آیا ہی وہ مسجدوں کی نزدیک نہ آوی بلکہ علماء نی تمام انبوہ خیر کو جیسی مجلس علم کی اور عیدگاہ اور جنازہ

التي هي تأذى الملئكة والناس فيها ثم ان هذا ليس نهيا عن دخول المسجد وحضور الجماعة لان الجماعة
موجود ہی یعنی ملائکہ کی اور آدمیوں کی تکلیف پہر یہہ مسجد میں آنی سی اور جماعت میں ملنی سی ممانعت نہیں ہوتی کہ جماعت سنت

الواجب فلا ينبغي تركها باستعمال ما يمنع من حضورها بل هو نهي عن تناول ما يمنع من دخول المسجد
سو جماعت کا ترک کرنا ایسی چیز کی استعمال سی جو جماعت سی بند رکہی لایق نہیں ہی بلکہ یہہ ممانعت ہی ایسی چیز کی کہانی کی جو مسجد سی

وقد روي انه عليه السلام كان اذا وجد من رجل في المسجد ريح البصل او الثوم امر به فاخرج الى البقيع
اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اگر کسی شخص میں سی بو پیاز یا لہسن کی پاتی تو حکم کرتی کہ اوسکو بقیع میں نکال دیں

الفقهاء کل من وجد فیه رائحة کریهة یتاذی به الانسان یلزم اخراجه من المسجد ولو بجره من یده او رجله
جسمین سی ایسی بو آتی ہو کہ آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہو اوسکا مسجد مین سی نکالدینا لازم ہی اگرچہ ہاتھ یا پاؤں کہینچکر

دون اللحیة وشعر راسه فعلی هذا یلزم ان یمنع من قربان المسجد من یتناول الدخان الذی ظهر فی هذا الزمان
پر ڈاڑہی اور سر کی بال نہ کہینچی سو اس بیان کی موافق لازم ہی کہ مسجد مین آنی سی جو لوگ دہوان کہینچتی ہین یعنی حقہ نوش منع کئی جاوین کہ اس زمانہ مین

من قبل الکفرة العدوة لاهل الایمان وابتلی به کافة الانام من الخواص والعوام لکراهة رائحته اشد من کراهة
کفار کی طرف کا جو اہل ایمان کی دشمن ہین پیدا ہوا ہی اور تمام خلقت خاص اور عام اوسمین مبتلا ہوگئی ہین کیونکہ اسکی بو پیاز اور لہسن کی بو سی بدتر ہی

رائحة البصل والثوم بل یلزم اخراجه من المسجد ولو بجره من یده او رجله کما هو رای الفقهاء فی کل من یوجد
بلکہ اوسکا مسجد مین سی نکالدینا لازم ہی اگرچہ ہاتھ یا پاؤں سی کہینچکر چنانچہ فقہاء کی یہہ ہی رای ہی ہر شخص مین کہ ایسی بدبو آتی ہو

فیه رائحة کریهة یتاذی به الخلق واما عند عدم اتیان المسجد فهل یحل استعماله کما یحل اکل البصل والثوم ام لا
کہ خلقت کو ایذا ہوئی اور جس صورت مین کہ مسجد مین نہ آوی تو آیا اوسکا استعمال حلال ہی یا نہین جیسی پیاز لہسن کہانا حلال ہی

لا شك انه لیس کالبصل والثوم لانهما من مصلحات الطعام ومما یکون للفقراء الغذاء والادام وهذه الدخان
اسمین کچہہ شک نہین کہ حقہ مثل پیاز اور لہسن کی نہین ہی کیونکہ پیاز لہسن سی تو کہانا سنورتا ہی اور فقراء کی لئی غذا اور سالن ہی اور حقہ مین ہرگز

لا یصلح لشیء من ذلك اصلا وقد کثر فیه الاقاویل والحق الذی علیه التعویل ان الفعل الاختیاری الصادر عن المکلف
کچہہ بہی نہین ہوسکتا اور اسمین گفتگو بہت ہی اور حق بات جسپر اعتماد ہی یہہ ہی کہ اختیاری کام جو آدمی عاقل بالغ سی عمل مین آوی

ان لم یترتب علیه فائدة دینیة او دنیویة فهو دائر بین العبث واللعب واللهو وفی کتاب اللغة لم یفرق بین هذه الثلثة
اگر اوسمین کوئی فائدہ دینی یا دنیوی نہین ہوتا تو وہ یا عبث ہی یا لعب ہی یا لہو ہی اور لغت کی کتابون مین ان تینون مین کچہہ فرق نہین

لکن لا بد من الفرق لعطف بعضها علی بعض فی القران وهو علی ما ذکره بعض العلماء وکان حقیقا بالقبول ان العبث
بیان کیا لیکن فرق ضرور چاہیی کیونکہ قران مین ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق ذکر بعضی علماء کی کہ قابل قبول کی ہی یہہ ہی کہ عبث وہ کام ہوتا ہی

الفعل الذی لیس فیه لذة ولا فائدة واما الذی فیه لذة بلا فائدة فهو لعب ومثله اللهو الا ان فیه زیادة حظ
جسمین نہ لذت ہوتی ہی اور نہ فائدہ اور جس کام مین لذت ہو بلا فائدہ وہ لعب کہلاتا ہی اور ایسا ہی لہو ہوتا ہی پر اسمین حظ نفس

النفس بحیث تشتغل به عما یهمها والکل حرام لانها لم تذکر فی القران الا علی طریق الذم فلما علم حرمة اللعب واللهو
زیادہ ہوتا ہی ایسا کہ اسمین ضروری کام رہ جاتی ہین اور یہہ سب حرام ہین اسواسطی کہ جہان قرآن مین آئی ہین سو بطریق ہجو کی آئی ہین پہر جب لعب اور لہو

والعبث علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما فی اللعب او العبث او فی اللهو بل هو بالعبث انسب لخلوه
اور عبث کی حرمت معلوم ہوئی تو حقہ کی ہی حرمت معلوم ہوئی اسلئی کہ حقہ یا لعب ہی یا عبث ہی یا لہو ہی بلکہ وہ عبث سی زیادہ مناسب ہی کیونکہ اسمین

عن اللذة التی فی اللعب او اللهو اللهم الا ان یستلذه نفوس بعض المستعملین له بتسویل شیطان فحینئذ یدخل فی
لذت نہین ہی یا الٰہی شاید کہ کسی حقہ پینی والی کو بسبب تسویل شیطانی کی کچہہ لذت آتی ہو اب لعب مین داخل ہوگا

اللعب او فی اللهو مع کونه عاریة عن الفائدة الدینیة وهو ظاهر وعن الفائدة الدنیویة ایضا لانه لا یصلح لشیء من
یا لہو مین باوجودیکہ فائدہ دینی سی خالی ہی یہہ تو ظاہر ہی اور فائدہ دنیاوی سی بہی کیونکہ ہرگز کچہہ نہین بن سکتا

الغذاء والدواء اصلا بل هو مضر لاتفاق الاطباء علی ان مطلق الدخان مضر قال ابن سینا لولا الدخان والقتام
نہ غذا اور نہ دوا بلکہ مضر ہی اسواسطی کہ تمام طبیب متفق ہین کہ مطلق دہوان یعنی سب مضر ہین شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دہوان اور گرد غبار نہوتا

لعاش ابن ادم الف عام وقال جالینوس اجتنبوا ثلثة وعلیکم باربعة ولا حاجة لکم الی الطبیب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن
تو آدمی ہزار برس تک جیتا اور جالینوس کہتا ہی کہ تین چیز سی بچو اور چار چیز اپنی اوپر لازم کرلو اب تمکو طبیب کی حاجت نہوگی دہوین اور غبار اور بدبو سی بچو

وعليكم

وعليكم بالدسم والحلوى والطيب والحمام وذكر فى القانون ان جميع اصناف الدخان مجفف بجوهره الارضى وفيه

اور چکنائی اور مٹھائی اور خوشبو اور حمام لازم کرلو اور قانون میں مذکور ہی کہ تمام قسم کی دہوئیں اجزاء ارضی کی تاثیر سی خشکی کرتی ہیں اور اسمیں

نارية يسيرة قال بعض الفضلاء فاذا كان جميع اصناف الدخان مجففا يكون هذا الدخان مجففا للرطوبات البدنية

کچہہ تھوڑی ناریہ یعنی حرارت ہوتی ہی بعضی فضلاء کہتے ہیں جب تمام قسم کا دہواں مجفف یعنی خشکی کرتا ہو تو حقہ رطوبات بدنیہ کو خشک کرتا ہوگا

فيكون موديا لحصول امراض كثيرة فلا يجوز استعماله لوجوب صيانة النفس عن لحوق الضرر وقد ذكر فى نصاب الاحتساب

پہر تو اسی بہت ہی امراض پیدا ہونگی بس تو اسکا پینا جایز نہیں ہی اسلئی کہ ضرر سی جان کا بچانا واجب ہی اور نصاب الاحتساب میں مذکور ہی

ان استعمال المضر حرام فان قيل بعض الاطباء قد يعالجون بعض الامراض ببعض اصناف الدخان ويشاهد نفعه

کہ مضر شئی کا برتنا حرام ہی پہر اگر کوئی اعتراض کری کہ بعضی طبیب کبہی کبہی بعضی مرضوں کا کسی قسم کی دہوئیں سی علاج کیا کرتی ہیں اور اوسکا فائدہ ظاہر ہوتا ہی

فكيف يصح المنع عن استعمال جميع اصنافه فالجواب انهم يعالجون لحظة يسيرة لا على الدوام حتى يحصل ما ذكر من التجفيف فان

پہر ممانعت تمام قسم کی دہوئیں سی کیونکر درست ہی سو جواب یہہ ہی کہ وہ دم بہر کی لئی علاج کرتی ہیں ہمیشہ کی لئی نہیں کرتی تاکہ اوسمیں خشکی پیدا ہوجاوی پہر اگر

قيل ما ذكر من التجفيف لا يضر فى البلغمى لكثرة رطوباته وانتفاعه بتجفيفها فما وجه المنع عن هذا الدخان فالجواب

کوئی کہی کہ خشکی بلغمی مزاج والی کو ضرر نہیں کرتی کیونکہ رطوبت بہت ہوتی ہی اور خشکی سی نفع ہوتا ہی اب حقہ کی ممانعت کی کیا وجہ ہی تو جواب یہہ ہی

ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد من معرفة ذلك من طبيب حاذق عارف بالامزجة والقدر الذى ينتفع به والا فالاقدام

کہ انتفاع کی حد معلوم نہیں ہی سو اسکا معلوم کرنا ایسی طبیب حاذق سی جو مزاجوں سی واقف ہو اور اوس مقدار کا معلوم کرنا جسمیں نفع ہو ضرور چاہئی ورنہ تو پینا

عليه حرام مطلقا لوقوع التردد بين السلامة وعدمها فالعدل ممن كان يستعمله قد اختلفوا فيه فمنهم من يقول بضرره

مطلق حرام ہی کیونکہ سلامتی اور عدم سلامتی میں تردد ہی بیشک عادل اشخاص جو حقہ پیتی ہیں اختلاف کرتی ہیں بعضا ضرر کا قایل ہی

ومنهم من يقول بعدم ضرره ومنهم من يشك فيه لكن الفريق الاغلب الذى جانب الحق اليه اقرب لمزيد ديانتهم يقول

اور کوئی کہتا ہی ضرر نہیں کرتا اور کسیکو اسمیں شک ہی لیکن فریق اغلب جنکی طرف باعتبار افزونی دیانت کی حق پایا جاتا ہی، کہتا ہی

انه يحدث فى ابتداء قوة فى الجسم وحدة فى البصر ونشاطا فى الاعضاء وهضما فى الطعام فاذا حصلت المداومة يورث

کہ ابتدا میں تو جسم میں قوت اور بینائی میں تیزی اور اعضا میں نشاط اور طعام میں ہضم پیدا کرتا ہی اور جب عادت پڑجاتی ہی تو بینائی پر

غشاوة فى البصر وثقلا فى الاعضاء وامساكا فى الهاضمة وضعفا فى البدن لانه كما قال الاطباء يجفف مع نوع حرارة

پردہ سا اور اعضا میں بوجہہ اور ہاضمہ میں امساک اور بدن میں سستی آجاتی ہی اسلئی کہ موافق قول طبیبوں کی حرارت کی ساتہہ خشکی کرتا ہی

فيفعل فى ابتدائه ما ذكروه اولا وفى انتهائه ما ذكروه آخرا على انه لو تحقق نفعه فبعد النفع يمنع من استعماله لانه حينئذ

سو اول اول تو وہی تاثیر ہوتی ہی جو اول بیان کیا اور انجام کو وہ ہی ہوتا ہی جو پہر بیان کیا علاوہ یہہ ہی اگر نفع ثابت بہی ہو تو بعد نفع کی پینا منع ہی اسلئی کہ اب

يكون دواء ولا يجوز استعمال الدواء بعد زوال المرض لانه اذا لم يجد مرضا يزيله ياخذ من البدن الا ترى ان الخمر المحرمة بالنص

دوا ہوگا اور دوا کا استعمال کرنا بعد زوال مرض کی جایز نہیں ہی اسلئی کہ جب دوا مرض نہیں ہوتا جسی دور کری تو بدن میں اثر کرتی ہی دیکہہ تو شراب قطعی حرام ہی اور قرآن

قد اخبر القرآن بنفعها كما قال الله تعالى يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما

سی اوسکا نفع ثابت ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تجہسی پوچہتی ہیں حکم شراب اور جوئی کا تو کہہ انمیں گناہ بڑا ہی اور فائدہ بہی ہی لوگوں کو اور انکا گناہ فائدہ سی بڑا ہی

لكن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر يعتبر جانب الضرر حتى قال الفقهاء لو كان فى شئ وجوه كثيرة توجب الحل والجواز ووجه

لیکن نفع کی جانب جب ضرر کی مقابل پر آتی ہی تو ضرر کا لحاظ کیا کرتی ہیں یہان تک کہ فقہا کہتی ہیں اگر ایک شئی میں کئی وجہ حلت اور جواز کی ہوں اور ایک

واحد يوجب الحرمة وعدم الجواز يرجح جانب الحرمة احتياطا ثم فى معرفة حرمة الاشياء واباحتها وجه حسن يرجع الى

وجہ سی عدم جواز اور حرمت لازم آتی ہو تو احتیاط کی لئی حرمت کی جانب کو قایم رکہیں گی پہر اشیاء کی حرمت اور اباحت دریافت کرنی کی اچہی وجہ ہی کہ رجوع

الی الاصول وهو ان الحق فی الاشیاء قبل البعثة ان لا یکون فیها حکم وبعد البعثة اختلف العلماء فیها علی ثلثة اقوال

اونکا اصولون کی طرف ہی یعنی حق یون ہی کہ اشیا مین نبوت سی پہلی پہلی کسیطرح کا خاص حکم نہو اور بعد نبوت کی علماء کی مختلف تین قول ہین قول اول یہہ ہی

الاول انها متصفة بالحرمة الا ما دل دلیل الشرع علی اباحته والثانی انها متصفة بالاباحة الا ما دل دلیل الشرع علی

اشیاء سب حرام ہین سوای اوسکی کہ شرعی دلیل اوسکی اباحت بیان کری دوسرا قول کہ تمام اشیاء مباح ہین سوا اوسکی کہ شرعی دلیل حرمت پر

حرمته والثالث وهو الصحیح ان یکون فیها تفصیل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنی ان الاصل فیها الاباحة لقوله تعالی

دلالت کری اور تیسرا قول جو صحیح ہی یہہ ہی کہ اشیاء مین تفصیل ہی کہ ضرر کی چیزین حرام ہین یعنی اصل اوسمین حرمت ہی، اباحت ہی بدلیل اس آیت کی

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فانه تعالی ذکره فی معرض الامتنان ولا یمتن الا بالحلال الجائز فکانه تعالی قال هو

وہ ہی ہی جسنی بنایا تمہاری واسطی جو کچھہ زمین مین ہی سب کیونکہ اللہ تعالی اسکو امتنان کی جگہہ فرماتا ہی اور منت بدون حلال اور جایز کی نہین ہوتی سو اللہ تعالی گویا یہہ

الذی خلق لاجلکم جمیع ما فی الارض من المنافع لتنتفعوا بها وعلی هذا القول الثالث الصحیح یخرج حکم هذا الدخان ایضا فانه

فرماتا ہی کہ اللہ وہ ہی کہ تمام جو زمین مین منافع ہین تمہاری لئی پیدا کئی ہین تاکہ اون سی فائدہ لو اور اسی تیسری صحیح قول پر حقہ کا حکم بھی نکل آتا ہی کیونکہ حقہ

لو کان نافعا لکان الاصل فیه الاباحة لکن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو فی الاجل فیکون الاصل فیه الحرمة

اگر مفید ہوتا تو اصل اوسمین اباحت ہوتی لیکن حاذق طبیبون کی بیان سی ثابت ہوا ہی کہ وہ مضر ہی اگرچہ انجام مین سو اصل اسمین حرمت ہی ہوویگی

بل لو وقع الشك فی امره لغلب جانب الحرمة کما هو القاعدة الشرعیة فانه علیه السلام قال الحلال بین والحرام بین و

بلکہ اگر اسمین شک بھی ہووی تو بھی حرمت کی جانب غالب ہوگی چنانچہ یہہ ہی قاعدہ شرعی ہی کیونکہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ حلال ظاہر ہی اور حرام ظاہر ہی اور

بینهما مشتبهات لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات فقد استبرأ لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات کان

انکی بیچمین مشتبہات ہین اکثر لوگون کو معلوم نہین ہوتی پہر جو شخص شبہات سی بچتا رہا تو اوسنی اپنا دین اور عزت بچائی اور جو شخص شبہات مین پڑگیا تو

کالراعی یرعی حول الحمی یوشك ان یقع فیه واختلف العلماء فی حکم هذه الشبهات فذهب بعضهم الی حرمتها لانه علیه السلام

ایسا ہی جیسی چرواہا بیڑ کی گرد چراتا ہوا بہی بیڑ کی اندر جا گھسیگا اور علماء کو ان شبہات کی حکم مین اختلاف ہی سو بعضی تو حرمت کی طرف گئی ہین اسلئی کہ نبی

اخبر فی هذا الحدیث ان من ترك ما اشتبه علیه حکمه ولم ینکشف له حقیقة امره یکون دینه سالما مما یفسده

علیہ السلام نی اس حدیث مین خبر دی ہی کہ جسنی ترک کیا عمل جسکا حکم مشتبہ ہو اور حقیقت حال اوسکی معلوم نہوئی ہو تو اوسکا دین مفسدہ اور نقصان سی

او ینقصه ونفسه ناجیا مما یعیبه ویلام علیه ومن لم یترك بل فعله یقع فی الحرام وهذا الدخان مما اشتبه حکمه

سلامت اور اوسکا نفس عیب اور ملامت سی بچا ہوا ہی اور جسنی نچھوڑا بلکہ عمل کیا تو حرام مین مبتلا ہوگا اور حقہ کا حکم مشتبہ ہی

ولم ینکشف حقیقة امره فمن ترکه ولم یستعمله یکون دینه سالما من الفساد والنقصان ونفسه ناجیا من العیب و

اور اسکی حقیقت حال ظاہر نہین ہوئی پہر جسنی چھوڑا اور نہ پیا تو اوسکا دین فساد اور نقصان سی اور اوسکا نفس خلقت مین عیب اور ملامت سی

اللوم بین الانام ومن لم یترکه بل استعمله یکون واقعا فی الحرام وذهب بعضهم الی کراهتها لما جاء فی حدیث آخر انه علیه السلام

بچا رہا اور جسنی نچھوڑا بلکہ پیا تو وہ حرام مین واقع ہوگا اور بعضی علماء کہتی ہین کہ وہ مکروہ ہین کیونکہ ایک اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا

قال الامور ثلثة امر تبین لك رشده فاتبعه وامر تبین لك غیه فاجتنبه وامر اختلف فیه فدع ما یریبك الی ما لا یریبك

امور تین طرح کی ہین ایک وہ جسکی خوبی ظاہر ہی سو اوسکو اختیار کر اور ایک وہ جسکی کجی ظاہر ہو سو اوس سی بچا رہ اور ایک وہ امر ہی جسمین اختلاف ہو سو چہوڑ شک مین ڈالنی کو

ولا شك ان امر الدخان مما ارتاب واوقع فی الاضطراب فاقل مراتبه الکراهة ولا یظن انه ینتهی الی درجة الاباحة بتعلل

طرف اوسکی جو شک مین نہ ڈالی اور اسمین کچھہ شک نہین ہی کہ حقہ کا حکم مشکوک ہی اور اضطراب مین ڈال رکھا ہی اسکا حکم کم سی کم مرتبہ کراہت کا ہی اور یہہ گمان نہین ہی کہ اباحت کا درجہ لیلی

کثیر مما یتعاطاه انه نافع ودواء لکل داء وانهم وجدوا فی استعماله دواء لامراضهم لان ذلك من تلبیس ابلیس علیهم وتزیینه

ان دلائل سی کہ اکثر بیان کرتی ہین کہ فائدہ کرتا ہی اور ہر دکھہ کی دوا ہی اور ہمنی پی کر اپنی امراض کو مفید پایا اسلئی کہ یہہ تقریرین شیطانی شبہات ہین اور ابلیس کی تزیین ہی

والنافع متصف بالاباحة یعنی ان الاصل فیها الحرمة
اور نفع دینی والی چیزین مباح ہین یعنی اصل اوسمین

لهم حتى تتولد من تكاثفه الادواء في عاقبة امره لان تكراره يؤدي ما يقابله فيتولد منه الحرارة فيكون في عاقبة امره داء
تاکہ آخر کو اوسکی کثافت سی بیماریان پیدا ہوجاوین کیونکہ اسکا تکرار اپنی مقابل کو ایذا دیتا ہی پہر اوسکی حرارت پیدا ہوجاتی ہی آخر کو مرض ہوجاتا ہی

لا دواء ثم يلزم على قولهم ان يكون الناس كلهم مرضى وان يكون مرضهم في جميع الفصول الاربعة من نوع واحد وان يكون
دوا نہین ہوتا پہر اونکی قول کی موافق لازم آتا ہی کہ تمام لوگ بیمار ہون اور اونکا مرض بہی تمام چارون فصلون مین ایک ہی طرحکا ہووی اور اونکا

معالجتهم فيها بشيء واحد على جهة واحدة وبطلانه غير خفي على احد من العقلاء ثم فيه اضاعة المال لانه يشترى
علاج بہی تمام فصلون مین ایک ہی شی اسی ایک ہی طرح پر ہووی اور اسکا بطلان کسی عاقل پر پوشیدہ نہین ہی پہر اسمین مال ضایع ہوتا ہی کیونکہ خوب مہنگا

بثمن غال فيدخل في الاسراف المحرم وقد كتب بعض المالكية في الديار الحجازية جوابا عن سوال يتعلق بالدخان وهو ان
خریدتا ہی اب اسراف ہوتا ہی جو حرام ہی اور کسی مالکی مذہب والی نی دیار حجاز مین ایک سوال کا جواب لکہا ہی جو دہوئین کی باب مین ہی یعنی

استعمال الدخان حرام كاصله لان اصله الخشب والنار لكونه اجزاء من الخشب ممزوجة باجزاء من النار وهو من حيث اجزائه
دخان کا استعمال کرنا حرام ہی جیسی اوسکی اصل اصلی کہ اوسکی اصل لکڑی ہی اور آگ کیونکہ لکڑی ہی کی اجزاء آگ کی اجزاء مین ملی ہوتی ہین اور وہ باعتبار اجزاء ناری کی

النارية التي فيه يحرم استعماله لقوله تعالى ان الذين ياكلون اموال اليتمى ظلما انما ياكلون في بطونهم نارا فدل النص
استعمال کرنا حرام ہی بدلیل اس آیت کی جو لوگ کہاتی ہین یتیمون کی مال ناحق وہ یہہ ہی کہاتی ہین اپنی پیٹ مین آگ اب اس نص سی

على حرمة النار فيحرم الدخان الحاصل منها وايضا انه تعالى جعله مما يعذب به حيث قال في حق قوم يونس النبي عليه السلام
حرمت آگ کی معلوم ہوئی سو دہوان بہی حرام ہوا جو آگ سی نکلتا ہی اور یہہ بہی ہی کہ اللہ تعالی نی دہوئین کو عذاب کی اسباب مین مقرر کیا ہی چنانچہ یونس علیہ السلام کی

لما امنوا كشفنا عنهم عذاب الخزي في الحيوة الدنيا فان العذاب المكشوف عنهم كان دخانا وقال في اية اخرى فارتقب
قوم کی حق مین فرماتا ہی جب یقین لائی کہولدیا ہمنی اونپرسی ذلت کا عذاب دنیا کی جیتی کیونکہ جو عذاب اونپرسی دفع ہوا تہا دہوان ہی تہا اور ایک اور آیت مین فرمایا ہی

يوم تاتي السماء بدخان مبين يغشى الناس هذا عذاب اليم والمراد بالدخان المذكور في هذه الاية معناه الحقيقي على قول
سو تو راہ دیکہہ جسدن کہ لاوی آسمان دہوان صریح جو گہیر لی لوگون کو یہہ ہی دکہہ کی مار اور دخان سی اس آیت مین جو مذکور ہی ایک قول کی موافق حقیقی معنی مراد ہین

وعلى هذا القول يكون النظم الكريم صريحا في كون الدخان عذابا اليما وما به التعذيب يحرم استعماله فان الفقهاء
اور اس قول کی مطابق مضمون آیت کا صریح ہی کہ دخان سخت عذاب ہوتا ہی اور جس شی مین تعذیب واقع ہوئی ہی اوسکا استعمال حرام ہی کیونکہ تمام فقہاء

قد اتفقوا على وجوب الفرار من محل العذاب كبطن محسر فانه على لفظ اسم الفاعل من التحسير اسم واد اهلك الله تعالى
متفق ہین کہ محل عذاب سی بہاگنا چاہئی جیسی بطن محسر محسر اسم فاعل کی وزن پر تحسیر مین سی ایک جنگل کا نام ہی جہان اللہ تعالی نی اصحاب فیل کو

فيه اصحاب الفيل فاذا وجب الفرار من محل العذاب فوجوب الفرار مما به العذاب اولى الا ترى ان المستعملين له ترى انه يخرج
ہلاک کیا تہا اور جب محل عذاب سی بہاگنا واجب ہوا تو جس شی کی عذاب ہوا ہو اولی تر بہاگنا واجب ہی پہر حقہ پینی والون کو تو دیکہتا ہی کہ اونکی حلق

من حلوقهم وانوفهم وفيه تشبيه باهل النار وبالذي يهلكون في اخر الزمان من الاشرار كما جاء في الخبر انه يكون في اخر
اور ناک سی دہوان نکلتا ہی اور اسمین دوزخیون کی مشابہت ہی اور اونکی مشابہت ہی جو آخر زمانہ مین شریر لوگ ہلاک ہونگی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ آخر زمانہ مین

الزمان دخان يملاء الارض يقيم على الناس اربعين يوما اما المؤمن فيصيبه منه كهيئة الزكام واما الكافر فيخرج من انفه واذنيه
دہوان پیدا ہوکر تمام زمین کو بہر دیگا لوگون پر چالیس دن تک رہیگا مؤمن کو تو اوسکا اتنا اثر ہوگا جیسی زکام اور رہا کافر سو اوسکی ناک مین سی اور کانون مین

وعينيه حتى يصير راس احدهم كالراس الحنيذ اي المشوي فلا ينبغي للمؤمن ان يتشبه باهل العذاب ولا ان يستعمل
اور آنکہون مین سی دہوان نکلیگا یہان تک کہ ایک ایک کا سر جلسا ہوجاگا اب مؤمن کو لایق نہین ہی کہ عذاب والون کی مثل بنی اور نہ یہہ چاہئی کہ ایسی چیز برتی

ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من ملابسات اهل العذاب وقد كره جمع من العلماء التختم بالحديد والنحاس لما ثبت في
جو عذاب کی ہو اور نہ وہ جو اہل عذاب کی مناسب ہو اور اکثر علماء لوہی کا اور تانبی کی انگوٹہی پہننی مکروہ کہتی ہین کیونکہ حدیث مین ثابت ہوچکا ہی

الحديث انها حلية اهل النار وصح على ما ذكره البلالي في مختصر الاحياء انه عليه السلام كان يكره الطعام السخن
کہ یہہ دونو دوزخیوں کی زیور ہین اور موافق بیان بلالی کی مختصر الاحیاء مین ثابت ہی کہ نبی علیہ السلام گرم کہانا مکروہ جانتی تہی

ويقول ان الله تعالى لم يطعمنا نارا وهذا الدخان اولى بالكراهة لانه مختلط باجزاء نارية كما مر فلو لم يكن في استعماله
اور فرماتی کہ اللہ تعالی ہمکو آگ کہانی نہین بتای اور یہہ دخان تو اولی تر مکروہ ہی اسلئی کہ اجزاء ناری سی ملا ہوا ہی چنانچہ گذر چکا ہی پہر اگر اسکی استعمال مین

الا احياء سنة الكفار الذين اخرجوه واظهروه في بلاد الاسلام توصلا الى اضرار اهل الايمان لكان باعثا للعاقل
کچہہ نہوتا سوا اور نو طریقہ کفار کی جنہون نی ایجاد کرکر بلاد اسلام مین پہیلایا تا کہ ایمان والون کا ضرر ہووی اتنا ہی عاقل کی واسطی اجتناب کرنیکو

على اجتنابه ومانعا عن ارتكابه بل لو لم يكن في استعماله الا تسويد الثياب والابدان وكراهة الريح والانتان لكان
بڑا باعث تہا اور اختیار کرنی سی بڑا مانع تہا بلکہ اسکی استعمال مین اگر کچہہ نہوتا سوا سیاہ ہونی کپڑون اور بدن کی اور بو اور سڑاہند کی تو بہی

زاجرا للعاقل عن استعماله لكن اكثر اهل الزمان طبايعهم جامدة صعبة الانقياد مائلة دائما الى ما لا يعنيهم ان نصحوا
عاقل کو اسکی استعمال سی روکنیکو موجود تہا لیکن اس زمانہ کی طبیعتین اکثر کند غیر مطیع ہین ہمیشہ بیہودہ کام کی طرف متوجہ رہتی ہین اگر بہلی بات کہو نمانی

لا يقبلوا وان علموا لم يتعلموا وان فهموا لم يفهموا وان فهموا لم يعملوا بما فهموا وهم من الذين ان يروا سبيل الرشد
اور اگر سکہاؤ نہ سیکہین اور اگر سمجہاؤ تو نہ سمجہین اور اگر سمجہین تو اسکی موافق کبہی عمل نہ کرین یہہ اون لوگون مین ہین اگر دیکہین راہ سنوار کی

لا يتخذوه سبيلا وان يروا سبيل الغي يتخذوه سبيلا يسر الله تعالى عملا موافقا لرضائه بلطفه وفضله وكرمه
وہ نہ ٹہراوین راہ اور اگر دیکہین راہ اولٹی اوسکو ٹہراوین راہ الہی ہمپر عمل موافق اپنی رضا کی اپنی لطف اور فضل اور کرم سی آسان کر

المجلس السابع والتسعون في بيان لزوم ترك ما لا يعنيه من القول والفعل

ستانوین مجلس اس بیان مین کہ ترک بیہودہ کا لازم ہی بات ہو یا کام

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حسن اسلام المرء تركه ما لا يعنيه هذا الحديث من حسان المصابيح رواه ابو هريرة ومعناه ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا مرد کی اسلام کی خوبی ہی بیہودہ کا ترک کرنا یہہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثون مین ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اسکی معنی یہہ

اسلام الرجل لا يكون كاملا وحسنا الا اذا ترك من الاقوال والافعال ما لا منفعة له فيه اصلا لا في الدنيا ولا في الاخرة
ہین کہ اسلام آدمی کا کامل اور خوب نہین ہوتا مگر جب وہ اقوال اور افعال چہوڑ دی جنمین اوسکا ہرگز کچہہ فائدہ نہووی نہ دنیا کا اور نہ آخرت کا

ومما لا منفعة له فيه اصلا الدخان الذي ظهر في هذا الزمان من قبل الكفرة العدوة لاهل الايمان وابتلى
اور جسمین ہرگز کچہہ منفعت نہین ایک حقہ بہی ہی جو اس زمانہ مین کفار کی طرف سی جو اہل ایمان کی دشمن ہین پیدا ہوا ہی اور اوسکی

بمصه كافة الانام من الخواص والعوام فانه قد ظهر في اوائل القرن الحادي عشر وصار فتنة عظيمة على عامة البشر
پینی مین تمام خلق خاص وعام مبتلا ہو گئی ہین بیشک حقہ گیارہوین قرن کی اول مین نکلا اور تمام خلق پر بڑا ہی فتنہ ہو گیا ہی

اذ شاع تناوله في البلدان بين الرجال والنساء والصبيان فلزم على علماء الدين بيان حكمه للمسلمين هل يحل استعماله
اسلئی کہ اسکا پینا شہرون کی اندر مردون اور عورتون اور بچون مین پہیل گیا ہی سو علماء دین پر مسلمانون کی لئی اسکا حکم بیان کرنا لازم ہی آیا اسکا پینا حلال ہی

ام يجب اجتنابه فاستمعوا يا اولي الالباب ما يقال لكم في هذا الباب قد كثر فيه الاقاويل والحق الذي عليه التعويل ان
یا اسی اجتناب واجب ہی سو ای ہوش والو جو اس باب مین مذکور ہوتا ہی سنو اسمین بہت سی گفتگو کی ہی اور حق جسپر اعتماد ہو سو یہہ ہی

الفعل الاختياري الصادر عن المكلف ان لم يترتب عليه فائدة دينية او دنيوية فهو دائر بين العبث واللعب
کہ فعل اختیاری جو عاقل بالغ سی صادر ہوتا ہی اگر اوسمین کوئی فائدہ دین کا یا دنیا کا نہووی اسکی تفصیل یہہ ہی کہ عبث ہی یا لعب ہی یا

واللهو وفي كتب اللغة لم يفرق بين هذه الثلثة لكن لا بد من الفرق لعطف بعضها على بعض في القران وهو على ما ذكره
لہو اور لغت کی کتابون مین ان تینون مین کچہہ فرق نہین بیان کیا پر فرق ضرور چاہی کیونکہ قرآن مین ایک کو ایک پر عطف کیا ہی اور وہ فرق موافق بیان

بعض الفحول لو کان حقیقا بالقبول ان العبث الفعل الذی لیس فیه لذة ولا فائدة واما الذی فیه لذة بلا فائدة
بعضی علماء کی جو قابل قبولیت کی ہی یہہ ہی کہ عبث وہ فعل ہوتا ہی جسمین نہ کچھ فائدہ ہو اور نہ لذت　اور جس کام میں لذت ہووی بلا فائدہ
فهو لعب ومثله اللهو الا ان فیه زیادة حظ النفس بحیث تشتغل به عما یهمها والکل حرام لانها لم تذکر فی القرآن
تو لعب ہوتا ہی اور ایسا ہی لہو اتنا ہی کہ اسمیں نفس کو زیادہ حظ ہوتا ہی ایسا کہ لہو میں ضروری کار رہی رہ جاتی ہین اور یہہ سب حرام ہین اسلئی کہ انکا ذکر قرآن نہین
الا علی طریق الذم فلما علم حرمة هذه الثلثة علم حرمة استعمال الدخان لدخوله اما فی اللعب او فی اللهو او فی
جہان آیا ہی سو بطور ہجو کی ہی پہر جب ان تینون کی حرمت معلوم ہوئی تو حقہ کی بہی حرمت معلوم ہوئی　اسلئی کہ حقہ یا لعب ہی یا لہو ہی یا
العبث بل هو بالعبث انسب لخلوه عن اللذة التی فی اللعب واللهو اللهم الا ان یستلذه نفوس بعض المستعملین له
عبث ہی بلکہ عبث سی زیادہ تر مناسب ہی کیونکہ حقہ میں وہ لذت نہین ہی جو لعب اور لہو میں ہوتی ہی یا آئی شاید کہ بعضی پینی والون کو شیطانی تسویل یعنی دہوکہ سی
بتسویل شیطانی فحینئذ یدخل فی اللعب او اللهو وعلی ای وجه کان فهو عار عن الفائدة الدینیة وهو ظاهر وعن الفائدة
لذت حاصل ہوتی ہو پہر اب لعب یا لہو ہوگا　اور بہر صورت فائدہ دینی سی تو خالی ہی　یہہ بات تو ظاہر ہی اور دنیا کی فائدہ سی بہی
الدنیویة ایضا لانه لا یصلح لشئ من الغذاء والدواء اصلا بل هو مضر لاتفاق الاطباء علی ان مطلق الدخان مضر
خالی ہی　کیونکہ ہرگز کسی کام کا نہین ہی نہ غذا ہی اور نہ دوا ہی　بلکہ وہ مضر ہی کیونکہ تمام طبیب اسپر متفق ہین کہ مطلق دہوان مضر ہوتا ہی
قال ابن سینا لولا الدخان والقتام لعاش ابن ادم الف عام وقال جالینوس اجتنبوا ثلثة وعلیکم باربعة ولا حاجة
شیخ ابن سینا کہتا ہی اگر دہوان اور گرد وغبار نہوتا تو البتہ آدمی ہزار برس جیتا اور جالینوس کہتا ہی تین چیز سی بچتی رہو اور چار چیز کو لازم کر لو پہر تمکو طبیب
بکم الی الطبیب اجتنبوا الدخان والغبار والنتن وعلیکم بالدسم والحلوی والطیب والحمام وذکر فی القانون ان جمیع
کی کچہہ حاجت نہین ہی دہوین　اور غبار　اور بدبو سی بچتی رہو اور چکنائی اور مٹہائی　اور خوشبو اور حمام لازم کر لو　اور قانون میں مذکور ہی
اصناف الدخان مجفف بجوهره الارضی وفیه ناریة یسیرة قال بعض الفضلاء فاذا کان جمیع اصناف الدخان مجففا یکون
کہ دہوئین کی سب قسمین جوہر ارضی کی تاثیر سی خشکی کرتی ہین اور اسمین کچہہ ناریت یعنی حرارت ہوتی ہی بعضی فضلاء کہتی ہین جب صورت مین کہ دہوین کا تمام اقسام خشکی کرتی ہین تو حقہ
هذا الدخان مجففا للرطوبات البدنیة فیکون مودیا الی حصول امراض کثیرة فلا یجوز استعماله لوجوب صیانة
بدنی رطوبات کو خشک کرتا ہی　اب اسمین بہت امراض پیدا ہوینگی　سو اسکا پینا جایز نہین ہی کیونکہ مضر شی سی نفس کا بچانا واجب ہی
النفس عن لحوق الضرر وقد ذکر فی نصاب الاحتساب ان استعمال المضر حرام فان قیل بعض الاطباء قد یعالجون بعض
اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی　کہ مضر کا استعمال کرنا حرام ہی　اگر کوئی کہی کہ بعضی طبیب کبہی کبہی بعضی
الامراض ببعض اصناف الدخان ویشاهدون نفعه فکیف یصح المنع عن استعمال جمیع اصنافه فالجواب انهم یعالجون
بیماریون کا علاج کسی قسم کی دہوئین سی کیا کرتی ہین اور اوسکا نفع ظاہر ہوتا ہی　اب ممانعت تمام قسم کی دخان کی کیونکر درست ہی سو جواب یہہ ہی کہ وہ دم بہر کی
به لحظة یسیرة لا علی الدوام حتی یحصل ما ذکر من التجفیف فان قیل ما ذکر من التجفیف لا یضر فی البلغمی لکثرة رطوباته
لئی علاج کرتی ہین مداومت کی لئی نہین کرتی تا کہ اوس سی خشکی پیدا ہووی　اگر کوئی کہی خشکی بلغمی مزاج والی کو ضرر نہین کرتی کیونکہ اوسمین رطوبات بہت ہوتی ہین
وانتفاعه بتجفیفها فما وجه المنع عن هذا الدخان فالجواب ان حد الانتفاع به مجهول فلا بد فی معرفة ذلک من طبیب
اور خشکی سی فائدہ ہوتا ہی اب حقہ سی وجہ ممانعت کی کیا ہی　سو جواب یہہ ہی کہ حد انتفاع کی معلوم نہین ہی اب اسکی معرفت کسی طبیب حاذق سی
حاذق عارف بالامزجة والقدر الذی ینتفع به والا فالاقدام علیه حرام مطلقا لوقوع التردد بین السلامة وعدمها فان
جو مزاجون کو جانتا ہو اور اوس مقدار کی جسمین فائدہ ہو ضرور چاہئی اور نہین تو اوسپر قدم رکہنا مطلق حرام ہی کیونکہ صحت اور [illegible]　یہہ نکہ
العدول من مستعملیه قد اختلفوا فیه فمنهم من قال بضرره ومنهم من قال بعدم [illegible]
عادل لوگ حقہ پینی والی اسمین اختلاف کرتی ہین بعضی تو اسکی ضرر کی قائل ہین اور بعضی [illegible]

الفریق الاغلب الذی جانب الحق الیه اقرب قال انه یحدث فی ابتدائه قوة فی الجسم وحدة فی البصر ونشاطا فی
فریق اغلب جسکی جانب قریب بحق ہی کہتی ہیں کہ حقہ پہلی پہلی جسم میں قوت اور نظر میں تیزی اور اعضا میں نشاط

الاعضاء وهضما فی الطعام فاذا حصلت المداومة یورث ضعفا فی البدن وثقلا فی الاعضاء وغشاوة فی البصر
اور طعام میں ہضم پیدا کرتا ہی پھر جب مداومت ہو جاتی ہی تو بدن میں ناتوانی اور اعضاء میں بوجھہ اور نظر پر پردہ

وامساکا فی الهاضمة وذلك لانه کما قال الاطباء مجفف مع نوع حرارة فیفعل فی ابتدائه ماذکر اولا وفی انتهائه
اور ہاضمہ میں امساک پیدا کردیتا ہی اور یہہ ثابت ہی اسلئی کہ طبیب اسکو کچھہ حرارت کی ساتھہ مجفف کہتی ہیں سو اول میں تو وہ ہی پیدا کرتا ہی جو اول بیان کیا اور انجام کو

ماذکر اخرا علی انه لو تحقق نفعه فبعد النفع یمنع من استعماله لانه حینئذ یکون دواء ولا یجوز استعمال الدواء بعد
جو پہر بیان کیا علاوہ یہہ ہی کہ اگر نفع ثابت بہی ہووی تو بعد نفع کی پینا ممنوع ہی اسلئی کہ اب دوا ہووےگا اور صحت میں دوا کا استعمال کرنا جایز نہیں ہی

زوال المرض لانه اذا لم یجد مرضا یزیله یاخذ من البدن فیؤدی الی الضرر وما یؤدی الی الضرر یمنع من استعماله الا تری ان
اسلئی کہ دوا جب بیماری کو نہیں پاتی کہ جسی دور کری تو بدن میں اثر کرتی ہی کہ پہر ضرر ہو جاتا ہی اور جو چیز نقصان کرتی ہو اوسکا استعمال جایز نہیں ہی دیکھہ تو

الخمر المحرمة بالنص قد اخبر القران بنفعها کما قال الله تعالی یسئلونك عن الخمر والمیسر قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس
شراب نص سی بہی حرام ہی اور اوسکی نفع کی قرآن خبر دیتا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی تجہسی پوچہتی ہیں حکم شراب اور جوئیکا تو کہہ انمیں گناہ بڑا ہی اور فائدی ہیں لوگوں کو

لکن جانب النفع اذا قابله جانب الضرر یخفی جانب الضرر حتی قال الفقهاء لو کان فی شیء وجوه کثیرة توجب الحل والجواز
لیکن نفع کی جانب اگر نقصان کی مقابل پڑتی ہی تو نقصان کا لحاظ کرتی ہیں یہاں تک کہ فقہاء کہتی ہیں اگر ایک شی کی حلت اور جواز کی وجہیں لازم آتا ہو

ووجه واحد یوجب الحرمة وعدم الجواز یرجح جانب الحرمة احتیاطا فان قیل ان المستعملین له یدعون انهم یجدون
اور ایک وجہ سی حرمت اور عدم جواز تو حرمت کی جانب کو احتیاطا غلبہ دینگی اگر کوئی کہی کہ حقہ پینی والی کہتی ہیں کہ ہم حقہ پی کر

عقیب استعماله خفة فی البدن فکیف یصح القول بعدم النفع فیه فالجواب علی ما ذکره بعض المتناولین له المجربة نفعه
بدن میں خفت پاتی ہیں اب بی فائدہ کہنا کیونکر صحیح ہی تو جواب موافق بیان حقہ پینی والوں کی جو نفع ضرر کا تجربہ کرچکی ہیں یہہ ہی

وضرره ان المستعملین له یحصل لهم حال استعماله الم شدید وعند فراغهم عنه ینجون من ذلك الالم ویحصل لهم
کہ حقہ پینی والوں کو حقہ پیتی ہوئی سخت الم ہوتا ہی اور جب پی چکتی ہیں تو اوس الم سی نجات اور راحت ہوتی ہی

راحة فیظن هؤلاء المساکین ان تلك الراحة حصلت من استعماله ولا یدرون انها انما حصلت من خلاصهم عن استعماله
سو یہہ بیچاری یوں سمجہتی ہیں کہ یہہ راحت حقہ پینی سی ہوئی یہہ نہیں سمجہتی کہ حقہ بند کرنی سی ہوئی ہی

ثم فی معرفة حرمة الاشیاء واباحتها وجه حسن یرجع الی الاصول وهو ان الحق فی الاشیاء قبل البعثة ان لا یکون فیها حکم وبعد
پہر اشیاء کی حرمت اور اباحت دریافت کرنی کی خوب وجہ جسکا مرجع اصول ہی یہہ ہی کہ حق یوں ہی کہ نبوت سی پہلی اشیاء میں کوئی حکم نہو اور نبوت کی بعد

البعثة اختلف العلماء فیها علی ثلثة اقوال الاول انها متصفة بالحرمة الا ما دل دلیل الشرع علی اباحته والثانی انها متصفة
علماء کی مختلف تین قول ہیں قول اول یہہ کہ اشیاء سب حرام ہیں بجز اوسکی کہ دلیل شرعی سی مباح معلوم ہو جاوی اور دوسرا قول یہہ ہی

بالاباحة الا ما دل دلیل الشرع علی حرمته والثالث هو الصحیح ان یکون فیها تفصیل وهو ان المضار متصفة بالحرمة بمعنی ان
کہ سب اشیاء مباح ہیں بجز اوسکی جو دلیل شرعی سی حرام معلوم ہوئی تیسرا قول یہہ ہی اور یہہ ہی صحیح ہی کہ اشیاء میں تفصیل ہو کہ نقصان کی چیزیں سب حرام یعنی

الاصل فیها الحرمة وان المنافع متصفة بالاباحة بمعنی ان الاصل فیها الاباحة لقوله تعالی هو الذی خلق لکم ما فی الارض
اصل اسمیں حرمت ہی اور نفع کی چیزیں سب مباح یعنی اصل اوسمیں اباحت ہی بدلیل اس آیت کی وہ ہی ہی جسنی بنایا تمہاری واسطی جو کچھہ زمین میں ہی

جمیعا فانه تعالی ذکره فی معرض الامتنان ولا یکون الامتنان الا بالنافع المباح فکانه تعالی قال هو الذی خلق لاجلکم
سب کیونکہ اللہ تعالی نی یہہ آیت احسان کی جگہہ میں فرمائی اور احسان جب ہی ہوتا ہی کہ نافع اور مباح ہو تو اب گویا اللہ تعالی کا یہہ ارشاد ہی کہ اللہ وہ ہی جسنی تمہاری

جمیع ما فی الارض من المنافع لتستفعوا بها وعلی هذا القول الثالث الصحیح یجزم حکم هذا الدخان ایضا فانه لو کان
فائدہ کی لئی جو زمین میں ہی پیدا کیا تاکہ تم نفع اوٹھاؤ اور اسیہی تیسری صحیح قول پر حقہ کا حکم بہی نکلتا ہی کیونکہ حقہ اگر
نافعا لکان الاصل فیه الاباحة لکن قد ثبت باخبار الحذاق من الاطباء انه مضر ولو کان فی الاجل فیکون الاصل فیه
نافع ہوتا تو اصل اسمین اباحت ہوتی لیکن حاذق طبیبوں کی بیان سی ثابت ہوا ہی کہ حقہ مضر ہی اگرچہ انجام کو ہو سو اصل اسمین
الحرمة بل لو وقع الشك فی امره لغلب جانب الحرمة کما هو القاعدة الشرعیة آنفا روی انه علیه السلام قال الحلال بین والحرام
حرمت ہی ہی بلکہ اگر اسمین شک بہی ہو تو بہی حرمت کی جانب غالب ہو گی چنانچہ شرعی قاعدہ یہہ ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا حلال ظاہر ہی
بین وبینهما مشتبهات لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات فقد استبرأ لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات
اور حرام ظاہر ہی اور ان دونو کی بیچمین مشتبہات ہین انکو اکثر لوگ نہین جانتی پہر جو شخص مشتبہات سی بچتا رہا اوسنی اپنا دین اور عزت بچائی اور جو شبہات مین پڑ گیا
وقع فی الحرام کالراعی حول الحمی یوشك ان یقع فیه واختلف العلماء فی حکم هذه الشبهات فذهب بعضهم الی حرمتها لانه
حرام مین مبتلا ہوا جیسی چرواہا بیڑ کی گرد اپنی بیڑ کی اندر گہس جاویگا اور علماء کو ان مشتبہات کی حکم مین اختلاف ہی بعضی تو حرمت کی طرف گئی ہین اسلئی کہ نبی
علیه السلام قد اخبر فی هذا الحدیث بان من ترك ما اشتبه علیه حکمه ولم ینکشف له حقیقة امره یکون دینه سالما
علیہ السلام نی اس حدیث مین خبر دی ہی کہ جسنی ترک کیا ایسی چیز کو جسکا حکم مشتبہ ہی اور حقیقت حال ظاہر نہین ہی تو اسکا دین فساد اور نقصان سی
مما یفسده او ینقصه ونفسه ناجیا مما یعیبه ویلام علیه ومن لم یترکه بل فعله یقع فی الحرام وهذا الدخان مما اشتبه
اور اوسکی جان عیب اور ملامت سی سلامت بچی اور جسنی نچھوڑا بلکہ عمل مین لایا تو وہ حرام مین واقع ہوا اور حقہ کا حکم بہی مشتبہ ہی
حکمه ولم ینکشف حقیقة امره فمن ترکه ولم یستعمله یکون دینه سالما من الفساد والنقصان ونفسه ناجیا من العیب
اسکی حقیقت حال ظاہر نہین ہی تو اب جسنی اسکو ترک کیا اور نہ پیا تو اوسکا دین فساد اور نقصان سی پاک اور اوسکی جان خلقت مین عیب
واللوم بین الانام ومن لم یترك بل استعمله یکون واقعا فی الحرام وذهب بعضهم الی کراهتها لما جاء فی حدیث آخر
ملامت سی صاف ہی اور جسنی نچھوڑا بلکہ پینی لگا تو وہ حرام مین واقع ہوا اور بعضی اسکو مکروہ کہتی ہین اسلئی کہ اور حدیث مین آیا ہی
انه علیه السلام قال الامور ثلثة امر تبین لك رشده فاتبعه وامر تبین لك غیه فاجتنبه وامر اختلف فیه
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کام تین طرح پر ہوتی ہین ایک وہ جسکی خوبی [illegible] سو اوسکو اختیار کر اور ایک وہ جسکی برائی ظاہر ہی سو اوسی پرہیز کر اور ایک وہ جسمین اختلاف
فدع ما یریبك الی ما لا یریبك ولا شك ان امر الدخان مما ارابوا وقع فی الاضطراب وادنی مرتبته الکراهة ولا یظن
ہو سو چہوڑ شک مین ڈالنی کو اور لی جو شک مین نہ ڈالی اور اسمین شک نہین ہی کہ حقہ بہی شک مین اور اضطراب مین ڈال رکہا ہی اور اسکا کم سی کم درجہ کراہت کا ہی
انه ینتهی الی مرتبة الاباحة بتعلل کثیر ممن یتعاطاه انه نافع ودواء لکل داء وانهم وجدوا فی استعماله دواء لامراضهم
اور یہہ گمان نہین ہوتا کہ اباحت کی مرتبہ کو پہنچ جاوی ان دلائل سی کہ حقہ نوش بیان کرتی ہین کہ حقہ نافع ہی اور ہر مرض کی دوا ہی اور ہمنی حقہ پی کر اپنی بیماریون کی
لان ذلك من تلبیس ابلیس علیهم وتزیینه لهم حتی یتولد من کثافته فی عاقبة امره الادواء فان تکراره یسود ما یقابله
دوا پائی کیونکہ یہہ تمام شیطان کی شبہات اور تزیین ہی تاکہ اسکی کثافت سی آخر کو بیمار ہو جاوین اسلئی کہ اسکا بار بار پینا اپنی مقابل کو سیاہ کر دیتا ہی
فیتولد منه الحرارة فیکون فی عاقبة امره داء لا دواء ثم یلزم علی دعوهم ان یکون الناس کلهم مرضی وان یکون
پہر اوس سی حرارت پیدا ہوتی ہی پہر آخر کو مرض ہو جاتا ہی دوا نہین ہوتا پہر انکی دعوی کی موافق یہہ لازم آتا ہی کہ تمام خلقت بیمار ہوی اور

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

وأذيته لشامة الذين لا يستعملونه وقد جاء في الحديث كل موذ في النار وقال المكناسي الرائحة المنتنة

حقہ نہ پینے والوں کی دماغ کو تکلیف دیتی ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ ایذا دینے والا دوزخی ہی اور مکناسی کہتا ہی کہ بدبو نتھنوں کو

تخرق الخياشيم وتصل الى الدماغ وتؤذي الانسان ولذلك قال النبي عليه السلام من اكل من هذه الشجرة

پہاڑ کر دماغ مین گھس جاتی ہی اور آدمی کو ایذا دیتی ہی اور اسیلئی نبی علیہ السلام نی فرمایا جسنی اس درخت مین سی کہایا

فلا يقربن مسجدنا لانه يؤذينا بريحه والمراد من هذه الشجرة جنس ماله رائحة كريهة يتأذى بها الانسان

تو ہماری مسجد کی گرد نہ آوی کہ ہمکو اپنی بو سی ستاتا ہی اور مراد ہذہ الشجرہ سی جنس ہی جسمین ایسی بدبو ہووی کہ آدمی ایذا پاوین

بدليل تعليله عليه السلام والمعنى ان من اكل شيئا ماله رائحة كريهة يتأذى بها الانسان فلا يقربن مسجدنا

اس دلیل سی کہ نبی علیہ السلام نی بدبو کو علت ٹہرایا ہی اور مراد یہہ ہی کہ جسنی کچھ کہایا کہ اوسمین ایسی بدبو ہووی کہ آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہو تو ہماری مسجد کی گرد نہ آوی

لانه يؤذينا برائحته الكريهة وقد ثبت في صحيح مسلم انه عليه السلام كان اذا وجد من رجل في المسجد ريح البصل او

اسلئی کہ ہمکو بدبو سی ستاتا ہی اور صحیح مسلم مین ثابت ہو چکا ہی کہ نبی علیہ السلام کو اگر مسجد کی اندر کسی شخص مین سی پیاز یا لہسن کی بو آتی

الثوم امر به فاخرج الى البقيع ولهذا قال الفقهاء كل من وجد فيه رائحة كريهة يتأذى بها الانسان يلزم اخراجه من

تو اوسکو بقیع کی طرف نکلوا دیتے اور اسیلئی فقہاء نی کہا ہی کہ جسمین ایسی بدبو آتی ہو کہ آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہو تو اوسکا مسجد مین سی نکالدینا لازم ہی

المسجد ولو بجره من يده او رجله دون لحيته وشعر راسه فعلى هذا يلزم اخراج كثير من الائمة والمؤذنين من المسجد

اگرچہ ہاتھہ پانوں سی کہینچکر داڑہی اور سر کی بال سی نہ کہینچی اس روایت کی موافق بہتیری امام اور مؤذنوں کا مسجد

والجامع في هذا الزمان لوجود الرائحة الكريهة فيهم بسبب مداومتهم على استعمال الدخان الكريهة الرائحة بل انهم قد

اور جامع مسجد مین سی اس زمانہ مین نکالدینا لازم آتا ہی کیونکہ اونمین بسبب مداومت بدبو حقہ نوشی کی بدبو موجود ہوتی ہی بلکہ یہہ لوگ

يستعملونه في داخل المسجد والجامع فيكون الكراهة في حقهم اشد واكثر وقد كتب بعض المالكية في الديار الحجازية

کبہی کبہی مسجد اور جامع کی اندر پیتی ہین سو انکی حق مین کراہت سخت تر اور زیادہ تر ہی اور کسی مالکی مذہب نی حجازی دیار مین

جوابا عن سوال يتعلق بالدخان وهو ان استعمال الدخان حرام كاصله لان اصله الخشب والنار لكونه اجزاء

ایک سوال کا جواب لکہا ہی جو حقہ سی متعلق ہی اور وہ یہہ ہی کہ استعمال دخان کا حرام ہی جیسی اوسکی اصل کیونکہ اوسکی اصل لکڑی اور آگ ہی کیونکہ اوسکی اجزاء

من الخشب ممزوجة باجزاء من النار فهو من حيث اجزائه النارية التي فيه يحرم استعماله لقوله تعالى ان الذين ياكلون

لکڑی ہی اجزاء ناری سی ملی ہوئی سو وہ باعتبار اجزاء ناری کی جو اوسمین ملی ہین استعمال کرنا حرام ہی بدلیل اس آیت کی جو لوگ کہاتی ہین

اموال اليتمى ظلما انما ياكلون في بطونهم نارا فدل النص على حرمة النار فيحرم الدخان الحاصل منها وايضا انه تعالى

یتیموں کی مال ناحق وہ یہہ ہی کہاتی ہین اپنی پیٹ مین آگ اس نص ہی آگ کی حرمت معلوم ہوتی ہی سو دہوان بہی جو آگ سی پیدا ہوتا ہی حرام ہی اور اللہ تعالی نی

جعله مما يعذب به حيث قال في حق قوم يونس النبي عليه السلام لما امنوا كشفنا عنهم عذاب الخزي في الحيوة الدنيا

اسکو عذاب کی اسباب مین بہی ٹہرایا ہی چنانچہ یونس نبی علیہ السلام کی قوم کی حق مین کہتا ہی جب یقین لائی کہولدیا ہمنی اونپر سی ذلت کا عذاب دنیا کی جیتی

فان العذاب المكشوف عنهم كان دخانا وقال في اية اخرى فارتقب يوم تاتي السماء بدخان مبين يغشى الناس هذا

بیشک جو عذاب کہ اون پر سی موقوف ہوا تہا دہوان ہی تہا اور ایک اور آیت مین فرمایا ہی سو تو راہ دیکہہ جس دن کہ لاوی آسمان دہوان صریح گہیر لی لوگوں کو

عذاب اليم والمراد بالدخان المذكور في هذه الاية حقيقة الدخان على قول وعلى هذا [illegible]

یہہ ہی دکہہ کی مار اور مراد دخان سی اس آیت مین معنی حقیقی دخان کی ہین ایک قول پر اور اس قول پر [illegible]

في كون الدخان عذابا اليما وانه التعذيب يحرم استعماله فان الفقهاء قد اتفقوا [illegible]

کہ دخان عذاب الیم ہی اور سبب [illegible] تعذیب واقع ہوئی ہی [illegible] استعمال کرنا حرام ہی کیونکہ فقہاء متفق ہین [illegible]

محسّر فانه علی لفظ اسم الفاعل من التحسیر اسم وادٍ اهلك الله تعالی فیه اصحاب الفیل فاذا وجب الفرار من
محسّر اسم فاعل کی وزن پر تحسیر سی اوس وادی کا نام ہی جہان اللہ تعالی نی اصحاب فیل کو ہلاک کیا تہا جب محل عذاب سی بہاگنا واجب ہوا
محل العذاب فوجوب الفرار مما به العذاب اولی واحری ثم ان المستعملین له تریهم انه یخرج من انوفهم وحلوقهم
تو عذاب کی چیز سی بہاگنا اولی اور لایق تر ہی پہر تو حقہ نوشون کو دیکہتا ہی کہ اونکی ناک مین سی اور حلق مین سی دہوان نکلتا ہی
دخان وفیه تشبیه باهل النار وبالذین یهلکون فی اخر الزمان من الاشرار کما جاء فی الحدیث انه یکون فی اخر الزمان دخان
اور اسمین دوزخیون کی اور اونکی جو اخیر زمانہ مین شریر لوگ ہلاک ہونگی مشابہت ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ آخر زمانہ مین ایسا دہوان
یملا الارض یقیم علی الناس اربعین یوما اما المؤمن فیصیبه منه کهیئة الزکام واما الکافر فیخرج من منخریه واذنیه
پیدا ہوونگا کہ زمین کو پر کر دیگا اور لوگون پر چالیس روز تک قایم رہی گا مؤمن کو تو اتنا اثر ہووںگا جیسی زکام اور رہا کافر اوسکی نتہنون مین سی اور کانون
وعینیه حتی یصیر راس احدهم کالراس الحنیذ ای المشوی فلا ینبغی للمؤمن ان یتشبه باهل العذاب ولا ان یستعمل
مین سی اور آنکہون مین سی نکلیگا یہان تک کہ ایک ایک کا سر ایسا ہوونگا جیسی سر جلا بہلسا سو مؤمن کو لایق نہین ہی کہ اہل عذاب سی مشابہت پیدا کری اور نہ یہہ لایق
ما هو من نوع العذاب ولا ما هو من ملابسات اهل العذاب وقد کره جمع من العلماء التختم بالحدید والنحاس لما جاء فی
ہی کہ عذاب کی چیز کو استعمال کری اور نہ جو چیز کہ اہل عذاب کی مناسب ہی اور تمام علماء بالاتفاق لوہی اور تانبی کی انگوٹہی کو مکروہ کہتی ہین اسلیی کہ حدیث مین آیا ہی
الحدیث انهما حلیة اهل النار وصح علی ما ذکره البلالی فی مختصر الاحیاء انه علیه السلام کان یکره اطعام السخن
کہ یہہ دوزخیونکا زیور ہی اور موافق بیان بلالی کی مختصر الاحیاء مین ثابت ہوا ہی کہ نبی علیہ السلام گرم کہانا مکروہ کہتی تہی
ویقول ان الله تعالی لم یطعمنا نارا فهذا الدخان اولی بالکراهة لانه مختلط باجزاء ناریة کما مر فلو لم یکن فی
اور فرماتی کہ اللہ تعالی نی ہمکو آگ کہانی نہین بتائی اب یہہ دہوان اولی تر مکروہ ہی کیونکہ اجزاء ناری سی ملا ہوا ہی جیسی گذر چکا اور اگر اسکی
استعماله الا تسوید الثیاب والابدان وکراهة الریح والانتان لکفی زاجرا للعاقل عن استعماله بل لو لم یکن فی استعماله
استعمال مین بجز سیاہی کپڑون اور بدن کی اور سوای بدبو اور سڑاہند کی کچہہ نہوتا تو بہی عاقل کی واسطی اسکی استعمال کا بڑا زاجر تہا بلکہ اگر اسکی استعمال مین
الا احیاء سنة الکفار الذین اخرجوه واظهروه فی بلاد الاسلام توصلا الی اضرار اهل الایمان لکفی باعثا للعاقل
کچہہ نہوتا سوا رونق طریقہ کفار کی جو اسکو نکال لائی ہین اور واسطی ضرر دینی اہل اسلام کی بلاد اسلام مین رواج دیا ہی تو بہی عاقل کی لیی
علی اجتنابه ومانعا عن ارتکابه لکن اکثر اهل الزمان طبایعهم جامدة صعبة الانقیاد مائلة دائما الی ما لا یعنیهم
اسکی اجتناب کرنیکو کافی باعث اور اسکی اختیار کرنیکا بڑا مانع تہا لیکن اس زمانہ مین اکثر طبیعتین کند ہین اور بڑی نافرمان ہمیشہ بیہودگی کیطرف متوجہ
ان نصحوا لم یقبلوا وان علموا لم یتعلموا وان فهموا لم یفهموا وان فهموا لم یعملوا وهم من الذین ان یروا سبیل الرشد
اگر اونکو نصیحت کیجیی کبہی نمانین اور اگر سکہاؤ کبہی نہ سیکہین اور اگر سمجہاؤ تو کبہی نہ سمجہین اور اگر سمجہین تو کبہی عمل نہ کرین یہہ اون لوگون مین ہین اگر دیکہین
لا یتخذوه سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوه سبیلا

المجلس الثامن والتسعون فی بیان الوصیة
سنوار کی راہ وہ نہ ٹہراوین راہ اور اگر دیکہین راہ الٹی اوسکو ٹہرا دین راہ اٹہاوین مجلس مین بیان وصیت کا
فی حق النساء حال المعاشرة لهن قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فی خطبة حجة الوداع اتقوا الله
عورتون کی حق مین اونکی ساتہہ گذران کرتی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی حجۃ الوداع کی خطبہ مین فرمایا اللہ سی ڈرو
فی النساء فانکم اخذتموهن بامان الله واستحللتم فروجهن بکلمة الله ولکم علیهن ان لا یوطئن فرشکم احدا
عورتون کی حق مین تمنی انکو اللہ کی امن مین لیا ہی اور انکی فروج کو کلمۃ اللہ سی حلال کرلیا ہی اور تمہارا حق ہی اونپر یہہ ہی کہ تمہاری بستر پر قدم نرکہنی دین جسکی
تکرهونه فان فعلن ذلك فاضربوهن ضربا غیر مبرح ولهن علیکم رزقهن وکسوتهن بالمعروف وهذا الحدیث من
تم بیزار ہو اور اگر وہ ایسا کرین تو اونکو اتنا مارو کہ ہڈی نہ ٹوٹی اور اونکا حق تمہاری اوپر کہانا اور پہننا موافق دستور کی یہہ حدیث

صحاح المصابيح رواه جابر فكانه عليه السلام قال اتقوا الله في امر النساء فلا تؤذوهن بالباطل بل عاشروهن
مصابیح کی صحیح حدیثوں مین ہی جابر کی روایت سی پس گویا نبی علیہ السلام نی فرمایا ڈرو اللہ سی عورتوں کی باب مین سو تم اونکو ناحق نہ ستاؤ بلکہ اونکی ساتہہ

بالمعروف كما قال الله تعالى وعاشروهن بالمعروف فانكم اخذتموهن بعهد الله الذي عهد اليكم فيهن من الرفق بهن والشفقة
گذران کرو جیسی اللہ تعالی فرماتا ہی اور گذران کرو عورتوں کی ساتھ معقول کیونکہ تمنی اونکو اللہ کی عہد پر لیا ہی جو اونکی حق مین تمہاری ساتہہ عہد ہوا ہی یعنی اونکی ساتہہ

عليهن واستحللتم فروجهن بامر الله تعالى وحكمه فان نقضتم عهده الذي عهد اليكم وخنتم في امانته ينتقم
نرمی اور اونپر شفقت برتو اور تمنی اونکی فروج امر الہی اور اوسکی حکم سی حلال کرلین ہین اگر تمنی اوسکا عہد توڑ ڈالا جو تمہاری ساتہہ ہو چکا ہی اور تمنی اوسکی امانت مین

منكم لهن وذلك لانهن اماء الله تعالى فاذا تزوجتموهن بامر الله تعالى وحكمه يكن عندكم امانة ووديعة من
خیانت کی تو اونکی لیی تمسی انتقام لیگا اور یہہ اسلیی کہ عورتین اللہ تعالی کی لونڈیان ہین جب تمنی اونکو اللہ کی امر اور حکم سی اپنا جوڑا بنایا تو وہ تمہاری پاس امانت ہین اور

الله تعالى فاذا اذيتموهن بالباطل ولم تعاشروهن بالمعروف فكانكم نقضتم عهده تعالى وخنتم في امانته فينتقم منكم
اللہ کی طرف سی سپرد ہین پہر اگر تمنی اونکو ناحق ستایا اور دستور کی موافق گذران نکی تو گویا تمنی اللہ تعالی کا عہد توڑ ڈالا اور اوسکی امانت مین خیانت کی سو اونکی لیی تمسی انتقام

لهن ولكم عليهن من الحقوق ان لا ياذن لاحد ان يدخل بيوتكم بغير اذنكم فان فعلن ذلك فاضربوهن ضربا غير مبرح
لیویگا اور تمہارا حق اونکی اوپر یہہ ہی کہ کسیکو یہہ اجازت ندین کہ تمہاری گہرون مین تمہاری بی کہی آسکی اور اگر وہ آنی دین تو اونکو اتنا مارو کہ ہڈی نہ ٹوٹی

بحيث يؤلمهن ولا يكسر عظمهن ولا يدمي جسمهن ولهن عليكم من الحقوق رزقهن وكسوتهن بالمعروف فعلم من هذا
اسطور کہ دکہہ پہنچی اور ہڈی نہ ٹوٹی اور اونکا بدن لہو لہان نہو جاوی اور تمپر اونکا حق کہانا اور پہنا دستور کی موافق اسی معلوم ہوا

ان بين الزوجين حقوقا يجب مراعاتها اما ما كان على الرجل من حقوق النساء فالانفاق عليهن بالمعروف اذ قد قال الفقهاء
کہ زوج زوجہ مین ایسی حقوق ہین کہ اونکی رعایت واجب ہی اور عورتون کی حق جو مرد پر ہین تو انکا خرچ ہی دستور کی موافق اسلیی کہ فقہاء کا قول ہی

يجب على الرجل نفقة زوجته سواء دخل بها او لم يدخل بها وسواء كانت مسلمة او ذمية او فقيرة او غنية لان غناءها
کہ مرد پر نفقہ بی بی کا واجب ہی برابر ہی کہ اوس سی صحبت کی ہو یا نہ کی ہو اور برابر ہی کہ بی بی مسلمہ ہو یا ذمیہ یا کنگال ہو یا دولتمند اسلیی کہ اوسکی دولتمندی اوسکا حق نفقہ کا

لا يبطل حقها في النفقة على زوجها سواء كانت كبيرة او صغيرة قابلة للوطي وان لم تكن قابلة للوطي لا يجب عليه نفقتها
جو خاوند پر ہی باطل نہین کر دیتی برابر ہی کہ کبیرہ ہو یا نابالغہ قابل وطی کی ہو اور اگر قابل وطی کی نہو گی تو اوسکا نفقہ واجب نہین ہی

والنفقة الواجبة على ما روى هشام عن محمد الطعام والكسوة والسكنى اما الطعام فالدقيق والماء والحطب والملح والدهن فان
اور نفقہ واجب موافق روایت ہشام کی امام محمد سی کہانا ہی اور کپڑا اور مکان رہنی کا کہانا تو آٹا اور پانی اور ایندھن اور نمک اور روغن پہر اگر

قالت المراة لا اطبخ ولا اخبز قال قاضيخان في فتاواه لا تجبر على الطبخ والخبز وعلى الرجل ان ياتيها الطعام المهيأ او ياتيها
عورت کہی مین سالن نہین پکاتی اور نہ روٹی پکاؤن قاضی خان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی کہ روٹی اور سالن پکانی پر زبردستی نہین چلتی مرد پر لازم ہی کہ اوسکو تیار کہانا

بمن يكفيها عمل الطبخ والخبز هذا في القضاء واما في الديانة فيجب عليها ان تفعل كل خدمة في داخل الدار من الطبخ والخبز
لادی یا ایسا آدمی کہ سالن روٹی پکا دیا کری یہہ حکم تو قضا کا ہی اور دیانت مین عورت پر واجب ہی کہ جو کاروبار گہر کی اندر کا ہووی جیسی سالن روٹی پکانا

وغسل الثياب وغيرها حتى لو لم تفعل شيئا منها تكون اثمة وان لم يجبر عليها وان كان لها خادم يجب على زوجها نفقة
کپڑی دہونی اور سوا اسکی تمام کیا کری یہان تک کہ اگر کچہہ بہی نکریگی تو گنہگار ہو گی اگرچہ اوسپر زور نہین ہی اور اگر عورت کا کوئی خادم ہووی تو خاوند پر اوسکی

خادمها ان كان الخادم يطبخ ويخبز وان كان لا يطبخ ولا يخبز لا يجب عليه نفقته لان نفقته في مقابلة خدمته فاذا
خادم کا بہی خرچ واجب ہی جبکہ وہ خادم سالن روٹی پکایا کری اور اگر وہ نہ سالن پکائی نہ روٹی تو اوسکا خرچ واجب نہین ہی اسلیی کہ خادم کا خرچ خدمت کی بدلہ تہا

لم يطبخ ولم يخبز لا يجب عليه نفقته بخلاف المراة فان نفقتها ليست في مقابلة الخدمة بل في مقابلة الاحتباس
اور اگر وہ سالن روٹی نہین پکاتا تو اوسکا خرچ بہی واجب نہین ہی برخلاف بی بی کی کیونکہ اسکا خرچ خدمت کی بدلہ مین نہین ہی بلکہ اپنی گہر روک رکہنی کی بدلہ ہی

فقد حبست نفسها لحق زوجها فكانت نفقتها على زوجها وينبغي له ان يوسع عليها في النفقة اذا وسع الله عليه
سو وہ اپنی آپکو خاوند کی حوالہ کر چکی اب اوسکا خرچ خاوند پر لازم ہوویگا اور خاوند کو چاہیے کہ خرچ مین بی بی پر فراخی کردے جب خدا اوسکو زیادہ عنایت

ويعتدل فيها من غير تقتير ولا اسراف كما قال الله تعالى كلوا واشربوا ولا تسرفوا واهم ما يجب عليه ان يطعم
کرے اور اوسمین اعتدال رکھے بدون کمی زیادتی کی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے کھاؤ اور پیو اور مت اڑاؤ اور خاوند پر بڑا ضروری یہہ لازم ہے کہ اوسکو حلال

من الحلال ولا يدخل لاجلها مداخل السوء فان ذلك خيانة عليها لا رعاية لحقها وينبغي له ان يامرها بالتصدق
کہانا دیا کرے اور اوسکی خاطر برا طریقہ چوری وغیرہ کا نہ اختیار کرے کیونکہ یہہ بی بی کی حق تلفی ہے حق کی رعایت نہین ہے اور خاوند کو چاہیے کہ اوسکو یہہ اجازت

ببقايا الطعام وما يفسد لو ترك واما الكسوة فقدرها محمد بدرعين وخمارين وملحفة في كل سنة واراد بالدرعين
دے کہ بچا کھانا اور جو چیز رہنے سے بگڑ جاوے خیرات کر دیا کرے اور کپڑے کا اندازہ امام محمد نے یہہ کیا ہے دو درع یعنی کرتے اور دو اوڑھنی اور ایک لحاف ہر سال مین اور درعین

والخمارين صيفيا وشتويا فالصيفي ما يكون رقيقا يصلح لزمان الحر والشتوي ما يكون ثخينا يصلح
اور خمارین سے مراد گرمی جاڑے کی ہین سو گرمی کی دونون کا باریک ہو جو گرمی کی لایق ہے اور جاڑے کا گاڑھا جو سردی کو دفع کرے

لدفع البرد ولم يذكر الخف والكعب لان ذلك انما يحتاج اليه للخروج وليس على الزوج تهيئة اسباب الخروج
اور موزے اور جوتی کا ذکر نہین کیا کیونکہ انکی حاجت باہر نکلنے کی لیے ہوتی ہے اور خاوند کا ذمہ باہر پھرنیکی سامان کا نہین ہے

ولم يذكر السراويل ايضا ولا بد منه في الشتاء حتى قال قاضيخان في فتاواه هذا في عرفهم واما في ديارنا فيجب السراويل
اور پائجامہ کا بھی ذکر نہین کیا اور جاڑون مین اسکی ضرورت ہوتی ہے یہان تک کہ قاضی خان نے اپنی فتاوی مین کہا ہے یہہ لباس انکی چلن کا ہے اور ہمارے ملک سو پائجامہ

وثياب اخر كالجبة والفراش الذي ينام عليه واللحاف وما يدفع الحر والبرد ويجب لخادمها قميص وازار وكساء وخف لانها
اور اور کپڑے جیسے کرتہ اور بستر جسپر سوتی ہین اور لحاف اور جو چیز گرمی اور جاڑے کو دفع کرے واجب ہے اور عورت کی خادم کی لیے قمیص اور ازار اور چادر اور موزہ

تحتاج الخروج للمصالح الخارجة من الرسالة الى الابوين ونحو ذلك ولا يجب لها الخمار لان شعرها ليس بعورة واما السكنى فحقها
واجب ہے کیونکہ خادم کو کار بار کے لیے باہر جانا ضرور ہے کہ بی بی اپنی ماں باپ کی پاس اور کسی کام کو بھیجے اور خادمہ کی لیے اوڑھنی کی حاجت نہین اسلیے کہ اوسکی بال عورت نہین ہین اور

في الدار بيت على حدة تامن على متاعها ولا تستحي عن غيرها في معاشرة زوجها فان كان للزوج احماء من والدة او اخت
مکان سکونت مین اوسکا حق احاطہ کی اندر علیحدہ کوٹھری چاہیے جسمین اوسکا اسباب محفوظ رہے اور خاوند کی سات معاملہ مین غیر سے پردہ رہے اور اگر خاوند کا کوئی بہا ئی اعیانی

وولد من غيرها فقالت اجعلني في بيت على حدة كان لها ذلك لانها لا تامن على متاعها وتستحي عن المعاشرة مع زوجها
یا بہن اور دوسری بی بی سے اولاد اب بی بی کہے کہ مجھکو گہر علیحدہ تجویز کر دے تو بی بی کا یہہ حق ہے اسلیے کہ اسباب کی گم ہونیکا خوف ہے اور خاوند کی ساتہہ معاشرت مین شرم

ان كان البيت في الدار واحدا وان كان متعددا فاعطاها بيتا يغلق ويفتح لم تكن لها ان تطلب بيتا اخر ان لم يكن
آویگی اگر احاطہ کی اندر ایک ہی کوٹھا ہووے اور اگر کئی کوٹھے ہون اور خاوند نے ایک کوٹھا اوسکو دیدیا کہ جب چاہے بند کرے اور جب چاہے کہولے تو اب اوسکا یہہ حق نہین کہ اور

في الدار من احماء الزوج من يؤذيها الا ان يكون الزوج يضربها ويؤذيها فشكت الى القاضي وسئلت ان يسكنها بين قوم
کوٹھا طلب کریگی اگر احاطہ کی اندر جیٹھ دیور یعنی خاوند کی بہائی بندستانے والے نہون مگر اوس صورت مین کہ خاوند اوسکو مارتا ہو اور ستاتا ہو اور وہ قاضی کی سامنے نالش کرے اور کہے

صالحين يعرفون احسانه واساءته فالقاضي ان علم ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان لم
کہ مجھکو ایسی صلحا قوم مین مکان دیوے کہ اسکی بھلی بری کو دیکھتے ہین سو قاضی کو اگر یقین ہو کہ عورت سچی ہے تو خاوند کو گھرک دیوے اور تعدی سے منع کردے اور اگر

يعلم ان الامر كما قالت ينظر في جيران الدار ان كانوا قوما صالحين يسئلهم هل الامر كما قالت فان قالوا ان الامر كما قالت
یقین نہو کہ عورت سچی ہے تو اب اوس گھر کی ہمسایون کو دیکھے اگر وہ صلحا ہون تو اونسے دریافت کرے کہ آیا یہہ عورت سچی ہے اگر وہ گواہی دین کہ عورت سچی ہے

يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان قالوا ليس الامر كما قالت يتركها في تلك الدار وان لم يكونوا قوما صالحين
تو اوسکو گھرک دے اور تعدی سے منع کردے اور اگر وہ کہین کہ عورت غلط کہتی ہے تو اسکو اوسی گھر مین رہنے دے اور اگر ہمسایہ صلحا نہون

اوكانوا يميلون اليه يامره ان يسكنها بين قوم صالحين كي يعرفوا احواله في حقها ويخبروا عن ذلك عند الحاكم اذ لا
یا خاوند کی طرف دار ہوں تو خاوند کو یہہ حکم دی کہ بی بی کو اچھی صلحا، قوم میں گھر تجویز کر دی تاکہ خاوند کا معاملہ بی بی کی حق میں دیکھتی رہیں اور حاکم کو خبر دیا کریں
يجوز للرجل ان يتعدى في حق النساء بل يلزمه حسن الخلق معهن واحتمال الاذى منهن وعدم الالتفات الى
اسواسطی کہ مرد کو جایز نہیں ہی کہ عورتوں کی حق میں تعدی کری بلکہ مرد کو عورتوں کی ساتھہ خوش خلقی برتنی چاہئی اور اونکی ایذا کی برداشت کری اور اونکی بعضی عیبوں پر
بعض معايبهن حالم يكن اثما ترحما عليهن لقصور عقولهن بل ينبغي له ان يزيد على احتمال الاذى الملاعبة فيما
جبتک عیوب گناہ کی نہوں او نپر رحمت کی لئی توجہ نکری کہ عورتیں بی وقوف ہوتی ہیں بلکہ مرد کو چاہئی کہ ایذا کی برداشت پر ملاعبت بڑہا دی پہر ایسی ملاعبت کیا کری
بما لا اثم فيه فان ملاعبة الرجل مع نسائه ليست من اللهو الباطل الذي نهي عنه في الدين بل هي اللهو الجائز
جسمیں گناہ نہو بیشک مرد کی ملاعبت بی بی کی ساتھہ لہو باطل کی قسم نہیں ہی جو دین کی اندر ممنوع ہی بلکہ یہہ لہو جایز ہی دین میں اسکی اجازت ہی
فيه في الدين فانه عليه السلام كان يمزح مع نسائه وينزل الى درجات عقولهن حتى روى انه عليه السلام كان
کیونکہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج کی ساتھہ ہنسا کرتی تہی اور اونہوں کی وضع پر کام کرنی لگتی یہاں تک روایت ہی کہ نبی علیہ السلام عائشہ کی
يسابق مع عائشة في العدو وجاء في الخبر انه عليه السلام كان من افكه الناس مع نسائه اى من اطيبهم وامزحهم معهن
ساتھہ شرط کر کر دوڑتی اور حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام سب سی زیادہ ازواج کی ساتھہ ظرافت اور چہل کرتی یعنی بہت خوش مزاج اونسی ملی جلی رہتی
وروى انه عليه السلام قال اكمل المؤمنين ايمانا احسنهم خلقا والطفهم باهله وفي حديث آخر انه عليه السلام
اور یہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ ایمان میں بڑا کامل مؤمن وہ ہی جو اپنی اہل سی خوش خلق اور لطف پر ہو اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام نی
قال خيركم خيركم لاهله لكن ينبغي له ان لا ينبسط معهن في حسن الخلق والملاعبة الى حد يفسد خلقهن ويسقط
فرمایا تم میں اچہا وہ ہی جو اپنی اہل سی اچہا ہو لیکن مرد کو یوں چاہئی کہ خوش خلقی میں اتنا انبساط اور ملاعبت ہی نکری کہ عورتوں کی عادت بگڑ جاوی اور اوسکی
بالكلية هيبته عندهن بل يراعي الاعتدال في ذلك فلا يدع الهيبة والانقباض مهما راى منكرا ولا يفتح باب المساعدة
ہیبت سراسر جاتی رہی بلکہ اس باب میں اعتدال کا لحاظ رکہی سو ہیبت اور دہمکی کو اوٹہاندی جب بری بات دیکہی اور بری باتوں میں امداد کا دروازہ
في المنكرات البتة بل مهما راى منهن ما يخالف الشرع بتمرد ويغضب لان الله تعالى جعله قواما عليهن حيث قال
ہرگز نہ کہولدی بلکہ اونسی جب کچہہ شرع کی خلاف دیکہی تو منع کر دی اور غصہ کری اسلئی کہ مرد کو اللہ تعالی نی عورتوں پر حاکم بنایا ہی چنانچہ فرمایا ہی
الرجال قوامون على النساء فيلزمه ان يقوم عليهن بالامر والنهي ولا يتغافل عن مبادي الامور التي يخشى غوائلها
مرد حاکم ہیں عورتوں پر سو مرد کو لازم ہی کہ بی بیوں پر امر اور نہی کرتا رہی اور ایسی کاموں میں غفلت نکری جنکی انجام کا خوف ہووی
بل ينبغي له ان يكون صاحب غيرة لكن لا يبالغ في التعنت واساءة الظن وتجسس البواطن اذ روى انه عليه السلام نهى
بلکہ یوں چاہئی کہ صاحب غیرت رہی لیکن کمال درجہ کی عیب جوئی اور بدگمانی اور باطن کی تلاش ہی نکری اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی
ان يتتبع عورات النساء وفي لفظ آخر ان يتعنت للنساء فان غيرة الرجل على اهله من غير ريبة يبغضها الله تعالى
عورتوں کی عیب ڈہونڈہنی سی منع کیا ہی اور دوسری عبارت میں کہ عورتوں کی عیب کی تلاش سی منع کیا کیونکہ مرد کی غیرت اپنی اہل پر بدون شک کی اللہ تعالی کو
كما جاء في الحديث انه عليه السلام قال غيرة يبغضها الله تعالى وهي غيرة الرجل على اهله من غير ريبة لان ذلك من
ناپسند ہی چنانچہ حدیث میں آیا ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ایک ایسی غیرت ہی کہ اللہ تعالی کو ناپسند ہی یعنی مرد کی غیرت اپنی اہل پر بدون شک کی کیونکہ یہہ
سوء الظن الذي وقع النهي عنه فان بعض الظن اثم واما الغيرة في محلها فلا بد منها وهي محمودة لما روى انه عليه السلام
بدباطنی ہی جسکی ممانعت آئی ہی اسلئی کہ بعضی گمان گناہ ہیں اور رہی وہ غیرت جو ٹہیک سر ہو وہ تو ضرور چاہئی اور محمود ہی اسواسطی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی
قال ان الله يغار وان المؤمن يغار وغيرة الله ان ياتي المؤمن ما حرم الله عليه وفي حديث آخر انه عليه السلام
فرمایا بیشک اللہ غیرت کرتا ہی اور بیشک مؤمن غیرت کرتا ہی اور اللہ کی غیرت یہہ ہی کہ مؤمن وہ عمل کری جو اللہ نی اوسپر حرام کیا تہا اور ایک اور حدیث میں ہی کہ نبی علیہ السلام

الی لغیور وما امرء لا یغار الا منکوس القلب والطریق المغنی عن الغیرة ان لا یدخل علیهن رجل ولا یخرجن الی

ہمنی بہت غیرت والا ہون اور نہین ہی کوئی جو غیرت نکری مگر اوندہی دل اور بہت اچہی ہی جو غیرت سی بچا دیوے یہہ ہی کہ اونکی پاس کوئی مرد نہ آوے اور وہ رستون پر نہ پہرین

الطرقات لان خروجهن یعد من عدم الغیرة فیلزم للرجل ان یمنع زوجته عن الخروج من البیت ولا یاذن لها

کیونکہ اونکا نکلنا بی غیرتی ہی سو مرد کو لازم ہی کہ اپنی بی بی کو گہر مین سی نکلنی ندی اور سوای کئی خاص جگہہ کی نکلنی کی اجازت ندی

بالخروج الا فی مواضع مخصوصة وهی ما قال صاحب الخلاصة نقلا عن مجموع النوازل یجوز للزوج ان یاذن لها

وہ جگہہ جو خلاصہ والا مجموع النوازل سی نقل کرتا ہی اور خاوند کو جایز ہی کہ اپنی بی بی کو

بالخروج الی سبعة مواضع زیارة الابوین وعیادتهما وتعزیتهما او احدهما وزیارة المحارم وبعد بیان هذه

سات جگہ جانی کی اجازت دیوی ماباپ کی ملاقات اور دونو کی بیمار پرسی اور دونو کی یا ایک کی تعزیت اور محرمون کی ملاقات اور یہہ سات جگہ بیان

السبعة قال فان کانت قابلة او غسالة او کانت لها حق علی اخر او لاخر علیها حق تخرج بالاذن وبغیر الاذن

کرکر کہا ہی پہر وہ عورت اگر دائی یا مردہ شو ہوگی یا اوسکا کسی پر حق آتا ہو یا اور کسیکا حق اسپر آتا ہو تو جایا کری اجازت سی اور بی اجازت

وفیما عدا ذلك من زیارة الاجانب وعیادتهم والولیمة لا یاذن لها ولو اذن وخرجت کانا عاصیین والاذن

اور انکی سوائے غیرون کی ملاقات کی لئی یا غیر کی عیادت کو یا ولیمہ مین جانی کی اجازت ندی اور اگر اسنی اجازت دی اور وہ گئی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت

قد یکون بالسکوت وهو کالقول لان النهی عن المنکر فرض وان ارادت ان تخرج الی مجلس العلم بغیر رضی الزوج لیس

کبہی چپ رہنی سی بہی ہوتی ہی اور سکوت مانند بولنی کی ہوتا ہی اسلئی کہ ممانعت بری بات کی فرض ہی اور اگر عورت علم کی مجلس مین بغیر خوشی خاوند کی جانا چاہی

لها ذلك الا ان تقع لها نازلة وامتنع الزوج من السؤال لها فحینئذ یسعها الخروج من غیر رضی الزوج لان طلب العلم

تو یہہ اختیار نہین ہی ہان اگر عورت پر کوئی واقعہ گذری اور خاوند اوسکو نہ پوچہہ دیوی تو اب مضائقہ نہین ہی کہ بی مرضی خاوند کی چلی جاوی اسلئی کہ علم کی تلاش

فیما یحتاج الیه فرض علی کل مسلم ومسلمة فیقدم علی حق الزوج وان سئل الزوج من العالم واخبرها بذلك لا یسعها

حاجت کی وقت ہر مسلم مرد اور عورت پر فرض ہی سو یہہ تلاش خاوند کی حق پر مقدم ہی اور اگر خاوند نی کسی عالم سی پوچہہ کر بتادیا تو اب نکلنی کا اختیار نہین ہی

الخروج وان لم یقع لها نازلة لکن ارادت ان تخرج الی مجلس العلم لتعلم مسئلة من مسائل الوضوء والصلوة ان

اور اگر عورت کو کوئی واقعہ تو پیش نہین آیا پر مجلس علم مین اسلئی جایا چاہتی ہی کہ کچہہ مسئلہ وضوء اور نماز کی سیکہہ لی اگر

کان الزوج یحفظ المسائل ویذکرها عندها فله ان یمنعها وان کان لا یحفظ فالاولی ان یاذن لها احیانا

اوسکا خاوند مسائل یاد رکہتا ہی اور اوسکو بتا دیتا ہی تو خاوند کو اختیار ہی کہ نجانی دی اور اگر اوسکو مسائل نہین آتی تو بہتر ہی کہ کبہی کبہی جانی دیا کری

وان لم یاذن لا شیء علیه ولا یسعها الخروج ما لم یقع علیها نازلة وان خرجت من بیت زوجها بغیر اذنه یلعنها

اور اگر نہ جانی دیوی تو اوسکو کچہہ گناہ نہین ہی اور نہ اوسکو جانیکا اختیار ہی جبتک کوئی واقعہ پیش نہ آوی اور اگر وہ خاوند کی گہر مین سی اوسکی بی اجازت چلی جاوی

کل ملك فی السماء وکل شیء تمر علیه الا الانس والجن فخروجها من بیته بغیر اذنه حرام علیها قال ابن الهمام وحیث

تو آسمان و زمین کی فرشتی اور ہر شی جسپر گذرتی ہی سوائی انسان اور جن کی لعنت کرتی ہین سو عورت کا نکلنا خاوند کی گہر مین سی بی اجازت حرام ہی ابن ہمام کہتی ہی

ابیح لها الخروج فانما یباح بشرط عدم الزینة وتغییر الهیئة الی ما لا یکون داعیا الی نظر الرجال واستمالتهم قال الله تعالی

اور عورت کو جہان جانا مباح ہی تو بشرط نہونی زیب زینت کی ہی اور بدون ایسی صورت کی جس سی مردون کو اودہر دیکہنی کی رغبت اور چاؤ ہو اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا

ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولی والتبرج علی ما ذکره فی الصحاح اظهار المرأة زینتها ومحاسنها للرجال فالمرأة کلما

اور دکہاتی نہ پہرو جیسی دکہانا دستور تہا پہلی وقت نادانی کی اور تبرج موافق بیان صحاح کی عورت کا ظاہر کرنا اپنی زینت اور خوبی کو سامنی مردون کی سو عورت جب تک

کانت مخفیة من الرجال کان دینها اسلم لما روی انه علیه السلام قال لابنته فاطمة ای شیء خیر للمرأة قالت ان

مردون سی پوشیدہ ہی تو اوسکا دین سلامت ہی اسلئی کہ نبی علیہ السلام نی اپنی بیٹی فاطمہ سی پوچہا عورت کی لئی کیا بات بہتر ہی عرض کیا

لاترى رجلا ولا يراها رجل فاستحسن قولها وضمها اليه وقال ذرية بعضها من بعض وكان اصحاب
نہ وہ کسی مردکو دیکہی اور نہ کوئی مرد اوسکو دیکہی اور آپنی اونکا قول پسند کرکر سینہ سی لگالیا اور فرمایا اولاد ایک کی ایک سی ہی اور اصحاب

النبی صلی الله علیه وسلم يسدون الثقب والكوى فی الحيطان لئلا تطلع النساء على الرجال ورای معاذ امرأته
نبی علیہ السلام کی دیواروں کی سوراخ اور جہروکی بند کردیا کرتی تہی تاکہ عورتیں مردوں کی سامنی نہ آوین اور معاذ نی اپنی بی بی کو دیکہا

تطلع فی كوة فضربها فينبغی للرجل ان يفعل كذلك ويمنع امرأته عن مثل ذلك ثم ان كان فی قلبها بدعة يزيلها
کہ سوراخ سی جہانکتی تہی سو اوسکو مارا اب مردکو چاہی کہ ایسا ہی کیا کری اور اپنی بی بی کو ایسی حرکات سی منع کری پہر اگر عورت کی دل مین کوئی بدعت ہو دور دفع

ويلقنها اعتقاد اهل السنة والجماعة ويعلمها من احكام الصلوة والحيض والنفاس ما تحتاج اليه وان تساهلت
کردی اور اوسکو عقیدہ اہل سنت اور جماعت کا بتادی اور احکام نماز کی اور حیض اور نفاس کی جتنی حاجت ہو سکہادیوی اور اگر عورت دین کی

فی امر الدين او كانت تاركة للصلوة يؤدبها لكن يتدرج فی تاديبها فيقدم اولا الوعظ والتخويف بالله تعالى
باب مین سستی کری یا بی نماز ہو وی تو اوسکو ادب دیوی لیکن آہستہ آہستہ ادب دیوی پہلی سمجہادی اور خدا سی ڈراوی

فان لم ينجع يولی اليها ظهره فی المضجع او ينفرد عنها بالفراش ويهجرها الى ثلث ليال فان لم ينجع يضربها ضربا
اگر وہ نمانی تو سوتی ہوئی اوسکی طرف سی منہہ پہیر کر پیٹہ کردی یا اوسی جدا سوئی اور تین رات تک چہوڑی رکہی پہر بی نہ مانی تو اوسکو اتنا ماری

غير مبرح ولا يضرب وجهها لورود النهی عنه فان لم ينجع يطلقها كما قال قاضيخان فی فتاواه رجل له امرأة
کہ ہڈی نہ ٹوٹی اور مہنہ پر نماری اسکی ممانعت آئی ہی پہر بہی نمانی تو طلاق دیدیوی چنانچہ قاضیخان اپنی فتاوی مین کہتا ہی ایک مرد ہی کہ اوسکی بی بی

لا تصلی يطلقها وان لم يكن له مال يوفی مهرها وقال البزازی لان يلقی الله تعالى ومهرها فی عنقه اولى من
بی نماز ہی طلاق دیدی اگرچہ اتنا مال نہووی کہ اوسکا مہر پورا کردی اور بزازی کہتا ہی اگر مہر گردن پر لیکر اللہ سی ملی تو اس سی بہتر ہی کہ بی نماز عورت سی وطی کری

ان يطأ امرأة لا تصلی وقد مدح الله تعالى اسمعيل النبی عليه السلام بقوله وكان يامر اهله بالصلوة والزكوة
اور بیشک اللہ تعالی نی اسماعیل نبی علیہ السلام کی اس آیت مین مدح کی ہی اور حکم کرتا تہا اپنی گہر والوں کو نماز اور زکوۃ کا

وقالوا حمل اهل بيته على الصلوة سبب لافتتاح باب الرزق وقال صاحب الخلاصة للزوج ان يضرب المرأة على
اور کہتی ہین اپنی اہل بیت کو نماز پر قایم کرنا سبب کشادگی دروازہ رزق کا ہی اور خلاصہ والا کہتا ہی خاوند کو اختیار ہی کہ بی بی کو چار عادتوں پر

اربع خصال وما هو فی معنى الاربع احدها خروجها عن منزله بغير اذنه بعد ايفاء مهرها والثانية ترك الزينة
ماری یا کوئی اور بات ان چار کی مانند ہو ایک تو خاوند کی گہر سی بی اجازت باہر جانا بعد مہر لینی کی دوسری سنگار نہ کرنا

اذا اراد الزوج الزينة والثالثة ترك الاجابة اذا اراد الزوج الجماع وهی طاهرة والرابعة ترك الصلوة وبمنزلة
اگر خاوند کا دل سنگار کو چاہی تیسری کہا نہ ماننا جسوقت خاوند جماع کا ارادہ کری اور وہ عورت پاک ہو چوتہی نماز نہ پڑہنی اور قایم مقام

ترك الصلوة ترك الغسل عن الجنابة والحيض ثم انه ان اراد ان يتزوج باخرى وعلم انه يعدل بينهما يجوز له ذلك
ترک نماز کی ہی جنابت یا حیض سی غسل نہ کرنا پہر مرد اگر اور عورت سی نکاح کیا چاہی اور جانی کہ مین دونوں مین عدالت کرونگا تو یہ امر جایز ہی

لكن ان لم يفعل فهو ماجور لتركه ادخال الغم عليها لاسيما اذا كانت امرأة صالحة فان صلاحها وعفتها نعمة عظيمة
لیکن اگر نکری تو ثواب پاویگا کیونکہ اپنی بی بی کو غم نہین دیا خاص ایسی صورت مین کہ وہ بی بی صالحہ ہو بیشک عورت کی بہلائی اور عفت بڑی نعمت ہی

لا يكافيها شكر وان خاف انه لا يعدل بينهما لا يجوز له ان يفعل ذلك لان الله تعالى وان جعل له ذلك حلالا حيث
اسکا شکر ادا نہین ہو سکتا اور اگر یہہ خوف ہووی کہ دونوں مین عدالت نہو سکی گی تو دوسرا نکاح جایز نہین ہی اسلئی کہ اللہ تعالی نی اگرچہ حلال تو کردیا ہی جہاں کہ

قال فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلث ورباع لكن الله تعالى عقيب ذلك قال فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة
فرمایا ہی تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو تین تین چار چار لیکن اسکی بعد فرماتا ہی پہر اگر ڈرو کہ برابر نرکہو گی تو ایک ہی بس ہی

فان من کانت له امرأتان او اکثر یجب علیه ان یقسم ویعدل بینهن سواء کان صحیحا او مریضا فیکون عند
بیشک جسکی نکاح مین دو عورتین یا زیادہ ہون تو اوسپر واجب ہی کہ اونمین وقت کی تقسیم اور عدالت کری برابر ہی کہ اچھی بچھی ہون یا بیمار سو ہر ایک کی پاس

کل واحدة منهن یوما ولیلة او ثلثة ایام ولیالیها ولا یقیم عند احدیهن اکثر من ذلک الا باذنهن والثیب و
ایک دن رات یا تین دن رات رہا کری اور کسی کی پاس اس سی زیادہ نہ رہا کری مگر اونکی اجازت سی اور اس تقسیم وقت مین

البکر والمراهقة والبالغة والعاقلة والمجنونة والمسلمة والکتابیة والصحیحة والمریضة سواء فی القسم وکذا
رانڈ اور کواری اور قریب بجوانی اور جوان اور ہوشیار اور باولی اور مسلمہ اور کتابیہ اور اچھی بچھی اور بیمار سب برابر ہین اور ایسی ہی

الجدیدة والعتیقة سواء فی القسم عندنا سواء کانت الجدیدة بکرا او ثیبا فانه ان اقام عند الجدیدة ثلثة ایام
نئی اور پرانی قسم مین ہماری نزدیک برابر ہین برابر ہی کہ نئی باکرہ ہو یا رانڈ اگر چاہا کہ نئی کی پاس تین دن

او سبعة ایام یقیم عند العتیقة کذلک ولا یمیل الی بعضهن لما روی انه علیه السلام قال من کانت له امرأتان
یا سات دن رہی تو پرانی کی پاس بھی وتنا ہی رہی اور کسی ایک کی طرف زیادہ میلان نہ رکھی کیونکہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جسکی نکاح مین دو جوروئن

فمال الی احدهما دون الاخری وفی روایة ولم یعدل بینهما جاء یوم القیمة واحد شقیه ساقط یعنی ان احد جنبیه
ہوئین پہر ایک طرف پیار رکھی سوا دوسری کی اور ایک روایت مین ہی اور دونو مین برابری نہ کری تو قیامت کی دن آویگا اور اوسکی ایک کروٹ گری ہوئی ہو گی اور یہہ ہی کہ ایک

یکون مجروحا ساقطا بحیث یراه اهل العرصات لیکون له هذا زیادة فی التعذیب فان الافتضاح اشد العذاب
کروٹ زخمی ہو گی گری ہوئی ایسا کہ اوس میدان والی سب دیکھین گی تاکہ یہہ اور زیادہ عذاب ہووی کیونکہ بیعزتی کا بڑا عذاب ہوتا ہی

لکن ینبغی ان یعلم ان القسم والعدل انما یجب فی العطاء والمبیت دون الحب والوقاع لان الحب لا یدخل تحت الاختیار
لیکن جاننا چاہی کہ تقسیم اور برابری خرچ دینی مین اور سونی مین واجب ہی محبت مین اور صحبت مین واجب نہین ہی اسلئی کہ محبت اختیاری نہین ہوتی

والوقاع یبتنی علی النشاط فلا یقدر علی التسویة فیهما لما روی انه علیه السلام کان یقسم بین نسائه فیعدل ثم
اور صحبت کرنا نشاط پر موقوف ہی سو ان دونو مین برابری اختیار مین نہین ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اپنی ازواج مین عدالت سی قسم کرتی تہی

یقول اللهم هذا قسمی فیما املک فلا تلمنی فیما تملک ولا املک [illegible] کانت احب نسائه
پہر فرماتی الہی یہہ میری تقسیم ہی جسمین مین مختار ہون سو مجھکو ملامت نکرنا جسکا تو مالک ہی اور مین [illegible]

الیه وکانت سائر نسائه یعرفن ذلک الا انه علیه السلام کان یقسم بینهن ویعدل فی العطاء والمبیتوتة حتی
سی زیادہ محبوب تہین اور تمام ازواج اس حال سی آگاہ تہین لیکن نبی علیہ السلام سب کو دینی میں اور سونی میں برابر برابر رکہتی تہی یہان تک

فی مرضه الذی توفی فیه اذ روی انه علیه السلام کان یطاف به محمولا فی مرضه فی کل یوم ولیلة فیبیت عند کل
کہ اوس مرض مین بہی جسمین وفات پائی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کو مرض کی اندر ہر روز و شب اوٹہا کر پہراتی تہی پہر [illegible] ہر ایک کی پاس شب [illegible]

واحدة منهن وکان یقول این انا غدا فعلمت ازواجه انه یرید یوم عائشة فاذن له ان یکون حیث شاء فقلن
تہی اور پوچہا کرتی کل کہان کی باری ہی سو ازواج مطہرہ سمجھ گئین کہ عائشہ کی باری پوچہتی ہین پہر سب نی اجازت دیدی کہ جہان چاہین رہین پہر آپ نی

فقد رضین بذلک فقلن نعم قال حولونی الی بیت عائشة ثم کان فی [illegible] واما یجب علی الزوج من
[illegible]

حقها ان یؤدی الیها مهرها کاملا ان کان قادرا [illegible] انه تعالی قدر
یہہ ہی کہ اوسکا مہر پورا ادا کردی اگر ادا کرسکتا ہی اور اگر ادا نہین کرسکتا تو ادا کرنی کی نیت رکہی [illegible] کہ اللہ تعالی فرماتا ہی

لانه تعالی قال واتوا النساء صدقاتهن نحلة ای فریضة من الله [illegible] فرضه الله تعالی
اور دیدو عورتون کو مہر اونکی خوشی سی یعنی اللہ کا فرض کیا ہوا ہی بلکہ مکہ عورتون کا مہر دینا اللہ تعالی [illegible] مین

فی الملة والدین فمن نوی ان لا یؤدی الیها مهرها یجیء یوم القیمة زانیا لما روی انه علیه السلام قال ایما رجل تزوج
فرض کیا ہی پر جسکی یہہ نیت ہووی کہ بی بی کا مہر ادا نکری تو قیامت کی دن زانیوں کی صورت مین آویگا اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ جو شخص عورت
امراة علی اقل من المهر او اکثر لیس فی نفسه ان یؤدی الیها حقها لقی الله تعالی یوم القیمة وهو زان ولا یطلب منها
سی نکاح کری مقدار مہر سی کمتر پر یا اتنی زیادہ پر کہ اوسکا حق ادا کرنیکی قدرت نہو تو قیامت کی دن خدا کی سامنی ایسا ہوویگا جیسا زانی اور بی بی سی ادای مہر کی
المهلة لاداء مهرها الا ان یکون فقیرا و توجله المرأة طوعا لا کرها ولا یکلفها ان تهب له مهرها لان الله تعالی بعد ما
لئی مہلت نہ مانگی ہان اگر کنگال ہو یا بی بی اپنی خوشی سی مہلت دیدی نہ ڈرسی نہین اور بی بی کو تکلیف نہ دی کہ بخشو لی اسواسطی کہ اللہ تعالی بعد اس آیت کی
قال وآتوا النساء صدقاتهن نحلة قال فان طبن لکم عن شیء منه نفسا فکلوه هنیئا مریئا فمعناه علی ما فی التیسیر وانوار
اور دی ڈالو عورتوں کو مہر اونکی خوشی سی بیشتر دیتا ہی پھر اگر وہ اوسمین سی کچھ چھوڑ دین تمکو دلکی خوشی سی تو وہ کھاؤ رچتا پچتا سو اسکی معنی موافق تیسیر اور انوار
التنزیل انهن ان وهبنا لکم بعضا من الصداق عن غایة الرضا وطیب القلب بلا اکراه ولا افتداء من سوء العشرة فلتنتفعوا
التنزیل کی یہہ ہین کہ عورتین اگر تمکو کچھہ مہر مین سی اپنی عین رضامندی اور دلکی خوشی سی بی زور اور بی خوف بدمعاملگی کی بخشدین تو کھاؤ پیو
به بلا تبعة فعلم من هذا ان الاستکثار فی الاستیهاب مکروه لانه تعالی کما جعل عقد النکاح بید الزوج ان شاء
پیچھی نہ پڑو اس سی معلوم ہوا کہ بہت کچھہ کہہ کر بخشوانا مکروہ ہی اسواسطی کہ اللہ تعالی جیسی عقد نکاح کو خاوند کی اختیار مین رکھا ہی چاہی
یمسکها وان شاء یرسلها بلا اختیار منها کذلک جعل حلقة سلسلة المهر فی رقبته وذمته فعقد النکاح یجرها الیه
عورت کو رکھی اور چاہی چھوڑ دی عورت کو کچھہ اختیار نہین ایسی ہی حلقہ مہر کی زنجیر کا اوسکی گردن مین اور ذمہ پر رکھا ہی سو عقد نکاح سی عورت کو خاوند
وسلسلة المهر تجره الیها فاستیهاب کل المهر ابطال لحقها وابقاء لحقه وفیه ترک المعادلة وهو نوع من الظلم ولا یطلقها
کھینچتا ہی اور مہر کی زنجیر سی عورت خاوند کو کھینچتی ہی سو تمام مہر کا بخشوالینا اوسکی حق تلفی اور اپنا حق باقی رکھنا ہی اور اسمین بی انصافی ہی اور یہہ طرح کا ظلم ہی اور بی ضرورت
بغیر ضرورة الا ان تکون سیئة الخلق فاسدة الدین تارکة الصلوة لان الطلاق وان کان مباحا لکنه من ابغض
بی بی کو طلاق نہ دی ہان اگر بدخو بددین بی نماز ہووی اسلئی کہ طلاق اگرچہ مباح ہی پر یہہ مباح اللہ کی ہان
المباحات عند الله تعالی لما فیه من ایذاء الغیر ولا یباح ایذاء الغیر من غیر ضرورة الا بجنایة من جانبها فاذا عزم
بہت ناپسند ہی اسلئی کہ اسمین غیر کی ایذا ہی اور بی ضرورت کسیکو ایذا دینی مباح نہین ہی ہان اگر اوسکی کچھہ خطا ہووی پھر اگر کسی
علی تطلیقها بسبب الضرورة ینبغی له ان یراعی عدة امور احدها ان یطلقها فی طهر لم یجامعها فیه لان الطلاق فی الحیض
ضرورت سی طلاق کا ارادہ کری تو لایق یوں ہی کہ کئی باتوں کا لحاظ رکھی ایک یہہ کہ اوسکو ایسی طہر مین طلاق دیوی جسمین جماع نکیا ہو اسلئی کہ طلاق حیض مین
والطهر الذی جامعها فیه حرام والثانی ان یقتصر علی طلقة واحدة ولا یجمع الثلث لانه بدعی قبیح والطلقة الواحدة
اور جس طہر مین کہ جماع کیا ہو حرام ہی دوسری یہہ کہ ایک ہی طلاق پر اکتفا کری تین طلاق نہ جمع کردی اسلئی کہ طلاق قبیح ہی اور ایک طلاق بین ہی
بعد انقضاء العدة تفید المقصود مع انها ابعد من الندم لتمکنه من التدارک بالرجعة فی العدة وتجدید النکاح بعد
بعد گذر جانی عدت کی مقصود حاصل ہوسکتا ہی باوجودیکہ ندامت سی بچے ہی کیونکہ عدت کی اندر رجعت سی اور بعد عدت کی از سر نو نکاح سی تدارک کا اختیار
العدة واما اذا طلقها ثلثا فربما یندم ولا یمکنه التدارک الا بالحلة وعقد الحلة منهی عنه ویکون هو الساعی فیه
باقی رہتا ہی اور اگر اوسکو تین طلاق دین تو بعضی وقت شرمسار ہوتا ہی اور اوسکا تدارک بدون حلالہ کی نہین ہوسکتا اور عقد حلالہ ممنوع ہی اور اس عقد کا یہہ ہی ساعی بنتا ہی
ویحتاج الی الصبر مدة مع کون قلبه معلقا بزوجة الغیر یرجو ان یطلقها حتی تعود الیه بعد انقضاء عدتها وکل
اور مدت تک صبر کرنا پڑتا ہی اس حال مین کہ اسکا دل بیگانی بی بی سی لگا رہتا ہی اس امید پر کہ طلاق دی تو بعد عدت کی میری پاس آوی یہہ تمام خرابی
ذلک ثمرة الجمع وفی الواحدة یحصل المقصود من غیر محظور والثالث ان یتلطف فی تطلیقها من غیر عنف ولا استخفاف
طلاق جمع کرنیکا پھل ہی اور ایک طلاق مین بلا کراہت مقصود حاصل ہوتا ہی اور تیسری یہہ کہ طلاق دینی مین لطف برتی خشونت اور حقارت نکری

ویطیب

ويطيب قلبها بان يعطيها شيئا زائدا على مهرها على سبيل المتعة من درع وخمار وملحفة عوضا عن ايحاشها
اور اوسکا دل خوش کردے اسطور کہ مہر سے زیادہ کچھہ جوڑہ وغیرہ بطور متعہ کے دے اور دوپٹہ اور چادرہ وحشت اور غم کی بدلہ مین دیدے
والرابع ان لا يفشي سرها ثم انه ان طلقها على مال وله ان ياخذ ذلك المال ان كان النشوز من
اور چوتھی یہہ کہ اوسکا بہید نہ ظاہر کرے پھر اگر اسنے مال کی بدلہ طلاق دی جسے خاوند کو مکروہ ہے کہ اوس مال کو لیلے اگر بدخوئی ناسازگاری
جانبها لانه اوحشها بالارسال فلا يزيد في ايحاشها وقد قال الله تعالى وان اردتم استبدال زوج مكان
خاوند کی طرف سے ہی آئی کہ اوسکو چھوڑنے سے ایک تو رنج دیا پھر اسپر نہ بڑھاوے اور اللہ تعالی فرماتا ہے اور اگر بدلا چاہو ایک عورت کی جگہ
زوج وآتيتم احداهن قنطارا فلا تاخذوا منه شيئا نهى عن اخذ الشئ اليسير من القنطار الذي هو المال
دوسری عورت اور دے چکے ہو ایک کو ڈھیر مال تو پھیر نہ لو اوسمین سے کچھہ یعنی قنطار مین سے جو بہت مال ہوتا ہے تھوڑا سا بہی لینے سے منع کیا ہے
الكثير فضلا عن الكثير وان كان النشوز من جانبها ياخذ الزائد على ما دفع اليه من المهر ثم انه ان
بہت لینے کا تو کیا ٹھکانا ہے اور اگر ناسازگاری عورت کی جانب سے ہے تو لینا جو مہر اوسکو دے چکا ہے مکروہ ہے پھر اگر مرد نے
اكرهها على الخلع والتزمت ان تعطيه مالا للخلاص ملت ما عليه من المهر ونحوه يقع الطلاق بلا لزوم
اوسپر خلع کی زبردستی کی اور عورت نے اپنا پلہ چھڑانے کو مان لیا کہ مال دونگی اور ذمہ مہر وغیرہ تہا ساقط کردیا تو بدون لازم ہونے
ما التزمته من المال وبلا سقوط ما عليه من المهر الرضا شرط في لزوم المال وسقوطه والاكراه يعدم
مال ماننے ہوئے کی اور بدون ساقط ہونے مہر وغیرہ کی جو خاوند کی ذمہ تہی کی آئی کہ مال لازم ہوجانے مین اور ساقط ہونے مین رضامندی شرط ہے اور
الرضا على ما بين في موضعه هذا الذي ذكر الى ههنا الزوج من حقوق الزوجة واما ما كان على الزوجة
زبردستی مین رضامندی نہین ہوتی چنانچہ اپنی جگہ مین بیان ہوچکا ہے یہان تک بیان ہوئی جو بی بی کی حق خاوند کی ذمہ ہین اور رہی خاوند کی حقوق
من حقوق الزوج فالقول الشافي فيه ان النكاح والزوجة رقيقة الزوج كما قال النبي عليه السلام
جو بی بی کی ذمہ ہین سو قول شافی اوسمین یہہ ہے کہ نکاح غلامی کی زوجہ خاوند کی لونڈی ہوتی ہے چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
النكاح رق فلينظر احدكم اين يضع كريمته فالسلام بين في هذا الحديث ان الاحتياط في حقها اهم
کہ نکاح غلامی ہے سو تم دیکھہ لو کہ اپنی پیاری بچی کو کہان دیتے ہو بیشک نبی اسحدیث مین بیان فرمایا کہ عورت کی حق مین احتیاط ضرورتر ہے
لكونها رقيقة بالنكاح لا مخلص لها بوجه من الوجوه لتطليق الزوج واما الزوج فهو قادر على الخلاص منها
کیونکہ وہ نکاح کی سبب سے لونڈی ہوجاتی ہے بدون خاوند کی چھوڑنے چھوٹ سکتی اور رہا خاوند سو طلاق دیکر عورت سے آپ چھوٹ سکتا ہے
بتطليقها فاذا كانت المراة رقيقة الزوج يلزمها الصبر على غيرته وترجو على ذلك من الله الثواب فان ذلك
پھر جب عورت خاوند کی لونڈی ہوئی تو لازم ہے کہ خاوند کی غیرت پر اور اسپر اللہ تعالی سے ثواب کی امیدوار رہے اور بیشک اوسکا یہہ ہے
جهادها لما ورد في الحديث ان جهاد المراة حسن التبعل وحسن العاشرة مع زوجها فعليها ان تطيعه في كل
جہاد ہے اسلئے کہ حدیث مین آیا ہے کہ عورت کا جہاد حسن تبعل خاوند کی ساتھہ نیک گذران پس عورت کی ذمہ ہے کہ خاوند کی اطاعت کرے
ما يامرها بما لا معصية فيه اذ قد ورد في عظيم حقه اخبار كثيرة من جملتها ما روي انه عليه السلام قال
جو کہے جسمین گناہ نہووے اسواسطے کہ حدیثین بہت وارد ہوئی ہین کہ خاوند کا بڑا حق ہے ازانجملہ وہ کہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
لو كنت امرا احدا ان يسجد لاحد لامرت المراة ان تسجد لزوجها من عظم حقه عليها وقالت عائشة اتت فتاة
اگر مین کسیکو سجدہ کا حکم دیتا کسیکی لئے تو البتہ عورت کو حکم دیتا کہ خاوند کو کرے کیونکہ خاوند کا بی بی پر بڑا حق ہے اور عائشہ رضہ کہتی ہین ایک جوان عورت
الى النبي صلى الله عليه وسلم فقالت يا نبي الله اني اخطب فما حق الزوج على الزوجة فقال النبي عليه السلام لو
نبی علیہ السلام کی پاس آئی عرض کیا اے نبی اللہ کی مین جو اہون نکاح کیا چاہتی ہون سو خاوند کا بی بی پر کیا حق ہے پس نبی علیہ السلام نے فرمایا

كان من قرنه الى قدمه صديدا فلحسته ما ادت شكره وقال ابن عباس اتت امراة الى النبي صلى الله عليه وسلم
اگر خاوند کی سرسی پانوتک پیپ بہتی ہو پہر بی بی چاٹ لی توبہی اوسکا شکر ادا نہین کیا اور ابن عباس کہتی ہین ایک عورت نبی علیہ السلام کی پاس آئی

وقالت یا نبي الله اني امراة ايم واني اريد ان اتزوج فما حق الزوج على المراة فقال النبي عليه السلام من حق الزوج
عرض کیا یا نبی اللہ کی مین عورت بی خاوند ہون میرا ارادہ نکاح کا ہی سو خاوند کا بی بی پر کیا حق ہی . نبی علیہ السلام نی فرمایا ایک حق خاوند کا

على المراة اذا اراد ها في نفسها وهي على ظهر البعير ان لا تمنعه ومن حقه ان لا تعطي شيئا من بيته الا باذنه
بی بی پر یہہ ہی کہ اگر خاوند اوسکی طرف رغبت کری اور وہ عورت اونٹ کی کٹہ ہو تو انکار نکری اور خاوند کا ایک یہہ حق ہی کہ اوسکی گہر مین سی اوسکی بی اجازت

فان فعلت كان الوزر عليها والاجر له ومن حقه ان لا تصوم تطوعا الا باذنه فان فعلت جاعت وعطشت
کچہہ نہ دی اگر دیگی تو وہ گنہگار ہوگی اور ثواب خاوند کو ہوگا اور اوسکا حق یہہ ہی کہ نفل روزہ اوسکی بی اجازت نرکہی اگر روزہ رکہی گی تو بہو کی پیاسی ہوگی

ولم يقبل منها ومن حقه ان لا تخرج من بيته الا باذنه فان فعلت لعنتها الملئكة حتى ترجع الى بيتها وروي
اور قبول نہوگا اور اوسکا حق یہہ ہی کہ اوسکی گہر مین سی بی اجازت باہر نجاوی اگر جاویگی تو جبتک پہر آویگی اوسکو فرشتی لعنت کئی جاوینگی اور روایت ہی

انه عليه السلام قال اني رايت ليلة اسري بي امراة معلقة بلسانها فقلت يا جبرئيل ما شانها فقال انها
کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کہ معراج کی شب کو مین نی ایک عورت دیکہی کہ زبان کو مرودڑتی ہی مین نی پوچہا یا جبرئیل اسکی کیا خطا ہی عرض کیا یہہ عورت
(لٹکائی ہوئی تھی)

كانت تؤذي زوجها وجيرانها بلسانها ورايت امراة اخرى معلقة بثديها وهي التي ترضع بغير اذن زوجها و
زبان سی اپنی خاوند اور ہمسایون کو ستاتی تہی اور ایک اور عورت دیکہی کہ اپنی پستان کہسوٹتی ہی وہ ایسی تہی کہ خاوند کی بی اجازت دودہ پلاتی تہی اور
(سی لٹکائی ہوئی تھی)

رايت اخرى معلقة برجليها وهي التي تخرج بغير اذن زوجها ورايت اخرى معلقة بيديها وهي التي تفسد مال زوجها
ایک اور عورت دیکہی کہ اپنی پانو پیٹتی ہی وہ خاوند کی بی اجازت گہر سی چلی جاتی تہی اور ایک اور دیکہی کہ اپنی ہاتہہ مسوستی ہی وہ وہ تہی کہ خاوند کا مال خراب کرتی تہی
(ہی لٹکائی ہوئی تھی)

وروي عن ابي هريرة انه عليه السلام قال اذا دعا الرجل امراته الى فراشه فابت فبات غضبان لعنتها الملئكة
اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنی بستر پر بلاوی اور وہ نمانی پہر وہ مرد خفہ ہوکر سو رہی تو صبح تک فرشتی اوسپر لعنت

حتى تصبح وفي رواية انه عليه السلام قال والذي نفسي بيده ما من رجل يدعو امراته الى فراشه فتابى لا
کرتی ہین اور ایک روایت مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا قسم ہی اپنی مالک کی کہ جو مرد اپنی بی بی کو اپنی بستر پر بلاوی اور وہ نمانی تو

كان الذي في السماء سلخطا عليها حتى يرضى عنها والحاصل ان اللازم لها ان تطلب رضاه ولا تمنع نفسها عنه
جو کہ آسمان مین ہی اوس سی بیزار ہوگا جبتک خاوند راضی ہووی خلاصہ یہہ ہی کہ بی بی کو لازم ہی کہ خاوند کی رضا طلب کرتی رہی اور آپکو اوسکی حوالہ کردی

ولا تتعلل بالحيض ولا تؤخر الاجابة بل تطيعه فور طلبه ان كانت طاهرة عن الحيض واما في حال الحيض فتخبر
اور حیض کا بہانہ نکری اوسکی حکم پہیر پہ نہ رہی بلکہ ترت کہتی ہی اطاعت کری اگر حیض سی پاک ہووی اور حیض کی حالت مین اپنا حال

عن حالها وتلبس اخلاق ثيابها تقليلا لميل الزوج اليها ويستحب لها اذا دخل وقت الصلوة ان تتوضأ وتجلس في
جتادی اور پرانی کپڑی پہن لی تاکہ خاوند کا دل ادہر نہ لوبہاوی اور حائضہ کو مستحب ہی کہ جب نماز کا وقت آوکا تو وضو کرکر گہر مین

مسجد بيتها وتسبح وتهلل قدر اداء الصلوة كيلا يزول عنها عادة العبادة وقد روي انه عليه السلام قال اذا استغفرت
نماز کی چبوتری پر جتنی دیر نماز کو لگتی ہی سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ پڑہا کری تاکہ عبادت کی عادت نہ جاتی رہی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا جب حائضہ عورت

الحائض في وقت كل صلوة سبعين مرة كتب الله الف ركعة وغفر لها سبعون ذنبا ورفع لها درجة واعطى لها لكل
ہر نماز کی وقت ستر بار استغفار پڑہتی ہی تو اوسکو ہزار رکعت کا ثواب ہوتا ہی اور ستر گناہ معاف ہوجاتی ہین اور اوسکا درجہ بڑہ جاتا ہی اور استغفار کی

حرف من استغفارها نور وكتب بكل عرق في جسدها حج وعمرة وفي غير حال الحيض تلبس احسن ثيابها وتطهر
ہر ہر حرف کی بدلہ نور ملتا ہی اور بدن کی رگون کی شمار پر حج اور عمرہ لکہا جاتا ہی اور اگر پاک ہو تو اچہا لباس پہنا کری اور جہان تک ہوسکی

المودة الى زوجها ما استطاعت وتكون متعطرة لها ومستعدة في الاحوال كلها لاستمتاع الزوج
خاوند سے پیار ظاہر کیا کرے اور خوشبو اور پاکیزہ خاوند کی تمتع کی لئے جب وہ رغبت کرے تیار رہا کرے

بها متى شاء وتكون قاعدة في قعر بيتها ملازمة لمعين زفت اليه الى ان تزف الى القبر ولا تخرج من بيتها
اور گھر کی اندر تنہا بیٹھی رہا کرے اوس دن سے کہ خاوند کہاں تک کہ قبر میں جاوے اور گھر میں سے خاوند کی بے اجازت

الا باذن زوجها واذا خرجت باذنه تخرج مختفية وتطلب المواضع الخالية دون الشوارع والاسواق
نہ جایا کرے اور اگر باجازت جاوے تو چھپ کر بری صورت بنی او جاڑ رستے کو جاوے سڑک اور بازاروں میں کو

ولا تخرج عطرة متبرجة ولا تحدث مع رجل فروي ان عمر راى امراة مع رجل يتحدثان في الطريق
اور خوشبو لگا کر زیب زینت سے نہ جاوے اور رستہ میں کسی مرد سے بات کہے کہ عمر رض نے ایک عورت کو مرد سے رستہ میں بات کرتی ہوئی دیکھا

فضربهما بالدرة فقال رجل يا امير المؤمنين قال له عمر لو كانت امرأتك فلو لم تدخلها في بيتك
سو دونو کو تعزیر دی اوس مرد نے عرض کیا یا امیر المؤمنین یہہ میری جواب دیا اگر تیری بی بی ہے تو ایسی گھر میں کیوں نہیں بٹھاتا

حتى لا يتهمك احد في الطريق ولا تخرج الى الحمام وان زوجها لما روي عن عائشة انه عليه السلام قال الحمام
تا کہ رستہ میں تجھ پر کوئی تہمت نہ لے اور حمام میں نہ جاوے اگرچہ خاوند ہو کیونکہ عائشہ رضی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا حمام

حرام على نساء امتي فان اقتضت الضرورة الى دخوله لعذر المرض والنفاس بشرط ان تدخل بميزر ولا تكون
میری امت کی عورتوں پر حرام ہے اور اگر بسبب مرض یا نفاس کی حمام تک آ لگی تو شرط یہہ ہے کہ ازار پہن کر جاوے اور حمام میں کوئی

فيه احد من النساء مكشوفة العورة ولا تخرج بزينة بوجه واحد من هذه الشروط لا يحل لها الخروج الى الحمام
عورت ننگی نہو وے اور سنگار کر کر نہ نکلے ان میں سے ایک بھی فوت ہووےگی تو حمام میں جانا حلال نہیں ہے

ولكن لا يحل لها الخروج الى المقابر لما ذكر في نصاب ان القاضي سئل عن جواز خروج المرأة الى المقابر [illegible]
اور ایسی ہی عورت کو گورستان میں جانا حلال نہیں کیونکہ نصاب الاحتساب میں ہے کہ قاضی سے کسی نے پوچھا کیا عورت کو گورستان میں جانا جائز ہے جواب دیا

لا تسئل عن الجواز في مثل هذا وانما تسئل عن مقدار ما يلحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج كانت في لعنة الله تعالى
اس باب میں جواز کو کیا پوچھتا ہے یہہ پوچھ اوس پر کتنی لعنت ہوتی ہے کیونکہ عورت جب جانے کا ارادہ کرتی ہے تو خدا کی اور فرشتوں کی

وملئكته واذا خرجت تحفها الشياطين من كل جانب واذا اتت القبر يلعنها روح الميت واذا رجعت كانت في
لعنت میں ہوتی ہے اور جب چلی تو ہر طرف سے شیطان اوسکی ساتھ ہو جب قبر پر پہنچی تو مردہ کی روح لعنت کرتی ہے اور جب پھرتی ہے تو

لعنة الله تعالى وملئكته حتى تعود الى منزلها ايما امراة خرجت الى مقبرة يلعنها ملائكة السموات [illegible]
اللہ تعالی کی اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے جبتک اپنے گھر میں نہیں آتی ہے کہ جو عورت گورستان میں جاتی ہے تو اوسکو فرشتے ساتوں آسمان

والارضين السبع وتمشي في لعنة الله تعالى دعت للميت بخير ولم تخرج من بيتها يعطيها [illegible]
اور زمین کی لعنت کرتے ہیں اور خدا کی لعنت میں جاتی ہے اور جو بیٹھی ہوئی مردے کی حق میں دعاء خیر کرتی ہے تو اوسکو اللہ تعالی ثواب حج

ثواب حجة وعمرة وعن سلمان وابي هريرة انه عليه السلام ذات يوم خرج من المسجد فوقف على باب [illegible]
اور عمرہ کا دیتا ہے اور سلمان اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام مسجد سے نکل کر اپنے گھر کی دروازہ پر ٹھہر گئے پھر حضرت فاطمہ [illegible]

فاطمة فقال لها من اين جئت قالت من منزل فلانة التي ماتت فقال عليه السلام [illegible]
آپ نے فرمایا تو کہاں سے آئی عرض کیا فلانی عورت کی گھر سے آئی ہوں پھر نبی علیہ السلام نے پوچھا کیا اوسکی قبر تک بھی گئی

قبرها قالت معاذ الله افعل بعد ما سمعت منعت فقال عليه السلام لو زرت قبرها [illegible]
عرض کیا خدا کی پناہ کیا آپ سے سنکر جو سنا ہے ایسا کرتی علیہ السلام نے فرمایا اگر تو اوسکی قبر پر جاتی تو جنت کی بو نہ سونگھتی

وروی انه علیه السلام لما قدم المدینة خرج الی جنازة فرای النساء یتبعن الجنازة فقال لهن اتحملن معمن
اور روایت ہی کہ جب نبی علیہ السلام مدینہ مین آئی تو ایک جنازہ کی ساتھ چلی پہر عورتون کو دیکہا کہ جنازہ کی پیچہی آتی ہین آپ نی اونسی پوچہا کیا تم سب کی ساتھہ
یحمل فقلن لا فقال علیه السلام اتصلین مع من یصلی فقلن لا فقال علیه السلام انصرفن مازورات
جنازہ اوٹہاؤ گی عرض کیا نہین پہر نبی علیہ السلام نی فرمایا کیا تم سب کی ساتھہ نماز پڑہو گی عرض کیا نہین پہر آپنی فرمایا گنہگار ہو کر بی ثواب جاؤ
غیر ماجورات فدل ذلك علی ان المراة لا یباح لها الخروج الی المقبرة ولا تشیع الجنازة بل یلزمها ان یکون من همتها
اس سی معلوم ہوا کہ عورت کو گورستان مین جانا جایز نہین ہی اور نہ جنازہ کی ہمراہ جایا کری بلکہ عورت کو لازم ہی کہ تمام ہمت
اصلاح شانها وتدبیر منزلها ولا تدخل فی بیت زوجها من یکره دخوله فیه من الرجال والنساء وتقدم حقه علی
اپنا حال درست اور گہر کا کاربار کیا کری اور خاوند کی گہر مین کسی مرد یا عورت کو جسکا آنا خاوند ناپسند کرتا ہو نہ آنی دی اور اپنی اور تمام سکی سودہرنکی
حق نفسها وسائر اقاربها ولا ترفع صوتها فوق صوته ولا تجهر له بالقول ولا تکون منفعتها عن کسبه اذا
حق پر خاوند کا حق مقدم رکہی اور اپنی آواز خاوند کی آواز پر بلند نہ کری اور خاوند کی پیچہی چیخ کر نہ لگی اور اپنا خرچ خاوند کی حرام کائی مین سی نکری
کان حراما اذ قد کانت النساء فی السلف اذا خرج الرجل من منزله تقول له امراته وبنته ایاك وکسب الحرام فانا
کیونکہ سلف کی عورتین ایسی تہین کہ جب مرد گہر مین سی باہر جاتا تو اوسکی جورو بیٹی کہدیتیان حرام کمائی سی پرہیز کرنا ہمسی بہوکہ پر صبر ہو سکتا ہی آگ پہ
نصبر علی الجوع ولا نصبر علی النار وتکون قانعة من زوجها بما رزقه الله تعالی ولا تکلفه ما لا یطیقه ولا تدخل
صبر نہین ہوسکتا اور جو خدا تعالی نی خاوند کو رزق دیا ہی اوسپر قناعت کری اور خاوند کو طاقت سی زیادہ تکلیف ندی اپنی خرچ کا غم نڈالدی
غمًا فی امر النفقة بل تکون صابرة متوکلة کما حکی ان رجلا من السلف همّ بالسفر فکره جیرانه سفره فقالوا لزوجته
بلکہ صبر سی توکل پر رہی چنانچہ حکایت ہی کہ ایک شخص نی سلف مین سفر کا ارادہ کیا ہمسایون کو اوسکا سفر پسند نہ آیا ہمسایون نی اوسکی بی بی سی کہا
لم ترضین بسفره ولم یدع لك نفقة فقالت زوجی عرفته اکّالا وما عرفته رزاقا ولی رزاق یذهب الاکّال ویبقی
تو اوسکی سفر پر کیون راضی ہوگئی اور کچہہ تیری لئی خرچ نہین دئی جاتا اوسنی جواب دیا مین اسکو کہا نی والا جانتی ہون رزاق نہین جانتی اور میری لئی رزاق اور ہی کہانی والا جاتا ہی
الرزاق ولا تتفاخر بجمالها بل تکون کما روی عن الاصمعی انه قال دخلت البادیة فرایت امراة من احسن الناس وجهها
اور رزاق باقی ہی اور اپنی جمال پہ ناز نکیا کری بلکہ ایسی ہی جیسی اصمعی سی روایت ہی کہ وہ کہتا ہی کہ مین جنگل مین گیا تو مینی ایک عورت نہایت خوبصورت پاس
تحت رجل قبیح الوجه فی الغایة فقلت یا عجبا مثلك تحت مثله فقالت یا هذا قد اخطات فی قولك لعله احسن
ایک مرد نہایت بدصورت کی دیکہی مین نی کہا کیا عجب ہی تجہسی پری ایسی دیو کی پاس ہی وہ بولی ای شخص تو نی بیجا کہا شاید کہ اسنی اپنی خالق کی
فیما بینه وبین خالقه فجعلنی ثوابه ولعلی اسأت فیما بینی وبین خالقی فجعله عقوبتی افلا ارضی الله لی ومما
کوئی عبادت کی ہی سو مجہکو اوسکی لئی اوس عبادت کا ثواب ٹہرایا ہی اور شاید مجہسی اپنی خالق کی کوئی خطا ہوگئی ہی سو اسکو میری لئی عذاب مقرر کیا ہی پہر اللہ سی
یجب من حقه علیها دیانة ان تفعل کل خدمة فی داخل الدار من الطبخ والخبز وغسل الثیاب وغیرها حتی لو لم تفعل
کیون نہ پسند کرون اور جو حق خاوند کا بی بی پر از روی دیانت کی واجب ہی یہہ ہی کہ گہر مین تمام کاروبار جیسی سالن روٹی پکانا کپڑی دہونی وغیرہ کیا کری یہان تک کہ اگر کچہہ
شیئا منها تکون اثمة وان لم تجبر علیها وتری تقصیرها فی خدمته ولا تسأل طلاق ضرتها لان لها ما قدر لها ولا
بہی نہ کری گی تو گنہگار ہو گی اگرچہ اسمین کچہہ اوسپر زور نہین ہی اور خاوند کی خدمت مین اپنی آپ کو مقصر سمجہتی رہی اور اپنی سوکن کی طلاق خواہش نکری کیونکہ جو اوسکی قسمت کا ہی
تمنعه عن نکاح ثلث سواها لانه تعالی جعل له ذلك حلالا بشرط العدل حیث قال فانکحوا ما طاب لکم من النساء
سو ملیگا اور خاوند کو اور تین نکاح سی منع نکری کیونکہ اللہ تعالی نی اوسکو یہہ اختیار دیا ہی بشرط عدالت حلال ہی چنانچہ فرمایا ہی تو نکاح کرو جو تمکو خوش آدین عورتین
مثنی وثلث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدة وتصبر علی غیرة الضرائر راجیة من الله تعالی الثواب کما صبرت
دو دو تین تین چار چار پہر اگر ڈرو کہ برابر نرکہو گی تو ایک ہی اور سوکنون کی رشک پر صبر کرکر اللہ تعالی سی امیدوار ثواب کی رہی جیسی نبی علیہ السلام کی

ازواج النبی علیه السلام حتی وهب سودة لعائشة حین یئست وعلمت محبته علیه السلام لعائشة ولا

ازواج نی صبر کیا یہان تک کہ سودہ نی بڑہاپی مین اپنی باری کو دیدی عائشہ کو جب اوسکو عائشہ کی حق مین نبی علیہ السلام کی محبت معلوم ہوئی اور

تسال الطلاق من غیر یاس وفاقة لما روی علیه السلام قال ایما امراة سالت زوجها الطلاق فحرام علیها

بیدون نا امیدی اور فاقہ کی طلاق نہ مانگی اسلئی کہ روایت ہی کہ اسلام نی فرمایا جو عورت اپنی خاوند سی طلاق مانگی تو اوسپر جنت کی بو حرام ہی

رائحة الجنة ولا تظهر زینتها لغیر زوجها ومحارمها لانه تعالی قال فی حق المؤمنات ولا یبدین زینتهن

اور سوائی اپنی خاوند اور محرمون کی اپنا سنگار نہ دکہادی ۔ اللہ تعالی نی مؤمنات کی حق مین فرمایا ہی اور نہ کہولین اپنی سنگار

الا لبعولتهن او آبائهن او آباء بعولتهن او ابنائهن او ابناء بعولتهن او اخوانهن او بنی اخوانهن او بنی اخواتهن

مگر اپنی خاوند کی آگی یا اپنی باپ کی یا سسری یا اپنی یا سوتیلی بیٹی کی یا اپنی بہائی کی یا اپنی بہتیجون کی یا اپنی بہانجون کی

او نسائهن والزینة ما تتزین به المراة من الثیاب والحلی وغیرهما وهی ظاهرة وباطنة اما الظاهر فلا یجب

یا اپنی عورتون کی اور زینت وہ ہی جو عورت کپڑون اور زیور سی سنگار کرتی ہی اور زینت ایک ظاہر کی ہی اور ایک باطن کی ظاہر کی زینت کا چہپانا تو واجب نہین ہی

سترها ولا یحرم للاجنبی النظر الیها لقوله تعالی ولا یبدین زینتهن الا ما ظهر منها لکن اختلف فیها فقیل هی

اور اجنبی مرد کو اودہر دیکہنا بہی حرام نہین ہی بدلیل اسکی اور نہ دکہادین اپنا سنگار مگر جو کہلی چیز ہی لیکن اسمین اختلاف ہی کوئی کہتا ہی کہ زینت

الثیاب وهذا قول ابن مسعود وقیل هی الکحل والخاتم وهذا قول ابن عباس وروی عن اصحابنا انه اراد بهما

ظاہری صرف کپڑی ہین یہہ قول ابن مسعود کا ہی اور کوئی کہتا ہی سرمہ اور انگوٹہی یہہ قول ابن عباس کا ہی اور ہماری علما سی روایت ہی کہ ان دونو سی مراد

الوجه والکفین لان الکحل من زینة الوجه والخاتم من زینة الکف فلما ابیح النظر الی زینة الوجه والکف کان

چہرہ اور دونو ہاتہہ ہین اسلئی کہ سرمہ چہرہ کی زینت انگوٹہی ہاتہہ کی زینت ہی جب چہرہ اور ہاتہہ کی زینت کا دیکہنا مباح ہوا تو یہہ ہی

اباحة النظر الی الوجه والکف وهذا ان النظر بغیر شهوة واما اذا کان بالشهوة فلا یجوز الا عند العذر وهو

اباحت چہرہ اور ہاتہہ دیکہنی کی ہی اور یہہ اباحت اوس صورت مین ہی کہ بغیر شہوت نظر کری اور اگر نگاہ شہوت سی ہووی تو جایز نہین ہی مگر عذر کی وقت اور وہ عذر

القضاء من القاضی والشهادة من الشاهد والعلاج من الطبیب وکذلک اذا اراد الرجل ان یتزوج امراة فیجوز

قضا قاضی کی ہی اور گواہی گواہ کی اور علاج طبیب کا اور ایسی ہی اگر کوئی مرد کسی عورت سی نکاح کا ارادہ کری تو اوسکو جایز ہی

له ان ینظر الیها لکن لا یجوز له ان ینظر حاسرة ولا الی شئ مما هو عورة فی حقه بل انما یباح له ان ینظر الی وجهها

کہ اوس عورت کو دیکہہ لی پر یہہ جایز نہین ہی کہ ننگی دیکہی اور نہ ایسا عضو جو اوسکی حق مین عورت ہو بلکہ اتنا ہی مباح ہی کہ فقط چہرہ

وکفیها فقط لانها لیست بعورة فی حقه وذکر فی شرح الکرخی ان النظر الی وجه الاجنبیة لیس بحرام لکن یکره

اور دونو ہاتہہ دیکہہ لی کیونکہ اوسکی حق مین عورت نہیں اور شرح کرخی مین مذکور ہی کہ اجنبی عورت کا مونہہ دیکہنا حرام نہین ہی لیکن بی ضرورت مکروہ ہی

بغیر حاجة اذ لا یؤمن عن الشهوة وذکر فی نصاب الاحتساب ان الحرة تمنع من کشف الوجه والکف والقدم فیما

اسلئی کہ شہوت کا ڈر ہی اور نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ حرہ کو مونہہ اور ہاتہہ یا نو کہولنا جسپر اجنبی کی نظر پڑی ممنوع ہی

یقع علیه نظر الاجنبی لانها لا تامن من شهوة بعض الناظرین الیها الا ان یکون عجوزا فحینئذ یجوز النظر الی وجهها

کیونکہ یہہ ڈر ہی کہ بعضی دیکہنی والی شہوت سی نظر کرینگی ہان اگر بڑہیا ہو تو اب اوسکا چہرہ دیکہنا جایز ہی

ویحل مصافحتها عند الامن عن الشهوة لکن لا تخلو برجل شابا او شیخا لان الخلوة بالاجنبیة وان کان معها غیرها

اور بی شہوت اوس سی مصافحہ کرنا بہی حلال ہی لیکن ہراہ کسی مرد کی خلوت مین نہ جاوی جوان ہو یا بوڑہا اسلئی کہ خلوت اجنبی عورت کی ساتہہ اگرچہ اوسکی ساتہہ اور

من النساء مکروه کراهة تحریم لما روی عن ابن عباس انه علیه السلام قال لا یخلون رجل بامراة الا معها محرم

عورتین ہون مکروہ تحریمی ہی کیونکہ ابن عباس سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا کوئی مرد کسی عورت کی ساتہہ خلوت مین نہ ہووی مگر اوس وقت کہ اوسکی ساتہہ

واما الزينة الباطنة فهي القرط والقلادة والدملج والخلخال واختلف في السوار فروي عن عائشة رض انها من
اور باطنی زینت بالی اور ہار اور بازو بند اور پازیب اور کنگن مین اختلاف ہی سو عائشہ رض سی روایت ہی کہ کنگن
الزينة الباطنة وهو لا شبهه لمجاوزتها الكف وهذه الزينة الباطنة يحرم ان ينظر اليها الاجانب لا المحارم
باطنی زینت مین ہی اور یہہ ہی رای حق معلوم ہوتی ہی اسواسطی کہ کفسی دور رہتا ہی اور اس زینت باطنی پہ اجنبی مرد پر نظر کرنا حرام ہی محرم کو حرام نہین
لانه تعالى قد سوى في ذلك بين الزوج ومن ذكر معه فاقتضى ذلك اباحة النظر الى مواضع الزينة لهؤلاء المذكورين
اسواسطی کہ اللہ تعالی نی اس باب مین خاوند کو اور جو اوسکی ساتھ آیت مین مذکور ہین سبکو برابر کر دیا ہی یعنی ان لوگون کو موضع زینت پر نظر کرنی مباح ہی
كما صح للزوج والمراد من نسائهن المؤمنات قال ابن عباس رض ليس للمسلمة ان تتجرد بين نساء اهل الذمة ولا تبدي
جیسی خاوند کو جایز ہی اور مراد نسائہن سی مؤمنات ہین ابن عباس رض کہتی ہین مسلمہ کو جایز نہین ہی کہ اہل ذمہ کی عورتون مین کپڑی اوتاری اور کافر عورت کی
للكافرة الا ما تبدي للاجانب الا ان تكون امة لها ان تظهر زينتها الباطنة للاجانب فانها ان اظهرها لهم لا يكون لها
سامنی وہی ظاہر کری جو اجنبی مرد کی لئی جایز ہی ہان اگر لونڈی ہو تو اوسکو جایز ہی کہ اپنی باطنی زینت اجنبی مردوں ظاہر کردی لونڈی اگر باطنی زینت اجنبی مرد کو دکہاویگی تو حرام
حرمة كما روي عن ابي بكر الاعمش انه خرج الى بعض البستان وكانت النساء على شط النهر كاسفات الرءوس والذراع
نہین ہی چنانچہ ابو بکر اعمش سی روایت ہی کہ وہ کسی نہر مین گیا وہان عورتین نہر کی کنارہ پر سر ننگی اور بانہین کہولی ہوئی تہین
وهو جعل يخالطهن ولا يتحامى عن النظر اليهن فقيل له كيف فعلت هذا فقال لا حرمة لهن انما اشك في ايمانهن
اور یہہ اونکی ساتہہ مل رہا تہا اور اونکی دیکہنی سی پرہیز نہین کرتا تہا کسی نی اوس سی کہا تو نی یہہ کیا کیا جواب دیا انکی حرمت نہین ہی مجہکو انکی ایمان مین شک ہی
كلهن حربيات وروي عن عمر انه هجم في المدينة على نائحة وضربها بالدرة حتى سقط خمارها فقيل له يا امير المؤمنين
یہہ تمام حربی عورتین ہین اور عمر رض سی منقول ہی کہ مدینہ مین کسی نوحہ گر عورت کو جا پکڑا سو درہ سی اتنا مارا کہ اوڑہنی اوتر گئی کسی نی کہا یا امیر المؤمنین
قد سقط خمارها فقال لا حرمة لها في الشريعة فقوله لا حرمة لها في الشريعة قيل معناه انها لما اشتغلت بما لا يحل
اسکی اوڑہنی اوتر پڑی ہی جواب دیا اسکی شریعت مین کچہہ حرمت نہین ہی پس اس عبارت سی کہتی ہین مراد یہہ ہی کہ جب اس عورت نی ایسا کام کیا ہو
في الشريعة اسقطت حرمة نفسها والتحقت بالاماء فلا يلزم الاحتراز عن النظر اليها المجلس التاسع والتسعون والمائة
شریعت مین حلال نہین ہی تو اسنی اپنی حرمت آپ کہو دی لونڈیون مین مل گئی سو اسکی دیکہنی سی احتراز ضروری نہین ہی ننانوین مجلس اس حدیث کی بیان مین
في بيان قوله عليه السلام استوصوا بالنساء خيرا الخ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم استوصوا بالنساء خيرا
اچہی وصیت پکڑو عورتون کی حق مین آخر تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نی فرمایا عورتون کی باب مین اچہی وصیت پکڑو
فان المرأة خلقت من ضلع فان اعوج شيء في الضلع اعلاه فان ذهبت تقيمه كسرته وان تركته لم يزل اعوج
کیونکہ عورت پسلی سی پیدا ہوئی ہی بیشک پسلی مین ٹیڑہی جگہہ اوپر کی ہی اگر تو اوسکو سیدہی کرتا ہی تو توڑ دیگا اور اگر اوسی حال پر رکہا تو ٹیڑہی رہیگی
هذا الحديث منه رواه ابو هريرة ومعنى الاستيصاء قبول الوصية فكانه عليه السلام قال اني اوصيكم بالنساء
یہہ حدیث بعینہ اسی کا ہی ابو ہریرہ کی روایت سی اور معنی استیصا کی وصیت قبول کرنی سو گویا نبی علیہ السلام نی یہہ فرمایا ہین تمکو عورتون کی باب مین
خيرا فاقضوا وصيتي فيهن وافعلوا بهن خيرا ولا تغضبوا عليهن اذا فعلن فعلا غير مرضي عندكم ما لم تكن فيه
اچہی وصیت کرتا ہون اونکی حق مین میری وصیت پوری کرو اور اونکی ساتہہ بہلائی کرو اور اگر تمہاری خلاف مرضی کوئی کام کر بیٹہین تو اون پر غصہ مت کرو جبتک اوس کام مین
اثم فانهن خلقن من شيء اعوج وهو الضلع لما ثبت في الاخبار ان اول النساء وهي حواء خلقت من ضلع آدم النبي
گناہ نہو کیونکہ عورتین ٹیڑہی چیز سی پیدا ہوئی ہین یعنی پسلی سی اسلئی کہ حدیثون سی ثابت ہی کہ پہلی عورت یعنی حوا آدم نبی علیہ السلام کی پسلی سی پیدا ہوئی ہی
كما قال الله تعالى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها فيكون في هذا الحديث اشارة الى المرأة خلقت خلقا
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی بنایا تمکو ایک جان سی اور اوسی سی بنایا اوسکا جوڑا سو اس حدیث مین یہہ اشارہ ہی کہ عورت کی ایسی پیدایش ہی

فیه اعوجاج لا یستطیع احد ان یقیمها او یغیرها عما خلقت علیه فلا ینکر اعوجاجها لانها من ابتداء خلقتها

کہ جسمین کجی ہی کسیکی بہہ طاقت نہیں ہی کہ اوسکو سیدہا کردی یا اوسکی عادت بدلدی سو اوسکی کجی بری نہیں ہی کیونکہ ابتدا پیدایش

واصل فطرتها رکب فیها الاعوجاج فلا یمکن الانتفاع بها الا بمداراتها والصبر علی اعوجاجها اذ لو شرعت ان تقیمها

اور اصل فطرت سی عورت کی ذات مین کجی داخل ہی سو عورت سی منفعت حاصل کرنی بدون مدارات کی اور اوسکی کجی پر صبر کرنیکی نہیں ہوسکتی اسلئی کہ تو اوسکو راست

وتجعلها مستقیمة فی افعالها واقوالها لا یمکنك الانتفاع بها بل یؤدی الی کسرها وهو طلاقها فلما علم من هذا

درست کیا چاہی اور تمام افعال اور اقوال مین سیدہی بنادی تو ممکن نہیں کہ تو اوس سی نفع لی سکی بلکہ آخر کو ٹوٹ جاویگی یعنی طلاق ہوگی پہر جب اس حدیث سی عورتون

الحدیث حال النساء فی ابتداء خلقتهن لزم للرجل حسن المعاملة معهن ورعایة حقوقهن والانفاق علیهن بالمعروف

کی ابتدا پیدایش کا حال معلوم ہوا تو مرد کو لازم ہی کہ انکی ساتہہ معاملہ نیک اور حقوق کی رعایت کیا کری اور انکا خرچ اچہی طرح اوسکا دی

اذ قال الفقهاء یجب علی الرجل نفقة زوجته سواء دخل بها او لم یدخل بها وسواء مسلمة او ذمیة او فقیرة او غنیة

سو اسلئی کہ فقہاء کہتی ہین کہ خاوند پر بی بی کا خرچ واجب ہی خواہ وطی کی ہو یا نہ کی ہو اور برابر ہی کہ وہ مسلمہ ہو یا ذمیہ ہو یا کنگال ہو یا تونگر

لان غناءها لا یبطل حقها فی النفقة سواء کانت کبیرة او صغیرة قابلة للوطی وان لم تکن قابلة للوطی لا یجب علیه

اسلئی کہ تونگری سی اوسکا حق نفقہ کا باطل نہیں ہوتا خواہ بالغہ ہو یا نابالغہ قابل وطی کی ہو اور اگر قابل وطی کی نہو تو خرچ واجب نہیں

نفقتها والنفقة الواجبة الطعام والکسوة والسکنی علی ما روی عن هشام انه قال سألت محمدا عن النفقة فقال هی الطعام

ہی اور نفقہ واجب کہانا ہی اور کپڑا اور رہنی کا گہر موافق روایت ہشام کی کہ وہ کہتا ہی مین نی محمد سی مقدار نفقہ کی پوچہی جواب دیا کہانا

والکسوة والسکنی اما الطعام فالدقیق والماء والحطب والملح والدهن فان قالت المرأة لا اطبخ ولا اخبز قال قاضیخان فی

اور کپڑا اور رہنیکا گہر کہانی مین تو آٹا اور پانی اور ایندہن اور نمک اور روغن پہر اگر بی بی کہی سالن روٹی نہین پکاتی تو قاضیخان اپنی

فتاواه لا تجبر علی الطبخ والخبز بل علی الرجل ان یاتیها بطعام مهیأ او یاتیها بمن یعمل لها عمل الطبخ والخبز هذا فی القضاء و

فتاوی مین کہتی ہین سالن روٹی پکانی پر زبردستی نہین ہی بلکہ خاوند کا ذمہ ہی کہ پکا پکایا کہانا حاضر کری یا ایسا آدمی دی کہ اوسکی لئی سالن روٹی تیار کردیا کری

اما فی الدیانة فیجب علیها ان تفعل کل خدمة فی داخل الدار من الطبخ والخبز وغسل الثیاب وغیرها حتی لو لم تفعل شیئا

اور یہی دیانت سو عورت کو واجب ہی کہ گہر کی اندر کی تمام کاروبار سالن روٹی پکانا کپڑی دہونی وغیرہ سب کیا کری اگر کچہہ بہی نہ کیا کریگی

منها تکون آثمة وان لم تجبر علیها وان کان لها خادم یجب علی زوجها نفقة خادمها ان کان الخادم یطبخ ویخبز لان نفقته

تو گنہگار ہوگی اگرچہ اوسپر کچہہ زور نہین ہی اور اگر بی بی کی پاس کوئی خادم ہو تو خاوند پر اوس خادم کا خرچ بہی واجب ہی اگر وہ خادم سالن روٹی پکاتا ہو اسلئی کہ

فی مقابلة خدمته واذا لم یطبخ ولم یخبز لا یجب علیه نفقته بخلاف المرأة فان نفقتها لیست فی مقابلة الخدمة بل فی

اسکا خرچ بعوض خدمت کی ہی اور اگر سالن روٹی نہ پکاویگا تو اوسپر خرچ واجب نہین برخلاف عورت کی کیونکہ بی بی کا خرچ کچہہ خدمت کی بدلہ نہین ہی بلکہ

مقابلة الاحتباس فقد حبست نفسها لحق زوجها فکانت نفقتها علی زوجها وینبغی ان یوسع علیها فی النفقة اذا وسع الله

اس رہنی کی بدلہ ہی سو وہ اپنی تئین خاوند کو دی چکی اسواسطی اسکا خرچ خاوند کی ذمہ ہی اور لایق ہی کہ جب اللہ تعالی خاوند کو وسعت دی تو عورت کا خرچ

تعالی علیه ویعتدل فیها بلا تقتیر ولا اسراف اذ قال الله تعالی کلوا واشربوا ولا تسرفوا واهم ما یجب علیه ان یطعمها من

بہی بڑہادی اور بدون کمی زیادتی کی اعتدال پر رہی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ کہاؤ اور پیو اور مت اوڑاؤ اور ضروری خاوند پر یہہ ہی کہ اوسکو

الحلال ای لا یدخل مداخل السوء لاجل نفقتها فان ذلك خیانة علیها لا رعایة لحقها وینبغی له ان یأمرها بالتصدق

حلال کہانا کہلاوی اور اوسکی خرچ کی لئی برا طریقہ یعنی چوری چکاری اختیار نہ کری کیونکہ یہہ اوسکی حق تلفی ہی اوسکی حق کی رعایت نہین ہی اور خاوند کو چاہئی کہ اجازت دیدی

ببقایا الطعام وما یفسد لو ترك واما الکسوة فقدرها محمد بدرعین وخمارین وملحفة فی کل سنة والمراد بالدرع

بچا کہانا اور ایسی چیز جو رکہی رکہی بگڑ جاوی خیرات کردیا کری اور کپڑیکا اندازہ امام محمد نی یہہ کیا ہی کہ دو کرتی اور دو اوڑہنی اور ایک چادرہ ہر سال اور مراد کرتی

والخمار صيفيا وشتويا فالصيفي ما يكون رقيقا يصلح في زمان الحر والشتوي ما يكون ثخينا يصلح لدفع البرد ولم يذكر
اور دوا اوڑہنی سی گرمی جاڑی کی ہین گرمی کا باریک ہو جو گرمیون مین کام آوی اور جاڑی کا وہ جو گاڑہا ہو جسمین سردی دور ہو اور موزی
الخف والكعب لان ذلك انما يحتاج اليه للخروج وليس على الزوج تهيئة اسباب الخروج ولم يذكر السراويل ولا بد منه في الشتاء
اور جوتی کا ذکر نہین کیا اسلئی کہ انکی حاجت باہر جانیکی لئی ہوتی ہی اور خاوند کی ذمہ نہین ہی کہ باہر پہرنیکا سامان تیار کیا کری اور ازار کا بہی ذکر نہین کیا اور ازار جاڑی مین
حتى قال قاضيخان في فتاواه هذا في عرفهم واما في ديارنا فيجب السراويل وثياب اخر كالجبة والفراش الذي تنام عليه
ضرور چاہیئی یہان تک کہ قاضی خان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی یہہ اونکا چلن ہی اور رہا ہمارا ملک سو ازار بہی واجب ہی اور اور کپڑی جیسی جبہ اور بچہونا جسپر سووی
واللحاف وما يدفع الحر والبرد ويجب لخادمها قميص وازار وكساء وخف لانها تحتاج الى الخروج للمصالح الخارجة من الرسالة
اور لحاف اور اور جس سی گرمی جاڑا دفع ہو اور خادم کی واسطی قمیص اور ازار اور چادر اور جوتی واجب ہی کیونکہ خادم کو باہر کی کاربار کی واسطی باہر جانی کی حاجت ہی
الى الابوين ونحو ذلك ولا يجب لها الخمار لان شعرها ليس بعورة واما السكنى فحقها في الدار بيت على حدة تامن على متاعها
جیسی اپنی ماباپ کی پاس بہیجی اور مانند اسکی اور اسکی لئی اوڑہنی واجب نہین ہی کیونکہ اوسکی سر کی بال عورت نہین ہین اور رہنی کا گہر سو اوسکا حق احاطہ کی اندر الگ کوٹہا ہی کہ اپنی اسباب
ولا تستحيي عن غيرها في معاشرة زوجها فان كان للزوج احماء من والدة او اخت او ولد من غيرها فقالت اجعلني في بيت على حدة
کی فکر ہی اور خاوند کی ساتہہ رہنی مین غیر سی حیا نہ آوی پہر اگر خاوند کی اخیافی بہائی ہوں یا بہن ہو یا اور بی بی کی اولاد ہو اور بی بی کہی مجہکو اور گہر تجویز کر دی
كان لها ذلك لانها لا تامن على متاعها وتستحيي عن المعاشرة مع زوجها ان كان البيت في الدار واحدا وان كان متعددا
تو بی بی کا حق ہی اسلئی کہ چیز بست کا ڈر رہتا ہی اور خاوند کی ساتہہ رہنی مین حیا آتی ہی اگر وہ کوٹہا احاطہ مین ایک ہی ہووی اور اگر کئی کوٹہی ہون
فاعطاها بيتا يغلق ويفتح لم يكن لها ان تطلب بيتا اخر ان لم يكن في الدار من احماء الزوج من يؤذيها الا ان يكون
اور اسکو ایسا کوٹہا حوالہ کیا جسمین کہولنی بند کرنیکا بلا شرکت اختیار ہو تو اب اسکا حق نہین کہ اور گہر مانگی اگر اوس احاطہ مین خاوند کی بہائی بند ستانیوالی نہون مگر اوس صورت مین
الزوج يضربها ويؤذيها فشكت الى القاضي وسئلت ان يسكنها بين قوم صالحين يعرفون احسانه واساءته فالقاضي
کہ خاوند اسکو مارتا اور ستاتا ہو اور وہ قاضی کی ہاں فریاد کرکر یہہ کہی کہ مجہکو ایسی صالح قوم مین مکان دی کہ اسکی بہلائی برائی دیکہتی رہین پہر قاضی کو
ان علم ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان لم يعلم ان الامر كما قالت ينظر الى جيران الدار فان كانوا
اگر یقین ہو کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو دہمکا دی اور تعدی سی منع کر دی اور اگر یقین نہو کہ عورت سچی ہی تو اوسکی گہر کی ہمسایون کو دیکہی اگر وہ
قوما صالحين يسئلهم هل هذا الامر كما قالت فان قالوا ان الامر كما قالت يزجره عن ذلك ويمنعه عن التعدي وان قالوا
قوم صلحاء ہون تو اونسی یہہ حال جو عورت بیان کرتی ہی دریافت کری پہر اگر وہ گواہی دین کہ عورت سچی ہی تو خاوند کو دہمکا دی اور تعدی سی منع کر دی اور اگر وہ
ليس الامر كما قالت يتركها في تلك الدار وان لم يكونوا قوما صالحين او كانوا يميلون اليه يامره ان يسكنها بين قوم
ہمسایہ کہین کہ عورت سچی نہین ہی تو اوسی گہر مین رہنی دی اور اگر وہ ہمسایہ صلحاء نہین ہین یا خاوند کی طرفدار ہون تو اوسکو حکم دی کہ اس عورت کو صلحا مین
صالحين يخبرونه باحسانه واساءته اذ لا يجوز للرجل ان يتعدى في حق النساء لما روي انه عليه السلام قال الله
مکان بنا دی کہ وہ بہلی بری کی خبر کیا کرین اسلئی کہ مرد کو جائز نہین کہ عورتون کی حق مین تعدی کری اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا عورتون کی باب مین
الله في النساء فانهن عوان عندكم اخذتموهن بعهد الله واستحللتم فروجهن بكلمة الله فانه عليه السلام حذر
اللہ سی ڈرو اللہ سی ڈرو بیشک عورتین تمہاری مددگار ہین تمنی اونکو اللہ کی عہد سی لیا ہی اور اللہ کی کلمہ سی اونکی فروج حلال کی ہین بیشک نبی علیہ السلام نی اس حدیث مین
امته في هذا الحديث عن سوء العشرة مع نسائهم لان قوله عليه السلام الله الله في النساء بمنزلة ان يقال اتقوا الله في
اپنی امت کو عورتون کی ساتہہ بدمعاشگی سی ڈرایا ہی اسلئی کہ قول علیہ السلام اللہ اللہ فی النساء بمنزلہ اس قول کی ہی عورتون کی باب مین اللہ سی ڈرو
امر النساء فلا تؤذوهن بالباطل لكونهن في ايديكم كالاسارى بل عاشروهن بالمعروف كما قال الله تعالى وعاشروهن
سو اونکو ناحق نہ ستاؤ کیونکہ وی تمہاری قابو مین قیدیون کی مثال ہین بلکہ اونکی ساتہہ خوبی سی گذران کرو چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی اور گذران کرو عورتون

بالمعروف فانکم اخذتموهن بعهد الله الذی عهد الیکم من الرفق بهن والشفقة علیهن واستحللتم فروجهن
معقول کیونکہ تمنی اونکو اللہ کی عہد پر لیا ہی جو کہ اللہ تعالی نی اونکی ساتہہ نرمی کا اور اون پر شفقت کا تمسی عہد کیا ہی اور تمنی اونکی فروج کو اللہ کی

بامر الله تعالی وحکمه فان نقضتم عهده الذی عهد الیکم فی حقهن وخنتم فی امانته ینتقم منکم لهن
حکم سی حلال کیا ہی پہر اگر تمنی اللہ کا عہد توڑا جو تمہاری ساتہہ اونکی حق مین کیا ہی اور اوسکی امانت مین خیانت کی تو اللہ تمسی اونکا بدلہ لیگا

وذلک لانهن اماء الله تعالی فمن تزوجهن بامر الله تعالی وحکمه تکن عنده امانة وودیعة من الله تعالی
اور یہہ اسلئی کہ عورتین اللہ کی لونڈیان ہین پہر جسنی اونکو اللہ تعالی کی حکم سی اپنا جوڑا بنایا تو وہ اوسکی پاس اللہ تعالی کی امانت اور سپردگی مین ہین

فاذا اذاهن بالباطل ولم یعاشرهن بالمعروف یصیر کانه نقض عهده تعالی وخان فی امانته فینتقم منه لهن
پہر جسنی اونکو ناحق ستایا اور خوبی سی گذران نکی تو گویا اوسنی اللہ کا عہد توڑ دیا اور اوسکی امانت مین خیانت کی سو اللہ اوس سی اونکا بدلہ لیگا

فعلی هذا یلزم للرجل حسن الخلق معهن واحتمال الاذی منهن وعدم الالتفات الی بعض معایبهن ما لم یکن اثما
اس بیان کی موافق مرد کو لازم ہی کہ اونکی ساتہہ نیک چلن برتی اور اونکی ایذا کی برداشت کری اور بعضی عیبون پر ترحم کی راہ ہی جبتک گناہ نہون توجہ نکری

ترحما علیهن لقصور عقولهن وقد کان بعض العلماء یقول الاحتمال علی اذی واحد من المراة فهو فی الحقیقة احتمال
کیونکہ کم عقل ہوتی ہین اور بعضی علماء کا قول ہی کہ عورت کی ایک ایذا پر برداشت کرنی حقیقت مین بہت سی ایذاءون کی برداشت ہی

علی اذیة کثیرة اذ فی ذلک الاحتمال الواحد نجاة الولد من اللطمة والقدر من الکسر والثوب من الخرق بل ینبغی له ان
کیونکہ ایک برداشت کرنی مین فرزند کی نجات طمانچہ کہانی سی اور ہانڈی کی نجات ٹوٹنی سی اور کپڑی کی نجات پہٹنی سی ہی بلکہ خاوند کو لازم ہی

یزید علی احتمال الاذی الملاعبة معهن فیلاعبهن بما لا اثم فیه فان ملاعبة الرجل مع نسائه لیست من اللهو
کہ ایذا کی برداشت پر اونکی ساتہہ ملاعبت زیادہ کری سو اونکی ساتہہ وہ کہیل کیا کری جسمین گناہ ہو بیشک ملاعبت خاوند کی بی بی کی ساتہہ لہو باطل مین داخل

الباطل الذی نهی عنه فی الدین بل هی من اللهو الجائز الذی رخص فیه فی الدین فانه علیه السلام کان یمزح مع
نہین ہی جسکی دین مین ممانعت ہی بلکہ یہہ لہو جایز ہی جسکی دین مین اجازت ہی بیشک نبی علیہ السلام ازواج کی ساتہہ خوش طبعی کیا کرتی تہی

نسائه وینزل الی درجة عقولهن حتی روی انه علیه السلام کان یسابق مع عائشة فی العدو وجاء فی الخبر انه
اور اونکی ہی موافق بنجاتی تہی یہان تک روایت ہی کہ نبی علیہ السلام حضرت عائشہ کی ساتہہ شرط کرکر دوڑتی اور حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیہ السلام

کان من افکه الناس مع نسائه ای من اطیبهم وامزحهم معهن وروی انه علیه السلام قال خیرکم خیرکم لاهله
ازواج کی ساتہہ سبکی زیادہ ظرافت کرتی لیعنی اونکی ساتہہ بہت خوش خلقی اور بہت مزاح فرماتی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا تم مین اچہا وہ ہی جو اپنی بی بی کی

وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال اکمل المؤمنین ایمانا احسنهم خلقا والطفهم باهله لکن لا ینبغی له ان ینبسط
اچہا ہو اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا سب مومنون مین کامل ایمان والا وہ ہی جو اپنی اہل کی ساتہہ نیک خلق اور لطف برتی لیکن ایسا نچاہی

معهن فی حسن الخلق والملاعبة الی حد یفسد خلقهن ویسقط بالکلیة هیبته عندهن بل یراعی الاعتدال فی
کہ اونکی ساتہہ اس درجہ کا حسن خلق اور ملاعبت برتی کہ اونکی عادت بگڑ جاوی اور اونپر سی سراسر ہیبت جاتی رہی بلکہ اس باب مین اعتدال کا لحاظ رکہی

ذلک فلا یدع الهیبة والانقباض مهما رای منهن منکرا ولا یفتح باب المساعدة البتة بل مهما رای منهن ما یخالف الشرع
سو دہمکی اور ڈراو موقوف نکری اگر اونسی کچہہ بری بات دیکہی تو دروازہ امداد کا بالکل نکہولی بلکہ اونسی جب کوئی امر خلاف شرع دیکہی

یغتضب لان الله تعالی جعله قواما علیهن حیث قال الرجال قوامون علی النساء فیلزمه ان یقوم علیهن بالامر والنهی
تو غصہ کری کیونکہ اللہ تعالی نی مرد کو عورتون پر حاکم بنایا ہی چنانچہ فرمایا ہی مرد حاکم ہین عورتون پر سو مرد کو لازم ہی کہ اونپر حکومت کی ساتہہ قایم رہی

ولا یتغافل عن مبادی الامور التی یخشی غوائلها بل ینبغی له ان یکون صاحب غیرة لکن لا یبالغ فی التعنت واساءة
اور ایسی کام کی مبادی سی غفلت نکری جسکی بدانجامی کا خوف ہو بلکہ یون چاہئی کہ غیرت کی ساتہہ رہی لیکن غایت درجہ کی عیب جوئی اور بدگمانی

هکذا فی النسخ والذی فی الجامع الصغیر عن عائشة ۱۴۳

الظن وتجسس البواطن اذ روی انه علیه السلام نهی ان تتبع عورات النساء وفی لفظ ان یتعنت النساء فان غیرة
اور باطن کی تلاش نکری اسوسطی کہ روایت ہی نبی علیه السلام سی کہ عورتوں کی چھپی باتیں تلاش نکیجیاویں اور ایک روایت مین ہی کہ عورتوں کی عیب جوئی نکریں

الرجل علی اهله من غیر ریبة یبغضها الله تعالی کما جاء فی الحدیث انه علیه السلام قال غیرة یبغضها الله تعالی
کیونکہ مرد کی غیرت بی بی پر بدون وقوع شبہ کی الله تعالی کو ناپسند ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا ایک غیرت ہی کہ الله تعالی کو ناپسند ہی

وهی غیرة الرجل علی اهله من غیر ریبة لان ذلك من سوء الظن الذی وقع النهی عنه فان بعض الظن اثم واما الغیرة
یعنی مرد کی غیرت بی بی پر بدون شبہ کی کیونکہ یہہ صرف بدگمانی ہی جسکی ممانعت واقع ہوئی ہی بیشک بعضی گمان گناہ ہین اور رہی وہ غیرت

فی محلها فلابد منها وهی محمودة لما روی انه علیه السلام قال ان الله یغار وان المؤمن یغار وغیرة الله ان یاتی
جو ٹھیک سر ہو وہ تو ضرور چاہیئی اور محمود ہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا بیشک الله غیرت کرتا ہی اور مؤمن غیرت کرتا ہی اور الله کو غیرت اسپر آتی ہی

المؤمن ما حرمه الله علیه وفی حدیث اخر انه علیه السلام قال انی لغیور وما امرء لا یغار الا منکوس القلب والطریق
کہ مؤمن ہوکر حرام کام عمل مین لاوی اور ایک اور حدیث مین ہی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا مین بڑا غیرت والا ہون اور کون شخص ہی کہ غیرت نکری مگر اندھی دل اور وہ طریق

المغنی عن الغیرة ان لا یدخل علیهن رجل ولا یخرجن الی الطرقات یعد من عدم الغیرة فیلزم للرجل ان یمنع زوجته
کہ بیغیرتی سی بچاوی یہہ ہی کہ کوئی مرد انکی پاس نہ آنی پاوی اور عورتین باہر رستہ پر نجایا کرین کیونکہ عورتون کا رستہ پر جانا یہہ ہی بیغیرتی ہی سو مرد کو لازم ہی کہ

عن الخروج من البیت ولا یاذن لها بالخروج الا فی مواضع مخصوصة وهی ما قال صاحب الخلاصة نقلا عن مجموع النوازل
بی بی کو گھر مین سی نہ نکلنی دی اور سوا رکسی خاص جگہ کی نکلنی کی اجازت ندی وہ جگہہ ہین جو خلاصہ والی نی مجموع النوازل مین سی نقل کی ہین

یجوز للزوج ان یاذن لها بالخروج الی سبعة مواضع زیارة الابوین وعیادتهما وتعزیتهما او احدهما وزیارة المحارم
خاوند کو جایز ہی کہ بی بی کو سات جگہ جانی کی اجازت دی ماں باپ کی ملاقات کو اور انکی بیمار پرسی کو اور دونو کی یا ایک کی تعزیت کو اور محرمون کی ملاقات کو

وبعد بیان هذه السبعة قال فان کانت قابلة او غسالة او کان لها حق علی اخر او لاخر علیها حق تخرج بالاذن وبغیر الاذن
اور یہہ سات جگہ بیان کرکر کہا پہر اگر وہ عورت دائی ہو یا مردہ شو یا اوسکا حق کسی پر ہو یا کسیکا حق اسپر آتا ہو تو باجازت اور بلا اجازت چلی جایا کری

وفیما عدا ذلك من زیارة الاجانب وعیادتهم والولیمة لا یاذن لها ولو اذن وخرجت کانا عاصیین والاذن قد
اور ایسی موقع کی سوا اجنبیون کی ملاقات اور بیمار پرسی کو اور ولیمہ مین اجازت ندیوی اور اگر خاوند نی اجازت دی اور وہ چلی گئی تو دونو گنہگار ہونگی اور اجازت بعضی

یکون بالسکوت وهو کالقول لان النهی عن المنکر فرض وان ارادت ان تخرج الی مجلس العلم بغیر رضی الزوج لیس لها
وقت خاموشی سی بہی ہوجاتی ہی اور یہہ خاموشی مانند بولنی کی ہوتی ہی اسلئی کہ ممانعت بری بات سی فرض ہی اور اگر عورت چاہی کہ علم کی مجلس مین بدون مرضی خاوند کی جاوی

ذلك الا ان یقع لها نازلة وامتنع الزوج من السوال لها فحینئذ یسعها الخروج من غیر رضی الزوج لان طلب العلم فیما
تو اوسکو اختیار نہین ہی ہان اوس صورت مین کہ کوئی واقعہ پیش آوی اور خاوند پوچہہ کر نہ بتاوی تب بی مرضی خاوند کی جانی کی گنجایش ہی اسلئی کہ علم کی تلاش حاجت

یحتاج الیه فرض علی کل مسلم ومسلمة فیقدم علی حق الزوج وان سئل الزوج من العالم واخبرها بذلك لا یسعها الخروج وان
کی وقت ہر مسلم مرد اور مسلمہ عورت پر فرض ہی سو فرض خاوند کی حق پر مقدم ہی اور اگر خاوند نی عالم سی پوچہہ کر بتادیا تو پہر باہر جانی کی گنجایش نہین ہی اور اگر

لم یقع لها نازلة لکن ارادت ان تخرج الی مجلس العلم لتعلم مسئلة من مسائل الوضوء والصلوة ان کان الزوج یحفظ المسائل
اوسکو کوئی واقعہ تو پیش نہین آیا پر دل چاہتا ہی کہ مجلس علم مین جاوی تاکہ مسائل وضو اور نماز کی سیکہہ لی اب اگر خاوند کو مسایل یاد ہین

ویذکرها عندها فله ان یمنعها وان کان لا یحفظ فالاولی ان یاذن لها احیانا وان لم یاذن لا شیء علیه ولا یسعها
اور اوسکو بتاتا رہتا ہی تو اوسکو منع کرنیکا اختیار ہی اور اگر خاوند کو مسایل نہین آتی تو اولی یہی ہی کہ کبہی کبہی اجازت دیا کری اور اگر اجازت ندی تو اوسپر کچہہ الزام نہین سی اور نہ وہ

الخروج ما لم یقع لها نازلة وان خرجت من بیت زوجها بغیر اذنه یلعنها کل ملك فی السماء وکل شیء تمر علیه الا الانس والجن
جاسکتی ہی جبتک کوئی واقعہ پیش نہ آوی اور اگر بی بی خاوند کی گہر مین سی بی اجازت چلی جاوی تو اوسپر تمام فرشتہ آسمان کی اور تمام شی جو رستہ مین آتی ہین لعنت کرتی

والحاصل

والحاصل ان خروجها من بيت زوجها بغير اذنه حرام عليها واذا خرجت باذنه تخرج مخفية في هيئة رثة وتطلب
خلاصہ یہہ ہی کہ عورت کا خاوند کی گہر میں سی بی اجازت باہر نکلنا اوسپر حرام ہی اور اگر اجازت سی نکلی تو پردہ میں بری ہیئت بناکر نکلی اور ڈہونڈہ
المواضع الخالية دون الشوارع والاسواق ولا تخرج عطرة متزينة ولا تحدث مع رجل في الطريق لما روي ان عمر رأى
رستہ سی جاوی سڑک اور بازارون مین کو نہ جاوی اور خوشبو لگاکر بن ٹہن کر نجاوی اور رستہ مین کسی مرد سی نہ بولی کیونکہ روایت ہی کہ عمر رض نی ایک
امراة مع رجل يتحدثان في الطريق فضربها بالدرة فقال الرجل هي امرأتي يا امير المؤمنين فقال له عمر لو كانت امرأتك
عورت کو مرد سی رستہ مین بات کرتی دیکہا تو دو لوگی کوڑی ماری اوس مرد نی کہا یا امیر المؤمنین یہہ عورت میری بی بی ہی عمر رض نی جواب دیا اگر تیری بی بی تہی تو
فلم لم تدخلها في بيتك حتى لا يتهمك احد في الطريق ولا تخرج الى الحمام وان اذن لها زوجها لما روي عن عائشة انه عليه
گہر مین کیون نہ بیٹہائی تاکہ رستہ مین کوئی تجہہ پر تہمت نہ لیتا اور عورت حمام مین نجاوی اگرچہ خاوند اجازت دیوی اسلئی کہ عائشہ رض سی روایت ہی کہ نبی علیہ
السلام قال الحمام حرام على نساء امتي فان اقتضت الضرورة الى دخولها في الحمام لعذر المرض والنفاس يشترط ان تدخل
السلام نی فرمایا میری امت کی عورتون پر حمام حرام ہی پہر اگر حمام مین جانیکی کوئی ضرورت آلگی کسی مرض یا نفاس کی عذر سی تو یہہ شرط ہی کہ ننگی
بميزر ولا يكون فيه احد من النساء مكشوف العورة ولا تخرج بزينة فاذا لم يوجد واحد من هذه الشروط لا يحل لها
نہ جاوی اور وہان کوئی عورت ننگی نہو اور سنگار کرکر نہ نکلی پہر اگر ایک بہی شرط فوت ہوویگی تو حمام مین جانا
الخروج الى الحمام وكذا لا يحل لها الخروج الى المقابر لما ذكر في نصاب الاحتساب ان القاضي سئل عن جواز خروج المراة الى
حلال نہین ہی اور ایسی ہی عورت کو گورستان مین جانا حلال نہین ہی اسلئی کہ نصاب الاحتساب مین مذکور ہی کہ کسینی قاضی سی پوچہا کہ عورت کو گورستان مین جانا
المقابر فقال لا تسئل عن الجواز في مثل هذا وانما تسئل عن مقدار ما يلحقها من اللعن فانها لما نوت الخروج كانت في
جایز ہی یا نہین جواب دیا ایسی مقام پر جواز کو کیا پوچہتا ہی یہہ پوچہ کہ اوسپر کتنی لعنت برستی ہی کیونکہ وہ عورت جبہی جانیکا ارادہ کرتی ہی تو اللہ تعالی
لعنة الله تعالى وملئكته واذا خرجت تحفها الشياطين من كل جانب واذا اتت القبر يلعنها روح الميت واذا رجعت
اور اوسکی فرشتون کی لعنت مین رہتی ہی اور جب نکلتی ہی تو ہر طرف سی شیاطین کہیر لیتی ہین اور جب قبر پر آتی ہی تو مردہ کی روح لعنت کرتی ہی اور جب ہٹتی ہی
يكون في لعنة الله تعالى وملئكته حتى تعود الى منزلها وفي الخبر ايما امراة خرجت الى مقبرة يلعنها ملئكة السموت
تو اللہ تعالی اور اوسکی فرشتون کی لعنت مین ہوتی ہی جبتک اپنی گہر پہنچی اور ایک حدیث مین ہی جو عورت گورستان مین جاوی اوسپر ساتون آسمان
السبع والارضين السبع وتمشي في لعنة الله تعالى وايما امراة دعت للميت بخير ولم تخرج من بيتها يعطيها الله تعالى
اور ساتون زمین کی فرشتہ لعنت کرتی ہین اور اللہ کی لعنت مین جاتی ہی اور جو عورت گہر مین بیٹہی ہوئی مردہ کی لئی دعاء خیر کرتی ہی تو اوسکو اللہ تعالی
ثواب حجة وعمرة وعن سلمان وابي هريرة انه عليه السلام ذات يوم خرج من المسجد فوقف على باب داره فاتت فاطمة
حج اور عمرہ کا ثواب دیتا ہی اور سلمان اور ابو ہریرہ سی روایت ہی کہ نبی علیہ السلام ایک روز مسجد مین سی نکل کر اپنی گہر کی دروازہ پر ٹہر گئی وہین فاطمہ آگئین
فقال لها من اين جئت قالت خرجت الى منزلة فلانة التي ماتت فقال هل ذهبت قبرها قالت معاذ الله ان افعل
آپ نی پوچہا تو کہان سی آئی عرض کیا مین فلانی عورت کی گہر گئی تہی وہ جو مرگئی ہی پہر آپنی پوچہا کیا اوسکی قبر پر گئی تہی عرض کیا خدا کی پناہ مین ایسا کرتی
شيئا بعد ما سمعت منك فقال لو زرت قبرها لم تريحي رائحة الجنة وروي انه عليه السلام لما قدم المدينة
بعد اسکی کہ آپ سی سن چکی ہون جو سنا پہر فرمایا اگر تو اوسکی قبر پر جاتی تو جنت کی بو نہ سونگہ سکتی اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام جب مدینہ مین تشریف لائی
خرج الى جنازة فراى النساء يتبعن فقال لهن اتحملين مع من حمل فقال لا فقال عليه السلام اتصلين مع من يصلي
تو ایک جنازہ کی ساتہہ چلی دیکہا کہ عورتین پیچہی چلی آتی ہین آپ نی فرمایا کیا تم سب کی ساتہہ جنازہ اوٹہاوگی عرض کیا نہین پہر آپ نی فرمایا کیا سب کی ساتہہ نماز پڑہوگی
فقلن لا فقال انصرفن مازورات غير ماجورات فدل ذلك على ان المراة لا يباح لها تشييع الجنازة ولا الخروج الى المقبرة
عرض کیا نہین پہر آپنی فرمایا کیا ہٹو کی گنہگار ہوکر بی ثواب اسی معلوم ہوا کہ عورت کو جنازہ کی ساتہہ جانا مباح نہین ہی اور نہ قبرستان مین جانا

بل لا بد لها ان تکون قاعدة فی قعر بیتها ملازمة لمغزلها من حین زفت الی زوجها الی ان تزف الی قبرها ولا تخرج من
بلکہ عورت کو یہہ لازم ہی کہ گہر کی اندر بیٹہی ہوئی چرخہ کاتا کری جب سی کہ خاوند کی پاس آئی ہی جبتک کہ گور مین جاویگی اور گہر سی باہر
بیتها بغیر اذن زوجها قال ابن الهمام وحیث ابیح لها الخروج فانما یباح بشرط عدم الزینة وتغییر الهیئة الی ما لا یکون
بدون اجازت خاوند کی نہ نکلی ابن الہمام کہتی ہین عورت کو جہان جانا مباح بہی ہی تو اس شرط سی کہ سنگار نہ کری اور ایسی ہیئت بنائی کہ اوسپر مرد کو
داعیا الی نظر الرجال واستمالتهم اذ قال الله تعالی ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولی والتبرج علی ما ذکر فی الصحاح اظهار
نظر کی رغبت اور میلان نہو وی اسلئی کہ الله تعالی فرماتا ہی اور دکہاتی نہ پہرو جیسی دکہانا دستور تہا پہلی وقت نادانی کی اور تبرج کی معنی مطابق بیان صحاح
المرأة زینتها ومحاسنها للرجال وکان ذلك عادة نساء اهل الجاهلیة الاولی وهی علی ما قیل ما بین آدم ونوح علیهما السلام فنهی
دکہلانا عورت کا اپنا سنگہار اور خوبی مردون کو اور جاہلیت اولی مین عورتون کی یہہ عادت تہی اور جاہلیت اولی موافق ایک قول کی آدم علیہ السلام سی نوح علیہ
الله المومنات عن التشبه بهن وامرهن بالقرار فی بیوتهن فان المرأة کلما کانت مخفیة من الرجال یکون دینها اسلم لما
السلام تک ہی سو الله تعالی نی مؤمنہ عورتون کو اونکی مشابہت سی منع کیا اور انکو حکم دیا کہ اپنی گہرون مین بیٹہی رہو بیشک عورت جبتک مردون سی پوشیدہ رہیگی اوسکا دین
روی انه علیه السلام قال لابنته فاطمة ای شیء خیر للمرأة قالت ان لا تری رجلا ولا یراها رجل واستحسن قولها
سلامت رہیگا اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی اپنی بیٹی فاطمہ سی پوچہا عورت کی حق مین کیا بہتر ہی عرض کیا نہ وہ مرد کو دیکہی اور نہ مرد اوسکو دیکہی سو آپ نی اونکا قول
وضمها الیه وقال ذریة بعضها من بعض وکان اصحاب النبی علیه السلام یسدون الثقب والکوی فی الحیطان لئلا
پسند کر کر سینہ سی لگالیا اور فرمایا اولاد ایک کی ایک سی ہی اور نبی علیہ السلام کی اصحاب دیوارون کی سوراخ اور روشن دان بند کردیا کرتی تہی تاکہ
تطلع النساء علی الرجال ورای معاذ امرأته تطلع فی کوة فضربها فینبغی للرجال ان یفعل کذلك ویمنع امرأته عن مثل ذلك
عورتین مردون کو نہ جہانکین اور معاذ رضہ نی اپنی بی بی کو روشندان سی جہانکتی ہوئی دیکہلیا تو اوسکو خوب مارا اسیمرد کو بہی لازم ہی کہ ویسا ہی کیا کری اپنی بی بی
ثم انهم ان کان فی قلبها بدعة یزیلها ویلقنها اعتقاد اهل السنة والجماعة ویعلمها من احکام الصلوة والحیض والنفاس
منع کری پہر اگر عورت کی دلمین کوئی بدعت ہو تو اوسکو دفع کری اور اوسکو عقیدہ اہل السنة والجماعة کا تلقین کری اور مسائل نماز کی اور حیض اور نفاس کی
ما تحتاج الیه وان تساهلت فی امر الدین او کانت تارکة للصلوة یؤدبها لکن یتدرج فی تادیبها فیقدم اولا الوعظ والتخویف
اور جو حاجت پڑتی ہو سب سکہا دیوی اور اگر دین کی باب مین سستی کرتی ہو یا بی نماز ہو تو ادب دیوی لیکن اوسکی ادب دینی مین آہستگی برتی پہلی تو زبانی پند دی اور خدا سی
بالله تعالی وان لم ینجع یولی الیها ظهره فی المضجع او ینفرد عنها بالفراش ویهجرها ثلث لیال وان لم ینجع یضربها ضربا
ڈراوی اگر باز نہ آوی تو سوتی مین غصہ سی اوسکی طرف پشت کردی یا اوسی جدا سوئی اور تین رات تک اوس سی الگ رہی پہر بہی نہ باز آوی تو اتنا ماری
غیر مبرح بحیث یولمها ولا یکسر عظمها ولا یدمی جسمها ولا یضرب وجهها لورود النهی عنه فان لم ینجع یطلقها کما
کہ ہڈی نہ ٹوٹی ایسا کہ دکہہ تو ہو اور ہڈی نہ ٹوٹی اور اوسکا بدن بہی لہو لہان نہو جاوی اور مونہہ پر نہ ماری اسکی ممانعت آئی ہی اب بہی نمانی تو طلاق دیدی چنانچہ
قال قاضیخان فی فتاواه رجل له امرأة لا تصلی یطلقها وان لم یکن له مال یوفیها مهرها وقال البزازی لان یلقی الله تعالی
قاضیخان نی اپنی فتاوی مین کہا ہی ایک شخص کی بی بی بی نماز ہو اوسکو طلاق دیدی اگرچہ خاوند کی پاس اتنا مال نہو کہ مہر پورا کردی اور بزازی کہتا ہی اگر مرد مہر
ومهرها فی عنقه اولی من ان یطأ امرأة لا تصلی وقد مدح الله تعالی اسمعیل النبی علیه السلام بقوله وکان یامر
گردن پر لیکر الله کی سامنی جاوی تو اس سی بہتر ہی کہ عورت بی نماز سی وطی کری اور بیشک الله تعالی نی اسمعیل نبی علیہ السلام کی اس آیت مین مدح کی ہی اور حکم کرتا تہا
اهله بالصلوة والزکوة وقالوا حمل اهل بیته علی الصلوة سبب لانفتاح باب الرزق وقال صاحب الخلاصة للزوج ان
اپنی گہر والون کو نماز اور زکوة کا اور کہتی ہین کہ اہل بیت کو نماز پر مستعد کرنی سی دروازہ روزی کا کہلتا ہی اور خلاصہ والا کہتا ہی خاوند کو اختیار ہی کہ
یضرب المرأة علی اربع احدها خروجها عن منزله بغیر اذنه بعد ایفائها مهرها والثانیة ترك الزینة اذا اراد الزوج الزینة
بی بی کو چار بات پر مارے ایک تو اوسکی بی اجازت گہر سی نکلنی پر جب کہ اپنا مہر لی چکی ہو اور دوسری سنگار نکرنی پر اگر خاوند کا دل سنگار کو چاہی

والثالثة

والثالثة ترك الاجابة اذا اراد الزوج الجماع وهی طاهرة والرابعة ترك الصلوة وبمنزلة ترك الصلوة ترك الغسل
اور تیسری گناه نا نہ ماننی ہے جسوقت خاوند جماع کی رغبت کرے اور وه عورت پاک ہی ہو اور چوتہی نماز نہ پڑہنی ہی اور جنابت اور حیض سی غسل نہ کرنا ہی قایم
عن الجنابة والحیض ثم انه ان اراد ان یتزوج اخری وعلم انه یعدل بینهما یجوز له ذلك لكن ان لم یفعل فهو ماجور
مقام ترک صلوة کی ہی۔ پہر اگر خاوند دوسرا نکاح کیا چاہی اور یقین کرتا ہی کہ دونوں میں عدالت کریگا تو جایز ہی لیکن اگر نکاح نہ کریگا تو ثواب ہو ویگا
لترکه ادخال الغم علیها لاسیما عند کونها امراة صالحة فان صلاحها نعمة عظیمة لا یكافیها شكر وان خاف ان لا یعدل
کیونکہ بی بی کو غم سی بچا یا خاص اس صورت میں کہ بی بی صالحہ ہو کیونکہ اوسکا تقوی بڑی نعمت ہی اسکا شکر ادا نہیں ہوسکتا اور اگر یہہ خوف ہو کہ عدالت
بینهما لا یجوز ان یفعل ذلك لان الله تعالی وان جعل له ذلك حلالا بقوله فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنی وثلث
نہ کرسکونگا تو جایز نہیں کہ دوسرا نکاح کری اسلئی کہ الله تعالی نی اگرچہ اوسکو حلال تو کیا ہی اس آیت میں سو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو اور تین تین
وربع الا انه تعالی عقیب ذلك قال فان خفتم الا تعدلوا فواحدة فان من كانت له امراتان او اكثر یجب علیه
اور چار چار پر الله تعالی نی اوسکی بعد فرمایا ہی پہر اگر تمکو ڈر ہو کہ عدالت نکرو تو بس ایک ہی بیشک جسکی پاس دو عورتین ہوں یا زیاده تو اوسپر واجب ہی
ان یقسم ویعدل بینهن سواء كان صحیحا او مریضا فیكون عند كل واحدة منهن یوما ولیلة او ثلثة ایام ولیالیها
کہ اونمیں برابر قسم اور عدالت کری برابر ہی کہ بہلی چنگی ہو یا بیمار پہر اونمیں سی ہر ایک کی پاس ایکدن رات یا تین دن تین رات رہا کری
ولا یقیم عند احدیهن اكثر من ذلك الا باذنهن والثیب والبكر والمراهقة والبالغة والعاقلة والمجنونة والمسلمة
اور کسیکی پاس اس سی زیاده نہ ٹہرا کری ہاں اونکی اجازت سی مضایقہ نہیں اور رانڈ اور کواری اور قریب بلوغ اور بالغہ اور ہوشیار اور باولی اور مسلمہ
والكتابیة والصحیحة والمریضة سواء كانت الجدیدة بكرا او ثیبا فانه ان قام عند الجدیدة ثلثة ایام او سبعة
اور کتابیہ اور تندرست اور بیمار سب برابر ہین اگرچہ نئی باکرہ ہو یا رانڈ بیشک اگر خاوند نئی کی پاس تین دن یا سات دن رہی
ایام یقیم عند العتیقة مثل ذلك ولا یمیل الی بعضهن لما روی انه علیه السلام قال من كانت له امراتان فمال الی
تو قدیمی کی پاس بہی وتنا ہی رہی اور بعضی کی طرف زیاده میلان نہ کری اسلئی کہ نبی علیه السلام نی فرمایا ہی جسکی پاس دو عورتین ہوں پہر ایک کی طرف
احدیهما جاء یوم القیمة واحد شقیه ساقطة یعنی ان احد جنبیه یكون مجروحا ساقطا بحیث یراه اهل العرصة
رغبت کری تو قیامت کی دن ایسی حالت میں آویگا کہ اوسکی ایک جانب گری ہوئی ہو گی یعنی اوسکی کروٹ ایسی زخمی گری ہوئی ہو گی کہ اہل عرصہ سب دیکہینگی
لیكون له هذا زیادة فی التعذیب فان الافتضاح اشد العذاب لكن ینبغی ان یعلم ان القسم والعدل انما یجب
تاکہ یہہ رسوائی اور زیاده عذاب ہووی کیونکہ رسوائی میں سخت تر عذاب ہوتا ہی لیکن یاد رکہنی کی بات ہی کہ قسم اور عدالت یہہ ہی خرچ دینی میں
فی العطاء والمبیت دون الحب والوقاع لان الحب لا یدخل تحت الاختیار والوقاع یبنی علی النشاط فلا یقدر علی التسویة
اور سونی میں واجب ہی محبت میں اور جماع میں واجب نہیں اسلئی کہ محبت اختیاری نہیں ہوتی اور جماع نشاط دلی پہ موقوف ہی انہیں برابری کی قدرت نہیں
فیهما لما روی انه علیه السلام كان یقسم بین نسائه ویعدل ثم یقول اللهم هذا قسمی فیما املك فلا تلمنی فیما تملك
ہی اسواسطی کہ نبی علیه السلام اپنی ازواج میں قسم اور عدالت کیا کرتی پہر کہتی یا الہی مجہسی یہہ ہوسکتا ہی جسکا مجہی اختیار ہی سو مجہکو ملامت مت کرنا
ولا املك قیل اراد به الحب لان عائشة كانت احب نسائه الیه وكانت سائر نسائه یعرفن ذلك الا انه علیه السلام
جسمین تو مختار ہی اور میں مختار نہیں کہتی ہین کہ اس سی محبت مراد ہی اسلئی کہ عائشہ رض آپکو سب ازواج سی زیاده تر محبوب تہین اور تمام ازواج کو یہہ حال معلوم تہا لیکن نبی علیه السلام
كان یقسم ویعدل فی العطاء والبیتوتة حتی فی مرضه الذی توفی فیه اذ روی انه علیه السلام كان یطاف به
دینی میں اور رات کی رہنی میں قسم اور عدالت کیا کرتی تہی یہانتک کہ مرض الموت میں بہی اسلئی کہ روایت ہی کہ نبی علیه السلام کو مرض کی اندر ہر روز اوٹہاتی پہر اکرتی
محمولا فی مرضه كل یوم ولیلة فیبیت عند كل واحدة منهن وكان یقول این انا غدا این انا غدا ففهمت ازواجه انه یرید
تہی پہر شب کو ہر ایک کی ہاں رہا کرتی اور پوچہا کرتی کل کہاں کی باری ہی کل کہاں کی باری ہی اس سی ازواج سمجہ گئیں کہ عائشہ کی باری

يوم عائشة فاذن له ان يكون حيث شاء فقال هل رضيتن بذلك فقلن نعم قال عليه السلام حولوني الى بيت عائشة
پوچھتی ہیں پہر سب نی اجازت دیدی کہ آپ جہاں چاہیں رہیں پہر آپنی پوچھا تم سب اسپر راضی ہو عرض کیا ہاں علیہ السلام نی فرمایا مجکو عائشہ کی گہر بہیجدو

فكان في بيتها حتى مات عندها وممايجب على الزوج من حقها ان يؤدي اليها مهرها كملا ان كان قادرا على ادائه وان لم
پہر عائشہ کی گہر رہی یہاں تک کہ اونکی پاس وفات کی صلی اللہ علیہ وسلم اور بی بی کا جو حق خاوند پر واجب ہی یہہ ہی کہ اوسکا پورا مہر ادا کردے اگر قدرت ادا کی رکہتا ہو اور اگر

يكن قادرا على ادائه ينوي ان يؤديه اذا قدر اذ قال الله تعالى وآتوا النساء صدقاتهن نحلة اى فريضة من الله تعالى فان
ادا کی قدرت نہیں ہی تو ادا کی نیت رکہی جب قدرت پاوی اسلئی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی دیدو عورتوں کو مہر اونکی خوشی سی یعنی اللہ تعالی کا فرض کیا ہوا بیشک

اعطاء النساء مهورهن مما فرض الله تعالى في الملة والدين فمن نوى ان لا يؤدي اليها مهرها يجيء يوم القيمة زانيا لما
عورتوں کو مہر دیدینا دین وملت میں اللہ ہی کا فرض کیا ہوا ہی پہر جسکی یہہ نیت ہو کہ بی بی کا مہر ادا نکری تو قیامت کی دن زانی ہو کر آویگا اسلئی

روي انه عليه السلام قال ايما رجل تزوج امرأة على ما قل من المهر او كثر ليس في نفسه ان يؤدي اليها حقها لقي الله تعالى
کہ روایت ہی کہ نبی علیہ السلام نی فرمایا ہی کہ جس شخص نی کسی عورت سی نکاح کیا مقدار مہر سی کمتر پر یا اوس سی زیادہ پر کہ اوسکی ادا کرنی کی نیت نہیں تو اللہ کی پاس

وهو زان ولا يطلب منها المهلة لاداء مهرها الا ان يكون فقيرا ان توجله المرأة طوعا لا كرها ولا يكلفها ان تهب له مهرها
زانی ہو کر آویگا اور مہر ادا کرنیکی واسطی بی بی سی مہلت نہ مانگی ہاں اگر کنگال ہو تو بی بی اپنی خوشی سی مہلت دیدی کچھ زور نہیں ہی اور یہہ دباؤ نہ ڈالی کہ

لانه تعالى بعد ما قال وآتوا النساء صدقاتهن نحلة قال فان طبن لكم عن شيء منه نفسا فكلوه هنيئا مريئا فمعناه
مہر بخشدی اسلئی کہ اللہ تعالی اس آیت کی بعد دیدو عورتوں کو اونکی مہر دلکی خوشی سی فرماتا ہی پہر وہ اگر اوسمیں سی کچھ چھوڑ دیں تمکو دلکی خوشی سی تو وہ کہاؤ رچتا پچتا سو اس

على ما في التفسير وانوار التنزيل انهن ان وهبن لكم بعضا من الصداق عن طيبة الرضاء وطيب القلب بلا اكراه ولا اقتداء
آیت کی معنی تفسیر انوار التنزیل میں یہہ ہیں بیشک اگر عورتیں تمکو کچھ مہر میں سی بخشدیں عین رضا اور دلکی خوشی سی بی دباؤ اور نہ بدمعاملگی کرنیسی

من سوء العشرة فانتفعوا به بلا تبعة فعلم من هذا انه يستكثاف الاستيهاب مكروه لانه تعالى كما جعل عقد النكاح بيد الزوج ان شاء
سو وہ کہاؤ پیؤ بدون پیچہی پڑنی کی اس آیت سی معلوم ہوا کہ زیادہ خواہش کرنی مہر بخشوانی کی مکروہ ہی اسلئی اللہ تعالی نی جیسی کہ عقد نکاح خاوند کی اختیار

يمسكها وان شاء يرسلها بلا اختيار منها كذلك جعل حلقة سلسلة المهر في رقبته وذمته فعقد النكاح يجرها اليه وسلسلة
میں رکہا ہی اگر چاہی بی بی کو روک رکہی اور اگر چاہی اوسکو چہوڑ دی عورت کو کچھ اختیار نہیں ہی ایسی ہی مہر کی زنجیر خاوند کی گردن میں ڈالدی ہی اور اسکا مرکیا سو عقد نکاح عورت کو خاوند کی

المهر يجره اليها فاستيهاب كل المهر ابطال لحقها وابقاء لحقه وفيه ترك المعادلة ونوع من الظلم ولا يطلقها بغير ضرورة
خاوند کو عورت کی طرف کہینچتی ہی سو کل مہر بخشوانا عورت کی حق تلفی ہی اور اپنا حق باقی رکہنا ہی اور اسمیں بی انصافی اور ایک طرحکا ظلم ہی اور بی بی کو بی ضرورت

الا ان تكون سيئة الخلق فاسدة الدين تاركة الصلوة لان الطلاق وان كان مباحا لكنه من ابغض المباحات عند الله تعالى
طلاق ندیوی ہاں اگر بدخو بدمزاج بی دین بی نماز ہووی تو خیر اسلئی کہ طلاق اگرچہ مباح ہی پر مباحات میں سی اللہ تعالی کی نزدیک بہت ناپسند

لما فيها من الايذاء ولا يباح ايذاء الغير من غير ضرورة الا بجناية من طرفها فاذا عزم على تطليقها بسبب الضرورة ينبغي له ان
ہی کیونکہ اسمیں ایذا دہی ہی اور بلا ضرورت کسیکو ایذا دینی مباح نہیں ہی مگر عورت کی خطا پر پہر جب کسی ضرورت میں طلاق دینی کا ارادہ کری تو چاہئی کہ

يراعي عدة امور احدها ان يطلقها في طهر لم يجامعها فيه لان الطلاق في الحيض والطهر الذي جامعها فيه حرام الثاني
کئی بات کا لحاظ رکہی ایک تو یہہ کہ ایسی طہر میں طلاق دی جسمیں جماع نکیا ہو اسلئی کہ طلاق حیض میں اور ایسی طہر میں کہ جماع کر چکا ہو حرام ہی دوسری یہہ

ان يقتصر على طلقة واحدة ولا يجمع بين الثلث لانه بدعي قبيح والطلقة الواحدة بعد انقضاء العدة تفيد المقصود مع انه
کہ ایک ہی طلاق پر اکتفا کری تین طلاق اکہٹی ندی کیونکہ یہہ بدعی قبیح ہی اور ایک طلاق سی بہی بعد گذر جانی عدت کی وہ ہی مقصود حاصل ہوتا ہی

ابعد من الندم لتمكنه من التدارك بالرجعة في العدة وبتجديد النكاح بعد العدة واما اذا طلقها ثلثا فربما يندم ولا يمكنه التدارك
باوجودیکہ ندامت سی بہت الگ ہی کیونکہ اسکا تدارک کرسکتا ہی عدت میں تو رجعت سی اور بعد عدت کی نئی نکاح سی اور اگر اوسکو تین طلاق دیں تو بعضی دفعہ خاوند

الا بالحلة وعقد الحلة منهي عنه وورد فيه اللعن ويكون هو الداعي فيه ويحتاج الى الصبر مدة مع كون قلبه متعلق
اوسکا تدارک نہین ہوسکتا اور حلالہ کی ممانعت آئی ہی اسمین لعنت وارد ہوئی ہی اوراسمین یہہ ہی شخص باعث ٹہریگا اور مدت تک صبر کرنا پڑیگا ایسی حال
بزوجة الغير فيرجو ان يطلقها حتى تعود اليه بعد انقضاء عدتها وكل ذلك ثمرة الجمع وفي الواحدة يحصل المقصود من
مین کہ دل بیگانی جورو کی طرف لگا رہیگا اس امید پر کہ وہ کب طلاق دی کہ بعد عدت کی میری پاس آوی یہہ سب خرابیان تین طلاق کی ثمرہ ہین اور ایک طلاق مین
غير محذور والثالث ان يتلطف في تطليقها من غير عنف ولا استخفاف ويطيب قلبها بان يعطيها شيئا زائدا على مهرها على
بی خطرہ مقصود حاصل ہوتا ہی اور تیسری یہہ کہ طلاق دینی مین لطف برتی زشتی اور تحقیر سی پیش نہ آوی اور اوسکا دل خوش کردی اسطور کہ مہر کی سوا کچھہ اور بہی
طريقة المتعة وهي درع وخمار وملحفة عوضا عن ايحاشها والرابع ان لا يفشي سرها ثم انه ان طلقها على مال وهو الخلع يكره له
بطور امداد فائدہ کی اوڑہنی کرتا اور اوڑہنا اور لحاف یہہ وحشت دینی کا عوض ہی اور چوتھی اوسکا بہید نہ ظاہر کری پہر اگر اوسکو مال پر طلاق دی جو خلع
ان ياخذ ذلك المال ان كان النشوز من جانبه لانه اوحشها بالارسال فلا تزيد في ايحاشها باخذ المال وقد قال الله تعالى
کہلاتا ہی تو مرد کو وہ مال لینا مکروہ ہی اگر خاوند کی طرف سی بدمزاجی ہوئی ہی اسلئی کہ ایک تو طلاق دیکر ستایا پہر مال لیکر زیادہ نہ ستاوی اور بیشک اللہ تعالی فرماتا
وان اردتم استبدال زوج مكان زوج وآتيتم احداهن قنطارا فلا تاخذوا منه شيئا فانه تعالى نهى عن اخذ شيء
ہی اور اگر بدلہ چاہو ایک عورت کی جگہ دوسری عورت اور دی چکی ہو ایک کو ڈہیر مال تو پہیر نہ لو اوسمین سی کچہہ کیونکہ اللہ تعالی تہوڑا لینی سی بہی منع کرتا ہی
يسير من القنطار الذي هو المال الكثير فضلا عن الكثير وان كان النشوز من جانبها يكره ان ياخذ الزائد على ما دفع
قنطار مین سی جو بہت مال ہوتا ہی بہت لینی کا تو کیا ہی ٹہیک اور اگر عورت کی طرف سی بدمزاجی ہو تو جتنا مہر ادا کیا ہی اوس سی زیادہ لینا مکروہ ہی
اليها من المهر ثم ان اكرهها على الخلع والتزمت ان تعطيه مالا للخلاص منه او اسقطت ما عليه من المهر ونحوه لا لان الرضا
پہر اگر خاوند نی اوسپر خلع کی لئی زور کیا اور عورت نی ادا بنا تسلیم کیا تا کہ اوسکی پنجہ سی بچی یا مہر وغیرہ اوسکی ذمہ سی ساقط کردیا تو اسلئی
شرط في لزوم المال وسقوطه والاكراه عدم الرضا على ما بين في موضعه وان مات زوجها وارادت ان تكون في
کہ مال لازم ہوجانی مین اور ساقط ہونی مین رضامندی شرط ہی اور اکراہ مین رضامندی نہین ہوتی چنانچہ اپنی جگہ مین بیان ہوچکا ہی اور اگر اوسکا خاوند مرجاوی اور
الاخرة زوجته ينبغي لها ان لا تتزوج زوجا اخر لان المراة تكون في الاخرة لاخر ازواجها على ما روي ان ابا سفيان خطب
بی بی یہہ آرزو کری کہ آخرت مین بہی اسی خاوند کی بی بی ہون تو اب یہہ بہتر ہی کہ اور خاوند نہ کری اسلئی کہ عورت آخرت مین پچہلی خاوند کی جورو ہوگی مطابق اس
ام الدرداء بعد وفات ابي الدرداء فابت وقالت سمعت ابا الدرداء يحدث عن النبي عليه السلام ان المراة لاخر
ام درداء سی بعد وفات ابودرداء کی منگنی کا پیغام بہیجا سو اوسنی نہ مانا اور جواب دیا کہ مینی ابوالدرداء سنا ہی کہ نبی علیہ السلام سی روایت کرتا تہا کہ عورت آخرت
ازواجها في الاخرة وقال لي ان اردت ان تكوني زوجتي في الاخرة فلا تتزوجي بعدي وقيل هي في الاخرة لاحسن ازواجها
مین پچہلی خاوند کی بی بی ہوگی اور مجہکو وصیت کی ہی اگر تو چاہی کہ آخرت مین میری بی بی ہو تو میری بعد اور خاوند نکرنا اور کوئی کہتا ہی کہ عورت آخرت مین نیک عادت
خلقا لما روي ان ام حبيبة زوجة النبي صلى الله عليه وسلم سالت النبي عليه السلام
خاوند کو ملی گی اسلئی کہ روایت ہی کہ ام حبیبہ نبی علیہ السلام کی زوجہ نی نبی علیہ السلام سی پوچہا
ان المراة تكون لها زوجان فلايهما تكون في الاخرة فقال عليه السلام تخير فتختار احسنهما خلقا معها تمت
جس عورت کی دو خاوند ہون تو آخرت مین کسکو ملی گی سو نبی علیہ السلام نی فرمایا عورت کو اختیار ملیگا پس وہ اچہی کو پسند کرلیگی

خاتمة الطبع الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله والصلوة على نبيه اشرف الكائنات
واكمل الموجودات محمد صلى الله عليه وسلم وعلى اله واصحابه اما بعد احقر العباد سبحان بخش عفی اللہ عنہ ساکن قصبہ شکارپور ضلع مظفرنگر عرض کرتا ہی
کہ کتاب مجالس الابرار جسکی حال مین مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ اپنی دست مبارک سی تہہ لکہ گئی ہین کتاب مجالس الابرار ومسالك الاخيار
في علم الوعظ والنصيحة يتضمن فوائد كثيرة من باب اسرار الشرايع ومن باب الفقه ومن ابواب السلوك ومن ابواب رد البدع

نفع الطلاق لا يلزم ما التزمته من المال ولا يسقط ما عليه من المال ولا يسقط ما عليه من المهر

روایت کی ابو سفیان نے

والعادات الشنيعة لا علم لنا بحال مصنفه الا ما يكشف عنه هذا التصنيف ومن تدينه وتورعه وتفننه
في العلوم الشرعية ولنعم ما قيل لا تنظر الى من قال وانظر الى ما قال فانما يعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال والله اعلم
بالصواب واليه حسن العاقبة والمآل تمت ردبدعتین بی مثل اور فن نصایح اور وعظ مین بی نظیر اور تحقیق حقایق دینی مین بی مانند اور تدقیق
مسائل علمی مین لاثانی و بی سہیم سبحان اللہ جوبات مصنف کی قلم سی نکلتی ہی سو مدلل بآیات صریح اور جو مضمون اوسکی زبان پہ آتا ہی سو مبرہن باحادیث وروایات صحیح
کوئی مطلب ایسا نہین جسکی سند آیت یا حدیث نہو کوئی ذکر ایسا نہین کہ اوسکا حامی کسی بزرگ کا قول قدیم یا حدیث نہو نواب صاحب مستغنی عن الاوصاف جناب مولنا والمنا
مولوی حاجی محمد قطب الدین خان صاحب کو واسطی افاضۂ عام اور فیض تام کی اسکی ترجمہ کا خیال آیا کہ اس کتاب کی مضامین عام فہم ہو جاوین اور تمام صغیر وکبیر جو اردو
پڑہ سکتا ہو سب فیض اوٹہاوین اور اپنی تئین کم فرصت دیکہکر اس ناکارہ ہیچمیرز کو ارشاد فرمایا مین نی باوجود بی ساماتی کی بمعنوای المامور معذور ترجمہ لکہنا شروع کیا آخر ربیع
ربیع الثانی سنہ بارہ سو انتیس ١٢٧٩ مین لکہہ کر تمام کیا نجار بحمد اللہ کا یروق النواظر ویسقی الغلیل ویشفی العلیل ویشحذ الاذہان ویجدد الخواطر اور اسکا نام خزینۃ الاسرار
فی ترجمۃ مجالس الابرار تجویز کر کر جناب موصوف کی خدمت مین پیش کیا مولانا صاحب نی ساری ترجمہ کو بالاستیعاب ملاحظہ فرمایا اور پسند کر کر اجازت طبع کی دی
اب ناظرین با صفا اور کاملین بی ریاسی امید ہی کہ بلحاظ اصلاح غور فرما کر دیکہین اور بتعمق نظر مطالعہ کرین اور جہان سقم پاوین اصلاح دیکر درست کرین وما توفیقی
الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۵ **اشتہار** احقر العباد سبحان بخش مترجم مجالس الابرار کا صاحبان مطبع کی خدمت مین عرض کرتا ہی
کہ مین نی حق ترجمہ کی اپنی کا شیخ محمد حسین ولد حاجی غلام حسین عطار دہلوی سی لیکر اسکی طبع کا ہمیشہ کو مالک کر دیا آیندہ کو کوئی صاحب بدون شیخ محمد حسین موصوف کی اجازت
اور رضامندی کی اسکی چہاپنی کا ارادہ نکرین میری اجازت اور رضامندی اصلا معتبر نہین آپ بن محمد حسین جو نکہ حق مترجم کا دی چکا اور یہہ ترجمہ بصدقہ رجستری بنام میری ہو گیا
اگر کتاب اس کو حسب منشاء قانون یازدہم سنہ ١٨٣٥ع بغیر اجازت میری کوئی نہ چہاپی نہین تو بموجب اس قانون کی ثمرہ پاویگا فقط **صورۃ ما قرظہ الفقیر محمد حسین**
صانہ اللہ عن سوء وشین سجود الاقدام بارض حرہ موجبۃ لعز الجباۃ وصفایح القلوب بنور ثنائہ مقتبسۃ لبیاض الوجوہ والحیاۃ
صنیعتہ البلیغۃ تقلیب اللیل والنہار ورحمتہ النعیمہ تنزل علی مجالس الابرار وتہدی الفجار الی التوبۃ والندامۃ والانابۃ والاستغفار والصلوۃ والسلام
الاتمان من اللہ العزیز الرحمن علی من عرج منتہی القصر المعلی فاستوی ثم دنی فتدلی خاتم الانبیاء والمرسلین شفیع المذنبین المبعوث رحمۃ للعلمین
منشور افضاله الم نشرح لك صدرك مزین بختام رفعنا لك ذكرك وعلی آلہ وصحبہ الباذلین فی سبیل اللہ واعلاء کلمۃ اللہ انفسہم
واموالہم وعلی الذین اتبعوہم باحسان واحسنوا اعمالہم **وبعد** فیقول العبد الحقیر محمد حسین الفقیر الراجی لرحمۃ الغفار عفا اللہ عما ہو مستخف
باللیل وسارب بالنہار یوم تکون سرابیل المجرمین من قطران وتغشی وجوہہم النار ہذا در منثور یلیق ان یدرج فی حقق الصدور وسراج یلیم
المحسنین الاخیار مصباح لمجالس المتقین الابرار نذیر عریان للغافلین مذکر مبین للناس کلہم اجمعین انیس نفیس للواعظین ریاض
ذات افنان وانہار للناصحین جواہر سنیۃ تصلح لاعناق عروس حفظ العلماء ویواقیت ثمینۃ تستاہل لترصیع تاج الوعاظ الاذکیاء اعنی
تحفۃ الاخیار الکتاب المستطاب المسمی بمجالس الابرار رحم اللہ من صنفہ وجمعہ والفہ وجعل جنۃ الفردوس ماواہ یاوی الیہا کان تیمناہ
رضی اللہ عنہ وارضاہ ہو الذی فی فہمہا الانذار والتذکیر مغنی الواعظین وفی اداب الارشاد والترغیب والترہیب کاف للناصحین فما اعجب کتابہ ہذا
وما احسن وماشاء اللہ اودع فیہ نادرات الزمن بیحو البدعۃ من الافاق ویثبت السنۃ السنیۃ النبویۃ ویتمم حسن الاخلاق حوی من فوائد
لطیفۃ خلت عنہ الاذہان والحرکات رشیقۃ لم تنظرہ الاعیان لا یصنف مثلہ بمرور الدہور والزمن اذ فیہ ما تشتہیہ الانفس وتلذ
الاعین اکب علیہ العلماء الفحول وکابر بعد کابر تلقاہ بالقبول لا مریۃ فی کونہ کافیا للواعظ ولا ریب فی ان استحضارہ یغنی الحافظ لعمری انہ
لحری ان یرسم باقلام غصون الطوبی وجدیر بالکتابۃ علی ورق شمس الضحی لا بل علی خدود الحور باقلام النور ینبغی ان تکتب خطوط الشعاع
خیوط المسطر ویصرف فی مدادہ ماء السلسبیل والکوثر لکن لم یکن تیسیر للمشتاقین لقراۃ النسخ فی دیارنا الان لانہ ان کان عند احد لم تم
یشار الیہ بالبنان فتوجہ عنان العنایۃ الحبر الادیب والفاضل الکامل الادیب العالم البارع ذو الباع الواسع واقف اسرار ... عن جوہ
المشکلات مزین عرائس العربیۃ بالترجمۃ الہندیۃ المولوی المعنوی مولنا **سبحان بخش** الشکارپوری عظمہ الرحمن ودام ...
بالفیضان ففتح مغلقاتہ بالترجمۃ الہندیۃ باحسن ما یکون وسہل مقاماتہ بحیث یغبطہ الناظرون اجاد غایۃ الاجادۃ فی ربطہا